شمس الفقرا

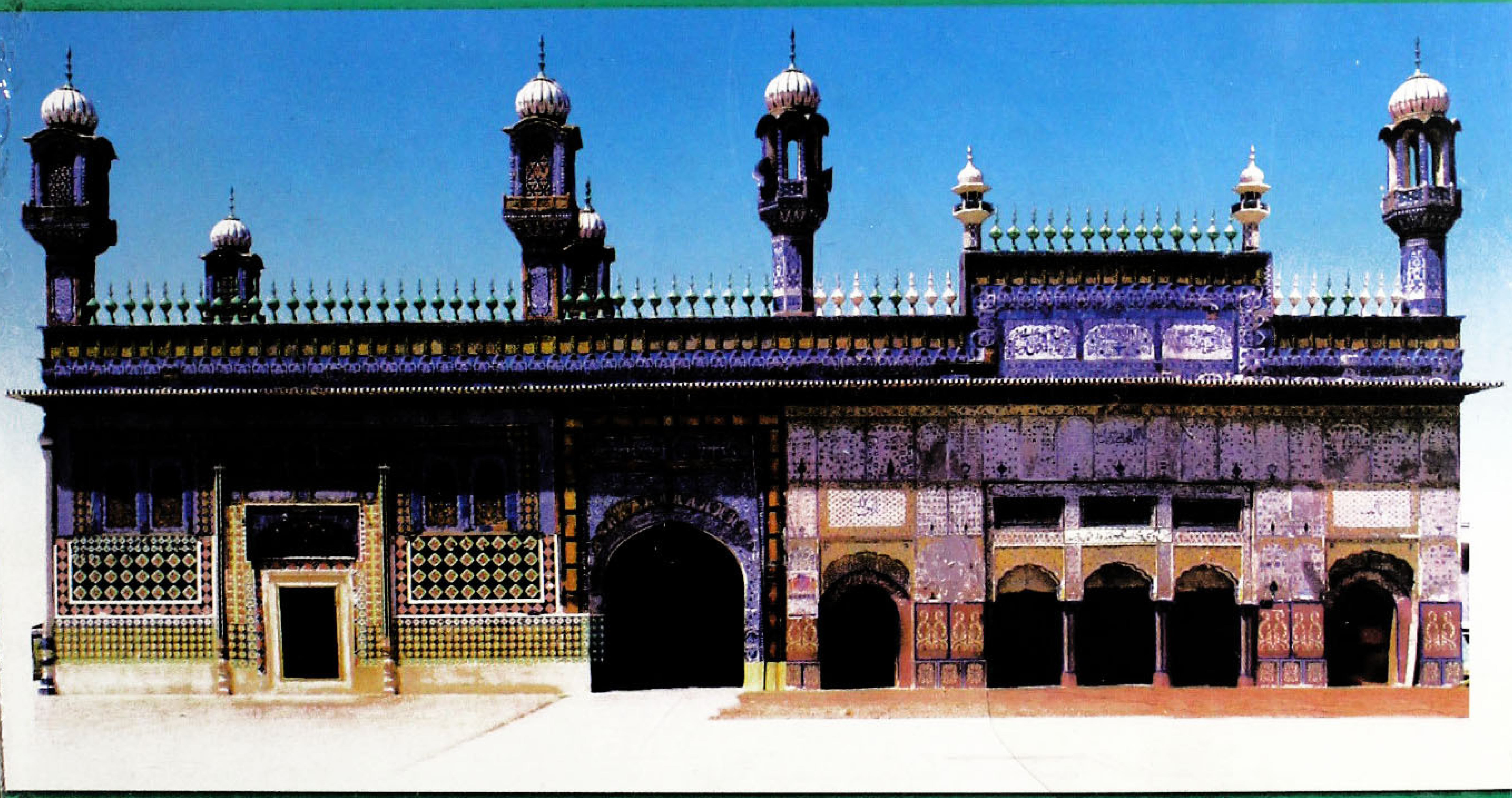

تصنیفِ لطیف

خادم سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس

Marfat.com

شمس الفقرا

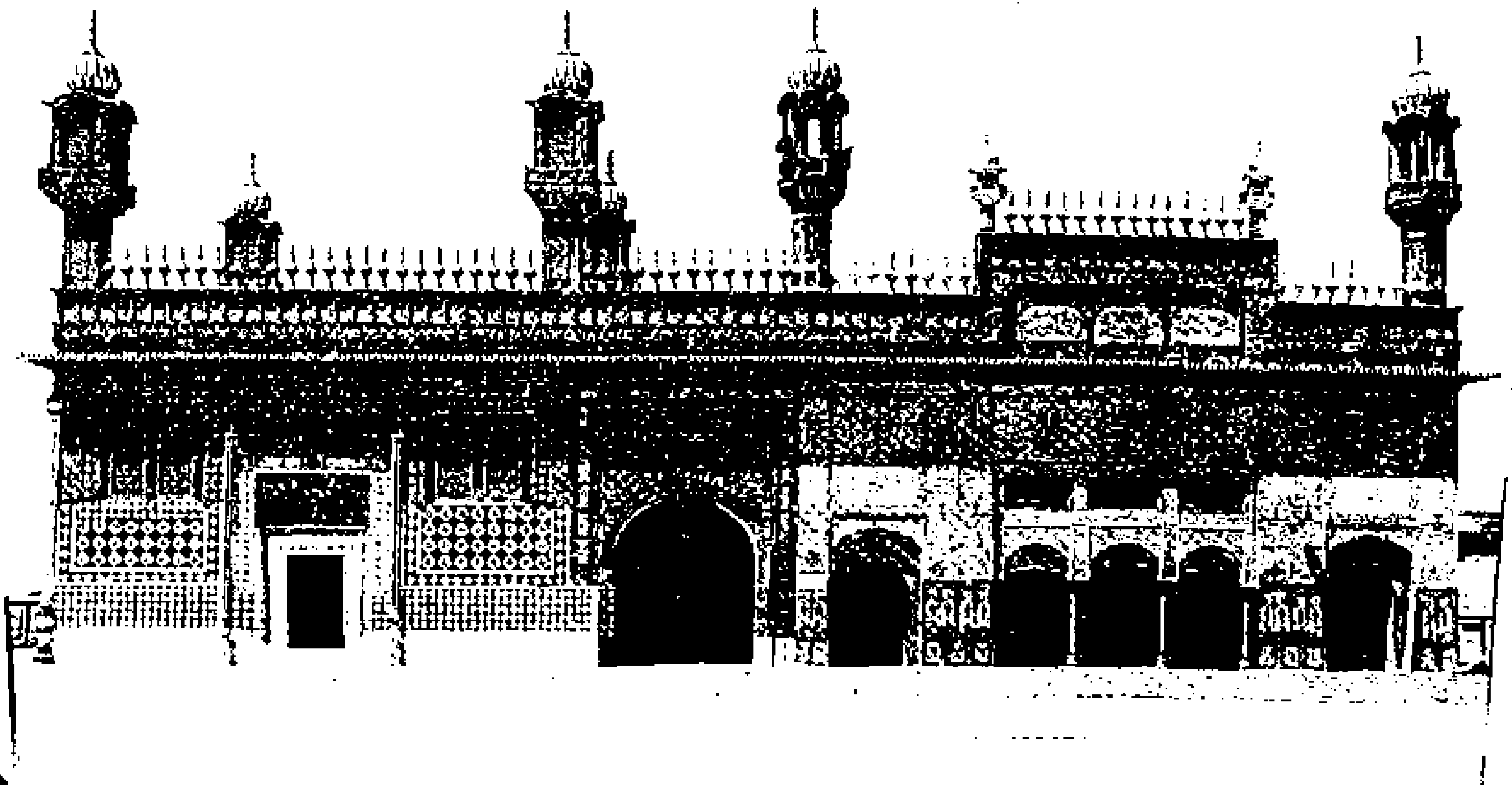

تصنیفِ لطیف

خادم سلطان الفقر

حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن

مدظلہ الاقدس

DATA ENTERED

Marfat.com

© All Copy Rights reserved with
SULTAN-UL-FAQR PUBLICATIONS (Regd.)
Lahore-Pakistan

نام کتاب: شمس الفقرا

تصنیفِ لطیف: خادم سلطان الفقر
حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس

ناشر: سلطان الفقر پبلیکیشنز (رجسٹرڈ) لاہور

بارِ اوّل: دسمبر 2012ء

بارِ دوم: جون 2016ء (نظرثانی، ترمیم اور اضافہ کے ساتھ)

تعداد: 500

ISBN: 978-969-9795-35-0

سلطان الفقر پبلیکیشنز (رجسٹرڈ) لاہور

سلطان الفقر ہاؤس

4-5/A ۔ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن وحدت روڈ ڈاکخانہ منصورہ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 54790

Ph: 042-35436600, 0322-4722766
www.sultan-bahoo.com
www.sultan-ul-arifeen.com
www.sultan-ul-faqr-publications.com
E-mail: sultanulfaqr@tehreekdawatefaqr.com

Marfat.com

انتساب

بصد عجز و نیاز و بکمالِ محبت و عقیدت یہ عاجز کتاب

شمس الفُقرا

کو اپنے آقا' اپنے ہادی' مرشد پاک

سلطان الفقر (ششم)

حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ

کے وسیلہ سے

سلطان العارفین

حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ

کی بارگاہِ عالیہ میں اس التجا کے ساتھ پیش کرتا ہے کہ یہ کتاب آپ رحمۃ اللہ کی تعلیمات کا مجموعۂ کامل ہے آپ رحمۃ اللہ سے التجا ہے کہ اس کتاب کو طالبانِ مولیٰ کے لیے راہنما اور راہبر بنائیں اور اس عاجز کو ہمیشہ اپنے غلاموں میں شامل رکھیں کیونکہ یہ عاجز جانتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ کی غلامی ہی سے فقر کی انتہا تک رسائی حاصل ہوتی ہے۔

Marfat.com

فہرس

نمبر شمار	باب	عنوانات	صفحہ نمبر
1		پیش گفتار بارِ دوم	7
2		حدیثِ دِل	8
		حصہ اوّل سوانحِ حیات	16
3		سوانحِ حیات حضرت سخی سلطان باھُوؒ	17
		حصہ دوم تعلیماتِ باھُوؒ	112
4	1	فقر	113
5	2	طالبِ مولیٰ	140
6	3	عرفانِ نفس	161
7	4	اسمِ اَللّٰہُ ذات	183
8	5	مرشد کامل اکمل	248
9	6	عشقِ حقیقی	305
10	7	مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم	339
11	8	دیدارِ الٰہی	346
12	9	انسانِ کامل (فنا فی ھُو، وحدت، فقر فنا فی اللہ بقا باللہ۔ وصالِ الٰہی)	373
13	10	شانِ سلطان الفقر	428

Marfat.com

نمبر شمار	باب	عنوانات	صفحہ نمبر
14	11	توحید	442
15	12	الہام	513
16	13	کشف	521
17	14	وَہم	526
18	15	علمِ دعوت	537
19	16	فضائلِ اہل بیت رضی اللہ عنہم	556
20	17	فضائلِ صحابہ رضی اللہ عنہم	580
21	18	سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ	626
22	19	سلسلہ سروری قادری	657
23	20	شریعت	686
24	21	نفس	690
25	22	ترکِ دنیا	699
26	23	ریاکاری	710
27	24	اخلاصِ نیت	719
28	25	تسلیم و رضا	725
29	26	توکل	733
30	27	حضورِ قلب	739

Marfat.com

نمبر شمار	باب	عنوانات	صفحہ نمبر
31	28	تکبّر، فخر وغرور اور عجز وانکساری	742
32	29	وفا اور قربانی	756
33	30	توفیقِ الٰہی	763
34	31	کلمہ طیّب	766
35	32	فِکر، تفکّر اور مراقبہ	774
36	33	استقامت	792
37	34	مرتبہ فنا فی الشیخ، فنا فی اسمِ محمدؐ، فنا فی اللہ	795
38	35	تجلّی	802
39	36	جمعیت	807
40	37	علم	810
41	38	تخلیقِ خیر وشر	827
42	39	یقین	832
43	40	ظاہر وباطن	837
44	41	غنایت	841
45	42	متفرق (حصہ اوّل) (ہوا وہوس)	844
46		متفرق (حصہ دوم) (اصطلاحاتِ فقر)	876

Marfat.com

پیش گفتار بارِ دوم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو رحمٰن بھی ہے اور رحیم بھی

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ وَالۡعَاقِبَۃُ لِلۡمُتَّقِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَاَھۡلِ بَیۡتِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ ط

''شمس الفقرا'' کا بارِ اوّل دسمبر 2012 میں شائع ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر اور فضل ہے کہ اِسے نہ صرف حضرت سخی سلطان باھُوؒ رحمتہ اللہ علیہ کے محبین اور معتقدین میں بلکہ علمی اور عوامی حلقوں میں بھی بہت پذیرائی حاصل ہوئی اور اسے سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُوؒ رحمتہ اللہ علیہ کی حیات و تعلیمات کا انسائیکلوپیڈیا قرار دیا گیا۔

بارِ دوم میں کتابت، عبارت اور حوالہ جات کی اغلاط کو درست کر دیا گیا ہے اور نظرِ ثانی کے ساتھ ضروری اضافہ اور ترامیم بھی کر دی گئی ہیں۔

بارِ اوّل کی اشاعت کے وقت ابیاتِ باھُوؒ پر تحقیق کا کام جاری تھا اس لیے دستیاب تحقیقی کتب میں جو ابیات مناسب اور درست معلوم ہوئے شاملِ اشاعت کر دیئے گئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ابیاتِ باھُوؒ پر فقیر کی تحقیق مکمل ہو کر ''ابیاتِ باھُوؒ کامل'' کے نام سے شائع ہو چکی ہے اس لیے بارِ دوم میں تمام ابیات اب ''ابیاتِ باھُوؒ کامل'' سے شامل کیے گئے ہیں اور شمس الفقرا کے بارِ دوم میں ابیاتِ باھُوؒ متن اور صحت کے لحاظ سے درست ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس عاجزانہ کاوش کو قبول فرمائے۔

مئی 2016

خادم سلطان الفقر

سلطان محمد نجیب الرحمٰن سروری قادری

Marfat.com

حدیثِ دل

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو رحمٰن بھی ہے اور رحیم بھی

تمام حمد وثناء اللہ رب العالمین ہی کے لیے ہے جو وحدہٗ لاشریک ہے اور جس کا کوئی ہمسر نہیں اور جس کی شان لَیۡسَ کَمِثۡلِهٖ شَیۡءٌ وَهُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ ہے۔ جس کا ہم پر یہ فضل وکرم ہے کہ ہمیں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امتی بنایا اور اسمِ اَللّٰهُ ذات کے وسیلہ سے اپنی پہچان اور دیدار کی نعمت عطا فرمائی۔

لامحدود و بے حساب درود وسلام رحمتہ العالمین حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات بابرکات پر۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرِّ ھُو کے محرم اور میم احمدی کا راز ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ اس کائنات کو ہی تخلیق نہ فرماتا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت بھی نبی تھے جب آدم علیہ السلام ابھی مٹی اور پانی کے درمیان تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے ہی تمام موجودات کا ظہور ہوا اور ہو رہا ہے اور ہوتا رہے گا۔

یہ کائنات ابھی ناتمام ہے شاید   کہ آرہی ہے دما دم صدائے کن فیکون

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی اوّل اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی آخر ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ظاہر

Marfat.com

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی باطن ہیں۔ فقر آپ ﷺ کی وراثت اور آپ ﷺ کے اندر کا نور ہے جو اس نور تک پہنچ گیا وہ آپ ﷺ تک پہنچ گیا اور جس نے فقر کو پالیا وہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وارث ہے۔

بہ مصطفیٰؐ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست اگر بہ او نہ رسیدی، تمام بولہبی است

تُو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تک خود کو پہنچا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی مکمل دین ہیں۔ اگر تُو اُن تک نہیں پہنچتا تو تیرا سارا دین ابولہب کا دین ہے۔

لاکھوں کروڑوں درود وسلام ہوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آلِ اطہار پر جن کو اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کے رِجس سے پاک وطاہر فرمادیا ہے جو امت کے لیے امان اور سفینہ نوح کی مانند ہیں۔ جو ان سے وابستہ ہوا فلاح پا گیا۔

لاکھوں کروڑوں درود وسلام ہوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحابِ کبار پر جو ستاروں کی مانند ہیں اور امت میں سے جو کوئی بھی کسی ایک ستارہ سے وابستہ ہوا نجات پا گیا۔ اُن کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ نُور تھا جس کا نام فقر ہے۔ اور جس نے یہ نور اُن سے حاصل کرلیا وہ آپ ﷺ تک پہنچ گیا اور جو آپ ﷺ تک پہنچ گیا وہ اللہ تعالیٰ تک پہنچ گیا یہی صراطِ مستقیم ہے اور یہی کامیابی ہے۔

لاکھوں کروڑوں سلام ہوں محبوبِ سبحانی، غوثِ صمدانی، شہبازِ لامکانی، شاہِ جیلانی، حقیقتُ الحق، نُورِ مطلق، مشہودعلی الحق، غوث الثقلین پیرانِ پیر شہسوارِ فقر غوث الاعظم حضرت شیخ سیّد محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ پر، جو امام الاولیاء ہیں اور جن کا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے۔ آپؓ کی نگاہِ کرم کے بغیر کوئی فقر تو کیا فقر کی خوشبو تک بھی نہیں پہنچ سکتا۔ اے فقر کے شہسوار اس عاجز پر ہمیشہ کی طرح نگاہِ کرم رکھنا۔ کیونکہ یہ عاجز جانتا ہے کہ آپؓ کی نگاہِ فیض کے بغیر کوئی کچھ بھی نہیں۔

لاکھوں سلام ہوں سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کی ذاتِ بابرکات پر جو عارفین کے سلطان اور مرتبہ سلطان الفقر پر فائز ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے در سے کروڑوں کو فیض اور ولایت ملی اور فقر تو ہوتا ہی آپؒ کے در سے عطا۔ اور آخر میں یہ عاجز لاکھوں سلام اپنے مرشدِ پاک سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پیش کرتا ہے جنہوں نے اس عاجز کو ذرّہ سے سورج بنایا۔ میں اپنی مثال کو میاں محمد بخش رحمتہ اللہ علیہ کے الفاظ میں یوں بیان کرسکتا ہوں کیونکہ میرے پاس اس سے بہتر الفاظ نہیں ہیں:

Marfat.com

ہکو سخن نہ ہور تمامی جو نعمت میں پائی	اُوسے مرد سچے دا صدقہ اپنی نہیں کمائی
خشخش جتنا قدر نہ میرا میرے صاحب نوں وڈیایاں	میں گلیاں دا روڑا کوڑا محل چڑھایا سائیاں

میں کون ہوں؟ کچھ بھی نہیں! میں تو اپنے مرشد کی روح کا عکس ہوں اور یہی عکس مجھے زندہ رکھے ہوئے ہے۔ میں تو کچھ نہیں میرے مرشد کی ذات ہی سب کچھ ہے میرا مشن تو مرشد کی تعلیمات کو عام کرنا ہے۔ یہی جنون مجھے دوڑائے پھرتا ہے اور دِل چاہتا ہے کہ اپنے مرشد کی عطا کی ہوئی روشنی سے پورے جہان کو منّور کردوں۔ یہ جنون مجھے قرار نہیں لینے دیتا۔ مجھے یہ بھی کوئی غرض نہیں کہ کون کیا کہتا ہے؟ اور میں تو یہ بھی نہیں جانتا کہ میں کامیاب ہوں گا یا نہیں۔ میری مثال تو اس ابابیل کی سی ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے دھکائی گئی آگ کو اپنی چونچ کے پانی سے بجھانے کی کوشش کررہی تھی اور جانتی تھی کہ وہ اس آگ کو نہیں بجھاسکتی۔ لیکن اللہ پاک نے جو ہمت اور استطاعت اُسے عطا کی تھی وہ تو اس کے مطابق ہی اللہ پاک کی بارگاہ میں جوابدہ تھی سو وہ کامیاب رہی اپنی ہمت اور استطاعت کے مطابق۔ میرے مرشد پاک کی تعلیمات سلطان العارفینؒ کی ہی تعلیمات ہیں بس آپؒ محقق یا مقرر نہیں تھے بلکہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے پاس وہ نگاہ تھی جس کے ذریعہ آپ رحمتہ اللہ علیہ ان تعلیمات کو لوگوں کے سینوں میں منتقل کرتے تھے اور زنگ آلود قلوب کو نور سے منور فرمادیتے تھے۔ لاکھوں لوگوں نے آپؒ سے فیض پایا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی یہ خواہش رہی ہے کہ آج کے تیز رفتار اور مصروفیت کے دور میں سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کی تمام تعلیمات کو موضوعات اور عنوانات کے اعتبار سے ایک کتاب میں جمع کردیا جائے تاکہ لوگوں کو سمجھنے میں آسانی اور سہولت ہو اور سالکین کو تمام کتب کے مطالعہ کی بجائے ایک ہی کتاب سے آسانی سے راہنمائی مل جائے۔ اور طالب کو راہِ فقر کی منازل سے آگاہی رہے۔ یہ کتاب اسی حکم کی پیروی میں لکھی گئی ہے۔

❁ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ نے ظاہری علم حاصل نہیں کیا آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

گرچہ نیست ما را علمِ ظاہر	ز علمِ باطنی جان گشتہ طاہر

ترجمہ: اگرچہ ظاہری علم میں نے حاصل نہیں کیا تاہم علمِ باطن حاصل کرکے میں پاک وطاہر ہوگیا۔

عین الفقر میں آپؒ فرماتے ہیں: ''محمد مصطفیٰ عربی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ومراعلمِ ظاہر ہیچ نہ بود۔ از علم حضور است وظاہر وباطن علم چندیں واردات فتوحاتِ کشادہ است کہ دفترہا باید۔''

ترجمہ: ''حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مجھے علمِ ظاہر کسی نے نہیں سکھایا کہ ہمیں علمِ حضوری عطا کیا گیا ہے

Marfat.com

جس کی واردات وفتوحات سے ظاہر و باطن میں اتنا وسیع علم منکشف ہوا ہے کہ جس کے اظہار کے لیے بے شمار دفاتر (کتب) کی ضرورت ہے۔''

آپ رحمتہ اللہ علیہ کی کتب کی زبان الہامی ہے آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''نہ تو میں نے کسی کتاب سے کچھ نقل کیا ہے جو کچھ لکھا ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے حاصل کیا ہے۔ یہ فقیر حق سے ہو کر آیا ہے اور یہ حقیقت وہیں سے لایا ہے اس لیے میری سب باتیں حق ہیں۔'' (نور الہدیٰ خورد)

''مناقبِ سلطانی'' سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کے حالات ومناقب پر پہلی کتاب ہے جو آپ رحمتہ اللہ علیہ کی ساتویں پشت میں آپؒ کی اولاد میں سلطان حامد رحمتہ اللہ علیہ نے تحریر فرمائی مناقبِ سلطانی کے مصنف کی تحقیق کے مطابق حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ نے تقریباً ایک سو چالیس کتب عربی و فارسی میں تصنیف فرمائیں فارسی زبان میں آپ رحمتہ اللہ علیہ نے نعتیں اور مثنویاں بھی لکھیں اور پنجابی میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کے ابیات تو دنیا بھر میں مشہور ہیں۔ لیکن مناقبِ سلطانی میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کی کتب کی جو فہرست دی گئی ہے اُن کی تعداد صرف تیس (30) ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مناقبِ سلطانی کی تحریر کے وقت ہی آپ رحمتہ اللہ علیہ کی کتب کا کثیر حصہ یا تو ضائع ہو چکا تھا یا پھر سلطان حامد رحمتہ اللہ علیہ کے پاس موجود نہ ہونے کی وجہ سے انہیں علم نہ تھا۔ اس وقت بتیس (32) کے قریب کتب کے تراجم دستیاب ہیں۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ مرشدِ کامل اکمل نور الہدیٰ ہیں اور مرتبہ سلطان الفقر پر فائز ہیں اس لیے آپ رحمتہ اللہ علیہ کی کتب کی کرامت ہے کہ اگر کوئی طالب اس کا مطالعہ صدقِ دِل سے اللہ تعالیٰ کے دیدار کے لیے کرے تو اس کی راہنمائی ہو جاتی ہے یا پھر آپ رحمتہ اللہ علیہ کے ''حقیقی روحانی وارث'' کی طرف نشاندہی ہو جاتی ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا یہ ارشاد مبارک کچھ الفاظ کی کمی بیشی کے ساتھ ہر کتاب میں موجود ہے:

''یہ کتاب ایک کامل مرشد کی طرح فیض رساں ہے اگر کوئی صدق اور خلوص سے اس کتاب کا مطالعہ کرے گا تو وہ مشاہدہ حق تعالیٰ اور مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مشرف ہوگا۔''

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کا اسلوبِ نثر خالصتاً عارفانہ ہے اور عارف کی تحریر میں ایک اخفا کا پہلو بھی ہوتا ہے تاکہ اسرارِ الٰہی نااہلوں پر ظاہر نہ ہوں اسی لیے سلطان العارفین فقر کے کسی ایک

Marfat.com

موضوع کو لے کر اس کے تمام پہلوؤں کا مکمل اور بیک وقت احاطہ نہیں کرتے وہ یہ مناسب نہیں سمجھتے کہ ایک جگہ پر کسی ایک ہی موضوع پر مکمل روشنی ڈالیں اور اس موضوع پر ابتدا سے انتہا تک مکمل اظہار کریں۔ اس لیے جتنا مناسب سمجھتے ہیں وہ اس موضوع پر اظہارِ خیال کر کے آگے بڑھ جاتے ہیں اور کسی اور جگہ یا دوسری کتاب میں اسی موضوع پر دوبارہ اظہارِ خیال فرماتے ہیں اسی لیے بعض اوقات یہ تکرار عام قاری کو گراں بھی گزرتی ہے اس لیے آپؒ کی کتب کا سطحی نظر سے مطالعہ کرنے والا پریشان ہو کر مطالعہ چھوڑ دیتا ہے لیکن یہ تکرار ہو بہو نہیں ہوتی۔ جب بار بار آپ رحمتہ اللہ علیہ کسی موضوع کو زیرِ بحث لاتے ہیں تو ہر بار اس کے ساتھ نئے اسرار و رموز بھی بیان فرماتے ہیں اس لیے کسی ایک موضوع کو سمجھنے کے لیے آپ رحمتہ اللہ علیہ کی تمام کتب کا گہری نگاہ سے مطالعہ ضروری ہے۔ کچھ محققین کے نزدیک جب تک آپ رحمتہ اللہ علیہ کی کتب کو بار بار نہ پڑھا جائے تو اُن کے اسرار و رموز تک رسائی نہیں ہوتی لیکن اس عاجز کا مشاہدہ یہ ہے کہ جب تک کوئی شخص یا سالک آپؒ کے سلسلہ کے حقیقی روحانی وارث صاحبِ مسمّٰی مرشد کامل اکمل سروری قادری کا دستِ بیعت نہ ہو اور تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کا عامل نہ ہو اس وقت تک سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کی کتب کی کنہہ اور حقیقت کی سمجھ نہیں آسکتی اس لیے علمی لحاظ سے آپ رحمتہ اللہ علیہ کی کتب پر تحقیق اور ترجمہ کرنے والے محققین اور مترجم تو ہو سکتے ہیں عارف نہیں کیونکہ عارف کی بات سمجھنے کے لیے عارف ہونا ضروری ہے۔

عارف دی گل عارف جانے کیا جانے نفسانی ھُو

آپ رحمتہ اللہ علیہ کی تمام کتب' فقر کے عملی سلوک کے لیے ہیں نہ کہ صرف مطالعہ کے لیے۔ اس لیے جو طالب یا سالک راہِ فقر پر چلنا چاہتا ہے اس کے لیے راہِ سلوک کے ساتھ ساتھ راہنمائی کے لیے آپ رحمتہ اللہ علیہ کی تعلیمات کا مطالعہ بہت اہم ہے۔ اسی لیے یہ ضروری تھا کہ موجودہ زمانہ میں جب انسانوں کے پاس مطالعہ کے لیے وقت نہیں ہے اور ہر کوئی ہر بات کو جلدی جلدی سمجھنا چاہتا ہے تو آپ رحمتہ اللہ علیہ کی تعلیمات کو آسان اور راہِ فقر کی تمام منازل کے مطابق موضوعات اور عنوانات کے ساتھ ترتیب دیا جائے۔ تاکہ موجودہ تیز رفتاری کے دور میں ایک ہی کتاب کے مطالعہ سے آپ رحمتہ اللہ علیہ کی تعلیمات راہِ سلوک کے مسافر پر واضح ہو جائیں اور آسانی کے ساتھ سمجھ بھی آ جائیں۔ پھر قرآن و حدیث اور دوسرے عارفین کی تعلیمات کے ساتھ موازنہ کر کے ایک تو یہ ثابت کیا جائے کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی تعلیمات قرآن و حدیث کے عین مطابق ہیں اور دوسرے یہ کہ مشاہدہ حق تعالیٰ کے لیے آپ رحمتہ اللہ علیہ کے راہِ سلوک اور تعلیمات کا کوئی ثانی اس زمانہ میں

Marfat.com

بہرحال نہیں ہے۔ کیونکہ آپؒ کا راہِ سلوک راہبانیت نہیں دنیا میں رہنے کی تعلیم دیتا ہے اور کسی خاص لباس جُبّہ و دستار کا قائل نہیں۔ اور نہ ہی ریاضت، مشقت، چلہ کشی آپؒ کے راہِ سلوک کا حصہ ہے آپؒ کے راہِ سلوک کی بنیاد ذکر و تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات ہے بشرطیکہ یہ کسی صاحبِ مسمّٰی مرشد کامل اکمل سے حاصل ہوا ہو۔

میرے مرشد پاک سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ نے نومبر 2001 میں اس عاجز کی زیرِ نگرانی سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کی تعلیمات کو عام کرنے کے لیے مکتبہ العارفین قائم کیا اس مکتبہ کے زیرِ اہتمام اپریل 2002ء اور 2004 میں اسی ترتیب اور موضوعات پر میری تحریر کردہ کتاب ''گلدستہ ابیات و تعلیمات حضرت سخی سلطان باھُوؒ'' کے نام سے شائع ہوئی لیکن اس کتاب میں کافی تشنگی محسوس کی گئی اور ارادہ بنا کہ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کی تمام تعلیمات کو ایک کتاب میں جمع کیا جائے۔ 2004 میں اس پر کام شروع ہوا اور 17 نومبر 2010 (10 ذوالحجہ 1431ھ) بروز بدھ پایہ تکمیل کو پہنچا۔ اس دوران میرے مرشد پاک سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ کی باطنی راہنمائی ہر لحہ میسر رہی۔ یہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی باطنی مہربانی ہی ہے کہ سمندر کو کوزے میں بند کیا گیا ہے ورنہ اس عاجز کے بس میں یہ کہاں تھا۔ بلکہ حق تو یہ ہے کہ یہ کتاب میری نہیں آپ رحمتہ اللہ علیہ ہی کی ترتیب ہے بس نام میرا ہے اور کام آپؒ کا۔ قلم میرا ہے تحریر آپ کی۔ یہ میرے مرشد کریم کی خاص عنایت ہے اس عاجز پر کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے نہ صرف اپنی نگاہِ فیض و کرم سے نوازا بلکہ ان تعلیمات کو عملی اور علمی طور پر عام کرنے اور لوگوں کی راہِ سلوک پر راہنمائی کا بھاری بوجھ بھی ان ناتواں کندھوں پر رکھ دیا میں تو یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ فقر کو عام کرنے کے لیے مجھ جیسے لوگ بھی کام آسکتے ہیں ''یہ تو اس کا فضل ہے چُن لیتا ہے وہ جس کو چاہتا ہے''۔

میں تو ناقص ہی سہی اے کاملو ماہیت قطرے کی آخر نم میں یم سے کم نہیں

علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ کی تعلیمات اور کلام کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے فلسفہ فقر، تعلیماتِ فقر اور اصطلاحاتِ فقر پر حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کے بہت گہرے اثرات ہیں۔ اس لیے اس کتاب میں قارئین کو ہر موضوع اور مضمون میں سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کی تعلیمات کے ساتھ ساتھ اقبال کا کلام بھی نظر آئے گا اور مطالعہ سے قارئین کو اس بات کا بخوبی علم بھی ہو جائے گا کہ سلطان العارفینؒ کی تعلیمات کے اقبالؒ پر کتنے گہرے اثرات مرتب ہوئے ہیں جس کا اظہار اُن کے

Marfat.com

کلام میں جگہ جگہ نظر آتا ہے۔ ہاں اندازِ بیاں زمانہ کے لحاظ سے ذرا مختلف ہے لیکن اگر حقیقت تک رسائی حاصل کی جائے تو علامہ اقبالؒ کا کلام سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کی تعلیمات کی ہی توسیع ہے۔ ڈاکٹر سلطان الطاف علی ''ابیاتِ باھُوؒ'' (مع ترجمہ و شرح) میں تحریر فرماتے ہیں:

''علامہ اقبالؒ کے کلام میں جا بجا اس قسم کے خیالات اور بعینہٖ ایسی اصطلاحات کو دیکھ کر مجھے خیال ہوا کہ علامہ اقبال صاحب نے جہاں رومی رحمتہ اللہ علیہ سے روحانی فیض حاصل کیا ہے اس کے ساتھ ہی لازماً انہوں نے افغانستان، ایران و ہندوپاکستان کے صوفیاء کرام کے کلام کا بھی گہرا مطالعہ کیا ہوگا چنانچہ اِسی خیال کی تصدیق کے لیے میں نے لاہور میں شورش کاشمیری صاحب سے 1964 میں اِن کے دفتر ''ہفتہ وار چٹان'' میں ملاقات کی۔ میرے استفسار کرنے پر شورش صاحب نے فرمایا ''علامہ صاحب نے یقیناً حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کے کلام کا مطالعہ کیا ہے اور اس سے اثرات بھی حاصل کیے ہیں'' اس کے بعد شورش صاحب نے واقعہ سنایا کہ ایک بار علامہ صاحب حضرت سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کے پنجابی ابیات پڑھ رہے تھے اور جب یہ مصرعہ پڑھا ''تاڑی مار اُڈانہ باھُو اساں آپے اُڈن ہارے ھُو'' تو علامہ صاحب بے تحاشا رونے لگے۔[1]

فرزندِ اقبال جسٹس ڈاکٹر جاوید اقبال فرماتے ہیں:

''میرے والد اپنی زندگی کے آخری ایام میں حضرت سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کا کلام اپنے ایک ملازم دیوان علی سے سنا کرتے تھے جو ہارمونیم پر خصوصی طور پر پنجابی زبان میں سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کا کلام انہیں سنایا کرتے تھے۔''[2]

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کی جتنی بھی سوانح حیات اب تک منظرِ عام پر آئی ہیں اُن سب کی بنیاد ''مناقبِ سلطانی'' ہے۔ مناقبِ سلطانی میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کی حیاتِ مبارکہ کے کچھ پہلوؤں پر مواد یا تو موجود نہیں ہے یا پھر وہ ظاہری اور حقیقی حالات و روایات سے مطابقت نہیں رکھتا۔ ''شمس الفقرا'' میں آپؒ کی سوانحِ حیات بھی شامل ہے اور کوشش کی گئی ہے کہ جدید تحقیق سے آپؒ کی مکمل اور کامل سوانحِ حیات محبین کے سامنے پیش کی جائے اور تعلیمات کے ساتھ ساتھ حیاتِ مبارکہ کا بھی مکمل احاطہ ہو جائے۔

یاد رہے کہ یہ کتاب اُن طالبانِ مولیٰ کے لیے مرتب کی گئی ہے جو راہِ فقر پر چلنا چاہتے ہیں۔ یہ کتاب

---

[1] شرح ابیاتِ باھُوؒ 49-50، بار چہارم 1995 [2] ماہنامہ مراۃ العارفین لاہور شمارہ جون 2008

Marfat.com

علمی راہنمائی کے لیے ہے کہ اس کے مطالعہ کے بعد عملی راہنمائی کے لیے کسی مرشدِ کامل اکمل تک پہنچا جا سکے سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کا اپنی کتب میں اسرارِ الٰہی ظاہر کرنے کا مدعا مطالعہ نہیں بلکہ مطالعہ کر کے عملی طور پر راہِ سلوک پر چل کر عارف بننا ہے۔

حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ عارفین کے سلطان ہیں اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کی ذات اور تعلیمات فقرا کے لیے ''شمس'' کی مانند ہیں اس لیے اس کتاب کا نام ''شمس الفقرا'' رکھا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ فقرا کے لیے یہ کتاب شمس بنائے اور اس عاجز کے لیے ذریعہ نجات۔ (آمین)

خادم سلطان الفقر

سلطان محمد نجیب الرحمٰن سروری قادری

لاہور

Marfat.com

حصہ اوّل

سوانحِ حیات

Marfat.com

سلطان العارفین

حضرت سخی

سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ

سلطان الفقر، سیّد الکونین، سلطان العارفین، برہان الواصلین، حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ فقیر مالک الملکی اور مرشد کامل اکمل جامع نور الہدیٰ ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''میں کامل و مکمل و اکمل و نور الہدیٰ جامع مرشد ہوں اور مالک الملکی مرتبے کا جامع فقیر ہوں۔''

(نور الہدیٰ کلاں)

فقر میں ''فقیر مالک الملکی'' سب سے اعلیٰ مرتبہ ہے اور صاحبانِ تلقین وارشاد میں مرشد کامل اکمل جامع نور الہدیٰ سب سے آخری مرتبہ ہے اور انسانِ کامل کا یہ اعلیٰ ترین مرتبہ ہے اور یہ مرتبہ سب مراتب کا جامع ہے اس کے بعد کوئی مرتبہ نہیں ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ عارفین کے سلطان ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سلسلہ قادری کو سلسلہ سروری قادری کے نام سے منظم کیا اور اس کے لیے تاقیامت اپنی کتب کی صورت میں فکری اثاثہ مہیا کیا اور یوں حق تعالیٰ کے متلاشی طالبانِ مولیٰ کے لیے راہِ حق کو آسان سے آسان تر بنا دیا۔

فقیرِ کامل کی زندگی اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر حجت ہوتی ہے۔ فقیر جہاں بھی زندگی گزارتا ہے جامع

Marfat.com

صفاتِ الٰہی ہونے کی وجہ سے نورِ حق سے معاشرے کو منور کرتا ہے۔ اسی طرح فقیرِ کامل کی خانقاہ حیات بخش مرکز ہوا کرتی ہے جہاں سے لوگوں کا تزکیۂ نفس اور تصفیۂ قلب ہوتا ہے۔ اور علم و عرفان کی ندیاں معاشرے کو سیراب کرتی ہیں۔ انسان دنیا اور حبِّ دنیا میں مبتلا ہو کر سینکڑوں حجابات میں غرق ہو کر حق تعالیٰ کے نور سے محروم ہو جاتا ہے۔ فقیرِ کامل کی خانقاہ اور حلقہ اُن کے زنگ آلودہ قلوب کو نورِ حق سے منور کرتا ہے اور اس طرح تزکیۂ نفس سے قربِ الٰہی نصیب ہوتا ہے۔ طالب اور سالک کی روح کی غذا فقیرِ کامل کی صحبت اور قرب ہوا کرتی ہے۔

انسانیت کے لیے فقیر مالک الملکی اور مرشد کامل اکمل جامع نور الہدیٰ حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات بے مثل اور بے مثال ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ تمام زندگی سفر اور سیاحت میں رہ کر لوگوں کے دِلوں کو معرفتِ حق تعالیٰ اور عشقِ الٰہی سے زندگی بخشتے رہے سفر کے دوران آپ نے جہاں بھی قیام فرمایا وہاں رشد و ہدایت کا مرکز قائم ہو گیا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فیض کا سلسلہ وصال کے بعد بھی جاری چلا آ رہا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا دربار مرکز تجلیاتِ الٰہی ہے۔ کتب، شاعری اور سلسلہ سروری قادری کی صورت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عظیم ورثہ چھوڑا ہے جو قیامت تک طالبانِ حق کے لیے راہنمائی کا کام کرتا رہے گا۔

سلسلہ نسب سلطان باھُوؒ

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ اعوان قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں اور اعوانوں کا شجرہ نسب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے جا ملتا ہے۔ اعوان حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی غیر فاطمی اولاد ہیں۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دور کے دوسرے مصنفین کی طرح یہ طریقہ اختیار کیا کہ اپنی تصانیف کے شروع میں پیش لفظ کے طور پر اپنے متعلق صرف تعارفی سطور تحریر فرماتے ہیں اور پھر کتاب یا رسالے کی غرضِ تصنیف پر روشنی ڈالتے ہیں۔ انہوں نے جہاں کہیں بھی کسی تصنیف کے پیش لفظ میں اپنا ذکر فرمایا ہے وہاں اپنے نام کے ساتھ اعوان ضرور لکھا ہے۔ جیسے نور الہدیٰ کلاں میں آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"سچ کہتا ہے مصنفِ تصنیف سروری قادری فقیر باھُو، فنا فی ھُو ولد بازیدؒ محمد عرف اعوان ساکن قلعہ شور

Marfat.com

(اللہ تعالیٰ اسے ہر قسم کے فتنوں اور ظلم وستم سے محفوظ رکھے)۔''

اسی طرح کی عبارت تھوڑی سی ردّ وبدل کے ساتھ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی ہر تصنیف کے آغاز میں ملتی ہے جس سے یہ بات پایہ تکمیل تک پہنچتی ہے کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا تعلق اعوان قبیلہ ہی سے تھا۔ اعوان کون ہیں؟ اور کہاں سے آئے ہیں؟ اس سلسلہ میں سلطان حامد علی مصنف 'مناقبِ سلطانی' رقم طراز ہیں کہ اعوان حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نسلِ پاک سے ہیں۔ جب ساداتِ عظام نے مختلف مصیبتوں اور پریشانیوں کی وجہ سے وطن چھوڑا اور ایران اور ترکستان کے مختلف حصوں میں بودوباش اختیار کی' قبیلہ اعوان چونکہ سادات کرام کا قریبی اور نسبتی تھا اس لیے اس مصیبت اور کٹھن دور میں وہ سادات کے رفیق ومعاون بنے اس وجہ سے ان کی نسبت اعوان میں تبدیل ہوگئی یعنی سادات بنی فاطمہ کی مدد کرنے والے۔ علویت اور ہاشمیت کا لقب بدل کر اعوان بن گیا۔ سادات عجم میں آکر بدستور یادِ الٰہی میں مشغول رہے لیکن قبیلہ اعوان نے جنگ وجدل اور معرکہ آرائی جاری رکھی اور ہرات پر قبضہ کر لیا اور قطب شاہ نے ہرات کے تخت پر ہی وفات پائی۔ شاہ کا لقب سادات اور قریش کے ناموں کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے لیکن اعوان بھی اپنے نام کے ساتھ شاہ کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ جب سادات خراسان سے بسبب تفرقہ' مصیبت اور پریشانی' ہجرت کر کے ہندوستان میں داخل ہوئے تو قبیلہ اعوان اس سفر اور ہجرت میں ان کے رفیقِ سفر بنے اور کالا باغ کے پہاڑوں' دریائے اٹک یا دریائے سندھ کے راستے پنجاب میں داخل ہوئے۔ سادات کرام حسبِ معمول دنیاوی جاہ وحشمت کو چھوڑ کر عبادتِ الٰہی میں مشغول ہوگئے اور گوشہ نشینی اختیار کی چنانچہ اوچ شریف میں بخاری' بھوٹ مبارک میں گیلانی' چوآ سیدن شاہ میں شیرازی' دنداشاہ بلاول میں ہمدانی سادات خلقِ خدا کی رہبری اور فیض رسانی کا ذریعہ بنے۔ لیکن اعوان قبیلہ نے کالا باغ پر قبضہ کر کے دریائے اٹک کے مشرقی کنارہ کے راستہ سے جلد ہی ہندوؤں کے مضبوط قلعوں' ملک دھنی وپوٹھوہار' کوہ پکھڑو' وادی سون سکیسر' کوہ پتاوَ' کوہ تاواہ' کوہ کھون وغیرہ پر قبضہ کر لیا اور ان علاقوں میں آباد ہوگئے۔ یہاں کے ہندوؤں نے اعوان قبیلہ کے غلبہ اور اسلام کے زور کی وجہ سے اسلام قبول کر لیا۔ آج اعوان ان علاقوں میں کثرت سے آباد ہیں۔

❁ پروفیسر احمد سعید ہمدانی لکھتے ہیں:

''سلطان محمود غزنوی جب سومنات پر حملہ کرنے کے لیے ہندوستان روانہ ہوا تو اس کے ساتھ علویوں کے ایک دستے نے ہمراہی کی اجازت چاہی جس کی قیادت میر قطب شاہ یا میر قطب حیدر کر رہے تھے۔ سلطان محمود غزنوی نے بخوشی اجازت دے دی اور اس دستے کو ''اعوان'' کا خطاب دیا بعد ازاں اس قبیلے کے

Marfat.com

لوگ اسی لقب سے موسوم ہوئے۔''

''اعوانوں نے سومنات کی لڑائی میں بہادری کے جوہر دکھائے اور سلطان محمود غزنوی ان سے بہت خوش ہوا۔ جب لشکر واپس ہونے لگا تو میر قطب شاہ یا میر قطب حیدر نے سلطان سے درخواست کی کہ انہیں اور ان کے ساتھیوں کو ملک کے دوسرے علاقوں میں حکمران راجپوت سرداروں اور جاگیرداروں کی سرکوبی کے لیے مامور کیا جائے۔ سلطان نے یہ درخواست قبول کی۔ چنانچہ میر قطب حیدر اعوانوں کے لشکر کو لے کر موجودہ پوٹھوہار کے گردونواح اور کوہستان نمک کے علاقوں میں برسرِاقتدار جنجوعہ اور چوہان راجپوتوں پر حملہ آور ہوئے اور ان کو پسپا کر کے انہیں پہاڑوں سے نیچے دھکیل دیا اور اعوان قبائل ان پہاڑوں کی خوبصورت وادیوں پر قابض ہو کر ان میں آباد ہو گئے۔ اب یہ قطب شاہی اعوان کہلائے۔'' (احوال ومقاماتِ سلطان باھُو)

اردو دائرہ المعارف اسلامیہ کا مقالہ نگار لکھتا ہے ''سلطان العارفین حضرت سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے آباؤ اجداد سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہٗ کی شہادت کے بعد عرب سے ہندوستان تشریف لائے۔ پہلے یہ بزرگ پنڈ دادنخان ضلع جہلم میں آباد ہوئے اور وہاں کے ہندوؤں کو مشرف بہ اسلام کیا بعد ازاں شورکوٹ ضلع جھنگ میں منتقل ہو گئے۔''

میر قطب شاہ

یہ وہی ہستی ہیں جن کی سرپرستی میں اعوان سلطان محمود غزنوی کی فوج میں شامل ہوئے اور وادی سون سکیسر اور پوٹھوہار میں قیام پذیر ہوئے۔ پروفیسر احمد سعید ہمدانی لکھتے ہیں میر قطب شاہ کا شجرہ نسب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے صاحبزادے حضرت امام محمد بن حنفیہؒ سے ملتا ہے۔ ان کے آباؤ اجداد سادات فاطمی کی حمایت میں حکمرانوں سے لڑتے ہوئے اور سادات کو اپنی حفاظت میں لیے ہوئے افغانستان چلے آئے تھے اور ہرات میں آباد ہوئے بعد ازاں سلطان محمود غزنوی کے زمانے میں اس کے لشکر میں شامل ہو گئے۔ پوٹھوہار کے علاقے میں میر قطب شاہ کی اولاد خوب پھلی پھولی اور انہوں نے شکست خوردہ راجاؤں کی بیٹیوں سے شادیاں بھی کیں جنہوں نے اسلام قبول کیا اور ان سے اولادیں بھی ہوئیں۔ میر قطب شاہ کے ساتھ آنے والے قبائل اور نومسلم باشندوں کے درمیان ددھیال، ننھیال کے لحاظ سے مناکحت اور اولاد کا باہمی سلسلہ شروع ہوا تو بالآخر چونکہ ان کی معروف نسبی پہچان کے لیے میر قطب شاہ ہی مقتدر اور مشہور شخصیت تھے لہٰذا انہی سے منسوب

Marfat.com

ہوئے۔اب بھی یہ لوگ کہیں بھی ہوں خود کو قطب شاہی اعوان ہی کہتے ہیں۔لیکن یہ بات قابلِ غور ہے کہ جناب قطب شاہ وادی سون (انگہ[1]) میں اقامت پذیر رہے البتہ جائے قیام اور عرصہ قیام' وفات' آمد کا سن' وفات کا سن اور مزار یا قبر کے بارے میں تذکرہ نویس خاموش ہیں۔

سلطان حامد علی رحمتہ اللہ علیہ نے مناقبِ سلطانی میں کالا باغ کے اعوان رئیسوں کے کتب خانہ میں کسی کتاب سے حاصل کردہ حوالہ کی رو سے حضرت سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کے خاندان کا شجرہ نسب نقل کیا ہے جو کہ درج ذیل ہے:

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ بن حضرت بازید محمدؒ بن شیخ سلطان فتح محمدؒ بن شیخ اللہ دتہ بن شیخ محمد تمیم بن شیخ محمد منان بن شیخ محمد موغلا بن شیخ محمد پیدا بن شیخ محمد سگھرا بن شیخ محمد انون بن شیخ محمد سلا بن شیخ محمد بہاری بن شیخ محمد جیمون بن شیخ محمد ہرگن بن شیخ انور شاہ بن شیخ امیر شاہ بن شیخ قطب شاہ بن حضرت امان شاہ بن حضرت سلطان حسین شاہ بن حضرت فیروز شاہ بن حضرت محمود شاہ بن حضرت شیخ فرطک شاہ بن حضرت شیخ نواب شاہ بن حضرت شیخ دراب شاہ بن حضرت ادھم شاہ بن حضرت شیخ عبیق شاہ بن حضرت شیخ سکندر شاہ بن حضرت شیخ احمدؒ شاہ بن حضرت حجرؒ شاہ بن حضرت امیر زبیرؓ بن اسد اللہ الغالب امام امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم بن ابی طالبؓ۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کا شجرہ نسب میر قطب شاہ تک بالکل درست اور صحیح ہے میر قطب شاہ یا میر قطب حیدر کے بعد اعوانوں کے نسب نامہ میں اختلاف شروع ہوتے ہیں جیسا کہ قبیلہ اعوان کا ایک نسب نامہ اور بھی دستیاب ہے جو کہ کالا باغ خاندان کے ہی ایک فرد ملک شیر محمد نے اپنی کتاب ''تاریخ الاعوان'' میں درج کیا ہے۔مناقبِ سلطانی کے بیان کردہ نسب نامے اور تاریخ الاعوان کے مصنف ملک شیر محمد کے بیان کردہ نسب نامے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔سلطان حامد کے نزدیک حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک نسب کا سلسلہ ان کے بیٹے امیر زبیرؓ کے ذریعے پہنچتا ہے جبکہ ملک شیر محمد کے نزدیک سلسلہ نسب حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک ان کے بیٹے محمد بن حنفیہؒ کے ذریعے پہنچتا ہے۔ملک شیر محمد' تاریخ الاعوان کا شجرہ نسب ملاحظہ ہو:

میر قطب شاہ بن شاہ عطاء اللہ غازی بن شاہ طاہر بن شاہ طیب غازی بن شاہ محمد غازی بن شاہ عمر غازی بن شاہ ملک آصف غازی بن شاہ بطل غازی بن عبدالمنان غازی بن محمد بن حنفیہؒ بن علی المرتضیٰ کرم اللہ

---

[1] وادی سون سکیسر تحصیل نوشہرہ ضلع خوشاب صوبہ پنجاب

Marfat.com

وجہہ بن ابی طالبؓ۔

''مناقبِ سلطانی'' کے مصنف سلطان حامد رحمتہ اللہ علیہ نے جو شجرہ نسب دیا ہے اس میں لکھا ہے کہ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ اٹھائیس واسطوں سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے فرزند امیر زبیر رضی اللہ عنہٗ کی اولاد سے تھے اور امیر زبیر رضی اللہ عنہٗ کی والدہ کا نام میمنہ درج کیا ہے جو رستم پہلوان کی اولاد سے تھیں۔ مگر حضرت علی رضی اللہ عنہٗ کے زبیر نام کے کسی بیٹے کا ذکر نسب کی کسی مشہور کتاب (معارف ابنِ قتیبہ، تاریخِ طبری وغیرہ) میں نہیں کیا گیا اور نہ ہی حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے کسی پوتے کا نام ''حجر شاہ'' منقول ہے۔ بعض لوگوں نے اس مشکل کو یوں حل کرنے کی کوشش کی ہے کہ ان کے علم کے مطابق حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہٗ کی کنیت ابوزبیر تھی۔ اس لیے صرف زبیر بھی لکھ دیا گیا۔ صرف ''انیس الواعظین'' کے مصنف شیخ ابوبکر سندھی نے حضرت امیر زبیر رضی اللہ عنہٗ کا مختصراً ذکر کیا ہے وہ لکھتے ہیں: ''حضرت امام حسین رضی اللہ عنہٗ کے لشکر سے امیر زبیر رضی اللہ عنہٗ باہر آئے اس وقت امیر المومنین حضرت امام حسین رضی اللہ عنہٗ کے ساتھ تین بھائی موجود تھے زبیر علیؓ، طلحہ علیؓ، جعفر علیؓ، جبکہ یہ زبیر رضی اللہ عنہٗ ماں کے اکلوتے فرزند تھے۔ جب باہر آئے تو امیر المومنین حضرت امام حسین رضی اللہ عنہٗ نے فرمایا!'' اے بھائی! تو ماں کا دل مت جلا کیونکہ اس کا تو کوئی فرزند ہی نہیں ہے''۔ ماں نے وہاں سے ہی زوردار آواز دی اور کہا! ''اے حسین (رضی اللہ عنہٗ)! یہ بات مت کہو! میری جان اور میرے بیٹے کی جان آپ (رضی اللہ عنہٗ) پر قربان ہو جائے۔ آپ (رضی اللہ عنہٗ) کے بغیر ہماری زندگی کس کام کی''۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہٗ نے زبیر رضی اللہ عنہٗ کو سینے سے لگایا اور زاروقطار رونے لگے''۔ صاحب انیس الواعظین لکھتے ہیں کہ اس کے بعد زبیر رضی اللہ عنہٗ نے زوردار حملہ کیا اور شہید ہو گئے۔

✿ محمد سرور خان اعوان ان دونوں شجروں سے اختلاف کرتے ہوئے وادی سون سکیسر (تاریخ، تہذیب، ثقافت) میں لکھتے ہیں:

''یہ بات تاریخی طور پر ثابت ہے کہ اعوان قوم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد ہیں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک ان کا سلسلہ نسب آپؓ کے فرزند حضرت عباس علمدار رضی اللہ عنہٗ کی وساطت سے ملتا ہے۔ بعض مؤرخین یا تذکرہ نویسوں نے ان تاریخی شواہد کو نظر انداز کرتے ہوئے محض ظن وتخمین سے کام لے کر اعوانوں کو حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہٗ کی اولاد ثابت کرنے کی کوشش کی ہے جس سے (اعوانوں کی) قومی تاریخ پر شکوک وشبہات کے سائے پڑ گئے ہیں۔ ذیل میں ان حوالہ جات کا ذکر کیا جاتا ہے جن سے ثابت ہوگا کہ اعوان قوم حضرت عباس رضی اللہ عنہٗ کی اولاد ہیں اور اس کے مورثِ اعلیٰ قطب شاہ بغدادی ہیں نہ کہ ملک

۱۲۵۴۳۱

Marfat.com

قطب حیدر۔"

مورخین کی تصریحات کے مطابق حضرت علیؓ کے صرف پانچ بیٹوں سے نسل چلی ہے باقی فرزند یا تو لاولد فوت ہوئے یا شادی سے پہلے فوت یا کسی معرکہ میں شہید ہو گئے تھے۔ چنانچہ کتاب روضۃ الشہداء فارسی مطبوعہ نول کشور فصل ماتم کے صفحہ 377 پر مرقوم ہے "از پنج پسران امیر عقب ماند حسنؓ و حسینؓ و محمد اکبر کہ محمد حنفیہؒ گویند و عباسؓ شہید و عمر اطرفؓ انتہیٰ"۔

1۔ مناقب المحبوبین فارسی مطبوعہ محمدی ذکر حضرت علیؓ (صفحہ 11) پر ہے "واما نسل علی المرتضیٰؓ از پنج پسران باقی ماند یعنی امام حسنؓ و حسینؓ و محمد بن حنفیہؒ و محمد ابوالفضل عباسؓ و عمر اطرفؓ۔"

2۔ کتاب نسب الاقوام عربی مطبوعہ ایران و کتاب ذکر العباس اور کتاب مراۃ الاسرار کے مطابق حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ان پانچ فرزندوں سے نسل چلی امام حسنؓ و حسینؓ، عباس علمدارؓ، محمد بن حنفیہؒ اور عمر اطرفؓ۔

مندرجہ بالا حوالہ جات کے مطابق حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ان پانچ صاحبزادوں سے اولاد چلی ہے اور کتاب التحقید کے مطابق آپ رضی اللہ عنہٗ کے پانچوں فرزندوں کی اولاد کو علوی کہا جاتا ہے تاہم دیارِ ہند میں ایک امتیاز ہے کہ حسنین کریمینؓ کی اولاد کو سیّد اور باقی فرزندوں کی اولاد کو علوی کہا جاتا ہے۔

کتاب میزان ہاشمی و میزان قطبی و خلاصۃ الانساب کے مطابق اعوانوں کے مورثِ اعلیٰ قطب شاہ اولادِ عباسؓ بن علیؓ ہیں۔ چنانچہ کتب مذکورہ کی اصل عبارت اس طرح ہے:

❁ ومن العلويين الاعوان و شجرتهم هذا "عون بن علی بن حمزه بن طيار بن قاسم بن علی بن جعفر بن حمزه بن حسن بن عبدالله بن عباس بن علی بن ابی طالب هاشم القريشی" و عون بن علی المشهور علی بن قاسم و عبدالعلی و عبدالرحمن و ابراهيم و قطب شاه كال من البغداد مافرالی الهند و قام فصاد اولاده اكثر هم المشهورون بالعلويين و لبقيتم بالاعوان۔

ترجمہ: علویوں سے اعوان ہیں اور ان کا شجرہ نسب اس طرح ہے عون بن علی بن حمزہ بن طیار بن قاسم، بن علی بن جعفر بن حمزہ بن حسن بن عبداللہ بن عباسؓ بن علیؓ بن ابوطالبؓ ہاشم قریشی۔ عون بن علی جو علی بن قاسم، عبدالعلی، عبدالرحمٰن، ابراہیم اور قطب شاہ کے نام سے بھی معروف ہیں، بغداد کے رہنے والے تھے انہوں نے اور ان کی اولاد نے یہاں سے ہندوستان کا سفر کیا اور وہاں پر کچھ عرصہ قیام کیا۔ ان کی اولاد میں کچھ لوگ علوی اور کچھ اعوان مشہور ہو گئے۔

Marfat.com

میزان ہاشمی کی فارسی عبارت کا ترجمہ درج ذیل ہے جس سے قطب شاہ صاحب کے حالاتِ زندگی پر کافی روشنی پڑتی ہے:

''نام مبارک عون رحمتہ اللہ علیہ ہے اور عباس بن علیؓ کی اولاد ہیں۔ ان کی زوجہ محترمہ عائشہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ رحمتہ اللہ علیہا کی حقیقی بہن تھیں۔ جناب عونؒ پہلے امامیہ عقائد رکھتے تھے۔ جب ان کا بیٹا گوہر علی پیدا ہوا تو ان کے دل میں شیعہ مذہب کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا ہو گئے انہوں نے ماہر علماء سے ان کے بارے میں کافی بحث وتمحیص کی لیکن کہیں سے تسلی نہ ہوئی پھر امامیہ عقائد کے مطابق علماء شیعہ سے اپنے شکوک وشبہات کو اہلِ سنت کی طرف منسوب کر کے جوابات طلب کیے لیکن ان جوابوں سے ان کی ذہنی پراگندگی اور قلبی خلجان میں اور اضافہ ہوا یہاں تک کہ 471ھ میں ان کی زوجہ کی ہمشیرہ حضرت فاطمہ رحمتہ اللہ علیہا کی گود میں حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ جلوہ فگن ہوئے۔ ایک دن جناب عون رحمتہ اللہ علیہ اپنی اہلیہ عائشہ کے ہمراہ ان کی بہن کے گھر کسی کام کی غرض سے گئے تو ان کی نظر حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے جمال پر پڑی تو ان کے دل سے امامیہ عقائد جڑ سے نکل گئے۔ اسی دن اہلِ سنت کے طریقہ پر نماز ادا کی اور ہمیشہ اسی طریقہ پر نماز ادا کرتے رہے یہاں تک کہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی غوثیت کا ڈنکا چار دانگ عالم میں بجنے لگا اور لوگ اطراف واکناف سے حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہونے لگے۔ جناب عون رحمتہ اللہ علیہ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ رضی اللہ عنہ کی بیعت کی سعادت سے بہرہ مند ہوئے لیکن اس بات کو اپنے ساتھیوں سے پوشیدہ رکھا یہاں تک کہ وہ قطب مدار کے درجہ پر فائز ہوئے۔ اپنے بڑے فرزند گوہر علی کو اس راز سے آگاہ کر کے حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر کیا اور وہ بھی بیعت کے شرف سے مشرف ہوئے۔ کچھ دنوں کے بعد مذہب اہلِ سنت کو اعلانیہ اختیار کر لیا اور لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ جناب عون رحمتہ اللہ علیہ اور ان کا سارا خاندان شیعت عقائد سے تائب ہو کر غوث پاک رضی اللہ عنہ کا حلقہ بگوش بن چکا ہے۔ اب جناب عون رحمتہ اللہ علیہ اپنے تمام اقارب ورشتہ داروں کو ساتھ لے کر بارگاہِ غوثیت میں حاضر ہو گئے۔

حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ نے بعض کو بغداد میں ٹھہرنے اور بعض کو ہند کی طرف سفر کرنے کا حکم صادر فرمایا چنانچہ حسبِ ارشاد عون رحمتہ اللہ علیہ اپنے بیٹوں عبید اللہ اور محمد کو لے کر ہندوستان روانہ ہوئے اور کچھ لوگوں کو غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں چھوڑا۔ عون رحمتہ اللہ علیہ نے چند سال ہندوستان میں قیام کر کے سلسلہ قادری کی خوب اشاعت کی وہ ہند میں قطب شاہ کے لقب سے مشہور ہوئے کیونکہ وہ قطبِ مدار کے مرتبہ پر فائز تھے۔

Marfat.com

اسی وجہ سے حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کے مرید انہیں قطب کہتے تھے اور ہندوستانیوں نے اس کے ساتھ لفظ ''شاہ'' کا اضافہ کر دیا۔ پھر قطب شاہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے فرمان پر واپس بغداد پہنچے اور پہنچتے ہی مرضِ اسہال میں مبتلا ہو کر صاحبِ فراش ہو گئے۔ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ ان کی عیادت کے لیے تشریف لائے یہاں تک کہ شب جمعہ 3 رمضان 506ھ[1] کو داعی اجل کو لبیک کہا۔ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ مقبرہ قریش میں مدفون ہوئے۔ تعزیتی رسومات سے فارغ ہو کر ہر کوئی اپنے کاروبار میں لگ گیا۔ اس وقت آپ کے بیٹے گوہر علی کی اولاد سے چار افراد تھے۔ ''گوہر علی عرف گولڑہ'' حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے فرمان کے مطابق اپنی اولاد کے ہمراہ ہند میں اقامت پذیر ہو گئے۔ ان کی اولاد ابھی تک ہندوستان میں موجود ہے۔'' (صفحہ 105-106)

میزان قطبی، میزان شاہی اور خلاصۃ النساب کے مطابق قطب شاہؒ حضرت عباس عملدار رضی اللہ عنہ کی اولاد ہیں، بغداد میں پیدا ہوئے۔ وہاں سے ہند اور ہرات کا سفر کیا۔ واپس بغداد پہنچ کر وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔ ان کی اولاد آج بھی ہند میں موجود ہے۔ اس نظریے کے برعکس کچھ اعوان تذکرہ نویسوں نے محض سنی سنائی بے سروپا روایات کی بنیاد پر نظریہ قائم کرنے کی کوشش کی کہ اعوان حضرت محمد بن حنفیہؓ کی اولاد ہیں اور اعوان کا لقب انہیں سلطان محمود غزنوی نے فوجی خدمات کے صلہ میں دیا۔ اس سلسلہ میں انہوں نے مستند تاریخی کتب سے کوئی حوالہ پیش نہیں کیا بلکہ داستان گو اور قصہ گو لوگوں کی مبالغہ آمیز باتوں پر اپنے نظریے کی بنیاد رکھی۔''[2]

❁ ڈاکٹر میمن عبدالمجید سندھی ''پاکستان میں صوفیانہ تحریکیں'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ سیّد قطب شاہ بغدادی غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں اور انہوں نے براہِ راست سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے خرقہ خلافت حاصل کیا تھا۔ پھر مزید تفصیل اس طرح سے تحریر فرماتے ہیں:

''حضرت سیّد عون قطب شاہ علوی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کئی ناموں سے مشہور ہیں مثلاً علی، عون، عبدالرحمٰن، عبدالعلی،

---

[1] محمد سرور اعوان نے قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا سالِ وصال 506ھ درج کیا ہے لیکن یہ درست معلوم نہیں ہوتا کیونکہ غوث الاعظم سیّدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے 506ھ میں ابھی مسندِ تلقین و ارشاد نہیں سنبھالی تھی جبکہ ڈاکٹر میمن عبدالمجید سندھی نے سالِ وصال 552ھ درج کیا ہے جو درست معلوم ہوتا ہے۔

[2] وادی سون سکیسر (تاریخ، تہذیب، ثقافت) ملک محمد سرور اعوان، ناشر لوک ورثہ کا قومی ادارہ اسلام آباد اور الفیصل ناشران اردو بازار لاہور

Marfat.com

ابراہیم، قطب شاہ وغیرہ۔ شجرہ نسب حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اس طرح ملتا ہے: سیّد عون رحمۃ اللہ علیہ بن قاسم بن حمزہ ثانی بن طیار بن قاسم بن علی بن حمزہ الاکبر بن حسن بن عبداللہ مدنی بن عباس علمدارؓ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔ حضرت قطب رحمۃ اللہ علیہ شاہ سنہ 419ھ (1028ء) میں تولد ہوئے اور 3۔ رمضان 552ھ (1161ء) میں فوت ہوئے اور مقبرہ قریش میں مدفون ہوئے۔ آپ کی اولاد عرب، ایران اور برِصغیر پاک و ہند میں کثیر تعداد میں موجود ہے۔ پاکستان میں اعوان خود کو آپ کی اولاد ظاہر کرتے ہیں۔'' (صفحہ 78)

❁ غلام محمد ولد خلیفہ منظور احمد اوچ شریف کے پاس حضرت قطب رحمۃ اللہ علیہ شاہ کا شجرہ نسب اس طرح سے محفوظ ہے:

حضرت عون شاہ رحمۃ اللہ علیہ المعروف قطب شاہ بن علی شاہ بن حضرت حمزہ شاہ بن حضرت طیار شاہ بن حضرت قاسم شاہ بن حضرت علی شاہ بن حضرت جعفر شاہ بن حضرت حمزہ شاہ بن حضرت حسن شاہ بن حضرت عبداللہ بن حضرت عباس علمدار رضی اللہ عنہٗ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم۔

❁ صاحبِ مرآتِ سلطانی نے نسب نامہ اس طرح درج فرمایا ہے:

عون بن علی ملقب قطب شاہ بن امیر طیار بن امیر قاسم بن امیر علی بن امیر ابراہیم بن امیر جعفر بن امیر حمزہ بن امیر حسن بن امیر عبداللہ بن امیر عباس بن حضرت علی (کرم اللہ وجہہ الکریم)

ہم نے اعوانوں کے تمام شجروں کو درج کر دیا ہے۔ اصل مقصد یہ ہے کہ حقائق کو سامنے لایا جائے لیکن اس بات کو بھی مدِنظر رکھیں کہ مناقبِ سلطانی حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی پر اولین کتاب ہے جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ساتویں پشت میں سلطان حامد علیؒ نے تحریر کی اور اعوانوں کا شجرہ کالا باغ کے رئیسوں کے کتب خانہ کی کسی کتاب سے نقل کیا ہے اور دوسرا شجرہ نسب جس کو ملک شیر محمد اعوان نے اپنی کتاب ''تاریخ الاعوان'' میں درج کیا ہے ان کا تعلق بھی کالا باغ سے ہے اور یہ دونوں شجرے تحقیق سے خالی ہیں اور محض کتب میں درج کر دیئے گئے ہیں لیکن محمد سرور خان اعوان کا شجرہ تحقیق سے پُر ہے اور انہوں نے اسے ثابت بھی کیا ہے۔ اہلِ تحقیق کے لیے دروازے اب بھی کھلے ہیں۔

اعوانوں کے نسب نامے میں اس الجھاؤ اور اختلاف کے باوجود جو حقائق مصدقہ اور مسلمہ ہیں وہ یہ ہیں کہ اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ تمام شجروں کا اختتام قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہ پر ہوتا ہے جن کی شخصیت پر کسی کو اختلاف نہیں اور اعوان جہاں بھی ہوں اپنا شجرہ نسب میر قطب شاہؒ سے ہی ملاتے ہیں اور اس بات میں بھی کوئی اختلاف نہیں کہ اعوان حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی غیر فاطمی اولاد ہیں۔ لیکن جہاں تک حضرت سخی سلطان

Marfat.com

باھُو رحمتہ اللہ علیہ کا تعلق ہے وہ نسلی تفاخر کے قائل نہیں اور آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں کہیں بھی اعوان قوم کی برتری کا دعویٰ نہیں کیا اور نہ ہی کہیں اپنی فضیلت آلِ علیؓ کے حوالے سے بیان کی ہے بلکہ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

- فقیری سیّد یا قریش ہونے پر موقوف نہیں یہ عرفان سے حاصل ہوتی ہے۔ (نور الہدیٰ خورد)
- فقر سات پشتی میراث نہیں کہ کسی کو وراثت میں مل جائے۔ (عین الفقر)
- اگر سیّد اور سردار بننا چاہتا ہے تو اپنے جدِامجد کے نقشِ قدم پر چل۔ (نور الہدیٰ کلاں)
- معرفتِ الٰہی (راہِ فقر) کا مرتبہ اللہ تعالیٰ کا فیض و فضل اور بخشش و عطا ہے وہ جسے چاہتا ہے بخش دیتا ہے اس کا تعلق حسب' نسب اور معرفت سے نہیں بلکہ دردِ دل سے ہے۔ اس کا تعلق' ہمت اور صدق سے ہے نہ کہ نسبتِ سیّدی و قریشی سے۔ (نور الہدیٰ کلاں)

حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کے اجداد

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کے اجداد وادی سون سکیسر (تحصیل نوشہرہ ضلع خوشاب) کے گاؤں انگہ میں رہائش پذیر رہے اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کے آباؤ اجداد کے مزارات اور متعلقہ مقامات کے آثار اب تک انگہ اور اس کے گرد و نواح میں موجود ہیں۔ انگہ کے قبرستان میں سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کے دادا حضرت سلطان فتح محمد رحمتہ اللہ علیہ کا مزار ہے[1] یہ مزار گنٹھیے کے مریضوں کی شفاء کے لیے مشہور ہے اس مزار پر گنٹھیے کے مریض آتے ہیں اور حاضری کے بعد شفایاب ہو کر واپس جاتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کی دادی محترمہ کا مزار مبارک بھی ہے۔ اس قبرستان سے ذرا آگے درمیان میں سڑک ہے اور اس سڑک کے ساتھ ہی پرانا قبرستان ہے جہاں پر آپ رحمتہ اللہ علیہ کے نانا کی تربت مبارک موجود ہے۔

والدین

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کے والدِ محترم کا اسمِ گرامی حضرت سلطان بازید محمد رحمتہ اللہ علیہ تھا۔ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتب کے شروع میں اپنا تعارف جن الفاظ سے کراتے ہیں

---

[1] سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ یہاں غوث الاعظمؓ اور سلطان فتح محمدؒ کا عرس پاک منعقد فرماتے تھے۔ آپؒ کے وصال کے بعد یہ سلسلہ بند کر دیا گیا ہے۔

Marfat.com

اس سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے یعنی ''تصنیف فقیر باھُو ولد بازید محمد عرف اعوان''۔

حضرت بازید محمد رحمتہ اللہ علیہ پیشہ ور سپاہی تھے اور شاہجہان کے لشکر میں ایک ممتاز عہدے پر فائز تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ شروع ہی سے ایک صالح، شریعت کے پابند حافظِ قرآن، فقیہہ شخص تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی جوانی لشکر کے ساتھ بسر کی اور تمام جوانی جہاد کی نذر کر دی۔

ڈھلتی عمر میں شاہی دربار چھوڑ کر چپ چاپ واپس اپنے علاقے میں چلے آئے اور ایک رشتہ دار ہم کفو خاتون حضرت بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا سے نکاح فرمایا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی اہلیہ بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا عارفہ کاملہ تھیں اور پاکیزگی اور پارسائی میں اپنے خاندان میں معروف تھیں۔ اکثر ذکر اور عبادت میں مشغول رہتی تھیں۔ وادی سون سکیسر کے گاؤں انگہ میں وہ جگہ اب تک معروف و محفوظ ہے جہاں آپ رحمتہ اللہ علیہا ایک پہاڑی کے دامن میں چشمہ کے کنارے ذکر اسمِ اَللّٰهُ ذات میں محو رہا کرتی تھیں۔

سلطان العارفین حضرت سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ اپنی تصانیف میں اپنی والدہ محترمہ سے اپنی عقیدت و محبت کا بارہا اظہار فرماتے ہیں ''مائی راستی صاحبہ (رحمتہ اللہ علیہا) کی روح پر اللہ تعالیٰ کی صد بار رحمت ہو کہ انہوں نے میرا نام باھُو رکھا'' آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

راستیؒ از راستی آراستی
رحمت و غفران بود بر راستیؒ

ترجمہ: راستیؒ راستی (حق) سے آراستہ ہے۔ اللہ کی رحمت و مغفرت ہو راستیؒ پر۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ کی والدہ کا پایہ فقر میں بہت بلند تھا۔ اور اپنے بچے کا نام باھُو رکھا تو اس بنا پر کہ وہ فنا فی ھُو کے مرتبہ پر تھیں اور آپ رحمتہ اللہ علیہا کو بارگاہِ حق تعالیٰ سے سلطان العارفین حضرت سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت اور بلند مرتبہ کی اطلاع مل چکی تھی اس لیے آپ رحمتہ اللہ علیہا نے حکمِ الٰہی کے تابع آپ رحمتہ اللہ علیہ کا نام باھُو رکھا۔ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کی ابتدائی تربیت بی بی صاحبہ رحمتہ اللہ علیہا نے کی اور آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی والدہ سے ہی ابتدائی باطنی تربیت بھی حاصل کی۔

✿ محک الفقر (کلاں) میں آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''میری والدہ کو ایسا ذکر حاصل تھا کہ آنکھوں سے خون نکلتا تھا۔ یہ حال مجھ پر بھی وارد ہوا۔ اس کو ''حضورِ حق'' کہتے ہیں۔''

حضرت سلطان بازید محمد رحمتہ اللہ علیہ نکاح کے بعد جب اپنی اہلیہ محترمہ حضرت بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا کے ساتھ رہنے لگے تو ان کی پارسائی اور عبادت گزاری سے بہت متاثر ہوئے۔ اب وہ خود عمر کے اس مرحلے پر تھے جب آدمی

Marfat.com

اپنے اندر تجزیے میں مصروف ہوتا ہے کہ زندگی میں کیا کھویا' کیا پایا۔ کچھ فیضِ ازلی نے آپ کو متوجہ کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دنیا ترک کر دی اور طے کیا کہ آئندہ اسبابِ دنیاداری سے الگ رہ کر وہ بھی صرف یادِ خدا میں زندگی بسر کریں گے۔ دل میں یہ قصد لے کر ایک دن آپ رحمۃ اللہ علیہ کسی کو بتائے بغیر گھر سے نکل کھڑے ہوئے اور ملتان پہنچے۔ چونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ فوج چھوڑ کر گئے تھے اور سلطنتِ دہلی سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا حلیہ مشتہر کیا جا چکا تھا اس لیے سرکاری اہلکار آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تلاش میں تھے۔ ملتان میں آپ رحمۃ اللہ علیہ پہچان لیے گئے اور حاکمِ ملتان کے سامنے پیش کیے گئے۔ جب ملتان کے حاکم نے حضرت بازید محمد رحمۃ اللہ علیہ کا چہرہ مبارک' لباس' آلاتِ جنگ اور سواری کی گھوڑی (شیہن[1]) دیکھی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بہت متاثر ہوا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا دو روپیہ یومیہ وظیفہ مقرر کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ملتان میں ایک مکان کے اندر تنہائی میں یادِ الٰہی میں مشغول ہو گئے اور بالآخر ولی اللہ اور بارگاہِ الٰہی کے مقبول بندے ہوئے۔

''پس جس شخص کو ہادی مطلق ظاہری وسیلہ (یعنی سبب) کے بغیر خود فیض و فضل سے اپنے قرب کی طرف کھینچ لے اسے مجاہدات کی کیا ضرورت ہے اور وہاں دیر ہی کیا ہے۔ اس راہ میں عقل کا گھوڑا لنگڑا ہے۔ یہ فضلِ الٰہی ہے جسے چاہے عنایت کر دے اور اللہ تعالیٰ صاحبِ فضلِ عظیم ہے۔'' (فرمان غوث الاعظمؓ)[2]

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ملتان میں قیام کے دوران حاکمِ ملتان اور راجہ مروٹ کے درمیان جنگ چھڑ گئی۔ چونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ تنہا ملازم تھے اس لیے اس خدمت کے لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کسی نے یاد نہیں کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ خود بخود گھوڑی پر ضروری اسباب باندھ کر اور ہتھیار لگا کر ملتان کے حاکم کی خدمت میں پہنچے اور کارِ خدمت کی درخواست کی۔ حاکم نے پوچھا ''آپ رحمۃ اللہ علیہ لشکر میں کس برادری کے جتھہ میں شریک ہو کر جنگ کریں گے؟'' عرض کیا ''چونکہ میں اکیلا تنخواہ کھاتا رہا ہوں اب جو کچھ مجھ سے ہوگا اکیلا ہی خدمت کروں گا۔'' آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ بات سن کر دربار کے تمام امراء مسکرا دیئے۔ حاکم نے کہا ''کوئی مضائقہ نہیں جس طرح یہ مرد کہے اسی طرح کرنا چاہیے۔'' پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی ''ایک شخص راستہ کا واقف اور ایک تصویر راجہ مروٹ کی عنایت ہو۔'' چنانچہ دونوں چیزیں مہیا کر دی گئیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سلام کر کے روانہ ہوئے اور جب قلعہ مروٹ کے قریب پہنچے تو ساتھی کو رخصت کیا اور خود شہر کی راہ لی اور ایک ہی چھلانگ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی گھوڑی قلعہ کی فصیل پار کر گئی۔ قدرت دیکھیے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سیدھے راجہ مروٹ کی کچہری میں جا ٹھہرے اور سب درباریوں کی موجودگی میں راجہ کا سر کاٹ کر قربوس سے لٹکے ہوئے توبڑہ میں رکھ لیا۔ اس اچانک افتاد سے تمام درباریوں پر حالتِ سکتہ طاری

[1] گھوڑوں کی ایک نسل [2] مناقب سلطانی

Marfat.com

ہوگئی اور کسی کو آپ رحمتہ اللہ علیہ کی طرف بڑھنے کی جرأت نہ ہوئی۔ شہر کے تمام دروازے بند کر دیئے گئے تا کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرار نہ ہوسکیں لیکن آپ رحمتہ اللہ علیہ کی شیہن گھوڑی پھر ایک ہی چھلانگ میں قلعے کی فصیل پھلانگ گئی۔
حضرت بازید محمد رحمتہ اللہ علیہ جب ملتان کے حاکم کے دربار میں راجہ مروٹ کا سر اکیلے لے کر داخل ہوئے تو آپ رحمتہ اللہ علیہ کی یہ کرامت دیکھ کر حاکم حیران رہ گیا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے اس کارنامے کی شہرت جب دہلی کے دربار تک پہنچی تو پہچان لیے گئے اور شاہجہان نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کو واپس بلوایا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے معذرت کی اور کہا کہ باقی عمر یادِ خدا میں بسر کرنا چاہتا ہوں۔ لہٰذا ان کی سابقہ خدمات کے پیشِ نظر یہ درخواست نہ صرف منظور ہوئی بلکہ شورکوٹ کی جاگیر بھی انہیں عطا ہوئی جس کا رقبہ 25 ہزار ایکڑ زمین پر مشتمل تھا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی اہلیہ کے ساتھ انگہ کو چھوڑ کر شورکوٹ میں رہائش اختیار کر لی۔ تاریخ میں حضرت بازید محمد رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا کے درست سنِ وفات کا تذکرہ نہیں ملتا۔ مناقبِ سلطانی سے بس اتنا معلوم ہوا ہے کہ حضرت بازید محمد رحمتہ اللہ علیہ کا انتقال سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کے بچپن میں ہی ہوگیا تھا۔ لیکن مائی صاحبہ رحمتہ اللہ علیہا اس وقت بھی زندہ تھیں جب سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کی عمر مبارک 40 سال تھی۔[1]
سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کے والدین کے مزار مبارک شورکوٹ شہر میں ہیں اور مزار مبارک مائی باپ حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کے نام سے مشہور و معروف ہیں۔
سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کے والدین کے مزارات، جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے، شورکوٹ ضلع جھنگ میں ہی ہیں لیکن مناقبِ سلطانی میں ایک سہو کی وجہ سے سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کی والدہ محترمہ بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا کے مزار کی جگہ کے بارے میں کچھ اختلاف پایا جاتا ہے۔
صاحبِ مناقبِ سلطانی کے نزدیک بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا کا مزار مبارک ملتان میں ہے نہ کہ شورکوٹ میں۔
سلطان حامد تحریر کرتے ہیں ''جناب (سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ) کے والد بزرگوار کا مزار قصبہ شورکوٹ میں ہے جو

---

[1] مصنف ''تذکرہ اولیائے جھنگ'' نے حضرت بازید محمدؒ کی عمر ساٹھ سال بیان کی ہے اور ولادت کا سال 997ھ اور سالِ وصال 1056ھ درج فرمایا ہے۔ اس حساب سے آپ رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کے وقت حضرت سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کی عمر مبارک 17 سال بنتی ہے یہ کچھ درست معلوم نہیں ہوتا کیونکہ 17 سال کی عمر بچپن کی نہیں شباب کی ہوتی ہے جبکہ روایت کے مطابق آپ رحمتہ اللہ علیہ کا وصال سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کے بچپن میں ہی ہوگیا تھا۔

مصنف ''تذکرہ اولیائے جھنگ'' نے حضرت بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا کا سنِ وصال 1068ھ درج فرمایا ہے یہ بھی درست معلوم نہیں ہوتا کیونکہ حضرت بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا اس وقت زندہ تھیں جب سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ ظاہری دستِ بیعت کے لیے دہلی تشریف لے گئے تھے اور اس وقت سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کی عمر مبارک تقریباً 40 سال تھی اور سن ہجری اس وقت 1078 تھا۔

Marfat.com

آنحضرت کی جائے پیدائش ہے۔قصبہ مذکورہ کے شمال مغربی گوشہ میں قریشی صاحبان کی مسجد کے صحن میں شیخ طلحہ قریشی کی قبر کے پاس مزار اور خانقاہ ہے۔ جناب کی والدہ ماجدہ کے مزار کے بارے میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ یہیں مسجد میں جو دو مزار ہیں آنحضرت کے والدین کے مزار مبارک ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ ملتان کے گردونواح میں لطف آباد کے قریب بی بی پور کے سادات عظام کے قبرستان میں ہے جو کہ رانواں کلاں نامی گاؤں میں ہے جو سلطنتِ دہلی کی طرف سے آنحضرت کے والد کو بطور جاگیر ملا تھا اور بودوباش بی بی پور مذکورہ میں نیک لوگوں، شریفوں اور سادات عظام کے پڑوس میں اختیار کی تھی وہیں وفات پائی اور سادات شریف کے مقبروں کے پاس جگہ پائی۔'' (مناقبِ سلطانی۔ باب اوّل فصل دوم)

❁ ''تذکرہ اولیائے جھنگ'' کے مصنف بلال زبیری بھی صاحبِ مناقبِ سلطانی سے متفق نظر آتے ہیں' لکھتے ہیں: ''اس پاک خاتون (بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا) کا انتقال شاہ جہان کے آخری سالِ حکومت 1068ھ میں ہوا آپ کا جسد قبرستان بیبیاں ملتان میں سپردِ خاک کیا گیا۔''

جب تذکرہ اولیائے جھنگ کے پہلے دوسرے اور تیسرے ایڈیشن میں اس عبارت کی اشاعت پر بہت زیادہ تنقید اور اعتراضات ہوئے تو بلال زبیری صاحب نے چوتھے ایڈیشن میں اِن اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے لکھا:

> ''حضرت سلطان العارفین سلطان محمد باھوؒ کی والدہ محترمہ کے مزار کے بارے میں اختلاف پیدا ہوا۔ میری تالیف میں اُن کا مدفن قبرستان بیبیاں ملتان میں مذکور ہے مگر بعض بزرگوں نے اسے غلط بتایا ہے۔ ان کی خدمت میں دست بستہ گذارش ہے کہ مزار کے متعلق واضح ترین سند کوئی نہیں ہے صرف کتاب مناقبِ سلطانی سے ہی مزار کے مقام کا تعین ہوسکتا ہے۔ حضرت بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا کے حالات کے تحت متذکرہ صدر کتاب کا پورا حوالہ موجود ہے جس سے غلط فہمی کا ازالہ ہوسکتا ہے۔'' (صفحہ 10۔ اشاعت چہارم)

اب ہم تحقیق کے مطابق اس اختلاف کو دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ صاحبِ مناقبِ سلطانی نے بی بی راستیؒ کے مزار مبارک کی جگہ ملتان میں کیوں تحریر کی۔ پہلے وہ منطقی دلائل تحریر کیے جاتے ہیں جو ہر صاحبِ تصنیف نے اپنی تصنیف میں اس لیے تحریر فرمائے ہیں کہ ثابت کیا جاسکے کہ آپؒ کے والدین پاک کے مزارات وہی ہیں جو شورکوٹ میں مزارات ''مائی باپ'' کے نام سے مشہور و معروف ہیں نہ کہ ملتان میں ہیں:

1۔ سلطان حامدؒ مناقبِ سلطانی میں ہی تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت سلطان العارفینؒ کے والد کا

Marfat.com

انتقال تو بچپن میں ہی ہو گیا تھا لیکن آپ رحمتہ اللہ علیہ کی والدہ محترمہ بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا اس وقت بھی حیات تھیں جب سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی عمر 40 سال تھی یعنی 1078ھ تک سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ محترمہ بقیدِ حیات تھیں اور یہ اورنگ زیب کا دورِ حکومت ہے نہ کہ شاہ جہان کا۔ پھر آپؒ جب سیّد عبدالرحمٰن جیلانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت کے لیے دہلی تشریف لے گئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ محترمہ اس وقت بھی زندہ تھیں اور شورکوٹ میں ہی قیام پذیر تھیں۔

2۔ کوئی ایسی روایت موجود نہیں ہے کہ حضرت بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا انگہ سے شورکوٹ منتقل ہونے کے بعد سے لے کر اپنے شوہر کی حیات میں یا وصال کے بعد شورکوٹ سے باہر تشریف لے گئی ہوں۔

3۔ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے والد نے شورکوٹ میں ایک وسیع جاگیر چھوڑی تھی۔ سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ تو اس طرف توجہ نہیں دیتے تھے اِس لیے تمام جاگیر کی دیکھ بھال بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا کی ہی ذمہ داری تھی اس ذمہ داری کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہا کو کبھی شورکوٹ سے باہر نکلنے کی فرصت ہی نہیں ملی۔

4۔ والدہ محترمہ کے وصال کے وقت حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ چالیس سال یا اس سے زائد عمر کے تھے اور بوقتِ وصال حیات بھی تھے اور موجود بھی تھے۔ انہوں نے یقیناً اپنی والدہ محترمہ کو اپنے آبائی شہر اور اپنے والد محترم کے پہلو میں ہی دفن کیا ہوگا نہ کہ کسی دور دراز علاقہ میں لے گئے ہوں گے۔

مندرجہ بالا تمام دلائل یہ حقانیت ثابت کرنے کے لیے کافی ہیں کہ والدہ محترمہ سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک شورکوٹ میں ہی ہے لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ قبرستان بیبیاں جو اَب ملتان شہر کے ریلوے سٹیشن کے جنوب میں واقع ہے اور بی بی پاک دامن یا پاک مائی کے قبرستان کے نام سے مشہور ہے اس میں ''بی بی راستی'' کا فیروزی رنگ کی کاشی کی خوبصورت اینٹوں کا تعمیر شدہ قدیم مزار مبارک موجود ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ محترمہ ''بی بی راستی'' رحمتہ اللہ علیہا شورکوٹ میں مدفون ہیں تو یہ ''بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا'' کون ہیں جو یہاں مدفون ہیں؟

تحقیق کے مطابق حضرت بی بی راستی[1] رحمتہ اللہ علیہا جو یہاں مدفون ہیں وہ فرغانہ کی شہزادی تھیں اور اپنے والد

---

[1] سیّد نجم الحسن فضلی نے اشرافِ عرب میں بی بی راستی بی بی پاک دامن رحمتہ اللہ علیہا زوجہ صدر الدین عارف رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ نسب یوں درج فرمایا ہے: بی بی راستی الملقب بی بی پاک دامن بنتِ شیخ جمال الدین محمد الفرغانی بن سلطان عبدالرحیم احمد بن سلطان عبدالخالق محمود بن سلطان عبدالرزاق خالد بن سلطان عبداللطیف عمر بن سلطان عبدالحمید قاسم بن سلطان عبدالصمد یحییٰ بن سلطان عبدالقادر زکریا بن عبدالرؤف تاج الدین علی بن عبدالستار محمود بن عبدالغنی محمود بن عبدالرحیم زین العابدین بن ابوالنور علی بن ابوالقاسم محمد بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بن حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ۔

Marfat.com

سلطان جمال الدین محمد الفرغانی کے ہمراہ سہروردی سلسلہ کے مشہور بزرگ حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت کے لیے آئی تھیں۔ سلطان جمال الدین محمد الفرغانی نے حضرت بہاؤالدین زکریا رحمتہ اللہ علیہ کے دستِ مبارک پر بیعت کرلی اور اُن کے حلقہ ارادت میں شامل ہوگئے اور اُن کی صاحبزادی شہزادی بی بی راستی کی شادی حضرت بہاؤالدین زکریا رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے بڑے صاحبزادے حضرت صدرالدین عارف رحمتہ اللہ علیہ سے کردی اور عصمت مآب اور پاک دامن کا لقب عطا فرمایا اور آپ پاک مائی بی بی پاک دامن کے لقب سے مشہور ہوئیں اور انہی بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا کے بطن مبارک سے حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ شہزادی بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا کا وصال 695ھ میں ہوا اور قبرستان بیبیاں میں دفن ہوئیں۔

❁ ڈاکٹر میمن عبدالمجید سندھی ''پاکستان میں صوفیانہ تحریکیں'' میں بی بی راستیؒ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''حضرت رکن الدین ابوالفتح عظیم المرتبت پیر طریقت تھے.......... حضرت صدرالدین عارفؒ کے فرزند اور حضرت غوث بہاؤالدین زکریا ملتانیؒ کے پوتے تھے آپ رحمتہ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ کا نام بی بی راستی تھا جو زہد و تقویٰ کی وجہ سے اپنے وقت کی رابعہ بصری کہلاتی تھیں انہوں نے اپنے سسر حضرت بہاؤالدین زکریا رحمتہ اللہ علیہ سے روحانی و باطنی تعلیم و تربیت حاصل کی تھی قرآنِ مجید کی تلاوت سے انہیں خاص شغف تھا۔ روزانہ کلامِ مجید ختم کرتی تھیں۔'' (فصل پنجم صفحہ 389)

قبرستان بیبیاں (قبرستان بی بی پاک دامن یا پاک مائی) میں مدفون بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا حضرت بہاؤالدین زکریا رحمتہ اللہ علیہ کی بہو، حضرت صدرالدین رحمتہ اللہ علیہ کی زوجہ محترمہ اور حضرت رکن الدین ابوالفتح رحمتہ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ ہیں۔

یہ سہو صاحبِ 'مناقبِ سلطانی' سلطان حامدؒ صاحب سے کیونکر ہوا؟ اس سلسلہ میں عرض ہے کہ مناقبِ سلطانی کی تصنیف کے دوران سلطان حامد ملتان تشریف لے گئے تھے اور بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا کے مزار پر حاضری دی تھی جس کا ذکر انہوں نے مناقبِ سلطانی میں بھی فرمایا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ نام کی مماثلت کی وجہ سے اُن سے یہ سہو ہوگیا ہو۔ حضرت سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کے مستند سوانح نگار اس پر متفق ہیں کہ حضرت سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کے والد اور والدہ محترمہ کے مزارات وہی ہیں جو شورکوٹ میں ''مائی باپ کے مزارات'' کے نام سے مشہور و معروف ہیں۔

Marfat.com

ولادت باسعادت

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ یکم جمادی الثانی 1039ھ (17-جنوری 1630ء) بروز جمعرات بوقتِ فجر شاہجہان کے عہدِ حکومت میں قصبہ شورکوٹ ضلع جھنگ میں پیدا ہوئے۔ صاحبِ مناقب سلطانی کے بیان کے مطابق حضرت بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا جب انگہ (وادی سون سکیسر) سے شورکوٹ پہنچیں تو اُمید سے تھیں اور انہیں الہاماً و کشفاً معلوم ہو چکا تھا کہ یہ بچہ عارفین کا سلطان ہوگا اور اس کی ولادت وادی چناب میں ہوگی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہا چونکہ پیدا ہونے والے بچے کے مقام سے آگاہ تھیں اور آپ رحمتہ اللہ علیہا کو نام بھی بتا دیا گیا تھا اس لیے بحکمِ خداوندی آپ رحمتہ اللہ علیہ کا نام ''باھُو'' رکھا گیا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ خود فرماتے ہیں:

نام باھُو مادر باھُو نہاد
زانکہ باھُو دائمی با ھُو نہاد

ترجمہ: باھُو کی ماں نے نام باھُو رکھا کیونکہ باھُو ہمیشہ ھُو کے ساتھ رہا۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ سے قبل تاریخ میں کسی بھی شخص کا نام باھُو رحمتہ اللہ علیہ نہیں ہے۔ سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ اِسمِ ھُو کے عین مظہر ہیں اور اپنی تمام کتب میں ہر جگہ اپنے آپ کو فقیر باھُو فنا فی ھُو کہہ کر ذکر فرماتے ہیں اور جابجا اپنی فنا اور بقا اِسمِ ھُو میں بیان فرماتے ہیں۔ چنانچہ ایک جگہ فرماتے ہیں: ''اگر بائے بشریت حائل نبودے باھُو عین یاھُو است'' (اگر بشریت کی با درمیان میں حائل نہ ہوتو باھُو عین یاھُو ہے۔)

صاحبِ مناقب سلطانی سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کا پورا نام ''سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ'' لکھتے ہیں اور آج کل کچھ مصنفین آپ رحمتہ اللہ علیہ کا نام محمد باھُو رحمتہ اللہ علیہ یا سلطان محمد باھُو رحمتہ اللہ علیہ بھی لکھ رہے ہیں حالانکہ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی تمام تصانیف میں اپنا نام ''باھُو'' تحریر فرمایا ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

- باھُو کی والدہ نے اس کا نام باھُو (رحمتہ اللہ علیہ) اِس لیے رکھا کہ وہ ہر لحمہ ھُو کے ساتھ رہتا ہے۔ (محک الفقر کلاں)
- صد آفرین ہو باھُو (رحمتہ اللہ علیہ) کی والدہ پر' باھُو (رحمتہ اللہ علیہ) جو بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا کا بیٹا ہے ذکرِ یاھُو میں مسرور رہتا ہے۔ (محک الفقر کلاں)

جہاں تک ''سلطان'' کے آپ رحمتہ اللہ علیہ کے نام کا حصہ ہونے کا تعلق ہے تو انسانِ کامل کے بارے میں شیخِ اکبر محی الدین ابنِ عربی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''انسانِ کامل سے مراد قطبِ زماں ہے اور وہ اپنے وقت

Marfat.com

کا ''سلطان'' ہے۔'' (شرح فصوص الحکم والایقان)

میرے مرشد پاک سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے ''ذکرِ ھُو سلطان الاذکار ہے اور جو ھُو میں فنا ہو کر فنا فی ھُو ہو جائے وہی 'سلطان' ہے''۔ حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ تو سلطانوں (عارفین) کے سلطان ہیں یعنی سلطان العارفین ہیں اور مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سلطان الفقر ہے اس لیے ''سلطان'' آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نام کا حصہ بن گیا۔ اور بعد میں بعض مصنفین اور محققین نے عقیدت کے طور پر ''محمد'' آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نام کے ساتھ لکھنا شروع کر دیا۔ عوام الناس آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ''حق باھُوؒ'' کے نام سے پکارتے ہیں۔ رسالہ روحی شریف میں آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اَلْمُلَقَّبُ مِنَ الْحَقِّ بِالْحَقِّ۔ ترجمہ: ''حق کی طرف سے اُسے (باھُوؒ کو) یہ لقب ملا ہے کہ وہ (باھُوؒ) حق کے ساتھ ہے''۔ یعنی بارگاہِ حق تعالیٰ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ''حق باھُوؒ'' کا لقب عطا ہوا ہے۔ اسی نسبت سے عوام الناس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ ''حق باھُوؒ'' کے نام سے مشہور ہو گئے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا فیض بچپن سے جاری ہو گیا

سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھوں میں بچپن میں ہی ازلی نور چمک رہا تھا اور پیشانی نورِ حق سے منور تھی۔ یہ نورِ ازل زمانہ شیر خواری میں ہی اپنے جوہر دکھانے لگا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ عبادت یا ذکر و تصور اسمِ اَللّٰہُ ذات میں محو ہوتیں تو اس یقین کے ساتھ کہ یہ معصوم بچہ ان کی عبادت میں حارج نہیں ہو گا اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کا یہ عالم تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی محبوبِ سبحانی حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہٗ کی طرح رمضان المبارک کے دنوں میں دودھ نہیں پیتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت بچپن میں ہی اتنی پُر کشش تھی کہ جس پر نظر ڈالتے اس کی زندگی کو ہی بدل دیتے اور وہ خود بخود بغیر کسی ترغیب اور تبلیغ کے کلمہ شہادت پڑھ کر دائرہ اسلام میں آ جاتا۔ یہ ایک عجیب و غریب صورتحال تھی جس سے غیر مسلم حد درجہ خائف ہو گئے۔ چنانچہ انہوں نے باہمی صلاح مشورے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد حضرت بازید محمد رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی کہ جب بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بچہ اکیلا یا کسی کے ساتھ گھر سے باہر نکلے تو براہ مہربانی منادی فرما دیا کریں تاکہ ہم خود کو اس بچے کی نظر سے دور رکھ سکیں۔ پھر شورکوٹ کی فضائیں عجیب منظر دیکھتیں کہ جب بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے باہر نکلنے کا اعلان ہوتا تو غیر مسلم اپنے گھروں، دکانوں اور فصلوں میں چھپ جاتے لیکن جس پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نظر پڑ جاتی وہ فوراً کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کرامت آخر عمر تک جاری رہی کہ جس ہندو پر بھی حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

کی نظر پڑی وہ مسلمان ہو گیا۔ ایک دفعہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت بہت ناساز ہو گئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے برہمن طبیب سے علاج کے لیے رابطہ کیا گیا۔ برہمن طبیب نے جواب دیا میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں ان کی نگاہ کے سامنے گیا تو مسلمان ہو جاؤں گا۔ ان کا قارورہ (وہ برتن جس میں پیشاب ڈال کر حکیم مرض کی تشخیص کرتے ہیں) یہاں بھیج دو۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کا قارورہ اس طبیب کے ہاں پہنچایا گیا تو طبیب اسے دیکھتے ہی مسلمان ہو گیا۔ یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ صاحبِ مناقبِ سلطانی نے قارورہ کا ذکر کیا ہے لیکن سینہ بہ سینہ روایات کے مطابق اور میرے مرشد پاک حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ قارورہ کی بجائے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا کرتا بھجوایا گیا تھا۔

اوائل عمری میں ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ وارداتِ غیبی اور فتوحاتِ لاریبی میں مستغرق رہتے۔ ایک دفعہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک راستہ میں لیٹے ہوئے تھے کہ ہندو سنیاسیوں کا ایک گروہ وہاں سے گزرا۔ ان میں سے ایک نے بطور حقارت پاؤں کی ٹھوکر سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اٹھا کر کہا ''ہمیں راستہ بتاؤ'' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اٹھتے ہی فرمایا ''لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ''۔ سنیاسیوں کا یہ گروہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی کلمہ طیبہ کی ایک ضرب اور ایک نگاہ سے کلمہ طیبہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ اس گروہ کا بعد میں اولیاء اللہ میں شمار ہوا۔

حصولِ علمِ ظاہری

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کسی قسم کا کتابی اور ظاہری علم حاصل نہیں کیا۔

❁ آپ رحمۃ اللہ علیہ عین الفقر میں فرماتے ہیں: ''مجھے اور محمد عربی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کو ظاہری علم حاصل نہیں تھا لیکن وارداتِ غیبی کے سبب علمِ باطن کی فتوحات اس قدر تھیں کہ کئی دفتر درکار ہیں۔''

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

گرچہ نیست ما را علمِ ظاہر ز علمِ باطنی جاں گشتہ طاہر

ترجمہ: اگرچہ ظاہری علم میں نے حاصل نہیں کیا تاہم علمِ باطن حاصل کر کے میں پاک وطاہر ہو گیا اس لئے جملہ علوم میرے جسم میں سما گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''ہمیں مکاشفات اور تجلیاتِ انوارِ ذاتی کے سبب علمِ ظاہری کے حصول کا موقع نہیں ملا اور نہ ہی ہمیں ظاہری ورد و وظائف کی فرصت ملی ہے۔'' اس قدر استغراق

Marfat.com

کے باوجود آپ رحمۃ اللہ علیہ شریعتِ محمدی اور سنتِ نبوی پر اس قدر ثابت قدم رہے کہ زندگی بھر آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ایک مستحب بھی فوت نہیں ہوا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہر مراتب از شریعت یافتم پیشوائے خود شریعت ساختم

ترجمہ: میں نے شریعت پر عمل پیرا ہو کر ہر مرتبہ حاصل کیا اور اپنا پیشوا اور راہبر شریعت کو بنایا ہے۔

تلاشِ حق - بیعت

آپ رحمۃ اللہ علیہ مادرزاد ولی تھے اور پھر علومِ باطنی کے حصول کے لئے والدہ محترمہ کا سایہ ہی کافی تھا کیونکہ حضرت بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا عارفہ کاملہ تھیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں تیس (30) سال تک مرشد کی تلاش میں سرگرداں رہا لیکن مجھے اپنے پائے کا مرشد نہیں مل سکا۔

ایک دن دیدارِ الٰہی میں مستغرق آپ رحمۃ اللہ علیہ شورکوٹ کے نواح میں گھوم رہے تھے کہ اچانک ایک صاحبِ نور، صاحبِ حشمت اور بارعب سوار نمودار ہوا جس نے اپنائیت سے پکڑ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو قریب کیا اور بڑے دلنشین انداز میں آگاہ کیا کہ میں علی ابن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کم عمر تھے' کم علم نہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مولا علی کرم اللہ وجہہ کو دیکھا تو قریب تھا کہ خود کو آپ رضی اللہ عنہ پر نثار کر دیتے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ پر توجہ مرکوز کی اور فرمایا ''فرزند آج تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار میں طلب کیے گئے ہو''۔

پھر جیسے وقت تھم گیا ہر شے ساکت ہوگئی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک لمحے میں خود کو آقا پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پایا۔ اس وقت اس بارگاہِ عالیہ میں حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور تمام اہلِ بیت رضی اللہ عنہم حاضر تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتے ہی پہلے حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے مجلس سے اٹھ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی اور توجہ فرما کر رخصت ہوئے۔ بعدازاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی توجہ کے بعد مجلس سے رخصت ہوگئے تو مجلس میں صرف اہلِ بیتؓ اور رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی رہ گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری بیعت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سپرد فرمائیں گے لیکن بظاہر خاموش تھے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونوں دستِ مبارک میری طرف بڑھا کر فرمایا ''میرے ہاتھ پکڑو'' اور مجھے دونوں ہاتھوں سے بیعت فرمایا۔

Marfat.com

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ تلقین فرمایا تو درجات اور مقامات کا کوئی حجاب نہ رہا۔ چنانچہ اوّل و آخر یکساں ہوگیا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تلقین سے مشرف ہوا تو خاتونِ جنت سیّدۃ النساء حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے مجھے فرمایا "تو میرا فرزند ہے"۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "میں نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ کے قدم چومے اور اپنے گلے میں ان کی غلامی کا حلقہ پہنا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "مخلوقِ خدا کو خالقِ کائنات کی جانب بلاؤ اور انہیں تلقین و ہدایت کرو۔ تمہارا درجہ دن بدن بلکہ گھڑی بہ گھڑی ترقی پر ہوگا اور ابدالآباد تک ایسا ہوتا رہے گا کیونکہ یہ حکمِ سروری و سرمدی ہے۔" بعدازاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غوث الاعظم، محبوبِ سبحانی پیر دستگیر شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمایا۔ حضرت پیر دستگیر رضی اللہ عنہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو باطنی فیض سے مالا مال کرنے کے بعد خلقت کو تلقین وارشاد کا حکم دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "جب فقر کے شاہسوار نے مجھ پر کرم کی نگاہ ڈالی تو ازل سے ابد تک کا تمام راستہ میں نے طے کر لیا۔"

آپ رحمۃ اللہ علیہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ عالیہ میں حاضری کا حال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں "جو کچھ میں نے دیکھا ان ظاہری آنکھوں سے دیکھا اور اس ظاہری بدن کے ساتھ دیکھا اور مشرف ہوا۔"

رسالہ روحی شریف میں آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

دست بیعت کرد مارا مصطفیٰؐ خوانده است فرزند مارا مجتبیٰؐ
شد اجازت باھُوؒ را از مصطفیٰؐ خلق را تلقین بکن بہر خدا

ترجمہ: مجھے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دستِ بیعت فرمایا اور انہوں نے مجھے اپنا نوری حضوری فرزند قرار دیا۔ مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اجازت دی کہ میں خلقِ خدا کو تلقین کروں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فرزندِ خود خوانده است مارا فاطمہؓ معرفتِ فقر است برمن خاتمہ

ترجمہ: حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے مجھے اپنا فرزند بنایا ہے۔ اس لیے معرفتِ فقر کی مجھ پر انتہا ہوگئی۔

اس باطنی مہربانی کے بعد جب آپ رحمۃ اللہ علیہ واپس گھر پہنچے تو والدہ محترمہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور پورا ماجرا آپ رحمتہ اللہ علیہا کے گوش گزار کیا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہا نے سارا ماجرا سن کر فرمایا اب تمہیں کسی مرشد کامل سے ظاہری دستِ بیعت کر لینی چاہیے۔ "بیعت تو میں کر چکا ہوں" آپ رحمتہ اللہ علیہ نے جواب دیا "اویسی طریقہ کے مطابق مجھے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے براہِ راست فیضان حاصل ہوا ہے، حضور

Marfat.com

غوث الاعظم ؓ نے مجھے باطنی فیض سے مالا مال کیا ہے اور تلقین و ارشاد کی اجازت بھی عطا فرمائی ہے"۔ لیکن آپ ؒ کی والدہ محترمہ نے فرمایا کہ یہ باطنی بیعت ہے راہِ فقر میں ظاہری بیعت ضروری ہے اور اس کیلئے مرشدِ کامل تلاش کرو۔ آپ ؒ نے فرمایا "تلاش کرنے کی کیا ضرورت ہے آپ ہی میری مرشد ہیں"۔ آپ ؒ کی والدہ محترمہ نے جواب دیا "بیٹا عورتوں کو بیعت اور تلقین کرنے کا حکم نہیں کیونکہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت رابعہ بصری رحمتہ اللہ علیہا نے بیعت و تلقین نہیں کی"۔ حضرت سخی سلطان باھو ؒ نے عرض کیا "کہاں تلاش کروں؟" فرمایا: "روئے زمین پر ڈھونڈو" اور اشارہ مشرق کی طرف فرمایا۔" یوں آپ ؒ مرشدِ کامل کی تلاش میں ایک بار پھر گھر سے نکل پڑے۔ آپ ؒ تجسس کی مسافت کے راستوں کو طے کرتے مختلف درویشوں اور فقیروں سے ملے لیکن کوئی بھی آپ ؒ کی طلب پوری نہ کر پا رہا تھا۔ آپ ؒ نے لاتعداد فقراء سے گڑھ بغداد (میاں چنوں ضلع خانیوال) راوی کے کنارے ایک گاؤں میں رہائش پذیر شاہ حبیب اللہ قادری ؒ[1] کا شہرہ سنا تو ان سے ملاقات کی خواہش دل میں پیدا ہوئی۔ چنانچہ حضرت شاہ حبیب اللہ قادری ؒ سے ملاقات کیلئے آپ گڑھ بغداد تشریف لے گئے۔ جیسے ہی خانقاہ میں داخل ہوئے تو دیکھا خانقاہ درویشوں' فقیروں اور خدام سے پُر ہے۔ لوگ جوق در جوق ایک جانب آگ پر رکھی پانی سے بھری دیگ میں ہاتھ ڈالتے جاتے ہیں اور مرادیں پاتے جاتے ہیں۔ آپ ؒ نے خاموشی سے

---

[1] شاہ حبیب اللہ قادریؒ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد پاک سے تھے اور شاہجہان کے دور میں ہندوستان تشریف لا کر سیّد عبدالرحمٰن دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے دستِ مبارک پر بیعت کی۔ سرّ الحبیب کے مطابق شاہ حبیب اللہ قادریؒ کا شجرہ نسب اس طرح سے ہے شاہ حبیب اللہ قادریؒ بن سیّد فتح اللہ بن عبدالغنی بن عطاء اللہ بن جہاں عالم بن احمد ابدال الحق بن اسحاق بن حضرت محبوب گنج اسرار بن محمد بن سلطان رحمٰن بن حضرت تاج الدین بن حضرت سیّد موسیٰ بن سیّد اسمٰعیل بن شہاب الدین بن حضرت محی الدین داؤد بن ابونصر موسیٰ بن سیّد عبدالرزاقؒ بن سیّد شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ۔ سیّد حبیب اللہ قادریؒ کے بارے میں (Bale) نے Oriental Biographical Dictionary میں لکھا ہے کہ اس نام کے دو اشخاص ملتے ہیں ایک آگرہ کے شاعر اور دوسرے عربی کتاب بحر المنطق کے مصنف۔ Bale کی یہ دونوں باتیں درست نہیں ہیں۔ ہندوستانی مصنفین کی کتب "آثارِ دہلی"، "راہنمائے مزاراتِ دہلی" اور "تاریخ مشائخِ قادریہ جلد سوم" کے مطابق آپؒ دہلی میں سلسلہ قادریہ کے مشہور بزرگ تھے 14 شوال 1068ھ (1656ء) میں آپ کا وصال ہوا۔ کٹڑہ عاقل شاہ جو کہ کٹڑہ گل شاہ (دہلی) کے نام سے مشہور ہے، میں مدفون ہوئے اور وہیں آپ ؒ کا مزار ہے۔ "راہنمائے مزاراتِ دہلی" کے مصنف کے مطابق سیّد حبیب اللہ قادریؒ کا سلسلہ نسب حضرت امام عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے اور آپ ؒ کے پیرو مرشد کا نام سیّد شاہ عبداللطیف قادری لاہوری ہے۔ لاہور میں رہ کر ہی آپ ؒ نے اپنے پیرو مرشد سے روحانی فیض حاصل کیا اور مرتبہ کمال کو پہنچے۔ 14 شوال المکرّم کو آپ رحمتہ اللہ علیہ کا عرس ہوتا ہے آپ کا مزار کٹڑہ گل شاہ بازار سیتا رام دہلی 6 میں ہے۔ یہ سیّد حبیب اللہ قادری ؒ وہ نہیں ہیں جن سے سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو ؒ کی ملاقات ہوئی تھی۔ جن سے حضرت سلطان باھو ؒ کی ملاقات ہوئی تھی وہ سیّد حبیب اللہ قادری ؒ وہی ہیں جن کا ذکر اوپر تفصیل سے ہو چکا ہے اور جن کا مزار دریائے راوی کے کنارے گڑھ بغداد عبدالحکیم میاں چنوں ضلع خانیوال پاکستان میں ہے۔

Marfat.com

یہ منظر دیکھا اور چپ چاپ ایک طرف بیٹھ گئے۔ دفعتاً شاہ حبیب اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کی نظر آپ رحمۃ اللہ علیہ پر پڑی تو انہوں نے حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ سے کہا "تیری ظاہری حالت سے تو ایسا دکھائی دیتا ہے کہ تو طویل مسافت طے کر کے یہاں تک پہنچا ہے پھر اب خاموش اور علیحدہ کیوں بیٹھا ہے؟ اُٹھ تو بھی دیگ میں ہاتھ ڈال کر اپنی مراد پا۔" فقر کے شہسوار حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ نے خاموشی سے ان کی بات سنی اور ادب سے بولے "مجھے کشف وکرامت کے یہ کھلونے متاثر نہیں کرتے اور نہ میری مراد ایسی ہے جو اس طرح بر آئے۔" حضرت شاہ حبیب اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ نے چونک کر آپ رحمۃ اللہ علیہ پر نظر ڈالی اور کہا "بے شک تمہاری مراد اور طلب بلند تر ہے لیکن تو یہ بھی جانتا ہے کہ بلند آرزو کی تکمیل کیلئے کٹھن مراحل طے کرنا پڑتے ہیں۔" "بے شک" حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا "اور میں نے یہ طویل مسافت بے سبب طے نہیں کی، آپ حکم دیجئے" شاہ حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ کچھ دیر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چہرہ مبارک پر نظریں جمائے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتے رہے پھر بولے "اچھا فی الحال تو حوض میں پانی بھر۔" یہ کہہ کر انہوں نے ایک خادم کو بلایا جس نے ایک مشکیزہ لا کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے کر دیا۔ حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ نے وہ مشکیزہ اٹھایا، اسے پانی سے بھرا اور لے جا کر حوض میں ڈالا حوض ایک ہی مشکیزہ پانی سے لبالب بھر گیا۔ شاہ حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ سمیت تمام حاضرین نے حیرت سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا۔

پھر شاہ حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ سے مخاطب ہوئے:

"کیا تو آزمائش کیلئے خود کو آمادہ پاتا ہے؟" آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً آمادگی ظاہر کی۔ شاہ حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا "تیرے پاس کوئی دنیاوی مال واسباب بھی ہے۔" آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اثبات میں سر ہلایا۔ شاہ حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ برجستہ بولے "درویش اور دنیاوی مال کا آپس میں کیا تعلق؟ ایک میان میں دو تلواریں کیسے رکھی جا سکتی ہیں۔ تو ایک دل میں دو محبتیں جمع کرنا چاہتا ہے۔"

یہ سن کر حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ فوراً گھر کی طرف روانہ ہوئے گھر جا کر انہوں نے تمام مال اکٹھا کیا اور باہر پھینک دیا حتیٰ کہ پنگوڑے میں سوئے ہوئے اپنے شیر خوار بچے کی انگلی سے سونے کی انگوٹھی بھی اتار کر باہر اچھال دی۔ اگلی صبح طویل مسافت طے کر کے گڑھ بغداد پہنچے اور سیدھے شاہ حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے پیش ہو گئے۔ شاہ حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں دیکھتے ہی اُٹھ کر ان کا استقبال کیا اور بولے "بے شک تو نے دنیاوی مال سے تو نجات حاصل کر لی مگر ابھی عورتوں سے آزادی حاصل نہیں کر پائے۔ دونوں میں سے کس کا حق ادا کرنے کا ارادہ ہے؟ خدا کا یا بیویوں کا؟"

یہ سننا تھا کہ حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کچھ کہے اور کچھ آرام کیے بغیر ایک بار پھر طویل سفر کیلئے تیار ہو گئے۔

Marfat.com

ایک بار پھر گھر جا پہنچے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ الہاماً جانتی تھیں کہ آج بیٹا کس غرض سے گھر واپس آیا ہے مگر انجان بنتے ہوئے بولیں "کیوں باھو رحمتہ اللہ علیہ بیٹے اب کیسے آنا ہوا؟" آپ رحمتہ اللہ علیہ نے نرمی سے سر جھکا کر مقصد بیان کیا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی والدہ حضرت بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کو اپنے قریب بٹھایا اور آہستگی سے مخاطب ہوئیں "اے بیٹا! باھو (رحمتہ اللہ علیہ) تمہاری بیویوں کے جو حقوق تم پر ہیں آج سے تم ان سے آزاد ہو اور تمہارے جو حقوق بیویوں کے ذمے ہیں وہ بدستور قائم رہیں گے۔ اگر تم حقیقی معرفت کے حصول میں کامیاب ہو گئے تو بہتر ہے لیکن محض بیویوں کے حقوق پورے کرنے کی خاطر گھر آنے کی ضرورت نہیں۔ لہٰذا اب طلاق کا خیال بھی دل میں نہ لانا۔"

والدہ محترمہ کی یہ قابلِ قبول تجویز سن کر آپ رحمتہ اللہ علیہ پُرسکون اور مطمئن انداز میں دوبارہ شاہ حبیب اللہ رحمتہ اللہ علیہ کے پاس جا پہنچے۔ شاہ حبیب اللہ رحمتہ اللہ علیہ نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کا پُرتپاک استقبال کیا اور نظر سے ان پر توجہ کی پھر پوچھا "اے باھُوؒ مطمئن بھی ہو کچھ مشاہدہ بھی کیا؟" آپ رحمتہ اللہ علیہ نے ادب سے سر جھکا کر کہا "شیخ جو کچھ آج مجھ پر منکشف ہوا اس سے تو میں پنگوڑے میں ہی آشنا ہو گیا تھا میری تمنا اس سے زیادہ کی ہے۔" شیخ حبیب اللہ رحمتہ اللہ علیہ نے جواب تو نہ دیا البتہ بیٹھے بیٹھے ان کی نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ بھی خوب سمجھتے تھے کہ اس عمل کا مقصد امتحان ہی ہے۔ چنانچہ آپ رحمتہ اللہ علیہ بھی جھٹ ان کے تعاقب میں پہنچے اور ایک کھیت میں ضعیف کاشتکار کی شکل میں شاہ حبیب اللہ رحمتہ اللہ علیہ کو محنت مشقت کرتے پایا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے نزدیک جا کر فرمایا "ضعیفی اور یہ مشقت؟ آپ آرام کریں میں کام کرتا ہوں۔" شاہ حبیب اللہ رحمتہ اللہ علیہ اپنے اصل روپ میں آئے اور ہنس کر انہیں ساتھ لیا اور آگے بڑھے مگر چند قدم چلنے کے بعد پھر غائب ہو گئے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے بھی ان کا تعاقب نہ چھوڑا اور اب کی مرتبہ انہیں ایک آبادی میں ایک بوڑھے برہمن پنڈت کی شکل میں، لوگوں کو تلک لگاتا پایا۔ سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ مسکرا کر نوجوان کی شکل میں ان کے سامنے جا کھڑے ہوئے اور فرمانے لگے "بابا میرا ماتھا تو خالی ہے کیا یہ میرے بھاگ میں نہیں کہ میرے ماتھے پر بھی آپ تِلک لگائیں۔" دوسرے لمحے شاہ حبیب اللہ رحمتہ اللہ علیہ پھر اپنی اصلی شکل میں حضرت سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کے سامنے کھڑے مسکرا رہے تھے۔ انہوں نے حضرت سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کا ہاتھ تھاما اور آگے بڑھ گئے مگر تیسری مرتبہ پھر وہی عمل کیا یعنی نگاہوں سے اوجھل ہو گئے لیکن حضرت سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کہاں پیچھا چھوڑنے والے تھے۔ ان کے پیچھے لپکے اور ایک مسجد میں انہیں جا ڈھونڈا جہاں شاہ حبیب اللہ رحمتہ اللہ علیہ ایک معمر امام مسجد کے روپ میں بچوں کو قرآن کی تعلیم دے رہے تھے۔ چنانچہ سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ بھی جھٹ ایک بچے کے روپ میں قاعدہ پکڑے ان کے سامنے جا بیٹھے اور ایک حرف پر انگلی رکھتے ہوئے

Marfat.com

معصومیت سے پوچھنے لگے ''بابا یہ کیا ہے؟'' اس بار شیخ حبیب اللہ رحمتہ اللہ علیہ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ انہوں نے آب دیدہ ہو کر حضرت سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کو گلے سے لگالیا اور کہنے لگے ''بس باھُو بہت ہو چکا'' لیکن سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی حالت نہ بدلی۔ آپ بدستور اسی حرف پر انگلی جمائے پوچھنے لگے ''بابا بتاؤ یہ کیا ہے؟'' شیخ حبیب اللہ رحمتہ اللہ علیہ بیچارگی سے بولے۔ ''باھُو'' میں تجھے کیا بتاؤں یہ تو میرے بس کا کام نہیں۔ تمہارا نصیب حضرت شیخ عبدالرحمٰن جیلانی قادری رحمتہ اللہ علیہ کے پاس ہے جو دہلی میں ہیں۔''

ایک اور روایت کے مطابق غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کو باطنی تربیت کی تکمیل کے بعد سیّد عبدالرحمٰن جیلانی دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کی دستِ بیعت کا حکم دیا۔ سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ حکم ملتے ہی فوراً دہلی کی طرف روانہ ہو گئے۔ ابھی آپ رحمتہ اللہ علیہ دہلی سے دور ہی تھے کہ ایک شخص دوڑتا ہوا آپ رحمتہ اللہ علیہ کے پاس آیا اور آگے بڑھ کر حضرت سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کے پاؤں عزت سے چھونے کے بعد عرض کیا کہ اس کو شیخ سیّد عبدالرحمٰن قادری رحمتہ اللہ علیہ نے ان کے استقبال کیلئے روانہ کیا ہے۔ 29۔ ذیقعد 1078ھ (11 مئی 1668ء) بروز جمعتہ المبارک آپ رحمتہ اللہ علیہ حضرت شیخ سیّد عبدالرحمٰن جیلانی قادری رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ جیسے ہی آپ رحمتہ اللہ علیہ حضرت شیخ سیّد عبدالرحمٰن قادری رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پہنچے' وہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کو پکڑ کر خلوت میں لے گئے۔ پس آپ رحمتہ اللہ علیہ نے مرشد کامل سے اپنا ازلی نصیبہ اسم اَللّٰہُ ذات کی صورت میں ایک قدم میں ہی ایک دم میں پالیا۔ جو چاہتے تھے مل گیا اور اسی وقت آپ رحمتہ اللہ علیہ کو رخصت کیا گیا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ الستی فیض سے مستفیض' نعمت سے پُر اور فیض رسانی کے جذبات سے لبریز تھے۔ ہر خاص و عام پر توجہ کرنے لگے۔ خَلقِ خدا کیلئے آپ نے فیض عام کر دیا اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کے اردگرد خلقت کا اس قدر ہجوم ہو گیا کہ راستے بند ہو گئے' شہر میں شور مچ گیا۔ حتیٰ کہ یہ معاملہ حضرت شیخ سیّد عبدالرحمٰن قادری رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پہنچا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کو بلایا گیا۔ حضرت شیخ سیّد عبدالرحمٰن قادری رحمتہ اللہ علیہ نے جواب طلبی فرمائی ''ہم نے تجھے یہ خاص نعمت عنایت کی اور تو نے عام کر دی۔'' عرض کیا ''یا پیرومرشد! جب بڑھیا عورت روٹی پکانے کا توا بازار سے خریدتی ہے تو اسے ٹھونک بجا کر دیکھتی ہے کہ کیسا کام دے گا، آیا درست ہے یا نہیں اور جب ایک لڑکا لکڑی کی کمان خریدتا ہے تو اسے کھینچ کر دیکھتا ہے کہ اس میں لچک کافی ہے کہ نہیں۔ پس آپ سے جو نعمتِ عظمیٰ حاصل کی میں نے بھی اس نعمت کی آزمائش کی کہ مجھے آپ رحمتہ اللہ علیہ سے کس قدر نعمت حاصل ہوئی ہے۔ پس جس طرح حضرت سیّد المرسلین احمدِ مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور سے مجھے حکم ہوا ہے کہ خلقِ خدا کو تلقین کروں اور فیض کو عام کروں۔ انشاء اللہ قیامت تک یہ نعمت ترقی پر ہو گی۔'' حضرت شیخ سیّد عبدالرحمٰن قادری رحمتہ اللہ علیہ یہ دلیل سن کر مسکرا اُٹھے اور

Marfat.com

کہنے لگے ''باھو (رحمۃ اللہ علیہ) میں تجھے منع نہیں کرتا مگر اس کا خیال رکھا کر کہ ہر شخص اس کا متحمل نہیں ہوسکتا۔'' اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ دہلی کی جامع مسجد تشریف لے گئے۔ اورنگ زیب ارکانِ حکومت سمیت جمعہ کی نماز کی ادائیگی میں مشغول تھا۔ مسجد میں اس قدر بھیڑ تھی کہ تل دھرنے کی جگہ نہیں تھی اس لئے حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ سب سے پیچھے جہاں جوتیاں رکھتے ہیں' کھڑے ہوگئے اور جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے توجہ کی تو تمام مسجد میں شور اور وجد برپا ہوگیا۔ یہاں تک کہ صرف تین آدمی اورنگ زیب' قاضی اور کوتوال جذبہ کی تاثیر اور نگاہ کے اثر سے محجوب رہے۔ جیسے ہی حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ نے توجہ منقطع کی اور مجمع اپنی حالت میں واپس آیا تو وہ تینوں حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے اور پوچھنے لگے ''ہمیں کیوں نعمت سے محروم رکھا گیا؟'' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''ہم نے توجہ یکساں کی تھی۔ تم پر اس واسطے اثر نہیں ہوا کہ تمہارے دل سخت تھے۔'' انہوں نے دست بستہ ہو کر فیض کیلئے التجا کی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''اس کیلئے یہ شرائط ہیں کہ تم اور تمہاری اولاد ہماری اولاد اور پس ماندگان کیلئے دنیاوی مال ومتاع سے مروّت نہ کریں اور ہمارے مکان اور گھر نہ آئیں تاکہ تمہارے دنیاوی امور کے سبب ہمارے عیال اور اولاد میں دنیاوی جھگڑے اور فساد نہ پڑ جائیں۔''

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اورنگ زیب سے یہ اقرار لیکر اس پر توجہ کی اور خاص فیض تک پہنچایا۔ بعد ازاں جب وہاں سے روانگی کا ارادہ کیا تو اورنگ زیب نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے یادگار کیلئے التجا کی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وہیں کھڑے کھڑے کتاب ''اورنگ شاہی'' تصنیف فرمائی جسے شاہی محرروں نے اسی وقت تحریر کرلیا۔

اورنگ زیب عالمگیر سے ملاقاتیں

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اورنگ زیب عالمگیر سے یہ تیسری ملاقات تھی جو 1078ھ میں سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری دستِ بیعت کے بعد دہلی کی جامع مسجد میں ہوئی۔

تذکرہ اولیائے جھنگ اور تاریخِ جھنگ کے مصنف کے مطابق اس سے قبل حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کی دو دفعہ گڑھ مہاراجہ میں شہزادہ اورنگ زیب عالمگیر سے ملاقات ہوئی۔ پہلی ملاقات تقریباً 1059ھ میں ہوئی جب شہزادہ عالمگیر قندھار کی جنگ سے لوٹ چکا تھا اور شاہجہان نے ملتان، سندھ، بھکر اور سیوستان[1] کی حکومت شہزادہ اورنگ زیب عالمگیر کے حوالے کی ہوئی تھی۔ دوسری ملاقات تقریباً 1062ھ میں ہوئی جب

---

[1] موجودہ سیہون شریف (سندھ)

Marfat.com

شہزادہ عالمگیر قندھار فتح کرنے کے لیے گیا تو واپسی پر دریائے چناب سے گزرا۔ یہ دونوں ملاقاتیں شہزادہ عالم گیر کی تخت نشینی سے قبل شاہجہان کے دورِ حکومت میں ہوئیں۔ یہ سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کی عمر مبارک کے وہ ایام ہیں جب آپ رحمتہ اللہ علیہ تلاشِ حق کے لیے سیر و سیاحت اور دعوتِ قبور میں مصروف رہا کرتے تھے۔

سیّد عبدالرحمٰن جیلانی دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کی سوانح حیات پر تحقیق

سیّد عبدالرحمٰن جیلانی دہلوی رحمتہ اللہ علیہ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کے ظاہری مرشد ہیں۔ آپ غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی اولاد پاک میں سے ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی ذات پاک پر اَسرار کے وہی پردے پڑے ہوئے ہیں جو سروری قادری مشائخ کا خاصہ ہیں یعنی دنیا سے مخفی اور پوشیدہ رہنا۔ صاحبِ مناقبِ سلطانی کے مطابق ''سیّد عبدالرحمٰن دہلوی رحمتہ اللہ علیہ سلطنتِ دہلی میں منصب دار تھے اور شاہی خزانہ کے امانت دار اور کلید دار تھے جس کے باعث محفوظ اور مناسب عمارت کے ساتھ کئی مسلح پہرہ داروں کا انتظام آپ رحمتہ اللہ علیہ کو حاصل تھا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ جب مریدین سے ملاقات کے لیے تشریف لاتے تو چہرہ مبارک پر ایک نقاب ڈال لیتے تھے کیونکہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے چہرہ مبارک پر جو جلال و جمالِ الٰہی کے انوار تاباں تھے لوگ اِن کو دیکھنے کی تاب نہ رکھتے تھے۔ گویا آپ رحمتہ اللہ علیہ فقر کے ساتھ ساتھ اعلیٰ دنیاوی منصب پر بھی فائز تھے۔''

مناقبِ سلطانی کی اس عبارت سے مندرجہ ذیل اُلجھنیں جنم لیتی ہیں:

1۔ چونکہ سیّد عبدالرحمٰن جیلانی رحمتہ اللہ علیہ فقر کے اعلیٰ مراتب پر فائز تھے اس لیے ادنیٰ و اعلیٰ طالبانِ مولیٰ فقر کی نعمت کے لیے آپ رحمتہ اللہ علیہ تک پہنچتے ہوں گے اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کی صحبتِ عالیہ سے بھی مستفید ہوتے ہوں گے، ہندوستانی مصنفین کے مطابق لاکھوں لوگوں نے آپ رحمتہ اللہ علیہ سے فیض پایا، اگر آپ رحمتہ اللہ علیہ اعلیٰ شاہی منصب پر فائز ہوتے تو ایسا ممکن نہ ہو پاتا کیونکہ پھر آپ رحمتہ اللہ علیہ اپنے اس دنیاوی منصب کے فرائض کی ادائیگی میں زیادہ مصروف رہتے۔ پھر شاہی منصب دار کی حیثیت سے آپ رحمتہ اللہ علیہ کا تذکرہ کسی مؤرخ نے نہیں کیا۔ ہندوستانی مصنفین نے بھی آپ رحمتہ اللہ علیہ کا تذکرہ صرف آپ رحمتہ اللہ علیہ کے مزار کے ضمن میں کیا ہے جو صرف چند سطروں پر مشتمل ہے۔ دوسری طرف اگر آپ رحمتہ اللہ علیہ اعلیٰ دنیوی منصب پر فائز تھے اور شاہی خزانہ کے انچارج و نگران تھے تو شاہی خاندان کے ہر فرد اور دربار کے ہر ملازم کا آپ رحمتہ اللہ علیہ سے واسطہ رہتا ہوگا۔ شاہجہان اور اورنگ زیب عالمگیر کے دور میں درجنوں مؤرخین تاریخ کا ایک ایک لمحہ قلمبند کرنے پر مامور تھے لیکن کسی نے بھی آپ رحمتہ اللہ علیہ کا تذکرہ نہیں کیا جو عجیب سی بات محسوس ہوتی ہے۔

Marfat.com

2۔ جب سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے بعد دہلی کی جامع مسجد میں تشریف لے گئے اور سب پر نگاہ فرمائی سب پر اس کا اثر ہوا لیکن اورنگ زیب عالمگیر اور کوتوال پر نہیں ہوا جس پر اورنگ زیب عالمگیر نے فیض کی درخواست کی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ''رسالہ اورنگ شاہی'' تصنیف فرمایا۔ کیا اِس ملاقات میں اورنگ زیب عالمگیر نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ سوال نہیں کیا ہوگا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ دہلی کیسے تشریف لائے؟ اور جواب میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سیّد عبدالرحمٰن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ فرمایا ہوگا، اگر سیّد عبدالرحمٰن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شاہی ملازم ہوتے تو اورنگ زیب عالمگیر فوراً سیّد عبدالرحمٰن جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو پہچان جاتا اور پھر سیّد عبدالرحمٰن جیلانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے مسلسل ملاقات رکھتا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے مشیروں میں شامل کرتا۔

3۔ پھر چہرے پر نقاب ڈالنا سروری قادری مشائخ کی خصوصیت نہیں ہے۔ اس طرح سے انسان زیادہ مشہور اور معروف ہوتا ہے اور اس کی شہرت جلد پھیلتی ہے جبکہ سروری قادری شیخ گمنامی اور خمول کو پسند کرتا ہے اور حکمرانوں سے دور بھاگتا ہے اور عوام میں رہتا ہے۔

4۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک پرانی دہلی میں لاہوری دروازہ سے کافی فاصلے پر باہر واقع ہے اور ساتھ ہی مسجد شاہ عبدالرحمٰن بھی ہے اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ قلعہ کے اندر نہیں بلکہ باہر عوام الناس میں رہے اور عوام الناس ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ سے فیض یاب ہوتے رہے۔

❁ مندرجہ بالا دلائل کی روشنی میں ثابت یہی ہوتا ہے کہ صاحبِ مناقبِ سلطانی نے تحقیق نہیں کی اور نہ ہی اس غرض سے دہلی کا سفر فرمایا۔ جو روایت خاندان میں کسی سے سنی درج فرما دی۔ 1934ء میں سیّد تجمل شاہ نقوی اچوی کی کتاب ''باغِ ساداتِ[1]'' شائع ہوئی۔ 1947ء میں بارِ سوم شائع ہوا۔ اب یہ کتاب نایاب ہے اس کتاب کا بارِ اوّل تو 1934ء ہی میں شائع ہوا کیونکہ ''شریف التواریخ'' جو 1934ء میں شائع ہوئی تھی، میں اِس کتاب کا حوالہ موجود ہے۔ اس کتاب کے صفحہ 61 پر سیّد عبدالرحمٰن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ نسب اس طرح درج کیا گیا ہے:

غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ

سیّد عبدالرزاق جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

ابو صالح نصر

سیّد یٰسین

---

[1] مملوکہ غلام محمد ولد خلیفہ منظور احمد اوچ شریف

Marfat.com

سیّد احمد شاہ

سیّد عبدالقادر

سیّد عبداللطیف

سیّد عبدالرحمٰن عرف بھولو شاہ مدفن دہلی، پیشوا سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ

یہ شجرہ نسب آگے اس طرح چلتا ہے:

پیر حبیب شاہ

پیر رجب شاہ

عبداللہ

محمد شاہ

پیر اللہ بخش

پیر کریم شاہ

حضور شاہ

نور شاہ

زمان شاہ[1]

اس نسب نامہ پر سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ سیّد عبدالرحمٰن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا لقب کبھی بھی بھولو شاہ نہیں رہا۔ بھولو شاہ رحمۃ اللہ علیہ دہلی میں 1200ھ میں ایک اور قادری بزرگ گزرے ہیں جن کا مزار سیّد عبدالرحمٰن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار سے دو یا تین کلومیٹر کے فاصلے پر ہے اور ان کا تذکرہ ہندوستان کی موجودہ اور قدیم کتب میں ملتا ہے۔ ان کو تمام مصنفین نے بھولو شاہ رحمۃ اللہ علیہ، مگر غلام یحیٰی انجم نے تاریخ مشائخ قادریہ (جلد سوم) میں شاہ بہلن رحمۃ اللہ علیہ عرف بھولو شاہ لکھا ہے۔ بھولو شاہ رحمۃ اللہ علیہ ایک مجذوب قادری بزرگ تھے اور پنجاب سے ہجرت کر کے دہلی تشریف لے گئے تھے سلسلہ قادریہ میں آپ عبدالحمید کے مرید و خلیفہ تھے۔ ''واقعات دارالحکومت دہلی'' (جلد

---

[1] ان کا مزار موضع تنگ عیسیٰ خیل ضلع میانوالی میں ہے (مزار ویران اور بے آباد ہے کوئی سجادہ نشین اور مجاور موجود نہیں ہے اور نہ ہی مقامی لوگوں کو ان کے بارے میں کچھ معلوم ہے)

زمان شاہ صاحب کے تین فرزند تھے (۱) غلام شاہ (۲) دولت شاہ (۳) نادر شاہ۔ باغِ سادات کے بارِ سوم 1947 میں دیئے گئے اِن تینوں بیٹوں کے شجروں کے مطابق ان کی بارہ پشتیں گزر چکی تھیں اور ظفروال، ننکانہ صاحب، لیہ اور اس کے گردو نواح میں آباد تھیں۔

Marfat.com

دوم) میں ہے:

''بھولو شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار 1201ھ کابلی دروازہ تو اب نہیں رہا مگر اس کی جگہ سب کو معلوم ہے اسی کے پاس آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے۔ آپ سلسلہ قادریہ کے بزرگ تھے 1201ھ میں انتقال کیا، مست روز الست تاریخِ وفات ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے برابر ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خاص مرید شاہ محمد حفیظ صاحب کا مزار ہے جن کے برابر اِن کے صاحبزادے شاہ غلام محمد مدفون ہیں۔ 19 محرم کو بھولو شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عرس ہوتا ہے۔'' (صفحہ 473)

محمد عالم شاہ فریدی کی کتاب ''مزاراتِ اولیاء دہلی'' اوّلین کتاب ہے جو 1927ء میں دہلی کے مزارات کے بارے میں شائع ہوئی اس کا دوسرا ایڈیشن 1930 میں طبع ہوا۔ 1947 میں مصنف اور پبلیشر پاکستان ہجرت کر آئے۔ 2006ء میں ڈاکٹر حفیظ الرحمٰن صدیقی نے اضافہ وتصحیح کے ساتھ اسے دوبارہ دہلی سے شائع کیا ہے۔ اس میں درج ہے:

''بھولو شاہ رحمۃ اللہ علیہ 1789ء نزد کابلی دروازہ پرانی دہلی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ پنجاب کے رہنے والے تھے سلسلہ قادریہ رزاقیہ میں شاہ عبدالحمید رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں اور مولانا فخر الدین چشتی وشاہ نانو کے صحبت یافتہ ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ مجذوب سالک تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے 20 محرم 1204ھ بمطابق 1789ء کو بعہد شاہ عالم ثانی انتقال فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار کابلی دروازہ کے باہر ہے۔'' (صفحہ 157۔158)

''راہنمائے مزاراتِ دہلی'' میں ہے:

''آپ (حضرت بھولو شاہ رحمۃ اللہ علیہ) سلسلہ قادریہ رزاقیہ میں حضرت شاہ عبدالحمید رحمۃ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اصلی وطن پنجاب تھا اور حضرت شیخ نانو وحضرت شاہ فخر الدین رحمتہ اللہ علیہم کے صحبت یافتہ تھے۔ 20 محرم 1204ھ میں وفات پائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مٹھائی پل پر داہنی طرف نیچے اتر کر ریلوے لائن کے پاس ہے (لاہوری گیٹ 4 پرانی دہلی 6)، قریب میں مسجد بنی ہوئی ہے۔ حضرت شاہ حفیظ الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ بھولو رحمۃ اللہ علیہ کے خاص مریدوں میں تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اکبر شاہ ثانی کے دورِ حکومت میں 30 ذیقعد 1236ھ میں وفات پائی اور اپنے مرشد کے پہلو میں مدفون ہوئے۔ حضرت شاہ غلام محمد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند اور خلیفہ تھے ان کا مزار اپنے مرشد والد کی پائنتی کی طرف ہے''۔ (صفحہ 284 تا 286)

غلام یحییٰ انجم تاریخ مشائخ قادریہ (جلد سوم) میں رقمطراز ہیں:

''حضرت شاہ بہلن عرف بھولو شاہ رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ کا تعلق سلسلہ قادریہ رزاقیہ سے ہے اس سلسلہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ شاہ

Marfat.com

عبدالحمید رحمتہ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ تھے مولانا فخرالدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ سے بھی فیض حاصل کیا تھا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی کیفیت مجذوب سالک کی سی تھی 19 محرم 1204ھ (1789ء) کو وصال ہوا۔ مست روزِ الست تاریخ سنہ وفات ہے۔ دہلی میں کابلی دروازہ سے متصل ''تکیہ بھولوشاہ'' میں دفن ہوئے مزارِ مقدس پر موسمِ بہار میں بسنت کا میلہ بڑی دھوم دھام سے آپ رحمتہ اللہ علیہ کے عقیدت مند مناتے ہیں''۔ (صفحہ 291)

ان تمام تحریروں سے واضح ہوتا ہے کہ صاحبِ باغِ سادات نے سیّد عبدالرحمٰن دہلوی جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کا جو شجرہ نسب بھولوشاہ صاحب کے نام سے درج کیا ہے وہ سیّد عبدالرحمٰن دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کا نہیں بلکہ بھولوشاہ رحمتہ اللہ علیہ کا ہے جن کا تعلق پنجاب سے تھا اور آپ رحمتہ اللہ علیہ پنجاب سے ہجرت کر کے دہلی تشریف لے گئے اور شاہ عبدالحمید رحمتہ اللہ علیہ سے قادریہ سلسلہ کا فیض حاصل کیا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد پنجاب میں ہی رہی اس لیے آپ رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ شاہ محمد حفیظ صاحب اور اس کے بعد اُن کے صاحبزادے شاہ محمد صاحب سجادہ نشین ہوئے جن کے مزارات حضرت بھولوشاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ ہی ہیں۔ سیّد عبدالرحمٰن جیلانی دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کا مزار مبارک ان کے مزار سے تقریباً دو کلومیٹر کے فاصلے پر لاہوری گیٹ صدر بازار ریلوے سٹیشن ریلوے کالونی مسلم وقف بورڈ کوارٹرز پرانی دہلی 6 میں واقع ہے۔

ہندوستانی کتب میں سیّد عبدالرحمٰن دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کا تذکرہ

مزاراتِ اولیاء دہلی میں ہے:

''آپ رحمتہ اللہ علیہ بڑے مستند اولیاء میں سے ہیں قادریہ خاندان میں سیّد عبدالجلیل رحمتہ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ ہیں اور سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ پنجاب کے مشہور بزرگ کے پیر و مرشد ہیں۔ صاحبِ تصرف و کرامات تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا مزار ریلوے سٹیشن صدر بازار کے مسافر خانہ کے پیچھے ایک احاطہ میں ہے آپ رحمتہ اللہ علیہ کا انتقال آخر زمانہ شاہجہان یا شروع زمانہ عالمگیر میں ہوا سنِ وفات معلوم نہیں۔'' (طبع اوّل 1927[1])

''راہنمائے مقاماتِ مقدس دارالحکومت دہلی'' میں درگاہ سیّد عبدالرحمٰن دہلوی جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں درج ہے:

''یہ درگاہ متصل صدر سٹیشن دہلی ہے آپ رحمتہ اللہ علیہ اولادِ سیّدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے ہیں۔ اعظم اولیاء اللہ ہوئے ہیں۔ سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ جو بڑے اولیاء اللہ پنجاب میں مشہور ہیں آپ رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ اعظم تھے۔ یہ

[1] اس کتاب کے بعد شائع ہونے والی کتب میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی اسی طرح نقل در نقل ہوتے چلے آرہے ہیں۔

Marfat.com

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تصرفِ ولایت ہے کہ گورنمنٹ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ کو سڑک اور ریل سے بچایا بلکہ اس کا احاطہ بہت پختہ ریختہ کا اور جنگلہ آہنی اور درگاہ شریف میں جانے کا راستہ بنوا دیا ہے۔'' (طبع 1914 دہلی)

ڈاکٹر غلام یحیٰی انجم تاریخ مشائخ قادریہ (جلد سوم) میں تحریر فرماتے ہیں:

''حضرت سیّدنا شیخ عبدالرحمٰن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار دہلی کے اہم مشائخ میں ہوتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نسبی رشتہ سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہے۔ تقویٰ، تدین اور زہد و ریاضت میں ممتاز تھے کشف و کرامات میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا پایہ بہت بلند تھا۔ حضرت سیّد عبدالرحمٰن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو سلسلہ قادریہ کی دولت سیّد عبد الجلیل رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل ہوئی تھی اس سلسلہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ انہی کے مرید و خلیفہ تھے۔ دہلی اور اس کے اطراف و نواح میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات سے سلسلہ قادریہ کو بے حد فروغ حاصل ہوا۔ بے شمار بندگانِ خدا آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دامنِ ارادت سے وابستہ ہوئے اور کتنوں کو اجازت و خلافت کا منصب عطا ہوا۔ مشہور بزرگ حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی کے خلیفہ تھے۔'' (طبع دہلی 2006)

''راہنمائے مزارات دہلی'' میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے ضمن میں تذکرہ ہے:

''حضرت عبدالرحمٰن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ پنجاب کے مشہور بزرگ حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے پیر و مرشد ہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ صاحبِ تصرف و کرامات اور خاندانِ قادریہ کے مستند بزرگ تھے''۔ (طبع دہلی 2007ء)

❁ بیلی (Bale) نے اورینٹل بائیوگرافیکل ڈکشنری (Oriental Biographical Dictionary) میں تحریر کیا ہے کہ سیّد عبدالرحمٰن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ وہی ہیں جو عبدالعزیز نقشبندی کے فرزند تھے اور جن کی بیٹی کی شادی داراشکوہ کے بیٹے سلیمان شکوہ سے ہوئی۔ ڈاکٹر راما کرشنا کا بھی یہی موقف ہے لیکن یہ بات قیاس لگتی ہے کیونکہ ایک تو سیّد عبدالرحمٰن جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نسبی جیلانی سادات ہیں اور دوسرے آپ سلسلہ فقر میں پشت ہا پشت سے قادری سلسلہ سے تعلق رکھتے ہیں اور یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ اُن کے والد نقشبندی سلسلہ سے ہوں اور یہ بات بھی حتمی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی ہند تشریف لائے تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد نہیں آئے تھے اور پھر بیلی (Bale) کی اس رائے کو کسی نے بھی مستند نہیں سمجھا اور نہ ہی یہ سلسلہ سروری قادری یا قادری سلسلہ میں کوئی اہمیت رکھتی ہے۔ قدیم اور جدید مصنفین میں سے کسی نے اس کا تذکرہ تک نہیں کیا۔

سیّد عبدالرحمٰن جیلانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ہندوستانی اور پاکستانی مصنفین کی تمام تحقیق ہم نے واضح طور پر بیان کر دی ہے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہندوستانی مصنفین وہی درج کرتے چلے آ رہے ہیں جو 1914 میں آثارِ دہلی یا 1927 میں مزاراتِ اولیاء دہلی میں شائع ہو چکا ہے اور پاکستانی مصنف وہی درج

Marfat.com

کرتے چلے آرہے ہیں جو مناقب سلطانی میں شائع ہو چکا ہے۔ تحقیق کرنا تو دور کی بات ہے کسی نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کے مزار مبارک تک جانے کی کوشش تک نہیں کی۔

سیّد عبدالرحمٰن جیلانی دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے متعلق حقائق سے پردہ اُٹھانے کے لیے ضرورت اس امر کی تھی کہ مزید تحقیق کی جاتی تا کہ سیّد عبدالرحمٰن جیلانی دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کی درست سوانح حیات مرتب کی جا سکے۔ اس سلسلہ میں سب سے مشکل کام ہندوستان آنے جانے اور وہاں تحقیق کرنے کا تھا۔ نومبر 2008 میں عاجز نے سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ کے خاص مرید اور محبّ محمد اسد خان سروری قادری سے اس سلسلے میں ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ میرے ایک دوست محمد عامر الیاس ہیں جن کی لاہور میں آٹو ورکشاپ ہے، اُن کی شادی پرانی دہلی میں ہوئی ہے اور اُن کے برادر نسبتی مجیب الرحمٰن اکثر پاکستان آتے جاتے رہتے ہیں اگر ان کے ذریعے کوشش کی جائے تو شاید کوئی حل نکل آئے۔ مجیب الرحمٰن سے محمد اسد خان نے فون پر بات کی تو انہوں نے حامی بھر لی۔ سب سے پہلا مرحلہ سیّد عبدالرحمٰن جیلانی دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے دربار پاک کی تلاش کا تھا کیونکہ دہلی اب بہت پھیل چکی ہے۔ پہلے تو مجیب الرحمٰن نے دہلی کے مزارات کے متعلق کچھ کتب بھجوائیں اور انہیں مزار کا محل وقوع سمجھایا گیا لیکن اس کے باوجود دربار کی تلاش میں دو ماہ کا عرصہ لگ گیا۔ مزار مبارک کا پتہ چلا تو معلوم ہوا کہ اس علاقہ میں تو داخلہ مشکل ہے غیر مسلک کے لوگ آباد ہیں اور 1947 سے قبضہ گروپ دربار اور اس سے ملحقہ زمین پر قبضہ در قبضہ کرتا چلا آرہا ہے۔ پھر وہ اپنی والدہ کو ساتھ لے کر گئے اور مزار مبارک سے ملحقہ مسجد شاہ عبدالرحمٰن میں چلے گئے۔ وہاں اُن کی ملاقات سنّی سیّد سلیم الزماں ہاشمی ولد حافظ قاری سیّد احسان اللہ ہاشمی ولد حکیم سیّد عبدالرحمٰن ہاشمی سے ہوئی جو کہ مسجد شاہ عبدالرحمٰن کی امامت اور دربار کی دیکھ بھال اور خدمت رضا کارانہ طور پر سرانجام دیتے تھے۔ تفصیلاً مدعا اُن کے گوش گزار کیا گیا اور موبائل پر محمد اسد خان کی بات بھی کروائی گئی۔ انہوں نے ایک تو یہ گلہ کیا کہ کوئی یہاں آکر حالات کی تحقیق نہیں کرتا اور لوگ گھروں میں بیٹھ کر پرانی کتابیں دیکھ کر کتابیں لکھ دیتے ہیں۔ اُن کو تازہ ترین کتاب راہنمائے مزاراتِ دہلی دکھائی گئی جو 2007ء میں طبع ہوئی تھی تو انہوں نے بتایا کہ کتاب میں سیّد عبدالرحمٰن دہلوی جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی تربت مبارک کی جو تصویر دی گئی ہے وہ چالیس سال پرانی ہے۔ خیر انہوں نے وعدہ کیا کہ وہ اپنی خاندانی یادداشتیں اور کاغذات جو عربی یا فارسی میں ہیں، تلاش کریں گے اور پھر کچھ تحریر کر کے دے سکیں گے۔ اسی دوران ایک سال کا عرصہ گزر گیا انہوں نے موبائل پر تو محمد اسد خان کو سب کچھ بتا دیا تھا لیکن ابھی انہوں نے کچھ بھی تحریر کرنا شروع نہیں کیا تھا کہ 2009ء میں اُن پر فالج کا شدید حملہ ہوا اور اُن کے جسم کے دائیں حصہ

Marfat.com

نے کام کرنا بند کر دیا۔ اس دوران اُن کا علاج وغیرہ ہوتا رہا اور ہم لوگ اُن کے تندرست ہونے کا انتظار کرتے رہے۔ 2010ء کے اوائل میں انہوں نے مجیب الرحمٰن کو کہا کہ لگتا ہے میرا آخری وقت ہے میں نے جو کچھ تم لوگوں کو بتایا ہے خود لکھ لو۔ مجیب الرحمٰن کا مسئلہ یہ تھا کہ وہ اردو نہیں لکھ سکتے تھے صرف ہندی لکھ سکتے تھے۔ آخر فیصلہ یہ ہوا کہ تمام معلومات کو اردو میں کمپوز کروالیا جائے۔ مجیب الرحمٰن نے تمام معلومات کو ہندی میں لکھا اور فروری 2010ء میں پاکستان تشریف لے آئے۔ یہاں پر تمام معلومات کو اردو میں ٹائپ کروایا گیا اور سیّد عبدالرحمٰن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کے لیے خصوصی طور پر تیار کروائی گئی چادر جس پر اسمِ اَللّٰہُ ذات کندہ تھا، ان کے حوالہ کی گئی۔ مجیب الرحمٰن 21 فروری 2010ء کو یہ دونوں اشیاء لے کر انڈیا چلے گئے۔ اور 23 فروری 2010ء کو سیّد سلیم الزمان ہاشمی کے پاس پہنچے سیّد سلیم الزمان ہاشمی صاحب کو بڑی مشکل سے مزار تک لایا گیا۔ انہوں نے اپنے دستِ مبارک سے بڑی مشکل اور تکلیف سے دستخط / نام لکھ کر یہ نسخہ اس وصیت کے ساتھ مجیب الرحمٰن کے حوالہ کیا کہ تحقیق کے لیے جو طلب کرے دے دینا۔ 25 فروری 2010ء کو سیّد سلیم الزمان ہاشمی صاحب کا انتقال ہو گیا۔ مجیب الرحمٰن نے نسخہ میں یہ لکھا ہے کہ شاید دو دن وہ یہ نسخہ میرے حوالہ کرنے کے لیے ہی زندہ تھے۔ 13 مئی 2010ء کو مجیب الرحمٰن لاہور تشریف لائے اور سیّد سلیم الزمان ہاشمی صاحب کا دستخط شدہ نسخہ گواہان کی موجودگی میں محمد اسد خان صاحب کے حوالے کیا اور اس نسخہ پر ہی وہ تمام حالات و واقعات جو اس نسخہ کو ترتیب دینے کے دوران پیش آئے تھے گواہان کے سامنے ہندی میں قلمبند کیے جن پر مجیب الرحمٰن نے تصدیق کے طور پر دستخط کیے اور اُن کی راہنمائی میں ہندی کی اس عبارت کا اردو ترجمہ بھی قلمبند کیا گیا۔ اب یہ نسخہ محمد اسد خان سروری قادری صاحب کے پاس محفوظ ہے۔ اس نسخہ کے مطابق سیّد عبدالرحمٰن جیلانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانحِ حیات درج کی جارہی ہے۔

سوانحِ حیات سیّد عبدالرحمٰن جیلانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

سلسلہ نسب

سیّد عبدالرحمٰن جیلانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی اولاد پاک سے ہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ نسب اس طرح حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے:

Marfat.com

سیّد عبدالرحمٰن دہلوی جیلانی بن سیّد عبدالقادر بن شرف الدین بن سیّد احمد بن علاؤ الدین ثانی بن سیّد شہاب الدین ثانی بن شرف الدین قاسم بن محی الدین یحیٰی بن بدرالدین حسین بن علاؤ الدین بن شمس الدین بن سیف الدین یحیٰی بن ظہیرالدین بن ابی نصر بن ابوصالح نصر بن سیّدنا عبدالرزاق جیلانی رحمتہ اللہ علیہ بن غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ[1]

ولادت سیّد عبدالرحمٰن جیلانی دہلوی رحمتہ اللہ علیہ

سیّد عبدالرحمٰن جیلانی رحمتہ اللہ علیہ شام کے شہر حماہ میں 1024ھ (1615ء) میں پیدا ہوئے آپ رحمتہ اللہ علیہ کے والد سیّد عبدالقادر رحمتہ اللہ علیہ درویش منش انسان اور ولیٔ کامل تھے، ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے والد سے ہی حاصل کی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ 35 سال کی عمر میں حماہ سے بغداد تشریف لائے اور جدِ امجد غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے مزار شریف پر معتکف ہوگئے۔ تین سال تک آپ رحمتہ اللہ علیہ مزار شریف پر معتکف رہے تین سال بعد آپ رحمتہ اللہ علیہ کو غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی جانب سے باطنی حکم ملا کہ ہندوستان میں سیّد عبد الجلیل رحمتہ اللہ علیہ کے پاس چلے جاؤ۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ 38 سال کی عمر میں شاہ جہان کے دورِ حکومت میں 13۔ ذیقعد 1062ھ (15 اکتوبر 1652ء) بروز منگل براستہ ایران اور افغانستان ہندوستان تشریف لائے اور برہان پور، عادل پور یا دریائے سندھ کے کنارے مقیم سیّد عبدالجلیل رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور اُن کے دستِ مبارک پر 10۔ ذوالحجہ 1062ھ (10 نومبر 1652ء) بروز سوموار بیعت کی اور سیّد عبد الجلیل رحمتہ اللہ علیہ کے حکم پر آپ رحمتہ اللہ علیہ 9 صفر 1063ھ (8 جنوری 1653ء) بروز بدھ دہلی تشریف لائے اور اب جہاں آپ رحمتہ اللہ علیہ کا مزار مبارک ہے، وہاں اپنا مکان اور خانقاہ تعمیر کرائی اور اردگرد کی زمین خرید کر سالکین کے لیے حجرے بنوائے اور ایک مسجد تعمیر کروائی جو اب بھی مسجد شاہ عبدالرحمٰن کے نام سے موجود ہے۔ موجودہ صدر سٹیشن پرانی دہلی اور مسلم وقف بورڈ کوارٹرز آپ رحمتہ اللہ علیہ کی زمین پر بنائے گئے ہیں۔

---

[1] اس شجرہ نسب کی تصدیق سلطان التارکین حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے شجرہ نسب سے ہوجاتی ہے جو سیّد عبدالرحمٰن جیلانی دہلویؒ کے پڑپوتے اور سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کے بعد سلسلہ سروری قادری کے شیخِ کامل ہیں اُن کا شجرہ نسب صفحہ 91 پر ملاحظہ فرمائیں۔

Marfat.com

تلقین وارشاد

سیّد عبدالرحمٰن جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے خمول وگمنامی کی زندگی گزاری۔ شہرت سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سخت نفرت تھی کبھی شاہی دربار اور درباری حکام سے ملاقات کے لیے نہیں گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ صاحبِ تصرف قادری فقیر تھے دہلی اور اس کے گردونواح میں لاکھوں لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے فیض پایا اور لاکھوں لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دامنِ ارادت سے وابستہ ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ قائم مقام فقیر تھے یعنی وہ فقیر جو ایک ہی جگہ مقیم رہ کر فیض تقسیم کرتا ہے۔ اس بات کے کوئی شواہد نہیں ہیں کہ دہلی آمد کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کبھی دہلی سے باہر تشریف لے گئے ہوں۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دہلی آمد کے دو مقاصد تھے ایک تو سلسلہ کو ظاہری طور پر سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ کرنا تھا کیونکہ اس سلسلہ نے قیامت تک جاری رہنا تھا اور سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ سے اسے عروج حاصل ہونا تھا۔ دوسرے اورنگ زیب عالمگیر کی باطنی امداد کرنا تھا تاکہ اورنگ زیب عالمگیر کو برسرِ اقتدار لاکر شریعتِ محمدی کو زندہ اور قائم کیا جاسکے۔ عالمگیر کو فتوحات دلانے اور اس دور میں رائج بدعات کو ختم کرنے کے پیچھے آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی کی باطنی قوت کارفرما تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد یہ فریضہ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ ہوا اور اورنگ زیب عالمگیر نے مغلیہ خاندان کی سب سے بڑی سلطنت قائم کی اور شریعتِ محمدی کو زندہ اور قائم کیا۔

حسن وجمال

سیّد عبدالرحمٰن جیلانی دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کا رنگ گندمی، قد میانہ اور آنکھیں بہت خوبصورت تھیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چہرہ مبارک پر اتنا نور ہوتا تھا کہ طالبانِ مولیٰ کے لیے زیادہ دیر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چہرہ مبارک پر نگاہیں جمائے رکھنا ممکن نہ تھا۔

ازواج واولاد

سیّد عبدالرحمٰن جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے 6 جمادی الثانی 1065ھ (12۔ اپریل 1655ء) بروز سوموار دہلی میں جیلانی سادات میں سیّدہ زاہدہ خاتون سے نکاح فرمایا۔ 1070ھ (1660ء) میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں پہلے فرزند سیّد تاج العارفین کی ولادت ہوئی جن کا 1075ھ (1665ء) میں مرضِ اسہال سے وصال ہوگیا۔

Marfat.com

1082ھ (1671ء) میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کے ہاں دوسرے فرزند سیّد عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ[1] کی ولادت ہوئی۔ سیّد عبد الرحمٰن دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ رحمتہ اللہ علیہ کی زوجہ محترمہ سیّدہ زاہدہ خاتون رحمتہ اللہ علیہا 10 سال حیات رہیں اُن کا وصال 1098ھ (1687ء) میں ہوا۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ کا سلسلہ فقر

سیّد عبدالرحمٰن جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کا سلسلہ فقر حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ تک اس طرح پہنچتا ہے:
آپ مرید تھے سیّد عبدالجلیل رحمتہ اللہ علیہ کے، وہ مرید تھے سیّد عبدالبقا رحمتہ اللہ علیہ کے، وہ مرید تھے سیّد عبدالستار رحمتہ اللہ علیہ کے، وہ مرید تھے سیّد عبدالفتاح رحمتہ اللہ علیہ کے، وہ مرید تھے سیّد نجم الدین برہان پور والے کے، وہ مرید تھے سیّد محمد صادق یحییٰ جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے، وہ مرید تھے سیّد عبدالجبار بن ابو صالح نصر کے، وہ مرید تھے سیّد عبدالرزاق جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے اور وہ مرید تھے سیّدنا غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے۔

خلفاء

سیّد عبدالرحمٰن جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ اکبر سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ ہیں۔ خلفاء اصغر میں شاہ حبیب اللہ قادری رحمتہ اللہ علیہ ہیں اور دوسرے خلیفہ اصغر سیّد محمد صدیق رحمتہ اللہ علیہ تھے جو پہلے سجادہ نشین ہوئے اور لاولد فوت ہوئے۔

وصال مبارک

دورِ عالمگیری میں 21۔رمضان المبارک 1088ھ (16 نومبر 1677ء) شبِ جمعہ وصال فرمایا اور اپنے حجرہ میں مدفون ہوئے۔

---

[1] آپ رحمتہ اللہ علیہ اوائل عمری میں ہی حجاز تشریف لے گئے اور مدینہ شریف میں مستقل سکونت اختیار کی۔ سیّد عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد میں سے سلطان التارکین حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمتہ اللہ علیہ مدینہ سے ہند تشریف لائے اور سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ سے امانتِ الٰہیہ حاصل کی اور ریاست بہاول پور کے شہر احمد پور شرقیہ میں سکونت اختیار کی۔ سلطان التارکین حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کا مزار مبارک احمد پور شرقیہ میں مرجع خلائق ہے۔ صفحہ 91 پر اُن کی سوانحِ حیات کا مطالعہ فرمائیں۔

Marfat.com

عرس مبارک

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک 21۔رمضان المبارک کو ایک عرصہ تک بڑی شان وشوکت سے منعقد ہوتا رہا ہے اوراب بھی عقیدت مند ہر سال 21 رمضان المبارک کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک مناتے ہیں۔

مزار مبارک

آپ رحمۃ اللہ علیہ جس حجرہ میں رہائش پذیر تھے وصال کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کو وہیں دفن کیا گیا آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ سیّد محمد صدیق دربار کے متولی اور سجادہ نشین ہوئے لیکن دورِ عالمگیری میں ہی وہ لاولد فوت ہو گئے۔اُن کا کب وصال ہوا اور تربت مبارک کہاں ہے کچھ پتہ نہیں چل سکا۔برطانوی دورِ حکومت میں جب اس علاقہ سے سڑک اور ریل کی پٹڑی گزاری گئی اور صدر ریلوے سٹیشن بنایا گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کو محفوظ بنانے کے لیے پٹڑی کا رخ بدلا گیا اور ایک احاطہ بنا کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دربار کو اس نظام سے علیحدہ رکھا گیا۔

1947ء میں تقسیم ہند کے بعد پاکستان سے ہجرت کر کے آنے والے آہستہ آہستہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زمین پر مسلم وقف بورڈ کے عملہ کی ملی بھگت سے قابض ہوتے چلے گئے۔یوں تو اُن کی دست بردسے کوئی بھی مزار اور خانقاہ محفوظ نہ رہی لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے اردگرد کی وسیع زمین اُن لوگوں کے قبضہ میں چلی گئی۔اب ایک مختصر کمرہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار اور تعمیر کردہ مسجد شاہ عبدالرحمٰن موجود ہے باقی تمام زمین ناجائز قابضین کے قبضہ میں جا چکی ہے۔مزار سیّد عبدالرحمٰن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تمام زمین پر اور دیگر مزارات اور مسلم املاک پر یہ لوگ کس طرح قابض ہوئے اس کا تذکرہ ہندوستانی کتب ہی سے کرتے ہیں۔

حضرت فریدالدین شاہ بلند شہر یو۔پی انڈیا ''راہنمائے مزاراتِ دہلی'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''افسوس ہے کہ تقسیم وطن کے مضر اثرات سے عبادت گاہوں، خانقاہوں کا تقدس بھی محفوظ نہ رہ سکا۔ مسلمان کثیر تعداد میں پاکستان چلے گئے۔ہزاروں درگاہوں اور موقوفہ جائیدادوں پر غاصبانہ قبضے ہو گئے اور اُن کی شکل وصورت بھی تبدیل کر دی گئی۔رفتہ رفتہ ان کی صحیح تاریخ اور نام ونشان کو بھی اہلِ دنیا نے فراموش کر دیا۔'' (راہنمائے مزاراتِ دہلی طبع 2007 صفحہ 7)

ڈاکٹر محمد حفیظ الرحمٰن صدیقی ''مزاراتِ اولیاء دہلی'' میں بیان فرماتے ہیں:

Marfat.com

''1947ء کے بعد دہلی میں جو افراتفری مچی تو زیادہ تر مسلمان پاکستان چلے گئے اور دہلی پر پاکستان سے آئے ہوئے پناہ گزینوں کا قبضہ ہوگیا۔ مسلمانوں کے مذہبی مقامات کا بہت برا حال ہوا اور اُن کا کوئی پُرسانِ حال نہ رہا۔ درگاہ قدم شریف، درگاہ شاہِ مرداں اور چراغِ دہلی اور قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کی درگاہ کی فصیل پر پاکستان سے آئے ہوئے پناہ گزینوں نے قبضہ کرلیا۔ کسی طرح سے حکومت نے اِن درگاہوں کے خاص مقام کو خالی کروایا، باقی پوری فصیل پر آج بھی اُن ہی کا قبضہ ہے۔ باقی درگاہوں پر خود مسلمانوں نے قبضہ کر کے اپنے گھر بنا لیے ہیں۔ ان درگاہوں کی چاردیواریاں جو بہت وسیع تھیں اور اُن میں بھی بڑے بڑے اولیاء کرام دفن تھے ان سبھی مزاروں پر لوگوں نے قبضہ کر کے گھر، مکان اور دکانیں بنالی ہیں۔ آج بھی شیخ صلاح الدین رحمتہ اللہ علیہ کی درگاہ جو ساوتری نگر، شیخ سرائے میں ہے اس میں دکان چل رہی ہے۔ اسی جگہ ان کے خاندان کے ایک بزرگ کی درگاہ میں بڑھئی کا کام چل رہا ہے۔ درگاہ شیخ سلیمان دہلوی رحمتہ اللہ علیہ جو ظفر محل سے پورب نندو فروٹ والے کے مکان کے سامنے ہے، اس میں دکان کھول دی گئی ہے اور قبر کا تعویز اکھاڑ دیا گیا ہے۔ اس کے قریب دو اور مزاروں پر گنبد تعمیر ہیں جو کسی ہندو کے قبضہ میں ہیں اور رہائش کے طور پر استعمال ہو رہے ہیں۔ اسی طرح حضرت نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کی درگاہ کے چاروں طرف آرام فرما رہے صوفیاء کرام کے مزاروں پر مکان تعمیر ہوگئے ہیں۔

ان مزاروں اور درگاہوں کی اپنی الگ الگ چاردیواری اور وسیع زمین تھی جو قبرستان کے طور پر استعمال کے لیے تھی ان ساری زمینوں پر حکومت نے قبضہ کرلیا اور دہلی کے زیادہ تر مزاروں اور قبرستان کی زمینوں پر (دہلی کے محکموں) ڈی۔ ڈی۔ اے کا قبضہ ہے اور کچھ پر ایم۔ سی۔ ڈی نے قبضہ جما رکھا ہے اور باقی پر بڑے بڑے سرمایہ داروں کا قبضہ ہے۔ اوبرائے ہوٹل (دہلی کا مشہور ہوٹل)، دہلی پبلک سکول یہ سب قبرستان کی زمین پر واقع ہیں۔

سیّد محمود نجار کیلوکھری رحمتہ اللہ علیہ کی درگاہ کی زمین جو قبرستان کے استعمال کے لیے وقف تھی وہاں مزارات ختم کیے جارہے ہیں جبکہ یہ وقف بورڈ[1] کی نگرانی میں ہے۔ افسوس اب وقف بورڈ کی نگرانی میں بھی مزارات اور ان کی

---

[1] مسلم وقف بورڈ کو مسلمانوں کی مذہبی املاک، درگاہوں، مزارات، مساجد، قبرستانوں و دیگر املاک کی حفاظت اور انتظام کے لیے قائم کیا گیا تھا لیکن یہ بورڈ خود بہت بڑا مافیا بن گیا اور اس کی زیرِ نگرانی مسلمانوں کی نشانیاں، مزارات، مساجد کی وقف جائیدادوں اور قبرستانوں تک پر قبضہ کرایا گیا اور انہیں مسمار کرایا گیا۔

Marfat.com

زمینیں محفوظ نہیں ہیں''۔ (مزاراتِ اولیاء دہلی، طبع دہلی 2006ء)

اسی کتاب میں خواجہ سیّد اسلام الدین نظامی سجادہ نشین و امام خلجی مسجد دربار حضرت شیخ نظام الدین اولیاءؒ تحریر فرماتے ہیں:

''دہلی کی زیادہ تر پرانی آبادی پاکستان چلی گئی اور دہلی کی درگاہوں، مزاروں اور دیگر مسلم عمارتوں پر پاکستان سے آئے ہوئے مہاجرین کا قبضہ ہو گیا۔ بعد میں ان میں سے کچھ مقامات کو مولانا ابوالکلام آزاد نے خالی کرایا اس دوران زیادہ تر مزارات کے کتبے توڑ دیئے گئے جس کی وجہ سے اِن بزرگوں کے مزاروں کو پہچاننا دشوار ہو گیا بہت سارے مزاروں پر قبضہ کر کے مکان بھی بنا لیے گئے''۔

اِن عبارات سے آپ نے اندازہ لگا لیا ہوگا کہ تقسیم برصغیر کے بعد ہندوستان میں مزارات کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا۔ مسلمانوں کی چھوڑی ہوئی زمینوں کی حفاظت کے لیے مسلم وقف بورڈ قائم کیا گیا جس پر مسلمانوں کے اس مذہبی طبقہ کا قبضہ تھا جس کا سیاسی تسلط اور غلبہ ہندوستان میں کانگرس کے اتحادی ہونے کی وجہ سے قائم تھا۔ یہ لوگ اپنے فکری اور اعتقادی نقطہ نگاہ سے تصوف و روحانیت سے نہ صرف نابلد تھے بلکہ ذہنی طور پر اس کے مخالف بھی تھے۔ انہوں نے اپنوں میں درگاہوں اور مزارات کی زمینیں ریوڑیوں کی طرح تقسیم کیں اور یوں یہ طبقہ مسلم ورثہ کی تباہی کا باعث بنا۔ سیّد عبدالرحمٰن جیلانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے دربار سے ملحقہ بھی وسیع زمین تھی جہاں ناجائز قابضین نے اپنے مکانات کی تعمیرات شروع کر دیں۔ یوں یہ پورا علاقہ ''مسلم وقف بورڈ کوارٹرز دہلی نمبر 6'' کے نام سے مشہور ہو گیا۔ اب آپؒ کا ایک چھوٹا سا مزار اور ملحقہ مسجد شاہ عبدالرحمٰن ہے۔ باقی تمام زمین اِن قابضین کے قبضہ میں جا چکی ہے۔ اب مزار کی جگہ پر قبضہ کی کوششیں کی جا رہی ہیں مزار اب بھی مسلم وقف بورڈ کی تحویل میں ہے اور مزار کی نگرانی کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ سیّد سلیم الزمان ہاشمی خود مخطوطہ میں مختلف جگہوں پر لکھتے ہیں:

''یہ خادمِ سادات سیّد سلیم الزمان ہاشمی ولد حافظ قاری سیّد احسان اللہ ہاشمی جو کہ دربار سیّد عبدالرحمٰن جیلانیؒ کے گردونواح میں رہائش پذیر ہے، اب تو یہ آثم اکیلا ہی فتنہ گروں کے درمیان اس دربار کی حفاظت پر مامور ہے کمزور اور ناتواں عمر کے اس حصہ میں فتنوں میں گھرا ہوا ہے۔ تقسیم ہند کے بعد اس علاقہ پر فتنہ گروں اور قبضہ گروپوں نے قبضہ کر لیا ہے اور ان کے ڈر کی وجہ سے کوئی یہاں نہیں آتا اور پھر کوئی سجادہ نشین بھی نہیں ہے جو لوگوں کو معلومات مہیا کر سکے۔ دربار پر فتنہ پرور قبضہ کرنے اور اسے ختم کرنے کی عرصہ سے کوشش کر رہے ہیں اور دربار کی کافی زمین پر قابض ہو چکے ہیں لیکن اللہ کے خاص فضل و کرم سے کسی کی نگرانی اور سجادگی کے نہ

Marfat.com

ہونے کے باوجود آپ رحمتہ اللہ علیہ کا دربار محفوظ ہے۔''

مزار کا پتہ: پرانی دہلی 6۔ لاہوری دروازہ سے مشرق کی جانب نزد صدر ریلوے سٹیشن ریلوے کالونی مسلم وقف بورڈ کوارٹرز دہلی 6۔

سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کی ظاہری بیعت کے بارے میں اختلاف

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کی حیاتِ مبارکہ پر تحقیق کرنے والوں میں سب سے زیادہ اختلاف آپ رحمتہ اللہ علیہ کے سیّد عبدالرحمٰن دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے دستِ مبارک پر ظاہری بیعت کے معاملہ پر پایا جاتا ہے۔ اس معاملہ میں سب سے بڑی دلیل یہ دی جاتی ہے کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود بیعت فرمایا اور آپ کو غوث الاعظم حضرت شیخ محی الدین سیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمایا اور انہوں نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کی تربیت فرمائی اور آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتب میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو ہی ''شیخِ ما'' فرمایا ہے، اس بات کا تذکرہ ہم بھی پچھلے صفحات میں کر چکے ہیں۔ دوسری دلیل یہ لوگ یہ لاتے ہیں کہ سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ نے خود اپنی کسی کتاب میں بھی اس ظاہری بیعت کا تذکرہ نہیں کیا اور آپ رحمتہ اللہ علیہ سے یہ بات بعید از قیاس ہے کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کسی سے فیض حاصل کریں اور اُس کا تذکرہ بھی نہ کریں۔ اگر اِن لوگوں کی یہ بات درست تسلیم کر لی جائے تو سیّد حبیب اللہ قادری رحمتہ اللہ علیہ نے بھی اپنی کتاب سرّ الحبیب میں کہیں بھی اپنے مرشد سیّد عبدالرحمٰن دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کا تذکرہ نہیں فرمایا۔ اسی طرح شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی کسی کتاب میں اپنے مرشد حضرت شیخ ابو سعید مبارک مخزومی کا ذکر نہیں فرمایا سیّد عبدالرحمٰن دہلوی رحمتہ اللہ علیہ سے سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کی ظاہری بیعت کا ذکر صرف ''مناقبِ سلطانی'' میں شجرۂ طریقت کے ساتھ مذکور ہے اور چونکہ سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کی حیات پر یہ اوّلین تصنیف ہے اس لیے اس پر یقین کرنا ہی پڑتا ہے اور اختلاف تو تب کیا جائے جب کوئی دوسری وجہ یا ثبوت موجود ہو۔ اب ہم اس سلسلہ میں اختلافات کا ذکر کرتے ہیں۔

❁ سب سے زیادہ حیرانگی ہمیں فقیر نور محمد کلاچوی صاحب پر ہے کہ وہ محض محقق نہیں تھے اور ان کے مطابق انہیں براہِ راست فیض حضرت سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ سے ملا اور اُن کے بقول وہ حضرت سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کے روحانی وارث ہیں۔ اس سلسلہ میں اپنی کتب میں بہت سی روحانی ملاقاتوں کا ذکر بھی فرماتے ہیں اور کسی کتاب میں اپنی ظاہری بیعت کا ذکر نہیں کرتے لیکن اُن کے صاحبزادے فقیر عبدالحمید سروری قادری

Marfat.com

''حیاتِ سروری'' میں فقیر نور محمد کلاچوی کی ظاہری بیعت کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ابتدا میں آپ (فقیر نور محمد کلاچوی) نے سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین سوم حضرت صالح محمد رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی۔ ابھی آپ کم سن ہی تھے کہ آپ کے والد صاحب آپ کو دربار شریف لے گئے اور اپنے پیرومرشد حضرت صالح محمد رحمۃ اللہ علیہ کے حضور پیش کر کے بیعت کرنے کی درخواست کی۔ حضرت صالح محمد رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی شفقت سے آپ کو بیعت کیا۔ اس واقعہ کے کافی عرصہ بعد جب آپ کالج چھوڑ کر درویش کی صورت میں دربار پر قیام پذیر ہوئے تو حضرت صالح محمد رحمۃ اللہ علیہ وفات پا چکے تھے اور حضرت نور محمد رحمۃ اللہ علیہ صاحب سجادہ نشین تھے۔ حضرت نور محمد رحمۃ اللہ علیہ صاحب اکثر دورے پر دامان کے علاقے میں آیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ موضع مڈی تشریف لائے۔۔۔۔۔ فقیر نور محمد صاحب کلاچی سے زیارت کے لیے اپنے والد صاحب کے ہمراہ مڈی گئے اور وہیں آپ سے بیعت کی تجدید کر لی''۔ (صفحہ 56)

اب اگر فقیر نور محمد کلاچوی صاحب کو براہِ راست فیض اویسی طریقہ سے حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ سے مل گیا تھا تو اُن کو ظاہری بیعت، وہ بھی ایک دفعہ نہیں دو دفعہ، کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

❁ فقیر نور محمد کلاچوی مخزن الاسرار میں حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری بیعت کے متعلق لکھتے ہیں:

''حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ العزیز کی ظاہری بیعت کا کہیں سراغ نہیں ملتا اور ٹھیک پتہ معلوم نہیں ہوتا۔'' (مخزن الاسرار صفحہ 259-260)

لیکن فقیر نور محمد کلاچوی مرحوم ہی اپنی کتاب انوارِ سلطانی پنجابی شرح اشعارِ سلطانی میں صفحہ 8 پر سلسلہ سروری قادری کا شجرہ طریقت درج فرماتے ہیں اس میں حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے مبارک نام سے پہلے ''پیر رحمٰن'' (سیّد عبدالرحمٰن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ) کا نام موجود ہے۔ یعنی دوسری کتاب میں خود اپنی ہی بات کو ردّ فرما رہے ہیں۔

اور پھر فقیر نور محمد کلاچوی صاحب کے صاحبزادے فقیر عبدالحمید سروری قادری (جو اُن کے جانشین بھی ہیں) نے حیاتِ سروری کے صفحہ 132، 133 اور 219 پر جو شجرہ طریقت قادریہ سروریہ دیا ہے اس میں سیّد عبدالرحمٰن دہلویؒ کا نام ''پیر رحمٰن'' کے نام سے موجود ہے۔ راہِ سلوک کے مسافر جانتے ہیں کہ شجرہ طریقت بیعت کرتے وقت مرشد پڑھتا ہے۔ اب فقیر نور محمد کلاچوی کی بات کو اُن کے جانشین فرزند ہی ردّ فرما رہے ہیں۔

Marfat.com

ڈاکٹر سلطان الطاف علی جن کا تعلق خانوادہ سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ سے ہے ''دیوانِ باھوؒ'' میں سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کو ظاہری مرشد سے بے نیاز فرماتے ہیں اور ''شرح ابیاتِ باھوؒ'' کے دیباچے میں فرماتے ہیں کہ حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ وہی تھے جن کو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتب میں جابجا ''شیخِ ما'' لکھا ہے یعنی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ لیکن اپنی کتاب مرآتِ سلطانی (باھو نامہ کامل) میں اپنی اس بات سے مراجعت فرماتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ لکھتے ہیں:

''شاہ حبیب اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اے فقیر! تو جو کچھ چاہتا ہے میرے پاس نہیں۔ البتہ آپ رحمۃ اللہ علیہ میرے مرشد کے پاس دہلی چلے جائیں جن کا نام پیر سیّد عبدالرحمٰن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ جب دہلی پہنچے تو سیّد السادات حضرت پیر عبدالرحمٰن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا منتظر پایا انہوں نے سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کو فوراً ہی فیضِ ازلی عطا فرما دیا۔'' (صفحہ 114)

پھر ڈاکٹر سلطان الطاف علی صاحب اسی کتاب کے صفحہ نمبر 120 اور 121 پر سلسلہ قادریہ کے جو شجرہ ہائے طریقت درج فرماتے ہیں اُن میں حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے نام مبارک سے پہلے سیّد عبدالرحمٰن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا نام درج کرتے ہیں۔ اس سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ظاہری بیعت سیّد عبدالرحمٰن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ مبارک پر کی تھی۔

اس سلسلہ میں سب سے سخت موقف پروفیسر احمد سعید ہمدانی صاحب کا ہے انہوں نے ''شیخِ ما حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد'' کے عنوان سے اپنی کتاب سلطان العارفین حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ (حیات وتعلیمات) میں تفصیلی بحث کی ہے۔ اس بحث سے پہلے انہوں نے مناقبِ سلطانی کی عبارت درج کی ہے۔ پہلے ''مناقبِ سلطانی'' کی عبارت درج کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''دریائے راوی کے کنارے واقع گڑھ بغداد میں ایک شیخ حضرت شاہ حبیب اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ مشہور تھے۔ اُن کی خدمت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ حاضر ہوئے۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے مختلف انداز سے حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کو آزمانے کی کوشش کی مگر ہر بار حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کو قوت وہمت میں خود سے بڑھ کر پایا۔ آخر کو آپ رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی کہ میرے شیخ حضرت پیر سیّد عبدالرحمٰن قادری دہلوی (رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں تشریف لے جایئے۔'''' صاحبِ مناقب سلطانی'' کے بیان کے مطابق دہلی کے اس سفر میں بھکر کے ایک درویش سلطان حمید آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تھے۔ وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ بھی تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت پیر عبدالرحمٰن قادری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو پیر صاحب آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ پکڑ کر خلوت میں لے

Marfat.com

گئے۔۔۔پس آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مرشدِ کامل سے اپنا ازلی نصیبہ ایک قدم سے ایک ہی دم میں پالیا۔ جو چاہتے تھے' مل گیا۔''

پھر پروفیسر احمد سعید ہمدانی صاحب مناقب سلطانی سے اختلاف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''مناقبِ سلطانی'' کے مصنف نے انہی عبدالرحمٰن قادری رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کا ظاہری مرشد مانا ہے اور ایک شجرۂ طریقت بھی نقل کر دیا ہے مگر مذکورہ واقعہ بیان کرنے سے قبل انہوں نے حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کا ایک کشف بھی لکھا ہے' جس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت سلطان العارفینؒ کو سب مطلوبہ فیض اویسی طور پر مل چکا تھا اور بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بوسیلہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ خلقِ خدا کو ہدایت دینے کا حکم صادر ہو چکا تھا۔ کشف کا یہ واقعہ مصنف مناقبِ سلطانی حضرت سلطان حامد صاحب نے اپنے بزرگوں سے سینہ بہ سینہ سنا ہے۔ یہ کشف عین بیداری میں ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک دن شورکوٹ کے آس پاس کہیں کھڑے تھے کہ اچانک ایک صاحب نور' صاحبِ حشمت اور بارعب سوار نمودار ہوا۔ جس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ پکڑ کر پیچھے بٹھا لیا۔۔۔۔ یہ حضرت امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ تھے۔۔۔۔۔(بعد ازاں جو کچھ پیش آیا اس کی تفصیل گذشتہ سطور میں نقل کی جا چکی ہے۔) رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں حاضری اور صحابہء کبار اور اہلِ بیت (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کی برکت سے مملو ہو کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کیا گیا۔ ''رسالہ روحی شریف'' میں حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ جب ارواحِ سلطان الفقر کا ذکر کرتے ہیں تو غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی (رضی اللہ عنہ) کے بارے میں فرماتے ہیں: ''یکے روحِ شیخ ما' حقیقۃُ الحق' نورِ مطلق' مشہود علی الحق' حضرت محبوبِ سبحانی'' (ایک روح ہمارے شیخ' حقیقۃُ الحق' نورِ مطلق' مشہود علی الحق حضرت محبوبِ سبحانی ہیں) اب اگر اس کشف کے بیان اور پیر عبدالرحمٰن قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کی روایت کا موازنہ کیا جائے تو تضاد ظاہر ہو جاتا ہے۔ جب اس ''فتحِ کبیر'' کے بعد حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ پر تجلیاتِ ذاتی وارد ہونے لگیں اور خود ارواحِ جلیلہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو رشد و ہدایت کی اجازت سے سرفراز کر دیا تھا پھر کسی پیر سے ''ازلی نصیبہ'' پالینے کا کیا سوال ہے؟ آپ تو خود ہی شروع سے مرشدِ کامل کے مقام پر فائز ہو چکے تھے۔'' اس کے بعد پروفیسر احمد سعید ہمدانی مزید لکھتے ہیں:

''مناقبِ سلطانی'' میں یہ بھی لکھا ہے ''چونکہ حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ مادرزاد ولی تھے اس لیے روزِ پیدائش سے ہی صاحبِ اسرار تھے۔ نیز آپؒ خود فرماتے ہیں کہ مجھے انوارِ ذات کی تجلیات کے

Marfat.com

مکاشفات کے سبب ظاہری علم اور ورد وظیفہ کے لیے فرصت نہیں۔ میں ہر وقت وحدانیت میں مستغرق اور سیر فی الذات میں رہتا ہوں۔ اگر ظاہری علم یا وِرد وظیفہ کی فرصت وضرورت نہ تھی تو پھر ظاہری مرشدی کی ضرورت سے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ اسی طرح بے نیاز تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح ہمارے تہذیبی زوال کے دور میں مختلف حلقوں اور شعبوں کے متاخرین کے ہاں صرف ظاہری نظام کے قواعد کا التزام اور اس کی غیر ضروری تاکید ہی باقی رہ گئی تھی' اسی طرح طریقت میں بھی روایت کی ظاہری صورت کی اہمیت کچھ زیادہ ہی بڑھا دی گئی تھی۔ شاعری میں اگر کوئی کسی کو اپنا استاد ظاہر نہیں کر سکتا تھا تو اس کو بے اُستاد ہونے کا طعنہ دیا جاتا تھا' اسی طرح طریقت میں جو اپنے تئیں کسی پیر سے منسلک ظاہر نہ کر سکتا تھا' وہ بے پیر کہلاتا تھا۔ جہاں تک حضرت سلطان العارفین سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق ہے' انہوں نے تو اس کی ہرگز پرواہ نہیں کی اور اپنے رسائل وکتب میں کسی حبیب اللہ شاہ اور پیر سیّد عبدالرحمٰن قادری کا ذکر نہیں فرمایا' اس کے برعکس اپنے اویسی فیض اور مذکورہ کشف کا اکثر ذکر کیا ہے مگر شاید بعد میں آنے والوں نے ضروری سمجھا کہ اس دور کے مخصوص تہذیبی پسِ منظر میں اپنے جدِامجد کو کسی نہ کسی روایتی شجرۂ طریقت سے منسلک دیکھیں اور دکھائیں۔ یوں ظاہری مرشد کا حوالہ اُن کے نزدیک لازمی ٹھہرا۔'' (صفحہ 46 تا 50)

❁ ممتاز بلوچ ''ھُو دے بیت'' میں فرماتے ہیں:

حضرت عبدالرحمٰن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہوراں دے ہتھیں آپ رحمۃ اللہ علیہ دی بیعت دا تذکرہ محض قیاسی اے جیہدا حقیقت نال کوئی تعلق نہیں بن دا تے نہ ای اجیہا کوئی تعلق نظر آندا اے۔ (صفحہ 61)

ترجمہ: حضرت عبدالرحمٰن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ مبارک پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت کا تذکرہ محض قیاس آرائی ہے جس کا حقیقت کے ساتھ کوئی تعلق بنتا ہوا نظر نہیں آتا اور نہ ہی ایسا ممکن دکھائی دیتا ہے۔

ممتاز بلوچ صاحب ایک تو صرف محقق ہیں اس لیے ان کی کتاب میں فقر کے بارے میں جو کچھ نظر آتا ہے وہ علم کی حد تک ہے پھر اس عبارت کے سلسلہ میں بھی انہوں نے فقیر نور محمد کلاچوی' سلطان الطاف علی اور پروفیسر احمد سعید ہمدانی صاحب کی اُن تحریروں کا سہارا لیا ہے جن میں وہ لوگ اس ظاہری بیعت کے مخالف نظر آتے ہیں۔

❁ مولوی محمد دین گجراتی نے سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ پر ایک رسالہ 1927 میں طبع کرایا تھا۔ شدید کوشش اور تلاش کے باوجود نہ مل سکا لیکن اس کی عبارت جس کی تلاش تھی وہ پروفیسر احمد سعید ہمدانی صاحب کی کتاب ''سلطان العارفین حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ حیات وتعلیمات'' کے صفحہ 49 پر مل گئی۔ وہیں سے ہو بہو

Marfat.com

نقل کر رہے ہیں اور یہی عبارت ہمارے موقف کی تائید کرتی ہے جس کی تفصیل ہم آگے بیان کریں گے:

''مولوی محمد دین گجراتی نے پیر عبدالرحمٰن قادری رحمتہ اللہ علیہ سے حضرت سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کے تعلق کو محض ''بشارت'' دینے کی حد تک مانا ہے۔ انہوں نے روایت کی ہے'' پیر عبدالرحمٰن قادری رحمتہ اللہ علیہ نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کا ہاتھ پکڑا اور حجرے کے اندر لے گئے اور فرمایا: تو تو مالا مال فیضانِ توحیدی سے ہے اور تیرے ہاتھ پر ہاتھ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ہے اور حضرت پیرانِ پیر دستگیر رضی اللہ عنہ کا تو تربیت یافتہ ہے' پس حضرت سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ نے یہ بشارت پا کر بازارِ دہلی میں تشریف لا کر بازاریوں پر توجہ فرمائی۔ پس دکاندار' خاص و عام کو ایک عالم جذب کا ظہور میں آیا۔''

❁ میرے مرشد پاک سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ جو صاحب مسمّٰی اسم ذات مرشد' امانتِ الٰہیہ' خلافتِ الٰہیہ کے حامل اور سلطان الفقر کے مرتبہ پر فائز ہیں اور اُن کا تعلق بھی خانوادہ سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ سے ہے' فرمایا کرتے تھے:

''سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کی سیّد عبدالرحمٰن جیلانی دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے دستِ مبارک پر ظاہری بیعت فقر کی ضروریات کی تکمیل تھی۔ پس آپ رحمتہ اللہ علیہ ایک دن حاضر ہوئے بیعت کی اور واپس آ گئے۔'' آپ رحمتہ اللہ علیہ کا فرمانا تھا کہ فقر میں ظاہری بیعت ضروری ہے کیونکہ اگر آپ رحمتہ اللہ علیہ سیّد عبدالرحمٰن دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے دستِ مبارک پر ظاہری بیعت نہ کرتے تو سلسلہ سروری قادری کی کڑی جو غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے سیّد عبدالرحمٰن دہلوی رحمتہ اللہ علیہ تک پہنچتی تھی' وہ ٹوٹ جاتی اور آپ رحمتہ اللہ علیہ مرشدِ اتصال نہ رہتے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سیّد محمد بہادر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کو تمام فیض اور خزانہ فقر چالیس سال تک دربار حضرت سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ پر قیام کے دوران مل گیا پھر جب علومِ باطنی میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کی تکمیل ہو گئی تو آپ رحمتہ اللہ علیہ کو حکم ہوا کہ ظاہری بیعت جا کر پیر محمد عبدالغفور شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے ہاتھ پر کرو۔ اسی طرح آپ رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میرے مرشد سلطان محمد عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ بغداد جا کر حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی آل کے ہاتھ پر بیعت ہونا چاہتے تھے اور سیّد پیر محمد بہادر علی شاہ کاظمی صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں عرض بھی کی کہ حضور آپ کی آل ہے اور آپ رحمتہ اللہ علیہ ہی اِن کو بیعت فرمائیں لیکن سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ نے سلطان محمد عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ کو سیّد بہادر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی ظاہری بیعت کا حکم دیا۔ فقر میں ظاہری بیعت اور مرشد ضروری ہے۔ پھر میرے مرشد پاک جو سلسلہ شریف بیعت کرتے وقت پڑھا کرتے تھے وہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے شروع ہو کر حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ تک پہنچتا ہے پھر کڑی در کڑی حضرت سیّد

Marfat.com

عبدالرحمٰن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے پھر وہاں سے آگے چلتا ہوا اُن کے مرشد سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتا تھا۔ اس میں حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے سیّد عبدالرحمٰن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا نام آتا ہے اور یہ عاجز بھی وہی سلسلہ پڑھتا ہے۔ صرف دو اشعار کا اضافہ کیا ہے جو میرے مرشد کے بارے میں ہیں۔

ہندوستان سے شائع ہونے والی تمام کتب آثارِ دہلی، راہ نمائے مزاراتِ دہلی، مشائخ قادریہ، مزاراتِ اولیاء دہلی اور بہت سی کتب میں جہاں سیّد عبدالرحمٰن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ آیا ہے اس میں بھی یہ فقرہ موجود ہے کہ آپ (سیّد عبدالرحمٰن دہلوی) رحمۃ اللہ علیہ پنجاب کے مشہور صوفی حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد ہیں۔

جن لوگوں نے حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری بیعت سے اختلاف کیا ہے یہ اُن کی تحقیق ہے جو انہوں نے اپنے علم اور موجود کتب سے کی لیکن ہماری تحقیق کا مقصد اُن کی مخالفت نہیں ہے بلکہ اُن کے کام کو مزید آگے بڑھانا ہے۔ اس سلسلہ میں اتنا عرض ہے کہ محقق صرف تحقیق ہی کر سکتا ہے اور اس میں غلطی کا امکان رد نہیں کیا جا سکتا۔ اصل مسئلہ راہِ فقر میں عملی طور پر کسی مرشد کامل اکمل صاحبِ مسمّٰی کی راہبری میں تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کے ذریعہ فقر کے سفر کو طے کرنا ہے۔ اصل حقیقت سفر کی تکمیل کے بعد سمجھ میں آتی ہیں جو صرف ظاہری علم سے نہیں آسکتی۔ یہ عاجز اپنی ایک مثال پیش کرتا ہے کہ جب یہ عاجز 1998ء میں بیعت ہوا تو عین الفقر کا پہلا صفحہ پڑھا تو کچھ اور سمجھ آیا لیکن جیسے جیسے وقت گزرتا گیا یہ ایک صفحہ ہی نئے سے نئے معارف وا کرتا چلا گیا' باقی کتب کا تذکرہ تو چھوڑیں۔ اسی لیے سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے اسی صفحہ پر فرمایا ہے "یہ کتاب مبتدی اور منتہی دونوں کے لیے کامل راہبر ہے۔" اس لیے عقل اور علم اس راہ میں لنگڑا گھوڑا ہے۔ اور صرف علم ہی راہِ فقر میں راز عطا کر دیا کرتا تو مرشد اور فقر کی ضرورت ہی نہیں تھی پھر ظاہری علم اور شریعت ہی کافی تھی۔

لیکن پھر بھی ان محققین کی بات علم کی حد تک درست ہے کیونکہ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

1. سروری قادری اسے کہتے ہیں جسے خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بیعت فرماتے ہیں۔ اس کے وجود سے بد خلقی کی خوبو ختم ہو جاتی ہے اور اُسے شرع محمدی کی راہ پر گامزن ہونے کی توفیق نصیب ہو جاتی ہے۔ (محک الفقر کلاں)

2. ایک اس (اعلیٰ) مرتبے کے سروری قادری ہوتے ہیں جنہیں خاتم النبیین رسولِ ربّ العالمین، سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی مہربانی سے نواز کر باطن میں حضرت محی الدین شاہ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز کے سپرد کر دیں اور حضرت پیر دستگیر رضی اللہ عنہ بھی اُسے اس طرح نوازتے ہیں کہ اُسے ایک لحہ بھی خود سے جدا ہونے نہیں

Marfat.com

دیتے۔ (محک الفقر کلاں)

جنہوں نے ظاہری بیعت کورد کیا ہے انہوں نے اویسی سلسلہ یا طریقہ کا سہارا لیا ہے۔ اویسی سلسلہ یا طریقہ موجود ہے اور ہم اس سے انکار نہیں کرتے۔ اویسی طریقہ وہ ہے جس میں فیض براہِ راست حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یا کسی ولی کامل جو وصال پاچکا ہوٴ سے ملتا ہے۔ اس میں تین طریقے ہیں:

1۔ جن عظیم ہستیوں کو تلقین وارشاد کی مسند پر فائز کیا جاتا ہے اُن کے لیے اویسی طریقہ سے براہِ راست حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فیض حاصل کرنے کے باوجود ظاہری بیعت ضروری ہے کیونکہ ان کا مرشدِ اتصال ہونا ضروری ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ پیرانِ پیر غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ جن کا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے' جن کو معراج کے دوران حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیعت فرمایا' مادرزاد ولی ہیں اور جن کی مہربانی اور کرم کے بغیر کوئی فقر کی خوشبو تک کو نہیں پا سکتا' جن کو اویسی طریقہ سے سب کچھ عطا ہو چکا تھا جیسا کہ ہمعات میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں: ''حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بعد اولیاء کرام اور اصحابِ طریقت کا سلسلہ چلتا ہے ان میں سب سے زیادہ قوی الاثر بزرگ جنہوں نے راہِ جذب کو باحسن طے کر کے نسبتِ اویسی کی اصل کی طرف رجوع کیا اور اس میں نہایت کامیابی سے قدم رکھا وہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی ذاتِ گرامی ہے۔'' یعنی حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے سب کچھ اویسی نسبت سے حاصل کیا اور سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ ان ہی کو اپنا مرشد مانتے ہیں اور ''شیخِ ما'' فرماتے ہیں۔ اگر حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کو سب کچھ اویسی طریقہ سے مل چکا تھا تو انہیں پھر ظاہری بیعت کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی حضرت شیخ ابوسعید مبارک مخزومی رحمۃ اللہ علیہ سے ظاہری بیعت مستند روایات کے ساتھ کتبِ سیر وتصوف میں منقول ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی بیعت اس طرح ہوئی کہ آپ رضی اللہ عنہ اپنے مرشد حضرت شیخ ابوسعید مبارک مخزومی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں گئے۔ انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو کھانا کھلایا' خرقہ پہنایا اور بات ختم ہوگئی۔ اسی دن سے آپ رضی اللہ عنہ نے تلقین وارشاد کا سلسلہ شروع فرما دیا۔ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری بیعت بھی اسی طرح ہے اور مولوی محمد دین گجراتی کی عبارت سے ہماری اس بات کی تصدیق ہوتی ہے اور ہمارا موقف بھی یہی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے ظاہری مرشد کی خدمت میں حاضر ہوئے، بیعت کی اور تمام فیض یک دم پالیا کیونکہ فقر کی تمام منازل تو آپ رحمۃ اللہ علیہ اویسی طریقہ سے طے کر چکے تھے۔ اب سوال یہ ہے کہ تلقین وارشاد کی مسند کے لیے ظاہری بیعت ہونی کیوں ضروری ہے تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ فقر میں سلاسل کا ایک نظام قائم کیا گیا ہے جو درجہ بدرجہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچتا ہے۔ ہر مرشد

Marfat.com

کامل کو ''شیخ اتصال'' ہونا چاہیے یعنی حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک شجرۂ فقر پہنچنے تک سلسلے کا کہیں ''انقطاع'' نہیں ہونا چاہیے اور شجرۂ فقر بابِ علم حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے گزر کر مدینۃ العلم حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک سلسلہ پہنچنے تک درمیان سے کوئی کڑی ٹوٹنے نہ پائے ورنہ بڑے بڑے فتنوں کے وقوع پذیر ہونے کا خدشہ ہے۔ اگر لوگ نبوت اور جعلی مہدی ہونے کا دعویٰ کر سکتے ہیں تو کوئی گمراہ کسی گدی پر بیٹھ کر یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ اُسے براہِ راست فیض حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یا کسی ولی سے مل گیا ہے اور اسے ظاہری بیعت کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر کوئی ایسا ہے تو وہ گمراہ ہے اور اُسے جوتے مارو۔ آج کل گلی گلی جو جعلی پیر پھیلے ہوئے ہیں اُن سب کا کہنا ہے کہ اُن کو براہِ راست فیض ملا ہوا ہے اور ظاہری بیعت سے انکاری ہیں اور کچھ جدی اور پیدائشی پیر ہیں۔ حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ اور سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری بیعت رسماً اسی نسبت سے ہے۔ اور تلقین وارشاد کی مسند پر فائز ہونے کے لیے ظاہری بیعت ضروری ہے کیونکہ انہوں نے تلقین وارشاد کے فرائض ادا کرنے تھے اور ایک زمانے کو فیض پہنچانا تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ نے تاقیامت قائم رہنا ہے۔ دوسری وجہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری بیعت کی یہ ہے کہ مستقبل میں کوئی گمراہ آپؒ جیسی ہستیوں کو مثال بنا کر اویسی طریقہ کا سہارا لے کر مسندِ تلقین وارشاد پر نہ بیٹھ جائے۔ غوث الاعظم حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''مشائخ عظام کہ جن کا سلسلہ فقر حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک تسلسل کے ساتھ پہنچتا ہے بابِ علم (حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ) سے گزر کر علم کے صدر مقام (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام) تک پہنچتا ہے، لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف حکمت کے ذریعہ بلاتے ہیں''۔ (سرالاسرار فصل 5)

اس عبارت سے ہمارے موقف کی تائید ہوتی ہے کہ صاحبِ تلقین وارشاد ہونے کے لیے ''مرشدِ اتصال'' ہونا ضروری ہے۔

روحانی سلاسل میں کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ سلسلہ کے شیخ کو اپنی زندگی میں ایسا شخص نہیں ملتا جسے سلسلہ منتقل کیا جاسکے اس لیے سلسلہ کو منتقل کیے بغیر ہی اس کا وصال ہو جاتا ہے بعد از وصال وہ اپنے مزار سے سلسلہ منتقل کرتا ہے اس طرح سلسلہ میں کوئی انقطاع یا تعطل نہیں ہوتا اور سلسلہ جہاں سے رُکا ہوتا ہے وہیں سے شروع ہو جاتا ہے۔ تصوف یا طریقت میں ایسی دو مثالیں اہم ہیں ایک سلسلہ نقشبندیہ میں اور دوسری سلسلہ سروری قادری میں۔ سلسلہ نقشبندیہ کے شیخ حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرشد حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے ستاسی سال بعد پیدا ہوئے اور بلوغت کے بعد بیس سال حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر ریاضت کے بعد اُن کو سلسلہ منتقل ہوا اور یوں سلسلہ نقشبندیہ دوبارہ جاری ہوا۔ سلسلہ سروری قادری

Marfat.com

میں سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ 1102ھ میں سلسلہ منتقل کیے بغیر ہی وصال فرما گئے اُن کے وصال کے چوراسی سال بعد سلطان التارکین سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت مدینہ منورہ میں ہوئی اور بارہ سال تک روضہ رسول پر معتکف رہے۔ سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے تربیت کے بعد 1241ھ میں مزار سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ پر حاضر ہوئے امانتِ الٰہیہ اور سلسلہ سروری قادری کی امانت حاصل کی اور سلسلہ سروری قادری جہاں رُکا تھا وہیں سے دوبارہ شروع ہو گیا۔

2۔ دوسرا اویسی طریقہ وہ ہے' جس میں تلقین وارشاد کا کام نہیں لیا جاتا صرف دین کا کوئی کام لینا مقصود ہوتا ہے اس کی مثال علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی ہے جن کو مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی روح سے اویسی طریقہ سے فیض ملا حالانکہ اوائل عمری میں آپ رحمۃ اللہ علیہ قادری سلسلہ میں ظاہری بیعت بھی کر چکے تھے لیکن اپنے کلام میں کہیں بھی ظاہری مرشد کا ذکر نہیں کرتے بلکہ مولانا رومؒ کو ہی اپنا مرشد قرار دیتے ہیں۔

3۔ تیسرا اویسی طریقہ وہ ہے جس کے تحت ابتدائے حال میں کسی طالب کی راہِ حق میں تربیت کی جاتی ہے۔ اب اس طالب کو اس کا علم ہو یا نہ ہو یہ ضروری نہیں۔ پھر ظاہری مرشد کی بارگاہ میں مکمل تربیت کے لیے بھیج دیا جاتا ہے۔

امید ہے اس تحریر سے حضرت سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری بیعت کے بارے میں بہت سی غلط فہمیاں دور ہو گئی ہوں گی۔ اگر میری تحریر سے کسی کی دل آزاری ہوئی ہے تو معافی چاہتا ہوں لیکن کسی کی دل آزاری سے زیادہ حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے کسی بھی حصہ یا گوشہ کے بارے میں غلط فہمیوں کا ازالہ ضروری ہے۔

تعلیم و تلقین

دستِ بیعت کے بعد دہلی سے واپس تشریف لا کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے رشد و ہدایت کا آغاز فرمایا۔ اس روز سے آپ رحمۃ اللہ علیہ پر ذاتِ الٰہی کے جذبات وانوار اس طرح متجلی ہونا شروع ہوئے کہ سینکڑوں لوگوں کو ایک ہی نگاہ سے ایک ہی قدم میں واصل باللہ کر دیتے۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ نے رسمی پیر یا سجادہ نشین شیخ کے مقابلے میں آزاد فقیر کی تعریف یہ کی ہے "آزاد فقیر مصلحتوں اور آداب و رسوم کی جکڑ بندیوں سے آزاد ہوتا ہے، آزاد فقیر ایک تو کسی جگہ کا پابند

Marfat.com

ہو کر رہنے پر مجبور نہیں ہوتا دوسرے اس کا فیض ہر حال اور ہر صورت جاری رہتا ہے عام طور پر وہ سیر و سفر میں رہتے ہوئے فقر کی نعمت لوگوں کے گھروں اور دروازوں پر لٹاتا پھرتا ہے''۔

حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ بھی لوگوں کو معرفت اور فقر کی تعلیم و تلقین کیلئے ہمیشہ سفر میں رہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ ساری عمر گھوم پھر کر محبت اور معرفتِ الٰہی کا خزانہ بانٹتے پھرے۔ یہ سب کچھ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے کیا جیسا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

نفس را رسوا کنم بہر از خدا   بر ہر درے قدمے زنم بہر از خدا

ترجمہ: میں رضائے الٰہی کی خاطر اپنے نفس کو رسوا کرتا ہوں اور رضائے الٰہی ہی کی خاطر ہر در سے بھیک مانگتا ہوں۔ (نور الہدیٰ کلاں)

تلقین رشد و ہدایت کے لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے زیادہ تر سفر وادی سون سکیسر، ملتان، ڈیرہ غازی خان، ڈیرہ اسماعیل خان، سندھ اور بلوچستان کی طرف کیے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ کسی کتاب، مجموعہ یا ملفوظات میں اس لیے نہیں ملتا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس زمانہ کی تہذیب و ثقافت اور علوم کے مراکز سے دور رہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کسی صاحبِ تصنیف سے بھی نہیں ہوئی۔ دہلی جانے کا ذکر بھی ایک بار ہی ملتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ دیہاتوں کے سیدھے سادھے لوگوں میں اسمِ اَللّٰہُ ذات کا خزانہ لٹاتے رہے اور پھر انہی دیہاتی لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کام کو آگے بڑھایا۔

سفر میں اکثر ایسا ہوتا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کسی پر نگاہ فرماتے اور اسے خدا رسیدہ بنا دیتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد حضرت بازید محمد رحمۃ اللہ علیہ کو شہنشاہ شاہ جہان کی طرف سے ایک بہت بڑی جاگیر ملی ہوئی تھی جس میں ایک اینٹوں کا قلعہ اور کئی آباد کنویں بھی تھے۔ گو خاصی وسیع جاگیر تھی اور ہمہ وقت انتظام اور نگرانی کی متقاضی تھی لیکن حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کا یہ معمول تھا کہ جب جذبہ نے غلبہ کیا گھر سے نکل کھڑے ہوئے۔ مصنف 'مناقبِ سلطانی' لکھتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عمر بھر کسی دنیاوی تعلق یا شغل سے دستِ مبارک کو آلودہ نہ فرمایا۔ ہاں دو دفعہ بیل لیکر اپنے ہاتھ سے ہل چلایا اور کھیتی باڑی کی لیکن دونوں مرتبہ عشقِ الٰہی کے جذبات کے سبب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بیلوں کو جُتے جتائے کنویں پر چھوڑا اور خود تجلیات اور مکاشفاتِ دیدار میں مست ہو کر پہاڑوں اور جنگلوں کی سیر کو نکل گئے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ مرشد کامل اکمل نور الہدیٰ تھے اور مرشدِ کامل نور الہدیٰ سالک (طالب اللہ) کو تعلیم، توجہ اور تلقین کے ذریعے عین العیان کے مرتبہ پر پہنچا دیتا ہے۔ یہاں تک کہ اسے ذکر، فکر ورد و وظائف کی بھی ضرورت نہیں

Marfat.com

رہتی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ساری زندگی شہر شہر قریہ قریہ گھوم پھر کر طالبانِ مولیٰ کو تلاش کرنے اور انہیں واصل باللہ کرنے میں گزری۔ اور خلقِ خدا کو تلقین کی یہ ذمہ داری آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بارگاہِ نبوی سے عطا ہوئی تھی۔

سلطان باھُوؒ کا لقب "سلطان العارفین" اور مرتبہ "سلطان الفقر"

اولیاء کرام اور عارفین میں آپ رحمۃ اللہ علیہ "سلطان العارفین" کے لقب سے مشہور ہیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ مرتبہ "سلطان الفقر[1]" پر فائز ہیں۔

لقب "سلطان العارفین" کے دعویدار

حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ جب دنیا میں لقب سلطان العارفین سے مشہور و معروف ہو گئے تو تمام دنیا، خاص طور پر پاک و ہند جموں کشمیر میں کچھ جعلی پیروں نے اور کچھ اولیاء کے مریدوں اور پیروکاروں نے اپنے پیروں کے نام کے ساتھ "سلطان العارفین" کے لقب کا استعمال شروع کر دیا۔ یہ بات اچھی طرح جان لی جائے کہ "سلطان العارفین" کا لقب پوری دنیا میں صرف حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے لیے مخصوص ہے، وہی اس لقب کے صحیح حقدار اور اس سے حقیقتاً اور اصلاً ملقب ہیں، باقی سب ان کی نقالی کرتے ہیں۔

مصطفیٰ ثانی مجتبیٰ آخر زمانی

جس طرح غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے دورانِ وعظ بحکم خداوندی یہ اعلان فرمایا: قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ (میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے) اسی طرح سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے اعلان فرمایا ہے:

---

[1] مکمل تفصیلات کے لیے باب 10 "شانِ سلطان الفقر" ملاحظہ فرمائیں۔

Marfat.com

تا آنکہ از لطفِ ازلی سرفرازیٔ عینِ عنایت حق الحق حاصل شدہ واز حضور فائض النورِ اکرم نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حکمِ ارشادِ خلق شدہ' چہ مسلم' چہ کافر' چہ بانصیب' چہ بے نصیب' چہ زندہ وچہ مردہ۔ بزبانِ گوہرفشاں مصطفیٰ ثانی ومجتبیٰ آخرزمانی فرمودہ۔ (رسالہ روحی شریف)

ترجمہ: جب سے لطفِ ازلی کے باعث حقیقتِ حق کی عین نوازش سے سربلندی حاصل ہوئی ہے اور حضور فائض النور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے تمام خلقت' کیا مسلم' کیا کافر' کیا بانصیب' کیا بے نصیب' کیا زندہ اور کیا مردہ سب کو ہدایت کا حکم ملا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی زبانِ گوہرفشاں سے مجھے مصطفیٰ ثانی اور مجتبیٰ آخرزمانی فرمایا ہے۔

مصطفیٰ اور مجتبیٰ: دونوں کے لغوی معانی چنا ہوا' انتخاب کیا ہوا' پسندیدہ اور برگزیدہ کے ہیں' لیکن یہ دونوں القاب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے خاص ہیں۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مصطفیٰ ثانی اور مجتبیٰ آخرزمانی فرمایا ہے اس سے مراد ہے کہ آخری زمانہ میں جب گمراہی عام ہوگی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات روشنی کا مینار ہوں گی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کو لے کر کھڑا ہونے والا کوئی فرد لوگوں کی ہدایت کا موجب بنے گا اور اس کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی راہنمائی حاصل ہوگی کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تو وصال ہوئے تین سو بتیس سال سے زائد عرصہ گزر چکا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ارشاد بھی سینہ بہ سینہ منتقل ہوتا آیا ہے ''جب گمراہی عام ہوجائے گی، باطل حق کو ڈھانپ لے گا، فرقوں اور گروہوں کی بھرمار ہوگی ہر فرقہ خود کو حق پر اور دوسروں کو گمراہ سمجھے گا اور گمراہ فرقوں اور گروہوں کے خلاف بات کرتے ہوئے لوگ گھبرائیں گے اور علمِ باطن کا دعویٰ کرنے والے اپنے چہروں پر ولایت کا نقاب چڑھا کر درباروں اور گدیوں پر بیٹھ کر لوگوں کو لوٹ کر اپنے خزانے اور جیبیں بھر رہے ہوں گے تو اس وقت میرے مزار سے نور کے فوارے پھوٹ پڑیں گے۔''

اس قول سے مراد بھی یہی ہے کہ گمراہی کے دور میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی غلام آپ کی روحانی راہنمائی میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی تعلیماتِ حق کو لے کر کھڑا ہوگا، گمراہی کو ختم کرے گا، دینِ حق کا بول بالا کرے گا اور دینِ حنیف پھر سے زندہ ہوجائے گا۔

سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پنجابی ابیات کے ذیل کے مصرعوں میں اسی طرف اشارہ فرمایا ہے:

چڑھ چناں تے کر رُشنائی، ذکر کریندے تارے ھُو

گلیاں دے وِچ پھرن نمانے، لعلاندے ونجارے ھُو

مفہوم: اے میرے فقر کے چاند! تو جلد طلوع ہو اور اپنی نگاہِ کامل سے اس دنیا کو جو ظلمت وتاریکی میں ڈوب

Marfat.com

چکی ہے' نورِ الٰہی سے منوّر کردے۔ طالبانِ مولیٰ حق تعالیٰ کی طلب میں اِس گمراہ دور میں بھٹک رہے ہیں اور تیرے جیسے ہادی کا انتظار کر رہے ہیں۔ تیرے منتظر یہ طالبانِ مولیٰ جو معرفتِ الٰہی کے غواص اور جوہر شناس ہیں، در بدر تیری تلاش اور جستجو میں پھر رہے ہیں (یعنی حق کی تلاش میں کسی راہنما کی پیروی کرتے ہیں تو کچھ عرصہ بعد ہی وہ دھوکہ باز اور جعل ساز نکل آتا ہے یعنی ہے تو لومڑی لیکن شیر کی کھال پہن کر نقلی شیر بنا ہوا ہے اس لیے ہر شخص تیرے جیسے ہادی یا راہنما کا انتظار کر رہا ہے جو اُمت کی کشتی کو پار لگا دے)

چڑھ چناں تے کر رُشنائی، تارے ذکر کریندے تیرا ھُو
تیرے جیہے چن کئی سے چڑھدے، سانوں سجناں باجھ ہنیرا ھُو
جتھے چن اساڈا چڑھدا، اوتھے قدر نہیں کجھ تیرا ھُو

اے فقر کے چاند (انسانِ کامل، فقیر کامل)! تو جلد طلوع (ظاہر) ہو کر اس ظلمت کدہ کو اللہ کے نور سے منوّر کردے۔ طالبانِ مولیٰ اور مومنین تیرا ہی انتظار کر رہے ہیں۔ سینکڑوں مصنوعی چاند تیرا روپ دھار کر طلوع ہو چکے ہیں اور اُمت کو دھوکہ دے چکے ہیں لیکن تیرے بغیر اے محبوب! دنیا ظلمت کدہ ہے۔ جہاں ہمارا چاند (محبوب) طلوع ہوگا وہاں دوسرے (مصنوعی) چاندوں کی روشنی جو اصل میں ظلمت ہے' ختم ہو جائے گی اور یہ جو دھوکہ باز راہنما بن کر اُمت کو دھوکہ دے رہے ہیں، بھاگ جائیں گے۔

دوسری شرح اِن القاب کی یہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پاک سے لاکھوں لوگ فیض حاصل کر چکے ہیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دربار سے ہر لحہ فیضِ فقر جاری ہے۔

تصانیف

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ نے ظاہری علم حاصل نہیں کیا اس کے باوجود آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کی تعداد 140 ہے۔ ابیاتِ باھو رحمۃ اللہ علیہ جو کہ پنجابی میں ہے، کے علاوہ تمام تصانیف فارسی زبان میں ہیں۔

'شرح ابیاتِ باھو رحمۃ اللہ علیہ 'اور' مرآتِ سلطانی (باھو نامہ کامل)' کے مؤلف ڈاکٹر سلطان الطاف علی جن کا تعلق خانوادہ سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ سے ہے، نے دونوں کتب میں یہ عبارت تحریر کی ہے کہ اُن کو سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ مبارک سے لکھا ہوا کسی کتاب کا کوئی نسخہ دستیاب نہیں ہوا۔ صرف خلفاء اور درویشوں کے نسخہ جات

Marfat.com

ہی ملے ہیں۔یہی بات سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کی کتب کے مترجم سید امیر خان نیازی نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب اسرار القادری کا ترجمہ کرتے ہوئے پیش لفظ میں لکھی ہے۔لکھتے ہیں ''ایک مترجم کی حیثیت سے میرے لیے سب سے بڑی پریشانی یہی ہے کہ قلمی نسخہ جات میسّر نہیں ہو پاتے تاکہ تقابلی جائزے کے بعد صحیح فارسی متن اخذ کر کے ترجمے کا صحیح حق ادا کیا جاسکے۔اگر سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کے اپنے ہاتھ مبارک کا لکھا ہوا ایک بھی نسخہ مل جائے تو باقیوں کی ضرورت ترجمے کے لیے نہیں رہتی۔بدقسمتی سے کسی ایک کتاب کا نسخہ بھی آپ رحمتہ اللہ علیہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا موجود نہیں۔وہ بھی اس طرح ضائع ہوگئے کہ خلفائے عظام نے انہیں عام کرنے کی بجائے اپنے صندوقوں میں محفوظ کر دیا۔'' (صفحہ 40)

قارئین آپ پچھلے صفحات میں حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کا یہ فرمان پڑھ چکے ہیں کہ انہوں نے اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ظاہری علم حاصل نہیں کیا یعنی آپ رحمتہ اللہ علیہ بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرح اُمّی تھے اور لکھ پڑھ نہیں سکتے تھے۔جس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دستِ مبارک کی لکھی ہوئی کوئی آیت، حدیث یا تحریر دستیاب نہیں ہے اسی طرح حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کے دستِ مبارک کی بھی کوئی تحریر دستیاب نہیں ہوسکتی۔آپ رحمتہ اللہ علیہ جو کچھ مکاشفاتِ الٰہیہ سے بیان فرماتے درویش یا خلفاء اسے قلم بند کر لیتے تھے اور وہی نسخہ جات دستیاب ہیں۔اس لیے اگر سلطان الطاف علی صاحب یا صاحبِ مناقبِ سلطانی یا کسی دوسرے صاحب کو سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کے دستِ مبارک سے لکھا ہوا کسی کتاب کا کوئی نسخہ نہیں ملا تو اس میں حیرانی کی کوئی بات نہیں ہے۔جن کتب کے تراجم ہوئے ہیں اُن کے نسخہ جات خانوادہ سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کے ورثہ سے ہی مترجمین تک پہنچے ہیں پھر اکثر مترجمین نے ایک ہی کتاب کے مختلف نسخہ جات کا تقابل کر کے ہی اُن کا ترجمہ کیا ہے اس لیے تقریباً دستیاب تمام تراجم میں تعلیمات کے لحاظ سے کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا۔

حضرت سلطان حامد رحمتہ اللہ علیہ نے ''مناقب سلطانی'' میں کتب کی جو فہرست دی ہے وہ بہت کم ہے۔اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ''مناقبِ سلطانی'' کی تصنیف کے وقت ہی اکثر و بیشتر کتب زمانہ کی دست برد کی نذر ہوچکی تھیں یا اُن کے پاس موجود نہ تھیں۔اس کی دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے علوم اور کتب کی اشاعت کیلئے کوئی ادارہ قائم نہ ہوسکا جس کی وجہ سے ان کتب کی وسیع پیمانہ پر اشاعت ممکن نہ ہوسکی۔آپ رحمتہ اللہ علیہ کی کتب کی اشاعت کے سلسلہ میں جتنی بھی کوششیں ہوئیں وہ انفرادی تھیں۔یا پھر ان کتب کے لمبا عرصہ تک پردۂ اخفا میں رہنے کی ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ یہ ''کیمیائے گنج'' نااہلوں سے دور رکھنا چاہتے ہوں یا پھر ان کے ظاہر ہونے کا ایک خاص وقت اور زمانہ مقرر ہو۔اسی لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کو

Marfat.com

آخری زمانہ کی ہدایت کیلئے مصطفیٰ ثانی اور مجتبیٰ آخر زمانی کا لقب عطا فرمایا ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی کتب علم لدنی کا شاہکار ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا یہ فرمان مبارک ہے کہ جس کو کوئی مرشد کامل اکمل نہ ملتا ہو وہ میری کتب کو وسیلہ بنائے۔ رسالہ روحی شریف میں آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اگر کوئی ولی واصل عالم روحانی یا عالم قدس شہود میں رجعت کھا کر اپنے مرتبے سے گر گیا ہو تو وہ اس رسالہ کو وسیلہ بنائے تو یہ رسالہ اس کیلئے مرشدِ کامل ثابت ہوگا اگر وہ اسے وسیلہ نہ بنائے تو اسے قسم ہے اور اگر ہم اسے اس کے مرتبے پر بحال نہ کریں تو ہمیں قسم ہے۔''

آپ رحمتہ اللہ علیہ کا یہ اعلان آپ رحمتہ اللہ علیہ کی ہر کتاب میں کسی نہ کسی شکل میں موجود ہے۔ حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کی تصانیف کی عبارت بہت سادہ اور سلیس ہے جسے عام اور معمولی تعلیم یافتہ آدمی بھی آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی تصانیف کی عبارت میں ایسی روانی اور تاثیر ہے جو دورانِ مطالعہ قاری کو اپنی گرفت میں لے لیتی ہے۔ ان کتب کو اگر باادب اور باوضو پڑھا جائے تو فیض کا ایک سمندر کتب سے قاری کے اندر منتقل ہوتا ہے۔ اگر قاری صدقِ دل سے مطالعہ جاری رکھے تو آپ رحمتہ اللہ علیہ کے حقیقی روحانی وارث سروری قادری مرشد تک راہنمائی ہو جاتی ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتب میں ضرورت کے مطابق آیاتِ قرآنی، احادیث مبارکہ اور احادیثِ قدسی کا استعمال فرمایا ہے۔ ان کتب میں جہاں کہیں بھی عبارت میں سے اگر ان کو نکال دیا جائے جہاں ان کا ذکر ہے تو پھر معلوم ہوتا ہے کہ اگر اس جگہ آیاتِ قرآنی یا احادیث کو درج نہ کیا جاتا تو مطلب مکمل نہ ہوتا۔ حضرت سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ عبارت میں اشعار کا برمحل اور خوبصورت استعمال کرتے ہیں جس سے عبارت کا اثر دوچند ہو جاتا ہے۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ کی جو کتب بازار میں تراجم کی صورت میں دستیاب ہیں ان کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ ابیات سلطان باھُو (پنجابی) ۲۔ دیوانِ باھُو (فارسی) ۳۔ عین الفقر ۴۔ مجالستہ النبیؐ ۵۔ کلید التوحید (کلاں) ۶۔ کلید التوحید (خورد) ۷۔ شمس العارفین ۸۔ امیر الکونین ۹۔ تیغ برہنہ ۱۰۔ رسالہ روحی شریف ۱۱۔ گنج الاسرار ۱۲۔ محک الفقر (خورد) ۱۳۔ محک الفقر (کلاں) ۱۴۔ اسرارِ قادری ۱۵۔ اورنگ شاہی ۱۶۔ جامع الاسرار ۱۷۔ عقلِ بیدار ۱۸۔ فضل اللقاء (خورد) ۱۹۔ فضل اللقاء (کلاں) ۲۰۔ مفتاح العارفین ۲۱۔ نور الہدیٰ (خورد) ۲۲۔ نور الہدیٰ (کلاں) ۲۳۔ توفیقِ ہدایت ۲۴۔ قربِ دیدار ۲۵۔ عین العارفین ۲۶۔ کلیدِ جنت ۲۷۔ محکم الفقراء ۲۸۔ سلطانُ الوَھم ۲۹۔ دیدارِ بخش ۳۰۔ کشف الاسرار ۳۱۔ محبت الاسرار۔ ۳۲ طرفتہ العین۔ حجتُ الاسرار (یہ کتاب دوناموں سے معروف ہے)

Marfat.com

شمس العارفین دراصل سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کلید التوحید، قربِ دیدار، مجموعۃ الفضل، عقلِ بیدار، جامع الاسرار، نور الہدیٰ، عین نما، اور فضل اللقاء سے منتخب شدہ اسباق پر مشتمل ہے جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے صاحبزادے سلطان ولی محمد رحمۃ اللہ علیہ نے ترتیب دی تھی۔ اب سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف کے نام سے مشہور ہے۔

مناقبِ سلطانی اور شمس العارفین سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی چند ایسی تصانیف کے نام بھی ملتے ہیں جو اب تک نایاب ہیں (۱) مجموعۃ الفضل (۲) عین نما (۳) تلمیذ الرحمٰن (۴) قطب الاقطاب (۵) شمس العاشقین (۶) دیوانِ باھُو کبیر و صغیر۔ ایک ہی دیوانِ باھُو (فارسی) دستیاب ہے یہ یا تو کبیر ہے یا صغیر۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی واحد کتاب جو پنجابی شاعری پر مشتمل ہے ابیاتِ باھُو کے نام سے مشہور اور دستیاب ہے۔

تعلیمات

حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تعلیمات کو نہ تو تصوف اور نہ ہی طریقت بلکہ ''فقر'' کا نام دیا ہے اور راہِ ''فقر'' اختیار کرنے پر زور دیا ہے۔ راہِ فقر میں صاحبِ مسمّٰی مرشد کامل اکمل نور الہدیٰ سروری قادری کی راہبری اور راہنمائی بہت ضروری ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مرشد بھی وہ جو پہلے دِن ہی طالبِ مولیٰ کو سنہری حروف سے اسمِ اَللّٰہُ ذات لکھ کر دے اور اس کے ذکر اور تصور اور مشقِ مرقومِ وجودیہ کا حکم دے۔ مرشد کی توجہ، کرم اور تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات یا تصورِ اسمِ مُحَمَّد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے طالب پر باطن میں دو اعلیٰ ترین مقامات دیدارِ حق تعالیٰ اور مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری کھلتے ہیں باطن میں ان سے اعلیٰ کوئی اور مقامات نہیں۔ یہ مقامات صرف اُن کو نصیب ہوتے ہیں جو اخلاص اور استقامت سے مرشد کی اتباع اور رضا کے مطابق راہِ فقر میں اپنا سفر جاری رکھتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کے مطالعہ کے لیے ''حصہ دوم تعلیماتِ باھُو'' ملاحظہ فرمائیں۔

فقہی مسلک اور سلسلہ فقر سلطان باھُوؒ

فقہی مسلک

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ اہلِ سنت والجماعت سے تھے فقہ میں امامِ اعظم حضرت

Marfat.com

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پیرو تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

❁ ''میں حضرت نعمان امامِ اعظم کوفی باصفا صوفی کے مذہب پر ہوں جو شرک، کفر اور سرود کی بدعت سے تارک اور فارغ رہے۔'' (کلید التوحید کلاں)

سلسلہ فقر

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ فقر سروری قادری ہے۔ شاید ہی کوئی تصنیف ایسی ہو جس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے قادری ہونے اور پیرانِ پیر دستگیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ اور ان کی فضیلت اور فیضِ روحانی کا ذکر نہ کیا ہو آپ رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ سروری قادری کی دو شاخیں بیان فرماتے ہیں ایک سروری قادری اور دوسری زاہدی قادری۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی نسبت اول الذکر سے ظاہر کی ہے [1]

ازواج اور اولاد

ازواج

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی میں چار نکاح فرمائے۔

1۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک بیوی حضرت مخدوم برہان الدین احمد [2] ساکن لنگر مخدوم والا ضلع جھنگ کے خاندان سے تھیں۔

2۔ دوسری بیوی اپنی ہم کفو یعنی قوم اعوان سے تھیں۔

3۔ تیسری بیوی بھی قریبی رشتہ دار تھیں۔

4۔ چوتھی بیوی ملتان کے ایک ہندو ساہوکار خاندان سے تھیں جو کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ اقدس پر مسلمان ہو کر آپؒ کے نکاح میں آئیں۔ اس واقعہ کو صاحبِ مناقبِ سلطانی نے یوں بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ دورانِ سفر آپ رحمۃ اللہ علیہ ملتان تشریف لے گئے اور دعوتِ قبور کیلئے حضرت بہاؤالدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ مبارک پر سوار ہوئے۔ پہلے تو قبر جنبش میں آئی لیکن فی الفور پیران پیر دستگیر محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ کی طرف سے حکم ہوا کہ اے بہاؤالدین یہ ہمارا محبوب ہے اس سے الفت کرنا۔ جو کچھ یہ کہے بجا لانا۔ پس حضرت بہاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ

---

[1] باب 19 سلسلہ سروری قادری کا مطالعہ فرمائیں۔ [2] حضرت مخدوم برہان الدین احمد سلسلہ سہروردیہ سے صاحبِ ارشاد تھے ایک روایت کے مطابق آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اور دوسری روایت کے مطابق آپ رحمۃ اللہ علیہ اُن کے صاحبزادے تھے۔ (تذکرہ اولیائے جھنگ)

Marfat.com

نے مزار سے نکل کر ملاقات کی اور فرمایا جو حکم ہو فرمائیں تا کہ میں بجالاؤں۔ اس حالتِ جذبہ میں سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہمیں کوئی ضرورت نہیں۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بار بار اصرار کیا گیا تو سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اپنے شہر میں سے ایک پاکیزہ (سعید) آدمی کا بازو دو۔ اتنا کہہ کر اس مستی اور جذبہ کی حالت میں مزار مبارک سے نکل کر شمال کی جانب روانہ ہوئے۔ جب ظہر کی نماز کیلئے دریا کے کنارے پر وضو کر کے نماز کیلئے کھڑے ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک کنواری نوجوان عورت جوتے ہاتھ میں لئے کھڑی ہے پاؤں میں آبلے پڑے ہوئے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا! تو کون ہے؟ عرض کیا کہ فلاں ساہوکار کی لڑکی ہوں جب آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت بہاؤالدین زکریا رحمتہ اللہ علیہ کے مقبرہ مبارک میں گئے اور وہاں سے نکلے تو میں اسی وقت مسلمان ہوگئی کیونکہ حضرت بہاؤالدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت کرنے بلکہ لونڈی ہونے کا حکم دیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسی جگہ نزدیکی گاؤں میں لوگوں کی موجودگی میں ان سے نکاح فرمایا۔

اولاد

مناقبِ سلطانی میں حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادوں کی تعداد آٹھ بیان کی گئی ہے جو اس طرح ہے:

۱۔ حضرت سلطان نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ حضرت سلطان ولی محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ حضرت سلطان لطیف محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۴۔ حضرت سلطان صالح محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۵۔ حضرت سلطان اسحاق محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۶۔ حضرت سلطان فتح محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۷۔ حضرت سلطان شریف محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۸۔ حضرت سلطان حیات محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

❀ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک صاحبزادی مائی رحمت خاتون بھی تھیں[1]۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تمام صاحبزادگان میں سے صرف تین صاحبزادوں حضرت سلطان نور محمد رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سلطان

[1] مرآتِ سلطانی (باھو نامہ کامل)

Marfat.com

ولی محمد رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سلطان لطیف محمد رحمۃ اللہ علیہ سے اولاد کا سلسلہ چلا جبکہ باقی صاحبزادگان لاولد فوت ہوئے اور ایک صاحبزادہ سلطان حیات محمد صاحب کا انتقال بچپن میں ہی ہو گیا تھا۔

سب سے بڑے صاحبزادے حضرت سلطان نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد مزار مبارک کو چھوڑ کر دریائے سندھ کے مغربی کنارے پر علاقہ گڑانگ فتح خاں لیہ چلے گئے اور وہیں رہائش اختیار کی اور سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بیس سال بعد واپس تشریف لائے اور یہیں وفات پائی اور مزارِ مبارک میں دفن ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد بستی قاضی نزد شہر لیہ میں آباد ہے۔

دوسرے صاحبزادے سلطان ولی محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین ہوئے۔ آخری سفر میں ڈیرہ غازی خان (اب رحیم یار خان) کے قریب شہر مرٹہ میں حضرت غیاث الدین تیغ ہراں عادل غازی شہید کی خانقاہ کے قریب وصال فرمایا اور وہیں مدفون ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد چاہ سمندری (پرانا دربار سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ)' موجودہ دربار شریف، احمد پور شرقیہ اور رحیم یار خان کے آس پاس آباد ہے۔ آپ کی اولاد ہی سے تمام سجادہ نشین مقرر ہوئے اور زمین اور جائیداد کے وارث ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے بعض بڑے بڑے سرکاری عہدوں پر فائز ہوئے اور بعض نے سیاست کے میدان میں بھی بڑا نام کمایا۔ میرے مرشد پاک کا سلسلہ نسب بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی کے واسطہ سے حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے۔

سلطان لطیف محمد رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد بہت تھوڑی تعداد میں سبزل کوٹ (صادق آباد) میں آباد رہی۔ اس خانوادہ نے گمنامی اور تنگدستی میں وقت گزارا اور بالآخران کا سلسلہ مفقود ہو گیا۔ اب صرف دو صاحبزادوں سلطان نور محمد اور سلطان ولی محمد سے اولاد کا سلسلہ چل رہا ہے۔

کرامات

اصطلاحِ شریعت میں کرامت وہ خلافِ عادت قوت ہے جس کا ظہور اولیاء کرام سے ہوا۔ دراصل کرامت ایک روحانی قوت ہے جو عطائے الٰہی ہوتی ہے اور اللہ پاک اپنے پاک بندوں کو یہ قوت عطا فرماتا ہے۔

کرامت اور معجزہ میں فرق یہ ہے کہ معجزہ نبی سے صادر ہوتا ہے اور کرامت نبی کی اتباع کرنے والے اولیاء اللہ سے صادر ہوتی ہے۔

کرامت دو قسم کی ہوتی ہے ایک مادی یا ظاہری دوسری روحانی یا باطنی۔ مادی یا ظاہری کرامت عوام الناس کیلئے

Marfat.com

ہوتی ہے کیونکہ ظاہر بین ظاہری کرامت کو مانتے ہیں۔ روحانی یا باطنی کرامت خواص کیلئے ہوتی ہے اور اس کرامت کو خواص ہی جانتے ہیں۔ مادی یا ظاہری کرامت میں شیطانی استدراج بھی ہوسکتا ہے اور یہ کافر جوگیوں اور مشرکوں سے بھی ظاہر ہوسکتی ہے مثلاً پانی پر چلنا' ہوا میں اڑنا' کسی بیمار کو اچھا کردینا' کسی تندرست کو بیمار کردینا' دیوانہ بنادینا' غیب کی باتیں بتادینا وغیرہ۔ عارف اِن کرامتوں کو تسلیم نہیں کرتے اور انہیں راہِ فقر میں حیض ونفاس کا درجہ دیتے ہیں۔ روحانی اور باطنی کرامت یہ ہے کہ کسی کے قلب کو بدل دینا' ذکرِ اَللّٰہُ سے قلب کو جاری کردینا' ایک ہی نگاہ سے واصل باللہ کردینا' کسی جاہل کو عالم بنادینا' کسی شخص کو ایسا علم عطا کردینا جو اسے پہلے حاصل نہ ہو' فنافی الشیخ' فنافی اللہ اور بقاباللہ کے مرتبہ پر پہنچادینا' دنیادار کو ایک ہی نگاہ سے عارف بنادینا' بے رنج وریاضت اور چلہ کشی کے مشاہدۂ حق تعالیٰ اور دیدارِ الٰہی میں غرق کردینا۔ یہ عارفین کی کرامتیں خواص کیلئے ہیں اور ان میں شیطانی استدراج نہیں ہوتا۔

❁ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کی بے شمار ظاہری وباطنی کرامات ہیں جن کو مختصراً بیان کیا جارہا ہے:

❁ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک کرامت جس کا ذکر پہلے بھی آچکا ہے، بہت مشہور ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ بچپن سے ہی جس کافر پر نگاہ ڈالتے وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوجاتا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کرامت آخر عمر تک جاری وساری رہی۔

❁ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری کرامت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کتب ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اُمّی تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کسی مدرسہ سے تعلیم حاصل نہیں کی اس کے باوجود آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس وقت کی مروجہ زبان فارسی میں 140 کتب تصنیف فرمائیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کا اعجاز ہے اور میرا مشاہدہ بھی ہے کہ ایک دفعہ باوضو' صدق' اخلاص اور ادب سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کا مطالعہ کیا جائے تو قلب روشنی سے منور ہونے لگتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کتب سراسر الفاظِ نوری اور کلماتِ حضوری پر مشتمل ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ اعلان آپ کی ہر کتاب میں موجود ہے ''اگر کسی کو تلاش کے باوجود مرشدِ کامل نہ ملتا ہو وہ ہماری کسی بھی کتاب کو مرشد اور وسیلہ بنائے تو ہمیں قسم ہے کہ اگر ہم اسے اس کی منزل تک نہ پہنچائیں۔'' اس خادم کا یہ مشاہدہ ہے کہ صدقِ دل سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کا مطالعہ کرنے والا اپنی طلب کے مطابق مرشدِ کامل اکمل تک پہنچ جاتا ہے۔ پھر دِل کے اندھوں کیلئے آپ رحمتہ اللہ علیہ کا یہ فرمان بھی ہے ''ہماری کتاب معرفت سے ازلی محروم اور کورچشم شُوم کو ہرگز پسند نہیں آئے گی۔'' آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کا یہ اعجاز بھی ہے کہ عارفین کیلئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کتب خواہ وہ عارف ابتدائی مقام پر ہو یا متوسط یا انتہائی مقام پر وحدت میں غرق ہو' ہر ایک کیلئے علیحدہ علیحدہ اسرار کا خزانہ رکھتی ہیں وہ جس مقام پر ہوگا اسی مقام

Marfat.com

کے مطابق ان کتب سے راہنمائی پائے گا۔

❁ جب آپ رحمتہ اللہ علیہ شورکوٹ میں کاشتکاری کرتے تھے تو افلاس اور ناداری سے تنگ ایک سفید پوش عیال دار سیّد صاحب بزرگوں اور فقیروں کی تلاش میں مارے مارے پھرا کرتے تھے کہ کہیں سے کوئی اللہ کا بندہ مل جائے اور اس کی دعا سے میری غربت اور تنگدستی دور ہو جائے۔ اسی طلب میں وہ ایک فقیر کی خدمت میں رہنے لگا اور اس کی جان توڑ خدمت کی۔ ایک دن فقیر کو اس کے حال پر رحم آیا اور پوچھا تیری مراد اور حاجت کیا ہے؟ اس سیّد نے عرض کی کہ میرا بڑا بھاری کنبہ ہے اور قرض بہت ہو گیا ہے جوان لڑکیاں اور لڑکے ہیں افلاس اور تنگدستی کی وجہ سے ان کی شادی بھی نہیں کر سکتا۔ ظاہری اسباب ختم ہو چکے ہیں اب تو غیبی مدد کے سوا میری تنگدستی کا علاج ناممکن ہے؟ تب اس فقیر نے کہا کہ میں تجھے ایک مردِ کامل کا پتہ بتا دیتا ہوں سوائے اس کے تیرا علاج کسی کے پاس نہیں ہے۔ تو حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کے پاس شورکوٹ (جھنگ) چلا جا اور ان کی بارگاہ میں عرض پیش کر۔ وہ پریشان حال سیّد صاحب حضرت سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کے پاس پہنچ گئے لیکن ان کی مایوسی کی کوئی حد نہیں رہی جب دیکھا کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کھیتوں میں ہل چلا رہے ہیں اور پھر انہیں اردگرد سے پتہ چل چکا تھا کہ لوگ آپ رحمتہ اللہ علیہ کو فقیر کی حیثیت سے نہیں یہاں تو کسان کی حیثیت سے جانتے ہیں۔ یہ حالت دیکھ کر مایوس ہو کر واپس مڑنے ہی والے تھے کہ حضرت سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ نے، جو کہ ان کی قلبی کیفیت سے آگاہ ہو چکے تھے، ان کو آواز دی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی آواز سن کر ان سیّد صاحب کی کچھ ڈھارس بندھی اور دل میں کہنے لگے کہ اب خود بلایا ہے تو عرض پیش کرنے میں کیا حرج ہے؟ سیّد صاحب نے قریب آکر سلام کیا آپ رحمتہ اللہ علیہ نے سلام کا جواب دے کر پوچھا کہ کس ارادے سے یہاں آئے ہو۔ سیّد صاحب نے اپنی ساری سرگزشت سنا دی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا شاہ صاحب! مجھے پیشاب کی حاجت ہے آپ میرا ہل پکڑ کر رکھیں میں پیشاب سے فارغ ہولوں۔ غرض آپؒ نے پیشاب کیا اور مٹی کے ڈھیلے سے استنجا کرنے کے بعد وہ ڈھیلا ہاتھ میں لیے سیّد صاحب سے مخاطب ہوئے ''شاہ صاحب! آپ نے مفت تکلیف اٹھائی میں تو ایک جٹ آدمی ہوں''۔ سیّد صاحب کا دل پہلے ہی سفر کی محنت اور مایوسی سے جلا ہوا تھا طیش میں آکر بولے کہ ہاں یہ میری سزا ہے کہ سیّد ہو کر آج ایک جٹ کے سامنے سائل کی حیثیت سے کھڑا ہوں۔ حضرت سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کو جلال آیا اور اپنی زبانِ مبارک سے یہ شعر پڑھتے ہوئے وہ پیشاب والا ڈھیلا زمین پر دے مارا:

نظر جنہاں دی کیمیا' سونا کردے وٹ
قوم اُتے موقوف نہیں کیا سیّد کیا جٹ

Marfat.com

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پیشاب والا ڈھیلا اسی جُتی ہوئی زمین پر دور تک لڑھکتا چلا گیا اور زمین کے جن جن مٹی کے ڈھیلوں سے لگتا گیا وہ سونے کے بنتے چلے گئے۔ سیّد صاحب یہ حالت دیکھ کر دم بخود رہ گئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں پر گر کر رونے لگے اور معافیاں مانگنے لگے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا شاہ صاحب یہ وقت رونے کا نہیں یہ ڈھیلے چپکے سے اُٹھا لو اور چلتے بنو ورنہ لوگوں کو پتہ لگ گیا تو نہ تیری خیر ہے اور نہ میری۔ چنانچہ اس سیّد صاحب نے ان سونے کے ڈھیلوں کو جلدی سے اپنی چادر میں لپیٹ لیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاؤں چومتے ہوئے وہاں سے چل دیئے۔ (مناقب سلطانی)

❁ ایک دفعہ آپ رحمۃ اللہ علیہ مشرقی ریگستان کے علاقہ تھل میں چند طالبوں اور درویشوں کے ساتھ محوِ سفر تھے۔ راستہ میں کسی نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ اکسیرِ نظر کسے کہتے ہیں؟ اس وقت پاس ہی ایک شخص لکڑیوں کا ایک گٹھا جمع کر کے اسے اٹھانے کو ہی تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی طرف نگاہ ڈالی تو وہ شخص آنکھیں پھاڑ کر آسمان کی طرف دیکھنے لگا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سوال کرنے والے سے کہا جس وقت واپس آ کر ہم اس جگہ آئیں جہاں وہ لکڑیاں اُٹھانے والا ہمیں ملا تھا تو تمہارے سوال کا جواب وہی شخص دے گا۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سفر سے لوٹے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا گزر اسی جگہ سے دوبارہ ہوا جہاں وہ لکڑیاں اٹھانے والا آدمی ملا تھا تو ایک طالب نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اس سوال کے جواب کی یاد دلا کر عرض کی کہ جناب ہم واپس اسی جگہ پر آ گئے ہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ مہربانی فرما کر ہمیں اس سوال کا جواب دیں کہ اکسیرِ نظر کیا ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ تمام طالبوں، درویشوں اور مریدوں کو اس آدمی کے پاس لے گئے تو اس کو اسی حالت میں پایا جس حالت میں چھوڑ گئے تھے کہ لکڑیوں کا گٹھا اس کے سامنے پڑا ہوا ہے اور وہ آنکھیں پھاڑ کر آسمان کی طرف دیکھ رہا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ہمراہ طالبوں سے کہا کہ اس آدمی سے اپنے سوال کا جواب پوچھو۔ جب انہوں نے اس آدمی کو بلایا تو وہ بت کی طرح ساکت کھڑا رہا اور کوئی جواب نہ دیا اور بار بار بلانے پر بھی کوئی توجہ نہ دی تو انہوں نے عرض کی حضور آپ رحمۃ اللہ علیہ خود بلائیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس روز ہم یہاں سے گزرے تھے تم نے اس شخص کو کس طرح دیکھا تھا۔ انہوں نے عرض کی حضور یہ شخص لکڑیوں کا گٹھا اُٹھانے کو تھا اور جس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نظر فرمائی تو یہ آسمان کی طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ شخص اس روز سے اسی حالت میں کھڑا ہے۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری دفعہ اس کی طرف توجہ کی تو وہ ہوش میں آ گیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں پر گر کر زار و قطار رونے لگا اور فریاد کرنے لگا کہ خدا کیلئے مجھے پھر اسی حالت میں پہنچا دیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ان لوگوں کو اپنی حالت بتاؤ۔ اس نے عرض کی کہ حضور جس روز آپ رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے گزر رہے تھے میں یہ لکڑیوں کا گٹھا

Marfat.com

اُٹھانے کو ہی تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے میری طرف باطنی نگاہ ڈالی اور میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اسی ایک نگاہ سے اللہ تعالیٰ کے دیدار میں غرق ہو گیا اور آج تک میں اسی لذتِ دیدار میں محو اور مدہوش رہا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار پھر مجھے اس حالت سے نکال لیا ہے۔ مجھے صبر اور قرار نہیں آرہا مجھے پھر اسی حالت میں پہنچا دیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے درویشوں اور طالبوں سے فرمایا یہ اکسیرِ نظر کی ادنیٰ سی مثال ہے جو تم نے دیکھی ہے۔ تب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس شخص سے فرمایا جا اپنے لکڑیوں کے گٹھے کو اٹھا لے پہلے تو مجذوب ابن الوقت تھا اب تو سالک ابوالوقت ہو گا۔ اب یہ تیرے اختیار میں ہے کہ جب چاہے اس حالت میں چلا جایا کر اور جب چاہے واپس آجایا کر۔ (مناقب سلطانی)

❁ حضرت سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے محل پاک (مزار پاک) کے دروازے کے سامنے بیر کا ایک درخت ہوا کرتا تھا۔ یہ درخت دروازے کے وسط میں تھا اس لئے جو لوگ زیارت کرنے جاتے انہیں بڑی تکلیف ہوتی اور پھر دروازے کے سامنے ہونے کی وجہ سے درمیان میں پردہ سا حائل رہا کرتا۔ خلفاء اور مجاور ادب کے سبب بیر کے اس درخت کا کاٹنا جائز خیال نہ کرتے تھے۔ ایک روز ایک نابینا شخص زیارت کے لئے محل پاک کے اندر داخل ہونے لگا کہ اس کی پیشانی درخت کے ایک مضبوط تنے سے ٹکرا گئی جس سے وہ شدید زخمی ہو گیا اور پیشانی سے خون بہنے لگا۔ خلفاء اور مجاوروں نے یہ فیصلہ کر لیا کہ کل نمازِ فجر کے بعد اس درخت کو کاٹ دیا جائے۔ اسی زمانہ میں ایک فقیر حضرت محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ ڈیرہ اسماعیل خاں سے آکر دربار پاک پر معتکف ہوئے تھے بڑے صاحبِ حال فقیر تھے وہ بھی اس مشاورت میں شامل تھے۔ چنانچہ رات کو حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ کو فرمایا ''ہماری بیری کے درخت کو کیوں کاٹتے ہو' وہ خود بخود یہاں سے دور جا کھڑا ہوگا۔'' صبح دیکھا گیا کہ واقعی وہ درخت اپنے اصلی مقام سے دس قدم کے فاصلہ پر کھڑا ہے۔ یہ مبارک درخت دہلیز کے وسط سے عین شمال کی طرف یعنی زیارت کرنیوالوں کے دائیں ہاتھ خود بخود جا کھڑا ہوا۔ اس روز سے اس درخت کا نام حضوری بیر ہے۔ اس کا میوہ زیارت کرنیوالے ہزارہا کوس تک بطور تبرک لے جاتے ہیں۔ اسے بیماروں کی شفا، حصولِ اولاد اور تبرک کیلئے کھاتے ہیں اگر پھل میسر نہ ہو تو اس کے پتے ہی تبرک کیلئے لے جاتے ہیں۔ اس کرامت سے خواب میں حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ کو مطلع فرمایا تھا اس لیے ان خلیفہ موصوف کا لقب ''بیر والا صاحب'' اور مخدوم صاحب بیر والا'' پڑ گیا اور ان کے مرید ان کو اسی نام سے پکارتے تھے۔ (مناقبِ سلطانی)

❁ ایک دفعہ حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ چند درویشوں کے ہمراہ ڈیرہ غازی خان کے علاقہ میں سفر فرما رہے تھے راستہ میں چبری نامی گاؤں سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا گزر ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہی درویشوں نے عرض کی

Marfat.com

کہ حضور (رحمۃ اللہ علیہ) اگر اجازت مرحمت فرمائیں دوپہر کا وقت قریب ہے یہیں روٹیاں پکا لیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت عطا فرما دی۔ اس گاؤں میں ایک عورت درویشوں کی خدمت کیا کرتی تھی آپ رحمۃ اللہ علیہ اس کے گھر تشریف لے گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہی درویش اس عورت کے ساتھ مل کر کھانا پکانے میں مصروف ہوئے۔ اس عورت کی ایک شیر خوار بچی پنگوڑے میں سوئی ہوئی تھی کہ جاگ کر رونے لگی وہ عورت حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگی ''اے درویش! ذرا اس پنگوڑے کو ہلا دے تاکہ یہ چپ ہو جائے'' حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ پنگوڑے کو ہلانے لگے اور ساتھ ہی توجہ فرما کر بچی کا قلب اسمِ اللہُ ذات سے روشن کر دیا پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ اس عورت کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ''اے عورت! اس بچی کے پنگوڑے کو ہم نے ایسی جنبش دی ہے کہ تا قیامت یہ جنبش ترقی پذیر ہوگی''۔ اس بچی کا نام حضرت فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا ہے یہ قوم بلوچ مستوئی سے تھیں اور ان کا مزار ڈیرہ غازی خان کے علاقہ ''وھوآ'' کے مقام پر فتح خان کے نام سے مشہور دیہات کے علاقہ ''کاتکر'' میں ہے اس مزار پاک پر لاکھوں زائرین اور سینکڑوں طالبِ اللہ فیض حاصل کرنے کیلئے جاتے ہیں۔

❁ سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ وادی سون سکیسر کی سیاحت کو نکلے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ سلطان نورنگ کھیتران آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ تھے۔ وہاں کلر کہار کی ایک خوبصورت پہاڑی کے پاس رکے (یہاں آج کل حکومت نے ایک تفریح گاہ بنا دی ہے اور لوگ پکنک منانے یہاں آتے ہیں۔) اس پہاڑی کے غار میں رمضان شریف کی پہلی تاریخ کو حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ مراقب ہو گئے اور دیدارِ الٰہی میں غرق ہو گئے۔ جب شام کا وقت آ گیا تو حضرت سلطان نورنگ صاحب کو فکر دامن گیر ہوئی کہ خدا جانے حضور کب تک حالتِ استغراق میں رہیں گے اور یہاں اس جنگل میں ہمارے کھانے پینے کا بندوبست کیا ہوگا۔ چنانچہ شام کو جب افطار کا وقت ہوا تو ایک غیبی موکل ہرن کی صورت میں پہاڑ سے اتر کر حضرت سلطان نورنگ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے آ کھڑا ہوا اس کے سینگوں پر کھانا اور پانی موجود تھا اس نے اپنا سر جھکا دیا اسی وقت حضرت سلطان نورنگ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے مرشد کی آواز آئی:

برات عاشقاں برشاخ آہو[1]

(''سچے عشق کی کوئی جزا نہیں'' یعنی یہ کھانا تیرے عشق کا بدلہ نہیں بلکہ صرف تیری ضرورت پوری کرنے کے لیے ہے) چنانچہ حضرت نورنگ سلطان صاحب نے اس کھانے کے ساتھ روزہ افطار کیا اور برتن اور دستر خوان

---

[1] فارسی ضرب المثل

Marfat.com

اس غیبی ہرن کے سینگوں کے ساتھ باندھ کر رخصت کر دیا۔ اسی طرح تمام ماہِ رمضان حضرت نورنگ سلطان صاحب کو سحری اور افطاری کے وقت وہ رزق پہنچتا رہا۔

غرض حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ تمام ماہِ رمضان حالتِ استغراق میں رہے۔ عید کی رات جب چاند نظر آیا اور آس پاس کی آبادیوں میں عید کی خوشی میں ڈھول اور نکارے بجنے لگے تو حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ مراقبہ سے باہر آئے اور نورنگ سلطان سے پوچھا کہ یہ کیسا شور ہے؟ عرض کی کہ حضور عید کا چاند نظر آ گیا ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''نورنگ! کیا سارا رمضان گزر گیا؟ اور ہمارے روزوں' نمازوں اور تراویح کا کیا بنا؟'' عرض کی کہ حضورؒ بہتر جانتے ہیں۔ حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے باوجود اس قدر استغراقِ اللہ کے تمام نمازوں' روزوں اور تراویح کو قضا کر کے ادا کیا۔ اور جب غیبی ہرن آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے حاضر ہوا تو اس کی التجا پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نگاہ فرمائی جس کو وہ برداشت نہ کر سکا اور واصل بحق ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس وقت وہاں ایک اور درویش[1] بھی موجود تھا اس نے عرض کی کہ میں ایک عرصہ سے خدمت میں موجود ہوں مگر مجھ پر ایسی توجہ نہ کی گئی حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر توجہ فرمائی تو وہ بھی جانبر نہ ہو سکا اور واصل بحق ہوا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے دونوں کے مزارات ساتھ ساتھ بنا دیئے آپ رحمتہ اللہ علیہ کی نسبت کی وجہ سے وہ جگہ ''آہو باھُوؒ'' کے نام سے مشہور ہوگئی اور بہت مشہور زیارت گاہ بن گئی۔ اس خادم[2] نے کئی بار اس جگہ کی زیارت کی ہے اور حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی چلہ گاہ کی بھی زیارت کی ہے کیونکہ میرے مرشد پاک ہر سال گرمیوں میں وادی سون سکیسر (اوچھالی) تشریف لے جایا کرتے تھے اور اس خادم کو آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کیلئے موٹر وے کے راستہ سے کلر کہار سے گزر کر اوچھالی جانا پڑتا تھا اس لئے ہر سال بارہ پندرہ بار اس جگہ کی زیارت کا شرف حاصل ہوتا رہا ہے۔ 2001ء تک تو یہ جگہ ''دربار آہو باھُوؒ'' کے نام سے ہی مشہور تھی لیکن 2002ء میں جب میرا گزر وہاں سے ہوا تو معلوم ہوا کہ اس جگہ کا نام تبدیل ہو چکا ہے اور ''آھو باھُوؒ'' کو ''ہو بہوُ'' میں تبدیل کر دیا گیا ہے اور کسی نے ان مزارات کو حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے سیّد عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کے فرزندوں

---

[1] میرے مرشد پاک سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرشد اور والد حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے روایت فرمائی ہے کہ اس درویش کا نام فقیر غلام محمد تھا جو نور پور سیٹھی ضلع چکوال کا رہائشی تھا۔

[2] اس عاجز نے بیعت سے قبل بھی مارچ 1994 میں ایک سفرِ زیارت کے دوران ان مزارات کی زیارت کی تھی۔ اس وقت موٹر وے کی تعمیر کے لیے ابھی کھدائی ہو رہی تھی اس وقت یہ مزارات ''آھو باھُوؒ'' ہی کے نام سے معروف تھے۔ فقیر نور محمد کلاچوی کے فرزند فقیر عبدالحمید ''حیاتِ سروری'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ اُن کے والد فقیر نور محمد کلاچوی رمضان کے مہینہ میں اکثر سون سکیسر کی پہاڑیوں پر بھی جاتے رہے وہاں آھو باھُو کی یادگار قبر پر بھی جایا کرتے تھے۔ خود فقیر نور محمد کلاچوی نے مخزن الاسرار میں مزاراتِ آھو باھُو کا ذکر فرمایا ہے۔

Marfat.com

سیّد شیخ محمد یعقوب شہید اور حضرت شیخ سیّد محمد اسحاق شہید کے نام سے موسوم کر کے اپنے حلقہ میں لے لیا ہے اور تاریخ کا رخ ہی بدل دیا ہے۔

❁ اس جگہ کی ایک کرامت اور مشہور ہے کہ اس جگہ میٹھا پانی نہیں تھا اس لئے کلر کہار کے رہنے والوں کو بہت دور دراز سے پینے کیلئے میٹھا پانی لانا پڑتا تھا ایک دفعہ کچھ عورتیں پانی بھر کر لا رہی تھیں کہ اللہ کے ایک ولی (حضرت شیخ فرید الدین[1] گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ) کا گزر ہوا اور انہوں نے ان سے پینے کیلئے پانی مانگا تو عورتوں نے جواب دیا کہ بابا جی پانی تو کڑوا ہے تو اس اللہ کے بندے نے فرمایا اچھا کڑوا ہے تو کڑوا ہی سہی؟ ان عورتوں نے گھر جا کر جب گھڑوں میں پانی دیکھا تو وہ کڑوا نکلا۔ لوگ اس چشمے پر گئے جہاں سے پانی بھر کر لاتے تھے وہ بھی کڑوا ہو چکا تھا۔ تمام کلر کہار کے لوگ ان بزرگ کی تلاش میں نکلے اور ان کے پاس جا کر عرض کی کہ عورتوں سے غلطی ہوگئی وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو پہچان نہ سکیں اس لئے معاف فرما دیں اور پانی کی یہ چھوٹی سی جگہ ہی ہمارا سہارا ہے تو انہوں نے کہا کہ کڑوا تو ہو چکا اب ہم اسے میٹھا نہیں کر سکتے لیکن ایک وقت یہاں سے عارفین کا سلطان (رحمۃ اللہ علیہ) گزرے گا اس سے عرض کرنا کڑوی چیزوں کو میٹھا اور ناکارہ کو کارآمد بنانا اسی کی صفت ہے۔

جب حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ ہرن کو دفن کر چکے تو آبادی کے لوگوں کو پتہ چلا کہ ایک مردِ حق یہاں پر ایک ماہ سے موجود ہے اور ویران پہاڑی پر ایک ماہ سے مصروفِ عبادت ہے۔ وہ لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور پانی کے مسئلہ کے متعلق عرض کیا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے چلہ گاہ میں بیٹھے بیٹھے ایک پتھر اُٹھا کر پہاڑی کے دامن میں زور سے دے مارا تو وہاں سے پانی کا چشمہ پھوٹ نکلا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا یہ چشمہ قیامت تک جاری رہے گا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا جاری کردہ یہی چشمہ کلر کہار کے لوگوں کیلئے زندگی کا سبب ہے اور پانی کی تمام ضروریات یہی اکیلا چشمہ پوری کرتا ہے۔ اس پانی کی وجہ سے ایک قدرتی جھیل کلر کہار میں بن چکی ہے اور اب تو یہ جگہ بہت بڑی تفریح گاہ بن گئی ہے۔

منتقلی امانتِ الٰہیہ اور سلسلہ سروری قادری

امانتِ الٰہیہ

❁ امانتِ الٰہیہ کے بارے میں قرآنِ پاک میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے ”ہم نے بارِ امانت (امانتِ الٰہیہ) کو

[1] مرآتِ سلطانی (باھونامہ کامل)

Marfat.com

آسمانوں، زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا سب نے اس کے اٹھانے سے عاجزی ظاہر کی لیکن انسان نے اسے اٹھا لیا۔" (الاحزاب 72)

فقراء کاملین کے نزدیک اس امانت سے مراد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حقیقی وراثت اسمِ اَللّٰہُ ذات یعنی امانتِ فقر (امانتِ الٰہیہ) ہے۔

- جس انسان میں امانتِ الٰہیہ یا امانتِ فقر منتقل ہونا ہوتی ہے وہ اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہ (ترجمہ: جہاں فقر کی تکمیل ہوتی ہے وہیں اللہ ہوتا ہے۔) کے مرتبہ پر فائز ہوتا ہے۔

جب طالب یا سالک فقر کی انتہا بقاباللہ (فنافی ھُو) پر پہنچ جاتا ہے تو جملہ صفاتِ الٰہی سے متصف ہو کر "انسانِ کامل" کے مرتبہ پر فائز ہوتا ہے اور وہی امانتِ الٰہیہ کا حامل ہوتا ہے۔ اس کائنات کے کامل ترین انسان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ تعالیٰ کے مظہرِ اُتم ہیں۔ حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "جناب رسولِ مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام انسانِ کامل ہیں اور باقی لوگ حسبِ مراتب تقریب رکھتے ہیں"۔ (عین الفقر)

- انسانِ کامل ہی امانتِ الٰہیہ کا حامل اور اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہوتا ہے سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے "جمعیت جو کہ لطفِ رحمٰن ہے انسانِ کامل کے نصیب ہوتی ہے کامل انسان صرف انبیاء اور فقراء ہیں۔" (فضل اللقاء)

- ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَلرَّحْمٰنُ فَسْئَلْ بِهٖ خَبِيْرًا ○ (الفرقان 59)

ترجمہ: وہ رحمٰن ہے سو پوچھ اس کے بارے میں اُس سے جو اس کی خبر رکھتا ہے۔

انسانِ کامل اللہ تعالیٰ کا مظہر اور مکمل آئینہ بن جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے انوارِ ذات وصفات واسماء وافعال کا اپنے اندر انعکاس کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی جمیع صفات سے متصف اور اس کے جملہ اخلاق سے متخلق ہو جاتا ہے۔

- حضرت امام حسین رضی اللہ عنہٗ اپنی کتاب "مرآۃ العارفین" میں فرماتے ہیں:

"پورا قرآنِ مجید اُم الکتاب (سورہ فاتحہ) میں ہے اور سورہ فاتحہ بسم اللہ میں اور اسم اَللّٰہُ انسانِ کامل کے دل میں جلوہ گر ہے۔ اس لئے انسانِ کامل تمام صفات وذات کیلئے مجمل اور مفصل ہے"۔

- فقر کی اسی منزل پر جب حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ پہنچے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "اور منزلِ فقر میں بارگاہِ کبریا سے حکم ہوا کہ تو ہمارا عاشق ہے۔ اس فقیر نے عرض کی کہ عاجز کو حضرتِ کبریا کے عشق کی توفیق نہیں،

Marfat.com

پھر حکم ہوا کہ تو ہمارا معشوق ہے اس پر یہ عاجز خاموش ہو گیا تو حضرتِ کبریا کے انوارِ تجلی کے فیض نے بندے کو ذرے کی طرح استغراق کے سمندروں میں غرق کر دیا اور فرمایا کہ تو ہماری ذات کی ''عین'' ہے اور ہم تمہاری ''عین'' ہیں حقیقت میں تو ہماری ''حقیقت'' ہے اور معرفت میں تو ہمارا یار ہے اور ''ھُو'' میں ''سِرِّ یاھُو'' ہے۔''
(رسالہ روحی شریف)

یہاں ھُو سے مراد ذاتِ حق تعالیٰ ہے اور یاھُو سے مراد ''حقیقتِ محمدیہ'' ہے اور ''سِرّ'' سے مراد تکمیلِ باطن، وصالِ الٰہی ہے یعنی مقامِ فنافی اللہ بقاباللہ ہے جہاں پر انسان کامل ہو کر ''امانتِ الٰہیہ'' کے مرتبہ پر فائز ہوتا ہے۔

❁ عقلِ بیدار میں انسانِ کامل کے بارے میں حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''چونکہ اللہ تعالیٰ کے نورِ مبارک سے جنابِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نورِ مبارک ظاہر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے تمام مخلوق کا ظہور ہوا اس لئے انسان کی اصل نور ہے اور عمل کے مطابق جب نفس، قلب اور روح تینوں نور بن جاتے ہیں اس کو انسانِ کامل کہتے ہیں۔''

❁ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب نور الہدیٰ میں فرماتے ہیں: ''انسانِ کامل کا وجود طلسماتِ اسم و مسمّٰی کا گنج و معمہ ہے۔''

یہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انسانِ کامل کے وجود کو طلسمات فرمایا ہے۔ انسانِ کامل ''اسم (اَللّٰہُ) اور مسمّٰی'' (ذاتِ الٰہی) کو پالینے کا راز جانتا ہے یہ ایک خزانہ (گنج) ہے اور جس طرح کسی خزانہ تک معمہ کو حل کر کے پہنچا جا سکتا ہے اسی طرح انسانِ کامل کو جاننا بھی ایک معمہ ہے اور جو اس معمہ کو حل کر لیتا ہے وہی انسانِ کامل کی حقیقت تک پہنچتا ہے۔

❁ علامہ ابنِ عربی رحمۃ اللہ علیہ انسانِ کامل کے بارے میں فرماتے ہیں:

''چونکہ اسمِ اَللّٰہُ ذات جامع جمیع صفات و منبع جمیع کمالات ہے لہٰذا وہ اصل تجلیات و ربّ الارباب کہلاتا ہے اور اسکا مظہر جو عین ثانیہ ہوگا وہ عبداللہ عین الاعیان ہوگا۔ ہر زمانے میں ایک شخص قدمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رہتا ہے جو اپنے زمانے کا عبداللہ ہوتا ہے اس کو قطب الاقطاب یا غوث کہتے ہیں جو عبداللہ یا محمدی المشرب ہوتا ہے وہ بالکل بے ارادہ تحتِ امر و قربِ فرائض میں رہتا ہے اللہ تعالیٰ کو جو کچھ کرنا ہوتا ہے اس کے توسط سے کرتا ہے۔''[1]

---

[1] فصوص الحکم، صفحہ نمبر 232 ترجمہ: مولانا عبدالقدیر صدیقی ناشر نذیر سنز لاہور

Marfat.com

❁ جیسا کہ قرآنِ پاک میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُّبِينٍ (یٰسٓ 12)

ترجمہ: اور ہر امر (چیز) کو جمع کر رکھا ہے ہم نے امامِ مبین میں۔

اس آیت میں امامِ مبین سے مراد ''انسانِ کامل'' ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے ہر امر، حکم اور اپنی پیدا کردہ کل کائنات کو ایک لوحِ محفوظ جو کہ انسانِ کامل کا دل ہے، میں محفوظ کر رکھا ہے۔ انسانِ کامل کا دل وہ جگہ ہے جہاں انوارِ ذات نازل ہوتے ہیں اور اس کی وسعت کا بیان و اندازہ نہیں کیا جاسکتا۔

❁ لوح بھی تُو، قلم بھی تُو، تیرا وجود الکتاب گنبدِ آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب

(اقبالؒ)

حضرت شیخ موید الدین جندی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

❁ ''اسمِ اعظم جس کا ذکر مشہور ہو چکا ہے اور جس کی خبر چار سو پھیل گئی ہے وہ حقیقتاً و معناً عالمِ حقائق اور معنی سے ہے اور سورۃً و لفظاً عالمِ صورت و الفاظ سے ہے۔ جمیع حقائقِ کمالیہ سب کی سب احادیث کا نام حقیقت ہے اور اس کے معنی وہ انسانِ کامل ہے جو ہر زمانہ میں ہوتا ہے یعنی وہ قطب الاقطاب اور اماناتِ الٰہیہ کا حامل اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہوتا ہے اور اسمِ اعظم کی صورت ولیٔ کامل (انسانِ کامل) کی ظاہری صورت کا نام ہے۔''
(صفحہ 41، جلد اوّل[1])

حضرت سیّد عبدالکریم بن ابراہیم الجیلی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف 'انسانِ کامل' میں فرماتے ہیں:

❁ ''وجودِ تعینات میں جس کمال میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم متعین ہوئے ہیں کوئی شخص متعین نہیں ہوا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اخلاق، احوال، افعال اور اقوال اس امر کے شاہد ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان کمالات میں منفرد ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم انسانِ کامل ہیں اور باقی انبیاء و اولیاء اکمل صلوٰۃ اللہ علیہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ایسے ملحق ہیں جیسے کامل اکمل سے ملحق ہوتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ وہ نسبت رکھتے ہیں جو فاضل کو افضل سے ہوتی ہے لیکن مطلق اکمل انسان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات مبارک ہی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بالاتفاق انسانِ کامل ہیں۔'' (صفحہ 379)

❁ مزید فرماتے ہیں ''انسانِ کامل وہ ہے جو بمقتضائے حکمِ ذاتی بطور ملک و اصالت اسماءِ ذاتی و صفاتِ الٰہی کا مستحق ہو۔ حق کیلئے اس (انسانِ کامل) کی مثال آئینے کی سی ہے کہ سوائے آئینہ کے کوئی شخص اپنی صورت

---

[1] تفسیر روح البیان، ترجمہ مولانا محمد فیض احمد اویسی ناشر مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور

Marfat.com

نہیں دیکھ سکتا اور نہ انسان کیلئے ممکن ہے کہ سوائے اسمِ اَللّٰہُ کے آئینہ کے، کہ وہ اس کا آئینہ ہے، اپنے نفس کی صورت دیکھ سکے اور انسانِ کامل بھی حق کا آئینہ ہے اس لئے حق تعالیٰ نے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے کہ سوائے انسانِ کامل کے اپنے اسماء وصفات کو کسی اور چیز میں نہ دیکھے۔'' (صفحہ 391)

آپ رحمۃ اللہ علیہ انسانِ کامل کی مزید تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

❁ ''حقیقتِ محمدیہ ہر زمانہ میں اس زمانہ کے اکمل کی صورت میں اس زمانہ کی شان کے مطابق ظاہر ہوتی ہے یہ انسانِ کامل اپنے زمانہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خلیفہ ہوتا ہے۔

❁ انسانِ کامل وہ قطب ہے جس پر اوّل سے آخر تک وجود کے فلک گردش کرتے ہیں اور وہ جب وجود کی ابتدا ہوئی، اس وقت سے لے کر ابدالآباد تک ایک ہی شے ہے۔ پھر اس کے لیے رنگارنگ لباس ہیں اور باعتبارِ لباس اس کا ایک نام رکھا جاتا ہے کہ دوسرے لباس کے اعتبار سے اس کا وہ نام نہیں رکھا جاتا۔ اس کا اصلی نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے۔ اس کی کنیت ابوالقاسم اور اس کا وصف عبداللہ اور اس کا لقب شمس الدین ہے۔ پھر باعتبار دوسرے لباسوں کے اس کے نام ہیں۔ پھر ہر زمانہ میں اس کا ایک نام ہے جو اس زمانہ کے لباس کے لائق ہوتا ہے۔'' (صفحہ 388)[1]

❁ اس حقیقت کو مزید وضاحت سے حضرت علامہ ابنِ عربی رحمۃ اللہ علیہ 'فصوص الحکم' میں بیان کرتے ہیں:

''ہر زمانہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ازل سے لے کر ابد تک اپنا لباس بدلتے رہتے ہیں اور اکمل افراد کی صورت پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی جلوہ نما ہوتے ہیں''۔[2]

''پس ازل سے ابد تک انسانِ کامل ایک ہی ہے اور وہ ذات صاحبِ لولاک سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات پاک ہے جو آدم علیہ السلام سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام تک کے تمام رسولوں، نبیوں، خلیفوں کی صورت میں ظاہر ہوتی رہی ہے اور ختمِ نبوت کے بعد غوث، قطب، ابدال، اولیاء اللہ کی صورت میں اعلیٰ قدر مراتب ظاہر ہوتی رہے گی۔''[3]

❁ حضرت شاہ سیّد محمد ذوقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''انسانِ کامل تمام موجودات کا خلاصہ ہے باعتبار اپنی عقل اور روح کے اُمّ الکتاب ہے، باعتبار قلب کے لوحِ محفوظ ہے، باعتبار اپنے نفس کے محو واثبات کی کتاب ہے۔ انسانِ کامل ہی صحفِ مکرمہ اور یہی وہ کتابِ مطہر ہے جس سے کوئی چیز نہیں چھوٹی۔ اس کے اسرار و معانی کو سوائے ان لوگوں کے جو حجاباتِ ظلماتی سے پاک ہوں کوئی ہاتھ نہیں لگا سکتا۔''[4]

---

[1] ترجمہ فضل میراں ناشر نفیس اکیڈمی کراچی [2] [3] شرح فصوص الحکم والایقان [4] سِرِّ دلبراں، ناشر الفیصل تاجران کتب لاہور

Marfat.com

❁ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''جس طرح خزانے ویرانوں میں ہوتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنی ''امانت'' (امانتِ الٰہیہ) بھی ایسے شخص کے دل میں ودیعت کرتا ہے جس کی زیادہ شہرت نہ ہو۔'' (مثنوی مولانا روم دفتر سوم)

ہر دور میں ایک ایسا انسان موجود ہوتا ہے جو امانتِ الٰہیہ کا حامل یا امانتِ فقر کا وارث ہوتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خزانہ فقر کے مالک اور مختارِ کل ہیں اس لئے انہی سے یہ امانت اور خزانہ فقر منتقل ہوتا رہتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اِذن کے بغیر کسی انسان کو امانتِ الٰہیہ منتقل نہیں ہو سکتی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے خزانہ فقر خاتونِ جنت حضرت فاطمتہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو منتقل ہوا اور آپ رضی اللہ عنہا اُمتِ محمدیہ میں فقر کی پہلی سلطان (سلطان الفقر اوّل) ہیں۔ یہی خزانہ فقر بابِ فقر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو منتقل ہوا جن سے تمام سلاسل کا آغاز ہوا اور فقر اُمت کو منتقل ہوا اور اہلِ بیت رضی اللہ عنہم میں خزانہ فقر حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کو منتقل ہوا۔ پھر یہ منتقل در منتقل ہوتا ہوا شہسوارِ فقر غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ تک پہنچا پھر خزانہ فقر حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچا۔ اب جب بھی امانتِ الٰہیہ منتقل ہوتی ہے تو آقا پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس انسان کو غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے حوالہ کرتے ہیں اور پھر وہاں سے اُسے امانتِ الٰہیہ یا خزانہ فقر کیلئے حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہونا پڑتا ہے۔ اب قیامت تک یہ خزانہ، خزانہ فقر کے مختارِ کل صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اجازت اور مہر سے اسی در سے منتقل ہوگا۔

امانتِ الٰہیہ کا حامل، جسے صاحبِ مسمّٰی مرشد کہا جاتا ہے، ہی مرشدِ کامل اکمل نور الہدیٰ ہوتا ہے۔ اگر طالب کو ایسا مرشد مل جائے تو فقر کی انتہا پر پہنچنا کوئی مشکل مرحلہ نہیں ہے۔ اس کی شان یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ پہلے دِن ہی طالب کو سلطان الاذکار اسمِ اعظم ''ھُو'' عطا کر دیتا ہے اور اسمِ اَللّٰہُ ذات تصور کے لیے عطا فرماتا ہے۔ اگر ایسا مرشد مل جائے تو فوراً دامن پکڑ لے لیکن اس کو تلاش کرنا مشکل ہے کیونکہ یہ غیر معروف ہوتا ہے۔ سینہ بہ سینہ یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا لیکن اس مرشد تک صرف وہی طالب پہنچتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی پہچان، دیدارِ حق تعالیٰ اور مجلسِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی حضوری کی طلب لے کر گھر سے نکلتے ہیں۔

یہی انسانِ کامل صاحبِ مسمّٰی مرشد کامل اکمل نور الہدیٰ، حاملِ امانتِ الٰہیہ اور خزانہ فقر کا مالک اور نائبِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہوتا ہے اس کی تلاش اور غلامی فقراء نے فرض قرار دی ہے اس لیے طالبِ مولیٰ پر اس کی تلاش فرض ہے۔

Marfat.com

منتقلی امانتِ الٰہیہ اور سلسلہ سروری قادری

حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ منتقلی امانتِ الٰہیہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

دل دا محرم کوئی نہ ملیا' جو ملیا سو غرضی ھُو

ترجمہ: مجھے کوئی ایسا طالبِ مولیٰ زندگی میں نہیں ملا جو میرے پاس صرف طلبِ مولیٰ لیکر آیا ہو بلکہ میرے پاس تو جو بھی آیا وہ کسی نہ کسی نفسانی، دنیاوی اور ذاتی خواہش کی تکمیل کے لیے آیا۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں تیس سال تک اس طالبِ حق کی تلاش میں رہا جس کو وہاں پہنچاؤں جہاں میں ہوں (یعنی امانتِ الٰہیہ منتقل کرسکوں) لیکن مجھے کوئی ایسا طالبِ حق نہ مل سکا۔ (امیر الکونین)

آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

1 ہم طالبم مطلوب ہم مرشد تمام ہر یکے را واقفم از ہر مقام

2 در طلب طالب بہ طلبم سالہا کس نہ یابم طالبے لائق لقا

ترجمہ: (1) میں ایسے ہی طالبِ مولیٰ کا خواہش مند ہوں اور ایک کامل مرشد کی حیثیت سے طالبی اور مرشدی کے تمام مقامات سے واقف ہوں۔ (2) میں سالہا سال سے ایسے طالب کو تلاش کرتا پھر رہا ہوں جو دیدارِ الٰہی کے لائق ہو لیکن افسوس مجھے ایسا طالب نہیں ملا۔ (نور الہدیٰ کلاں)

نور الہدیٰ کلاں میں فرماتے ہیں:

سالہا سال سے میں طالبانِ مولیٰ کی تلاش میں ہوں لیکن ابھی تک مجھے وسیع حوصلے اور ہمت والا لائقِ تلقین طالبِ صادق نہیں ملا جسے معرفت وتوحیدِ الٰہی کے ظاہری و باطنی خزانوں کی نعمت اور دولت (ورثہ فقر۔ امانتِ الٰہیہ) کا نصاب بے حساب عطا کر کے تبرکاتِ الٰہی کی زکوٰۃ کے فرض سے سبکدوش ہو کر اللہ تعالیٰ کے حق سے اپنی گردن چھڑا لوں۔

علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اقبال! کوئی محرم اپنا نہیں جہاں میں معلوم کیا کسی کو دردِ نہاں ہمارا

اوپر حوالوں سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ حضرت سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کو اپنی زندگی میں کوئی ایسا طالب نہ ملا جس کو امانتِ الٰہیہ منتقل کی جاسکتی اس لیے آپ رحمتہ اللہ علیہ امانتِ الٰہیہ اور سلسلہ منتقل کیے بغیر ہی وصال فرما گئے۔

اس امانت اور سلسلہ کو بعد از وصال آپ رحمتہ اللہ علیہ نے طالبِ حق سلطان التارکین حضرت سخی سلطان سیّد

Marfat.com

محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کو منتقل کیا جو آپ رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کے چوراسی سال بعد مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کے ایک سو انتالیس سال بعد آپ رحمتہ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر آ کر امانتِ الٰہیہ اور سلسلہ فقر حاصل کیا اور سلسلہ سروری قادری جہاں پر رکا تھا وہیں سے شروع ہو گیا۔

سلطان التارکین

حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبداللہ شاہ

مدنی جیلانی رحمتہ اللہ علیہ

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ سے امانتِ الٰہیہ اور سلسلہ فقر سلطان التارکین حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کو منتقل ہوا اور سلطان التارکین حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمتہ اللہ علیہ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کے بعد سلسلہ سروری قادری کے شیخِ کامل ہیں۔

سلطان التارکین حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمتہ اللہ علیہ 29۔رمضان المبارک 1186ھ (24دسمبر 1772ء) جمعتہ المبارک کی شب مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ کا شجرہ نسب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے ذریعے حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک پہنچتا ہے:

سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانیؒ بن سیّد عبدالرحیمؒ بن سیّد عبدالعزیزؒ بن سیّد عبدالرحمٰن جیلانی دہلویؒ بن سیّد عبدالقادر بن سیّد شرف الدین بن سیّد احمد بن سیّد علاؤ الدین ثانی بن سیّد شہاب الدین ثانی بن سیّد شرف الدین قاسم بن سیّد محی الدین یحیٰی بن سیّد بدرالدین حسین بن علاؤالدین بن شمس الدین بن سیف الدین یحیٰی بن ظہیر الدین مسعود بن ابی نصر محمد بن ابو صالح نصر بن سیّدنا عبدالرزاق جیلانی رحمتہ اللہ علیہ بن غوث الاعظم سیّدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ۔

والدہ کی طرف سے آپ رحمتہ اللہ علیہ کا شجرہ نسب امام سیّد محمد تقی رضی اللہ عنہٗ کے توسط سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تک پہنچتا ہے:

سیّدہ مومنہ بنتِ سیّد محمد زکی الدین بن سیّد عبداللہ بن سیّد محمد مبین بن سیّد امیر اخوند بن سیّد امام الدین بن سیّد حیدر بن سیّد محمد بن سیّد فیروز بن سیّد قطب الدین بن سیّد امام الدین بن سیّد فخر الدین بن سیّد کمال الدین بن سیّد بدرالدین بن سیّد تاج الدین بن سیّد یحیٰی بن سیّد عبدالعزیز بن سیّد ابراہیم بن سیّد محمود بن سیّد زید شہوار بن

Marfat.com

سیّد عبداللہ زر بخش بن سیّد یعقوب بن سیّد احمد بن سیّد محمد اعرج بن سیّد احمد بن سیّد محمد موسیٰ المبرقعؒ بن امام سیّد محمد تقیؒ بن امام سیّد علی رضاؒ بن حضرت سیّد امام موسیٰ کاظمؒ بن سیّد امام جعفر صادقؒ بن سیّد امام محمد باقرؒ بن سیّد امام زین العابدین علی بن حسینؒ بن سیّد الشہدا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ بن ابی طالب رضی اللہ عنہ۔

حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد سیّد عبدالرحمٰن جیلانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے پردادا ہیں۔ سیّد محمد عبداللہ شاہؒ کے دادا سیّد عبدالعزیز 1107ھ (1696ء) میں دہلی سے بغداد تشریف لے گئے پھر 1109ھ (1698ء) میں مدینہ منتقل ہو گئے اور وہیں مستقل سکونت اختیار کر لی۔

سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی پیشانی بچپن سے ہی نورِ حق سے درخشاں تھی، جو بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتا آپ رحمۃ اللہ علیہ کا دیوانہ ہو جاتا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بچپن سے ہی عباداتِ الٰہی سے خصوصی شغف تھا۔ بارہ سال کی عمر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن پاک حفظ کر لیا۔ دنیا اور دنیاوی معاملات میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو قطعاً دلچسپی نہ تھی۔ صرف عباداتِ الٰہی ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سکون کا باعث تھیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نانا سیّد محمد زکی الدین رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اکثر روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر حاضری کے لیے لے جاتے جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کچھ وقت کے لیے سکون میسر آتا ورنہ عشقِ حقیقی کی تپش آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کسی طرح چین نہ لینے دیتی۔ کئی بار دیوانگی کے عالم میں دوڑتے دوڑتے مدینہ منورہ سے کئی میل دور نکل جاتے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاؤں لہولہان ہو جاتے۔

والدین کی وفات کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کا دل دنیا سے بالکل اچاٹ ہو گیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے گھر بار چھوڑ کر روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر مستقل سکونت اختیار کر لی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ تمام وقت عبادات اور روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں مصروف رہتے۔ عرصہ چھ سال کی خدمت اور غلامی کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیدار کی نعمت عطا کی اور پوچھا ''تو اس خدمت کے بدلے کیا چاہتا ہے''؟ سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی ''حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جانتے ہیں کہ یہ غلام فقر چاہتا ہے'' اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ''فقر کے لیے تجھے سلطان العارفین سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) کے پاس ہند جانا ہوگا'' جب سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ خواب سے بیدار ہوئے تو بہت حیران اور پریشان ہوئے کہ رشد و ہدایت کا منبع تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خود ہیں پھر مجھے سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) کے پاس کیوں بھیجا جا رہا ہے؟ لہٰذا دوبارہ خدمت اور غلامی کا سلسلہ شروع فرما دیا۔ مزید چھ سال کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیدار سے مشرف فرمایا اور پوچھا ''اس خدمت کے بدلہ میں کیا چاہتے ہو؟'' تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پھر عرض کیا ''حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جانتے ہیں کہ یہ غلام فقر چاہتا ہے''۔ حضور علیہ الصلوٰۃ

Marfat.com

والسلام نے فرمایا کہ تجھے فقر سخی سلطان باھو (رحمتہ اللہ علیہ) سے ہی ملے گا۔'' اس مرتبہ سیّد محمد عبداللہ شاہؒ نے عرض کی ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! میں تو اس علاقے کی زبان اور رسم و رواج، رہن سہن اور کھانے پینے تک سے ناواقف ہوں۔'' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ''ہم تمہیں اپنے محبوب شیخ عبدالقادر جیلانی (رضی اللہ عنہ) کے سپرد کرتے ہیں تمہاری رہنمائی کرنا اور وہاں تک پہنچانا اب ان کی ذمہ داری ہے۔''

خواب سے بیدار ہوتے ہی سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ حکم کے مطابق بغداد شریف حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک پر پہنچے اور وہاں سے اُن کی باطنی رہنمائی میں تمام سروری قادری مشائخ کے مزارات سے ترتیب وار فیض حاصل کرتے ہوئے جھنگ ہندوستان (موجودہ پاکستان) حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر 1241ھ (1825ء) میں پہنچے۔ حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ نے باطنی طور پر انہیں امانتِ فقر اور سلسلہ منتقل فرمایا۔ حضرت سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے مزار حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ پر ہی رہائش اختیار کر لی جہاں چھ ماہ تک حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ نے ان کی باطنی تربیت فرمائی اور پھر حکم دیا کہ ریاست بہاولپور کے شہر احمد پور شرقیہ میں رہائش اختیار کر کے طالبانِ مولیٰ کی راہِ فقر پر راہنمائی کریں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اِس حکم پر عمل کیا اور تمام زندگی احمد پور شرقیہ میں گزار دی۔

احمد پور شرقیہ میں آپ رحمتہ اللہ علیہ سے ہزاروں لوگوں نے فیض حاصل کیا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے عقیدت مندوں میں ریاست بہاولپور کے نواب بہاول خان سوئم بھی شامل تھے۔

لقب

آپ رحمتہ اللہ علیہ کا لقب ''سُلطان التارکین'' ہے جو آپ رحمتہ اللہ علیہ کو بارگاہِ نبوی سے عطا ہوا کیونکہ آپ رحمتہ اللہ علیہ اُن اولیاء اللہ میں سے تھے جن کے بارے میں حدیثِ قدسی ہے ''میرے کچھ بندے ایسے بھی ہیں جو میری قبا کے نیچے ہیں اور جن کو میرے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔''

ملفوظات پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمتہ اللہ علیہ میں ہے:

''آپ رحمتہ اللہ علیہ نہایت آزاد طبع عارف کامل مکمل اکمل اولیاء اللہ الاتقیاء الاخفیا بموجب حدیثِ قدسی تھے۔ شہرۂ عالم سے بے نیاز ہر وقت خلوت نشینی میں متوجہ الی اللہ مراقبہ میں بحالتِ استغراق رہتے تھے۔''

آپ رحمتہ اللہ علیہ اپنے آپ کو ریاست سے، دربار سے اور شہرت سے دور رکھتے تھے۔ کبھی چل کر نہ تو کسی نواب کی محفل میں گئے اور نہ ہی کسی سردار کے پاس۔ ہمیشہ اپنی خانقاہ میں قیام پذیر رہے اور جو طالبانِ صادق

Marfat.com

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تشریف لاتے اُن کو فیضانِ الٰہی، تلقین باطنی سے مشرف فرماتے اور اُن کا تزکیۂ نفس اور تصفیہ قلب فرماتے۔

غوث الاعظم حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ اور سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ باطنی طور پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ''شاہ صاحب'' کے نام سے مخاطب فرمایا کرتے تھے اس لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ اس لقب سے بھی مشہور ہوئے۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ سے منسلک ہونے کی وجہ سے ''سخی سلطان'' اور جیلانی نسب کی وجہ سے ''جیلانی'' اور مدینہ منورہ میں ولادت کی وجہ سے ''مدنی'' آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نام کا حصہ بنا۔

حلیہ اور لباس

ملفوظات پیر محمد عبد الغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ میں پیر عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں ''آپ رحمۃ اللہ علیہ بالکل سادہ مزاج تھے اور سادہ لباس زیبِ تن فرمایا کرتے تھے۔ پیراہن وکلاہ پاجامہ شرعی اکثر آپ رحمۃ اللہ علیہ کا لباس ہوتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سبز، نیلی اور سفید دستار استعمال فرمائی ہے۔ سفید دستار کا دو تین ہاتھ شملہ اوپر نکلا ہوتا تھا۔''

خوشی یا عید وغیرہ کے موقع پر تہبند اور کرتہ زیبِ تن فرمایا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نہایت ہی حسین اور حسن و جمال میں بے نظیر تھے بلکہ احسن الصورت، چہرہ فراخ، نورانی اور درخشاں معلوم ہوتا تھا اور کشادہ پیشانی تھے چشمان مبارک بہت موٹی تھیں۔ اکثر مراقبہ میں مشغول رہتے تھے اور کمالِ استغراق کی وجہ سے آنکھوں میں سرخی معلوم ہوتی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بینی (ناک) مبارک بلند تھا۔ سر کے بال کانوں تک رکھتے تھے۔ ریش مبارک بالکل سفید، منور، گھنی، طول و عرض میں نہایت خوشنما تھی، قد درمیانہ تھا۔ جو لوگ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمتِ عالیہ میں خواہ کسی غرض سے حاضر ہوتے تھے وہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے دیدار مبارک میں ایسے بے خود ہو جاتے تھے کہ اُن کو گھر بار اور سب کام بھول جاتا تھا۔ حتیٰ کہ جو لڑکے آپ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمتِ عالیہ میں اگر کسی وقت حاضر ہو جاتے تھے تو آپ رحمتہ اللہ علیہ کے دیدار میں محو ہو جاتے تھے اور اُن کو کھیلنا کودنا بھول جاتا تھا۔ پیر عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد پیر محمد عبد الغفور شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں ''ظاہری صورت میں حسین اور حسن و جمال میں بے مثال اپنے پیر صاحب حضرت پیر سیّد عبد اللہ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے برابر ہم نے اپنی تمام عمر میں کوئی آدمی نہیں دیکھا اور ان کی خوش اخلاقی کمال درجہ کی تھی۔''

Marfat.com

فقہی مسلک

حضرت سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ حنفی مسلک اور اہلِ سنت والجماعت سے تھے۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ کا سلسلہ فقر

سلطان التارکین حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ کا سلسلہ فقر سروری قادری ہے اور سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کے بعد آپ رحمتہ اللہ علیہ سلسلہ سروری قادری کے شیخ ہیں:

ملفوظات میں ہے:

''حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ کا طریقۂ سلوک سروری قادری تھا۔ طالبان کو اسی طریق میں داخل فرما کر ہدایت و تلقین فرماتے تھے۔ مشائخ سے طریقہ قادری دو طرح سے جاری اور معروف چلا آ رہا ہے، ایک زاہدی قادری دوسرا سروری قادری۔ سروری قادری طریق میں بغیر ریاضت' محنت و مشقت اور مجاہدہ کے طالبانِ خدا فی الفور محض نظرِ فیضِ اثر سے اور تلقینِ حقیقی خاص، توجہِ شیخِ کامل سے واصل بالمقصود ہو جاتے ہیں اور طریق زاہدی قادری میں محنت و ریاضت مجاہدہ و مشقت کثیر سے مدت دراز کے بعد مکاشفہ و کشائشِ رازِ حقیقت ہوتی ہے۔ جناب حضرت شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا طریق سروری قادری تھا کہ بغیر از ریاضت، مجاہدہ، محنت و مشقت طالبانِ خدا پر اُن کا فیضان جاری ہو جاتا تھا اور محض نظرِ فیضِ اثر سے کشائشِ کمال ہو جاتی تھی اور گاہے خاص تلقین بھی طالبانِ حق کو فرما دیا کرتے تھے۔''

اولاد

آپ رحمتہ اللہ علیہ کی اولادِ نرینہ نہیں تھی اولادِ مادینہ میں دو صاحبزادیاں تھیں۔ صاحبزادی نور بی بی کا وصال سات سال کی عمر میں ہو گیا تھا اور دوسری صاحبزادی صالحہ بی بی پاک دامن کے نام سے معروف تھیں۔ ولیہ کاملہ اور صاحبِ نگاہ خاتون تھیں ان کا وصال سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کے بعد ہوا۔ ان کا مزار مُدر جبانہ گڑھ مہاراجہ ضلع جھنگ میں سلطان الصابرین حضرت سخی سلطان پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے مزار کے قریب ہے۔ اُن سے اولاد کا سلسلہ نہیں چلا۔

وصال

29۔رمضان المبارک 1276ھ (20۔اپریل 1860ء) بروز جمعتہ المبارک بوقتِ عصر احمد پور

Marfat.com

شرقیہ بہاولپور میں اپنی خانقاہ میں وصال فرمایا اور وہیں مدفون ہوئے۔

مزار مبارک

آپ رحمتہ اللہ علیہ کا مزار مبارک فنانی چوک احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور (پنجاب) پاکستان میں ہے۔

سیّد محمد عبد اللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی سوانح حیات کے تفصیلی مطالعہ کے لیے ''مجتبیٰ آخر زمانی'' کے باب دوم کا مطالعہ فرمائیں۔

خلافت

راہِ فقر میں خلافت سے مراد مرشد کامل نور الہدیٰ (انسانِ کامل) کا مختلف سالکین کی تربیت فرما کر اور انہیں اپنی کسی ایک صفت یا چند صفات سے متصف فرما کر خلقِ خدا کو تلقین کے لیے مختلف جگہوں یا علاقوں میں متعین کرنا ہے۔ ان کو خلیفہ، جس کی جمع خلفاء ہے، کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ ہم فقر کی اصطلاح میں اس کو یوں بیان کر سکتے ہیں کہ امانتِ فقر جہاں منتقل ہوتی ہے وہ ذاتِ شیخ میں کامل فنا ہوتا ہے یعنی اپنے شیخ کی ذات مع مکمل صفات کا مظہر ہوتا ہے اور اس کے لباس میں شیخ ہی ملتبس ہوتا ہے اصطلاحِ تصوف میں اِسے خلیفہ اکبر کہتے ہیں اور یہ ایک ہی ہوتا ہے جبکہ خلیفہ اپنے شیخ کی کسی نہ کسی صفت میں فنا ہوتا ہے اور اپنے شیخ کی کسی نہ کسی صفت کا مظہر ہوتا ہے۔ اصطلاحِ تصوف میں اِسے خلیفہ اصغر یا خلفاء اصغر کہا جاتا ہے اِن کی تعداد معین نہیں ہے۔ اصل ہدایت کا منبع تو امانتِ الٰہیہ کا حامل ''انسانِ کامل'' ہی ہوتا ہے۔ یہ ان کے نمائندوں کے طور پر کام کرتے ہیں اور مخلوقِ خدا کی راہبری کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں۔ خلافت کے لیے ضروری نہیں ہے کہ سالک فنا فی اللہ یا بقا باللہ ہی کے مقام پر فائز ہو بلکہ ضرورت کے مطابق اس کی تربیت کر کے اسے اس کی ڈیوٹی پر متعین کر دیا جاتا ہے۔ انسانِ کامل اور اس کے خلفاء کو ہم ایک مثال کے ذریعہ سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ فرض کریں ایک بجلی گھر پورے شہر کو بجلی سپلائی کرتا ہے لیکن شہر کے ہر علاقے کا ایک ٹرانسفارمر ہوتا ہے، اصل کرنٹ اور بجلی تو بجلی گھر سے آ رہی ہوتی ہے لیکن ٹرانسفارمر اپنی استطاعت کے مطابق اسے اپنے اپنے علاقوں میں سپلائی کر رہے ہوتے ہیں۔ اسی طرح اصل باطنی قوت تو مرشد کامل اکمل نور الہدیٰ کی ہوتی ہے جو خلفاء کے قلوب سے منعکس ہو کر سالکین تک پہنچتی ہے۔ خلافت میں کسی غلطی پر باطنی قوت سلب کر لی جاتی ہے۔ اس سے یہ ہوتا ہے کہ مرشد کامل اکمل نور الہدیٰ کے قلب سے جو نور خلیفہ کے قلب میں آ رہا ہوتا ہے وہ بند ہو جاتا ہے یا کسی

Marfat.com

غلطی سے رجعت ہو جاتی ہے لیکن انسانِ کامل چونکہ خلافتِ الٰہیہ کا حامل اور محبوبیت کے مرتبہ پر فائز ہوتا ہے اس لیے اس کی قوت سلب نہیں ہوتی یا اسے رجعت نہیں ہوتی۔ سلسلہ سروری قادری میں خلافت بہت کم عطا کی جاتی ہے۔ اس میں مرشد کامل اکمل چونکہ انسانِ کامل کے مرتبہ پر فائز اور امانتِ الٰہیہ یعنی تصورِ اسم اَللّٰہُ ذات کا حامل ہوتا ہے اس لیے طالب کو اللہ تعالیٰ کی پہچان کے لیے اس کی محفل میں رہ کر ''اسم اَللّٰہُ ذات'' کا تصور کرنا ضروری ہے کیونکہ خلفاء سے وہ چیز عطا نہیں ہو سکتی جو اسے یہاں سے بلاواسطہ عطا ہو جائے گی۔ البتہ مرشد کامل نور الہدیٰ کے ظاہری وصال کے بعد خلفاء کی باطنی قوت کئی گنا تک بڑھ جاتی ہے کیونکہ عام طور پر انسانِ کامل ایک ہی جگہ دو بار ظاہر نہیں ہوتا اور پھر سالکین کو اس کی پہچان نئی جگہ پر کافی دیر کے بعد ہوتی ہے۔

اسی طرح سجادہ نشینی یا گدی نشینی کی اصطلاح آج کل عام ہو گئی ہے اور عام طور پر لوگ اسی کو اہلِ مزار کا روحانی اور باطنی جانشین یا نائب سمجھتے ہیں جو گدی پر بیٹھا ہو۔ انگریزوں کے دور سے قبل تک تو یہ بات بالکل درست تھی کہ سجادہ نشین یا گدی نشین اہلِ مزار کا عام طور پر روحانی اور باطنی نائب یا جانشین ہی ہوا کرتا تھا لیکن انگریزوں نے مسلمانوں کے اس عظیم خانقاہی نظام کو تباہ کرنے کے لیے اس کو وراثت میں شامل کر دیا۔ اب قانونِ وراثت کے تحت دوسری جائیداد کی طرح بطور وراثت گدی یا سجادہ نشینی ملتی ہے خواہ وہ اس کے اہل ہوں یا نہ ہوں۔ اگر اہلِ مزار اپنے وصال سے قبل اپنے دل کے محرم یا روحانی یا باطنی جانشین کو گدی نشین مقرر کر دے تو عدالت کے ذریعہ چند ماہ کے اندر اندر اسے بے دخل کر دیا جائے گا اور گدی یا سجادہ نشینی اولاد کو بطور وراثت منتقل ہو جائے گی۔ عدالتوں کے اندر گدی یا سجادہ نشینی کی جنگ اکثر لوگوں نے دیکھی ہوگی یا اخبارات میں پڑھی ہوگی بلکہ اب تو اس کے حصول کے لیے قتل و غارت گری تک نوبت آ گئی ہے کیونکہ گدی کے ساتھ جائیداد اور مزار کی آمدن منسلک ہوتی ہے اور اب تو گدی کی وجہ سے سیاست میں بھی اعلیٰ مقام حاصل ہو جاتا ہے۔

حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کے چند مشہور خلفاء

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کے دربار پاک سے لاکھوں لوگوں نے فیض پایا اور صاحبِ حال ہوئے لیکن ہم اِس ضمن میں صرف اُن خلفاء کا ذکر کریں گے جنہوں نے براہِ راست آپ رحمتہ اللہ علیہ سے خلافت پائی۔

Marfat.com

حضرت سلطان نورنگ کھیتران رحمۃ اللہ علیہ

ایک مرتبہ حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ سیاحت کی غرض سے پنجاب میں دامانِ کوہ مغربی جبلِ اسود تشریف لے گئے جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک چھوٹے سے بچے کو گائے چراتے ہوئے دیکھا۔اس بچہ کے فیضِ ازلی نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فیض کو جنبش دی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ہی نگاہ سے اسے مجذوب الی اللہ کر دیا۔نور نے بچے کے جسمِ مطہرہ کو منور کر دیا اور پھر وہ بچہ پروانہ وار حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے گرد فدا ہونے لگا۔اس بچہ کا نام سلطان نورنگ کھیتران رحمۃ اللہ علیہ تھا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ تیس سال تک اپنے مرشد حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہے اس کے بعد شرفِ خلافت سے مشرف ہو کر رخصت ہوئے۔ان کا مزار مبارک جبلِ اسود کے دامن میں ڈیرہ غازی خان کے نزدیک قصبہ ''وھوا'' میں زیارت گاہِ خاص وعام ہے اور آپ کے دربار کو ''سلطان صاحب کا دربار'' کے نام سے پکارا جاتا ہے۔حضرت نورنگ سلطان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیرومرشد کے فیض کو عام کرنے کیلئے ہزاروں لوگوں کو تلقین وارشاد سے مشرف فرمایا اور آج بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک سے فیضِ روحانی جاری ہے۔

حضرت لعل شاہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ ایک بار سیر وسیاحت کرنے اور فیضِ روحانی کو عام کرتے ہوئے علاقہ سنگھڑ کے قصبہ جنگ میں تشریف لے گئے اور ایک مسجد میں قیام فرمایا۔اتفاقاً ایک بچہ جس کا نام لعل شاہ تھا اور عمر سات آٹھ سال تھی مسجد میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نظروں کے سامنے سے گزرا۔اس بچے پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ مبارک کا ایسا اثر ہوا کہ اس میں جذبہ عشقِ الٰہی پیدا ہو گیا اور وہ ساری رات آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیٹھا رہا نہ گھر گیا اور نہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے جدا ہوا۔اس بچے کے وارث جب تلاش کرتے ہوئے صبح مسجد آئے تو اُسے حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پایا انہوں نے بہت کوشش کی کہ بچے کو گھر لے جائیں مگر وہ بچہ کسی طرح بھی گھر جانے پر راضی نہ ہوا۔لوگوں نے جا کر لعل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے والد بڈھن شاہ صاحب کو آگاہ کیا تو بڈھن شاہ اپنے مریدوں اور دیگر معزز دوستوں کے ہمراہ حضرت سلطان العارفینؒ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی ''حضرت اس بچے کو اجازت دیں کہ یہ اپنے گھر چلا جائے اس کی ماں بہت پریشان ہے''۔حضرت سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ نے شیخ بڈھن شاہ سے فرمایا کہ یہ بچہ تمہاری ملکیت نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کا فیض اور نصیبہ میرے سپرد فرمایا ہے لہٰذا اس بچے کی روحانی تربیت اب میری ذمہ داری ہے۔یہ سن کر بڈھن

Marfat.com

شاہ پر لرزہ طاری ہو گیا اور ہاتھ باندھ کر عرض کیا یا حضرت! لعل شاہ اب آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی کے سپرد ہے۔ شیخ بڈھن شاہ امیر کبیر پیروں کے خاندان سے تھا اس نے دوسری شادی کی ہوئی تھی اور لعل شاہ صاحب اور پہلی بیوی (لعل شاہ صاحب کی والدہ) کو لاوارثوں کی طرح رکھا ہوا تھا اور ان ماں بیٹے کی کوئی پرواہ نہیں کرتا تھا۔ جب لعل شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ کو معلوم ہوا تو اس پاک باز عورت نے حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پیغام بھیجا کہ لعل شاہ میرا صرف ایک ہی بیٹا ہے اور اسی کی امید پر جی رہی ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اجازت فرمائیں باپردہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤں اور اپنے بیٹے کے ہمراہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں ہی رہوں۔ شیخ بڈھن شاہ نے بھی اپنی پہلی بیوی کو پردہ میں حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضری کی اجازت دیدی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا وہ باپردہ خاتون گھر میں ہی بیٹھی رہے اور بے پردہ ہو کر باہر نہ آئے۔ اس عورت نے جب یہ سنا تو زاروقطار رونے لگی اور عرض کرنے لگی کہ یا حضرت مجھے کیوں فیض اور نعمتِ ازلی سے محروم رکھتے ہیں اور آپ رحمتہ اللہ علیہ جیسے سخی اور فیاض کے فیض سے میں کیوں محروم رہوں۔ یہ سن کر حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے وہیں بیٹھے بیٹھے توجہ کی اور اسے گھر بیٹھے بیٹھے نواز دیا۔ یہ مائی صاحبہ اتنی صاحبِ حال ہو گئیں کہ کسی دنیاوی کام میں مشغول نہ ہوتی تھیں اگر کبھی روٹی پکانی پڑ جاتی تو توے پر روٹی ڈال کر سکر و مستی میں چلی جاتیں اور روٹی توے پر جل جاتی۔

حضرت سلطان العارفین لعل شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے ہمراہ لے گئے اور اسی وقت اپنے خادم، جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ رہتا تھا، سے فرمایا کہ میرا وضو کا لوٹا' جائے نماز اور مسواک لعل شاہ کے حوالے کر دو۔ لعل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس کے بعد تیس سال تک حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ رہے اور اس ساری مدت میں ان کی کُل متاع ایک سیاہ کمبل تھا جو آدھا نیچے بچھا لیتے اور آدھا اوڑھ لیتے۔ جب تیس سال کے بعد حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے خلافت عطا کر کے رخصت فرمایا اور گھر تشریف لے گئے تو بدستور اسی سیاہ کمبل کا لباس زیبِ تن فرمائے رکھا صرف سوتی کپڑے کی ایک پگڑی کا اضافہ فرما لیا۔ اپنے وطن سنگھڑ میں قیام فرما کر تلقین و ارشاد کا سلسلہ جاری فرمایا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہیں وصال فرمایا اور یہیں پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے۔

حضرت سلطان طیب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ ایک بار بھکر تشریف لے گئے وہاں حضرت شعلی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند حضرت شیر شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید اور خلیفہ حضرت سلطان طیب رحمۃ اللہ علیہ رہائش پذیر تھے ان کے ہاں اولادِ نرینہ نہ تھی۔ سلطان

Marfat.com

طیب کو جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تشریف آوری کا پتہ چلا تو خدمت میں حاضر ہو کر دعا کے طالب ہوئے۔ اس وقت حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس دو سیب پڑے تھے حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں سیب سلطان طیب کو دے دیئے اور ارشاد فرمایا اپنی بیوی کو کھانے کیلئے دیدو' انشاء اللہ اللہ تعالیٰ تمہیں دو فرزند عطا فرمائے گا ان میں سے ایک تو تمہارے کام کا ہوگا اور ایک ہمارے کام کا۔ پس اللہ تعالیٰ نے سلطان طیب رحمۃ اللہ علیہ کو دو فرزند عطا کیے۔ ایک کا نام انہوں نے سلطان عبد اور دوسرے کا سلطان سوہارا رکھا۔ سلطان عبد پیدائشی مجذوب تھے۔ جب حضرت سلطان طیب رحمۃ اللہ علیہ کے پیرو مرشد حضرت شیر شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم ہوا کہ اُن کے خلیفہ نے حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش ہو کر اپنی حاجات عرض کی ہیں تو انہیں اپنے مرید پر سخت رنج اور غصہ آیا اور اپنے خلیفہ کا سارا فیض اور باطنی نعمت سلب کر لی اور سلطان طیب گونگے لنگڑے ہو کر گھر میں پڑ رہے۔ جب حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کو باطنی طور پر سلطان طیب رحمۃ اللہ علیہ کا حال معلوم ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیر شاہ رحمۃ اللہ علیہ پر بہت ناراض ہوئے اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں شکایت کی۔ اس پر بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے یہ فیصلہ ہوا کہ حضرت شیر شاہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرید سلطان طیب کو پہلے سے ساٹھ گنا زیادہ فیض اور نعمت عطا فرمائیں۔

حضرت سلطان حمید رحمۃ اللہ علیہ

سلطان حمید رحمۃ اللہ علیہ حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے اہم خلفاء میں شمار ہوتے ہیں۔ عشقِ مرشد میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مقام بہت اونچا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی بہت کم معلوم ہیں۔ ''مناقبِ سلطانیؒ'' سے صرف اتنا معلوم ہے کہ سلطان حمید رحمۃ اللہ علیہ حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ بھکر تشریف لے گئے اور بھکر کے نواح میں سیر کیلئے نکلے۔ سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ میدان چول میں ایک ویران ٹیلے پر پہنچے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بیٹھنے کا ارادہ کیا تو فوراً اُٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا ''حمید! اس ٹیلے سے جلدی نیچے اُترو یہ کسی ظالم کا مکان ہے''۔
بعد ازاں آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک اور جگہ ریت کے میدان میں سوئے اور اپنا سر مبارک سلطان حمید رحمۃ اللہ علیہ کے زانو پر رکھا اور ایک گھڑی آرام کیا جس سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بدن مبارک خاک آلود ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ حالت دیکھ کر سلطان حمید رحمۃ اللہ علیہ کا دل بہت رنجیدہ ہوا اور سوچنے لگے کاش میرے پاس دنیا کی دولت ہوتی تو آج میں بھی اپنے مرشد اور ہادی کا بستر ریشم اور مخمل کا بنواتا۔ میری غربت کی وجہ سے میرے مرشد کا جسم خاک آلود ہوا ہے۔ اتنے میں حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا سر مبارک اس کے زانو سے اٹھایا اور فرمایا حمید! تو نے کیا

Marfat.com

خیال کیا؟

انہوں نے عرض کر دیا۔

فرمایا! آنکھیں بند کرو۔ سلطان حمید رحمۃ اللہ علیہ نے آنکھیں بند کیں تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک باغ ہے جس میں ایک خوبصورت مجلس آراستہ ہے اور اس میں ایک خوبصورت عورت جڑاؤ زیور اور ریشمی کپڑے پہنے سلطان حمید رحمۃ اللہ علیہ سے رغبت کرتی ہے اور کہتی ہے کہ مجھ سے نکاح کر لو۔ سلطان حمید رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اشارے اور نرم زبان سے اپنے سے دور رہنے کو کہا اور کہا کہ یہ ادب کا مقام ہے میں اپنے ہادی اور مرشد کی خدمت میں حاضر ہوں۔

اسی اثنا میں مراقبہ سے سر اٹھایا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے پوچھا حمید تو نے کیا دیکھا؟ انہوں نے جو کچھ دیکھا تھا عرض کر دیا۔

حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تو جو دنیاوی مال کے نہ ہونے کی اپنے دل میں شکایت اور غم کر رہا تھا' یہ ہی دنیا تھی کیوں اسے قبول نہ کیا؟ اگر اس کو قبول کر لیتے تو مال و دولت کبھی تمہارے گھر سے ختم نہ ہوتا۔ سلطان حمید رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا! حضور میں اللہ تعالیٰ سے اس کی ذات کا نور چاہتا ہوں میں مال و دولت نہیں چاہتا۔

حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''فقرِ محمدی کا اثر تیرے خاندان سے نہیں جائے گا'' اور یہ بات سچ ثابت ہوئی۔ سلطان حمید رحمۃ اللہ علیہ کا مزار بھکر کے شمال کی طرف دامن چول پر میاں عثمان کے قبرستان میں ہے۔

حضرت سیّد موسیٰ شاہ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ کا اصل نام سیّد محمد موسیٰ شاہ ہے لیکن موسن شاہ کے لقب سے مشہور و معروف ہوئے۔ آپ کا سلسلہ نسب سیّد عبدالجبار رحمتہ اللہ علیہ کے ذریعہ غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب اس طرح سے ہے:

سیّد موسیٰ شاہؒ بن سیّد عابدؒ بن سیّد عبدالجلیلؒ بن سیّد کمال الدین شاہ بن سیّد مبارک شاہ بغدادی عادل پوری بن سیّد حسین دہلوی بن سیّد محمد مکی العربی بن سیّد یونس بن سیّد احمد بن سیّد جعفر بن سیّد عبدالقادر ثانی بن سیّد ابونعمان بن سیّد حمید الدین بن سیّد عبدالجلیل بن سیّد عبدالجبارؒ بن غوث الاعظم محی الدین سیّد عبدالقادر جیلانیؓ۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ گھوٹکی کے رہائشی تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد سیّد عابد رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کم عمری میں ہی وفات پا چکے

Marfat.com

تھے۔ایک کمہار سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی غرض سے پنجاب گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی اس کمہار کے ہمراہ سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لیے تشریف لے گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے حصولِ علم کی تلقین کی اور ان کی والدہ محترمہ کو نصیحت بھیجی کہ اس کمسن بچے کو پہلے ظاہری علوم کی تکمیل کرائیں اور پھر میرے پاس بھیج دیں۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ واپس تشریف لے گئے اور حصولِ علم کے بعد دوبارہ اسی درویش کے ہمراہ حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات اور زیارت کو آئے لیکن اس وقت حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ وصال فرما چکے تھے مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وصال سے ایک روز قبل اپنی انگشت مبارک سے ''اسمِ اَللّٰہُ'' لکھا اور اپنے فرزندوں کے حوالے کیا اور وصیت فرمائی کہ جنوب کی طرف سے موسن شاہ آ رہے ہیں اُن کو دے دیں۔ موسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے جیسے ہی اس ''اسمِ اَللّٰہُ ذات'' کو دیکھا کامل و مکمل ہو گئے۔ اس کے بعد انہوں نے اس کو پانی میں حل کیا اور پی لیا۔ ایک اندازہ کے مطابق سیّد موسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے سندھ میں تقریباً ایک لاکھ لوگوں کو فیض سے نوازا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات اور فیض کی بدولت سندھ سے بہت سی بدعات کا خاتمہ ہوا۔ صوبہ سندھ میں روہڑی اور گھوٹکی کے درمیان لوصاحبان کو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مرکز بنایا اور 1148ھ (1735ء) میں یہاں ایک شاندار مسجد تعمیر کروائی اب یہ علاقہ ''لوموسن شاہ'' کے نام سے مشہور ہے۔ آپ کا وصال 8۔ ذوالحجہ 1173ھ 21 جولائی 1760ء بروز سوموار ہوا، آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار آپؒ کی تعمیر کردہ مسجد کے قریب ہی مرجع خلائق ہے۔

سیّد احمد و سیّد محمود شاہ رحمتہ اللہ علیہم

اِن دونوں بھائیوں کے مزارات خوشاب میں ''دربارِ شاہاں'' کے نام سے مشہور ہیں اور اِن کے بارے میں زیادہ تفصیلات دستیاب نہیں ہیں بس اتنا معلوم ہے کہ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ ایک روایت کے مطابق دونوں بھائی عالمگیر کے لشکر میں تھے۔ عالمگیر اور داراشکوہ کے درمیان جب خوشاب میں جنگ ہوئی اور جنگ کے دوران داراشکوہ کا پلہ بھاری نظر آنے لگا تو اُس موقعہ پر عالمگیر نے دونوں بھائیوں سے دعا کی التجا کی دونوں بھائیوں کی دعا سے عالمگیر کو فتح حاصل ہوئی مگر اس واقعہ کے بعد دونوں بھائی لشکر میں نہ رہ سکے اور خوشاب میں ہی رہائش اختیار کر لی اور وہیں ان کا انتقال ہوا۔

Marfat.com

خلیفہ مُلّا معالی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ قندھار بلوچستان کے علاقہ ڈھاڈر سے سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لیے آئے اور بیعت اور تلقین حاصل کر کے خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ نے سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں ہی صوبہ بلوچستان میں تلقین وارشاد کا آغاز کر دیا تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ بلوچستان میں حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے پہلے خلیفہ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار سبّی شہر کے قریب گُرک میں ہے اور اخوند معالی کی زیارت کے نام سے معروف ہے۔

عالم شاہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی مُلّا معالی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کو تشریف لائے اور فیض حاصل کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک قندھار (بلوچستان) کے نواح میں ہے۔

مُلّا مصری رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی مُلّا معالی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کو تشریف لے گئے اور فیض حاصل کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار بلوچستان کے شہر ڈھاڈر میں ہے۔

شیخ جنید قریشی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ ملتان کے نواح میں دریائے راوی کے مشرقی گاؤں سردار پور کے رہنے والے تھے۔ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ سفر کے دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ کے گاؤں سردار پور پہنچے تو وہاں سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی شیخ جنید قریشی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اعزاز میں دعوت کی۔ شیخ جنید رحمۃ اللہ علیہ نے جنڈ کے درخت کا پھل جسے عرفِ عام میں سنگری کہتے ہیں اور جو باریک اور لمبا ہوتا ہے اس کا گودا سخت اور سویوں کی طرح ہوتا ہے، یہ پھل پکانے کے لیے درویشوں کے حوالے کیا جب وہ پک گیا تو سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے تصرف سے سویوں میں تبدیل ہو گیا جب یہ حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لائی گئیں تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پاک مٹی اور پاک پانی طلب کیا اور اِن سویوں پر ڈال دیا تو وہ خاک اور پانی چینی اور گھی میں تبدیل ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ جنید رحمۃ اللہ علیہ کو فیض سے نوازا۔ اُن کا مزار مبارک اسی گاؤں سردار پور میں واقع ہے۔

Marfat.com

شیخ کالو رحمۃ اللہ علیہ

شیخ جنید رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند تھے۔طلبِ حق لے کر سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کو آئے تو حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے حجرہ سے ''ھُو'' کی آواز سنی۔ بڑے شوق اور اشتیاق سے حجرہ میں داخل ہوئے تو وہاں کسی کو موجود نہ پایا پھر حجرہ سے باہر ''ھُو'' کی آواز سنی تو فوراً دوڑ کر باہر نکلے تو وہاں بھی کوئی نہ تھا پھر سے حجرہ کے اندر سے ''ھُو'' کی آواز آئی پھر دوڑتے ہوئے حجرہ کے اندر گئے مگر وہی پہلے والی کیفیت تھی۔ حجرہ خالی تھا اسی طرح وہ کئی بار حجرہ کے اندر اور باہر آتے جاتے رہے۔آخر کار شوقِ دیدار انتہا کو پہنچ گیا' بے قراری میں بے خود ہو گئے تو سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیدار کی نعمت عطا فرمائی۔ بیعت فرمایا بعد میں خلافت بھی عطا فرمائی۔اُن کا مزار اپنے والد شیخ جنید رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ واقع ہے۔

حضرت لعل شاہ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار شریف سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے عقب میں ہے آپؒ شریف شاہ ہمدانی دندا شاہ بہاول کے فرزند ہیں۔سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر ایک دفعہ آئے سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے مہربانی فرمائی تو وہیں کے ہو کر رہ گئے۔ساری زندگی مزار شریف پر ہی گزار دی وہیں محبوب کے قدموں میں 1328ھ کو جان دی اور وہیں دفن ہوئے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں میرے مرشد پاک سلطان الفقر سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے لعل شاہ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا تھا:

''تو میرا معشوق ہے میں زندگی بھر مزار سے تجھے دیکھتا رہوں گا اور مرنے کے بعد قبر بھی اپنے پاس بنواؤں گا اور قبر میں بھی تا قیامت تجھے دیکھتا رہوں گا۔'' (سبحان اللہ)

وصال

وصال

حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ نے تریسٹھ برس کی عمر پائی اور یکم جمادی الثانی 1102ھ (بمطابق یکم

Marfat.com

مارچ 1691ء) بروز جمعرات بوقتِ عصر وصال فرمایا۔

سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت اور وصال کی تاریخ، ماہ اور سال پر تحقیق:

چند متفق امور

- اس بات پر تقریباً تمام سوانح نگاروں کا اتفاق ہے کہ حضرت سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کی عمر مبارک ہجری سال کے مطابق تریسٹھ برس تھی۔
- سلطان محمد نواز فرماتے ہیں:

شصت و سہ سال کرد در دنیا رُسول　　　نور محمد باھُوؒ را شُد ایں حصول

ترجمہ: دنیا میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے 63 سال گزارے سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کو بھی محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نور سے اتنی ہی عمر حاصل رہی۔

- میرے مرشد پاک سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت اور وصال پر گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اتباع میں تریسٹھ سال تھی نہ ایک دِن کم نہ ایک دِن زیادہ۔ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخِ ولادت اور تاریخِ وصال اور دِن ایک ہی ہے۔

سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے مختلف سوانح نگاروں کی تحقیق

1۔ سلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ نے 'مناقب سلطانی' میں سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کی تاریخِ ولادت کو تو درج نہیں فرمایا البتہ وصال کے بارے میں فرماتے ہیں کہ شبِ جمعہ اوّل جمادی الثانی 1102ھ کو ہوا۔

2۔ سیّد احمد سعید ہمدانی ''حضرت سلطان باھُو حیات وتعلیمات'' میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ شاہجہان کے دور میں پیدا ہوئے۔ شاہجہان 1628ء کو تخت نشین ہوا اور سلطان العارفینؒ کی ولادت اس سے کچھ دیر پہلے یا بعد میں ہوئی۔ لیکن تاریخِ وصال 1690ء درج کی گئی ہے۔ اپنی کتاب ''شمع جمال'' میں سالِ ولادت 1627ء اور 1631ء کے درمیان اور سالِ وصال 1690ء جبکہ ''احوال ومقامات سلطان باھُوؒ'' میں سالِ ولادت 1631ء اور سالِ وصال 1691ء (1102ھ) تحریر کرتے ہیں۔

Marfat.com

3۔ فقیر نور محمد کلاچوی نے 'مخزن الاسرار' میں سالِ ولادت 1039ھ اور وصال یکم جمادی الثانی 1102ھ تحریر کیا ہے۔ 'نور الہدیٰ کلاں' کے ترجمہ میں بھی حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے حالات پر مضمون میں سالِ ولادت 1039ھ اور وصال کی تاریخ یکم جمادی الثانی 1102ھ شبِ جمعہ درج کی ہے۔

4۔ سید امیر خان نیازی' جو سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کے مترجم ہیں، نے اپنے تراجم محک الفقر کلاں، شمس العارفین، عین الفقر، کلید التوحید کلاں، نور الہدیٰ کلاں میں کتب کے آغاز میں سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح کے مضمون میں سالِ ولادت 1039ھ اور وصال کی تاریخ یکم جمادی الثانی 1102ھ درج فرمائی ہے۔

5۔ طارق اسماعیل ساگر نے ''صاحب لولاک'' میں سالِ ولادت 1631ء اور سالِ وصال 1691ء درج کیا ہے۔

6۔ ڈاکٹر سلطان الطاف علی ''مرآتِ سلطانی (باھُوؒ نامہ کامل)'' میں سالِ ولادت 1039ھ درج فرما کر ماہِ ولادت کے متعلق لکھتے ہیں ''شعبان المعظم کے اواخر میں یقیناً اسی سال مذکورہ میں ولادت ہوئی کیونکہ شیر خوارگی میں رمضان المبارک کے ایام میں والدہ کا دودھ پینے سے اجتناب فرماتے تھے۔'' اگر ان کی اس بات کو درست مان بھی لیا جائے تو سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک تریسٹھ برس کی بجائے باسٹھ برس سات ماہ اور پانچ دِن نکلتی ہے جو بالکل حقائق کے برعکس ہے اور پھر رمضان المبارک میں دودھ نہ پینا شعبان میں ولادت کی کوئی مؤثر دلیل نہیں بنتی۔ اگر آپ رحمۃ اللہ علیہ شعبان سے قبل کسی ماہ میں پیدا ہوئے ہوں تو پھر بھی رمضان میں دودھ نہیں پیئیں گے۔ اگر اُن کی اس بات کو مان لیا جائے تو انہوں نے ایک متفق علیہ مسئلہ کہ سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک تریسٹھ برس تھی، کو متنازعہ بنا دیا ہے۔ اس لیے ان کی اس بات سے قطعاً اتفاق نہیں کیا جاسکتا۔ البتہ وصال کے متعلق لکھتے ہیں کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا وصال یکم جمادی الثانی 1102ھ بروز جمعرات بوقتِ عصر ہوا۔

❁ اس بات پر تمام سوانح نگاروں کا اتفاق ہے کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی عمر مبارک تریسٹھ برس تھی نہ ایک دِن کم اور نہ ایک دِن زیادہ۔ اور تمام سوانح نگار سالِ ولادت 1039ھ پر متفق ہیں اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کا وصال یکم جمادی الثانی 1102ھ کو ہوا، اگر 1102ھ میں سے 63 کو منفی کریں تو سالِ ولادت 1039ھ ہی نکلتا ہے۔ اب مسئلہ رہ گیا تاریخ ولادت اور وقتِ ولادت کا۔ سیدھی سی بات ہے کہ اگر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت یکم جمادی الثانی 1039ھ کو ہوئی ہوگی تو تب ہی عمر مبارک سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق

Marfat.com

تریسٹھ برس مکمل ہوتی ہے۔اس لیے سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت مبارک یکم جمادی الثانی 1039ھ جمعرات ہوئی اور وصال مبارک یکم جمادی الثانی 1102ھ بروز جمعرات ہوا اور سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اتباع میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت اور وصال کا دن اور تاریخ ایک ہی ہے اور عمر مبارک تریسٹھ برس تھی۔

مزارِ انور

آپ رحمتہ اللہ علیہ کو شور کوٹ میں دریائے چناب کے مغربی کنارہ پر واقع قلعہ قہرگان میں دفن کیا گیا یہاں آپ رحمتہ اللہ علیہ کا مزار مبارک 78 سال 1102ھ تا 1180ھ (1691ء۔1767ء) تک رہا۔ جب جھنڈا سنگھ اور گنڈا سنگھ نے لاہور پر قبضہ کیا تو حضرت سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد پاک پنجاب کے مختلف اطراف میں ہجرت کر گئی چند ایک فقیر اور خلفاء مزارِ مقدس میں رہتے تھے۔ 1180ھ (1767ء) میں دریا قلعے تک آ پہنچا اور اسے گرا دیا اور پھر قبروں تک جا پہنچا۔ فقیروں اور خلفاء نے باقی مزاروں کو نکال لیا اور صندوقوں میں رکھ لیا۔ حضرت سلطان العارفینؒ کا مزار بدستور رہا کیونکہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا صندوق نہ مل سکا۔ فقیر اور خلفاء ناامید ہو کر رونے لگے۔ فقیروں اور خلفاء کو سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کی طرف سے ارشاد ہوا کہ ہم ضرور باہر نکلیں گے مگر جو شخص ہمارے جسم کو چھونے کے لائق اور قابل ہوگا وہ کل صبح سویرے سورج نکلنے کے قریب یہاں آئے گا۔ وہ ہمارا صندوق نکالے گا اور اس وقت تک دریا غلبہ نہیں کرے گا۔ درویشوں کو اس اشارے سے تسلی ہوئی اور حکمتِ غیبی کے ظہور کا انتظار کرنے لگے۔ جب مقررہ وقت آیا تو ایک سبز نقاب پوش شخص ظاہر ہوا۔ اس نے چہرہ پر سے نقاب نہ اٹھائی اور آتے ہی بلا تامل اس مٹی میں سے جو فقیروں اور خلفاء نے کھود رکھی تھی حضرت سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کا صندوق نکالا۔ ہزاروں لوگ جمع ہو گئے۔ انہوں نے زیارت کی۔ دیکھا تو حضرت سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ بدستور سوئے ہوئے تھے اور ریش مبارک سے غسل کے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ جب صندوق کھولا گیا تو میلوں تک خوشبو پھیل گئی اکثر حاضرین کو جذبہ اور وجد ہو گیا۔ میرے مرشد پاک سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ مجھ سے منتقلی مزار کے متعلق گفتگو فرماتے ہوئے فرمایا! جانتے ہو وہ نقاب پوش کون تھا؟ میں نے عرض کیا ''حضور بہتر جانتے ہیں'' آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ''وہ خود حضرت سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ تھے''۔

دریائے چناب کے قریب بستی سمندری میں پیپل کے کنوئیں پر ایک بڑی حویلی کی چار دیواری بنی ہوئی تھی۔ جو شخص اس حویلی میں قدم رکھتا بے ہوش ہو جاتا۔ یہاں تک کہ مال مویشی بھی اس میں داخل نہ ہو سکتے تھے۔

Marfat.com

تک خوشبو ہو کر اس کنوئیں کو دفن کر کے چلے گئے تھے۔ وہ مکان اور حویلی ایک ہندو کی تھی۔ سلطان العارفین ﷺ کی طرف سے حکم ہوا کہ ہمارا مزار اب پچھلے والے کنوئیں کی حویلی میں جو ہمارے مقام سے نزدیک ہے تعمیر ہونا چاہئے کیونکہ یہی جگہ ہمارے لئے مقرر ہو چکی ہے۔ جس دو شخصوں نے حویلی کے وسط میں جو دروازہ کنوئیں کے مغرب کی طرف تھا آپ کا مزار تعمیر ہوا۔ صندوق مبارک زمین کے اندر دفن نہ کیا گیا بلکہ زمین کے اوپر رکھ کر مزار تعمیر کیا گیا۔ اس جگہ آپ ﷺ کا مزار 157 سال (1180ھ تا 1336ھ 1767ء تا 1917ء) تک رہا۔ جب حضرت سلطان العارفین ﷺ کا دوبارہ مقدس محل کے قریب پہنچ گیا تو 1336ھ ہو گیا ہے۔ اس دور میں کے وقت سلطان حاجی نور محمد ﷺ سجادہ نشین تھے جب دربار شریف کے قریب حضرت سلطان العارفین قدس سرہ العزیز کا صندوق مبارک محل شریف سے نکالے گئے تو آپ ﷺ کے مزار آپ ﷺ کی زیارت کے لئے حاضر ہو رہے تھے سب کے صندوق مبارک لے چلے گئے اور حضرت سلطان العارفین ﷺ کے مزار کے صندوق مبارک بھی دوسری جگہ منتقل کر کے بچ گئے۔ اس سے قدم مزار کی حفاظت پر خرچ ہوئی۔

اگرچہ آپ ﷺ کا مزار دوسرے حقوق خدا کی رہنمائی کے لئے پیدا فرمایا ہے اور ایک کافر اور مومن ہے نصیب ہو۔ نصیب نہ ہو۔ ہو ہے کہ یقین رکھا جائے کہ اس نازک دور میں دینی خدمات سر انجام دیتے اور حقوق خدا کی رہنمائی کیلئے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ علیہ وآلہ وسلم کا خلیفہ بن گئے جو تمہیں مقرر فرمایا ہے اس لئے آپ ﷺ نے دریائی شہروں کو اس وقت کی پیشگوئی میں کوئی مصلحت تھی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے خواب میں حضرت سلطان دوست محمد صاحب ﷺ کو اپنی زیارت سے مشرف فرما کر اس بے چینی کو دور کر دیا اور اس مقام سے زمین کھودنے کا حکم فرمایا۔ دوسرے روز اسی مقام سے علی الصبح زمین کھودنے پر صندوق کے آثار نمایاں ہونے لگے۔ تھوڑی سی مٹی ہٹائی گئی تو خوشبو کے حلے آنے شروع ہو گئے۔ اس خوشبو کی مثال دنیا میں نہیں ملتی تھی۔ آپ ﷺ کا صندوق کھول دیا گیا مگر کثرت خوشبو کے سبب اب وہاں ٹھہرنا محال ہو چکا تھا۔ قبر شریف کے اندر کوئی شخص پورے پندرہ منٹ نہیں ٹھہر سکتا تھا۔ بمشکل صندوق باہر نکالنے کا کام سرانجام دیا گیا۔ اس خوشبو کا یہ عالم تھا کہ اس کام میں شریک ہونے والے لوگوں کے لباس پھٹے پھٹ گئے مگر خوشبو ان میں جوں کی توں باقی رہی۔

آپ ﷺ کا صندوق مبارک 1336ھ (اکتوبر 1917ء) کو دس محرم سے پہلے پہلے نکال کر محفوظ کر لیا گیا۔ اس دربار شریف سے شمال مغربی گوشہ میں ایک میل کے فاصلہ پر موجودہ محل شریف کی تعمیر شروع کی گئی اور چھ

Marfat.com

ماہ کے عرصہ میں محل شریف' مسجد شریف اور ارد گرد کے جو متعدد حجرات موجود ہیں' تیار ہو گئے۔ اس محل شریف میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا صندوق مبارک اپریل 1918ء بروز جمعہ دفن کیا گیا۔

موجودہ دربار شریف ایسی جگہ واقع ہے جس کے چاروں طرف اچھی خاصی آبادی ہے۔ یہاں سے دو میل کے فاصلہ پر شہر گڑھ مہاراجہ ہے' جنوب کی طرف احمد پور سیال، مشرق کی طرف دریائے جہلم اور چناب کو عبور کر کے شہر شورکوٹ اور مغرب کی طرف ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر مظفر گڑھ روڈ گزرتی ہے۔ آج کل دربار شریف جانے والے زائرین کو بڑی سہولت ہے کیونکہ دربار شریف تک پختہ سڑک بنی ہوئی ہے اور اب احمد پور سیال اور گڑھ مہاراجہ دونوں طرف سے آنے والے زائرین رات دن میں جب چاہیں دربار شریف پہنچ سکتے ہیں۔ مزار مبارک سے لاکھوں طالبانِ حق فیض پاتے ہیں۔ سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پاک کی یہ کرامت بہت مشہور ہے کہ دربار پاک کے اندر داخل ہوتے ہی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ اس مزار مبارک سے جہاں بھر کو فیض پہنچتا ہے۔ ہزار ہا زیارت کرنے والے اور سائل اپنی مرادیں پاتے ہیں اور ہزاروں عاشقانِ الٰہی حاضری دیتے اور فیض پاتے ہیں۔ ہزاروں لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پاک سے صاحبِ احوال اور صاحبِ تلقین وارشاد ہوئے ہیں۔ اس مزار پاک کی لاکھوں کرامات محفوظ ہیں۔

یہ دربار پاک ہر قسم کی بدعت والی رسوم سے بھی پاک اور محفوظ ہے۔ سینکڑوں صاحبِ حال فقیر اللہ تعالیٰ کے مشاہدہ اور دیدار کیلئے معتکف رہتے ہیں۔ مزار پاک کے اندر داخل ہونے کے بعد باہر نکلنے کو دل نہیں چاہتا اور جو اس دربار پر طلبِ حق کا سوال کرتا ہے اسے تو کبھی خالی لوٹایا ہی نہیں جاتا۔

نام فقیر تنہاں دا باھُوؒ، قبر جنہاں دی جیوے ھُو

سجادہ نشین دربارِ عالیہ حضرت سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے صاحبزادے سلطان ولی محمد رحمۃ اللہ علیہ پہلے سجادہ نشین مقرر ہوئے۔

سجادہ نشینوں کی ترتیب اس طرح سے ہے:

1۔ سلطان ولی محمد صاحب (1102ھ۔1161ھ)(1691ء۔1748ء)

Marfat.com

۲۔ سلطان محمد حسین صاحب (1161ھ۔1200ھ)(1748ء۔1785ء)

3۔ سلطان حافظ محمد صاحب (1200ھ۔1222ھ)(1785ء۔1807ء)

4۔ سلطان غلام باھُو صاحب(1222ھ۔1263ھ)(1807ء۔1847ء)

5۔ سلطان حافظ صالح محمد صاحب (1263ھ۔1319ھ)(1847ء۔1901ء)

6۔ سلطان حاجی نور احمد صاحب (1319ھ۔1338ھ)(1901ء۔1920ء)

7۔ محمد امیر سلطان صاحب (1338ھ۔1350ھ)(1920ء۔1931ء)

8۔ محمد حبیب سلطان صاحب(1350ھ۔1390ھ)(1931ء۔1970ء)

9۔ سلطان غلام جیلانی صاحب (1390-1422ھ)(1970ء۔2001ء)

10۔ محمد منیب سلطان صاحب: آپ کو آپ کے والد سلطان غلام جیلانی صاحب سجادہ نشین نہم نے 26 رمضان المبارک 1413ھ(22 مارچ 1993ء) میں تمام خاندان کی موجودگی میں اپنا جانشین اور سجادہ نشین دربارِ عالیہ سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ مقرر فرمایا تھا۔ لیکن 20۔دسمبر 2001 (4۔شوال 1422ھ) کو سلطان غلام جیلانی صاحب کی وفات کے بعد خاندانی اختلافات کی وجہ سے سجادہ نشینی کے بہت سے دعویدار کھڑے ہوگئے۔ اس کی دو وجوہات تھیں ایک تو محمد منیب سلطان صاحب کم سن تھے اور سلطان غلام جیلانی صاحب کے منجھلے بیٹے تھے اور دوسرے آپ کی والدہ برادری کے باہر سے تھیں۔ معاملات اتنے بگڑ گئے کہ قانون نافذ کرنے والے اداروں کو مداخلت کرنا پڑی اور معاملہ ہائی کورٹ تک پہنچ گیا۔ لاہور ہائی کورٹ نے ایک حکمنامہ کے ذریعے ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج جھنگ کو ایک کمیٹی کے ذریعے دربارِ عالیہ کا انتظام سنبھالنے کا حکم دیا۔ ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج نے شورکوٹ کے سول جج کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دی جو دربار کا نظام چلاتی ہے اور سجادہ نشینی کے دعویٰ کی تمام درخواستیں فیصلہ کے لیے سول کورٹ شورکوٹ کو منتقل کر دیں۔ ابھی تک دربارِ عالیہ کا انتظام عدالتی کمیٹی چلا رہی ہے اور سجادہ نشینی کی تمام درخواستیں عدالت میں زیرِ سماعت ہیں اور سجادہ نشین کا فیصلہ تا حال نہیں ہو سکا۔ البتہ 22 ستمبر 2015 کے حکم نامے کے مطابق سپریم کورٹ نے سیشن جج کی سربراہی میں مزار شریف کے انتظامی امور کو سنبھالنے کے لیے نئی پانچ رکنی کمیٹی تشکیل دی جس میں منیب سلطان، نجیب سلطان اور صاحبزادہ سلطان حمید کو بھی شامل کر دیا گیا ہے۔ (بمطابق روزنامہ سٹی 42، صفحہ 8، اشاعت 23 ستمبر 2015)

Marfat.com

عرس

- ہر سال جمادی الثانی کی پہلی جمعرات کو آپ ﷫ کا عرس منایا جاتا ہے جس میں دور دراز سے لوگ شرکت کرتے ہیں۔
- حضرت سخی سلطان باھو ﷫ اہلِ بیتؓ کی محبت میں غرق تھے اور ہر سال یکم محرم سے دس محرم تک شہدائے کربلا کا عرس منایا کرتے تھے۔ یہ سلسلہ آج تک تین سو سال سے زیادہ عرصہ گزرنے کے باوجود جاری ہے۔ عاشورہ محرم کے دس دنوں کے اندر زائرین کی آمد و رفت جاری رہتی ہے۔ ہزاروں آرہے ہیں تو ہزاروں زیارت کر کے واپس جا رہے ہوتے ہیں۔ عاشورہ کے آخری تین ایام میں تو تعداد لاکھوں سے تجاوز کر جاتی ہے۔ اس طرح آپ ﷫ کے مزار پاک پر ہر سال دو بڑے اجتماعات ہوتے ہیں لاکھوں لوگ حاضری دیتے اور فیض پاتے ہیں۔

Marfat.com

حصہ دوم

تعلیماتِ باھُو رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

باب 1

فقر

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی تعلیمات کو نہ تو تصوف اور نہ ہی طریقت بلکہ فقر کا نام دیا ہے۔

عرفِ عام میں فقر افلاس، تنگدستی اور عسر کی حالت کو کہتے ہیں' اس کے لغوی معنی احتیاج کے ہیں لیکن عارفین کے نزدیک فقر سے مراد وہ منزلِ حیات ہے جس کے متعلق سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

- اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ ○ ترجمہ: فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔
- اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ فَافْتَخِرُّ بِہٖ عَلٰی سَائِرِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ ○

ترجمہ: فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے اور فقر ہی کی بدولت مجھے تمام انبیاء و مرسلین پر فضیلت حاصل ہے۔ (عین الفقر)

- اَلْفَقْرُ کَنْزٌ مِنْ کُنُوْزِ اللّٰہِ تَعَالٰی ○

ترجمہ: فقر اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔

فقر وہ مرتبہ ہے جہاں پر انسان ہر قسم کی حاجات سے بے نیاز ہو جاتا ہے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اس

Marfat.com

کے مدِنظر رہتی ہے اس لئے ہر حال میں تقدیرِ الٰہی سے موافقت اختیار کیے رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قرب کے سوا نہ وہ اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگتا ہے اور نہ اللہ تعالیٰ کے غیر سے کچھ مطلب رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی منشاء ورضا میں مداخلت کو گناہ سمجھتا ہے اس لیئے اللہ تعالیٰ کے قرب وحضور کے علاوہ اس کی کوئی طلب یا خواہش نہیں ہوتی۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھوؒ فقر کے بارے میں فرماتے ہیں:

- فقر ''عین ذات پاک'' ہے۔ (عین الفقر)
- فقر دراصل دیدارِ الٰہی کا علم ہے۔ (عین الفقر)
- جو شخص اللہ اور اس کا دیدار چاہتا ہے وہ فقر اختیار کرے۔ (عین الفقر)
- فقر سرِّ الٰہی ہے۔ (عین الفقر)
- میں علمِ دیدارِ الٰہی کا عالم ہوں مجھے نور ہی نور دکھائی دیتا ہے مجھے علمِ دیدار کے سوا اور کوئی علم، ذکر، فکر اور مراقبہ معلوم نہیں اور نہ ہی پڑھتا ہوں کیونکہ تمام علوم علمِ دیدار کی خاطر ہیں جو مجھے حاصل ہے۔ (امیر الکونین)
- میں دیدار کا علم جانتا ہوں اور پڑھتا ہوں مجھے یہ مراتب جناب سرورِ کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور پنجتن پاک رضی اللہ عنہم کی رفاقت سے نصیب ہوئے ہیں۔ (امیر الکونین)
- تمام پیغمبروں نے فقر کے مرتبے کی التجا کی۔ لیکن نہیں ملا۔ صرف سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہوا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کے سپرد کیا یہ فقرِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محض فیض ہے۔ (امیر الکونین)
- تمام انبیاء کرام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مرتبہ فقر کے حصول اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امتی ہونے کی التجا کرتے رہے لیکن انہیں یہ مراتب حاصل نہ ہو سکے۔ جسے بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ کی حضوری نصیب ہوئی اُس نے فقرِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا رفیق بنایا کیونکہ مرتبہ فقر سے بڑھ کر بلند وقابلِ فخر مرتبہ نہ کوئی ہے اور نہ کوئی ہوگا فقر دائمی زندگی ہے۔ (نور الہدیٰ کلاں)
- علامہ اقبالؒ فقر کے بارے میں فرماتے ہیں:

کسے خبر کہ ہزاروں مقام رکھتا ہے وہ فقر جس میں ہے بے پردہ ''روحِ قرآنی''
خودی کو جب نظر آتی ہے قاہری اپنی یہی مقام ہے کہتے ہیں جس کو ''سلطانی''
یہی مقام ہے مومن کی قوتوں کا عیار اسی مقام سے ہے آدم ''ظِلِّ سبحانی''

Marfat.com

فقر ازلی نصیبہ

فقر دراصل ان لوگوں کا ازلی نصیبہ ہے جو ''روزِ اَلست'' دنیا و عقبیٰ کی تمام نعمتوں کو ٹھکرا کر اپنے مولیٰ کی طرف متوجہ رہے اور کائنات کی تمام لذتیں ان کے پائے استقامت میں لغزش پیدا نہ کر سکیں۔

اس واقعہ کو سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ نے یوں بیان فرمایا ہے :-

❁ جب اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ ''کن فیکون'' کا راز بیان کرے تو فرمایا:-

كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لِاُعْرَفَ o

ترجمہ: میں ایک مخفی و پوشیدہ خزانہ تھا مجھے شوق ہوا کہ میری پہچان ہو پس میں نے اپنی پہچان کے لئے مخلوق کو پیدا کیا۔

(اللہ تعالیٰ نے) اس مقصد کے لیے پہلے بائیں طرف قہرِ جلالیت کی نظر سے دیکھا جس سے نارِ شیطانی پیدا ہوگئی اس کے بعد پھر دائیں طرف لطف و کرم، جمعیت و رحمت اور شفقت و التفات کی نظر سے دیکھا تو آفتاب سے روشن تر نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پیدا ہوگیا اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ''کُن'' فرمایا اور تمام مخلوقات کی ارواح پیدا ہوگئیں اور اپنے مراتب کے لحاظ سے جماعتیں اور صفیں بنا کر اپنی اپنی جگہ پر ادب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے روبرو اس کے حکم کے انتظار میں کھڑی ہوگئیں۔

اس موقع پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:-

❁ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کیا میں تمہارا ربّ نہیں ہوں؟ (سورہ اعراف 172)

اس سوال پر تمام اَرواح نے جواباً کہا:-

❁ قَالُوْا بَلٰی ہاں بے شک تو ہی ہمارا ربّ ہے۔ (سورہ اعراف 172)

اس اقرارِ بے ساختہ پر بعض ارواح تو بے حد پریشان ہوئیں (کہ ہم نے ہاں کیوں کہہ دیا) یہ کافروں، مشرکوں منافقوں اور کاذبوں کی ارواح تھیں۔ اور بعض ارواح آوازِ الست پر بلیٰ کا اقرار کر کے بے حد خوش و فرحاں تھیں پھر اللہ تعالیٰ نے (اس روزِ میثاق) تمام ارواح سے کہا، ''اے روحو! آج مانگ لو مجھ سے جو تمہارے جی میں آئے تم جو مانگو گے میں عطا کروں گا''۔ اس پر تمام ارواح نے کہا، ''اے ہمارے ربّ ہم تجھ سے تجھ کو ہی مانگتے (طلب کرتے) ہیں''۔

Marfat.com

اس پر اللہ تعالیٰ نے اُن کے سامنے بائیں ہاتھ پر دنیا کی ساری زینت اور خزانے پیش کیے تو سب سے پہلے شیطان مردود نفسِ امارہ کے ساتھ دنیا میں داخل ہوگیا۔ شیطان نے اس زیب و زینت بھری دنیا اور اس کی پرکشش رعنائیوں میں کھو کر چوبیس بانگیں دیں (یا آپ کہہ سکتے ہیں کہ ارواح کو لذتِ دنیا یا خواہشاتِ دنیا کی طرف متوجہ کرنے کے لئے دنیا میں لذّت کے چوبیس شعبہ جات تخلیق کیے) ان چوبیس بانگوں کو سن کر 9 حصہ ارواح شیطان کی پیروی میں دنیا میں داخل ہوگئیں اور اُس کی راہ پر لگ گئیں (یعنی دنیا میں اپنی پسند کا شعبہ چُن لیا) شیطان کی وہ چوبیس بانگیں یہ ہیں:-

1 سرود (رقص و سرود گانے بجانے) کی بانگ۔

2۔ حُسن پرستی اور حُسن طلبی کی بانگ۔

3 ہوائے انا کی مستی کی بانگ۔

4 شراب نوشی، خمر و مدہوشی والی (نشہ لانے والی) اشیاء کی بانگ۔

5 بدعت اور اختراعاتِ ابلیسی کی بانگ۔

6 ترکِ نماز کی بانگ۔

7 آلاتِ موسیقی یا آلاتِ رقص و سُرود کے فروغ کی بانگ۔

8 ترکِ جماعت کی بانگ۔

9 غفلت، بے پروائی کی بانگ۔

10 عُجب (خود پسندی) کی بانگ۔

11 حرص (لالچ) کی بانگ۔

12 حسد (یعنی جلن یا دوسرے کی نعمت پر زوال کی طلب) کی بانگ۔

13 ریاکاری (یعنی دورنگی یا ظاہرداری) کی بانگ۔

14 کینہ (یعنی دل میں دشمنی رکھنے اور موقع ملنے پر بدلہ لینے) کی بانگ۔

15 کبر و ہنکار، غرور و تکبر، رعونت اور بڑائی کی بانگ۔

16 نفاق، عداوت، پھوٹ بگاڑ اور نا اتفاقی کی بانگ۔

17 غیبت کی بانگ۔

18 شرک، یعنی کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنانے کی بانگ۔

19 کفر، یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات کا انکار اور سرکشی کی بانگ

Marfat.com

20 جہالت (گمراہی، لاعلمی اور اس پر اصرار) کی بانگ۔

21 جھوٹ اور کذب کی بانگ۔

22 بدظنی، بدگمانی (شک وشبہ اور بے یقینی) کی بانگ۔

23 نظرِبد، یا بدنظری کی بانگ۔

24 طمع کی بانگ۔

شیطان مردود کی ان بانگوں کو سنا گیا۔ جو ان صفات سے موصوف ہوا وہ انہی لوگوں میں ہے۔ جیسے وہ اُس وقت تھے ویسے ہی آج ہیں (یعنی عالمِ ارواح میں جس شعبہ کو انہوں نے شیطان کی پیروی میں پسند کیا ویسے ہی آج اس دنیا میں ہیں)۔

❁ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

اَلشَّیۡطٰنُ یَعِدُکُمُ الۡفَقۡرَ وَ یَاۡمُرُکُمۡ بِالۡفَحۡشَآءِ ۚ (البقرہ 268)

ترجمہ: شیطان تمہیں فقر سے ڈراتا اور فواحش کی تعلیم دیتا ہے۔

جس نے شیطان سے رشتہ جوڑا اور اس کی پیروی اختیار کی اور پسندیدۂ دنیا ہوا وہ دنیا میں غرق ہو گیا۔

یہی نو حصہ ارواح شیطان کی بانگوں کے سحر میں آیا اس 9 حصہ ارواح کے سوا ایک حصہ ارواح اللہ تعالیٰ کے روبرو مؤدب کھڑی رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں لطف وکرم سے فرمایا:۔

❁ اے (ثابت قدم) ارواح جو چاہو مجھ سے مانگ لو میں تم کو عطا کروں گا۔

❁ اِن ارواح نے پھر جواب دیا "اے ہمارے ربّ ہم تجھ سے تجھ ہی کو مانگتے (طلب کرتے) ہیں"۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے دائیں طرف تمام بہشت، لذتِ بہشت وزیب وزیبائشِ بہشت (جنت، حور وقصور، میوہ جات اور جنت کی تمام نعمتیں) کو پیش کیا تو اس ایک حصہ ارواح میں سے نو حصہ ارواح بہشت میں داخل ہو گئیں یہ متقی و پرہیزگار لوگوں یعنی اہلِ عقبیٰ کی ارواح تھیں وہاں انہوں نے بلند اور سریلی آواز سے زہد وتقویٰ کا نعرہ لگایا اور شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر استحکام حاصل کیا چنانچہ یہ عالم، فاضل، متقی، پرہیزگار اور زہد وریاضت اور تقویٰ والے لوگوں کی ارواح تھیں۔ باقی ایک حصہ ارواح اللہ تعالیٰ کے روبرو ایستادہ رہیں ان ارواحِ صادقہ وکاملہ نے نہ دنیا کو دیکھا اور نہ جنت کی نعمتوں کی طرف نظر اٹھائی۔ نہ اُن کے کانوں نے شیطان کی بانگوں کو سنا اور نہ اُن کے کانوں نے آوازِ بہشت سنی۔ کہ یہ فنافی نور اللہ بقاباللہ ہو کر حضوریٔ حق میں غرق تھیں۔ یہ مجلسِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی حضوری والے اہلِ حضور عارف فقراء کی ارواح تھیں ان ہی کے حق میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے:۔

Marfat.com

❁ اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ o اَلدُّنْیَا حَرَامٌ عَلٰی اَهْلِ الْعُقْبٰی وَالْعُقْبٰی حَرَامٌ عَلٰی اَهْلِ الدُّنْیَا وَالدُّنْیَا وَالْعُقْبٰی حَرَامٌ عَلٰی طَالِبُ الْمَوْلٰی o مَنْ لَّهُ الْمَوْلٰی فَلَهُ الْکُلُّ o (شمس العارفین)

ترجمہ: فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔ دنیا اہلِ عقبیٰ پر حرام ہے اور عقبیٰ اہلِ دنیا پر حرام ہے اور دنیا و عقبیٰ طالب ِمولیٰ پر حرام ہے۔ جسے مولیٰ مل گیا وہ مالکِ کُل ہوگیا۔

عالمِ اَرواح میں بھی ان لوگوں کی اَرواح نے مولیٰ سے نظر نہیں ہٹائی تھی اور دنیا میں بھی یہ مولیٰ ہی کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔ (شمس العارفین، کلیدِ جنت، کلید التوحید خورد، محک الفقر کلاں)

اس میثاق کا ذکر حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے ''معالی الہمم'' کے باب دوم میں بھی فرمایا ہے۔

فقر عطائے الٰہی

''فقر'' ایک تو ازلی نصیبہ ہے لیکن کچھ لوگوں کو اللہ پاک جذبۂ محبت وعشق کی بدولت اپنے فضل وکرم سے عطا کرتا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ o (الحدید آیت 21 پ 27)

ترجمہ: یہ فضل ہے اللہ تعالیٰ کا، عطا کرتا ہے جسے چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ عظیم فضل کا مالک ہے۔

قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

❁ فَفِرُّوْٓا اِلَی اللّٰهِ (الذٰریٰت 50) ترجمہ: پس دوڑو اللہ کی طرف۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُوؒ فرماتے ہیں:

❁ جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف دوڑتا ہے اللہ تعالیٰ کا فضلِ عنایت اسے اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور اس کے سامنے دونوں جہان (دنیا اور عقبیٰ) پیش کر کے اس کا امتحان لیتا ہے اگر طالبِ اللہ دونوں جہانوں سے منہ موڑ لیتا ہے تو فقیر ہو جاتا ہے اور فقر کے اس مرتبے پر پہنچ جاتا ہے جہاں اس کی نظر اللہ کے سوا کسی اور چیز کی طرف نہیں اُٹھتی۔ (نور الہدیٰ کلاں)

صوفیائے کرامؒ ہمیشہ فقر کا راستہ اختیار کرنے کی تلقین کرتے رہے۔ الرسالۃ الغوثیہ میں درج ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے فرمایا:

❁ ''اے غوث الاعظمؓ! اپنے اصحاب واحباب سے کہہ دو کہ تم میں سے جو کوئی میری صحبت چاہے

Marfat.com

تو فقر اختیار کرے''۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُوؒ فقر کے بارے میں فرماتے ہیں:

❁ فقر عطائے الٰہی ہے اللہ جسے چاہے بخش دے۔ (عین الفقر)

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ علیہ جو بادشاہت کو ٹھوکر مار کر فقر کے راہی بنے تھے فرماتے ہیں: ''فقر اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں میں رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ یہ اُن کو عطا کرتا ہے جن سے وہ محبت کرتا ہے۔''

حضرت سیّد شاہ کمال قادری کیتھلی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع میں فقر سے بڑھ کر کوئی اتباع نہیں۔''

فقر کی منزل پر دنیاوی مال و دولت، منصب و تکریم، شان و شوکت، آرام و آسائش، خواہشات اور عزت و جان اللہ کے عشق میں ختم ہو جاتے ہیں اور بندہ اللہ کی ''صحبت'' میں دونوں جہانوں سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔

فقرِ اضطراری و فقرِ اختیاری

کچھ لوگ فقر مجبوری کی حالت میں لوگوں کو دھوکہ دینے کے لیے اختیار کرتے ہیں۔ زندگی میں کچھ حاصل نہیں کر سکتے اور نہ ہی زندگی کے کسی شعبہ میں کامیاب ہو سکتے ہیں اس لیے شہرت، مال و دولت اور ضروریاتِ زندگی کے حصول کے لیے کسی صاحبِ فقر کی بارگاہ میں پہنچ کر فقر کی چادر اوڑھ لیتے ہیں۔ مقصد اُن کا دیدارِ الٰہی نہیں، دنیا ہوتا ہے یا کسی دنیوی پریشانی تکلیف اور بیماری سے گھبرا کر یا جذباتی ہو کر فقر کی راہ اختیار کر لیتے ہیں۔ یا کسی ولیٔ کامل (صاحبِ فقر) کی وفات کے بعد اس کی خانقاہ کی گدی نشینی اختیار کرنے والے لوگ ہیں عموماً یہ لوگ صاحبِ مزار کی اولاد میں سے ہوتے ہیں ان کو فقر کی ہوا بھی نہیں لگتی۔ مقصدِ زندگی صرف مزار کی آمدنی تک یا صاحبِ مزار کے مریدوں کے نذرانے تک محدود ہوتا ہے یا پھر مشائخ بن کر مقامِ عزّ و جاہ مقصود ہوتا ہے۔ ایسے فقر کو ''فقرِ اضطراری'' کہتے ہیں اقبال نے اسی فقر کے بارے میں کہا ہے:

میں ایسے فقر سے اے اہلِ حلقہ باز آیا   تمہارا فقر ہے بے دولتی و رنجوری

وہ طالبانِ حق خواہ وہ بادشاہ، امیر، حاکم، دولت مند، دنیا میں معروف، غیر معروف یا غریب ہوں لیکن صرف دیدارِ الٰہی کے لیے اپنا سب کچھ داؤ پر لگا کر فقر اختیار کرتے ہیں اور اُن کی طلب دیدارِ الٰہی ہوتا ہے سارا عالم چھوڑ کر کوئے یار کو اپنا بنا لیتے ہیں اور کہتے ہیں ''ہمارے لیے اللہ ہی کافی ہے'' وہ اللہ سے اللہ کو ہی مانگتے ہیں اس مقصد کے لیے وہ اپنا سب کچھ

Marfat.com

داؤ پر لگا دیتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے حضور فقیر ہوتے ہیں انہی کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ ''اللہ غنی ہے اور تم فقیر ہو۔'' یہ فقرِ اختیاری ہے۔ فقرِ اختیاری کے لیے دِل کو دنیا، خواہشاتِ دنیا سے بے رغبت کرنا ضروری ہے۔ فقرِ اختیاری اور فقرِ اضطراری میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ فقرِ اضطراری روح کی موت کا باعث بنتا ہے جبکہ فقرِ اختیاری سے روح کو زندگی حاصل ہوتی ہے۔ فقرِ اضطراری والا انسان ذلیل وخوار ہوتا ہے مگر فقرِ اختیاری انسان کو وہ شوکت وقوت عطا کرتا ہے کہ پوری کائنات اس کے تصرّف میں دے دی جاتی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی فقر کو اپنا فخر قرار دیا ہے۔

❁ حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

واضح رہے کہ فقر دو قسم کا ہے ایک اختیاری دوسرا اضطراری۔ فقرِ اختیاری اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ (فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے) ہے۔ اس کے دو مراتب ہیں ایک خزانہ دِل کا تصرّف اور عنایت اور تمام دنیاوی خزانوں کا تصرف دوسرے ہدایت، معرفت اور قربِ الٰہی۔ فقرِ اضطراری والا در بدر بھیک مانگتا پھرتا ہے (اللہ تعالیٰ سے مانگنے کی بجائے لوگوں سے مال اکٹھا کرتا ہے) اور عنایتِ حق سے محروم رہتا ہے فقرِ اضطراری ہی فقرِ مُکب ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے: نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ فَقْرِ الْمُكِبِّ (ترجمہ: میں منہ کے بل گرانے والے فقر سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں) فقرِ اختیاری اسمِ اَللّٰهُ ذات اور قربِ حضور پر مبنی ہے۔ (امیر الکونین)

❁ فقیر جو کچھ کہتا ہے وہ حساب کی راہ سے کہتا ہے جس میں بے حساب ثواب ہے جس کا باطن صاف ہے۔ جو نفس کے ساتھ انصاف کرنے والا اور لاف زنی کے خلاف ہے۔ اس مقام پر فقرِ اختیاری ہو جاتا ہے کہ ہدایت غنایت[1] کی قید میں ہے اور ہدایت کا اعتبار غنایت سے ہے جو غم بردار ہے۔ غنایت کے مرتبہ کے بغیر لوگ گلہ اور حکایت باشکایت کرتے ہیں۔ قولہ تعالیٰ: وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰی (اور ہم نے آپ کو حاجتمند دیکھ کر غنی کر دیا) پس غنایت کا حاصل کرنا اور لانہایتِ خدا میں داخل ہونا لطف وعنایتِ الٰہی سے ہی ہو سکتا ہے...... فقر کے تین حرف ہیں ''ف''،''ق''،''ر''۔ طالب کو حرف ''ف'' سے فخر اور حرف ''ق'' سے قرب اور حرف ''ر'' سے رحمت حاصل ہوتی رہتی ہے۔ یہ شریعت کے لباس میں اختیاری فقر ہے۔ حدیث: وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْفُقَرَآءَ اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ (اللہ تعالیٰ فقراء سے محبت کرتا ہے اور فقر پر مجھے فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے) قولہ تعالیٰ: لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ (جو میری طرف خیر نازل فرمائے مَیں اس کا فقیر ہوں) طالبِ حق مرشد تحقیق نما ہوتا ہے اور جو کوئی تصورِ اسمِ اَللّٰهُ ذات میں آتا ہے اس کو حُسن اور سرُود اچھا معلوم نہیں ہوتا۔ اگرچہ حُسن مثلِ یوسف علیہ السلام ہی کیوں نہ ہو اور راگ خوش آوازی میں حضرت داؤد علیہ السلام کے گلے کی طرح ہو۔ کیونکہ اَلَسْتُ کی

---

[1] غنایت کے بارے میں تفصیل کے لیے باب ''غنایت'' کا مطالعہ کیجیے

Marfat.com

آواز سُنتا ہے اور تجلی پروردگار کے انوار کے حُسن کا دیدار کرتا ہے۔ پس اُسے مخلوق کا حُسن دیکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ طریقہ قرآن کے موافق اور شیطان کے خلاف ہے جو اسمِ اَللّٰہُ ذات کے تصور میں آتا ہے اس کے لیے حیات، ممات، نفس، دنیا، شیطان کچھ بھی نہیں ہوتا۔ حدیث: کُلُّ اِنَاءٍ یَتَرَشَّحُ بِمَا فِیْہِ (ہر ایک برتن سے وہی نکلتا ہے جو اُس میں ہوتا ہے) اللہ تعالیٰ کو ایک وہی جانتا ہے جو ہمیشہ قیدِ توحید میں رہتا ہے۔ جو کوئی دریائے توحید میں آجاتا ہے وہ توحید کے اِن مراتب سے باہر نہیں نکل سکتا۔ اَلْعَافِیَۃُ عَشَرَ اَجْزَاءٍ تِسْعَۃٌ فِی السُّکُوْتِ وَوَاحِدٌ فِی الْوَحْدَتِ اَلسَّلَامَۃُ فِی الْوَحْدَۃِ وَالْاٰفَاتِ بَیْنَ الْاِثْنَیْنِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ۔ (حدیث: عافیت کے دس حصے ہیں جن میں سے نو خاموشی میں ہیں اور ایک وحدت میں ہے۔ سلامتی وحدت میں ہے اور آفات دُوئی میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہے اور وہ اللہ پر راضی ہیں) دوسرا فقرِ مُکب ہے، '' نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ فَقْرِ الْمُکِبِّ '' (حدیث: میں منہ کے بل گرانے والے فقر سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں) یہ اضطراری فقر ہے جس میں حرف ''ف'' سے فضیحت۔ حرف ''ق'' سے قہر اور حرف ''ر'' سے ردّ (بارگاہ) ہوجاتا ہے۔ قولہ تعالیٰ: اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَ یَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَآءِ (شیطان تمہیں فقر سے ڈراتا اور فواحش کی تعلیم دیتا ہے) اور یہ بدعت ہے پس جو کوئی طریقہ اہلِ سنت والجماعت سے قدم باہر نکالتا ہے وہ منزلِ مقام پر نہیں پہنچتا۔ تمام مطالب اُسی کو حاصل ہوتے ہیں جو غم بردار ہے۔ مونس و دلخواہِ یار ہے۔ کیونکہ یہ راہ پروردگار کی ہے۔ باطل بدعت سے استغفار کی ہے۔ شریعت میں شاہسوار کی ہے۔ آفتاب کی مانند صاحبِ نظر نگار کی ہے۔ (رسالہ اورنگ شاہی)

❀ فقیر (صاحبِ فقر) دو طرح کے ہوتے ہیں ایک تو وہ جنہوں نے شہوت و ہوا کو مار رکھا ہے اور وہ مقربِ رحمٰن ہو چکے ہیں یہ لوگ اتنے عظیم الشان مرتبے کے مالک ہیں کہ جس کی شرح بیان نہیں کی جاسکتی۔ اس قسم کے فقیر کو فقرِ محمدی ﷺ حاصل ہوتا ہے جو حضور ﷺ کا فخر ہے یہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہم مجلس، ہم دم اور ہم قدم ہوتے ہیں یہ نہ تو کسی سے آرام کا سوال کرتے ہیں اور نہ کسی سے روپے پیسے کی اُمید رکھتے ہیں۔ کیونکہ اُن کے پاس فقر کی نورانیت کا سرمایہ ہوتا ہے ایسے فقیر راہِ خدا کے مشکل کشا اور راہنما ہوتے ہیں۔ دوسری قسم کے فقیر (صاحبِ فقر) مطلق مردُود ہوتے ہیں سر اور داڑھی منڈواتے ہیں وہ بے حیا ہیں اور معرفتِ خدا سے محروم ہیں۔ اِسے فقرِ مُکب (منہ کے بل گرانے والا فقر یعنی فقرِ اضطراری) کہتے ہیں کیونکہ ایسے فقیر شرع محمدی ﷺ اور قدمِ محمدی ﷺ کو اختیار نہیں کرتے حضور ﷺ کا فرمان ہے:

نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ فَقْرِ الْمُکِبِّ ۝ ترجمہ: میں فقرِ مُکب سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔

Marfat.com

فقرِ مُکبّ (فقرِ اضطراری) اسے کہتے ہیں جو دو حکمت سے خالی نہیں ہوتا یا تو وہ ہر وقت دولتِ دنیا کی باتیں کرتا رہتا ہے کیونکہ وہ بخیل ہوتا ہے اور اپنے مسلمان بھائیوں کا دشمن ہوتا ہے یا پھر خدا سے مُفلسی اور تنگدستی کی شکایت کرتا رہتا ہے۔ جو شخص فقرِ مُکبّ کو چھوڑ دیتا ہے وہ فقرِ مُحبّ کو پالیتا ہے۔ فقرِ مُحبّ کسے کہتے ہیں؟ فقرِ محبّ احکامِ الٰہی کی تعظیم، خلقِ خدا پر شفقت اور اپنے اندر اخلاقِ الٰہیہ (صفاتِ الٰہیہ یعنی مقامِ بقا تک رسائی) پیدا کرنے کا نام ہے۔ (نور الہدیٰ کلاں)

❁ جان لے کہ فقر کے تین حرف ہیں۔ یعنی ''ف، ق، ر''، حرف ''ف'' سے فکرِ کونین سے فارغ یعنی فنائے نفس۔ حرف ''ق'' سے قہر بر نفس اور قربِ الٰہی اور حرف ''ر'' سے راہِ راستی (صراطِ مستقیم) دائم اِستغراقِ اِلَٰہ (یہ فقرِ اختیاری ہے)۔ جو شخص فقر کے اِس مرتبے پر پہنچنے کے بعد دُنیا کی طرف متوجّہ ہو جاتا ہے، اور فقرِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو چھوڑ کر دُنیا کے مرتبۂ فرعونیّت کو اپنا لیتا ہے تو وہ حرف ''ف'' سے فضیحتِ فرعونی اور حرف ''ق'' سے قہرِ خُداوندی کا شکار ہو جاتا ہے اور حرف ''ر'' سے اِبلیسِ مَردُود کی طرح راندۂ حق ہو جاتا ہے (یہ فقرِ اضطراری ہے)۔ (کلید التوحید کلاں)

فقر حضرت سخی سلطان باھُوؒ کی تعلیمات کی روشنی میں

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

❁ معراج کی رات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام براق پر سوار ہوئے، جبرائیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے آگے آگے پا پیادہ دوڑے، عرش سے فرش تک دونوں جہان آراستہ کیے گئے، اٹھارہ ہزار عالم کو پیراستہ کر کے آپ کے سامنے لایا گیا اور جبرائیل علیہ السلام آگے بڑھنے سے رک گئے، اس سارے اہتمام کے باوجود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی نگاہ ذاتِ حق تعالیٰ سے نہ ہٹائی چنانچہ فرمانِ حق تعالیٰ ہے: ''مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی'' (بہکی نہیں آپ کی نگاہ نہ حد سے بڑھی) آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس تمام اہتمام پر توجہ نہیں دی اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سدرۃ المنتہیٰ کے مقام پر پہنچے تو وہاں صورتِ فقر کا مشاہدہ کیا اور مراتبِ سلطان الفقر کی لذّت سے لطف اندوز ہوئے، فقرِ نورِ الٰہی سے باطن کو معمور فرمایا اور قاب قوسین کے مقام پر اللہ تعالیٰ کے قرب و وصال سے مشرف ہو کر ذاتِ حق تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے، پھر اس سے آگے بڑھ کر مقامِ فقر فنافی اللہ میں داخل ہوئے، ملاقاتِ

Marfat.com

فقر سے غرق فنا فی اللہ مع اللہ ذات ہو کر رفیقِ فقر ہوئے اور محبت، معرفت، عشق، شوق، ذوق، علم، حلم، جود و کرم اور خُلق سے متخلق ہوئے جیسا کہ فرمایا گیا ہے ''تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ تَعَالٰی'' (اپنے اندر اخلاقِ الٰہیہ پیدا کرو) اس طرح کمالِ فقر پر پہنچ کر جب سارا دریائے توحید آپ ﷺ کے وجود میں جمع ہو گیا تو آپ ﷺ نے اپنی زبانِ دُرّ فشاں سے اس کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: ''فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔'' جب آپ ﷺ مجلسِ صحابہؓ میں پہنچے اور دریائے فقر سے حقیقتِ فقر موجزن ہوئی تو فقرِ معرفت کے احوال سن کر صحابہ کرامؓ کی ایک کثیر تعداد فقرِ محمدی ﷺ کی طلبگار ہوگئی جس پر اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ''اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) آپ ہر وقت ان فقراء پر اپنی توجہ مرکوز رکھیں اور ان سے اپنی نگاہیں نہ ہٹائیں کہ یہ ہر وقت ذکرِ اللہ میں غرق رہنے والے لوگ ہیں۔'' اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شکر بجالائے اور فرمایا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ! اب ہم اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی تعمیل سے دم بھر کے لیے بھی فارغ نہیں ہوں گے۔ (محک الفقر کلاں)

❁ ابتدائے فقر تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات ہے۔ (محک الفقر کلاں)

❁ تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کا یہ سلک سلوک کا خاص طریقہ فقر کی راہ ہے۔ (کلید جنت)

❁ جان لے کہ طلبِ فقر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طلب ہے۔ صحابہ کرامؓ کی طلب ہے، اولیاء اللہ کی طلب ہے۔ (محک الفقر کلاں)

❁ ''فقر کی تین اقسام ہیں۔ اوّل فقر فنائے ''لَآ اِلٰهَ'' ہے۔ دوم فقر بقائے ''اِلَّا اللّٰهُ'' ہے۔ اور سوم فقر انتہائے ''مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' ہے جو راہنما ہے۔ فقر اللہ سے یگانہ اور غیر اللہ سے بیگانہ ہے یگانگی اور بیگانگی کا کوئی جوڑ نہیں جب تک فنا حاصل نہ ہو جائے بقا تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔'' (عین الفقر)

❁ باطن میں راہِ فقر پر گامزن ہونا آسان کام نہیں کہ اس میں طبقاتِ ذات وصفات کا ہر مقام آفات سے پُر ہے اس راہ میں ہزاروں ہزار بلکہ بے شمار طالب گم ہو گئے۔ اس راہ میں ایسے صاحبِ توفیق مرشدِ کامل اکمل کی رفاقت ضروری ہے جو طالب کو ظاہر و باطن میں ہر وقت اپنی نظر سے دور نہ ہونے دے۔ (محک الفقر کلاں)

❁ ''فقر کا پہلا مرتبہ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا (مرنے سے پہلے مرجاؤ) ہے اور یہ مرتبہ اسمِ اَللّٰہُ ذات کے ذکر اور تصور سے حاصل ہوتا ہے اور فقر کا انتہائی مرتبہ یہ ہے کہ اسمِ اَللّٰہُ ذات کے تصور سے فنا فی اللہ ہو کر طالب کا وجود نور ہو جاتا ہے۔ اور سرِّ محمدی ﷺ کی صورت میں مقام مَعَ اللّٰهِ وَقْتٌ لَّا يَسَعُنِيْ فِيْهِ مَلَكٌ مُّقَرَّبٌ وَّلَا نَبِيٌّ مُّرْسَلٌ (ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے ساتھ میرا ایسا وقت بھی ہے جس میں مجھے

Marfat.com

نہ کوئی مقرّب فرشتہ اور نہ نبی مرسل پہنچ سکتا ہے) میں صاحبِ حضوری ہوتا ہے۔ یہ مراتب فنا فی اللہ فقیر کے ہیں جو توحید و انوارِ الٰہی میں غرق ہوتا ہے اسے مشاہدہ با قُرب حاصل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کا منظورِ نظر اور محرم راز ہوتا ہے۔'' (اسرارِ قادری)

(1) نظر فقرش گنج قدمش گنج بر — فقر لایحتاج شُد صاحبِ نظر

(2) فقر بگذرد از ہر مقامِ خاص و عام — شرطِ شرحِ فقر را کردم تمام

(3) عین با عین است عین از عین یافت — عین را با عین عارف عین ساخت

❁ ترجمہ: (1) فقر کی نظر بھی خزانہ ہوتی ہے اور اس کے قدموں میں بھی خزانہ ہوتا ہے لیکن فقر اس کے باوجود لا یحتاج رہتا ہے۔ (2) فقر کی کامل تعریف یہ ہے کہ فقر جملہ مراتبِ خاص سے بہت آگے کا مرتبہ ہے۔ (3) فقر عین بعین ہونے اور عین سے عین پانے کا نام ہے۔ عارف جب عین بعین ہو جاتا ہے تو خود کو عین بنا لیتا ہے۔ (نور الہدیٰ کلاں)

❁ جان لے کہ فقر کے تین حرف ہیں ''ف ق ر'' ''ف'' سے فیض و فضل بخش، فیاضِ حق ''ق'' سے قیامت کو دل سے فراموش نہ کرے، قوی و قادر ہو نفس پر قناعت و قربِ اللہ سے اور حرف ''ر'' سے رتبہ اختیار نہ کرے بجز رضائے حق کے۔ (محک الفقر کلاں)

❁ جان لے کہ فقرِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور معرفتِ توحیدِ الٰہی سراسر اطاعت و بندگی ہے جبکہ مراتبِ عزّ و جاہِ دُنیا سراسر مُردار گندگی ہے اور فقیری و درویشی سنّتِ انبیاء علیہم السلام ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ ابتدائے فقر اشتیاق مشتاق ہے اور انتہائے فقر مراتبِ فنا فی اللہ کا استغراق ہے۔ ابتدائے فقر علم ہے۔ اور انتہائے فقر مراتبِ ''عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمِ'' ہے (ترجمہ: اللہ تعالیٰ ہر غیب و حاضر کو جانتا ہے وہ رحمٰن و رحیم ہے)۔ ابتدائے فقر'' فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ'' (ترجمہ: پس دوڑو اللہ کی طرف)'' ہے اور انتہائے فقر '' قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ '' ہے۔ (عین الفقر)

❁ ابتدائے فقر ازل ہے اور انتہائے فقر ابد ہے۔ ابتدائے فقر خاموشی ہے اور انتہائے فقر خونِ جگر نوشی ہے۔ ابتدائے فقر جامہ کثیف ہے اور انتہائے فقر جامۂ لطیف ہے۔ ابتدائے فقر ولایت ہے اور انتہائے فقر لانہایت ہے۔ ابتدائے فقر ترک ہے، متوسط فقر فرق ہے اور انتہائے فقر بتوحید غرق ہے ابتدائے فقر طلب و طالب ہے۔ متوسّطِ فقر مطلب و مطالب ہے اور انتہائے فقر قلب بہ منزلہ قالب

Marfat.com

برنفس غالب ہے۔ ابتدائے فقر محجوب ہے، متوسطِ فقر مجذوب ہے اور انتہائے فقر محبوب ہے۔ حقیقتِ اسرارِ فقر یکتائی نسخۂ دل ہے جس کی دریافت بغیر مرشدِ کامل مشکل ہے کہ مرتبہ فقر نہ تو کسی کتاب کی سطور و حروف واوراق کے مطالعہ سے ہاتھ آتا ہے اور نہ ہی ذکر فکر اور مستیِ حال میں غرق ہونے سے نصیب ہوتا ہے۔ ابتدائے فقر فنا ہے، متوسطِ فقر راہ ہے جو ہر دو جہان سے جدا ہے اور انتہائے فقر یکتا بخدا ہے۔

''تمام عالم تین قسم کے افراد پر مشتمل ہے۔''

(1) اہلِ دنیا جو دنیا کی خبر دیتے ہیں۔

(2) علماء، اہلِ عقبیٰ جو لذتِ حُور و قصور و میوہ جاتِ بہشت کی خبر دیتے ہیں۔

(3) اہلِ فقر فقراء جو اللہ کی خبر دیتے ہیں۔

حرصِ دنیا آخرت کا عذاب ہے۔ منتہی طالبِ فقر کے لئے عقبیٰ سراسر حجاب ہے۔ اِن دونوں (حرصِ دنیا اور فکرِ عقبیٰ) کو چھوڑ دے، یہی تیرے لئے بہتر ہے کیوں کہ سب سے پہلے علائق دنیا سے قطع تعلق ہے اور اس کے بعد وصالِ حق تعالیٰ ہے۔ فقراء کے لئے غرق فی التوحید ہونا بہتر ہے ہزار مراتبِ موسیٰ کلیم اللہ محرمِ کلامِ الٰہی سے کہ غرق فی التوحید ہونا مرتبۂ محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے جو فقر کی معراج ہے صاحبِ فقر پر دنیا و عقبیٰ دونوں حرام ہیں۔ ابتدائے فقر عبودیت ہے اور انتہائے فقر ربوبیت ہے۔ (عین الفقر)

❁ ابتدائے فقر اشک ہے اور انتہائے فقر عشق ہے، ابتدائے فقر تصور ہے اور انتہائے فقر تصرّف ہے۔ (عین الفقر)

❁ فقر وہ ہے کہ جس کے وجود میں شریعت پوشیدہ ہو چکی ہے باطن میں وہ مستِ اَلست اور ساکنِ لامکان ہو۔ ابتدائے فقر علم الیقین و عین الیقین ہے اور انتہائے فقر حق الیقین ہے۔ ابتدائے فقر انا ہے اور انتہائے فقر فنا ہے ''مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا'' (ترجمہ: مرنے سے پہلے مر جاؤ) پس جو مر جاتا ہے اس سے ہر چیز ساقط ہو جاتی ہے۔ فقیر وہ ہے جو فرائض میں کوتاہی نہ کرے خواہ وہ فرائضِ دائمی ہوں، وقتی ہوں، ماہی ہوں، فصلی ہوں یا سالی ہوں۔ تمام فرائض میں سے افضل ترین فرض خدائے تعالیٰ کو حاضر ناظر جاننا ہے اور افضل ترین سنت راہِ خدا میں گھر بار کو صدقہ کرنا ہے۔ ابتدائے فقر صدق و یقین ہے اور انتہائے فقر خدائے تعالیٰ کی ہم نشینی ہے۔ (عین الفقر)

Marfat.com

❁ سُن! فقراء (صاحبِ فقر) کا وجود قدرتِ الٰہی کا نمونہ ہوتا ہے، وہ جو کچھ کہتے ہیں وہ ہو جاتا ہے۔ سِرِّ فقراء سدرۃ المنتہیٰ سے بھی آگے ہے۔ فقیر باھُوؒ کہتا ہے کہ مقامِ فقر استغراقِ فنا فی اللہ کا منفرد مقام ہے جو تمام نقباً، عقباً، ابدال، اوتاد، اخیار، عمداً، غوث، قطب، شیخ مشائخ، عابد، زاہد اور اہلِ تقویٰ سے اعلیٰ و بالاتر ہے کہ فقیر ولایتِ وحدت کا والی ہوتا ہے۔ فقیر منفرد مذکر مرد ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی سے صاحبِ قابَ قوسین اَوْ ادنیٰ کے حکم کے تابع ہوتا ہے۔ منفرد فقیر کا نام ہی نور الہدیٰ ہے۔ (عین الفقر)

❁ فقرِ حضور کی نشانی کیا ہے؟ وہاں پر خرد ہے نہ وِرد، ذکر ہے نہ فکر، صرف ذاتِ حق کی جلوہ آرائی ہے اور جہاں ''سِرِّ ھُو'' ہے وہاں صرف آوازِ مذکور ہے۔ جس طرح کہ بادشاہِ مجازی کی جائے قیام پر شور و غوغا نہیں ہوتا کہ وہ آوازِ بلند اور شور و غوغا پسند نہیں کرتا۔ اسی طرح جہاں ذاتِ لَمْ یَزَلْ ہے وہاں غوغا ہے نہ خلل ہے۔ (عین الفقر)

حضرت سخی سلطان باھُوؒ فرماتے ہیں:

❁ فقر چیست؟ یعنی خود فنا   از علم خود می شود کبر و ریا

ترجمہ: اے باھُوؒ فقر کیا ہے؟ فقر وہ ہے جس سے خودی (نفس) فنا ہوتی ہے اور علم وہ چیز ہے جس سے خودی (نفس) میں تکبر اور ریا پیدا ہوتا ہے۔

❁ باھُوؒ فقر دانی چیست دائم در لاھوت   فقر را بہتر بود ہر دم سکوت

ترجمہ: اے باھُوؒ! فقر کو تُو کیا سمجھتا ہے؟ فقر ہر دم لاھوت میں رہنے کا نام ہے اور اس کے لئے دائمی سکوت چاہیے۔

❁ فقر شاہے ہر دو عالم بے نیاز و باخدا   احتیاجش کس نہ باشد مدِ نظرش مصطفیٰؐ

ترجمہ: فقر ایک بادشاہ ہے جو خدا کے قرب میں ہونے کی بنا پر دونوں جہان سے بے نیاز ہے اسے کسی کی پرواہ نہیں کہ وہ ہر وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ کے مدِ نظر رہتا ہے۔ (محک الفقر کلاں)

❁ راہِ فقر فیض است فیض عام   راہِ دنیا شرک است مطلق تمام
ترکِ دنیا دہ بیا راہِ خدا   فقر راہِ ہدایت ہادی مصطفیٰؐ

ترجمہ: راہِ فقر فیضِ ربانی ہے بلکہ فیضِ عام ہے جبکہ راہِ دنیا سراسر مطلق شرک ہے۔ راہِ دنیا کو ترک کر کے راہِ فقر اختیار کر لے کہ راہِ فقر ہدایت ہے جس کے ہادی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ (محک الفقر کلاں)

❁ جاودانی التجائی بافقر باشد تمام   احتیاج از کس نہ باشد فقر لا یحتاج نام

Marfat.com

ترجمہ: فقر جب کامل ہو جاتا ہے تو اسے التجاو التماس کی حاجت قطعاً نہیں رہتی اور نہ وہ کسی سے غرض رکھتا ہے کہ اس کا نام ہی لایحتاج فقر ہے۔ (محک الفقر کلاں)

❁ فقر از نور است نور از نور شد   قلب قالب نور و جان مغفور شد

ترجمہ: فقر نور سے ہے نور سے نور ہوا۔قلب اور قالب (جسم) نور اور روح مغفرت شدہ ہے۔ (قرب دیدار)

❁ فقر سرّی از خدا اسرار راز   باحضوری قلب قالب بانماز

ترجمہ: فقر کے اسرار خدا کے اسرار ہیں دِل کی حضوری کی وجہ سے تمام جسم (ظاہر باطن) نماز میں ہے۔ (قرب دیدار)

(۱) فقر سرّ از رازِ وحدت حق نظر   فقر خاص الخاص از حق باخبر
(۲) نیست فقرش با زمین و آسمان   فقر را فقرش شناسد از عیان
(۳) فقر بحرِ فیض و فضلش کرم و جود   روز و شب فقرش بود باحق سجود
(۴) باھُوؒ! برکاتِ فقر از ذاتِ جو   ہر چہ باشد غیر حق از دِل بشو

ترجمہ: ا۔فقر وحدت کا راز ہے فقر کی نظر ہمیشہ حق پر رہتی ہے خاص الخاص فقر وہ ہے جو ذاتِ حق سے باخبر ہو۔ ۲۔فقر کی سمائی زمین اور آسمان میں نہیں فقرِ عیاں کو فقیر ہی پہچان سکتا ہے۔ ۳۔فقر فیض و فضل اور جود و کرم کا دریا ہے فقر رات دِن ذاتِ حق کے سامنے سربسجود رہتا ہے۔ ۴۔اے باھُوؒ! برکاتِ فقر کو ذاتِ حق میں تلاش کر جس چیز کا تعلق غیر حق سے ہو اُسے اپنے دِل سے نکال دے۔ (محک الفقر کلاں)

❁ گر آفتاب گم شود عالم خراب   فقر فیض و فضل بخش آفتاب

ترجمہ: آفتاب اگر چھپ جائے تو سارے عالم میں خرابی آجاتی ہے اور فقر وہ آفتاب ہے جو فیض و فضل بانٹتا ہے۔ (محک الفقر کلاں)

❁ فقر را دریاب بہ یک دم قدم   ابتدا و انتہا فقرش ختم

ترجمہ: اے طالبِ مولیٰ دولتِ فقر کو ایک ہی دم میں اور ایک ہی قدم پر حاصل کر لے کہ ابتداء اور انتہاءِ فقر کو ایک ہی دم پر طے کیا جاسکتا ہے۔ (محک الفقر کلاں)

❁ فقر کے تین حرف ہیں ''ف، ق، ر،'' حرف ''ف'' سے فنائے نفس، حرف ''ق'' سے قربتِ قبر اور ''ر'' سے روحانیت ''مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا'' (مرنے سے پہلے مرجاؤ)۔ (عین الفقر)

❁ فقر میں وہ کون سا انتہائی مرتبہ ہے جہاں کسی عالم فقیر کو معرفتِ الٰہی میں کمال حاصل ہوتا ہے؟ کیا کونین کے اٹھارہ ہزار عالم کی ہر خاص و عام چیز کو اپنے حکم و تصرف میں لے آنا ہی مرتبہ کمال ہے؟ نہیں میں غلط نہیں کہتا کہ

Marfat.com

یہ مرتبہ تو ناقص وخام مرتبہ ہے۔ انتہائے فقر تو ہوا ونفسانیت سے پاک ہو کر غرق فنا فی اللہ و بقاباللہ ہونا ہے۔ عین بعین مشاہدہ نور سے باطن کو آباد کرنا ہے اور یہ اسی فقیرِ کامل کا مرتبہ ہے جو قربِ حضور میں حق الیقین کے مرتبے پر فائز ہو۔ اس مرتبے کو اہلِ نفس و بے دین طالبِ دنیا کیا جانیں۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ فقر کے مراتب سے وہی شخص واقف ہوتا ہے جو فقر تک پہنچا ہو اور جس نے فقر کی لذت چکھی ہو اور فقر اختیار کیا ہو اور سلطان الفقر کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہو۔ (اسرارِ قادری)

❁ اللہ تعالیٰ نے دنیا کا نام بیگانہ اور فقر کا نام یگانہ رکھا ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ فقر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔ (محک الفقر کلاں۔ عین الفقر)

❁ معرفتِ فقر کی ابتدا کیا ہے؟ اور معرفتِ فقر کی انتہا کیا ہے؟ معرفتِ فقر کی ابتدا عموماً ذکر، فکر، مراقبہ، مکاشفہ، منزل، مقامات، کشف و کرامات جیسے درجات کو سمجھا جاتا ہے۔ کہ اِن کا تعلق بھی تجلّیاتِ نور سے ہے اور اِن مراحل سے گزرنا خونِ جگر پینے سے بھی زیادہ مشکل و دشوار ہے تاہم یہ سب کچھ ابتدائے معرفت ہے چنانچہ قبض، بسط، سکر و صحو کے مراحل سے گزرنا، خونِ جگر پینا، ہر وقت آتشِ عشق میں جلتے رہنا، محبتِ مولیٰ کے اشتیاق میں بے جمعیت و بے قرار رہنا، دیدارِ پروردگار کی طلب میں دن رات مضطرب رہنا، آخرت میں دیدارِ الٰہی کے وعدہ پر موت کی تمنا میں اللہ تعالیٰ کے وصال و ملاقات کا حد سے زیادہ اشتیاق رکھنا اور اس پر اپنی جان وار دینا وغیرہ فقر معرفتِ الٰہی کے ابتدائی احوال ہیں۔ فقر معرفتِ الٰہی کی انتہا یہ ہے کہ نورِ ربوبیت میں غرق ہو کر توحیدِ الٰہی کا مشاہدہ کیا جائے اور ذوق و شوقِ وصالِ الٰہی میں غرقِ توحید ہو کر فنا فی اللہ ہوا جائے۔ (محک الفقر کلاں)

❁ قسمت بھی چار قسم کی ہے فقراء (صاحبِ فقر) کی قسمت یہ ہے کہ وہ جو کچھ کھاتے پیتے ہیں اُس سے اُن کے وجود میں معرفتِ الٰہی کا نور پیدا ہوتا ہے۔ ان کا رزق توکّل کی راہ سے آتا ہے۔ توکّل اسے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں جس ذریعے سے بھی رزق پہنچاتا ہے وہ اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھتے ہیں بعض کا خیال ہے کہ رزق کسب سے آتا ہے۔ بعض حصولِ رزق کے لیے علم پڑھتے ہیں بعض ظلم و تعدی سے غریبوں سے رزق چھین کر حاصل کرتے ہیں۔ الغرض فقر ہی ایک ایسی دولت ہے جس میں سعادت و عزت و افتخار کے مراتب پائے جاتے ہیں۔ فقر کے مراتبِ عظمیٰ اللہ تعالیٰ اس صاحبِ عظمت کو عطا فرماتا ہے جو اس سے یگانہ ہو جاتا ہے بیگانے تو فقر کا منہ بھی نہیں دیکھ پاتے۔ (محک الفقر کلاں)

❁ اگر تجھے فقر کی نگاہ حاصل ہے تو دیدار کا رخ کر اور اہلِ دیدار فقر کا گِلہ اور انکار نہ کر ورنہ دونوں جہانوں میں ذلیل و خوار ہوگا۔ (قربِ دیدار)

Marfat.com

❁ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ فقر جہادِ اکبر ہے کہ یہ نفس کے خلاف جہاد ہے۔ یہ جو کفار کے ساتھ جہاد ہے چھوٹا جہاد ہے اور ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف آ رہے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے ''ہر نبی کا ایک حرفہ (پیشہ، ہنر، کسب) ہے اور میرے دو حرفے ہیں ایک حرفہ فقر کا اور دوسرا جہاد کا۔ جس نے ان سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے اِن سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔ (محک الفقر کلاں)

❁ فقر کیا چیز ہے؟ فقر کسے کہتے ہیں؟ اور کہاں سے پیدا ہوتا ہے۔ فقر نورِ الٰہی سے پیدا ہوتا ہے کیونکہ تمام عالم کا ظہور نورِ فقر سے ہوا ہے۔ فقر ہدایت ہے، فقر نورِ حق کی ایک صورت ہے جو اس درجہ خوبصورت ہے کہ دونوں عالم اس کے شیدا اور اس پر فریفتہ ہیں مگر فقر کسی پر توجہ نہیں کرتا مگر حکمِ الٰہی اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجازت سے۔ (توفیق الہدایت)

❁ فقر کے پاس تمام الٰہی خزانے ہوتے ہیں۔ دنیاوی خزانے کو زوال ہے اور دنیا خواب وخیال ہے۔ فقر کا خزانہ معرفت اور توحید لازوال ہے جو بعینہٖ وصال ہے۔ دنیاوی لذّت چند روزہ ہے آخر معاملہ اللہ تعالیٰ ہی سے پڑتا ہے۔ (توفیق الہدایت)

❁ فقر را دریافتم از من فقیر ‏ ‏ ‏ ‏ فقر حاصل گشت با فقرش نظر

ترجمہ: میں نے فقر کو فقر کے مقام سے دریافت کیا ہے اور فقر کی نظر سے مجھے فقر حاصل ہوا ہے۔ (مفتاح العارفین)

❁ فقر فیض وفضل ہے۔ فقر رحمتِ روح ہے۔ فقر لطف ہے، فقر ہدایت ہے، فقر ولایت ہے۔ فقر عنایت ہے، فقر فنا ہے، فقر لقاء ہے، فقر رضا ہے، فقر قضا ہے، فقر قدرت ہے، فقر جمعیت ہے، فقر جمال ہے، فقر جلال ہے، فقر علم ہے، فقر سرِّ اسرار ہے، فقر نورِ حضور ہے، فقر عقلِ کُل ہے، فقر مالک الملک مقربِ رحمٰن ملک سلیمانی کی بادشاہی ہے، فقر گنج کیمیا کا تصرف ہے، فقر حیات وممات ہے۔ (کشف الاسرار)

❁ دولتِ فقر سے معمور دِل ہمیشہ اللہ پاک کی نظر میں منظور رہتا ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ فقر میں ہر دِن حشر کا ہوتا ہے اور حساب گاہِ حشر ہر وقت نظر کے سامنے رہتی ہے۔ فقر ایک بارِ گراں ہے جسے صرف فقیر کی جان ہی برداشت کر پاتی ہے۔ جو شخص فقر کے اس بارِ گراں کو اٹھالیتا ہے وہ محبوبِ حق بن جاتا ہے فقر کی قدر وقیمت کو یہ احمق حیوان کیا جانیں۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ یاد رہے کہ ہر مرتبے کا ایک نام ہے مثلاً مرتبہ علماء، مرتبہ اولیاء، مرتبہ ذاکر، مرتبہ صاحبِ مراقبہ ومکاشفہ ومحاسبہ ومحاذبہ، مرتبہ عارف، مرتبہ واصل، مرتبہ قرب، مرتبہ مشاہدہ، مرتبہ نور، مرتبہ حضور، مرتبہ دعوت،

Marfat.com

مرتبہ ابدال، مرتبہ اوتاد، مرتبہ اخیار، مرتبہ غوث، مرتبہ قطب و مرتبہ درویش وغیرہ۔ان سب مراتب کا تعلق طیر سیر طبقات اور ہوائے نفس سے ہے یہ تمام مراتب رتبۂ فقر کی ابتداء کو بھی نہیں پہنچ سکتے۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ باھُوؒ فقر کیا ہے؟ فقر ایک حد سے زیادہ خوب رو صورت ہے جو صحیح نسخہ ہے وہ صورتِ فقر غیر ماسویٰ اللہ سے پاک ہے۔ دونوں جہان اس کو دیکھنے کے خواہش منداور مشتاق ہیں جس نے اس کو دیکھا اُسے حق حاصل ہو گیا۔ (محبت الاسرار)

❁ جو شخص فقرِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خالی جانتا ہے وہ جہان سے خالی جاتا ہے۔ (امیر الکونین)

❁ جان لے کہ فقر میں ثابت قدم وہ شخص رہتا ہے جس کی نظر میں اللہ تعالیٰ کے غیبی خزائن کی قدر و قیمت بادشاہِ دنیا کے خزانوں سے کہیں بڑھ کر ہو۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ اے عزیز! راہِ فقر میں اللہ کے سوا تجھے جو کچھ دکھائی دیتا ہے وہ تیرے لئے راہزن ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ فقر سے روگردانی وہ شخص کرتا ہے جس کے دِل کو زَر کی زردی نے خجل و خوار کر رکھا ہو۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ اکثر لوگ فقر کے صرف نام تک ہی پہنچتے ہیں۔ بعض فقر کے الہام اور بعض فقر کی اِقتدا (ظاہری تقلید پیروی) تک پہنچے اور بعض نے فقر کا لبادہ اُوڑھ کر دُنیاوی عزّ و جاہ میں ترقی کی اور لوگوں کو طالب مرید بنایا اور اپنے روضے اور خانقاہیں بنوائیں۔ ہزاروں ہزار میں سے کوئی ایک آدھ سالک ہی اِمدادِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے فقر کے کمال تک پہنچا۔ میرا یہ قول میرے حال کے عین مطابق ہے کہ فقیر کہتے ہی اُس باکمال صاحبِ تحصیل عالم کو ہیں جس کے علم کی قید میں اٹھارہ ہزار عالم کی ہر چیز ہو اور وہ صفاتِ کریمانہ کا مالک ہو۔ ایسے ہی فقیر کے متعلق فرمانِ حق تعالیٰ ہے کہ "بے شک تم میں سے اللہ کے نزدیک وہی صاحبِ عزت ہے جو صاحبِ تقویٰ ہے۔" (الحجرات 13)
(کلید التوحید کلاں)

❁ پس معلوم ہوا کہ یہ لاف زن مدعی جو فقر کا دعویٰ کرتے ہیں بعض صرف قال ہی سے فقر تک پہنچتے ہیں اور بعض حال سے اور بعض احوال سے، بعض اعمال سے، بعض اقوال سے بعض افعال سے۔ ہزاروں میں سے کوئی ایک طالب ہوتا ہے جو سلطان الفقر کی لازوال معرفت کو حاصل کرتا ہے اور جسے عین جمال کا وصال حاصل ہوتا ہے اور جس نے فقر کا مشاہدہ کیا ہو۔ پس معلوم ہوا کہ بہت سے ایسے ہیں جنہوں نے صرف فقر کا لباس پہنا ہوا ہے۔ ہزار میں سے کوئی ایک ہوگا جو فقر کا انتہائی مقام حاصل کرتا ہوگا۔ (امیر الکونین)

❁ فقر جاودانی زندگی ہے۔ (نور الہدیٰ کلاں)

❁ فقر خدا کا سِرّ ہے۔ (محبت الاسرار)

Marfat.com

❁ فقر رحمت راز وحدت نور حق — زیر پائے فقیر باشد ہر طبق
ہر کہ بیند فقر را عارف شود — فقیر را از فقر وحدت می شود
فقر یک نظر است نظرش باخدا — فقر یک سخن است سخن از مصطفیؐ

ترجمہ:1۔فقر رحمت ہے اور وحدت کا راز ہے اللہ کا نور ہے فقیر (صاحبِ فقر) کے پاؤں کے نیچے زمین و آسمان کا ہر طبق ہے۔2۔جو فقر کے مقام کو دیکھ لیتا ہے وہ عارف باللہ ہو جاتا ہے فقر سے ہی فقیر کو وحدت حاصل ہوتی ہے۔3۔فقر اس نظر کا نام ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف ہو۔فقر اس بات کا نام ہے جو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زبان سے نکلی ہو۔(مفتاح العارفین)

آپؒ پنجابی ابیات میں فرماتے ہیں:

❁ خام کی جانن سار فقر دی، جیہڑے محرم ناہیں دِل دے ھُو
آب مٹی تھیں پیدا ہوئے، خامی بھانڈے گِل دے ھُو
لعل جواہراں دا قدر کی جانن، جو سوداگر بِل دے ھُو
اِیمان سلامت سوئی لے وَیسن باھُوؒ، جیہڑے بھج فقیراں مِلدے ھُو

وہ طالبانِ ناقص جو دل کے محرم نہیں بنے اور راز آشنا نہیں ہیں اس لئے راہِ فقر کی انہیں خبر تک نہیں ہے۔ان کی مثال تو مٹی کے کچے برتنوں کی سی ہے جو صرف پانی اور مٹی سے بنائے گئے ہیں اور آتش (عشق) کی بھٹی میں انہیں پختگی حاصل نہیں ہوئی۔یہ تو بلور اور کانچ کے سوداگر ہیں اس لئے توحید و معرفت کے لعل و جواہرات (طالبانِ مولیٰ) کی قدر و منزلت نہیں جانتے (کیونکہ جوہر شناسی تو جوہری کا کام ہے) اس دنیا سے صرف وہی لوگ ایمان سلامت لے کر جائیں گے جو دنیا میں فقراء کی ہم نشینی اختیار کرتے ہیں۔

❁ راہ فقر دا پرے پریرے، اوڑک کوئی نہ دِسّے ھُو
ناں اُوتھے پڑھن پڑھاون کوئی، ناں اُوتھے مَسلے قِصّے ھُو
ایہہ دُنیا ہے بُت پرستی، مت کوئی اِس تے وِسّے ھُو
موت فقیری جیں سر آوے باھُوؒ، معلم تھیوے تِسّے ھُو

راہِ فقر بہت دور ہے اور اس کی کوئی انتہا نظر نہیں آتی۔عالمِ احدیت میں جہاں فقر کی تکمیل ہوتی ہے نہ

Marfat.com

تو وہاں علم اور تعلیم ہے اور نہ ہی شرعی مسائل اور قصے کہانیاں ہیں۔ یہ تو بت پرستی کی دنیا ہے اس پر تو کوئی بھی بھروسہ نہ کرے۔ فقیری مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا کے بعد حاصل ہوتی ہے فقیری نہ تو عالمانہ گفتگو میں ہے اور نہ مسئلہ مسائل اور قصہ خوانی میں ہے بلکہ یہ تو اللہ کے ساتھ عشق اور غرق فی التوحید ہونے میں ہے اور جس کو یہ حاصل ہوتی ہے اسی کو اس کے حال اور قدر کے بارے میں معلوم ہوتا ہے۔

❁ عِلموں باجھ فقر کماوے، کافر مرے دیوانہ ھُو
سے وَرھیاں دِی کرے عبادت، رہے اللہ کنوں بیگانہ ھُو
غفلت کنوں نہ کھُلیس پردے، دِل جاہل بت خانہ ھُو
میں قربان تنہاں توں باھُوؒ، جنہاں ملیا یار یگانہ ھُو

حضرت سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ نے اس بیت کے پہلے مصرعہ میں تلقین وارشاد کی مسند کے فرائض کو بیان کیا ہے۔ آجکل یہ رواج اور دستور بن گیا ہے کہ ہر کوئی تلقین وارشاد کی مسند پر بیٹھ کر ذکر اور تصور اسم اَللّٰہُ ذات عطا کرنا شروع کر دیتا ہے یا پیر بن کر لوگوں کی روحانی تربیت کا کام شروع کر دیتا ہے۔ راہِ فقر میں یہ دستور ہے کہ جب مرشد کامل اکمل نور الہدیٰ کا اس عالمِ ناسوت سے رخصت کا وقت قریب آتا ہے تو وہ اپنے تمام طالبانِ مولیٰ میں سب سے سچے اور اعلیٰ طالب کو باطن میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کرتا ہے آپ چونکہ خزانہ فقر کے مختارِ کُل ہیں آپ طالب (دل کا محرم) کو علم لدنی عطا فرماتے ہیں اور مرشدِ کامل اکمل نور الہدیٰ کو اجازت عطا فرماتے ہیں کہ اب وہ طالب کی تربیت تلقین وارشاد کی مسند پر بیٹھنے کے لئے کرے۔ اب مرشد باطن میں اس طالب کی تربیت کا آغاز کرتا ہے جب طالب کی تربیت مکمل ہو جاتی ہے تو مرشد اس عالمِ ناسوت سے چلا جاتا ہے اور اپنی مسندِ تلقین وارشاد طالب کے حوالے کر دیتا ہے تب لوگوں کو تعلیم و تلقین کرنا اور ذکر و تصور اسمِ اَللّٰہُ ذات عطا کرنا اس طالب پر فرض ہو جاتا ہے۔ جو اس طریقہ کار کے علاوہ خود بخود یہ کام شروع کر دیتا ہے وہ آخر کار دیوانہ، مرتد اور کافر ہو کر مرتا ہے اور اس کا انجام بڑا بھیانک ہوتا ہے، ہمارے اردگرد ایسی بہت سی مثالیں بکھری پڑی ہیں اور پھر آپؒ فرماتے ہیں کہ ایسا شخص خواہ سینکڑوں سال عبادت کرتا رہے لیکن یہ عبادت و ریاضت اس کے دل کے حجابات دور نہیں کر سکتی کیونکہ اس نے اپنی خواہشات کو اپنا الٰہ بنا رکھا ہے (راہِ فقر تو ماسویٰ اللہ ہر خواہش ترک کر دینے کا نام ہے) اور اس نے تو لوگوں سے دولت و مال اکٹھا کرنے کے لئے راہِ فقر اختیار کر رکھا ہے اور مسندِ تلقین وارشاد سجا رکھی ہے۔ آخری مصرعہ میں آپ

Marfat.com

رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں ایسے طالبانِ مولیٰ کے قربان جاؤں جن کو وصالِ الٰہی نصیب ہو گیا ہے اور وہ اپنی منزل تک پہنچ گئے ہیں۔

دوسری شرح اس بیت کی یہ ہے جو شخص علم کے بغیر راہِ فقر پر سفر جاری رکھتا ہے وہ کافر اور دیوانہ ہو جاتا ہے اگر کوئی مرشد کامل کے بغیر سو سال تک بھی عبادت کرتا رہے تو اُسے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل نہیں ہوگی، تمام عبادات کے باوجود اس کے دِل سے حجابات دور نہیں ہوں گے اور وہ جاہل کا جاہل ہی رہے گا۔ آخری مصرعہ میں آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایسے طالبانِ مولیٰ کے قربان جاؤں جن کو وصالِ الٰہی نصیب ہو گیا ہے اور وہ اپنی منزل تک پہنچ گئے ہیں۔

اقبالؒ اور فقر

علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ فقر کے بارے میں فرماتے ہیں:۔

- جب تک مومن فقر کے مقام تک نہ پہنچے وہ حضرت خالد بن ولیدؓ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی صفات کا حامل نہیں ہو سکتا۔

سوچا بھی ہے اے مردِ مسلمان کبھی تُو نے — کیا چیز ہے فولاد کی شمشیرِ جگر دار
اس بیت کا مصرع اوّل ہے کہ جس میں — پوشیدہ چلے آتے ہیں توحید کے اسرار
ہے فکر مجھے مصرعِ ثانی کی زیادہ — اللہ کرے عطا تجھ کو ''فقر'' کی تلوار
قبضے میں یہ تلوار بھی آجائے تو مومن — یا خالدؓ جانباز ہے یا حیدرِ کرارؓ

- جب مسلمانوں نے فقر کی دولت گنوادی تو اُن کا زوال شروع ہو گیا۔

کیا گیا ہے غلامی میں مبتلا تجھ کو — کہ تجھ سے ہو نہ سکی فقر کی نگہبانی

- یہ فقر مردِ مسلماں نے کھو دیا جب سے — رہی نہ دولت سلمانیؓ و سلیمانیؑ
- پھر آپؒ فرماتے ہیں کہ اگر جہانبانی حاصل کرنی ہے تو پہلے فقر کی دولت حاصل کرنا پڑے گی:

ہمت ہو اگر تو ڈھونڈ وہ ''فقر'' — جس ''فقر'' کی اصل ہے حجازی
اُس ''فقر'' سے آدمی میں پیدا — اللہ کی شان بے نیازی
مومن کی اسی میں ہے امیری — اللہ سے مانگ یہ فقیری

Marfat.com

❁ آپؒ مستقبل سے مایوس نہیں ہیں' بلکہ آپؒ مستقبل کے بارے میں نوید دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

اب تیرا دور بھی آنے کو ہے اے فقرِ غیوّر — کھا گئی روحِ فرنگی کو ہوائے زر و سیم

❁ علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر یورپ کو اسلام کے نام سے دشمنی ہے تو اس کا دوسرا نام فقر ہے اور یہی اصل اسلام ہے۔

لفظِ ''اسلام'' سے اگر یورپ کو کد ہے تو خیر — دوسرا نام اسی دین کا ہے فقرِ غیوّر

❁ فقر میدانِ جنگ میں بے سروسامان آتا ہے' کیونکہ اُس کے پاس قلبِ سلیم کی دولت ہوتی ہے اور قلبِ سلیم دیدارِ الٰہی کے بعد میسر آتا ہے۔

فقر جنگاہ میں بے ساز و یراق آتا ہے — ضرب کاری ہے' اگر سینے میں ہے قلبِ سلیم

اس کی بڑھتی ہوئی بے باکی و بے تابی سے — تازہ ہر عہد میں ہے قصۂ فرعون و کلیمؑ

❁ فقر کی انتہا پر مومن اس وقت پہنچتا ہے' جب وہ ''خودی کا محرم'' ہو جاتا ہے اور خودی کیا ہے؟ خدائی!

محرم خودی سے جس دم ہوا فقر — تو بھی شہنشاہ' میں بھی شہنشاہ

یہ فقرِ غیور جس نے پایا — بے تیغ و سناں ہے مردِ غازی

فقر کے بارے میں علامہ محمد اقبال رحمتہ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں:

❁ چڑھتی ہے جب فقر کی سان پر تیغِ خودی — اک سپاہی کی ضرب کرتی ہے کارِ سپاہ

❁ اک فقر ہے شبیریؓ' اس فقر میں ہے میری — میراثِ مسلمانی' سرمایہ شبیریؓ

❁ اک فقر سکھاتا ہے صیّاد کو نخچیری — اک فقر سے کھلتے ہیں اسرارِ جہانگیری

❁ نہیں فقر و سلطنت میں کوئی امتیاز ایسا — یہ سپہ کی تیغ بازی وہ نگہ کی تیغ بازی

یعنی حکمران اسلحہ کی بدولت علاقہ فتح کرتا ہے اور صاحبِ فقر نگاہ سے دلوں کو فتح کرتا ہے۔

❁ فقرِ مومن چیست؟ تسخیرِ جہات — بندہ از تاثیرِ اُو، مولا صفات

ترجمہ: مومن کا فقر کیا ہے' جہاں کی تسخیر اور اس فقر سے بندہ صفاتِ حق تعالیٰ سے متصف ہو جاتا ہے۔

❁ فقر کے ہیں معجزات تاج و سریر و سپاہ — فقر ہے میروں کا میر' فقر ہے شاہوں کا شاہ

❁ مقامِ فقر ہے کتنا بلند شاہی سے — روش کسی کی گدایانہ ہو تو کیا کہیے!

❁ کچھ اور چیز ہے شاید تری مسلمانی — تیری نگاہ میں ہے اک فقر و رہبانی

سکوں پرستی راہب سے فقر ہے بیزار — فقیر کا ہے سفینہ ہمیشہ طوفانی

Marfat.com

❁ آپؒ اپنے فارسی کلام میں فرماتے ہیں:-

1 فقر ذوق و شوق و تسلیم و رضاست ما امینیم ایں متاعِ مصطفیؐ است

2 بر مقامِ دیگر اندازد ترا از زجاج الماس می سازد ترا

1 فقر' ذوق وشوق اور تسلیم ورضا کی کیفیت کا نام ہے۔ یہ حضور محمد مصطفیؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی میراث ہے اور ہم اس کے امانت دار ہیں۔ 2۔ وہ (فقر) تجھے ایک اور ہی مقام پر لے جائے گا۔ اگر تو شیشہ ہے تو وہ تجھے الماس بنادے گا۔ فقر انسان کو صفاتِ الٰہیہ کا مظہر بنا کر اسے نیابتِ الٰہیہ کے مقام پر پہنچا دیتا ہے۔

❁ علم وفقر میں فرق کو واضح کرتے ہوئے علامہ محمد اقبالؒ فرماتے ہیں۔

علم کا مقصود ہے پاکیٔ عقل و خرد فقر کا مقصود ہے عفّتِ قلب و نگاہ

علم فقیہہ و حکیم' فقر مسیحؑ و کلیمؑ علم ہے جویائے راہ' فقر ہے دانائے راہ

فقر مقامِ نظر' علم مقامِ خبر فقر میں مستی ثواب' علم میں مستی گناہ

علم کا موجود اور' فقر کا موجود اور اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ، اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ

آخری شعر میں اہلِ علم اور اہلِ فقر میں فرق کو آپؒ نے بیان فرمایا ہے کہ اہلِ علم کا ایمان اقرار باللسان تک محدود ہوتا ہے اور اہلِ فقر تصدیقِ قلب کے مرتبہ پر ہوتے ہیں۔

فقر اور سلطان الفقر ششم

سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ فقر کے بارے میں فرماتے ہیں:

❁ فقر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حقیقی وراثت ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا حقیقت میں وہی حقیقی وارث ہے جو اس وراثت کا وارث ہے۔

❁ فقر راہِ عشق ہے۔

❁ فقر دراصل اللہ تعالیٰ کے دیدار اور مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری کا علم ہے۔

❁ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد مبارک ہے اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ (فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ

Marfat.com

سے ہے) اور ہر امتی پر یہ فرضِ عین ہے کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فخر' فقر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے حاصل کرے کیونکہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی کی بارگاہ سے حاصل ہوتا ہے۔

❁ فقر اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سے سب سے اعلیٰ خزانہ ہے اور یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تقسیم فرماتے ہیں۔

❁ اصل صراطِ مستقیم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور جو فقر کی منازل کو طے کرتا ہوا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مجلس میں پہنچ گیا اس نے صراطِ مستقیم کو پالیا۔

❁ فقر اللہ تعالیٰ کا سِرّ (راز) ہے جس نے اس کو فاش کر لیا تو وہ رازِ پنہاں سے باخبر ہو گیا اور اس راز کا محرم ہو گیا۔

❁ فقر کی حقیقت اور اس رازِ کنہہ سے وہی واقف ہوتا ہے جس نے فقر اختیار کیا ہو اور اس کی منازل سے گزرا ہو اور لذتِ آشنائی حاصل کر چکا ہو اور جس نے باطن میں سلطان الفقر کا دیدار کیا ہو اور اس کی پہچان حاصل کی ہو۔

❁ فقر کی منزل پر دنیاوی مال و دولت' منصب و تکریم' شان و شوکت' آرام و آسائش' خواہشاتِ دنیا و عقبیٰ اور عزت و جان اللہ تعالیٰ کے عشق میں ختم ہو جاتے ہیں اور بندہ اللہ کی محبت میں دونوں جہانوں سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔

❁ راہِ فقر میں تمام منازل و مقامات مرشد کامل اکمل کی نگاہ' باطنی توجہ' ذکر' تصور اور مشقِ مرقومِ وجودیہ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے طے ہوتے ہیں اس کے علاوہ فقر کی انتہا تک پہنچنے کا کوئی اور راستہ نہیں ہے۔

❁ جب کوئی بندہ عبادات کرتا ہوا اس مقام تک پہنچ جاتا ہے کہ وہ دنیا و عقبیٰ (جنت) کو ٹھکرا کر اللہ سے اللہ تعالیٰ کو ہی طلب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا خاص فضل اسے اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور اسے باطنی طور پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔ باطن میں اس کے سامنے دنیا اور اس کی آسائشات اور عقبیٰ اور اس کی نعمتیں پیش کر کے اس کا امتحان لیا جاتا ہے۔ اگر بندہ (طالب) ان دونوں سے منہ موڑ لیتا ہے تو اسے فقر کی منازل سے گزارنے کیلئے باطنی طور پر کسی مرشد کامل اکمل کی طرف راہنمائی کر دی جاتی ہے اور مرشد کامل اکمل کی تربیت کے بعد بندہ (طالب) اس مقام تک پہنچ جاتا ہے کہ اس کی نظر و قلب اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔

Marfat.com

✿ فقر کی راہ پر چلنے والے لوگ دنیا میں بہت کم ہوتے ہیں اور انہی کی برکت کی وجہ سے دنیا پر عتاب نازل نہیں ہوتا' آسمان بارش برساتا اور زمین اجناس اگاتی ہے۔ جیسے جیسے قیامت نزدیک آتی جائے گی ان کی تعداد کم ہوتی چلی جائے گی اور جب قیامت برپا ہوگی تو ان میں سے کوئی بھی زمین پر موجود نہ ہوگا اور جس خطہ پر اللہ تعالیٰ کا عذاب یا عتاب نازل ہونا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس خطہ سے ان کو اٹھا لیتا ہے اور وہ خطہ ان کے وجود سے خالی ہو جاتا ہے ان کا وجود دنیا کے لئے رحمت ہے۔ اے لوگو! ان کو تلاش کر لو اور پہچان لو اس وقت سے پہلے جب توبہ کے دروازے وہ بے نیاز ذات بند کر دے۔ یہ لوگ دنیا سے اپنے آپ کو بچائے اور چھپائے رکھتے ہیں اس لئے کہ تم ان کی حقیقت سے آشنا نہیں ہو اور ان سے بے ادبی اور گستاخی تمہیں کہیں مصیبت میں نہ ڈال دے اور اب جو زمانہ گزر رہا ہے اس میں تو یہ اور پوشیدہ ہو گئے ہیں کیونکہ تمہارے دل میں ان کی طلب ہی نہیں ہے۔ اللہ ہمارے حال پر رحم فرمائے۔

فقر کا نظامِ تربیت

فقر کے نظامِ تربیت میں ابتدا باطن سے ہوتی ہے یوں تو ظاہر کا اثر باطن پر پڑتا ہے اور باطن ظاہر کو متاثر کرتا ہے لیکن فقر میں ظاہر کو باطن کے ماتحت کر دیا جاتا ہے۔ جُوں جُوں طالب ذکر و تصور اسمِ اَللّٰہُ ذات کرتا جاتا ہے تو مرشد کی باطنی توجہ سے اس کے باطن میں تبدیلیاں وقوع پذیر ہونے لگتی ہیں پہلے خیالات اور نظریات تبدیل ہوتے ہیں اور باطن میں طالب کی شخصیت نئے سرے سے تعمیر ہونی شروع ہو جاتی ہے اور آخر کار باطن میں وہ مرنے سے قبل مرجاؤ کے مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے۔ اس طرح سب کچھ باطن میں وقوع پذیر ہوتا ہے اور ظاہر خود بخود اس کی موافقت اختیار کر لیتا ہے ہمارا باطنی وجود جب تبدیل ہو جاتا ہے تو ظاہر کو اس کی تعمیل کے سوا چارہ نہیں رہتا چنانچہ صوفیاء کرامؒ نے ہمیشہ باطنی تربیت کو اوّلیت دی ہے باطن ٹھیک ہو جائے تو ظاہر کو بدلتے دیر نہیں لگتی۔

فقر میں مرشد کی زیرِ نگرانی طالب کی تربیت یوں ہوتی ہے کہ اس کا ظاہر اور باطن یکساں ہو جائے تاکہ اس کے قول و فعل اور خیال و عمل میں تضاد باقی نہ رہے کیونکہ منافقت نہ صرف فساد پیدا کرتی ہے بلکہ معاشرہ

Marfat.com

کے لیے بھی مضر ہے۔ ہمارے علماء آج کل صرف ظاہری علم اور تربیت پر زور دیتے ہیں جس سے فرقہ پرستی کی لعنت عام ہو کر فساد چاروں طرف پھیل چکا ہے۔ فقر کو ''اخلاص فی العمل'' کہا گیا ہے اور یہ ظاہر و باطن کی یکسانیت سے حاصل ہوتا ہے۔

حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

❁ جب تک ظاہر و باطن متفق نہ ہوں تب تک عاشقی، معشوقی، محبوبی، مرغوبی اور محبوب القلوبی حاصل نہیں ہوتی۔ (عقلِ بیدار)

❁ حضرت سلطان العارفینؒ فرماتے ہیں:۔ ''باطن اصل ہے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی معرفت اور وصل ہے اور ظاہر دنیا موسم تابستان زمستان ربیع خریف فصل ہے۔ (نور الہدیٰ)

❁ ظاہر کے تقویٰ سے مخلوق اور لوگوں میں غلغلہ، نام بلند، خود پسندی اور نفس تازہ، زندہ اور فربہ ہوتا ہے ریا و کفر ہاتھ آتا ہے۔ اور شرک دامن گیر ہوتا ہے۔ شیطان مصاحب بنتا ہے اور دنیا مہربان ہوتی ہے اس سے رُوح پژمُردہ اور نفسِ لوامہ، ملہمہ اور مطمئنہ پریشان رہتا ہے اور جو باطنی ریاضت کرتا ہے اس کے وجود میں معرفتِ الٰہی کا آفتاب طلوع ہوتا ہے اس کا نفسِ امارہ خراب ہوتا ہے اور مر جاتا ہے۔ رُوح زندہ ہوتی ہے۔ نفسِ ملہمہ صدق قبول کرتا ہے، لوامہ جمعیت بخشتا ہے اور مطمئنہ قبول کرتا ہے۔ یہ مراتب تقویٰ کے ہیں۔ متقی صاحبِ معرفت عارف باللہ روشن ضمیر ہوتا ہے۔ (محک الفقر کلاں)

کیا فقر وراثت ہے؟

فقر ایک فیضِ تربیت ہے یہ ایک پاکیزہ جذبہ ہے اور نہ ہی یہ کسی فرد یا جماعت اور خاندان کی میراث ہے۔ راہِ فقر کے مسافر وہ لوگ ہوتے ہیں جنہیں نہ تو دنیا کی طلب ہوتی ہے اور نہ آخرت کی بلکہ یہ طالبِ مولیٰ ہوتے ہیں اور ان کی نظر اور دل ایک لمحہ کے لیے بھی اپنے ''اللہ'' سے غافل نہیں ہوتے اور ہر وقت ذکر اور تصور میں رہتے ہیں یہ لوگ اپنی جان، مال، اولاد اور نفسانی خواہشات سے منہ موڑ کر صرف اللہ کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔ یہ خواص کا گروہ ہے اور ان کی حیثیت پارس کی سی ہے جو لوہے کو سونا بنانے کی صلاحیت رکھتے ہیں یعنی فاسق اور فاجر شخص ان کے پاس آئے تو اسے بھی نورِ ایمان سے منور کر دیتے ہیں۔ انہی کی وجہ سے دنیا قائم ہے اور دنیا کی ساری نعمتیں اور برکتیں ان کے ہی طفیل دنیا والوں کو مل رہی ہیں اور ان ہی کے صدقہ میں اہلِ دنیا کو رزق دیا جاتا ہے۔ قربِ قیامت میں ان لوگوں کو دنیا سے اٹھا لیا جائے گا

Marfat.com

اور دنیا فتنہ وفساد کا شکار ہو جائے گی۔

حضرت سخی سلطان باھُوؒ فرماتے ہیں:۔

- فقیری سیّد یا قریش ہونے پر موقوف نہیں یہ عرفان سے حاصل ہوتی ہے۔ (نورالہدیٰ خورد)
- فقر بہ کس ورثہ ہفت کرسی نیست   در گفتگو حقیقت پری نیست

ترجمہ: فقر سات پشتی میراث نہیں کہ کسی کو وراثت میں مل جائے اور نہ ہی زبانی گفتگو سے حقیقتِ فقر تک پہنچا جاسکتا ہے۔ (عین الفقر)

- فقر بھی موجِ دریا کی طرح ایک عطا ہے جس کے انتظار میں فقیر مدتوں بیٹھے رہتے ہیں اور یہ اسی کو نصیب ہوتا ہے جسے اللہ تعالیٰ بخشتا ہے۔ (عین الفقر)

فقر اور شریعت

حضرت سخی سلطان باھُوؒ باطنی تربیت کے دوران شریعت پر کاربند رہنے کے سختی سے پابند ہیں آپؒ فرماتے ہیں: ''فقر کیا ہے؟ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ورثہ ہے اسکی ابتداء بھی شریعت ہے اور اسکی انتہا بھی شریعت ہے پختہ مردِ کامل وہ ہے جو ہر حال میں شریعت سے باہر قدم نہ رکھے چاہے وہ وقتِ اَلَست سے ہی صاحبِ سرِّ اسرار ہو یا سکر و مستی و قبض و بسط میں ہو۔ یا عشق و محبت میں غرق ہو۔ اگر وہ شریعت سے باہر قدم رکھے گا تو اسکے سب مراتبِ خاص اس سے دور اور سلب ہو جائیں گے۔ (عین الفقر)

راہِ فقر طلبِ مولیٰ کی راہ ہے۔ راہِ فقر کے راہی کو عام اصطلاح میں ''طالبِ مولیٰ'' کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ طالبِ مولیٰ بھی وہ کہ جس کے دِل میں اللہ تعالیٰ کی طلب کے سوا کچھ نہ ہو۔ اگلے باب میں ہم ''طالبِ مولیٰ'' پر ہی بحث کریں گے۔

Marfat.com

باب 2

طالبِ مولیٰ

دِل میں کسی خاص چیز کے حصول کی خواہش اور ارادہ کا نام طلب ہے اور حصولِ طلب کا جذبہ دِل میں ہی پیدا ہوتا ہے۔ جو انسان اپنے دِل میں اللہ تعالیٰ کی پہچان، دیدار اور معرفت کا ارادہ کر لیتا ہے تو اس کی خواہش کو ''طلبِ مولیٰ'' اور اسے طالبِ مولیٰ یا ارادت مند کہتے ہیں، جسے عام طور پر سالک، طالب یا مرید کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔

❁ دنیا میں تین قسم کے انسان یا انسانوں کے گروہ پائے جاتے ہیں:

1. طالبانِ دنیا: جو انسان اپنے علوم وفنون، کمالات اور کوشش وکاوش دنیا کو حاصل کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں اور اُسے ہی اپنی زندگی کا مقصد قرار دیتے ہیں، حتیٰ کہ ان کا ذکر فکر، عبادات وریاضت، چلہ کشی، وردووظائف کا مقصد بھی دنیاوی مال ومتاع کا حصول یا اس میں اضافہ ہے۔ دنیاوی آسائش کے حصول اور دنیاوی ترقی وعزّو جاہ کو وہ کامیابی گردانتے ہیں۔

2. طالبانِ عقبیٰ: جن کا مقصود آخرت کی زندگی کو خوشگوار بنانا ہے۔ ان کے نزدیک نارِ جہنم سے بچنا اور بہشت حور وقصور اور نعمت ہائے بہشت کا حصول زندگی کی کامیابی ہے۔ اس لیے یہ عبادت، ریاضت، زہد وتقویٰ، صوم وصلوٰۃ، حج، زکوٰۃ، نوافل، ذکر اذکار اور تسبیحات سے آخرت میں خوشگوار زندگی کے حصول کی کوشش

Marfat.com

کرتے ہیں ان کے نزدیک یہی زندگی کا مقصد اور کامیابی ہے۔

3. **طالبانِ مولیٰ:** جن کی عبادات اور جدوجہد کا مقصود دیدارِ حق تعالیٰ اور اُس کا قُرب و وصال ہے یہ نہ تو دنیا کے طالب ہوتے ہیں اور نہ بہشت حور و قصور اور نعمت ہائے بہشت کے۔ ان کا مقصد ذاتِ حق تعالیٰ ہوتا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے طالب اور عاشق ہوتے ہیں۔ اس طلب کے لیے یہ دونوں جہانوں کو قربان کر دیتے ہیں اور دنیا و عقبیٰ کو ٹھکرا کر ذاتِ حق کے دیدار کے متمنی رہتے ہیں۔

''عارفین ہمیشہ طالبِ مولیٰ بننے کی تلقین کرتے ہیں''

❁ ان تینوں گروہوں کو اس حدیث قدسی میں بیان کیا گیا ہے:

طَالِبُ الدُّنْیَا مُخَنَّثٌ وَ طَالِبُ الْعُقْبٰی مُؤَنَّثٌ وَ طَالِبُ الْمَوْلٰی مُذَکَّرٌ ○

ترجمہ: دنیا کا طالب (مخنث) ہیجڑہ ہے' عقبیٰ کا طالب (مؤنث) عورت ہے اور طالب مولیٰ مذکّر (مرد) ہے۔

❁ سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مرد مذکّر کسے کہتے ہیں؟ مرد مذکرّ وہ ہے جس کے دِل میں بجز طلبِ مولیٰ اور کوئی طلب ہی نہ ہو۔ نہ دنیا کی طلب، نہ زینتِ دنیا کی طلب، نہ حور و قصور کی طلب، نہ میوہ و براق کی طلب اور نہ لذتِ بہشت کی طلب کہ اہلِ دیدار کے نزدیک یہ سب کچھ فضول اور بے کار چیزیں ہیں کیونکہ اِن کے دِلوں میں اسمِ اَللّٰہُ ذات نقش ہے اور یہ یومِ اَلست ہی سے اسمِ اَللّٰہُ ذات کی مستی میں غرق چلے آرہے ہیں اور جن لوگوں نے اسمِ اَللّٰہُ ذات کو اپنا جسم و جان بنالیا وہ دونوں جہان میں غم والم سے آزاد ہو گئے۔ (عین الفقر)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے طلبِ مولیٰ کے بارے میں فرمایا ہے:

❁ مَنْ طَلَبَ شَیْئاً فَلَا تَجِدْہُ خَیْرًا وَّمَنْ طَلَبَ الْمَوْلٰی فَلَہُ الْکُلُّ ○

ترجمہ: جو شخص کسی چیز کی طلب کرتا ہے وہ اس میں کبھی بھلائی نہیں پاتا اور جو شخص مولیٰ کی طلب کرتا ہے اُس کے لئے سب کچھ ہے۔

❁ مَنْ طَلَبَ الدُّنْیَا فَلَہُ الدُّنْیَا وَمَنْ طَلَبَ الْعُقْبٰی فَلَہُ الْعُقْبٰی وَمَنْ طَلَبَ الْمَوْلٰی فَلَہُ الْکُلُّ ○ (اسرارِ قادری)

ترجمہ: جو دنیا طلب کرتا ہے اُسے دنیا ملتی ہے جو عقبیٰ (آخرت) کا طلبگار ہوتا ہے اُسے عقبیٰ ملتی ہے اور جو مولیٰ کی طلب کرتا ہے اُسے سب کچھ ملتا ہے۔

❁ اَلدُّنْیَا حَرَامٌ عَلٰی اَھْلِ الْعُقْبٰی وَالْعُقْبٰی حَرَامٌ عَلٰی اَھْلِ الدُّنْیَا وَالدُّنْیَا وَالْعُقْبٰی

Marfat.com

حَرَامٌ عَلٰی طَالِبِ الْمَوْلٰی o مَنْ لَّهُ الْمَوْلٰی فَلَهُ الْکُلُّ o (شمس العارفین)

ترجمہ: دنیا اہلِ عقبیٰ پر حرام ہے۔ عقبیٰ اہلِ دنیا پر حرام ہے اور طالبِ مولیٰ پر دنیا و عقبیٰ دونوں حرام ہیں جسے مولیٰ مل گیا سب کچھ اسی کا ہو گیا۔

طالبِ مولیٰ کی یہ نشانی بیان کی گئی ہے:

❁ اِجْسَامُهُمْ فِی الدُّنْیَا وَقُلُوْبُهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ الصَّلٰوةِ الدَّآئِمُوْنَ یُصَلُّوْنَ فِیْ قُلُوْبُهُمْ o (اسرارِ قادری)

ترجمہ: اِن کے اجسام دنیا میں اور اِن کے دِل آخرت میں ہیں وہ دائمی نماز دِل میں ادا کرتے ہیں۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:-

❁ مَنْ کَانَ لِلّٰهِ کَانَ اللّٰهُ لَهٗ۔ ترجمہ: ''جو اللہ کا ہو گیا اللہ اس کا ہو گیا''

❁ طَلَبُ الْخَیْرِ طَلَبَ اللّٰهِ وَ ذِکْرُ الْخَیْرِ ذِکْرُ اللّٰهِ o

''بہترین طلب اللہ تعالیٰ کی طلب ہے اور بہترین ذکر '' اَللّٰهُ '' (یعنی اسمِ اَللّٰهُ ذات) کا ذکر ہے۔''

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا فرمان ہے:

❁ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت جنت کی طلب یا دوزخ کے خوف سے نہیں کرتا بلکہ میں اللہ کی عبادت اس لیے کرتا ہوں کیونکہ وہی عبادت کے لائق ہے۔

❁ حضرت امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے کانوں سے حضرت فضیل بن عیاض رحمتہ اللہ علیہ کو یہ فرماتے سنا ''کہ طالبِ دنیا رسوا اور ذلیل ہوتا ہے اور جب میں نے اپنے لیے کچھ نصیحت کرنے کے متعلق عرض کیا تو فرمایا ''خادم بنو مخدوم نہ بنو کیونکہ خادم بننا ہی وجہ سعادت ہے۔'' (باب 10 تذکرۃ الاولیاء)

❁ غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ طالبِ مولیٰ کے بارے میں فرماتے ہیں:

''دنیا کے طالب بہت ہیں اور عقبیٰ کے کم اور طالبِ مولیٰ بہت ہی کم ہیں لیکن وہ اپنی کمی اور نایابی کے باوجود اکسیر کا حکم رکھتے ہیں ان میں تانبے کو زرِ خالص بنانے کی صلاحیت ہے۔ وہ بہت ہی شاذ و نادر پائے جاتے ہیں۔ وہ شہروں میں بسنے والوں پر کوتوال مقرر ہیں۔ ان کی وجہ سے خلقِ خدا سے بلائیں دور ہوتی ہیں انہی کے طفیل اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش نازل کرتا ہے۔ اور انہی کے سبب زمین قسم قسم کی اجناس اور پھل پیدا کرتی ہے۔ ابتدائی حالت میں وہ شہر در شہر اور ویرانہ در ویرانہ بھاگتے پھرتے ہیں جہاں پہچانے جائیں وہاں

Marfat.com

سے چل دیتے ہیں پھر ایک وقت آتا ہے کہ ان کے اردگرد خدائی قلعے بن جاتے ہیں۔ الطافِ ربانی کی نہریں انکے دلوں کی طرف جاری ہو جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا لشکر انہیں اپنی حفاظت میں لے لیتا ہے۔ وہ مکرم و محفوظ ہو جاتے ہیں اب خلقت پر توجہ کرنا ان پر فرض ہو جاتا ہے اور وہ طبیب بن کر مخلوقِ خدا کا علاج کرتے ہیں لیکن یہ تمام باتیں تمہاری عقل اور فہم سے بالاتر ہیں۔ (الفتح الربانی)

❁ اے طالبِ دنیا اور اے درہم و دینار (دولت) کے خواہش مند یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہیں پس تو ان کو مخلوق سے طلب نہ کر اور نہ ان کے دینے سے مخلوق کو اللہ تعالیٰ کا شریک سمجھ اور نہ ان کے اسباب پر اعتماد کرنے کی زبان مانگ۔ (الفتح الربانی)

❁ جب میں صادق مریدوں (طالبانِ مولیٰ) کا چہرہ دیکھتا ہوں جنہوں نے میرے ہاتھ پر فلاح حاصل کی تو سیر ہو جاتا ہوں۔ (الفتح الربانی)

❁ شیخ اکبر محی الدین ابنِ عربی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''معرفتِ الٰہی کے قابل وہ شخص ہے جس کی ہمت بلند ہو یعنی نہ وہ دنیا کا طالب ہو نہ آخرت کا طالب بلکہ محض حق تعالیٰ کی ذات کا طالب ہو۔ (شرح فصوص الحکم والایقان)

❁ علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ کے کلام میں جا بجا طالبِ مولیٰ سے خطاب کیا گیا ہے اور عبادت کے بدلے میں کسی جزا اور اجر کی تمنا رکھنے کو آپؒ نے سوداگری قرار دیا ہے اور عمل اور عبادت صرف بے غرض ہو کر اللہ تعالیٰ ہی کے لیے کرنے کی تلقین فرمائی ہے:

❁ سوداگری نہیں یہ عبادت خدا کی ہے — اے بے خبر! جزا کی تمنّا بھی چھوڑ دے
❁ واعظ کمالِ ترک سے ملتی ہے یاں مراد — دنیا جو چھوڑ دی ہے تو عقبیٰ بھی چھوڑ دے
❁ جس کا عمل ہے بے غرض، اُس کی جزا کچھ اور ہے — حور و خیام سے گزر، بادہ و جام سے گزر

جنت کی حوروں کی طلب میں عبادت کرنے والوں سے آپؒ مخاطب ہو کر فرماتے ہیں:

❁ اُمیدِ حور نے سب کچھ سکھا رکھا ہے واعظ کو — یہ حضرت دیکھنے میں سیدھے سادھے بھولے بھالے ہیں

آپؒ فرماتے ہیں کہ جنت عبادت و ریاضت کرنے والوں کو مبارک ہو میں تو دیدار چاہتا ہوں۔ میں ہوں تو ایک ذرہ کے برابر، لیکن شوق اتنا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح سوال کر بیٹھا ہوں۔

❁ یہ جنت مبارک رہے زاہدوں کو — کہ میں آپ کا سامنا چاہتا ہوں
ذرا سا تو دل ہوں مگر شوخ اتنا — وہی لَن تَرَانِی سنا چاہتا ہوں

❁ آپؒ زبورِ عجم میں دنیا اور عقبیٰ کا تقابل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

Marfat.com

1 ایں ہم جہانے، آں ہم جہانے — ایں بیکرانے، آں بیکرانے!
2 ہر دو خیالے، ہر دو گمانے — از شعلہ من موجِ دخانے!
3 ایں یک دو آنے، آں یک دو آنے — من جاودانے، من جاودانے!
4 ایں کم عیارے، آں کم عیارے — من پاک جانے، نقد روانے!
5 ایں جاں مقامے، آں جاں مقامے — ایں جا زمانے، آں جا زمانے!
6 ایں جا چہ کارم، آں جا چہ کارم — آہے فغانے، آہے فغانے!
7 ایں رہزنِ من، آں رہزنِ من — ایں جا زیانے، آں جا زیانے!
8 ہر دو فروزم، ہر دو بسوزم — ایں آشیانے، آں آشیانے!

ترجمہ: 1. یہ دنیا بھی ایک جہان ہے اور بہت وسیع وعریض ہے اور عقبیٰ بھی ایک جہاں ہے اور وہ بھی وسیع و عریض ہے۔2. دنیا و عقبیٰ دونوں ہی خیال اور گمان ہیں اور دونوں کا وجود انسان ہی کی بدولت ہے اور اگر انسان نہ ہوتا یہ نہ ہوتیں۔3. یہ دنیا بھی عارضی ہے اور وہ عقبیٰ بھی عارضی ہے' میں (انسان) جاوداں ہوں یعنی دونوں عارضی اور فانی ہیں اور انسان بقاباللہ کے مقام پر پہنچ کر (انسانِ کامل بن کر) جاوداں ہو جاتا ہے۔4. دنیا اور عقبیٰ دونوں کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے' یعنی دونوں جذبۂ عشق سے عاری ہیں اور میں ہمیشہ رہنے والا ہوں کہ میں جذبۂ عشق کی بدولت بقاباللہ کے مقام پر پہنچا ہوں۔ 5. دنیا میں بھی میرا قیام عارضی ہوگا اور عقبیٰ میں بھی میرا قیام عارضی ہوگا مجھے دونوں (دنیا و عقبیٰ) سے کوئی غرض نہیں۔ 6. دنیا میں میرا کیا کام اور عقبیٰ میں میرا کیا کام میں تو عشق کی بدولت یہاں بھی بیقرار ہوں اور آہ و فغاں کر رہا ہوں' عقبیٰ میں بھی میرا حال یہی ہوگا یعنی اگر مجھے جنت میں بھیج دیا گیا اور دیدارِ الٰہی نصیب نہ ہوا تو میرا حال عقبیٰ میں بھی وہی ہوگا جو یہاں ہے۔ 7. دنیا بھی لٹیری ہے اور عقبیٰ بھی لٹیری ہے' یہاں بھی نقصان ہے وہاں بھی نقصان ہے' یعنی دونوں میرے محبوبِ حقیقی کی راہ کاٹنے والی ہیں' اصل میں آپؒ کا مدعا یہ ہے کہ یہاں دنیا کی لذتیں انسان کو اللہ تعالیٰ کی طلب سے دور کرتی ہیں' تو وہاں جنت کی لذتیں دیدارِ الٰہی سے محروم کر دیں گی۔ 8. میں دنیا اور عقبیٰ دونوں کو روشن کرتا ہوں یعنی دونوں میں رہنا اور ترقی دینا اور ان سے واسطہ میری مجبوری ہے لیکن ان میں کھو کر محبوبِ حقیقی کو بھول جانا میرا شیوہ نہیں ہے' اس لیے میرے عشق کی ایک آہ ان کو جلا دیتی ہے۔

علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ پیامِ مشرق میں فرماتے ہیں کہ اس دنیا میں ہر کسی کو اُس کی طلب کے مطابق عطا کیا جاتا ہے' جتنی اور جیسی کسی کی طلب ہوگی اُسے طلب کے مطابق ہی ملے گا۔

Marfat.com

❁ ہست ایں میکدہ و دعوتِ عام است اینجا قسمت بادہ باندازۂ جامِ است اینجا

ترجمہ: یہ دنیا ایک میکدہ ہے اور ہر کسی کو پینے (لذتِ دیدار کی مے) کی دعوتِ عام ہے' تاہم ہر کسی کے حصے کی شراب اس کے جام (طلب) کے مطابق ہوتی ہے۔

❁ دلِ عاشقاں بمیرد بہ بہشت جاودانے نہ نوائے دردمندے نہ غمے نہ غم گسارے

ترجمہ: عاشقوں کا دل ہمیشہ رہنے والی بہشت میں مر جاتا ہے (کیوں کہ بہشت میں زندگی ہمیشہ ایک ہی ڈگر پر رہے گی اس میں کوئی تغیر و تبدل نہیں ہوگا) اور نہ وہاں کسی دردمند (عاشق) کی پرسوز آواز سنائی دیتی ہے' نہ اس میں کوئی غم اور نہ کوئی غم گسار محبوب۔

❁ جاوید نامہ میں آپ ملّا (طالبِ عقبیٰ) اور عاشق کی جنت کا فرق بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

1. مردِ آزادے کہ داند خوب و زشت می نگنجد روحِ او اندر بہشت

2. جنتِ ملّا مے و حور و غلام جنتِ آزادگاں سیرِ دوام

3. جنتِ ملّا خور و خواب و سرود جنتِ عاشق تماشائے وجود

4. حشرِ ملّا شقِ قبر و بانگِ صور عشقِ شور انگیز خود صبحِ نشور

1. ایک طالبِ مولیٰ (عاشق) کی روح جو کہ محبوبِ حقیقی کے لیے تڑپ رہی ہوتی ہے' بہشت میں نہیں سما سکتی۔

2. ملّا (طالبِ عقبیٰ) کی جنت تو شرابِ طہور حور و غلمان والی جنت ہے اور عاشقوں کی جنت ہمیشہ سیرِ دوام (دیدارِ حق) میں مصروف رہنا ہے۔ 3. ملّا (طالبِ عقبیٰ) کی جنت کھانا' پینا اور جنت کا عیش و آرام ہے اور عاشق کی جنت محبوبِ حقیقی کا دیدار ہے۔4. ملّا (طالبِ عقبیٰ) کے مطابق قیامت قبر کے کھلنے اور صورِ اسرافیل پر مُردوں کے اٹھنے کا نام ہے' لیکن ایک عاشق قیامت سے پہلے ہی قیامت (محبوبِ حقیقی کا دیدار) دیکھ لیتا ہے۔

❁ زاہد اندر عالمِ دنیا غریب عاشق اندر عالمِ عقبیٰ غریب

ترجمہ: زاہد (طالبِ عقبیٰ) اس دنیا میں اجنبی ہے (یعنی بہشت' حور و قصور اور نعمت ہائے بہشت کے لیے عبادت کرتا ہے) جبکہ طالبِ مولیٰ (عاشق) عقبیٰ کو اجنبی سمجھتا ہے اور اللہ کے دیدار کے لیے عبادت کرتا ہے۔

❁ گرچہ جنت از تجلّی ہائے اوست جاں نیاساید بجز دیدارِ دوست

ترجمہ: اگرچہ جنت اللہ تعالیٰ کی تجلّیوں (نعمتوں۔انعامات) میں سے ہے' لیکن روح محبوب کے دیدار کے بغیر سکون نہیں پاتی۔

❁ در گذشتم زاں ہمہ حور و قصور زورقِ جاں باختم در بحرِ نور

Marfat.com

ترجمہ: میں نے سب حوروں اور بہشت کو چھوڑ دیا اور اپنی روح کو نور کے سمندر (وحدتِ حق تعالیٰ) میں غرق کر دیا۔

❁ علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کی طلب کو ہی دین قرار دیتے ہیں آپؒ فرماتے ہیں:-

دیں سراپا سوختن اندر طلب
انتہایش عشق و آغازش ادب

ترجمہ: دین کیا ہے؟ یہ اللہ کی طلب میں خود کو پرسوز اور پُر درد بنانا ہے' اس کی انتہا عشق اور ابتدا ادب (مرشد کا) ہے۔

❁ آپؒ راہِ فقر میں عقل کے حملوں سے بچنے کیلئے طالب کو تلقین فرماتے ہیں:-

دِل ہو غلامِ خرد، یا کہ امامِ خرد
سالک رہ ہوشیار! سخت ہے یہ مرحلہ

سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ طالبِ مولیٰ کے بارے میں فرماتے ہیں:

❁ طالبِ مولیٰ کو اپنی طلب میں اسی طرح صادق ہونا چاہیے جیسے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ صاحبِ صدق۔

❁ صدق میں طالبِ مولیٰ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی مثل ہونا چاہیے کہ مرشد پر اپنی جان' مال اور اولاد قربان کرنے سے دریغ نہ کرے۔

❁ طالبِ مولیٰ دنیا اور لذاتِ دنیا اور عقبیٰ کے درجات اور اس کی نعمتوں کا طلب گار نہیں ہوتا اس کی طلب تو بس دیدار ہوتی ہے۔

❁ تُو کیسا طالب ہے' عبادات اور نیکیوں کے بدلے اللہ تعالیٰ سے ثواب اور درجات کا طلب گار ہے یہ تُو عبادت کر رہا ہے یا کاروبار؟

❁ دنیا اور عقبیٰ اللہ تعالیٰ کی تخلیق ہیں اور ان کا مالک و مختار اللہ تعالیٰ ہے اگر تو ان کے حصول کے لئے عبادت اور جدوجہد کرتا ہے تو تُو نے توان کو خدا بنالیا اور شرک میں مبتلا ہو گیا۔ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا' پہچان اور معرفت کے حصول کیلئے عبادت کر' دنیا و عقبیٰ کے درجات کا خیال دل سے نکال دے۔ اگر تو اللہ کی پہچان اور معرفت میں کامیاب ہو گیا تو دنیا و عقبیٰ کو وہ تیرے قدموں میں ڈھیر کر دے گا۔ انعامات کے لئے نہیں انعامات عطا کرنے والے کے لئے عبادت کر۔ اس بات کو سمجھنے کی کوشش کر۔

❁ طالبِ مولیٰ کی کوئی طلب نہیں ہوتی وہ ہر طرح کی طلب سے بے نیاز ہوتا ہے۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی تصانیف میں تمام گفتگو طالبانِ دنیا' طالبانِ عقبیٰ اور طالبانِ مولیٰ کے معاملات پر کی ہے۔ آپؒ کی نگاہ میں عوام طالبانِ دنیا ہیں' خواص یعنی علماءِ حق' عابد' زاہد اور متقی پرہیز گار طالبانِ عقبیٰ ہیں اور خاص الخاص لوگ انبیاء، اولیاء کرام، صدیقین، صالحین طالبانِ مولیٰ ہیں۔

Marfat.com

❁ حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''جاننا چاہیے کہ طالبِ اللہ کے لیے فرضِ عین ہے کہ پہلے مرشد کامل کی تلاش کرے خواہ اسے مشرق سے مغرب اور قاف سے قاف تک ہی کیوں نہ ڈھونڈنا پڑے۔ ناقص مرشد تقلیدی ہوتا ہے لیکن کامل مرشد کی ابتدا اور انتہا ایک ہوتی ہے اسے سلک سلوک کا تصور، قربِ مع اللہ کی معرفت، تجلیاتِ ذات کے نور کا مشاہدہ اور حضور کی جانب سیدھی راہ حاصل ہوتی ہے اور ناقص مرشد جس قدر زیادہ مرید کرتا ہے اتنا ہی دنیا اور آخرت میں زیادہ بے عزت اور خوار ہوتا ہے اور معرفتِ پروردگار کے قرب سے محروم اور خراب ہوتا ہے۔'' (قربِ دیدار)

❁ عالم اسے کہتے ہیں جو عین طالبِ حق ہو اور مولانا اسے کہتے ہیں جو طالبِ مولیٰ ہو۔ (عین الفقر)

❁ مولیٰ کے چار حروف ہیں (اور ان چار حروف کی تاثیر سے) طالبِ مولیٰ میں چار نشانیاں پائی جاتی ہیں۔ حرف 'م' سے طالب اپنے نفس کو اس کی مراد ولذت نہیں دیتا اور معرفت میں محو رہتا ہے۔ حرف 'و' سے وحدانیت میں مستغرق رہتا ہے۔ حرف 'ل' سے لائق دیدار ہوتا ہے اور دنیا مردار کے بکھیڑوں سے لاتعلق رہتا ہے۔ اور حرف 'ی' سے یادِ حق تعالیٰ میں اس طرح غرق رہتا ہے کہ بجز دوست اسے نہ مال و فرزند یاد نہ اپنا تن یاد۔ (عین الفقر)

آپؒ طالبِ مولیٰ کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

❁ طالب کے چار حروف ہیں یعنی ط۔ا۔ل۔ب۔ حرف 'ط' سے طالب ایک ہی بار تین طلاق دے دیتا ہے ہوا و لذتِ نفس کو۔ تین طلاق دے دیتا ہے دنیا کو کہ دنیا ایک راہزن بوڑھی عورت ہے اور تین طلاق دے دیتا ہے معصیتِ شیطانی کو، کہ شیطان دشمنِ انسان ہے یوں ایک ایک کر کے طالب جملہ ناشائستہ خصائل کو طلاق دے کر تائب ہو جاتا ہے تو بالکل پاک وصاف ہو جاتا ہے۔ نیز حرف ط سے طالب صرف طلبِ مولیٰ رکھتا ہے اور اس کا مقصود اور مطلوب فقط ''اللہ'' ہوتا ہے۔ اس لئے وہ لائقِ معرفت ذاتِ الٰہ ہوتا ہے۔ حرف 'ا' سے ارادہ صادق۔ یعنی طالب صدیق باتصدیق ہوتا ہے۔ وہ حقیقی معنوں میں طالبِ مولیٰ ہوتا ہے۔ ظاہر و باطن میں اتنی کثرت سے عبادت کرتا ہے کہ سونے کے لئے زمین سے پہلو تک نہیں ٹکاتا اور توفیقِ الٰہی سے حالتِ مراقبہ و استغراق میں رہتے ہوئے ہمیشہ صراطِ مستقیم پر گامزن رہتا ہے اور غلط قدم کبھی نہیں اٹھاتا اور اپنی جان اللہ کی راہ میں قربان کر دیتا ہے۔ حرف 'ل' سے لائق باحیا طالب۔ جو کبر و ہوا سے پاک ہو، جس کا نفس مردہ اور روح زندہ ہو ایسے طالب کو حضورِ حق سے خوش آمدید و مرحبا کہا جاتا ہے اور حرف 'ب' سے باربردارِ حق یعنی حق کو اپنانے والا اور باطل کو چھوڑنے والا، باادب و بزرگ اور اپنے اختیار سے دست بردار ہونے والا اور حکمِ مرشد کی تعمیل میں ہوشیار رہنے والا۔ ان صفات کے حامل طالب مرید کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

Marfat.com

ارشاد فرمایا: ''مرید وہ ہے جو لا یرید ہو'' (یعنی جس کے وجود میں طلب مولیٰ کے سوا کچھ نہ ہو)۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ جاننا چاہیے کہ لفظ ''طالب'' کے بھی چار حروف ہیں 'ط' 'ا' 'ل' اور 'ب' (لہٰذا طالب کو بھی ان حروف کی صفات کا حامل ہونا چاہیے) حرف 'ط' سے مراد طلبِ مولیٰ ہے (یعنی طالب مرشد سے صرف اللہ تعالیٰ کی ذات طلب کرے مزید کسی طرح کی آرزو نہ رکھتا ہو) حرف 'ا' سے طالب کا ارادہ صادق مراد ہے (یعنی طالب اللہ مرشد کی خدمت میں سچے اور پختہ ارادہ والا ہو) حرف 'ل' سے مراد یہ ہے کہ طالب مرشد کے ساتھ کبھی لاف زنی نہ کرے (یعنی اپنی بڑائی بیان نہ کرے بلکہ اپنی ذات کی ہمیشہ نفی کرنے والا ہو) اور حرف 'ب' سے مراد یہ ہے کہ طالب مرشد کے سامنے ہمیشہ مردہ (یعنی میت) کی طرح بے اختیار ہو اور ہر ایک معاملے میں محض اپنے مرشد پر ہی اعتبار کرے۔ چنانچہ مرشد کے سامنے طالبِ صادق کی یہی حالت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس ارشاد پاک سے بھی واضح ہوتی ہے: اَلطَّالِبُ عِنْدَ الْمُرْشِدِ کَالْمَیِّتِ بَیْنَ یَدِ الْغَاسِلِ (حدیث) ترجمہ: طالب (صادق) مرشد کے سامنے اس طرح (بے اختیار) ہوتا ہے جس طرح کہ مردہ غسل دینے والے کے سامنے ہوتا ہے۔ (محکم الفقراء)

❁ جان لے کہ طالب کے چار حروف ہیں ''ط ا ل ب'' حرف ''ط'' سے طالب اطاعت زیادہ کرتا ہے، طالب جان کی طمع نہیں کرتا، حرف ''ا'' سے ارادہ صادق رکھتا ہے، صادقِ صدق وصفا و باوفا ہوتا ہے، حرف ''ل'' سے لائقِ لقائے ربّ العالمین ہوتا ہے، لایحتاج ہوتا ہے، لافزنی نہیں کرتا اور نفس سے انصاف کرتا ہے اور حرف ''ب'' سے باادب ہوتا ہے، بُری بات منہ سے نہیں نکالتا اور آئینہ کی مانند رونما ہوتا ہے۔ حرف ''ط'' سے طالب کو طیرِ وجود پر قادر ہونا چاہیے کہ جو آدمی طیر وجود پر قادر ہو جاتا ہے وہ واجب الوجود کے ساتھ یک وجود ہو جاتا ہے، حرف ''ا'' سے طالب امانِ الٰہی میں آجائے، حرف ''ل'' سے طالب لایحتاج ہو جائے اور حرف ''ب'' سے بہرہ مند نہ کرے نفس کو سوائے اس قسم کے کہ اُسے اپنے وجود کا گوشت کھانے کی لذت سے آشنا کرے۔ دنیا میں گوشت چار قسم کے ہیں اس لیے گوشت خوری کی لذتیں بھی چار ہیں چنانچہ فرمایا گیا ہے: ''ایک گوشت گوشت کے ساتھ ہوتا ہے، ایک گوشت گوشت کے اندر ہوتا ہے، ایک گوشت گوشت کے اوپر ہوتا ہے ایک گوشت گوشت کھاتا ہے۔'' (محک الفقر کلاں)

❁ طالبِ حق ہمیشہ حق کے ساتھ آتا ہے اور حق ہی کے ساتھ جاتا ہے وہ دنیا کے باطل اور غیر ماسویٰ اللہ کی طرف ہرگز متوجہ نہیں ہوتا۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ آپؒ طالبِ مولیٰ کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''طالبِ مولیٰ کے معنی کیا ہیں؟ دِل کا طواف کرنے والا اہلِ ہدایت، جس کے دِل میں صدق ہو جیسے حضرت ابوبکر صدیقؓ صاحبِ صدق، جیسے

Marfat.com

حضرت عمرؓ بن خطاب صاحبِ عدل' جیسے حضرت عثمانؓ صاحبِ حیا' جیسے حضرت علی المرتضیٰؓ صاحبِ غزا (جہاد کرنے والا) وصاحبِ رضا' جیسے سرتاجِ انبیاء واصفیاء خاتم النبیین' امینِ رسولِ ربّ العالمین' صاحبِ شریعت و السِرّ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ کیونکہ طالبِ مولیٰ مذکر ہوتا ہے۔'' (عین الفقر)

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُوؒ طالبِ دنیا کے بارے میں عین الفقر میں فرماتے ہیں:۔

- دنیا کا طالب دو حکمت سے خالی نہیں ہوتا یا منافق یا ریا کار۔
- دنیا شیطان اور طالبانِ دنیا شیاطین ہیں۔
- دنیا فتنہ وفساد ہے اور طالبِ دنیا فتنہ انگیز ہے۔
- دنیا نفاق ہے اور اس کا طالب منافق ہے۔
- دنیا خونِ حیض ہے اور اس کا طالب حائض (ناپاک) ہے۔
- دنیا کذب ہے اور طالبِ دنیا کذاب ہے۔
- دنیا شرک ہے اور طالبِ دنیا مشرک ہے۔
- دنیا خبث ہے اور طالبِ دنیا خبیث ہے۔
- دنیا لعنت ہے اور اس کا طالب ملعون ہے۔
- دنیا جہل ہے اور اس کا طالب ابوجہل ہے۔
- دنیا فاحشہ وبدکار عورت ہے اور طالبِ دنیا اس کا شوہر دیوث (بیوی کی دلالی کھانے والا) ہے۔
- جب تک طالب ''مرنے سے پہلے مرجاؤ'' کے مراتب کو نہیں پہنچتا، وہ محرمِ اسرار ہی نہیں ہوتا اور جو طالب بے جمعیت اور دنیا کا طالب ہے وہ ہمیشہ خوار ہے۔ طالبِ عقبیٰ اور حور وقصور کے طالب بے شمار ہیں۔ ہزار میں سے ایک طالبِ مولیٰ ایسا ہوتا ہے جو مرشد دلدار کے موافق ہوتا ہے۔ لائق حضور پروردگار ہوتا ہے۔ جو طالب معرفتِ مولیٰ اور وصال کا طلب گار ہے اس کو چاہیے کہ وہ سارا مال اُس کے حصول میں خرچ کر دے۔ (تیغِ برہنہ)
- مردِ طالب، دم کا ہمدم، قلب وروح سے بادیدار اور مشتاق ہوتا ہے اور نورروئے اشتیاق هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ پکارتا ہے۔ (قربِ دیدار)
- طالبِ مولیٰ کے لیے فرضِ عین ہے کہ مرشد سے صراطِ مستقیم کی تلاش کرے اور زر ومال ونقد وجنس اور گھر بار اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے دے۔ جس طرح کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت ہے۔ (قربِ دیدار)

Marfat.com

❁ جان لے کہ صاحبِ صدق طالب جان سے بھی زیادہ پیارا اور عزیز ہوتا ہے اور جھوٹا طالب جان کا دشمن مِثلِ شیطان ہے بلکہ شیطان سے بھی بدتر ہے کیونکہ شیطان تو لاحول پڑھنے سے بھاگ جاتا ہے لیکن یہ سو مرتبہ لاحول پڑھنے سے بھی نہیں بھاگتا بلکہ جان لے لیتا ہے۔ (قربِ دیدار)

❁ باھُوؒ گر طالبِ صادق چو مرشد راز بر می رساند طالبان را بانظر

ترجمہ: اے باھُو رحمتہ اللہ علیہ! اگر صادق طالب نے مرشد کو قبول کر لیا تو کامل مرشد طالبوں کو ایک نظر میں منزلِ مقصود تک پہنچا دیتا ہے۔ اے راہِ حق کے طالب اس بات کو جان لے کہ دنیاوی عزت و مرتبے کا طالب حقیر مردود، ہیجڑا اور بے مقصود ہے لیکن عاقبت کا طالب مجذوب اور عاقبت مردود ہے لیکن محبوب طالب کی عاقبت محمود ہے۔ جو شخص نورِ ذاتِ معرفت، قربِ الٰہی اور عین بعین دیدار سے مشرف ہے وہ ہمیشہ محاسبہ کا قاضی بالخصوص محاسبہ نفس کا قاضی ہوتا ہے کیونکہ از روئے شریعت قربِ دیدارِ الٰہی کے دو گواہ ہوتے ہیں ایک نظرِ بے مثل، دوسرے توفیقِ ازلی کی قوت سے آگاہ اور ہمیشہ حفظِ الٰہی میں محفوظ ہے۔ (قربِ دیدار)

❁ طالبِ دیدار ہی اپنے صادق ارادہ سے صاحبِ اعتبار بنتا ہے ورنہ طالبِ دنیا تو اپنے مردود مردار مطلب میں غرق رہتا ہے۔ اہلِ دیدار کو اہلِ مردار کی مجلس راس نہیں آتی۔ (محک الفقر کلاں)

❁ دنیا کا طالب ہونا اور دنیا کی طلب سراسر جہالت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا طالب ہونا اور اللہ تعالیٰ کی طلب سراسر علم ہے۔ اور ایسا طالب عین بخش، عین نما، عین صفا، عین لقاء ہوتا ہے۔ اور ہمیشہ خضر کے ہمراہ مجلسِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں حاضر رہتا ہے۔ (امیر الکونین)

❁ طالبِ اللہ دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک مردوا دوسرا غازی، مردوا وہ جو دن رات اللہ تعالیٰ کے دشمنوں یعنی نفس و شیطان سے لڑائی کرتا رہے۔ اور غازی وہ جو اسمِ اَللّٰہُ ذات کے تصوّر کی تلوار سے اغیار کا سر تن سے جدا کر دے اور لڑائی سے بے کھٹکا ہو جائے۔ مطلب یہ کہ استقامت عبادت سے بڑھ کر ہے۔ (امیر الکونین)

❁ طالب کو چاہیے کہ عمارتِ قالب یعنی جسم کو معیشت پر تصور کرے اور اپنے اقوال و افعال، حرکات و سکنات، کھانے پینے اور سونے جاگنے یعنی ہر حال میں اللہ کے ساتھ رہے۔ کَمَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی "وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَ مَا کُنْتُمْ ط وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ o" (الحدید۔4 ترجمہ: جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ "تم جہاں کہیں بھی ہو اللہ تمہارے ساتھ ہے اور اللہ تمہارے تمام اعمال کو دیکھ رہا ہے) حدیثِ قدسی: نَمْ عِنْدِیْ اِلَّا کَنَوْمِ الْعَوَامِ وَنَمْ عِنْدِیْ کَنَوْمِ الْعُرُوْسِ مَا تَصْنَعَ لِغَیْرِیْ اِلَّا اَنْتَ مَحْفُوْفٌ۔ (ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اے بندے! میرے پاس آ اور سکون کی نیند سو جا بلکہ میرے پاس دلہن کی نیند سو

Marfat.com

جا کیونکہ میں نے تجھے کسی غیر کے لیے نہیں بنایا سنوارا اگر تُو تو چاروں طرف سے گھرا ہوا ہے) لٰہذا طالب کو چاہیے کہ اپنے اقوال وافعال اور احوال میں استقامت پیدا کرے اور اپنے جسم کو عین فاعلِ حقیقی (خدائے تعالیٰ) کے مطابق ڈھالے کیونکہ لَا فَاعِلٌ فِی الْوُجُوْدِ اِلَّا اللّٰہُ (ترجمہ: یعنی اللہ کے سوا وجود میں کوئی فاعل نہیں) اور ہمیشہ دریائے اَقرب سے حق تعالیٰ کی محبت حاصل کرے۔ کَمَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ○ (ق-16 ترجمہ: جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ''اور ہم شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں) حدیث: تَنْعَمْ لِیْ وَسِرِّیْ اَنَا خَیْرٌ لَکَ مِنْ کُلِّ مَاسِوٰی۔ (ترجمہ: یعنی میں اور میرا بھید تیرے لیے عظیم نعمت ہیں اور میں تیرے لیے ماسویٰ ہر چیز سے بہتر ہوں)۔

خواہم کو کہ بیخ محبتِ اغیار برکشیم   در باغ دِل رہا نکنم جز نہال دوست

ترجمہ: میں نے اپنے دل سے غیروں کی محبت کا بیج باہر پھینک دیا ہے کیونکہ میں اپنے دل کے باغ میں دوست (اسمِ اَللّٰہُ ذات) کے علاوہ کوئی پودا نہیں لگانا چاہتا۔

لٰہذا طالب صبح وشام بلکہ ہمہ وقت اللہ کے ذکر (اسمِ اَللّٰہُ ذات) میں اس طرح مشغول ہوتا ہے کہ اپنے آپ کو فانی کر دیتا ہے۔ کَمَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا ○ وَّسَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّ اَصِیْلًا ○ (الاحزاب 41-42 ترجمہ: یعنی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اے ایمان والو! اللہ کا ذکر کثرت سے کرو اور صبح وشام اُس کی تسبیح پڑھا کرو) لٰہذا اگر تو عاقل اور عارف ہے تو ذکر پاس انفاس حاصل کرتا کہ تو ایک ہی سانس میں دونوں جہانوں کا مالک ہو جائے۔ (عین العارفین)

❁ طالب کس کو کہتے ہیں؟ اَلطَّالِبُ ھُوَالْمُسْتَغْنِیْ عَنِ الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَا (ترجمہ: طالب دُنیا اور دُنیا کی ہر چیز سے مستغنی اور بے نیاز ہوتا ہے) اور دوسرے مقام پر فرمایا: اَلطَّالِبُ ھُوَالْمُسْتَغْنِیْ عَنْ ذَاتِہٖ۔ (ترجمہ: یعنی طالب اپنے آپ سے بھی بے نیاز ہوتا ہے)۔ (عین العارفین)

❁ طالب کو چاہیے کہ اپنے آپ کو اللہ کی مخلوق، مقدور، مامور، منظور اور مرزوق جانے، احکم الحاکمین کے حکم پر راضی ہو جائے اور خوش رہے تاہم اُسے معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ کی رضا مخلوق کی مرضی سے مختلف ہے۔ کبھی قسمت اُس کا ساتھ دیتی ہے، کبھی نہیں۔ کبھی اُس پر تنگی آتی ہے کبھی فراخی، انسان کو چاہیے کہ ہر چیز کو اُس کی طرف سے جانے۔ جو چیز بھی اللہ کی طرف سے آئے اُس کو قبول کرے اور قناعت کرے بلکہ خوش ہو جائے تاکہ اُس کا مقام اللہ کے ساتھ ہو جائے اور قیامت کے دن صابروں میں سے اُٹھے۔ کَمَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ○ (البقرہ 153 ترجمہ: جس طرح اللہ کا فرمان ہے ''بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے

Marfat.com

والوں کے ساتھ ہے'') سید مغربی جمال علویؒ کے سلوک میں ہے کہ اگر کوئی آدمی اللہ کے علاوہ دوسرے کا ارادہ کرے تو یہ شرک ہے' کیونکہ وَاِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ (یونس 107 ترجمہ: اور اگر تجھے اللہ کوئی تکلیف پہنچائے تو اُس کا ٹالنے والا سوائے ھُو (حق تعالیٰ) کے اور کوئی نہیں ہے)۔ (عین العارفین)

❁ جاننا چاہیے کہ طالب کے لیے کھانا پینا تین اقسام کا ہے۔ پہلا کھانا شریعت میں' دوسرا کھانا طریقت میں اور تیسرا کھانا حقیقت میں۔ پہلے کھانے سے مراد یہ ہے کہ رزّاق کی یاد میں کھائے اور ہمیشہ عبادت و بندگی میں رہے اور طریقت کے کھانے سے مراد یہ ہے کہ اپنی ذات میں فکر کرے اور حقیقت کے اندر کھانا پینا اس طرح سے ہے کہ ہمیشہ اپنے اندر حق تعالیٰ کا مشاہدہ کرے کیونکہ وجود حق کے بغیر ممکن نہیں ہو سکتا' لٰہذا یہاں اکل اور ماکول حقیقت کے اعتبار سے ایک ہی ہیں۔

قضا شوی فراز چُوں اصل فانی   چُو دریا ہرچہ باشی میدان کہ عین آنی

ترجمہ: تو اطمینان کے ساتھ اپنے آپ کو فانی سمجھ' کیونکہ حقیقت میں تو فانی ہے' دریا کے اندر جو شئے بھی آجائے وہ ختم ہو جاتی ہے اور دریا ہی باقی رہتا ہے۔ اِذَا بَلَغَ الطَّالِبُ فِیْ هٰذِهِ الْمَنْزِلَةِ لَا مَوْجُوْدٌ اِلَّا هُوَ۔ (ترجمہ: جب طالب اس منزل پر پہنچ جاتا ہے تو ھُو (ذاتِ حق) کے علاوہ کچھ بھی موجود نہیں رہتا)۔ (عین العارفین)

❁ طالب کو چاہیے کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں رہے اور اللہ کے ذکر سے باہر نہ آئے۔ خلوت اور عُزلت حق سے اختیار کرے تا کہ اُسے اللہ تعالیٰ کے ذکر میں استقامت حاصل ہو اور اپنی ذات کی نفی اور شیطان سے خلاصی پائے اور دنیاوی لذّات اور حیوانی شہوات کو کم کرے تا کہ اللہ کے اس ذکر (تصورِ اسم اللہ ذات) سے شیرینی اور لذّت حاصل ہو اور معرفتِ حق تعالیٰ زیادہ سے زیادہ حاصل ہوتی جائے اور اللہ تعالیٰ کی غلامی نصیب ہو۔ اَلذَّاكِرُ هُوَالْخَارِجُ عَنْ ذِكْرِ مَاسِوَى اللّٰهِ تَعَالٰى كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ (پ 15' الکھف 24 ترجمہ: ذاکر وہ ہے جو ماسویٰ اللہ ہر چیز کو چھوڑ دے' اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے' اپنے ربّ کو اتنا یاد کر کہ خود کو بھول جائے)۔ (عین العارفین)

❁ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ اپنے فارسی کلام میں طالبِ مولیٰ کے بارے میں فرماتے ہیں:

(۱) سر بریدہ شوبیا اے طالبا   اشتیاقے گر ترا دیدن خدا
(۲) بے سراں را سِرّ وحدت پیشوا   بے سرا بینند دیدارِ خدا
(۳) سر بریدہ بے سرے سر تاج شُد   بے سراں را دائمی معراج شُد

Marfat.com

(۴) بے سراں را سیر باشد ذاتِ نور بے زباں خوانند وردِ یا غفور

(۵) ہر کہ سر بیند آں دیدن روا کس نے بیند بچشمِ سر خدا

ترجمہ: (۱) اے طالب اگر تجھے دیدارِ خدا کا شوق ہے تو سر کٹا کے آ (۲) سرفروش طالب ہی دیدارِ خدا سے مشرف ہوتے ہیں کہ سرِّ وحدت اِن کا پیشوا ہوتا ہے۔ (۳) سر بُریدہ و بے سر طالب ہی سر پر تاج سجاتا ہے اور اسے دائمی معراج رہتی ہے۔ (۴) ایسے سرفروش طالبانِ حق کو نورِ ذات کی سیر حاصل رہتی ہے اور وہ ہر وقت ذکرِ خفی میں محو رہتے ہیں۔ (۵) جو طالب راہِ حق میں سر قربان کر دیتا ہے وہی دیدارِ الٰہی سے سرفراز ہوتا ہے ورنہ ظاہری آنکھوں سے تو کسی نے خدا کو نہیں دیکھا۔ (نور الہدیٰ کلاں)

❁ طلب کُن اللہ با مطلب شوی بے طلب اللہ بے مطلب روی

ترجمہ: اپنے دِل میں طلبِ اللہ پیدا کر کہ طلبِ اللہ کے بغیر تو بے مطلوب رہے گا۔ (محک الفقر کلاں)

❁ دم بہ دم دیوانہ بہ ہوشیار باش طلبِ مولیٰ طالب دیدار باش

ترجمہ: اے طالبِ مولیٰ ظاہر میں دیوانہ مگر باطن میں ہوشیار بن کے رہ اور طلبِ مولیٰ میں طالبِ دیدار بن کے رہ۔ (محک الفقر کلاں)

❁ طالبان را باطلب مطلوبِ خویش ہر مطالب آئینہ بہ نمودہ پیش

ترجمہ: طالبانِ مولیٰ ہر وقت اپنے مطلوب کی تلاش میں رہتے ہیں ان کے دِل کا آئینہ ان کا ہر مطلب اُن کے سامنے رکھتا ہے۔ (محک الفقر کلاں)

❁ آپؒ اپنے فارسی کلام میں فرماتے ہیں:

کم کسے طالب ز بہر راز ربّ ذکر فکر و غرق وحدت راز ربّ

ہر کہ طالب ھُو بہ با ھُو یار شد رفت عجب لائق دیدار شد

ہر کہ طالب ھُو بہ با ھُو می رسید ماسویٰ اللہ غیر را ہرگز نہ دید

ترجمہ: ''بہت ہی تھوڑے طالب ہوتے ہیں جو رازِ ربّ کے متلاشی ہوتے ہیں اور ہر وقت وحدتِ رازِ ربّ کی ذکر فکر میں غرق رہتے ہیں۔ جو بھی طالبِ ھُو بنتا ہے وہ ھُو (ذاتِ حق تعالیٰ) کا یار بن جاتا ہے، اُس کے وجود سے غرور تکبر نکل جاتا ہے اور وہ دیدارِ الٰہی کے لائق بن جاتا ہے۔ جو بھی اللہ تعالیٰ کا طالب بنتا ہے وہ اُس تک پہنچ جاتا ہے پھر وہ غیر ماسویٰ اللہ کی طرف ہرگز نہیں دیکھتا۔'' (محک الفقر کلاں)

❁ طالبان را از طلب معلوم کن زاں طلب معلوم گردد ہر سخن

Marfat.com

طالبانِ مردار دنیا جیفہ بس　　　طالبان بسیار باشند با ہوس
طالبِ مولیٰ بود ہم چوں خاک　　　مردہ نفس زندہ جان روح پاک
خاک پائے مرشد بمژگاں چوں کشد　　　نفس آں را با نظر مرشد کشد
گر نہ باشد طالبِ حق جاں فشاں　　　طالب و مطلوب با خود راہزناں

ترجمہ: (۱) ''طالبوں کے احوال اُن کی طلب سے معلوم کر کہ اُن کی ہر بات اُن کی طلب کا پتہ دیتی ہے۔'' (۲) ''دنیائے مردار کے طالب بہت زیادہ ہیں اور اہلِ ہوس طالب بھی بکثرت ہیں۔'' (۳) ''طالبِ مولیٰ مٹی کی طرح بردبار ہوتا ہے کہ وہ مردہ نفس و زندہ جان و پاک روح ہوتا ہے۔'' (۴) ''جب وہ مرشد پاک کی خاکِ پا کا سرمہ اپنی آنکھوں میں لگالیتا ہے تو مرشد اُس کے نفس کو مار دیتا ہے۔'' (۵) ''اگر طالبانِ حق جان فشاں نہ ہوتے تو طالب و مطلوب ایک دوسرے کے راہزن ہوتے۔'' (محک الفقر کلاں)

❀ طالباں را شد یک صد و یا صد ھزار　　　و ز کاملے طالب یکی شد جاں سپار

ترجمہ: ایک سو بلکہ ایک لاکھ طالبوں میں سے کوئی ایک کامل صادق طالب جاں قربان کر دینے والا ہوتا ہے۔ (امیر الکونین)

❀ طالب صورت انساں، سیرت دِل صفا　　　آں طالب لائقے باشد بہ مجلسِ مصطفیٰؐ

ترجمہ: جو طالب انسان کی صورت میں فرشتوں جیسا صاف دِل رکھتا ہو وہی طالب مجلسِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری کے قابل ہوتا ہے۔ (امیر الکونین)

❀ از طالبے حق طلب کن دو سہ گواہ　　　معرفت، وحدت، محبت، حق نگاہ

ترجمہ: طالبِ حق سے دو تین گواہ طلب کر یعنی وحدت کی معرفت، حق کی محبت اور نگاہِ خالص۔ (امیر الکونین)

❀ طالب آں باشد بود صاحب نظر　　　مونسے موسیٰؑ ہم صحبتِ خضرؑ

ترجمہ: سچا طالب وہ ہوتا ہے جو صاحبِ نظر ہو، موسیٰ علیہ السلام کا مونس اور خضر علیہ السلام کا ہم صحبت ہو۔ (امیر الکونین)

❀ طالبِ کہ در طلبِ قرب حضوری رحمان　　　سر فدا کن تصرف مال و جان

ترجمہ: جو سچا طالب اللہ تعالیٰ کی حضوری اور قرب کی طلب میں ہے اُسے اپنا سر، مال و جان خدا پر فدا کر دینا چاہیے۔ (تیغ برہنہ)

❀ طالب عاشق بود جان سر فدا　　　این طریقہ طالبان طالب خدا

ترجمہ: طالبِ صادق عاشق اپنی جان اور سر فدا کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ کے سچے طالبوں کا یہی طریقہ ہے۔ (تیغ برہنہ)

Marfat.com

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ پنجابی ابیات میں فرماتے ہیں:

پاٹا دامن ہویا پرانا، کچرک سیوے درزی ھُو
دِل دا محرم کوئی نہ مِلیا، جو مِلیا سو غرضی ھُو
باجھ مُربّی کسے نہ لدّھی، گُجھی رمز اندر دِی ھُو
اوسے راہ وَل جایئے باھُوؒ، جس تھیں خلقت ڈردی ھُو

آپ رحمتہ اللہ علیہ فرمارہے ہیں کہ طالبِ صادق کوتلاش کرتے کرتے میرا دامن تارتار ہو چکا ہے۔ اب تک تو دِل کا محرم (صادق طالبِ مولیٰ جس کو مُرشد امانتِ الٰہیہ منتقل کر کے مسندِ تلقین وارشاد پر فائز کرتا ہے) نہیں ملا۔ اللہ تعالیٰ کی طلب دِل میں لے کر کوئی بھی میرے پاس نہیں آیا کہ میں اُسے اللہ سے ملا دوں جو بھی آیا اپنے ذاتی اغراض و مقاصد کے حصول کے لئے آیا۔ بغیر مرشد کامل اکمل کے' کوئی بھی دِل کے اندر پوشیدہ رازِ حق تعالیٰ کو نہیں پاسکتا۔ دیدارِ ذات کے راستہ پر چلنا چاہیے لیکن لوگ اس راہ پر چلنے سے ڈرتے ہیں اور بعض تو خوف کی وجہ سے اس راہ کا ہی انکار کر دیتے ہیں۔

طالب بن کے طالب ہوویں، اُسے نوں پیا گانویں ھُو
سچا لڑ ہادی دا پھڑ کے، اوہو تو ہو جانویں ھُو
کلمے دا تُوں ذِکر کماویں، کلمے نال نہانویں ھُو
اللہ تینوں پاک کریسی باھُوؒ، جے ذاتی اِسم کمانویں ھُو

اے طالب! تُو صادق طالب بن کر مرشد کامل کا طالب ہو جا اور ظاہر و باطن میں اس کی کامل اور مکمل اتباع کر۔ اپنے آپ کو مرشد کی ذات میں فنا کر دے۔ کلمہ طیبہ کا ذکر کر۔ نفی' اثبات اور حقیقتِ محمدیہ کی کنہہ اور حقیقت کو پا کر ہمیشہ کے لئے پاکیزہ ہو جا۔ جب تُو اپنے آپ کو اسمِ اَللّٰہُ ذات میں فنا کر دے گا تو اللہ تعالیٰ تجھ سے ہر قسم کی نجاست دور کر کے تجھے بھی پاک اور صاف کر دے گا۔

تسبی دا تو کسبی ہویوں، ماریں دم وَلیاں ھُو
من دا منکا اک نہ پھیریں، گل پائیں پنج وِیہاں ھُو
دَین لگیاں گل گھوٹو آوِے، لین لگیاں جھٹ شِیہاں ھُو
پتھر چت جنہاندے باھُوؒ، اُوتھے زایا وَسنا مینہاں ھُو

Marfat.com

تُو ورد و وظائف میں بڑا ماہر ہو گیا ہے اور اپنے آپ کو ولی سمجھنے لگا ہے۔ گلے میں تُو نے سو دانوں والی تسبیح لٹکا رکھی ہے لیکن اِن ورد و وظائف کا تیرے دِل پر تو کوئی اثر ظاہر نہیں ہوا۔ وہاں تو ابھی تک شیطان، نفس اور دنیا کا بسیرا ہے۔ خدا کی راہ میں مال خرچ کرتے وقت تو کہیں نظر نہیں آتا مگر جہاں کہیں مال و زر نظر آتا ہے اُسے حاصل کرنے کے لئے بڑی پھرتی اور چستی کا مظاہرہ کرتا ہے۔ جن لوگوں کے دِل منافقت اور ہوسِ دنیا سے پتھر ہو چکے ہوں وہاں تجلیاتِ الٰہی کا نزول نہیں ہوتا۔

❁ فجری ویلے وقت سویلے، نِت آن کرن مزدوری ھُو
کانواں ہِلاں، ہِکسی گلاں، ترِیجھی رَلی چنڈُوری ھُو
مارن چیجاں تے کرن مشقت، پٹ پٹ سُٹن انگوری ھُو
ساری عمر پٹیندیاں گزری باھُوؒ، کدی نہ پئی آ پوری ھُو

طالبانِ عقبیٰ صبح صبح اٹھ کر ورد و وظائف اور چلہ کشی میں مصروف ہو جاتے ہیں لیکن اِن وظائف کا اِن کے دِل پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ طالبانِ دنیا تو ان سے بھی گئے گزرے ہیں جو صبح صبح بیدار ہو کر ہر جائز اور ناجائز طریقہ سے مال اکٹھا کرنے کے لئے نکل پڑتے ہیں یہ تو حرص کی چیلیں اور کوے ہیں جو انہی کی طرح مالِ حرام کی تلاش میں رہتے ہیں۔ لیکن اتنی محنت اور مشقت کے باوجود یہ اللہ تعالیٰ کی محبت سے محروم رہتے ہیں اور ساری عمر جدوجہد کرنے کے باوجود ان کی نیت اور دامن دونوں خالی رہتے ہیں۔

❁ کر عبادت پچھوتاسیں، تینڈی عمر چار دِہاڑے ھُو
تھی سوداگر کر لے سودا، جاں جاں ہٹ ناں تاڑے ھُو
مَت جانی دِل ذوق مَنّے، موت مریندی دھاڑے ھُو
چوراں سادھاں رَل پُور بھریا باھُوؒ، ربّ سلامت چاڑے ھُو

اے طالب! اللہ تعالیٰ نے تجھے اپنے قرب و وصال کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ زندگانی بہت کم ہے۔ اس سے پہلے کہ تیری زندگی کی دکان بند ہو جائے تُو اپنا ''مقصدِ حیات'' یعنی اللہ تعالیٰ کی پہچان اور معرفت حاصل کر لے ورنہ موت کے وقت بہت پشیمان ہوگا۔ موت تو ہر وقت سر پر منڈلاتی رہتی ہے۔ خدا کرے محبوبِ حقیقی تجھ سے راضی ہو جائے مگر دنیا، نفس اور شیطان نے متحد ہو کر تیری کشتیٔ حیات پر قبضہ جما لیا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ کا فضل ہی اِس کو سلامت پار پہنچا سکتا ہے۔

Marfat.com

❁ ہِک دم سجن تے لکھ دم وَیری، ہِک دَم دے مارے مَردے ھُو
ہِک دَم پچھے جنم گوایا، چور بنے گھر گھر دے ھُو
لائیاں دا اوہ قدر کی جانن، جیہڑے محرم ناہیں سِرّ دے ھُو
سو کیوں دَھکے کھاون باھُوؒ، جیہڑے طالب سچے دَر دے ھُو

جب سے ایک محبوبِ حقیقی سے دل لگایا ہے سارا جہان ہمارا دشمن بن گیا ہے اور ہم نے تو جان اسی محبوب کے حوالے کر دی ہے۔ اسی کے عشق کو دل میں بسا کر عالمِ ارواح کو چھوڑ کر عالمِ خلق میں آ گئے ہیں۔ یہ اہلِ دنیا اور عقبیٰ رازِ عشق سے بے خبر ہیں اس لئے ہمیں طعن و تشنیع کا نشانہ بناتے رہتے ہیں لیکن جن کا مرشد کامل ہوتا ہے وہ پریشان حال اور در بدر نہیں ہوتے بلکہ منزل تک پہنچ ہی جاتے ہیں۔

جاسوس' ناقص اور خام طالب

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ جاسوس' ناقص اور خام طالب کے بارے میں فرماتے ہیں:-

❁ جس کی نظر میں دنیا اور اہلِ دنیا کی محبت، وقعت اور عزت ہے وہ ملعون طالب ہے۔ (محبت الاسرار)

❁ جاسوس طالب تو لاکھوں کی تعداد میں پائے جاتے ہیں لیکن طالبِ حق ایک دو ہی ملتے ہیں۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ جو طالبِ مولیٰ منافق، جھوٹا ہے اس کے ساتھ مرشد کبھی پیار نہیں کرتا اور نہ کبھی معرفتِ الٰہی عطا کرتا ہے طالب کو حق صفا اور مخلص ہونا چاہیے۔ (فضل اللقاء)

❁ کامل مرشد پر لازم ہے کہ وہ سچے اور مخلص طالب کو اپنا مرید بنائے۔ بے یقین طالب کو تلقین کرنا ہی بے سود ہے کیونکہ وہ کبھی بھی وحدانیت (اللہ تعالیٰ) کی طرف راغب نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ دنیا اور نفس کی قید میں رہتا ہے۔ (فضل اللقاء)

❁ طالب مرد کون ہے؟ نامرد کون ہے؟ طالب نامرد وہ ہے جو مرشد سے دنیاوی مال و زر طلب کرتا ہے اور مرد طالب وہ ہے جو جان و مال راہِ حق میں صرف کر کے راہِ حق کو تلاش کرتا ہے۔ (توفیق الہدایت)

❁ بے اخلاص، بے ادب، بے وفا اور بے حیا طالب سے کتا بہتر ہے۔ جو مرید (طالب) دنیا مردار سے محبت کرتا ہے وہ طلبِ معرفت میں مردار رہتا ہے۔ (فضل اللقاء)

❁ خبردار، بدخصلت طالب پُرفریب شیطان ہوتا ہے جو لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

Marfat.com

پڑھنے سے بھی دفع نہیں ہوتا۔ بدکردار طالب اور فاحشہ عورت باعثِ خرابی ہوتے ہیں کہ یہ دونوں دشمنِ جان ہیں بلکہ دشمنِ ایمان وشیطانِ ثانی ہیں۔ (محک الفقر کلاں)

❁ نامراد طالب کون ہے؟ طالب کی کیا طاقت کہ مرشد کے مرتبے کی تحقیق کرے تاوقتیکہ مرشد طالب سے یکتا نہ ہوجائے۔ طالب کی کیا ہستی ہے کہ مرشد کے مرتبے تک پہنچ سکے تاوقتیکہ خود مرشد اسے عطا نہ فرمائے اور اسے وصال وعطائے الٰہی کے احوال سے واقف نہ کرائے۔ جو طالب مرشد کو اپنے قبضے میں لا کر اس کے نیک وبد کی ٹوہ میں رہتا ہے وہ دونوں جہان میں نامراد رہتا ہے۔ (فضل اللقاء)

❁ جو طالب لائق ونالائق مرشد میں تمیز نہیں کرسکتا وہ خود احمق ہے۔ اور ایسا طالب آخر کار محروم رہ جائے گا۔ طالب ہونا بڑا مشکل کام ہے۔ بے حیا اور بے ادب طالب سے ایک دن کا آشنا کتا بہتر ہے۔ (عقلِ بیدار)

❁ مجھے ایسے طالبوں پر تعجب آتا ہے کہ زبان پر حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کا ذکر ہے اور دِل میں فرعون کا سا نفاق، زبان پر تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سا کلام جاری ہے اور دِل میں نمرود کا سا حسد بھرا ہوا ہے اور زبان پر تو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کلام ہے اور دِل میں ابوجہل کی سی غیریت فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ فَزَادَھُمُ اللّٰہُ مَرَضًا (ان کے دِل میں بیماری ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اور بھی بڑھا دیا ہے)۔ (عقلِ بیدار)

❁ طلبِ مولیٰ سراسر وصال ہے اور طلبِ دنیا ودرجات سراسر سوال ہے۔ اہلِ سوال اور اہلِ وصال کا باہم مل بیٹھنا درست نہیں۔ طالبِ مولیٰ مسرور ہے، طالبِ دنیا رنجور ہے اور طالبِ عقبیٰ مزدور ہے۔ (محک الفقر کلاں)

❁ علم سہ حرف است سہ از بہ ہر سہ الف اللہ ب با توکل ترک ت

ہر کہ خواند غیر ازیں دنیا طلب طالبِ دنیا بود اہل از کلب

ترجمہ: (۱) ''علم کے تین حروف (اب ت) ہیں یہ تین حروف تین اشارے ہیں اس بات کی طرف کہ 'ا' سے اللہ، 'ب' سے باتوکل اور 'ت' سے ترکِ ماسویٰ اللہ۔'' (۲) ''جو آدمی ان تین حروف کے علم کے علاوہ کوئی اور علم پڑھتا ہے وہ طالبِ دنیا ہے اور طالبِ دنیا کتا ہے۔'' (محک الفقر کلاں)

❁ طالبوں میں سب سے بدبخت، بے اخلاص اور بدکار وہ ہے جو آخر کار مرشد کی خدمت میں بے ادب اور مدعی ہو۔ خدمت کے سال مہینے اور دِن گنے اور عمر بھر باادب نہ رہے۔ (عقلِ بیدار)

❁ صادق طالب کی دو علامتیں ہیں۔ ایک یہ کہ مرشد کے نیک وبداعمال کا خیال نہ کرے دوسرے ثواب وگناہ کو نہ دیکھے۔ ایسے طالب کو مرشد یکبارگی معرفت وقربِ الٰہی میں پہنچا دیتا ہے۔ (عقلِ بیدار)

Marfat.com

❁ طلب محبت اور شوق! تینوں مراتب ہیں۔ محبت منصب ہے۔ طلب مراتب ہے۔ اور شوق عنایت۔ پس طالب طلب میں قدم رکھے تو اسے چاہیے لذتِ نفس، حرصِ دنیا اور معصیتِ شیطانی کو تین طلاق دے دے۔ کیونکہ یہ تینوں مصاحب ایسے ہیں جن کا جدا ہونا مشکل ہے۔ نفسِ امارہ سے اہلِ دنیا میں فرعونی غرور، قارونی بخل، شدادی شامت اور نمرودی رسوائی اور فتنہ آجاتا ہے۔ (عقلِ بیدار)

❁ مولیٰ کا طالب لقا کی طلب کرتا ہے۔ لیکن دنیا کا طالب بے حیا ہوتا ہے۔ اہلِ لقا اور بے حیا کی ہم نشینی کس طرح مناسب ہو سکتی ہے۔ (امیر الکونین)

❁ وہ لوگ طالب کہلانے کے مستحق نہیں جو اپنی رضامندی چاہتے ہیں اور خود پسند ہیں۔ نفسانی خواہشات اُن کی جاسوس ہیں ایسے بے ادب، بے حیا کس طرح طالب ہو سکتے ہیں جو بمنزلہ حیوانات ہیں۔ (تیغ برہنہ)

❁ طالبانی بی طلب حق دور کن　　چشم و دِل در نور کن باہر سخن

ترجمہ: ایسے طالب جو حق کے طالب نہیں، اُن کو اپنے سے دور کر کے اپنے ہر کلام کے ساتھ اپنے چشم و دِل کو نور میں مستغرق کر دے۔ (تیغ برہنہ)

❁ جو طالب اسمِ اَللّٰہُ ذات اور اپنے مرشد کے فرمان کا اعتبار نہیں کرتا وہ خود حریص اور نفس کی قید میں گرفتار ہوتا ہے۔ اسے صفاء کی راہ ہاتھ نہیں آتی۔ اس قسم کا طالب بے ادب، بے حیا، بے نصیب اور معرفتِ الٰہی سے محروم رہتا ہے اور توحید سے دور رہتا ہے۔ (امیر الکونین)

❁ آپؒ پنجابی ابیات میں فرماتے ہیں:

ناں کوئی طالب ناں کوئی مرشد، سب دِلاسے مُٹھے ھُو
راہ فقر دا پرے پریرے، سب حرص دُنیا دے کُٹھے ھُو
شوق الٰہی غالب ہویاں، جند مرنے تے اُوٹھے ھُو
باھُوؒ جیں تن بھڑکے بھاہ برہوندی، اوہ مرن ترہائے بُھکھے ھُو

اس زمانہ میں نہ تو کوئی صادق طالبِ مولیٰ ہے اور نہ ہی کوئی کامل مرشد، سب جھوٹی تسلی اور دلاسے ہیں۔ فقر کا راستہ بہت دور ہے اور یہ خام طالب اور ناقص مرشد دنیا کی حرص اور ہوس میں مبتلا ہیں۔ جن کو ذاتِ حق تعالیٰ سے عشق ہو جاتا ہے وہ راہِ عشق میں جان دینے کے لیے تیار رہتے ہیں جس دِل کے اندر عشق کی آگ بھڑک اُٹھتی ہے وہ دیدارِ الٰہی کے شوق میں بھوکا پیاسا مرنے کو ترجیح دیتا ہے۔

Marfat.com

نال کوسنگی سنگ نہ کریئے، کُل نوں لاج نہ لایئے ھُو
تُمّے تربوز مول نہ ہوندے، توڑے توڑ مکّے لے جایئے ھُو
کانواں دے بچے ہنس ناں تھیندے، توڑے موتی چوگ چگایئے ھُو
کوڑے کھوہ ناں مِٹھے ہوندے باھُوؒ، توڑے سے مناں کھنڈ پایئے ھُو

طالبِ مولیٰ کو چاہیے کہ راہِ فقر میں کسی بے وفا' کم ظرف، کمینے اور منافق آدمی کو اپنا ساتھی یا رفیق نہ بنائے کیونکہ ازلی فطرت کبھی بھی تبدیل نہیں ہوتی۔ پھر آپ رحمتہ اللہ علیہ مثالیں دے کر اس بات کو سمجھاتے ہیں کہ جس طرح تمہ (ایک کڑوا پھل) کبھی تربوز نہیں بن سکتا خواہ اسے مکہ مکرمہ ہی لے جائیں اور کوؤں کے بچے کبھی بھی ہنس نہیں بن سکتے خواہ انہیں اصلی وقیمتی موتی ہی کیوں نہ کھلائے جائیں۔ جن کنوؤں کا پانی کڑوا ہوتا ہے اُن میں اگر منوں کے حساب سے چینی ڈالی جائے تو بھی میٹھے نہیں ہو سکتے۔

المختصر بات صرف ایک نکتہ کی ہے اگر وہ نکتہ سمجھ آجائے تو تمام مسائل حل ہو جاتے ہیں تمام کائنات بشمول دنیا، عقبیٰ اللہ تعالیٰ کی ہے ان کا مالک وخالق اللہ تعالیٰ ہے پھر کیوں نہ دنیا اور عقبیٰ جو اللہ تعالیٰ کی تخلیق ہیں' کو چھوڑ کر دنیا و عقبیٰ کے مالک کے دیدار اور پہچان کے لئے اس کی عبادت کی جائے۔ جب مختارِ کل اللہ تعالیٰ کی پہچان اور معرفت حاصل ہو جائے گی اور وہ راضی ہو جائے گا تو دنیا و عقبیٰ کا حصول معمولی بات ہے۔ اگر کوئی یہ گمان کرے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف قدموں سے چل کر پہنچا جا سکتا ہے تو وہ گمراہی پر ہے اللہ تعالیٰ جہات، زمان، مکان، اوان، دِن رات، حدود و اقطار اور حدود ومقدار سے منزّہ اور مبرّا ہے۔ دیدارِ الٰہی کا سفر انسان کی اپنی حقیقت کی پہچان یا ''نفس کے عرفان'' یا خود اس کے باطن کا سفر ہے۔ راہِ قلب (نورِ بصیرت) ہی سے اللہ تعالیٰ کا دیدار ممکن ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے؟ آیئے اگلے باب میں اس پر بحث کرتے ہیں۔

Marfat.com

باب 3

عرفانِ نفس

جب سے انسان نے اس سیارہ جسے زمین کہتے ہیں، پر قدم رکھا ہے' اس کے ذہن میں ہمیشہ ایسے سوالات جنم لیتے رہتے ہیں:۔

- میں کون ہوں؟
- میری ابتدا کیا ہے؟
- میری انتہا کیا ہے؟
- میری حقیقت کیا ہے؟
- میری پہچان کیا ہے؟
- اگر مجھے تخلیق کرنے والا خالق کوئی ہے تو وہ کون ہے؟ اس کی پہچان کیا ہے؟
- میرا مقصدِ حیات کیا ہے؟

ان جوابات کی تلاش کے لیے انسان نے جب بھی کوشش کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی راہنمائی کے لیے ہر دور میں اور اس زمین کے ہر خطہ میں اپنے نبی اور رسول بھیجے۔ جو انسان کو ان سوالات کے جوابات سے مطلع فرماتے رہے۔ حتیٰ کہ وہ زمانہ آ پہنچا جب روئے زمین کے انسان ایک دوسرے کے اتنے قریب آ گئے کہ دنیا کے ایک سرے پر بیٹھا ہوا انسان دنیا کے دوسرے سرے پر بیٹھے ہوئے انسان سے باخبر رہنے لگا۔ ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب، باعثِ تخلیقِ کائنات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرما کر بنی نوع انسان پر

Marfat.com

اپنی راہنمائی کی حُجت تمام کردی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوری نسلِ انسانی کے لیے تا قیامِ قیامت ہادی ہیں۔ انسانوں کی ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے قرآنِ مجید کی صورت میں مکمل ضابطۂ حیات عطا ہوا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ "آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنی خواہش سے بات نہیں کرتے۔" تو قرآنِ مجید کے ساتھ ساتھ احادیثِ قدسی اور احادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت میں یہ ضابطۂ حیات قیامت تک کے لیے محفوظ کر لیا گیا۔ جس خوش قسمت نے اس ضابطۂ حیات سے رجوع کیا اُسے راہنمائی ملی اور اس نے اپنا مقصدِ حیات حاصل کر لیا۔

اللہ تعالیٰ نے اس حدیثِ قدسی میں انسان کی تخلیق کا مقصد بیان فرمایا ہے:

❁ كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ

ترجمہ: "میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں اس لیے میں نے مخلوق کو پیدا کیا"

اس حدیثِ قدسی سے واضح ہو گیا کہ انسان کی تخلیق کا مقصد اللہ تعالیٰ کی پہچان اور معرفت ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ کی پہچان کیسے حاصل ہوگی۔ تو اللہ کی پہچان کا طریقہ اس حدیث شریف میں بیان کیا گیا ہے:

❁ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ

ترجمہ: "جس نے اپنی ذات کو پہچانا اس نے یقیناً اپنے ربّ کو پہچانا۔"

اسکی شرح اس طرح سے ہے "اللہ تعالیٰ نے تمام ارواح کو عالمِ لاھوت میں روحِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیدا فرمایا اس مقام پر روح کو "روحِ قدسی" کا نام دیا جاتا ہے اور یہی روح کی وہ حالت ہے، جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ "انسان میرا راز ہے اور میں انسان کا راز ہوں۔" اس مقام پر ارواح اللہ تعالیٰ کے دیدار میں محو ہیں۔ اور اسی عالم میں انسانی ارواح سے "وعدہ بلیٰ" لیا گیا سورہ الاعراف میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ط (کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں)

تمام ارواح نے جواب دیا:

قَالُوْا بَلٰى (ہاں تو ہی ہمارا رب ہے۔)

❁ علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں:-

الست از خلوت نازے کہ برخاست | بلٰی از پردۂ سازے کہ برخاست

ترجمہ: اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کی آواز کس کے ناز کی خلوت سے بلند ہوئی اور "بلٰی" کا نغمہ کس کے ساز کے سُر سے بلند ہوا؟

Marfat.com

عالمِ لاھوت وہ عالم ہے جہاں پر انسان (انسانی روح) کے سوا تمام مخلوق کا داخلہ ممنوع ہے۔ اسی عالم کی سرحد پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے معراج کی رات فرمایا تھا کہ میں اگر اس مقام سے ذرا سا بھی آگے بڑھوں گا تو جل جاؤں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے روح کو عالمِ جبروت میں اتارا اور اسے جبروتی لباس پہنایا کیونکہ روح جس جہان میں بھیجی جائے گی اُسے اس جہان کے لباس کی ضرورت ہوگی یہاں پر روح کا نام ''روحِ سلطانی'' ہوا پھر اُسے عالمِ ملکوت میں اتارا گیا اور اُسے ملکوتی لباس پہنایا گیا۔ یہاں پر روح کا نام ''روحِ نورانی'' ہوا اور پھر اسے بشری جسم میں داخل کیا گیا اور لباسِ بشر پہنایا گیا' جہاں پر روح کا نام ''روحِ جسمانی یا حیوانی'' ہوا۔ اس لیے فرمایا ''روح امرِ ربی ہے'' اور اس لیے کہا گیا ہے کہ ''ہر بچہ فطرتِ سلیمہ پر پیدا ہوتا ہے۔'' یعنی اس کی روح پاکیزہ اور نور سے منور ہوتی ہے اور لذتِ دنیا اور آلائشات دنیا کی طرف متوجہ نہیں ہوئی ہوتی۔ اب انسانی عروج یہ ہے کہ جب وہ روحانی طور پر ترقی کرتا ہوا عالمِ لاھوت میں قدسی صورت میں ظاہر ہوتا ہے تو انسان کو عرفانِ نفس حاصل ہو جاتا ہے۔ اور یہی عروج انسان کا مقصدِ حیات ہے۔ روحِ قدسی کو مختلف ناموں سے موسوم کیا گیا ہے:

- بعض صوفیاء کرام نے انسان کے اس روحانی وجود کو ''باطن''، ''اندر کا انسان''، روحانی انسان یا ''انسان کا باطنی وجود'' کا نام دیا ہے۔
- بعض احادیث میں اور صوفیاء کرام نے روح کو قلب' دل یا من کا نام دیا ہے۔ دل' قلب یا من گوشت کا وہ لوتھڑا نہیں ہے' جو سینے کے اندر بائیں جانب رکھا ہوا ہے۔ گوشت کا یہ لوتھڑا تو جانوروں اور مُردوں کے سینے میں بھی موجود ہوتا ہے اور ظاہری آنکھ سے اسے دیکھا بھی جا سکتا ہے اور جس چیز کو ظاہری آنکھ دیکھ سکے اور اس کا تعلق ظاہری دنیا سے ہو اور جسے فنا بھی ہونا ہو اُسے عالمِ باطن کی کیا خبر ہو سکتی ہے؟ روح کو یہ نام اصطلاحی طور پر دیا گیا ہے۔
- اقبالؒ نے اسے ''خودی'' کا نام دیا ہے اور ''عرفانِ نفس'' کو آپؒ ''خودی کی پہچان'' کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اقبالؒ کے زیادہ تر مفسروں نے ''خودی'' کو ''روح'' سمجھنے کی بجائے ''انا'' سمجھ کر بہت بڑی زیادتی اور غلطی کی ہے۔ انہیں شاید یہ بات سمجھ نہیں آئی کہ ''انا'' (تکبر، عُجب) سے انسان خدا تعالیٰ سے دور ہوتا ہے اور ''روح'' سے اللہ کے قریب ہوتا ہے۔ ویسے علامہ اقبالؒ نے من، دِل اور رُوح کی اصطلاحیں بھی استعمال کی ہیں۔
- عام انسان اسے ضمیر کے نام سے بھی موسوم کرتے ہیں۔ جب انسان کوئی گناہ یا غلط کام کرتا ہے' تو روح ہی اسے ملامت کرتی ہے' کیونکہ گناہ اس کی فطرت میں نہیں۔ انسان یہ کہتا ہے کہ میرا ضمیر مجھے ملامت کر رہا

Marfat.com

ہے۔روح کی پہچان کو ہی اصل میں عرفانِ نفس کہا جاتا ہے اور یہی دین ہے۔

یعنی دین کے معنی ہیں ''جوہرِ انسان (روح) کی شناخت اور اس کی تکمیل'، یعنی مرتبۂ انسان کی پہچان اور اس کے حصول کا نام دین ہے۔ دوسرے الفاظ میں خود شناسی وخود بینی وخود بانی کا نام دین ہے اور خودشناسی یہ ہے کہ انسان کی تخلیق دو چیزوں سے عمل میں لائی گئی ہے ایک چیز تو ظاہری وجود ہے جسے جسم یا تن بھی کہتے ہیں اور جسے آنکھ سے دیکھا اور ہاتھوں سے چھوا جاسکتا ہے۔ اور دوسری چیز باطن ہے جسے روح' باطن یا دل کہتے ہیں، جس کا ذکر اوپر ہوا ہے' اسے نہ تو ظاہری آنکھوں سے دیکھا جاسکتا ہے اور نہ ہی ظاہری ہاتھوں سے چھوا جاسکتا ہے۔ اسے صرف باطن ہی کی آنکھ سے دیکھا بھالا جاسکتا ہے۔ عارفوں کی اصطلاح میں انسان کے اس باطنی اور اصلی وجود کو دل، قلب، من یا روح کہتے ہیں۔ اور اس کا تعلق اس ظاہری جہان سے ہرگز نہیں بلکہ اس کا تعلق عالمِ غیب سے ہے۔ اس سے ظاہری جسم چھن بھی جائے تو اس کو قائم رہنا ہے کہ اسے فنا نہیں ہے۔ معرفتِ الٰہی اور جمالِ خداوندی کا مشاہدہ اس کی خاص صفت ہے۔ عبادت کا حکم اسی کو ہے' ثواب وعذاب اسی کے لئے ہے' سعادت وشقاوت اسی کا مقدر ہے اور اس کی حقیقت سے آگاہ ہونا ہی معرفتِ الٰہی کی چابی ہے اور یہی دین کی حقیقت ہے۔

موجودہ دور میں مشکل یہ آن پڑی ہے کہ جب علمِ باطن کا کوئی مسئلہ سامنے آتا ہے تو ان قرآنی آیات کو جن میں علمِ باطن کے متعلق واضح اور روشن ہدایات موجود ہیں' کچھ لوگ متشابہات کہہ کر آگے گزر جاتے ہیں۔ آج کل کے دور میں یہی ہماری گمراہی کی بڑی وجہ ہے کہ ہم نے اپنے ''باطن'' کو فراموش کر دیا ہے اور صرف ظاہر کی طرف متوجہ ہو گئے ہیں۔ آج کا انسان آفاق میں گم ہے اور اگر وہ اپنی ہستی کو پہچان لے تو ''آفاق'' اس کو اپنے اندر دکھائی دے گا۔

قرآنِ مجید میں بھی بار بار انسان کے باطن کی طرف توجہ دلائی گئی ہے:

- وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ۭ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ○ (الذّٰریٰت۔21)

ترجمہ: اور میں تمہارے اندر ہوں کیا تم غور سے نہیں دیکھتے۔

- وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ (سورۃ ق۔16) ترجمہ: اور ہم تو شہ رگ سے بھی نزدیک ہیں۔
- كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ۔ (سورۃ المجادلۃ۔22) ترجمہ: ان کے دلوں پر ایمان لکھا ہے۔
- اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰـهَهٗ هَوٰىهُ۔ (الجاثیہ۔23)

ترجمہ۔ (اے محبوب ﷺ) آپ نے ایسے شخص کو دیکھا جس نے اپنی نفسانی خواہشات کو الٰہ (معبود) بنالیا ہے۔

Marfat.com

❁ اَوَلَمْ یَتَفَکَّرُوْا فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ۔ (سورہ الروم 8) ترجمہ: کیا وہ اپنے اندر فکر نہیں کرتے۔

حدیثِ قدسی میں اللہ تعالیٰ نے باطن کی طرف متوجہ کیا ہے:

❁ لَا یَسَعُنِیْ اَرْضِیْ وَ لَا سَمَآئِیْ وَلٰکِنْ یَسَعُنِیْ قَلْبُ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ

ترجمہ: نہ میں زمین میں سماتا ہوں اور نہ آسمانوں میں لیکن بندہِ مومن کے دل میں سما جاتا ہوں۔

احادیثِ نبوی میں بھی باطن کی طرف اشارہ موجود ہے:

❁ بے شک اللہ تعالیٰ نہ تمہاری صورتوں کو دیکھتا ہے اور نہ تمہارے اعمال کو بلکہ وہ تمہاری نیتوں اور دلوں کو دیکھتا ہے۔

❁ اِنَّمَا الْعَمَالُ بِالنِّیَّاتِ. ترجمہ: عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

❁ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ عَرْشَ اللّٰہِ تَعَالٰی. ترجمہ: مومن کا دل اللہ تعالیٰ کا عرش ہے۔

ایسی بے شمار آیات واحادیث موجود ہیں جن میں قلب و باطن کی طرف بندہ کی توجہ دلائی گئی ہے جو تخیل و تصور کا مرکز ہے اور اسی قلب و باطن میں ایمان ٹھہرایا گیا ہے اور شیطان لعین بھی اسی باطن میں وسوسے چھوڑتا ہے۔

❁ ترجمہ: وہ لوگوں کے سینوں میں وسوسے ڈالتا ہے۔ (الناس۔5)

دنیا میں جہاں کہیں بھی کوئی شناسائے حقیقت، رازِ پنہاں سے واقف ہستی یا کوئی مفکر پیدا ہوا ہے اس نے اس حقیقت کا پردہ ضرور فاش کیا ہے کہ عرفانِ نفس سے ہی اصل آگہی حاصل ہوتی ہے۔ اور اس قرآنی حقیقت سے ضرور پردہ اٹھایا ہے کہ نہ صرف خدا اور اس کا تخلیق کردہ یہ عالم ہی بلکہ پوری کائنات (یعنی تمام عالمین) انسانی قلب میں لطیف صورت میں موجود ہے یہ کوئی محض فلسفیانہ اصول نہیں جو ذہنی لطف یا دماغی کسرت کی تشفی کے لیے گھڑا گیا ہو یہ زندگی کی وہ حقیقت ہے جو قرآن وحدیث، انبیاء کرام اور فقرائے کاملین کی تعلیمات اور تجربے کی مضبوط بنیاد پر کھڑی ہے۔

❁ مولانا رومؒ اس حقیقت سے پردہ اٹھاتے ہوئے انسان سے فرماتے ہیں کہ شکل سے تو جہانِ صغیر ہے مگر حقیقت میں تو جہانِ کبیر ہے۔

بس بصورت عالمِ صُغریٰ توئی پس بمعنی عالمِ کُبریٰ توئی

آپؒ مزید فرماتے ہیں:

آدمی را ہست حسِ تن سقیم لیک در باطن یکے خلق عظیم

انسان جسمانی حواس کے نظریہ سے حقیر و ہیچ ہے مگر باطن میں ''عالمِ عظیم'' ہے۔

Marfat.com

❁ خواجہ حافظ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

یار باماست روز و شب حافظ ہمچوں جانے کہ ہست در رگ وپے

ترجمہ: اے حافظ! یار دن رات ہمارے ساتھ ہے جیسے زندگی ہماری رگ وپے میں ہے۔

❁ حضرت بوعلی شاہ قلندر رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

یار در تو پس چرائی بے خبر

ترجمہ: یار تیرے اندر ہے تو کیوں بے خبر ہے۔

❁ حضرت معین الدین چشتی اجمیریؒ بھی جستجوئے باطنی کی اہمیت نمایاں کرتے ہوئے انسان کو مخاطب کرتے ہیں ''تیری ہستی کی تاریکی میں آبِ حیات موجود ہے تو مچھلی بن جا اور خود کو اس آبِ حیات میں ڈال دے۔

آبِ حیات است اندر ظلمتِ ہستی تو ماہی شو خویش را در آبِ حیات فگن

ایک اور جگہ آپؒ نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''اس نے معین الدین سے کہا تو کب تک ہر طرف دوڑتا پھرے گا تجھے جو بھی چاہیے اسے اپنے میں تلاش کرتا کہ تجھے پتہ چلے کہ تو کون ہے''

بامعین گفت ہر سو تابہ کے خواہی دَوِید ہم زخود جو' ہر چہ خواہی تابدانی کیستی

❁ حضرت بلھے شاہؒ کے مطابق جس نے رازِ حق پایا ہے' راہِ باطن تلاش کر کے ہی پایا ہے اور جس نے یہ راز پالیا وہ آخر سکونِ حقیقی کا حقدار بن گیا اور خوشی و غم' گناہ و ثواب' حیات و موت اور ہر طرح کے امتیاز سے آزاد ہو گیا۔

جس پایا بھید قلندر دا راہ کھوجیا اپنے اندر دا
اوہ واسی ہے سکھ مندر دا جتھے چڑھدی اے نہ لہندی اے
ایہہ تلکن بازی ویہڑا اے تھم تھم کے ٹرو انھیرا اے
وڑ اندر ویکھو کیہڑا اے کیوں خلقت باہر ڈھونڈیندی اے
منہ آئی بات نہ رہندی اے

❁ امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ کی شرح میں فرماتے ہیں:۔

''اے انسان! تجھ سے قریب ترین اگر کوئی چیز ہے تو تیری اپنی ہی ذات ہے اس لیے اگر تو اپنے آپ کو نہیں پہچانتا تو کسی دوسرے کو کیوں کر پہچان سکے گا؟ فقط یہ جان لینا کہ ''یہ میرے ہاتھ ہیں یہ میرے پاؤں ہیں۔ یہ میری ہڈیاں ہیں اور یہ میرا جسم ہے'' اپنی ذات کی شناخت تو نہیں ہے' اتنی شناخت تو اپنے لیے دیگر جانور بھی رکھتے ہیں۔ یا فقط یہ جان لینا کہ بھوک لگے تو کچھ کھا لینا چاہیئے غصہ آجائے تو جھگڑا کر لینا چاہیئے۔ شہوت کا غلبہ ہو جائے تو جماع کر لینا چاہیئے یہ تمام باتیں تو جانوروں میں بھی تیرے برابر ہیں پھر تو ان سے اشرف و

Marfat.com

افضل کیوں کر ہوا؟ تیری اپنی ذات کی معرفت و پہچان کا تقاضا یہ ہے کہ تو جانے کہ تو خود کیا ہے؟ کہاں سے آیا ہے اور کہاں جائے گا؟ اور جو تو آیا ہے تو کس کام کے لئے آیا ہے؟ تجھے پیدا کیا گیا ہے تو کس غرض کے لئے پیدا کیا گیا؟ تیری نیک بختی وسعادت کیا ہے؟ اور کس چیز میں ہے؟ تیری بدبختی وشقاوت کیا ہے اور کس چیز میں ہے؟ اور یہ صفات جو تیرے اندر جمع کردی گئی ہیں اور ان میں سے بعض صفات حیوانی ہیں' بعض وحشی درندوں کی۔ بعض شیطانی بعض جناتی اور بعض ملکوتی ہیں' تو ذرا غور تو کر کہ تو ان میں سے کون سی صفات کا حامل ہے؟ تو ان میں سے کون ہے؟ تیری حقیقت ان میں سے کس کے قریب تر ہے؟ اور وہ کون کون سی صفات ہیں جن کی حیثیت تیرے باطن میں غریب واجنبی اور عارضی ہے؟ جب تک تو ان حقائق کو نہیں پہچانے گا اپنی ذات کی شناخت سے محروم رہے گا اور اپنی نیک بختی وسعادت کا طلب گار نہیں بنے گا کیونکہ ان میں سے ہر ایک کی غذا علیحدہ علیحدہ ہے اور سعادت بھی الگ الگ ہے۔ چوپایوں کی غذا اور سعادت یہ ہے کہ کھائیں' پئیں' سوئیں اور مجامعت میں مشغول رہیں۔ اگر تو بھی یہی کچھ ہے تو دن رات اسی کوشش میں لگا رہ کہ تیرا پیٹ بھرتا رہے اور تیری شہوت کی تسکین ہوتی رہے۔ درندوں کی غذا اور سعادت لڑنے بھڑنے' مرنے مارنے اور غیظ وغضب میں ہے' شیطانوں کی غذا اور سعادت شرانگیزی اور مکر وحیلہ سازی میں ہے اگر تو ان میں سے ہے تو ان ہی جیسے مشاغل اختیار کرلے تاکہ تو اپنی مطلوبہ راحت ونیک بختی حاصل کرلے۔ فرشتوں کی غذا اور سعادت ذکر وتسبیح وطواف میں ہے جب کہ انسان کی غذا اور سعادت قربِ الٰہی میں اللہ تعالیٰ کے انوارِ جمال کا مشاہدہ ہے۔ اگر تو انسان ہے تو کوشش کر کہ تو ذاتِ باری تعالیٰ کو پہچان سکے اور اس کے انوار وجمال کا مشاہدہ کرسکے اور اپنے آپ کو غصہ اور شہوت کے ہاتھ سے رہائی دلا سکے اور تو طلب کرے تو اس ذاتِ یکتا کو کرے تاکہ تجھے معلوم ہوجائے کہ تیرے اندر ان حیوانی وبہیمی صفات کا پیدا کرنے والا کون ہے؟ اور تجھ پر یہ حقیقت بھی منکشف ہوجائے کہ پیدا کرنے والے نے ان صفات کو تیرے اندر جو پیدا کیا ہے تو کیا اس لیے کہ وہ تجھے اپنا اسیر بنالیں اور تجھ پر غلبہ حاصل کرکے خود فاتح بن جائیں؟ یا اس لیے کہ تو ان کو اپنا اسیر ومسخر بنالے اور خود ان پر غالب آجائے اور اپنے ان اسیروں اور مفتوحین میں سے کسی کو اپنے سفر کا گھوڑا بنالے اور کسی کو اپنا اسلحہ بنالے تاکہ یہ چند دن جو تجھے اس منزل گاہِ فانی میں گزارنا ہیں، ان میں اپنے ان غلاموں سے کام لے کر اپنی سعادت کا بیج حاصل کرسکے اور جب سعادت کا بیج تیرے ہاتھ آجائے تو تُو ان کو اپنے پاؤں تلے روندتا ہوا اپنی اس قرارگاہ سعادت میں داخل ہوسکے جسے خواص کی زبان میں ''حضورِ حق'' کہا جاتا ہے۔ یہ تمام باتیں تیرے جاننے کی ہیں۔ جس نے ان کو نہ جانا وہ راہِ دین سے دور رہا اور لامحالہ دین کی حقیقت سے حجاب میں

Marfat.com

رہا۔‘‘ (کیمیائے سعادت)

❁ شیخِ اکبر محی الدین ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ’’اے طالب تو پہچان اپنی ذات کو اور کون ہے تو اور کیا ہے حقیقت تیری اور کیا ہے تیری نسبت حق تعالیٰ کی طرف اور کس وجہ سے تو حق ہے اور کس وجہ سے تو عالم (جہان) ہے۔‘‘ (شرح فصوص الحکم والایقان)

❁ واصف علی واصف فرماتے ہیں: ’’آپ کا اصل ساتھی اور آپ کا صحیح تشخص آپ کے اندر کا انسان ہے۔ اسی نے عبادت کرنی ہے اور اسی نے بغاوت۔ وہی دنیا والا بنتا ہے اور وہی آخرت والا۔ اسی اندر کے انسان نے آپ کو جزا اور سزا کا مستحق بنانا ہے۔ فیصلہ آپ کے ہاتھوں میں ہے آپ کا باطن ہی آپ کا بہترین دوست ہے اور وہی بدترین دشمن، آپ خود ہی اپنے لیے دشواریٔ سفر ہو اور خود ہی شادابی منزل، باطن محفوظ ہو گیا ظاہر بھی محفوظ ہو گیا۔‘‘

عرفانِ نفس کے بارے میں علامہ اقبالؒ کا نظریہ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ سے مماثلت رکھتا ہے آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے کلام میں ’’روح‘‘ کو ’’خودی‘‘ اور عرفانِ نفس کو ’’خودی کی پہچان‘‘ کا نام دیا ہے لیکن آپؒ نے اپنے کلام میں کہیں موقع کے اعتبار سے روح، من اور دِل کی اصطلاح بھی استعمال کی ہے۔

❁ حضرت علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اصل انسان روح ہی تھی، وہی مسجودِ ملائکہ بنی۔

سجدہ گاہِ کیست ایں از من مپرس ‌ ‌ ‌ ‌ بے خبر! رودادِ جاں از تن مپرس

ترجمہ: یہ (روح) کس کی سجدہ گاہ ہے؟ یہ تو مجھ سے مت پوچھ۔ اے بے خبر! روح کی کہانی جسم سے نہ پوچھ۔ انسانی روح کو فرشتوں نے سجدہ کیا تھا یعنی انسانی بدن میں جو روح ہے وہی مسجودِ ملائکہ بنی (اور ابلیس اس انسانی وجود کو نہ پہچان سکا اس نے انسان کو مٹی گارے کا معمولی پتلا سمجھا، گمراہ ہو گیا اور مردود ٹھہرا اور جبرائیل علیہ السلام جس نے انسان کے اندر موجود حقیقت کو پہچان لیا اور سب سے پہلے سجدہ میں گر گیا سردارِ ملائکہ بنا)۔

اب رحمِ مادر میں جب بچے کی صورت اور جسم مکمل طور پر تیار ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس میں روح کو داخل کرتا ہے تو جسم کا ہر عضو حرکت کرنے لگتا ہے اور اس وقت تک حرکت میں رہتا ہے جب تک اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اور موت کے وقت پھر روح کو جسم سے علیحدہ کر لیا جاتا ہے۔

1. بجاں پوشیدہ رمزِ کائنات است ‌ ‌ ‌ ‌ بدن حالے ز احوالِ حیات است
2. عروسِ معنی از صورت حنابست ‌ ‌ ‌ ‌ نمود خویش را پیرایہ ہابست
3. حقیقت روئے خود را پردہ باف است ‌ ‌ ‌ ‌ کہ او را لذّتے در انکشاف است

Marfat.com

ترجمہ: 1. کائنات یعنی اللہ تعالیٰ کا راز روح میں پوشیدہ ہے' جسم زندگی کے حالات میں سے ایک حال ہے۔

2. روح نے صورت (ظاہری جسم) کی مہندی لگائی اور اپنے اظہار کے لیے مختلف قسم کے لباس پہنے۔

3. حقیقت (اللہ تعالیٰ) اپنے چہرے کے لیے پردہ بُنتی ہے یا پردہ بُننے والی ہے' اس کے واسطے انکشاف میں لذّت ہے' گویا روح جسم میں پوشیدہ رہ کر ہی اپنے اظہار کے ذریعے لذت حاصل کرتی ہے تاکہ اس کے راز کو تلاش کیا جاسکے۔

❁ سخن از بود نابودِ جہاں با من چہ می گوئی من ایں دانم کہ من ہستم، ندانم ایں چہ نیرنگ است

ترجمہ: مجھ سے اس دنیا کے ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں کیوں بات کرتے ہو مجھے تو بس یہ معلوم ہے کہ میرے وجود (روح) کو بقا ہے میرے اردگرد یہ ظاہری رنگارنگی کیسی ہے یہ مجھے معلوم نہیں۔

پہلے خود کو جاننا اور پہچاننا ضروری ہے۔ دنیا میں کیا ہو رہا ہے' اسے دیکھنا بعد کی بات ہے' یعنی پہلے اپنی خودی کو پہچان اور پھر دنیا کے لیے کام کر۔ تب تیرا کام اللہ کی رضا کے مطابق ہوگا۔

علامہ اقبالؒ اپنے پورے کلام میں خودی کی حقیقت بیان کرتے اور خودی (من، دِل، روح) کی پہچان حاصل کرنے کی تلقین کرتے نظر آتے ہیں' کیونکہ خودی کی پہچان (عرفانِ نفس) کے بغیر انسان کی مثال حیوان کی سی ہے۔

❁ دلِ بینا بھی کر خدا سے طلب آنکھ کا نور' دل کا نور نہیں

❁ اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغِ زندگی تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن' اپنا تو بن

❁ من کی دنیا! من کی دنیا سوز و مستی' جذب و شوق تن کی دنیا! تن کی دنیا سُود و سَودا' مکروفن
من کی دولت ہاتھ آتی ہے تو پھر جاتی نہیں تن کی دولت چھاؤں ہے' آتا ہے دھن جاتا ہے دھن

❁ دل میں ہو سوزِ محبت کا وہ چھوٹا سا شرر نور سے جس کے ملے رازِ حقیقت کی خبر

❁ خودی کی شوخی و تندی میں کبر و ناز نہیں جو ناز ہو بھی تو بے لذتِ نیاز نہیں

❁ عرش کا ہے' کبھی کعبے کا ہے دھوکہ اس پر کس کی منزل ہے الٰہی! مرا کاشانۂ دل

❁ ظاہر کی آنکھ سے نہ تماشا کرے کوئی ہو دیکھنا تو دیدۂ دل وا کرے کوئی

❁ خودی وہ بحر ہے' جس کا کوئی کنارہ نہیں تو آبجُو اسے سمجھا اگر تو چارہ نہیں

❁ یہ پیام دے گئی ہے مجھے بادِ صُبح گاہی کہ خودی کے عارفوں کا ہے مقام پادشاہی
تری زندگی اِسی سے' تری آبرو اِسی سے جو رہی خودی تو شاہی' نہ رہی تو رُوسیاہی

❁ خودی میں گم ہے خدائی' تلاش کر غافل یہی ہے تیرے لیے اب صلاحِ کار کی راہ

Marfat.com

❁ تو اے اسیرِ مکاں! لامکاں سے دور نہیں　　وہ جلوہ گاہ تیرے خاک داں سے دور نہیں

اے بشری جسم میں مقید انسان اللہ تعالیٰ کی ذات تجھ سے دور نہیں بلکہ اے خاکی انسان غور کر اللہ تعالیٰ کا جلوہ تجھ ہی میں ہے۔

❁ خودی کی جلوتوں میں مصطفائی　　خودی کی خلوتوں میں کبریائی
زمین و آسمان و کرسی و عرش　　خودی کی زد میں ہے ساری خدائی

❁ خودی کے زور سے دنیا پہ چھا جا　　مقامِ رنگ و بُو کا راز پاجا

❁ حکیمی، نامسلمانی خودی کی　　کلیمی، رمزِ پنہانی خودی کی
تجھے گُر فقر و شاہی کا بتا دوں　　غریبی میں نگہبانی خودی کی

خودی کی پہچان سے محروم انسان کو اقبالؒ مردہ تصور کرتے ہیں۔

❁ ترا تن روح سے نا آشنا ہے　　عجب کیا! آہ تیری نارسا ہے
تنِ بے روح سے بیزار ہے حق　　خدائے زندہ، زندوں کا خدا ہے

جب نوجوانوں کو خودی کی پہچان حاصل ہو جاتی ہے اور روح کو طاقتِ پرواز مل جاتی ہے تو اُن کو اپنی منزل عالمِ لاھوت میں ذاتِ حق کے دیدار کی صورت میں نظر آتی ہے۔

❁ عقابی روح جب بیدار ہوتی ہے جوانوں میں　　نظر آتی ہے اُن کو اپنی منزل آسمانوں میں

خودی کی پہچان (دیدارِ الٰہی) کی منزل تک بتدریج کسی مرشدِ کامل کی زیرِ نگرانی پہنچا جا سکتا ہے۔

❁ دل زندہ و بیدار اگر ہو تو بتدریج　　بندے کو عطا کرتے ہیں چشمِ نگراں اور
احوال و مقامات پہ موقوف ہے سب کچھ　　ہر لحظہ ہے سالک کا زماں اور مکاں اور

❁ جرأت ہے تو افکار کی دنیا سے گزر جا　　ہیں بحرِ خودی میں ابھی پوشیدہ جزیرے
کھلتے نہیں اس قُلزمِ خاموش کے اسرار　　جب تک تو اسے ضربِ کلیمیؑ سے نہ چیرے

❁ تری نجات غمِ مرگ سے نہیں ممکن　　کہ تو خودی کو سمجھتا ہے پیکرِ خاکی

اقبالؒ بشری اور روحانی جسم میں سے روحانی جسم کو ترجیح دیتے ہیں اور اس کی زندگی کو ہی زندگی گردانتے ہیں۔

❁ دِل کی آزادی شہنشاہی، شکم سامانِ موت　　فیصلہ ترا ترے ہاتھوں میں ہے، دِل یا شکم

❁ خودی کا سِرِّ نہاں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ　　خودی ہے تیغ فساں، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

❁ روح اسلام کی ہے نورِ خودی، نارِ خودی　　زندگانی کے لیے نارِ خودی نُور و حضور

انسانی وجود کے بارے میں فرماتے ہیں کہ انسانی وجود ''خودی کی پہچان'' کے بغیر بیکار ہے۔

Marfat.com

❁ نہ ہے ستارے کی گردش نہ بازیٔ افلاک خودی کی موت ہے تیرا زوالِ نعمت و جاہ

❁ وجود کیا ہے؟ فقط جوہرِ خودی کی نمود کر اپنی فکر کہ جوہر ہے بے نمود ترا

اگر زبان نے ''لَآ اِلٰہَ'' کہہ بھی دیا تو اُس سے کچھ فرق نہیں پڑتا اصل مرحلہ تو تصدیقِ قلب کی منزل تک پہنچنا ہے۔

❁ خرد نے کہہ بھی دیا ''لَآ اِلٰہَ'' تو کیا حاصل دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

❁ دلِ مُردہ دل نہیں ہے اسے زندہ کر دوبارہ کہ یہی ہے اُمتوں کے مرضِ کُہن کا چارہ

دنیا کے مدرسوں، سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے بارے میں آپؒ فرماتے ہیں:-

اقبالؒ! یہاں نام نہ لے علمِ خودی کا موزوں نہیں مکتب کے لیے ایسے مقالات
بہتر ہے کہ بیچارے ممولوں کی نظر سے پوشیدہ رہیں باز کے احوال و مقامات

مسلمانوں میں خودی کی پہچان کا جذبہ نہ رہا اور صرف ظاہر اور بشری وجود ہی رہ گیا اور روح مردہ ہوگئی۔

❁ خودی کی موت سے مغرب کا اندروں بے نور خودی کی موت سے مشرق ہے مبتلائے جذام
خودی کی موت سے روحِ عرب ہے بے تب و تاب بدن عراق و عجم کا ہے بے عُروق و عظام
خودی کی موت سے ہندی شکستہ بالوں پر قفس ہوا ہے حلال اور آشیانہ حرام
خودی کی موت سے پیرِ حرم ہوا مجبور کہ بیچ کھائے مسلمانوں کا جامۂ احرام

❁ اے ترا ہر لحظ فکرِ آب و گِل از حضورِ حق طلب یک زندہ دل

ترجمہ: تجھے ہر لحہ فکرِ معاش ہی رہتا ہے اللہ تعالیٰ سے ایک زندہ دل طلب کر۔

روح باحق زندہ و پائندہ ایست ورنہ ایں را مردہ آں را زندہ ایست

ترجمہ: حضورِ حق میں رہنے والی روح ہی زندہ ہے ورنہ تو خدا کے نزدیک مردہ ہے۔

حضرت علامہ اقبالؒ انسان سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ اپنی خودی کو زندہ کر اور خودی ایک ایسا راز ہے جو کائنات کے ہر راز سے واقف ہے۔

تو شمشیری ز کامِ خود بروں آ بروں آ از نیامِ خود بروں آ
نقاب از ممکناتِ خویش برگیر مہ و خورشید و انجم را بہ برگیر

ترجمہ: تیری خودی اگر ظاہر ہو جائے تو تلوار ہے اپنی نیام سے باہر آ۔ یعنی بشری جسم کے جال سے نکل اور خودی کی پہچان اور اپنے ممکنات (بشری حجابات) سے نقاب ہٹا دے اور یوں چاند سورج اور ستاروں کو اپنے پہلو میں لے لے۔

Marfat.com

خودی از کائناتِ رنگ و بو نیست   حواسِ ما میانِ ما و او نیست
نگہ راہ در حریمش تیست راہے   کنی خود را تماشا بے نگاہے

ترجمہ: خودی کا تعلق اس ظاہری اور مادی دنیا سے نہیں ہے۔ ہمارے حواس (حواسِ خمسہ) اس (اللہ تعالیٰ) کے اور ہمارے درمیان حائل ہیں۔ ہماری آنکھ خودی کے حجابات کو نہیں چیر سکتی۔ تو اپنی خودی کا تماشا ظاہری آنکھ کے بغیر کرتا ہے۔

اگر چشمے کشائی بر دلِ خویش   درونِ سینہ بینی منزلِ خویش

ترجمہ: اگر تو اپنے دل پر نظر ڈالے تو سینے میں ہی اپنی منزل (اللہ تعالیٰ) کو پالے گا۔

1. خودی تا ممکناتش وا نماید   گرہ از اندرونِ خود کشاید
2. ازاں نورے کہ وا بیند نداری   تو او را آنی و فانی شماری
3. ازاں مرگے کہ می آید چہ باک است   خودی چوں پختہ شد از مرگ پاک است

ترجمہ: 1. خودی اپنے اظہار کے لیے اپنے اندر کی بندشوں کو توڑ ڈالتی ہے۔ 2. خودی وہ نور ہے' جس سے ہر چیز واضح نظر آتی ہے اور تو خودی کو فانی سمجھتا ہے' یعنی تجھے خودی کی حقیقت ہی معلوم نہیں ہے۔ 3. وہ موت جو اس بشری جسم کو آتی ہے' اس موت سے کیا ڈرنا۔ خودی کو اپنی پہچان جب حاصل ہو جاتی ہے تو وہ موت سے پاک ہو جاتی ہے یعنی وہ جاودانی ہو جاتی ہے (اگر یقین نہیں ہے تو فقراء کے مزاروں پر جلتے ہوئے چراغ دیکھ لے)۔

1. چوں از خود گردِ مجبوری فشاند   جہانِ خویش را چوں ناقہ راند
2. نگردد آسماں بے رخصت او   نہ تابد اخترے بے شفقت او
3. قطارِ نوریاں در رہ گذار است   پے دیدار او در انتظار است
4. شراب افرشتہ از تاکش بگیرد   عیارِ خویش از خاکش بگیرد

ترجمہ: 1. جب خودی اپنی پہچان حاصل کر لیتی ہے' تو وہ بشری جسم کی طرح مجبور و بے بس نہیں رہتی پھر وہ دنیا کو اونٹنی کی طرح ہانکتی ہے۔ یعنی دنیا کو اپنی مرضی کے مطابق چلاتی ہے۔ 2. آسمان بھی اس کی اجازت کے بغیر گردش نہیں کرتا اور کوئی ستارہ اس کی شفقت کے بغیر نہیں چمکتا یعنی تمام کائنات اس کے تابع فرمان ہو جاتی ہے۔ 3. فرشتے اس کی راہ میں قطار در قطار دیدار کے انتظار میں کھڑے رہتے ہیں۔ 4. فرشتہ اس کے تاک سے شراب حاصل کرتا ہے اور اپنی قدر و قیمت اس کی خاک (بشری وجود) سے حاصل کرتا ہے۔

اسی مقام کے بارے میں اقبالؒ نے فرمایا:

❁ خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے   خدا بندے سے خود پوچھے' بتا تیری رضا کیا ہے

Marfat.com

❀ خودی ز اندازہ ہائے ما فزون است — خودی زاں کل کہ تو بینی فزوں است

ترجمہ: خودی ہمارے اندازوں سے بڑھ کر ہے' خودی اس کُل (اللہ تعالیٰ) سے ہے جسے تو دیکھتا ہے۔

❀ تو می گوئی مرا از ''من'' خبر کن — چہ معنی دارد ''اندر خود سفر کن''؟

ترا گفتم کہ ربط جان و تن چیست — سفر در خود کن و بنگر کہ ''من'' چیست

ترجمہ: تو یہ کہتا ہے کہ مجھے من کے بارے میں بتا۔ اپنے اندر سفر کرنے سے کیا مراد ہے میں نے تجھے بتایا تھا کہ روح وجسم کا باہمی ربط کیا ہے تو اپنے اندر سفر کر اور دیکھ لے کہ ''من'' کیا ہے۔

خودی تعویذِ حفظِ کائنات است — نخستیں پرتو ذاتش حیات است

ترجمہ: خودی کائنات کے تحفظ کا تعویذ ہے اس (اللہ تعالیٰ) کی ذات کا پہلا اظہارِ حیات ہے۔ یہ اس طرف اشارہ ہے جب اللہ تعالیٰ میں اظہار کا شوق پیدا ہوا تو سب سے پہلے نورِ مصطفی ﷺ میں خود کو ظاہر کیا اور نورِ محمدی ﷺ سے مخلوق کو پیدا کیا۔

بینی جہاں را خود را نبینی — تاچند ناداں غافل نشینی؟

ترجمہ: تو دنیا کو دیکھتا ہے' لیکن خود کو نہیں پہچانتا تو کب تک اپنی ہستی سے غافل رہے گا۔

بجانِ من کہ جاں نقش تن انگیخت — ہوائے جلوہ ایں گل را دو رو کرد

ہزاراں شیوہ دارد جانِ بے تاب — بدن گردو چو بایک شیوہ خو کرد

ترجمہ: میری روح نے جب خود ہی جسم کا نقش ابھارا تو جلوہ (حق) ظاہر ہونے کی خواہش نے اس پھول (جسم اور روح) کو دو رُخ عطا کر دیئے یوں جسم اور روح دو الگ الگ وجود نظر آنے لگے جبکہ دونوں کی بنیاد ایک روح ہی ہے گویا بدن روح ہی کی بدلی ہوئی صورت ہے۔

در جہانِ دل ما دورِ قمر پیدا نیست — انقلابیست و لے شام و سحر پیدا نیست

ترجمہ: ہمارے دل (باطن) کی دنیا زمان ومکاں (Time and Space) سے آزاد ہے۔ اس میں شام وسحر نہیں ہے۔ ہر لحہ ایک انقلاب ہے۔

اور دِل جب بیدار ہو جاتا ہے تو وہ صفاتِ فاروق اعظمؓ اور صفاتِ حیدر کرارؓ سے متصف ہوتا ہے۔

دِل بیدار فاروقیؓ، دِل بیدار کراریؓ — مِسِ آدم کے حق میں کیمیا ہے دِل کی بیداری

دِل بیدار پیدا کر کہ دِل خوابیدہ ہے جب تک — نہ تیری ضرب ہے کاری، نہ میری ضرب ہے کاری

❀ سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ عرفانِ نفس کے بارے میں فرماتے ہیں:

Marfat.com

❁ اے انسان! کیا تو نے اپنے اندر اس حقیقت کو تلاش کیا ہے کہ اصل میں تیری حقیقت کیا ہے تو کہاں سے آیا ہے؟ تیرا اس دنیا میں آنے کا مقصد کیا ہے؟ اور تو نے واپس لوٹ کر کہاں جانا ہے؟

❁ اپنے اندر اپنی حقیقت تلاش کر۔ تیری حقیقت تو وہ ذات ہے جو تیری شہ رگ سے بھی قریب ہے۔ تیری اپنی ذات ہی کی تلاش میں تجھے وہ ذات مل جائے گی۔

❁ اپنی ذات کو پہچان۔ جب تو اپنی ذات کو پہچان لے گا تو تجھے اللہ تعالیٰ کی پہچان بھی حاصل ہو جائے گی لیکن اس حقیقت تک پہنچنے کیلئے پہلے اپنے دل سے زنگ دور کر اور نفسانی حجابات سے چھٹکارہ حاصل کر اس کے بعد تیرا دل ایک ایسا آئینہ بن جائے گا جس میں وہ ذات بے حجاب نظر آئے گی۔

❁ انسان کا باطن ایک عظیم الشان نوری جوہر اور حق کا آئینہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے نور سے منور ہوتا ہے اور اس کی وسعت اتنی زیادہ ہے کہ پوری کائنات اس میں رائی کے دانہ کے برابر نظر آتی ہے اور یہی وہ حقیقی انسان ہے جو اللہ کی طرف سے آتا ہے اور اسی کی طرف لوٹ کر چلا جاتا ہے۔ گوشت پوست کا یہ ظاہری جسم نہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے اور نہ ہی اس کی طرف لوٹ کر جاتا ہے یہ اسی دنیا میں پیدا ہوتا ہے یہیں ختم ہوتا ہے یہیں دفن ہوتا اور یہیں فنا ہو جاتا ہے۔

❁ اپنے باطن کو بیدار کر کیونکہ وہی اصل انسان ہے اسی کا کام عبادت ہے کیونکہ حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے ''حضورِ قلب کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔'' وہی جنت والا اور دوزخ والا ہے۔ جس کا باطن درست ہو گیا اس کا ظاہر بھی درست ہو گیا۔

❁ اگر تو باطن کا بند قفل کھولنا چاہتا ہے تو اس کی کلید کسی مردِ کامل (مرشد کامل اکمل) سے حاصل کر۔ باطن کے قفل کو کھولنے والی چابی اسمِ اَللّٰہُ ذات ہے۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُوؒ

تمام عارفین اور فقراء کی طرح سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُوؒ بھی انسان کو اپنے من میں جھانکنے اور اپنی ذات پر غور کرنے کی تلقین کرتے ہیں آپؒ چونکہ صوفیاء کرام میں عظیم مرتبہ کے حامل اور سلطان الفقر کے مرتبہ پر فائز ہیں اس لئے آپؒ کا انداز بھی سب سے منفرد اور جداگانہ ہے۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کی تمام تر تعلیمات خواہ نثر کی شکل میں ہوں یا شاعری کی شکل میں، قرآن وحدیث کی خوبصورت شرح ہیں۔ آپؒ قرآن پاک کی اس آیت کہ ''اللہ شہ رگ

Marfat.com

سے نزدیک ہے" کا حوالہ دے کر فرماتے ہیں کہ اس ہستی کی تلاش کے لئے پہلے اپنے اندر رسائی ضروری ہے۔ اپنے باطن کے اندر اللہ پاک کی موجودگی پر زور دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس کے لئے لفظ نزدیک کا استعمال بھی موزوں نہیں ہے کیونکہ یہ لفظ بھی علیحدگی اور دوئی کا مظہر ہے بلکہ وہی تو ہماری ہستی ہماری حقیقت ہے۔ آپؒ فرماتے ہیں۔

قربِ حق نزدیک من حبل الورید تو جمالش را نہ بینی بے نظیر

ترجمہ: اللہ پاک کی ذات شہ رگ سے بھی قریب ہے مگر تو اندھا ہے اور لقائے خدا تیرا مقدر نہیں ہے۔ (دیوانِ باھوؒ)

❁ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ کی شرح میں فرماتے ہیں: جان لے کہ نفسِ امارہ کی قوت وغذا گناہ ومعصیت ہے بلکہ یوں کہیے کہ نفسِ امارہ کا تو پیشہ ہی گناہ ومعصیت ہے۔ اگر آدمی رات دِن نماز وروزہ جیسی طاعت وبندگی میں مشغول رہے اور ہمیشہ قائم اللّیل و صائم الدہر رہے تو اِس کے باوجود بھی نفسِ امارہ گناہ سے باز نہیں آتا کہ اُس کی تو خصلت ہی گمراہی ہے۔ آدمی چاہے رات دِن مسائلِ فقہ کے مطالعہ میں مشغول رہے یا ریاضتِ تقویٰ وتلاوتِ قرآن اور نص وحدیث کے مطالعہ میں مصروف رہے، نفسِ امارہ گناہوں سے باز نہیں آتا کہ اُس کا یارانہ نفس وشیاطین سے ہے۔ آدمی چاہے خانہ کعبہ کا طواف وحج کرتا رہے یا میدانِ جنگ میں جہاد وقتال کرتا رہے یا ذکر، فکر، مراقبہ، محاسبہ، مکاشفہ، کشف القلوب اور کشف القبور کے مراتب حاصل کر کے غوث وقطب بن جائے نفسِ امارہ گناہوں سے باز نہیں آتا بلکہ ہر وقت گناہوں کی طرف مائل رہتا ہے کہ اُس کی نظر ہمیشہ مردار گناہ پر لگی رہتی ہے لیکن جب تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے اُس کے دِل میں قرب ووصالِ الٰہی کی تجلّیات کا شعلہ بھڑکتا ہے تو وہ وحدانیتِ نُورِ حضور کے دریا میں غرق ہو کر عارف باللہ فنافی اللہ کے انتہائی مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ اِس مقام پر نفسِ امارہ عاجز ہو کر گناہوں سے رک جاتا ہے اور اُسے قدرتِ الٰہی کی طرف سے بے کام و بے زبان الہامات کے ذریعے حکم ہوتا ہے کہ اے نفسِ امارہ! حیا کر اور باادب ہو جا۔ قدرتِ الٰہی کے اِن الہامات کو سن کر نفسِ امارہ تائب ہو جاتا ہے اور مسلمان ہو کر صحیح اقرار وقلبی تصدیق کے ساتھ کلمہ طیب " لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ " پڑھ لیتا ہے اور گناہوں سے توبہ کر کے نفسِ مطمئنہ بن جاتا ہے۔ پھر وہ طلبِ راستی میں دینِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قبول کر کے منتہی ولی اللہ بن جاتا ہے۔ معرفتِ الٰہی کے اس انتہائی مقام پر جب وہ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ کا مصداق بن کر اپنے نفس کو پہچان لیتا ہے تو اُسے اپنے ربّ کی پہچان اس علامت سے ہو جاتی ہے کہ اُس کے نفس پر الہاماتِ ربانی کا نزول شروع ہو جاتا ہے کیونکہ مقامِ معرفت پر پہنچ کر نفس میں کوئی نفسانی وشیطانی باقی نہیں

Marfat.com

رہتی۔ اس کے بعد اگر تمام حور و قصور نعم ہائے بہشت و تمام زینتِ دنیا نفس کے گرد جمع ہو جائیں تو وہ اُسے اختیار نہیں کرتا۔ (محک الفقر کلاں)

❁ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے: مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ (جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا بے شک اُس نے اپنے ربّ کو پہچان لیا) اُمتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خطاب اِس لیے کیا گیا ہے کہ اِس سے آدمی کے احوال اُس کے سامنے آجاتے ہیں پھر اُس کا نفس ہوا (نفسانی خواہشات) سے اور دِل گناہوں سے مطلق بیزار ہو جاتا ہے۔ بندے کو بندگی کے لیے پیدا کیا گیا ہے، بندگی کے بغیر بندے کی ساری عمر محض شرمندگی ہے چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام جب دنیا سے رخصت ہونے لگے تو اپنے بیٹوں سے فرمایا:- ''مجھ سے پانچ سبق سیکھ لو تمہارے کام آئیں گے (۱) اللہ کے سوا کسی سے دِل نہ لگانا، مَیں نے بہشت سے دِل لگایا اور مجھے اُس سے جدا کر دیا گیا، (۲) عورتوں کے کہنے پر کوئی کام نہ کرنا کہ مَیں نے حوا کی رائے پر عمل کیا اور وہ مجھے راس نہ آیا، (۳) اگر تمہارا دِل کوئی چیز مانگے تو اُسے مت دو کہ میرے دِل نے درخت کا میوہ کھانا چاہا تو مَیں نے کھا لیا مگر وہ مجھے راس نہ آیا، (۴) کوئی کام کرتے وقت کسی سے مشورہ ضرور کر لینا، اگر مَیں فرشتوں سے مشورہ کر لیتا تو اِس حال کو نہ پہنچتا، (۵) اگر کوئی بلاوجہ قسم کھائے تو اُس پر اعتبار نہ کرنا کہ ابلیس لعین نے میرے سامنے قسم کھائی تو مَیں نے اُس پر اعتبار کر لیا، پھر جو نقصان مجھے پہنچنا تھا وہ پہنچ کے رہا۔'' مصنف کہتا ہے کہ فقیر کے لیے فقط طلبِ اللہ ہی کافی ہے اور باقی ہر طلب ہوس ہے۔ (محک الفقر کلاں)

دل انسانی جسم میں ایک وسیع اور عظیم الشان نوری جوہر اور آئینہ حق نما ہے جو اللہ تعالیٰ کے ذاتی نور سے منور ہوتا ہے اور تمام کائنات اس میں رائی کے دانے کے برابر نظر آتی ہے۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُوؒ کا نکتہ نظر یہ ہے کہ دل میں معرفتِ الٰہی سے ایسی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے جس سے دونوں جہان کی کل کیفیات دل میں سما جاتی ہیں اور صاحبِ نظر دل کی آنکھوں سے اس کا صاف نظارہ کرتا ہے اور عاشقِ الٰہی تو ہمیشہ ہی اپنے دل کی جانب متوجہ رہتا ہے۔ آپؒ فرماتے ہیں:-

❁ قلب ایک نہایت وسیع ولایت اور ملکِ عظیم ہے دونوں جہان اور ساتھ مخلوق اس میں سما سکتے ہیں لیکن قلب دونوں جہانوں میں نہیں سما سکتا۔ (فضل اللقاء)

❁ ہر کتابے نقطہ از دِل کتاب   دِل کتابے دفتر حق بے حساب

ترجمہ: ہر کتاب کتابِ دِل کا ایک نقطہ ہے کہ کتابِ دِل نے بے شمار دفاترِ حق کا احاطہ کر رکھا ہے۔ (محک الفقر کلاں)

حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ شرحِ دِل اور حقیقتِ دِل کے بارے میں فرماتے ہیں:

Marfat.com

❁ دِل کسے کہتے ہیں اور قلب کسے سمجھا جاتا ہے؟ جان لے کہ زمین کی وسعت آسمان کی وسعت کے مقابلے میں محض ایک قطرہ ہے، جملہ آسمان بلندی و فراخیٔ لوح کے مقابلے میں ایک قطرہ ہیں، لوح قلم کے مقابلے میں ایک قطرہ ہے، عرشِ اکبر کے بے شمار کنگرے ہیں، ہر کنگرے پر کلمہ طیب ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' لکھا ہوا ہے، ہر کنگرے پر ایک قندیل لٹکی ہوئی ہے، ہر قندیل میں قدرتِ الٰہی سے زمین و آسمان کے چودہ طبق تہہ در تہہ رکھے ہوئے ہیں، ہر طبق میں اٹھارہ ہزار عالم کی مخلوق آباد ہے، ہر مخلوق اپنی اپنی زبان سے کلمہ طیب ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' کا ذکر کر رہی ہے۔ عرشِ اکبر اور تمام قندیلیں دِل کے مقابلے میں اسپند کے دانے کے برابر ایک قطرہ ہیں۔ سن اے ہوشمند! جب کوئی آدمی اہلِ اسلام عارف باللہ کے دِل کو ٹھیس پہنچاتا ہے تو اٹھارہ ہزار عالم کی جملہ مخلوق بلکہ عرش و کرسی کی تمام مخلوق میں تہلکہ مچ جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے حاملانِ عرش و کرسی! تم اس طرح جنبش میں کیوں ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ ایک مومن کا دِل کسی نے دکھایا ہے اور وہ جلالیت میں آ کر جنبش کر رہا ہے۔ اِس پر اللہ تعالیٰ کا قہر و غضب دکھ دینے والے پر نازل ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ میں اس سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ (محک الفقر کلاں)

❁ جان لے کہ ذکر، فکر، مراقبہ، محاسبہ، مکاشفہ اور خلوتِ حجرہ سے اکتساب کرنا خام و ناقص لوگوں کا مرتبہ ہے کہ حجرہ و خلوتِ دِل بہتر ہے حجرہ و خلوتِ خاک سے کہ حجرۂ خاک دِل کے حجرے سے کمتر ہے۔ جس نے بھی رازِ حق کو پایا دِل ہی سے پایا اور جس نے دِل سے رازِ حق کو پا لیا اُس نے خود کو حجرہ و خلوتِ خاک سے آزاد کرا لیا۔ یوں جانیے کہ حجرۂ خاک میں خلوت نشین ہو کر چالیس روز کا چلہ کاٹنا مطلق جہالت بلکہ شرک و کفر ہے کہ ایسے چلہ کش کہا کرتے ہیں کہ ہمیں جو کچھ حاصل ہوا ہے وہ چلہ و حجرہ و خلوت سے حاصل ہوا ہے۔ وہ ایسا کہتے وقت اللہ کے نام کو درمیان میں لاتے ہی نہیں۔ اسی سبب سے حجرہ و خلوت نشینی محض استدراج ہے۔ اِس سے بہتر اور کوئی رویہ نہیں کہ ظاہر کو سنت طریقہ سے باجماعت نمازِ شریعت میں مشغول رکھا جائے اور باطن کو قوتِ طریقت و حقیقت و معرفت میں غرق رکھا جائے۔ ظاہر کو مخلوق کے ساتھ رکھا جائے اور باطن کو خالق کے ساتھ۔ (محک الفقر کلاں)

❁ جو قلب ایک دفعہ بیدار ہو جاتا ہے وہ ہمیشہ رویتِ الٰہی میں مستغرق ہونے کے لئے مشتاق، عاشق، دیوانہ، مبتلا اور متوجہ رہتا ہے۔ (قرب دیدار)

حقیقت تک پہنچنے کا راستہ انسانی قلب میں ہے اور انسانی جسم میں یہی وہ جگہ ہے جہاں ذاتِ الٰہی کے جلوے نظر آتے ہیں اور اگر قلبِ انسان پر سے زنگ اتر جائے اور حجابات کے دور ہونے کے بعد یہ صاف ہو جائے تو

Marfat.com

فطرتِ انسانی قلب کے واسطہ سے وجدانِ حقیقی تک جا پہنچتی ہے گویا قلب انسان کی روحانی کیفیات کا مرکز ہے اگر یہ درست ہے تو جو اعمال بھی سرزد ہوں گے وہ درست ہوں گے اور اگر یہ مرکز سیاہ ہو جائے اور اپنی جگہ سے ہل جائے تو روحانی اقدار تباہ ہو جاتی ہیں۔ انسانی جسم کے اندر دل ہی ہے جس میں ذاتِ حق جلوہ گر ہے۔ اور وہ ذات انسان میں پوشیدہ ہے جیسا کہ حدیثِ قدسی میں اِرشاد باری تعالیٰ ہے۔ اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّہٗ (انسان میرا بھید ہے اور میں انسان کا بھید ہوں)۔ اِس حقیقت سے واقفانِ حقیقت یا طالبِ صادق ہی واقف ہوتے ہیں۔

''عقلِ بیدار'' میں حضرت سخی سلطان باھُوؒ دل کی حقیقت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

- میں نے اپنے دل میں قبلہ دیکھا اور حق کا دیدار کیا اور پھر خدا کے سامنے سربسجود ہو گیا۔
- دل وجود کے اندر اللہ کا ایک خزانہ ہے۔ اہلِ دل محمود ہیں اور اس کی نمود بھی محمود سے ہی ہے۔
- خطرات کے باعث دل شیطان کا گھر بن جاتا ہے اور اہلِ معرفت کا دل پُرنور ہوتا ہے۔
- دل ایک لطیفہ ہے اور اپنی لطافت کے باعث خدا سے ملتا ہے اور دل وحدت اور حق کی بقا کا ایک راز ہے۔
- دنیا کے طالب اہلِ دل نہیں ہوتے وہ سراسر بے حیا' روسیاہ اور شرمندہ ہوتے ہیں۔
- باھُوؒ اس شخص کا دل' دم اور روح ایک ہو جاتے ہیں جو ایک اللہ کا سجدہ اور نماز صبح شام ادا کرتا ہے۔
- آدمی کا دِل گہرے سمندر کی مثل ہے اور اس کا جسم حباب کی مثل۔ (نورالہدیٰ کلاں)
- جان لے کہ دِل جب سِرِّ اسرار کے خزانے سے، انوارِ الٰہی کے مشاہدے سے، ذکر اللہ سے اور معرفتِ الٰہی سے زندہ ہو جاتا ہے اور جب دِل کے حواسِ خمسہ کھل جاتے ہیں تو ظاہری نفسانی وجود کے حواسِ خمسہ بند ہو جاتے ہیں۔ (مجالستہ النبیؐ)
- آپ رحمتہ اللہ علیہ اپنے ابیات میں فرماتے ہیں:

چرا در زندگی اے دِل نہ کوشی چرا زیں شربت شیریں نہ نوشی
چو دِل زندہ شود ہرگز نہ میرد دلے بیدار شد خوابش نہ گیرد

ترجمہ: اے دِل تو زندہ ہونے کی کوشش کیوں نہیں کرتا تو یہ میٹھا شربت (زندگی دِل) کیوں نہیں پیتا۔ دِل جب زندہ ہو جائے تو پھر یہ مرتا نہیں اور جب بیدار ہو جائے تو سوتا نہیں۔ (مجالستہ النبیؐ)

- چشمِ بند عینک بہ پیش چشمِ دِل خوش بین دیدار را در جسمِ گِل

ترجمہ: دِل کی آنکھ کے سامنے ظاہری آنکھ کو بند کر لے اور مٹی کے جسم میں دیدار کو اچھی طرح دیکھ۔ (تیغ برہنہ)

Marfat.com

❁ قلب کے تین حروف ہیں ''ق۔ل۔ب۔'' حرف ''ق'' سے مراد قُربِ الٰہی اور حرف ''ل'' سے مراد لقائے الٰہی، حرف ''ب'' سے مراد بقا باللہ۔ جو شخص اِن صفات سے متصف ہے وہ صاحبِ قلب ہے ورنہ وہ اہلِ کلب (کتا) ہے۔ (قربِ دیدار)

❁ مصنف کہتا ہے کہ کافر کی روح بھی کافر، عقل بھی کافر اور دِل بھی کافر ہے۔ وہ علم بھی کفر کا پڑھتا ہے اور کفر کی راہ سے رزق بھی حرام کھاتا ہے۔ منافق کی روح بھی منافق، دِل بھی منافق، نفس بھی منافق اور عقل بھی منافق ہے۔ وہ علم بھی منافقت کا پڑھتا ہے اور رزق بھی منافقت کا کھاتا ہے یعنی وہ علم بھی حصولِ دنیا کی خاطر پڑھتا ہے اور علم کو حرص وحسد وکبر جیسے خصائلِ بد کی تسکین کے لیے استعمال کرتا ہے۔ مومن کی روح بھی مومن، دِل بھی مومن، نفس بھی مومن اور عقل بھی مومن ہے۔ اُس کا علم اُسے اسلام، امانِ الٰہی اور معرفتِ اِلَّا اللّٰہُ کی طرف لے جاتا ہے۔ وہ جو رزق بھی کھاتا ہے اللہ کا شکر بجالاتا ہے اور اپنے نفس سے انصاف کرتا ہے۔ (محک الفقر کلاں)

❁ دِل کعبۂ اعظم است بہ کن خالی از بتاں　　بیت المقدس است مکن جائے بت گراں

ترجمہ: تیرا دِل کعبۂ اعظم ہے اسے بتوں (غیر اللہ) سے پاک کر۔ تیرا دِل بیت المقدس ہے اسے بُت گروں کی دکان مت بنا۔ (عین الفقر باب ہفتم)

❁ آپؒ دِل کی اقسام کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے ''دِل تین قسم کے ہوتے ہیں یعنی قلبِ سلیم، قلبِ منیب، قلبِ شہید۔ قلبِ سلیم وہ ہے کہ جس میں سوائے معرفتِ الٰہی کے کچھ نہ ہو۔ قلبِ منیب وہ ہے جو ہر چیز سے منہ موڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہے اور قلبِ شہید وہ ہے جو ہر وقت جمالِ الٰہی کے مشاہدے میں غرق رہے اور ہر چیز میں تجلّیاتِ ذات کا مشاہدہ کرے۔ (عین الفقر باب ہفتم)

آپ رحمتہ اللہ علیہ پنجابی ابیات میں فرماتے ہیں:

❁ ایہہ تن رب سچے دا حجرا، وِچ پا فقیرا جھاتی ھُو
ناں کر منت خواج خضر دی، تیرے اندر آب حیاتی ھُو
شوق دا دِیوا بال ہنیرے، متاں لبھی وَست کھڑاتی ھُو
مرن تھیں اَگے مر رہے باھُوؒ، جنہاں حق دی رمز پچھاتی ھُو

آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تیرا جسم اللہ پاک کی جلوہ گاہ ہے تو اپنے جسم کے اندر جھانک کر تو دیکھ اور اس خضر علیہ السلام کا محتاج نہ بن جس نے آبِ حیات پی کر حیاتِ جاودانی حاصل کر لی۔ بلکہ تیرے اندر تو عشقِ الٰہی کا آبِ حیات موجود ہے۔ اپنے اندر عشق کا چراغ روشن کر شاید تجھے کھوئی ہوئی امانتِ حقیقی (ذاتِ حق تعالیٰ) مل

Marfat.com

جائے جو تیرے دِل کے اندر ازل سے پوشیدہ ہے اور جنہوں نے اس راز کو پالیا وہ موت سے پہلے مر گئے اور انہوں نے حیاتِ جاودانی حاصل کر لی۔

❁ دِل دریا سمندروں ڈونگھا، غوطہ مار غواصی ھُو
جیں دریا وَنج نوش نہ کیتا، رہسی جان پیاسی ھُو
ہر دَم نال اللہ دے رکھن، ذِکر فکر دے آسی ھُو
اُس مرشد تھیں زَن بہتر باھُوؒ، جو پھند فریب لباسی ھُو

دل تو دریاؤں اور سمندروں سے بھی زیادہ گہرا ہے۔ اس کی گہرائی تک پہنچنے کی سعی اور جدوجہد کر کیونکہ یہاں ہی دریائے وحدت ہے اور اگر تُو دریائے وحدت کو نوش کرنے میں ناکام رہا تو تیری ذات ہمیشہ دیدارِ حق تعالیٰ کی پیاسی رہے گی (اور یہ محرومی کائنات کی سب سے بڑی محرومی ہے)۔ اس مقصد کے حصول کے لئے ہمیشہ ذکر اور تصور ''اسمِ اَللّٰہُ ذات'' کے ساتھ ساتھ دیدارِ یار کی فکر اور پریشانی میں بھی ہلکان رہ۔ لیکن اس راہ پر چلنے سے پہلے مرشد کامل اکمل کو تلاش کر کے اس کی غلامی اختیار کر کیونکہ دیدارِ حق تعالیٰ کی منزل تک وہی پہنچا سکتا ہے۔ دیکھ کہیں ناقص مرشد کے ہتھے نہ چڑھ جانا کیونکہ یہ تو طالبوں کو صرف باتوں سے بہلائے رکھتے ہیں۔ ان کے پاس دینے کو جھوٹے وعدوں کے سوا کچھ نہیں ہوتا اور یہ خود اندر سے خالی ہوتے ہیں۔ ان سے بہتر تو وہ عورت ہے جو مکار اور دھوکے باز ہونے کے باوجود کم از کم اپنے چاہنے والوں کی خواہشات کی تسکین کا سامان تو کر دیتی ہے۔

❁ ایہہ تن رَب سچے دا حجرا، دِل کھڑیا باغ بہاراں ھُو
وِچے کُوزے وِچے مُصلّے، وِچ سجدے دِیاں تھاراں ھُو
وِچ کعبہ وِچے قبلہ، وِچے اِلّا اللہ پکاراں ھُو
کامل مرشد ملیا باھُوؒ، اُوہ آپے لیسی ساراں ھُو

جب سے ''باطن'' کی یہ حقیقت ہم پر ظاہر ہوئی ہے کہ میرا دل تو محبوبِ حقیقی کی جلوہ گاہ ہے' میری خوشی اور مسرت کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔ میرے اندر ہی کوزے ہیں کہ ان سے دل کی طہارت اور پاکیزگی کا وضو کر کے اور تزکیہ نفس کے مصلّے پر کھڑے ہو کر جب محبوبِ حقیقی کے سامنے سجدہ ریز ہوا تو مجھ پر اِلّا اللہ (اثبات) کی حقیقت آشکار ہوئی کہ کائنات میں سوائے اللہ تعالیٰ کے کچھ موجود نہیں ہے۔ یہ سب کچھ مجھے اپنے مرشد کامل سے نصیب ہوا ہے اور میرا مرشد ہمیشہ میرا نگہبان اور محافظ ہے۔

Marfat.com

دِل دریا خواجہ دیاں لہراں، گھمّن گھیر ہزاراں ھُو
رہن دلیلاں وِچ فکر دے، بے حد بے شماراں ھُو
ہِک پردیسی دوجا نیوں لگ گیا، ترِیا بے سمجھی دیاں ماراں ھُو
ہَسن کھیڈن سبھ بھلیا باھُوؒ، جد عشق چنگھیاں دھاراں ھُو

دل، سمندر سے زیادہ وسیع ہے اور اس میں معرفتِ الٰہی کی لہریں ہر وقت موجزن رہتی ہیں لیکن وہاں وساوس اور خنّاس[1] کے بھنور بھی ہیں لیکن طالبانِ مولیٰ حق کی دلیلوں اور تفکر کے ذریعے ان بھنوروں سے نکلتے ہیں۔ ایک تو میں اس عالمِ فانی میں پردیسی ہوں، دوسرا حق تعالیٰ کے عشق میں مبتلا ہو گیا ہوں اور تیسری پریشانی یہ ہے کہ راہِ عشق کے رسم و رواج سے ناواقف ہوں اور جب سے عشقِ حقیقی نے میرے دل کو گرفت میں لیا ہے میں نے دنیا کی رنگینیوں، خواہشات اور لذّات سے منہ موڑ لیا ہے۔

دِلے وِچ دِل جو آکھیں، سو دِل دُور دلیلوں ھُو
دِل دا دَور اَگُوہاں کریئے، کثرت کنوں قلیلوں ھُو
قلب کمال جمالوں جسموں، جوہر جاہ جلیلوں ھُو
قبلہ قلب منّور ہویا باھُوؒ، خلوت خاص خلیلوں ھُو

تُو دعویٰ کرتا ہے کہ تیرا دِل بیدار ہو چکا ہے لیکن یاد رکھ ابھی یہ مقام بہت دور ہے۔ اس کے لیے دل سے دنیا کی ہر شے کی محبت ختم کر کے صرف اللہ پاک کی محبت بسانی پڑتی ہے اور اپنے آپ کو عالمِ کثرت سے عالمِ وحدت کی طرف لے جا۔ قلب جسموں کے کمال اور جمال کا جوہر ہے اور ربّ جلیل کا گھر اور اس کے انوار و تجلیات کے نزول کی جگہ ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے انوار و برکات نے میرے دِل کو خلوت گاہ بنا لیا ہے جس سے میرا دِل منور ہو کر حقیقت آشنا ہو گیا ہے۔

نہیں فقیری جھلیاں مارن، سُتیاں لوک جگاون ھُو
نہیں فقیری وہندیاں ندیاں، سُکیاں پار لنگھاون ھُو
نہیں فقیری وِچ ہوا دے، مصلّے پا ٹھیراون ھُو
نام فقیر تنہاں دا باھُوؒ، جیہڑے دِل وِچ دوست ٹکاون ھُو

---

[1] اس کی شرح کے لیے متفرقات حصہ دوم ملاحظہ فرمائیں

Marfat.com

فقیری یہ نہیں کہ اپنے آپ کو درویش ظاہر کرنے کے لئے گلیوں اور بازاروں میں رقص کیا جائے اور کسی کو خشک کپڑوں اور بدن کے ساتھ بہتی ندی کے پار لگا دینا بھی فقیری نہیں ہے اور نہ ہی ہوا میں مصلّٰی ٹھہرا کر نماز ادا کرنا فقیری ہے۔ درحقیقت اصل فقیر تو وہ ہوتے ہیں جو اپنے اندر پنہاں محبوبِ حقیقی کو پا کر اس کو دل میں بسا لیتے ہیں۔

فقراء اور اولیاء کرام نے انسانوں کو اپنی ذات کی پہچان کا درس دیا ہے کیونکہ جب انسان اپنے آپ کو پہچان لیتا ہے تو اسی راستہ سے اللہ تعالیٰ کی پہچان نصیب ہوتی ہے لیکن ایک بات سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کو دوسرے اولیاء کرام سے ممتاز کرتی ہے کہ دوسرے اولیاء کرام انسان کو روح، قلب، من، دِل، باطن، خودی اور ضمیر کی پہچان اور نورِ بصیرت حاصل کرنے کی تلقین کرتے ہیں لیکن اس کی ''کلید'' کا ذکر نہیں کرتے جس سے باطن کے اندر کا سفر کیا جا سکے۔ لیکن حضرت سخی سلطان باھُوؒ نے اپنی تمام تصانیف میں اس کلید اور اس کے فوائد، اسرار و رموز کا ذکر کیا ہے اور انسان کی روح، قلب، من، باطن، خودی اور ضمیر کا قفل کھولنے والی اور نورِ بصیرت حاصل کرنے والی وہ کلید ذکر و تصورِ ''اسمِ اَللّٰهُ ذات'' ہے بشرطیکہ یہ کسی مرشدِ کامل اکمل صاحبِ مسمّٰی اسمِ ذات سے حاصل ہوئی ہو۔

Marfat.com

باب 4

اسمِ اَللّٰہُ ذات

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھوؒ نے اپنی کتب میں علمِ تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کے اسرار و رموز کو کھول کر بیان فرمایا ہے۔ آپؒ نے اپنی کتب میں بعض مقامات پر تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کو علمِ اکسیر اور تصورِ توفیق کے نام سے بھی موسوم کیا ہے۔ تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات تمام باطنی علوم کا معدن و مخزن ہے۔ اس سے باطن میں دو اعلیٰ ترین مقامات دیدارِ حق تعالیٰ اور مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری حاصل ہوتی ہے جو کہ کسی دوسرے ذکر فکر سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ باطن میں ان سے اعلیٰ اور کوئی مقامات نہیں ہیں۔

اسمِ ''اَللّٰہُ'' اسمِ ''ذات'' ہے اور ذاتِ سبحانی کے لیے خاص الخاص ہے۔ علماءِ راسخین کا قول ہے کہ یہ اسمِ مبارک نہ تو مصدر ہے اور نہ مشتق یعنی یہ لفظ نہ تو کسی سے بنا ہے اور نہ ہی اس سے کوئی لفظ بنتا ہے اور نہ اس اسمِ پاک کا مجازاً اطلاق ہوتا ہے جیسا کہ دوسرے اسماءِ مبارک کا کسی دوسری جگہ مجازاً اطلاق کیا جاتا ہے۔ گویا یہ اسمِ پاک اس قسم کے کسی بھی اشتراک اور اطلاق سے پاک، منزّہ و مبرّا ہے۔ اللہ پاک کی طرح اسمِ اَللّٰہُ بھی احد، واحد اور ''لَمْ یَلِدْ وَ لَمْ یُوْلَدْ'' ہے۔

یہ اَللّٰہ کا ذاتی نام ہے جس کے وِرد سے بندے کا اپنے ربّ سے خصوصی تعلق قائم ہوتا ہے۔ یہ اسم پاک قرآنِ پاک میں چار ہزار مرتبہ آیا ہے۔ عارف باللہ فقراء کے نزدیک یہی اسمِ اعظم ہے۔ یہ نام تمام جامع

Marfat.com

صفات کا مجموعہ ہے کہ بندہ جب اَللّٰہ کو اس نام سے پکارتا ہے تو اس میں تمام اسمائے صفات بھی آجاتے ہیں گویا وہ ایک نام لے کر اسے محض ایک نام سے نہیں معناً تمام اسمائے صفات کے ساتھ پکار لیتا ہے یہی اس اسم کی خصوصیت ہے جو کسی اور اسم میں نہیں ہے۔ امام رازی رحمتہ اللہ علیہ نے اس نکتہ کی وضاحت بہت خوبصورت الفاظ میں کی ہے:

❁ بے شک جب تو نے اللہ تعالیٰ کو صفتِ رحمت کے ساتھ پکارا یعنی رحمٰن یا رحیم کہا تو اس صورت میں تو نے صفتِ رحمت کا ذکر کیا صفتِ قہر کا نہیں، یونہی صفت علم کے ساتھ یا علیم کہہ کر پکارا تو صرف صفتِ علم کا ذکر کیا صفتِ قدرت کا نہیں لیکن جب تو نے اَللّٰہُ کہا تو گویا تمام صفات کے ساتھ اسے پکار لیا کیونکہ اللہ ہوتا ہی وہ ہے جو تمام صفات سے متصف ہو۔ (تفسیر کبیر۔1۔85)

کسی چیز کی پہچان اور اس سے رابطے کا ذریعہ اس کا نام ہوتا ہے۔ نام بھی دو قسم کے ہوتے ہیں: ا۔ ذاتی ۲۔صفاتی۔ ایک شخص جس کا نام نوید ہے اگر اس نے حکمت کا علم سیکھ رکھا ہے تو وہ حکیم نوید کہلائے گا، اگر اس نے قرآنِ مجید حفظ کر رکھا ہے تو وہ حافظ نوید کہلائے گا اور اسی طرح اگر اس نے حج کر رکھا ہے تو حاجی نوید کہلائے گا۔ غرض جتنی صفات سے وہ متصف ہوتا چلا جائے گا اتنے ہی صفاتی نام اس کے اصل نام نوید کے ساتھ لگتے چلے جائیں گے۔ اس صورت میں نوید اس کا ذاتی نام ہے اور حکیم' حافظ' حاجی وغیرہ اس کے صفاتی نام ہیں کیونکہ یہ نام بعد میں اس کے ساتھ اس وقت لگے جب وہ ان صفات سے متصف ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ صفاتی نام' صفاتی ذکر اذکار کا جامع ہوتا ہے اور ذاتی نام تمام صفاتی ناموں کا جامع ہوتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام ''اَللّٰہُ'' ہے اور کریم' رحیم' غفور' غفار جیسے باقی تمام نام صفاتی ہیں اور یہ سب صفاتی نام اسم اَللّٰہُ ذات میں جمع ہیں۔ انسان جب اللہ تعالیٰ کو اُس کے ذاتی نام ''اَللّٰہُ'' سے یاد کرتا ہے تو گویا وہ اللہ تعالیٰ کو اس کی جملہ صفات سے یاد کرتا ہے۔

انسان کے اندر اسمِ اَللّٰہُ ذات اور اسماءِ صفات کی استعداد روزِ ازل سے فطری طور پر موجود ہے جیسا کہ قرآنِ مجید میں حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

❁ عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ۝ (البقرہ 31۔ ترجمہ: آدم علیہ السلام کو تمام اسماء کا علم عطا کیا گیا)

اور اس طرح تمام اسماء کا یہ علم حضرت آدم علیہ السلام سے اولادِ آدم میں منتقل ہوا۔ لہٰذا انسان جس اسم اور جس صفت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے وہ اپنے اندر اُسی اسم اور اُسی صفت کی استعداد کو بالفعل جاری کرتا ہے۔ اسی کو اپنے اندر نمودار کرتا ہے اور اسی کا نور اس کے دل میں چمکتا ہے مثلاً بندہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر اسم ''رحمٰن'' سے کرتا

Marfat.com

ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر اپنی صفتِ رحمٰن کی تجلی فرماتا ہے اور اسمِ رحمٰن کا نور ذاکر کے اندر سرایت کر جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی جو صفتِ رحمانیہ تمام کائنات میں جاری و نافذ ہے اور جس کی وجہ سے تمام مخلوق کے درمیان رحم و شفقت قائم ہے وہ اپنی استعداد کے مطابق اس سے فیض یاب ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفتِ رحمانیہ سے متصف ہو جاتا ہے اور نفس و آفاق میں اسمِ رحمٰن کے عمل کا عامل بن جاتا ہے۔ اسی طرح بندہ جب اللہ تعالیٰ کے اسم ''سمیع'' یا اسم ''بصیر'' کا ذکر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی صفات ''سمیع و بصیر'' سے اپنی استعداد کے مطابق فیض یاب ہوتا ہے اور اسے ظاہری حواس کی سماعت و بصارت کے علاوہ باطنی حواس کی سماعت و بصارت بھی حاصل ہو جاتی ہے جن سے وہ ان سُنی باتیں بذریعہ الہام سُنتا ہے اور اَن دیکھے باطنی مقامات اور غیبی روحانی واقعات دیکھتا ہے۔ اسی طرح تمام صفات کو قیاس کر لیا جائے لیکن جب انسان اللہ تعالیٰ کو اس کے ذاتی نام یعنی اسمِ اَللّٰہُ ذات سے یاد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی ذات (جو اسکی تمام صفات و اسماء کی جامع ہے) سے اس کی طرف تجلی فرماتا ہے جس سے ذاکر اللہ تعالیٰ کے ذاتی اَنوار کا اپنے اندر مشاہدہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے ذاتی جلوئے مشاہدے اور دیدار سے مشرف ہوتا ہے اور ذاکر کا وجود اللہ تعالیٰ کے ذاتی اَنوار (جو تمام صفات کے جامع ہیں) سے منور ہو جاتا ہے۔

اسمِ اَللّٰہُ ذات اپنے مسمّٰی ہی کی طرح یکتا' بے مثل اور اپنی حیرت انگیز معنویت و کمال کی وجہ سے ایک منفرد اسم ہے۔ اس اسم کی لفظی خصوصیت یہ ہے کہ اگر اس کے حروف کو بتدریج علیحدہ کر دیا جائے تو پھر بھی اس کے معنی میں کوئی تبدیلی نہیں آتی اور ہر صورت میں ''اسمِ اَللّٰہُ ذات'' ہی رہتا ہے۔ اسم ''اَللّٰہُ'' کے شروع سے پہلا حرف ''ا'' ہٹا دیں تو لِلّٰہ رہ جاتا ہے اور اس کے معنی ہیں ''اَللّٰہ کے لئے'' اور یہ بھی اسمِ ذات ہے قرآن مجید میں ہے:

❁ لِلّٰہِ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَمَافِی الْاَرْضِ (البقرہ۔284)

ترجمہ: ''اللہ ہی کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے''۔

اور اگر اس اسمِ پاک کا پہلا ''ل'' ہٹا دیں تو ''لَہٗ'' رہ جاتا ہے جس کے لغوی معنی ہیں ''اس کے لئے'' اور یہ بھی اسمِ ذات ہے۔ جیسے ارشادِ ربانی ہے:

❁ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

ترجمہ: ''اسی کے لیے بادشاہت اور حمد و ستائش ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے''۔

اور اگر دوسرا ''ل'' بھی ہٹا دیں تو ''ھُو'' رہ جاتا ہے اور یہ اسمِ ضمیر ہے اور اس کے معنی ہیں ''وہ'' اور یہ بھی اسم

Marfat.com

ذات ہے۔ جیسے قرآن مجید میں ہے:

❁ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۝

ترجمہ: ''وُہی اللہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں مگر ھُو (ذاتِ حق تعالیٰ)۔''

❁ قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ''(النور۔35)

ترجمہ: ''اللہ (اسمِ اَللّٰہُ ذات) زمین اور آسمان کا نُور ہے۔''

❁ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''اسی نُور سے کُل مخلوقات نے ظہور پایا اور یہی نور تمام مخلوقات کا رزق بنا۔'' (مجالستہ النبی)

اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے نورِ محمدی کی تخلیق فرمائی پھر نورِ محمدی کے نور سے تمام مخلوقات کی ارواح کو پیدا کیا گیا اور انسانی ارواح کا رزق اسمِ اَللّٰہُ ذات کا نور ہے جب ارواح کو ان کا رزق مل جاتا ہے تو ان کو وہ بصیرت حاصل ہو جاتی ہے جس سے وہ اللہ تعالیٰ کو دیکھتی ہیں۔

❁ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

فِيْ كُلِّ شَيْءٍ اِسْمٌ مِنْ اَسْمَائِهٖ تَعَالٰى وَاِسْمُ كُلِّ شَيْءٍ مِنْ اِسْمِهٖ

ترجمہ: ''ہر شے کے اندر اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک اِسم ہے اور ہر چیز کے اِسم کا ظہور اللہ تعالیٰ کے اسم (اسمِ اَللّٰہُ) سے ہے۔''

❁ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اپنی کتاب مرآۃ العارفین میں فرماتے ہیں:

اور ظاہر کیا حقیقتِ ازل کو حدوث (مخلوق) کے سبب اور حدوث کو قِدم (اپنی ذات) اور مندرج ترتیب کو بکھیرا اور اُس چیز کو لکھا چھُپی ہوئی کتاب میں ظاہر ہونے والی سیاہی کے ساتھ، جو مُتکلم کے باطن میں پوشیدہ تھی۔ حروف اور کلمات سے پورا اور مکمل کیا اور ان دونوں کو اس میں ثابت کیا اور نظم وضبط سے جوڑا اس تمام و کمال کو جو کتاب میں مفصّل ہے، فاتحہ میں رکھا اور جو کچھ فاتحہ میں درج اور پوشیدہ ہے وہ بسم اللہ میں ہے۔ یہ فاتحہ الکتاب جامع ہے واسطے ان تمام مراتب وعوالم کے جو کتابِ جامع کے بیچ ہے اسی واسطے اس کا نام اُم الکتاب رکھا گیا ہے اور بسم اللہ جس کا نام اُمّ الاُمم ہے سو یہ بھی دو قسم میں تقسیم ہے اس میں سے وہ جس کا تعلق ذات سے ہے وہ ''بسم'' ہے اور دوسری قسم جس کا تعلق صفات سے ہے وہ رحمٰن اور رحیم ہے اور جو ان دونوں کے درمیان ہے (یعنی اسمِ اَللّٰہُ) سو وہ جامع ہے۔

Marfat.com

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

❁ زمین و آسمان کے درمیان بظاہر کوئی ستون نظر نہیں آتا جس نے انہیں سہارا رکھا ہو لیکن حقیقت یہ ہے کہ اسمِ اَللّٰہُ ذات ہی کی برکت سے زمین و آسمان بغیر ستون کے ایستادہ ہیں۔ (عین الفقر)

ہر چیز کا اِسم الگ ہے اور ذات الگ ہے مگر اللہ تعالیٰ چونکہ وحدہٗ لاشریک ہے اس لیے وہ اسم میں بھی اور ذات میں بھی واحد اور احد ہے۔

ظہورِ باری تعالیٰ بصورتِ اسمِ اَللّٰہُ ذات

اللہ تعالیٰ نے جب عالمِ احدیت[1] سے عالمِ کثرت کی طرف ظہور فرمایا تو اپنی پہچان ''اسمِ اَللّٰہُ ذات'' کے ذریعے کروائی۔ حدیثِ قدسی ہے:

❁ کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ

ترجمہ: میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تو میں نے مخلوق کو پیدا کیا۔

پوشیدہ خزانہ سے مراد یہ ہے کہ ذاتِ الٰہی ''ذات، اسماء وصفات'' سمیت پوشیدہ ومخفی تھی پھر ''ذات'' کے اندر جذبہ پیدا ہوا جس کی طرف بظاہر ''فَاَحْبَبْتُ'' کے سادہ سے لفظ کے ذریعہ اشارہ کیا گیا ہے یعنی ''تو میں نے چاہا'' مگر یہ چاہت اِس شدت کے ساتھ ظہور میں آئی کہ صوفیاء کرامؒ نے اِسے عشق سے تعبیر کیا ہے۔ محبت میں اگر ''شدت'' پیدا ہو جائے تو وہ ''عشق'' بن جاتا ہے اور یہ جذبۂ عشق ہی تھا جس سے انسان کی تخلیق ہوئی اور یہ کائنات وجود میں آئی اور انسان کی تخلیق کا مقصد اللہ پاک کی پہچان اور معرفت کا حصول ٹھہرا جیسا کہ اس نے فرمایا کہ ''میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں تو میں نے مخلوق کو پیدا فرمایا''۔

❁ سلطان العارفین، سلطان الفقر حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''جب حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے چاہا (کہ اس کی پہچان ہو، اسے کوئی پہچاننے والا ہو) تو خود سے اسمِ ذات جدا کیا (خود کو اسمِ اَللّٰہُ ذات کی صورت میں ظاہر فرمایا) اور اس سے نورِ محمدی کا ظہور ہوا اور اپنی قدرتِ توحید کے آئینہ (نورِ محمد) میں دیکھا تو نورِ محمد کو دیکھتے ہی اپنے آپ پر (نورِ محمد کی صورت میں اپنے تعین پر) مشتاق و مائل وفریفتہ ہوا اور اپنی ہی بارگاہ سے رب الارباب حبیب اللہ کا خطاب پایا اور نورِ محمد سے کُل مخلوقات

[1] اس کی تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں باب 11 ''توحید''

Marfat.com

ارواح کو پیدا فرمایا۔'' (عین الفقر)

فطرتِ انسانی اور اسم اَللّٰہُ ذات

جب اللہ تعالیٰ نے اپنے ہی آئینۂ قدرت میں خود کو صُورتِ محمدی میں دیکھا تو اپنے اس رُوپ پر خود ہی عاشق اور فریفتہ ہو گیا اور اللہ تعالیٰ کا یہی عشق نُورِ محمدی کا جوہرِ خاص بنا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ''امرِ کُن'' فرما کر نُورِ محمد سے تمام عالم کی کُل مخلوقات کی ارواح کو پیدا فرمایا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے:

''اَنَا مِنْ نُّوْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَ کُلُّ خَلَائِقِ مِنْ نُّوْرِیْ''

ترجمہ: ''میں اللہ تعالیٰ کے نور سے ہوں اور تمام مخلوق میرے نور سے ہے''۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نورِ مبارک سے جب تمام ارواح کو پیدا کیا گیا تو عشقِ الٰہی کا جوہرِ خاص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت سے ارواحِ انسانی کے حصے میں آیا اور جب اپنے حسن و جمال کے اظہار کے لیے اللہ تعالیٰ نے تمام ارواح کو اپنے روبرو صف آرا فرمایا تو خود کو اسمِ اَللّٰہُ ذات کی صورت میں جلوہ گر فرمایا کیونکہ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے۔ اس لیے وہ اسم میں بھی اور ذات میں بھی واحد اور احد ہے۔ تمام ارواح اللہ تعالیٰ کے حسنِ بے مثال و لامحدود کو دیکھ کر دنگ رہ گئیں اور حسنِ مُطلق کی حمد اور ذکر میں محو ہو گئیں۔ یہی حمد اور ذکرِ اسمِ اَللّٰہُ ذات اور دیدارِ الٰہی جملہ ارواح کا رزق بنا اور وہ اسی رزق پر پلنے لگیں۔ اظہارِ جمال کے بعد مزید شفقت و مہربانی فرمائی اور اس کے متعلق قرآن میں بیان بھی فرما دیا تاکہ مخلوق اپنے خالق کی مکمل پہچان اور معرفت حاصل کر لے۔ فرمایا:

❁ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ (الاعراف۔172)

ترجمہ: کیا میں تمہارا پالنے والا نہیں ہوں؟ (یعنی کیا تم میرے حسن و جمال کے جلوؤں، دیدار اور میرے ذکر پر پل نہیں رہے ہو؟)

اس وقت تمام ارواح کی آنکھیں نورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے منور اور مدہوش تھیں اور ہر کدورت اور آلائش سے پاک تھیں اس لیے سب نے یک زبان ہو کر جواب دیا:

❁ قَالُوْا بَلٰی (الاعراف۔172) ترجمہ: ''کہا، ہاں کیوں نہیں! (تو ہی پالنے والا ہے)''

Marfat.com

یعنی ہاں! اے ہمارے ربّ ہم تیرے حسن و جمال کے جلووں' تیرے دیدار اور تیرے ذکر پر نہیں پل رہے ہیں تو اور کس پر پل رہے ہیں؟

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھوؒ اور دوسرے صوفیاء کرام روح کی حقیقت ثابت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''کیا میں تمہارا ربّ نہیں ہوں؟'' تو سب نے بیک زبان جواب دیا ''ہاں یا اللہ تو ہی ہمارا ربّ ہے'' قابلِ غور بات یہ ہے کہ کسی بھی سوال کا جواب دینے کے لیے کان، سوچ، سمجھ اور زبان کا ہونا ضروری ہے اور اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ روح کا مکمل وجود ہے۔ جیسا کہ قرآنِ پاک میں بارہا ذکر ہے فرمانِ حق تعالیٰ ہے:

❁ ترجمہ: ''بے شک ہم نے کثرت سے ایسے جن اور انسان پیدا کیے ہیں جن کا ٹھکانہ جہنم ہے یہ اس لیے کہ ان کے پاس قلب (بمعنی روح) ہے لیکن یہ لوگ قلب کی تحقیق نہیں کرتے' ان کے پاس (روح کی) آنکھیں تو ہیں لیکن یہ اِن آنکھوں سے دیکھتے نہیں' (روح کے) کان تو ہیں لیکن یہ لوگ ان کانوں سے سنتے نہیں، یہ لوگ چوپائے حیوانوں کی مانند ہیں بلکہ ان سے بھی بڑھ کر گمراہ ہیں کہ یہ لوگ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔'' (الاعراف۔179)

❁ ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا ''گونگے، بہرے اور اندھے ہیں یہ ہرگز راہِ راست پر نہیں آئیں گے۔'' (البقرہ۔18)

ان چند آیاتِ کریمہ سے ثابت ہوتا ہے کہ انسان کی ظاہری بصارت، گویائی اور سماعت کے علاوہ بھی انسان کے پاس ایسے حواس موجود ہیں جن کا تعلق اس کے باطن یعنی روح سے ہے۔

❁ دلِ بینا بھی کر خدا سے طلب   آنکھ کا نور دل کا نور نہیں

اس سوال و جواب کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے عشق کی نہایت بھاری امانت اُٹھانے کی مشقت ان پر ڈالنی چاہی اور فرمایا: ''کون ہے جو میرے عشق کی امانت کا بار اُٹھائے گا؟ کون میرا عاشق بنتا ہے؟'' لیکن ارواحِ انسانی کے سوا سب مخلوقات کی ارواح نے اس بارِ امانت کو اُٹھانے سے اپنی عاجزی ظاہر کر دی کیوں کہ عشقِ الٰہی کی امانت کوئی معمولی امانت نہیں ہے اس میں تو جان سے جانا پڑتا ہے۔ صرف انسان ہی تھا جو عشقِ الٰہی کی آگ میں کود گیا۔ اس واقعہ کو قرآنِ مجید میں یوں بیان فرمایا گیا ہے:

❁ اِنَّا عَرَضۡنَا الۡاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَالۡجِبَالِ فَاَبَيۡنَ اَنۡ يَّحۡمِلۡنَهَا وَ اَشۡفَقۡنَ مِنۡهَا وَحَمَلَهَا

Marfat.com

الْاِنْسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا O (الاحزاب ـ 72)

ترجمہ: ''ہم نے بارِ امانت کو آسمانوں، زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا۔ سب نے اس کے اُٹھانے سے عاجزی ظاہر کی لیکن انسان نے اسے اُٹھالیا۔ بے شک وہ (اپنے نفس کے لیے) ظالم اور نادان ہے۔''

صوفیاء کرامؒ فرماتے ہیں کہ یہ امانت اسمِ اَللّٰہُ ذات ہے۔ مثال کے طور پر عالمِ خَلق میں کسی بھی چیز کو پہچاننے کے لیے دو نوروں کی ضرورت ہوتی ہے ایک آنکھ کا نور یعنی بینائی اور دوسری روشنی۔ اگر ان دونوں میں سے ایک ختم ہو جائے تو انسان کسی چیز کو نہیں پہچان سکتا، اندھا ہو جائے یا گھپ اندھیرا ہو دونوں صورتوں میں پہچان حاصل نہیں ہو سکتی اسی طرح عالمِ اَرواح میں دو نور موجود تھے ایک روح کی آنکھ جو پہلے ثابت کی گئی ہے دوسرا نور اللہ تبارک و تعالیٰ کے نام کا نور ہے جس کے بارے میں ارشاد ہے'' اَللّٰہُ (اسمِ ذات) نور ہے زمین اور آسمان کا۔'' (النور ـ 35)

❁ '' اَللّٰہُ (اسمِ ذات) دوست ہے ایمان والوں کا، نکالتا ہے ظلمت، کفر، شرک اور منافقت سے لے جاتا ہے نورِ توحید (صراطِ مستقیم) کی طرف'' (البقرہ ـ 257)

یعنی انسان نے اللہ تبارک و تعالیٰ کے نور میں اس کا دیدار کیا تھا اور یہی نور بطورِ امانت انسان کے سینے میں پاک پردوں میں لپیٹ کر رکھ دیا گیا جس کے بارے میں قرآنِ پاک اور احادیثِ مبارکہ میں بار بار توجہ دلائی گئی ہے۔

❁ اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ O (سورۃ روم ـ 8) ترجمہ: '' کیا وہ اپنے اندر فکر نہیں کرتے۔''

❁ وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ O (الذاریٰت ـ 21)

ترجمہ: ''اور میں تمہارے اندر موجود ہوں کیا تم غور سے نہیں دیکھتے۔''

❁ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ O (سورۃ ق ـ 16)

ترجمہ: ''اور ہم تو شہ رگ سے بھی قریب ہیں۔''

❁ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ (المجادلۃ ـ 22) ترجمہ: ''ان کے دِلوں پر ایمان لکھا۔''

❁ اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ O (الجاثیہ ـ 23)

ترجمہ: '' (اے محبوب ﷺ) کیا آپ نے ایسے شخص کو دیکھا ہے جس نے اپنی نفسانی خواہشات کو الٰہ (معبود) بنالیا ہے۔''

❁ بیشک اللہ نہ تمہاری صورتوں کو دیکھتا ہے اور نہ تمہارے اعمال کو بلکہ وہ تمہاری نیتوں اور دِلوں کو دیکھتا

Marfat.com

ہے۔(مسلم)

❁ اِنَّمَا الْعَمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔ ترجمہ: ''عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہے۔'' (بخاری)

❁ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ عَرْشَ اللّٰہِ تَعَالٰی۔ (الحدیث) ترجمہ: ''مومن کا دل اللہ تعالیٰ کا عرش ہے۔''

ایسی بے شمار آیات واحادیث موجود ہیں جن میں قلب وباطن کی طرف بندہ کی توجہ دلائی گئی ہے جو تخیل وتصور کا مرکز ہے اور اسی قلب[1] وباطن میں ایمان ٹھہرایا گیا ہے اور شیطان لعین بھی اسی باطنی تصور وتخیل میں وسوسے چھوڑتا ہے۔

❁ ترجمہ: ''وہ لوگوں کے سینوں میں وسوسے ڈالتا ہے۔'' (الناس۔5)

المختصر پھر انسان نے جب اللہ تعالیٰ کے روبروئے سرِ محفل اس کے عشق کا دم بھر لیا تو اللہ تعالیٰ نے ہجر وفراق کی بھٹی میں ڈال کر اس کے جذبۂ عشق کی صداقت کو پرکھنا چاہا اور انسان کو عنصری جسم دے کر اس دنیا کے دارالامتحان میں لاکھڑا کیا اور اسے اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ سے اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ میں اُتارا اور اس کی فطرتِ نورانی میں نارِ شیطانی، خواہشاتِ نفسانی اور کدورت وآلائشِ دنیا فانی ملادی اور ارواح کی طاقتِ ایفاء، اخلاصِ وعدہَ بـلـٰی اور قوتِ اقرارِ عبودیت کی پوری پوری پرکھ اور آزمائش فرمائی اور ان ارواح کو بہشتِ قربِ وصال اور جنتِ حضور سے نکال کر نفس اور شیطان کے ہاتھوں میں اس کی ڈوریں دے دیں اور اسے دنیا کے کمرۂ امتحان میں لاکھڑا کیا۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

❁ کُـنْ فَیَـکُـوْنْ جدوں فرمایا، اَساں وِی کولے ہاسے ھُو
ہِکے ذات ربّ دِی آہی، ہِکے جگ وِچ ڈھنڈیاسے ھُو
ہِکے لامکان مکان اساڈا، ہِکے آن بُتاں وِچ پھاسے ھُو
نفس پلیت پلیتی کیتی باھُوؒ، کوئی اصل پلیت تاں ناسے ھُو

جب اللہ تعالیٰ نے ''کن'' کہہ کر کائنات کو تخلیق فرمایا تو ہم بھی ساتھ ہی موجود تھے۔ ایک وہ وقت تھا کہ جب اللہ تعالیٰ کی ذات ہمارے سامنے موجود تھی اور ایک یہ وقت ہے کہ ہم لباسِ بشر میں قید اُس ذات کو ڈھونڈتے پھر رہے ہیں۔ ایک وقت میں 'لامکاں' میں ہمارا بسیرا تھا اور اب عنصری اجسام میں قید ہیں۔ ہماری ارواح کو نفس نے آلودہ اور ناپاک کر دیا ہے ورنہ ہم اصل میں تو ایسے نہیں ہیں۔

انسان جب دنیا کے دارالامتحان میں اُترا تو اسے بالکل نئے اور اجنبی ماحول کا سامنا کرنا پڑا کیوں کہ

[1] قلب وباطن کا ذکر تفصیل سے باب3 ''عرفانِ نفس'' میں بیان کر دیا گیا ہے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کی اصل پر ایک پردہ ڈال دیا ہے جو اسے محفوظ رکھتا ہے اور اس کی پہچان کا ذریعہ بھی ہے۔ اس پردے کو اس چیز کا ظاہر اور اس کی اصل کو اس چیز کا باطن کہا جاتا ہے۔ مثلاً بادام کو لے لیجیے۔ اس کی اصل (یعنی مغز) پر لکڑی کا ایک سخت غلاف چڑھا دیا گیا جو اس کا ظاہر ہے۔ یہ ظاہر اس کی حفاظت بھی کرتا ہے اور اس کی پہچان کا ذریعہ بھی ہے۔ اسی طرح مالٹے اور کیلے کی اصل پر ایک غلاف چڑھا ہوا ہے جس کی ساخت کا مادہ (Material) اس کی اصل کے مادہ سے مختلف ہے۔ یہ غلاف ان کی اصل کی حفاظت اور پہچان کا ذریعہ ہے۔ اگر دنیاوی زندگی میں چیزوں کی اصل پر یہ حفاظتی پردے نہ ہوں تو چیزیں ضائع و برباد ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح انسانی روح سے بھی یہی سلوک کیا گیا ہے کہ اسے دنیا کے مادی سفلی جہان کا مادی عنصری سفلی جسم دے دیا گیا ہے جو اس کے لطیف روحانی جسم کے لیے بمنزلہ پوست، چھلکے یا ''لباس'' کے ہے اور اس مادی دنیا میں اس کے رہنے سہنے، چلنے پھرنے اور کام کرنے کے لیے سواری کا کام دیتا ہے اور اس سواری کی باگ ڈور انسان کے لطیف روحانی جسم کے حوالے کر دی گئی ہے۔ ساتھ ہی اس پر تین شکاری (نفس، شیطان اور دنیا) چھوڑ دیئے گئے ہیں جو اس کو گھیر کر اس سے اللہ تعالیٰ کی امانت ضائع کرانے کے درپے ہیں۔ اگر انسان اپنی سواری (ظاہری عنصری حیوانی جسم) کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے تو بلاشبہ صراطِ مستقیم پر رہے گا اور اپنے مقصدِ حیات کو پا لے گا۔ اس کے برعکس اگر شیطان و نفس اور دنیا جیسے دشمنوں نے اس پر غلبہ پا کر سواری کی باگ ڈور اس سے چھین لی تو وہ اس امتحان میں یقیناً ناکام ہو جائے گا اور ہمیشہ کی ذلت سے دوچار ہو جائے گا۔

شیخِ اکبر محی الدین ابنِ عربی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

- انسان کا ظاہر اس کی صورت اور جسد (جسم) ہے اور انسان کا باطن اس کی روح ہے۔ جسد اور ہے اور روح اور ہے۔ حالانکہ متکلم انسان واحد ہے۔۔۔۔۔ انسان کے جسد کی پرورش کی جائے اور شجرۂ روح کو پانی نہ ملے تو روح کا پودا خشک ہو جائے گا اور جسم کا درخت تازہ اور فربہ ہو جائے گا۔ صفاتِ حیوانیت غالب آ جائیں گی اور صفاتِ روح مغلوب ہو جائیں گی اسی طرح جب روح کی پرورش (ذکر و تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے) کی جاتی ہے تو صفاتِ روح صفاتِ بشریت پر غالب آ جاتی ہیں۔ (شرح فصوص الحکم والایقان صفحہ 107)
- دینِ قیّم دراصل روح کے جسم پر غالب آنے کا نام ہے۔ (ایضاً صفحہ 141)

گویا اس دنیا میں انسان دو جسموں کا مجموعہ ہے ایک مادی عنصری جسم ہے جس کی پیدائش انسانی نطفے سے ہے اور یہ عالمِ خلق کی چیز ہے۔ دوسرا علوی لطیف رُوحانی جسم ہے جسے روح کہا گیا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے عالمِ اَمر کی چیز ہے۔ ہر دو جسموں کا میلان اور رجحان اپنی اصل کی طرف رہتا ہے جیسا کہ فرمایا گیا ہے:

Marfat.com

❁ کُلُّ شَیۡءٍ یَرۡجِعُ اِلٰی اَصۡلِہٖ (حدیث نبوی ﷺ)

ترجمہ "ہر چیز اپنی اصل کی طرف رجوع کرتی ہے"۔

مادی حیوانی جسم کی بناوٹ و ترکیب چونکہ مادی دنیا کی اشیاء اور مادی عناصر (ٹھوس، مائع، گیس) سے ہے اس لیے اس کا میلان و رجحان دنیا اور مادی غذاؤں کی طرف رہتا ہے جو کہ عام حیوانات کا خاصہ ہے۔ ان سب مادی سفلی غذا کھانے والوں کو اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں "دَآبَّۃٍ" کہہ کر پکارا ہے اور اس حیوانی جسم کے رزق کے متعلق فرمایا ہے کہ:

❁ وَمَا مِنۡ دَآبَّۃٍ فِی الۡاَرۡضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزۡقُہَا (سورۃ ھود۔6)

ترجمہ: "اور نہیں ہے زمین میں کوئی حیوان مگر اس کا رزق اللہ کے ذمہ ہے۔"

حیوانی جسم کا یہ رزق اللہ تعالیٰ نے ازل سے ہی مقرر فرما دیا ہے اور عام حالات میں اس میں کمی بیشی نہیں ہوتی، چاہے اس کے لیے جتنی بھی کوشش اور جتن کر لیے جائیں، جتنے مکروفریب اور حیلے کر لیے جائیں یہ رزق نہیں بڑھتا۔ البتہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں بے ریا خرچ کرنے سے یہ روزی دس گنا سے ستر گنا تک بڑھا دی جاتی ہے۔ اس روزی کی ترسیل کا انتظام بھی مکمل ہے۔ فرمایا گیا ہے کہ یہ رزق بندے کو اس طرح تلاش کر کے پہنچتا ہے جس طرح کہ موت۔ جب تک بندہ اپنے حصے کی روزی اس دنیا میں وصول نہیں کر لیتا اسے موت نہیں آتی۔ اس روزی کی ترسیل کے اللہ تعالیٰ نے دو راستے رکھے ہیں۔ ایک راستہ توکّل کا ہے اور دوسرا راستہ مشقت کا ہے۔ جو شخص روزی کے بکھیڑوں اور تفکرات سے منہ موڑ کر اللہ تعالیٰ کی طلب اور جستجو میں یہ سوچ کر لگ جاتا ہے کہ روزی تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے وہ جیسے اور جس طرح چاہے گا پہنچاتا رہے گا مجھے اس کے لیے سرگردانی کی ضرورت نہیں ہے تو وہ شخص متوکّل ہے لیکن جس شخص کا ایمان کمزور ہے اور وہ اللہ پر بھروسہ اور توکّل[1] نہیں کرتا اور اس کی نظر اسباب پر لگی رہتی ہے تو اس کے متعلق فرمانِ حق تعالیٰ ہے:

❁ وَکَاَیِّنۡ مِّنۡ دَآبَّۃٍ لَّا تَحۡمِلُ رِزۡقَہَا ٭ۖ اَللّٰہُ یَرۡزُقُہَا وَاِیَّاکُمۡ (عنکبوت۔60)

ترجمہ: "اور غور کرو کہ جانور اپنی روزی اپنے ساتھ ساتھ اُٹھائے نہیں پھرتے اللہ انہیں روزی دیتا ہے اور تمہیں بھی دینے والا ہے (یعنی تم اللہ پر توکل کیوں نہیں کرتے؟)۔"

اب جو مشقت کی راہ سے روزی وصول کرتا ہے اس کے لیے مشقت کی کروڑوں قسمیں پیدا کر دی گئی ہیں۔ جس قسم کی مشقت کی طرف رجوع کرے گا اسی طرف سے روزی بھیج دی جائے گی۔ کھیتی باڑی کرے،

---

[1] توکّل کے بارے میں ملاحظہ فرمائیں باب 26 "توکّل"

Marfat.com

ملازمت کرے، تجارت کرے، یا دستی مزدوری کرے اسے ہر قسم کے انتخاب کی آزادی ہے۔ پھر مشقت کے بھی دو راستے ہیں ایک حرام کا راستہ اور دوسرا حلال کا، اگر حلال کی طرف رجوع کرے گا تو حلال کے تمام ذرائع واسباب اسے مہیا کر دیئے جائیں گے اور اگر حرام کی طرف رجوع کرے گا تو حرام کے تمام ذرائع اور اسباب اسے مہیا کر دیئے جائیں گے اس طرح اس کی اپنی پسند کے ذرائع سے اسے روزی پہنچائی جاتی ہے۔ مشقت کی راہ بہر حال اچھی نہیں ہے کہ اس میں خطرہ ہی خطرہ ہے۔ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

❁ ''رزقِ حلال پر حساب ہے اور رزقِ حرام پر عذاب ہے۔''

حالانکہ انسان کو اس کے حیوانی جسم کی روزی سے بے غم کر دیا گیا ہے لیکن افسوس کہ انسان اتنا بدعقیدہ ہو گیا ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کی اتنی بڑی ضمانت پر اعتماد نہیں ہے اور رات دن اپنے زورِ بازو کے سہارے اپنے مقدر کیے ہوئے رزق میں اضافہ کرنے پر تلا رہتا ہے جو قطعاً ناممکن ہے۔

دوسری طرف انسان کا لطیف روحانی جسم چونکہ اللہ تعالیٰ کے عالمِ اَمر کی چیز ہے اس لیے اس کا طبعی میلان اور رجحان اللہ تعالیٰ کی معرفت، قرب، وصال اور محبتِ الٰہی کی طرف رہتا ہے اور اس کی روزی (رزق) ذکر و تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات ہے جس کی طرف قرآن وحدیث میں بار بار توجہ دلائی گئی ہے کیونکہ صرف قیل وقال یا ظاہری تقلید اور ظاہری اشغال سے نہ اللہ تعالیٰ کی پہچان ہو سکتی ہے اور نہ ہی ظاہری کتابی علم سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نبوت اور رسالت اور اسکی مخصوص روحانی قوت یا معجزات کا پتہ لگ سکتا ہے اور نہ ہی ''وحی'' کی حقیقت اور ''معراج'' کی کنہہ اور حقیقت معلوم ہو سکتی ہے۔ اسی لیے تو ظاہری علماء نبی کے علمِ غیب، دنیا میں دیدارِ الٰہی، معراج کی حقیقت اور معجزات وغیرہ اور دیگر مسائل کے بارے میں تمام عمر جھگڑتے رہتے ہیں۔ ان تمام حقائق اور باطنی رموز سے پردہ اُٹھانے کے لیے سب سے بہترین اور آسان راستہ ذکر و تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قرب، مشاہدہ، وصالِ الٰہی اور دیدار کا راستہ بغیر ذکر و تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات ہرگز نہیں کھلتا جو دل کی زندگی کا باعث ہے۔

ذکر و تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ O (الرعد 28)

ترجمہ: بیشک ''ذِکرِ اَللّٰہُ'' (ذکر اسمِ اَللّٰہُ ذات) سے ہی دِلوں کو اطمینان اور سکون حاصل ہوتا ہے۔

Marfat.com

❁ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ (المنافقون۔9)

ترجمہ: ''اے ایمان والو تمہارے مال اور اولادیں تم کو ذکر اَللّٰہُ سے غافل نہ کر دیں جو لوگ ایسا کریں وہی خسارہ پانے والے ہیں''۔

❁ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (الجمعہ۔10)

ترجمہ: اور کثرت سے ''اسمِ اَللّٰہُ'' کا ذکر کیا کرو تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔

❁ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ۝ (الاحزاب۔41)

ترجمہ: اے ایمان والو ذکر اَللّٰہُ کثرت سے کیا کرو۔

❁ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۝ (الاحزاب۔35)

ترجمہ: کثرت سے اسمِ اَللّٰہُ کا ذکر کرنے والے مردوں اور عورتوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے بڑی مغفرت اور اجرِ عظیم تیار کر رکھا ہے۔

❁ فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ۝ (البقرہ۔152)

ترجمہ: تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا اور تم میرا شکر کرو اور میری ناشکری نہ کرو۔

❁ وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ (آلِ عمران۔101)

ترجمہ: اور جو کوئی اللہ (یعنی اسمِ اَللّٰہُ ذات) کو مضبوطی سے پکڑ لیتا ہے پس تحقیق وہ صراطِ مستقیم پر ہدایت پا جاتا ہے۔

❁ حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ق (البقرہ۔238)

ترجمہ: اپنی نمازوں (یعنی پنجگانہ نمازوں) کی حفاظت کرو اور خاص کر وسطی نماز (قلبی ذکرِ اَللّٰہُ) کی۔

مزید فرمانِ الٰہی ہے:

❁ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ (المائدہ۔91)

ترجمہ: ''بے شک شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب و جوئے کے ذریعہ تم کو ایک دوسرے کا دشمن بنائے اور تمہارے دِلوں میں ایک دوسرے کے خلاف بغض پیدا کر دے اور وہ تمہیں ذکرِ اسمِ اَللّٰہُ اور نماز سے روکے''۔

Marfat.com

اِس کے برعکس ذکرِ اَللّٰہُ سے گریز کرنے والے انسان کو گمراہ اور غافل قرار دیا گیا ہے اور عذاب کی وعید سنائی گئی ہے اور اِس شخص کی پیروی سے منع کیا گیا ہے۔

❁ فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰی ۙ عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ○ ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۙ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰى ○ (النجم۔29,30)

ترجمہ: ''پس آپ ﷺ اس شخص سے کنارہ کشی اختیار فرمالیں جس نے ہمارے ذکر سے روگردانی کی اور محض دنیا کی زندگی کو ہی اپنا مقصود بنایا۔ یہی اس نادان کے علم کی پہنچ ہے لیکن آپ ﷺ کا ربّ راستہ بھٹکنے والوں اور سیدھا راستہ چلنے والوں کو خوب جانتا ہے۔''

اسمِ ''اَللّٰہُ'' کا ذکر ایسا عمل ہے جو انسان کے دل میں نورِ ایمان پیدا کرتا ہے۔ اس لیے ذکرِ اَللّٰہُ سے غافل انسان کو گمراہ قرار دیا گیا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے کہ:

❁ اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○ (الزمر۔22)

ترجمہ: ''جس شخص کا سینہ اللہ (اسمِ اَللّٰہُ ذات کے ذکر) نے اسلام کے لیے کھول دیا وہ شخص اپنے ربّ کی طرف سے نور اور روشنی میں آ گیا (اس کے برعکس) ہلاکت و بربادی ہے اس شخص کے لیے جس کا دل اتنا سخت ہے کہ ذکرِ اَللّٰہُ میں نہیں لگتا وہ صریح گمراہی میں پڑا ہوا ہے۔''

❁ احادیثِ مبارکہ میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا ''کون سا بندہ اللہ کے نزدیک قیامت کے دن افضل اور بلند مرتبہ ہوگا۔'' حضورِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ذکرِ اَللّٰہُ کثرت سے کرنے والے مرد اور عورتیں۔'' عرض کیا گیا ''یارسول اللہ ﷺ کیا اس شخص سے بھی ان کا درجہ بڑھا ہوا ہے جو راہِ خدا میں جہاد کرے'' حضورِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ہاں! اگر کوئی اپنی تلوار کفار و مشرکین پر چلائے یہاں تک کہ اُس کی تلوار ٹوٹ جائے اور وہ خود خون سے رنگین ہو جائے پھر بھی ذکرِ اَللّٰہُ کرنے والا اس سے مرتبہ میں افضل ہے۔'' (احمد۔ترمذی) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جو شخص ذکرِ اَللّٰہُ کرتا ہے اور جو شخص نہیں کرتا اس کی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے''۔ (بخاری و مسلم)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

❁ اَلْاَنْفَاسُ مَعْدُوْدَةٌ وَكُلُّ نَفْسٍ يَّخْرُجُ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَهُوَ مَيِّتٌ

Marfat.com

ترجمہ: سانس گنتی کے ہیں اور جو سانس ذکرِ اَللّٰہ کے بغیر نکلے وہ مردہ ہے۔

❁ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

جو دَم غافل سو دَم کافر، سانوں مُرشد ایہہ پڑھایا ھُو
سُنیا سُخن گیاں کُھل اَکھیں، اساں چت مولا وَل لایا ھُو
کیتی جان حوالے ربّ دے، اساں ایسا عشق کمایا ھُو
مرن توں اَگے مر گئے باھُوؒ، تاں مطلب نوں پایا ھُو

آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہمیں مرشد نے یہ سبق پڑھایا ہے کہ جو سانس بھی ''اسمِ اَللّٰہُ ذات'' کے تصور اور ذکر کے بغیر نکلتا ہے وہ کافر ہے اور جب سے ہم نے یہ ارشاد سنا ہے اپنا دل اس طرف ہی لگا لیا ہے۔ اور ہم نے عشق کا ایسا سودا کیا ہے کہ اپنی جان اور زندگی کا ہر لحہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے سپرد کر دیا ہے اور اپنی مرضی اور منشاء سے دستبردار ہو گئے ہیں۔ وصالِ الٰہی تو اُن کو نصیب ہوتا ہے جو مرنے سے پہلے مر جاتے ہیں۔

❁ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

طَلَبَ الْخَيْرِ طَلَبَ اللّٰهِ وَ ذِكْرُ الْخَيْرِ ذِكْرُ اللّٰهِ ○

ترجمہ: ''بہترین طلب اللہ تعالیٰ کی طلب ہے اور بہترین ذکر اللہ (یعنی اسمِ اَللّٰہُ ذات) کا ذکر ہے''

اس لیے ذکرِ اَللّٰہُ کی تاکید اللہ تعالیٰ نے بار بار فرمائی ہے۔

قلبی ذکر اللہ کی اس دائمی نماز کی غرض و غایت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بیان فرمائی ہے کہ

❁ لِكُلِّ شَيْءٍ مُصْقِلَةٌ وَّمُصْقِلَةُ الْقَلْبِ ذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى ○

ترجمہ: ہر چیز کے لیے صیقل (صفائی کرنے والی چیز) ہے اور دِل کی صیقل اسمِ اَللّٰہُ کا ذکر ہے۔

گویا دل کی صفائی اور پاکیزگی کے لیے ذکرِ اَللّٰہُ کو فرض کیا گیا ہے کیونکہ دل ہی وہ آئینہ ہے جس میں دیدارِ الٰہی کے جلوے ہویدا ہوتے ہیں۔ لہٰذا ہمیں ہر وقت ذکر و تصورِ ''اسمِ اَللّٰہُ ذات'' میں مشغول رہ کر اپنے دِلوں کو روشن رکھنے کی ضرورت ہے تا کہ قَالُوْا بَلٰی کا وعدہ ایفاء ہو سکے۔

❁ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ اس حدیثِ مبارکہ کی شرح میں فرماتے ہیں:

دل کر صیقل شیشے وانگوں باھُو، دور تھیون گل پردے ھُو

Marfat.com

ترجمہ: اپنے دِل کو آئینہ کی طرح پاک وصاف کر لے تو تیرے تمام حجابات دور ہو جائیں گے کیونکہ آئینہ جتنا صاف ہوتا ہے عکس اتنا ہی واضح نظر آتا ہے۔

❁ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

مَا صَدَقَةٌ اَفْضَلُ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى ○ ترجمہ: کوئی صدقہ ذکرِ اَللّٰہُ سے افضل نہیں۔

❁ عِلَامَةُ حُبِّ اللّٰهِ ذِكْرُهٗ وَعِلَامَةُ بُغْضِ اللّٰهِ عَدَمُ ذِكْرِهٖ ○

ترجمہ: اللہ سے محبت کی علامت ذکرِ اَللّٰہُ ہے اور اللہ سے بغض کی علامت عدم ذکرِ اَللّٰہُ ہے۔

❁ اَفْضَلُ الذِّكْرِ ذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى ○ ترجمہ: سب سے بہتر ذکر اَللّٰہ کا ذکر ہے۔

❁ ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا ''کیا میں تم کو ایک ایسی چیز نہ بتاؤں جو تمام اعمال میں بہترین چیز ہے اور تمہارے مالک کے نزدیک سب سے زیادہ پاکیزہ اور افضل ہے اور تمہارے درجوں کو بلند کرنے والی اور سونے چاندی کو (اللہ تعالیٰ کے راستے میں) خرچ کرنے سے بھی زیادہ بہتر اور اس بات سے بھی کہ جہاد میں تم دشمنوں کو قتل کرو اور وہ تم کو قتل کریں'' صحابہؓ نے عرض کی ''یا رسول اللہ ﷺ ضرور ارشاد فرمائیں'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اَللّٰہُ کا ذکر''۔ (ترمذی شریف)

❁ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہٗ سے کسی نے پوچھا کہ مرتبے میں سب سے بڑا عمل کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کیا تم نے قرآن شریف نہیں پڑھا ''وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ'' (کوئی بھی چیز ذکرِ اَللّٰہُ سے افضل نہیں)۔

احادیثِ قدسی ہیں:

❁ اِذَا رَاَيْتَ عَبْدِيْ لَا يَذْكُرُنِيْ فَاَنَا اَحْجَبُهٗ عَنْ ذٰلِكَ ○

ترجمہ: جب تو دیکھے کہ میرا بندہ میرے ذکر سے غافل ہو گیا ہے تو میں اسے محجوب کر دیتا ہوں۔

❁ اَنَا مَعَ عَبْدِيْ يَذْكُرُوْنِيْ فِيْ تَحَرُّكِ الشَّفَتَانِ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ اَنَا مَعَهٗ اِذَا ذَكَرَنِيْ فَاِذَا ذَكَرَنِيْ فِيْ نَفْسِهٖ ذَكَرْتُهٗ فِيْ نَفْسِيْ وَاِذَا ذَكَرَنِيْ فِيْ مَلَاءٍ ذَكَرْتُهٗ فِيْ مَلَاءٍ خَيْرٌ مِّنْهُمْ ○

ترجمہ: میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے اپنے ہونٹوں میں یاد کرتا ہے میں اپنے بندے کے ساتھ اِس کے گمان کے مطابق پیش آتا ہوں۔ جب وہ میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس کا ہم مجلس ہوتا ہوں۔ جب وہ مجھے اپنے دِل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں۔ جب وہ مجھے کسی مجلس

Marfat.com

میں یاد کرتا ہے تو میں اسے اس سے بہتر مجلس میں یاد کرتا ہوں۔

مندرجہ بالا آیات، احادیثِ قدسی اور احادیثِ مبارکہ سے یہ بات تو ثابت ہوگئی کہ ذکرِ اَللّٰہُ سے بڑھ کر کوئی عبادت افضل نہیں ہے لیکن وہ کون سا ذکر ہے جس سے انسان کو اپنی پہچان نصیب ہوتی ہے اور پھر انسان کو اپنی پہچان کے نصیب آتے ہی اللہ تعالیٰ کی پہچان نصیب ہو جاتی ہے۔(مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ O جس نے اپنے نفس کو یعنی خود کو پہچان لیا اس نے درحقیقت اپنے ربّ کو پہچان لیا۔ حدیث شریف) ایک ذکرِ لسانی ہے جو زبان سے کیا جاتا ہے اس میں تلاوتِ کلامِ پاک، کلمہ پاک، درود پاک اور وہ تمام اذکار ہیں جو زبان سے کیے جاتے ہیں۔ زبانی ذکر سے درجات اور ثواب تو حاصل ہوتا ہے لیکن قلب یا من کے قفل کو کھولنے والا ذکر، ذکرِ پاس انفاس (سانسوں سے اسمِ اَللّٰہُ ذات کا ذکر اور تصور) ہے جسے سلطان الاذکار کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ نماز اسلام کا دوسرا رکن ہے لیکن ارشادِ نبوی ﷺ ہے کہ ''حضورِ قلب کے بغیر نماز نہیں ہوتی'' اور ''نماز مومن کی معراج ہے''۔ نماز کا ظاہر الفاظ کا مجموعہ ہے جسے مخصوص آداب کے ساتھ پڑھا جاتا ہے لیکن نماز کا باطن دیدارِ الٰہی اور قربِ الٰہی ہے جس کے حصول کے بعد ہی نماز معراج بنتی ہے اور یہ مرتبہ صرف سلطان الاذکار کے ذکر سے حاصل ہوتا ہے۔ نماز بھی ذکر ہی کی ایک قسم ہے جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

- وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ O (طٰہٰ۔14) ترجمہ: اور میرے ذکر کے لیے نماز قائم کرو۔
  نماز پر ہی اکتفا نہیں کرنا بلکہ ہر لحظہ ذکرِ اَللّٰہ کرتے رہنا ہے۔
- فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ O (النساء۔103)
  ترجمہ: پھر جب تم نماز ادا کر چکو تو کھڑے، بیٹھے اور کروٹوں کے بل لیٹے ذکرِ اَللّٰہ کرو۔

اس آیت مبارکہ میں کروٹوں کے بل لیٹنے سے مراد سونا ہے یعنی سوتے ہوئے بھی ذکرِ اَللّٰہ کرنا ہے اور سوتے ہوئے صرف ذکرِ پاس انفاس (ذکرِ خفی) ہی ہوسکتا ہے کیونکہ سانس کسی لحظہ بھی بند نہیں ہوتی۔

- پھر ذکر کس طرح کرنا ہے اس کا بھی اعلان فرما دیا:
  وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ O (الکہف 24)
  ترجمہ: اپنے ربّ کا ذکر اتنی محویت سے کر کہ تجھے اپنی بھی خبر نہ رہے۔
- پھر کس کا ذکر کرنا ہے اس کا بھی اعلان فرما دیا:
  وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا O (مزمل 8)

Marfat.com

ترجمہ: (اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اور اپنے ربّ کے نام (اسمِ اَللّٰہُ) کا ذکر کرو اور سب سے الگ ہو کر اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔

- سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ؋ (الاعلیٰ۔01)

ترجمہ: (اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اپنے ربّ کے نام (اسمِ اَللّٰہُ) کی تسبیح بیان کرو جو سب سے اعلیٰ ہے۔

- پھر پہلی وحی میں بھی اسمِ اَللّٰہُ کے ذکر کا حکم ہے۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ؋ (العلق۔01)

ترجمہ: پڑھ اپنے ربّ کے نام (اسمِ اَللّٰہُ) سے جس نے خلق کو پیدا کیا۔

فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ؋ (حاقہ52, واقعہ96 اور 74)

ترجمہ: (اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اپنے ربِّ عظیم کے نام (اسمِ اَللّٰہُ) کی تسبیح بیان کرو۔

- اب یہ ذکر کس طرح کرنا ہے اِس کا بھی اعلان فرمادیا:

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّ خِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ؋ (اعراف۔205)

ترجمہ: اور صبح وشام ذکر کرو اپنے ربّ کا دِل میں عاجزی کے ساتھ اور خوف سے، سانسوں کے ذریعہ، بغیر آواز نکالے اور غافلین میں سے مت بنو۔

- اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ؋ (اعراف۔55)

ترجمہ: اپنے ربّ کا ذکر کرو خُفیہ طریقے سے اور عاجزی سے، بے شک حد سے بڑھنے والوں کو اللہ پسند نہیں کرتا۔

ذکرِ خفی سے غافل اور اس کا علم نہ رکھنے والے انسان کی پیروی اور اتباع سے منع کیا گیا ہے۔

- وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ؋ (الکہف۔28)

ترجمہ: ''(اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) آپ ان لوگوں کے ساتھ رہا کریں جو رات دن اپنے ربّ کی بارگاہ میں دیدارِ الٰہی کی خاطر التجا کرتے رہتے ہیں۔ اُن کو چھوڑ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آنکھیں زینتِ دنیا کی تلاش میں نہ پھرا کریں اور اس کا کہا ہرگز نہ مانیں جس کے دِل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے وہ تو خواہشاتِ نفس کا

Marfat.com

غلام ہے اور اس کا کام ہی حدیں پھلانگنا ہے''۔

حاصل کلام یہ ہے کہ مقصدِ حیات یعنی معرفتِ حق تعالیٰ کے لیے، روح کی ترقی و بالیدگی کے لیے، قلبِ سلیم اور اطمینانِ قلب کے لیے، اپنے اندر نورِ بصیرت کی تکمیل کے لیے، رضائے الٰہی اور معراج کے لیے اسمِ اَللّٰہُ ذات کی طلب کرنا اور پھر اس کا ذکر اور تصور کرنا ہر مومن اور مسلمان کے لیے لازم ہے۔ اس کے بغیر نہ کوئی راستہ ہے اور نہ کوئی منزل۔ جب انسان ذکر اور تصور اسمِ اَللّٰہُ ذات سے اعراض کرتا ہے تو اس کے وجود پر نفس اور شیطان قبضہ جما لیتے ہیں اور دل و دماغ کو اپنے قبضے اور تصرف میں لے لیتے ہیں اور سارے وجود پر اس طرح چھا جاتے ہیں جس طرح ''اکاس بیل'' (عشق پیچاں کی بیل) پورے درخت کو گھیر لیتی ہے اس طرح انسان کے رگ و ریشے اور نس نس میں شیطان دھنس جاتا ہے اور اسے حق نظر نہیں آتا کیونکہ اس کی باطنی روزی (روح کی غذا) تنگ ہو جاتی ہے۔

قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

❁ ''وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّ نَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى'' (سورۃ طٰہٰ 124)

ترجمہ: جس شخص نے میرے ذکر سے اعراض کیا پس اس کی (باطنی یعنی روح کی) روزی تنگ کر دی جاتی ہے اور قیامت کے روز ہم اسے اندھا کر کے اُٹھائیں گے۔

یعنی جسے اِس دنیا میں اللہ تعالیٰ کی پہچان حاصل نہیں ہوتی وہ روحانی طور پر اندھا رہتا ہے اِسی لیے اسے قیامت کے دن بھی اللہ تعالیٰ کی پہچان حاصل نہیں ہوگی اور اسے اندھا کر کے اُٹھایا جائے گا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى (بنی اسرائیل 72)

ترجمہ: اور جو اس دنیا میں اندھا ہے آخرت میں بھی اندھا رہے گا۔

اللہ تعالیٰ نے کائنات کی تخلیق محض اس غرض سے کی کہ اُس کی پہچان ہو۔ اس کے جلال و جمال کے جلوے آشکار ہوں اور اس کے حسن و جمال پر مر مٹنے والا کوئی عاشق ہو۔ سو انسان کی پیدائش کی اصل غرض و غایت اللہ کی معرفت اور پہچان ٹھہری۔ کسی چیز کی پہچان کا سب سے اعلیٰ اور عمدہ ذریعہ آنکھ اور بصارت ہے اور ''دیکھنے'' سے کسی بھی چیز کی پوری پوری پہچان ہو جایا کرتی ہے۔ دیگر حواس اور اعضاء شناخت کے کمزور اور ناقص آلے ہیں اس لیے آنکھ سے کیا جانے والا تصور اور سانسوں سے کیا جانے والا ذکر سب سے اعلیٰ اور افضل ہے۔ صرف یہی ذریعہ معرفت اور وسیلہ دیدارِ پروردگار ہے۔ تصور سے اسمِ اَللّٰہُ ذات کو اپنے دل پر نقش کرنے

Marfat.com

سے یہ انسان کی باطنی شخصیت (روح) پر اثر انداز ہو کر اسے زندہ اور بیدار کرتا ہے اور اس طرح تصور اور ذکر اپنے ''حقیقی مقام'' (روح) پر مرکوز ہوتا ہے۔ دوسرے طریقوں پر ذکر کرنے سے ذاکر اپنے اصلی مقصد اور حقیقی غرض سے بہت دور رہتا ہے۔ گویا ذکر کا اصل مقصد ''باطنی آنکھ'' (روح) کو بیدار کرنا ہے اور جب سالک کی باطنی آنکھ کھل جاتی ہے تو اسے ''نورِ بصیرت'' حاصل ہو جاتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی پہچان اور معرفت حاصل ہوتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے ذاتی جلوے اور مشاہدے میں محو ہو جاتا ہے۔

ذکر اور تصور کیا ہے؟

تصور کے لغوی معنی خیال، دھیان، تفکر اور مراقبہ کے ہیں۔ ذکر اور تصور کا باہمی رشتہ ایک تانے بانے کی مانند ہے اور ان کو ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں کیا جا سکتا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارا دل ہر وقت کچھ نہ کچھ سوچتا رہتا ہے۔ کسی نہ کسی چیز کے خیال میں محو رہتا ہے، ایک لمحہ بھی خالی نہیں رہ سکتا۔ یہ ذکر کی قسم ہے اور جن چیزوں کے متعلق ہمارا دل سوچتا ہے ان کی شکلیں ہمارے سامنے آجاتی ہیں۔ اگر بیوی بچوں کے متعلق سوچتا ہے تو وہ آنکھوں کے سامنے آجاتے ہیں اور گھر کے بارے میں سوچتا ہے تو گھر سامنے آجاتا ہے اِسے ''تصور'' کہتے ہیں۔ ذکر و تصور کا یہ سلسلہ مسلسل اور لگاتار جاری رہتا ہے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ دنیا، دنیا کے لوگوں اور دنیا کی اشیاء سے ہماری محبت اور رشتہ مضبوط ہوتا چلا جاتا ہے۔ مختصر یہ کہ یہی تعلق اور لگاؤ ذکر اور تصور ہے۔ صوفیاء کرامؒ ذکر اور تصور کے اس دنیاوی رُخ کو رُوحانی رُخ کی طرف موڑ کر واصل باللہ ہونے کا طریقہ ذِکر اور تصورِ اسمِ اَللّٰهُ ذات کی صورت میں بتاتے ہیں۔ سورۃ مزمل کی اس آیت وَتَبَتَّلْ اِلَیْهِ تَبْتِیْلًا ؀ (ترجمہ: اور سب سے الگ ہو کر اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ) میں اسی طرف اشارہ ہے۔ جس طرح لوہے کو لوہا کاٹتا ہے اور پانی کی بہتات سے پژمُردہ (مرجھائی، سوکھی ہوئی) فصل پانی ہی سے ہری بھری ہو جاتی ہے اسی طرح ذکر کو ذکر اور تصور کو تصور کاٹتا ہے۔ ضرورت صرف ذِکر اور تصور کے رُخ کو بدلنے کی ہے۔ اگر ہم دنیا اور اس کی فانی اشیاء اور اشکال کی بجائے اسمِ اَللّٰهُ ذات کا ذِکر اور تصور کریں تو ہمارا اس دنیا اور اس کی اشیاء سے لگاؤ اور محبت ٹوٹ کر اللہ سے عشق و محبت پیدا ہو جاتا ہے اور انسان کے قلب میں پوشیدہ امانتِ حق تعالیٰ ظاہر ہو جاتی ہے۔

Marfat.com

اسمِ اَللّٰہُ ذات ہی اسمِ اعظم ہے

عاملین، عابدین اور زاہدین نے ہر دور میں اسمِ اعظم کی تلاش کی لیکن سوائے چند عارفین کے اسمِ اعظم نہ پاسکے یعنی اس کی کنہہ تک نہ پہنچ سکے۔ بے شک انہوں نے ذِکرِ اَللّٰہُ سے مراتب اور درجات تک رسائی حاصل کرلی لیکن دریائے وحدت میں غوطہ زن ہونے اور وصالِ الٰہی سے محروم رہے۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

❁ سُن! علماء کو قرآنِ مجید میں سے اسمِ اعظم اس لیے نہیں ملتا کہ اسمِ اعظم صرف وجودِ اعظم میں ہی قرار پکڑتا ہے۔ اگر کسی کو اسمِ اعظم مل بھی جائے اور وہ اِس کا ذکر بھی کرتا رہے تو اِس پر تاثیر نہیں کرتا کہ جس کا وجود ہی بے اعظم ہو اس پر اسمِ اعظم کیا اثر کرے گا۔ اسمِ اعظم کے بغیر ذکر جاری نہیں ہوتا اور اسمِ اعظم صرف وجودِ اعظم میں ہی قرار پکڑتا ہے جو یا تو فقیر کامل مکمل کے پاس ہوتا ہے یا علمائے عامل کے پاس اور علمائے عامل فقیرِ کامل ہوتے ہیں۔ جو آدمی اسمِ اعظم پر اعتقاد نہیں رکھتا اور اللہ تعالیٰ سے بھی اعتقاد اُٹھا لیتا ہے وہ احمق ہے۔ اسمِ اعظم اُسے نصیب ہوتا ہے جو صاحبِ مسمّٰی ہو اور جو صاحبِ مسمّٰی ہو جاتا ہے وہی صاحبِ اسمِ اعظم ہوتا ہے اور یہی مرشدِ کامل ہے۔ (عین الفقر)

اسی لیے ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ (الانبیآء۔7)

ترجمہ: اہلِ ذکر سے پوچھ لو اگر تم نہیں جانتے۔

اب ذرا غور کریں تو بات فوراً سمجھ میں آجائے گی کہ یہاں فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الْعِلْمِ نہیں فرمایا کہ اگر تم نہیں جانتے تو اہلِ علم سے پوچھ لو بلکہ فرمایا اہلِ ذکر سے پوچھ لو۔ کیونکہ علم والے خود بھی ٹھوکر کھا سکتے ہیں کیونکہ علم وہ خبر ہے جس کا محل دماغ ہے جبکہ ذکر وہ خبر ہے جس کا محل دِل ہے۔ علم دماغ کی تختی پر لکھا جاتا ہے اور ذکر دِل کی تختی پر مرقوم ہوتا ہے۔

سورۃ الفرقان آیت نمبر 59 میں ہے ”وہ رحمٰن ہے سو پوچھ اُس سے اُس کے بارے میں جو اس کی خبر رکھتا ہے“۔

اِس آیت مبارکہ میں ارشاد ہے کہ اگر اسمِ اعظم کے ذکر کے متعلق نہیں جانتے تو اہلِ ذکر یعنی جو اس کا علم

Marfat.com

رکھتے ہیں اُن سے پُوچھ لو۔

❁ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اسمِ ذات اَللّٰہُ، لِلّٰہ، لَہٗ، ھُو اسمِ اعظم ہیں۔ (عین الفقر)

❁ جسے بھی تقویٰ نصیب ہوا اسمِ اَللّٰہُ ذات ہی سے ہوا۔ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے چار اسم ظاہر ہوتے ہیں اوّل اسمِ اَللّٰہُ جس کا ذکر بہت ہی افضل ہے جب اسمِ اَللّٰہُ سے ''ا'' جدا کیا جائے تو یہ اسمِ لِلّٰہ بن جاتا ہے۔ اسمِ لِلّٰہ کا ذکر فیضِ الٰہی ہے جب اسمِ لِلّٰہ کا پہلا ''ل'' جدا کیا جائے تو یہ اسم ''لَہٗ'' بن جاتا ہے اسم ''لَہٗ'' کا ذکر عطائے الٰہی ہے جب دوسرا ''ل'' بھی جدا کر دیا جائے تو یہ ''ھُو'' بن جاتا ہے اور اسم ''ھُو'' کا ذکر عنایتِ الٰہی ہے چنانچہ فرمانِ حق تعالیٰ ہے لَآ اِلٰـــہَ اِلَّا ھُـــو ''نہیں کوئی معبود سوائے ھُو (ذاتِ حق تعالیٰ) کے''۔ (البقرہ 255) اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔ (محک الفقر کلاں)

بہت سی روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسمِ اَللّٰہُ ہی اسمِ اعظم ہے۔

❁ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک شخص کو کہتے سنا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاَنِّیْ شَھِدَ اَنَّکَ اَنْتَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ○

ارشاد فرمایا ''خدا کی قسم! تُو نے اللہ تعالیٰ سے اسمِ اعظم کا سوال کیا ہے کہ جب اس سے سوال کیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے اور جب اس سے دعا کی جاتی ہے تو قبول فرماتا ہے''۔

❁ ایک حدیث میں آیا ہے اسمِ اعظم ان دو آیتوں میں ہے۔ اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ اور الٓمّٓ اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ (ابنِ ابی شیبۃ وابوداؤد والترمذی)

❁ ایک حدیث میں ہے اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یوں دعا کی:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَدْعُوْکَ اللّٰہُ وَاَدْعُوْکَ الرَّحْمٰنُ وَاَدْعُوْکَ بِاَسْمَائِکَ الْحُسْنٰی کُلِّھَا مَا عَلِمْتُ مِنْھَا مَالَمْ اَعْلَمْ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''ان میں اسمِ اعظم ہے''۔ (ابنِ ماجہ)

❁ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ اسمِ اعظم ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمُ ہے۔

❁ امام قاضی عیاض نے بعض علماء سے نقل فرمایا اسمِ اعظم کلمہ توحید لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ میں ہے۔

❁ امام فخر الدین رازیؒ اور بعض صوفیاء کرامؒ نے ''ھُو'' کو اسمِ اعظم بتایا ہے۔

Marfat.com

منصور حلاج نے طواسین میں لکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ''ھُو'' کے محرمِ راز ہیں۔

سیّد عبدالکریم بن ابراہیم الجیلی رحمتہ اللہ علیہ انسانِ کامل کے باب نمبر 26 میں فرماتے ہیں: حق کی ہویّت وہ غیب ہے جس کا ظہور ممکن نہیں لیکن باعتبارِ جملہ اسماء وصفات کے اس کے ظہور کی ایک صورت ہو سکتی ہے گویا کہ وہ واحدیت کے باطن کی طرف اشارہ ہے اور میرا یہ قول گویا کسی اسم، وصف، نعت، مرتبہ یا بلا اعتبارِ اسماء وصفات مطلق ذات سے اختصاص نہ پانے کی وجہ سے ہے بلکہ ہویّت، اعلیٰ سبیل الجملہ و الانفردان تمام کی طرف اشارہ ہے اور اس کی شان بطون اور غیوبیت پر آگاہ کرنا ہے۔ اور وہ لفظ ھُو سے ماخوذ ہے جو غائب کی طرف اشارہ کرنے کے لیے مقرر ہو چکا ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے حق میں باعتبارِ اسماء وصفات کے جن میں اس کی غیوبیت بھی سمجھی جاتی ہے اس کی کنہہ ذات کی طرف اشارہ ہے، اسی قبیل سے میرا یہ قول ہے:

اِنَّ الھویّت غیب ذات الواحد ومن المحال ظھورھا فی الشاھد

فکانّھا لغت وقد وقعت علی شأن البطون وما لذا من جاھد

ترجمہ: ہویّت ذاتِ واحد کا غیب ہے اور حاضر و شاہد میں اس کا ظہور محال ہے۔ گویا کہ وہ لغت ہے حالانکہ اس کی شان بطون ہے اور اس کا کوئی انکار کرنے والا نہیں ہے۔

جان لو کہ اسمِ اعظم ھُو ہے اور یہ اسم اسمِ اَللّٰہُ سے اخص ہے اور اسمِ اَللّٰہُ کا سِرّ ہے جب تک اللہ میں یہ اسم یعنی ہائے ہویّت جو اسمِ اَللّٰہُ کے آخر میں ہے، موجود رہتی ہے اس کے معنی کچھ ہوتے ہیں جو حق کی طرف راجع ہوتے ہیں۔ جب وہ اس سے جدا کی جاتی ہے تو اس کے باقی حروف مفید مطلب نہیں رہتے مثلاً جب الف ہٹا دیا جائے تو باقی لِلّٰہ رہتا ہے اور وہ بھی فائدہ بخش ہے اور جب لام اوّل بھی ہٹا دیا جائے تو لَہٗ رہ جاتا ہے اور اس میں بھی فائدہ ہے اور جب دوسرا لام بھی ہٹا دیا جائے تو باقی ''ہ'' رہ جاتی ہے اور ھُو بھی اصل میں ہاء بلا واؤ ہے۔ واؤ من قبیل اشباع اس کے ساتھ لگائی گئی ہے اور استمرار عادی نے ان کو ایک شئے بنا دیا ہے۔ پس اسمِ ھُو سب اسماء سے افضل ہے۔ میں نے ۹۹ھ میں بعض اللہ والوں کے ساتھ (اللہ تعالیٰ ان کے شرف کو زیادہ کرے) مکہ میں ایک مجلس کی۔ پھر اُس اسمِ اعظم کے متعلق گفتگو ہوئی جس کی نسبت نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ سورۃ البقرہ کے آخر اور سورۃ آلِ عمران کے اوّل میں ہے۔ اس اہلِ اللہ نے کہا کہ وہ کلمہ ھُو ہے اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہر کلام سے مستفاد ہوتا ہے (یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ قول اسطرح سے ہے ''سورۃ البقرہ وآلِ عمران'')۔ اس لیے کہ ہاء ان کے قول یعنی لفظ سورۃ البقرہ کا اخیر ہے اور واؤ ان کے قول ''و'' سورۃ آلِ عمران کا اوّل ہے۔ اور یہ کلام اگرچہ مقبول ہے لیکن میں اسمِ اعظم کی بو پاتا ہوں اور میں نے اس

Marfat.com

عارف کا قول اس واسطے نقل کیا ہے کہ اس اسم کے شرف پر تنبیہ ہو اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اشارتاً جو جہت مذکورہ سے اِس پر واقع ہوتی ہے، اس اسم کے جلیل القدر اور اعظم الاسماء ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

❁ شیخِ اکبر محی الدین ابنِ عربی رحمۃ اللہ علیہ فتوحاتِ مکیہ میں فرماتے ہیں: ''ھُو'' عارفین کا سب سے آخری اور اعلیٰ ذکر ہے۔

❁ جمہور علماء فرماتے ہیں اسم ''اَللّٰہُ'' اسمِ اعظم ہے۔

❁ حضور سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اسمِ اَللّٰہُ ذات اسمِ اعظم ہے لیکن شرط یہ ہے کہ جب تو ''اسمِ اَللّٰہُ'' کہے اور اس وقت تیرے دل میں اللہ تعالیٰ کے سوا اور کچھ نہ ہو۔

❁ علامہ ابنِ عابدینؒ فرماتے ہیں امام ابوحنیفہؒ نے اسم اَللّٰہُ کو اسمِ اعظم فرمایا ہے۔

❁ بعض علماء کرام نے ''بسمِ اللّٰہِ الرحمٰن الرحیم'' کو اسمِ اعظم کہا ہے۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ بھی فرماتے ہیں

ب بسم اللہ اسم اَللّٰہُ دا' اے وی گہنا بھارا ھُو

ترجمہ: ''بسم اللہ میں ''اسمِ اَللّٰہُ'' پوشیدہ ہے اور یہ وہی بھاری امانت ہے جس کو اُٹھانے سے ساری مخلوقات نے انکار کر دیا تھا سوائے انسان کے''۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں ''سُن چاروں کتابیں زبور، توریت، انجیل اور قرآنِ مجید حقیقت میں اسمِ اَللّٰہُ ذات کی شرح و تفسیر ہیں۔ تمام پیغمبروں نے پیغمبری اسمِ اَللّٰہُ ذات کی برکت سے پائی، اسی کی برکت سے دشمنوں پر فتح حاصل کی اور اسمِ اَللّٰہُ ذات عین ذات پاک ہے۔ (عین الفقر)

مندرجہ بالا تمام احادیث و روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ درحقیقت اسمِ اَللّٰہُ ذات ہی اسمِ اعظم ہے کیونکہ ہر حدیث و روایت میں اسمِ اَللّٰہُ ذات (اَللّٰہُ، لِلّٰہ، لَہٗ، ھُو) کسی نہ کسی صورت میں موجود ہے۔

❁ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسمِ اعظم بغیر نگاہِ کامل کے قرار نہیں پکڑتا۔

❁ علامہ شیخ محمد اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ اسمِ اعظم کی شرح بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ کائنات میں ہر وقت ایک کامل اکمل ولی موجود ہوتا ہے جس کی ظاہری اور باطنی صورت اسمِ اَللّٰہُ ذات (اسمِ اعظم) ہوتی ہے جو امانتِ الٰہیہ کا حامل اور اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہوتا ہے اور اس ولی کامل سے اسمِ اعظم کی حقیقت نصیب ہوتی ہے۔

(تفسیر روح البیان)

Marfat.com

پس یہ ثابت ہوا کہ اسمِ اَللّٰہُ ذات ہی اسمِ اعظم ہے لیکن یہ اس وقت قرار پکڑتا ہے جب مرشد کامل اکمل تلقین فرماتا ہے۔

اسمِ اَللّٰہُ ذات اور صحابہ کرامؓ واولیائے کاملینؒ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم

❁ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں:

ترجمہ: تیرا درد تیرے بیچ ہے اور تو جانتا نہیں' تیری دَوا بھی تیرے اندر ہے اور تو دیکھتا نہیں اور تو گمان کرتا ہے کہ تو یہی چھوٹا سا جسم ہے حالانکہ تیرے اندر بہت بڑا جہان سمٹا ہوا ہے اور تو وہ روشن کتاب ہے جس کے حرفوں سے پوشیدہ چیز ظاہر ہوتی ہے۔ (مرآۃ العارفین)

❁ آپ رضی اللہ عنہ حق تعالیٰ کے متعلق ایک روایت میں فرماتے ہیں: ''پس میں نے اپنے ربّ کو دل میں یقین کی آنکھ سے دیکھا ہے''۔

❁ آپ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ ''میں اپنے ربّ تعالیٰ کی عبادت اس وقت تک نہیں کرتا جب تک اسے دیکھ نہ لوں''۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

❁ میں نے اپنے ربّ کو نُورِ ربّ (اسمِ ذات) سے دیکھا۔ (سرالاسرار)

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

آپ رضی اللہ عنہ کے مطابق اللہ تعالیٰ نے اپنی پہچان اور اپنے اظہار کے لیے انسانِ کامل کو منتخب فرمایا۔ پورا قرآنِ مجید (اُم الکتاب) سورۃ فاتحہ میں ہے اور سورۃ فاتحہ بسم اللہ میں اور اسمِ اَللّٰہُ انسانِ کامل کے دل میں

Marfat.com

جلوہ گر ہے۔اس لیے انسانِ کامل تمام صفات وذات کے لیے مجمل اور مفصل ہے۔

آپ رضی اللہ عنہٗ اس حقیقت کو یوں بیان فرماتے ہیں: ''قلم اور انسان کی روح کے درمیان، لوح اور دِل کے درمیان، عرش اور جسمِ انسان کے درمیان، کرسی اور نفسِ انسان کے درمیان مشابہت ہے ہر ایک اِن میں سے اس کے واسطہ آئینہ ہے۔پس ہر وہ چیز جو قلم میں مجمل ہے وہی انسان کی روح میں مجمل ہے اور ہر وہ چیز جو لوح میں مفصّل ہے وہی انسان کے دل میں مفصّل ہے اور ہر وہ چیز جو کُرسی میں مفصّل ہے وہی نفسِ انسان میں مفصّل ہے۔پس انسان (کامل) کتابِ جامع ہے واسطے تمام کتبِ الٰہیہ وکونیہ کے۔اس لیے وہ مجموعہ اشیاء ہے اجمال و تفصیل میں۔سو جس نے پہچانا ہے اپنے نفس کو پس اس نے پہچان لیا اپنے ربّ کو۔'' (مراۃ العارفین تصنیفِ لطیف حضرت امام حسین رضی اللہ عنہٗ)

حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ نے کسی خدا رسیدہ سے اُن کا نام پوچھا تو فرمایا ''ھُو'' پھر سوال کیا کہ کھاتے پیتے کیا ہیں انہوں نے پھر جواب میں ''ھُو'' عرض کیا جب ہر سوال کے جواب میں یہی کہتے رہے تو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے پوچھا ''ھُو'' سے مراد کیا اللہ ہے؟ یہ سنتے ہی وہ بزرگ چیخ مار کر دنیا سے رخصت ہو گئے۔

(تذکرۃ الاولیاء، باب نمبر 30)

پیرانِ پیر دستگیر حضرت شیخ محمد عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ

- آپ رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں ''جب ایک بار دل سے کہا جائے ''اَللّٰہُ'' پھر دل میں غیر باقی نہ رہے'' اور دوسری جگہ فرماتے ہیں ''جب کسی کے دل میں اسمِ اَللّٰہُ ذات آجاتا ہے تو اس سے دو چیزیں پیدا ہوتی ہیں ایک نار اور دوسری نور، نار سے تمام غیر اللہ تصورات و مادی محبتیں جَل جاتی ہیں اور نور سے دل منور آئینہ بن جاتا ہے۔'' (الفتح الربانی)
- حضور غوث پاک رضی اللہ عنہٗ ملفوظاتِ غوثیہ میں ایک روایت بیان فرماتے ہیں کہ ایک بزرگ ملک شام کی مسجد میں بھوک کی حالت میں پہنچے اور اپنے نفس سے کہا کہ کاش میں اسمِ اعظم جانتا ہوتا۔دفعتاً دو شخص آسمان کی طرف سے اُترے اور ان کے پہلو میں بیٹھ گئے۔پس ایک نے دوسرے سے کہا تیری خواہش اسمِ اعظم جان

Marfat.com

لینے کی ہے دوسرے نے کہا ہاں! اس نے جواب دیا کہ تو ''اَللّٰہُ'' کہہ یہی اسمِ اعظم ہے۔ وہ بزرگ کہتے ہیں میں نے دل میں کہا کہ اس کو تو میں کہا ہی کرتا ہوں مگر اسمِ اعظم کی جو خاصیت ہے وہ ظاہر نہیں ہوتی۔ اس آدمی نے جواب دیا یہ بات نہیں ہمارا مطلب یہ ہے کہ 'اَللّٰہُ' اس طرح سے کہو کہ دل میں کوئی دوسرا نہ ہو۔ (الفتح الربانی۔ ملفوظاتِ غوثیہ)

❁ بُری صفات سے نجات کا ذریعہ یہ ہے کہ آئینۂ دِل کو ظاہر و باطن میں مصقل توحید (تصور اسمِ اَللّٰہُ ذات) و علم و عمل و شدید مجاہدہ سے صاف کیا جائے حتیٰ کہ نورِ توحید (نور اسمِ اَللّٰہُ ذات) و صفاتِ الٰہیہ سے دل زندہ ہو جائے اور اس میں وطنِ اصلی کی یاد تازہ ہو جائے اور وطنِ حقیقی کی طرف مراجعت کا شوق پیدا ہو۔ (سرالاسرار فصل نمبر 10)

شیخِ اکبر محی الدین ابنِ عربی رحمۃ اللہ علیہ

❁ حضرت شیخِ اکبر محی الدین ابنِ عربی رحمۃ اللہ علیہ فتوحاتِ مکیہ (جلد اوّل) میں فرماتے ہیں:

''چنانچہ یہ حقیقت ہے کہ جس شخص نے اپنی ذات کو اُس کے اسم (اسمِ اَللّٰہُ ذات) سے معلوم نہ کیا وہ اُس کا مکلف نہ رہا اور اس کے حکم سے خارج ہو کر منکرین میں شامل ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کو ثابت قدم رکھا اور انہوں نے اس کے اسم (اسمِ اَللّٰہُ ذات) کو اپنا امام بنا لیا اور اس کے اور اپنے درمیان تعلق کو مضبوط کر لیا تو وہ ساجدین میں سے ہو گئے۔''

❁ اَللّٰہُ اسمِ ذات ہے جو جمیع اسماء و صفات ہے۔ (فصوص الحکم باب فصِ ادریسیہ)

❁ ھُو عارفین کا آخری اور اعلیٰ ذکر ہے۔ (فتوحاتِ مکیہ جلد دوم، باب پنجم)

سیّد عبد الکریم بن ابراہیم الجیلی رحمۃ اللہ علیہ

سیّد عبد الکریم بن ابراہیم الجیلی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب انسانِ کامل میں فرماتے ہیں:

❁ حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی سوائے اسماء و صفات کی راہ کے اور کوئی شناخت (پہچان) کی راہ نہیں ہے اس لیے کہ تمام اسماء و صفات اسمِ اَللّٰہُ کی تحت میں ہیں۔ ثابت ہوا کہ اسمِ اَللّٰہُ کے سوا اللہ تک پہنچنے کی کوئی سبیل نہیں ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ نے اسمِ اَللّٰہُ کو انسان کے لیے آئینہ بنایا ہے (تاکہ وہ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کو دیکھے)۔

Marfat.com

اور جان لے کہ اللہ تعالیٰ نے اسم اَللّٰہُ کو اُن کمالات کا ہیولیٰ بنایا ہے جو معنی الٰہیہ کی صورتیں ہیں اور جمیع تجلیاتِ الٰہی جو اس کے نفس کے لیے اس کے نفس میں ہوتی ہیں وہ سب اسمِ اَللّٰہُ کے زیرِ احاطہ ہیں اور اس کے پیچھے محض بحرِ ظلمتِ محض کے جو بطون[1] لذات فی الذات کے نام سے موسوم ہے اور کچھ نہیں ہے اور یہ اسمِ اَللّٰہُ اس ظلمت کا نور ہے جس سے حق اپنے آپ کو دیکھتا ہے۔

حضرت شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''اسمِ ''اَللّٰہُ'' کا ذاکر اپنی ذات سے بے خبر اور اپنے ربّ کے ساتھ واصل ہوتا ہے وہ احکامِ الٰہیہ پر سختی سے کاربند ہوتا ہے اور دل میں اس کے مشاہدہ میں مشغول رہتا ہے۔ حتیٰ کہ مشاہدہ کے انوار و تجلیات اس کی بشری صفات کو جلا کر رکھ دیتے ہیں''۔

حضرت شیخ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ (بانی سلسلہ نقشبند)

حضرت شیخ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سولہ سال تک لگاتار اسمِ اَللّٰہُ ذات دِل پر نقش کرتے رہے مگر کامیاب نہ ہو سکے ایک روز اس کوشش میں اتنے وارفتہ ہوئے کہ جنگل کی طرف نکل گئے وہاں حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوگئی۔ حضرت خضرؑ نے فرمایا ''اے بہاؤالدین! کیا کر رہے ہو؟'' جواب دیا کہ ''دل روشن نہیں ہو رہا اس لیے بے حد پریشان ہوں۔'' انہوں نے جواب دیا کہ ''تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کیا کرو''، عرض کی ''سولہ سال سے اسی کوشش میں ہوں مگر کامیابی نہیں ہو رہی۔'' حضرت خضرؑ نے فرمایا ''جاؤ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے مزار پر حاضر ہو کر التجا کرو کام بن جائے گا۔'' چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور مزارِ غوث الاعظمؓ پر حاضر ہو کر التجا کی۔

یا دستگیرِ عالم دستم مرا بگیر دستم چناں بگیر کہ گویندت دستگیر

ترجمہ: ''اے جہان بھر کی دستگیری کرنے والے میری بھی دستگیری فرمائیں جس شان کے آپؓ دستگیر ہیں''۔

اس پر حضور غوث پاک سیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے اپنا دایاں ہاتھ مزار مبارک سے باہر نکال کر اسمِ اَللّٰہُ ذات کی شکل میں ان کے سامنے کر کے فرمایا:

[1] بطون سے مراد عدم ہے۔

Marfat.com

اے نقشبندِ عالم نقشم را بہ بند نقشم چناں بہ بند کہ گویندت نقشبند

ترجمہ: ''اے نقشبندِ عالم میرے والا نقش (اسمِ اَللّٰہُ ذات) جما اور ایسا جما کہ رہتی دنیا تک لوگ تجھ کو نقشبند کے نام سے یاد کریں۔''

اس کے ساتھ ہی حضرت بہاؤ الدین نقشبندؒ کے دل پر اسمِ اَللّٰہُ ذات نقش ہو گیا۔

حضرت شیخ فقیر اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ایک دفعہ شیخ فقیر اللہ رحمتہ اللہ علیہ اسمِ اَللّٰہُ ذات کے ذکر میں مشغول تھے، دیکھا کہ پاس چند فرشتے بیٹھے تسبیح و تقدیس میں محو ہیں تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان فرشتوں سے فرمایا ''تھوڑا قریب آجاؤ اور میرے ذکر میں شریک ہو جاؤ'' تو انہوں نے کہا ''ہم آپؒ کے قریب آنے اور اس ذکر میں شامل ہونے کی طاقت اور استطاعت نہیں رکھتے'' (یعنی ذکرِ اسمِ اَللّٰہُ ذات صرف انسان کا شرف ہے)۔

حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کا اصل نام خورشید عالم تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد حضرت خواجہ فخر جہاں رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ چوبیس سال روہی میں چلہ کے بعد حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے خورشید عالم رحمۃ اللہ علیہ پر باطنی مہربانی فرمائی اور ان کے قلب مبارک پر اسمِ اَللّٰہُ ذات لکھ دیا جس سے آپ رحمۃ اللہ علیہ پر تمام حقائق منکشف ہو گئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس عظیم مہربانی پر اپنے آپ کو غلام فرید (یعنی بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کا غلام) کہلوانا شروع کر دیا۔ یہی وجہ تھی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ننگے پاؤں کوٹ مٹھن شریف سے پاک پتن جایا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ جملہ ''ملفوظاتِ فریدیؒ'' میں مرقوم ہے کہ ''وہ مومن ہرگز نہیں جس کا ایک سانس بھی اسمِ اَللّٰہُ ذات کے بغیر جائے۔'' آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

الف ہکو ہم، بس وے میاں جی ہور کہانی مول نہ بھانی

الف گدھم دل کھس وے میاں جی ب تے ت دی گل نہ کائی

الف رکیتم بے وس وے میاں جی

ترجمہ: ایک اسمِ اَللّٰہُ ذات ہی ہمارے لیے کافی ہے ہمیں کسی اور وِرد و وظائف کی ضرورت نہیں ہے

Marfat.com

کیوں کہ اسمِ اَللّٰہُ ذات نے ہمارا دل منور کر دیا ہے اور اسمِ اَللّٰہُ ذات پوری طرح ہمارے اوپر حاوی ہو چکا ہے اور ہمیں حقیقت سے آگاہی حاصل ہو چکی ہے۔

✿ آپ رحمتہ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں:

یار فریدا یار سنجانن کیتے ایہہ نسخہ ہِک ٹِک اے

ترجمہ: ''یار (اللہ تعالیٰ) کو پہچاننے کے لیے یہ نسخہ (اسمِ اَللّٰہُ ذات) قیمتی اور مجرب ہے''۔

حضرت سیّد ابوالعباس رحمتہ اللہ علیہ

حضرت سیّد ابوالعباس رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں اے سالک! تجھے اسمِ اَللّٰہُ ذات کا ذکر کرنا چاہیے کیونکہ یہ اسم تمام اسماء کا سلطان ہے۔ اسکی ابتدا علم اور انتہا نور ہے۔

حضرت عارف باللہ ابنِ عجیبہ رحمتہ اللہ علیہ

اسمِ ''اَللّٰہُ'' سلطان الاوراد اور سلطان الاسماء ہے اور یہ اسمِ اعظم ہے۔ ذاکر جب اس کے ذکر میں مشغول ہوتا ہے تو یہ ذکر اس کے گوشت میں شامل ہو جاتا ہے اور اس کے انوار و تجلیات ذاکر کے کلیات و جزئیات میں سرایت کر جاتے ہیں یہ ذکر زبان سے دل کی طرف اور دِل سے روح کی طرف اور رُوح سے سِرّ کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ اس وقت زبان ساکت و صامت ہو جاتی ہے اور ذاکر کو وِصال اور مشاہدہ نصیب ہوتا ہے۔

حضرت امام ابو قشیری رحمتہ اللہ علیہ

''اسمِ اَللّٰہُ'' کا ذکر ولایت کا منشور، وصال کا منارہ، راہِ سلوک پر چلنے کی علامت اور منزل تک پہنچنے کی دلیل ہے۔ ذکرِ اسمِ اَللّٰہُ سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔ تمام خصائلِ حمیدہ جو ذکر کی طرف ہی راجع ہیں، تمام کا منبع ذکرِ اَللّٰہُ ہی ہے۔

حضرت ابنِ قیم الجوزیہ رحمتہ اللہ علیہ

''بلاشبہ وریب چاندی و تانبے کی طرح دل بھی زنگ آلود ہو جاتا ہے۔ اس کی صفائی اسمِ ''اَللّٰہُ'' سے

Marfat.com

ممکن ہے۔ ذکرِ الٰہی دل کو چمکتے ہوئے آئینہ کی مانند کر دیتا ہے۔"

حضرت امام فخر الدین رازی رحمتہ اللہ علیہ

"جہنم میں داخل ہونے کا سبب ذکرِ "اَللّٰہُ" سے غفلت ہے اور عذابِ جہنم سے چھٹکارا ذکرِ اَللّٰہُ سے ہی ممکن ہے جب قلب ذکرِ اَللّٰہُ سے غافل ہوتا ہے تو دنیا اور اس کی خواہشات کی طرف متوجہ ہو کر حرص و ہوا میں مبتلا ہو جاتا ہے اور پھر ایک طمع سے دوسری طمع کی طرف اور ایک ہوس سے دوسری ہوس کی جانب منتقل ہوتا رہتا ہے حتیٰ کہ تاریکیوں میں گھر جاتا ہے اور جب اس دل پر اللہ کے ذکر اور معرفت کا دروازہ کھلتا ہے تو ان تمام آفات اور مصائب سے چھٹکارا حاصل کر کے اسے ربّ تعالیٰ کی معرفت کا شعور حاصل ہو جاتا ہے" (تفسیر کبیر)۔

شیخ احمد بن عجیبہ رحمتہ اللہ علیہ

بندہ اُس وقت ہی مقامِ رضا تک رسائی حاصل کرتا ہے جب وہ سلوک کے ابتدائی تین مراحل کو عبور کرے: 1۔ کہ وہ اسمِ جلالت (اسمِ اَللّٰہُ ذات) کے ذکر میں مستغرق ہو۔ یہ تب ممکن ہے جب مرشدِ کامل سے ذکر کی اجازت ہو۔ 2۔ ذاکرین کی صحبت حاصل ہو۔ 3۔ شریعتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر کاربند ہو۔

حضرت پیر سیّد مہر علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ

ایک طویل عرصہ تک علم وفضیلت کے حصول اور چلہ کشی و ریاضت کے بعد جب مرشدِ کامل سے اسمِ اَللّٰہُ ذات ملا تو اس نے تمام تر ترتیب کو یکسر بدل کر رکھ دیا۔

سب لِکھیا پڑھیا بُھلا رہیاں   ہکو نام سجن دا گا رہیاں
لُوں لُوں تے ساہواں نال   دل لگڑا بے پرواواں نال

ترجمہ: جب سے ہمیں ذکر اور تصور کے لیے اسمِ اَللّٰہُ ذات ملا ہے ہم نے تمام علوم کو فراموش کر دیا ہے کیونکہ اب ہمارا ہر سانس اور جسم کا ریشہ ریشہ اسمِ اَللّٰہُ ذات کا ذکر کر رہا ہے اور ہمارا رشتہ اس بے نیاز "ذات" سے قائم ہو چکا ہے۔

Marfat.com

حضرت بُلھے شاہ رحمتہ اللہ علیہ

الف اَللّٰہ نال دل رتا میرا   مینوں ب دی خبر نہ کائی
ب پڑھیاں مینوں سمجھ نہ آوے   لذت الف دی آئی
بلھیا قول الف دے پورے   جیہڑے دل دی کرن صفائی

ترجمہ: اسم اَللّٰہُ ذات نے ہمارا دل اتنا روشن کر دیا ہے کہ ہمیں دوسرے کسی وظیفہ کی خبر نہیں کیونکہ دوسرے کسی وظیفہ سے ہمیں کچھ حاصل نہیں ہوا جو اسمِ اَللّٰہُ ذات پڑھنے سے حاصل ہوا ہے۔ یہ بات بالکل سچ ہے کہ یہ اسمِ اَللّٰہُ ذات ہی ہے جو دل کو صیقل کر کے اُسے اللہ تعالیٰ کے جلوہ سے منور اور روشن کر دیتا ہے۔ یہ حقیقت کسی اور وظیفہ سے حاصل نہیں ہوتی۔

کیوں پڑھنا ایں گڈ کتاباں دی   سر چاناں ایں پنڈ عذاباں دی
ایہہ پینڈا مشکل بھارا اے   اِک الف پڑھو چھٹکارا اے

ترجمہ: کیوں تم نے کتابوں کے ڈھیر اکٹھے کر کے رکھے ہیں۔ جتنا علم حاصل کرتے جاؤ گے اتنے ہی حجابات بڑھتے جائیں گے اور روزِ جزا علم کے مطابق اپنے عمل کا حساب دینا پڑے گا۔ یہ بڑی مشکل منزل ہے اس سے نجات اور چھٹکارے کا ذریعہ صرف ذکرِ اسمِ اَللّٰہُ ذات ہے۔

حضرت علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے کلام میں معرفت وطریقت کی خوب وضاحت فرمائی ہے ساتھ ہی آپ رحمتہ اللہ علیہ شدتِ شوق سے بارگاہِ مرشد میں اسمِ اَللّٰہُ ذات کی طلب میں عرض کرتے ہیں:

نویس 'اَللّٰہ' برلوحِ دِلِ من   کہ ہم خود را ہم او را فاش بینم

ترجمہ: ''میرے دل کی لوح پر اسمِ اَللّٰہُ ذات لکھ اور مجھے بھی اور میرے اندر چھپے ہوئے حق تعالیٰ کے بھید کو بھی آشکارا کر دے''۔

✿ نگہ الجھی ہوئی ہے رنگ و بُو میں   خرد کھوئی گئی ہے چار سُو میں
نہ چھوڑ اے دل فغانِ صبح گاہی   اماں شاید ملے ''اَللّٰہُ ھُو'' میں

Marfat.com

- میری نوائے شوق سے شورِ حریمِ ''ذات'' میں　　غلغلہ ہائے الاماں بُت کدۂ ''صفات'' میں
- مٹا دیا مرے ساقی نے عالمِ مَن و تُو　　پلا کے مجھ کو مئے لَآ اِلٰہَ اِلَّا ''ھُو''

شوق مری لَے میں ہے شوق میرے نَے میں ہے　　نغمہ ''اَللّٰہُ ھُو'' میرے رگ و پے میں ہے

- بادہ کش غیر ہیں گلشن میں لبِ جُو بیٹھے　　سنتے ہیں جام بکف نغمہ کُوکُو بیٹھے

دُور ہنگامۂ گلزار سے یک سُو بیٹھے　　تیرے دیوانے بھی ہیں منتظرِ ''ھُو'' بیٹھے

- موجودہ دَور کے بارے میں آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کہن ہنگامہ ہائے آرزو سَرد　　کہ ہے مردِ مسلماں کا لہو سَرد

بُتوں کو میری لادینی مبارک　　کہ ہے آج آتشِ ''اَللّٰہُ ھُو'' سَرد

- علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ اپنے فارسی کلام میں فرماتے ہیں:

گفت آں شعرے کہ آتش اندروست　　اصلِ او از گرمی ''اَللّٰہُ ھُو'' ست

ترجمہ: (رومی رحمتہ اللہ علیہ) نے مجھ سے کہا کہ وہ شعر جس کے اندر آگ (عشق) ہے اس کی بنیاد ''اَللّٰہُ ھُو'' کی آتشِ عشق ہے۔

- می نگنجد آں کہ گفت اَللّٰہُ ھُو　　در حدودِ ایں نظامِ چار سُو

ترجمہ: جو ذکرِ ''اَللّٰہُ ھُو'' کرتا ہے وہ زماں ومکان (Time and Space) کی حدود میں نہیں سماتا۔

- امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

تا غزالیؒ درس اَللّٰہُ ھُو گرفت　　ذکر و فکر از دود مانِ او گرفت

ترجمہ: جب امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے مرشد سے ''اَللّٰہُ ھُو'' کی تلقین حاصل کر لی تو وہ کامل ہو گئے یعنی ظاہری علوم کے بعد باطنی علم بھی حاصل کر لیا۔

- آپؒ فرماتے ہیں کہ یہ ذکر تو ہمیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملا ہے۔

آمد از پیراہن او بوئے او　　داد مارا نعرہ اَللّٰہُ ھُو

ترجمہ: مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لباس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خوشبو آئی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں نعرہ (ذکر) اَللّٰہُ ھُو دیا۔

- ذکرِ ھُو اسمِ اَللّٰہُ ذات کا آخری مقام ہے اس کے بارے میں آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

منم کہ طوافِ حرم کردہ ام بتے بے کنار　　منم کہ پیشِ بتاں نعرہ ہائے ھُو زدہ ام

Marfat.com

ترجمہ: میں وہ ہوں جس نے (خواہشاتِ نفس و دنیا کا) بُت دِل میں رکھ کر کعبہ کا طواف کیا اور میں وہ ہوں جس نے بتوں (ظاہری مذہبی راہنماؤں) کے سامنے ''ھُو'' کا نعرہ لگایا ہے یعنی اندھوں کے سامنے ''ھُو'' کے راز کو کھولا ہے۔

❁ ہر کہ پیمان با ھُو الموجود بست گردنش از بند ہر معبود رست

ترجمہ: جو ''ھُو'' کے ساتھ ''با'' ہو کر ھُو کے ساتھ موجود ہو گیا یعنی ھُو میں فنا ہو کر ھُو ہو گیا وہ زندہ جاوید ہو گیا (یعنی فنا فی ھُو ہو گیا) اور اس کی گردن ہر غلامی سے آزاد ہو گئی۔

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ

فرق است ز آبِ خضر کہ ظلمات جائے است تا آب ما کہ منبعش اللہ اکبر است

ترجمہ: آبِ خضر جس کا مقام ظلمات ہے اور ہمارے پانی میں بہت فرق ہے یہاں ہمارے پانی سے مراد اسمِ اَللّٰہُ ہے جس کا منبع خود اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور یہ آبِ خضر سے بہتر ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''تو وہ ذکر کر کہ وہ مالک ظاہر ہو کر آئے۔ ایسا ذکر نہیں جو زبان سے ہو کیونکہ زبانی ذکر عارضی ذکر کے سوا کچھ نہیں مگر ذکرِ ''روحی'' درویشوں کا ہنر ہے۔''

میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ

اوّل حمد ثناء الٰہی جو مالک ہر ہر دا اس دا نام چتارن والا کسے میدان نہ ہردا

ترجمہ: پہلے حمد و ثناء اللہ تبارک و تعالیٰ ہی کے لیے جو تمام جہانوں کا مالک اور ربّ العالمین ہے اس کے نام (اسمِ اَللّٰہُ) کا ذکر کرنے والے کو ظاہر و باطن کے کسی میدان میں کبھی شکست نہیں ہو سکتی اور نہ ہی وہ کبھی ناکام ہوتا ہے۔

حضرت سخی سلطان سیّد محمد بہادر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس سال کی طویل ترین ریاضت کے بعد حضرت سخی سلطان پیر محمد عبدالغفور شاہ

Marfat.com

صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اسمِ اَللّٰہُ ذات حاصل کیا آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ب بس بھائی بے دس ناہیں، مینوں پیر دی تس بے وس کیتا
اَللّٰہ بس سکھایا جناب مینوں، باقی غیر معلوم ہوس کیتا
سرمہ پیر دے پیراں دی خاک پائی مصحف خاص مزار دا مس کیتا
سلطان محمد بہادر شاہؒ جد اکھ تیز ہوئی، دیدار خدا دا بس کیتا

ترجمہ: ہمارے مرشد کامل اکمل کے عشق نے ہمیں اپنے بس میں کر لیا ہے کیونکہ ہمارے مرشد نے ہمیں اسمِ اَللّٰہُ ذات تلقین کیا ہے اور غیر اللہ کو ہمارے دل سے نکال دیا ہے۔ جب اسمِ اَللّٰہُ ذات کے ذکر اور تصور سے ہمیں نورِ بصیرت حاصل ہوا تو تب ہمیں دیدارِ الٰہی نصیب ہوا۔ یہ حاصل کر کے ہم نے مرشد کے قدموں کی خاک کا سرمہ بنایا اور اپنے آپ کو اس کی غلامی میں دے دیا۔

سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

❁ اسمِ اَللّٰہُ ذات (اَللّٰہُ، لِلّٰہ، لَہٗ، ھُو) اسمِ اعظم ہے جس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی پہچان اور قرب حاصل ہوتا ہے یہ وہ نُور ہے جو سالک (طالب) کو مالک (اللہ) تک لے جاتا ہے۔ جس دل کے اندر یہ نقش ہو کر قرار پا گیا اس کے سامنے کائنات کا کوئی راز باقی نہ رہا اور وہ محرمِ راز ہو گیا۔ بشرطیکہ یہ ''اسمِ اعظم'' طالب کو کسی مردِ کامل سے حاصل ہوا ہو۔

❁ تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات تمام باطنی علوم کا منبع ہے اس کے ذکر اور تصور سے باطن میں سب سے اعلیٰ مراتب یا مقام (دیدارِ حق تعالیٰ اور مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی حضوری حاصل ہوتی ہے جو کسی دوسرے ذکر، فکر اور عبادت سے حاصل نہیں ہو سکتی خواہ ساری زندگی دن کو روزے رکھے اور رات کو قیام کرے اور کمر کبڑی ہو جائے۔

❁ انسان کو اپنی ذات کی پہچان صرف اسمِ اَللّٰہُ ذات ہی سے حاصل ہوتی ہے کوئی دوسرا ذکر، فکر یا عبادت انسان کے باطن کے بند دروازے کے قفل کو نہیں کھول سکتی۔

❁ اسمِ ذات ''ھُو'' سلطان الاذکار ہے جو ھُو میں فنا ہو کر ھُو ہو گیا وہی سلطان ہے۔

Marfat.com

❁ اسمِ اَللّٰہُ ذات دل کی کنجی ہے۔

❁ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے دل کے آئینہ سے زنگ اُتر جاتا ہے اور وہ روشن اور صاف ہو جاتا ہے۔

❁ اسمِ اَللّٰہُ ذات کا تصور دِل کو پاک کر دیتا ہے اور اس کی تاثیر پورے جسم میں اس طرح اثر کرتی ہے کہ جیسے گولی پیٹ میں جاتی ہے اور جسم کے کسی حصہ میں ہونے والی تکلیف کو سکون پہنچاتا ہے۔ اسی طرح ٹیکہ بازو میں لگتا ہے جبکہ زخم اگر پاؤں پر ہو تو ٹھیک ہو جاتا ہے جب انسان اسمِ اَللّٰہُ ذات کا دل میں ذکر کرتا ہے اور اس کا تصور کرتا ہے تو پہلے دل اور پھر پورا جسم اس کی تاثیر سے پاکیزہ ہو جاتا ہے۔

❁ اسمِ اَللّٰہُ ذات ہی اسمِ اعظم ہے یہ اس وقت اثر کرتا ہے جب یہ کسی صاحبِ راز مرشد کامل اکمل سے حاصل ہوا ہو۔

❁ جس نے ذکرِ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے اپنی سانسوں کو اور تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے اپنے قلب (باطن) کو زندہ نہ کیا وہ دنیا سے بے مراد گیا۔

❁ جو اللہ تعالیٰ کی پہچان اور دیدار حاصل کرنا چاہتا ہے وہ سب سے پہلے کسی صاحبِ مسمّٰی سروری قادری مرشد کامل اکمل کی تلاش کرے اور پھر اس سے ذکر اور تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات طلب کرے۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سو چالیس کُتب تصنیف فرمائی ہیں اور ہر تصنیف اسمِ اَللّٰہُ ذات کی شرح و تفسیر ہے۔ اسمِ اَللّٰہُ ذات کے اِسرار و رموز کو کھول کر جتنا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیفات میں بیان فرمایا ہے اس سے پہلے کوئی بھی ایسا نہ کر سکا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

❁ خیال خواندن چندیں کتب چرا است ترا الف بس است اگر فہم ایں ادا است ترا

ترجمہ: تجھ پر اس قدر کتابیں پڑھنے کی دُھن کیوں سوار رہتی ہے اگر تُو صاحبِ فہم ہے تو تیرے لیے علمِ الف (اسمِ اَللّٰہُ ذات) ہی کافی ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ اسم اَللّٰہُ راہبر است در ہر مقام از اسمِ اَللّٰہُ یافتند فقرش تمام

ترجمہ: اسمِ اَللّٰہُ ذات طالبانِ مولیٰ کی ہر مقام پر راہنمائی کرتا ہے اور اسمِ اَللّٰہُ ذات سے ہی وہ کامل فقر کے

Marfat.com

مراتب پر پہنچتے ہیں۔ (محک الفقر کلاں)

❁ اسم اَللّٰہُ ذوق بخشد باوصال ❁ بے زبانے سخن گوید قیل و قال

ترجمہ: اسمِ اَللّٰہُ کے تصور سے صاحبِ تصور کو ذوقِ الٰہی نصیب ہوتا ہے جس سے وہ ہر وقت وصالِ حق میں مسرور ہو کر ذاتِ حق سے بے زبان گفتگو کرتا ہے۔ (محک الفقر کلاں)

❁ آں روز یاد کن کہ یارے تُو کس نہ باشد ❁ جز عمل و ایمان دیگرے ہمراہِ تُو کس نہ باشد

باھُوؒ! بہ ازیں نہ باشد یک بار گفتن اَللّٰہُ ❁ اَللّٰہُ بس ترا شد خطے کش بر سوئی اللہ

ترجمہ: اس دن کو یاد کر جب تیرا کوئی دوست (یار) نہیں ہوگا اور عمل و ایمان کے سوا تیرے ساتھ کوئی نہیں جائے گا۔ اے باھُوؒ اس سے بہتر کوئی عمل نہیں کہ اسمِ اَللّٰہُ تیرے لیے کافی ہے اسمِ اَللّٰہُ کے سوا ہر چیز پر خطِ تنسیخ کھینچ دے (یعنی اسمِ اَللّٰہُ کے سوا ہر چیز کو ترک کر دے)۔ (محک الفقر کلاں)

❁ اسمِ اَللّٰہُ بس گراں است بس عظیم ❁ ایں حقیقت یافتہ نبیؐ کریم

ترجمہ: اسمِ اَللّٰہُ ذات نہایت بھاری و عظیم امانت ہے اس کی حقیقت (کنہہ) کو صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی جانتے ہیں۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ اسمِ اَللّٰہُ ہمچو در دِل آفتاب ❁ ظلمت از انوارِ او گردد خراب

نامِ اَللّٰہُ گشت آسان بر زبان ❁ کنہہ اَللّٰہُ مشکل است سرِّ نہاں

ترجمہ: جب دل میں اسم ''اَللّٰہُ'' کا سورج طلوع ہوتا ہے تو اس کے نور سے دل کی ساری ظلمت مٹ جاتی ہے محض زبان سے اسمِ ''اَللّٰہُ'' کا ذکر کر لینا بہت آسان ہے مگر اسمِ اَللّٰہُ کے سرِّ نہانی تک پہنچنا بہت ہی مشکل کام ہے۔ (محک الفقر کلاں)

❁ اسمِ اَللّٰہُ ذات ''عین اللہ پاک'' کی ذات ہے۔ (عین الفقر)

اس کو طواسین میں منصور حلاج نے یوں بیان کیا ہے ''جو یہ کہتا ہے کہ میں نے اس (اللہ تعالیٰ) کو اسم (اسمِ ذات) سے پہچانا ہے تو یاد رکھ ''اسم'' ''مسمّٰی'' سے علیحدہ نہیں ہے کیونکہ وہ مخلوق نہیں ہے۔''

❁ اللہ تعالیٰ نے جب بھی کوئی عبادت فرض کی تو اس کی ایک معلوم حد متعین کر دی لیکن اس ذکر کی کوئی حد نہیں یعنی کھڑے، بیٹھے، لیٹے، دِن، رات، خشکی و تری، سفر و حذر، غنا و فقر، صحت و بیماری، پوشیدہ اور اعلانیہ طور پر اللہ کے نام کا ذکر ضروری ہے۔ (نور الہدیٰ کلاں)

تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کی شان میں سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

Marfat.com

❀ سُن! توریت، زبور، انجیل اور اُم الکتب یعنی فرقان یہ چاروں کتابیں محض اسمِ ''اَللّٰہُ'' کی شرح ہیں۔ اسمِ اَللّٰہُ کیا چیز ہے؟ اسمِ اَللّٰہُ عین ذات پاک ہے جو بے چون و بے چگون اور بے شبہ و بے نمون ہے اور جس کی شان میں آیا ہے: قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ جو شخص اسمِ اَللّٰہُ ذات کو پڑھ کر اس کا حافظ ہو جاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے۔ اسمِ اَللّٰہُ ذات کے پڑھنے اور اس کے ذکر سے وہ علمِ لدُنّی کھلتا ہے کہ جس کی نشاندہی اس فرمانِ حق تعالیٰ میں کی گئی ہے: وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا (ترجمہ: اور آدم علیہ السلام کو کُل اسماء کا علم سکھا دیا گیا) فرمانِ حق تعالیٰ ہے: مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ (ترجمہ: جس چیز پر اسمِ اَللّٰہُ نہ پڑھا جائے وہ چیز ناپاک ہے) یاد رکھ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عرش و کرسی اور لوح و قلم سے گزر کر حضورِ پروردگار میں قابَ قوسین کے مقام پر پہنچنا اور اللہ تعالیٰ سے بلاحجاب کلام کرنا محض اسمِ اَللّٰہُ کی برکت سے ہوا کہ اسمِ اَللّٰہُ دونوں جہان کی چابی ہے۔ ساتوں طبقاتِ زمین اور ساتوں طبقاتِ آسمان جو بلاستون ایستادہ ہیں تو یہ محض اسمِ اَللّٰہُ ہی کی برکت ہے۔ جو پیغمبر بھی مرتبۂ پیغمبری پر پہنچا اور کفار پر فتح حاصل کر کے ان کے شر سے مامون ہوا تو یہ بھی محض اسمِ اَللّٰہُ ہی کی برکت تھی کہ ان کا نعرہ ہمیشہ یہی ہوا کرتا تھا ''اَللّٰہُ ہی ہمارا معین و مددگار ہے۔'' بندے اور مولیٰ کے درمیان رابطے کا وسیلہ یہی اسمِ اَللّٰہُ ہی تو ہے۔ تمام اولیاء اللہ غوث و قطب اہلِ اللہ کو ذکر فکر الہام مذکور غرقِ توحید مراقبہ و کشف و کرامات اور علمِ لدُنّی کے جتنے بھی مراتب نصیب ہوتے ہیں اسمِ اَللّٰہُ ہی کی برکت سے ہوتے ہیں کہ اسمِ اَللّٰہُ سے وہ علمِ لدُنّی کھلتا ہے کہ جس کے پڑھ لینے کے بعد کسی اور علم کے پڑھنے کی حاجت نہیں رہتی۔

ہر کراں بہ اسمِ اَللّٰہُ شد قرار ہر چہ باشد غیر اللہ زاں فرار

ترجمہ: جس نے اسمِ اَللّٰہُ کے ساتھ قرار پکڑا وہ غیر اللہ کے ہر تعلق سے نجات پا گیا۔ (عین الفقر)

❀ سُن! اسمائے صفات کے ذکر سے استدراج پیدا ہوتا ہے لیکن اسمِ اَللّٰہُ ذات کے ذکر میں تفاوت و تجاوزِ استدراج ہرگز نہیں ہے کہ اسمِ اَللّٰہُ جَلَّ جَلَالُہٗ کے چار حروف ہیں۔ ''ا، ل، ل، ہ'' جب اسمِ اَللّٰہُ سے الف جدا کیا جائے تو یہ اسم لِلّٰہ رہ جاتا ہے۔ جب الف کے بعد پہلا ''ل'' بھی جدا ہو جائے تو یہ اسم ''لَہٗ'' رہ جاتا ہے اور جب دوسرا ''ل'' بھی جدا ہو جائے تو یہ ''ھُو'' رہ جاتا ہے اور یہ چاروں اسمائے اعظم ''اَللّٰہُ، لِلّٰہُ، لَہٗ، ھُو'' اسمِ اَللّٰہُ ذات ہیں۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے: اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فرمانِ حق تعالیٰ ہے: اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ (پارہ نمبر 3 البقرہ 257، ترجمہ: ''اللہ'' (اسمِ اَللّٰہُ ذات) مومنوں کا ایسا دوست ہے جو انہیں ظلمات سے نکال کر نورِ توحید میں لے آتا ہے)۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے: لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

Marfat.com

فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا (پارہ 29 المزمل 9، ترجمہ: نہیں ہے کوئی معبود سوائے ''ھُو'' کے، پس اسی کو ہی اپنا وکیل بناؤ) قرآنِ مجید میں چار ہزار مرتبہ اسمِ ''اَللّٰهُ'' آیا ہے جس کی برکت سے سارا قرآن ہی اسم ''اَللّٰهُ'' ہے۔ مرشدِ کامل وہ ہے جو اسم ''اَللّٰهُ'' اور اسمِ ''مُحَمَّدٌ'' کی راہ جانتا ہے اور اس کے علاوہ کچھ نہیں جانتا اور طالبِ صادق وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی مقدس اور پاک ذات کے علاوہ اور کوئی طلب نہیں رکھتا۔

دادہ خود سپہر بستاند　　　　اسمِ اَللّٰهُ جاوداں ماند

ترجمہ: ''آسمان اُس کا اپنا بنایا ہوا ہے وہ اسے سمیٹ لے گا لیکن اسمِ ''اَللّٰهُ'' ہمیشہ قائم رہے گا۔'' (عین الفقر)

❁ وہ کون سا علم ہے کہ جس کے پڑھنے سے طالب ایک ہی دم میں بغیر کسی ریاضت ومجاہدہ کے اپنے نفس سے جُدا ہو جائے۔ وہ علم ''تصورِ اسمِ اَللّٰهُ ذات'' ہے کہ جس سے طالبِ مولیٰ اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہو کر نفس کی حقیقت جان لیتا ہے۔ (نور الہدیٰ کلاں)

❁ ''تصورِ اسمِ اَللّٰهُ ذات'' کے ذریعے طالبِ اللہ لاھوت لامکان میں ساکن ہو کر مشاہدۂ انوارِ دیدارِ ذات کھلی آنکھوں سے کرتا ہے اور ہر دو جہاں کی آرزوؤں سے بیزار ہو جاتا ہے۔ عین دیکھتا ہے عین سنتا ہے اور عین پاتا ہے۔ یہ مراتبِ توفیق ہیں اور توفیق اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ایک نور ہے اس نورِ توفیق سے طالب اپنے وجود کے اندر اپنے نفس کی صورت، اپنے قلب کی صورت، اپنی روح کی صورت اور سِرّ کی صورت کی شناخت کر لیتا ہے اور یہ چاروں صورتیں اس سے ہم کلام ہوتی ہیں۔ بعد ازاں طالب اہلِ توفیق حق لے لیتا ہے اور باطل کو چھوڑ دیتا ہے جو شخص ان مراتب کو پہنچے اسے ''طے الفقر وحی الوجود'' کہتے ہیں اور وہ صاحبِ معرفت يُحْيِ الْقُلُوْبِ وَيُمِيْتُ النَّفْسِ (دلوں کو زندہ کرنے والا اور نفس کو مارنے والا) ہوتا ہے۔ اس کے لیے زندگی وموت ایک، سونا وجاگنا ایک، مستی وہشیاری ایک، بھوک وسیری ایک، پڑھنا نہ پڑھنا ایک، مجاہدہ ومشاہدہ ایک، قال وسکوت ایک اور خاک وسونا چاندی ایک ہو جاتے ہیں۔ (نور الہدیٰ کلاں)

آپ رحمتہ اللہ علیہ اللہ پاک کو پانے کا راستہ اسمِ اَللّٰهُ ذات کے ذکر اور تصور میں ہی بتاتے ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

❁ جملہ قرآنی علوم، نص وحدیث اور تمام علوم جو لوحِ محفوظ اور عرش وکرسی پر لکھے ہوئے ہیں، ماہ سے ماہی تک ساری مملکتِ خداوندی کے غیبی علوم اور اللہ تعالیٰ کے سارے بھید اور توریت، زبور، انجیل وقرآن کے جتنے علوم ہیں اور تمام حکم احکام اور ظاہری وباطنی نفسی، قلبی، روحی، سِرّی امور اور جو حکمتیں تمام عالمِ مخلوقات کے درمیان جاری ہیں سب کے سب اسی ''تصورِ اسمِ اَللّٰهُ ذات'' کی طے میں موجود ہیں۔ (نور الہدیٰ کلاں)

Marfat.com

❁ کُل سلکِ سلوک اور باطن کا صحیح راستہ جس میں کسی قسم کی غلطی، سلب اور رجعت کا خطرہ نہ ہو یہ ہے کہ طالبِ مولیٰ ایسے مرتبے کو پہنچ جائے کہ جس وقت چاہے اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہو اور جس وقت چاہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مجلس میں حاضر ہو اور جس وقت چاہے جملہ انبیاء واولیاء سے ملاقات کرے اور ان کا ہم مجلس ہو جائے۔ یہ توفیق صرف تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے حاصل ہوتی ہے۔ (نور الہدیٰ کلاں)

❁ ''تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات'' سے دل میں اَنوارِ دیدار پیدا ہوتے ہیں۔ جب کہ ذکر فکر، وِرد و وظائف سے رجوعاتِ خلق پیدا ہوتی ہے۔ جس سے نفس موٹا اور مغرور ہو جاتا ہے اور وسوسہ و واہمات و خیالات متشکل ہو کر متجلی ہوتے ہیں اور احمق اسے حضور و صال سمجھتا ہے۔ خبردار! ''کُلُّ اِنَاءٍ یَتَرَشَّحُ بِمَا فِیْہِ'' (برتن سے وہی چیز برآمد ہوتی ہے جو اس کے اندر ہوتی ہے) اپنے وجود میں قیاس کر لے۔ (نور الہدیٰ کلاں)

❁ حشر کے روز آدمیوں کی نیکیوں اور بدیوں کا حساب ہوگا تو جس شخص کے دل پر اسمِ اَللّٰہُ ذات نقش ہوگا یا جس شخص نے صرف ایک ہی مرتبہ صدقِ دل سے اسمِ اَللّٰہُ ذات کا تصور کیا ہوگا، اگر اس کے گناہ آسمان و زمین کے برابر بھی ہوں گے تو ایک طرف کے پلڑہ میں اس کے گناہ رکھ دیئے جائیں گے اور دوسری طرف کے پلڑہ میں اسمِ اَللّٰہُ ذات رکھ دیا جائے گا تو اسمِ اَللّٰہُ ذات والا پلڑہ بھاری ہوگا اور فرشتے تعجب سے اللہ تعالیٰ سے سوال کریں گے کہ ''یا اللہ! اس نے ایسی کونسی نیکی کی ہے جس کے بدلے میں اس کا نیکیوں والا پلڑہ بھاری ہے؟'' اِرشاد ہوگا کہ ''یہ شخص ہمیشہ میری طلب میں رہتا تھا اور میرے ذاتی نام یعنی اسمِ اَللّٰہُ ذات میں مشغول رہتا تھا۔ اے فرشتو! تم اہلِ حجاب ہو اور اس کے شغل کی حقیقت سے بالکل ناواقف ہو۔ یہ بندہ میرا طالب ہے یہ میرے ساتھ ہے اور میں اس کے ساتھ ہوں۔ تم اس راز سے بیگانہ ہو''۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔ (عین الفقر)

❁ اسمِ اَللّٰہُ ذات کی شان یہ ہے کہ اگر کوئی شخص تمام عمر روزہ، نماز، حج، زکوٰۃ، مال، تلاوتِ قرآنِ مجید اور ہر قسم کی دیگر عبادات کرتا رہے یا عالم بن کر اہلِ فضیلت بن گیا ہو لیکن اسمِ اَللّٰہُ ذات اور اسمِ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) سے بیگانہ رہا اور ان دونوں اسماء پاک سے شغل نہیں کیا تو اس کی ساری عمر کی عبادت برباد و ضائع ہو گئی۔ (عین الفقر)

❁ فقہ کا ایک مسئلہ سیکھنا ایک سال کی بے ریا عبادت سے افضل اور تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات میں ایک سانس لینا ایک ہزار مسائل فقہ سیکھنے سے افضل ہے۔ (عین الفقر)

ایسا اس لیے ہے کہ تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے نفسِ امّارہ قتل ہو جاتا ہے اور دل زندہ ہو جاتا ہے جس سے حضوریٔ قلب (دل کی توجہ) حاصل ہوتی ہے۔ جسے حضوریٔ قلب حاصل ہو اس کی ہر عبادت مقبول ہوتی

Marfat.com

ہے اور جسے حضوریٔ قلب حاصل نہ ہو اس کی ہر عبادت ریا کا درجہ رکھتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ:

❁ لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ ترجمہ: ''حضوریٔ دل کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔''

جس دل کے اندر اسمِ اَللّٰہُ ذات کا نوری نقش قائم ہو جائے وہ دل قلبِ سلیم کہلاتا ہے اور قلبِ سلیم ہی قیامت کے روز کام آئے گا۔ فرمانِ الٰہی ہے کہ:

ترجمہ: ''قیامت کا دن ایسا دن ہے کہ اس دن نہ مال نفع دے گا اور نہ اولاد کام آئے گی بلکہ وہاں کامیابی اس کی ہوگی جس نے قلبِ سلیم پیش کیا۔'' (سورۃ الشعراء۔ 88-89)

❁ جب فقیر فنا فی اللہ بقا باللہ تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات میں مشغول ہوتا ہے تو آسمان کہتا ہے کہ کاش میں زمین ہوتا اور یہ بندہ مجھ پر بیٹھ کر تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کرتا اور زمین کہتی ہے ''الحمد للہ'' کہ میں ذکرِ اَللّٰہُ سے حلاوت پا رہی ہوں۔ جب زندہ دل ذاکر تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کرتا ہے تو اس کا ہر رگ و ریشہ، گوشت پوست، مغز و قلب و رُوح و سِرّ غرضیکہ تمام اعضائے جسم ذکرِ اَللّٰہُ سے گویا ہو جاتے ہیں اور ربوبیتِ حق تعالیٰ سے جواب آتا ہے لَبَّیْکَ عَبْدِیْ (میرے بندے میں حاضر ہوں) یہ سُن کر فرشتے رشک سے کہتے ہیں کہ ''ہم تمام عمر تسبیح و سجود و رکوع میں گزار رہے ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے ہم سے کبھی بھی لَبَّیْکَ عَبْدِیْ نہیں فرمایا۔ کاش کہ ہم بھی بندے ہوتے'' اے بندے خود کو پہچان کہ تو خاص ہے اس لیے خاص بن۔ (عین الفقر)

❁ فقیر کے مغز و پوست میں اسمِ اَللّٰہُ ذات کا ذکر جاری ہو جاتا ہے اور یہ ذکر اس کی ہڈیوں میں، اس کی آنکھوں میں اور اس کے چمڑے میں بھی جاری ہو جاتا ہے۔ پس قلبی ذاکر کا تمام بدن اسمِ اَللّٰہُ ذات بن جاتا ہے اور اس میں اسمِ اَللّٰہُ ذات جاری ہو جاتا ہے......... ایسے فقیر کا وجود قدرتِ الٰہی کا نمونہ بن جاتا ہے۔ (محبت الاسرار)

❁ جو فقیر اسمِ اَللّٰہُ ذات کی طے میں فنا فی اللہ بقا باللہ کے مراتب تک پہنچ جاتا ہے اسے قُربِ الٰہی سے علم کی وحی اور الہام کے مُرسل قدرتِ الٰہی سے ہزارہا بلکہ بے شمار پیغام پہنچاتے ہیں اور اس پر علمِ لدُنّی اور وارداتِ غیبی وارد ہوتی ہیں۔ عارف باللہ تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کے ذریعہ ایک ہی دم میں ہزاروں بلکہ لاکھوں مقامات طے کر جاتا ہے۔ (قرب دیدار)

''تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات'' ہی وہ صراطِ مستقیم ہے جس پر چل کر پاکیزہ لوگ انعام یافتہ کہلائے کیونکہ تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات ہی سے انسان کا سینہ اسلام کی روشنی سے صحیح طور پر منور ہوتا ہے۔ اس کے برعکس جس نے ذکر

Marfat.com

اور تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے روگردانی کی وہ نفسِ امّارہ اور شیطان کے پھندوں میں پھنس گیا اور آخر کار گمراہ ہوا درا صل نفس[1] کا مرنا ہی دل کی حیات ہے۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

❁ جان لے کہ بعض بزرگ بارہ سال یا چالیس سال تک ریاضت کرتے کرتے لوحِ محفوظ کا مطالعہ کرنے کے قابل ہو گئے' عرش پر پہنچ گئے اور پھر عرش سے بھی آگے ہزاراں ہزار مقامات کی طیر سَیر کر گزرے' مقاماتِ غوثیت وقطبیت پر فائز ہو گئے' طالب مرید بنا لیے' صاحبِ عزّ وجاہ ہو کر نام وناموس کما گئے' صاحبِ کشف وکرامات ہو کر جنونیات وموکلات کو اپنے زیرِ فرمان کر گئے اور اسی کو ہی معرفتِ الٰہی سمجھ بیٹھے۔ بعض بزرگ ذکرِ قلب میں مشغول ہوئے اور اِس کے نتیجے میں صاحبِ الہام ہو گئے اور لوحِ ضمیر کا مطالعہ کرنے میں کامیاب ہو گئے اور اسی کو ہی معرفتِ توحید کی انتہا سمجھ بیٹھے۔ بعض بزرگ ذکرِ روح میں مشغول ہوئے اور دماغِ سِرّ میں انوار وتجلیاتِ رُوح کے مشاہدہ میں غرق ہو گئے اور اسی کو معرفتِ توحید سمجھ بیٹھے۔ یہ تمام مراتبِ مخلوق ہیں جن کا تعلق درجات سے ہے اور اہلِ درجات اہلِ تقلید ہیں جو فقرِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بعید اور معرفتِ توحیدِ الٰہی سے بہت دُور ہیں۔ الغرض ان میں سے نہ کسی نے اللہ تعالیٰ کی ابتدا کو دیکھا اور نہ کوئی اس کی انتہاء کو پہنچا۔ سو معرفت کیا چیز ہے؟ توحید کسے کہتے ہیں اور مشاہدۂ قربِ حضوری کیا چیز ہے؟ سُن! سلک سلوک معرفتِ توحیدِ الٰہی اور مشاہدۂ قربِ حضوری یہ ہے کہ جب طالبِ اللہ اسمِ اَللّٰہُ ذات اور کلمہ طیبہ لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کا تصور کرتا ہے تو اسمِ اَللّٰہُ ذات اور کلمہ طیبہ کے ہر ایک حرف سے تجلی نور پیدا ہوتی ہے جو طالبِ اللہ کو لامکان میں مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں پہنچا دیتی ہے کہ لامکان ہر وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مدِ نظر رہتا ہے جہاں دریائے وحدانیت میں گُونا گُوں قسم کی موجیں وحدہٗ وحدہٗ کے نعرے بلند کرتی رہتی ہیں جو شخص دریائے توحید کے کنارے پر پہنچ کر نورِ الٰہی کا مشاہدہ کر لیتا ہے وہ عارف باللہ ہو جاتا ہے اور جنہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پکڑ کر اپنے دستِ مبارک سے دریائے وحدت میں غوطہ دے دیتے ہیں وہ غواصِ توحید ہو جاتے ہیں اور مرتبہ فنافی اللہ پر پہنچ جاتے ہیں۔ دریائے توحید میں غوطے کھانے سے بعض طالب تو سالک مجذوب بن جاتے ہیں اور بعض مجذوب سالک اہلِ توحیدِ ذات ہو جاتے ہیں' اہلِ درجات مراتبِ ذات سے محجوب رہتے ہیں۔ جو شخص لامکان میں پہنچ کر دریائے توحید کے نور کا مشاہدہ کر لیتا ہے' اس کو بیان نہیں کر سکتا کہ لامکان غیر مخلوق ہے اور اس کی مثال نہیں دی جا سکتی کیونکہ وہاں نہ تو دنیا کی بوئے گندگی کا گزر

---

[1] ''نفس'' کے بارے میں تفصیل باب 21 ''نفس'' میں ملاحظہ فرمائیں۔

Marfat.com

ہے اور نہ ہی ہوائے نفس کی گنجائش ہے' وہاں تو ہر وقت استغراقِ بندگی ہے۔ لامکان میں شیطان کے داخلے کا امکان ہی نہیں الغرض لامکان کے اندر فرمانِ الٰہی فَاَيۡنَمَا تُوَلُّوۡا فَثَمَّ وَجۡهُ اللّٰهِ (البقرہ 115۔ ترجمہ: پس تو جدھر بھی دیکھے گا تجھے اللہ کا چہرہ ہی نظر آئے گا) کے مصداق تو جدھر بھی دیکھے گا تجھے نورِ توحید ہی نظر آئے گا۔ معرفتِ توحید اور قربِ حضوری کے یہ مراتب صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رفاقت اور شریعت وکلمہ طیب ''لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ'' کی برکت سے حاصل ہوتے ہیں۔ توحیدِ لامکان کی یہ راہ تحقیق کی راہ ہے' جو اس میں شک کرے وہ زندیق ہے۔ (شمس العارفین)

✿ واضح رہے کہ تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کی مشق سے دنیا و آخرت کی زندگی سے نجات اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس کی دائمی حضوری نصیب ہوتی ہے۔ تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کرنے والے کا وجود ظاہر و باطن میں نص وحدیث کے موافق ہو جاتا ہے۔ اس کی زبان اللہ کی تلوار بن جاتی ہے اور وہ اَلۡمُفۡلِسُ فِیۡ اَمَانِ اللّٰہِ کے مصداق اللہ تعالیٰ کی امان میں ہوتا ہے۔ تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کرنے والا ذاکر اللہ تعالیٰ کا خزانہ اور اس کا بھید ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ شرک' کفر' بدعت اور حرص و ہوا سے فارغ ہوتا ہے۔ اس کی آنکھ حق بین ہوتی ہے۔ وہ اہلِ دنیا باطل و بے دین سے بیزار ہوتا ہے۔ اس کا سینہ علمِ معرفت و توحید سے پُر ہوتا ہے۔ وہ بے ریا و بے تقلید ہوتا ہے۔ اس کا ہاتھ سخی ہوتا ہے۔ اس کا قدم شریعت کی سیدھی راہ پر ہوتا ہے۔ وہ امر بالمعروف پر کمر بستہ رہتا ہے اور نفس سے جہاد کرتا ہے۔ اس کے وجود میں اللہ تعالیٰ کے سوا کچھ نہیں رہتا۔ اس کے وجود میں تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات ہوتا ہے اس لیے وہ جو کچھ دیکھتا ہے حضورِ قلب سے دیکھتا ہے اس کے تمام اعضاء تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات میں لپٹے ہوئے ہوتے ہیں۔ اسمِ اَللّٰہُ ذات میں نور ہی نور ہے۔ اس کا وجود مغفور ہوتا ہے اور وہ ہمیشہ اپنے نفس پر غالب اور قلندر صفت ہوتا ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

✿ ذکر و تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے قلب' رُوح اور سِرّ ایک ہو جاتے ہیں تو باطنی وجود میں سے بُری خصلتیں نکل جاتی ہیں۔ ظاہری حواسِ خمسہ بند ہو جاتے ہیں اور باطنی حواس کُھل جاتے ہیں۔ بعد ازاں ''وَنَفَخۡتُ فِيۡهِ مِنۡ رُّوۡحِیۡ'' (الحجر 29۔ ترجمہ: اور میں نے اس میں اپنی روح پھونکی) کا علم حاصل ہو جاتا ہے۔ پہلے پہل جب آدم علیہ السلام کے وجود میں روح داخل ہوئی اور داخل ہوتے ہی اس نے ''اللہ تعالیٰ'' کا نام لیا تو بندہ اور پروردگار کے درمیان کوئی پردہ نہ رہا۔ (کلید التوحید کلاں)

✿ تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کے بغیر دل سے خطرات' خناس اور شیطان دفع نہیں ہوتے خواہ ساری عمر ہی عربی کا معلم بنا رہے اور فقہ کے مسائل پڑھتا رہے۔ خواہ ساری عمر عبادات و وظائف میں صرف کر دے۔ خواہ

Marfat.com

کثرتِ ریاضت سے اس کی پیٹھ کُبڑی ہو جائے اور وجود بال کی طرح باریک ہو جائے لیکن دل اسی طرح تاریک رہتا ہے کچھ بھی فائدہ نہیں ہوتا خواہ اپنا سر ریاضت کے پتھر سے ٹکراتا رہے۔ (عین الفقر)

معلوم ہوا کہ ذکر اور تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات ہی وہ صراطِ مستقیم ہے جس سے ہٹانے کے لیے شیطان نے قسم کھا رکھی ہے اور ذکرِ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے روکنے کے لیے وہ ہر حربہ استعمال کرتا ہے۔ جملہ تعلیماتِ قرآنی اور احادیثِ مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ذکر اور تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات تمام اعمالِ صالحہ کا مرکز و محور ہے اور تمام اعمالِ صالحہ کا خلاصہ اور مغز ہے۔ ذکر اور تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے ذاکر کے اوصافِ ذمیمہ اوصافِ حمیدہ میں بدل جاتے ہیں۔ اس کا اخلاق پاکیزہ ہو جاتا ہے اور وہ صفاتِ الٰہیہ سے متصف ہو کر اللہ تعالیٰ کے قرب و وصال اور مشاہدۂ حق کے قابل ہو جاتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ اسے اپنے انوار میں جذب کر کے باطن میں اپنے ساتھ ملا لیتا ہے۔ اس طرح وہ واصل باللہ، فنا فی اللہ اور بقا باللہ کا مرتبہ پا جاتا ہے۔

- تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کی مشق کرنے والا معشوق بے مشقت اور محبوب بے محنت ہوتا ہے۔ اسے عمدہ مراتب نصیب ہوتے ہیں اور وہ روشن ضمیر ہو جاتا ہے وہ تمام دِلوں کا پیارا ہو جاتا ہے۔ اسمِ اَللّٰہُ ذات کے تصور اور تصرف سے طالبِ اللہ مخلوقِ خدا کے لیے فیض بخش ہوتا ہے۔ (کلید التوحید کلاں)
- تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کے بغیر دل سے سیاہی و کدورت و زنگار اور خطراتِ شرک و کُفر کی نجاست دُور نہیں ہوتی۔ (شمس العارفین)
- مشق تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے دل اس طرح زندہ ہو جاتا ہے جس طرح کہ بارانِ رحمت سے خشک گھاس اور خشک زمین زندہ ہو جاتی ہے۔ (شمس العارفین)
- تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات صاحبِ تصور کے لیے زندگی بھر شیطان اور اس کے چیلوں کے شر سے محفوظ پناہ گاہ بن جاتا ہے۔ (شمس العارفین)
- اعمالِ ظاہر سے دل ہرگز پاک نہیں ہوتا اور نہ ہی دل سے نفاق جاتا ہے جب تک کہ دل کو مشق تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کی آگ سے نہ جلایا جائے اور نہ ہی اس کے بغیر دل کا زنگار اُترتا ہے ذکرِ ''اَللّٰہُ'' کے بغیر دل ہرگز زندہ نہیں ہوتا اور نفس ہرگز نہیں مرتا۔ (شمس العارفین)
- جب اسمِ اَللّٰہُ ذات طالبِ اللہ کے وجود میں تاثیر کرتا ہے تو اس پر رنگِ معرفت چڑھتا ہے اور وہ مرتبہ کمال پر پہنچ جاتا ہے، اس کے وجود سے دُوری مٹ جاتی ہے اور وہ اپنی مُراد کو پا لیتا ہے۔ اب وہ چشمِ عیاں سے جب بھی دل کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اسے اپنے وجود کے ہر ایک بال پر اسمِ اَللّٰہُ ذات کا نقش نظر آتا ہے

Marfat.com

بلکہ وجود کے انگ انگ پر اسمِ اَللّٰہُ ذات لکھا ہوا نظر آتا ہے اور اس کے گوشت پوست، بالوں، ہڈیوں، رگوں اور مغز و دل کی زبان پر اسمِ اَللّٰہُ ذات کا وِرد جاری ہو جاتا ہے اور اسے دَرودیوار و بازار اور درختوں پر واضح طور پر اسمِ اَللّٰہُ ذات لِکھا ہوا نظر آتا ہے' وہ جدھر بھی نظر اُٹھاتا ہے اُسے اسمِ اَللّٰہُ ذات لِکھا نظر آتا ہے' وہ جو کچھ سُنتا ہے یا بولتا ہے اسے اسمِ اَللّٰہُ ذات ہی کی آواز سنائی دیتی ہے۔ (شمس العارفین)

❁ ذاکر کے وجود میں اس وقت تک ذکر جاری نہیں ہوتا جب تک کہ وہ کلیدِ ذکر حاصل نہ کر لے۔ کلیدِ ذکر تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات ہے۔ تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے اتنا کثیر ذکر کُھلتا ہے کہ جس کو شمار نہیں کیا جا سکتا چنانچہ وجود کا ہر ایک بال علیحدہ علیحدہ ذکرِ اَللّٰہُ کے ایسے نعرے لگاتا ہے کہ سَر سے قدم تک وجود کے تمام اعضاء مثلاً گوشت پوست' رگیں' ہڈیاں اور مغز وغیرہ سب جوش سے ذکرِ اَللّٰہُ کرنے لگتے ہیں یہی وہ مرتبہ صاحبِ تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات ہے کہ جس سے اس کے مغز و پوست (ظاہر و باطن) میں اللہ ہی اللہ سما جاتا ہے۔ (شمس العارفین)

❁ جان لے کہ تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے قلب جب جنبش میں آتا ہے اور صاحبِ قلب اپنے دل پر اسمِ اَللّٰہُ ذات کو واضح طور پر لکھا ہوا دیکھتا ہے تو اسمِ اَللّٰہُ ذات کے ہر ایک حرف سے نورِ آفتاب کی طرح روشن نور کا شعلہ اُبھرتا ہے جو اطرافِ دل کو منور کر دیتا ہے اور قلب سَر سے قدم تک تجلیاتِ نورِ ذات سے جگمگا اُٹھتا ہے اور زبانِ قلب پر یا اللہ یا اللہ' لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کا وِرد جاری ہو جاتا ہے۔ قلب جتنی بار بھی اسمِ اَللّٰہُ ذات کے ساتھ کلمہ طیب کا ذکر کرتا ہے اُسے ہر بار ستر ہزار ختمِ قرآن کا ثواب ملتا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ بے حد و بے شمار ثواب ملتا ہے۔ ایسا صاحبِ قلب ذاکر جب آنکھیں بند کرتا ہے اور تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کے مراقبے میں غرق ہو کر دل کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور تجلیاتِ نورِ ذات اور حضوریٔ ربوبیت کے مشاہدہ میں غرق ہوتا ہے تو بحکمِ الٰہی نورِ عصمت اسمِ اَللّٰہُ ذات و کلمہ طیبہ ''لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ'' کی برکت سے اُس کے اَسّی (80) سال کے گناہ کراماً کاتبین کے دفاتر سے مٹا دیئے جاتے ہیں کہ یہ ایک بے ریا و پوشیدہ عمل ہے جو نگاہِ حق تعالیٰ میں ہمیشہ منظور و مقبول ہے کہ نگاہِ حق ہمیشہ دِل پر رہتی ہے۔ (شمس العارفین)

❁ جب صاحبِ تصورِ حروفِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کے تصور میں غرق ہوتا ہے تو وہ دیکھتا ہے کہ ہر حرفِ اسمِ اَللّٰہُ ذات ساتوں طبقاتِ زمین' تمام افلاک اور عرش و کرسی و لوح و قلم بلکہ دونوں جہان سے وسیع تر ہے۔ پس جب کوئی اس وسیع مقام میں آ جاتا ہے تو وہ صاحبِ معرفت مطلق توحید فنا فی اللہ بقا باللہ اور صاحبِ تجرید و تفرید ہو جاتا ہے۔ جو کوئی حروفِ اسمِ اَللّٰہُ ذات میں سے کسی ایک حرف کا بھی محرم ہو جاتا ہے وہ اہلِ ذات ہو جاتا ہے اور اُس کا وجود مطلق پاک ہو جاتا ہے۔ پس جو کوئی حروفِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کے تصور میں محو رہتا ہے وہ

Marfat.com

پاک رہتا ہے اُسے قیامت کے دن محاسبہ سے کیا خطرہ؟ (شمس العارفین)

❀ جو کوئی معرفتِ حروفِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کا محرم ہو جاتا ہے اُس پر دنیا و آخرت کی ہر چیز منکشف ہو جاتی ہے وہ ایک معروف عارف بن جاتا ہے بظاہر خواہ وہ خلق میں حقیر و خوار نظر آتا ہے لیکن بباطن وہ ہوشیار ہوتا ہے اور تمام اہلِ ارواح انبیاءؑ و اولیاءؒ اور تمام اہلِ بہشت اُس کے مشتاق ہوتے ہیں۔ ایسے عارف کو عارف باللہ ذاتِ حروف کہا جاتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ عارف باللہ اُٹھتے بیٹھتے جو کام بھی کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے حکم اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اجازت سے کرتا ہے۔ اس کا دین و دنیا کا کوئی کام بھی حکمت سے خالی نہیں ہوتا جیسا کہ فرمایا گیا ہے کہ ''حکیم کا کوئی بھی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا'' اس کی ہر حالت، ہر بات، ہر عمل اور ہر فعل معرفتِ الٰہی سے لبریز ہوتا ہے کیونکہ اس کی بنیاد تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات پر قائم ہوتی ہے۔ (شمس العارفین)

❀ جو شخص چاہے کہ زرّیں و اطلس کا لباس پہنے اور عمدہ خوراک کھانے کے باوجود اُس کا نفس مطیع و فرمانبردار رہے، حادثاتِ دنیا سے مامون رہے، معصیتِ شیطانی سے محفوظ رہے اور اُس کے وجود سے خناس، خرطوم و وسوسہ وہمات و خطرات خاک و خاکستر ہو کر نیست و نابود ہو جائیں تو اُسے چاہیے کہ مشقِ تصور سے اپنے دل پر اسمِ اَللّٰہُ ذات نقش کرے، اس طرح اُس کا دل غنی ہو جائے گا اور بے شک وہ مجلسِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) میں حضوری پائے گا۔ (کلید التوحید کلاں)

❀ جان لے کہ جب روحِ اعظم وجود میں داخل ہوئی تو آغاز ہی میں اُس نے کہا ''یا اَللّٰہُ'' اور اُس پر قیامت تک کی ہر چیز منکشف ہو گئی لیکن اسمِ ''اَللّٰہُ'' کی انتہا تک اب بھی کوئی نہیں پہنچ پایا۔ ہر علم، ہر صحیفہ، ہر الہام اور تمام کتابیں مثلاً توریت، انجیل، زبور اور فرقان یعنی قرآنِ مجید سب اسمِ اَللّٰہُ کی شرح ہیں۔ تمام انبیاؑ و اصفیاؒ و اولیاء نے ظاہر باطن کا جو علم بھی حاصل کیا اسمِ ''اَللّٰہُ'' کی ماہیت کو جاننے کے لیے حاصل کیا اور انہیں مراتبِ فنا فی اللہ تک رسائی معرفتِ الوہیت و ہویتِ اسمِ اَللّٰہُ ہی سے نصیب ہوئی۔ اسمِ اَللّٰہُ اور اُس کی الوہیت کے علم سے فائق تر وہ کون سا علم ہے کہ جس کی خاطر تُو اسمِ ''اَللّٰہُ'' سے روگردانی کرتا ہے؟ تُو اُسے پڑھتا ہے اور اسمِ اَللّٰہُ کو چھوڑتا ہے اور اسمِ اَللّٰہُ کو اپنا پیشوا نہیں بناتا اور اُس کی وجہ سے تُو مردہ سیاہ دِل ہو کر ذلت و خواری میں گرفتار ہے۔

آنچہ خوانی زِ اسمِ اَللّٰہُ خوان　　اسمِ اَللّٰہُ با تو ماند جاودان

ترجمہ: تُو جو کچھ پڑھنا چاہتا ہے اسمِ اَللّٰہُ ہی سے پڑھ کہ اسمِ اَللّٰہُ ہی نے تیرے ساتھ ہمیشہ رہنا ہے۔

جس قدر کسی کا علمِ کلی بڑھتا ہے اُسی قدر اُس کی عقلِ کلی میں اضافہ ہوتا ہے۔ جس کی راہبر عقلِ کل ہو جاتی

Marfat.com

ہے اُس کے ہر عضو میں اسمِ اَللّٰہُ کی برکت سے شوقِ توحید، طلبِ مولیٰ، صفائی دِل، معرفتِ الٰہی، کشف الاسرار، حیرت، خوف ورجا، ترک وتوکل اور جملہ صفاتِ الٰہیہ جمع ہو جاتی ہیں اور وہ ہر گناہِ ناشائستہ سے تائب ہو کر طاعت وامانِ الٰہی اور تصورِ اسمِ اَللّٰہُ میں غرق ہو جاتا ہے۔ خاص الخاص اِستغراق یہ ہے کہ بندہ جب تصورِ اسمِ اَللّٰہُ میں غرق ہوتا ہے تو اُس کی روح پُرفتوح جسے روح الفرح فیض اللہ کہتے ہیں، جثۂ نورِ اَللّٰہُ کی صورت میں چشمۂ ذکرِ نورِ اَللّٰہُ سے نکل کر اسمِ "اَللّٰہُ" کی اُس نوری قندیل میں آ جاتی ہے جو وحدتِ الٰہی کے نور سے پُر اتنی وسیع ہے کہ شش جہات (چھ سمتیں) اُس کا احاطہ نہیں کر سکتیں کہ اُس کی سمائی کسی مکان میں نہیں، نہ اُس کا کوئی نشان ہے اور نہ ہی اُس کی صورت کا کوئی اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ جو آدمی اُس مقام پر پہنچ جاتا ہے مطلق صاحبِ استغراق ہو جاتا ہے۔ اُس کے اِس مرتبے کو مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا ؕ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ (ترجمہ: مرنے سے پہلے مر جاؤ۔ بے شک اولیائے اللہ مرتے نہیں) کا مرتبہ کہتے ہیں۔ اِس مقام پر ولی اللہ فقیر کے لیے موت وحیات برابر ہو جاتی ہے۔ وہ اس لیے کہ اُس کا جسم تو زیرِ خاک ہوتا ہے لیکن اُس کی روح عرش سے اوپر نورِ اللہ کی قندیل میں مشاہدۂ نورِ اللہ میں غرق ہوتی ہے۔ جس روز قیامت قائم ہوگی تمام اہلِ استغراق جثۂ قبور میں آ کر کلمہ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا وِرد کرتے ہوئے اُٹھ کھڑے ہونگے، اُن پر دیدارِ الٰہی کی مستی اِس قدر غالب ہوگی کہ وہ اپنے سر عرش پر مارتے ہوں گے۔ یہ ہے کمالِ شوق ومعرفت، تصور وتصرفِ اسمِ اَللّٰہُ برحق۔ ایسے ہی فقیر کو صاحبِ گنج فقیر کہتے ہیں یعنی وہ فقیر کہ جسے اسمِ اَللّٰہُ کی برکت سے بلا رنج معرفتِ وصال حاصل ہو۔ (محک الفقر کلاں)

سلطان الاذکار ھُو

سلطان الاذکار ھُو کے بارے میں آپؒ اپنی تصانیف عین الفقر، نور الہدیٰ کلاں اور کلید التوحید کلاں میں فرماتے ہیں:

باھُو در ھُو گم شدہ فی اللہ فنا نام باھُوؒ متصل شد با خدا

ترجمہ: باھُوؒ ھُو میں گم ہو کر فنا فی اَللّٰہُ ہو گیا باھُوؒ کا نام اَللّٰہُ کے ساتھ متصل ہو گیا۔

باھُوؒ با ھُو فنا، با ھُو بقا شد کہ اوّل آخر رازِ ھُو بقا شد

ترجمہ: باھُوؒ، ھُو کے ساتھ فنا ہو کے بقا پا گیا کیوں کہ اوّل آخر ھُو کا راز اُسے مل گیا۔

باھُوؒ در ھُو گم شدہ باھُوؒ نہ ماند باھُوؒ از ھُو "یاھُو" بخواند

Marfat.com

ترجمہ: باھُوؒ جب ھُو (ذاتِ الٰہی) میں فنا ہو گیا تو باھُوؒ نہ رہا، باھُوؒ "ھُو" سے ظاہر ہوا اِس لیے ذکرِ "یاھُو" میں غرق رہتا ہے۔

ہر کہ ذکرِ "ھُو" باھُوؒ یافتہ   بشنود "یاھُو" از کبوتر فاختہ

ترجمہ: جو شخص باھُوؒ سے ذکرِ "یاھُو" حاصل کر لیتا ہے اُسے ہر کبوتر اور ہر فاختہ کی زبان سے ذکرِ "یاھُو" سنائی دیتا ہے۔

باھُو در ھُو گم شدہ گم نام را کے یافتہ؟   ہم صحبتم با مصطفیٰؐ در نورِ فی اللہ ساختہ

ترجمہ: باھُوؒ تو "ھُو" میں گم ہو گیا ہے ایسے گمنام کو بھلا کیسے پایا جا سکتا ہے؟ اور یوں نورِ ذاتِ الٰہی میں خود کو گم کر کے میں مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہم مجلس ہو گیا ہوں۔

از قبرِ باھُوؒ "ھُو" برآید حق بنام   ذاکراں را انتہا "ھُو" شد تمام

ترجمہ: باھُوؒ کی قبر سے ہر وقت "ھُو" کی صدا بلند ہوتی رہتی ہے کیونکہ ذکرِ "ھُو" ذاکرین کا انتہائی ذکر ہے۔

باھُو در ھُو گم شدہ باھُوؒ نماند   نورِ باھُوؒ روز و شب یاھُو بخواند

ترجمہ: باھُوؒ "ھُو" میں ایسا غرق ہوا ہے کہ باھُوؒ باقی ہی نہیں رہا باھُوؒ نوری صورت میں رات دِن "یاھُو" "یاھُو" پکارتا رہتا ہے۔

باھُو از میانِ ھُو چشم می بیند خدا   درمیانِ ھُو ببین وحدت لقا

ترجمہ: باھُوؒ "ھُو" کی آنکھ سے خدا کو دیکھتا ہے اے طالب تو بھی "ھُو" کی آنکھ سے دیدارِ وحدت کی بہار دیکھ۔

باھُوؒ با یاھُو یار شد   چوں بختِ من بیدار شد
با ہم نشیں دلدار شد   در عشقِ او پروانہ ام

ترجمہ: اے باھُوؒ میں "یاھُو" کا یار بن گیا ہوں۔ میرا بخت جاگا تو مجھے اپنے دلدار کی ہم نشینی حاصل ہوئی کہ میں اس کے عشق کا پروانہ ہوں۔

نماندہ پردہ باھُوؒ گشت یاھُو   کہ ذکرش روز و شب یاھُو گفت باھُوؒ

ترجمہ: باھُوؒ کے سامنے کوئی پردہ باقی نہ رہا اور وہ باھُوؒ سے یاھُو بن گیا کہ وہ ہر وقت ذکرِ "یاھُو" میں غرق رہتا ہے۔

کسے کش ذکر گردد ھُو ہویدا   وجودش می شود زاں نور پیدا

ترجمہ: جس شخص کے وجود میں ذکرِ ھُو جاری ہو جاتا ہے اُس کا وجود نورِ ذات میں ڈھل جاتا ہے۔

Marfat.com

اسمِ اعظم انتہائے با ھُو بود   وردِ باھُوؒ روز و شب ''یاھُو'' بود

ترجمہ: اسمِ اعظم ھُو سے فنافی اللہ کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے اس لیے باھُوؒ دن رات ذکرِ ''یاھُو'' میں غرق رہتا ہے۔

باھُوؒ ھُو بُرد باآور بُرد   ہر کہ بہ آں عین بیند کہ نمرد

ترجمہ: باھُوؒ ''ھُو'' میں فنا ہو کر زندہ جاوید ہو گیا اس میں کوئی تعجب نہیں کہ جو عین ذات کو دیکھ لیتا ہے وہ کبھی نہیں مرتا۔ (عین الفقر)

اسمِ یاھُو گشت باھُوؒ راہ بر   پیشوائے شد محمدؐ معتبر

ترجمہ: اسمِ یاھُو نے باھُوؒ کا راہبر اور پیشوا بن کر اُسے مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دائمی حضوری سے مشرف کر دیا ہے۔

اَبتدا ''ھُو'' انتہا ''ھُو'' ہر کہ با ''ھُو'' می رسد   عارفِ عرفاں شود ہر کہ با ''ھُو'' ''ھُو'' شود

ترجمہ: ابتدا بھی ''ھُو'' ہے اور انتہا بھی ''ھُو'' ہے جو کوئی ''ھُو'' تک پہنچ جاتا ہے وہ عارف ہو جاتا ہے اور ''ھُو'' میں فنا ہو کر ''ھُو'' بن جاتا ہے۔

مُلک و مِلک بیک ھُو زدہ نا چیز کنیم   ما کہ در قلزمِ توحید نہنگ آمدہ ایم

ترجمہ: ہم نے اسمِ ھُو کی ایک ہی ضرب سے ملک وملکیت کو نیست و نابود کر دیا ہے کہ ہم قلزمِ توحید کے مگرمچھ ہیں۔

1۔ باھُوؒ بہ یک نقطہ یاھُو می شود   وردِ باھُوؒ روز و شب یاھُو بود

2۔ اسمِ ھُو سیف است باھُوؒ برزبان   قتل کن ایں نفس کافر ہر زمان

ترجمہ: (1) باھُوؒ ایک ہی نقطے کے اضافے سے یاھُو بن جاتا ہے لہٰذا باھُوؒ رات دن یاھُو کے ذکر میں غرق رہتا ہے۔ (2) باھُوؒ کی زبان پر ہر وقت اسمِ ھُو کا ورد جاری رہتا ہے جو ایک ننگی تلوار ہے، اس تلوار سے ہر وقت نفسِ کافر کو قتل کرتا رہتا ہے۔

❀ اگر تو ''ھُو'' کے اسرار حاصل کرنا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے سوا ہر شے کو دِل سے نکال دے۔ (قربِ دیدار)

❀ جس کے وجود میں ذکرِ اسمِ ''ھُو'' کی تاثیر جاری ہو جاتی ہے اُسے ''ھُو'' (ذاتِ حق) سے محبت ہو جاتی ہے اور وہ غیر ماسویٰ اللہ سے وحشت کھاتا ہے۔ (عین الفقر)

Marfat.com

❁ جب کوئی دل کے ورق سے اسمِ ''ھُو'' کا مطالعہ کر لیتا ہے تو پھر اُسے کوئی چیز اچھی نہیں لگتی ایسی حالت میں وہ خَلق کی نظر میں بے شعور ہوتا ہے مگر خالق کے ہاں وہ صاحبِ حضور ہوتا ہے۔ (محک الفقر کلاں)

❁ ذکرِ ھُو کرتے کرتے جب ذاکر کے وجود پر اسمِ ھُو غالب آ کر اُسے اپنے قبضے میں لے لیتا ہے تو اس کے وجود میں ھُو کے سوا کچھ نہیں رہتا۔ (محک الفقر کلاں)

❁ جس کے وجود میں ذکر اسمِ ''ھُو'' جاری ہو جاتا ہے اُسے ''ھُو'' سے اُنس ہو جاتا ہے اور وہ غیر ماسویٰ سے وحشت کھاتا ہے۔ (عین الفقر)

❁ شریعت ناسوت ہے، طریقت ملکوت ہے، حقیقت جبروت ہے، معرفت لاھُوت ہے اور ان کا جامع لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، اَللّٰہُ اور ھُو ہے، لَآ اِلٰہَ ذکرِ ناسوت ہے، اِلَّا اللّٰہُ ذکرِ ملکوت ہے، اَللّٰہُ ذکرِ جبروت ہے اور ھُو ذکرِ لاھُوت ہے۔ (محک الفقر کلاں)

لاھوت وہ جہاں ہے جس کی حد پر معراج کی رات جبرائیل علیہ السلام نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا تھا کہ اگر میں جبروت سے نکل کر لاھوت کی حد میں داخل ہونے کی کوشش کروں گا تو جل جاؤں گا یہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تنہا ہی سفر فرمائیں۔ لاھوت لامکان میں دیدارِ الٰہی ہے اور یہاں داخلہ ذکرِ ھُو سے ہی ممکن ہے اور یہ انسان کا شرف ہے۔

پنجابی ابیات میں آپ رحمۃ اللہ علیہ اسمِ اَللّٰہُ ذات اور سلطان الاذکار کے بارے میں فرماتے ہیں:

❁ الف اَللّٰہ چنبے دی بوٹی، میرے من وِچ مُرشد لائی ھُو
نفی اَثبات دا پانی مِلیس[1]، ہر رَگے ہر جائی ھُو
اندر بوٹی مُشک مچایا، جاں پھلاں تے آئی ھُو
جیوے مُرشد کامل باھُوؒ، جیں ایہہ بوٹی لائی ھُو

اس بیت میں سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے اسمِ اَللّٰہُ ذات کو چنبیلی کے پودے (جسے موتیا بھی کہتے ہیں) سے تشبیہ دی ہے سلطان العارفین سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ پہلے عارف ہیں جنہوں نے اسمِ اَللّٰہُ ذات کے لیے ''چنبے دی بوٹی'' کا استعارہ استعمال فرمایا ہے۔ چنبیلی کے پودے کی پہلے پنیری (بوٹی) لگائی جاتی ہے اور جب وہ آہستہ آہستہ نشوونما پا کر ایک مکمل پودا بن جاتا ہے تو چنبیلی کے پھولوں سے لد جاتا ہے اور اس کی خوشبو پورے ماحول کو مہکا دیتی ہے اسی طرح جب مرشد طالب کو ذکر و تصور اسمِ اَللّٰہُ ذات عطا فرماتا ہے تو گویا اس

[1] بعض نسخوں میں ''ملیوس'' آیا ہے معنی دونوں کے ایک ہی ہیں یعنی ''ملیا''

Marfat.com

کے دِل میں ایک پنیری لگا دیتا ہے اور اسمِ اَللّٰہُ ذات کا نور مرشد کی نگہبانی میں آہستہ آہستہ طالبِ صادق کے پورے وجود میں پھیل کر اس کو منور کر دیتا ہے۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں میرا مرشد کامل ہمیشہ حیات رہے جس نے مجھ پر فضل و کرم اور مہربانی فرمائی اور اسمِ اَللّٰہُ ذات عطا فرما کر اپنی نگاہِ کامل سے میرے دِل میں اسمِ اَللّٰہُ ذات کی حقیقت کو کھول دیا ہے اور نفی (لَآ اِلٰہَ) سے تمام غیر اللہ اور بتوں کو دِل سے نکال دیا ہے اور اثبات (اِلَّا اللّٰہ) کے راز نے مجھے اسم سے مسمّٰی تک پہنچا دیا ہے اب یہ راز اور اس کے اسرار میری رگ رگ، ریشہ ریشہ اور مغز و پوست تک میں سرایت کر گئے ہیں۔ اب تو اسمِ اَللّٰہُ ذات پورے وجود کے اندر اتنا سرایت کر چکا ہے کہ جی چاہتا ہے کہ جو اسرار اور راز مجھ پر کھل چکے ہیں اُن کو ساری دنیا پر ظاہر کر دوں لیکن خواص کے یہ اسرار عام لوگوں پر ظاہر نہیں کیے جا سکتے اسی لئے اِن اسرار اور رازوں کو سنبھالتے سنبھالتے جان لبوں تک آ چکی ہے اور ظاہر باطن میں جدھر بھی نظر دوڑاتا ہوں اب مجھے اسمِ اَللّٰہُ ذات ہی نظر آتا ہے اور حالت اس آیت کی مثل ہو چکی ہے کہ تم جس طرف بھی دیکھو گے تمہیں اللہ کا چہرہ ہی نظر آئے گا۔

❁ اندر ھُو تے باہر ھُو، ایہہ دَم ھُو دے نال جلیندا ھُو
ھُو دا داغ محبت والا، ہر دَم پیا سڑیندا ھُو
جتھے ھُو کرے رُشنائی، اُتھوں چھوڑ اندھیرا ویندا ھُو
میں قُربان تنہاں توں باھُوؒ، جیہڑا ھُو نوں صحی کریندا ھُو

اس بیت میں سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ سلطان الاذکار ھُو کے اسرار بیان فرما رہے ہیں کہ جو طالب ''تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات''، ذکرِ ھُو اور مرشد کامل اکمل کی مہربانی سے ھُو کا راز حاصل کر لیتا ہے اُسے ظاہر و باطن میں ہر طرف ''ھُو'' ہی نظر آتا ہے اور حالت یہ ہو جاتی ہے ''تم جدھر چہرہ کرو گے تمہیں اللہ تعالیٰ کا ہی چہرہ نظر آئے گا'' (القرآن)۔ ھُو کی محبت جب دِل کے اندر گھر کر لیتی ہے تو دوسری ہر محبت جل کر راکھ ہو جاتی ہے اور صرف ذاتِ باری تعالیٰ کی محبت اور عشق ہی باقی رہ جاتا ہے۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اُن لوگوں کے قربان جاؤں جو ھُو کے راز کو حاصل کرنے کے لیے ہر لحہ بے قرار اور بے سکون رہتے ہیں اور پھر اپنی منزل ھُو کو پا ہی لیتے ہیں۔

❁ جس الف مطالیہ کیتا، ب دا باب نہ پڑھدا ھُو
چھوڑ صفاتی لدھیوس ذاتی، اوہ عامی دُور چا کردا ھُو

Marfat.com

نفس امارہ کُترا جانے، ناز نیاز نہ دھردا ھُو
کیا پرواہ تنہاں نوں باھُوؒ، جنہاں گھاڑو لدّھا گھر دا ھُو

جن طالبانِ مولیٰ کو مرشد کامل نے اسمِ اَللّٰہُ ذات کا ذکر اور تصور عطا کر دیا ہو وہ نفسِ امارہ کی خواہشات کی پیروی نہیں کرتے اور نہ ہی دوسرے علوم اور دیگر ورد و وظائف کی طرف متوجہ ہوتے ہیں کیونکہ انہیں ذات مل چکی ہے۔ صفات، دوسرے ورد و وظائف اور دیگر علوم کی طرف متوجہ ہونے کی انکے پاس فرصت ہی نہیں۔ اُن خوش نصیبوں کو کسی اور سہارے کی کیا ضرورت ہے جن کو مرشدِ کامل اکمل صاحبِ مسمّٰی اور اسم اَللّٰہُ ذات کی نعمت مل گئی ہو۔

جنہاں شَوہ الف تھیں پایا، پھول قرآن نہ پڑھدے ھُو
اوہ مارن دَم محبت والا، دُور ہویونے پَردے ھُو
دوزخ بہشت غلام تنہاندے، چا کیتونے بَردے ھُو
میں قربان تنہاں توں باھُوؒ، جیہڑے وحدت دے وِچ وَڑدے ھُو

دونوں جہان کا علم قرآنِ مجید میں ہے اور علمِ قرآن کلمہ طیبہ کی طے میں ہے اور کلمہ طیبہ اسمِ اَللّٰہُ ذات کی طے میں ہے۔ اِسی لیے اس بیت میں آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں جنہوں نے محبوبِ حقیقی ذاتِ حق تعالیٰ کو اسمِ اَللّٰہُ ذات سے پالیا ہے انہیں علمِ لدنّی حاصل ہوگیا ہے اور انہیں قرآنِ مجید کے تمام ظاہری اور باطنی علوم حاصل ہو چکے ہیں اور محبتِ الٰہی سے ان کے ظاہر و باطن کے تمام حجابات دور ہو گئے ہیں، بہشت اور دوزخ تو بفضلِ خدا اُن کے غلام بن چکے ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اُن کے قربان جاؤں جو دریائے وحدت میں غرق ہو کر خود وحدت ہو جاتے ہیں۔

جس دِل اِسم اَللّٰہ دا چمکے، عشق وِی کردا ہلّے ھُو
بُو کستوری دی چھُپدی ناہیں، بھانویں دے رکھیئے سے پلّے ھُو
انگلیں پِچھے دِینہہ ناہیں چھُپدا، دریا نہ رہندے ٹھلّے ھُو
اسیں اوسے وِچ اوہ اساں وِچ، باھُوؒ یاراں یار سَوَلّے ھُو

جس دِل کے اندر ''اسمِ اَللّٰہُ ذات'' آفتاب کی مانند روشن ہو جاتا ہے اور طالب دیدارِ الٰہی سے مشرف ہو کر عشقِ اللہ میں مبتلا ہو جاتا ہے تو اس کا عشق دِل کے اندر پوشیدہ نہیں رہتا بلکہ اسی طرح ظاہر ہو جاتا ہے جس

Marfat.com

طرح کستوری کی خوشبو، سورج کی روشنی اور دریاؤں کے پانی کو کوئی نہیں روک سکتا۔ یہی حالت عشق کی ہوتی ہے اور آخرکار طالبِ مولیٰ اپنی ہستی کو ختم کر کے اللہ پاک کی ذات میں فنا ہو جاتا ہے۔

❁ دِل تے دفتر وحدت والا، دائم کریں مطالیا ھُو
ساری عمراں پڑھدیاں گزری، جہلاں دے وِچ جالیا ھُو
اِکّو اِسم اَللّٰہ دا رکھیں، اپنا سبق مطالیا ھُو
دوہیں جہان غلام تہاندے باھُوؒ، جیں دِل اللہ سمجھالیا ھُو

اے طالبِ مولیٰ! تیرے دِل میں وحدت کی کتاب موجود ہے اس کا ہمیشہ مطالعہ کر۔ لیکن تیری تُو تمام عمر کتابیں اور علم پڑھتے ہوئے بھی جہالت میں گزری ہے صرف اسمِ اَللّٰہُ ذات کا ذکر اور تصور کر یہی پہلا اور آخری سبق ہے۔ اگر تُو نے دِل کے اندر پوشیدہ اسمِ اَللّٰہُ ذات کی امانت کو پالیا تو دونوں جہان تیرے غلام ہوں گے کیونکہ اسمِ اَللّٰہُ ذات کے ذکر سے ہی اللہ تعالیٰ کی ذات حاصل ہوتی ہے۔

❁ س سینے وِچ مقام ہے کیندا، سانوں مُرشد گل سمجھائی ھُو
ایہو ساہ جو آوے جاوے، ہور نہیں شے کائی ھُو
اِس نوں اِسم الاعظم آکھن، ایہو سِرّ اِلٰہی ھُو
ایہو موت حیاتی باھُوؒ، ایہو بھیت اِلٰہی ھُو

آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں مرشدِ کامل نے ہمیں اس راز سے آگاہ کر دیا ہے کہ دل (باطن) کے اندر حق تعالیٰ کا مقام ہے۔ تصور اور سانس کے ذریعے جو ذکرِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کیا جارہا ہے یہی اسمِ اعظم ہے اور یہی اللہ تعالیٰ کا بھید اور سِرّ ہے اور یہی موت اور حیات ہے۔ یعنی جو سانس ذکرِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کے ساتھ نکلتا ہے وہ حیات ہے اور اسمِ اَللّٰہُ ذات کے ذکر کے بغیر نکلنے والا سانس مُردہ ہے اور دِل کے اندر اللہ تعالیٰ کا دیدار حیات ہے اور اس سے محرومی موت ہے جیسا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں "میں نے دِل میں اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا۔"

❁ ضروری نفس کُتے نوں، قیما قیم کچیوے ھُو
نال محبت ذِکر اَللّٰہ دا، دَم دَم پیا پڑھیوے ھُو
ذِکر کنوں ربّ حاصل تھیندا، ذاتوں ذات دِسیوے ھُو
دوہیں جہان غلام تہاندے باھُوؒ، جنہاں ذات لبھیوے ھُو

Marfat.com

راہِ فقر میں ضروری ہے کہ سگ صفت نفس کو ذرہ ذرہ، ریزہ ریزہ کر کے فنا کیا جائے اور عشق کے ساتھ دائمی ذکر اور تصور اسمِ اَللّٰہُ ذات ہر سانس کے ساتھ کیا جائے۔ تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کے بغیر نفس نہیں مرتا خواہ ظاہری عبادات کر کے پیٹھ کبڑی ہو جائے۔ ذکر اور تصور اسمِ اَللّٰہُ ذات سے جب نفس مر جاتا ہے تو دیدارِ ربّ تعالیٰ حاصل ہوتا ہے اور جسے ذاتِ حق تعالیٰ مل جائے دونوں جہان اس کے غلام ہو جاتے ہیں۔

❁ عاشق راز ماہی دے کولوں، کدی نہ ہوون واندے ھُو
نیندر حرام تنہاں تے ہوئی، جیہڑے اِسم ذات کماندے ھُو
ہِک پَل مول آرام نہ کر دے، دِینہہ رات وَتن کُرلاندے ھُو
جنہاں الف صحی کر پڑھیا باھُوؒ، واہ نصیب تنہاندے ھُو

عاشق محبوبِ حقیقی کے راز کی ہمیشہ حفاظت کرتے ہیں اور جنہوں نے اسمِ اَللّٰہُ ذات کا عرفان حاصل کر لیا ہے اور محبوبِ حقیقی کے راز سے آگاہ ہو چکے ہیں یہی راز ان عاشقانِ ذات کو بے چین اور بے قرار رکھتا ہے۔ نہ تو انہیں نیند آتی ہے اور نہ ہی انہیں آرام وسکون نصیب ہوتا ہے۔ دِن رات دَرد وسوز میں اپنے محبوبِ حقیقی کے آگے فریاد کرتے رہتے ہیں کہ محبوبِ حقیقی کہیں انہیں اپنے سے دور نہ کر دے کیونکہ محبوبِ حقیقی کے دیدار سے محرومی دونوں جہانوں میں سب سے بڑی بدبختی ہے۔ کتنے خوش نصیب اور خوش بخت ہیں وہ لوگ جنہوں نے اسمِ اَللّٰہُ ذات کا رازِ حقیقی حاصل کر لیا ہے۔

❁ مُوْتُوْا والی موت نہ ملی، جیں وِچ عشق حیاتی ھُو
موت وصال تھیسی ہِک، جدوں اِسم پڑھیسی ذاتی ھُو
عین دے وِچوں عین جو تھیوے، دُور ہووے قرباتی ھُو
ھُو دا ذِکر ہمیش سڑیندا باھُوؒ، دِینہاں سُکھ نہ راتی ھُو

اے خام طالب! ڈر، خوف اور حُبِّ دنیا کی وجہ سے تجھے مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا والی موت نصیب نہ ہوئی جبکہ اسی موت میں حیاتِ جاودانی کا راز ہے۔ موت اور وصال تیرے وجود میں اس وقت یکتا ہوں گے جب سلطان الاذکار ھُــو کا ذکر تیرے لُوں لُوں میں جاری ہو جائے گا اور تیری ذات' ذاتِ حق تعالیٰ میں فنا ہو کر ''عین'' ہو جائے گی یہاں پر تو مقامِ قرب کا بھی گزر نہیں ہے کیونکہ قرب دو کے درمیان ہوتا ہے یہاں دوئی نہیں یکتائی ہے اور ھُو کا ذکر ایسا ہے جو عاشقِ حقیقی کو ہمیشہ بے چین رکھتا ہے اور دردِ عشق سے اُسے جلاتا

Marfat.com

رہتا ہے اور اُسے نہ رات کو سکون لینے دیتا ہے اور نہ دِن کو۔

ھُو دا جامہ پہن کراہاں، اِسم کماون ذاتی ھُو
کفر اِسلام مقام نہ منزل، ناں اُوتھے موت حیاتی ھُو
شہ رگ تھیں نزدیک لدھوسے، پا اندر وتّے جھاتی ھُو
اوہ اساں وِچ اسیں اُنہاں وِچ، باھُوؒ دُور رہی قرباتی ھُو

اس بیت میں فقر کی انتہائی منزل فنافی ھُو کا ذکر ہے عارفین ھُو میں فنا ہو کر ھُو کا لباس پہن لیتے ہیں اور اسمِ ذات ھُو کا ذکر کرتے ہیں۔ یہ لامکان ہے جہاں نہ کفر و اسلام ہے اور نہ کوئی مقام اور منزل اور نہ ہی وہاں موت اور زندگی ہے۔ اس مقام کو حاصل کرنے کے لئے دُور جانے کی ضرورت نہیں ہے وہ ذات تو شہ رگ سے بھی قریب ہے۔ ہم اس ذات میں اور وہ ہماری ذات میں اس طرح فنا ہو چکے ہیں کہ دوئی ختم ہو گئی ہے۔

یار یگانہ مِلسی تینوں، جے سر دی بازی لائیں ھُو
عشق اَللّٰہ وِچ ہو مستانہ، ھُو ھُو سدا الائیں ھُو
نال تصور اِسم اَللّٰہ دے، دَم نوں قید لگائیں ھُو
ذاتے نال جاں ذاتی رلیا، تد باھُوؒ نام سدائیں ھُو

اللہ تعالیٰ کی ذات تجھے تب حاصل ہوگی جب تُو عشق کی راہ میں قدم رکھے گا اور سر کی بازی لگائے گا اگر ذات کو حاصل کرنا چاہتا ہے تو عشقِ حق تعالیٰ میں بے خود ہو جا اور اس کے لئے ہر لحہ ذکرِ ھُو میں غرق رہ اور ساتھ ساتھ تصور اسمِ اَللّٰہُ ذات بھی جاری رکھ اور پھر آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے جب اپنی ذات کو حق تعالیٰ کی ذات میں فنا کر لیا تو تب میرا نام باھُو ہوا۔

مشقِ مرقومِ وجودیہ

مشقِ مرقومِ وجودیہ میں انگشتِ شہادت سے نقش اسمِ اَللّٰہُ ذات کو سامنے رکھ کر تفکر سے وجود کے مختلف اعضاء پر اسمِ اَللّٰہُ ذات لکھا جاتا ہے۔ حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ مشقِ مرقومِ وجودیہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

کُل وجز کے جملہ مراتب حاصل کرنا اور واصل بحق ہونا مشقِ مرقومِ وجودیہ ہی سے ممکن ہے۔ مشقِ

Marfat.com

مرقومِ وجودیہ میں وجود پر بذریعہ تفکر (مخصوص طریقہ سے) اسمِ اَللّٰہُ ذات لکھا جاتا ہے جس سے طالب کے وجود میں اسمِ اَللّٰہُ ذات کے ہر ایک حرف سے تجلی پیدا ہوتی ہے جو طالب کو یکدم حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے مرتبے پر پہنچا دیتی ہے طالب غنی ولا یحتاج ہو جاتا ہے اور وہ مرتبہ غنایت اکسیر کیمیا[1] سے فقیر عامل کیمیا گر اور مرتبہ ہدایتِ اکسیر سے بحرو بر کا مالک کیمیا نظر ولی ہو جاتا ہے۔ (نور الہدیٰ کلاں)

❁ وہ کونسی راہ ہے اور وہ کونسا علم ہے کہ جس سے طالب اللہ آفاتِ شیطانی' بلیاتِ نفسانی اور حادثاتِ دنیائے پریشانی سے بچ کر قربِ ربانی میں پہنچ جاتا ہے اور فنا فی اللہ ہو کر ہمیشہ غرقِ نور اور مشرفِ وصال رہتا ہے۔ اُسے وصال لازوال حاصل رہتا ہے وہ قیل وقال کو چھوڑ دیتا ہے اور دیدارِ جمال کے مشاہدے کی لذت حاصل کرتا رہتا ہے۔ وہ علم وراہ ''مشقِ مرقومِ وجودیہ'' ہے کہ جس سے اسمِ اَللّٰہُ ذات طالبِ اللہ کے ساتوں اندام کو سَر سے قدم تک اِس طرح اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے جس طرح گھاس کی بیل درخت کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے اور اسمِ اَللّٰہُ ذات طالبِ اللہ کے وجود کو سَر سے قدم تک اِس طرح اپنے قبضہ وتصرف میں لے لیتا ہے کہ اُس کے ہر اندام پر اَللّٰہُ، اَللّٰہُ کا نقش تحریر ہو جاتا ہے۔ (نور الہدیٰ کلاں)

❁ طالبِ مولیٰ جب تصور سے مشقِ مرقومِ وجودیہ کرتا ہے تو سر سے قدم تک اس کے ساتوں اندام نور کی صورت اختیار کر لیتے ہیں اور طالب مولیٰ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جس طرح کہ بچہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتے وقت پاک ہوتا ہے۔ مشقِ مرقومِ وجودیہ اسمِ اَللّٰہُ ذات کی پاکیزگی کی برکت سے طالبِ مولیٰ نوری بچہ بن کر مجلسِ محمدی میں داخل ہو جاتا ہے جہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام لطف وکرم وشفقت فرماتے ہیں اور اس معصوم نوری بچے کو اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کے پاس لے جاتے ہیں جہاں خاتونِ جنت حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اور امہات المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اسے اپنا نوری فرزند قرار دے کر اپنا نوری دودھ پلاتی ہیں جس سے وہ اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کا شیرخوار نوری بچہ بن جاتا ہے اور اس کا نام فرزندِ حضوری اور خطاب فرزندِ نوری ہو جاتا ہے۔ باطن میں وہ اسی نوری حضوری بچے کی صورت میں ہمیشہ مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں حاضر رہتا ہے اور بظاہر اربعہ عناصر کے ظاہری وجود کے ساتھ لوگوں میں ہر خاص وعام سے میل جول رکھتا ہے یہ مراتب ہیں کامل فقیر کے۔

(نور الہدیٰ کلاں)

---

[1] جس طرح عملِ اکسیر کے ذریعہ کیمیا گر کسی بھی دھات کو سونے میں تبدیل کر دیتے ہیں اسی طرح ذکر، تصور اور مشقِ مرقومِ وجودیہ اسمِ اَللّٰہُ ذات کے ذریعے مرشد کی باطنی توجہ سے آدمی کی شخصیت یا کردار تبدیل ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

تصورِ اسمِ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی تصانیف میں اسمِ اَللّٰہُ ذات کے ساتھ ساتھ تصورِاسمِ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے اسرار و رموز کو بھی کھول کر بیان فرمایا ہے بلکہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ مرشدِ کامل اکمل وہی ہے جو اسمِ اَللّٰہُ ذات اور اسم محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی راہ جانتا ہے۔آپ اسمِ اَللّٰہُ ذات کے ساتھ ساتھ اسم محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے تصور کو بھی لازمی قرار دیتے ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ظاہری حیاتِ مبارک میں صحابہ کرامؓ نے معرفتِ الٰہی کی تمام منازل اور مراتب آپ ﷺ کے چہرہ مبارک کے دیدار اور آپ ﷺ کے قرب و نگاہِ کامل کی توجہ سے حاصل کیے۔آپ ﷺ کے وصال کے بعد آنے والے طالبانِ مولیٰ آپ ﷺ کے اسمِ مبارک کے توسط اور برکت سے آپ ﷺ کی مجلس تک باطنی طور پر رسائی حاصل کر کے آپ ﷺ کے کرم وتاثیر سے فیض یاب ہوتے ہیں۔آپ ﷺ کی مہربانی اور ساتھ کے بغیر آج تک نہ کوئی اللہ تک پہنچ پایا ہے نہ پہنچ پائے گا۔جب تک آپ ﷺ کی نگاہ کی توجہ حاصل نہ ہو،روح نہ زندگی پاتی ہے اور نہ وصال و معرفتِ الٰہی۔موجودہ زمانے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نگاہِ کامل سے فیض یاب ہونے کا ذریعہ ذکر و تصورِ اسمِ اَللّٰہُ اور اسمِ محمدؐ ہے جو طالب کو آپ ﷺ کی مجلس میں لے جاتا ہے اور آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب کا ساتھ نصیب کرتا ہے۔اس مجلس میں صبر واستقامت، ادب وحیا اور مکمل اطاعت و پیروی کے ساتھ دنیاوی تعلقات کو قطع کر کے مستقل حاضری کے بعد ہی ایک طالب اس لائق بنتا ہے کہ اسے محبوبیت کے مراتب حاصل ہوں اور اللہ کی معرفت و وصال نصیب ہو۔

اللہ کے بے شمار صفاتی نام ہیں لیکن اسمِ اَللّٰہُ اس کا ذاتی نام ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھی بے شمار صفاتی نام ہیں لیکن اسمِ 'محمدؐ' آپ ﷺ کا ذاتی نام ہے۔جس طرح اسمِ ''اَللّٰہُ'' اللہ کے تمام ناموں میں سب سے زیادہ قوت والا اسم ہے اسی طرح اسمِ ''محمدؐ'' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام ناموں میں سب سے زیادہ اثر اور قوت رکھنے والا اسم ہے۔

Marfat.com

اسمِ محمدؐ کا اس وقت ظہور ہوا جس وقت انوارِ الٰہیہ اور تجلیات نورِ محمدی کے سوا کسی شے کا ظہور نہ ہوا تھا اس لیے اسمِ محمدؐ خود بھی منبع انوار و تجلیات ہے اور معجزانہ شان کا حامل ہے۔ ظہورِ ذات حق تعالیٰ کی ترتیب کو مدِنظر رکھیں تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ نورِ الٰہی صورتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں ظاہر ہوا۔ جب اولیاء کرام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ازل میں خود کو ''اسمِ اَللّٰہُ ذات'' کی صورت میں ظاہر فرمایا تو اس میں ''ذات'' سے مراد نورِ محمدی یا ذاتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے جو اللہ کی اوّل تخلیق اور ''نور'' سے ''ذات'' کا پہلا اظہار ہے چنانچہ ''اسمِ محمدؐ''، ''اسمِ اَللّٰہُ ذات'' سے جدا یا علیحدہ نہیں بلکہ ''اسمِ اَللّٰہُ ذات''، ''اسمِ محمدؐ'' میں اور ''اسمِ محمدؐ''، ''اسمِ اَللّٰہُ ذات'' میں گم ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں حضرت محمد ﷺ کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا اور آپ ﷺ کے کلام کو اپنا کلام قرار دیا۔

❁ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ ؕ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ (سورۃ الفتح 10)

ترجمہ: ''اے نبی ﷺ جو لوگ آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں وہ دراصل اللہ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔''

❁ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰیO اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰیO (النجم 4-3)

ترجمہ: ''اور یہ (نبی ﷺ) اپنی خواہش سے کوئی بات نہیں کرتے وہ تو وہی فرماتے ہیں جو ان کو (اللہ کی طرف سے) وحی کی جاتی ہے''۔

اللہ کے بندے جب اللہ کا دیدار، معرفت اور وصال چاہتے ہیں تو یہ دیدار، وصال اور معرفت صرف ''اسمِ اَللّٰہُ ذات'' کی صورت میں ممکن ہے کیونکہ اس ''ذات'' کے اظہار سے پہلے اللہ کی صورت اور ماہیت کو سمجھنا اور پہچاننا کسی انسان کے لیے سوائے حضرت محمد ﷺ کے ممکن نہیں کیونکہ صرف آپ ﷺ ہی اللہ کی اس صورت کا دیدار اور قرب حاصل کرنے والے ہیں۔ صورتِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کی معرفت اور وصال کے لیے راہِ فقر اختیار کر کے اسمِ اَللّٰہُ ذات کا تصور اور ذکر کیا جاتا ہے۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھوؒ رحمتہ اللہ علیہ اسمِ اَللّٰہُ ذات کی تفصیل بیان کرتے ہوئے اسمِ محمدؐ کو اسمِ اَللّٰہُ ذات کا ہی حصہ قرار دیتے ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ عین الفقر میں فرماتے ہیں:

❁ ''اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ'' کی شرح یوں بھی ہے کہ فقر کی ابتدا اسمِ اَللّٰہُ سے ہے یعنی فقراء اسمِ اَللّٰہُ سے فقیر بنتے ہیں اور اسمِ اَللّٰہُ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فخر ہے کہ اسمِ ''اَللّٰہُ'' اسمِ ''محمدؐ'' میں تبدیل ہو جاتا ہے چنانچہ

Marfat.com

حدیثِ قدسی میں فرمان حق تعالیٰ ہے: ''اے محمد ﷺ تو میں ہے اور میں تو ہوں'' یعنی یہ دو نام ایک ہی صنف سے ہیں اسی لیے آپ ﷺ نے فرمایا اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ (فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے)۔

چنانچہ اسمِ محمدؐ درحقیقت اسی قوت اور اثر کا حامل ہے جو اسمِ اَللّٰهُ کو حاصل ہے۔ لیکن اسمِ اَللّٰهُ میں جلال بھی ہے جمال بھی، قہر بھی ہے لطف بھی جبکہ اسمِ محمدؐ میں جمال ہی جمال اور رحمت ہی رحمت ہے۔ چنانچہ انسانی باطن پر اس کے اثرات زیادہ خوش کن ہیں۔ اسمِ محمدؐ کے تصور سے انسانی روح شریعتِ محمدی کے تابع ہو کر اللہ کی زیادہ تابع دار ہو جاتی ہے۔ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتب میں جہاں اسمِ اَللّٰهُ ذات کی مکمل تشریح و تفصیل بیان کی وہاں اسمِ محمدؐ کے معارف، اثرات و کمالات بھی بیان فرمائے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ اسمِ محمدؐ کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

❁ حضرت محمد ﷺ کے اسم 'محمدؐ' کے میم سے معرفتِ الٰہی کا مشاہدہ ہوتا ہے اور حرف 'ح' سے مجلسِ محمدی ﷺ کی حضوری نصیب ہوتی ہے۔ اسم 'محمدؐ' کے دوسرے میم سے دونوں جہان کا مشاہدہ حاصل ہوتا ہے اور حرف دال سے شروع ہی میں جملہ مقصود حاصل ہو جاتے ہیں۔ چاروں حرف کافر اور یہودی نفس کے قتل کے لیے ننگی تلوار ہیں۔ (کلید جنت)

اپنی تصنیف ''عقلِ بیدار'' میں حضرت سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ اسمِ محمدؐ کے تصور کے دوران اس کے حروف کی تجلیات سے حاصل ہونے والے مراتب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

❁ اسمِ محمدؐ کے چار حروف ہیں م، ح، م، د۔ حرف 'م' کے تصرف سے مجلسِ محمدی ﷺ تک رسائی، حرف 'ح' کے تصرف سے حضوری محمد ﷺ اور حرف 'م' کے تصرف سے محو فنافی نورِ محمد ﷺ اور حرف 'د' کے تصرف سے دوام بادم ہر نفس باسخنِ محمد ﷺ۔ (عقلِ بیدار)

اسمِ محمدؐ کا ہر حرف ایک خاص تاثیر اور قوت رکھتا ہے۔ جب سالک مرشد کی اجازت سے اسمِ محمدؐ کا تصور کرتا ہے تو ان حروف کی تجلیات کے زیرِ اثر اپنے نفس و باطن میں واضح تبدیلیاں محسوس کرتا ہے اور ان صفات کا حامل ہوتا جاتا ہے جن کی بنا پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام محبوبِ الٰہی ہیں۔ اس کا نفس مردہ اور قلب زندہ ہوتا ہے۔ وہ جسم و مکان کی قید سے آزاد ہو کر روحانی طور پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس تک رسائی حاصل کرتا ہے جہاں اُن کی زیرِ تربیت وہ تمام صفاتِ محمدی ﷺ سے متصف ہو کر اللہ کے ہاں محبوبیت کا مرتبہ پا لیتا

Marfat.com

ہے۔ سالک کی شخصیت پر اسمِ محمدؐ کے تصور کے اثرات بیان کرتے ہوئے سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

❁ جب طالب اللہ ہر ایک اسمِ اَللّٰہُ ذات' اسمِ محمدؐ اور کلمہ طیبہ کے تصور میں محو ہوتا ہے تو اس کے گناہ نورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کے لباس میں چھپ جاتے ہیں۔ (محبت الاسرار)

❁ جو شخص اسمِ محمدؐ کا تصور کرتا ہے، ہر بات کے جواب میں نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے لب کشائی کرتا ہے۔ تصور کرنے والے پر اسمِ محمدؐ تاثیر کرتا ہے۔ تصورِ اسمِ محمدؐ کرنے والا روشن ضمیر ہو جاتا ہے اور عظمتِ عظیم' ہمراہیِ محمدؐ' قلبِ سلیم' صراطِ مستقیم اسے حاصل ہو جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ہم جسم' ہم قدم' ہم زبان' ہم شنو' ہم بینا ہو جاتا ہے۔ شریعت کا لباس پہنتا ہے۔ اسم ''محمدؐ'' میں چار حروف ہیں جس میں دونوں جہان ہیں۔ اس میں دونوں جہان کی خبریں منکشف ہوتی ہیں۔ جب طالب اسمِ محمدؐ کا تصور کرتا ہے تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم معہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تشریف فرما ہوتے ہیں۔ (محبت الاسرار)

❁ جب طالب اسمِ محمدؐ کو اپنے تصور میں لاتا ہے تو بے شک جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک مع ارواح صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نہایت لطف و کرم سے تشریف فرما ہوتی ہیں۔ صاحبِ تصور کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں ''میرا ہاتھ پکڑ'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ہاتھ پکڑتے ہی طالب کا دل معرفتِ الٰہی کے نور سے روشن ہو جاتا ہے جس سے انسان ارشاد کے لائق ہو جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صاحبِ تصور کو اپنی زبان مبارک سے فرماتے ہیں کہ خلقِ خدا کی امداد کرو۔ پس حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حکم سے صاحبِ تصور خلقِ خدا کو تعلیم و تلقین دیتا ہے۔ (کلیدِ جنت)

❁ اسمِ محمدؐ کے تصور سے علم کی سچی آگاہی حاصل ہوتی ہے۔ (کلیدِ جنت)

❁ اسمِ محمدؐ کا تصور کرنے والا جب اسمِ محمدؐ کی صورت کا تصور کرتا ہے تو تمام ماسوائے اللہ کو ترک کر دیتا ہے۔ جس طرف بھی نگاہ کرتا ہے اُسے مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نظر آتی ہے۔ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا باادب باحیا عاشق' اللہ تعالیٰ کا معشوق بن جاتا ہے۔ (عقلِ بیدار)

❁ جان لیا جائے کہ اسمِ اَللّٰہُ ذات' اسمِ محمدؐ اور کلمہ طیبہ کے تصور کی بنیاد سے صاحبِ تصور کے لیے دو علم واضح اور روشن ہو جاتے ہیں۔ علمِ ظاہری یعنی عبادات و معاملات اور علمِ باطن یعنی معرفتِ توحیدِ نورِ ذات

Marfat.com

کے مشاہدات کیونکہ علم دو ہی ہیں ایک علمِ معاملہ دوسرا علمِ مکاشفہ۔ (کلید جنت)

❁ جس کسی کے وجود میں اسمِ محمدؐ کا نور (تصورِ اسم ''محمدؐ'' سے) داخل ہو جائے اس شخص کا ہر کام نورِ محمد ﷺ سے ہوتا ہے۔ (عقلِ بیدار)

❁ جو کوئی اسمِ محمدؐ کا تصور کرتے ہوئے ہر دم میں درود پاک پڑھتا ہے استغراق حاصل کر کے باطن میں گم ہو جاتا ہے تو نوری مجلسِ محمد مصطفیٰ ﷺ میں گم ہو جاتا ہے۔ جو کوئی اسمِ محمدؐ کے حرف ''د'' کے تصور سے ہر دم درود پاک پڑھتے ہوئے حضورِ مجلس کی طرف رجوع کرتا ہے تو اسے اپنے سوال کا جواب ملنے لگتا ہے۔

(کشف الاسرار)

❁ اسمِ محمدؐ کے تصور کے چار طریق ہیں جن سے چار قسم کی توفیق حاصل ہوتی ہے اول یہ کہ جو کوئی اسمِ محمدؐ کا تصور دل پر کرتا ہے تو اس کا قلب زندہ اور نفس مطلق مردہ ہو جاتا ہے کیونکہ یہ تصور (نفس پر) امیر و غالب ہے۔ فنافی اسمِ محمدؐ کے اس مرتبہ سے فقیر کامل ہو جاتا ہے۔

دوم یہ کہ جو کوئی اسمِ محمدؐ کے تصور سے دل (کی ولایت) میں داخل ہو جاتا ہے اسے مجلسِ محمدی نصیب ہو جاتی ہے۔ وہ اس (مجلس) کو پالیتا' اس کی شناخت کر لیتا اور وہاں پہنچ کر اسے دیکھ لیتا ہے۔

سوم یہ کہ جو کوئی اپنے آپ کو اسمِ محمدؐ میں محو کر لیتا ہے تو اس تصور سے اس پر کل و جز ظاہر ہو جاتا ہے۔ اس کا وجود مغفور ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ۔

ترجمہ: تاکہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کے (وسیلہ سے) اگلے اور پچھلے (تمام) گناہ بخش دے۔ (سورۃ الفتح۔2)

ایسا صاحبِ تصور انسان ہونا چاہیے نہ کہ گائے گدھے کی صفات رکھنے والا حیوان۔

چہارم یہ کہ جو کوئی اسمِ محمدؐ کے تصور کی حاضرات سے اپنے آپ کو (حضورِ مجلس) میں حاضر کر لیتا ہے اور علم ناظرات کے وسیلہ سے اپنے آپ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر میں منظور کروا لیتا ہے۔ اس کے دل میں کوئی آرزو باقی نہیں رہتی۔ اسمِ محمدؐ کے نقش کا تصور ایسی راہ ہے جو پہلے ہی روز حضوری محمد ﷺ کی معرفت بخش دیتا ہے کیونکہ علم ہی حضوری کا گواہ ہے۔ (طالبِ اللہ کے لیے) حضوری کے بغیر کسی دوسرے کی طرف رجوع کرنا گناہ ہے۔ جو مرشد منزل بمنزل حضوریٔ مرتبہ تک نہیں پہنچاتا اور محمد رسول اللہ ﷺ سے تلقین نہیں کراتا وہ خود گمراہ ہے۔ (کشف الاسرار)

Marfat.com

نفس کے حیلوں اور شیطان کی چالوں سے نجات‘ ہر طرح کے جہل‘ کفر و شرک سے بچاؤ اسمِ محمدؐ کے تصور میں محو ہو جانے سے ہی ممکن ہے۔ حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

❁ طالب اللہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے دماغ میں تصورِ اسمِ ''اَللّٰہُ'' اور تصورِ اسمِ ''محمدؐ'' سے تصرف کرے تاکہ اُس کے مغز میں ذکرِ روح اور ذکرِ سِرّ کی تپش سے ایسی آگ بھڑکے جو اُسے خلافِ نفس و خلافِ زن و خلافِ دنیا و خلافِ شیطان کردے۔ (محک الفقر کلاں)

❁ اسمِ اَللّٰہُ میں اسمِ اعظم ہے اور اسم محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں صراطِ مستقیم ہے۔ (محک الفقر کلاں)

❁ جان لے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دونوں جہان کے ہادی ہیں۔ اس شفیع الأمت کی زیارت ایمان کی خوشی و شادمانی ہے۔ یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہدایت کے لیے پیدا فرمایا ہے۔ شیطان کی یہ مجال کہاں کہ خود کو ہادی کہلائے۔ شیطان ہادی برحق حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی صورت اختیار نہیں کر سکتا اور نہ ہی کسی مسلمان کو شیطان سے ہدایت مل سکتی ہے کہ شیطان ہدایت و اسمِ اَللّٰہُ و اسمِ محمدؐ سے اس طرح ڈرتا ہے جس طرح کافر قاتل الکفار کلمہ طیب سے ڈرتا ہے۔ (محک الفقر کلاں)

❁ دیکھ کر محمد مصطفیٰ ﷺ کو اللہ کے فیض اور فضل سے ازل کا مشاہدہ ہوتا ہے اور اُن (فقراء) کے وجود سے تمام جہل خارج ہو جاتا ہے۔ یہ نعم البدلِ اعظم ہے۔ اُن کو جمعیت اور جمالِ الٰہی کا مشاہدہ تفکر‘ تصور اور نقال سے حاصل ہوتا ہے۔ اگر آنکھ اسم اکبر کی صورت میں اسمِ محمدؐ کے مقام پر لگی رہے تو تمام تصور و تصرف اور مدارِ حضوری علیہ الصلوٰۃ والسلام حاصل ہو۔ (عقلِ بیدار)

❁ جان لو کہ آدمی کے وجود میں ایک لاکھ تہتر ہزار کفر و شرک کے زنار ہیں (جو تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات اختیار کرنے سے ٹوٹ جاتے ہیں) اس راہ سے ابتدا میں ہی اللہ تعالیٰ کی حضوری سے مشرف اور اسمِ محمدؐ سے حضوری مجلس میں داخل ہو جاتے ہیں۔ لاھوتِ لامکاں میں بعیان دیکھ سکتے ہیں۔ چنانچہ نور میں نور (گم ہو جاتا) ہے۔ وہاں پر نہ جسم ہوتا ہے نہ جان۔ ان مراتب کو احمق حیوان کیسے جان سکتا ہے؟ اگر تو فدا و تصدیق ہو کر اسمِ محمدؐ پر اپنی جان نثار کر دے تو ایک ہی دم میں ہزار بار محمد ﷺ کے چہرۂ انور کے دیدار سے مشرف ہو جائے گا۔ تجھے اعتبار ہونا چاہیے کہ یہ راہ متقیوں کے لیے فیض فضل بخش ہے۔ (عقلِ بیدار)

❁ مجلسِ محمدی ﷺ میں داخل ہو کر حضوری پانا آسان کام ہے لیکن ولایت و ہدایتِ محمدی ﷺ‘ خوئے محمدی ﷺ‘ خلقِ محمدی ﷺ‘ ملکِ محمدی ﷺ‘ ترک و توکلِ محمدی ﷺ‘ تسلیم و رضائے محمدی ﷺ اور

Marfat.com

مجموعہ فقرِ محمدی ﷺ ' اپنانا بہت دشوار ہے۔ (کلید التوحید خورد)

مندرجہ بالا دشوار منازل سے گزرنا بھی توجہ محمدی سے ہی ممکن ہے جس کے لیے تصورِ اسمِ محمدؐ ضروری ہے۔ سلطان العارفین حضرت سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

چوں بہ بینم حق قیوم آں خدا   می بینم من از رفاقتِ مصطفیٰؐ

ترجمہ: جب میں اس خدا کو حق و قیوم دیکھتا ہوں تو یہ مصطفیٰ ﷺ کی رفاقت (ساتھ اور توجہ) کی وجہ سے دیکھتا ہوں۔

ہر جا کہ خواہد می رساند خویش را   ہم جلیس دائم با مصطفیٰؐ

ترجمہ: جو آدمی اپنے آپ کو کسی مقام پر پہنچانا چاہتا ہے تو وہ مصطفی ﷺ کا دائمی مصاحب ہو جائے (تصورِ اسمِ محمدؐ سے مجلسِ محمدی ﷺ کی دائمی حضوری حاصل کرے)۔

دل غنی او بانبی ہر دوام   احتیاجش کس ندارد خاص و عام

ترجمہ: غنی دل ہمیشہ نبی ﷺ کے ساتھ ہوتا ہے (مجلسِ محمدی ﷺ میں حاضر ہوتا ہے) وہ کسی خاص و عام کی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔

گرچہ پرہیز کند لقمہ گدا   عارفاں باللہ حاضر مصطفیٰؐ

ترجمہ: وہ ہمیشہ بھیک کے نوالے سے پرہیز کرتے ہیں۔ عارف باللہ بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ میں حاضر رہتے ہیں۔

بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ کی دائمی حضوری سے ہی فنا فی الرسول کے مراتب حاصل ہوتے ہیں' جن کے بعد فنا فی اللہ بقا باللہ کی منازل تک رسائی نصیب ہوتی ہے۔ حضرت سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

- مرتبہ فنا فی الشیخ راہِ حضوری کا پہلا مرتبہ ہے' فنا فی اسمِ محمدؐ درمیانی مرتبہ ہے اور فنا فی اسمِ اَللّٰہُ ذات انتہائی مرتبہ ہے۔ (شمس العارفین)
- جو عالم باللہ اسمِ محمدؐ میں فنا ہوتا ہے وہ حضور نبی کریم ﷺ اور اولیاء اللہ کا منظورِ نظر ہوتا ہے۔ ایسا شخص عالم بھی ہوتا ہے اور عامل بھی اور فقیرِ کامل بھی اور حضور غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا منظورِ نظر مرید لا یرید بھی۔ (فضل اللقاء)

تاہم تصورِ اسمِ محمدؐ کی یہ تمام برکات مرشدِ کامل اکمل کی توجہ اور تلقین کے بغیر حاصل کرنا ناممکن ہے۔ اسمِ محمدؐ کی تمام تر تاثیر قلب پر اسی وقت اثر انداز ہوتی ہے جب اس اسم کا تصور مرشد کی اجازت سے

Marfat.com

اُس کی زیرِ نگرانی کیا جائے۔ جب تک مرشد قلب کا قفل نہیں کھولے گا' اسمِ محمدؐ اُس پر تاثیر نہ کرے گا۔
حضور سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

❁ جب مرشد اسمِ محمدؐ کی تلقین طالب کو کرتا ہے تو وہ پہلے ہی روز مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حاضری سے مشرف ہو جاتا ہے اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صحبت میں نفسِ امارہ اور شیطان لعین داخل نہیں ہو سکتا۔ یہ حاضرات اسمِ اَللّٰہُ ذات کی راہ ہے جس میں ازل ابد کا تماشا نظر آتا ہے دنیا کے خزانوں' حشر گاہِ قیامت کا نظارہ کر سکتا ہے' قربِ الٰہی حضوری کا مشاہدہ ہوتا ہے حور و قصور، جنت و دوزخ کا مشاہدہ کر سکتے ہیں۔ کامل مرشد وہی ہے جو (تصور) اسمِ اَللّٰہُ اور تصورِ اسمِ محمدؐ سے طالب کو ہر مقام دکھا کر اس پر غیب کھول دے۔ بعد ازاں اس کو تلقین کرے تا کہ طالب کو اعتبار اور یقین آ جائے۔ (عقلِ بیدار)

تصورِ اسمِ محمدؐ سے ان فیوض و برکات کو حاصل کرنے اور مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک رسائی حاصل کرنے کے لیے طالب کو صادق دل' صبر و استقامت اختیار کرنے والا اور اس راہِ حضوری پر اعتبار کرنے والا ہونا چاہیے۔ جس طالب کے دل میں مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق پہلے ہی شکوک و شبہات موجود ہوں وہ اول تو اس مجلس تک پہنچ ہی نہیں پاتا اور اگر مرشد کی مہربانی سے پہنچ ہی جائے تو اپنے دل کے میل کی وجہ سے ٹک نہیں سکتا۔

اب یہ مرشد کامل اکمل سروری قادری صاحبِ مسمّٰی کی رضا ہے کہ وہ طالب کو ابتدا میں اسمِ اَللّٰہُ ذات عطا کرتا ہے اور کتنے عرصے بعد تصورِ اسمِ محمدؐ عطا کرتا ہے یا دونوں بیک وقت عطا کرتا ہے طالب کو اس راہ میں اپنی مرضی نہیں کرنی چاہیے مرشد کی رضا پر چلنا چاہیے کیونکہ وہ طبیب ہے اور جانتا ہے کہ طالب کے وجود میں کون کون سے روحانی و قلبی امراض ہیں اور اُن کا علاج کس طرح ممکن ہے جو طالب اپنی مرضی کرتا ہے ناکامی اس کا مقدر ہوتی ہے کیونکہ فقر تو راہ ہی تسلیم و رضا کی ہے۔

اسمِ اَللّٰہُ ذات اور اسمِ محمدؐ کا منکر

اسمِ اَللّٰہُ ذات اور اسمِ محمدؐ کے منکر کے بارے میں سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

❁ اسمِ اَللّٰہُ ذات اور ذکر اور تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے منع کرنے والا شخص دو حکمتوں سے خالی نہیں ہوتا' یا تو وہ منافق ہوتا ہے یا کافر یا پھر وہ حاسد ہوتا ہے یا متکبر (عین الفقر)۔

Marfat.com

❁ جو اسمِ اَللّٰہُ ذات اور اسمِ محمدؐ کا منکر ہے وہ ابو جہل ثانی ہے یا فرعون۔ (قرب دیدار)

❁ جسے اسمِ اَللّٰہُ ذات اور اسمِ محمدؐ پر یقین نہیں وہ منافق ہے۔ (محک الفقر کلاں)

قرآنِ پاک، احادیث شریف اور اولیاء کاملینؒ کے ارشادات اور تعلیمات سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ اس وقت تک دل پاک نہیں ہوتا اور نہ ہی نفس اور شیطان سے خلاصی حاصل ہوتی ہے اور نہ ہی ظاہر اور باطن کے درمیان منافقت کا پردہ ہٹتا ہے خواہ سالک ساری عمر ظاہری عبادات میں مصروف رہے، قرآن مجید کی تلاوت کرتا رہے، مسائلِ فقہ پڑھتا رہے یا زہد و ریاضت کی کثرت سے پیٹھ کبڑی ہو جائے اور سوکھ کر بال کی طرح باریک ہو جائے کہ جب تک ذکر اور تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات اور تصورِ اسمِ محمدؐ نہ کرے اور پھر آج کل کے زمانہ اور مادیت کے دَور میں صدق المقال اور اکل الحلال نہیں رہا۔ لوگوں میں سلف صالحین کی طرح نیک اعمال، سخت محنتوں اور مجاہدوں کی توفیق اور ہمت نہیں رہی۔ پابندیٔ صوم و صلوٰۃ اور ادائیگی حج اور زکوٰۃ جیسے فرائض روح سے خالی ہو چکے ہیں اور محض ایک نمائشی اور رسمی مظاہرے کی صورت میں ادا ہو رہے ہیں۔

رگوں میں وہ لہو باقی نہیں ہے　　وہ دِل وہ آرزو باقی نہیں ہے
نماز و روزہ و قربانی و حج　　یہ سب باقی ہیں تو باقی نہیں ہے

ذکر، تصور اور مشقِ مرقومِ وجودیہ اسمِ اَللّٰہُ ذات اور تصورِ اسمِ محمدؐ سے نفس مردہ ہو جاتا ہے اور قلب زندہ ہو جاتا ہے یعنی روح بیدار ہو جاتی ہے اور طالب مشاہدۂ حق تعالیٰ کھلی آنکھوں سے کرتا ہے لیکن اس کے لیے شرط یہ ہے کہ ''اسمِ اَللّٰہُ ذات اور تصورِ اسمِ محمدؐ'' صاحبِ مسمّٰی مرشد کامل اکمل سروری قادری سے حاصل ہوا ہو۔

Marfat.com

باب 05

مُرشد کامل اکمل

وسیلہ کا مفہوم اور شرعی حیثیت

قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ (سورۃ المائدہ 35)

ترجمہ: اے ایمان والو! تقویٰ اختیار کرو اور اللہ کی طرف وسیلہ پکڑو۔

اس آیت مبارکہ میں دو باتوں کا حکم ہوا ہے اول تقویٰ اختیار کرنا دوم اللہ کی پہچان کے لیے وسیلہ پکڑنا، ڈھونڈنا یا تلاش کرنا۔

تقویٰ کے لغوی معنی تو پرہیز گاری اور پارسائی کے ہیں لیکن اصطلاحی معنوں میں قلب کا اللہ تعالیٰ کے قریب ہونے کا نام تقویٰ ہے اور جس انسان کا دِل (باطن) جتنا زیادہ قربِ الٰہی میں ہوگا وہ اتنا ہی زیادہ متقی یا صاحبِ تقویٰ ہوگا یہ انسان کی باطنی کیفیت ہے اور تقویٰ کی انتہا دیدارِ الٰہی ہے۔ اس کی تصدیق اس حدیثِ مبارکہ سے بھی ہوتی ہے کہ ایک بار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تقویٰ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دِل کی طرف انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ''تقویٰ یہاں ہوتا ہے۔''

وسیلہ کا لغوی معنی ''واضح راستہ اور ایسا ذریعہ ہے جو منزلِ مقصود تک پہنچادے اور اس حد تک معاون

Marfat.com

ومددگار ہو کہ حاجت مند کی حاجت باقی نہ رہے۔ اور اس وسیلہ کی بدولت وہ مقصودِ زندگی حاصل کر کے مطمئن ہو جائے۔''لسان العرب (جلد 11 صفحہ 725) میں وسیلہ کی تعریف یوں کی گئی ہے: ''جس کے ذریعے کسی دوسری چیز کا قرب حاصل کیا جائے اسے وسیلہ کہتے ہیں''۔

شرعی اصطلاح میں وسیلہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے کسی ایسی ہستی کو وسیلہ بنایا جائے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب اور پسندیدہ ہو جس نے راہِ سلوک طے کیا ہو اور اس راستہ کے نشیب وفراز سے واقف ہو۔ تصوف میں اس سے مراد مرشد، ہادی، شیخ یا پیر ہے۔ جو خود شناسائے راہ ہو اور راہِ فقر کی منزلیں طے کرتا ہوا حریمِ قدس تک پہنچ چکا ہو اور اب اس قابل ہو کہ اُمت کے ناقص وخام عوام کی راہنمائی کر سکے اور اپنی روحانی قیادت میں انہیں شیطانی وساوس وخطرات اور نفس کی تباہ کاریوں اور رکاوٹوں سے بچا کر آگے لے جا سکے۔ اِس صورت میں آیتِ کریمہ کا مطلب یہ ہوگا ''اے لوگو! کسی ہادی کامل (مرشد کامل اکمل) کی تلاش کرو تا کہ ربّ تک پہنچ سکو''۔ بعض لوگ لفظ وسیلہ سے مراد ایمان لیتے ہیں لیکن یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کا خطاب ہی ان لوگوں سے کیا گیا ہے جو ایمان لا چکے ہیں۔ اس لیے یہاں ایمان تلاش کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اس لیے یہ رائے کہ وسیلہ سے مراد ایمان ہے' درست نہیں ہے۔ کچھ لوگ وسیلہ سے مراد عملِ صالح لیتے ہیں لیکن اس رائے کے خلاف یہ دلیل ہی کافی ہے کہ آیتِ کریمہ میں وسیلہ ڈھونڈنے یا تلاش کرنے کا حکم ملا ہے۔ اعمال چونکہ غیر مرئی (جو نظر نہ آتے ہوں) ہوتے ہیں اس لیے انہیں تو ڈھونڈا نہیں جا سکتا اس لیے وسیلہ سے مرشدِ کامل مراد لینا ہی مناسب ہے۔ کیونکہ مرئی اور محسوس ہونے کی وجہ سے اِسے ڈھونڈا جا سکتا ہے۔ اس رائے کو ترجیح دینے کی ایک اور وجہ بھی ہے وہ یہ کہ تمام اعمالِ صالحہ اس قابل نہیں ہوتے کہ اللہ تعالیٰ کے قرب وحضور اور مشاہدۂ حق تعالیٰ کا وسیلہ بن سکیں بلکہ وہی اعمال یہ مقام ومرتبہ حاصل کرتے ہیں جو غرور وتکبر، حسد وکدورت، خود پسندی وریاکاری اور نمود ونمائش کی آلائشوں سے پاک ہوں۔ اور اِن آلائشوں اور غلاظتوں سے وہی اعمال پاک رہ سکتے ہیں جو مرشدِ کامل کی زیرِ تربیت اور اس کی نگرانی (ظاہری وباطنی) میں انجام دیئے گئے ہوں۔ اس لیے یہ زیادہ مناسب ہے کہ وسیلہ سے مراد ہادیِ صادق (مرشدِ کامل اکمل) ہو اور اس آیتِ کریمہ کا مطلب یہ ہوا کہ مرشدِ کامل کی تلاش میں سُستی نہ کرو تا کہ وہ تمہیں اپنی نگاہِ کیمیا اثر، فیض، صحبت، قرب اور روحانی اثرات وفیوضات سے منزلِ مقصود تک پہنچا دے اور طالب کی اس طرح تربیت کرے کہ اس کے اعمال پاکیزہ ہو جائیں۔

❁ اگر کوئی شعیبؑ آئے میسّر   شبانی سے کلیمیؑ دو قدم ہے

Marfat.com

❁ اللہ اللہ کرنے سے اللہ نہیں ملتا یہ اللہ والے ہیں جو اللہ سے ملا دیتے ہیں

❁ حضرت شاہ عبدالرحیمؒ، شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ جو اہلِ طریقت اور اہلِ حدیث دونوں میں مقبول ہیں' بھی وسیلہ سے مراد شیخ (مرشد) لیتے ہیں۔ شاہ ولی اللہؒ کے پوتے شاہ اسماعیل جو مخالفینِ تصوف کے امام مانے جاتے ہیں' بھی اپنی کتاب منصب امامت میں قرآن کے اس لفظ سے مراد شیخ لیتے ہیں۔ وہ اس آیت مبارکہ کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: مراد از وسیلہ شخصے است کہ اقرب الی اللہ باشد در منزلت' (ترجمہ: وسیلہ سے مراد وہ شخص ہے جو اقرب الی اللہ ہو یعنی مقربِ بارگاہ ہو)۔

اس آیت میں لفظ وسیلہ کے معنی خود خدا تعالیٰ نے صاف بتا دیئے ہیں اور شک وشبہ کی گنجائش نہیں رکھی۔

❁ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ یَبْتَغُوْنَ اِلٰی رَبِّهِمُ الْوَسِیْلَةَ اَیُّهُمْ اَقْرَبُ (بنی اسرائیل 57)

ترجمہ: وہ لوگ جنہیں یہ مشرک پکارتے ہیں وہ خود ڈھونڈتے ہیں اپنے ربّ کی طرف وسیلہ کہ کون سا بندہ اللہ کے سب سے زیادہ قریب ہے۔

❁ اس آیت کی تفسیر شاہ اسماعیل جیسے سخت گیر "منصبِ امامت" میں یوں بیان کرتے ہیں:

"واقرب الی اللہ باعتبارِ منزلت اوّل رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم است بعد ازاں امام کہ نائبِ اوست"۔

ترجمہ: اور مقام کے لحاظ سے اقرب الی اللہ سب سے پہلے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور انکے بعد کے امام جو ان کے نائب ہیں۔

آج تک کسی ولی کامل کو ولایت، معرفتِ الٰہی اور مشاہدہ حق تعالیٰ بغیر کامل اکمل مرشد کی تربیت کے حاصل نہیں ہوا۔ امام غزالیؒ درس وتدریس کا سلسلہ چھوڑ کر حضرت یوسف نساجؒ کی قربت اور غلامی میں نہ آتے تو آج ان کا شہرہ نہ ہوتا۔ مولانا رومؒ اگر شاہ شمس تبریزؒ کی غلامی اختیار نہ کرتے تو انہیں ہرگز یہ مقام نہ ملتا، علامہ اقبالؒ کو اگر مولانا رومؒ سے روحانی فیض نہ ملتا تو وہ گل وبلبل کی شاعری میں ہی الجھ کر رہ جاتے۔ اس طرح کی سینکڑوں مثالیں موجود ہیں۔ قصہ مختصر کہ فقر وطریقت کی تاریخ میں آج تک کوئی بھی مرشد کی رہنمائی اور بیعت کے بغیر اللہ تعالیٰ تک نہیں پہنچ سکا۔

❁ اِن احادیث مبارکہ میں بھی مرشد کی تلاش کا حکم ہے:

"اَلرَّفِیْقُ ثُمَّ الطَّرِیْقُ" ترجمہ: پہلے رفیق تلاش کرو پھر راستہ چلو۔

"لَادِیْنَ لِمَنْ لَّاشَیْخَ لَهٗ" ترجمہ: اس شخص کا دین ہی نہیں جس کا شیخ (مرشد) نہیں۔

Marfat.com

" مَنْ لَّاشَیْخَ یَتَّخِذُہُ الشَّیْطَان " ترجمہ: جس کا مرشد نہیں اس کا مرشد شیطان ہے۔

" مَنْ مَّاتَ وَلَیْسَ فِیْ عُنُقِہٖ بَیْعَۃٌ مَاتَ مَیْتَۃً جَاھِلِیَّۃً "

ترجمہ: جو شخص اس حالت میں مرا کہ اسکی گردن میں کسی مرشد کامل کی بیعت نہیں وہ جہالت کی موت مرا۔

" اَلشَّیْخُ فِیْ قَوْمِہٖ کَنَبِیٍّ فِیْ اُمَّتِہٖ "

ترجمہ: شیخ (مرشدِ کامل) اپنی قوم (مریدوں) میں ایسے ہوتا ہے جیسا کہ ایک نبی اپنی اُمت میں۔

بیعت کی شرعی حیثیت

ایمان باللہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کو ضروری قرار دیا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ ط یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ (سورہ الفتح۔10)

ترجمہ: اے نبی (ﷺ)! جو لوگ آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں وہ دراصل اللہ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں اور ان لوگوں کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

اس آیت میں انسانِ کامل (مرشد کامل) کے ہاتھ پر بیعت کرنا ثابت ہے۔ جب رسولِ خدا ﷺ کے ساتھ بیعت ضروری ہے تو آپ ﷺ کے وصال کے بعد آپ ﷺ کے خلفاء کے ساتھ بھی بیعت کی وہی اہمیت ہے بلکہ پہلے سے زیادہ ہے۔ کیونکہ خدا کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ظاہری غیر موجودگی میں بیعت اور وسیلہ کی زیادہ ضرورت ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اللہ کریم نے صحابہ کرامؓ کو بتایا کہ وہ یہ نہ سمجھیں کہ انہوں نے صرف نبی اکرم ﷺ کے ہاتھ میں ہاتھ دیا ہے بلکہ یہ سمجھیں کہ ان کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیا ہے اور اللہ سے بیعت کی ہے۔ بعد والوں نے صحابہ کرامؓ سے بیعت کی اور دو واسطوں سے خدا تک پہنچے پھر یہ واسطے اور وسیلے بڑھتے گئے یہاں تک کہ چودہ صدیاں بیت گئیں۔ اب اگر کوئی ایسے مرشد کامل اکمل کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہے تو بے شمار واسطوں اور وسیلوں سے اللہ اور رسول ﷺ تک پہنچتا ہے۔

وہ پاکیزہ اور کامل اکمل لوگ، جو سلسلہ در سلسلہ بیعت ہوتے آئے ہیں ان کا شجرہ فقر حضورِ اکرم ﷺ تک پہنچ جاتا ہے ایسے برگزیدہ صفات لوگوں کو شیخِ اتصال کہتے ہیں اور اُن کے درمیان کسی جگہ انقطاع نہیں

Marfat.com

ہوتا۔ ایسے کامل حضرات جس خوش بخت آدمی کو بیعت کرلیں اس کی روحانی نسبت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ قائم ہو جاتی ہے اور طریقت کی رو سے یہی سمجھا جاتا ہے گویا اس نے خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بیعت کی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وسیلہ سے اللہ تک پہنچ گیا ہے۔

بیعت کی اقسام

بیعت کی کئی اقسام ہیں مثلاً بیعتِ اسلام، بیعتِ خلافت، بیعتِ ہجرت، بیعتِ جہاد، بیعتِ تقویٰ۔

خلفائے راشدین کے زمانہ میں بیعتِ اسلام متروک ہوگئی تھی کیونکہ اُن ایام میں لاکھوں کی تعداد میں لوگ اسلام میں داخل ہونے لگے تھے اور اس کا امتیاز اُٹھ گیا تھا کہ خالصتاً اللہ کے لیے کون اسلام قبول کر رہا ہے اور بوجہ شوکت و غلبۂ اسلام کون اس میں مصلحتاً داخل ہو رہا ہے۔ خلفائے بنی اُمیہ اور بنی عباس کے زمانے میں اس بیعت نے رواج اس لیے نہ پکڑا کہ حکمران عموماً فاسق اور ظالم ہونے لگے تھے۔ اور وہ قیامِ سنن کی جانب سے لاپرواہ تھے۔ اور پھر وہ امور جو تزکیۂ نفس یا تصفیۂ قلب سے تعلق رکھتے ہیں اور قرب و وصالِ الٰہی کا ذریعہ بنتے ہیں' بیعتِ تقویٰ میں شامل ہیں اسی طرح بیعتِ تقویٰ بھی خلفائے راشدین کے زمانے میں بیعتِ خلافت میں ہی شامل تھی اس لیے تمام خلفائے راشدین سے سلاسل جاری ہوئے۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے خلافت سے دستبردار ہونے کے بعد بیعتِ خلافت اور بیعتِ تقویٰ علیحدہ علیحدہ ہوگئیں۔ واقعہ کربلا کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ یزید بیعتِ خلافت و تقویٰ میں امتیاز ہی نہ رکھتا تھا اور وہ تقویٰ کے اس مقام پر نہ تھا کہ امامِ وقت اور انسانِ کامل حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اس کی بیعت کرتے۔ اگر آپ رضی اللہ عنہ اس کی بیعت کر لیتے تو وہ بیعتِ خلافت کے ساتھ ساتھ بیعتِ تقویٰ بھی ہوتی جو آپ رضی اللہ عنہ سے ممکن نہ تھا۔

اس لیے واقعہ کربلا کے بعد بھی بیعتِ تقویٰ اپنی اصل شکل میں جاری نہ ہوسکی۔ کیونکہ اس بات کا خوف تھا کہ اس سے فتنہ وفساد نہ بھڑک اُٹھے اور ایسا نہ ہو کہ اس بیعت پر بیعتِ خلافت کے ساتھ مخلوط ہونے کا گمان کیا جائے اور اس غلط گمانی کی بنا پر لوگوں کو ناحق ایذا پہنچائی جائے۔ چنانچہ اُس زمانے میں حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ اور اُن کے خلفاء اور بعد کے صوفیاء کرام نے خرقہ دینے کو قائم مقام بیعت قرار دیا تھا لیکن جب ایک مدت بعد حکمرانوں، بادشاہوں اور سلاطین سے رسمِ بیعت معدوم ہوگئی اور وہ تمام اندیشے جاتے رہے تو صوفیاء کرام نے اس سنت کو زندہ کیا اور بیعتِ تقویٰ کو جاری کر دیا۔ صوفیائے کرام ہی کے اسے زندہ کرنے کی بنا پر بیعتِ تقویٰ انقطاع عن ماسویٰ اللہ کے دیگر لوازمات کو اپنے ساتھ شامل کر کے بیعتِ تصوّف کے نام سے مشہور ہوگئی۔

Marfat.com

بیعت سنت ہے

بعض لوگوں کے نزدیک بیعتِ تقویٰ واجب ہے مگر صوفیا و جمہور کی اکثریت کے نزدیک سنت ہے اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ سے لے کر اب تک متواتر چلی آرہی ہے۔

مرشد کامل اکمل کا اندازِ تربیت

مرشد کامل اکمل طالبِ اللہ (مرید) کی تربیت بالکل اسی طریقہ سے کرتے ہیں جس طرح حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کی تربیت فرمائی تھی۔ قرآن پاک میں آپ ﷺ کے اندازِ تربیت کو یوں بیان کیا گیا ہے:

❁ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ (سورہ الجمعہ 2)

ترجمہ: میرا محبوب ﷺ اِن کو آیات پڑھ کر سناتا ہے اور اُن کا تزکیہ کرتا ہے اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔

کتاب کے ساتھ معلم یعنی سکھانے والے کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ نسخہ کے ساتھ طبیب کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ جو لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ قرآن کی موجودگی میں شیخ یا مرشد کی کیا ضرورت ہے؟ ان سے ہم پوچھتے ہیں کہ قرآن کی موجودگی میں نبی یا رسول کی کیا ضرورت تھی؟ چنانچہ جس طرح رسول اللہ ﷺ کی صحابہ کرامؓ کو ضرورت تھی آج بھی ہمیں وہی ضرورت درپیش ہے۔ جس طرح اس زمانے میں رسول اللہ ﷺ کے بغیر ہدایت ناممکن تھی اب بھی نائبِ رسول کے بغیر ہدایت ناممکن ہے۔ حیرت ہے علمائے ظاہر لوگوں کے درمیان اپنی ضرورت تو محسوس کرتے ہیں لیکن ایک ایسے شیخِ کامل کی ضرورت محسوس نہیں کرتے جو ان سے کئی گنا زیادہ عبادات، مجاہدات اور ریاضت کر کے ذاتِ حق کے قرب و معرفت کا شرف حاصل کر چکا ہو۔

❁ حضرت امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ پہلے تصوف اور صوفیائے کرامؒ کی مخالفت میں مشہور تھے لیکن بعد میں جب حضرت بشر حافی رحمتہ اللہ علیہ کی صحبت میں رہ کر حلاوتِ ایمان نصیب ہوئی تو جب کوئی شخص احکامِ شریعت اِن سے دریافت کرنے آتا تو خود بتا دیتے تھے لیکن جب کوئی شخص راہِ حقیقت دریافت کرنے آتا تو

Marfat.com

حضرت شیخ بشر حافی رحمتہ اللہ علیہ کے پاس بھیج دیتے تھے۔ یہ دیکھ کر ان کے شاگردوں کو غیرت آئی اور عرض کیا کہ آپؒ اتنے بڑے عالم ہو کر لوگوں کو ایک صوفی کے حوالہ کیوں کر دیتے ہیں۔ آپؒ نے فرمایا کہ مجھے اللہ کے احکام کا علم ہے اور اُن کو اللہ کا علم ہے اس لیے طالبانِ حق کو ان کے پاس بھیجتا ہوں۔

❁ حضرت بہلول دانا رحمتہ اللہ علیہ جو بظاہر ایک مجذوب تھے ان کا شمار حضرت امام ابو حنیفہؒ کے مشائخ میں ہوتا ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ امامِ اعظم اِن سے کیا سیکھتے ہوں گے۔ فقہ، حدیث، صرف، نحو یا اصول و بلاغت کے اسباق پڑھتے ہوں گے اِن علوم میں تو وہ خود یکتائے روزگار تھے۔ بہلول مجذوب رحمتہ اللہ علیہ کے مکتب میں وہ تزکیہ نفس اور اسباقِ عشق کے لیے جاتے تھے۔ امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کی کتبِ سوانح اٹھا کر دیکھ لیں آپ رحمتہ اللہ علیہ کے مشائخ کی صف میں حضرت بہلول دانا رحمتہ اللہ علیہ کا نام سرِ فہرست ملے گا۔ آپؒ کا قول ہے "اگر میں دو سال حضرت بہلول داناؒ کی صحبت میں نہ رہتا تو ضائع ہو گیا ہوتا۔"

سورۃ جمعہ کی آیت مذکورہ میں حق تعالیٰ نے منصبِ نبوت میں اِن امور کو شامل فرمایا ہے (1) آیات پڑھ کر سنانا یعنی دعوت دینا اور اللہ کے احکام پہنچانا (2) تزکیۂ نفس کرنا (3) احکامِ الٰہی کی تعلیم دینا (4) حکمت (علمِ لدُنی) عطا کرنا۔

آج کل علمائے کرام بھی یہی کام کرتے ہیں لوگوں کے سامنے آیات پڑھتے ہیں، لوگوں کو دین کی دعوت دیتے ہیں، مطالبِ قرآن بھی سمجھاتے ہیں اور احکامِ قرآن کی تلقین بھی کرتے ہیں لیکن کیا بات ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہدایت سے تو لوگ جوق در جوق آ کر اسلام قبول کرتے تھے لیکن علمائے کرام کے سامنے کوئی آدمی بھی اسلام قبول نہیں کرتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اندر زبردست روحانی قوت موجود تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محض زیارت اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بات چیت اور صحبت سے لوگوں کے مراتب بلند ہو جاتے تھے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اسلام لانے سے قبل کئی یہودی، نصاریٰ اور آتش پرست اربابِ روحانیت سے ملاقات کر چکے تھے لیکن کسی سے متاثر نہ ہوئے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں پہنچے تو چہرہ مبارک دیکھتے ہی کلمہ طیبہ پڑھ لیا اسی طرح برصغیر پاک و ہند میں اسلام صرف اولیاء کاملین کی وجہ سے پھیلا۔

❁ فقط نگاہ سے ہوتا ہے فیصلہ دل کا ۔۔۔ نہ ہو نگاہ میں شوخی تو دلبری کیا ہے

اسی طرح جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ سے فرمایا کہ تم میں سے کسی کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہوتا جب تک وہ مجھ سے اپنی جان، مال اور اولاد سے زیادہ محبت نہیں رکھتا تو یہ سن کر حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! میں اپنے اندر یہ کیفیت محسوس نہیں کرتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا "کیا تم محسوس نہیں

Marfat.com

کرتے؟" اِس خطاب سے حضرت عمرؓ کے مراتب بلند ہو گئے اور فوراً عرض کیا کہ اب محسوس کرتا ہوں۔ایک دن آنحضرت ﷺ حضرت معاذ بن جبلؓ یا کسی اور صحابی کو یمن کا عامل مقرر کر کے بھیج رہے تھے انہوں نے عرض کیا کہ حضور ﷺ! میرے اندر عامل بننے کی صلاحیت نہیں ہے آپ ﷺ نے اِن کے کندھے کو چھوا تو وہ فوراً چلا اٹھے کہ حضور ﷺ! اب وہ صلاحیت اپنے اندر محسوس کرتا ہوں۔ یہ ہے توجّہ باطنی سے تزکیۂ نفس کرنا۔ رسولِ اللہ ﷺ کی طرح آپ ﷺ کے بعد کے خلفاء بھی باطنی توجّہ سے تزکیۂ نفس اور تصفیۂ قلب اسی طرح کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں علماء کرام کی دھواں دھار تقریریں ناکام رہتی ہیں وہاں اولیاء اللہ کی ادنیٰ سی باطنی توجّہ سے مریدین کا تزکیۂ نفس ہو جاتا ہے جس سے اِن کی روحوں میں قوتِ پرواز آجاتی ہے اور وہ مختلف منازل ومقامات طے کرتے ہوئے قربِ حق میں پہنچ جاتے ہیں۔ اقبالؒ بھی ایمانِ کامل کے لیے مسلمانوں کا علاج کسی کامل کی نظر بتاتے ہیں:

❁ خرد کے پاس خبر کے سوا کچھ اور نہیں تیرا علاج نظر کے سوا کچھ اور نہیں

آج کے حالات کے بارے میں آپؒ فکر مند نظر آتے ہیں:

❁ دل سوز سے خالی ہے، نگہ پاک نہیں ہے پھر اس میں عجب کیا کہ تو بے باک نہیں ہے

❁ اٹھا میں مدرسہ و خانقاہ سے غم ناک نہ زندگی، نہ محبت، نہ معرفت، نہ نگاہ

قصہ مختصر کتاب وحکمت کی تعلیم مرشدِ کامل اکمل کے بغیر ممکن نہیں ہے مرشد ہی طالب کو اس کی استطاعت کے مطابق شیطان اور نفس کی چالبازیوں سے بچاتا ہوا دار الامن (قربِ الٰہی) میں لے جاتا ہے۔ عام لوگوں کو تو اس علم کے نام سے بھی واقفیت نہیں چہ جائیکہ اِن کو اس پر دسترس حاصل ہو۔

مرشد کامل اکمل کی اہمیت

قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ (سورہ توبہ 119)

ترجمہ: اے ایمان والو! تقویٰ اختیار کرو اور سچے لوگوں (صادقین) کے ساتھ ہو جاؤ۔

جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ تقویٰ سے مراد قلب کا اللہ تعالیٰ کے قریب ہونا ہے۔ جتنا کسی انسان کا قلب اللہ تعالیٰ کے قریب ہوگا وہ اتنا ہی متقی ہوگا اور یہاں صادقین سے کون لوگ مراد ہیں کہ جن کی ہمراہی کا حکم دیا جا

Marfat.com

رہا ہے۔ہم سب مسلمان ہیں اور ہم میں سے اکثریت نماز بھی ادا کرتی ہے اور نماز کی ہر رکعت میں ہم سورۃ فاتحہ کی تلاوت کرتے ہیں اور ہر رکعت میں اللہ پاک سے یہ التجا کرتے ہیں ''ہمیں صراطِ مستقیم (سیدھا راستہ) عطا فرما۔ان لوگوں کا راستہ جن پر تُو نے انعام کیا نہ کہ ان لوگوں کا راستہ جو گمراہ اور مغضوب ہیں۔'' اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ صراطِ مستقیم یا سیدھی راہ کونسی ہے؟ یہ بات تو حق ہے کہ سیدھی راہ قرآن اور سنت ہی ہے لیکن دنیا کے اندر ہر مذہب اور گروہ اور پھر مسلمانوں میں ہر فرقے کا یہ اعلان ہے کہ وہ سیدھے راستے (صراطِ مستقیم) پر گامزن ہیں۔مسلمانوں میں کوئی قرآن کا حوالہ دے کر یہ کہتا ہے کہ چونکہ ہم قرآن کا علم زیادہ رکھتے ہیں اور اس کی زیادہ تلاوت کرتے ہیں اس لیے ہم صراطِ مستقیم پر ہیں۔لیکن قرآن یہ فرما رہا ہے ''اللہ بہت سے لوگوں کو اس سے گمراہ کرتا ہے اور بہت سے لوگوں کو اس سے ہدایت دیتا ہے'' (البقرہ۔26) لوگ قرآن پڑھتے ہیں لیکن ہدایت نہیں ملتی، قرآن پڑھنے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی معرفت اور قرب و وِصال سے محروم رہتے ہیں اور بعض کی سوچ کا رُخ ہی بدل جاتا ہے اور گمراہ ہو جاتے ہیں جیسا کہ ''مرزا غلام احمد قادیانی ملعون''۔ پھر کوئی حدیث کے علم میں ماہر ہے اور ان کا کہنا ہے کہ ہم اہلِ حدیث ہیں اس لیے ہم سیدھے راستے پر ہیں۔ ہر ایک گروہ نے خود ہی صراطِ مستقیم کو متعین کر لیا ہے اور اپنے متعین کردہ راستے پر چل رہے ہیں اور اسے صراطِ مستقیم سمجھ رہے ہیں۔اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو یوں بھی اعلان فرما سکتا تھا ''اے باری تعالیٰ! مجھے سیدھا راستہ دکھا جو تیری کتاب اور تیرے محبوب کی سنت کی راہ ہے'' لیکن قرآنِ مجید نے انعام یافتہ بندوں کا اعلان فرمایا کہ تیرے انعام یافتہ بندوں کی راہ چاہیے اور ان کی ہی پیروی کرنی چاہیے۔اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ انعام یافتہ بندے کون ہیں جن کی راہ پر چلنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ اور جو اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین۔ (النساء۔69)

پہلا طبقہ انبیاء علیہم السلام کا ہے۔ یہ ہر صورت انعام یافتہ ہیں ہی لیکن تین طبقات ایسے ہیں جو انبیاء نہیں غیر نبی ہیں۔ دوسرے نمبر پر صدیقین ہیں اور قرآنِ پاک (سورۃ التوبہ۔119) میں صدیقین کی ہمراہی کا ہی حکم دیا گیا ہے لیکن صدیقین کون ہیں؟

پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہریؒ تفسیر ضیاء القرآن میں فرماتے ہیں:

❁ صدیق فعل کے وزن پر مبالغہ کا صیغہ ہے اس کے لغوی معنی ہیں المبالغ فی الصدق نہایت راست

Marfat.com

باز اور راست گفتار۔ اور صدق مقاماتِ قربِ الٰہی میں سے ایک مقام ہے۔

الشیخ محمد عبدہٗ لکھتے ہیں:

❁ صدیقین وہ لوگ ہوتے ہیں جن کی فطرت اور جن کا باطن ہر گرد و غبار سے یوں پاک صاف ہوتا ہے کہ جب ان پر حق پیش کیا جاتا ہے تو بے ساختہ اس کو قبول کر لیتے ہیں۔ خیر و شر کے درمیان انہیں التباس نہیں ہوتا بلکہ نگاہ جیسے سیاہ و سفید کے درمیان بے تکلف امتیاز کر لیتی ہے اسی طرح وہ حق و باطل اور خیر و شر میں امتیاز کر لیتے ہیں۔ صدیقیت کا یہ مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کئی جید صحابہؓ کو حاصل تھا اور صدیقِ اکبر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ ہیں جن کی زندگی کا ہر لمحہ اسی صدیقیتِ کبریٰ کا مظہرِ اُتم ہے۔ (تفسیر روح البیان)

صدیقین سے مراد وہ لوگ ہیں جو صدق والے ہیں اور تصدیق کرنے والے ہیں جن کے دل اتنے صاف ہو چکے ہیں کہ جو وحی الٰہی اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قلبِ اطہر پر نازل ہوتی ہے، جو حکم اللہ تعالیٰ کا رسول بیان کرتا ہے وہ فوراً اس کی تائید کرتے چلے جاتے ہیں۔

نبی کے بعد صدیق اس لیے رکھا گیا ہے کہ ہر کسی کو صحبتِ نبوت نصیب نہیں ہو سکتی۔ اب قیامت تک کوئی قطبیت، غوثیت اور عبدیت کے اعلیٰ سے اعلیٰ مقام پر کیوں نہ فائز ہو جائے وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ادنیٰ سے ادنیٰ صحابیؓ کی گردِ پا کو بھی نہیں پا سکتا۔ یہ شرفِ صحابیت قیامت تک بند ہو گیا۔ جب ظاہری صحبت کا دور ختم ہو گیا تو اب ایک ایسی صورت پیدا کر دی کہ اُمت کو صدیق عطا فرما دیئے جو کوئی ان کی صحبت میں جائے گا بالواسطہ صحبتِ نبوی کا فیض حاصل ہوگا۔

سیّدنا غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں:

❁ اے انسان! جب تُو جملہ خواہشاتِ نفسانی سے پاک ہو کر اللہ عزوجل سے صدقِ دل سے محبت کرے گا تو وہ تیرے دل کو ایسا آئینہ بنا دے گا کہ جب تُو ایسے آئینے میں جھانکے گا تو دنیا و آخرت کے اسرار و حقائق تیرے سامنے منکشف ہو جائیں گے۔

صدیقیت کا آئینہ پرتوِ نبوت بن کر آفتابِ نبوت سے فیوضاتِ الٰہیہ حاصل کرتا ہے اور طالبانِ مولیٰ میں اسے تقسیم کرنے کا فریضہ ادا کرتا ہے۔

صدیقیت ہی تقویٰ کا اعلیٰ ترین مقام ہے۔ جب انسان اس مقام پر پہنچتا ہے تو اسے خلعتِ ولایت سے سرفراز کر کے صدیقیت کے مقام پر فائز کیا جاتا ہے۔ اب اس پر لوگوں کو تلقین و ارشاد کرنا فرض ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

قرآنِ کریم میں انہی لوگوں کی ہمراہی کا حکم دیا جا رہا ہے اور ان لوگوں کے بارے میں ہی قرآن فرما رہا ہے:

❁ فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ (الانبیآء۔7)

ترجمہ: پس اہلِ ذکر سے پوچھ لو اگر تم نہیں جانتے۔

اب ذرا اس آیتِ مبارکہ پر غور کریں تو فوراً بات سمجھ میں آ جائے گی یہاں پر فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الْعِلْمِ یعنی ''اہلِ علم سے پوچھ لو'' نہیں فرمایا گیا بلکہ فرمایا گیا ''اہلِ ذکر سے پوچھ لو'' علم والے خود بھی ٹھوکر کھا سکتے ہیں کیونکہ علم وہ خبر ہے جس کا محل دماغ ہے جبکہ ذکر وہ خبر ہے جس کا محل لوحِ دل ہے۔ علم دماغ کی تختی پر لکھا جاتا ہے اور ذکر دل کی تختی پر مرقوم ہوتا ہے۔ قرآنِ پاک میں قلبی ذکر سے غافل لوگوں کی پیروی سے منع کیا گیا ہے۔

❁ اور اس کا کہنا ہرگز نہ مانیں جس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے۔ وہ تو خواہشاتِ نفس کا غلام ہے اور اس کا کام ہی حدیں پھلانگنا ہے۔ (الکھف۔28)

قرآنِ پاک میں صدیقین (مرشد کامل) کے بارے میں ارشاد ہے:

❁ اور پیروی کرو اس شخص کے راستہ کی جو مائل ہوا میری طرف۔ (لقمان۔15)

❁ وہ رحمٰن ہے سو پوچھ اس کے بارے میں اس سے جو اس کی خبر رکھتا ہے۔ (الفرقان۔59)

❁ پیروی کرو اللہ کی اور پیروی کرو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اور اس کی جو تم میں ''اولی الامر'' ہو۔ (النسآء۔59)

ان تمام آیاتِ مبارکہ میں صدیق یعنی مرشد کامل کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور اس کی پیروی کی ہدایت کی گئی ہے۔ سورۃ النساء کی آیت نمبر 59 میں ''اولی الامر'' سے مراد بعض لوگ دنیاوی حکمران لیتے ہیں لیکن اولیاء کاملین کے نزدیک اس سے مراد وہ صدیق بندہ ہے جو مرشد کامل ہو اور نائبِ رسول کے مرتبہ پر فائز ہو اور لوگوں کی باطنی تربیت جس کی ذمہ داری ہو۔ ان ہی لوگوں کی اتباع اور پیروی کی طرف بار بار توجہ دلائی گئی ہے۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ مرشد کامل کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

❁ وصالِ حق تعالیٰ مرشد کامل اکمل کی راہنمائی کے بغیر ناممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اس کے قرب و وصال کی راہ چونکہ شریعت کے دروازہ سے ہو کر گزرتی ہے اس لیے شریعت کے دروازے کے دونوں طرف شیطان اپنے پورے لاؤ لشکر سمیت طالبِ مولیٰ کی گھات لگا کر بیٹھا ہے۔ اوّل تو وہ کسی آدم زاد کو شریعت کے

Marfat.com

دروازے تک آنے ہی نہیں دیتا اگر کوئی باہمت آدمی شریعت (نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ) کے دروازہ تک پہنچ جاتا ہے تو شیطانی گروہ اسے شریعت کی چوکھٹ پر روک رکھنے کی کوشش کرتا ہے اور اسے شریعت کی ظاہری زیب و زینت کے نظاروں میں محور کھنے کی کوشش کرتا ہے اور شریعت کی روح تک کسی کو نہیں پہنچنے دیتا (اور آج کے دور کا سب سے بڑا مسئلہ یہی ہے کہ جو لوگ شریعت پر کاربند ہیں وہ اس کی روح تک پہنچنے کی کوشش ہی نہیں کرتے)۔ اگر کوئی خوش قسمت طالبِ مولیٰ ہمت کر کے آگے بڑھتا ہے تو شیطان پہلے سے بھی زیادہ شدت کے ساتھ اسے روکنے یا گمراہ کرنے کے جتن کرتا ہے اور اس کی راہ مارنے کا ہر حربہ استعمال کرتا ہے۔ طالبِ مولیٰ جب شریعت کے دروازہ سے گزر کر باطن کی نگری میں داخل ہوتا ہے تو اسے رجوعاتِ خلق (خلقت اس کی طرف اپنی دنیاوی مشکلات کے خاتمہ کے لیے رجوع کرتی ہے) کے نہایت ہی وسیع و دشوار گزار جنگل سے گزرنا پڑتا ہے۔ اس موقع پر طالبِ مولیٰ کو اگر کسی مرشد کامل اکمل کی رفاقت اور راہبری حاصل نہ ہو تو وہ رجوعاتِ خلق کے جنگل میں بھٹک کر ہلاک ہو جاتا ہے۔ جس طرح شریعت کا علم استاد کے بغیر ہاتھ نہیں آتا اسی طرح باطنی علم کا حصول مرشد کامل اکمل کی رفاقت کے بغیر ناممکن ہے کیونکہ مرشد کی تلقین اور نگاہ ہی ایسا کیمیا ہے جو طالب کے وجود کی کثافت دور کر کے اسے روشن ضمیری کے قابل بناتی ہے۔ تعلیم کیا ہے؟ اور تلقین کیا ہے؟ تعلیم سے ظاہری علم واضح ہوتا ہے جبکہ تلقین سے دو جہان کی روشن ضمیری حاصل ہوتی ہے۔ (عین الفقر)

تلاشِ مرشد

جب طالبِ مولیٰ (سالک) تلاشِ حق کے سفر پر نکلتا ہے تو سب سے پہلا مرحلہ مرشد کامل اکمل کی تلاش ہوتا ہے۔ صدیق، فقراء، اولیاء اللہ زمین پر اللہ تعالیٰ کی خلافت کے وارث ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نائبین ہیں اور حصولِ قربِ الٰہی کے لیے اُن کی غلامی، بیعت اور صحبت ضروری ہے:

اندرین عالم نیرزی باخسے تانی آویزی بہ دامانِ کسے

ترجمہ: اس جہان میں تیری قیمت ایک تنکے کے برابر نہیں ہوگی جب تک کہ تو کسی مردِ کامل (مرشدِ کامل) کے دامن سے وابستہ ہو کر زندگی نہ گزارے۔

لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ مرشدِ کامل کی پہچان کیسے ہو جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

عنہٗ سے مروی ہے:

❁ ''اللہ تعالیٰ کی معرفت آسان ہے لیکن ولی اللہ (مرشدِ کامل) کی حقیقت کی معرفت مشکل ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کمال و جمال کی وجہ سے معروف ہے لیکن ولی اللہ ایک مخلوق ہے اس لیے مخلوق کو مخلوق کی معرفت مشکل ہوتی ہے کیونکہ وہ انہی کی طرح احکامِ شرع کی پابندی کرتا ہے لیکن اس کا باطن اللہ کے ساتھ مشغول ہے اس لیے اس کی معرفت مشکل ہو جاتی ہے۔'' (تفسیر روح البیان)

❁ حضرت سہیل رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں ''ان کی ظاہری شکل کو ہر کوئی دیکھتا ہے لیکن ان کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں ہوتی کسی خوش بخت کو ان کی حقیقت معلوم ہو جاتی ہے اگر انہوں نے اُن کی قدر و منزلت کے مطابق تعظیم و تکریم کی تو کامیاب رہیں گے اگر ان سے ان کی مخالفت سرزد ہوئی یا معمولی گستاخی و بے ادبی ہوئی تو مارے جائیں گے اور خاتمہ خراب ہوگا۔'' (تفسیر روح البیان)

فقیر فنا فی اللہ بقا باللہ (مرشدِ کامل اکمل نور الہدیٰ) کی پہچان ہر انسان، طالب یا مرید کے بس کی بات نہیں کیونکہ ہر مرید یا طالب کی طلب، طلبِ مولیٰ نہیں ہوتی بلکہ اکثر طالب یا مرید طلبِ دنیا و طلبِ عقبیٰ کے متمنی ہوتے ہیں۔ اور مرشد کا کام تو صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قُرب تک جانے والے راستہ کو مرید پر نہ صرف کھول دے بلکہ آسان کر دے کیونکہ وہ اس راستہ کا ہادی، راہبر اور راہنما ہے اور اس کو وہی پہچانتا ہے جو ''طلبِ مولیٰ'' لے کر نکلا ہو۔ تمام انسان ایک تو اپنی طلب کی وجہ سے نہیں پہچان پاتے دوسرے وہ انہی کی طرح ایک انسان ہوتا ہے اس کا چلنا، پھرنا، اٹھنا بیٹھنا بھی عام انسانوں کی طرح ہوتا ہے کھاتا پیتا بھی وہ عام انسانوں کی طرح ہی ہے اس لیے اس کی معرفت طالبِ دنیا جو عقل سے کرتے ہیں ناممکن ہے اور عقل اس کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتی کیونکہ عقل ہمیشہ تلاشِ نقص و اعتراض میں رہتی ہے اگر عقل سے ان کو پہچاننے کی کوشش کی جائے تو محض اعتراضات ہی ہاتھ آتے ہیں (جیسا کہ سورہ کہف میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کا واقعہ بیان ہوا ہے اس واقعہ میں طالبِ مولیٰ کے لیے روشنی ہے کہ اعتراضات راستہ جدا کر دیتے ہیں)۔

مرشد کی تلاش کی وجہ حق تعالیٰ کا قرب

اگر مرشد کی تلاش کی وجہ اللہ تعالیٰ کا قرب اور اسکی پہچان ہے تو طالب یہ خاطر جمع رکھے کہ اس کو مرشد ضرور ملے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا سورۃ عنکبوت میں ارشاد ہے ''جو لوگ ہماری طرف آنے کی جدوجہد اور کوشش کرتے ہیں ہم اُن کو اپنی طرف آنے کے راستے دکھا دیتے ہیں۔'' اس راہ میں طلب کے مطابق مرشد کی طرف راہنمائی

Marfat.com

ہوتی ہے جس طرح کسی کی طلب اور طبیعت ہوتی ہے اُسی طرح کے مرشد کی طرف راہنمائی ہوجاتی ہے۔

ہست این میکدہ و دعوت عام است اینجا   قسمت بادہ باندازہ جام است اینجا (اقبالؒ)

ترجمہ: یہ دنیا ایک میکدہ ہے اور ہر کسی کو پینے (لذتِ دیدار کی مے) کی دعوتِ عام ہے تاہم ہر کسی کے حصے کی شراب اس کے جام (طلب) کے مطابق ہوتی ہے۔

مرشد کامل اکمل نور الہدیٰ

اگر مرشد کی تلاش کا مقصد حق تعالیٰ کی پہچان اور قرب ہے تو اس کے لیے آپ کو دو طرح کے مرشد ملیں گے ایک مرشد وہ ہوگا جو امانتِ الٰہیہ یا خلافتِ الٰہیہ کا حامل ہوتا ہے یہی نائب اور خلیفۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور یہی مرشد جامع اکمل نور الہدیٰ ہوتا ہے اور باقی اس کے خلفاء ہوتے ہیں جن کا ذکر ہم تفصیل سے کر رہے ہیں۔

حضرت سخی سلطان باھُوؒ فرماتے ہیں: یاد رہے کہ طبقاتِ زمین و آسمان بغیر کسی ستون کے محض اسمِ اَللّٰہُ ذات کے ادب سے قائم ہیں اور قیامت تک اسمِ اَللّٰہُ ذات کی وجہ سے قائم رہیں گے۔ اور زمین و آسمان کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح میں مشغول ہے۔

❁ سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ○ (الحدید 1)

ترجمہ: زمین و آسمان کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے اور وہ غالب حکمت والا ہے۔

امانتِ الٰہیہ کے بارے میں قرآنِ پاک میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَ حَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ○ (سورۃ الاحزاب 72)

ترجمہ: ہم نے اپنی امانت آسمانوں، زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کی تو انھوں نے اس بارِ امانت کو اٹھانے سے عاجزی ظاہر کر دی۔ لیکن انسان نے اس بارِ امانت کو اٹھالیا، بے شک وہ اپنے نفس کے لیے ظالم و جاہل ثابت ہوا۔

❁ اسم اَللّٰہُ بس گراں است بس عظیم   ایں حقیقت یافتہ نبی کریمؐ

ترجمہ: اسمِ اَللّٰہُ ذات نہایت ہی بھاری و عظیم امانت ہے اس کی حقیقت کو صرف حضور علیہ الصلوٰۃ

Marfat.com

واصل ہو جاتے ہیں۔ (کلید التوحید کلاں)

عارفین کے نزدیک اس امانت سے مراد اسمِ اَللّٰہُ ذات یعنی خزانہ فقر ہے جس انسان میں امانتِ الٰہیہ یا خزانہ فقر منتقل ہوتا ہے وہ اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهِ ○ (ترجمہ: جہاں فقر مکمل ہوتا ہے وہیں اللہ ہوتا ہے) کے مرتبہ کا حامل ہوتا ہے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خزانہ فقر کے مالک اور مختارِ کُل ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دربار سے فقر کے متعلق تمام فیصلے صادر ہوتے ہیں۔ اور آپ ﷺ کے حکم سے ہی امانتِ الٰہیہ (خزانہ فقر) ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتی ہے۔ جو خود بخود یہ دعویٰ کرتا ہے وہ پکا مردود اور خبیث ہے اور اس کا انجام بڑا بھیانک ہوتا ہے۔

❁ علامہ ابنِ عربی اپنی کتاب فصوص الحکم میں فرماتے ہیں: چونکہ اسمِ اَللّٰہُ ذات جامع جمیع صفات و منبع جمیع کمالات ہے لہٰذا وہ اصل تجلیاتِ رب الارباب کہلاتا ہے اور اس کا مظہر جو عینِ ثابتہ ہوگا وہ عبداللہ عین الاعیان ہوگا جو زمانے میں ایک شخص قدمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر رہتا ہے جو اپنے زمانے کا عبداللہ ہوتا ہے اس کو قطب الاقطاب و غوث کہتے ہیں جو عبداللہ و محمدی المشرب ہوتا ہے وہ وکیل بے ارادہ تحتِ امر و قرب و فرائض میں رہتا ہے اللہ تعالیٰ کا جو تصرف ہوتا ہے اس کے توسط سے کرتا ہے۔ (ترجمہ مولانا عبدالقدیر [illegible])

❁ حضرت شیخ سید عبدالکریم جیلی قدس سرہٗ فرماتے ہیں: ''اسمِ اعظم جس کا ذکر مشہور ہو چکا ہے اور جس کی خبر چار سو پھیل گئی ہے وہ حقیقۃً و معناً حقائق و معنی سے ہے اور صورۃً و لفظاً صورت و الفاظ سے ہے جمیع حقائق کا یہ سب کی سب احدیت کا نام حقیقت ہے اور اس کے معنی وہ انسانِ کامل (مرشد کامل نور الہدیٰ) ہے جو ہر زمانہ میں ہوتا ہے یعنی وہ قطب الاقطاب اور امانتِ الٰہیہ کا حامل اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہوتا ہے اور اسمِ اعظم کی صورت ولیِ کامل (انسانِ کامل) کی ظاہری صورت کا نام ہے۔'' (تفسیر روح البیان)

❁ جیسا کہ قرآن پاک میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ○ ترجمہ: اور ہر امر کو جمع کر رکھا ہے ہم نے امامِ مبین میں۔ (یٰسٓ۔12)

اس آیت میں امامِ مبین سے مراد ''انسانِ کامل'' (مرشد کامل اکمل نور الہدیٰ امام الوقت) ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے ہر امر، حکم اور اپنی پیدا کردہ کل کائنات کو ایک لوحِ محفوظ جو کہ انسانِ کامل کا دل ہے، میں محفوظ کر رکھا ہے۔ انسانِ کامل کا دل وہ جگہ ہے جہاں انوارِ ذات نازل ہوتے ہیں اور اس کی وسعت کا بیان و اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔

Marfat.com

❁ مولانا رومؒ مثنوی (دفتر سوم) میں فرماتے ہیں:۔ جس طرح خزانے ویرانوں میں ہوتے ہیں اس طرح اللہ تعالیٰ اپنی ''امانت'' بھی ایسے شخص کے دِل میں ودیعت کرتا ہے جس کی زیادہ شہرت نہ ہو۔

❁ حضرت عبدالکریم بن ابراہیم الجیلی رحمتہ اللہ علیہ اپنی تصنیف انسانِ کامل میں لکھتے ہیں ''انسانِ کامل وہ قطب ہے جس پر اوّل سے آخر تک وجود کے فلک گردش کرتے ہیں اور وہ جب وجود کی ابتدا ہوئی' اس وقت سے لے کر ابدالآباد تک ایک ہی شے ہے۔ پھر اس کے لیے رنگا رنگ لباس ہیں اور باعتبارِ لباس اس کا ایک نام رکھا جاتا ہے کہ دوسرے لباس کے اعتبار سے اس کا وہ نام نہیں رکھا جاتا۔ اس کا اصلی نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے۔ اس کی کنیت ابوالقاسم اور اس کا وصف عبداللہ اور اس کا لقب شمس الدین ہے۔ پھر باعتبار دوسرے لباسوں کے اس کے نام ہیں۔ پھر ہر زمانہ میں اس کا ایک نام ہے جو اس زمانہ کے لباس کے لائق ہوتا ہے۔'' (صفحہ 388 ترجمہ فضل میراں ناشر نفیس اکیڈمی کراچی)

❁ اس حقیقت کو مزید وضاحت سے حضرت علامہ ابنِ عربی رحمتہ اللہ علیہ فصوص الحکم (شرح محمد ریاض قادری) میں بیان کرتے ہیں:

''ہر زمانہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ازل سے لے کر ابد تک اپنا لباس بدلتے رہتے ہیں اور اکمل افراد کی صورت پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی جلوہ نما ہوتے ہیں۔'' (صفحہ 97)

❁ ''پس ازل سے ابد تک انسانِ کامل ایک ہی ہے اور وہ ذات صاحبِ لولاک سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات پاک ہے جو آدم علیہ السلام سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام تک کے تمام رسولوں' نبیوں' خلیفوں کی صورت میں ظاہر ہوتی رہی ہے اور ختمِ نبوت کے بعد غوث' قطب' ابدال' اولیاء اللہ کی صورت میں اعلیٰ قدر مراتب ظاہر ہوتی رہے گی۔'' (صفحہ 165)

ہر دور میں ایک ایسا انسان موجود ہوتا ہے جو امانتِ الٰہیہ کا حامل یعنی خزانہ فقر کا وارث ہوتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خزانہ فقر کے مالک اور مختارِ کُل ہیں اس لئے انہی سے یہ امانت اور خزانہ فقر منتقل ہوتا رہتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اِذن کے بغیر کسی انسان کو امانتِ الٰہیہ منتقل نہیں ہو سکتی۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے خزانہ فقر خاتونِ جنت حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو منتقل ہوا اور آپ امتِ محمدیہ میں فقر کی پہلی سلطان ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فقر کی وراثت پائی اور اُن سے ہی فقر اُمت کو منتقل ہوا اس لیے آپ رضی اللہ عنہ بابِ فقر ہیں۔ پھر یہ منتقل در منتقل ہوتا ہوا شہسوارِ فقر غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؓ تک پہنچا پھر خزانہ فقر سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ تک پہنچا اب جب بھی امانتِ الٰہیہ منتقل ہوتی ہے تو آقا پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس انسان کو غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے حوالہ کرتے ہیں اور پھر وہاں

Marfat.com

سے اُسے امانتِ الٰہیہ یا خزانہ فقر کیلئے حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہونا پڑتا ہے۔اور وہاں سے اُسے اس زمانہ کے انسانِ کامل (مردِ کامل) کی بارگاہ میں پہنچا دیا جاتا ہے۔اب قیامت تک یہ خزانہ، خزانہ فقر کے مختارِ کُل صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجازت اور مہر سے اسی در سے منتقل ہوگا۔

امانتِ الٰہیہ کا حامل مرشد اگر طالب کو مل جائے تو فقر کی انتہا پر پہنچنا کوئی مشکل مرحلہ نہیں ہے۔اس کی شان یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ پہلے دِن ہی طالب کو سلطان الاذکار اسمِ اعظم ''ھُو'' عطا کر دیتا ہے اور اسمِ اَللّٰہُ ذات کا نقش تصور کے لیے عطا فرماتا ہے۔اگر ایسا مرشد مل جائے تو فوراً دامن پکڑ لے لیکن اس کو تلاش کرنا مشکل ہے کیونکہ یہ غیر معروف ہوتا ہے لیکن سینہ بہ سینہ یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔

اس مرشد تک صرف وہی طالب پہنچتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی پہچان، دیدارِ حق تعالیٰ اور مجلسِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی حضوری کی طلب لے کر گھر سے نکلتے ہیں۔طالبِ دنیا اور طالبِ عقبیٰ (جنت کے لیے زہد و ریاضت کرنے والا) یہاں پہنچ نہیں سکتا اور اگر پہنچ جائے تو ٹِک نہیں سکتا۔پھر ان لوگوں کو طلبِ ناقص کی وجہ سے مرشدِ ناقص ہی ملتے ہیں تو دھوکہ کا گلہ کیسا۔اپنے اندر غور کر۔اگر تُو اللہ تعالیٰ کی طلب لے کر نکلا ہوتا تو تیرا محافظ وہ خود ہوتا اور وہ تجھے کبھی بھی کسی شیطان کے پھندے میں نہ پھنسنے دیتا۔تیری تو طلب ہی مال و دولت اور دنیا میں شہرت و مرتبہ ہے اور یہ ورثہء فرعون، قارون اور ابوجہل ہے اور اللہ تعالیٰ کی طلب ورثہء انبیاء و اولیاء ہے اب تیری جو طلب ہے تو اس کے مطابق اسی کے ہی پاس پہنچے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ تو نیت اور دِل کو دیکھتا ہے۔(مزید تفصیل کے لیے پڑھیے باب ''انسانِ کامل'' اور ''توحید'')

خلافت

راہِ فقر میں خلافت سے مراد مرشد کامل نور الہدیٰ کا مختلف سالکین کی تربیت فرما کر اور انہیں اپنی کسی صفت سے متصف فرما کر خلقِ خدا کی راہِ حق میں تربیت کے لیے مختلف جگہوں یا علاقوں میں متعین کرنا ہے۔ان کو خلیفہ جس کی جمع خلفاء ہے، کے نام سے پکارا جاتا ہے۔اصل ہدایت کا منبع تو امانتِ الٰہیہ کا حامل انسانِ کامل ہی ہوتا ہے۔یہ ان کے نمائندوں کے طور پر کام کرتے ہیں اور مخلوقِ خدا کی راہبری کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں۔خلافت کے لیے ضروری نہیں ہے کہ سالک فنا فی اللہ یا بقا باللہ ہی کے مقام پر فائز ہو بلکہ ضرورت کے مطابق جتنی تربیت کی ضرورت ہوتی ہے اس کی تربیت کر کے اسے اس کی ڈیوٹی پر متعین کر دیا جاتا ہے۔انسانِ کامل اور اس کے خلفاء کو ہم ایک مثال کے ذریعہ سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں۔فرض کریں ایک بجلی گھر پورے شہر کو بجلی سپلائی کرتا ہے لیکن شہر کے ہر

Marfat.com

علاقے کا ایک ٹرانسفارمر ہوتا ہے اصل کرنٹ اور بجلی تو (11 ہزار وولٹ) بجلی گھر سے آ رہی ہوتی ہے لیکن ٹرانسفارمر اپنی اپنی استطاعت (240 وولٹ) کے مطابق اسے اپنے اپنے علاقوں میں سپلائی کر رہے ہوتے ہیں۔ اسی طرح اصل باطنی قوت تو مرشد کامل اکمل نور الہدیٰ کی ہوتی ہے جو خلفاء کے قلوب سے منعکس ہو کر سالکین تک پہنچتی ہے۔ خلافت میں کسی غلطی پر باطنی قوت سلب کر لی جاتی ہے۔ اس سے یہ ہوتا ہے کہ مرشد کامل اکمل نور الہدیٰ کے قلب سے جو نور خلیفہ کے قلب میں آ رہا ہوتا ہے وہ بند ہو جاتا ہے۔ یا کسی غلطی سے رجعت ہو جاتی ہے لیکن انسانِ کامل چونکہ خلافتِ الٰہیہ کا حامل اور محبوبیت کے مرتبہ پر فائز ہوتا ہے اس لیے اس کی قوت سلب نہیں ہوتی۔ یا اسے رجعت نہیں ہوتی۔ سلسلہ سروری قادری میں خلافت بہت کم عطا کی جاتی ہے۔ یا عطا کی جاتی ہے تو زیادہ تر ظاہری طور پر کسی ڈیوٹی کی ادائیگی کے لیے ہوتی ہے۔ اس میں مرشد کامل اکمل چونکہ انسانِ کامل کے مرتبہ پر فائز اور امانتِ الٰہیہ یعنی تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کا حامل ہوتا ہے اس لیے طالب کو اللہ تعالیٰ کی پہچان کے لیے اس کی محفل میں رہ کر ''اسمِ اَللّٰہُ ذات'' کا تصور کرنا ضروری ہے کیونکہ خلفاء سے وہ چیز عطا نہیں ہو سکتی جو اسے یہاں سے بلا واسطہ عطا ہو جائے گی۔ ہاں مرشد کامل نور الہدیٰ کے ظاہری وصال کے بعد خلفا کی باطنی قوت کئی گنا تک بڑھ جاتی ہے کیونکہ عام طور پر انسانِ کامل ایک ہی جگہ دوبارہ ظاہر نہیں ہوتا اور پھر سالکین کو اس کی پہچان نئی جگہ پر کافی دیر کے بعد ہوتی ہے۔

جعلی و ناقص مرشد

کچھ خود غرض لوگوں نے فقر یا تصوف کا جعلی لبادہ اوڑھ کر صوفیاء کرام کو بدنام کر دیا ہے یہ کھوٹے سکے ہیں لیکن یاد رکھیے حقیقت یہ ہے کہ کھوٹے سکے وہیں بنتے ہیں جہاں کھرے سکے موجود ہوتے ہیں اور جعلی مال وہیں بنتا ہے جہاں خالص اور اصلی مال موجود ہوتا ہے اور اب تو ان کی تعداد بہت بڑھ گئی ہے یہ لوگ راہبر کی شکل میں راہزن ہیں، سادھو کی صورت میں چور، خیر خواہ کی صورت میں دشمنِ جاں، بزرگ کی صورت میں اصل شیطان اور خطرناک ترین۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے ''انسانی شیطان جن شیطان سے زیادہ سخت ہے۔''

❁ مولانا جلال الدین رومی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: چونکہ بہت سے شیطان انسانی چہرے رکھتے ہیں اس لئے ہر ایک کے ہاتھ میں ہاتھ نہیں پکڑانا چاہیے۔ شکاری پرندے جیسی آواز اس لیے نکالتا ہے کہ پکڑنے والے پرندے کو دھوکا دے۔ وہ پرندہ اپنے ہم جنس کی آواز سنتا ہے اور پھنس جاتا ہے۔ اسی طرح مکار

Marfat.com

درویش کا روپ بھر کر خلقِ اللہ کو پھانستے ہیں۔ کمینے لوگ فقیروں کے الفاظ چرا لیتے ہیں تاکہ بھولے بھالے لوگوں کو ان سے پھانسا جا سکے۔ مَردوں کا کام روشنی اور گرمی پہنچانا ہے' جس سے روح کو راحت ملے اور کمینوں کا کام دھوکہ دینا ہے۔ جعلی فقیری یا نبوت کا روپ دھار لیتے ہیں اور مسیلمہ کذاب کو احمد کا لقب دیتے ہیں مسیلمہ کا لقب کذاب رہا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صاحبِ عقل کہا گیا۔ ان کے پاس حق کی شراب ہے' جس میں خالص مُشک ہے اور دوسری میں گندگی اور عذاب۔ اصل فقیر' ہمیشہ شریعتِ محمدیؐ کا پابند ہوتا ہے کیونکہ شریعت کی پابندی کے بغیر فقیری عین مکاری ہے۔

✿ اس کو حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ نے یوں بیان فرمایا ہے:

صوفیاء کرام (مرشدِ کامل اکمل) کی تین اقسام ہیں:

(1) صوفی (مرشدِ کامل) : وہ ہے جو سلوک کی منازل طے کر کے پایہ تکمیل کو پہنچ چکا ہو فنافی اللہ بقاباللہ ہو اور ماسویٰ اللہ سے آزاد ہو (ایسے ہی فقیر پر تلقین وارشاد فرض ہوتا ہے)۔

(2) متصوف: وہ ہے جو تصوف وطریقت کا بخوبی علم رکھتا ہو۔ منازلِ سلوک سے واقفیت رکھتا ہو لیکن درجہ تکمیل تک رسائی حاصل نہ کر سکا ہو (طلبِ ناقص کی وجہ سے یا پھر کتبِ صوفیاء کے مطالعہ سے ان امور سے واقف ہو گیا ہو)۔

(3) مستصوف: وہ ہے جس نے دنیا اکٹھی کرنے اور مال و دولت سمیٹنے کے لیے صوفیاء (مرشد کامل) جیسا حلیہ بنا رکھا ہو لیکن حقیقتاً تصوف وطریقت کی راہوں سے ناواقف ہو وہ محض ہوس کا غلام ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اِن شیطانوں سے مخلوق کو بچائے۔ اب تو اخبارات ورسائل میں ان کے باقاعدہ اشتہارات شائع ہوتے ہیں جن کو پڑھ کر ہنسی آتی ہے۔ اِن اشتہارات میں ہر عامل کامل ہونے کا دعویدار ہے اور سارے جہان کا درد اس کے سینے میں ہے اور اسی درد کی وجہ سے یورپ اور امریکہ کو چھوڑ کر آپ کے شہر میں ایک چھوٹی سی کٹیا میں آبسا ہے۔ اور کچھ نے تو ہمالیہ کے پہاڑوں میں کم از کم چالیس سال چلّہ کشی کی ہوتی ہے یہ سب ''عامل باوے'' اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ اِن کو کسی مرشدِ کامل سے فیض ضرور ملا ہے اور اِن میں اکثر و بیشتر اپنا تعلق قادری سلسلہ سے ظاہر کرتے ہیں۔ اے کاش یہ لوگ ''قادری'' کی عظمت کو جان سکتے تو یہ کام نہ کرتے۔ پھر یہ ہر کام کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں جنات و مؤکل اِن کے غلام ہیں اور ان کے کہنے پر وہ ہر کام کر دیتے ہیں۔ حضرات ذرا غور کیجئے کیا انسان جنات و مؤکلات سے افضل نہیں ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ قادر نہیں ہے کہ جن و مؤکلات کارخانۂ قدرت میں دخل دیں؟ یہ لوگ کمزور ایمان والے لوگوں کو لوٹتے ہیں اور اس کے لیے

Marfat.com

مختلف طریقے اختیار کرتے ہیں۔ان کی اقسام تو بہت ہیں لیکن ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

❀ بہت سارے لوگ ایسے بھی موجود ہیں جو نہ پیر اور مرشد ہیں اور انہیں اس کے متعلق کچھ علم بھی نہیں وہ بس اپنی دنیا کے چکر میں ہوتے ہیں یہ لوگ سادہ لوح لوگوں سے پیسہ بٹورنے کے لیے پیری کو بطور پیشہ اختیار کر لیتے ہیں اور اپنا الو سیدھا کرنے کے لیے وہ نئے سے نیا کرتب کرتے ہیں اور ان لوگوں میں بعض وہ بے مرشد اور رجعت خوردہ لوگ بھی ہوتے ہیں جو چلّہ کشی و ریاضت کی راہ اختیار کر لیتے ہیں پھر شیطانی استدراج میں آ کر گمراہ ہو جاتے ہیں اور بعض کے مرشد ناقص ہوتے ہیں جو شروع سے ہی اپنے طالب کا رجحان دنیا کی طرف کر دیتے ہیں پھر خود بھی دنیا سے کھیلتے ہیں اور ان کے مرید بھی۔اس لیے یہ لوگ اپنی شہرت کے لیے اشتہار بازی کرتے ہیں صرف ایک رات کے عمل سے ہر مسئلے کا حل، جو چاہو سو پوچھو، سنگدل محبوب آپ کے قدموں میں، ستاروں کی چال کے ماہر، علمِ نجوم کے بے تاج بادشاہ، بنگال کے کالے جادو کے ماہر، افریقہ کے کالے جادو کے ماہر، شوہر کو راہِ راست پر لانا، چار دِن کی چاندنی پھر اندھیری رات، پانچ لاکھ نقد انعام اس عالم کو جو میرے کیے علم کی کاٹ کرے، کالے و سفلی علم کی کاٹ و پلٹ کے ماہر جناب عامل نجومی فلاں فلاں۔ایسے ہی بد بخت لوگوں کی وجہ سے لوگ راہِ فقر و طریقت اور تصوف سے کترانے لگے ہیں۔ان کم بختوں نے صرف دولت کو مقصدِ حیات بنا لیا ہے اور اس مقصد کے لیے یہ عوام الناس کو ہر طرح سے بے وقوف بنا رہے ہیں اور کئی تو اپنا نام بھی ہندوانہ رکھ لیتے ہیں۔آئے دِن اخبارات اور رسائل میں ان کے نئے جال ہوتے ہیں اور اپنی نام نہاد شعبدہ بازیوں کو کرامات کا نام دے کر اس کا اظہار اس طرح کرتے ہیں کہ گویا ان پر فرض کر دیا گیا ہے۔اس کی بہترین مثال ان کے اشتہارات کے ساتھ چھپنے والے ''کھلے خط'' ہوتے ہیں جس کا ایک ہی انداز ہوتا ہے'' میں بہت پریشان تھا، مرنے والا تھا، ہر طرف سے مایوس ہو کر میں نے جب فلاں عامل باوے سے رابطہ کیا تو میری تمام پریشانیاں دور ہو گئیں۔'' اگر قارئین ذرا سی توجہ اور محنت سے کام لیں تو یہ جان کر حیران رہ جائیں گے کہ ایک ہی اخبار میں ایک ہی خط بغیر کسی زیر زبر تبدیل کیے صرف نام کی تبدیلی کے ساتھ مختلف عاملوں کے بارے میں چھپا ہوتا ہے اس طرح یہ لوگ کفرِ عظیم میں بلکہ شرک میں مبتلا ہوتے ہیں کیونکہ جب یہ کہتے ہیں'' ہر طرف سے مایوس ہو کر میں نے فلاں باوے سے رابطہ کیا تو میرے مسئلے حل ہو گئے'' تو گویا یہ نادان یہاں پر اللہ پاک کی ذات کی بھی نفی کر گئے (نعوذ باللہ) کہ خدا سے بھی نا امیدی تھی مگر عامل باوے نے کام کر دیا۔ان ناعاقبت اندیش مال و زر کے پجاریوں نے تو اولیاء اللہ کی درگاہوں اور مزارات کو بھی نہیں بخشا بلکہ ان بابرکت جگہوں کو اپنی شکارگاہیں بنا لیا ہے جہاں بیٹھ کر یہ انسانیت کا شکار کرتے

Marfat.com

ہیں اور اللہ کے ولیوں سے عوام الناس کو بدظن کرتے ہیں۔

✿ دوسرا طبقہ وہ ہے جو حدِ شریعت میں رہ کر لوگوں کو بے وقوف بناتا ہے یہ کسی ولی اللہ کے مزار کو شکار گاہ بناتا ہے مثلاً ایک شخص جو بظاہر شریعت کے تمام تقاضوں کو پورا کرتا نظر آتا ہے آنکھیں بند کیے، آلتی پالتی مارے بیٹھا ہے اور لوگ اس کے گرد حلقہ باندھے بیٹھے ہیں جبکہ دو چیلے پیچھے ہٹنے کی درخواست کر رہے ہیں تاکہ حضرت صاحب کے ''مؤکل'' بیٹھ سکیں، کچھ دیر کے بعد ''حضرت صاحب'' دائیں بائیں سر جھٹک کر آنکھیں کھول دیتے ہیں اور سامنے والے سے کہتے ہیں ''عرض کرو ہر سوال کا جواب ملے گا۔'' اس پر ایک عجیب سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ ہر سوال کے جواب میں ''حضرت صاحب'' اپنے مؤکلوں سے گفتگو کرتے ہیں جبکہ سامعین آنکھیں پھاڑے مؤکلوں کو دیکھنے کی کوشش کر رہے ہوتے ہیں کہ شاید انہیں بھی کچھ نظر آجائے اس کے بعد ہر سوال کے جواب میں تقریباً یہی کہا جاتا ہے کہ تم پر تمہارے فلاں رشتہ دار نے عمل کیا ہے تم پر تمہارے فلاں پڑوسی نے عمل کیا ہے، نیز آخری بات یہ طے پاتی ہے کہ آپ حضرت صاحب کے آستانے پر تشریف لائیں اور اپنی جیب کا کام تمام کروائیں۔

✿ اب ان پیروں میں ایک نئی قسم پیدا ہوگئی ہے انہوں نے بھی اولیاء کرام کے مزارات کو شکار پھانسنے کا اڈہ بنایا ہوا ہے۔ جمعرات یا جمعہ کو یہ اپنے چند چیلوں کے ساتھ مزار پر پہنچ کر ایک جگہ اپنے مریدوں کے درمیان بیٹھ جاتے ہیں اور ان کے مرید لوگوں کو اپنے پیر کی طرف متوجہ کرتے ہیں ان پیروں میں کچھ کشف القلوب کے ماہر ہوتے ہیں اور انسان کے دِل میں جو پریشانی ہوتی ہے اس کو بتا دیتے ہیں اس طرح وہ پریشان انسان ان کا مطیع ہو کر ان کے جال میں پھنس جاتا ہے یا ایک گروہ ایک جگہ اکٹھا ہو کر اسمِ ذات یا کوئی دوسرا ذکر بڑے زور زور سے کرتا ہے۔ ان کے ذکر کی طرف متوجہ ہو کر لوگ ان کے گرد اکٹھا ہو جاتے ہیں۔ پھر ان میں سے ذکر کرتے کرتے کوئی حال میں آکر لوٹ پوٹ ہونے لگتا ہے۔ لوگ اس ڈرامہ سے متاثر ہو کر ان کے پھندہ میں پھنس جاتے ہیں۔ حالانکہ لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ اولیاء کرام نے تنہائی میں ذکرِ اللہ کا اہتمام کیا ہے اور یہ تو طریقت ہے شریعت میں بھی نفلی عبادات تنہائی یا چھپا کر کرنے کی تاکید ہے جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ''اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ۔'' صحابہؓ نے پوچھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیسے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''سنتیں اور نوافل گھر میں ادا کیا کرو۔''

✿ ان حالات میں یہ کہنا آسان ہے کہ اس زمانہ میں مرشدِ کامل نہیں ملتا لیکن یہ کہنا بھی مشکل نہیں کہ اس زمانے میں مریدِ صادق بھی آسانی سے نہیں ملتا۔ مریدین بے شک بہت ہیں مگر وہ اپنے پیروں کے پاس زیادہ

Marfat.com

تر دعاؤں اور تعویزوں کے لیے جاتے ہیں یہ طرزِ عمل درست نہیں ہے اِن دنیوی کاموں کے لیے کسی مردِ کامل کے ہاتھ میں ہاتھ نہیں دیا جاتا۔ مرشد کامل کی ضرورت باطنی اصلاح اور تزکیہ نفس، تصفیہ قلب اور تجلیہ روح کے لیے ہوتی ہے مرشدِ کامل مرید صادق کو منزل بہ منزل فقر کی راہ سے گزارتا ہے اور آخر کار قربِ الٰہی تک پہنچاتا ہے۔ آج کے دور کے برعکس ماضی میں ہر انسان مرشد کی تلاش میں رہتا تھا تا کہ اُس کی تربیت اور غلامی سے اللہ کا قرب اور معرفتِ الٰہی حاصل کر سکے پھر اس کی مجلس میں پہنچ کر تلقین و ارشاد سے معرفتِ الٰہی اور قُربِ الٰہی حاصل کرتا تھا۔ رفتہ رفتہ انسانوں کے اندر مادیت بڑھتی چلی گئی اور خواہشاتِ دنیا نے انہیں گھیر لیا۔ اور اللہ تعالیٰ کے قرب کی خواہش گھٹتی چلی گئی اِن حالات کو دیکھ کر مرشد کامل اکمل (انسانِ کامل) نے اپنے آپ کو دنیا سے چھپا لیا۔ جب میدان خالی ہو گیا تو جعلی پیر اور ٹھگ گدیوں پر بیٹھ گئے اور تعویذ گنڈوں کا کام شروع کر دیا نجومی اور پامسٹ بھی پیر بن گئے قرآنی اور طلائی الواح لوگوں کے مقدر سنوارنے کے لیے فروخت ہونے لگیں حالانکہ یہ علوم ہیں ان کا روحانیت سے کوئی تعلق نہیں۔ اور یوں چالاک، مکار اور عیار لوگوں نے شعبدہ بازی سے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنا شروع کر دیا اور پیری مریدی کا کاروبار ٹھیک ٹھاک اپنے عروج پر پہنچ گیا اور لوگ دنیاوی معاملات میں بہتری اور مسائل کے حل کے لیے اِن کے پاس جانے لگے کہیں کاروبار اور مال میں اضافہ کے تعویذات اور عملیات بکنے لگے۔ کہیں بانڈ اور سٹہ بازی کے نمبر بتانے کا کام چل نکلا اور کہیں ساس بہو، نند بھاوج کے معاملات اور جھگڑے ختم کرنے اور اولاد دینے کی دکانیں کھل گئیں اور کہیں پر جادو چلانے اور جادو کا وار روکنے کا سفلی کام ہونے لگا۔ جب لوگ ان رسمی اور جعلی پیروں کی مجلسوں میں اپنی خواہشاتِ نفس اور مسائل کے حل کے لیے جانے لگے اور پھر جب انہوں نے ان جعلی پیروں کے طرزِ عمل پر غور کیا تو انہوں نے ان کے قول و فعل میں خیانت اور تضاد کو ملاحظہ کیا ان کی زبان پر جھوٹ اور غیبت کو دیکھا ان کے حجروں میں خواتین کے ہجوم دیکھے اور ان کی آنکھوں میں شہوانیت کو دیکھا اور پھر ناجائز طریقوں اور فریب سازی سے لوگوں سے مال بٹورتے دیکھا، بھولے اور سیدھے سادھے مردوں اور بھولی عورتوں کو ان کے جال میں پھنستے دیکھا تو کچھ لوگوں نے یہ گمان کر لیا کہ صوفیاء کرام کا اصل طریقہ یہی ہے یا صوفیاء کا مذہب ہی یہی ہے۔ اور کچھ لوگوں کو جب اِن شریر اور رذیل لوگوں کی مجلس میں جانے کا اتفاق ہوا یا پھر ان لوگوں کو مرشدِ کامل کی صحبت ہی نصیب نہ رہی اگر نصیب بھی ہوئی تو یہ لوگ کرامات کے منتظر رہے یا پھر خواہشاتِ دنیا و نفس کی تکمیل نہ ہونے پر وہاں ٹِک نہ سکے اور اُن سے بھی بدظن ہو گئے، تو آخر کار انہی جعلی پیروں کی پیروی اور اقتدا کی جن کو خود نفسانی خواہشات نے ہلاک کر دیا تھا۔

Marfat.com

سلطان الفقر دوم حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے: ''اِنَّ صُحْبَۃَ الْاَشْرَارِ تُوْرِثُ سُوْءَ الظَّنِّ بِالْاَخْیَارِ ترجمہ: وہ بندہ جو طریقت کے بُرے لوگوں (یعنی جعلی اور رسمی پیروں) کی مجلس کو اختیار کرے گا تو وہ بندہ طریقت کے اصل لوگوں (یعنی مرشدِ کامل اکمل) سے بھی بدظن اور بدگمان ہو جائے گا۔'' اب چاہیے تو یہ تھا کہ یہ ان جعل سازوں کی پیروی نہ کرتے اور اپنی خواہشاتِ نفس کو لعنت ملامت کرتے لیکن انہوں نے الٹا اولیاء اللہ کی صفات اور روحانی راہ (روحانیت) کے خلاف زہر اگلنا شروع کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ روحانیت کی راہ سے ہی بدظن ہو گئے جب انہوں نے روحانیت (باطن) کی راہ کو چھوڑ دیا تو پھر ''ظاہر'' ہی پاس رہ گیا۔ ظاہر پر توجہ بڑھتی گئی اور ظاہر پر توجہ کی شدت نے فرقہ پرستی اور مسلک پرستی کو جنم دیا اور یوں روح سے خالی یہ اجسام ایک دوسرے کا خون مذہبِ اسلام کے نام پر بہانے لگے۔ اور جب مٹی کے یہ بت (عنصری اجسام) روح سے خالی ہو گئے تو غیروں نے بھی ان کو اپنی ٹھوکروں پر رکھ لیا کیونکہ:

تنِ بے روح سے بے زار ہے حق خدائے زندہ! زندوں کا خدا ہے

سجادہ نشینی یا گدی نشینی: مسلمانوں میں جب سیاسی خلافت اولاد میں چلنے لگی تو دنیا ہاتھ سے گئی اور روحانی جانشین اولاد سے ہونے لگے تو دین بھی گیا۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اولاد میں ولایت و فقر کے حقدار نہیں ہوتے۔ ہوتے ہیں ضرور ہوتے ہیں اور بعض اوقات عام لوگوں سے زیادہ حق دار ہوتے ہیں لیکن آج کے دور میں تو اکثر نااہلوں کو ہی گدی نشین دیکھا ہے بعض مسند نشین آپ کو ایسے ملیں گے جن کو اس راہ کا پتہ تک نہیں۔ البتہ ان کی خوش بختی کہہ لیجیے کہ انہوں نے ایسے خاندان اور گھرانوں میں جنم لیا ہوتا ہے کہ ان کے آباؤ اجداد میں کوئی بزرگ ایسا گزرا ہوتا ہے جس کی مسند انہیں وراثت میں مل جاتی ہے اور مرید بھی وراثت میں مل جاتے ہیں اور صدیوں تک یہ سلسلہ جانشینی اس وقت تک چلتا رہتا ہے جب تک گدی پر کوئی دوسرا قبضہ نہیں کر لیتا۔ اصل میں عام لوگوں کے نزدیک انگریزوں کے دور سے قبل تک تو یہ بات بالکل درست تھی کہ سجادہ نشین یا گدی نشین اہلِ مزار کا عام طور پر روحانی اور باطنی نائب یا جانشین ہی ہوا کرتا تھا لیکن انگریزوں نے مسلمانوں کے اس عظیم خانقاہی نظام کو تباہ کرنے کے لیے اس کو وراثت میں شامل کر دیا۔ اب قانونِ وراثت کے تحت دوسری جائیداد کی طرح بطورِ وراثت گدی یا سجادہ نشینی ملتی ہے۔ خواہ وہ اس کے اہل ہوں یا نہ ہوں۔ اگر اہلِ مزار اپنے وصال سے قبل اپنے دل کے محرم یا روحانی یا باطنی جانشین کو گدی نشین مقرر کر دے تو عدالت کے ذریعہ چند ماہ کے اندر اندر اسے بے دخل کر دیا جائے گا اور گدی یا سجادہ نشینی اولاد کو بطورِ وراثت منتقل ہو جائے گی۔ سجادگی کے ساتھ ساتھ چونکہ جائیداد اور مال و دولت کا معاملہ بھی ہوتا ہے اس لیے یہ وراثت میں شامل

Marfat.com

ہوگئی ہے عدالتوں کے اندر گدی یا سجادہ نشینی کی جنگ اکثر لوگوں نے دیکھی ہوگی یا اخبارات میں پڑھی ہوگی بلکہ اب تو اس کے حصول کے لیے قتل و غارت گری تک نوبت آ گئی ہے۔ کیونکہ اب تو گدی کی وجہ سے سیاست میں بھی اعلیٰ مقام حاصل ہوتا ہے۔ اقبالؒ نے اسی طرف اشارہ کیا ہے:

میراث میں آئی ہے انہیں مسندِ ارشاد ۔۔۔ زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن

(زاغ کوے کو کہتے ہیں) شاہینوں کے نشیمن جو لوگوں کے قلوب میں ایمان کی شمع روشن کرتے تھے اب زاغوں کے قبضے میں ہیں ان کا مقصد صرف مال اکٹھا کرنا ہے' کیونکہ تلقین و ارشاد کی مسند تو ان کو وراثت میں ملی ہے۔

قُمْ بِاِذْنِ اللّٰه کہہ سکتے تھے جو رُخصت ہوئے ۔۔۔ خانقاہوں میں مجاور رہ گئے یا گورکن

قُمْ بِاِذْنِ اللّٰه حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صفت ہے' آپؑ یہ کہہ کر مُردوں کو زندہ کیا کرتے تھے۔ علامہؒ فرماتے ہیں کہ مُردہ قلوب کو زندہ کرنے والے چلے گئے اب تو ان خانقاہوں میں اپنے اسلاف کی ہڈیاں بیچنے والے مجاور بیٹھے ہیں یا مُردے دفن کرنے والے گورکن۔

ہم قارئین سے یہ سوال کرتے ہیں کہ غوث الاعظم حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؓ، حضرت داتا گنج بخشؒ، حضرت معین الدین چشتی اجمیریؒ، حضرت بابا فرید شکر گنجؒ، حضرت بہاؤ الدین زکریاؒ، حضرت نظام الدین اولیاءؒ، حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ، حضرت شاہ عبد اللطیف بھٹائیؒ، حضرت لال شہباز قلندرؒ، حضرت سیّد عبد اللطیف شاہؒ المعروف بری امام، حضرت شاہ شمس تبریزؒ اور حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ، سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُوؒ، حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبد اللہ شاہؒ، حضرت سخی سلطان پیر محمد عبد الغفور شاہؒ، حضرت سخی سلطان سیّد محمد پیر بہادر علی شاہؒ اور حضرت سخی سلطان محمد عبد العزیز صاحبؒ اور دیگر تمام جو اولیاء گزرے ہیں، کون سے مزار کے گدی یا سجادہ نشین تھے؟ انہوں نے تو اپنی دنیا خود پیدا کی:

اپنی دنیا آپ پیدا کر اگر زندوں میں ہے

حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک تو اصل فقیر وہ ہے جو آزاد ہے یعنی کسی خانقاہ (مزار) کا محتاج نہیں ہے بلکہ چل پھر کر فیض تقسیم کرتا ہے۔ اس عاجز نے پورے پاکستان کا سفر کیا ہے اور یہ معلوم کر کے حیرت زدہ رہ گیا کہ ایک پیر کی اولاد کو لوگ سات سات نسلوں سے پوجتے چلے آ رہے ہیں حالانکہ اولاد کو طریقت کی ہوا تک نہیں لگی بس تصوف کے چند اسباق یاد ہیں جس سے وہ لوگوں کو بے وقوف بناتے ہیں اور خلافِ شریعت کام بھی کھلے عام کرتے ہیں لیکن لوگ پھر بھی نہیں سمجھتے بلکہ یہ لوگ انہی مریدوں کے

Marfat.com

نذرانوں سے گرمیاں یورپ اور امریکہ میں گزارتے ہیں اور علاج بھی وہیں سے کراتے ہیں سیاست کا کھیل کھیلتے ہیں اور اس سے مال بناتے اور عزّ و جاہ حاصل کرتے ہیں اور پتہ نہیں کیا کیا۔ ان لوگوں کی مثالوں سے بھی طریقت کے مخالفین نے لوگوں کو گمراہ کیا ہے۔

تصوف میں آنے والی بعض بدعات

راہِ فقر یا تصوف میں بہت سی بدعات ایسی داخل ہو چکی ہیں جن کو عام لوگوں نے ولایت کی علامت سمجھ لیا ہے جن میں سے چند ایک کا ذکر مرشدِ ناقص میں پچھلے صفحات میں ہو چکا ہے اور چند ایک بطور خاص درج کی جا رہی ہیں:

❁ **شریعت کی کسی مخالفت کو اپنے فقر کا نشان بتلانا** سڑکوں پر کئی کونوں میں آپ کو بابا جی بیٹھے ملیں گے جو یا کلین شیو ہونگے یا ننگے بیٹھے ہونگے یا اور کوئی نئی ادا اپنائے ہونگے ہاتھوں پیروں اور گلے میں منکے اور مالائیں ڈال کر ملنگ کا لقب اختیار کیے ہوں گے۔ بعض کے پاس بعض استدراجی اعمال ایسے ہونگے جن کے اثرات لوگوں پر ظاہر ہوئے اور وہ ان کے پاس عقیدت مند ہو کر بیٹھ گئے یہ سب عملیات کے کرشمے ہیں لوگ ان کے اس خلافِ شریعت انداز کو اس تاویل کے سائے میں جگہ دیں گے کہ فقر میں بعض مقامات ایسے بھی آتے ہیں جن میں ظاہری شریعت کو بھی چھوڑنا پڑتا ہے۔ طریقت کی راہ میں یہ وہ بدعت ہے جو سرے سے دین کو ختم کر دیتی ہے اور یاد رہے پیغمبر علیہ السلام کی شریعت سے جو قوم روگردانی کرتی ہے اُسے اللہ کی امداد اور نصرت حاصل نہیں ہوتی۔

خلافِ پیغمبر کسی راہ گزید　　　　که هرگز به منزل نخواهد رسید

ترجمہ: جس نے بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طریق (شریعت) کے خلاف راستہ اختیار کیا وہ کبھی منزل پر نہیں پہنچ سکے گا۔

❁ **تعویذات کے ذریعہ رام کرنا** لوگ تعویذوں کے جوڑ توڑ میں بھی خاصی دلچسپی لیتے ہیں اپنی ضرورت کے تحت لوگوں کو رام کرنا اور اپنی غلامی میں لانا یا کسی دشمن کو اپنے عزیزوں سے توڑنے کے لیے عمل کرنا ان کے مجسمے بنا کر ان میں سُوئیاں لگانا' یہ وہ سفلی عمل ہیں جو خالص شیطانی کام ہیں لیکن شیطان کسی اچھے عنوان سے انسان کو اس عمل پر لائے گا۔ سو ایسے شیطانی کاموں کو اچھی نیت مہیا کرنا یہ خود ایک بدعت ہے۔ بدعتی پیروں کے گرد مریدوں کا ایک گھیرا بنا ہوتا ہے انہوں نے عوام میں اپنا کاروبار چلانے کے لیے کچھ اپنے

Marfat.com

چیلے بنائے ہوتے ہیں جوان پیروں کی کرامات کے قصے لوگوں کو سناتے ہیں جو بات چل گئی پھر وہ ان کے عوام کے حق میں ایک وحی قطعی ہو جاتی ہے جس میں کوئی غلطی راہ نہیں پا سکتی۔ محبت کے جوڑ اور عداوت کے توڑ کیا صرف اللہ والوں کے ہی عمل ہو سکتے ہیں یا یہ اعمال جوگیوں عیسائی راہبوں اور بدعتی پیروں میں بھی ہو سکتے ہیں؟ قرآن کریم نے جادو کے عمل کا ایک یہ اثر بھی بتلایا ہے: ترجمہ: سو یہ کفر پسند کرنے والے سیکھتے ہیں ہاروت ماروت سے وہ عمل جس سے وہ جدائی ڈالتے ہیں خاوند اور اسکی بیوی کے درمیان۔ اور وہ اس سے نقصان نہیں کر سکتے کسی کا بغیر اللہ کے اذن کے۔ (البقرہ 102)

❁ **جنات سے جوئے اور سفلی کھیلوں یا بانڈ کے نمبر معلوم کرنا** پھر کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ان سفلی اغراض میں کھوئے لوگ (وہ ہندو جوگی ہوں یا عیسائی راہب یا بدعتی پیر) اپنے شیطانی ذرائع سے جان لیتے ہیں کہ فلاں جوئے، لاٹری یا بانڈ کی قرعہ اندازی میں فلاں فلاں نمبر نکلنے والا ہے اور پھر وہ اسے اپنے خاص خلیفہ کے کان میں ڈال دیتے ہیں کبھی جنات کی بجائے عملیات علم الاعداد اور علمِ جعفر سے بھی یہ کام سرانجام دیئے جاتے ہیں۔ اور اسکی راہیں یہ عامل ہی جانتے ہیں بس پھر کیا ہے مریدوں اور پیر دونوں کے وارے نیارے ہو جاتے ہیں اور پھر ان لوگوں کی کوششوں اور دلچسپیوں سے ان حلقوں میں اتنا شرک پھیلتا ہے اور اتنی بدعات فروغ پاتی ہیں کہ الامان والحفیظ۔

❁ **خلافت کی عام تقسیم** کسی کو اپنا خلیفہ بنانا درحقیقت اسے اپنی نیابت پر لانا ہے اور یہ بڑی بھاری ذمہ داری ہے۔ جس کو خلافت دی جا رہی ہے اگر وہ اس منصب کا اہل ہے تو یہ نیکی بھی ہے اور ارشاد کا دائرہ عمل بھی۔ اور نااہل کو منصبِ خلافت پر لانا بدی بھی ہے اور فتنہ کا دخل بھی۔ صوفیاء کرام کے ہاں خلافت اسکے اہل لوگوں کو دی جاتی ہے صوفیاء کرام نے کبھی کسی کو خلافت اس لیے نہیں دی کہ وہ اپنے حلقہ اثر میں اس شیخ کے گیت گاتے رہیں اور لوگوں کو کھینچ کھینچ کر اسکے قدموں پر لاتے رہیں اور اس کے لیے مال و دولت اکٹھی کرتے رہیں یا دوسرے مشائخ کے حلقہ اثر کو گھٹانے یا مٹانے کے لیے محنت کرتے رہیں۔ جو پیر محض اپنے حلقہ اثر کو بڑھانے کے لیے خلافتوں کی عام تقسیم کرتا ہے وہ اس سلسلے میں بدعت کو جنم دیتا ہے اور یہ ایک ایسی بدعت ہے جس سے شریعت اور طریقت دونوں کی بدنامی ہوتی ہے۔

❁ **خلافت کا اولاد میں چلنا** خلافت اگر اہل حضرات کو ملے تو قطع نظر اس کے کہ وہ اولاد ہے یا نہیں اس میں کوئی عیب کی بات نہیں۔ لیکن محض اس لیے کہ یہ سلسلہ خاندان سے باہر نہ جانے پائے اور اس گدی پر غیر خاندان کا کوئی فرد نہ آنے پائے اپنی اولاد کو جانشینی کا منصب دینا طریقت میں بڑی بدعت ہے۔ انبیاء کرام

Marfat.com

کے سلسلہ میں وہی لوگ آگے آئے جو اس کے اہل تھے اور جو نا اہل تھے انہیں کبھی یہ منصب نہیں دیا گیا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ نا اہل افراد کو محض خاندانی نسبت پر خلافت دینا انبیاء کا طریقہ نہیں' طریقت میں ایک بدعت ہے۔ نقشبندی سلسلہ کے مورثِ اعلیٰ حضرت سلمان فارسیؓ حضرت ابو بکرؓ کی اولاد میں سے نہ تھے سروری قادری' چشتی اور سہروردی سلاسل کے مورثِ اعلیٰ حضرت امام حسن بصریؒ حضرت علی مرتضیٰؓ کے خاندان میں سے نہ تھے۔ جس طرح خلافتِ ظاہرہ اپنے دائرہ رُشد میں کسی نسبی امتیاز سے نہ چلی حضرت ابو بکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ اپنی اہلیت وقابلیت پر منصبِ خلافت پر آئے، خلافتِ باطنہ بھی پہلے ادوار میں حسب ونسب پر نہیں اہلیت پر چلتی رہی۔ کسی کو مقامِ ولایت نصیب ہو جائے تو اس کا معنی یہ تو نہیں کہ اب اس کا بیٹا اور پوتا بھی (جو اہل نہ ہو) ولی بن ولی کہلائے اور منصبِ ولایت کا حقدار ہو جائے۔

سلسلہ چشتیہ کے خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کے جانشین خواجہ بختیار کاکیؒ انکے صاحبزادے نہ تھے' حضرت خواجہ بختیار کاکیؒ کے جانشین بابا فرید گنج شکرؒ ان کے صاحبزادے نہ تھے اور حضرت بابا فرید گنج شکرؒ کے جانشین حضرت نظام الدین اولیاءؒ ان کے صاحبزادے نہ تھے۔ اور سلسلہ سروری قادری میں سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے بعد جو امانت چلی اس میں بھی نسب کا دخل نہیں ہے حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ مدینہ شریف سے آئے تھے اور امانتِ الٰہیہ سلطان العارفین حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی اُن سے حضرت سخی سلطان پیر محمد عبد الغفور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حاصل کی اور اُن سے حضرت سخی سلطان پیر سیّد محمد بہادر علی شاہ کاظمی المشہدی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حاصل کی اور اُن سے سلطان الاولیاء حضرت سخی سلطان محمد عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے حاصل کی اِن سب میں نسب کا کوئی رشتہ نہیں تھا۔ سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ سلطان محمد عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند تھے لیکن امانت کے اصل حقدار اور ازل سے منتخب شدہ تھے اور اگر امانت نسب کی وجہ سے ملنا ہوتی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے بھائی اور سلطان محمد عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے سلطان صفدر علی رحمۃ اللہ علیہ کو ملتی۔

❁ **شیخ کے انتقال کے بعد اسی خاندان میں لوگوں کو زبردستی رکھنا** آج کل ایک دوسری بدعت دیکھنے میں آ رہی ہے شیخ اور مرید کے درمیان نسبت کا پایا جانا بہت اہم ہے نسبت کے پائے جانے سے فیض بہت ملتا ہے اور اس میں ترقی بھی ہوتی ہے لیکن شیخ کے انتقال کے بعد اس کے مریدوں کو زبردستی یا ترغیب دے دے کر اسکی اولاد یا اس کے کسی خلیفہ سے بیعت کرنے کی تاکید کرنا یا کوشش کرنا کہ مریدین اسی خاندان میں رہیں اور انہیں کوئی دوسرا نہ اچک لے یہ بدعت ہے۔ اگر شیخ کے انتقال کے بعد اس کا جانشین

Marfat.com

کامل ہے تو وہ ہرگز اس کی کوشش نہیں کرے گا اگر ناقص ہے تو اس کی کوشش یہی ہوگی کہ تمام مریدین اسی کے حلقہ اثر میں رہیں اور اس کے لیے وہ ہر حربہ استعمال کرے گا۔

مرشدِ ناقص سے اجتناب کی ہدایت

ہم نے مرشدِ ناقص کے بارے میں ہر بات کو کھول کر بیان کر دیا ہے اور تمام سلاسل کے مشائخ کرام نے بھی ان لوگوں سے اجتناب کرنے کی نصیحت فرمائی ہے۔ جس طرح ایک مسلمان اپنے افعالِ قبیحہ کی وجہ سے دینِ اسلام کی نمائندگی نہیں کر سکتا اسی طرح ایک جعلی پیر اپنی بدکرداری کی وجہ سے تصوف یا فقر کا نمائندہ نہیں بن سکتا۔ شریعت میں یہ جائز نہیں کہ ایک پڑوسی کے ظلم کی وجہ سے دوسرے پڑوسی سے مواخذہ کیا جائے اسی طرح یہ بھی جائز نہیں کہ مسلمانوں کے چند گروہوں کی بدکرداریوں کا الزام پاکیزہ دینِ اسلام پر لگا دیا جائے اور یہ بھی مناسب نہیں کہ بعض جعلی پیروں کی حرکات کو نیک طینت اور پاکیزہ سیرت صوفیاء کرام کی طرف منسوب کر دیا جائے۔

❁ شیخ احمد زروقؒ فرماتے ہیں کہ جعلی پیر اہلِ ہوا ہیں ان کے اقوال کو رَد کیا جائے اور اِن کے افعال سے اجتناب کیا جائے لیکن تصوف کے حلقہ میں اِن کے داخل ہونے کی وجہ سے اہلِ حق کو ترک نہیں کیا جا سکتا۔ اچھے بُرے لوگ ہر شعبہ میں موجود ہوتے ہیں اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا جس طرح تمام علماء فقہا، مدرسین، قاضی، تاجر، امراء اور حکمران برابر نہیں ہیں اسی طرح صوفیاء بھی برابر نہیں ہیں علماء میں بھی دو طبقے ہیں علمائے سو اور علمائے حق' اب علمائے سو کی وجہ سے ہم علمائے حق کا انکار نہیں کر سکتے۔ اسی طرح صوفیاء میں بھی بعض اعلیٰ مراتب پر فائز ہیں اور بعض ان میں جعلی پیر بھی ہیں یہ بات اتنی واضح ہے کہ اسے ہر خاص و عام جانتا ہے اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں انسان کو چاہیے کہ وہ پہلے حق کو پہچانے تا کہ اہلِ حق کو پہچان سکے۔

حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ تو طالب کے لیے معیار یہ رکھتے ہیں کہ اُس کی طلب صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہو اور مرشد کے لیے معیار یہ ہے کہ وہ صاحبِ تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات ہو اور طالب کو پہلے دِن ہی سلطان الاذکار اور اسمِ اَللّٰہُ ذات کا تصور اور مشقِ مرقومِ وجودیہ عطا کر کے اُسے انتہا تک پہنچا دے۔ آپؒ فرماتے ہیں:

❁ پس معلوم ہوا کہ تلقین کسی مردِ مرشد سے لینی چاہیے۔ زن سیرت و نامرد مرشد کو تین طلاقیں دے دینی چاہئیں۔ مردِ مرشدِ کامل اور نامرد مرشدِ ناقص کی پہچان کیا ہے؟ مرشدِ کامل طالب کو اسمِ اَللّٰہُ ذات اور اسکی مشق

Marfat.com

وجود یہ کراتا ہے اور اپنی توجہ سے حضوری میں پہنچاتا ہے لیکن نامرد مرشدِ ناقص آج کل کے وعدے کرتا ہے۔(نورالہدیٰ کلاں)

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھورحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

آپ نہ طالب ہین کہیں دے، لوکاں نُوں طالب کر دے ھُو
چانون کھیپاں کر دے سیپاں، قہر اللہ توں ناہیں ڈر دے ھُو
عشق مجازی تلکن بازی، پیر اَوَلّے دَھر دے ھُو
اوہ شرمندے ہوسن باھُوؒ، اندر روز حشر دے ھُو

مرشد کے لیے ضروری ہے کہ پہلے وہ خود کسی کامل مرشد سے تلقین وارشاد حاصل کرے اور پھر تکمیل پر تلقین وارشاد کی مسند سنبھالے۔ اس بیت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ مرشدانِ ناقص کو تنبیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں یہ نہ خود طالبِ مولیٰ بن سکے اور نہ راہِ فقر پر چل سکے اور نہ ہی کسی کامل مرشد سے بیعت ہوئے اور نہ ہی اس سے تلقین وارشاد کی اجازت حاصل ہے بلکہ بعض ناقص مرشد تو ''پدرم سلطان بود'' کی خود فریبی میں مبتلا ہوتے ہیں اور تلقین وارشاد کو اپنا ورثہ سمجھتے ہیں اور دیہاتی دکانداروں کی طرح دوسروں کو معاوضہ کے بدلے معرفت اور خلافت عطا کرنے کا ٹھیکہ اٹھائے ہوئے ہیں ان لوگوں سے تلقین وارشاد لینا حرام ہے۔ یہ لوگ عشقِ مجازی کے پھسل جانے والے خوفناک کھیل میں مبتلا ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں قیامت کے دِن یہ لوگ شرمندہ وخوار ہوں گے۔

پیر ملیاں جے پیڑ ناں جاوے، اُس نُوں پیر کی دَھرناں ھُو
مُرشد مِلیاں اِرشاد نہ مَن نُوں، اوہ مرشد کی کرناں ھُو
جس ہادی کولوں ہدایت ناہیں، اوہ ہادی کی پھڑناں ھُو
جے سر دِتیاں حق حاصل ہووے باھُوؒ، اُس موتوں کی ڈرناں ھُو

طالبِ صادق کا اگر کسی مرشد کے دستِ بیعت ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کے وصال کا درد نہ جائے تو ایسے ناقص مرشد کو مرشد تسلیم کرنے سے ہی انکار کر دینا چاہیے۔ جس مرشد سے دِل کو رُشد وہدایت حاصل نہ ہو اور من کو سکون نہ ملے تو ایسے مرشد کے قریب بھی نہیں جانا چاہیے اور جس ہادی (مرشد) سے ہدایت اور صراطِ مستقیم حاصل نہ ہو اس ہادی کی بیعت اور پیروی نہیں کرنی چاہیے۔ ہاں اگر ایسا مرشد کامل مل جائے جہاں سر قربان کر کے دیدارِ الٰہی حاصل ہو جائے تو ایسی موت سے گھبرانا نہیں چاہیے۔

Marfat.com

آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

- مرشد کامل قلب (دل) کی مانند ہوتا ہے اور مرشد ناقص کلب (کتے) کی مانند ہوتا ہے۔ (مجالسۃ النبی خورد)
- جو مرشد طالب کو تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات عطا نہیں کرتا وہ مرشد لائق ارشاد نہیں ہے۔ (نور الہدیٰ)

یہاں آپؒ نے "تصور" کا ذکر فرمایا ہے "ذکر" کا نہیں آپؒ کے سلسلہ سلوک میں ذکر و تصورِ اسمِ ذات لازم و ملزوم ہیں۔

- علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ جہاں مرشد کامل کے دامن سے وابستہ ہونے کی تلقین کرتے ہیں' کیونکہ اس کے بغیر فقر کے راز تک رسائی حاصل نہیں ہو سکتی' وہاں وہ روایتی ملاؤں اور روایتی اور جعلی پیروں' گدی نشینوں اور سجادہ نشینوں سے دور رہنے کی بھی تلقین کرتے ہیں' کیونکہ ان کے پاس گفتگو' قیل و قال کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا۔ آپؒ کی تعلیمات کے مطابق ان صیادوں کے پھندوں سے بچنا چاہیے' ورنہ دینِ حق تو دور کی بات اگر طالب کو ان سے کچھ نہ ملے یا ناکامی ملے تو وہ گمراہ ہو جاتا ہے۔ آپؒ موجودہ دور کے مدرسہ اور خانقاہی نظام دونوں سے مایوس نظر آتے ہیں۔

- اٹھا میں مدرسہ و خانقاہ سے غم ناک ❁ نہ زندگی' نہ محبت' نہ معرفت' نہ نگاہ
- گلا تو گھونٹ دیا اہلِ مدرسہ نے ترا ❁ کہاں سے آئے صدا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
- مکتبوں میں کہیں رعنائیِ افکار بھی ہے؟ ❁ خانقاہوں میں کہیں لذتِ اسرار بھی ہے؟
- یہی شیخِ حرم ہے جو چرا کر بیچ کھاتا ہے ❁ گلیم بوذرؓ و دلقِ اویسؒ و چادرِ زہراؓ
- باقی نہ رہی تیری آئینہ ضمیری ❁ اے کشتۂ سلطانی و ملائی و پیری
- جانتا ہوں مشرق کی اندھیری رات میں ❁ بے یدِ بیضا ہے پیرانِ حرم کی آستین
- خداوندا یہ تیرے سادہ دل بندے کدھر جائیں ❁ کہ درویشی بھی عیاری ہے سلطانی بھی عیاری
- غضب ہیں یہ مرشدانِ خود بیں خدا تری قوم کو بچائے ❁ بگاڑ کر تیرے مسلمانوں کو یہ اپنی عزت بنا رہے ہیں
- ہو نکو نام جو قبروں کی تجارت کر کے ❁ کیا نہ بیچو گے جو مل جائیں صنم پتھر کے

(قبروں کی تجارت نے تمہیں نیک نام بنا دیا ہے اور بڑی عزت عطا کر دی ہے تم سے تو یہ بھی توقع ہے کہ مال کمانے کی ہوس میں بت فروشی شروع کر دو)۔

اب تو فقیہہ، مفتی اور ملّا بھی صوفی کی طرح بیعت کر کے مرید بنا رہے ہیں۔

- سکھا دیئے ہیں اسے شیوہ ہائے خانقاہی ❁ فقیہہ شہر کو صوفی نے کر دیا ہے خراب

آپؒ فرماتے ہیں کہ اپنے مریدوں سے جعلی اور خاندانی پیر جو نذرانہ وصول کرتے ہیں وہ دراصل سود ہے۔

Marfat.com

❁ نذرانہ نہیں، سود ہے پیرانِ حرم کا ہر خرقۂ سالوس کے اندر ہے مہاجن

اب تو کچھ شرعی گروہ بھی مسلمانوں کو رہبانیت کی تعلیم دے رہے ہیں۔

❁ فقیہہ شہر بھی رہبانیت پہ ہے مجبور کہ معرکے ہیں شریعت کے جنگِ دست بدست

یہاں آپ صوفی و مُلّا دونوں سے مایوس نظر آتے ہیں۔

❁ صوفی کی طریقت میں فقط مستیِ احوال ملّا کی شریعت میں فقط مستیِ گفتار

وہ مردِ مجاہد نظر آتا نہیں مجھ کو ہو جس کے رگ و پے میں فقط مستیِ کردار

المختصر راہِ فقر میں مرشدِ کامل اکمل کی راہبری لازمی ہے، لیکن راہزن مرشد سے بچنا چاہیے۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی طلب قلب میں خلوص کے ساتھ لے کر نکلتے ہیں وہ ان راہزنوں سے محفوظ رہتے ہیں کیونکہ جس کی طلب میں وہ نکلے ہیں وہی اُن کا حافظ و ناصر ہوتا ہے۔ اور جس کا حافظ اللہ تعالیٰ خود ہو اس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا۔

انتخابِ مرشد

مرشدِ کامل کی ضرورت تسلیم کر لینے کے بعد انتخابِ مرشد میں کوئی دقت پیش نہیں آتی۔ مرشدِ کامل کے باطنی کمالات کا اندازہ تو ایک مبتدی کسی صورت کر ہی نہیں سکتا اور اس کی ضرورت بھی نہیں۔ مگر طالب یا سالک کو انتخابِ مرشد کے وقت ابتدائی طور پر حسبِ ذیل امور پر نگاہ ڈال لینا کافی ہے:

(۱) اُن بزرگ کی خدمت میں حاضر ہو اور یہ دیکھے کہ جتنی دیر وہاں بیٹھا کم از کم اُتنی دیر دنیا کے خطرات و وساوس اس کے قلب میں کمی کے ساتھ آئے یا نہیں اور خدا اور رسول ﷺ کے متعلق اُس کے دل میں کچھ ذوق شوق بھی پیدا ہوا؟ اُن کے پاس سے اُٹھ آنے کے بعد اُس کے قلب کی حالت خواہ ویسی ہی ہو گئی ہو جیسی کہ معمولاً تھی مگر جتنی دیر وہ وہاں حاضر رہا اس قسم کا خفیف سا بھی تغیر اُس نے اپنے اندر محسوس کیا یا نہیں۔

(۲) اُن بزرگ کے مریدین یا بعض مریدین کی حالت میں کوئی بہتر تغیر واقع ہوا یا نہیں۔ قبل مرید ہونے کے اُن لوگوں کی کیا حالت تھی اور مرید ہونے کے کچھ عرصہ کے بعد اُن میں کس قسم کی تبدیلی واقع ہوئی۔

(۳) جتنی دیر تک اُن بزرگ کی خدمت میں بیٹھا ان کی زبان سے بعض الفاظ ایسے بھی نکلے یا نہیں جو اس کے حسب حال ہوں یا جن سے اس کو ہدایت یا تسکین ہوئی ہو یا اس کی کوئی اُلجھن رفع ہوئی ہو یا کوئی عقدہ حل ہوا ہو۔

(۴) سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کی تعلیمات کے مطابق مرشدِ کامل نہ صرف خود صاحبِ تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات ہو بلکہ بیعت کے فوراً بعد طالب کو ذکرِ ھُو اور تصورِ اسم ذات عطا کرے اور طالب کے باطن میں ذکر اور تصورِ اسم اَللّٰہُ ذات سے کوئی تبدیلی وقوع پذیر نہ ہو تو وہ مرشدِ کامل نہیں ہے۔ اگر طالب

Marfat.com

کے باطن میں تبدیلیاں وقوع پذیر ہونے لگیں اور نظریات اور خیالات میں تبدیلی آنے لگے اور اس کا باطن دنیا سے ہٹ کر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جائے تو وہ مرشد کامل ہے۔

اگر ان امور میں اُس کو اچھی رائے قائم کرنے کا موقعہ مل گیا ہو تو وہ شخص آنکھ بند کر کے اُن بزرگ کے ہاتھ پر بیعت کر لے۔ کیونکہ پھر اس کو (جہاں تک کہ اس کی ہدایت واصلاح کا تعلق ہے) اُن سے بہتر کوئی بزرگ دستیاب نہ ہوں گے۔

دوبارہ بیعت یا تجدیدِ بیعت

بیعت کو نکاح سے تشبیہ دی جاتی ہے اور احکامِ بیعت احکامِ نکاح کی ہی طرح ہیں جس طرح کہ شوہر کی حیات میں بیوی کا غیر مرد پر نگاہ ڈالنا منع ہے اسی طرح مرید کو بھی اپنے مرشد (کامل) کی حیاتِ ظاہری میں دوسرے مرشد کی جانب رجوع کرنا حرام ہے۔ مگر مندرجہ ذیل حالات میں دوبارہ بیعت یا تجدیدِ بیعت جائز ہے:

- بیعت کے بعد اگر معلوم ہو جائے کہ مرشد ناقص ہے، یا وہ صاحبِ نسبت نہیں یا جو باتیں مرشد کامل اکمل میں ہونا ضروری ہیں وہ اس میں نہیں، یا وہ صحیح طور پر مجاز نہیں، یا اللہ تعالیٰ کے قرب ووصال کے لئے بیعت کی گئی لیکن قرب ووصال حاصل نہ ہو سکا یا اس کا راستہ نہ مل سکا یا دِل کا قفل نہ کھل سکا اور نہ ہی مرید کی باطنی حالت بدلی جیسا بیعت سے پہلے تھا ویسا ہی رہا تو مرید کو بیعت توڑنے کا حق حاصل ہے۔ اگر مرشد ناقص ہے صاحبِ نسبت نہیں تو بیعت توڑنے کی بھی ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہ بیعت واقع ہی نہیں ہوئی۔ آج کل موروثی سجادہ نشینی، مقدمہ بازی کے ذریعہ گدی یا سجادگی کا حصول اسی زمرے میں آتا ہے اور ایسے شخص کی اگر بیعت کر لی ہے تو وہ طریقت کی رو سے بیعت نہیں ہے۔
- مرشد کا وصال ہو گیا اور مرید سلوک کی منازل طے نہ کر سکا اور اس کا سفر ادھورا رہ گیا اور مرید میں اتنی اہلیت بھی پیدا نہیں ہوئی کہ وہ اپنے مرشد کے مزار سے فیض حاصل کر سکے تو اس کے لئے دوبارہ بیعت نہ صرف جائز ہے بلکہ فرض ہے۔
- اگر بچپن اور ناسمجھی کے زمانہ میں یا کسی کے ترغیب دلانے پر بے سوچے سمجھے اپنے والدین یا کسی اور کے کہنے پر بیعت کر لی تو اِسے ''بیعتِ تبرک'' کہتے ہیں بالغ اور عاقل ہونے پر اگر وہ شخص اپنے آپ کو کسی دوسرے مرشدِ کامل کی طرف مائل پاتا ہے تو اُسے اختیار ہے کہ وہ بیعت دوبارہ کرے۔
- جب مرشد مسلسل اور متواتر کسی مرید کی طرف توجہ نہ کرے اور مرید کی باطنی تربیت نہ کرے اور مسلسل مرید

Marfat.com

کی طرف بے التفاتی برتی جائے تو مرید دوسرے شیخ یا مرشدِ کامل اکمل کی طرف رجوع کر سکتا ہے اور اس مرشدِ کامل اکمل کے لئے جائز ہے کہ اُسے بیعت کر کے اس کی تربیت کرے۔

❁ اگر مرشد لاپتہ ہو جائے اور مرید عرصہ دراز تک مرشد سے ظاہری اور باطنی رابطہ نہ کر سکے اور نہ ہی مرید کو معلوم ہو کہ مرشد کہاں ہے تو اس صورت میں دوبارہ بیعت کی جا سکتی ہے۔ یا اگر کسی کو خلافت یا اجازتِ بیعت اس اُمید پر دی گئی تھی کہ وہ سلوک جلد مکمل کر لے گا اور جو کمی ہے اُسے پورا کر لے گا لیکن اس کمی کو اُس نے کافی مہلت ملنے کے بعد بھی پورا نہیں کیا تو مرید کو ایسے مرشد کی بیعت توڑنے کا حق حاصل ہے۔

حضرت سخی سلطان باھوؒ کی تعلیمات کی روشنی میں مرشد کامل اکمل وہی ہے جو طالب (مرید) کو ذکر کے لیے سلطان الاذکار (ھُو) اور تصور کے لیے اسمِ اَللّٰہُ ذات عطا فرمائے اور اس کے وجود کو پاک کرنے کے لیے مشقِ مرقومِ وجودیہ کروائے۔ جو مرشد یہ سب نہیں کر سکتا وہ مرشد لائقِ ارشاد مرشد نہیں ہے اور اس کی بیعت ختم کر کے اس صاحبِ تصور اسمِ اَللّٰہُ ذات مرشد کامل کی بیعت کی جا سکتی ہے جو یہ خصوصیت رکھتا ہو۔

مرشدِ کامل اکمل کی اہمیت اور فضیلت اولیاء کاملینؒ کی نظر میں

غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؓ

غوث الاعظم سیّدمحی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

❁ اگر تیرے لیے مقدر سازگار ہو اور تقدیر تجھے ایسے مرشد کامل کی بارگاہ میں لے جائے جو رموزِ حقیقت سے آشنا ہو تو اس کی خوشنودی میں مصروف ہو جا۔ اس کے حکم کی اتباع کر اور ان تمام امور کو ترک کر دے جن میں پہلے تو جلد بازی کرتا تھا۔ اور مرشد کامل اکمل کے جن امور سے تو ناواقف ہو ان پر اعتراض نہ کر کیونکہ اعتراض صرف لڑائی جھگڑا پیدا کرتا ہے حضرت خضر علیہ السلام کا قصہ (سورہ کہف میں بیان ہوا ہے) تیرے لیے کافی ہے جب انہوں نے بچہ کو قتل کیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس پر اعتراض کیا تھا۔

❁ مرشدانِ کامل کی مجالس کو اختیار کر کیونکہ اِن کی مجلس اختیار کرنے سے حلاوت اور مٹھاس حاصل ہوتی ہے اور ان کی نورانی صحبت اور مجلس میں انسانوں کے قلوب کے اندر اللہ تعالیٰ کی خالص محبت کے

Marfat.com

چشمے جاری کیے جاتے ہیں جن کی قدر و قیمت صرف وہی جانتے ہیں جن کو ذِکر اَللّٰہُ (ذکرِ اسمِ اَللّٰہُ ذات) کی توفیق حاصل ہو چکی ہو۔ (غنیۃ الطالبین)

❁ اے اللہ کے بندو! تم حکمت کے گھر میں ہو لہٰذا وسیلہ کی ضرورت ہے۔ تم اپنے معبود سے ایسا طبیب (مرشد) طلب کرو جو تمہارے دلوں کی بیماریوں کا علاج کرے۔ تم ایسا معالج طلب کرو جو تمہیں دوا دے۔ ایسا رہنما تلاش کرو جو تمہاری رہنمائی کرے اور تمہارے ہاتھ کو پکڑ لے۔ تم اللہ تعالیٰ کے مقرب اور مؤدب بندوں اور اس کے قرب کے دربانوں اور اس کے دروازہ کے نگہبان کی نزدیکی حاصل کرو۔ (الفتح الربانی۔ملفوظاتِ غوثیہ)

❁ تو نابینا ہے' تو اس کو تلاش کر جو تیرا ہاتھ پکڑ لے' تو جاہل ہے تو ایسے علم والے کو تلاش کر اور جب تجھے ایسا قابل مل جائے تو پس اس کا دامن پکڑ لے اور اس کے قول اور رائے کو قبول کر اور اس سے سیدھا راستہ پوچھ۔ جب تو اس کی رہنمائی سے سیدھی راہ پر پہنچ جائے گا تو وہاں جا کر بیٹھ جا تا کہ تو اس کی معرفت حاصل کر لے۔ (الفتح الربانی مجلس۔4)

❁ تمہارے درمیان صورتاً کوئی نبی موجود نہیں ہے تا کہ تم اس کی اتباع کرو۔ پس جب تم حضور نبی کریم ﷺ کے متبعین (مرشد کامل) کی اتباع کرو گے جو کہ حضور نبی کریم ﷺ کی حقیقی اتباع کرنے والے اور اتباع میں ثابت قدم تھے تو گویا تم نے نبی کریم ﷺ کی اتباع کی۔ جب تم ان کی زیارت کرو گے تو گویا تم نے نبی کریم ﷺ کی زیارت کی۔ (الفتح الربانی۔مجلس 14)

❁ تو ایسے شخص (مرشد) کو تلاش کر جو تیرے دین کے چہرہ کے لیے آئینہ ہو۔ تو اس میں ویسے ہی دیکھے گا جیسا کہ آئینہ میں دیکھتا ہے اور اپنا ظاہری چہرہ اور عمامہ اور بالوں کو درست کر لیتا ہے ان کو سنوارتا ہے تو عقل مند بن' یہ ہوس کیسی ہے اور کیا ہے۔ تو کہتا ہے مجھے کسی شخص کی ضرورت نہیں جو مجھے تعلیم دے حالانکہ سرکارِ دوعالم ﷺ کا فرمان ہے ''مومن مومن کا آئینہ ہے۔'' جب مسلمان کا ایمان درست ہو جاتا ہے تو وہ تمام مخلوق کے لیے آئینہ بن جاتا ہے کہ وہ اپنے دین کے چہروں کو اس کی گفتگو کے آئینہ میں اس کی ملاقات اور قرب کے وقت دیکھتے ہیں۔ (الفتح الربانی۔مجلس 61)

❁ ولی کامل (مرشد کامل اکمل) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس ولایت کا حامل ہوتا ہے جو آپ ﷺ کی نبوتِ باطن کا جزو ہے اور آپ ﷺ کی طرف سے اُس (ولی کامل) کے پاس ''امانت'' ہوتی ہے۔ اس سے مراد وہ علما ہرگز نہیں جنہوں نے محض علمِ ظاہر حاصل کر رکھا ہے کیونکہ اگر وہ ورثائے نبوی ﷺ میں داخل ہوں تو بھی ان کا رشتہ ذوی الارحام (وہ بہن بھائی جو ایک ماں اور مختلف باپوں سے پیدا ہوئے ہوں) کا سا

Marfat.com

ہے۔ پس وارث کامل وہ ہوتا ہے جو حقیقی اولاد (روحانی وارث) ہو کیونکہ باپ سے اُس کا رشتہ تمام نسبی رشتہ داروں سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ اسی لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ''علم کا ایک حصہ مخفی رکھا گیا ہے جسے علمائے ربانی کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔'' (سرالاسرار۔ فصل نمبر 5)

❁ اگر تُو نجات چاہتا ہے تو ایسے شیخِ کامل کی صحبت اختیار کر جو اللہ تعالیٰ کے حکم اور علمِ خداوندی کو جاننے والا ہو اور وہ تجھے علم پڑھائے اور ادب سکھائے اور تجھے اللہ تعالیٰ کے راستہ سے واقف کر دے۔ مرید کو دستگیر اور رہبر اور رہنما کے بغیر چارہ نہیں کیونکہ وہ ایک ایسے جنگل میں ہے کہ جس میں کثرت کے ساتھ اژدھے اور بچھو ہیں اور طرح طرح کی آفات' پیاس اور ہلاک کرنے والے درندے ہیں۔ پس وہ شیخِ کامل دستگیر اس کو ان آفات سے بچائے گا اور اس کو پانی اور پھل دار درختوں کی جگہ بتاتا رہے گا۔ جب مرید بغیر رہنما اور شیخِ کامل کے ہو گا تو درندوں اور سانپ اور بچھوؤں اور آفات سے بھرے ہوئے جنگل میں چلے گا تو نقصان اٹھائے گا۔ اے دنیا کے راستہ کے مسافر! تو قافلہ اور رہنما اور رفیقوں سے جدا نہ ہو ورنہ تیرا مال اور جان سب چلے جائیں گے اور آخرت کے راستہ کے مسافر تو ہمیشہ مرشد کامل کے ساتھ رہ وہ تجھے منزلِ مقصود تک پہنچا دے گا تو اس راستہ میں اس کی خدمت کرتا رہ۔ اس کے ساتھ حسنِ ادب سے پیش آ اور اس کی رائے سے علیحدہ نہ ہو وہ تجھے علم سکھائے گا اور تجھے اللہ تعالیٰ کے نزدیک کر دے گا۔ (الفتح الربانی۔ مجلس 50)

❁ انسان پر واجب ہے کہ دنیا میں ہی مرنے سے پہلے کسی اہلِ تلقین (مرشد کامل) سے آخرت کے لیے حیاتِ قلب حاصل کر لے کیونکہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے اور جب وہ اس میں کچھ بوئے گا ہی نہیں تو آخرت میں کاٹے گا کیا؟ اس کھیتی سے مراد اس دنیوی نفسانی وجود کی زمین ہے۔ (سرالاسرار فصل نمبر 8)

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ

❁ حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب عین الفقر میں فرماتے ہیں: ''مرشد کامل کسے کہتے ہیں؟ مرشد کن خواص واوصاف کا مالک ہوتا ہے؟ مرشد طالب کو کس طرح غرقِ توحید کرتا ہے اور کس طرح مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پہنچاتا ہے؟ اور مرشد کس مقام اور کس درجے کا مالک ہوتا ہے؟ مرشد ''صاحبِ تصرف فنا فی اللہ بقاباللہ'' فقیر ہوتا ہے جو مردہ قلب کو زندہ کرتا ہے زندہ نفس کو مارتا ہے، مرشد لا یحتاج (ہر حاجت سے پاک) ہوتا ہے۔ مرشد اُس سنگِ پارس کی مثل ہوتا ہے جو اگر لوہے کو چھو جائے تو لوہا سونا بن جاتا ہے۔ مرشد

Marfat.com

کسوٹی کی مثل ہے۔اس کی نظر آفتاب کی طرح فیض بخش ہوتی ہے جو طالب کے وجود سے خصائلِ بد کو مٹا دیتی ہے۔مرشد رنگریز کی مثل ہے۔مرشد تنبولی کی مثل ہے جو پان کے پتوں سے کارآمد پتوں کو چھانٹتا ہے مرشد صاحبِ خُلق ہوتا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسے خُلق کا مالک ہوتا ہے،مہربان ایسا کہ ماں باپ سے زیادہ مہربان،راہِ خدا کا ہادی و راہنما،گوہر بخش ایسا کہ جیسے کانِ لعل و جواہر،موجِ کرم ایسے کہ جیسے دریائے دُر، منزل کشا ایسے کہ جیسے قفل کی چابی،مال و زر دنیا سے بے نیاز،طمع سے پاک،طالبوں کو اپنی جان سے عزیز تر رکھنے والا مفلس درویش۔مرشد مردوں کے غسال کی مثل ہوتا ہے اور ہر وقت مُردہ طالب کی تلاش میں رہتا ہے جو "مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا" (مرنے سے قبل مرجاؤ) کا مصداق بن کر مرنے سے پہلے مر چکا ہو،جس کا نفس مردہ مگر دل زندہ ہو اور راہِ فقر میں فاقہ کشی کرنیوالا ہو ورنہ نالائق طالب تو اپنی مرضی پر چلتا ہے۔مرشد کمہار کی مثل ہوتا ہے جس کے سامنے مٹی دم نہیں مارتی چاہے وہ اس سے جو بھی سلوک کرے۔مرشد کو چاہیے کہ وہ خدابین ہو اور طالب کو چاہیے کہ وہ صادق الیقین ہو مرشد رفیق کو کہتے ہیں چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے "پہلے رفیقِ راہ تلاش کرو پھر راہ چلو"۔اِس دور کے مرشد زر پرست ہیں،نظر سے مٹی کو سونا بنانے والے مرشد نایاب ہیں آج کل کے مرشد زر پرست وزن پرست ہیں،زر پرست وزن پرست و دل سیاہ خود پرست ہیں۔سُن! آدمی کا وجود دودھ کی مثل ہے۔دودھ میں لسی بھی ہوتی ہے،دہی بھی ہوتا ہے مکھن بھی ہوتا ہے اور گھی بھی ہوتا ہے اِسی طرح آدمی کے وجود میں نفس بھی ہوتا ہے۔قلب بھی ہوتا ہے،روح بھی ہوتی ہے اور سِرّ بھی ہوتا ہے اور یہ چاروں ایک ہی جگہ اکٹھے رہتے ہیں۔مرشد کو اس عورت کی طرح ہونا چاہیے کہ جو دودھ میں مناسب مقدار میں لسی ڈال کر رکھ دیتی ہے۔ساری رات دہی جمتا رہتا ہے،صبح کو دہی بلوتی ہے تو مکھن نکل آتا ہے اور لسی الگ ہو جاتی ہے،پھر مکھن کو آگ پر چڑھاتی ہے تو مکھن سے کثافت دور ہو جاتی ہے اور گھی نکل آتا ہے۔مرشد کو عورت سے کم تر نہیں ہونا چاہیے کہ جیسے عورت دودھ کے کام کو انتہا تک پہنچاتی ہے اسی طرح مرشد کا کام بھی یہ ہے کہ طالب کو اس کے وجود میں مقامِ نفس،مقامِ روح،مقامِ سِرّ،مقامِ توفیقِ الٰہیٰ مقامِ علمِ شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت اور مقامِ خناس و خرطوم و شیطان و حرص و حسد و کبر علیحدہ علیحدہ کر کے دکھائے یا جس طرح قصاب بکری کو ذبح کر کے اس کی کھال اتارتا ہے اس کی ہر رگ و بوٹی کو الگ الگ کرتا ہے اور گوشت سے ہر آلائش کو نکال کر دور پھینک دیتا ہے۔اِسی طرح مرشد کو بھی ایسا کامل و مکمل ہونا چاہیے"۔(عین الفقر)

✲ جب تو دیکھے کہ کوئی فقیر زہد و تقویٰ،چلہ کشی اور عبادات میں بکثرت ریاضت کرتا ہے مگر باطن سے

Marfat.com

بے خبر ہے تو جان لے کہ وہ ابھی ضلالت و گمراہی کے جنگل میں بھٹک رہا ہے، اس کی عاقبت گبریلے (گوبر کے کیڑے) جیسی ہے۔ (عین الفقر)

❁ فقیر دو قسم کے ہوتے ہیں (1) صاحبِ باطن، (2) صاحبِ بطن۔ جو شخص اپنے پیٹ کو بند کر کے خالی رکھتا ہے مگر باطن سے بے خبر رہتا ہے اس کا انجام باطل ہے صاحبِ باطن جتنا کھاتا ہے اس سے دو چند اس کے وجود میں نور پیدا ہوتا ہے۔ فقراء کا کھانا نور ہے ان کا پیٹ تنور ہے، ان کا دل بیت المعمور ہے، ان کی نیند حالتِ حضور ہے، ان کے نزدیک زاہد طالبِ بہشت مزدور ہے اور ان کی عاقبت مغفور ہے۔ (عین الفقر)

❁ مرشد بھی دو قسم کے ہوتے ہیں، (1) مرشد صاحبِ نظر (2) مرشد صاحبِ زر۔ یا یوں کہیے کہ ایک مرشد فصلیِ سالی (وہ مرشد جو مریدوں سے ہر سال فصل سے کچھ حصہ بطور نذرانہ وصول کرتا ہے) اور دوسرا مرشد وصلیِ لازوالی (وہ مرشدِ کامل جو اپنے طالبوں کو اللہ تعالیٰ کے لازوال وصال سے سرفراز کرتا ہے۔) (عین الفقر)

❁ مرشد درخت کی مثل ہوتا ہے جو موسم کی سردی گرمی خود برداشت کرتا ہے لیکن اپنے زیرِ سایہ بیٹھنے والوں کو آرام و آرائش مہیا کرتا ہے مرشد کو دشمنِ دنیا اور دوستِ دین ہونا چاہیے اور طالب کو صاحبِ یقین، جو مرشد پر اپنی جان و مال قربان کرنے سے دریغ نہ کرے۔ مرشد کو نبی اللہ کی مثل ہونا چاہیے اور طالب کو ولی اللہ کی مثل۔ (عین الفقر)

❁ وسیلت (مرشد) بہتر ہے فضیلت (علم) سے۔ گناہ کرتے وقت علمِ فضیلت بندے کو گناہ سے نہیں روک سکتا جبکہ وسیلت بندے کو گناہ سے روک لیتی ہے جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو وسیلت نے زلیخا کے شر سے بچا لیا تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کا فرمان ہے ''شیخ اپنی قوم میں اس طرح ہوتا ہے جس طرح کہ نبی اپنی اُمت میں''۔ (عین الفقر)

❁ مرشد تین قسم کے ہوتے ہیں: (1) مرشدِ دنیا (2) مرشدِ عقبیٰ (3) مرشد کامل اکمل۔

اوّل مرشدِ دنیا مال و دولت، عزت و شہرت اور رجوعاتِ خَلق کا طالب ہوتا ہے، مرید کی ہڈیاں بیچ کھانے، خانقاہیں بنانے، زمین و آسمان کی سیر تماشا کرنے، صاحبِ کشف و کرامات ہونے اور بادشاہِ دنیا کے قرب و ملاقات کا طالب ہوتا ہے۔ ایسی طلب کا تعلق مرتبہ مخنث (ہیجڑہ) سے ہے لہٰذا عارفِ دنیا مرشد مخنث ہوتا ہے۔ اس کا طالب بھی مخنث ہوتا ہے۔ دوم مرشدِ عقبیٰ عابد زاہد، اہلِ علم اور متقی و پرہیز گار ہوتا ہے جس پر خوفِ جہنم سوار رہتا ہے اور ہر وقت طلبِ جنت میں عبادت کرتا ہے، اس کا تعلق مرتبہ مؤنث سے ہے اور اس کا طالب

Marfat.com

بھی مؤنث ہی ہوتا ہے۔ سوم مرشد کامل اکمل جو عارفِ مولیٰ عارف باللہ توحید الٰہی میں غرق صاحبِ حضور ہوتا ہے جو دنیا وعقبیٰ سے دُور اور اشغالِ اللہ میں مسرور ہوتا ہے۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔ (عین الفقر)

❁ پس مرشد کسے کہتے ہیں؟ جو دل کو زندہ کر دے اور نفس کو مار دے اور جب طالب پر جذب وغضب کی نگاہ ڈالے تو اس کے دل کو زندہ کر دے اور نفس کو مار دے۔ مرشد اسے کہتے ہیں جو فقر میں اس درجہ کامل ہو کہ اس نے خود پر غیر ماسویٰ اللہ کو حرام کر رکھا ہو اور ازل سے ابد تک احرام باندھے ہوئے حاجی بے حجاب ہو۔ ایسا مرشد طبیب کی مثل ہوتا ہے اور طالب مریض کی مثل۔ طبیب جب کسی مریض کا علاج کرتا ہے تو اسے تلخ وشیریں دوائیں دیتا ہے اور مریض پر لازم ہوتا ہے کہ وہ یہ دوائیں کھائے تاکہ صحت یاب ہو سکے۔ (عین الفقر)

❁ مرشد مہر ومحبت، شفقت کے پیکر اور محرمِ اسرار کو کہتے ہیں۔ مرشد تلوار کی مثل ہوتا ہے جو طالب اپنا سر گردن سے جدا کرا سکتا ہو وہ مرشد کے پاس جائے۔ مرشد چُھری کی مثل ہوتا ہے اس کے پاس وہ طالب جائے جو خود کو اپنے ہی ہاتھوں ذبح کر سکتا ہو۔ مرشد ملک الموت عزرائیل علیہ السلام کی مثل ہوتا ہے اس کے پاس وہ طالب جائے جسے اپنی جان کی پرواہ نہ ہو۔ مرشد فقر وفاقہ کی حویلی کی مثل ہوتا ہے اس کے پاس وہ جائے جو فقر وفاقہ جھیل سکتا ہو۔ مرشد پھانسی کے پھندے کی مثل ہوتا ہے اس کے پاس وہ طالب جائے جو سُولی چڑھ سکتا ہو۔ مرشد آگ کی مثل ہوتا ہے اس کے پاس وہ طالب جائے جو کافر نفس کو جلا سکتا ہو۔ جو طالب مرشد کے ساتھ با اخلاص رہنا چاہتا ہے اُسے چاہیے کہ وہ اپنی نگاہ محبت پر رکھے نہ کہ نیکی وبدی پر۔ نیکی وبدی پر نظر رکھنے والے طالبانِ مولیٰ نہیں ہوتے بلکہ جاسوس ہوتے ہیں۔

باھُوؒ طالبانِ این زمانہ دُون بدون طالبان را نیست طلبش بے چگون

ترجمہ: اے باھُوؒ! اس دور کے طالب، طالبِ دنیا و مال وزر اور کمینے ہیں انہیں اس ذاتِ بے چگوں (ذاتِ الٰہی) کی طلب ہی نہیں ہے۔ (باب دہم۔ عین الفقر)

مرشد کامل اکمل کی نشانی کیا ہے؟

❁ مرشد کامل پہلے دن اسمِ اَللّٰہُ ذات لکھ کر طالب کے حوالے کر دیتا ہے اور اسے کہتا ہے اے طالب! اسمِ اَللّٰہُ ذات دِل پر لکھ اور اس کا نقش جما جب طالب تصور سے دل پر اسمِ اَللّٰہُ ذات نقش کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے تو مرشد طالب کو توجہ دے کر کہتا ہے اے طالب! اب اسم اَللّٰہُ کو دیکھ چنانچہ اسی وقت اسمِ اَللّٰہُ ذات آفتاب کی طرح تجلّی انوار سے روشن اور تاباں ہو جاتا ہے۔ (نور الہدیٰ کلاں)

❁ مرشدِ کامل وہ ہوتا ہے جو طالب کو اسمِ اَللّٰہُ کے ذکر کے ساتھ ساتھ اس کا تصور بھی عطا کرے

Marfat.com

آپؒ فرماتے ہیں: جو مرشد طالب کو تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات عطا نہیں کرتا وہ مرشد لائقِ ارشاد مرشد نہیں۔ (نور الہدیٰ کلاں)

❁ مرشدِ کامل پہلے دن ہی طالب مولیٰ کو اسمِ اَللّٰہُ ذات تحریر کر کے دے دیتا ہے۔ (کلید جنت)

❁ بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی پہاڑ یا دیوار حائل نہیں ہے۔ اور نہ ہی میلوں تک پھیلی ہوئی طویل مسافت ہے۔ بلکہ پیاز کے پردہ سے بھی زیادہ باریک پردہ ہے جسے تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات اور صاحبِ راز مرشد کامل کی توجہ سے توڑنا کوئی مشکل کام نہیں ہے تو آنا چاہے تو دروازہ کھلا ہے اگر نہ آئے تو اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ مرشدِ کامل اکمل باطن کی ہر منزل اور ہر راہ کا واقف ہوتا ہے۔ باطن کی ہر مشکل کا مشکل کشا ہوتا ہے۔ مرشدِ کامل توفیقِ الٰہی کا نام ہے جب تک توفیقِ الٰہی شاملِ حال نہ ہو کوئی کام سرانجام نہیں پاتا۔ مرشدِ کامل کے بغیر اگر تو تمام عمر بھی اپنا سر ریاضت کے پتھر سے ٹکراتا رہے تو کوئی فائدہ نہیں ہوگا کہ بے مرشد و بے پیر کوئی شخص خدا تک نہیں پہنچ سکا۔ مرشدِ کامل اکمل جہاز کے دیدہ بان معلم کی طرح ہوتا ہے جو جہاز رانی کا ہر علم جانتا ہے اور ہر قسم کے طوفان و بلا سے جہاز کو نکال کر غرق ہونے سے بچالیتا ہے۔ مرشد خود جہاز، خود جہاز ران ہوتا ہے (سمجھ والا سمجھ گیا)۔ (عین الفقر)

❁ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ صاحبِ راز (مرشد کامل اکمل) کے سینے میں ہے کیونکہ قدرتِ توحید و دریاءِ وحدتِ الٰہی مومن کے دل میں سمائی ہوئی ہے اس لیے جو شخص حق حاصل کرنا چاہتا ہے اور واصل باللہ ہونا چاہتا ہے اسے چاہیے سب سے پہلے مرشدِ کامل اکمل کی طلب کرے اس لیے کہ مرشد کامل اکمل دل کے خزانوں کا مالک ہوتا ہے۔ جو شخص اپنے دِل کا محرم ہو جاتا ہے وہ دیدارِ الٰہی کی نعمت سے محروم نہیں رہتا۔ (عین الفقر)

❁ مرشدِ کامل وہ ہے جو طالب کے ہر حال، ہر قول، ہر فعل، حالتِ معرفت و قرب و وصال اور ہر حالت و دلیل و وہم و خیال سے باخبر رہے۔ مرشد کو اس قدر ہوشیار ہونا چاہیے کہ وہ ہر وقت طالب کی گردن پر سوار رہے اور اس کی ہر بات اور ہر دم نگہبانی کرتا رہے۔ مرشد اس قدر باطن آباد ہو کہ طالب اسے حاضراتِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کی مدد سے ظاہر و باطن میں ہر وقت حاضر ناظر سمجھے اور اس سے کامل اعتقاد رکھے ہر عام و خاص مرشدی کا اہل نہیں ہوتا مرشد تو پارس پتھر کی مثل ہوتا ہے جسے چھو کر لوہا سونا بن جاتا ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ مرشدِ کامل طالبِ اللہ کو تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کے ذریعے معرفت و دیدار کا سبق دیتا ہے۔ اور دنیا جیفۂ مردار سے بیزار کر کے ہزار بار توبہ کراتا ہے مرشدِ کامل وہ ہے جو تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے معرفتِ دیدار منکشف

Marfat.com

کرتا ہے پھر اسمِ اَللّٰهُ ذات میں لوٹ آتا ہے کیونکہ ابتدا اور انتہا کا کوئی مرتبہ بھی اسمِ اَللّٰهُ ذات سے باہر نہیں اور نہ ہوگا۔ (نورالہدیٰ کلاں)

❀ اگر کوئی شخص تمام عمر ریاضت میں گزارے اور تیس سال تک ایک پاؤں پر کھڑا ہو کر عبادت کرتا رہے تب بھی وہ رموزِ باطنی اور دیدارِ حق سے ناآشنا رہتا ہے یہ نعمت مرشد کامل کی رحمت کے بغیر نصیب نہیں ہوسکتی مرشد کامل کی ایک نگاہِ کرم سالہا سال کی عبادت سے بہتر و بالا ہے۔ (امیر الکونین)

❀ سروری قادری مرشد کے بارے میں آپؒ فرماتے ہیں ''سروری قادری مرشد مجمل و جامع ہوتا ہے وہ ظاہر و باطن میں ایسی کتاب ہوتا ہے جو طالبِ مولیٰ کے لیے کُتب الا کتاب کا درجہ رکھتی ہے جس کے مطالعہ سے طالب اس شان سے فنافی اللہ ہوتا ہے کہ اس کے سامنے کوئی حجاب باقی نہیں رہتا اس کتاب (سروری قادری مرشد) کو جو طالب صِدق، اخلاص، اعتقاد و پاکیزگی کے ساتھ پڑھتا ہے وہ جلد ہی اپنی مراد کو پہنچتا ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

عارف کامل قادری بہر قدرت قادر و بہر مقام حاضر

ترجمہ: عارف کامل قادری (صاحبِ مسمّٰی مرشد کامل سروری قادری) ہر قدرت پر قادر اور ہر مقام پر حاضر ہوتا ہے۔ (رسالہ روحی شریف)

سروری قادری مرشد بھی دو طرح کے ہوتے ہیں:

صاحبِ اسم: صاحبِ اسم صاحبِ ذکر ہے اور صاحبِ اسم مقامِ خَلق پر ہوتا ہے یہ خلفاء ہوتے ہیں۔ اِن کے مریدین ساری عمر اسم نقش کرنے میں گزار دیتے ہیں۔

صاحبِ مسمّٰی: صاحبِ مسمّٰی فقیر فنافی اللہ بقاباللہ ہوتا ہے۔ امانتِ الٰہیہ، خلافتِ الٰہیہ کا حامل اور انسانِ کامل کے مرتبہ پر فائز ہوتا ہے اور یہی مرشدِ کامل اکمل نورالہدیٰ ہے۔ اِن کے مریدین کو اسمِ اَللّٰهُ ذات سے تصورِ شیخ حاصل ہوتا ہے ایسے مرشد کے بارے میں سلطان العارفینؒ فرماتے ہیں 'عارف باللہ، فنا فی اللہ فقیر اسے کہتے ہیں جو فنافی الرسول ہو، فنافی فقر ہو اور فنافی ''ھُو'' ہو'۔ (عین الفقر)

صاحبِ اسم اور صاحبِ مسمّٰی کے بارے میں سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ عین الفقر میں فرماتے ہیں: ''اسم'' اور ''مسمّٰی'' کے درمیان کیا فرق ہے؟

صاحبِ اسم صاحبِ ذکر ہے اور صاحبِ اسم ''مقامِ خَلق'' (مخلوق) پر ہوتا ہے اور صاحبِ مسمّٰی صاحبِ استغراق ہے اور صاحبِ مسمّٰی مقامِ 'غیر مخلوق' پر ہوتا ہے۔ صاحبِ مسمّٰی پر ذکر حرام ہے کہ وہ ظاہر باطن

Marfat.com

میں ہر وقت غرق فنافی اللہ ہوتا ہے۔ (عین الفقر)

صاحبِ مسمّٰی مرشد کی تعریف کرتے ہوئے سلطان العارفینؒ محک الفقر کلاں میں فرماتے ہیں:

''اس راہ (فقر) کا تعلق عرف (شہرت، نام و ناموس) سے نہیں عرفانِ حق سے ہے اللہ تعالیٰ جسے عطا کرتا ہے وہ مطلق مسمّٰی فنافی اللہ کے مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ راہِ معرفتِ مسمّٰی کا تعلق گفتگو سے نہیں عطائے الٰہی سے ہے اللہ تعالیٰ جسے عطا کرتا ہے وہ عارف باللہ ہو جاتا ہے اور وہی اسے جانتا پہچانتا ہے۔

مسمّٰی آں کہ باشد لازوالی نہ آں جا ذکر و فکر نہ وصالی
بود غرقش بہ وحدت عین دانی فنافی اللہ شود سِرِّ نہانی

ترجمہ: مقامِ مسمّٰی لازوال مقام ہے جہاں پر ذکر، فکر و وصال کی گنجائش نہیں اس مقام پر پہنچ کر طالب اللہ فنافی اللہ فقیر ہو جاتا ہے اور اُس پر رازِ پنہاں ظاہر ہو جاتا ہے۔ (محک الفقر کلاں)

آپؒ پنجابی ابیات میں مرشد کے بارے میں فرماتے ہیں:

کامل مُرشد ایسا ہووے، جیہڑا دھوبی وانگوں چھَٹّے ھُو
نال نگاہ دے پاک کریندا، وِچ سَجّی صبون نہ گھتے ھُو
میلیاں نوں کر دیندا چٹّا، وِچ ذرّہ مَیل نہ رَکھے ھُو
ایسا مرشد ہووے باھُوؒ، جیہڑا لُوں لُوں دے وِچ وَسّے ھُو

مرشد کامل کو دھوبی کی طرح ہونا چاہیے، جس طرح دھوبی کپڑوں میں میل نہیں چھوڑتا اور میلے کپڑوں کو صاف کر دیتا ہے اسی طرح مرشد کامل اکمل طالب کو ورد و وظائف، چلہ کشی اور رنج ریاضت کی مشقت میں مبتلا نہیں کرتا بلکہ اسمِ اَللّٰہُ ذات کی راہ دکھا کر اور صرف نگاہِ کامل سے تزکیۂ نفس کر کے اس کے اندر سے قلبی اور روحانی امراض کا خاتمہ کرتا ہے اور اسے خواہشاتِ دنیا اور نفس سے نجات دلا کر اور غیر اللہ کی محبت دل سے نکال کر صرف اللہ تعالیٰ کی محبت اور عشق میں غرق کر دیتا ہے۔ مرشد تو ایسا ہونا چاہیے جو طالب کے لُوں لُوں میں بستا ہو۔

مرشد وانگ سنارے ہووے، جیہڑا گھت کُٹھالی گالے ھُو
پا کُٹھالی باہر کڈھے، بُندے گھڑے یا وَالے ھُو

جس طرح زرگر سونے کو کٹھالی میں ڈال کر مائع کی شکل دیتا ہے اور پھر اس سے اپنی مرضی کا زیور تیار کرتا ہے مرشد بھی ایسا ہونا چاہیے کہ طالبِ مولیٰ کو عشق کی بھٹی میں ڈالے اور اسمِ اَللّٰہُ ذات کی حرارت سے اس کے وجود کے اندر سے غیر اللہ نکال باہر کرے یعنی اس کی پہلی عادات اور خواہشات کو ختم کر دے اور پھر اپنی مرضی

Marfat.com

اور منشاء کے مطابق اس کی تربیت کرے۔

ایہہ تن میرا چشماں ہووے، تے میں مُرشد ویکھ نہ رَجّاں ھُو
لُوں لُوں دے مُڈ لکھ لکھ چشماں، ہِک کھولاں تے ہِک کَجّاں ھُو
اِتنا ڈِٹھیاں صبر ناں آوے، میں ہور کِتے وَل بھَجّاں ھُو
مُرشد دا دیدار ہے باھُوؒ، مینوں لکھ کروڑاں حجّاں ھُو

کاش میرا سارا جسم آنکھ بن جائے تاکہ وہ یکسو ہو کر ہر لمحہ مرشد کا دیدار کرتا رہے بلکہ یہ بھی کم ہے۔ میری طلب تو یہ ہے کہ میرے جسم کے ہر بال میں لاکھ لاکھ آنکھیں ہوں تاکہ آنکھ جھپکتے وقت لمحہ بھر کے لئے کچھ آنکھیں بند بھی ہو جائیں تو میں باقی کھلی آنکھوں سے مرشد کے دیدار میں محو رہوں۔ مرشد کے دیدار میں ہر لمحہ محو رہنا ہی طالب کے لئے کامیابی کی کلید ہے۔ اتنی آنکھوں سے دیدار کرنے کے باوجود دیدار کی طلب اور خواہش کم نہیں ہو رہی بلکہ دیدار کے لیے بے چینی اور بے قراری بڑھتی ہی جا رہی ہے اور یہی بے قراری اور بے چینی مجھے فقر کی اگلی منزل تک رسائی کی خبر دیتی ہے اور مرشد کا دیدار تو میرے لیے کروڑ ہا حج کے برابر ہے۔ اللہ کرے یہ حالت مجھے ہمیشہ نصیب رہے۔

الف اَللّٰہُ چنبے دی بوٹی، میرے مَن وِچ مُرشد لاندا ھُو
جس گت اُتے سوہنا راضی ہوندا، اوہو گت سکھاندا ھُو
ہر دم یاد رکھے ہر ویلے، آپ اُٹھاندا بہاندا ھُو
آپ سمجھ سمجھیندا باھُوؒ، آپے آپ بَن جاندا ھُو

میرے دِل میں میرے مرشد کامل نے اسمِ اَللّٰہُ ذات کا نقش جما دیا ہے اور اس کے تمام اسرار و رموز کو میرے اندر ظاہر کر دیا ہے اب میرے مرشد کامل کو میری جو حالت، عادات اور کیفیات پسند ہیں وہی مجھے سکھاتا ہے اور وہ مجھے ہر لمحہ اور ہر آن یاد رکھتا ہے۔ اس کی نظرِ رحمت و محبت اور شفقت کسی بھی لمحہ مجھ سے نہیں ہٹتی اور میں مرشد کی ذات میں اس قدر فنا ہو گیا ہوں کہ میرے قول و فعل اور حرکات و سکنات تک اس کی رضا کے مطابق ہیں۔ وہ خود ہی مجھے راہِ حق کے اسرار و رموز سکھاتا ہے اور کبھی کبھی تو وہ میری ہستی کو فنا کر کے خود ہی بن جاتا ہے میں، میں نہیں رہتا وہ تو وہ ہوتا ہے اور اس طرح اپنے اور میرے درمیان میں اور تُو کا فرق ختم کر دیتا ہے۔

تو تاں جاگ نہ جاگ فقیرا، اَنت نوں لوڑ جگایا ھُو
اکھیں میٹیاں نہ دِل جاگے، جاگے جاں مطلب نوں پایا ھُو

Marfat.com

ایہہ نکتہ جداں کیتا پُختہ، تاں ظاہر آکھ سنایا ھُو
میں تاں بُھلی ویندی ساں باھُوؒ، مینوں مُرشد راہ وکھایا ھُو

محض آنکھیں بند کرنے یا مراقبہ میں بیٹھنے سے دِل بیدار نہیں ہوتا ایسا تو تُو اپنی ضرورت کے لیے اور لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے کرتا ہے۔ دِل تو تب بیدار ہوتا ہے جب ذکر و تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے دیدارِ ذات ہوتا ہے۔ میں بھولا بھٹکا ہوا تھا اور محض ورد و وظائف اور مراقبوں کو ہی حقیقت سمجھ بیٹھا تھا یہ تو میرا مرشد کامل ہے جس نے مجھے حق کی راہ دکھائی اور جب میں نے یہ نکتہ پختہ کرلیا تو حقیقت کو پالیا۔

❁ جتھے رَتی عشق وکاوے، اُوتھے مَناں ایمان دویوے ھُو
کُتب کتاباں وِرد وظیفے، اُوتر چا پکیوے ھُو
باجھوں مُرشد کُجھ نہ حاصل، توڑے راتیں جاگ پڑھیوے ھُو
مَریئے مَرن تھیں اگّے باھُوؒ، تاں ربّ حاصل تھیوے ھُو

جہاں ایک رتی عشق فروخت ہو رہا ہو تو بدلے میں کئی من ایمان دے کر اُسے حاصل کرلو کیونکہ جہاں عشق پہنچا تا ہے ایمان اس سے لاعلم ہے۔ اگر تمام زندگی شب بیداری، ورد و وظائف اور مطالعۂ کتب میں گزار دی جائے مگر مرشد کامل کے بغیر کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ یادرکھ! مرنے سے پہلے مَرے بغیر وصالِ الٰہی حاصل نہیں ہوتا۔

❁ جَل جلیندیاں جنگل بھوندیاں، میری ہکّا گل نہ پکّی ھُو
چلّے چلیئے مکّے حج گزاریاں، میری دِل دی دَوڑ نہ ڈکّی ھُو
تریہے روزے پنج نمازاں، ایہہ وِی پڑھ پڑھ تھکّی ھُو
سبھے مُراداں حاصل ہویاں باھُوؒ، جداں مُرشد نظر مہر دِی تکّی ھُو

دنیا سے علیحدہ ہو کر دریاؤں اور جنگلوں میں پھرتا رہا، چلہ کشی میں مصروف رہا، نمازیں پڑھ پڑھ کر، روزے رکھ رکھ کر اور حج کر کے تھک گیا لیکن دِل کی مراد پوری نہ ہوئی یعنی معرفتِ حق تعالیٰ حاصل نہ ہو سکی۔ لیکن جب مرشد کامل نے محبت کی ایک نگاہ ڈالی تو سارے حجاب دور ہو گئے۔

❁ عِشق اَسانوں لِسیاں جاتا، کر کے آوے دھائی ھُو
جِتوّل ویکھاں مَینوں عشق دسیوے، خالی جگہ نہ کائی ھُو
مُرشد کامل ایسا مِلیا، جس دِل دِی تاکی لاہی ھُو
میں قربان اس مُرشد باھُوؒ، جس دَسیا بھیت اِلٰہی ھُو

Marfat.com

آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عشقِ حقیقی اس کمزور اور ناتواں جان پر پورے زور و شور سے حملہ آور ہو چکا ہے اور اس نے وجود پر اس حد تک غلبہ پالیا ہے کہ جدھر نظر اٹھتی ہے ذاتِ الٰہی کے جلوے نظر آتے ہیں اور یہ سب کچھ ہمارے مرشد کامل کی وجہ سے ہے جس نے دل کا دریچہ کھول کر ہمیں بھیدِ الٰہی سے آشنا کر دیا ہے۔ میں اس مرشد کے قربان جاؤں جس نے رازِ الٰہی سے ہمیں آگاہ کیا ہے۔

❁ کی ہویا جے بُت اوڈھر ہویا، دِل ہرگز دُور نہ تھیوے ھُو
سَے کوہاں تے میرا مُرشد وَسدا، مینوں وِچ حضور دِسیوے ھُو
جیندے اندر عشق دِی رَتی، اوہ بِن شرابوں کھیوے ھُو
نام فقیر تنہاں دا باھُوؒ، قبر جنہاں دی جیوے ھُو

اگرچہ میرے مرشدِ کامل کا جسم مجھ سے دور ہے لیکن دِل سے ہرگز دور نہیں ہے میرا مرشد کامل سینکڑوں میل دور رہتا ہے لیکن وہ تو ہمیں عین حضور دکھائی دیتا ہے۔ جس طالب میں اگر رتی برابر بھی عشق ہو تو وہ بغیر شراب کے مخمور دکھائی دیتا ہے۔ فقیر تو اصل میں وہ ہوتے ہیں جنہیں جاودانی زندگی حاصل ہوتی ہے اور اُن کی قبر فیوض و برکات کا منبع بن جاتی ہے۔

❁ مرشد مینوں حج مکّے دا، رحمت دا دروازہ ھُو
کراں طواف دوالے قبلے، نِت ہووے حج تازہ ھُو
کُن فیکون جدوکا سُنیا، ڈِٹھا مُرشد دا دروازہ ھُو
مُرشد سدا حیاتی والا باھُوؒ، اوہو خضر تے خواجہ ھُو

اس بیت میں آپؒ نے مرشد کے دیدار کو حج کا درجہ دیا ہے اور اُسے بابِ رحمتِ الٰہی بتایا ہے اور آپ مرشد سے ملاقات کو طواف کا درجہ دیتے ہیں۔

مرشد کی صحبت میرے لیے مکہ شریف کا حج ہے، وہی رحمتِ الٰہی کا دروازہ ہے اور میں ہر لحہ اس کے گرد طواف کر کے حج میں مصروف رہتا ہوں۔ جب سے کُنْ فَیَکُوْن سنا ہے ہمیں اپنے مرشد کی پہچان نصیب ہوگئی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرا مرشد ہمیشہ کے لئے زندہ اور حیات ہے اور وہی ہمارا راہبر و راہنما ہے۔

❁ مُرشد کامل اوہ سہیڑیئے، جیہڑا دو جگ خوشی وِکھاوے ھُو
پہلے غم ٹکرے دا میٹے، وَت ربّ دا راہ سمجھاوے ھُو

Marfat.com

اِس گلّر والی کندھی نوں، چا چاندی خاص بناوے ھُو
جس مرشد اِیتھے کُجھ نہ کیتا باھُوؒ، اوہ کوڑے لارے لاوے ھُو

مرشد کامل ایسا ہونا چاہیے جو دونوں جہانوں میں نجات دہندہ ہو اور طالب کو پہلے رزق کے غم سے نجات دلا کر رازق کی طرف متوجہ کرے اور پھر اس کے شور زدہ یعنی خام وجود کو اسمِ اَللّٰہُ ذات سے خالص چاندی بنا دے یعنی اس کی کایا پلٹ دے اور معرفتِ الٰہی عطا کر دے۔ جس مرشد نے اِس جہان میں کچھ نہ کیا اور طالبِ مولیٰ کو معرفتِ الٰہی کی راہ پر گامزن نہ کیا وہ کذاب، جھوٹا، بہروپیا اور ناقص ہے۔

❁ مرشد مکہ تے طالب حاجی، کعبہ عشق بنایا ھُو
وِچ حضور سدا ہر ویلے، کریئے حج سوایا ھُو
ہِک دَم میتھوں جدا نہ ہووے، دِل مِلنے تے آیا ھُو
مرشد عین حیاتی باھُوؒ، میرے لُوں لُوں وِچ سمایا ھُو

مرشد مکہ، کعبہ عشق اور طالبِ مولیٰ حاجی ہے۔ ایسا طالبِ مولیٰ ہر لمحہ حضور میں رہتا ہے اور عشق کا طواف کرتا رہتا ہے یہی اس کا حج ہے۔ ایک لمحہ کے لیے بھی مرشد مجھ سے جدا نہیں ہوتا اب تو دِل مکمل وصال چاہتا ہے مرشد روح کی طرح میرے لوں لوں میں سمایا ہوا ہے۔

❁ مرشد ہادی سبق پڑھایا، بن پڑھیوں پیا پڑھیوے ھُو
اُنگلیاں وچ کنّاں دے دِتیاں، بن سُنیوں پیا سنیوے ھُو
نین نیناں وَلّوں ٹرٹر تکدے، بن ڈِٹھیوں پیا دِسیوے ھُو
باھُوؒ ہر خانے وِچ جانی وَسدا، کَن سِر اوہ رکھیوے ھُو

مرشد ہادی نے اسمِ اَللّٰہُ ذات کا ایسا سبق پڑھایا ہے کہ میرا دِل ہر لمحہ اسے پڑھ رہا ہے۔ کانوں میں انگلیاں دے لوں تب بھی یہ ذِکر مجھے سنائی دے رہا ہے اور اب تو حالت یہ ہے کہ آنکھیں متواتر دیدارِ محبوب میں مصروف رہتی ہیں اگر ظاہری آنکھیں بند بھی کر لوں تو بھی محبوبِ حقیقی دکھائی دیتا ہے اب تو محبوب جسم کے لوں لوں، کان اور سر یعنی پورے وجود میں جلوہ گر ہے۔

❁ مرشد باجھوں فقر کماوے، وِچ کفر دے بُڈے ھُو
شیخ مشائخ ہو بہندے حجرے، غوث قطب بن اُڈے ھُو

Marfat.com

تسبیحاں تپ بہن مسیتی، جویں مُوش بہندا وڑ کھُڈے ھُو
رات اندھاری مشکل پینڈا باھُوؒ، سے سے آون ٹھُڈے ھُو

انسان مرشد کامل کی راہنمائی کے بغیر نہ صرف وصالِ حق سے محروم رہتا ہے بلکہ بعض اوقات کفر میں مبتلا ہو کر گمراہ ہو جاتا ہے کیونکہ جب اسے اپنی عقلی جدوجہد سے خدا کا وصال نصیب نہیں ہوتا تب وہ سمجھ لیتا ہے کہ اسکی ہستی ہی نہیں ہے۔ یوں وہ کفر کے اندھیروں میں گم ہو جاتا ہے یا انا پرستی اور خود پرستی میں مبتلا ہو جاتا ہے اور رجوعاتِ خلق کا شکار ہو کر زیادہ سے زیادہ کسی حجرے میں پیر بن کر بیٹھ جاتا ہے اور غوث وقطب کہلانے لگتا ہے۔ کوئی تسبیح پکڑ کر مسجد یا حجرے میں یوں جا بیٹھتا ہے جس طرح کوئی چوہا بل میں دبک کر بیٹھ جاتا ہے اس طرح اپنی عبادت وریاضت کا ڈھونگ رچاتا ہے۔ مرشد کامل کے بغیر لاعلمی کی تاریکی میں رہتے ہوئے اس دشوار گزار راستے میں ٹھوکریں ہی ٹھوکریں ہیں۔

❁ سے روزے سے نفل نمازاں، سے سجدے کر کر تھکّے ھُو
سے واری مکّے حج گزارن، دِل دِی دوڑ ناں مکّے ھُو
چلّے چلیہے جنگل بھونا، اِس گل تھیں ناں پکّے ھُو
سبھے مطلب حاصل ہوندے باھُوؒ، جد پیر نظر اِک تکّے ھُو

مرشد کامل اکمل کی راہبری اور راہنمائی کے بغیر معرفتِ الٰہی کے حصول کے لئے ہزاروں نوافل ادا کیے، سینکڑوں مرتبہ سجدہ میں سر رکھ کر التجا کی، حج ادا کیے، چالیس چالیس روز چلہ کشی بھی کی اور پھر جنگلوں میں تلاشِ حق کے لیے بھی پھرتے رہے لیکن ناکام رہے اور معرفتِ الٰہی سے محروم رہے لیکن جب میں نے مرشد کامل کی غلامی اختیار کی اور میرے مرشد کامل نے ایک نگاہِ فیض مجھ پر ڈالی تو میں نے اپنی منزلِ حیات کو پا لیا۔

❁ ناں میں سنی ناں میں شیعہ، میرا دوہاں توں دِل سڑیا ھُو
مُک گئے سبھ خشکی پینڈے، جدوں دریا رحمت وِچ وڑیا ھُو
کئی مَن تارے تر تر ہارے، کوئی کنارے چڑھیا ھُو
صحیح سلامت چڑھ پار گئے اوہ باھُوؒ، جنہاں مُرشد دا لڑ پھڑیا ھُو

میں نہ تو سنی ہوں اور نہ ہی شیعہ' اور ان کی متعصب فرقہ ومسلک پرستی اور لڑائی جھگڑوں کی وجہ سے میرا دل ان سے جلا ہوا ہے۔ جب مجھے اللہ تعالیٰ کا وصال نصیب ہوا اور میں دریائے وحدت میں غوطہ زن ہوا تو معلوم ہوا

Marfat.com

وہاں تو یہ سب جھگڑے ہی نہیں تب میں نے دین کی کنہہ کو پالیا۔فرقہ پرستی سے ماوراحق کی اس منزل تک وہی پہنچتا ہے جو کسی مرشد کامل کے دامن سے وابستہ ہوجاتا ہے۔

نال ربّ عرش معلّٰی اُتّے، نال ربّ خانے کعبے ھُو
نال ربّ علم کتابیں لبھا، نال ربّ وِچ محرابے ھُو
گنگا تیر تھیں مول نہ ملیا، مارے پینڈے بے حسابے ھُو
جد دا مرشد پھڑیا باھُوؒ، چھُٹے کُل عذابے ھُو

میں نے اللہ تعالیٰ کو تلاش کیا تو معلوم ہوا کہ اللہ پاک کا ٹھکانہ نہ ہی عرشِ معلّٰی پر اور خانہ کعبہ میں ہے۔نہ ہی کتابوں کے مطالعہ میں اور علم حاصل کرنے میں ہے اور نہ ہی مساجد ومحراب اور عبادت گاہوں میں ہے اور نہ ہی جنگلوں میں جا کر زہد وریاضت کرنے میں ہے۔دراصل اللہ تعالیٰ کا ٹھکانہ مرشد کامل (صاحبِ راز) کے سینے میں ہے اور میں نے جب سے مرشد کا دامن پکڑا ہے تلاشِ حق تعالیٰ کیلئے میری ساری مشقتیں اور پریشانیاں ختم ہوگئی ہیں۔

حضرت ابو حامد امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ابو حامد امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صوفیاء کرام کی جماعت (مرشدِ کامل کی بیعت) میں داخل ہونا فرضِ عین ہے کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام کے علاوہ کوئی بھی شخص قلبی امراض اور عیوب سے خالی نہیں۔آپؒ فرماتے ہیں میں ابتدا میں احوالِ صالحین اور مقاماتِ عارفین کا منکر تھا حتیٰ کہ میں اپنے مرشد حضرت یوسف نساجؒ کی غلامی اور صحبت سے فیض یاب ہوا وہ مجاہدہ کے ساتھ میرے قلب کی صفائی کرتے رہے یہاں تک کہ میں وارداتِ الٰہیہ سے مشرف ہوا اور میں نے اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اے ابو حامدؒ! اپنی تمام مشغولیات کو چھوڑ دو اور اس قوم کی سنگت اختیار کرو جن کو میں نے زمین پر اپنی توجہ کا مرکز بنایا ہے۔یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے میری محبت میں دونوں جہانوں (دنیا اور آخرت) کا سودا کرلیا ہے''۔میں نے عرض کی ''باری تعالیٰ! مجھے اِن کے بارے میں حسنِ ظن عطا فرما''۔فرمایا ''میں نے فرما دیا''۔فرمایا ''دنیا کی محبت میں مشغول نہ ہونا یہی تیرے اور اِن کے درمیان دیوار ہے۔اور دنیا کی محبت سے خود بخود دستبردار ہوجا قبل اس کے کہ تجھے خود بخود ہاتھ اٹھانا پڑے۔اے غزالیؒ! میں نے تجھ پر جوارِ اقدس اور اپنے انوار کی بارش کردی''۔امام غزالیؒ فرماتے ہیں میں خوشی خوشی بیدار ہوا اور اپنے مرشد شیخ یوسف نساجؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور خواب کا ذکر کیا۔آپؒ مسکرائے اور فرمایا ''اے ابو حامدؒ یہ تو ہمارے ابتدائی اشارے ہیں۔اگر تو نے ہماری غلامی جاری

Marfat.com

رکھی تو تیری بصیرتِ الٰہی کو تائیدِ الٰہی کا سرمہ لگا دیا جائے گا۔"

شیخ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ (مرشدِ کامل) کا فائدہ یہ ہے کہ وہ مرید کے لیے "وصول الی اللہ" کے راستہ کو مختصر کر دیتا ہے۔ جو بغیر شیخ (مرشدِ کامل) کے اِس راستہ پر چلتا ہے وہ بھٹک جاتا ہے اور اپنی تمام عمر صرف کرنے کے باوجود بھی منزلِ مقصود کو نہیں پہنچ سکتا کیونکہ شیخ راہبر کی مثل ہوتا ہے، جو تاریک راستوں میں طالبوں کی راہنمائی کرتا ہے۔ آپؒ فرماتے ہیں "اگر اس منزل کا حصول بغیر شیخ (مرشد کامل) کے صرف کتابوں کے مطالعہ سے ممکن ہوتا تو حجۃ الاسلام حضرت ابو حامد امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ اور امام عزّالدین بن عبدالسلام رحمتہ اللہ علیہ جیسے علماءِ کرام کو شیخ (مرشد کامل) کی ضرورت پیش نہ آتی حالانکہ وہ مرشدِ کامل (شیخ) کی صحبت اور غلامی میں جانے سے قبل فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص بھی یہ گمان کرتا ہے کہ ہمارے طریقہ علم کے علاوہ بھی حصولِ علم کا کوئی اور راستہ ہے تو وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتا ہے لیکن جب دونوں نے طریقت میں داخل ہو کر مرشد کی صحبت میں اللہ تعالیٰ کی محبت کی حلاوت چکھی تو فرمایا کرتے تھے "ہم نے تو اپنی عمر کے کثیر ایام بے کاری اور حجاب میں گزار دیئے۔"

شیخ احمد ابوزروق رحمۃ اللہ علیہ

شیخ ابوزروق رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں "علم و عمل کا مشائخ عظام سے حاصل کرنا دوسرے لوگوں سے حاصل کرنے سے بہتر ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے "بلکہ وہ روشن آیتیں ہیں جو ان کے سینوں میں محفوظ ہیں جنہیں علم دیا گیا" (سورہ عنکبوت 49)۔ آپؒ فرماتے ہیں تو اس راستے پر بغیر کسی راہبر کے نہ چل جسے تو جانتا نہیں وگرنہ اس کے نشیب و فراز میں گر جائے گا کیونکہ راہبر (مرشد کامل اکمل) ہی سالک کو امن و امان کے ساحل تک پہنچاتا ہے۔"

شیخ محمد ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

آپؒ فرماتے ہیں "کسی ایسے شیخ کے دستِ اقدس میں ہاتھ دو جو باحیات ہو، عارف باللہ مخلص اور صادق ہو، علمِ صحیح اور ذوقِ سلیم کا مالک ہو، اس نے منازلِ سلوک کو کسی مرشدِ کامل کے ہاتھ پر طے کیا ہو، طریقت کے راستہ کے پیچ و خم جاننے والا ہو تاکہ تجھے اس راستہ میں آنے والی مصیبتوں، پریشانیوں اور ہلاکت سے بچائے اور ماسوی اللہ سے فرار کی تعلیم دے، نفس کے عیوب کو ختم کرے اور جب تجھے اس کا عرفان حاصل

Marfat.com

ہو جائے تو تُو اس سے محبت کرنے لگے اور جب تُو اُس سے محبت کرنے لگے گا تو اس کے احکام کی بجا آوری میں ہچکچاہٹ نہیں کرے گا اور اس طرح وہ تجھے اللہ تعالیٰ تک پہنچا دے گا۔"

حضرت شیخ ابنِ حجر ہیثمی رحمتہ اللہ علیہ

شیخ وفقیہہ اور محدث احمد شہاب الدین بن حجر ہیثمی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں "سالک کے لیے بہتر ہے کہ قربِ الٰہی کو حاصل کرنے کے لیے ان امور پر کاربند رہے جن کا حکم اس کے شیخِ کامل نے دیا ہے کیونکہ اس کا شیخ ہی طبیبِ اعظم ہے وہ ہر طالب کے لیے اس کی قلبی بیماری اور اس کے مزاج کے مطابق دوا تجویز کرتا ہے اور اس کو وہی غذا دیتا ہے جو اس کے لیے فائدہ مند ہو۔"

شیخ الاسلام ابراہیم باجوری رحمتہ اللہ علیہ

کسی شیخ کے ہاتھ پر ریاضت کی منازل طے کرنا زیادہ منافع بخش ہے فرماتے ہیں کہ ایک ہزار آدمیوں کے لیے ایک مردِ کامل کا حال ایک آدمی کے ہزار آدمیوں کو وعظ سے بہتر ہے آپؒ فرماتے ہیں کہ طالب کو چاہیے کہ اپنے شیخ کے حضور مؤدب رہے۔ ہوسکتا ہے کہ اس کی نگاہِ کامل سے اِس کے دِل کا آئینہ صاف ہو جائے۔

حضرت علامہ شیخ طیبی رحمتہ اللہ علیہ

علامہ شیخ طیبیؒ فرماتے ہیں کہ عالم اگرچہ اپنے علم میں کتنا ہی معتبر ہو اور اپنے زمانہ کا یکتاءِ روزگار ہو تو بھی اس کے لیے مناسب نہیں کہ وہ اپنے علم پر اکتفا کرے بلکہ اس پر واجب ہے کہ وہ اہلِ طریقت کی بارگاہ میں حاضر ہو تا کہ اہلِ طریقت صراطِ مستقیم کی طرف اس کی راہنمائی کریں یہاں تک کہ وہ اِن لوگوں میں سے ہو جائے جن کے تصفیہءِ باطن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ انہیں الہام فرماتا ہے۔ اسے چاہیے کہ وہ دنیاوی آلائش سے چھٹکارا حاصل کرے اور اس کے علم میں جو حرص وہوا اور نفسِ امارہ کی آلائش شامل ہو چکی ہے اس سے اجتناب کی کوشش کرے اور اس سے مکمل چھٹکارا کے لیے اور علمِ لدُنّی کے حصول کے لیے کسی ایسے شیخِ کامل کی خدمت میں حاضر ہو جائے جو نفسانی امراض کے خاتمہ اور نفس کی معنوی نجاستوں سے پاک کرنے کا طریقہ جانتا ہو تا کہ وہ اسے نفسِ امارہ کی رعونت اور اس کی خفیہ فریب کاریوں سے نجات دلائے۔ اہلِ طریقت کا اجماع ہے کہ انسان پر کسی شیخِ طریقت (مرشدِ کامل اکمل) کی بیعت کرنا واجب ہے جو اسے ان اخلاق وعاداتِ بد کو زائل کرنے کا طریقہ بتائے جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضوری سے مانع ہوں۔

Marfat.com

حضرت ابنِ عطاء اللہ سکندری رحمۃ اللہ علیہ

شیخ ابنِ عطاء اللہ سکندریؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص طریقت اور راہِ سلوک کو اپنانے کا پختہ عزم رکھتا ہو اسے چاہیے کہ کسی شیخ (مرشدِ کامل) کی تلاش کرے جو اہلِ تحقیق میں سے ہو اور طریقت کے اسرار و رموز سے واقف ہو اور اسے مولیٰ کی بارگاہ کی حضوری حاصل ہو۔ جب اسے ایسا مرشد مل جائے جو ان تمام صفات کا جامع ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اس کے حکم کی اتباع کرے اور جن چیزوں کو ترک کرنے کا حکم دے ان سے رک جائے آپؒ فرماتے ہیں کہ تیرا شیخ وہ نہیں جس سے تو نے کچھ سنا بلکہ تیرا شیخ وہ ہے جس سے تو نے کچھ حاصل کیا۔ تیرا شیخ وہ نہیں جس کا کلام تم نے سنا بلکہ تمہارا شیخ وہ ہے جس کا ایک اشارہ تم میں سرایت کر جائے۔ تیرا شیخ وہ نہیں جو تمہیں دروازہ کی طرف بلائے بلکہ تیرا شیخ وہ ہے جو تمہارے تمام حجابات اٹھا دے تمہارا شیخ وہ نہیں جو تمہیں اپنے سے بھی بلند مقام پر فائز کر دے بلکہ تمہارا شیخ وہ ہے جو تمہیں حرص و ہوا (نفسانی خواہشات) کے قید خانہ سے باہر نکال کر مولیٰ سے ملا دے۔

فرماتے ہیں تمہارا شیخ وہ ہے جو تمہارے دِل کے آئینہ کو صیقل (صاف) کرتا ہے یہاں تک کہ اس میں انوارِ الٰہی اور اس کی تجلّیات کی بارش ہو جاتی ہے۔ اور پھر تجھے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ تک لے جائے اور اس سفر میں تمہارے ساتھ قدم بقدم رہے حتیٰ کہ بارگاہِ قدس کے انوار میں داخل کر کے کہے کہ یہ ہے تمہارا پروردگار۔ اور ایسے شخص کی صحبت اختیار نہ کر جس کا حال تمہاری بلندیٔ درجات کا سبب نہ ہو اور جس کا حال اللہ تعالیٰ کی طرف راہنمائی نہ کرے۔

حضرت خواجہ حافظ رحمۃ اللہ علیہ

آناں کہ خاک رابہ نظر کیمیا کنند آیا بود کہ گوشہء چشمے بما کنند

ترجمہ: جو لوگ اپنی نظر سے خاک کو کیمیا کر دیتے ہیں کاش اپنی نظر کا ایک گوشہ ہماری طرف بھی کر دیں۔

حضرت مولانا رُوم رحمۃ اللہ علیہ

ہیچ کس از نزد خود چیزے نہ شُد ہیچ آہن خنجر تیزے نہ شُد
ہیچ حلوائی نہ شُد استادِ کار تا کہ شاگردے شکر ریزے نہ شُد
مولوی ہرگز نہ شُد مولائے روم تا غلام شمس تبریزے نہ شُد

ترجمہ: کوئی خود سے کچھ نہیں بن سکتا کوئی لوہا خود بخود تیز خنجر نہیں بن سکتا جب تک وہ کسی لوہار کے ہاتھ نہیں چڑھتا

Marfat.com

اور حلوائی از خود اپنے کام کا استاد نہیں بن جاتا جب تک وہ کسی حلوائی یا شکر ریز کی شاگردی نہیں کرتا۔ پھر فرماتے ہیں کہ میں خود بھی مولوی سے مولانا رُوم نہ بن سکا جب تک میں نے شاہ شمس تبریزؒ کی غلامی اختیار نہ کی۔

حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ

مریدِ مولانا رُوم علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

صحبتِ پیرِ رُوم سے مجھ پہ ہوا یہ راز فاش — لاکھ حکیم سَر بجیب، ایک کلیم سَر بکف
حدیثِ دِل کسی درویشِ بے گلیم سے پوچھ — خدا کرے تجھے تیرے مقام سے آشنا

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

پیرِ کامل کی صحبت اور غلامی کے بغیر کوئی شخص صوفی اور عارف باللہ نہیں بن سکتا۔

حضرت امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ

توحید، رسالت، عقائد، زہد و تقویٰ، مکاشفات، ذکر، اذکار وغیرہ کی درستگی کے لیے شیخِ کامل کا ہونا ضروری ہے اور راہِ سلوک کا ایک سفر بھی شیخ کے بغیر طے کرنا ممکن نہیں۔ فرماتے ہیں ''خواہ کتنا ہی زاہد اور عابد کیوں نہ ہو وہ شیطان کے پھندوں سے نہیں بچ سکتا، یہ علم سلسلہ وار بزرگوں سے چلا آرہا ہے۔'' فرماتے ہیں کہ ''کسی شیخِ کامل سے ذکر کا صحیح طریقہ سیکھنا نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ یہ طریقہ سینہ بہ سینہ چلا آرہا ہے اور اس تعلیم کی ابتدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے شروع ہوتی ہے اور شیخِ کامل نائبِ رسول ہوتا ہے اور مریدین کو راہِ حق (صراطِ مستقیم) دکھاتا ہے۔ آپؒ نے اپنی تعلیمات میں اس بات پر بہت زور دیا ہے کہ جس کا کوئی پیر نہیں اس کا پیر شیطان ہوتا ہے۔'' (شمائم امدادیہ)

حضرت شیخ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

آپؒ فرماتے ہیں سورہ المائدہ کی آیت نمبر 35 (یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ) میں وسیلہ تلاش کرنے کا جو حکم ہے اس وسیلے سے مراد مرشد کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا۔

حضرت شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ

پیرِ کامل کے بغیر روحانیت میں ترقی ممکن نہیں آپؒ نے فرمایا پیر کی محبت سے خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اطاعت نصیب ہوتی ہے۔ مرید کو چاہیے کہ خود کو مرشد میں محو کر دے تا کہ وہ خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مظہر کو دیکھ سکے۔

Marfat.com

حضرت عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ

ولیٔ کامل (مرشد کامل) کسی بھی انسان کو ایک لمحہ میں واصل باللہ بنا سکتا ہے۔

حضرت ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ پکڑنا کتاب، سنت، اجماع اور قیاس کے عین مطابق ہے جب تک سالک کے نفس پر تشدد کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ راہِ شریعت پر چلنے والا ہوتا ہے اور جب بخوشی عبادت کرے اور عبادت میں لذت بھی ہو تو یہ طریقت ہے، طریقت میں نوبت قال کی بجائے حال پر پہنچ جاتی ہے اور قال اور حال میں اتنا ہی فرق ہے جتنا صاحبِ قال (عالم) اور صاحبِ حال (مرشدِ کامل) میں فرق ہوتا ہے یہی عاشقوں کی جماعت ہے۔

حضرت عزّالدّین عبدالعزیز بن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ

آپؒ شروع شروع میں اولیاء کرام کے منکر تھے۔ جب حضرت ابوالحسن شاذلیؒ کا کلام سنا تو چیخ اٹھے "لوگو! سنو یہ وہ کلام ہے جو پہلے نازل نہیں ہوا" اس کلام سے متاثر ہو کر آپؒ نے حضرت ابوالحسن شاذلیؒ کی بیعت کی جب آپؒ کی صحبت سے مشرف ہوئے تو فرمایا کہ گروہِ صوفیاء دین کی بڑی بنیاد پر قائم ہے اور ان کی دلیل اِن کی وہ کرامات ہیں جو اِن کے ہاتھوں صادر ہوتی ہیں آپؒ نے یہ بھی فرمایا جو لوگ اِن بزرگوں کو نہیں مانتے اِن کے چہروں پر راندۂ درگاہ ہونے اور غضبِ الٰہی کی علامات پائی جاتی ہیں۔ فرماتے ہیں کہ ان کے چہرے بے رونق ہوتے ہیں اور یہ حقیقت اہلِ مشاہدہ سے پوشیدہ نہیں۔

حضرت ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ

طریقت میں خدا سے دل کا بلاواسطہ تعلق قائم کر دیا جاتا ہے جس نے یہ نہ سیکھا وہ نکما ہے اور مدارِ طریقت بیعت پر ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

اولیاء کرامؒ کا طریق صحابہ کرامؓ کا طریق ہے کوئی کتنا بڑا پرہیزگار کیوں نہ ہو بزرگوں کی صحبت سے مستثنیٰ نہیں۔

Marfat.com

حضرت امام ابو حنیفہؒ نے دو سال تک حضرت بہلول داناؒ کی صحبت اختیار کی اور فرمایا کرتے تھے اگر یہ دو سال نہ ہوتے تو میں ہلاک ہو گیا ہوتا۔ آپؒ کا فرمان ہے کہ پیر کا سایہ ذکر سے بہتر ہے۔

حضرت سائیں توکل شاہ رحمتہ اللہ علیہ

بیعت کرنے سے مرید کو دینی اور دنیاوی کاموں میں اللہ کی حفاظت مل جاتی ہے۔ فرماتے ہیں کہ مرید کی ہر چیز کا مالک اس کا پیر ہوتا ہے اور اس کے بدلے میں پیر پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ مرید کی جان کنی کے وقت مدد کرے تا کہ اس کے لب پر ذکرِ الٰہی جاری ہو جائے اور شیطان اس کا ایمان سلب نہ کر لے۔ فرماتے ہیں پیر منکر نکیر کے سوال کے جواب میں آسانی پیدا کرواتا ہے اور پل صراط پر اس کی مدد کرتا ہے اور بالآخر سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شفاعت میں داخل کروانے کا ذمہ دار ہوتا ہے فرماتے ہیں کہ جو مرید دل و جان سے پیر کے عاشق ہوں اِن کا معاملہ تو بیان سے باہر ہے۔ (ذکرِ خیر)

حضرت میاں محمد بخش رحمتہ اللہ علیہ

(1) ہر مشکل دی کنجی یارو ہتھ مرداں دے آئی — مرد نگاہ کرن جس ویلے، مشکل رہے نہ کائی

(2) مرد ملے تے مرض گواوے، اوگن دے گُن کردا — کامل پیر محمد بخشا لال بناون پتھر دا

(3) صحبت مجلس پیر میرے دی بہتر نفل نمازوں — ہِک ہِک سخن شریف انہاں دا کردا محرم رازوں

(4) ٹُبھی مار لیاون موتی وحدت دے دریاؤں — کھریاں گلاں کھریاں چالاں دامن پاک ریاؤں

(5) خشخش جتنا قدر نہ میرا میرے صاحب نوں وڈیایاں — میں گلیاں دا رُوڑا کوڑا محل چڑھایا سایاں

(1) راہِ باطن میں پیش آنے والی تمام مشکلات کا حل صرف مرشدِ کامل کے پاس ہے اُس کی نگاہِ الفت جس وقت پڑ جائے تو اس راہ کی تمام مشکلات دور ہو جاتی ہیں۔ (2) مرشدِ کامل جب مل جائے تو وہ تمام روحانی امراض (لالچ، حسد، تکبر، انانیت، ہوس، بغض، کینہ) کو دور کر کے دل کو پاک و صاف کر دیتا ہے اور ایسے مردانِ خدا (مرشدِ کامل) ہی ہیں جو پتھر کو لعل و جواہر میں بدل دیتے ہیں یعنی نکمے اور دنیا دار شخص کو ولی اللہ بنا دیتے ہیں۔ (3) میرے مرشد کی محفل نفل نمازیں پڑھنے سے بہتر ہے کیونکہ اُن کی گفتگو کا ایک ایک لفظ اور

Marfat.com

ایک ایک نگاہ مجھے اسرارِ الٰہی سے آگاہ کر رہی ہے۔(4) وہ ہر لحہ وحدت کے دریا میں غرق رہتے ہیں اور وہاں سے ہر لحہ نئے اسرارِ الٰہی کے ساتھ نمودار ہوتے ہیں اُن کی گفتگو اور باتیں صاف اور حق پر مبنی ہوتی ہیں اور اُن کے دامن ریاکاری سے پاک ہیں۔(5) میری حیثیت تو بہت معمولی ہے اور خود کو خشخاش کے دانے سے بھی کم وزن اور کم تر سمجھتا ہوں آج میں جو کچھ ہوں یہ صرف میرے مرشد کا کرم اور فضل ہے میں تو گلیوں میں پڑی گندگی سے بدتر تھا یہ تو اُن کا کرم ہے کہ مجھ کو پاک صاف کر کے اس مقام پر لا کھڑا کیا ہے۔

سلطان الفقر
حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمۃ اللہ علیہ

❁ آپ رحمۃ اللہ علیہ میرے مرشد کریم ہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ اکثر حضرت سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فقرہ دہرایا کرتے تھے کہ مرشد کامل قادری (سروری قادری) ہر مقام پر حاضر اور ہر کام پر قادر ہوتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ مرشد کامل اکمل وہ ہوتا ہے جو طالب سے ریاضت' چلہ کشی اور ورد و وظائف نہیں کرواتا بلکہ اسمِ اَللّٰہُ ذات اور تصور اسمِ محمد ﷺ کی راہ جانتا ہے اور طالب کو اسمِ اَللّٰہُ ذات کا دائمی ذکر اور تصور کے لئے اسمِ اَللّٰہُ اور اسمِ محمد ﷺ کا سنہری نقش عطا کرتا ہے اور مشقِ مرقومِ وجودیہ کی راہ دکھا کر اسے راہِ فقر پر گامزن کر دیتا ہے کیونکہ یہ وہ طریق ہے جو سینہ بہ سینہ چلا آ رہا ہے اور کتب میں درج نہیں یعنی ذکر' تصور اور مشقِ مرقومِ وجودیہ اسمِ اَللّٰہُ ذات کے ذریعے اس کے قلب اور وجود کو پاک کر کے اسے رب کے حضور پیش کر دیتا ہے۔ جو مرشد یہ نہیں کر سکتا وہ ناقص ہے اس کی اتباع نہیں کرنی چاہیے۔ آپ فرمایا کرتے تھے مرشد کامل کی مجلس میں بیٹھنے سے دل میں محبتِ الٰہی پیدا ہوتی ہے جیسا کہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی گئی کہ کون سا دوست افضل اور بہتر ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''جس کا دیدار تمہیں اللہ کی یاد دلائے اور جس کی گفتار تمہارے عمل میں زیادتی کا باعث بنے''۔

❁ جو لوگ مرشد کامل کی راہبری اور راہنمائی کے بغیر قربِ الٰہی اور مشاہدۂ حق تعالیٰ کا دعویٰ کرتے ہیں وہ کذاب ہیں ان کی بات کا اعتبار نہیں کرنا چاہیے کیونکہ طریقت' فقر یا تصوف کی تاریخ میں آج تک ایسا ممکن نہیں ہوا کہ کوئی مرشد کامل کی راہنمائی کے بغیر خود بخود راہِ سلوک کی منازل طے کرتا ہوا قربِ الٰہی میں پہنچ گیا ہو۔

❁ میں نے لوگوں سے سنا ہے کہ آج کل کامل مرشد نایاب ہیں اور ہر طرف جعلی' فریبی' دھوکہ باز مرشد کا روپ دھار کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ بھائی اگر تم دنیا اور عقبیٰ کے لئے جاؤ گے تو انہی لوگوں کے ہتھے چڑھو گے۔ کوئی

Marfat.com

طالبِ صادق جو صدق سے اللہ تعالیٰ کے قرب کا خواہاں ہو وہ کبھی بھی جعلسازوں کے ہتھے نہیں چڑھتا کیونکہ اس کا نگہبان وہ (اللہ) ہوتا ہے جس کی تلاش میں وہ نکلا ہوا ہوتا ہے۔ پہلے اپنی طلب کو دیکھ اور درست کر۔ پھر مرشد کی تلاش کر تجھے منزل مل جائے گی۔ جب اللہ تعالیٰ کی طلب رکھنے والے اس کی پہچان اور تلاش میں نکلنے والے ہی نہیں رہے تو مرشد کامل اکمل نے بھی ان مردار دنیاداروں سے اپنے آپ کو چھپالیا۔ میں پھر کہتا ہوں صادق دل اور خلوصِ نیت اور دل سے تعصب کی عینک اتار کر تلاش کر تجھے اپنی منزل مل جائے گی۔ ابوجہل اور ابولہب قریب ہونے کے باوجود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہ پہچان سکے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے طلبِ صادق کی وجہ سے دور ہوتے ہوئے پہچان لیا۔

❁ مرشد کامل اکمل وہ ہوتا ہے جو طالب سے ریاضت، چلہ کشی اور ورد و وظائف نہیں کرواتا بلکہ اسمِ اَللّٰہُ ذات اور تصورِ اسمِ محمد ﷺ کی راہ جانتا ہے اور طالب کو اسمِ اَللّٰہُ ذات کا دائمی ذکر اور تصور کے لئے اسمِ اَللّٰہُ اور اسمِ محمد ﷺ کا سنہری نقش عطا کرتا ہے اور مشقِ مرقومِ وجودیہ کی راہ دکھا کر اسے راہِ فقر پر گامزن کر دیتا ہے کیونکہ یہ وہ طریق ہے جو سینہ بہ سینہ چلا آ رہا ہے اور کتب میں درج نہیں۔ مرشدِ کامل ذکر، تصور اور مشقِ مرقومِ وجودیہ اسمِ اَللّٰہُ ذات کے ذریعے طالب کے قلب اور وجود کو پاک کر کے اسے ربّ تعالیٰ کے حضور پیش کر دیتا ہے۔ جو مرشد یہ نہیں کر سکتا وہ ناقص ہے اس کی اتباع نہیں کرنی چاہیے۔

❁ مرشد کامل کی مجلس میں بیٹھنے سے دل میں محبتِ الٰہی پیدا ہوتی ہے جیسا کہ حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی گئی کہ کون سا دوست افضل اور بہتر ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''جس کا دیدار تمہیں اللہ کی یاد دلائے اور جس کی گفتار تمہارے عمل میں زیادتی کا باعث بنے''۔

❁ طالب کو چاہیے کہ مشاہدۂ حق تعالیٰ اور مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری کے لئے ذکر، تصور اور مشقِ مرقومِ وجودیہ اسمِ اَللّٰہُ ذات یا تصورِ اسمِ محمد ﷺ (جیسا مرشد حکم دے) جاری رکھے اور مرشد کی مجلس میں حاضری کی کثرت رکھے کیونکہ مرشد کی صحبت اور مجلس ہی ایک ایسی جگہ ہوتی ہے جس میں زنگ آلود قلوب کو پاک اور صاف کر کے ان میں نورِ ایمان داخل کیا جاتا ہے مرشد کی ایک نگاہ وہ کام کرتی ہے جو ذکر و تصور چھ ماہ میں بھی نہیں کر سکتا۔ اگر مرشد کی بارگاہ میں روزانہ حاضر نہ ہو سکے تو ہفتہ میں ایک بار اور اگر ایسا بھی نہ کر سکے تو مہینہ میں ایک بار ضرور مرشد کی مجلس میں صدق اور یقین کے ساتھ حاضر ہو کیونکہ مرشد کی محفل اور مجلس میں حاضری کے بغیر اسمِ اَللّٰہُ ذات بھی دل میں قرار نہیں پکڑتا۔

Marfat.com

❁ مرشد تین قسم کے ہوتے ہیں اوّل کامل' جو مرغی کی مثل ہوتا ہے۔ جس طرح مرغی کے نیچے جو انڈے آجائیں ان سے بچے نکل آتے ہیں اور جو انڈے باہر رہ جائیں ان سے بچے نہیں نکلتے اسی طرح جو مرید مرشدِ کامل کی صحبت میں بیٹھے رہیں وہ مرشد کی نظر میں ہوتے ہیں اور جو اس کی محفل سے نکل جائیں وہ اس کے تصرف سے باہر ہو جاتے ہیں۔ دوسرا مرشد مکمل جو کچھوے کی مثل ہوتا ہے۔ کچھوا انڈے خشکی پر دیتا ہے لیکن خود پانی میں رہتا ہے اور وہیں سے نگاہ کرتا ہے اور بچے نکل آتے ہیں لیکن اس کی بھی ایک حد ہوتی ہے جہاں تک نگاہ اثر کرتی ہے۔ سوم مرشدِ کامل اکمل کونج کی مثل ہوتا ہے۔ کونج مشرق میں انڈے دیتی ہے اور مغرب میں جاکر نظر کرتی ہے تو بچے نکل آتے ہیں اس کی نظر کی کوئی حد نہیں ہوتی۔ اصل مرشد وہی ہوتا ہے جس کی نظر ہر وقت طالب پر رہے' چاہے طالب مشرق میں ہو یا مغرب میں۔

❁ مرشد کامل سروری قادری ہر مقام پر حاضر اور ہر کام پر قادر ہوتا ہے بس طالب کا صادق ہونا ضروری ہے۔

❁ ابتدا میں اسمِ اَللّٰہُ ذات کا ذکر اور تصور طالب کے دل میں مرشد کی محبت پیدا کرتا ہے غور وفکر کی بات یہ ہے کہ طالب تصور تو اسمِ اَللّٰہُ ذات کا کر رہا ہے اور دل میں محبت مرشد کی پیدا ہو رہی ہے جبکہ اصول تو یہ ہے کہ جس کا تصور کیا جائے اس کی محبت دل میں پیدا ہوتی ہے۔ مرشد سے یہ محبت طالب کو بار بار اس کی محفل میں لے جاتی ہے اور پھر یہ محبت عشق بن جاتی ہے پھر یہ عشق آقا پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ مبارک کی طرف منتقل ہو کر آخر میں اللہ تعالیٰ کے عشق میں تبدیل ہو جاتا ہے اور طالب اپنی منزل کو پالیتا ہے۔

❁ مرشد کامل کی نگاہ راہِ فقر کے تمام امراض لالچ' حسد' تکبر' کینہ' انانیت' ہوس' بغض' حبِ دنیا اور حبِ عقبیٰ کو ختم کر دیتی ہے۔

❁ مرشد کامل اکمل کی راہبری اور راہنمائی کے بغیر کی گئی عبادات سے درجات اور ثواب تو حاصل ہوتا ہے لیکن مشاہدۂ حق تعالیٰ' حضورِ قلب' اللہ تعالیٰ کی پہچان اور قربِ الٰہی مرشد کامل اکمل کی راہبری کے بغیر ناممکنات میں سے ہے۔

❁ مرشد کامل فقر کے راستہ کو مختصر کر دیتا ہے اور سالوں کا فاصلہ دنوں میں طے کرا دیتا ہے جو مرشد کامل کے بغیر اس راستہ پر چلتا ہے وہ بھٹک جاتا ہے اور تمام عمر بھی منزلِ مقصود تک نہیں پہنچ سکتا۔ حدیث شریف ہے ''جس کا شیخ (مرشد) نہیں اس کا شیخ (مرشد) شیطان ہوتا ہے۔''

❁ مرشد کے بغیر راہِ فقر پر سفر تو بہت دور کی بات اس کے بغیر تو اس راہ پر سفر کی ابتدا بھی نہیں ہو سکتی۔

Marfat.com

❁ تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے ظاہر ہونے والے اسرار اور انوار و تجلیات کو اگر طالب نہ سمجھ سکے اور کشمکش و بے یقینی میں مبتلا ہو تو مرشد کو چاہیے کہ طالب کو تصورِ اسمِ مُحَمَّدؐ عطا کرے کیونکہ اسم مُحَمَّدؐ صراطِ مستقیم ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے ''جس نے مجھے دیکھا اس نے حق دیکھا۔''

صاحبِ مسمّٰی مرشد کامل اکمل نور الہدیٰ کی راہبری اور راہنمائی کے بغیر وصالِ حق تعالیٰ کا تصور ناممکنات میں سے ہے۔ یہ مرشد وہ چراغ ہے جس کی روشنی میں طالبِ مولیٰ دنیا و عقبیٰ کے ظلمات میں ہچکولے کھاتی اور ڈگمگاتی اپنی کشتی حیات کو بحفاظت منزلِ مقصود تک لے جانے کے قابل ہو جاتا ہے۔ مرشد کامل اکمل صاحبِ مسمّٰی کی راہنمائی نہ ملنے کی صورت میں ''فنا فی اللہ بقا باللہ'' کی منزل تک رسائی فقط خیال آرائی اور محض تصور بن کے رہ جاتی ہے۔

Marfat.com

باب 6

عشقِ حقیقی

قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ۔ (البقرہ-165)

ترجمہ: ''اور جو ایمان لائے اللہ کے لئے ان کی محبت بہت شدید ہے۔''

انسان کو بہت سے رشتوں اور اشیاء سے محبت ہوتی ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ سے محبت، حضور اکرم ﷺ سے محبت، ماں، باپ، بیوی، بچے، بہن، بھائی، رشتہ دار، دوست، گھر، زمین، جائیداد، شہر، قبیلہ، برادری، خاندان، ملک اور کاروبار وغیرہ سے محبت۔ جس محبت میں شدت اور جنون پیدا ہو جائے اور وہ باقی تمام محبتوں پر غالب آجائے اسے عشق کہتے ہیں۔ عشق باقی تمام محبتوں کو جلا کر راکھ کر دیتا ہے اور باقی تمام محبتوں پر حاوی ہو جاتا ہے۔ جیسے حضور اکرم ﷺ کا ارشادِ مبارک ہے کہ ''اس وقت تک تمہارا ایمان کامل نہیں ہو سکتا کہ جب تک میں تم کو تمہاری جانوں، بیوی، بچوں، گھر بار اور ہر چیز میں سب سے زیادہ پیارا نہیں ہو جاتا۔'' (بخاری و مسلم) اللہ نے اللہ پاک سے شدید محبت کو مومنین کی صفت قرار دیا ہے اور عشق کا خمیر انسان کی روح میں شامل ہے۔

جیسا کہ آپ جانتے ہیں اللہ تعالیٰ کی ذات پاک مخفی و پوشیدہ تھی پھر ذات کے اندر ایک جذبہ پیدا ہوا کہ میں پہچانا جاؤں مگر یہ چاہت اور جذبہ اس شدت سے ظہور پذیر ہوا کہ صوفیا کرام نے اسے عشق سے تعبیر کیا۔ اسی جذبۂ عشق میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے ''نورِ احمدی'' کو جدا کیا اور پھر نورِ احمدی سے تمام مخلوقات کی ارواح تخلیق ہوئیں جیسا کہ حضورِ اکرم ﷺ کا ارشادِ مبارک ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے نور سے ہوں اور تمام

Marfat.com

مخلوق میرے نُور سے ہے۔

❁ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''جان لو جب اللہ واحد نے حجلہ تنہائی وحدت سے نکل کر کثرت میں ظہور فرمانے کا ارادہ فرمایا تو اپنے حسن و جمال کے جلوؤں کو صفائی دے کر عشق کا بازار گرم کیا جس سے ہر دو جہان اس کے حسن و جمال کی شمع پر پروانہ وار جلنے لگے اس پر اللہ تعالیٰ نے میم احمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کا نقاب پہنا اور صورت احمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اختیار کر لی۔'' (رسالہ روحی شریف)

حاصل بحث یہ ہے کہ جب عشق (اللہ تعالیٰ) نے اپنا دربار سجایا تو سب سے پہلے اپنی ذات سے نورِ محمدی ﷺ کو ظاہر کیا پھر آپ ﷺ کے نور سے تمام مخلوق کی ارواح کو پیدا کیا گیا اور یہی حقیقتِ محمدیہ ہے جس کے ظہور کیلئے یہ کائنات پیدا کی گئی۔

اے کہ تیرے وجود پر خالقِ دو جہاں کو ناز اے کہ تیرا وجود ہے وجہِ وجودِ کائنات

کئی احادیث و روایات اِس امر کی مؤید ہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کو بتایا کہ لَوْلَاکَ لِمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ یعنی اگر آپ ﷺ کا پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو میں یہ افلاک پیدا نہ کرتا۔ خود حضور ﷺ نے فرمایا: کُنْتُ نَبِیًّا وَ اٰدَمُ بَیْنَ الْمَاءِ وَالطِّیْنِ۔ یعنی میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدمؑ ابھی مٹی اور پانی کے درمیان تھے۔ مطلب یہ ہے کہ ابھی تک آدم علیہ السلام کا ظہور نہ ہوا تھا۔ یا فرمایا: اَنَا مِنْ نُّوْرِ اللّٰہِ وَالْخَلْقُ کُلُّھُمْ مِنْ نُّوْرِیْ (میں اللہ کے نور سے ہوں اور تمام مخلوق میرے نور سے ہے) یعنی تخلیق میں آپ ﷺ اوّل ہیں ظہور میں آپ ﷺ آخر ہیں اس لئے اوّل بھی آپ ﷺ ہیں اور آخر بھی آپ ﷺ ہیں۔

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ ﷺ کے اوّل و آخر ہونے کی ایک خوبصورت مثال دی ہے کہ مثلاً ایک تاجر ہے۔ وہ اپنے خزانے کے اوپر غالیچے کو لپیٹ کر رکھے مگر اسکے اندر ایک دوسرے کے اوپر کئی کپڑے بھر دے تو اس صورت میں جب وہ اس غالیچے کو کھولے گا تو جو کپڑا اس نے سب سے پہلے رکھا ہوگا وہ سب سے آخر میں نکلے گا۔ شجرۃ الکون میں ابنِ عربی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے ظہور کا حال یہی ہے کہ آپ ﷺ کی روح مبارک سب سے پہلے وجود میں آئی اور سب سے آخر میں آپ ﷺ کا ظہور ہوا ہے۔ اسی وجہ سے آپ ﷺ کو اوّل و آخر کہا گیا ہے:

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل، وہی آخر وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسٓ، وہی طٰہٰ

یہ وہی مرتبہ ہے جہاں آپ ﷺ کُل ہیں۔ اَلْکُلُّ فِیْهِ وَمِنْهُ وَکَانَ عِنْدَهٗ۔ ترجمہ: سب کچھ آپ ﷺ میں

Marfat.com

ہے، آپ ﷺ سے ہے، آپ ﷺ کی طرف سے تھا اور آپ سے ہوگا۔ (انسانِ کامل۔ مصنف عبد الکریم الجیلیؒ)

لَوح بھی تُو قلم بھی تُو، تیرا وجود الکتاب گنبدِ آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حُباب

نُورِ محمدی ﷺ کا ظہور حالتِ بشریت میں دنیا کی تاریخ ماہ و سال میں اپنے وقت پر ہوا۔ یہ آپ ﷺ کا بشری وجود تھا۔ اَصْطَفٰی وَاحِدًا مِّنْ خَلْقِهٖ هُوَ مِنْهُمْ وَ لَيْسَ مِنْهُمْ (اللہ نے اپنی مخلوق میں سے ایک کو چن لیا، بظاہر وہ ان میں سے ہے مگر اپنی حقیقت میں اِن سے نہیں) آپ ﷺ کا اس دنیائے آب و گِل میں ظہور بھی کامل طور پر ہوا یہاں اگر آپ ﷺ پر بشریت کا اطلاق ہوا: قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ (سورۃ الکہف 110۔ آپ ﷺ کہہ دیجئے، میں بھی تمہاری مثل ایک بشر ہوں) نُور کی حقیقت اپنے مقام پر رہی لیکن بعض دیکھنے والوں کی نظر کے لئے یہ بشریت حجاب بن گئی کہ وہ اس بشریت کے پیچھے آپ ﷺ کی حقیقت کو نہ دیکھ سکے: وَتَرٰهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ○ (سورۃ الاعراف 198۔ اور آپ ﷺ دیکھیں، آپ کی طرف تکتے ہیں اور کچھ نہیں دیکھتے) ظہور کا سارا حُسن و جمال پیکرِ محمد ﷺ میں ڈھل گیا۔ غالب نے کہا ہے:

منظور تھی یہ شکل تجلّی کو نور کی قسمت کھلی ترے قد و رُخ سے ظہور کی

❁ مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مصطفیٰ آئینہ روئے خداست منعکس در وے ہمہ خوئے خداست

ترجمہ: مصطفیٰ (ﷺ) اللہ تعالیٰ کے چہرے کا آئینہ ہیں اور اُن میں اللہ تعالیٰ کی ذات اور ہر صفت منعکس ہے۔

یعنی کائنات کی ابتدا عشق ہے اور انسان کی تخلیق عشق کے لیے ہے حضورِ اکرم ﷺ کے نُورِ مبارک سے جب ارواح کو پیدا کیا گیا تو عشقِ الٰہی کا جوہرِ خاص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت سے ارواحِ انسانی کے حصہ میں آیا۔ دیدارِ حق کے لیے طالب کے دل میں جذبۂ عشق کا پیدا ہونا لازم ہے۔ دراصل روح اور اللہ کا رشتہ ہی عشق کا ہے۔ بغیر عشق نہ تو روح بیدار ہوتی ہے اور نہ ہی ''دیدار'' پاسکتی ہے۔ عشق ایک بیج کی صورت میں انسان کے اندر موجود ہے۔ مگر سویا ہوا ہے جیسے جیسے ذکر و تصور اسمِ اَللّٰهُ ذات مشقِ مرقومِ وجودیہ اور مرشد کی توجّہ سے یہ روح کے اندر بیدار ہونا شروع ہوتا ہے ویسے ویسے روح کی اللہ کے لیے تڑپ اور کشش میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔

فقراءِ کاملین نے عشق کو دیدارِ حق کے لیے لازمی قرار دیا ہے۔ عشق کے بغیر ایمان کی تکمیل نہیں ہوتی۔ عشقِ حقیقی ہی بارگاہِ رب العالمین میں باریابی دلاتا ہے۔ عشق ہی انسان کو ''شہ رگ'' کی روحانی راہ پر گامزن

Marfat.com

کر کے آگے لے جانے والا ہے یہی اس راہ سے شناسا کراتا ہے۔ یہی روح کے اندر وصالِ محبوب کی تڑپ کا شعلہ بھڑکاتا ہے۔ یہی اسے دن رات بے چین و بے قرار رکھتا ہے۔ آتشِ ہجر تیز کرتا ہے اور یہی ''دیدارِ حق'' کا ذریعہ بنتا ہے۔

❁ جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عشاق کے متعلق فرماتے ہیں:

ترجمہ: ''اگر عاشقوں کو جنت اس کے جمال کے بغیر نصیب ہو تو سخت بدقسمتی ہے اور اگر مشتاقوں کو اس کے وصال سمیت دوزخ بھی نصیب ہو تو بھی نہایت ہی خوش قسمتی ہے'' (اسرارِ قادری)

عشق والوں سے معاملہ بھی جدا ہوتا ہے۔ علمائے محض سے اور طرح بات ہوتی ہے اور عشاق کے ساتھ دوسرے طریقے سے گفتگو کی جاتی ہے عشق مشاہدہ کا وارث ہے اور حقیقت کی تہہ یا اس کی کنہہ تک کی خبر رکھتا ہے مگر علم کی نظر سطح تک رہتی ہے۔ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو قدس سرہ العزیز نے اس کی وضاحت اس طرح کی ہے: ''واضح رہے کہ عشق کی یہ راہ مذہب و ملت اور کتابوں میں لکھی ہوئی نہیں اس سے مراد ربّ الارباب ہے۔ چنانچہ جب پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم معراج سے مشرف ہو کر واپس تشریف لائے تو پہلے عاشقوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پوچھا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اللہ کو دیکھا؟ فرمایا: مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَق (جس نے مجھے دیکھا' اس نے گویا اللہ تعالیٰ ہی کو دیکھا) بعدازاں علماء نے پوچھا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خدا کو دیکھا؟ چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حق میں وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی (سورۃ النجم 3 ترجمہ: اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی مرضی سے کچھ نہیں کہتے) وارد ہے۔ فرمایا: تَفَکَّرُوْا فِیْ اٰیٰتِہٖ وَلَا تَفَکَّرُوْا فِیْ ذَاتِہٖ (اس کی آیات میں تفکر کرو۔ لیکن اس کی ذات کی بابت نہیں) (محبت الاسرار)

❁ محبوبِ سبحانی قطبِ ربانی سیدنا غوث الاعظمؓ اپنے رسالہ اسرارِ الٰہیہ (الرسالۃ الغوثیہ) میں بیان فرماتے ہیں؛ ''میں نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا پھر میں نے سوال کیا اے رب عشق کے کیا معنی ہیں؟

فرمایا! ''اے غوث الاعظمؓ عشق میرے لیے کر' عشق مجھ سے کر اور میں خود عشق ہوں اور اپنے دل کو' اپنی حرکات کو میرے ماسوا سے فارغ کر دے۔ جب تم نے ظاہری عشق کو جان لیا پس تم پہ لازم ہو گیا کہ عشق سے فنا حاصل کرو۔ کیونکہ عشق عاشق اور معشوق کے درمیان پردہ ہے پس تم پر لازم ہے کہ غیر سے فنا ہو جاؤ کیونکہ ہر غیر عاشق اور معشوق کے درمیان پردہ ہے''۔

❁ حضرت رابعہ بصریؒ کا قول ہے:

سجدہ مستانہ ام باشد نماز درد دل با او بود قرآنِ من

ترجمہ: مستانہ وار محبوب کو سجدہ کرنا میری حقیقی نماز ہے اور درد بھرے دل کا سوز و گداز میرا قرآن پڑھنا ہے۔

Marfat.com

❁ مولانا رومؒ فرماتے ہیں:

عشق آں شعلہ است کہ چوں برافروخت ہر چہ جز معشوق باقی جملہ سوخت

ترجمہ: عشق ایسا شعلہ ہے جب بھڑک اُٹھتا ہے تو معشوق (حقیقی) کے سوا تمام چیزوں کو جلا دیتا ہے۔

❁ خواجہ حافظ فرماتے ہیں: ''جو شخص دل میں اللہ کا عشق نہیں رکھتا یقیناً اس کی عبادت بے سود، مکرو ریا ہے۔'' (دیوانِ حافظ)

❁ بلھے شاہؒ اپنی کافی ''نی میں بن سنیا'' میں فرماتے ہیں اللہ کے عاشق علم و عقل کی بلندیاں پار کر کے جہاں پہنچ جاتے ہیں اس کی عالموں فاضلوں کو کچھ خبر نہیں۔

❁ میاں محمد بخش صاحب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جنہاں عشق خرید نہ کیتا عیویں آ بھگتے عشقے باجھ محمد بخشا کیا آدم کیا کُتے

ترجمہ: جنہوں نے اس دنیا میں عشق کا سودا نہ کیا اُن کی زندگی فضول اور بے کار گزری اور عشق کے بغیر آدم اور کُتے میں کوئی فرق نہیں ہے۔

جس دِل اندر عشق نہ رچیا کُتے اس تھیں چنگے خاوند دے گھر راکھی کردے صابر بھکے ننگے

ترجمہ: جو دِل عشقِ الٰہی میں مبتلا نہ ہوا اُس سے تو کُتے بہتر ہیں کہ اپنے مالک کے گھر کی نگہبانی تب بھی صبر سے کرتے ہیں جب مالک انہیں کھانے کو بھی نہ دے اور دھکے مار کر نکالنے کی کوشش بھی کرے تو بھی نہیں جاتے۔

❁ علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ کے ہاں بھی اپنے مرشد مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ کی طرح عشق ہی راہِ فقر کی کلید ہے اور عشق ہی منزل تک پہنچاتا ہے۔ راہِ فقر راہِ عشق ہی ہے۔ عشق کے بغیر فقر کی انتہا دیدارِ الٰہی تک پہنچا ہی نہیں جا سکتا۔

علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ بھی تمام عارفین کی طرح عشق کے بغیر ایمان کو نامکمل قرار دیتے ہیں:

❁ اگر ہو عشق تو ہے کفر بھی مسلمانی نہ ہو تو مردِ مسلماں بھی کافر و زندیق

❁ عقل و دل و نگاہ کا مرشدِ اوّلیں ہے عشق عشق نہ ہو تو شرع و دیں بُت کدۂ تصورات

❁ بچھائی ہے جو کہیں عشق نے بساط اپنی کیا ہے اس نے فقیروں کو وارثِ پرویز

❁ صدقِ خلیلؑ بھی ہے عشق، صبرِ حسینؓ بھی ہے عشق معرکۂ وجود میں بدر و حنین بھی ہے عشق

❁ عشق کی ایک جست نے طے کر دیا قصہ تمام اس زمین و آسمان کو بے کراں سمجھا تھا میں

❁ عشق دمِ جبرئیل، عشق دلِ مصطفیؐ عشق خدا کا رسول، عشق خدا کا کلام

Marfat.com

✿ عشق سے پیدا نوائے زندگی میں زیر و بم — عشق سے مٹی کی تصویروں میں سوزِ دم بہ دم
✿ خودی ہو علم سے محکم' تو غیرتِ جبرائیلؑ — اگر ہو عشق سے محکم تو صورِ اسرافیلؑ
✿ عشق کے مِضراب سے نغمۂ تارِ حیات — عشق سے نورِ حیات' عشق سے نارِ حیات

موجودہ زمانہ کو آپ رحمتہ اللہ علیہ دیکھتے ہیں تو عشق کہیں نظر نہیں آتا علم وعقل کا دور ہے۔

✿ عقل ہے بے زمام ابھی عشق ہے بے مقام ابھی — نقش گرِ ازل! ترا نقش ہے ناتمام ابھی
دانش و دین وعلم وفن بندگیِ ہوس تمام — عشقِ گرہ کُشائے کا فیض نہیں ہے عام ابھی
جوہرِ زندگی ہے عشق' جوہرِ عشق ہے خودی — آہ کہ ہے یہ تیغِ تیز پردگیِ نیام ابھی

آپؒ پیام دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ عشق کے جہاں میں ہر ایک کو اپنا مقام خود پیدا کرنا پڑتا ہے' یہاں حسب نسب کام نہیں آتے۔

✿ دیارِ عشق میں اپنا مقام پیدا کر — نیا زمانہ نئے صبح و شام پیدا کر

اقبالؒ کے نزدیک عشق ہی انسان کی تربیت کرتا ہے اور اس کے اندر سے غیر اللہ کو نکال کر اُسے بارگاہِ حق کے لائق بناتا ہے:

✿ اقبالؒ عشق نے مرے سارے بل دیئے نکال — مدت سے آرزو تھی کہ سیدھا کرے کوئی

مسلمان اگر عشقِ الٰہی میں مبتلا نہیں ہے تو علامہ اسے مسلمان نہیں سمجھتے۔

مسلم ار عاشق نباشد کافر است

ترجمہ: مسلمان اگر عاشق نہیں تو وہ مسلمان نہیں کافر ہے۔

✿ عشق را از تیغ و خنجر باک نیست — اصل عشق از آب و باد و خاک نیست

ترجمہ: عشق کو تلوار اور خنجر سے کوئی خوف نہیں ہے۔ عشق کی اصل (بنیاد) پانی' آگ' ہوا اور خاک یعنی عناصر اربعہ سے نہیں ہے (روح سے ہے)۔

✿ در جہاں ہم صلح و ہم پیکار عشق — آبِ حیات تیغ جوہر دار عشق

ترجمہ: دنیا میں عشق صلح بھی ہے اور جنگ بھی۔ وہ آبِ حیات بھی ہے اور تیز کاٹ والی تلوار بھی۔

✿ از نگاہِ عشق خارا شق بود — عشقِ حق آخر سراپا حق بود

ترجمہ: عشق کی نگاہ سخت پتھر کو بھی توڑ دیتی ہے۔ حق کا عشق آخر کار خود حق کی مکمل صورت بن جاتا ہے۔ (حق کے ساتھ عشق آخر خود حق بن جاتا ہے)

Marfat.com

❀ عاشقی آموز و محبوبے طلب   چشمِ نوحے قلبِ ایوبے طلب

ترجمہ: تو بھی عاشقی سیکھ اور کوئی محبوب (مرشدِ کامل) تلاش کر، کسی نوح علیہ السلام کی آنکھ اور کسی ایوب علیہ السلام کا صبر مانگ۔

❀ کیمیا پیدا کن از مشتِ گلے   بوسہ زن بر آستانِ کاملے

ترجمہ: تو مٹی کی ایک مٹھی سے کیمیا پیدا کر، کسی کامل انسان (مرشدِ کامل) کے آستانے پر بوسہ دے۔

۱۔ عشق صیقل می زند فرہنگ را   جوہرِ آئینہ بخشد سنگ را

۲۔ اہلِ دل را سینۂ سینا دہد   باہنر منداں یدِ بیضا دہد

۳۔ پیشِ او ہر ممکن و موجود مات   جملہ عالم تلخ و او شاخِ نبات

۴۔ گرمیِ افکارِ ما از نارِ اوست   آفریدن جاں دمیدن کارِ اوست

۵۔ عشق مور و مرغ و آدم رابس است   عشق تنہا ہر دو عالم رابس است

۶۔ دلبری بے قاہری جادوگری است   دلبری با قاہری پیغمبری است

۷۔ ہر دو را در کارہا آمیخت عشق   عالمے در عالمے انگیخت عشق

۱۔ عشق انسان کو سان پر لگاتا ہے اور یوں گویا پتھر کو آئینہ بناتا ہے اور وہ اس آئینہ سے دیدار کرتا ہے۔

۲۔ عشق اہلِ دل کو وادی سینا کا سینہ عطا کرتا ہے اور اہلِ ہنر کو یدِ بیضا عطا کرتا ہے۔ گویا ایسا سینہ جس میں خدا کی تجلیات کا ظہور ہوتا ہے اور عشق ہی کی بدولت عاشق ایسے کارنامے انجام دیتے ہیں، جن میں معجزوں کی سی کیفیت ہوتی ہے۔ ۳۔ عشق کے سامنے ہر ممکن اور موجود (کائنات کی ہر شے) سرنگوں ہے۔ اگر سارا جہان کڑوا ہے، تو عشق گویا مصری کی ڈلی ہے۔ مطلب یہ کہ دنیا میں اگر کوئی دل کشی اور دل ربائی ہے تو یہ سب عشق کے باعث ہے ورنہ بصورتِ دیگر ساری کائنات ایک بے قدر و منزلت اور بے مزہ یا کڑوی شے ہوتی۔ ۴۔ ہمارے افکار میں حرارت و گرمی عشق ہی کی آگ کے باعث ہے۔ پیدا کرنا اور روح پھونکنا عشق کا کام ہے۔ گویا عشق روح کو بیدار کر کے اس (روح) میں دیدار کی قوت پیدا کرتا ہے۔ ۵۔ عشق چیونٹی، پرندہ اور انسان یعنی سب مخلوق کے لیے کافی ہے۔ عشق اکیلا ہی دونوں جہانوں کے لیے کافی ہے۔ گویا ہر مخلوق کے وجود کے لیے ضروری ہے اور دونوں جہانوں کے مقاصد عشق ہی کے طفیل عمل پذیر اور پورے ہوتے ہیں یا یہ کہ اگر دونوں جہانوں سے مستفید و مستفیض ہونے کی خواہش ہو تو اس کے لیے عشق بنیادی ضرورت ہے۔ ۶۔ قاہری (جلال) کے بغیر جو دلبری (مرشد کو دلبر بھی کہتے ہیں) ہے وہ محض جادوگری ہے۔ دلبری قاہری کے ساتھ ہو تو وہ پیغمبری ہے۔ حقیقی حسن

Marfat.com

وہ ہے جس میں جلال اور جمال دونوں ہوں اور جب دونوں صفات اس میں ہوں گی تو وہ پیغمبری شان کا حامل ہوگا۔ ے۔ عشق نے ان دونوں یعنی قاہری (جلال) اور دلبری (جمال) کو کاموں میں باہم ملا رکھا ہے۔ عشق نے ایک عالم کے اندر ایک اور عالم برپا کر رکھا ہے۔ گویا دونوں میں سے کوئی ایک بھی تنہا مثبت نتیجے پیدا کرنے کے قابل نہیں ہے۔ اسی لیے عشق نے انہیں کاموں میں باہم مصروف رکھا ہے۔ ''ایک عالم کے اندر ایک اور عالم'' سے مراد جمال میں جلال کی اور جلال میں جمال کی صفات پیدا کر رکھی ہیں کہ اسی سے دنیا کا صحیح وجود برقرار رہ سکتا ہے اور ان دونوں کی بدولت ہی نت نئے جہانوں کی تعمیر ہو سکتی ہے۔

اصل ''توحید'' عشق ہے اور عشق کے بغیر توحید ایسے ہے کہ جیسے تلوار کے بغیر ایک نیام۔

❁ عاشقی؟ توحید را بر دل زدن   وانگہے خود را بہر مشکل زدن

ترجمہ: عاشقی کیا ہے؟ عاشقی توحید ایزدی (اللہ تعالیٰ) کو دِل میں بسانا ہے اور پھر ہر مشکل سے ٹکرانا ہے یا ہر مشکل کا سامنا کرنا ہے تاکہ توحید صحیح معنوں میں پختہ ہو جائے۔

❁ تو ہم بذوقِ خودی رس کہ صاحبانِ طریق   بریدہ از ہمہ عالم بخویش پیوستند

ترجمہ: تو بھی خودی کا ذوق خود میں پیدا کر کیونکہ عشق کے مسلک پر چلنے والے ساری دنیا سے کٹ کر اپنی ذات میں محو ہو گئے۔ تو بھی ان کا مسلک اختیار کر کے اپنی معرفت حاصل کر اور یوں دنیا پر چھا جا۔

❁ عمرہا در کعبہ و بت خانہ می نالد حیات   تا ز بزمِ عشق یک دانائے راز آید بروں

ترجمہ: برسوں زندگی کبھی کعبہ میں کبھی بت خانہ میں روتی ہے تب جا کر عشق کے پردے سے ایک دانائے راز باہر نکلتا ہے۔

فیض احمد فیض کے بقول عشق کی بازی میں ہار جیت کا تصور کرنا ہی محال ہے یہاں ہار بھی جیت ہی ہے:

❁ گر بازی عشق کی بازی ہے جو چاہو لگا دو ڈر کیسا   گر جیت گئے تو کیا کہنا، ہارے بھی تو بازی مات نہیں

سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ عشقِ حقیقی کے بارے میں فرماتے ہیں:

❁ اللہ تعالیٰ کی ذات مخفی اور پوشیدہ تھی اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تو اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو کائنات میں ظاہر کیا اللہ تعالیٰ کے جلال کی وجہ سے ہر چیز جل کر خاک ہوگئی اس پر اللہ تعالیٰ نے میم احمدی کا نقاب پہنا اور صورتِ احمدی اختیار کر لی تو ہر چیز کو سکون آ گیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے نورِ احمدی میں خود اپنے آپ کو دیکھا تو نورِ احمدی کی صورت میں اپنے تعین پر خود اپنے آپ پر ہی عاشق ہو گیا اور پھر نورِ احمدی سے تمام مخلوقات کی ارواح کی تخلیق ہوئی۔ وحدت سے کثرت کی طرف ابتدا ہی عشق ہے' پھر یہی جذبہ عشق حضور اکرم کی روح

Marfat.com

مبارک کے توسط سے تمام ارواح میں منتقل ہوا۔ یہ جذبۂ عشق ایک بیج کی صورت میں ہر انسان کے اندر موجود ہے جیسے ہی تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات اور مرشد کامل کی نگاہ اس بیج پر پڑتی ہے تو یہ پھوٹ نکلتا ہے اور پھر آہستہ آہستہ ایک تناور درخت کی شکل میں پورے وجود کو اپنی گرفت میں لے لیتا ہے۔

- روح اور اللہ کا رشتہ ہی عشق کا ہے۔ عشق ایک بیج کی صورت میں انسان کے اندر موجود ہے مگر سویا ہوا ہے جیسے جیسے ذکر وتصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات اور مشقِ مرقومِ وجودیہ اور مرشد کی باطنی مہربانی سے یہ روح کے اندر بیدار ہونا شروع ہوتا ہے ویسے ویسے روح کی اللہ کے لئے تڑپ اور کشش میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے اور پھر یہی عشق ایک دن عشق (اللہ تعالیٰ) میں فنا ہو جاتا ہے۔
- عشق ایسی آگ ہے جب یہ بھڑک اٹھتی ہے تو باقی تمام محبتوں کو جلا کر خاک کر دیتی ہے اور پورے وجود کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔
- عشق کی آگ جب انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو ہجر وفراق کی صورت اختیار کر لیتی ہے محبوب (اللہ تعالیٰ) کے لئے طلب اور تڑپ میں متواتر اضافہ ہوتا رہتا ہے اور ہجر کی یہ آگ عاشق کو دن رات بے چین اور بے سکون رکھتی ہے اور وصالِ الٰہی پر پہنچ کر ہی عاشق سکون سے ہمکنار ہوتا ہے۔
- عشقِ الٰہی کے بغیر عبادات کا کوئی فائدہ نہیں۔
- عقل کے ساتھ اگر اللہ تعالیٰ کا نور ہو جو عاجزی سے حاصل ہوتا ہے تو یہ عقل عشق کی طرف راہنمائی کرتی ہے اور اگر عقل پر تکبر، خود پرستی، انا پرستی، عبادت پر غرور کا حجاب پڑ جائے تو عشق کی منزل تو درکنار یہ راہِ حق سے دور اور گمراہ کر دیتی ہے۔
- یہ عشق ہی تو ہے جو کائنات کا سب سے بڑا راز دیدارِ حق تعالیٰ عطا کرتا ہے عقل تو اس کا انکار کرتی ہے۔
- یہ عشق ہی تو ہے جو مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری عطا کرتا ہے عقل تو اس کا انکار کرتی ہے۔
- یہ عشق ہی ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگِ نمرود میں کود جانے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح ہونے کے لئے چھری کے نیچے لٹا دیتا ہے عقل تو اس کا انکار کرتی ہے۔
- یہ عشق ہے جو تمام خاندان کو اپنی آنکھوں کے سامنے بے دردی اور سنگدلی سے کربلا کے میدان میں ذبح ہوتے ہوئے دیکھتا ہے۔ عقل تو اس کا انکار کرتی ہے اور جان بچانے کا حکم دیتی ہے۔
- یہ عشق ہے جو منصور حلاجؒ سے پھانسی کے تختہ پر انا الحق کا نعرہ بلند کرواتا ہے۔
- عشق کی بلندیوں تک عقل کی رسائی نہیں ہے کیونکہ عقل چوں کہ چنانچہ، اس طرح، یوں، ایسے، کیسے، کی

Marfat.com

قائل ہے۔

❁ عاشق ابتدا میں اللہ تعالیٰ کا عاشق اور انتہا میں اللہ تعالیٰ کا معشوق (محبوب) ہوتا ہے عاشق کی عبادت' ریاضت' ذکر' فکر دیدارِ الٰہی ہے۔اس کو دنیا و عقبیٰ کے لوگ کیسے سمجھ سکتے ہیں۔

❁ عشق کی انتہا یہ بیان کی گئی ہے کہ عاشق عشق کرتے کرتے اور عشق کی آزمائشوں کو کامیابیوں سے طے کرنے کے بعد جب اللہ پاک کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے تو وہ معشوق بن جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ عاشق۔ معشوق کو جس چیز کی خواہش ہوتی ہے عاشق اسے مہیا کر دیتا ہے۔

❁ فقر کا آخری مرتبہ ''مرتبۂ معشوق'' (مرتبۂ محبوبیت) ہی ہے اور یہاں پر معشوق کی رضا عاشق کی رضا بن جاتی ہے۔

❁ عقل سے ابوجہل اور ابولہب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قریب رہ کر بھی نہ پہچان سکے لیکن عشق سے حضرت اویس قرنیؓ نے دور رہ کر بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پہچان لیا۔

❁ عشق کی وجہ سے اصحابِ کہف کا کتا مقبولِ بارگاہِ الٰہی ہوگیا۔

❁ عشق کی تمام منازل ذکر اور تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے حاصل ہوتی ہیں بشرطیکہ یہ مرشد کامل اکمل نورالہدیٰ سے حاصل ہوا ہو۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُوؒ اور عشق

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُوؒ کے فلسفہ فقر میں عشق ہی کامیابی کی کلید ہے اور عشق ہی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ تک پہنچاتا ہے آپؒ فرماتے ہیں:

❁ عاشق بیچارہ را جان باجاناں است که ہر دم شوق خوش ترانہ آمد

ترجمہ: عاشق بے چارے کی جان محبوب میں اٹکی رہتی ہے اور وہ ہر وقت عشق و محبت کے ترانے گاتا رہتا ہے۔ (عین الفقر)

❁ عشق دانی چیست؟ کشتن نفس خویش روز و شب سوزش بود دِل را ریش

ترجمہ: تو جانتا ہے کہ عشق کیا چیز ہے؟ اپنے نفس کو مار دینے کا نام عشق ہے۔ عشق وہ چیز ہے کہ جس کی کاٹ سے دِل ہر وقت سوزش میں مبتلا رہتا ہے۔ (محک الفقر کلاں)

Marfat.com

۱۔ تا تو در عشق ز خود باخبری ہمہ در معرضِ خوف و خطری
۲۔ چوں ز خویشت نہ بود ہیچ خبر ز آب و آتش نہ بود ہیچ ضرر
۳۔ چوں کہ از ہستی خود وارستی روکہ بہ دلبر خود پیوستی

ترجمہ:۱۔ تُو جب تک عشق میں خود سے باخبر رہے گا تیرا معاملہ معرضِ خوف وخطر میں رہے گا۔۲۔ اور جب تُو خود سے بےخبر ہو جائے گا تو آب و آتش سے تجھے کوئی ضرر نہیں پہنچے گا۔۳۔ جب تُو اپنی ہستی سے آزاد ہو جائے گا تو تجھے دلبر (اللہ تعالیٰ) کا وصال نصیب ہو جائے گا۔

❁ عاشقانِ الٰہی ہرگز نہیں ڈرتے اور نہ ہی وہ کسی کی ملامت سے خوفزدہ ہوتے ہیں۔ (محک الفقر کلاں)

مومن کا سرمایہ حیات ایمان ہے لیکن عاشق کی یہ ادنیٰ منزل ہے عاشق کی اصل منزل ''وصالِ حق'' ہے جو صرف عشقِ حقیقی سے حاصل ہوتی ہے۔ عشق کی تپش جب انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو ہجر و فراق کی صورت اختیار کر لیتی ہے محبوب کے لیے طلب اور تڑپ میں متواتر اضافہ ہوتا رہتا ہے اور ہجر کی یہ آگ عاشق کو دن رات بےچین اور بےقرار رکھتی ہے۔

❁ حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''عشق ایک لطیفہ ہے جو غیب سے دل میں پیدا ہوتا ہے اور معشوق کے سوا کسی چیز سے قرار نہیں پکڑتا۔ (محکم الفقراء)

❁ جان لے کہ ذکر عشق ہے۔ اور عشق بلندی پر پرواز کرتا ہے۔ مکھی اگر ہاتھ ملے یا سر دھنے۔ یا ہزار مرتبہ اڑے پروانے و شہباز کے مرتبہ و منصب پر نہیں پہنچ سکتی۔ زاہد اگرچہ ریاضت کرتا ہے مگر صاحبِ راز عاشق نہیں ہوسکتا۔ جان لے کہ عشق کا سبق مدرسہ کے کسی استاد نے نہیں پڑھایا۔ اس لیے کہ یہ ایک بارِ گراں ہے۔ عشق کی روایت میں جہان بھر سے بیگانگی ہے۔ جان لے کہ عاشق موت کا طلب گار رہتا ہے۔ کیونکہ عاشق کے لئے مراتب لامکان ہیں (جو مر کر ہی حاصل ہوتے ہیں) اور عاشق کی موت کا مطلب محبوب کا وصل ہے۔ (عین الفقر)

❁ جان لو کہ فقیر دو قسم کا ہے ایک سالک دوسرا عاشق۔ سالک صاحبِ ریاضت و مجاہدہ ہوتا ہے۔ اور عاشق صاحبِ راز و مشاہدہ۔ سالک کی انتہا عاشق کی ابتدا ہوتی ہے۔ کیونکہ عاشق کی خوراک مجاہدہ اور اس کی نیند مشاہدہ ہوتی ہے۔ عاشقوں کے جسم تو دنیا میں ہوتے ہیں لیکن دل آخرت میں۔ (محکم الفقراء)

❁ عشق بھی صراف کی مثل ہے جو کھوٹے سونے کو کھوٹا کرتا ہے اور کھرے کو کھرا۔ (عین الفقر)

❁ اے زاہد بہشت (طالبِ عقبیٰ) کے مزدور غور سے سن لے کہ عاشقانِ الٰہی کی خوراک اللہ کا نور تصورِ اسم

Marfat.com

اَللّٰہُ ذات ہے جس نور کے سبب اُن کا شکم آگ کے تنور کی مثل ہے اور اُن کی نیند اللہ تعالیٰ کی ذات کا عین وصال ہے اور نیند میں انہیں اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مکمل حضوری بھی حاصل ہوتی ہے۔ (محکم الفقراء)

❁ اور پھر عاشق کی پہچان آپؒ نے یہ بیان فرمائی ہے:

بَاھُوؒ عاشقاں را رازایں است ذکرِ ''ھُو'' گوید مدام دم بدم ''ھُو'' ذکر گوید کارآن گردد تمام

ترجمہ: اے بَاھُوؒ عاشقانِ الٰہی کا یہی ایک راز ہے کہ ہر وقت '' ذکرِ ھُو'' میں غرق رہتے ہیں کہ ان کا کام ہی ہردم '' ذکرِ ھُو'' میں غرق رہنا ہے۔ (عین الفقر)

❁ حضرت سخی سلطان باھُوؒ عاشق کے بارے میں اپنی کتاب (نور الہدیٰ کلاں) میں فرماتے ہیں:

فقیر کامل مکمل عاشق اور فقیر اکمل جامع اللہ تعالیٰ کا معشوق ہوتا ہے۔ فقیر کا انتہائی مرتبہ شرفِ دیدار ہے اور جو فقیر عاشقِ خدا ہے وہ معشوقِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے۔ فقیر کی یہ بات من گھڑت نہیں بلکہ اِس آیت مبارکہ کے عین مطابق ہے۔ کہ ''محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُن لوگوں کی معیت میں رہا کریں جو رات دن اپنے ربّ کی بارگاہ میں دیدارِ الٰہی کی خاطر ملتجی رہتے ہیں، اُن کو چھوڑ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آنکھیں زینتِ دُنیا کی تلاش میں نہ پھرا کریں، اور اُس کا کہانہ مانیں جس کے دِل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کردیا، وہ تو خواہشِ نفس کا غُلام ہے اور اُس کا کام ہی حدیں پھلانگنا ہے۔ (سورۃ الکہف 28)

❁ یہ حدیثِ قُدسی بھی عاشق فقیر کے بارے میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

'' مَنْ طَلَبَنِیْ فَقَدْ وَجَدَنِیْ ط وَمَنْ وَجَدَنِیْ عَرَفَنِیْ ط وَ مَنْ عَرَفَنِیْ اَحَبَّنِیْ ط وَمَنْ اَحَبَّنِیْ عَشَقَنِیْ ط وَمَنْ عَشَقَنِیْ قَتَلْتُہٗ ط وَ مَنْ قَتَلْتُہٗ فَعَلَیَّ دِیَّتُہٗ ط وَ اَنَا دِیَّتُہٗ ۝

ترجمہ: ''جو میرا طالب بنتا ہے، بے شک وہ مجھے پالیتا ہے، جو مجھے پالیتا ہے وہ مجھے پہچان لیتا ہے، جو مجھے پہچان لیتا ہے وہ مجھ سے محبت کرنے لگتا ہے، جو مجھ سے محبت کرتا ہے وہ میرا عاشق بن جاتا ہے، جو مجھ سے عشق کرتا ہے میں اُسے مار ڈالتا ہوں، جسے میں مار ڈالتا ہوں اُس کی دِیت میرے ذمّے ہوجاتی ہے اور اُس کی دِیت میں خود ہوں۔''

زیں مراتبِ عاشقاں مذکور شُد ابتدا ہم نُور آخر نُور شُد

ترجمہ: عاشقوں کا مرتبہ اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ اِن کی ابتدا بھی نور اور انتہا بھی نور ہوتی ہے۔ (نور الہدیٰ)

جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: '' نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ط یَھْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ ط '' (النور 35) ترجمہ: نُور پر نُور چڑھا ہوا ہے اللہ جس کو چاہتا ہے اپنے نُور سے بہرہ ور کردیتا ہے۔

Marfat.com

❁ رسالہ روحی شریف میں حضرت سخی سلطان باھوؒ عشقِ حقیقی کے سلسلہ میں فرماتے ہیں: ''اور منزلِ فقر میں بارگاہِ کبریا سے حکم ہوا۔ ''تُو ہمارا عاشق ہے''

اس فقیر نے عرض کی کہ: ''عاجز کو حضرت کبریا کے عشق کی توفیق نہیں ہے''۔

پھر حکم ہوا کہ: ''تُو ہمارا معشوق ہے'' اس پر یہ عاجز خاموش ہو گیا۔

❁ جان لے عاشق کے دو مرتبے ہیں ابتدا میں عاشق آخر میں معشوق۔ عاشق کی ریاضت دیدارِ الٰہی ہے عاشق پر ذِکر فکر اور ورد و وظائف حرام ہیں۔ عاشق کا نیک و بد اور طلب مطالب سے کیا کام۔ (نورالہدیٰ کلاں)

راہِ حق کے طالب اچھی طرح جانتے ہیں کہ راہِ حق میں جان قربان کرنا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ اصل کام زندہ رہ کر اپنے اندر سے اپنی انا اور خودی کو ختم کر کے اللہ کی رضا پر راضی اور خوش رہنا ہے یعنی مرنے سے پہلے مرجانا ہے۔ اور یہ بے حد مشکل کام ہے۔ لیکن آپؒ عشق کی اس منزل تک پہنچنے کے بارے میں فرماتے ہیں:

❁ باھوؒ عشق را بام بلند است اسم اَللّٰہُ نرد بان   ہر مکانے بے نشانے می برد در لامکان

ترجمہ: اے باھوؒ عشق کی چھت بہت بلند ہے اس پر پہنچنے کے لئے اسمِ اَللّٰہُ ذات کی سیڑھی استعمال کر جو تجھے ہر منزل و ہر مقام بلکہ لامکان تک پہنچا دے گی۔ (عین الفقر)

یہ سب تو ٹھیک ہے لیکن اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہمارے اندر عشق کا پوشیدہ جذبہ بیدار کیسے ہو؟ ہمارا عشق تو ان چیزوں، شکلوں اور لوگوں کیساتھ ہوتا ہے جنہیں ہم نے دیکھا ہے اللہ تعالیٰ تو غیر مجسم ہے۔ اسکے ساتھ ہم عشق کیسے کریں؟ فقراء کاملین کے خیال کے مطابق عشقِ مجازی (عشقِ مرشد) کے زینہ کے ذریعہ ہی ہم عشقِ حقیقی (یعنی اللہ تعالیٰ کے عشق) تک پہنچ سکتے ہیں۔ عام طور پر عشقِ مجازی کسی عورت کے مرد سے اور مرد کے کسی عورت سے عشق کو سمجھا جاتا ہے جو بالکل لغو اور شیطانی کھیل ہے شریعت اس کی اجازت نہیں دیتی۔ راہِ فقر میں عشقِ مجازی سے مراد عشقِ مُرشد ہے۔

❁ اب مسئلہ یہ ہے کہ عشقِ مجازی (عشقِ مرشد) کا طریقہ کیا ہے؟

عشقِ مجازی (عشقِ مرشد) کے لئے تمام سلسلوں اور طریقوں میں یہ طریقہ اختیار کیا جاتا ہے کہ طالب (مرید) کو تصورِ مرشد کے لئے کہا جاتا ہے بلکہ آجکل تو کچھ سلسلوں نے اس کے لئے مرشد کی باقاعدہ تصاویر بھی دینی شروع کر دی ہیں۔ طالب ہر وقت اپنے مرشد کے تصور اور خیالوں میں مگن رہتا ہے اِس طریقہ میں استدراج اور دھوکہ ہے اور آج کے دور میں سو فیصد ہوتا بھی دھوکہ ہی ہے پھر یہ شرک اور بت پرستی کے زمرے میں آتا ہے۔ کیونکہ یہ انسانی جبلّت ہے کہ وہ جس کے تصور میں ہر وقت محو اور جس کے خیالوں میں ہر وقت مگن

Marfat.com

رہتا ہے اُسے اس سے محبت ہو ہی جاتی ہے اور پھر یہ محبت عشق میں بھی بدل جاتی ہے۔ سلسلہ سروری قادری میں یہ طریقہ نہیں ہے۔ اِس میں عشقِ مجازی (عشقِ مرشد) تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے پیدا ہوتا ہے۔ یعنی طالب جب اسمِ اَللّٰہُ ذات کا تصور شروع کرتا ہے تو سب سے پہلے اُسے تصورِ مرشد حاصل ہوتا ہے اور اِس طرح سے مرشد سے عشق کا آغاز ہوتا ہے۔ اِسکے دو فوائد ہیں ایک تو اِس میں استدراج اور دھوکہ نہیں ہے کیونکہ تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے یہ تصور حاصل ہوا ہے اور جب تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے یہ تصور حاصل ہوتا ہے تو طالب (مرید) کو یقین ہو جاتا ہے کہ میرا مرشد کامل ہے اور میں صراطِ مستقیم پہ ہوں پھر یہ عشق مرشد سے آقا پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عشق کی طرف اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے عشق یعنی عشقِ حقیقی میں تبدیل ہو جاتا ہے اور طالب فنا فی اللہ بقاباللہ کی منزل پر پہنچ جاتا ہے۔

- پھر دوسرے سلاسل میں پہلے فنا فی الشیخ کا مراقبہ کرایا جاتا ہے پھر فنا فی الرسول کا مراقبہ کرایا جاتا ہے اور پھر آخر میں اسمِ اَللّٰہُ ذات کے ذریعہ (ہر سلسلے کا طریقہ مختلف ہے) فنا فی اللہ کا مراقبہ کرایا جاتا ہے یہ عمل ایک لمبے عرصہ کا متقاضی ہے۔ لیکن سلسلہ سروری قادری میں پہلے دِن ہی مرشد تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات عطا کر دیتا ہے اس لیے کہا جاتا ہے کہ جہاں دوسرے طریقوں کی انتہا ہوتی ہے وہاں سے سلسلہ سروری قادری کی ابتداء ہوتی ہے۔
- شاہ شمس تبریز رحمتہ اللہ علیہ عشقِ مرشد کے بارے میں فرماتے ہیں:-

عشق معراج است سوئے بام سلطانِ ازل　　　از رخِ عاشق فرد خواں قصہ معراج را

ترجمہ: عشقِ حقیقی ہی بارگاہِ ایزدی میں باریابی دلاتا ہے۔ اگر معراج کی داستانِ حقیقی پڑھنا ہے تو کسی عاشق صادق (مرشد کامل) کے چہرہ پر نظر جماؤ۔

- مولانا جامیؒ کا قول ہے کہ اگر تجھے ذاتِ مرشد کا عشق نصیب ہو جائے تو اسے اپنی خوش نصیبی جان کیونکہ یہ ذاتِ حق کے عشق تک پہنچنے کا وسیلہ ہے۔

غنیمت داں اگر عشق مجازیست　　　کہ از بہر حقیقت کار سازیست

- بلھے شاہؒ کے نزدیک بھی عشقِ مجازی عشقِ حقیقی کا سرچشمہ ہے۔ عشقِ مجازی سے عشقِ حقیقی پیدا ہوتا ہے۔

جے چر نہ عشق مجازی لاگے　　　سوئی سیوے نہ بن دھاگے

عشق مجازی داتا ہے　　　جس پچھے مست ہو جاتا ہے

ترجمہ: اگر مرشد سے عشق نہیں ہوتا تو انسان خُدا تک نہیں پہنچ سکتا۔ جس طرح سوئی دھاگے کے بغیر سِلائی نہیں کرسکتی اِس طرح عشقِ مجازی کے بغیر عشقِ حقیقی تک نہیں پہنچا جاسکتا۔

- حضرت میاں محمد بخش صاحب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

Marfat.com

میں نیواں میرا مرشد اُچا اسی اُچیاں دے سنگ لائی
صدقے جاواں انہاں اُچیاں توں جھاں نیویاں دے نال نبھائی

ترجمہ:- میں بہت عاجز اور عام آدمی تھا لیکن مجھے اس بات کا فخر ہے کہ میرا مرشد کامل اور اکمل ہے اور انہوں نے مجھ عاصی پر اپنی شان کے مطابق مہربانی فرمائی اور مجھے آخر تک اپنی غلامی میں رکھا اور مجھے میری منزل (عشقِ حقیقی) تک پہنچایا۔

❁ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

گرد مستاں گرد، گرمے کم رسد بوئے رسد بوئے او گر کم رسد، رویتِ ایشاں بس است

ترجمہ: ''مستوں (مے کشوں) کے گرد گھومتا رہ، اگر محبت کی شراب نہ ملے تو کم از کم اس کی بو تو حاصل ہو جائے گی اور اگر یہ بھی نہ ملے تو اُن کا دیدار ہی کافی ہے۔''

❁ مولانا رومؒ فرماتے ہیں:

عاشقاں را شُد مدرس حُسن دوست دفتر و درس و سبق شان رُوئے اوست

ترجمہ: محبوب (مرشد) کا حُسن ہی عاشقوں کا مدرس بن گیا اُنکی کتاب، درس اور سبق اس کا چہرہ ہوتا ہے۔

صد کتاب و صد ورق در نارِ کُن روئے دِل را جانب دِلدار کُن

ترجمہ: سو کتابوں اور اوراق کو آگ میں ڈال اور اپنے دِل کا چہرہ دِلدار (مرشد) کی جانب کر دے۔

حضرت سخی سلطان باھُوؒ بھی مرشد کے عشق کو عشقِ حقیقی تک پہنچنے کا وسیلہ قرار دیتے ہیں۔ حضرت سخی سلطان باھُوؒ کے پنجابی ابیات میں سب سے زیادہ ابیات عشق کے موضوع پر ہیں۔

❁ الف اللہ صحی کیتوسے جداں، چمکیا عشق اگوہاں ھُو
رات دیہاں دیوے تاہ تکھیرے، نِت کرے اگوہاں سُوہاں ھُو
اندر بھائیں اندر بالن، اندر دے وِچ دُھوہاں ھُو
باھُوؒ شوہ تداں لدھیوسے، جداں عشق کیتوسے سُوہاں ھُو

جب ہم نے ''اسمِ اَللّٰہُ ذات'' کی حقیقت کو پہچان لیا اور اُس کا راز ہم پر منکشف ہو گیا تو عشق کی آگ ہمارے ''اندر'' بھڑک اٹھی اور اس کی تپش سے محبوبِ حقیقی سے ملنے کے لئے ہماری بے چینی و بے قراری بڑھتی جا رہی ہے اور عشق کی تپش ہمیں راہِ فقر میں اگلی منزل کی طرف قدم بڑھانے پر مجبور کر رہی ہے اور اللہ تعالیٰ سے قرب و وصال کی بے قراری کے درد اور تڑپ نے من میں طوفان برپا کر رکھا ہے۔ جب عشق نے راہِ فقر کی رسومات سے ہمیں واقف کرا دیا تو ہم نے محبوبِ حقیقی (اللہ تعالیٰ) کو پا لیا۔

Marfat.com

ایمان سلامت ہر کوئی منگے، عشق سلامت کوئی ھُو
منگن ایمان شرماون عشقوں، دِل نوں غیرت ہوئی ھُو
جس منزل نوں عشق پچاوے، ایمان نوں خبر نہ کوئی ھُو
میرا عشق سلامت رکھیں باھُوؒ، ایمانوں دیاں دھروئی ھُو

ایمان کی سلامتی تو ہر کوئی طلب کرتا ہے لیکن عشق کی نعمت اور سلامتی کوئی کوئی ہی طلب کرتا ہے۔ یہ طالبانِ دنیاو عقبیٰ ہیں جو صرف ایمان کی سلامتی کے طلب گار ہیں اور عشقِ الٰہی سے ڈرتے ہیں کیونکہ یہ کوئی آسان راستہ نہیں ہے ان کی یہ حالت دیکھ کر میرے دِل کے اندر غیرتِ فقر و عشقِ الٰہی اجاگر ہو رہی ہے حالانکہ حقیقت تو یہ ہے کہ جن منازل و مقامات تک عشق کی رسائی ہے ایمان کو اُس کی خبر تک نہیں ہے۔ آخری مصرعہ میں آپ رحمتہ اللہ علیہ دعا گو ہیں کہ میرے عشق کو سلامت رکھنا اور مجھے استقامت عطا کرنا کیونکہ یہ عشق مجھے ایمان سے زیادہ عزیز اور محبوب ہے۔

اَکھیں سرخ موہیں تے زردی، ہر وَلوں دِل آہیں ھُو
مہا مہاڑ خوشبوئی والا، پہونتا وَنج کداہیں ھُو
عشق مُشک نہ چھپے رہندے، ظاہر تھین اُتھاہیں ھُو
نام فقیر تنہاندا باھُوؒ، جنہاں لامکانی جائیں ھُو

عشقِ الٰہی کی شدت نے شوقِ دیدار کو اور بڑھا دیا ہے یارِ حقیقی کے ہجر و فراق میں جسم زرد ہے اور آنکھوں میں غم کے آنسو ہیں اور ہر سانس کے ساتھ یارِ حقیقی کی جدائی میں دردِ ہجر اور فراق سے ایک ''آہ'' نکلتی ہے۔ یہ بات بالکل درست ہے کہ عشق اور مُشک کبھی بھی چھپے نہیں رہتے، ہمارا حال سب پر عیاں ہے۔ فقیر تو وہ ہے جس کا مقام ''لامکان'' ہے۔

بے ادباں ناں سار ادب دی، گئے ادباں توں وانجے ھُو
جیہڑے ہون مٹی دے بھانڈے، کدی نہ ہوندے کانجے ھُو
جیہڑے مُڈھ قدیم دے کھیڑے، کدی نہ ہوندے رانجھے ھُو
جیں دِل حضور نہ منگیا باھُوؒ، گئے دوہیں جہانیں وانجے ھُو

بے ادب لوگوں کو مقامِ ادب کی خبر، پہچان اور شعور نہیں ہے یہ وہ بدنصیب ہیں جو اپنی بے ادبی اور شقاوت کی

Marfat.com

وجہ سے وہ مقام و مرتبہ حاصل نہیں کر سکتے جو باادب حاصل کر لیتے ہیں اور پھر ذکر اور تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات اور بغیر مرشد کامل اکمل کی راہبری اور راہنمائی کے ازلی فطرت کبھی تبدیل نہیں ہوتی۔ جو ازلی کھیڑے (شقی) ہیں وہ کبھی رانجھے (سعید) نہیں بن سکتے اور مٹی کے برتنوں کو کبھی بھی کانچ کے برتن نہیں بنایا جا سکتا۔ بے ادب لوگ (خواہ وہ بے ادب ہوں اللہ تعالیٰ یا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' صحابہ کرامؓ' اہلِ بیتؓ' اولیاء کرام' فقراء یا مرشد کامل کے) دونوں جہانوں میں معرفتِ الٰہی سے محروم رہتے ہیں جیسا کہ مشہور ہے ''باادب بانصیب' بے ادب بے نصیب'' اور جس نے حق تعالیٰ کی حضوری طلب نہ کی وہ دونوں جہانوں میں خالی ہاتھ ہو گیا۔

❁ تدوں فقیر شتابی بندا، جد جان عشق وِچ ہارے ھُو
عاشق شیشہ تے نفس مربّی، جان جاناں توں وارے ھُو
خود نفسی چھڈ ہستی جھیڑے، لاہ سِروں سب بھارے ھُو
باھُوؒ باجھ مویاں نہیں حاصل تھیندا، توڑے سے سے سانگ اُتارے ھُو

فقیر تب ہی کامل ہوتا ہے جب عشق میں اپنی جان قربان کر دیتا ہے اور ''لا'' کی تلوار سے خواہشاتِ نفس کا خاتمہ کر دیتا ہے۔ اپنا گھر بار، مال و متاع اور اپنی ہستی تک نیلام کر دیتا ہے پھر اپنے آپ کو عشق کی آگ میں جلا کر فنا کر لیتا ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ طالب کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ خود پسندی اور فضولیات سے کنارہ کشی اختیار کر لے تا کہ یکسوئی کے ساتھ راہِ حق پر گامزن ہو سکے کیونکہ مرنے سے پہلے مرے بغیر وصالِ الٰہی حاصل نہیں ہوتا خواہ ظاہری طور پر کتنی ہی عبادات اور مجاہدہ کیا جائے۔

❁ ثابت عشق تنہاں نوں لدّھا، جنہاں تَرٹی چوڑ چا کیتی ھُو
نہ اوہ صوفی نہ اوہ صافی، نہ سجدہ کرن مسیتی ھُو
خالص نِیل پرانے اُتے، نہیں چڑھدا رنگ مجیٹھی ھُو
قاضی آن شرع وَل باھُوؒ، کدیں عشق نماز نہ نیتی ھُو

عشقِ حق تعالیٰ تو وہ پاتے ہیں جو راہِ عشق میں اپنا گھر بار تک لٹا دیتے ہیں اور جن پر عشق کا رنگ چڑھ جائے تو اسکو کوئی اتار نہیں سکتا۔ اور مالکِ حقیقی کے عاشق نہ تو صوفی ہیں اور نہ ہی صافی ہیں اور نہ ہی وہ مساجد میں عبادت میں مشغول رہتے ہیں بلکہ وہ تو عشقِ الٰہی میں جذب ہو کر دیدارِ حق تعالیٰ میں محو ہیں۔ علماءِ ظاہر ہمیشہ ظاہر پر زور دیتے ہیں جبکہ عاشق ظاہر و باطن کا جامع ہوتا ہے اور جن پر عشق کا رنگ چڑھ جائے اُن پر دوسرا کوئی رنگ اثر نہیں کرتا اور علماءِ شریعت سے ذرا یہ تو دریافت کرو کہ عاشق نے کب نماز ادا نہیں کی، عاشق تو ہر لمحہ سربسجود رہتا ہے۔

Marfat.com

جیں دِل عشق خرید نہ کیتا، سو دِل درد نہ پھٹّی ھُو
اُس دِل تھیں سنگ پتھر چنگیرے، جو دِل غفلت اٹّی ھُو
جیں دِل عشق حضور نہ منگیا، سو درگاہوں سٹّی ھُو
ملیا دوست نہ اُنہاں باھُوؒ، جنہاں چوڑ نہ کیتی ترٹّی ھُو

جس دل نے عشق کا سودا نہ کیا اور عشقِ حق تعالیٰ سے گھائل نہ ہوا وہ دِل درد اور سوز سے محروم ہے اس غافل دل سے تو پتھر اچھے ہیں اور جس دل نے حق تعالیٰ کی حضوری طلب نہ کی وہ راندۂ درگاہ ہو گیا۔ وصالِ الٰہی اُن کو نصیب نہیں ہوتا جو راہِ حق میں گھر بار قربان نہیں کرتے۔

جیں دِل عشق خرید نہ کیتا، اوہ خُسرے مرد زنانے ھُو
خلقے خُسرے ہر کوئی آکھے، کون آکھے مردانے ھُو
گلیاں دے وِچ پھرن اَربیلے، جیوں جنگل ڈھور دیوانے ھُو
مرداں تے نمرداں دِی گل تداں پوسی باھُوؒ، جداں عاشق بھسن گانے ھُو

جس دل نے عشقِ الٰہی کا سودا نہ کیا وہ یا تو زنانے یا پھر ہیجڑے ہیں۔ ان کو مرد کون کہتا ہے؟ یہ تو دنیا میں حیوانوں اور جانوروں کی طرح رہ رہے ہیں۔ مرد (طالبِ مولیٰ) اور نامرد (طالبِ دنیا) کا تو تب پتہ چلے گا جب عشق کے میدان میں کامیابی کے بعد مالکِ حقیقی اپنا وصال عطا فرمائے گا۔

جس دِینہہ دا میں دَر تینڈے تے، سجدہ صحی وَنج کیتا ھُو
اُس دِینہہ دا سر فِدا اُٹھائیں، میں بیا دربار نہ لیتا ھُو
سر دیون سِرّ کھولن ناہیں، ایسا شوق پیالا پیتا ھُو
میں قربان تنہاں توں باھُوؒ، جنہاں عشق سلامت کیتا ھُو

جس دن سے جامِ عشق پی کر مرشد کامل کے در پر اپنا سجدہ درست کیا ہے اِس دِن سے میری سوچ و بچار اور تفکر میں کسی دوسرے در کا خیال تک نہیں آیا اور مرشدِ کامل سے جو رازِ محبوب ہم کو ملا ہے وہ صرف عاشقوں کا خاصہ ہے وہ میرے اور محبوب کے درمیان ہے۔ محرمِ راز سر دے دیتے ہیں مگر محبوب کا راز آشکار نہیں کرتے۔ آخر میں آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں قربان جاؤں ان کے' جنہوں نے عشق کا راز بھی پا لیا اور پھر اس کو سنبھال کر بھی رکھا۔

Marfat.com

❁ جنگل دے وِچ شیر مریلا، باز پوے وِچ گھر دے ھُو
عشق جیہا صراف نہ کوئی، کُجھ ناں چھوڑے وِچ زر دے ھُو
عاشقاں نیندر بُھکھ ناں کائی، عاشق مُول نہ مَردے ھُو
عاشق جِیندے تداں ڈِٹھوسے باھُوؒ، جداں صاحب اَگے سِر دَھردے ھُو

عاشق شیر اور شہباز کی مثل ہے اور خواہشات کے گیدڑ، بھیڑیے اور خناس کے پرندے اسکے سامنے پر نہیں مار سکتے۔ عشق جیسا صراف بھی کوئی نہیں ہے جس طرح صراف سونے کے اندر کھوٹ نہیں چھوڑتا اسی طرح عشق طالبِ مولیٰ کے اندر سے تمام کدورتیں نکال دیتا ہے۔ عاشق نہ تو نیند کی پرواہ کرتے ہیں اور نہ ہی بھوک کی، ان کا ہر سانس ذکرِ اللہ سے زندہ ہوتا ہے۔ عاشق ظاہری طور پر کبھی سو رہے ہوتے ہیں' کبھی کھانے میں یا دوسرے امور میں مصروف ہوتے ہیں لیکن ہر لمحہ ہر وقت محوِ تجلیاتِ ذات ہوتے ہیں۔ عاشق تب ہی حیاتِ جاودانی پاتا ہے جب محبوبِ حقیقی کی رضا پر راضی ہو کر سرِ تسلیم خم کر دیتا ہے۔

❁ جنہاں عشق حقیقی پایا، موںہوں نہ کُجھ اَلاوَن ھُو
ذِکر فکر وِچ رہن ہمیشاں، دَم نوں قید لگاوَن ھُو
نفسی ' قلبی ' روحی ' سِری ' خفیٰ اخفیٰ ذِکر کماوَن ھُو
میں قربان تنہاں توں باھُوؒ، جیہڑے اِکس نگاہ جَواوَن ھُو

جن طالبانِ مولیٰ نے عشقِ حقیقی پا لیا ہے وہ زبان سے ذکر نہیں کرتے بلکہ ہمیشہ دِل میں ذکر فکر میں محو رہتے ہیں اور اُن کا ہر سانس ذکرِ یاھُو کے ساتھ آتا اور جاتا ہے اور اُن کا وجود نفسی' قلبی' رُوحی' سِرّی' خفی اور اخفیٰ ذکر میں مستغرق اور محو ہوتا ہے۔ میں ایسے مرشد کامل اکمل کے قربان جاؤں جو ایک ہی نگاہ سے مردہ دلوں کو زندہ کر دیتا ہے۔

❁ درد منداں دے دُھوئیں دُھکھدے، ڈردا کوئی ناں سیکے ھُو
اِنہاں دُھواں دے تاء تکھیرے، محرم ہووے تاں سیکے ھُو
چھِک شمشیر کھڑا ہے سر اُتے، ترس پوس تاں تھیکے ھُو
ساہورے کُڑیئے اَپنے ونجناں، باھُوؒ سدا نہ رہناں پیکے ھُو

عاشق اور درد مند ہونا ایک ہی بات ہے۔ جب عشق کی آگ جلتی ہے تو کوئی طالبِ دنیا عاشق کے پاس نہیں

Marfat.com

بیٹھ سکتا کیونکہ وہ دنیا کی لذتوں میں پھنسے ہوتے ہیں اور عاشقِ ذات کے قریب آنا گویا اپنا گھر بار برباد کرنا ہے حتیٰ کہ علماء کرام بھی عاشقوں کے قریب آنے سے گریز کرتے ہیں کیونکہ وہ تو جنت اور حور وقصور کی خواہش رکھتے ہیں۔ عاشق کے اندر عشق کی تپش ہر لحہ بڑھ رہی ہوتی ہے اور قریب وہی ہوسکتا ہے جو اس کے راز کا محرم ہو۔ عاشق کے سر پر ہجر وفراق کی تلوار ہر لحہ لٹکتی رہتی ہے جو صرف وصالِ الٰہی سے دور ہوتی ہے۔ یہ حضرتِ عشق کا فضل ہے کہ وہ ایسا فرمادے۔ اے طالب! ہوش میں آ اور عشقِ الٰہی میں غرق ہوجا کیونکہ تُو نے ہمیشہ دنیا میں نہیں رہنا بلکہ عالمِ ارواح میں آخر واپس جانا ہے۔

❁ درد منداں دا خون جو پینڈا، کوئی برہوں باز مریلا ھُو
چھاتی دے وِچ کیتس ڈیرا، جیویں شیر بیٹھا مل بیلا ھُو
ہاتھی مست سندوری وانگوں، کردا پیلا پیلا ھُو
پیلے دا وسواس نہ کریئے باھُوؒ، پیلے باجھ نہ ہوندا میلا ھُو

عشق نے میرے دل میں ایسا ڈیرہ لگایا ہے جیسے شیر جنگل پر قبضہ کرلیتا ہے اور خون خوار شہباز کی مانند میرا خون پی رہا ہے اور اس نے میرے دِل سے اللہ کی محبت کے علاوہ ہر محبت کو اس طرح جلا ڈالا ہے جس طرح مست ہاتھی یلغار کر کے ہر شے کو برباد کر دیتا ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کی یلغار کی فکر نہیں کرنی چاہیے اور نہ خوف زدہ ہونا چاہیے کیونکہ عشق کی اس یلغار کے بغیر وصالِ الٰہی نصیب نہیں ہوسکتا۔

❁ دُدّھ تے دہی ہر کوئی رِڑکے، عاشق بھاہ رِڑکیندے ھُو
تن چٹورا مَن مدھانی، آہیں نال ہلیندے ھُو
دُکھاں دا نیترا کڈھے لشکارے، غماں دا پانی پیندے ھُو
نام فقیر تنہاں دا باھُوؒ، جیہڑے ہڈاں چوں مکھن کڈھیندے ھُو

اس بیت میں آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ طالبِ دنیا تو راحت پسند اور آرام پسند ہیں کہ دودھ اور دہی بلوتے ہیں مگر عاشق وصالِ محبوب کے لئے اپنے جسم کے برتن میں دِل کی مدھانی سے آتشِ عشق بلوتے ہیں اور دکھوں اور غموں کی رسی کو مدھانی میں ڈال کر آہوں اور سسکیوں سے اسے کھینچتے ہیں اور ساتھ ساتھ آنسوؤں کا پانی بھی اس میں شامل کرتے رہتے ہیں۔ فقیرِ کامل تو وہ ہیں جو اپنے تن کی ہڈیوں سے معرفتِ الٰہی کا مکھن نکالتے ہیں۔

Marfat.com

درد منداں دیاں آہیں کولوں، پہاڑ پتھر دے جھڑ دے ھُو
درد منداں دیاں آہیں کولوں، بھج نانگ زمین وِچ وڑدے ھُو
درد منداں دیاں آہیں کولوں، آسمانوں تارے جھڑ دے ھُو
درد منداں دیاں آہیں کولوں باھُوؒ، عاشق مول نہ ڈر دے ھُو

حق تعالیٰ کے عاشق نے عشق کی امانت کو قبول کر لیا ہے جس کو زمین اور آسمان کی کوئی شے بھی اٹھانے کو تیار نہ تھی۔ اُس امانت نے ان کی یہ حالت کر دی ہے کہ ان عاشقانِ حقیقی کی آہ سے پتھر ریزہ ریزہ ہو جاتے ہیں، سانپ دوڑ کر زمین میں گھس جاتے ہیں اور آسمان سے تارے ریزہ ریزہ ہو کر گر جاتے ہیں لیکن اس عاشقانہ آہ وزاری سے صرف عاشقِ ذات نہیں ڈرتے کیونکہ وہ خود دیدارِ ذات کے انوار و تجلیات کے مشاہدہ میں مصروف ہیں اور ہر لمحہ ھل من مزید کا نعرہ بلند کرتے رہتے ہیں۔

ذِکر فِکر سب اُرے اُریرے، جاں جان فِدا ناں فانی ھُو
فدا فانی تنہاں نوں حاصل، جیہڑے وَسّن لامکانی ھُو
فدا فانی اُونہاں نوں ہویا، جنہاں چکھی عشق دِی کانی ھُو
باھُوؒ ھُو دا ذِکر سڑیندا ہر دَم، یار نہ ملیا جانی ھُو

ذکر فکر تو سب معمولی باتیں ہیں اصل تو جان کو فدا اور فنا کرنا مقصود ہے اور فنا فی ذات تو وہ عارفِ کامل ہیں جو بقا باللہ ہو کر لامکان میں جا بستے ہیں اور انہوں نے یہ بلند مرتبہ اور مقام تیرِ عشق سے گھائل ہو کر حاصل کیا ہے۔ سلطان الاذکار ھُو کے ذِکر سے محبوبِ حقیقی کو پا لینے کی طلب میں اور شدت سے اضافہ ہو رہا ہے اور جب تک محبوبِ حقیقی نہیں ملتا اس کا فراق ہر دم تڑپاتا رہتا ہے۔

راتیں نین رَت ہنجوں روون، تے ڈِیہاں غمزہ غم دا ھُو
پڑھ توحید وڑیا تن اندر، سُکھ آرام ناں سَمدا ھُو
سَر سُولی تے چا ٹنگیونے، ایہو راز پرم دا ھُو
سِدھا ہو کوہیوے باھُوؒ، قطرہ رہے ناں غم دا ھُو

عشق ''اسمِ اَللّٰہُ ذات'' کی صورت میں عاشقوں کے دِل میں ڈیرہ جما چکا ہے اور محبوب کا یہ راز رات کو خون کے آنسو رُلاتا ہے اور دِن کو غم سے گھائل رکھتا ہے۔ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے توحید کا یہ راز جب سے باطن کے اندر ظاہر ہوا ہے ایک پل بھی آرام اور سکون نہیں ہے توحید کے اسی راز کو ظاہر کرنے پر منصور حلاجؒ کو سولی پر چڑھا دیا

Marfat.com

گیا۔ اسے ظاہر کرنا عشق کے اصول کے خلاف ہے لہٰذا اسے ظاہر نہیں کرنا چاہیے خواہ سولی پر لٹکا دیا جائے۔ اصولِ عشق تو یہی ہے کہ رازِ عشق کو سینے میں چھپا کر ہر لحہ ذبح ہوتے اور سولی پر لٹکتے رہنا چاہیے اور یہی تسلیم ورضا ہے۔ جب رضا حاصل ہوتی ہے تو غم اور اندیشہ ختم ہو جاتا ہے۔

رات اندھیری کالی دے وِچ، عشق چراغ جلاندا ھُو
جیندی سِک توں دِل چا نیوے، توڑے نہیں آواز سناندا ھُو
اَوجھڑ جھَل تے مارو بیلے، اِتھے دَم دَم خوف شیہاں دا ھُو
تھَل جَل جنگل گئے جھگیندے باھُوؒ، کامل نینہہ جنہاندا ھُو

نفس، دنیا اور شیطان کی صورت میں انسان پر مسلط اس کالی رات کو عشق ہی منور کرتا ہے اور عشق جب دل پر چھا جاتا ہے تو آواز تک نہیں آتی۔ راہِ معرفت کے سفر کے دوران ہوا و ہوس، خواہشاتِ نفسانی، صعوبتوں، پریشانیوں اور ظلمت و تاریکی کے گھٹا ٹوپ اندھیروں سے نجات حاصل کر کے وہی کامیاب و کامران ہوتے ہیں جن کا مرشد، کامل اور عشق صادق ہوتا ہے۔

رحمت اُس گھر وِچ وَسّے، جتھے بلدے دِیوے ھُو
عشق ہوائی چڑھ گیا فلک تے، کِتھے جہاز گھتیوے ھُو
عقل فکر دِی بیڑی نوں، چا پہلے پور بوڑیوے ھُو
ہر جا جانی دِسّے باھُوؒ، جت وَل نظر کچیوے ھُو

رحمتِ الٰہی اس دِل پر برستی ہے جہاں عشقِ الٰہی کے چراغ روشن ہو گئے ہوں۔ میرے عشق کا سمندر دریائے وحدت تک چلا گیا ہے اب جہاز کو وہاں کیسے لنگر انداز کیا جائے۔ عقل و فکر کی کشتی کو تو عشق کی راہ پر چلتے وقت ہی ڈبو دینا چاہیے۔ اب تو یہ حالت ہو گئی ہے کہ جدھر نظر اٹھائیں ہمیں ہر طرف ذاتِ حق تعالیٰ نظر آتی ہے۔

عشق مؤذّن دِتیاں بانگاں، کنیں بلبل پیوسے ھُو
خون جگر دا گڈھ کراہاں، وضو صاف کیتوسے ھُو
سن تکبیر فنا فی اللہ والی، مُڑن محال تھیوسے ھُو
پڑھ تکبیر تھیوسے واصل باھُوؒ، تداں شکر کیتوسے ھُو

ذاتِ حق نے روزِ ازل عشق کی اذان دی اور اذان کی یہ آواز جب ہمارے کانوں میں پڑی تو ہم نے اپنا خونِ

Marfat.com

جگر نکال کر اس سے وضو کیا پھر فنافی اللہ کی تکبیر سن کر نمازِ عشق سے واپس پھرنا ہمارے لئے محال ہو گیا۔ فنافی اللہ والی یہ تکبیر پڑھ کر ہم واصل ہو گئے اور اس مہربانی پر ہم نے محبوبِ حقیقی کا شکر ادا کیا۔

❀ عاشق دا دِل موم برابر، معشوقاں وَل کاہلی ھُو
طاماں ویکھ کے تُر تُر تکّے، جیوں بازاں دِی چالی ھُو
باز بے چارا کیونکر اُڈّے، پیریں پیوس دُوالی ھُو
جیں دِل عشق خرید نہ کیتا باھُوؒ، دُوہاں جہانوں خالی ھُو

عاشقوں (طالبانِ مولیٰ) کے دِل تو موم کی طرح نرم اور نازک ہوتے ہیں وہ معشوق (ذاتِ حق تعالیٰ) سے ملاقات کرنے کے لیے جلد باز ہوتے ہیں اور اس کے لیے ہر وقت بے چین اور بے سکون رہتے ہیں۔ وہ دیدارِ حق کے لیے حسرت بھری نگاہ سے فضل و کرم کے انتظار میں رہتے ہیں کیونکہ خود تو وہ بشری اور دنیاوی پابندیوں اور بندشوں میں جکڑے ہوتے ہیں اور راز کو آشکار نہیں کر سکتے۔ جس نے عشقِ ذات کا سودا نہ کیا وہ دونوں جہانوں میں خالی ہاتھ رہا۔

❀ عاشقاں ہِکّو وضو جو کیتا، روز قیامت تائیں ھُو
وِچ نماز رکوع سجودے، رہندے سنج صباحیں ھُو
اَیتھے اوتھے دوہیں جہانیں، سبھ فقر دِیاں جائیں ھُو
عرش کولوں سے منزل اَگے باھُوؒ، پیا کم تنہائیں ھُو

عاشقانِ ذات نے یومِ الست سے ہی روزِ قیامت تک عشق کا وضو کر لیا ہے اور دِن رات حضرتِ عشق کے در پر رکوع و سجود میں مشغول رہتے ہیں۔ دونوں جہانوں میں عزت و شرف صرف فقر کو حاصل ہے اسی لیے عاشقین کا مقام تو عرشِ معلّٰی سے بھی سینکڑوں کوس آگے ہے۔

❀ عشق دِی بازی ہر جا کھیڈی، شاہ گدا سلطاناں ھُو
عالم فاضل عاقل دَانا، کردا چا حیراناں ھُو
تنبو کھوڑ لتھا وِچ دِل دے، چا جوڑیوس خلوت خاناں ھُو
عشق اَمیر فقیر منیندے باھُوؒ، کیا جانے لوک بیگاناں ھُو

دنیا میں ہر مقام و مرتبہ کے لوگوں نے عشق کی بازی کھیلی ہے۔ یہ عشق بھی ایسا کھیل ہے جو عالموں، فاضلوں، عاقلوں اور داناؤں کو بھی حیران و پریشان کر دیتا ہے۔ اب اِسی عشق نے میرے دِل میں خیمہ لگا لیا ہے اور

Marfat.com

محبوب کے علاوہ ہر شے کو نکال کر اس کو خلوت خانہ بنا لیا ہے۔ عشقِ ذات کو کیا امیر اور کیا فقیر، سب تسلیم کرتے ہیں۔ مگر دلوں کے اندھے اس راز کو نہیں جانتے۔

عشق اسانوں لسیاں جاتا، لتھا مُل مہاڑی ھُو
ناں سووے ناں سون دیوے، جیویں بال رہاڑی ھُو
پوہ مانہہ دے وچ منگے خربوزے، میں کتھوں لے آواں واڑی ھُو
عقل فکر دیاں بھل گیاں گلاں باھُوؒ، جداں عشق وجائی تاڑی ھُو

عشقِ حقیقی اس کمزور اور ناتواں جان پر پورے زور و شور سے حملہ آور ہو چکا ہے اور اس نے وجود پر اس حد تک غلبہ پا لیا ہے کہ دیدارِ یار کی تڑپ میں نہ تو خود سوتا ہے اور نہ ہمیں سونے دیتا ہے اور راہِ عشق کی رسومات اور امتحانات کے بغیر ہی جلد از جلد وصال چاہتا ہے جبکہ یہ مقام اور منزل تو ابھی دور ہے لیکن جب عشقِ حق تعالیٰ نے ہمیں راہ دکھائی تو عقل اور فکر کو ہم نے چھوڑ دیا۔

عشق دی بھاہ ہڈاں دا بالن، عاشق بیہہ سکیندے ھُو
گھت کے جان جگر وِچ آرا، ویکھ کباب تلیندے ھُو
سرگردان پھرن ہر ویلے، خون جگر دا پیندے ھُو
عاشق ہوئے ہزاراں باھُوؒ، پر عشق نصیب کہیندے ھُو

عشق وہ آگ ہے جو معشوق کے علاوہ سب کچھ جلا دیتی ہے۔ اس آگ میں پڑ کر عاشق بھی آگ بن جاتا ہے۔ اس کی ہڈیاں جل رہی ہوتی ہیں اور اس کی جان و جگر اس آگ میں جل کر کباب ہو جاتے ہیں۔ یہ عاشقِ ذات ہر وقت وحشت و پریشانی میں سرگردان' بے چین و بے قرار رہتے ہیں مگر ان ہزاروں عاشقوں میں سے ذاتِ حق کا عشق (محبوبیت) کسی خوش نصیب کو ہی حاصل ہوتا ہے۔

عشق دیاں اَولڑیاں گلاں، جیہڑا شرع تھیں دُور ہٹاوے ھُو
قاضی چھوڑ قضائیں جاون، جد عشق طمانچہ لاوے ھُو
لوک ایانے متیں دیوَن، عاشقاں مَت ناں بھاوے ھُو
مُڑن محال تنہاں نوں باھُوؒ، جنہاں صاحب آپ بلاوے ھُو

عشق کی تو بات ہی نرالی ہے جو شریعت سے دور کر کے راہِ فقر پر گامزن کر دیتا ہے۔ عشق کی یہ آگ اگر کسی مفتی'

Marfat.com

قاضی یا عالم کو لگ جائے تو وہ اپنے مراتبِ علم و فضل چھوڑ کر عاشقوں کی بھیڑ میں شامل ہو جاتے ہیں۔ دل کے اندھے عاشقوں کو ترکِ عشق کی نصیحتیں کر کے عبادت و ریاضت کے آسان راستے پر چلنے کی تلقین کرتے ہیں مگر عاشقوں کو یہ نصیحتیں ایک آنکھ نہیں بھاتیں۔ جن کو مالکِ حقیقی خود اپنے عشق میں مبتلا کرے ان کا اِس راہ سے واپس جانا محال ہے۔

عاشق شوہدے دِل کھڑایا، آپ وی نالے کھڑیا ھُو
کھڑیا کھڑیا ولیا ناہیں، سنگ محبوباں دے رَلیا ھُو
عقل فِکر دیاں سب بُھل گیاں، جد عشقے نال جا مِلیا ھُو
میں قربان تنہاں توں باھُوؒ، جنہاں عشق جوانی چڑھیا ھُو

عاشق بیچارے نے پہلے تو عشق میں دل گم کر دیا۔ اس کے بعد خود بھی عشقِ محبوب میں گم ہو گیا اور ایسا گم ہوا کہ پھر واپس نہیں آیا اور گروہِ محبوبین میں شامل ہو گیا۔ جب سے عشق سے ملاقات ہوئی ہے سب عقل و فکر بھول چکا ہے۔ اے باھُوؒ! میں ان کے قربان جاؤں جن کا عشق اپنی انتہا کو پہنچ گیا اور انہوں نے محبوب کو پا لیا۔

غوث قطب سب اُورے اُوریے، عاشق جان اگیرے ھُو
جِس منزل تے عاشق پہنچن، اُوتھے غوث نہ پاون پھیرے ھُو
عاشق وِچ وصال دے رہندے، جنہاں لامکانی ڈیرے ھُو
میں قربان تنہاں توں باھُوؒ، جنہاں ذاتوں ذات بسیرے ھُو

جو منزل اور مقام حق تعالیٰ کی بارگاہ میں عاشق (ذات) کا ہے اس مقام اور منزل تک غوث و قطب کا گزر تک نہیں ہے۔ عاشقانِ ذات نے ''لامکان'' میں ڈیرے لگائے ہوئے ہیں اور ہمیشہ وصالِ ذات میں رہتے ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اِن عاشقوں کے قربان جاؤں جو اپنی ہستی کو ختم کر کے ذاتِ حق میں فنا ہو چکے ہیں۔

گند ظلمات اَندھیر غباراں، راہ نیں خوف خطر دے ھُو
مکھ آبِ حیات منور چشمے، اُوتے سائے زلف عنبر دے ھُو
مکھ محبوب دا خانہ کعبہ، جِتھے عاشق سجدہ کر دے ھُو
دو زُلفاں وِچ نین مصلّے، جِتھے چاروں مذہب مِلدے ھُو

Marfat.com

مثل سکندر ڈھونڈن عاشق، اِک پلک آرام نہ کر دے ھُو
خضر نصیب جنہاں دے باھُوؒ، اوہ گھُٹ اُوتھے جا بھر دے ھُو

عشق کا راستہ بڑا خطرناک، کٹھن اور ظلمات سے ہو کر گزرتا ہے جہاں ہر قدم پر خوف کے سائے ہیں۔ نفس، دنیا اور شیطان اِس راہ کے راہزن ہیں لیکن مرشدِ کامل نے مجھے حقیقت سے روشناس کرا دیا ہے۔ میرے مرشد کا چہرۂ انور آبِ حیات کا منور سرچشمہ اور دِلوں کا کعبہ ہے اور یہ عاشقوں کی سجدہ گاہ ہے۔ جب میرے مرشد کی نگاہ سے میرے دِل سے حجابات دور ہوئے تو پتہ چلا کہ اصل دین تو وصالِ الٰہی ہے اور یہیں پر چاروں فقہ حنفی، مالکی، حنبلی اور شافعی یکتا ہو جاتے ہیں اور جو صادق عاشق ہیں وہ میرے مرشد کی مجلس کی تلاش میں بے قرار رہتے ہیں اور اِس کے لیے ہر لمحہ جدوجہد اور کوشش میں مصروف رہتے ہیں اور جنہیں یہاں سے آبِ حیات کا ایک قطرہ پینے کو مل گیا انہوں نے حیاتِ جاودانی حاصل کر لی۔

گودڑیاں وِچ جال جنہاں دِی، اوہ راتیں جاگن اَدھیاں ھُو
سِک ماہی دِی ٹِکن نہ دیندی، لوک اَنّھے دیندے بدیاں ھُو
اندر میرا حق تپایا، اساں کھُلیاں راتیں کڈھیاں ھُو
تَن تھیں ماس جُدا ہویا باھُوؒ، سوکھ جھلارے ہڈیاں ھُو

عاشقِ ذات آدھی رات تک بیدار رہ کر دیدار کی طلب میں تڑپتے رہتے ہیں۔ محبوبِ حقیقی کا عشق انہیں چین نہیں لینے دیتا لیکن دل کے اندھے لوگ ان کی حالت سمجھنے سے قاصر ہیں اور ان کو اس حالت میں دیکھ کر لعنت ملامت کرتے رہتے ہیں۔ عشق نے میرے اندر اتنا درد، تڑپ، بے چینی اور بے قراری پیدا کر دی ہے کہ اسی بے چینی اور بے قراری میں کھڑے کھڑے راتیں گزار دیں۔ اسم اَللّٰہُ ذات کے تصور کی آگ سر سے لے کر پاؤں تک مغز، گوشت، دل، رگ وجان وغیرہ کو اس طرح جلا دیتی ہے کہ ہڈیوں سے گوشت الگ ہو جاتا ہے، لیکن عاشقوں کی یہ حالت ظاہری آنکھوں والے نہیں دیکھ سکتے۔

گیا اِیمان عشقے دے پاروں، ہو کر کافر رہیے ھُو
گھت زُنّار کُفر دا گل وِچ، بُت خانے وِچ بہیے ھُو
جس جا جانی نظر نہ آوے، اُوتھے سجدا مول نہ دَیئے ھُو
جاں جاں جانی نظر نہ آوے، باھُوؒ کلمہ مول نہ کہیے ھُو

Marfat.com

ایمان کی حقیقت کا نقطۂ عروج عشق ہے۔ اگر عشق کی وجہ سے ایمان چلا جائے تو عشق کو ترک کرنے کی بجائے کافر ہو کر رہنا ہی بہتر ہے کیونکہ وصالِ الٰہی عشق سے حاصل ہوتا ہے اگر وصالِ الٰہی کے لیے کفر کا زنار گلے میں ڈال کر بت خانے میں بھی بیٹھنا پڑے تو ہچکچانا نہیں چاہیے اور جس جگہ ذاتِ حق تعالیٰ نظر نہ آئے وہاں سجدہ ہرگز نہیں کرنا چاہیے اور جہاں اللہ تعالیٰ کا دیدار نہ ہو وہاں کلمہ ہرگز نہیں پڑھنا چاہیے۔

❁ لَہٗ ھُو غیری دھندے، ہِک پَل مول نہ رہندے ھُو
عشق نے پٹے رُکھ جڑھاں تھیں، اِک دَم ہول نہ سہندے ھُو
جیہڑے پتھر وانگ پہاڑاں آہے، اوہ لُون وانگوں گل وَہندے ھُو
عشق سوکھالا جے ہوندا باھُوؒ، سبھ عاشق ہی بن بہندے ھُو

جب عشق کی تپش سے دیدارِ حق تعالیٰ حاصل ہو جاتا ہے تو ذکرِ لَہٗ ھُو کی بھی احتیاج نہیں رہتی یعنی طالبِ مولیٰ محوِ دیدار ہو جاتا ہے یہاں ذکر فکر ختم ہو جاتا ہے۔ عشق تو ایسی آندھی ہے جس نے دِلوں سے مضبوط ارادوں اور دوسرے عقائد کے مضبوط درختوں کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا اور اپنا بسیرا کر لیا۔ عشق سے پہاڑوں کے سنگین پتھروں جیسے مرد بھی نمک کی طرح پگھل جاتے ہیں لیکن یہ بھی حقیقت ہے اگر عشقِ حقیقی اتنا ہی آسان ہوتا تو ہر کوئی عاشق بن کر بیٹھ جاتا۔

❁ لوہا ہوویں پیا کٹیویں، تاں تلوار سڈیویں ھُو
کنگھی وانگوں پیا چریویں، تاں زُلف محبوب بھریویں ھُو
مہندی وانگوں پیا گھوٹیویں، تاں تلی محبوب رنگیویں ھُو
وانگ کپاہ پیا پنجیویں، تاں دستار سڈیویں ھُو
عاشق صادِق ہوویں باھُوؒ، تاں رَس پریم دِی پیویں ھُو

اس بیت میں سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ راہِ عشق میں پیش آنے والے امتحانات اور آزمائشوں کا ذکر مثالوں اور تشبیہات کے ذریعے واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: لوہے کو گرم کر کے کوٹا جاتا ہے تو تلوار بنتی ہے۔ جب لکڑی اپنا سینہ چروا کر کنگھی بنتی ہے تو تب محبوب کی زلف کو چھونے کی سعادت حاصل کرتی ہے۔ مہندی پتھر پر پسنے کے بعد ہی محبوب کی تلیوں کی زینت بنتی ہے اور کپاس پنجہ مشین میں سے گزر کر دستار بنتی ہے اور محبوب کے سر پر سجتی

Marfat.com

ہے۔اے طالب! اگر تُو عاشق صادق ہے اور وصالِ حق تعالیٰ چاہتا ہے تو مشکلات' آزمائشوں اور مصائب کا سامنا کرنے کے بعد ہی وصالِ الٰہی نصیب ہوگا۔

❁ ناں اوہ ہندو ناں اوہ مومن، ناں سجدہ دین مسیتی ھُو
دَم دَم دے وِچ ویکھن مولیٰ، جنہاں قضا نہ کیتی ھُو
آہے دانے تے بنے دیوانے، جنہاں ذات صحی وَنج کیتی ھُو
میں قربان تنہاں توں باھُوؒ، جنہاں عشق بازی چُن لیتی ھُو

عاشقانِ ذات کا دین تو عشق ہوتا ہے وہ نہ تو ہندو اور نہ ہی رسمی مومنوں کی طرح ہوتے ہیں اور نہ ہی خشک زاہدوں اور ظاہری عابدوں کی طرح مساجد میں سربسجود رہتے ہیں۔عاشق تو دین کی اصل حقیقت کو جاننے والے ہوتے ہیں اور ہر دم اور ہر لحہ دیدارِ الٰہی میں محو رہتے ہیں۔وہ وقتی تو بہت دور کی بات ہے دائمی نماز بھی قضا نہیں کرتے۔جو دانا لوگ عشق کے میدان میں داخل ہوئے وہ معرفتِ الٰہی حاصل کر کے لوگوں کی نظر میں دیوانے ہو چکے ہیں۔اے باھُوؒ! میں ان لوگوں کے قربان جاؤں جنہوں نے دنیا اور عقبیٰ کو ترک کر کے عشق کے میدان کو چن لیا ہے۔

❁ ہر دم شرم دِی تند تروڑے، جاں ایہہ چھوڑک بلّے ھُو
کچرک بالاں عقل دا دِیوا، مینوں برہوں انھیری جُھلّے ھُو
اُجڑ گیاندے بھیت نیارے، لکھ لعل جواہر رُلّے ھُو
دھوتیاں داغ نہ لہندے باھُوؒ، جیہڑے رنگ مجیٹھی دُھلّے ھُو

جب دِل عشقِ ذات میں مبتلا ہوتا ہے تو ہر حد توڑ کر بے باک اور نڈر بنا دیتا ہے۔میں کب کب عشق کا چراغ روشن رکھوں میرے دِل میں تو فراقِ یار کی آندھیاں چل رہی ہیں۔راہِ عشق کے بھی بھید نرالے ہیں لاکھوں لعل وجواہر (یعنی طالبانِ مولیٰ) دنیا سے اپنے آپ کو چھپائے بیٹھے ہیں اور جن پر عشق کا پختہ رنگ چڑھ چکا ہے وہ اترنہیں سکتا خواہ کتنی ہی کوشش کر لی جائے۔

حضرت سخی سلطان باھُوؒ کی تعلیمات کے مطابق عشق وہ روحانی جذبہ ہے جو مخلوق کو خالق سے ملا دیتا ہے۔یہ عشق ہی ہے جسکی بنا پر انسان اپنی نفسانی کدورتوں' شیطانی وہمات اور کبیرہ وصغیرہ گناہوں سے کنارہ کش ہو کر اللہ کی ذات میں فنا ہو جاتا ہے اور عشقِ حقیقی (اللہ تعالیٰ سے عشق) کی ابتدا عشقِ مجازی (مرشد سے عشق) سے ہوتی ہے۔

Marfat.com

عاشق کی انتہا "مرتبہ معشوق"

عاشق کی انتہا مرتبہ معشوق (محبوب) ہے۔

عشق کی انتہا یہ ہے کہ عاشق عشق کرتے کرتے معشوق بن جاتا ہے اور معشوق عاشق بن جاتا ہے۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ نور الہدیٰ کلاں میں فرماتے ہیں:

❁ مرتبہ فقر اصل میں مرتبہ معشوق ہے۔ عشق کی انتہا یہ ہے کہ عاشق عشق کرتے کرتے معشوق بن جاتا ہے اور معشوق عاشق بن جاتا ہے معشوق کو جس چیز کی خواہش ہو عاشق اسے مہیا کر دیتا ہے بلکہ معشوق کے دِل میں جو بھی خیال گزرتا ہے اس کی خبر عاشق کو ہو جاتی ہے اور وہ معشوق کی خواہش کو ایک ہی نگاہ میں پورا کر دیتا ہے۔

❁ خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے　　خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

❁ چوں تمام افتد سراپا ناز می گردد نیاز　　قیس را لیلیٰ همی نامند در صحرائے من

ترجمہ: جب عشق کمال کو پہنچ جاتا ہے تو وہ سراپا ناز (محبوب) کی صورت اختیار کر لیتا ہے' چنانچہ میرے صحرائے عشق میں قیس کو لیلیٰ کہا جاتا ہے۔ یعنی عاشق کا عشق جب کمال کو پہنچ جاتا ہے' تو عاشق گویا خود معشوق بن جاتا ہے' بقول بلھے شاہ رحمتہ اللہ علیہ:

❁ رانجھا رانجھا کردی نی میں آپے رانجھا ہوئی　　آکھونی مینوں دھید ورانجھا ہیر نہ آکھے کوئی

علم، عقل اور عشق

عقل کا منبع دماغ اور عشق کا مرکز دِل ہے اور دِل میں اللہ تعالیٰ کی جلوہ گری ہے اور پھر تمام دنیاوی علوم کی بنیاد عقل اور خرد پر ہے اور یہ سب علوم عقل ہی کی بدولت حاصل کیے جاتے ہیں تو بدلے میں یہ عقل وخرد میں اضافہ بھی کرتے ہیں۔ انسانی عقل اور اس کا علم محدود ہے۔ عقل اور اس کی بِنا پر حاصل علم ہمیں زمان ومکان کی

Marfat.com

حدود سے باہر نہیں لے جاسکتا اور عقل اور علم کی بنا پر ہمیں اللہ تعالیٰ کی پہچان حاصل نہیں ہوسکتی جب ہم علم اور عقل کی حدود پار کر کے عشق کی حدود میں داخل ہوتے ہیں تو عشق تمام حدود پار کر کے ہمیں ''لامکان'' تک پہنچا دیتا ہے۔

❁ مولانا رومؒ کا قول ہے کہ ''ہم عشقِ اللہ کو علم وعقل سے بیان نہیں کر سکتے''۔

مولانا رومؒ فرماتے ہیں:

❁ عِشق آمد عقل خود آوارہ شُد شمس آمد شمعِ خود بیچارہ شُد

ترجمہ: عشق آ گیا تو عقل بے چاری بے کار ہوگئی جیسے سورج نکلا تو شمع کی ضرورت نہ رہی۔

❁ رہ عقل جُز پیچ در پیچ نیست رہِ عاشقاں جُز خدا ہیچ نیست

ترجمہ: عقل کا راستہ بہت پیچیدہ اور مشکل ہے اور عاشقوں کا راستہ خدا کے سوا کچھ نہیں۔

❁ خواجہ حافظ فرماتے ہیں:

''حکایتِ عشق حرف وآواز سے بری وبالا ہے''۔

''عشقِ اللہ سے سرشار اور مست انسان اپنی دید کے نظارہ سے بڑے سے بڑے عالم وفاضل کو بھی دیوانہ بنا دیتا ہے دیوانِ شمس تبریز میں ہے کہ گرچہ تو علمیت میں افلاطون ولقمان بھی ہو میں تجھے اپنی دید کے ایک ہی جلوہ سے نادان بنا دوں گا''۔

گر تُو افلاطون و لقمان بہ علم من بہ یک دِیدار نادانت کُنم

❁ حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: علم اور عقل عشقِ الٰہی کی راہ کی بڑی کمزوری ہے عشقِ الٰہی میں وہ لُطف وسرور ہے اگر کسی جید عالم کو اس کا ذرہ سا مزہ مل جائے تو وہ تمام علمیت بھول کر عشقِ الٰہی میں گُم ہو جائے۔ آپؒ ایک پنجابی بیت میں فرماتے ہیں:

عشق سمندر چڑھ گیا فلک تے، کتول جہاز کچیوے ھُو
عقل فکر دِی ڈونڈی نوں، چا پہلے پور بوڑیوے ھُو
کڑکن کپڑ پوون لہراں، جَد وحدت وِچ وڑیوے ھُو
جس مرنے تھیں خلقت ڈردی باھُوؒ، عاشق مرے تاں جیوے ھُو

عشق کا دریا چڑھ کر وحدت کے بحرِ بیکراں تک پہنچ گیا ہے۔ فقر تو محض عشق کی راہ ہے اس میں عقل کا کیا کام۔

Marfat.com

اس لئے عقل وفکر کی ناکارہ کشتی کو پہلے دن ہی ڈبو کر اس سے نجات حاصل کر لینی چاہیے۔ طالب جب دریائے وحدت میں داخل ہوتا ہے تو تکالیف' مشکلات اور مصائب کا سامنا تو کرنا ہی پڑتا ہے اور جس موت سے خلقت ڈرتی ہے عاشق کو اِسی موت کے بعد حیاتِ ابدی نصیب ہوتی ہے۔

❁ علامہ اقبالؒ عقل اور عشق کے متعلق فرماتے ہیں:

گزر جا عقل سے آگے کہ یہ نور
چراغِ راہ ہے منزل نہیں ہے

❁ تازہ مرے ضمیر میں معرکۂ کُہن ہوا
عشق تمام مصطفیؐ، عقل تمام بولہب

❁ عقل عیار ہے، سو بھیس بنا لیتی ہے
عشق بے چارہ نہ مُلّا ہے' نہ زاہد' نہ حکیم

عقل نفع ونقصان کا حساب رکھتی ہے' لیکن عشق ان باتوں سے ماوراء ہے:

❁ بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق
عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی

❁ صدقِ خلیلؑ بھی ہے عشق، صبرِ حسینؓ بھی ہے عشق
معرکۂ وجود میں بدر و حنین بھی ہے عشق

علم اور عشق کا تجزیہ کرتے ہوئے آپؒ فرماتے ہیں۔

❁ علم نے مجھ سے کہا عشق ہے دیوانہ پن
عشق نے مجھ سے کہا علم ہے تخمین و ظن

بندۂ تخمین و ظن! کرمِ کتابی نہ بن
عشق سراپا حضور' علم سراپا حجاب!

عشق کی گرمی سے معرکۂ کائنات
علم مقامِ صفات' عشق تماشائے ذات

عشق سکون و ثبات' عشق حیات و ممات
علم ہے پیدا سوال' عشق ہے پنہاں جواب!

عشق کے ہیں معجزات سلطنت وفقر و دیں
عشق کے ادنیٰ غلام صاحبِ تاج و نگیں

عشق مکان و مکیں' عشق زمان و زمیں
عشق سراپا یقین اور یقین فتحِ باب

شرعِ محبت میں ہے عشرتِ منزل حرام
شورشِ طوفاں حلال' لذتِ ساحل حرام

عشق پہ بجلی حلال' عشق پہ حاصل حرام
علم ہے ابن الکتاب' عشق ہے اُمّ الکتاب

❁ عشق کی تیغ جگردار اڑا لی کس نے
علم کے ہاتھ میں خالی ہے نیام اے ساقی

(عالم عشق کی تیغ گم کر چکے ہیں اب صرف اُن کے پاس خالی نیام باقی ہے۔)

علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ اپنے فارسی کلام میں بھی علم وعقل کو ہی عشق کی راہ کی رکاوٹ قرار دیتے ہیں۔

❁ عشق صید از زورِ بازو افگند
عقل مکار است و دامے می زند

عقل را سرمایہ از بیم و شک است
عشق را عزم و یقیں لاینفک است

Marfat.com

آں کند تعمیر تا ویراں کند   ایں کند ویراں کہ آباداں کند
عقل چوں باد است ارزاں در جہاں   عشق کمیاب و بہائے او گراں

ترجمہ: عشق اپنے بازو کی قوت سے شکار کرتا ہے' لیکن عقل فطرتاً مکار ہے اور وہ مکروفریب کے جال پھیلاتی رہتی ہے۔ عقل کا سارا سرمایہ خوف اور شک وشبہ ہے۔ اس کے برعکس عشق سے عزم اور یقین جدا ہو ہی نہیں سکتے۔ عقل جو تعمیر کرتی ہے اس کا نتیجہ ویرانی ہوتا ہے' لیکن عشق اس غرض سے ویران کرتا ہے کہ اسے مستقل طور پر آباد کر دے (یہاں پر مرشد کی اس صفت کی طرف اشارہ ہے جہاں وہ طالب کی پرانی شخصیت کو ختم کر کے اُسے نئے انداز سے تراشتا ہے)۔ عقل کی تعمیر میں تخریب کا پہلو ہوتا ہے جبکہ عشق کا معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ عقل اس دنیا میں ہوا سے بھی زیادہ سستی ہے۔ عشق بہت کم یاب ہے اور اس کی قیمت بہت زیادہ ہے۔

❁ عقل محکم از اساسِ چون و چند   عشق عریاں از لباسِ چون و چند
عقل میگوید کہ خود را پیش کن   عشق گوید امتحانِ خویش کن
عقل با غیر آشنا از اکتساب   عشق از فضل است و باخود در حساب
عقل گوید شاد شو، آباد شو   عشق گوید بندہ شو، آزاد شو

ترجمہ: عقل چون وچنانچہ کی بنیاد پر مستحکم ہوتی ہے' عشق چوں وچنانچہ کا روادار ہو ہی نہیں سکتا وہ اس لباس سے عاری ہے۔ عقل کہتی ہے کہ اپنے آپ کو آگے بڑھا یعنی دولت' عزت' حکومت اور شہرت حاصل کر' عشق کہتا ہے کہ آگے بڑھانے کا کیا مطلب؟ اپنے آپ کو آزمانا چاہیے۔ عقل کا سارا زور خودنمائی پر ہے جبکہ عشق اپنا محاسبہ خود کرتا ہے۔ عقل کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ کسب سے حاصل کی جاتی ہے اور مشق سے بڑھ سکتی ہے' دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اسے غیر سے آشنائی پیدا کرنے میں تامل نہیں ہوتا (بشرطیکہ کوئی فائدہ پہنچنے کی امید ہو) اس کے برعکس عشق صرف خدا کے فضل پر موقوف ہے۔ غیر سے اسے کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔ وہ ہر وقت اپنے ہی حساب اور جانچ پڑتال میں مصروف رہتا ہے۔ (وہ عقل کی طرح دوسروں کا محتاج نہیں) بلکہ وہ اپنا جائزہ آپ لے لیتا ہے۔ عقل انسان کو یہ پیغام دیتی ہے کہ راحت وشادمانی حاصل کرو اور مزے کی زندگی گزارو اور اس کے برعکس عشق یہ کہتا ہے کہ اللہ کے بندے بن جاؤ اور ماسویٰ اللہ کے ہر محکومی اور غلامی سے آزاد ہو جاؤ۔

❁ پیامِ مشرق میں آپؒ عقل وعشق کا موازنہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

۱۔ عقلے کہ جہاں سوزد' یک جلوۂ بے باکش   از عشق بیاموزد آئینِ جہاں تابی
۲۔ عشق است کہ در جانت ہر کیفیت انگیزد   از تاب و تبِ رومیؒ تا حیرتِ فارابی

Marfat.com

۳۔ ایں حرفِ نشاط آور می گویم و می رقصم — از عشق دل آساید با ایں ہمہ بیتابی
۴۔ ہر معنی پیچیدہ در حرف نمی گنجد — یک لحظہ بدل درشو شاید کہ تو دریابی

۱۔ وہ عقل جو اپنے ایک بے خوف جلوے سے دنیا جلا ڈالتی ہے‘ دنیا کو روشن کرنے کا اصول عشق سے سیکھتی ہے۔ علامہؒ نے اپنے بیشتر اشعار میں عقل پر عشق کی برتری کو مختلف صورتوں میں بیان کیا ہے۔ اس شعر میں عقل کو تخریب کی اور عشق کو تعمیر کی علامت بتایا گیا ہے۔ ۲۔ یہ عشق ہی ہے‘ جو تیری جان میں ہر کیفیت پیدا کرتا ہے‘ چنانچہ رومی رحمتہ اللہ علیہ کی عاشقانہ تڑپ اور ان کے سوز و گداز سے لے کر فارابی کی حیرت تک سبھی عشق کی کارفرمائیاں ہیں۔ اسی کیفیت نے ان عظیم ہستیوں کی بقا کا سامان کیا ہے۔ ۳۔ میں جب یہ نشاط آور لفظ (عشق) کہتا یا ادا کرتا ہوں تو میں وجد میں آ جاتا ہوں (مجھ پر وجد طاری ہو جاتا ہے) کیونکہ عشق ہی کی بدولت دل اپنی تمام تر بے قراری کے باوجود سکون واطمینان پاتا ہے۔ ۴۔ ہر الجھا ہوا معنی الفاظ کی وساطت سے واضح نہیں کیا جا سکتا تو کچھ دیر کے لیے اپنے دل میں ڈوب جا شاید تو اس صورت میں عشق کی کیفیت وحقیقت کو سمجھ لے۔ مطلب یہ کہ عشق کی رمز وحقیقت بڑی گہری ہے جو اسی وقت واضح اور روشن ہو سکتی ہے‘ جب دل عشق سے آشنا ہو جائے یا جب انسان جذبہ عشق سے سرشار ہو جائے۔

❁ عقل او را سوئے جلوت می کشد — عشق او را سوئے خلوت می کشد

عقل اس (انسان کو) کو جلوت (صفات) کی طرف کھینچتی ہے۔ جب کہ عشق اسے (طالب کو) خلوت (ذات) کی طرف کھینچتا ہے۔ گویا صفات کی جلوہ گری نے انسان میں عقل وعشق کو پیدا کر دیا۔ عقل اسے باہر کی دنیا کی طرف توجہ کرنے کو کہتی ہے‘ جبکہ عشق انسان کو اپنے باطن کی دنیا کی طرف متوجہ کرتا ہے‘ یا اسے اپنے باطن کی سیر کرنے کو کہتا ہے۔ یہ ’’سیر الی اللہ‘‘ ہے جبکہ عقل والی سیر ’’آفاقی‘‘ ہے۔

عشقِ حقیقی کیا ہے؟ اس کو سادہ الفاظ میں ہم یوں بیان کر سکتے ہیں:

- ❁ محبوب پر تمام پیاری اور محبوب چیزوں‘ رشتوں اور مال ومتاع کے نثار کرنے کا نام عشق ہے۔
- ❁ ہر چیز کو محبوب کے لیے خاص کر دینے کا نام عشق ہے۔
- ❁ محبوب کے لیے ترکِ آرام کا نام عشق ہے۔
- ❁ محبوب کے لیے ترکِ آسائش کا نام عشق ہے۔
- ❁ نفی دعویٰ کا نام عشق ہے۔
- ❁ نفی خواہشات کا نام عشق ہے۔

Marfat.com

- خلوصِ ارادت اور طلبِ صادق کا نام عشق ہے۔
- عشق خمار ہے اور اس خمار کا مداوا دیدارِ یار ہے۔
- محبوب پر جان نثاری کا نام عشق ہے۔
- عشق وہ ہے کہ شکوہ کو زبان پر' اعتراض کو دل میں' نقص کو آنکھ میں آنے کی اجازت نہ دے۔
- عشق عبودیت ہے۔
- عشق غلامی ہے۔
- عشق خود فراموشی ہے۔
- عشق وہ ہے جس کی ذلت عزت سے زیادہ محبوب ہوتی ہے۔
- عشق وہ ہے جہاں عزت و ذلت کے الفاظ کا استعمال ہی مفقود ہو جاتا ہے۔
- عشق وہ ہے کہ جفا و عطا کا اثر اسے کم و بیش نہیں کر سکتا۔

عشق کا کھیل ایسا ہی نرالا ہے جسے اللہ کے عشق میں بے چین و بے قرار' صادق دل طالب' عقل اور خرد کی حدود سے نکل کر اپنی زندگی اور مال و متاع داؤ پر لگا کر کھیلتے ہیں۔ اگر جذبے صادق ہوں تو مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری اور دیدارِ حق نصیب ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کی محنت کو رائیگاں نہیں جانے دیتا۔ یہ عشق ہی ہے جو دیدارِ حق تعالیٰ کا راستہ وا کرتا ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کی ماہیت کو سمجھنے کے لیے عقل کے ہزار ہا ہزار قافلے سنگسار ہو گئے لیکن اللہ تعالیٰ کو نہ پا سکے۔ فقراء نے عشق ہی کے راستہ سے دیدارِ حق تعالیٰ کی نعمت حاصل کی۔

Marfat.com

باب 7

مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت سخی سلطان باھُورحمۃ اللہ علیہ حیات النبی کے سختی سے قائل ہیں آپؒ فرماتے ہیں:۔

- ''پس جو شخص حیات النبی کا منکر ہے وہ کس طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا امتی ہوسکتا ہے وہ جو بھی ہے جھوٹا ہے وہ بے دین ومنافق ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے ''جھوٹا آدمی میرا اُمتی نہیں ہے۔'' (کلید التوحید کلاں)
- جسے حیات النبی کا اعتبار نہیں وہ ہر دو جہان میں ذلیل وخوار ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وہ شخص مردہ سمجھتا ہے جس کا دِل مردہ ہو اور اس کا سرمایہ ایمان ویقین شیطان نے لوٹ لیا ہو۔ (کلید التوحید کلاں)
- جو شخص اخلاص اور یقین کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں فریاد کرے تو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع لشکرِ صحابہؓ امام حسنؓ وامام حسینؓ تشریف لا کر ظاہری آنکھوں سے زیارت کراتے اور مدد فرماتے ہیں۔ (عقلِ بیدار)
- سن اگر کوئی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مُردہ سمجھتا ہے اور حیات النبی کا انکار کرتا ہے تو اس کا ایمان سلب ہو جاتا ہے۔ (عین الفقر باب پنجم)

علامہ اقبالؒ حیات النبی کے بارے میں فرماتے ہیں:

- میرا عقیدہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ ہیں اور اس زمانے کے لوگ بھی ان کی صحبت سے

Marfat.com

اسی طرح مستفیض ہو سکتے ہیں جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہوا کرتے تھے لیکن اس زمانے میں تو اس قسم کے عقائد کا اظہار بھی اکثر دماغوں پر ناگوار ہوگا اس واسطے خاموش رہتا ہوں (خط بنام نیاز الدین خاں۔ فتراکِ رسول۔7)

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ باطن میں دیدارِ الٰہی اور حضوریٔ مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دو ایسے انتہائی مقام ہیں کہ ان سے بلند مقام باطن میں اور کوئی نہیں ہے اور مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آج بھی اسی طرح موجود ہے جس طرح صحابہ کرامؓ کے دور میں تھی۔

حضرت سخی سلطان باھُوؒ کی شاید ہی کوئی تصنیف ایسی ہو جس میں ''مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم'' کا ذکر نہ کیا گیا ہو۔ ''راہِ حق'' میں یہ ایک ایسا مقام ہے جس میں طالبِ مولیٰ باطن میں مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دائمی حضوری سے مشرف ہو جاتا ہے اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس کی تربیت فرماتے ہیں اور باطن میں اسے معرفتِ الٰہیہ کے مراتب طے کراتے ہیں۔

بسم اللہ کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی ''تفسیرِ نعیمی'' میں لکھتے ہیں کہ ''حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ظاہری صورتِ مبارکہ اسمِ ذات ہے۔''

حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری اسمِ اَللّٰہُ ذات اور اسمِ مُحَمَّدْ کے تصور سے حاصل ہوتی ہے۔''

اس عبارت کی شرح اس طرح ہے کہ صحابہ کرامؓ کے لئے اسمِ اَللّٰہُ ذات حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ظاہری چہرہ مبارک تھا اور اسمِ مُحَمَّدْ آپ ﷺ کی ذات مبارک تھی۔ اب حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ تک رسائی کا طریقہ صرف اسمِ اَللّٰہُ ذات اور اسمِ مُحَمَّدْ کا تصور ہے بشرطیکہ یہ وہاں سے حاصل ہوا ہو جہاں پر اسے عطا کرنے کی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے باطنی طور پر اجازت ہو اور یہ بات طالب کو اسمِ اَللّٰہُ ذات کے تصور کے پہلے دن ہی معلوم ہو جاتی ہے کہ اس نے جہاں سے اسمِ اَللّٰہُ ذات یا اسمِ مُحَمَّدْ حاصل کیا ہے وہ مرشدِ کامل ہی کی بارگاہ ہے۔

- حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''رُخِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی زیارت سے تمام مرادیں پوری ہو جاتی ہیں اور حضوری غرق فنا فی اللہ بھی نصیب ہو جاتی ہے۔'' (کلید التوحید کلاں)
- حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری کیلئے

Marfat.com

ذکرِ احوال تک پہنچنا ضروری ہے جب تک طالبِ اللہ کا وجود چار ذکروں، چار مراقبوں اور چار فکروں سے برتن کی طرح پک نہیں جاتا وہ مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری کے قابل نہیں ہوتا۔

پہلا ذکر ''ذکرِ زوال'' ہے جس کو شروع کرتے ہی جملہ اعلیٰ وادنیٰ مخلوق ذاکر کی طرف رجوع کرتی ہے۔ بے شمار طالب، مرید اس ذکر کو اختیار کرتے ہیں لیکن آخر کار جب یہ ذکر اختتام کو پہنچتا ہے تو تمام طالب (مرید) رجعت کھا کر اس ذکر کو چھوڑ دیتے ہیں اور بیزار ہو کر پکار اُٹھتے ہیں "ایسے ذکر فکر سے سو بار ہماری توبہ"۔ صرف وہ طالبِ صادق اپنے حال پر قائم رہتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی انتہائی معرفت ووصال میں غرق ہو۔

دوسرا ذکر ''ذکرِ کمال'' ہے جس کو شروع کرتے ہی فرشتے ذاکر کی طرف رجوع کرنے لگتے ہیں اور کراماً کاتبین کے علاوہ دوسرے فرشتوں کے لشکر ذاکر کے اردگرد جمع ہو جاتے ہیں جو اسے نیک وبد کے الہامات دیتے ہیں اور اسے گناہوں سے باز رکھتے ہیں۔

جب یہ ذکر مکمل ہو جاتا ہے تو تیسرا ذکر ''ذکرِ وصال'' کھل جاتا ہے جو ذاکر کو مجلسِ انبیاء واولیاء میں پہنچا دیتا ہے اور جب یہ تیسرا ذکر ''ذکرِ وصال'' مکمل ہو جاتا ہے تو چوتھا ذکر ''ذکرِ احوال'' کھل جاتا ہے جس سے ذاکر تجلیاتِ نورِ ذات سے فیض یاب ہو کر مراتبِ فنا وبقا تک پہنچ جاتا ہے۔ ان اذکار سے گذرنے کے بعد ذاکر کا وجود مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری کے لائق ہو جاتا ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ آپؒ فرماتے ہیں: جس شخص کے دل کی نوری آنکھ کھل جاتی ہے اُسے مجلسِ محمدی (ﷺ) کی حضوری حاصل ہو جاتی ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ معرفت خدائی بھیدوں میں سے ایک بھید ہے جو عارفوں کو محمد مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہ سے حاصل ہوتا ہے۔ آپ (ﷺ) کی مجلس کی حضوری کے حالات یوں ہیں کہ جب آپ ﷺ ظاہر میں نفسانی لوگوں سے ملاقات کرتے ہیں تو اپنے نفسانی وجود کے ساتھ اُن سے گفتگو فرماتے ہیں اور جب آپ ﷺ باطن میں روحانیوں سے ملاقات کرتے ہیں تو اپنے روحانی وجود کے ساتھ اُن سے ہم کلام ہوتے ہیں اور جب آپ ﷺ اپنے لب مبارک ہلاتے ہیں تو اہلِ تحقیق عبرت وحیرت میں ڈوب جاتے ہیں۔ کیونکہ نفسانی بندہ سمجھتا ہے کہ آپ ﷺ اس سے مخاطب ہیں اور روحانی سمجھتا ہے کہ آپ ﷺ اس سے ہم کلام ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ آپ ﷺ اللہ سے ہم کلام ہوتے ہیں کیونکہ آپ ﷺ نے اپنے وجود میں نفس کو فنا کر رکھا ہے۔ جس سے نفس کا یار شیطان بہت پریشان ہے۔ جیسا کہ حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ میں تیس سال سے اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوں لیکن نفسانی لوگ سمجھتے ہیں کہ میں اُن سے ہم کلام ہوں اور

Marfat.com

روحانی سمجھتے ہیں کہ میں اُن سے مخاطب ہوں۔ (کلید التوحید کلاں)

الغرض! وردو وظائف اور اعمالِ ظاہر سے طالبِ اللہ باطن میں کبھی بھی مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری تک نہیں پہنچ سکتا خواہ عمر بھر ریاضت کرتا رہے کہ راہِ باطن صرف صاحبِ باطن مرشدِ کامل سے ہی حاصل ہوتی ہے۔

❁ جان لے اُمت پیروکار کو کہتے ہیں اور پیروکار وہ ہے جو قدم بقدم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نقشِ قدم پر چل کر خود کو ان کی مجلس میں پہنچائے۔ مجھے تعجب ہوتا ہے ان لوگوں پر جو راہِ حضوری نہیں جانتے لیکن نفس پرستی، خودنمائی اور کبر وہوا کے باعث عارفانِ باللہ سے طلب بھی نہیں کرتے۔ بھلا جو شخص نظرِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں منظور وحضور ہی نہیں وہ مومن، مسلمان، فقیر، درویش، عالم فقیہہ، پیروکار اور اُمتی کیسے ہوسکتا ہے؟ جان لے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ کی حضوری ہدایت کی جڑ ہے اور یہ ہدایت بدایت (ابتدا، بنیاد) میں ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ ''انتہا ابتدا کی طرف لوٹ جانے کا نام ہے۔'' ظہورِ حق کی ابتدا چونکہ نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ظہور سے ہوئی اور تمام مخلوق نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ظہور پذیر ہوئی اس لئے ''ابتدا'' نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی ہے، لہٰذا ابتدا نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک پہنچنا ہی انتہا ہے۔ یہی مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری ہے اور یہی سِرِّ ہدایت ہے۔ جو شخص اس کا قائل وطالب نہیں وہ گویا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اُمتی وپیروکار ہی نہیں۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ ''جس نے مجھے دیکھا بے شک اس نے حق کو دیکھا، بے شک شیطان میری مثل نہیں بن سکتا۔''

جان لے کہ باطن میں ہر وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں حاضر رہنے والا طالب اگر کسی دینی یا دنیوی کام کے لئے التماس کرتا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کی درخواست منظور فرما لیتے ہیں اور آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم اس کے لئے دعائے خیر فرما دیتے ہیں لیکن اس کے باوجود وہ کام نہیں ہوتا اس کی وجہ کیا ہے؟ اس طالب کو معلوم ہونا چاہیے کہ ابھی وہ کمال کو نہیں پہنچا، ابھی وہ ترقی کر رہا ہے اور طلب کے مشکل مرحلے میں ہے اس لئے باطن میں اسے اس کی درخواست کا نعم البدل عطا کر دیا جاتا ہے جو اس کے لئے باعثِ فرحت ہوتا ہے ترقی قرب کے اس مرتبے پر اسے مبارکباد ہو۔ اگر طالب جاہل ہے یا مردار دنیا کا طالب ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلسِ خاص میں طلبِ دنیا کا سوال کر دیتا ہے تو اس نالائق کو اس مجلسِ خاص سے نکال دیا جاتا ہے یا اس کا مرتبہ اعلیٰ سلب کر لیا جاتا ہے۔ جس طالب کا ظاہر باطن ایک ہو جائے اور وہ یکجائی کے مقام پر قائم

Marfat.com

رہے اور اس کے درجات میں ترقی نہ ہو تو وہ توحید میں غرق ہوتا ہے اور توحیدِ الٰہی ایسے ہی اہلِ توحید پر مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا دروازہ کھولتی ہے۔ (شمس العارفین)

❁ جو لوگ مجلسِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں حاضر ہو جاتے ہیں وہ یکبارگی ولی اللہ اور عارف باللہ کے مرتبے پر پہنچ جاتے ہیں یا یکبارگی انہیں مجذوب کے مراتب حاصل ہوتے ہیں۔ یا یکبارگی مراتبِ محمود کو پالیتے ہیں یا مراتبِ مردود تک پہنچ جاتے ہیں۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ مجلسِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دیکھنے میں کسی قسم کا شک وشبہ نہ کرے۔ کیونکہ یہ مجلسِ بہشت سرشت ہے۔ مجلسِ حضور میں نص' حدیث اور ذکر مذکور کا تذکرہ رہتا ہے۔ مجلسِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بعض محمود نیک خصلت بن جاتے اور بعض مردود ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ یہ کسوٹی ہے اس کے دیکھنے سے وجود کے اندر کا پوشیدہ کذب ظاہر ہو جاتا ہے اور طالبِ صادق جب اس مجلس کو دیکھتا ہے تو اس کا وجود سراسر نور ہو جاتا ہے اور پھر اسے مجلسِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری دائمی طور پر حاصل ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی حاسد' منافق' مردہ دل کاذب جو شیطان کے فرزندوں اور خناس کے وسوسہ کی طرح ہے اور جو پیر مرشد کا منکر' بے پیر بے مرشد اور بے معرفت ہے' یہ کہے کہ اس زمانہ میں کوئی پیر یا مرشد لائقِ ارشاد نہیں اس کی بجائے صرف مطالعہ کتب کافی ہے تو وہ اس حیلہ شیطانی اور مکروفریب نفسانی کے سبب رہزن ہے اور معرفت اور ہدایتِ خدا سے باز رکھتا ہے اور مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری سے روکتا ہے ایسے شخص کی بات کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے۔ کیونکہ ایسا شخص مُردہ دل ہے اور کتے کی طرح مُردار کی تلاش میں مارا مارا پھرتا ہے۔ (امیر الکونین)

❁ روز و شب در طلبِ نبویؑ با حضور   مرد مرشد میرساند خاص نور

ہرکہ منکر میشود زیں خاص راہ   عاقبت کافر شود با رو سیاہ

ترجمہ: دِن رات مجلسِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی حضوری کی طلب کر لیکن یاد رکھ اس خاص نور تک مردِ مرشد ہی پہنچا سکتا ہے جو کوئی اس خاص راہ کا انکار کرتا ہے وہ کافر ہو کر روسیاہ ہو جاتا ہے۔ (مجالسۃ النبی خورد)

❁ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مجلس مبارک میں نفسِ امارہ اور شیطان لعین داخل نہیں ہو سکتے۔ یہ اسمِ اَللّٰهُ ذات اور اسمِ مُحَمَّدٌ کے حاضرات کی راہ ہے۔ اس سے ازل' ابد' دنیا' حشر' قیامت گاہ' حضوری' قربِ الٰہی' دوزخ بہشت اور حور وقصور کا تماشا دکھائی دیتا ہے۔ (عقلِ بیدار)

❁ جان لے کہ اپنے اپنے مقام اور مرتبے کے لحاظ سے خاص مجلسِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نو (9) مقامات پر منعقد ہوتی ہے۔ (1) مقامِ ازل میں (2) مقامِ ابد میں (3) حرمِ مدینہ روضہ پاک میں (4)

Marfat.com

داخلی خانہ کعبہ یا حرمِ خانہ کعبہ یا میدانِ عرفات میں جہاں لبیک و دعائے حج قبول ہوتی ہے (5) عرش کے اوپر (6) مقامِ قابَ قوسین میں (7) مقامِ بہشت میں جہاں سے اگر کچھ کھا پی لیا جائے عمر بھر نہ تو بھوک لگتی ہے اور نہ ہی نیند آتی ہے (8) مقامِ حوضِ کوثر پر جہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دستِ مبارک سے شراباً طہوراً پی لیا جائے تو وجود پاک ہو جاتا ہے اور ترک و توکل و توحید و تجرید و تفرید اور توفیقِ الٰہی نصیب ہو جاتی ہے اور (9) دیدار انوارِ ربوبیت کی دید میں غرق ہونا ہے جو طالب اپنی ہستی کو مٹا دیتا ہے وہ معرفتِ فقر کی انتہا کو پہنچ جاتا ہے۔ (شمس العارفین)

❁ آپ رحمتہ اللہ علیہ پنجابی ابیات میں فرماتے ہیں:

ب بِسْمِ اللہ اِسم اَللہ دا، ایہہ وِی گہناں بھارا ھُو
نال شفاعت سرورِ عالمؐ، چھُٹسی عالم سارا ھُو
حدوں بے حد درود نبیؐ نوں، جیندا ایڈ پسارا ھُو
میں قربان تنہاں توں باھُوؒ، جنہاں ملیا نبیؐ سوہارا ھُو

بِسْمِ اللّٰہ میں ''اسمِ اَللّٰہُ ذات'' پوشیدہ ہے اور یہ وہ بھاری امانت ہے روزِ ازل جس کو اٹھانے میں انسان کے سوا ہر شے اور مخلوق نے عاجزی ظاہر کر دی تھی اور یہ امانت ہمیں نبی کریم ﷺ کے وسیلہ سے نصیب ہوئی ہے۔ روزِ قیامت رسول اللہ ﷺ کی شفاعت سے ہی تمام عالم کو نجات حاصل ہو گی اس لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بے حد و بے حساب درود و سلام بھیجنا چاہیے کہ ہم ایسے صاحبِ عظمت، صاحبِ برکت اور صاحبِ رحمت نبی ﷺ کی امت سے ہیں اور آپ ﷺ ایسے عظم المرتبت نبی ہیں کہ ''فقر'' کی عظیم نعمت آپ ﷺ کے وسیلہ سے ہی نصیب ہوئی ہے۔

❁ علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بارے میں فرماتے ہیں:

بہ مصطفیٰؐ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی، تمام بولہبی است

ترجمہ: تُو محمد مصطفیٰ ﷺ (مجلسِ محمدی ﷺ) تک خود کو پہنچا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی مکمل دین ہیں اگر تو اُن (مجلسِ محمدی ﷺ) تک نہیں پہنچتا تو تیرا سارا دین ابولہب کا دین ہے۔

سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ مجلسِ محمدی ﷺ کے بارے میں فرماتے ہیں:

❁ باطن میں مجلسِ محمدی ﷺ کی دائمی حضوری بڑا اعلیٰ مقام ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چہرہ مبارک

Marfat.com

اسمِ اَللّٰہُ ذات ہے۔ صحابہ کرامؓ کے لئے اسمِ اَللّٰہُ ذات حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظاہری چہرہ مبارک تھا۔ اس لئے ان کو اسمِ اَللّٰہُ ذات کے تصور کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ لیکن اب مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری کے لئے اسمِ اَللّٰہُ ذات کا ذکر اور تصور یا تصورِ اسمِ محمدؐ ضروری ہے بشرطیکہ یہ وہاں سے حاصل ہوا ہو جہاں پر اسے عطا کرنے کی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے باطنی طور پر اجازت ہو۔ جب اسمِ اَللّٰہُ ذات یا اسمِ محمدؐ کے نور سے طالب کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پہچان ہوتی ہے تو اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں رہتی کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ جس نے مجھے دیکھا بے شک اس نے حق دیکھا کیونکہ شیطان میری شکل اختیار نہیں کرسکتا۔

❁ جب طالب مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوتا ہے تو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ مبارک کی زیارت سے تمام مرادیں پوری ہو جاتی ہیں اور وہ فنافی اللہ بقاباللہ کے مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے۔

مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری باطن کا اہم مقام ہے جس کو مکمل طور پر بیان نہیں کیا جاسکتا یہ تو حق الیقین کی منزل ہے اس کی حقیقت سے وہی واقف ہوتا ہے جو اسے پالیتا ہے۔ کیونکہ مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری کے بعد ہی طالب لقائے الٰہی سے مشرف ہوتا ہے۔

Marfat.com

باب 8

دیدارِ الٰہی

جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ فقر دیدارِ الٰہی کا علم ہے اور راہِ فقر کے راہی کا سب سے بڑا انعام دیدارِ حق تعالیٰ ہے اس مقام تک پہنچنے والے کو عام اصطلاح میں عارف کہا جاتا ہے اور عارف اللہ تعالیٰ کو دیکھ کر اس کی عبادت کرتا ہے یعنی وہ علم الیقین کا نہیں حق الیقین کا قائل ہوتا ہے۔

دیدارِ الٰہی یا مشاہدہ حق تعالیٰ کے لیئے عربی میں دو الفاظ ''لقائے الٰہی'' اور ''رویتِ حق تعالیٰ'' استعمال ہوتے ہیں۔ لقا کے لغوی معنی دیدار، چہرہ، صورت، شکل اور ملاقات کے اور رویت کے لغوی معنی دیدار، نظارہ اور صورت کا نظر آنا کے ہیں۔ اب علماء کرام اِن الفاظ کا ترجمہ کرتے وقت اپنی اپنی صوابدید کے مطابق معانی کا استعمال کرتے ہیں لیکن عارفین اور فقراء کے ہاں لقا سے مراد دیدار ہے۔

انسان کی پیدائش کا مقصد اللہ تعالیٰ کی پہچان اور معرفت ہے پہچان ہی دراصل دیدارِ الٰہی ہے یہ وہ نعمت ہے جو عارفین یعنی فقراء کو عطا کی جاتی ہے۔ لذّتِ دیدار سے بہتر کوئی لذّت نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کا دیدار نورِ بصارت سے نہیں نورِ بصیرت سے حاصل ہوتا ہے۔

❁ غوث الاعظم حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

''جو اللہ تعالیٰ کی پہچان کے بغیر اس کی عبادت کا دعویٰ کرتا ہے وہ ریا کار ہے۔'' (سرّ الاسرار)

اللہ تعالیٰ نے کائنات کی تخلیق محض اس غرض سے کی ہے کہ اس کی پہچان ہو۔ اس کے حسنِ جلال و جمال کے

Marfat.com

جلوے آشکار ہوں اور اس پر مر مٹنے والا کوئی عاشق ہو۔ روزِ الست عشق کی یہ بھاری امانت پوری کائنات میں صرف انسان نے ہی اٹھائی تھی اور اللہ تعالیٰ نے اتنی مہربانی اور شفقت فرمائی کہ عالمِ خلق میں جب بھی انسان نے اس ''عہد'' کو بھولنے کی کوشش کی تو انبیاء کرام کی صورت میں اُسے ہادی اور راہنما عطا فرما دیئے جو نہ صرف اس عہد کو یاد کراتے رہے بلکہ ''عشق کے امتحان'' میں کامیابی کی تیاری بھی کرواتے رہے۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ مبارکہ جن کے لئے یہ کائنات تخلیق کی گئی ہے مبعوث ہوئے تو آپ ﷺ نے لوگوں کو عشق کا بھولا ہوا سبق یاد کرایا اور قرآنِ مجید اور سنت مبارکہ کی صورت میں ایک ضابطہ حیات نوعِ انسانی کو دیا۔

❁ قرآنِ مجید میں بار بار اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی طرف متوجہ کیا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ ؕ (الانشقاق۔۶)

ترجمہ: اے انسان تو اللہ کی طرف کوشش کرنے والا اور اس سے ملاقات کرنے والا ہے۔

❁ پھر اس کی تشریح فرمائی:

فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ ؕ (الذّٰریٰت۔۵۰) ترجمہ: پس دوڑو اللہ کی طرف۔

❁ پھر مزید مہربانی فرمائی کہ تم کوشش تو کرو۔

اَتَصْبِرُوْنَ ۚ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيْرًا ؑ (الفرقان۔۲۰)

ترجمہ: آیا تم صبر کیے بیٹھے ہو؟ (اور اللہ کی طرف بڑھنے کی کوشش نہیں کر رہے ہو؟) حالانکہ تمہارا رب تمہاری طرف دیکھ رہا ہے اور تمہارا منتظر ہے۔

❁ اس کے بعد فرمایا کہ جو ہماری طرف آنے کی کوشش کرتے ہیں وہ ہماری طرف آنے کے راستے پا لیتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت۔۶۹)

ترجمہ: اور جو لوگ ہماری طرف آنے کی کوشش اور محنت کرتے ہیں ہم انہیں اپنی طرف آنے کے راستے دکھا دیتے ہیں۔

❁ پھر لقائے الٰہی تک پہنچنے کا طریقہ بھی بتا دیا:

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا (الکہف۔۱۱۰)

ترجمہ: جو شخص اپنے رب کا لقا چاہتا ہے اُسے چاہیے کہ وہ اعمالِ صالحہ اختیار کرے۔

❁ اور جو لوگ دیدارِ الٰہی کی خواہش اور کوشش نہیں کرتے ان کے بارے میں بھی وعید فرما دی:

Marfat.com

اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَرَضُوْا بِالْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ اطْمَاَنُّوْا بِهَا وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنْ اٰیٰتِنَا غٰفِلُوْنَ○ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ○ (یونس ۷۔۸)

ترجمہ: بے شک جولوگ لقائے الٰہی (دیدار) کی خواہش نہیں کرتے اور دنیا کی زندگی کو پسند کرکے اس پر مطمئن ہوگئے اور ہماری نشانیوں سے غافل ہو بیٹھے انہیں ان کی کمائی سمیت جہنم کی آگ میں ڈالا جائے گا۔

❁ دیدارِ الٰہی سے انکاری لوگوں کے انجام سے بھی آگاہی فرمادی:

اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ وَ لِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِیْمُ لَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَزْنًا○ (الکہف ۱۰۵)

ترجمہ: جن لوگوں نے اپنے رب کی نشانیوں اور اس کے لقاء (دیدارِ الٰہی) کا انکار کیا ان کے اعمال ضائع ہوگئے۔ ہم ان کے لئے قیامت کے دن کوئی تول قائم نہ کریں گے (یعنی بغیر حساب کے انہیں جہنم رسید کیا جائے گا)۔

❁ قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ ط (الانعام۔۳۱)

ترجمہ: بے شک وہ لوگ خسارے میں ہیں جنہوں نے لقائے الٰہی (دیدار) کو جھٹلایا۔

❁ اَلَآ اِنَّهُمْ فِیْ مِرْیَةٍ مِّنْ لِّقَآءِ رَبِّهِمْ ط اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ○ (حٰم السجدہ 54)

ترجمہ: خوب یاد رکھو وہ اپنے ربّ کے لقاء (دیدار) پر شک میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور یاد رکھو بیشک وہ (اللہ تعالیٰ) ہر شے کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔

❁ وَمَنْ كَانَ فِیْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰی فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰی (بنی اسرائیل ۷۲)

ترجمہ: جو شخص اس دنیا میں (لقائے الٰہی سے) اندھا رہا وہ آخرت میں بھی (دیدارِ الٰہی کرنے سے) اندھا رہے گا۔

❁ اور پھر اپنا ٹھکانہ بھی بتادیا:

وَفِیْۤ اَنْفُسِكُمْ ط اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ○ (الذّٰریٰت ۲۱)

ترجمہ: اور میں تمہاری سانس اور تمہاری جان کے اندر ہوں کیا تمہیں دکھائی نہیں دیتا۔

❁ وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ق فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ط (البقرہ ۱۱۵)

ترجمہ: اور مشرق و مغرب اللہ کے لئے ہے لہٰذا تم جدھر بھی دیکھو گے تمہیں اللہ تعالیٰ کا چہرہ نظر آئے گا۔

تجلّی تیری ذات کا سو بسو ہے   جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے

Marfat.com

احادیثِ مبارکہ

❁ حضرت جریر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں:۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قریب ہے وہ وقت جب تم اپنے پروردگار کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لوگے۔(مشکوٰۃ)

اور ایک روایت اس طرح ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے آپ ﷺ نے چودھویں تاریخ کے چاند کو دیکھ کر فرمایا "جس طرح تم اس چاند کو دیکھ رہے ہو اسی طرح تم اپنے پروردگار کو دیکھو گے اور خدا تعالیٰ کو دیکھنے میں تم کوئی اذیت اور تکلیف محسوس نہیں کرو گے۔"

دیدارِ الٰہی کے تین طریقے

❁ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قرآن وحدیث کی رو سے روئیت ودیدارِ پروردگار تین طریق سے درست وروا ہے۔

(1) روئیت ودیدارِ خدا خواب میں روا ہے وہ خواب کہ جو اللہ تعالیٰ کے بلاحجاب قرب کے لئے خلوت خانہ کی مثل ہوتا ہے ایسے خواب کو نوری خواب کہا جاتا ہے کہ اس میں دیدارِ حضور کا مشاہدہ نصیب ہوتا ہے۔

(2) دیدارِ الٰہی مراقبے میں روا ہے وہ مراقبہ کہ جو موت کی مثل ہو اور صاحبِ مراقبہ کو حضورِ مولیٰ میں پہنچا دے۔

(3) سِرّ کی آنکھوں (نورِ بصیرت) سے دیدارِ الٰہی کرنا روا ہے۔ ایسے کہ جسم اس جہان میں ہو اور جان لاھوت لامکان میں ہو۔

"لیکن دیدارِ الٰہی کے ان عظیم مراتب کا فیض وفضل مرشدِ کامل سے حاصل ہوتا ہے اسمِ اَللّٰہُ ذات تیری راہبری کے لئے ہر دم تیرے ساتھ ہے اس لئے لقائے حق کے سوا کسی اور چیز کی جستجو مت کر۔" (نور الہدیٰ کلاں)

دیدارِ الٰہی کا منکر

❁ دیدارِ الٰہی کے منکر کے بارے میں حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

Marfat.com

ہر کہ منکر از خُدا دیدار شُد اُمت نبویؐ نہ باشد خوار شُد

ترجمہ: جو شخص دیدارِ الٰہی کا منکر ہے وہ اُمتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے خارج ہے اور اس کے نصیب میں خواری ہے۔ (نورالہدیٰ کلاں)

منکرینِ دیدارِ الٰہی

منکرین دیدارِ الٰہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ کو بنیاد بناتے ہیں۔ دیدارِ باری تعالیٰ کے متعلق قرآنِ کریم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دو واقعات ملتے ہیں جن میں دیدارِ الٰہی کی تفصیل موجود ہے بلکہ واضح طور پر طالبانِ مولیٰ کو دیدارِ الٰہی کا درس ملتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی زوجہ محترمہ کے ساتھ سفر میں تھے اور آپؑ کی زوجہ محترمہ حاملہ تھیں دورانِ سفر ان کو تکلیف ہوئی آپؑ نے فرمایا تم یہاں ٹھہرو میں آگ لے کر آتا ہوں۔ جب آپؑ آگ کی تلاش میں نکلے تو دور سے آپؑ کو آگ کی چمک نظر آئی آپؑ اس کی طرف بڑھنے لگے جب قریب پہنچے تو وہ ایک روشن مبارک عناب کا درخت تھا جس کی ٹہنیوں سے آگ روشن تھی جو نہ جل رہی تھی نہ اس میں بھڑک موجود تھی۔ موسیٰ علیہ السلام چونکہ آگ کی تلاش میں نکلے تھے اِس لئے اُن کے ذہن میں آگ کا تصور موجود تھا حالانکہ یہ نورِ تعالیٰ کی درخت پر تجلّی تھی۔ آپؑ یہ دیکھ کر حیران ہوگئے تو درخت سے آواز آئی:-

۞ فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ وَسَارَ بِاَهْلِهٖۤ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا ۚ قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْۤا اِنِّیْۤ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّیْۤ اٰتِیْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ○ فَلَمَّاۤ اَتٰىهَا نُوْدِیَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَیْمَنِ فِی الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ یّٰمُوْسٰۤى اِنِّیْۤ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۙ○ (پارہ 20۔سورہ القصص 30-29)

ترجمہ: پھر جب موسیٰ (علیہ السلام) نے مقررہ مدت پوری کر لی اور اپنی اہلیہ کو لے کر چلے تو انہوں نے طور کی جانب سے ایک آگ دیکھی (وہ شعلہ حسنِ مطلق تھا جس کی طرف آپ کی طبیعت مانوس ہوگئی) انہوں نے اپنی اہلیہ سے فرمایا تم (یہیں) ٹھہرو میں نے آگ دیکھی ہے شاید میں تمہارے لئے اس (آگ) سے کچھ (اسکی) خبر لاؤں (جس کی تلاش میں مدت سے سرگرداں ہوں) یا آتش (سوزاں) کی کوئی چنگاری (لادوں) تاکہ تم بھی تاپ سکو۔ جب موسیٰ (علیہ السلام) وہاں پہنچے تو وادی کے دائیں کنارے سے بابرکت مقام میں (واقع) ایک درخت سے آواز دی گئی کہ ''اے موسیٰ بے شک میں ہی اللہ اور تمام جہانوں کا پروردگار ہوں۔'' (عرفان القران)

Marfat.com

دوسرے مقام پر جب موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے تکرار کی کہ اے موسیٰ علیہ السلام اپنے رب کا مشاہدہ کرائیں تو آپؑ اپنی قوم سے کچھ افراد منتخب کر کے کوہ طور پر لے گئے۔ ارشادِ خداوندی ہے:

✿ وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ۙ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ ۭ قَالَ لَنْ تَرٰىنِيْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِيْ ۚ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا ۚ فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ O (پارہ 9۔سورہ الاعراف 143)

ترجمہ: جب موسیٰ علیہ السلام ہمارے (مقرر کردہ) وقت پر حاضر ہوئے اور ان کے ربّ نے ان سے کلام فرمایا تو (کلامِ ربانی کی لذت پا کر دیدار کے آرزو مند ہوئے) عرض کرنے لگے۔ اے ربّ! مجھے (اپنا جلوہ) دکھا کہ میں تیرا دیدار کرلوں۔ ارشاد ہوا تم مجھے (براہِ راست) ہرگز نہ دیکھ سکو گے مگر پہاڑ کی طرف نگاہ کرو پس اگر وہ اپنی جگہ ٹھہرا رہا تو عنقریب تم میرا دیدار کرلو گے۔ پھر جب ان کے ربّ نے پہاڑ پر تجلّی فرمائی تو (شدتِ انوار سے) اِسے ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ (علیہ السلام) بے ہوش ہو کر گر پڑے پھر جب ہوش میں آئے تو عرض کیا تیری ذات پاک ہے میں تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں اور میں سب سے پہلا مومن ہوں۔

اَڑ بیٹھے کیا سمجھ کے بھلا طور پر کلیمؑ　　طاقت ہو دید کی تو تقاضا کرے کوئی

اس واقعہ سے واضح طور پر دیدارِ الٰہی ثابت ہوتا ہے اور آیت کے آخر میں ''میں سب سے پہلا مومن ہوں'' ثابت کرتا ہے کہ آپؑ کو دیدار ہوا کیونکہ مومن تو ہوتا ہی وہی ہے جو ربِّ جلیل کو دیکھ کر عبادت کرتا ہے۔ لیکن بعض لوگ ''لن ترانی'' (تُو مجھے نہیں دیکھ سکتا) سے یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کو دیدار نہیں ہوا اس ضمن میں مختلف مفسرین نے اس واقعہ کو یوں بیان کیا ہے۔

✿ تفسیر ضیاء القرآن میں پیر کرم شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔

''جہاں تک امکانِ رویئت کا تعلق ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ سب تسلیم کرتے ہیں کہ اس دنیا میں بیداری کی حالت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ممکن ہے۔ اگر محال[1] ہوتا تو موسیٰ علیہ السلام اس کا سوال نہ کرتے۔ کیونکہ انبیاء کرام کو اسکا علم ہوتا ہے کہ فلاں چیز ممکن ہے اور فلاں چیز محال اور ممتنع[2]۔ محال اور ممتنع کے بارے میں سوال درست ہی نہیں ہوتا۔

✿ تفسیر مظہری میں اس طرح بیان ہوتا ہے۔

---

1 ناممکن　2 ممنوع۔ جس سے منع کیا گیا ہو

Marfat.com

''اگر رویت واقعی محال ہوتی تو جب قوم نے دیدارِ رب کی خواہش کی تھی موسیٰ علیہ السلام پر لازم تھا کہ ان کو جاہل قرار دیتے اور سرزنش کرتے جس طرح کہ قوم والوں نے جب '' اجعل لنا الھا '' کہا تھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو جاہل قرار دیا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تو حضرت ہارون علیہ السلام کو بھی مفسدوں کے راستہ پر چلنے کی ممانعت کر دی تھی پھر خود کس طرح مفسدوں کے راستہ پر چل کر ان کی زبان بندی کرنے کی بجائے خود دیدار کی درخواست کرنے لگتے۔ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِیْ میں یہ بتانا مقصود ہے کہ پہاڑ بھی برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تم کو رویت کی برداشت کیسے ہوگی۔ استقرار جبل سے رویت کو مشروط کرنا بتا رہا ہے کہ رویت فی نفسہٖ محال نہیں کیونکہ استقرارِ جبل بجائے خود محال نہیں اور شرط کا امکان مشروط کے امکان کو ثابت کرتا ہے۔

❁ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا ''نورِ خداوندی پہاڑ پر نمودار ہوا تھا'' ضحاک کا قول ہے ''اللہ نے اپنے نور سے پردے ہٹا لیے تھے اور بیل کی ناک کے سوراخ برابر (نور کو) ظاہر کر دیا تھا'' حضرت عبداللہؓ بن سلام اور کعب احبارؓ نے فرمایا ''عظمتِ خداوندی کی جلوہ پاشی صرف سوئی کے ناکہ کے برابر ہوئی تھی کہ پہاڑ شق ہوگیا'' سدی نے کہا چھنگلی کے برابر تجلّی ہوئی تھی اس کی تائید حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی روایت سے ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے چھنگلی کے آخر پر انگوٹھا رکھتے ہوئے یہ آیت تلاوت کی اور فرمایا ''بس اتنی تجلّی ہوئی تھی''۔

❁ تفسیر تبیان القرآن میں علامہ غلام رسول سعیدی صاحب فرماتے ہیں:

''اگر اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کی آرزو کرنا اور دعا کرنا ناجائز ہوتا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نبوت کے علوم و معارف کے حامل ہو کر اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کیوں کرتے اور اگر بالفرض یہ دعا ناجائز ہوتی تو اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایسی دعا کرنے سے منع فرما دیتا۔ اور رویت کے امکان پر دوسری دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''ترجمہ: البتہ تم اس پہاڑ کی طرف دیکھو اگر میری تجلّی کے باوجود یہ اپنی جگہ برقرار رہا تو تم بھی مجھے دیکھ سکو گے۔''

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دیکھنے کو پہاڑ کے برقرار رہنے پر معلّق کیا ہے اور پہاڑ کا اپنی جگہ برقرار رہنا فی نفسہٖ ممکن ہے اور جو ممکن پر موقوف ہو وہ بھی ممکن ہوتا ہے' پس ثابت ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ کو دیکھنا ممکن تھا۔

مزید فرماتے ہیں:

''اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پھر جب ان کے رب نے پہاڑ پر تجلّی فرمائی تو اس کو ریزہ ریزہ کر دیا

Marfat.com

اور موسیٰؑ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ کے دکھائی دینے پر دلیل ہے کیونکہ کسی چیز کے علم سے وہ چیز منجلی (روشن) ہو جاتی ہے اور کسی چیز کو دکھانا بھی اس چیز کو روشن کر دیتا ہے اور علم کی بہ نسبت دکھانے سے چیز زیادہ منجلی (روشن) ہوتی ہے' اس لیے یہاں پر تجلی سے مراد دکھانا زیادہ اولیٰ ہے اور اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ ''جب اللہ تعالیٰ کو پہاڑ نے دیکھا تو وہ ریزہ ریزہ ہو گیا'' اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ پہاڑ تو ایک پتھر ہے اور اس کا دیکھنا غیر متصور ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہاڑ میں حیات' عقل اور فہم پیدا کی ہے اس طرح اس میں رویئت اور بصارت بھی بعید نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

''ترجمہ: اے پہاڑو! داؤد کے ساتھ تسبیح کرو اور اے پرندو تم بھی!''

اور جب پہاڑ تسبیح کرتے ہیں اور اللہ سے ڈرتے ہیں تو وہ دیکھ بھی سکتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ جب پہاڑ اور موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو گئے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کی طاقت پہاڑ سے بہت زیادہ ہوتی ہے۔

لہٰذا صحیح ہوا کہ سوال موسیٰ علیہ السلام اور اُن کے لوگوں کا جائز تھا اور دیدارِ باری تعالیٰ دنیا میں جائز ہے اور قیامت میں واقع ہوگا۔ بیضاوی رحمتہ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ لن ترانی سے دیدار نہ ہونے پر دلیل لانا نہایت سخت غلطی ہے اس واسطے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ تو مجھے نہ دیکھے گا۔ پس یہ تو اس بات پر بھی دلالت نہیں کرتا کہ کبھی نہ دیکھے گا یا کوئی اور سوائے تیرے نہ دیکھے گا پھر محال ہونا تو اس سے بڑھی ہوئی بات ہے اور یہ کہنا کہ بالضرور یہ محال ہونے پر دلالت کرتا ہے یہ پوری جہالت ہے یا خواہ مخواہ انکار و مکابرہ ہے۔'' نسفی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ''یہ تو خود جائز ہونے کی دلیل ہے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ میں دیکھا نہیں جاتا ہوں بلکہ یوں فرمایا ''تو نہیں دیکھے گا''۔ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو دکھا دیتا پس اگر اللہ تعالیٰ کا دیدار جائز نہ ہوتا تو فرماتا کہ میں مرئی نہیں ہوں اس واسطے کہ یہاں بیان کی حاجت ہے اور اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو نہ مایوس کیا اور نہ عتاب کیا اور اگر محال ہوتا تو عتاب فرماتا جیسے نوح علیہ السلام کو انکے بیٹے کی بابت منع کیا تھا۔''

❁ شمائم امدادیہ میں مولانا اشرف علی تھانوی (جن کا تعلق مکتبہ دیوبند سے ہے) حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ سے سوال کرتے ہیں کہ حاجی صاحب کیا رویئتِ حق تعالیٰ اس عالم یعنی دنیا میں ممکن ہے؟ حاجی صاحب نے فرمایا ''ممکن بھی ہے اور واقع بھی''۔ فرمایا جب نظر کو بصیرت (باطنیہ) حاصل ہو جاتی ہے جو بصارت (ظاہری) پر غالب آ جاتی ہے پس عارف اصل میں نورِ بصیرت سے دیکھتا ہے۔ آپؒ نے یہ آیت

Marfat.com

پڑھی لا تدرکہ الابصار (نہیں ادراک کر سکتیں اللہ کا آنکھیں) فرماتے ہیں کہ اس آیت میں ادراک کی نفی فرمائی گئی ہے نہ کہ رویئتِ حق تعالیٰ کی۔ مزید تفسیر میں آیا ہے کہ ادراک کے معنی ہیں مرئی کے جوانب وحدود پر واقع ہونا اسی کو احاطہ کہتے ہیں اور احاطہ اس چیز کا ہوسکتا ہے جس کی حدود و جہات ہوں اللہ تعالیٰ کے لئے حدود و جہات محال ہے تو اس کا ادراک نہیں کر سکتے۔''

المختصر لن ترانی میں انکار ہرگز نہیں ہے بلکہ اللہ ربّ العزت نے فرمایا! اے موسیٰ علیہ السلام تم میرا دیدار نہ کرسکو گے تم میں اتنی قوت ہی نہیں۔ لیکن دیکھ سکتے ہو پہاڑ پر تجلّی ڈالنے سے اگر وہ قائم رہا اپنی جگہ پر تو تم مجھے بھی دیکھ سکو گے۔ اس آیت میں دیدار کی نفی نہیں بلکہ ممکن کی طرف اشارہ ہے یعنی پہاڑ کی طرف دیکھنے کو کہا گیا جس طرح اگر ہم سورج کو دیکھنا چاہیں تو سورج کی طرف نہیں دیکھ سکتے نہ اس کا دائرہ معلوم کر سکتے ہیں لیکن اگر ہم دیکھنا چاہیں اور ایک نیلے رنگ کا شیشہ استعمال کریں تو سورج کو بھی اور دائرہ کو بھی دیکھ سکتے ہیں ایسے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کہا گیا اگر دیکھنا چاہتے ہو تو پہاڑ کی طرف دیکھو اگر یہ قائم رہا تو تم بھی دیکھ لو گے جب اللہ ربّ العزت نے تجلّی فرمائی تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہوگیا۔ کیونکہ پہاڑ امانت کا بوجھ پہلے بھی نہ اٹھا سکا تھا اب کیسے اٹھاتا؟ جیسا کہ قرآن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:-

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَ اَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ط اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا o (الاحزاب۔72)

ترجمہ: بے شک ہم نے آسمانوں پر (آسمان والوں پر) زمین پر (زمین والوں پر) اور پہاڑوں پر اپنی امانت پیش فرمائی پس تمام چیزیں اس بوجھ کو اٹھانے سے عاجز آگئیں اور ڈر گئیں اور انسان نے اس بوجھ کو اٹھالیا بے شک انسان تو بڑا ظالم اور نادان ہے۔

انسان امانتِ الٰہیہ کا پہلے بھی حامل ہوا ہے اس امانت کی وجہ سے اب بھی تجلّی برداشت کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے کیونکہ امانتِ الٰہی اللہ تعالیٰ کا نور (اسمِ اللہُ ذات) ہے اس نور سے انسان اللہ تعالیٰ کا دیدار کر سکتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ناممکن چیز کی دعا مانگنا حرام ہے اور انبیاء کرام حرام چیز کے مانگنے سے معصوم ہوتے ہیں۔

- مولانا شبیر احمد عثمانی (جن کا تعلق مکتبہ دیو بند سے ہے) تفسیرِ عثمانی میں لکھتے ہیں:-

''جو لوگ اللہ کی راہ میں مجاہدہ کرتے اور سختیاں جھیلتے ہیں اور طرح طرح کے مجاہدات میں سرگرم رہتے

Marfat.com

ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو خاص نورِ بصیرت عطا فرماتا ہے اور اپنی معرفت اور انکشافات سے نوازتا ہے اور ان کا درجہ بلند فرماتا جاتا ہے مزید یہ کہ ان کو وہ کچھ نظر آنے لگتا ہے جو دوسروں کو نظر نہیں آتا بلکہ احساس تک نہیں ہوتا۔

❀ نشتر الفوائد میں مولانا عبید الحق فاضلؒ دیو بند لکھتے ہیں:

''اہلِ السنۃ کے نزدیک باری تعالیٰ کی رویئت اور دیدار بحاسہ بصر عقلاً ممکن ہے فی نفسہٖ امکانِ رویئت کے لئے یہی دلیل کافی ہے کہ اسکے محال اور ممتنع (جس چیز سے منع کیا گیا ہو) ہونے پر کوئی دلیل قائم نہیں ہوئی کیونکہ تمام چیزوں میں اصل امکان ہے اس لئے ممکن ہونے کے لئے دلیل کی ضرورت نہیں ہاں عدم امکان یعنی حکمِ امتناع کے لئے خلافِ اصل ہونے کے سبب دلیل کی حاجت ہے پس امتناع کی دلیل نہ ہونا امکان کی دلیل ہے''۔

❀ مزید لکھتے ہیں:

''امکانِ رویئت پر دلیل سمعی یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کا دیدار کا سوال کرنا بقول رَبِّ اَرِنِیۡۤ اَنۡظُرۡ اِلَیۡكَ خود دلالت کرتا ہے کہ دیدار ممکن ہے کیونکہ محال ہوتا تو موسیٰ علیہ السلام کا طلب کرنا لاعلمی پر دلالت کرتا کہ ان کو اس قدر بھی معلوم نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کا دیکھنا محال ہے اور اس کی نسبت موجب عیب ہے یا ایسے امورِ غیر ممکنہ کا سوال انبیاء علیہم السلام کی شان سے بعید ہے۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے جواب میں موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا کہ اگر پہاڑ تھم رہا تو آپ مجھے دیکھ لیں گے۔ پہاڑ کے قیام پر رویئت کو معلق کیا جو ممکن ہے اور ممکن پر جو معلق ہوتا ہے وہ محال نہیں ہوتا ہے۔ دلیل اوّل پر یہ اشکال کیا گیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کا سوال ان کی قوم کی طلب پر ہے جب انھوں نے کہا تھا ''لن نؤمن لك حتی نری اللّٰه جهرة'' تا کہ قوم کو ممتنع ہونے پر اطمینان ہو جائے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر رویئت ناممکن ہوتی تو موسیٰ علیہ السلام خود ہی منع کر دیتے جس طرح بہت سے خدا بنانے سے منع کر دیا تھا۔ مومنین کے اعتقاد کے لئے تو موسیٰ علیہ السلام کا فرما دینا ہی کافی تھا۔ اور کفار تو باری تعالیٰ کے فرمانے سے بھی خاموش نہیں ہونگے پھر سوال سے کیا فائدہ۔''

❀ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب عین الفقر میں اس واقعہ کو عارفانہ اور الہامی انداز میں پیش فرماتے ہیں۔

''خاص تجلّی وہ ہے جو دردِ محبتِ الٰہی سے پیدا ہوتی ہے۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی دعا میں دیدار کی درخوست کی ''اے میرے رب! مجھے اپنا دیدار کرا تا کہ میں تجھے دیکھوں''، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ علیہ السلام یہ گستاخی ہے جو آپ نے میری بارگاہ میں کی۔ کیونکہ مَیں نے وعدہ کیا تھا کہ جب تک پیغمبر آخر الزّماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جو میرے محبّ ہیں وہ اور انکی امت میرا دیدار نہ کرلیں گے اور کوئی

Marfat.com

دیدار نہیں کریگا۔ موسیٰ علیہ السلام نے شوق کی وجہ سے اس بات کو ان سنا کر دیا اور دوسری بار دعا کی۔ ''میرے رب مجھے اپنا دیدار کرا تا کہ میں تجھے دیکھوں۔''

فرمان ہوا: ''اے موسیٰ علیہ السلام مَیں تجلّی کروں گا لیکن آپ برداشت نہ کر سکیں گے۔'' موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی۔ ''الٰہی مَیں کرلوں گا۔'' فرمان ہوا کہ ''اے موسیٰ (علیہ السلام) کوہِ طور پر آجاؤ اور عاجزی سے دوگانہ نماز ادا کرو اور دو زانو ہو کر ادب سے بیٹھ جاؤ جب موسیٰ علیہ السلام نے ایسا کیا تو تجلّی ہوئی۔ کوہِ طور ریزہ ریزہ ہوگیا۔ موسیٰ علیہ السلام گر پڑے اور بے ہوش ہوگئے۔ اور تین روز رات دن بے ہوش رہے۔ انہیں اپنی خبر نہ رہی۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے۔ ''اور موسیٰ (علیہ السلام) غش کھا گئے۔ فرمایا: اے موسیٰ (علیہ السلام)! میں نے کہا تھا کہ آپ برداشت نہ کر سکیں گے۔''

اس کے بعد فرمان ہوا کہ ''اے موسیٰ (علیہ السلام)! آپ پر نورِ تجلّی پڑا۔ آپ بے ہوش ہوگئے اور میرا بھید فاش کر دیا۔ لیکن میرے بندے وہ بھی ہیں جو آخری زمانہ میں پیدا ہوں گے۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امت سے ہوں گے۔ میں ہر روز ہزار بار ان کے دلوں پر نورِ تجلّی برساؤں گا لیکن وہ ذرہ بھر بھی تجاوز نہیں کریں گے۔''

ان تمام تفاسیر سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ رب کریم کا دیدار دنیا میں بھی اور آخرت میں ممکن ہے بلکہ خود رب کریم کی یہ چاہت کہ ''میں پہچانا جاؤں'' دیدار کے بغیر ممکن نہیں۔

❁ پیرانِ پیر غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اپنی کتاب ''سرّ الاسرار'' میں فرماتے ہیں:۔

''دیدار دِل کی آنکھ سے آئینہ قلب میں انوارِ جمال کا عکس دیکھنے سے ہوتا ہے جیسا کہ فرمانِ حق تعالیٰ ہے ''آنکھ نے جو کچھ دیکھا دِل نے اسے نہ جھٹلایا'' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ ''مومن مومن کا آئینہ ہے'' یہاں مومن اوّل سے مراد بندۂ مومن کا دِل ہے اور مومن ثانی سے مراد ذاتِ حق تعالیٰ ہے۔ اولیائے کرام دیدارِ الٰہی کے اکثر دعوے کرتے رہتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا:۔ ''میرے دِل نے اپنے ربّ کو نورِ ربّی کے واسطہ سے دیکھا۔'' اسی طرح حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا:

''میں اپنے ربّ کی اس وقت تک عبادت نہیں کرتا جب تک کہ اُسے دیکھ نہ لوں۔'' (سرّ الاسرار فصل 9)

❁ پیرانِ پیر سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

Marfat.com

''میں نے اپنے رب کو بے ریش نوجوان کی صورت میں دیکھا''۔ بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی صفتِ ربوبیت سے آئینۂ روح پر تجلّی فرماتا ہے اور یہ وہی روح ہے جسے طفلِ المعانی کا نام دیا گیا ہے۔ یہی روح وجودِ مربی کے لئے آئینہ ہے جو اُس کے اور اس کے ربّ حق سبحانہٗ کے درمیان وسیلہ ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا قول ہے:۔ ''اگر میرا ربّ خود میری تربیت نہ کرتا تو میں اُسے پہچان نہ پاتا۔'' اُس باطنی مربی کو پانے کا ذریعہ ظاہری مربی کی تربیت یعنی انبیاء و اولیاء کرام (مرشدِ کامل) کی تلقین ہے کہ وہ قلب اور قالب (وجود) کے چراغ ہیں اُن کی تربیت سے آخری روح (روحِ قدسی) کا ظہور ہوتا ہے جیسا کہ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ ''اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنے عالمِ امر سے روح کا القا کر دیتا ہے۔'' حیاتِ قلب اور معرفتِ حق تعالیٰ کا ذریعہ بننے والی اس روح کو حاصل کرنے کے لئے مرشد کی تلاش بے حد ضروری ہے اس بات کو خوب سمجھ لو۔

امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔ ''مذکورہ بالا تاویل کی رو سے اللہ تعالیٰ کو اُخروی صورتِ جمیل میں دیکھنا روا ہے کہ مربی ایک مثالی صورت ہے جسے اللہ تعالیٰ خواب دیکھنے والے کی استعداد و قابلیت کی مناسبت سے پیدا فرماتا ہے نہ کہ وہ ذاتِ حق تعالیٰ کی حقیقی صورت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات صورت سے پاک ہے۔ اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی خواب میں مختلف صورتوں میں دیکھنا دیکھنے والے کی استعداد کی مناسبت سے درست ہے لیکن حقیقتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو صرف وہ آدمی دیکھ سکتا ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم و عمل و حال و بصیرت و نماز میں نہ صرف ایک حالت بلکہ ظاہر و باطن کی دونوں حالتوں میں وارثِ کامل ہو۔'' اسی طرح شرح مسلم میں آیا ہے کہ مذکورہ بالا تاویل کی رُو سے اللہ تعالیٰ کو بشری و نورانی صورتوں میں دیکھنا جائز ہے۔ اس نہج پر ہر صفاتی تجلّی کے بارے میں ایسا ہی قیاس جائز ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے اللہ تعالیٰ نے ''عناب'' کے درخت سے آگ کی صورت میں تجلّی فرمائی اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کے کلام کی صفاتی تجلّی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: ''اے موسیٰؑ! یہ آپ کے داہنے ہاتھ میں کیا چیز ہے؟'' حقیقت میں وہ آگ ایک نور تھا لیکن موسیٰ علیہ السلام کے گمان اور ظن کے مطابق اُسے آگ کا نام دیا گیا ہے کیونکہ موسیٰ علیہ السلام اُس وقت آگ کی تلاش میں تھے۔ انسان کا مرتبہ درخت کے مرتبے سے ہرگز کم نہیں ہے اس لئے یہ کوئی حیرت کی بات نہیں کہ اگر انسان اپنا تصفیہ کر لے یعنی صفاتِ حیوانیہ ترک کر کے صفاتِ رحمانیہ اپنا لے تو اللہ تعالیٰ انسانِ حقیقی کی صورت میں اپنی صفات میں سے کسی صفت کی تجلّی فرما دے جیسا کہ اولیاء اللہ کی ایک کثیر تعداد کو اللہ تعالیٰ نے ایسی تجلیات سے سرفراز فرمایا ہے مثلاً حضرت بایزید بسطامی

Marfat.com

رحمتہ اللہ علیہ نے یوں تحقیق فرمایا۔

سُبْحَانِیْ مَا اَعْظَمَ شَانِیْ - میری ذات پاک ہے میری شان کتنی بلند ہے۔

حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا میرے جبہ کے اندر ذاتِ حق تعالیٰ ہے اس کے سوا کچھ نہیں۔

یہ کمالِ محبت سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ وہ مقام ہے کہ جس میں اہلِ تصوف عجیب و غریب حد تک کلمات کا مقام رہتا ہے جس کی شرح بہت طویل ہے۔ چونکہ تربیت کے لئے محبت ہی کو بڑا رکھا ہے جو ضروری ہے کہ مبتدی و منتہی دونوں میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ذاتی محبت نہیں ہوتی اور نہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ذاتی محبت ہوتی ہے اس لئے ضروری ہے کہ سب سے پہلے اس کی تربیت وہ (مرشد کامل) کرے کہ ان کے درمیان بشریت کے واسطے ایک محبت ہے جیسے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حیاتِ دنیوی میں اسی بشری محبت سے لوگوں کی تربیت فرماتے رہے۔ آپ ﷺ کی زندگی میں آپ ﷺ کے سوا کسی اور کو تلقین و تربیت کرنے کی ضرورت نہ تھی لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا سے آخرت کی طرف انتقال فرما گئے تو وہ ظاہری محبت و تعلق و تربیت کا سلسلہ ختم ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کامل مجدد و خلیفہ مقرر فرمائے تاکہ جب یہ تعلق آخرت سے جڑ جاتے ہیں تو ان میں سے کوئی بھی کسی کو اس کے مقصود تک پہنچانے کے لئے مرشد و تلقین نہیں کر سکتے۔ اگر تو اہلِ ہمت ہے تو ہمت سے کام لے۔ اگر نہیں تو اس ریاضت و تربیت والا مرشد حاصل کر جو ہمتِ نفسانیہ پر غالب ہو کیونکہ جب نورانیت آ جاتی ہے وہ وجہ عزت و شرف ہوتی ہے لیکن رحلت کے بعد اس (ولی کامل) میں اور مبتدی میں ظاہری بشری محبت ختم ہو جاتی ہے لیکن جو ولی ابھی زندہ ہو اس کی محبت بشریہ اس (مبتدی) کے ساتھ قائم رہتی ہے کیونکہ اسے (ولی کامل کو) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وراثت کاملہ حاصل ہونے کے باعث تصرفاتِ حقیقیہ و مجازیہ حاصل ہوتے ہیں۔ لیکن جس ولی اللہ کو حیاتِ دنیوی میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدد سے عبودیتِ نبوی کی ولایت حاصل ہو جاتی ہے وہ مخلوقِ خدا میں ان تصرفات پر قادر ہو جاتا ہے۔ لیکن ان امور کو اچھی طرح سمجھنا اس سے آگے بہت گہرا راز ہے جس کا ادراک اس کے اہل ہی کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ فرمانِ حق تعالیٰ ہے: ”عزت تو صرف اللہ کی ہے اس کے رسول ﷺ کی ہے اور مومنین کی ہے۔“ جہاں تک روح کی تربیت کا معاملہ ہے تو روحِ جسمانی کی تربیت جسم کے اندر ہوتی ہے۔ روحِ روحانی کا مقام قلب کے اندر ہے۔ روحِ سلطانی کا مقام فواد کے اندر ہے اور روحِ قدسی کا مقام سر کے اندر ہے اور روحِ قدسی ہی بندے اور حق تعالیٰ کے درمیان واسطہ اور مخلوق کی طرف اللہ تعالیٰ کی ترجمان ہے کہ وہی بارگاہِ حق کے لائق اور اس کی محرم ہے۔ (سر الاسرار ص 22 تصنیف حضرت غوث الاعظم)

Marfat.com

❁ پیرانِ پیر غوث الاعظم حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اپنی کتاب الرسالۃ الغوثیہ اسرارِ الٰہیہ (جس میں آپؒ کی اللہ تعالیٰ سے الہامی گفتگو درج ہے) میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا:-

اے غوث الاعظمؒ جس نے مجھے دیکھا وہ ہر حال میں سوال کرنے سے بے نیاز ہو گیا اور جو مجھے نہیں دیکھتا اسے سوال کرنے سے کوئی فائدہ نہیں کہ وہ محجوب بالمقال ہے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں:-

''میں نے ربّ تعالیٰ کو دیکھا۔

پھر مجھے فرمایا:-

اے غوث الاعظمؒ! جو کوئی علم کے بعد میری رویت کے متعلق پوچھے تو وہ محجوب ہے اور جس نے بغیر علم کے رویت کے متعلق گمان کیا وہ رویت ربّ تعالیٰ کے بارے میں دھوکہ میں ہے۔

پھر فرمایا:-

اے غوث الاعظمؒ! جو میرے لئے مجاہدہ اختیار کرے اُسے میرا مشاہدہ (دیدار) ہو جاتا ہے وہ اس کو پسند کرے یا نہ کرے۔

غوث الاعظمؒ نے فرمایا!

میں نے ربّ تعالیٰ کو دیکھا تو معراج کے متعلق پوچھا۔

مجھے فرمایا

اے غوث الاعظمؒ

معراج میرے سوا ہر چیز سے بلند وارفع ہو جانا ہے۔

اور معراج کا کمال ہے۔

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَ مَا طَغٰی (نہ آنکھ جھپکی اور نہ حد سے بڑھی ہے۔)

اے غوث الاعظمؒ!

اس کی نماز ہی نہیں ہوتی جس کی میرے نزدیک معراج نہ ہو اور وہ نماز سے محروم ہے۔

پھر فرمایا!

اے غوث الاعظمؒ! انبیاء و مرسلین کے علاوہ میرے بعض ایسے بندے ہیں کہ ان کے احوال سے کوئی واقف نہیں خواہ اہلِ دنیا ہو یا اہلِ آخرت، اہلِ جنت ہو یا اہلِ دوزخ، مالک ہو یا رضوان اور انہیں نہ تو جنت

Marfat.com

کے لئے پیدا کیا ہے اور نہ دوزخ کے لئے' نہ ثواب کے لئے اور نہ عذاب کے لئے اور نہ ہی حور وقصور اور غلمان کے لئے پیدا کیا ہے پس ان کے لئے خوشی ہے جو ان پر ایمان لائیں اگر چہ وہ انہیں نہ پہچانیں۔ اے غوث الاعظمؓ تم انہی میں سے ہو۔ دنیا میں ان کی علامات یہ ہیں کہ ان کے جسم کم کھانے اور کم پینے کی وجہ سے جلے ہوئے ہیں اور ان کے نفس شہوات سے جلے ہوئے ہیں اور ان کے دِل خطرات سے جلے ہوئے ہیں ان کی ارواح لحظات سے جلی ہوئی ہیں وہ اصحابِ بقا ہیں جو کہ میرے دیدار کے نور سے جلے ہوئے ہیں۔ (ترجمہ: جناب غلام دستگیر صاحب۔ ناشر ناشاد پبلیشرز کوئٹہ مارچ 1998)

❁ پیرانِ پیر غوث الاعظم سیّدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ نے ارشاد فرمایا کہ ''جس نے اللہ تعالیٰ کے محبوب کو دیکھ لیا پس اس نے اللہ تعالیٰ کو دیکھ لیا اور جس نے اللہ تعالیٰ کو اپنے دِل سے دیکھ لیا وہ اپنے باطن سے اسکی حضوری میں داخل ہو گیا اور ہمارا پروردگار موجود ہے اور وہ دیکھا جاسکتا ہے۔''

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ۔

یعنی عنقریب تم اپنے رب کو اس طرح دیکھو گے جیسا کہ تم سورج اور چاند کو دیکھتے ہو۔ (مجلس 33۔ الفتح الربانی)

❁ امام غزالی صاحب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

''ایک معرفت دوسری معرفت سے بڑھ کر ایک درجہ ہے اسے رویت اور مشاہدہ کہتے ہیں اور کمالِ انکشاف میں اس کی نسبت معرفت کے ساتھ ایسی ہے جیسے دیدار کی نسبت خیال کے ساتھ اور جس طرح پلک بند کرنا آنکھ کے واسطے پردہ ہے اور خیال کو نہیں منع کرتا اور جب تک یہ حجاب نہ اٹھے یعنی آنکھ نہ کھلے دیدار حاصل نہیں ہوتا اسی طرح بدن کے ساتھ' جو آب وگل سے بنا ہے' آدمی کا علاقہ اور دنیا کی خواہشوں کے ساتھ اس کا مشغول رہنا مشاہدہ کے واسطے حجاب ہے اور معرفت کو منع نہیں کرتا۔ جب تک یہ علاقہ نہیں ٹوٹتا مشاہدہ غیر ممکن ہے اسی واسطے حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا لن ترانی۔ (کیمیائے سعادت)

صوفیا کرامؒ فرماتے ہیں کہ تمام پیغمبروں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں یہ دعا کی ''اے اللہ تعالیٰ ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اُمتی بنادے'' اس کی وجہ یہ تھی کہ اس امت کے لئے دیدارِ حق تعالیٰ کھول دیا گیا اور ان کے دِلوں میں اسکا اشتیاق بدرجہ دوسری اُمتوں کے زیادہ پیدا کیا گیا۔

لقائے الٰہی کے متعلق اعتراضات کا جواب

بعض لوگ اس دنیا میں لقائے الٰہی کا انکار کرتے ہیں۔ اس کے دلائل میں وہ چند اعتراضات کرتے ہیں۔

Marfat.com

1- موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تبارک وتعالیٰ کا جواب لن ترانی۔ اس کا جواب پہلے آ چکا ہے۔

2- آیت مبارکہ لَا تُدْرِکُهُ الْاَبْصَارُ سے دلیل دیتے ہیں۔

پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ دیدار تفصیل سے بیان ہو چکا ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ کو دیدارِ الٰہی نصیب ہوا اور لن ترانی کہنے میں کیا حکمت تھی۔

ترجمہ: ''سلطان المفسرین حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے رب کا دیدار کیا۔ عکرمہ (آپ کے شاگرد) کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ کیا اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں لَا تُدْرِکُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ (پارہ7۔سورہ انعام 103) کہ آنکھیں اس کا ادراک نہیں کرسکتیں اور وہ سب نگاہوں کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ آپ نے فرمایا افسوس تم سمجھے نہیں۔ یہ اس وقت ہے جبکہ اس نور کے ساتھ تجلّی فرمائے جو اس کا نور ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے رب کو دومرتبہ دیکھا۔''

❁ شرح عقائد میں عبدالحقؒ لکھتے ہیں کہ:

فرقہ معتزلہ (عقلیت پسند گروہ) کا ایک نقلی شبہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے۔ لَا تُدْرِکُهُ الْاَبْصَارُ ' کہ اس کو آنکھیں دریافت نہیں کرسکتیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو الف لام استغراق کے لئے نہیں۔ پس یہ معنی نہیں ہوئے کہ کُل ابصار اس کو دریافت نہیں کرسکتیں بلکہ بعض دریافت کرسکتی ہیں۔ دوسرے یہ کہ ادراک سے کہ جس کی نفی کی ہے کامل ادراک مراد ہے کہ بالکل احاطہ کرلیوے۔ پس یہ نہ ثابت ہوا کہ کسی طرح پر بھی اس کو بصر دریافت نہیں کرسکتی۔ تیسرے یہ کہ اس آیت سے مراد یہ ہے کہ ہر وقت اور ہر جگہ بصارت اس کو دریافت نہیں کرتی۔ جس سے یہ ثابت ہوا کہ کسی وقت بصارت سے معلوم ہوسکتا ہے بلکہ اسی آیت سے اللہ تعالیٰ کا دیکھنا ممکن ہونا ثابت ہوتا ہے کیونکہ یہ آیت اللہ کی مدح میں ہے۔

دوسرا نقلی شبہ یہ ہے کہ جہاں کسی نے اللہ تعالیٰ کا دیدار طلب کیا ہے تو اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے استعظام اور استکبار ظاہر فرمایا ہے چنانچہ قوم موسیٰ نے جب طلب کی تھی تو ان کو بجلی نے ہلاک کیا۔

وَاِذْ قُلْتُمْ یٰمُوْسٰی لَنْ نُّؤْمِنَ لَکَ حَتّٰی نَرَی اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْکُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ○ (پارہ1۔سورہ البقرۃ55)

ترجمہ: اور جب تم نے کہا اے موسیٰؑ! ہم آپ پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے یہاں تک کہ ہم اللہ کو نہ دیکھ لیں پس بجلی کی کڑک نے تمہیں آلیا تم (خود یہ) منظر دیکھتے رہے۔

Marfat.com

موسیٰ علیہ السلام کے سوال کے جواب میں فرمایا گیا لن ترانی کہ تم مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکو گے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ موسیٰ کی قوم عناد اور سرکشی کے طور پر اللہ تعالیٰ کا دیدار چاہتی تھی اس لئے غضب کا شکار ہوئی۔ اگر ممتنع ہونے کی وجہ سے یہ ہوتا تو موسیٰ علیہ السلام سوال نہ کرتے اور قوم کو منع کر دیتے۔ منع نہ کرنا اس پر دلیل ہے کہ دنیا میں خدا کا دیکھنا ممکن ہے۔ نیز صحابہؓ کا حضورؐ کیلئے شبِ معراج میں وقوع دیدارِ الٰہی میں اختلاف کرنا دنیا میں ممکن ہونے کی دلیل ہے خواب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھنا جیسا کہ سلف سے منقول ہے ممکن ہے۔ چنانچہ امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ اور امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ انھوں نے خواب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے۔ بلکہ امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ انہوں نے 100 مرتبہ اللہ تعالیٰ کا خواب میں دیدار کیا۔

تیسرے مختلف احادیث مبارکہ جو مختلف صحابہ کرامؓ سے مروی ہیں، سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جسمانی معراج کی اور دیدارِ حق تعالیٰ کیا اور مفسرینِ حق کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بمعہ اپنے جسمِ اطہر معراج ہوئی۔

عالمِ دیدارِ الٰہی

حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب امیر الکونین میں فرماتے ہیں کہ: "میں علمِ دیدارِ الٰہی کا عالم ہوں مجھے نور ہی نور دکھائی دیتا ہے۔ مجھے علمِ دیدارِ الٰہی کے سوا کوئی اور علم ذکر، فکر اور مراقبہ معلوم نہیں اور نہ ہی پڑھتا ہوں اور نہ ہی کرتا ہوں۔ کیونکہ تمام علوم علمِ دیدار کی خاطر ہیں جو مجھے حاصل ہے۔ جہاں دیدارِ الٰہی ہے وہاں نہ صبح ہے نہ شام، نہ منزل ہے نہ مقام، بے مثل و بے مثال ذات لاہوت لامکان کے اندر ہے "اسمِ اَللّٰہُ ذات" سے انوار و تجلیات کی صورت میں نمودار ہوتی ہے اس نور میں دیدار و لقا نظر آتا ہے۔"

۞ میں دیدار کا علم جانتا ہوں اور پڑھتا ہوں مجھے یہ مراتب جناب سرورِ کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرامؓ اور پنجتن پاکؓ کی رفاقت میں نصیب ہوئے ہیں۔

دیدارِ الٰہی سے مشرف ہونے کا طریقہ

حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

۞ دیدارِ الٰہی سے مشرف ہونا اور واصل باللہ ہونا کون سے علم اور کون سی چیز سے ممکن ہے؟ وہ محض سیرفی

Marfat.com

اللہ اور مشاہدۂ نورِ حضور وقرب کا علم ہے۔ جو دانش، عقل اور تمیز سے بالاتر ہے معرفتِ الٰہیہ کا یہ علم وہ شخص پڑھ سکتا ہے جو اس کا سبق اسمِ اَللّٰہُ ذات (ذکر، تصور اور مشقِ وجودیہ) سے پڑھتا ہے اور وہ ہمارا جان سے پیارا بھائی ہے۔ (نور الہدیٰ کلاں)

❁ شد وسیلہ نقش بہر نقاش بین نقش و نقاشے یکے شد بالیقین

ترجمہ: دیکھ لے نقش (اسم) اپنے نقاش (مسمّٰی) کی پہچان کا ذریعہ ہوتا ہے جب نقش اور نقاش باہم ایک ہو جاتے ہیں تو مرتبہ حق الیقین حاصل ہو جاتا ہے اور یہ کہاں سے حاصل ہوتا ہے؟ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے۔ اگر تو ہستیِ وحدانیت کا راز جاننا چاہتا ہے تو تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ تیرے وجود میں اللہ تعالیٰ اس طرح پوشیدہ ہے جس طرح پستہ مغز کے اندر۔ (نور الہدیٰ کلاں)

❁ جو ایک بار اللہ تعالیٰ کو دیکھ لیتا ہے وہ کبھی اپنی خودی کی بات نہیں کرتا کیونکہ اس مقام پر جسم واسم اور جان وتن باقی نہیں رہتے۔ اگر اولیاءؒ اللہ کو دیدارِ الٰہی کے یہ مراتب حاصل نہ ہوتے تو کوئی بھی دیدارِ الٰہی کی طرف متوجہ نہ ہوتا۔ (نور الہدیٰ کلاں[1])

آپؒ اعلان فرما رہے ہیں:

❁ اگر تو عاقل وہوشیار ہے تو سن، اگر تو عارف لائقِ دیدار ہے تو سن، اگر تو طالبِ اہلِ دنیا مردار ہے تو سن، اگر تو عالم فضیلتِ آثار ہے تو سن، اگر تو جاہل بدکردار ہے تو سن کہ ''جو کوئی اعمالِ صالحہ اختیار کرتا ہے اُس میں اُس کا اپنا ہی فائدہ ہے اگر کوئی برائی کی راہ اختیار کرتا ہے تو اُس میں اُس کا اپنا ہی نقصان ہے'' سو رحمت وسلامتی کی راہ یہ ہے کہ کفر وشرک کی بیماری ولعنت وزحمت وزوال سے نجات حاصل کر لی جائے۔ اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ دنیا سے کنارہ کشی (باطنی طور پر) اختیار کر لی جائے کیونکہ یہ دنیا ہی ہے جو بندے کو معرفت ووصالِ الٰہی کی راہ سے ہٹا دیتی ہے۔ جو طالبِ اللہ شروع ہی میں تمام دنیا سے سیر نہیں ہو جاتا وہ احمق ہے کہ فقر ومعرفت کی راہ میں قدم رکھتا ہے۔ طالب کیلئے فرضِ عین ہے کہ اب وہ اُس تصرف واختیار سے دست بردار ہو کر اپنا رُخ اللہ کی طرف کر لے اور تصورِ دیدار میں محو ہو کر مرتبہ دیدار تک پہنچے۔ یہ راہ نہ تو قیل وقال کی راہ ہے اور نہ ہی گفت وشنید اور مطالعۂ علمِ قیل وقال کی راہ ہے۔ بلکہ مشاہدہ عین جمال کی راہ ہے۔ (نور الہدیٰ کلاں)

❁ راہِ فقر، راہِ معرفت، راہِ دیدار، راہِ ولایت، راہِ ہدایت، اور راہِ جمعیت یہ تمام راہیں مرتبہ غنایت سے کھلتی ہیں اگر غنایت[2] وسیری کا یہ مرتبہ حاصل کیے بغیر راہِ فقر اختیار کی جائے تو ایسا فقر، فقرِ مکب (منہ کے بل گرانے والا فقر یعنی فقرِ اضطراری) ثابت ہوتا ہے۔ (نور الہدیٰ کلاں)

---

[1] ملاحظہ فرمائیں باب 4 ''اسمِ اَللّٰہُ ذات'' [2] ملاحظہ فرمائیں باب 41 ''غنایت''

Marfat.com

پھر آپؒ دیدارِ الٰہی کیلئے ذکر کا طریقہ بتاتے ہیں:

❁ ذاکروں کو ذکرِ خفیہ حاصل ہوتا ہے جو انہیں دیدہ ور بنا دیتا ہے اور اُن کی نظر دیدارِ خدا پر ٹکی رہتی ہے۔ ایسے ذکر سے ذاکر ہمیشہ روئے خدا دیکھتے رہتے ہیں جس ذکر و فکر سے حضوری حاصل نہ ہو اس کی ضرورت ہی کیا ہے۔ جان لے کہ ذکرِ خفیہ اور ذکرِ جہر آٹھ طرح کا ہوتا ہے۔ چنانچہ ذکرِ خفیہ سے مشاہدہ دیدار نصیب ہوتا ہے اور تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے وہ توفیق و تحقیق حاصل ہوتی ہے کہ جس سے کُل و جز کی ہر چیز زیرِ تصرف وزیرِ عمل آجاتی ہے۔ خفیہ ذکر کرنے والا صاحبِ نظر ہو جاتا ہے اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے قُرب میں رہتا ہے، کیونکہ ذکرِ خفیہ سے وہ چشمِ بینا حاصل ہوتی ہے جو عین بعین مشاہدہ کرتی رہتی ہے (یعنی دیدارِ الٰہی میں محو رہنا)۔ (نور الہدیٰ کلاں) [1]

دیدارِ الٰہی میں حائل رکاوٹ

دیدارِ الٰہی کے درمیان حائل رکاوٹ اور اس رکاوٹ کو دور کرنے کے بارے میں آپؒ فرماتے ہیں:۔

❁ جان لے دیدارِ الٰہی اور اہلِ دیدار کے درمیان کوئی پتھر پہاڑ یا دیوار حائل نہیں ہوسکتی بلکہ دیو نفس حائل ہوتا ہے جو پتھر اور دیوار سے بھی سخت تر حجاب ہے اور جس کا مارنا بے حد مشکل و دشوار ہوتا ہے۔ مرشدِ کامل سب سے پہلے اسی دیو خبیث، مصاحبِ ابلیس نفس کو تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کی تلوار سے قتل کرواتا ہے اور جب تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کی تلوار سے یہ دیو نفس مر جاتا ہے تو بندے اور ربّ کے درمیان سے بیگانگی کا پردہ ہٹ جاتا ہے اور بندہ ہر وقت بلا حجاب دیدارِ پروردگار کرتا رہتا ہے۔ جو مرشد تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات طالب کو عطا نہیں کرتا وہ مرشد لائقِ ارشاد مرشد نہیں ہے۔ (نور الہدیٰ کلاں)

❁ بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی پہاڑ یا دیوار حائل نہیں ہے اور نہ ہی میلوں تک پھیلی ہوئی طویل مسافت ہے بلکہ پیاز کے پردہ سے بھی زیادہ باریک پردہ ہے جسے تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات اور صاحبِ راز مرشد کی توجہ سے توڑنا کوئی مشکل کام نہیں ہے تُو آنا چاہے تو دروازہ کھلا ہے۔ اگر نہ آئے تو حق بے نیاز ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

دیدارِ الٰہی کہاں سے نصیب ہوتا ہے

اس سلسلہ میں آپؒ فرماتے ہیں:

---

[1] مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں باب 4 ''اسمِ اَللّٰہُ ذات''

Marfat.com

❁ منصب و مرتبہِ دیدارِ پروردگار کی توفیق و برداشت و تحقیق طالب مرید سروری قادری کو حاصل ہے دیگر طریقے والا اگر کوئی دیدارِ الٰہی کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ لاف زن ہے، جھوٹا ہے اور اہلِ حجاب ہے۔ (نور الہدیٰ کلاں)

سلطان باھُوؒ اور دیدارِ الٰہی

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتب میں دیدارِ الٰہی کے علم کو کھول کر بیان فرمایا ہے۔ آپؒ فرماتے ہیں:

طالب دیدار با دیدار بر　　جز خدا دیگر نہ بیند بانظر
ہر طرف بینم بیانم حق ز حق　　بامطالعہ دائمی دِل دم غرق

ترجمہ: طالبِ دیدار کو چونکہ صرف دیدارِ الٰہی سے غرض ہوتی ہے اس لیے وہ اللہ کے سوا کسی چیز کو دیکھتا ہی نہیں اس لیے ہر لحہ مطالعہ دِل میں غرق رہتے ہوئے جدھر دیکھتا ہے اللہ ہی نظر آتا ہے۔

کلید التوحید کلاں میں حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

❁ کشتگانِ دیدار دائم باوصال　　باجمال و باوصال و لازوال

ترجمہ: دیدارِ الٰہی کے شہیدوں کو ہر وقت وصالِ الٰہی حاصل رہتا ہے اور وہ ہر وقت مشاہدہ جمال میں غرق رہتے ہیں۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ بہ ز ہر لذّت بود لذّتِ لِقا　　لذّتِ دُنیا چہ باشد بے بقا

ترجمہ: تمام لذّات سے بہتر لذّت ''لذّتِ دیدار'' ہے اُس کے مقابلے میں لذّتِ دنیا کی کیا وقعت، کہ وہ بے بقا ہے۔ (نور الہدیٰ کلاں)

❁ واضح رہے کہ ''عارف باللہ'' ''صاحبِ کُل'' کو لذّت بھی ''ذاتِ کُل'' (دیدارِ الٰہی) سے ہے۔ چار لذّتیں ایسی ہیں جو ''لذّتِ کُل'' سے باز رکھتی ہیں۔ اوّل طرح طرح کے لذیذ چرب اور شیریں کھانوں کی لذّت۔ دوسری عورت سے مجامعت کرنے کی لذّت۔ تیسری حکومتِ شاہانہ (شہرت۔ حکمرانی کا کوئی بھی عہدہ) کی لذّت جو سر سے پاؤں تک محض دنیا ہے۔ چوتھی مطالعہ کی لذّت۔ یہ چاروں لذّتیں برابر ہیں۔ جس کے وجود میں معرفتِ الٰہی کی لذّت ہوتی ہے اس سے چاروں لذّتیں نکل جاتی ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ معرفتِ الٰہی (دیدار) کی لذّت ایسی لذّت ہے جس سے روح کو فرحت حاصل ہوتی ہے اور نفس مُردہ ہو جاتا ہے۔ (اسرارِ قادری)

Marfat.com

❁ دیدارِ الٰہی کے بارے میں حضرت سخی سلطان باھُوؒ عین الفقر میں فرماتے ہیں: ''جو شخص اپنی جان کے بدلے اسمِ اَللّٰہُ ذات خرید لیتا ہے وہ کھلی آنکھوں سے دیدارِ حق تعالیٰ کرتا ہے۔''

❁ اللہ تو ہر وقت تیرے ساتھ ہے لیکن تو ہی اس کی دید سے اندھا اور گمراہ ہو گیا ہے۔

❁ دیدارِ حق کے علاوہ جو کچھ بھی ہے وہ مردار ہے اس لئے عاشق ہمیشہ طالبِ دیدار ہوتا ہے۔

❁ جس نورِ تجلّی کو موسیٰ علیہ السلام نے کوہِ طور پر دیکھا تھا اسی نورِ تجلّی کو میں عین عیان دیکھتا ہوں اور خاص الخاص تجلّی وہ ہے جو حروفِ اسم اَللّٰہُ ذات سے نمودار ہوتی ہے۔

❁ دِل اگر بیدار نہ ہو تو دیدارِ الٰہی کس طرح ہو سکتا ہے؟ سجدہ دیوار سجدہ دیدار تو نہیں۔

آپؒ نور الہدیٰ کلاں میں فرماتے ہیں:

❁ عارفوں کا یہ ابتدائی مرتبہ ہے کہ لقائے الٰہی سے مشرف ہو جاتے ہیں۔ لقائے الٰہی کے یہ مراتب میں نے اسمِ اَللّٰہُ ذات سے پائے ہیں اس لئے اسمِ اَللّٰہُ ذات کو میں نے اپنا پیشوا بنا رکھا ہے۔ جو شخص اپنے جسم کو اسمِ اَللّٰہُ ذات میں گم کر دیتا ہے وہ بہت جلد معرفتِ دیدارِ الٰہی کو پا لیتا ہے۔ دیدارِ الٰہی کیونکر روا ہو سکتا ہے؟ لیکن میں دیدار کرتا ہوں کہ مجھے مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام دیدار کرواتے ہیں۔

❁ طالبِ دیدار کو چونکہ دیدارِ الٰہی سے ہی غرض ہوتی ہے اور وہ خدا کے علاوہ کسی اور چیز کو دیکھتا بھی نہیں اس لئے میں بھی ہر وقت مطالعہ دِل میں غرق رہتے ہوئے جدھر بھی دیکھتا ہوں حق ہی حق کو پاتا ہوں۔

❁ اسمِ اَللّٰہُ ذت تیری راہبری کیلئے ہر دم تیرے ساتھ ہے اس لئے لقائے حق کے علاوہ کسی اور چیز کی جستجو مت کر۔

❁ اے کیمیا سیم وزر کے طالب! تجھے کون سی کیمیا درکار ہے؟ اور تجھے کون سی کیمیا پر اعتبار ہے؟ کیونکہ کیمیا تو دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک کیمیا کا تعلق سیم وزر اور دنیا مردار سے ہے اور دوسری کیمیا شرفِ دیدار ہے۔ کون سا علم دیدار کی راہ دکھاتا ہے؟ اور کون سا علم دیدار کی گواہی کیلئے نظر و نگاہ بنتا ہے ''وہ علم'' اسمِ اَللّٰہُ ذات'' ہے۔

❁ دراصل مراتب دو ہیں ایک مرتبے والے انسان ہوتے ہیں اور دوسرے مرتبے والے صورت کے انسان لیکن سیرت کے حیوان ہوتے ہیں جو ہمیشہ بے جمعیت و پریشان رہتے ہیں سو انسان نما حیوان اور اشرف انسان کی پہچان کیا ہے؟ انسان وہ ہے جو ہمیشہ دیدارِ الٰہی سے مشرف رہے اور انسان نما حیوان کو ہمیشہ دنیا مردار کی طلب رہتی ہے۔

Marfat.com

❁ جو عارف ہر وقت دیدارِ الٰہی میں غرق رہتا ہے اُسے مطالعہِ علمِ پیغام و اعلام و الہام و آواز کی کیا حاجت ہے۔

❁ لقائے حق کے لائق وہ طالب ہوتا ہے جو غرق فی التوحید (فنا فی اللہ) ہو کر دیدارِ الٰہی کرتا ہے۔

❁ مرتبہ دیدار اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے وہ جسے چاہتا ہے دنیا و آخرت میں اُسے عطا کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے محروم رکھتا ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے: جو یہاں دیدارِ حق تعالیٰ سے اندھا ہو گیا وہ آخرت میں بھی دیدارِ حق تعالیٰ سے اندھا ہی رہے گا۔ (بنی اسرائیل 72)

❁ اگر تیرے پاس آنکھیں ہیں تو جی بھر کر دیدارِ الٰہی کر۔

❁ صاحبِ نظر دیدار کرتے ہیں لیکن جھوٹے اور مکار لوگوں کو کچھ نظر نہیں آتا۔

❁ اگر تیرے پاس چشمِ بینا ہے تو دیدارِ الٰہی میں محو رہ کہ ایسے میں ذکر تو ذکر فکر کے بغیر بھی ذاکر گردانا جائے گا۔

❁ اے صاحبِ نظر اگر تجھے چشمِ بینا حاصل ہے تو دیدارِ رحمت میں غرق ہو جا۔

❁ اے طالب بحث و تکرار کو چھوڑ اور دیدارِ الٰہی کا کامل مرتبہ حاصل کر۔

❁ اگر تیری طلب دیدارِ خداوندی ہے تو اے طالب نفس کو چھوڑ دے اور ادھر آ جا۔

❁ جو شخص اسمِ اَللّٰہُ ذات کی طے جان لیتا ہے اس کی غذا دیدارِ کامل ہو جاتی ہے اور وہ دائمی طور پر دیدارِ الٰہی میں محو رہتا ہے۔

❁ جس کسی کے پیشوا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو جائیں اور وہ بارگاہِ نبوی ﷺ میں منظور ہو جائے تو وہ لقائے الٰہی سے مشرف ہو جاتا ہے جو شخص دیدارِ الٰہی سے مشرف ہو جاتا ہے وہ اس کا چرچا نہیں کرتا وہ اپنی ہستی کو مٹا کر بارگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر رہتا ہے۔

❁ آنکھ کو دیدار سے ہی یقین نصیب ہوتا ہے جو اس بات کو نہ مانے پکا لعین ہے۔

❁ مادر زاد اندھے کے نصیب میں لقائے الٰہی کہاں؟ کہ وہ تو لقائے الٰہی کا قائل ہی نہیں ہوتا اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔

❁ جس کی آنکھیں اللہ تعالیٰ کے کرم سے نور ہو گئیں وہ دیدارِ الٰہی سے مشرف ہو گیا ایسے صاحبِ دیدار کو کوئی غم نہیں۔

❁ جو کوئی دیدارِ الٰہی سے مشرف ہو جاتا ہے وہ خودنمائی کی باتیں نہیں کرتا۔ جو اللہ تعالیٰ کو دیکھ لیتا ہے وہ کہے تو کیونکر کہے کہ وہ تو ہر دم دیدارِ الٰہی میں محو رہتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کو دیکھ لیتا ہے وہ غرق فی التوحید ہو جاتا ہے اور

Marfat.com

ہردم خاموش رہ کر خونِ جگر پیتا رہتا ہے۔

دیدارِ الٰہی کے علم کے بارے میں سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُوؒ کی کتب بھری پڑی ہیں لیکن آپؒ کے نزدیک دیدارِ الٰہی کے علم کا راستہ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے کھلتا ہے جو شخص ہر وقت ذکر اور تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات میں غرق رہتا ہے وہ دیدارِ الٰہی سے مشرف ہو ہی جاتا ہے۔

پنجابی ابیات میں آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

❁ باجھ فنا ربّ حاصل ناہیں باھُوؒ، ناں تاثیر جماعتاں ھُو

ترجمہ: اپنی ذات کو فنا کیے بغیر وصالِ حق تعالیٰ اور دیدارِ الٰہی حاصل نہیں ہوتا اور نہ ہی عبادات میں حضوریٔ قلب حاصل ہوتی ہے۔

❁ ہر جا جانی دِسّے باھُوؒ، جِت وَل نظر پچھوے ھُو

ترجمہ: اب حالت یہ ہے کہ جہاں نظر جاتی ہے ہر طرف ذاتِ حق تعالیٰ ہی نظر آتی ہے۔

❁ ظاہر ویکھاں جانی تائیں، نالے دِسّے اندر سینے ھُو

ترجمہ: مجھے ظاہر اور باطن میں ہر طرف اپنا محبوب ذاتِ حق تعالیٰ ہی نظر آتا ہے۔

❁ جاں اندر وڑ جھاتی پائی، ڈِٹّھا یار اکلّا ھُو

ترجمہ: جب ہم نے اپنے من کے اندر جھانک کر دیکھا تو وہاں واحد احد محبوبِ حقیقی کو ہی پایا۔

❁ جس جا جانی نظر نہ آوے، اُوتھے سجدا مول نہ دَیئے ھُو
جاں جاں جانی نظر نہ آوے، باھُوؒ کلمہ مول نہ کہیے ھُو

ترجمہ: جس جگہ ذاتِ حق تعالیٰ نظر نہ آئے وہاں سجدہ ہرگز نہیں کرنا چاہیے اور جہاں محبوب نظر نہ آئے وہاں کلمہ ہرگز نہیں پڑھنا چاہیے۔

❁ دَم دَم دے وِچ ویکھن مولیٰ، جنہاں قضا نہ کیتی ھُو

ترجمہ: عاشق تو ہر لحظہ دیدارِ الٰہی میں محو رہتے ہیں اور دائمی نماز ادا کرتے رہتے ہیں اُن کی نماز کہاں قضا ہوتی ہے۔

❁ شہبازِ عارفاں سید محمد بہادر علی شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں:-

اَکھ بنوا جاہل بچارا تاں ویکھیں نور نظارا
ذاتی ہے یا صفاتی چمکارہ کون دیکھے بجز بینائی
واہ پیر محمد رمز بتائی

Marfat.com

ترجمہ: ظاہری آنکھوں سے دیدارِ الٰہی ممکن نہیں ہے پہلے نورِ بصیرت حاصل کر تو تجھے معلوم ہوگا کہ جلوۂ ذات ہے یا جلوۂ صفات، بغیر نورِ بصیرت حاصل کیے دیدارِ الٰہی ممکن نہیں ہے۔ اور یہ سب کچھ مجھے اپنے مرشد سے حاصل ہوا ہے۔

❁ بقول بلھے شاہؒ۔

علموں بس کریں او یار اک الف تینوں درکار

ترجمہ: ''جتنے علوم تُو نے حاصل کر لئے ہیں اگر اُن سے دیدارِ الٰہی حاصل نہیں ہوا تو اُن کو چھوڑ دے اور ایک اسمِ اَللّٰہُ ذات پڑھ یہ تجھے لذّتِ دیدار سے ہمکنار کر دے گا۔

سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

❁ ہم نے اللہ تعالیٰ سے اس کے دیدار اور اس کی رضا کے سوا کبھی کچھ نہیں مانگا۔

❁ دیدارِ الٰہی سے بڑی کوئی نعمت نہیں جو صرف عارفین کو عطا کی جاتی ہے۔

❁ دیدارِ الٰہی نورِ بصارت سے نہیں نورِ بصیرت سے حاصل ہوتا ہے اور نورِ بصیرت اسمِ اَللّٰہُ ذات اور مرشد کامل اکمل کی نگاہ سے حاصل ہوتا ہے۔

❁ جو دیدار کا انکار کرتا ہے وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا امتی نہیں ہے۔ اس کے نصیب میں خواری ہے اور اس خواری سے وہ خود بے خبر ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کو صرف اسمِ اَللّٰہُ ذات کے نور سے دیکھا جا سکتا ہے جیسا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ کا فرمان ہے کہ میں نے اپنے ربّ کو نورِ ربی کے ذریعے دیکھا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا بیان ہے اگر میرا ربّ خود میری تربیت نہ کرتا تو میں اسے پہچان نہ پاتا۔

❁ جس طرح اس دنیا میں کسی چیز کو دیکھنے کیلئے دو چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے ایک آنکھ (نورِ بصارت) دوسری روشنی (سورج یا مصنوعی روشنی)، اگر ایک چیز کی بھی کمی ہو تو کچھ دیکھا نہیں جا سکتا۔ اس طرح باطن میں دیکھنے کے لئے بھی دو چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے ایک باطنی یا قلبی آنکھ (نورِ بصیرت) اور دوسرا اسمِ اَللّٰہُ ذات کا نور۔ اور اللہ تعالیٰ کو اسمِ اَللّٰہُ ذات کے نور ہی سے دیکھا جا سکتا ہے اسی لئے سورہ بنی اسرائیل کی آیت نمبر 72 میں اسی باطنی اندھے پن کا ذکر ہے فرمانِ الٰہی ہے: وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى (ترجمہ: جو اس دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہے گا) یعنی جو یہاں دیدار یا نورِ بصیرت سے محروم ہے وہ آخرت میں بھی دیدار یا نورِ بصیرت سے محروم رہے گا۔

Marfat.com

❁ اسم اَللّٰہُ ذات سے انوار و تجلیات نازل ہوتی ہیں اس نور میں دیدار و لقا نظر آتا ہے۔

❁ یاد رکھ اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان پہاڑوں اور فولاد سے سخت حجاب ہے اور وہ ہے نفس۔ جب تک نفس نہیں مرتا دیدار حاصل نہیں ہوتا اور نفس کو کوئی عبادت قتل نہیں کر سکتی سوائے تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کے اور مرشد کامل سروری قادری کے۔

❁ جسے دیدارِ الٰہی حاصل ہو جاتا ہے وہ لوگوں میں اپنی بڑائی بیان نہیں کرتا پھرتا وہ ہر چیز دیکھتا ہے لیکن خاموش رہتا ہے۔

❁ یہ بات یاد رکھ اور اپنے دل پر لکھ لے کہ دیدارِ الٰہی کا راستہ اسم اَللّٰہُ ذات سے کھلتا ہے بشرطیکہ یہ مرشد کامل اکمل سروری قادری صاحبِ مسمّٰی سے حاصل ہوا ہو۔ اس کے علاوہ اگر کوئی اور طریقہ تجھے کسی نے بتایا ہے یا تو خود جانتا ہے تو وہ باطل ہے۔

اقبالؒ اور دیدارِ الٰہی

دوسرے عارفین کی طرح علامہ محمد اقبال رحمتہ اللہ علیہ بھی دیدارِ الٰہی کے قائل ہیں اور اُن کے کلام میں جگہ جگہ دیدارِ الٰہی کے متعلق اشارات ملتے ہیں۔ آپ ایک طالب کی طرح دیدار کی التجا کرتے نظر آتے ہیں۔

❁ کبھی اے حقیقتِ منتظر نظر آ لباسِ مجاز میں　　کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں میری جبینِ نیاز میں

اللہ تعالیٰ کے دیدار ہی سے تو اصل زندگی (جاودانی) حاصل ہوتی ہے۔

❁ بر مقامِ خود رسیدن زندگی است　　ذات را بے پردہ دیدن زندگی است

ترجمہ: (فقر کے انتہائی) مقام پر پہنچنا ہی حقیقی زندگی ہے اور ذاتِ حق کو بے پردہ دیکھنا ہی صحیح زندگی ہے۔

❁ دیدنش افزودنِ بے کاستن　　دیدنش از قبرِ تن برخواستن

ترجمہ: اس کے دیدار سے وہ افزودنی ملتی ہے، جس میں کمی کا احتمال ہی نہیں ہے۔ اللہ کے دیدار سے بندہ تن کی قبر سے دوبارہ زندہ ہو کر اٹھتا ہے۔

اس دنیا کی زندگی کے بارے میں آپؒ فرماتے ہیں:

❁ زندگی اینجا ز دیدار است و بس　　ذوقِ دیدار است و گفتار است و بس

ترجمہ: یہاں کی زندگی صرف دیدارِ الٰہی ہے۔ یہ زندگی ذوقِ دیدار ہے اور ذوقِ گفتار ہے۔

Marfat.com

علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ کا نقطۂ نظر ہے کہ اگر دیدارِ الٰہی ممکن نہ ہوتا تو ’’حدیثِ جبرائیل‘‘ میں یہ نہ کہا جاتا کہ ’’تم عبادت اس طرح کرو گویا تم خدا کو دیکھ رہے ہو‘‘ اور باطن میں تو خدا کے ساتھ خلوت ایسی ہونی چاہیے:

❁ چناں باذاتِ حق خلوت گزینی   ترا او بیند و او را تو بینی

ترجمہ: اللہ تعالیٰ سے اس طرح خلوت حاصل کر کہ وہ تجھے دیکھے اور تو اس کو دیکھے۔

دیدارِ الٰہی کے لیے اقبال رحمتہ اللہ علیہ ایک شرط بیان فرما رہے ہیں کہ علم و عقل کی حد سے گزر کر کسی صاحبِ نظر کی بارگاہ کے عاشق بنو گے تو دیدارِ الٰہی نصیب ہوگا۔

❁ علم کی حد سے پرے، بندۂ مومن کے لیے   لذتِ شوق بھی ہے، نعمتِ دیدار بھی ہے

❁ ہوئی جو چشمِ مظاہر پرست وا آخر   تو پایا خانۂ دل میں اُسے مکیں میں نے

❁ حقیقت اپنی آنکھوں پر نمایاں جب ہوئی اپنی   مکاں نکلا ہمارے خانۂ دل کے مکینوں میں

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیدارِ الٰہی کی التجا کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ’’لن ترانی‘‘ تو نہیں دیکھ سکتا کیونکہ یہ سارے اسرار ہم نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیے اور اسی کی امت کے لیے سنبھال کر رکھے ہوئے ہیں:

❁ اَڑ بیٹھے کیا سمجھ کے بھلا طور پر کلیمؑ   طاقت ہو دید کی تو تقاضا کرے کوئی

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور اس کی امت کو نہ صرف دیدار کی نعمت عطا فرمائی بلکہ پھر نظارہ بھی کرایا۔

❁ کھلے جاتے ہیں اسرارِ نہانی   گیا دور حدیثِ لن ترانی

جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ’’لن ترانی‘‘ کا حکم سنایا تھا اُس کا جلوہ تو آج عام ہے اور وہ اپنے طالبوں کی محفل لگا کر بیٹھا ہوا ہے۔ تو اُسے تلاش کر اگر نیت میں اخلاص ہے تو مل جائے گا۔

❁ چھپایا حُسن کو اپنے کلیم اللہ سے جس نے   وہی ناز آفریں ہے جلوہ پیرا نازنینوں میں

اب دیدارِ الٰہی کے متعلق اقبالؒ کی شاعری سے انتخاب درج کیا جا رہا ہے۔ سمجھنا آپ کا کام ہے:

❁ آنکھ وقفِ دید تھی، لب مائلِ گفتار تھا   دل نہ تھا میرا، سراپا ذوقِ استفسار تھا

❁ حُسنِ کامل ہی نہ ہو اس بے حجابی کا سبب   وہ جو تھا پردوں میں پنہاں، خودنما کیوں کر ہوا

آپؒ مستقبل کی نوید دیتے ہوئے فرما رہے ہیں مایوسی کی بات نہیں ہے طالب انتظار کریں اور جنون سے تلاش کریں کہ دیدارِ عام کا زمانہ بھی آنے والا ہے۔

زمانہ آیا ہے بے حجابی کا، عام دیدارِ یار ہوگا   سکوت تھا پردہ دار جس کا، وہ راز اب آشکار ہوگا

گزر گیا اب وہ دور ساقی کہ چھپ کے پیتے تھے پینے والے   بنے گا سارا جہان مے خانہ، ہر کوئی بادہ خوار ہوگا

Marfat.com

عاشق کا دل مدرسوں اور مسجدوں میں سکون نہیں پاتا۔

❁ آسودہ نمی گردد آں دل کہ گسست از دوست
با قرأتِ مسجد ہا بادانشِ مکتب ہا

ترجمہ: جو دل محبوب سے جدا ہو گیا' وہ مسجدوں میں قرآن خوانی اور مدرسوں کی تعلیم و دانش سے سکون نہیں پاتا۔ عاشق کی تسکین کا سامان صرف محبوب کے وصل و دیدار ہی سے ممکن ہے' وعظ و نصیحت اور علم و حکمت سے نہیں۔ بقول سعدیؔ شیرازی وہ دل کہ عاشق بھی ہے اور صابر بھی وہ دل نہیں پتھر ہے کیونکہ عشق اور صبر میں ہزاروں کوس کا فاصلہ ہے۔

❁ کمالِ زندگی دیدارِ ذات است
طریقش رستن از بندِ جہات است

ترجمہ: زندگی کا حاصل ذاتِ حق کا دیدار ہے اور اس دیدار کا طریقہ زمان و مکان کی قید سے آزاد ہونا ہے۔

❁ کسے کو ''دید'' عالم را امام است
من و تو ناتمامیم او تمام است

ترجمہ: جس کسی نے اس محبوب کے جلوہ کا مشاہدہ کر لیا وہ جہان کا امام ہو گیا۔ میں اور تو یعنی باقی سب نامکمل یا ناقص ہیں اور صرف وہی کامل ہے (یعنی انسانِ کامل)۔

❁ گرچہ جنت از تجلّی ہائے اوست
جاں نیاساید بجز دیدارِ دوست

ترجمہ: اگرچہ جنت اس (خدا) کی تجلّیوں میں سے ہے لیکن جان اس محبوب کے دیدار کے بغیر سکون ہی نہیں پاتی یعنی عاشقوں کو سکون جنت میں نہیں دیدار سے ملتا ہے۔

❁ عشق جاں را لذّتِ دیدار داد
با زبانم جرأتِ گفتار داد

ترجمہ: عشق نے روح کو دیدار کی لذّت عطا کی اور میری زبان کو بات کرنے کی جرأت بھی عطا کی۔

حضرت سخی سلطان باھُوؒ کی تعلیماتِ فقر میں باطن میں دیدارِ حق تعالیٰ (دیدارِ الٰہی) بڑا اعلیٰ مقام ہے۔ یہ تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات اور مرشدِ کامل اکمل کی راہبری میں حاصل ہوتا ہے۔

Marfat.com

باب 9

انسانِ کامل

(فنافی ھُو، وحدت، فقر فنافی اللہ بقاباللہ۔ وصالِ الٰہی)

دیدارِ الٰہی کے بارے میں آپ پڑھ چکے ہیں۔ لیکن فقر میں دیدارِ الٰہی بھی کامل مرتبہ نہیں ہے کیونکہ اس میں بھی دوئی پائی جاتی ہے۔ راہِ فقر میں اپنی ہستی اور خودی کو ختم کر کے اللہ پاک کی ذات میں فنا ہو جانا عارفین کا سب سے اعلیٰ اور آخری مقام ہے۔ جہاں پر وہ دوئی کی منزل سے بھی گزر جاتے ہیں۔ حدیثِ نبوی ﷺ ''مُوتُوا قَبْلَ اَنْ تَمُوتُوا'' (مرنے سے پہلے مرجاؤ) میں اسی مقام کی طرف اشارہ ہے۔ فقر کے اس انتہائی مرتبہ کو مقامِ فنافی ھُو، وحدت، فقر فنافی اللہ بقاباللہ یا وصالِ الٰہی کہتے ہیں اور یہ مقامِ توحید بھی ہے۔ یہاں پہنچ کر انسان ''سراپا توحید'' ہو جاتا ہے۔ انسانی عروج کا یہ سب سے اعلیٰ مقام ہے۔ عام اصطلاح میں اس مقام تک پہنچنے والے انسان کو ''انسانِ کامل'' کہا جاتا ہے۔ لیکن فقراء اور عارفین نے اپنی تصنیفات میں اس مقام کو مختلف ناموں سے موسوم کیا ہے۔

❁ ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے:

اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰه (عین الفقر) ترجمہ: جہاں فقر کی تکمیل ہوتی ہے وہیں اللہ ہوتا ہے۔

جب طالب فقر کی انتہا پر پہنچ جاتا ہے تو جملہ صفاتِ الٰہی سے متصف ہو کر انسانِ کامل کے مرتبہ پر فائز ہوتا ہے۔ وجودِ کائنات کے تمام مراتب میں سب سے اکمل ''انسان'' ہے اور جملہ افرادِ انسانی میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سب سے اکمل وارفع ہیں اور اللہ تعالیٰ کے مظہرِ اُتم ہیں آپ ہی انسانِ کامل ہیں اور آپ ﷺ ہی حق تعالیٰ کے خلیفہ برحق ہیں۔ اور اس کے بعد آپ ﷺ کے نائبین کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وسیلہ سے یہ مرتبہ حاصل ہوا۔ ایک شخص ہر وقت دنیا میں قدمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ہوتا ہے جو انسانِ کامل، امانتِ الٰہیہ، خلافتِ الٰہیہ کا حامل اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا باطنی نائب ہوتا ہے اور کائنات کا

Marfat.com

نظام اللہ تعالیٰ اس ''انسانِ کامل'' کی وساطت سے چلاتا ہے۔اور حضرت سخی سلطان باھُورحمتہ اللہ علیہ اسے ہی مرشد کامل اکمل فرماتے ہیں۔جس شخص پر فقر کی تکمیل ہوتی ہے تو اس مرتبہ پر صاحبِ فقر کی اپنی ہستی ختم ہو جاتی ہے یہ وہ مقام ہے جہاں میں اور تو کا فرق مٹ جاتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے یکتائی کے اس مرتبہ پر فائز ہو جاتا ہے جہاں دوئی نہیں ہوتی اس لئے اس کا بولنا اللہ کا بولنا ہوتا ہے، اس کا دیکھنا اللہ کا دیکھنا اور اس کا سننا اللہ کا سننا، اس کا چلنا اللہ کا چلنا اور اس کا پکڑنا اللہ کا پکڑنا ہوتا ہے۔اس مقام کی طرف علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ نے ان الفاظ میں اشارہ کیا ہے:

ہاتھ ہے اللہ کا' بندۂ مومن کا ہاتھ
غالب و کار آفریں' کار کشا کار ساز
خاکی و نوری نہاد' بندہ مولا صفات
ہر دو جہاں سے غنی' اس کا دل بے نیاز

❁ غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں:

''اے بندے جب تو مقامِ فنا میں پہنچے گا تو تجھ پر تکوین (امرِ کن کا اذن) وارد کی جائے گی یعنی فنائیت کے بعد موجود کرنا اور کائنات پیدا کرنا تیرے سپرد کیا جائے گا اور عالم میں تصرف کرنے کی طاقت تجھے عطا کی جائے گی جس کی بدولت تو جہان میں تصرف کرے گا۔ (فتوح الغیب)

❁ ''فقیر (انسانِ کامل) وہ نہیں جس کے پاس کچھ نہ ہو بلکہ فقیر وہ ہے جو ''کن'' کہے اور ''فیکون'' ہو جائے۔ (الرسالۃ الغوثیہ)

❁ فقر کی اسی منزل پر جب حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ پہنچے تو آپؒ نے فرمایا:

''منزلِ فقر میں بارگاہِ کبریا سے حکم ہوا کہ تو ہمارا عاشق ہے۔اس فقیر نے عرض کی کہ عاجز کو حضرتِ کبریا کے عشق کی توفیق نہیں پھر حکم ہوا کہ تو ہمارا معشوق ہے اس پر یہ عاجز خاموش ہو گیا تو حضرتِ کبریا کے انوارِ تجلی کے فیض نے بندے کو ذرے کی طرح استغراق کے سمندروں میں غرق کر دیا اور فرمایا کہ تو ہماری ذات کی ''عین'' ہے اور ہم تمہاری ''عین'' ہیں حقیقت میں تُو ہماری ''حقیقت'' ہے اور معرفت میں تُو ہمارا یار ہے اور ''ھُوْ'' میں سِرِّ یاھُو ہے'' یعنی معشوقِ ھُو ہے۔ (رسالہ روحی شریف)

یہاں ''ھُوْ'' سے مراد ''ذاتِ حق تعالیٰ'' ہے اور ''یاھُوْ'' سے مراد حقیقتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے اور ''سِرّ'' سے مراد تکمیل باطن وصالِ الٰہی ہے یعنی مقامِ فنا فی ھُو (فنا فی اللہ بقا باللہ) ہے جہاں پر انسان کامل ہو کر تلقین وارشاد کی مسند پر فائز ہوتا ہے۔

Marfat.com

❁ انسانِ کامل کے بارے میں حضرت سخی سلطان باھُورحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''چونکہ اللہ تعالیٰ کے نورِ مبارک سے جنابِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نورِ مبارک ظاہر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نور سے تمام مخلوق کا ظہور ہوا اس لئے انسان کی اصل نور ہے اور عمل کے مطابق جب نفس، قلب اور روح تینوں نور بن جاتے ہیں اس کو انسانِ کامل کہتے ہیں۔'' (عقلِ بیدار)

❁ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام انسانِ کامل ہیں اور باقی لوگ حسبِ مراتب تقریب رکھتے ہیں۔ (قربِ دیدار)

❁ واضح رہے کہ ''انسانِ کامل'' ہمیشہ دیدار کی طلب میں رہتا ہے اور احمق حیوان ہمیشہ دنیا مردار کی طلب میں رہتا ہے۔ (امیر الکونین)

❁ ''انسانِ کامل کا وجود طلسماتِ اسم و مسمّٰی کا گنج معمہّ ہے۔ (نور الہدیٰ کلاں)

یہاں آپؒ نے انسانِ کامل کے وجود کو طلسمات فرمایا ہے کیونکہ وہ مظہر عجائب الغرائب ہے انسانِ کامل ''اسم (اللہ) اور مسمّٰی'' (ذاتِ الٰہی) کو پالینے کا راز جانتا ہے یہ ایک خزانہ (گنج) ہے اور جس طرح کسی خزانہ تک معمہّ حل کر کے پہنچا جاسکتا ہے اسی طرح انسانِ کامل کو بھی پہچاننا ایک معمہّ ہے اور جو اس معمہّ کو حل کر لیتا ہے وہی انسانِ کامل کی حقیقت تک پہنچتا ہے۔ یعنی انسانِ کامل کی حقیقت کی پہچان ادراکِ قلبی سے ہوتی ہے اور اس کے لئے تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات ہی ایک ذریعہ ہے اسمِ اَللّٰہُ ذات کے تصور کے بغیر انسانِ کامل کی پہچان ناممکن ہے کیونکہ انسانِ کامل کی منزل تک بھی اسمِ ذات ہی پہنچاتا ہے اگر یہ صاحبِ مسمّٰی (انسانِ کامل) سے حاصل ہوا ہو۔

جیسا کہ علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں:

عمرہا در کعبہ و بت خانہ می نالد حیات تا ز بزمِ عشق یک دانائے راز آید بروں

ترجمہ: برسوں زندگی کبھی کعبہ میں کبھی بت خانہ میں روتی ہے۔ تب جا کر عشق کے پردے سے ایک دانائے راز (انسانِ کامل) باہر نکلتا ہے۔

مردِ میدان زندہ از اللہ ھُو اَست زیرِ پائے او جہانِ چار سو اَست

ترجمہ: مردِ میدان (انسانِ کامل) اللہ ھُو (اسمِ ذات) سے زندہ ہے اور یہ جہانِ چار سو اس کے قدموں کے نیچے ہے۔

سلسلہ سروری قادری میں جب طالب ھُو میں فنا ہو کر فنافی ھُو ہو جاتا ہے اور اس کے ظاہر و باطن میں ھُو کے سوا کچھ نہیں رہتا تو یہ ہے ''ہمہ اوست در مغز و پوست اور یہی ہے فقیر مالک الملکی (انسانِ کامل، نائبِ رسولؐ) اور یہی ہے مرشد کامل اکمل نور الہدیٰ۔

ایسا انسان ہر وقت کائنات میں موجود ہوتا ہے جو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نائب ہوتا ہے

Marfat.com

یعنی حقیقتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مختلف زمانوں کے اندر اپنے نائب، خلیفہ اور جانشین کی صورت میں بدلتی رہتی ہے۔

❁ قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَٰهُ فِيٓ إِمَامٖ مُّبِينٖ ۝ (یٰسٓ 12)

ترجمہ: اور ہر امر کو جمع کر رکھا ہے ہم نے امامِ مبین میں۔

اس آیت میں امامِ مبین سے مراد ''انسانِ کامل'' ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے ہر امر، حکم اور اپنی پیدا کردہ کل کائنات کو ایک لوحِ محفوظ جو کہ انسانِ کامل کا دِل ہے میں محفوظ کر رکھا ہے۔ انسانِ کامل کا دِل وہ جگہ ہے جہاں انوارِ ذات نازل ہوتے ہیں اور اسکی وسعت کا بیان و اندازہ نہیں کیا جاسکتا۔

❁ ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

اَلرَّحْمٰنُ فَسْئَلْ بِهٖ خَبِيْرًا ۝ (الفرقان 59)

ترجمہ: ''وہ رحمٰن ہے سو پوچھ اس کے بارے میں اس سے جو اس کی خبر رکھتا ہے''۔

انسانِ کامل اللہ تعالیٰ کا مظہر اور مکمل آئینہ بن جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے انوارِ ذات وصفات و اسماء وافعال کا اپنے اندر انعکاس کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی جمیع صفات سے متصف اور اس کے جملہ اخلاق سے متخلق ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے:

❁ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ عَرْشُ اللّٰهِ تَعَالٰى

ترجمہ: ''مومن کا دل اللہ تعالیٰ کا عرش ہے''

❁ لَايَسْعُنِىْ اَرْضِىْ وَلَا سَمَائِىْ وَلٰكِنْ يَسْعُنِىْ قَلْبُ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ (حدیثِ قدسی)

ترجمہ: ''نہ میں زمین میں سماتا ہوں اور نہ آسمانوں میں لیکن بندہ مومن کے دل میں سماجاتا ہوں''۔

❁ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ''مرآۃ العارفین'' میں فرماتے ہیں:۔

''پورا قرآنِ مجید اُم الکتاب (سورہ فاتحہ) میں ہے اور سورہ فاتحہ بسم اللہ میں اور اسمِ اَللّٰہُ ''انسانِ کامل'' کے دِل میں جلوہ گر ہے۔ اس لئے انسانِ کامل تمام صفات وذات کے لئے مجمل اور مفصل ہے۔''

❁ شیخ اکبر حضرت محی الدین ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ پہلے عارف ہیں جنہوں نے انسانِ کامل کی اصطلاح وضع کی۔ انہوں نے ''فتوحاتِ مکیہ'' اور ''فصوص الحکم'' میں انسانِ کامل کے جو اوصاف تحریر کیے ہیں ان میں سے چند ایک یہ ہیں:۔ ۱۔ انسانِ کامل، اکمل موجودات ہے ۲۔ واحد مخلوق ہے جو مشاہدے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت بجالاتی ہے ۳۔ صفاتِ الٰہیہ کا آئینہ ہے ۴۔ مرتبہ حدِ امکان سے بالا اور مقامِ خلق سے بلند ہے ۵۔ حادثِ ازلی

Marfat.com

اور دائم ابدی اور کلمہ فاصلہ جامعہ ہے ۶۔حق تعالیٰ سے وہی نسبت ہے جو آنکھ کو پتلی سے ہے ۷۔عالم کے ساتھ اس کی نسبت انگشتری میں نگینے کی مانند ہے ۸۔رحمت کی جہت سے اعظم مخلوقات ہے ۹۔انسانِ کامل عالم کی روح ہے اور عالم اس کا قالب ۔۱۰۔انسانِ کامل ربوبیت اور عبودیت کا جامع ہے اگر اللہ واحد ہے تو اس کا خلیفہ (انسانِ کامل بھی (دنیا میں) واحد ہے۔۱۲۔عالم میں ہر موجود حق تعالیٰ کے کسی نہ کسی اسم کا مظہر ہے اور وہی اسم اس کا ربّ ہے اور انسانِ کامل حق تعالیٰ کے اسمِ جامع اسمِ اَللّٰہُ کا مظہر ہے جو سب اسماءِ الٰہی کا ربّ ہے پس رب الارباب ہے پس رب العالمین ہے۔۱۳۔حق تعالیٰ کا فرمان ہے کہ میں نے انسانِ کامل کو اپنے دونوں ہاتھوں سے پیدا کیا دونوں ہاتھوں سے مراد دونوں صفات جلال اور جمال کی ہیں۔پس حضرت انسانِ کامل جو مدبرِ عالم ہے، عالم کی روح ہے لہٰذا غائب ہے اگرچہ خلیفہ سے خارج میں موجود ہے لیکن سوائے خاص اولیاء کے اس کو کوئی نہیں پہچانتا لہٰذا غائب ہے۔خلیفہ سے مراد قطبِ زماں ہے اور وہ اپنے وقت کا سلطان ہے ۔۱۴۔چونکہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں نہ رسول جو نئی شریعت لائے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد ہر زمانہ میں ایک ایسا فردِ کامل ہوتا رہے گا جس میں حقیقتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ظہور ہوگا اور وہ فنا فی الرسول کے مقام سے مشرف ہوگا وہ فردِ کامل قطبِ زمان ہے اور ہر زمانہ میں ایک ولی اس منصب پر فائز کیا جاتا ہے۔۱۵۔حضور سرورِ کونین نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جملہ موجودات میں سرایت اس طرح ہے جس طرح اشجار میں پانی کی سرایت ہے (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نور کائنات میں ہر موجود کی بنیاد ہے) جس شجر کی جڑ سے پانی خشک ہوجاتا ہے وہ خشک ہوجاتا ہے ۔۱۶۔ ہر زمانہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ازل سے لے کر ابد تک اپنا لباس بدلتے رہتے ہیں اور اکمل افراد کی صورت پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی جلوہ نما ہوتے ہیں۔ [1]

❁ ''چونکہ اسمِ اَللّٰہُ ذات جامع جمیع صفات ومنبع جمیع کمالات ہے لہٰذا وہ اصل تجلیات ورب الارباب کہلاتا ہے اور اس کا مظہر جو عینِ ثانیہ ہوگا وہ عبداللہ عین الاعیان ہوگا۔ ہر زمانے میں ایک شخص قدمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر رہتا ہے جو اپنے زمانے کا عبداللہ ہوتا ہے اس کو قطب الاقطاب یا غوث کہتے ہیں جو عبداللہ یا محمدی المشرب ہوتا ہے وہ بالکل بے ارادہ تحتِ امرو قُرب وفرائض میں رہتا ہے اللہ تعالیٰ کو جو کچھ کرنا ہوتا ہے اسکے توسط سے کرتا ہے۔'' [2]

❁ حضرت شیخ موید الدین جندی رحمتہ اللہ علیہ تفسیر روح البیان میں سورہ فاتحہ کی شرح کرتے ہوئے اسم اَللّٰہُ کے بارے میں فرماتے ہیں:-

''اسمِ اعظم جس کا ذکر مشہور ہو چکا ہے اور جس کی خبر چار سو پھیل گئی ہے وہ حقیقتاً ومعناً عالمِ حقائق اور

---

[1] شرح فصوص الحکم والایقان۔فتوحاتِ مکیہ [2] فصوص الحکم صفحہ نمبر 232 ترجمہ مولانا عبدالقدیر صدیقی ناشر نذیر سنز لاہور

Marfat.com

معنی سے ہے اور سورۃً ولفظاً عالمِ صورت والفاظ سے ہے جمیع حقائقِ کمالیہ سب کی سب احادیث کا نام حقیقت ہے اور اس کے معنی وہ انسانِ کامل ہے جو ہر زمانہ میں ہوتا ہے یعنی وہ قطب الاقطاب اور امانتِ الٰہیہ کا حامل اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہوتا ہے اور اسمِ اعظم کی صورت ولی کامل (انسانِ کامل) کی ظاہری صورت کا نام ہے۔“ [1]

❁ حضرت سیّد عبدالکریم بن ابراہیم الجیلیؒ اپنی تصنیف انسانِ کامل میں فرماتے ہیں:-

”وجودِ تعینات میں جس کمال میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم متعین ہوئے ہیں کوئی شخص متعین نہیں ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اخلاق، احوال، افعال اور اقوال اس امر کے شاہد ہیں کہ آپ ان کمالات میں منفرد ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم انسانِ کامل ہیں اور باقی انبیاء واولیاء اکمل صلوٰۃ اللہ علیھم آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ایسے ملحق ہیں جیسے کامل اکمل سے ملحق ہوتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ وہ نسبت رکھتے ہیں جو فاضل کو افضل سے ہوتی ہے لیکن مطلق اکمل انسان حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات مبارک ہی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بالاتفاق انسانِ کامل ہیں۔“

مزید فرماتے ہیں ”انسانِ کامل وہ ہے جو بمقتضائے حکمِ ذاتی بطورِ ملک واصالت اسماء ذاتی وصفاتِ الٰہی کا مستحق ہو۔ حق کیلئے اس (انسانِ کامل) کی مثال آئینے کی سی ہے کہ سوائے آئینہ کے کوئی شخص اپنی صورت نہیں دیکھ سکتا اور نہ انسان کیلئے ممکن ہے کہ سوائے اسمِ اَللّٰہُ کے آئینہ کے، کہ وہ اس کا آئینہ ہے، اپنے نفس کی صورت دیکھ سکے اور انسانِ کامل بھی حق کا آئینہ ہے اس لئے حق تعالیٰ نے اپنے اوپر لازم کرلیا ہے کہ سوائے انسانِ کامل کے اپنے اسماء وصفات کو کسی اور چیز میں نہ دیکھے۔ وہی امانتِ الٰہیہ کا حامل ہے یہی معنی ہیں اللہ تعالیٰ کے اس قول کے:

”اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَ حَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ط اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا“ (ترجمہ: ہم نے بارِ امانت کو آسمانوں، زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا۔ سب نے اس کے اٹھانے سے عاجزی ظاہر کی لیکن انسان نے اسے اٹھالیا۔ بے شک وہ (اپنے نفس کے لیے) ظالم اور نادان ہے۔)

آپ انسانِ کامل کی مزید تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”انسانِ کامل قطبِ عالم ہے جس سے اوّل سے آخر تک وجود کے فلک گردش کرتے ہیں اور وہ جب وجود کی ابتدا ہوئی اس وقت سے لے کر ابدالآباد تک ایک ہی شے ہے پھر اس کے لیے رنگارنگ لباس ہیں اور باعتبارِ لباس کے اس کا ایک نام رکھا جاتا ہے دوسرے لباس کے اعتبار سے اس کا وہ نام نہیں رکھا جاتا اس کا اصلی نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے اور اس کی کنیت ابوالقاسم اور اس کا وصف عبداللہ ہے اور اس کا لقب شمس الدین ہے پھر باعتبار دوسرے لباسوں کے اس کے نام ہیں پھر ہر زمانہ میں اس کا ایک نام ہے جو اس زمانہ کے لائق ہوتا ہے۔

---

[1] تفسیر روح البیان جلد اول صفحہ نمبر 41 ترجمہ مولانا فیض محمد اویسی ناشر مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور

Marfat.com

۔۔۔۔حقیقتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر زمانہ میں اس زمانہ کے اکمل کی صورت میں اُس زمانہ کی شان کے مطابق ظاہر ہوتی ہے یہ انسانِ کامل اپنے زمانہ میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلیفہ ہوتا ہے۔'' (ترجمہ فضل میراں ناشر نفیس اکیڈمی کراچی)

❁ انسانِ کامل کے بارے میں کپتان ڈبلیو بی سیال لکھتے ہیں:-

''مقامِ فنافی اللہ میں رہ کر بحرِ ذات وصفاتِ الٰہی میں غوطے لگا کر بندۂ مومن بمصداق حدیث قدسی 'بِیْ یَسْمَعُ وَ یُبْصِرُ'' حق تعالیٰ کی صفات سے متصف ہوتا ہے۔ اس مقام کی طرف ایک اور حدیث سے بھی اشارہ ہوتا ہے جس میں کہا گیا ہے تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللہ (اللہ کی صفات سے متصف ہو جاؤ)۔ جب صفاتِ الٰہی سے بندۂ مومن متصف ہو کر واپس بقا کی حالت کی طرف آتا ہے تو بحیثیت انسانِ کامل خلافتِ الٰہیہ کا تاج اس کے سر پر رکھا جاتا ہے اور یہ مقام انسانی عروج کا بلند ترین مقام ہے اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خاصہ ہے۔ یہ عبدیت کا بلند ترین مقام ہے کیونکہ فنا میں رہ کر آدمی ہمیشہ کیلئے غرق ہو جاتا ہے۔'' (روحانیت اور اسلام)

❁ اقبالؒ اس کو یوں بیان کرتے ہیں:-

قلب را از صبغۃ اللہ رنگ دہ عشق را ناموس و نام و ننگ دہ

ترجمہ: اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے رنگ میں رنگ لے اسی طرح عشق کو عزت واحترام حاصل ہوتا ہے۔

مسلمان بندہ مولا صفات است دلِ او سرّے از اسرارِ ذات است
جمالش جز بہ نورِ حق نہ بینی کہ اصلش در ضمیرِ کائنات است

ترجمہ: مسلمان بندہ (انسانِ کامل) خدا کی صفات سے متصف ہوتا ہے اور اس کا باطن خدا کے رازوں میں سے ایک راز ہے۔ اُس کا حسن رازِ حق سے آشنا آنکھ ہی دیکھ سکتی ہے اور اس (انسانِ کامل) کی جڑ کائنات کے ضمیر (روح) میں ہے۔ یعنی وہ کائنات کے ہر راز سے آگاہ ہوتا ہے۔

❁ حضرت شاہ سیّد محمد ذوقی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''انسانِ کامل تمام موجودات کا خلاصہ ہے۔ باعتبار اپنی عقل اور روح کے اُمّ الکتاب ہے' باعتبار قلب کے لوحِ محفوظ ہے' باعتبار اپنے نفس کے محو واثبات کی کتاب ہے۔ انسانِ کامل ہی صحف مکرمہ اور یہی وہ کتابِ مطہر ہے جس سے کوئی چیز نہیں چھوٹی' اس کے اسرار ومعانی کو سوائے ان لوگوں کے جو حجاباتِ ظلماتی سے پاک ہوں، کوئی ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ (سرِ دلبراں)

❁ پروفیسر احمد سعید ہمدانی لکھتے ہیں:-

''غوث جسے قطب الاقطاب' قطب مدار قطب ابدال کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نائب ہوتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے اس کے قلب پر جو کچھ القا ہوتا ہے اس کے مطابق وہ آگے امر کو

Marfat.com

جاری کرتا ہے روزانہ وہ ابدال کے ساتھ دربار میں بیٹھتا ہے۔ امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اقوام عالم کے بارے میں فیصلے صادر کرتا ہے۔ جو امر اللہ کی طرف سے نازل ہوتا ہے وہ امر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ غوث تک پہنچتا ہے"۔ (حقیقتِ ابدال ورجالِ غیب)

❀ حضرت سخی سلطان باھُوؒ "سلطان الوھم" میں فرماتے ہیں :

"چنانچہ اوّل وحی جلی حق تعالیٰ کی طرف سے اُم الکتاب کی صورت میں نازل ہوئی جو کہ علم خداوند جل وعلا سے عبارت ہے اور یہ وحی عالمِ جبروت سے لوحِ محفوظ میں منتقل ہوئی پھر لوحِ محفوظ سے عالمِ ملکوت پر نازل ہوئی جب عالمِ ملکوت میں نازل ہوئی تو حضرت جبرائیل علیہ السلام کو خبر ہوگئی اور انہوں نے اسی وحی کو لیکر حضرت محمد مصطفیٰ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات تک پہنچایا اور پھر آپ ﷺ نے اسے خلقِ خدا پر آشکارہ فرما دیا جو کہ عالمِ ناسوت ہے۔

مذکورہ بالا بیان تو وحی جلی کے بارے میں تھا جبکہ وحی خفی کا نزول مندرجہ ذیل طریقے پر ہوتا ہے کہ "انسانِ کامل" جو کہ عالمِ صغریٰ سے عبارت ہے اور مظہرِ ربوبیت بھی ہے۔ وحی خفی کو پانچویں درجے پر اپنی زبان پر لاتا ہے۔ اوّل جب انسانِ کامل اور منتہی واصل حضرت عالم الغیوب سے کوئی چیز حاصل کرنا چاہتا ہے تو وہ اس چیز کا علم حاصل کرتا ہے جس کو علمِ لدنّی، الہام اور وحی خفی بھی کہتے ہیں یہ وحی اس محل خفی سے جو کہ لاھوت سے عبارت ہے، سِرّ پر نازل ہوتی ہے جب سِرّ تک پہنچتی ہے تو سِرّ روح کو خبر کر دیتا ہے۔ روح قلب یعنی دلِ حقیقی کو آگاہ کرتی ہے اور دلِ حقیقی نفس کو آگاہ کرتا ہے اور نفس اسے زبان سے بیان کر دیتا ہے اس جگہ اس وحی سے الہام اخذ کرنا مقصود نہیں لیکن اس لئے بیان کیا گیا ہے کہ جب منتہی واصل بحکم اَلنِّهَايَتُ الرُّجُوْعُ اِلَى الْبِدَايَتِ یعنی انتہا ابتدا کی طرف لوٹتی ہے کے مطابق پھر مقامِ لاھوت میں پہنچتا ہے اور ہر چار منازل کو ایک جگہ اکٹھا کر کے انہیں طلاق (جدائی) کی منزل پر پہنچاتا ہے تو وہ عالمِ لاھوت میں ہوتا ہے جو اس عمل کی انتہا ہے جہاں اسے ذاتِ احدیت کا وصال کرنا ہے تاہم جب تک منتہی واصل حضرت رسالت پناہ علیہ السلام کی اتباع میں "انسانِ کامل" نہیں بن جاتا وہ کمال کو نہیں پہنچ سکتا اور نہ ہی اس کام کی انتہا کو حاصل کر سکتا ہے یعنی اسے حق تعالیٰ کا وصال نصیب نہیں ہو سکتا۔

❀ وَاِنَّمَا قَالَ الْاِنْسَانُ كَامِلٌ ظَاهِرُهٗ خَلَقَ وَ بَاطِنُهٗ حَقَّ لِاَنَّ لَا هَوِيَّتُهُ الْمُتَعَيِّنَةَ فِيْ عَالَمِ الْغَيْبِ بِصُوْرَتِ الرُّوْحِ بَاطِنًا تَدْبِيْرُ الصُّوْرَتِ الظَّاهِرِ وَ تَنَزُّلَاتِ بِخَمْسِ دَرَجَةً اِلٰى عَالَمِ الشَّهَادَتِ وَسُمِّيَ ذٰلِكَ حَضَرَتِ الْخَمْسِ اَوَّلُهَا تَجَلِّيَ الذَّاتِ فِيْ ضَوْءِ الْاَعْيَانِ الثَّابِتِ الْغَيْرِ الْمَجْعُوْلَةِ وَهُوَ عَالَمُ الْمَعَانِيْ اَلثَّانِيْهَا التَّنَزُّوْلَ مِنْ عَالَمِ الْمَعَانِيْ اِلَى الْمُتَعَيِّنَارُوْحَانِيَّةً وَثَالِثُهَا التَّنَزُّوْلَ مِنْ عَالَمِ الْمَعَانِيْ

Marfat.com

اِلَی الرُّوْحَانِیَّۃِ الْحَیْوَانِیَّۃِ وَھِیَ عَالَمُ النُّفُوْسِ النَّاطِقَۃِ اَلرَّابِعُھَا اَلثَّانِیَۃَ الْمُتَجَسِّدَۃِ الْمُتَشَکِّلَۃِ لَمِثْلَتْ مِنْ غَیْرِ مَادَّۃٍ وَھِیَ عَالَمُ الْمِثَالِ وَالْخَامِسُھَا عَالَمُ الْاَجْسَامِ وَالْمَادِیَّتَہٗ وَھُوَ عَالَمُ الْحُسْنِ وَعَالَمُ الشَّھَادَۃِ اِعْلَمْ اَنَّ الرُّوْئِیَۃَ وَالسَّمَآءَ وَالشُّھُوْدَ مِنَ الْعَبْدِ الْمُصَلِّیْ لِلْحَقِّ فَلَا یَکُوْنَ بِقُوَّۃِ الْاِیْمَانِ وَالْیَقِیْنِ مِنْ بِمُشَا بِھَتِ الْاِدْرَاکِ الْبَصَرِ وَالسَّمَعَ اَعْیُنِیْ فِی الْقُوَّتِ الضَّوَّاتِ وَالْمُشَاھِدَاتِ وَقَدْ یَکُوْنَ بِبَصَرِ الْقَلْبِ اَیْ نُوْرٌ بَصِیْرَۃٌ وَ تَوَھَّمٌ اَعْیِنِیْ بِنُوْرِ تَجَلِّیَ الصِّفَاتِ الْاَ لُوْھِیَّۃِ الْقَلْبِ حَتّٰی صَارَ الْعِلْمُ عَیَانًا وَقَدْ یَکُوْنَ بِالرُّوْیَتِہِ الْبَصَرِیْہِ فَمَثَلَ لَہُ الْحَقَّ مُتَجَلِّھَا مَشْھُوْدًا لَہٗ فَاَیْنَمَا الصَّلٰوۃَ بَیْنِہٖ وَبَیْنَ الْعَبْدِہٖ وَقَدْ جَمَعَ اللّٰہُ ھٰذِہٖ کُلِّھَا الْعِبَادَۃِ الْکَامِلَ الْاُوْحَدٰی وَقَدْ یُخَصِّصُ کُلْوَاحِدَ مَعَھَا بِوَاحِدٍ مِنْھُمْ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنَ الْجَامِعِیْنَ۔ (سُلطانُ الوَھم)

ترجمہ: اور بے شک وہ انسانِ کامل ہے جس کا ظاہر مخلوق کے ساتھ اور باطن حق کے ساتھ ہے اور وہ لاھُوت میں روحانی صورت میں متعین ہے جو عالمِ غیب ہے۔ اس کا باطن ہی اس کی ظاہری صورت کی تدبیر (حقیقت) ہے۔ اس کا نام ''حضرت خمس[1]'' ہے کیونکہ وہ پانچوں عالموں (احدیت، لاھوت، جبروت، ملکوت، ناسوت) میں بیک وقت موجود ہے اور تمام عالم اس میں موجود ہیں۔ اور ان عالموں سے پانچ درجے تنزل فرما کر عالمِ شہادت (دنیا) میں ظاہر ہے۔ عالمِ معانی میں وہ تجلّی ذات کی صورت میں موجود ہے جس کی ضیاء سے غیر مخلوق اعیانِ ثابتہ[2] ظاہر ہوئے۔ عالمِ معانی سے نزول فرما کر دوسرے درجے پر (عالمِ لاھوت میں) وہ روحانی (روحِ قدسی) صورت میں موجود ہے اور تیسرے درجے پر (جبروت میں) انسانی روح کی صورت میں موجود ہے جو کہ نفوسِ ناطقہ کا جہان ہے۔ چوتھے درجے (عالمِ ملکوت) پر وہ غیر مادہ مثالی لیکن متشکل صورت میں موجود ہے، اس جہان کو عالمِ مثال کہتے ہیں۔ پانچویں درجے پر یعنی عالمِ اجسام (ناسوت) میں، جو مادی اجسام اور حسن کا جہان ہے اور جسے عالمِ شہادت بھی کہتے ہیں، وہ ظاہری صورت کے ساتھ موجود ہے۔ دیدارِ الٰہی، اعلیٰ مقامات تک رسائی اور مشاہدۂ حق عبد کو دورانِ صلوٰۃ حق کی طرف سے عطا ہوتے ہیں اور وہ اپنے ایمان اور یقین کی قوت سے اللہ (کی صورت) کا ادراک تشبیہی صورت میں کرتا ہے۔ ظاہری حواسِ بصر اور سمع کی قوت سے مشاہدۂ تجلیاتِ الٰہی ممکن نہیں۔ صرف قلبی بصارت سے یہ نور دیکھا جا سکتا ہے اور وھم کے نور سے ہی قلب میں الوہیت اور تجلّیٔ صفات کا مشاہدہ ہو سکتا ہے۔ اسی نور سے اس تشبیہی صورت کا علم حاصل ہوتا ہے البتہ کبھی یہ صورتِ حق طالب کی ظاہری بصارت پر بھی متجلی ہوتی ہے اور اسے نماز کے دوران

---

[1] عربی گنتی میں ''پانچ''۔ [2] مخلوق کے علمی وجود جو ان کی تخلیق سے قبل ذاتِ حق میں علمی صورت میں موجود تھے۔

Marfat.com

اپنی ظاہری آنکھوں سے مشاہدۂ حق نصیب ہوتا ہے جو عبد اور معبود کے درمیان (راز) ہے۔ اللہ ہمیں ان دونوں (ظاہری بصارت اور قلبی بصیرت سے دیدارِ الٰہی) کو جمع کرنے والا بنائے جو اصل اور کامل عبادت ہے، اور ہمیں وحدت کی خاصیت عطا فرما کر واحد کے ساتھ واحد بنائے اور ہمیں جامعین[1] میں شامل فرمائے۔

اے میرے عزیز! اس ساری عبارت کا مقصد یہ ہے کہ جب انسان ''کامل'' ہوتا ہے تو اس کی بصر بصیرت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ تو گویا اس کے ہر بال میں آنکھ اور کان پیدا ہو جاتے ہیں جن سے وہ دیکھتا اور سنتا ہے۔

وَ هٰذَا یَعْمَلُ الْکَمَالِ وَ نِهَایَةِ الْوَصْلِ تَبَدَّلَ بِنُوْرٍ مَحْضٍ بِنِهَایَةِ الْخَاصِ. ترجمہ: یہ مقام اسی وقت حاصل ہوتا ہے جب انسان کمال کے آخری درجے کو پہنچ جائے جہاں ہر چیز نور محض ہو۔ (سلطان الوھم)

❁ وحدت، فقر فنا فی اللہ، بقا باللہ اور وصالِ الٰہی کے بارے میں فرماتے ہیں:-

''جو شخص غرقِ توحید ہو کر یکتائی کے مرتبے پر پہنچ جاتا ہے وہ ریا سے پاک ہو کر شوقِ الٰہی میں مست و مسرور رہتا ہے اور یہی مرتبہ ہے مردانِ خدا کا۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ تصور اور ذکر اسمِ اَللّٰهُ ذات ہو تو آتشِ عشق کی گرمی و حرارت سے ہو کہ آتشِ عشق و محبت کا ایک ذرہ بھی ایسی سوزش و تپِ لرزہ پیدا کرتا ہے کہ اس کی گرمی سے ذاکر کے وجود میں شکر پیدا ہوتا ہے کیونکہ آتشِ ذکرِ اَللّٰهُ کی لذت جاڑے میں آگ تاپنے کی لذت جیسی ہوتی ہے جس سے ذوق پیدا ہوتا ہے اس کے برعکس آتشِ تپ (بخار کی گرمی) میں قرار ہے نہ آرام بلکہ حیرت و سردردی و پریشانی و ہلاکت ہے۔ راہِ مذکور حضور میں مراتبِ وصال و محبت و فقر بعد میں ہیں اور خود سے اور خلقِ خدا سے جدائی پہلے ہے جب تک تو فنا در فنا نہیں ہو جاتا خدا تک ہر گز نہیں پہنچ سکتا۔ جس طرح چینی یا شکر میں پانی ملا کر آگ پر پکا لیں تو اس کا حلوہ بن جاتا ہے پھر اس کا نام چینی و شکر اور پانی نہیں رہتا اسی طرح چینی یا شکر توحید کی مثل ہے پانی بندے کی مثل ہے۔ حلوہ فقر استغراقِ فنا فی اللہ بقا باللہ (انسانِ کامل) کو کہتے ہیں غرقِ فنا فی اللہ فقیر کیلئے دوزخ گرم حمام کی مثل ہے جو سردیوں میں آرام و لذّت بخشتا ہے اور جنت اس کیلئے حرام کا درجہ رکھتی ہے۔ (عین الفقر)

❁ مولانا رومؒ فرماتے ہیں:-

عشق آں شعلہ است کہ چوں برافروخت   ہر چہ جز معشوق باقی جملہ سوخت

تیغ ''لا'' در قتل غیر حق براند   در نگر زاں پس کہ بعد ''لا'' چہ ماند (مثنوی)

ترجمہ: ''عشق وہ شعلہ ہے کہ جب روشن ہوا تو ماسوائے معشوق سب کچھ جل گیا اُس نے ''غیر اللہ'' پر جب ''لا'' کی تلوار چلائی تو ذرا سوچ ''لا'' کے بعد باقی کیا رہ گیا۔

[1] جنہیں مقامِ جمعیت حاصل ہو۔ مقامِ جمعیت کے لیے باب 36 جمعیت کا مطالعہ فرمائیں۔

Marfat.com

❁ حضرت امیر خسروؒ فرماتے ہیں:-

من توشدم تومن شدی من تن شدم توجان شدی   تاکس نگوید بعد ازیں، من دیگرم تو دیگری

''ترجمہ: میں تُو ہو گیا اور تُو میں ہو گیا میں جسم ہو گیا تو اس کی جان۔ اب کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں اور ہوں اور تُو اور۔

❁ حضرت فرید الدین عطار رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

دریں دریا کہ من ہستم، نہ من ہستم نہ دریا ہم   نہ داند ہیچ کس ایں سِر، مگر آں کس چنیں باشد

ترجمہ: وہ دریا جس میں کہ میں ہوں نہ میں ہوں نہ وہ دریا اس راز سے کوئی واقف نہیں سوائے اس کے جو اس جیسا ہو گیا ہے۔

❁ حضرت بلھے شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ اس کو یوں بیان کرتے ہیں:-

ہادی مینوں سبق پڑھایا اوتھے غیر نہ آیا جایا   مطلق ذات دکھایا وحدت پایا شور

رہیا نہ میرا نام نشانی مٹ گیا جھگڑا شور   ہن مینوں کون پچھانے ہن میں ہو گئی نی کجھ ہور

ترجمہ: مرشدِ کامل نے ہمیں ایسا سبق پڑھا دیا ہے کہ غیر اللہ دِل سے نکل گیا ہے احدیت ذاتِ مطلق میں فنا ہو کر میری ہستی ختم ہو چکی ہے میں اس کی ذات میں فنا ہونے کے بعد بقا پا چکا ہوں اب مجھے کون پہچان سکتا ہے کہ میں تو میں ہی نہیں رہا۔

❁ مرتبہ فنافی اللہ بقاباللہ تک کیسے رسائی حاصل ہو سکتی ہے؟

''مراتب تین قسم کے ہیں فنافی الشیخ، فنافی الرسول اور فنافی اللہ، ان مراتب تک پہنچنے کیلئے مرشد سے عشق ضروری ہے۔ اسے فقر میں عشقِ مجازی کہا جاتا ہے اور عشقِ مجازی ہی عشقِ حقیقی تک راہنمائی کرتا ہے''۔

عارفین یا فقراء کاملین کے نزدیک عشقِ مجازی (عشقِ مرشد) کے زینہ کے ذریعہ ہی ہم عشقِ حقیقی (اللہ تعالیٰ کے عشق) تک پہنچ سکتے ہیں عام طور پر عشقِ مجازی کسی عورت سے مرد اور مرد کے کسی عورت سے عشق کو سمجھا جاتا ہے' جو بالکل لغو اور شیطانی کھیل ہے۔ شریعت اس کی اجازت نہیں دیتی۔ راہِ فقر میں عشقِ مجازی سے مراد عشقِ مرشد ہے۔ عشقِ مجازی (عشقِ مرشد) کے لیے عام سلاسل میں یہ طریقہ اختیار کیا جاتا ہے کہ طالب (مرید) کو تصورِ مرشد کے لیے کہا جاتا ہے بلکہ آج کل تو کچھ سلاسل یا پیروں نے باقاعدہ اپنی تصاویر بھی دینا شروع کر دی ہیں۔ طالب (مرید) ہر وقت اپنے مرشد کے تصور اور خیالوں میں مگن رہتا ہے' اس طریقہ میں استدراج اور دھوکہ ہو سکتا ہے اور آج کے پُرفتن دور میں سو فیصد ہوتا بھی دھوکہ ہی ہے' پھر یہ شرک اور بُت پرستی کے زمرے میں آتا ہے اور یہ تو انسانی جبلّت ہے کہ وہ جس کے تصور میں ہر وقت محو اور جس کے خیالوں میں ہر وقت مگن رہتا ہے اُسے اس سے محبت ہو ہی جاتی ہے۔ سلسلہ سروری قادری میں یہ طریقہ کبھی بھی نہیں رہا حالانکہ سروری

Marfat.com

قادری سلسلہ، درجات (عالمِ ملکوت و جبروت اور سدرۃ المنتہیٰ کی سیر) سے تعلق نہیں رکھتا۔ اس کی ابتداء اور انتہا ہے ہی عشق۔ کیونکہ اس میں دیدارِ الٰہی ہے اور دیدار عشق کے بغیر حاصل نہیں ہوتا کیونکہ جو اللہ تعالیٰ سے نظر ہٹا کر عالمِ ملکوت و جبروت کے نظاروں میں کھو گیا ہے اس کا دیدارِ الٰہی کا سفر ختم ہو گیا۔ عشق والے اللہ کے سوا کسی اور کی طلب نہیں کرتے اور کسی طرف دھیان نہیں کرتے۔ سلسلہ سروری قادری یا عشقِ الٰہی کے سفر میں عشقِ مجازی (عشقِ مرشد) تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے حاصل ہوتا ہے۔ بشرطیکہ اسمِ اَللّٰہُ ذات کسی صاحبِ مسمّٰی مرشد سے حاصل ہوا ہو۔ (جیسا کہ آپ پچھلے صفحات میں آپ پڑھ چکے ہیں) طالب (مرید) جب اسمِ اَللّٰہُ ذات کا تصور شروع کرتا ہے' تو سب سے پہلے اُسے اسمِ اَللّٰہُ ذات سے تصورِ مرشد حاصل ہوتا ہے۔ اس کے دو فوائد ہیں کہ ایک تو اس میں استدراج اور دھوکہ نہیں ہے' کیونکہ جس کا تصور کیا جائے اُسی کا تصور پختہ ہوتا ہے' یہاں تو ابتدائی منزل پر اسمِ اَللّٰہُ ذات کا تصور کیا جا رہا ہے' لیکن حاصل مرشد کا تصور ہو رہا ہے جو کہ حقیقت کے بالکل برعکس ہے اس سے طالب کو یقین ہو جاتا ہے کہ میرا مرشد کامل ہے اور پھر عشقِ مجازی (عشقِ مرشد) کا آغاز ہوتا ہے' پھر عشقِ مرشد سے یہ عشق آقا پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عشق کی طرف اور اس کے بعد عشقِ حقیقی میں تبدیل ہو جاتا ہے اور طالب دریائے وحدت میں غرق ہو جاتا ہے۔ مرشد خود ''اسمِ اَللّٰہُ ذات'' کی صورت ہے اور طالب جب مرشد کی صورت یعنی فنا فی الشیخ[1] ہو جاتا ہے تو اسے از خود ہی وصال یا وحدت حاصل ہو جاتی ہے طالب کو کوئی کوشش یا کاوش نہیں کرنی پڑتی راہِ فقر میں تمام کاوش اور کوشش کا مقصد مرشد میں فنا ہونا ہے پھر وحدت تک رسائی اپنے آپ ہونے والا عمل ہے۔ اس عمل کو صوفیاء فنا فی الشیخ کی کیفیت قرار دیتے ہیں۔ سب سے پہلے مرشد کی سطح پر وحدت حاصل ہوتی ہے جس میں مرید مرشد کی ہستی میں فنا ہو کر اپنی انفرادی ہستی ختم کر کے سیرت و کردار اور صورت میں مرشد کی مثل ہو جاتا ہے مرشد چونکہ پہلے ہی وحدت کی صورت ہوتا ہے اس لئے طالب کو وحدتِ حق تعالیٰ تک رسائی حاصل ہو جاتی ہے۔

❁ فنا فی الشیخ کے بارے میں حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مرشدِ کامل جس طالبِ اللہ کو تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کے ذریعے تلقین سے نوازتا ہے اُسے فنا فی الشیخ کر کے مرتبہ نعم البدل[2] پر پہنچا دیتا ہے۔ (نور الہدیٰ کلاں)

❁ یاد رہے کہ مرتبہ فنا فی الشیخ عظیم الشان مرتبہ ہے بعض احمق فنا فی الشیطان کے مرتبے پر ہوتے ہیں مگر خود کو فنا فی الشیخ سمجھتے ہیں مرتبہ فنا فی الشیخ یہ ہے کہ طالب اپنے جسم میں، قال و احوال میں، عادات و خصائل میں

---

[1] فنا فی الشیخ کے مرتبہ کے بارے میں تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں باب 34 فنا فی الشیخ' فنا فی اسمِ محمدؐ' فنا فی اللہ [2] مرتبہ نعم البدل کے لیے ملاحظہ فرمائیں باب 42 ''متفرق (حصہ دوم)

Marfat.com

اور صورت وسیرت میں اپنے شیخ جیسا ہو جائے اور اس کا سارا وجود شیخ کے وجود میں ڈھل جائے۔ (نور الہدیٰ کلاں)

❁ سلسلہ سروری قادری میں فنافی الشیخ کے یہ تمام مراتب اسمِ اَللّٰہُ ذات سے حاصل ہوتے ہیں۔ اس کے بعد مرشد کامل باطن میں طالب کو مجلسِ محمدی میں آقا پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں پیش کر دیتا ہے یہ مرتبہ بھی تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے حاصل ہوتا ہے۔ الغرض ورد و وظائف اور اعمالِ ظاہر سے طالبِ اللہ باطن میں کبھی بھی مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری تک نہیں پہنچ سکتا خواہ عمر بھر ریاضت کرتا رہے کہ راہِ باطن صرف صاحبِ باطن مرشدِ کامل ہی سے حاصل ہوتی ہے۔ جو طالب مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس مرتبے پر پہنچ جاتا ہے اس کی روح فرحت یاب ہو جاتی ہے اور اس کے نفس کی ہستی نیست و نابود ہو جاتی ہے۔ جب کوئی طالب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں داخل ہوتا ہے تو اس پر چار نظروں کی تاثیر وارد ہوتی ہے حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی نظر سے اس کے وجود میں صدق پیدا ہوتا ہے اور جھوٹ و نفاق اس کے وجود سے نکل جاتا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نظر سے عدل اور محاسبہ نفس کی قوت پیدا ہوتی ہے اور اس کے وجود سے خطراتِ ہوائے نفسانی کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی نظر سے ادب و حیا پیدا ہوتا ہے اور اس کے وجود سے بے ادبی اور بے حیائی ختم ہو جاتی ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی نظر سے علمِ ہدایت وفقر پیدا ہوتا ہے اس کے وجود سے جہالت اور حُبِ دنیا کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرے کی زیارت سے اس کے تمام مطالب پورے ہو جاتے ہیں اور وہ فنافی الرسول ہو جاتا ہے۔ لامکان ہر وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مدِ نظر رہتا ہے جہاں دریائے وحدت میں گُوناں گُوں قسم کی موجیں "وَحْدَہٗ" "وَحْدَہٗ" کے نعرے بلند کرتی ہیں۔ جو شخص دریائے توحید کے کنارے پر پہنچ کر نورِ الٰہی کا مشاہدہ کر لیتا ہے وہ عارف باللہ ہو جاتا ہے اور جنہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پکڑ کر اپنے دستِ مبارک سے دریائے وحدت میں غوطہ دیتے ہیں وہ غواصِ توحید ہو جاتے ہیں اور مرتبہ فنافی اللہ پر پہنچ جاتے ہیں۔ دریائے توحید میں غوطہ زن ہونے سے بعض طالب تو سالک (عارف) مجذوب ہو جاتے ہیں (فنافی اللہ) اور بعض سالک (عارف) اہلِ توحید ہو جاتے ہیں (بقاباللہ)۔ اہلِ درجات (اہلِ عقبیٰ) مراتبِ ذات سے محجوب رہتے ہیں جو شخص لامکان میں پہنچ کر دریائے توحید کے نور کا مشاہدہ کر لیتا ہے اس کو بیان نہیں کر سکتا کہ لامکان غیر مخلوق ہے اور اس کی مثال نہیں دی جا سکتی کیونکہ وہاں نہ تو دنیائے زندگی کی بُو کا گزر ہے اور نہ ہی ہوائے نفس کی گنجائش ہے وہاں ہر وقت استغراقِ بندگی ہے۔ لامکان میں شیطان کے داخلے کا امکان ہی نہیں ہے الغرض لامکان کے اندر فرمانِ الٰہی "فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ" (البقرۃ۔ پس تو جدھر دیکھے گا تجھے اللہ کا چہرہ نظر آئے گا) کے مصداق تو جدھر بھی دیکھے گا تجھے نورِ توحید ہی نظر آئے گا۔ معرفتِ توحید اور قربِ حضور کے یہ

Marfat.com

مراتب صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رفاقت اور شریعت اور اسمِ اَللّٰہُ ذات کی برکت سے حاصل ہوتے ہیں۔

توحید لامکان کی یہ راہ تحقیق کی راہ ہے جو اس میں شک کرے وہ زندیق ہے۔ (شمس العارفین)

یاد رکھنا چاہیے کہ راہِ فقر میں سب سے مشکل مقام فنا فی الشیخ ہے جس نے اس کو طے کر لیا اس نے سب مقامات کو طے کر لیا کیونکہ مرشد پہلے ہی وحدت کی صورت (فنا فی اللہ بقاباللہ) ہوتا ہے جیسے ہی کوئی طالب فنا فی الشیخ کے مرتبے پر فائز ہوتا ہے وہ خود بخود ہی فنا فی اللہ اور بقاباللہ کے مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے۔

سلطان العارفین سلطان باھُوؒ اور انسانِ کامل

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ مقامِ فنا فی ھُو، وحدت، فنا فی اللہ بقاباللہ اور وصالِ الٰہی کے بارے میں اپنی تصانیف میں فرماتے ہیں:

❁ چار بودم سہ شُدم اکنوں دویم   و ز دوئی بہ گزشتم و یکتا شدم

ترجمہ: پہلے میں چار تھا پھر تین ہوا پھر دو ہوا اور جب دوئی سے بھی نکل گیا تو یکتا بخدا ہو گیا۔ (عین الفقر)

آپؒ اس شعر میں فرماتے ہیں کہ میں پہلے چار تھا یعنی میں، مرشد، رسول اللہ ﷺ اور اللہ تعالیٰ۔ جب میں فنا فی الشیخ ہو گیا تو تین رہ گیا اور جب فنا فی الرسول ہو گیا تو دو رہ گیا اور جب فنا فی اللہ ہو گیا تو یکتا ہو کر سراپا توحید ہو گیا۔

❁ سِرّ وحدت چیست دانی فنا فی اللہ فنا   از خود توحیدش دور ماند سر ہوا

ترجمہ: سِرّ وحدت کیا چیز ہے؟ یہ فنا فی اللہ فنا کا مقام ہے جو آدمی توحید کے اس مقام سے دور ہو گیا وہ ہوائے نفس کا غلام ہو گیا۔ (محک الفقر کلاں)

❁ میانِ ہجرو وصلش فقر اعلیٰ   فنا فی اللہ شود باحق تعالیٰ

ترجمہ: ہجر و وصال کے درمیان فقر کا بلند ترین مرتبہ یہ ہے کہ بندہ فنا فی ذات ہو کر ذاتِ حق میں غرق ہو جائے۔ (محک الفقر کلاں)

❁ دیدہِ دِل دیدار بردہ رُوح سپردم با خدا   غرق فی التوحید گشتم ایں بود وحدت لِقاء

ترجمہ: غرقِ فی التوحید ہو کر میں ایسی وحدتِ لقا تک پہنچا کہ جہاں میں نے اپنی رُوح کو خدا کے سپرد کر دیا اور چشمِ دِل کو دیدارِ الٰہی سے سیراب کر لیا۔ (نور الہدیٰ کلاں)

Marfat.com

❁ طالب جب واصل باللہ ہو کر اللہ تعالیٰ کا ہم مجلس ہو جاتا ہے تو اس کا سر باقی رہتا ہے نہ پیر اور نہ ہی اس کا جسم باقی رہتا ہے۔

❁ مجھے کسی قسم کی کوئی حاجت نہیں رہی اور نہ ہی مجھے کسی سے کچھ مانگنے کی ضرورت ہے کہ میں غرقِ فی التوحید ہو کر فنا فی اللہ ہو چکا ہوں اور یہی میرے لئے کافی ہے۔ (نور الہدیٰ کلاں)

❁ تو وجود کو اسمِ اَللّٰهُ ذات میں اس طرح گم کر دے جس طرح بسم اللہ کے بسم میں الف گم ہے۔ (کلید التوحید کلاں، عین الفقر)

❁ جو شخص مقامِ معرفتِ فقر میں اپنی ہستی کو فنا کر دیتا ہے وہ انتہائی مقام بقا باللہ کو پا لیتا ہے۔

❁ باھُوؒ اسمِ اعظم "ھُو" سے واصل ہوا اور واصلِ "ھُو" بھلا زیرِ خاک کہاں رہتے ہیں۔

ابتدا "ھُو" انتہا "ھُو" ہر کہ با "ھُو" می رسد — عارفِ عرفاں شود ہر کہ با "ھُو" "ھُو" شود

ترجمہ: ابتدا بھی "ھُو" ہے اور انتہا بھی "ھُو" ہے جو کوئی "ھُو" تک پہنچ جاتا ہے وہ عارف ہو جاتا ہے اور "ھُو" میں فنا ہو کر "ھُو" بن جاتا ہے۔

جب آپ رحمتہ اللہ علیہ اس مقام تک پہنچے تو آپ نے فرمایا:-

❁ وہ مجھے جانتا ہے وہ مجھے دیکھتا ہے اور مجھ سے راضی ہے۔ اسے بیل گدھے کیا جانیں۔ (عین الفقر)

آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

❁ جو "ھُو" تک پہنچ گیا اس کی ابتدا بھی "ھُو" اور انتہا بھی "ھُو" ہو گئی اور جو "ھُو" کے ساتھ "ھُو" ہو گیا وہ صاحبِ عرفان ہو گیا۔ (عین الفقر)

❁ ذکرِ ھُو کرتے کرتے جب ذاکر کے وجود پر اسمِ ھُو غالب آ کر اُسے قبضے میں لے لیتا ہے تو اس کے وجود میں ھُو کے سوا کچھ نہیں رہتا۔ (محک الفقر کلاں)

❁ جب عارف باللہ فنا فی اللہ بقا باللہ برزخِ اسمِ اَللّٰهُ ذات کو تصور سے دل پر نقش کر کے اس کا مشاہدہ کرتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جسم اسمِ اَللّٰهُ میں آ گیا ہے۔ جسم غائب ہو گیا ہے اس وقت وہ ظاہر و باطن کی ہر چیز کو اسمِ اَللّٰهُ ذات کے مشاہدہ سے معلوم کرتا ہے۔ (عین الفقر)

❁ جب تک طالبِ اللہ وحدت میں غرقِ حضور نہیں ہو جاتا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کے مطابق "مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا" مرنے سے پہلے مر نہیں جاتا اس وقت تک ہر مقام پر وہ غمزدہ رہتا ہے اور محض مشاہدہ بہشت کا مزدور بنا رہتا ہے۔ (عین الفقر)

Marfat.com

باھُوؒ بس حجاب است علم ذکر وہم حضور　　ہر کہ فی اللہ شد فنا گشتہ بہ نور

ترجمہ: اے باھُوؒ جو شخص غرق فنا فی اللہ ہو جاتا ہے وہ سراپا نور ہو جاتا ہے اور علم و ذکر و حضوری اس کیلئے حجاب بن جاتے ہیں۔

❁ اہلِ حضور کیلئے ذکر و علم کی طرف متوجہ ہونا بے ادبی ہے جیسے کہ کوئی شخص کسی بادشاہ مجازی کے سامنے پیش ہوتا ہے تو اُس کیلئے بادشاہ کو اُس کے نام سے پکارنا بے ادبی ہے۔ اسی طرح حضوری بھی واحدانیت سے جدائی اور شرک ہے جب تک بندہ وحدت میں غرق نہیں ہو جاتا' توحید میں غرق نہیں ہو جاتا' غیر ماسویٰ اللہ سے جدا ہو کر یکتا بخدا نہیں ہو جاتا' جب تک عشق و محبت میں غرق ہو کر فنا فی اللہ نہیں ہو جاتا اور علم و ذکر کو بھلا نہیں دیتا۔ (عین الفقر)

❁ باھُوؒ ہر آں گوید حضورش حق ز دورش　　حضورش آنکہ از خود خویش دُورش

ترجمہ: اے باھُوؒ اہلِ حضور ہونے کا دعویٰ وہی شخص کرتا ہے جو حضوری حق سے بہت دور ہو کہ حضور تو نام ہے اپنی ہستی کو مٹا دینے کا۔ (عین الفقر)

❁ واصلان را بس بود نامِ خدا　　روز و شب با عشقِ وحدت کبریا

ترجمہ: واصلینِ حق کیلئے اللہ کا نام ہی کافی ہوتا ہے کہ وہ انہیں ہر وقت عشق وحدتِ کبریا میں غرق رکھتا ہے (عین الفقر)

❁ استغراق فنا فی اللہ بقا باللہ کے علاوہ تمام مقامات بمنزلہ شیطان ہیں۔ (عین الفقر)

❁ جسے وحدتِ حق تعالیٰ کا وصال حاصل نہیں اس کی سو قسم کی فضیلت بھی جہالت ہے وہ ابھی قیل و قال کی قید میں ہے۔ (عین الفقر)

❁ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ سلامتی وحدت میں ہے اور آفات کثرت میں ہیں۔ (عین الفقر)

❁ اے باھُوؒ! خدارا رہنمائی کر کے بتا دے کہ وصالِ حق محض حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کرم نوازی ہی سے حاصل ہوتا ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ اے باھُوؒ جسے اسمِ اَللّٰہُ ذات کی رفاقت نصیب ہوگئی اس کی ہستی مٹ گئی اور وہ فنا فی اللہ ہو گیا۔ اسے کوئی غم نہ رہا اور وہ ہمیشہ کیلئے غم سے آزاد ہو گیا ایسا فنا فی اللہ فقیر مستی میں بھی ہوشیار و بے غم رہتا ہے۔ (عین الفقر)

❁ اے باھُوؒ توحید وحدت کا پیالہ بھر کے پی جا اور دنیا و عقبیٰ دونوں کو بھول جا۔ (عین الفقر)

❁ میں اس شان سے دریائے وحدت میں غرق ہوا ہوں کہ مجھے ازل و ابد کی بھی خبر نہیں رہی۔ (عین الفقر)

Marfat.com

❁ جس شخص کو زندگی میں وحدت حاصل ہو جاتی ہے وہ مرنے کے بعد بھی واصل رہتا ہے اور جسے زندگی میں ثابت قدمی و استقامت حاصل ہو جاتی ہے اس کا خاتمہ بالخیر ہو جاتا ہے وہ مرنے کے بعد بھی صاحبِ ایمان رہتا ہے۔ (نور الہدیٰ کلاں)

''انسانِ کامل'' اصل میں ''مرشد کامل'' ہی ہے کیونکہ جب طالب فنا فی اللہ بقا باللہ کے مقام پر پہنچ جاتا ہے تو تب ہی وہ مسندِ تلقین و ارشاد پر فائز ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ ''مرشد کامل اکمل'' اور مرشد کامل اکمل نور الہدیٰ اور صاحبِ مسمّٰی مرشد کی اصطلاحیں بھی استعمال فرماتے ہیں۔ خود اپنے آپ کو حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ نے نہ صرف ''کامل و مکمل و اکمل و نور الہدیٰ جامع مرشد'' فرمایا ہے بلکہ مرشد کے ساتھ ساتھ اپنے آپؒ کو ''مالک الملکی فقیر'' (انسانِ کامل) بھی فرمایا ہے اس سے ہماری بات کی تصدیق ہوتی ہے۔ نور الہدیٰ کلاں میں فرماتے ہیں:

میں ''کامل و مکمل و اکمل و نور الہدیٰ جامع مرشد'' ہوں اور ''مالک الملکی مرتبے کا جامع فقیر'' ہوں اور انسانِ کامل کا یہ سب سے اعلیٰ ترین مرتبہ ہے۔

جب آپ اِس باب ''انسانِ کامل'' کا مطالعہ کریں تو اس کو باب ''مرشد کامل اکمل'' کے ساتھ ملا کر پڑھیں تو بات سمجھ میں آ جائے گی۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی تصانیف میں ''انسانِ کامل'' کو مختلف ناموں سے موسوم فرمایا ہے۔ مثلاً

1۔ فقیر مالک الملکی 2۔ امیر الکونین 3۔ سلطان العارفین 4۔ عارف کامل قادری 5۔ سلطان التارکین 6۔ صاحبِ امر یا فقیر صاحبِ امر 7۔ اولی الامر 8۔ فقیر 9۔ فقیر کامل یا کامل فقیر 10۔ عارف باللہ یا عارف باللہ فقیر 11۔ مست فقیر کامل 12۔ فقیر صاحبِ قلب 13۔ صاحبِ راز فقیر 14۔ صاحبِ عین العیانؒ صاحبِ عیاں فقیر یا عین العیان فقیر 15۔ غوث و قطبِ وحدت یا غوث و قطب صاحبِ تحقیق یا اہلِ وحدت واحد غوث و قطب 16۔ فنا فی اللہ فقیر 17۔ حقیقی فقیر 18۔ عارف ختم الفقراء 19۔ ختم الفقر فقیر 20۔ لایحتاج فقیر یا صاحبِ جمعیت لایحتاج فقیر۔ 21۔ عاشق فقیر 22۔ فقیر درویش یا درویش فقیر 23۔ غنی فقیر 24۔ کامل کُل فقیر۔

قارئین سے التماس ہے کہ ان تمام اصطلاحات سے مراد انسانِ کامل ہے۔ اس بات کو مدِنظر رکھ کر

Marfat.com

حضرت سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کے ارشادات کا مطالعہ فرمائیں۔

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

❁ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ (النساء:59)

ترجمہ: ''اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو اللہ کے رسول کی اور اس کی جو تم میں اولی الامر ہو'' اور اولی الامر سے یہاں مراد انسانِ کامل ہے جیسا کہ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

❁ عارف کامل قادری بہر قدرتے قادر بہر مقام حاضر۔ (رسالہ روحی شریف)

ترجمہ: عارف کامل قادری (انسانِ کامل) ہر قدرت پر قادر اور ہر مقام پر حاضر ہوتا ہے۔

❁ فقیر صاحبِ امر ہے صاحبِ امر اسے کہتے ہیں جس کا امر رو کا نہ جائے کیونکہ فقیر کی زبان رحمٰن کی تلوار ہوتی ہے۔ جس چیز کے لیے وہ لفظ کن کہتا ہے وہ امرِ الٰہی سے دیر میں یا جلدی ضرور ہو جاتی ہے۔ (امیر الکونین)

❁ صاحبِ امر اسے بھی کہتے ہیں جس کا امر سب پر غالب ہو اور اس پر کوئی غالب نہ آسکے خواہ وہ اکیلا ہو یا لشکر کے ساتھ۔ پس معلوم ہوا فقیر امرِ الٰہی ہے اور امر پر غالب ہے جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰى اَمْرِهٖ (اللہ اپنے امر پر غالب ہے)۔ (امیر الکونین)

❁ جان لے کہ اہلِ ہدایت و غنایت و صاحبِ ولایت ولی اللہ لایحتاج ہوتا ہے دفترِ اولیاء میں اسے ازلی غنی، صاحبِ فیض و فضل و صاحبِ غنایت ''اُولِي الْاَمْرِ'' اور روشن ضمیر ''فقیر مالک الملکی'' کا نام دیا جاتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ظلِ اللہ بادشاہ (فقیر) دونوں اولی الامر ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اولی الامر کی طبع یعنی فقر کے تابع ہے۔ فقرائے فنا فی اللہ غیر ماسوی اللہ سے فنا ہوتے ہیں۔ (عین الفقر)

❁ تو جان لے فقیر کے تین مراتب ہوتے ہیں پہلا مرتبہ ''اَطِيْعُوا اللّٰهَ'' ہے یعنی فقیر اطاعتِ الٰہی اختیار کرتا ہے اور جملہ ماسویٰ اللہ کو چھوڑ دیتا ہے، فقیر کے اس مرتبے کو فنا فی اللہ کا مرتبہ کہا جاتا ہے فقیر کا دوسرا مرتبہ ''وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ'' ہے یعنی فقیر سنتِ محمدی ﷺ اختیار کر لیتا ہے اور رات دن دیدارِ محمد ﷺ سے مشرف رہتا ہے فقیر کے اس مرتبے کو فنا فی اسمِ محمد ﷺ کا مرتبہ کہا جاتا ہے اور فقیر کا تیسرا مرتبہ ''وَاُولِي الْاَمْرِ'' ہے اور یہ مرتبہ فنا فی الشیخ کا مرتبہ ہے۔ ان مراتب کی بدولت فقیر باطنی نظر اور توجہ سے ہر ایک پر غالب اور حاکم ہوتا ہے اور کلمہ طیب ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' کی برکت سے مراتب حیات و ممات طے کر لیتا ہے۔ (نور الہدیٰ کلاں)

اب حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کی دیگر تصانیف سے انسانِ کامل کے بارے میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کے فرمودات کا انتخاب پیش کیا جا رہا ہے۔

Marfat.com

قربِ دیدار:

❁ جاننا چاہیے کہ فقیرِ کامل ولی اللہ عارف باللہ صاحب تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات عین بعین دیکھتا ہے۔ اسے چلہ کرنے سے شرم آتی ہے اور حجرے میں بیٹھنے سے نفس میں ریا پیدا ہوتی ہے۔ خلوت میں بیٹھنے سے خطرات کا خلل ہوتا ہے۔ منتہی کامل کو ان باتوں کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ وہ دنیا' نفس اور شیطان لعین پر غالب ہوتا ہے۔

❁ فقیر کے قدم کے نیچے لاتعداد خزانہ ہے۔ فقیر کا قدم جہان کے بادشاہوں کے سر پر ہے۔ فقیر رازِ خداوندی ہے۔

نور الہدیٰ کلاں:

❁ اگر مشرق و مغرب کا ہر ملک قیامت تک آفات سے محفوظ ہے تو یہ محض فقراء کے قدموں کی برکت سے ہے اس لیے خلقِ خدا پر فقراء کا یہ حق ہے کہ اس کا ہر خاص و عام فرد فقراء کی خدمت کرتا رہے۔

❁ فقیر کو نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ سے دو لشکر بخشے جاتے ہیں ایک لشکرِ خُلق اور دوسرا بغیر لشکر کے تمام ممالک کو اپنے قبضہ و تصرف میں لانے کی قدرت کا لشکر۔

❁ اگر صاحبِ جذب مالک الملکی فقیر کسی بادشاہ کو جذب کر لے تو وہ تمام عمر پریشان و سرگردان رہے گا اور ہرگز آرام نہ پائے گا۔

❁ جان لے کہ فقیر کو قربِ الٰہی میں اعلیٰ مرتبہ حاصل ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا رفیق باتوفیق اور صاحبِ دیدار ہوتا ہے وہ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے) کے مرتبے کا مالک' مالک الملکی فقیر ہوتا ہے۔ وہ عارف ولی اللہ' محقق عالم باللہ اور روشن ضمیر ہوتا ہے جو کونین پر امیر (امیر الکونین) ہوتا ہے کل و جز کی تمام مخلوق اس کی قیدی اور اسیر ہوتی ہے۔ لوحِ محفوظ پوری تفسیر کے ساتھ اس کے مطالعہ میں رہتی ہے۔ وہ دائمی طور پر حضرت محمد ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوتا ہے اور اہلِ قبور کی روحانیت پر حاکم ہوتا ہے کیونکہ وہ صاحبِ بصارت اور صاحبِ ''قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ'' ہوتا ہے۔

❁ درویش گنج بخش ہوتا ہے اس لیے حکومت و بادشاہی کسی درویش سے طلب کر۔ صبح و شام کسی درویش کی بارگاہ میں حاضری دیا کرتا کہ تجھے ہر مطلب حاصل ہوتا رہے۔ درویش اگر تجھے سرزنش بھی کرے تو اس کے سامنے سر جھکائے رکھ کہ رضائے الٰہی کی خاطر کسی درویش کی خدمت کرنا عملِ صالح ہے۔

❁ درویش کی پہچان دو صفات سے ہوتی ہے ایک وہ اہلِ توحید ہوتا ہے اور دوسرا صاحبِ معرفت ہوتا

Marfat.com

ہے۔ درویش کو مجلسِ محمدی ﷺ کی حضوری حاصل ہوتی ہے۔

❁ صاحبِ غنایت وصاحبِ ہدایت عارف باللہ اور اہلِ وصال وصاحبِ وہم وصاحبِ وحدت خیال لاابالی فقیر کے لیے ہر دم جان اور ہے اور مکان اور ہے' عیان اور ہے اور جہان اور ہے' بیان اور ہے اور زمان اور ہے' حال اور ہے اور قال اور ہے' احوال اور ہے اور جمال اور ہے' طلب اور ہے اور اطاعت اور ہے' ذکر مذکور اور ہے اور فکر حضور اور ہے' تجلی انوار اور ہے اور شرفِ دیدار اور ہے' مشاہدہ اور ہے اور معراج اور ہے' فنا اور ہے اور بقا اور ہے۔ فقر کے اس مرتبہ پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام بھی نہیں پہنچ سکے فرمانِ رسول اللہ ﷺ ہے کہ میری امت کے علمائے خاص انبیائے بنی اسرائیل جیسے ہیں اور امتِ محمدی ﷺ کے یہ روشن ضمیر علما فقراء ہیں۔"

❁ "مست فقیرِ کامل" اپنی توجہ اور نظر سے طالب اللہ کو حضوری میں پہنچا کر بارگاہِ خداوندی سے اس کا ہر مقصود دلوا دیتا ہے۔ طالب مست فقیر سے تین سبق پڑھ کر ایسا روشن ضمیر ہوتا ہے کہ اس سے کوئی چیز مخفی و پوشیدہ نہیں رہتی۔ پہلا سبق مطالعۂ موت ہے' دوسرا سبق مطالعۂ معرفت ہے اور تیسرا سبق مطالعۂ و مشاہدہ انوارِ حضور ہے۔

❁ "فقیر" کے لیے دنیا ایک قدم ہے۔ فقیر دنیا سے قدم اٹھا کر عقبیٰ میں رکھتا ہے پھر توکل اختیار کر کے عقبیٰ سے قدم اٹھاتا ہے اور آدھے قدم پر معرفتِ توحید میں جا پہنچتا ہے اور پھر وہاں سے آدھا قدم چل کر فقر کے کامل مرتبے پر پہنچ جاتا ہے جس کے متعلق فرمایا گیا ہے اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہ (جب فقر کامل ہوتا ہے تو اللہ ہی ہوتا ہے)

❁ جان لے کہ "کامل مکمل اکمل جامع نور الہدیٰ فقیر" خدا کا عاشق اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا معشوق ہوتا ہے ان مراتب کے حامل فقیر کو "کامل کُل فقیر" کہا جاتا ہے کیونکہ کامل مکمل جامع نور الہدیٰ عاشق و معشوق کے جملہ مراتب کامل کُل میں آ جاتے ہیں۔

❁ "صاحبِ عیاں عارف فقیر" اُسے کہتے ہیں جو حقیقتِ احوالِ "کُنْ فَیَکُوْنَ" حقیقتِ احوالِ ازل' حقیقتِ احوالِ ابد' حقیقتِ احوالِ دنیا' حقیقتِ احوالِ موت وحیات وارواحِ اہلِ قبور' حقیقتِ احوالِ حساب گاہِ حشر' حقیقتِ احوالِ پلِ صراط' حقیقتِ احوالِ دوزخ و بہشت، حقیقتِ احوالِ شراباً طہورا کہ اس کا جام حضرت محمد ﷺ کے دستِ مبارک سے پینا ہے اور حقیقتِ احوالِ حضوری مجلسِ محمدی ﷺ اور باعیاں شرفِ دیدارِ ربّ العالمین پر ابتدا سے انتہا تک نظر رکھتا ہے اور توفیقِ الٰہی سے ان احوال کی تحقیق بھی کرتا ہے وہ ان

Marfat.com

تمام احوال کا علم پڑھتا ہے اور پھر بھلا دیتا ہے۔ یہ ہے تمامیتِ فقر کا مرتبہ جو اللہ تعالیٰ کی بخشش وعطا اور مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری سے حاصل ہوتا ہے۔

❁ جہاں ''فنا فی اللہ عارف باللہ فقیر'' وحدت میں غرق ہوتا ہے وہاں تک مرتبۂ فنا وقضا ورضا کی رسائی نہیں ہے۔ مرتبہ فنا ''ہمہ اوست در مغز و پوست'' (ہر چیز کے ظاہر و باطن میں صرف ایک ہی ذات موجود ہے) کا مرتبہ ہے اور ''ہمہ اوست در مغز و پوست'' کے مرتبے پر وہ شخص پہنچتا ہے جو مرتبۂ وصالِ حضور سے آگے نکل جاتا ہے۔

❁ فقیر اللہ تعالیٰ کا ایک راز ہوتا ہے جس کے دل و دماغ میں محبتِ الٰہی سمائی رہتی ہے۔ شہباز عارفوں کی حقیقت کو کوّے کیا جانیں؟

کلید التوحید کلاں:

❁ مراتبِ غوث وقطب تین قسم کے ہوتے ہیں ایک ''غوث وقطبِ دہقانی'' کہ جن کے تصرف کی حد بارہ کوس تک ہوتی ہے دوسرے ''غوث وقطبِ روحانی'' کہ جو صاحبِ استغراق ہوتے ہیں اُن کا نفس مردہ اور روح زندہ ہوتی ہے وہ روزِ الست سے مست چلے آرہے ہیں کہ انہوں نے روزِ اوّل ہی سے ساقیِ توحید حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دستِ مبارک سے ساغرِ شوق پی رکھا ہے اور ہر وقت مستی وسوزشِ ازل سے آہیں بھرتے رہتے ہیں نہ انہیں طالب بنانے کا شوق اور نہ مرید بنانے کی طلب کہ وہ ہر دم غرقِ توحید رہتے ہیں اس مرتبے کے غوث وقطب صاحبِ تجرید وتفرید ہوتے ہیں۔ تیسرے وہ غوث وقطب کہ جنہیں ''غوث وقطبِ وحدت'' کہا جاتا ہے جیسے کہ قدرتِ سرِّ سبحانی، معشوقِ ربانی، غوث الجن والانس وملائکہ شاہ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز ہیں۔ یہ مرتبہ اُن اہلِ نظر عارفوں کا ہے جو مشتاقِ دیدارِ الٰہی ہیں۔

❁ فقر میں وہ کون سا مرتبہ ہے جہاں کسی عالم فقیر کو معرفتِ الٰہی میں کمال حاصل ہوتا ہے؟ کیا کونین کے اٹھارہ ہزار عالم کی ہر خاص و عام چیز کو اپنے حکم وتصرف میں لے آنا ہی وہ مرتبہ کمال ہے؟ نہیں میں غلط نہیں کہتا یہ مرتبہ تو ناقص وخام مرتبہ ہے۔ انتہائے فقر تو ہوا ونفسانیت سے پاک ہو کر غرق فنا فی اللہ بقا باللہ ہونا ہے، عین بعین مشاہدۂ نور سے باطن کو آباد کرنا ہے اور یہ اس ''فقیرِ کامل'' کا مرتبہ ہے جو قربِ حضور میں حق الیقین کے مرتبہ پر فائز ہو۔

❁ ''عارف باللہ فقیر'' جب باطن کی آنکھ کھول کر لامکان میں پہنچتا ہے تو وہماتِ نفسانی، خطراتِ شیطانی اور وسوسہ دنیائے پریشانی سے پاک ہو جاتا ہے۔ وہاں اُسے پورے اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا اتحادِ خاص

Marfat.com

حاصل ہوتا ہے وہ جہاں بھی دیکھتا ہے اُسے نورِ ذاتِ الٰہی ہی دکھائی دیتا ہے۔ وہ شش جہات کے جملہ مراتب کو چھوڑ کر استغراقِ ذاتِ الٰہی میں محو رہتا ہے۔ اس طرح نورِ الٰہی میں غرق ہو کر نور ہو جانا فقرِ محمود کا کام ہے اور شان وشوکت دنیا کے مراتب اختیار کرنا مردود کا کام ہے۔

مراتب را بہ گزار تا مردے شوی غرق فی التوحید شد حاضر نبیؐ

ترجمہ: مراتبِ طبقات کو چھوڑ تا کہ تو مرد بن جائے اور غرق فی التوحید ہو کر مجلسِ محمدی ﷺ کی حضوری سے مشرف ہو جائے۔

❁ ''فنا فی اللہ فقیر'' وہ ہے جو اپنے نفس پر امیر اور برکتِ قرآن مجید سے اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ (بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے) کے مرتبے پر فائز ہو۔

❁ جان لے فقیر وہ ہے جو عین العیان مرتبے پر فائز ہو اور دونوں جہان دل وجان سے اُس پر عاشق ہوں اور اس کے مکھڑے کی زیارت کے لیے ہر وقت منتظر اور پریشان رہتے ہوں۔

❁ تو نہیں جانتا کہ عارف فقیر کی زبان اللہ تعالیٰ کی ننگی تلوار ہے؟ تجھے نہیں معلوم کہ فقیر کی دلیل اور توجہ عیسیٰ علیہ السلام کی مثل ہے جو ایک جان بلب آدمی کو حیاتِ جاوداں بخش دیتی ہے؟ تو نہیں جانتا کہ فقیر بذریعہ دمِ نص وحدیث کے عین مطابق علم وارادات اور فتوحاتِ غیبی کا صحیح الہام بخشتا ہے؟ فرمایا گیا ہے کہ دوسروں کے دل میں بلاکسب نیکی کا خیال وارادہ ڈالنا الہام ہے۔ الہام رحمٰن کے نزدیک اور شیطان سے دور کرتا ہے اور یہ وہ الہام ہے جو تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات' نفی اثبات اور کلیدِ کلمہ طیبہ ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ'' کی حاضرات سے پیدا ہو کر زبان پر آتا ہے اور اس سے ماضی' حال اور مستقبل کے حالات منکشف ہوتے ہیں۔ تو نہیں جانتا کہ خیالِ فقیر سے دل میں معرفتِ الٰہی جنم لیتی ہے اور زبان پر کلامِ الٰہی اور کلامِ رسول اللہ ﷺ جاری ہوتا ہے؟ وہ قال کا معاملہ قال سے' حال کا معاملہ حال سے اور وصال کا معاملہ وصالِ لازوال سے کرتا ہے۔

❁ فقراء کے حکم کی تعمیل کر کہ اُن کی مخالفت آدمی کو دونوں جہان میں خوار کرتی ہے۔

❁ فقیر کامل اسے کہتے ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ کی نظر میں منظور ہو کر ہر وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں حاضر رہے اور دم بھر کے لیے بھی آپ ﷺ کی مجلس سے غیر حاضر نہ رہے۔ ظاہر میں وہ عام لوگوں کی مجلس میں رہے لیکن باطن میں ہمیشہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہم مجلس رہے۔

❁ ''فقیر مالک الملکی' سلطان (بادشاہ) ہے۔ درجات کی صورت میں جتنی بھی خدمات ہیں وہ سب صاحبِ توفیق اہلِ ذات ولی اللہ' اہلِ اللہ عارف باللہ کا نصیبہ ہیں' چاہے تو بحکمِ الٰہی کسی کو تختِ شاہی پر بٹھا دے

Marfat.com

اور چاہے تو بادشاہ کو بھی معزول کر دے۔ اگر کوئی بادشاہ کسی دار الحرب پر جہاد کی غرض سے چڑھائی کر دے تو اہلِ اللہ فقیر پر لازم ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے باطنی لشکر سے اس بادشاہ کی مدد کرے اور اُسے عالمگیر مرتبے پر پہنچا دے کیونکہ جب بھی کسی بادشاہ کو ایسے ''مالک الملکی فقیر'' کی امداد و رفاقت حاصل ہوتی ہے تو عرب و عجم کے تمام ممالک اُس کے زیرِ تسلط و زیرِ تصرف آ جاتے ہیں۔

❁ فنا فی اللہ فقیر اسے کہتے ہیں جو واحدانیتِ حق میں اس طرح غرق ہو کہ جس طرح چنگاری آگ میں یا نمک کھانے میں یا پانی دودھ میں غرق ہوتا ہے۔

دیدارِ بخش خورد:

❁ عارف باللہ صاحبِ نظر فقیر کی بھی دو اقسام ہیں اوّل معرفتِ صفات تماشہ بینِ درجات اور دوم معرفتِ الٰہی کا تماشہ بین۔ مشاہدۂ حق کرنے والا معرفتِ الٰہی سے مشرف ملازمِ مولیٰ۔ یہ معرفتِ ذات کا حصول فنا فی اللہ بقا باللہ ہونا ہے۔

فضل اللّقاء:

❁ جب عارف باللہ معرفتِ الٰہی کو پہنچ جاتا ہے تو اس پر عین و عیان منکشف ہو جاتا ہے جو کچھ دیکھتا ہے عین بعین دیکھتا ہے۔ صاحب عیان ہر وقت حضور میں رہتا ہے۔ قرب و معرفتِ الٰہی سے ہزاروں ایسی تجلّیات دل پر وارد ہوتی ہیں کہ اگر ان کے نور کا ایک ذرہ دونوں جہان پر پڑ جائے تو نابود کر دے لیکن عارف عیاں ہر وقت ھل من مزید ہی پکارتا رہتا ہے۔

❁ اے طالب ''صادق فقیر'' کی شناخت بتاتا ہوں جس سے تم کو علم ہو جائے گا کہ حقیقی فقیر کی شناخت کیا ہے۔ حقیقی فقیر کی شناخت تین سبب سے ہے اوّل باادب ہو، دوم باحیا ہو، سوم محبتِ الٰہی میں غرق ہو۔ غیر اللہ کی محبت اس کے دل میں نہ ہو۔

تیغ برہنہ:

❁ عارف باللہ اگرچہ ظاہری عالم نہیں ہوتا اور نہ ہی ظاہری علم پڑھتا ہے لیکن اسمِ اَللّٰہُ ذات کی برکت سے ظاہری اور باطنی علم میں عاجز نہیں رہتا۔

کلید التوحید خورد:

سلطان العارفینؒ درویش اور فقیر کے مرتبہ میں فرق بیان فرماتے ہیں اور اسی فرق کو مدِ نظر رکھ کر درویش اور فقیر کے بارے میں آپؒ کے فرمودات کا مطالعہ کیا جائے لیکن جب ''فقیر درویش'' کی اصطلاح اکٹھی

Marfat.com

استعمال ہوتی ہے وہاں پر فقیر اور درویش کے مراتب کا یکتا ہونا مراد ہے۔

❁ جو بھی کسی درویش کی نظر میں مقبول ہوا اس کے مراتب عرش سے اوپر ہو گئے۔ درویش اور فقیر (انسانِ کامل) کے مراتب میں کیا فرق ہے؟ مراتبِ درویش یہ ہیں کہ لوحِ محفوظ ہمیشہ اس کی ظاہری آنکھ کے مطالعہ میں رہتی ہے۔ ایسے مراتب والے کو منجمّ کہتے ہیں یعنی وہ نجوم تک رسائی کے مرتبے پر ہے جبکہ فقیر کا مرتبہ فنا فی اللہ ہے جو حیٌّ و قیوم کی توحید میں غرق ہونے کا مرتبہ ہے۔

❁ ''فقیر درویش'' اسے کہتے ہیں کہ اگر اسے روئے زمین کا سارا مال و متاع دے دیا جائے تو اسی وقت راہِ خدا میں صرف کر دے جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا کرتے تھے۔

شمس العارفین:

❁ صاحبِ باطن عارف باللہ ہر وقت حضوری میں غرق رہتا ہے اور ہر لحظہ اور ہر ساعت اللہ تعالیٰ سے ہم کلام رہتا ہے۔

اسرارِ قادری:

❁ ''اسمِ اَللّٰہُ ذات کا ایک مرتبہ توحید ہے جس کی ابتدا و انتہا معرفتِ توحید ہے، فنا فی اللہ ہونا اور یہ مرتبہ صرف اور صرف عارف فقراء کو نصیب ہوتا ہے۔''

❁ جاننا چاہیے کہ غوث و قطب تین طرح کے ہوتے ہیں۔ اوّل: غوث و قطب' طبقات کی طیر سیر میں صاحبِ توفیق ہوتے ہیں انہیں ''غوث و قطب دہقانی'' کہتے ہیں ان کے ولایت باولایت ایک دوسرے سے تعلقات ہوتے ہیں۔ دوم ''غوث و قطب ربانی'' جو بحق رفیق ہوتے ہیں جو قبر سے باہر نکل کر جسم جان اختیار کر لیتے ہیں جو قبر سے روح کو نکال کر جسم میں داخل کر سکتے ہیں۔ وہ دنیائے فانی کے شور و غوغا سے فارغ ہمیشہ معرفتِ خدا کے اشتغال میں مصروف رہتے ہیں۔ ان کی حالت عظیم فرشتوں جیسی اور اُن کا مرتبہ صفتِ کریم کا ہوتا ہے وہ خود کو گمنام رکھتے ہیں خلقت میں ظاہر نہیں ہوتے بلکہ دائمی طور پر لاھوت میں حضوری میں ہوتے ہیں۔ تیسرے ''غوث و قطب صاحبِ تحقیق'' جو توحید کے دریائے عمیق میں غرق ہوتے ہیں انہی کو ''حقیقی فقیر'' (انسانِ کامل) کہتے ہیں ان کے وجود سے حق ظاہر ہوا ہے اور وہ حق کو حق میں لے گئے ہیں وہ حقیقت کے محقق فنا فی اللہ حق اور بقا باللہ حق میں بقا والے ہیں وہ قدرتِ سبحانی' معشوقِ ربانی حضرت شاہ عبد القادر جیلانی (غوث الاعظم رضی اللہ عنہ) ہیں۔

Marfat.com

❁ جوفقیر موت سے زندہ ہوگیا (یعنی موتوا قبل ان تموتوا۔ مرنے سے پہلے مرجاؤ) وہ تحقیق سے دائمی طور پر محمد الرسول اللہ ﷺ کی حضوری کی مجلس سے مشرف ہو جاتا ہے یہ مراتب سروری قادری جامع العلوم مقام حییؒ وقیوم میں فنافی اللہ کے ہیں۔

❁ جوفقیر تصورِ اسمِ اللہُ ذات سے غرقِ حضور جانتا ہے مراتبِ دعوت القبور روحانی سے الہام اور ملاقات اسے حاصل ہو جاتے ہیں اس قسم کا فقیر ملک پر حاکم اور روشن ضمیر ہو جاتا ہے ان مراتب والے فقیر کو جامع الجمعیت کہتے ہیں۔

❁ فقیر میں ایک صفتِ محمدی ﷺ موجود ہوتی ہے وہ ہے خُلقِ عظیم جس کے متعلق ارشاد ہے تَخَلَّقُوْ بِاَخْلَاقِ اللّٰه (خُلقِ الٰہیہ سے متصف ہو جاؤ) فقیر میں چاروں صفات صحابہ کبارؓ جیسی ہونی چاہیں۔ حضرت صدیق اکبرؓ جیسا صدق، حضرت عمر فاروقؓ جیسا محاسبہ نفس اور عدل، حضرت عثمان غنیؓ جیسی حیا اور سخاوت اور حضرت علیؓ جیسا علم وفقر۔

❁ جاننا چاہیے کامل فقیر ظاہر میں تو عام لوگوں میں بیٹھ کر عام باتیں کرتا ہوا معلوم ہوتا ہے لیکن باطن میں اسے حضوری حاصل ہوتی ہے۔ جب فقیر بات کرنے کے لیے لبوں کو جنبش دیتا ہے تو ظاہر کے دیکھنے والے لوگ خیال کرتے ہیں کہ ہم سے باتیں کرتا ہے۔ روحانی انبیاء اور اولیاء اللہ جانتے ہیں کہ ہم سے باتیں کرتا ہے موکّل ملائکہ سمجھتے ہیں کہ ہم سے کلام کرتا ہے اللہ عزّ وجل کو علم ہے کہ مجھ سے کلام کرتا ہے اور حضور پرنور سیّد یوم النشور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ تصور فرماتے ہیں کہ ہم سے کچھ کہنا چاہتا ہے۔ ایسے فقیر کا جسم سورج کی مانند چمکتا ہے وہ ہر وقت ہر مقام پر صاحبِ حضور ہوتا ہے۔

❁ جاننا چاہیے کہ فقیر کی زبان سیف الرحمٰن یعنی اللہ کی تلوار ہوتی ہے۔

❁ فقیر کسی کا محتاج نہیں ہوتا بے نیاز ہوتا ہے کیونکہ وہ وحدانیت اور سِرِّ الٰہی میں غرق ہوتا ہے۔

❁ فقیر فنافی اللہ کا وجود ہر وقت ہمہ تن تجلّی ہے کیونکہ فقر عین ذات کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور تمام تجلّیات اللہ تعالیٰ کے نور سے ہیں۔

❁ فقراء کا وجود اللہ تعالیٰ کے نور سے ہوتا ہے اور عوام کا وجود اربعہ عناصر سے، فقیر جب چاہے اس کا وجود شعلہ بن جائے اور اس کا وجود پانی پانی ہو جائے اور ہوا ہوا میں اور مٹی مٹی میں مل جائے۔

عقلِ بیدار:

❁ فقیر جانِ جہان ہوتا ہے اور تمام عالم کی حقیقت کو غیب الغیب سے ظاہر کرسکتا ہے۔ یہ کوئی تعجب کی بات

Marfat.com

نہیں کیونکہ عارف ہوشیار اور صاحبِ نظر فقیر کے یہی مراتب ہیں۔

❁ کامل فقیر وہ ہے جو ایک دم کے لیے مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے جدا نہ ہو۔ جسے ہمیشہ مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری حاصل نہیں وہ فقیر ہی نہیں۔

❁ واضح رہے کہ فقیر ہر تصرف کا عامل ہر تصور کا کامل، ہر توجہ کا مکمل اور تفکّر کا اکمل ہوتا ہے اور تمام لاطمع مراتب کا مجموعہ ہوتا ہے۔

❁ فقیر اگرچہ خلقت کے نزدیک جاہل ہے لیکن علمِ توحیدِ الٰہی سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک عالم فاضل ہے اسے الہام با الہام، کلام با کلام اور ذکر مذکور میں حضور ہے۔

❁ فقیر اگرچہ ظاہر میں محتاج معلوم ہوتا ہے لیکن اصل میں اللہ تعالیٰ کے خزانوں پر قابض عارف ولی اللہ اور عالم باللہ ہوتا ہے۔

❁ فقیر اسے کہتے ہیں جسے قربِ ربانی، نفسِ فانی کی سلطانی، ناظر عیانی، نظر لامکانی اور روحانی مرتبہ حاصل ہو اور اگر لاھوت لامکان میں آکر دونوں جہاں کی طرف دیکھے تو اِسے رائی کے دانے اور مچھر کے پر کے برابر دکھائی دے۔ جو فقیر ہمیشہ لامکان میں دیدار سے مشرف ہے اسے مطالعہ علم اور طالعہ بخت کس طرح درکار ہے۔

❁ اگر فقیر مرتبہ چاہے تو اسے قدرت حاصل ہے کہ وہ ظلِ اللہ بن سکتا ہے۔

❁ فقیر جنابِ رسولِ کریم ﷺ کا معشوق' اللہ تعالیٰ کا عاشق ہوتا ہے اور محمد مصطفی ﷺ اس کے عاشق ہوتے ہیں۔ یہاں عاشق' معشوق اور عشق تینوں اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ یہاں پر جب وصل کی گنجائش نہیں تو ہجر کا کیا دخل یہ مراتب ان کے ہیں جو فنا فی اللہ' فنا فی الرسول اور فنا فی الشیخ ہیں۔

❁ اہلِ عنایت اور لایحتاج فقیر کی نظر میں بہشت ہزاری امراء (حکمران طبقہ) بلکہ بادشاہ تک حقیر ہیں کیونکہ بادشاہی کی لذّت معرفتِ الٰہی سے باز رکھتی ہے۔ بادشاہ ہو تو حضرت ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ علیہ جیسا کہ یکبارگی بادشاہت چھوڑ کر قربِ معرفت اور فقر حاصل کرلے اور پھر بادشاہی کا رخ نہ کرے۔

❁ فقیر اسے کہتے ہیں جسے نہ دنیاوی عزت و مرتبے کی خواہش اور طلب ہو اور نہ عماراتِ روضہ اور خانقاہ کی طلب کرے بلکہ فقیر وہ ہے کہ نہ موت سے ڈرے اور نہ زندگی سے خوش ہو کیونکہ فقیر ان دونوں مرتبوں سے نجات یافتہ ہے اور نور ربانور ہو کر فنا فی ذات ہے۔

محکم الفقرا:

❁ فقیر کا دل سمندر کی طرح اور اس کی نظر موتی کی مانند ہوتی ہے۔

Marfat.com

توفیق الہدایت:

- فقیر وہ ہے جس کی آزمائش کرلی جائے اور وہ معرفت کی انتہا کو پہنچا ہوا ہو۔ اس کی بات قیامت تک ردنہ ہو۔ اس کی ہر ایک بات کنہ ''کُن'' سے ہو۔ جس چیز کو ہونے کے لیے (کُن) کہہ دے وہ دیر سے یا جلدی بحکمِ الٰہی (فیکون) ہو جائے۔
- جو فقیر ہمیشہ توحید (فنافی اللہ بقاباللہ) میں غرق ہوتا ہے اس کے ہاتھ میں چابی ہے جس سے ہر مشکل کا قفل کھل سکتا ہے۔
- فقیرِ کامل اسے کہتے ہیں جو دو اعمال کا عامل ہو ایک عملِ جلالی کہ اگر قہر وغضب سے کسی کی صورت کا تصور کرلے تو تاوقتیکہ وہ مر نہ جائے خلاصی نہ پائے جیسے منافق' کافر اور علما کا دشمن وغیرہ۔ دوسرا عملِ جمالی کہ اگر کسی کی صورت تصور میں لائے تو جب تک اُسے معرفتِ الٰہی اور مجلسِ محمدی ﷺ تک نہ پہنچا لے اسے نہ چھوڑے۔ ان دونوں رفقاء کو منظور نظرِ الٰہی کہتے ہیں جو ان مراتب کو پہنچ جاتا ہے وہ ذکر مذکور سے فارغ ہو جاتا ہے۔ اسی کو توفیقِ مطلق کہتے ہیں۔
- فقیر حقیقت میں سلطان (بادشاہ) ہوتا ہے۔
- فقیر صاحبِ قلب کی علامت کیا ہے؟ یہ کہ بظاہر خاموش ہو لیکن وجود میں اس کا قلب قلبی ذکر کی وجہ سے جوش و خروش کرتا ہو اور اس کا خواب خلوت میں مشرف بہ دیدار رب تعالیٰ ہوتا ہے۔ اس کی بیداری نفس کا ترک اور بیزاری ہو۔ اس کا خاتمہ بالخیر۔ اس کی بھوک برکتیں' اس کا ذکر' ذکرِ الٰہی' اس کا سننا الہام مع اللہ' اس کی نظر معرفت پر ہو' اس کے قلب کو نورِ ایمان حاصل ہو۔ تجرید و تفرید کی وجہ سے اس کے قلب کو صفائی نور حاصل ہو۔ حضورِ قلب حاصل ہو۔
- جو 'صاحبِ عین العیان' ساکن لاھوت لامکان ہے وہ ہمیشہ ذاتِ ربوّبیت کے مشاہدہ میں غرق رہتا ہے۔
- فقیر قادری فنافی اللہ ہوتا ہے اور باطن صفا ہوتا ہے۔
- ارشاد باری تعالیٰ ہے ''اللہ تعالیٰ غنی ہے اور تم سب فقیر ہو۔'' جب فقیر اس مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے تو وہ لایحتاج اور بے نیاز ہو جاتا ہے (اسے غنی فقیر کہتے ہیں)۔
- مجذوب عارف باللہ ہمیشہ مشاہدۂ حضور میں رہتا ہے اور اس کا نفس سر سے لے کر پاؤں تک نور کا لباس پہنتا ہے اور نفس قلب کا لباس پہنتا ہے اور قلب روح کا اور روح سِرّ کا جو وجودِ نورِ محمدی ﷺ سے ہے۔ وہ پھر

Marfat.com

نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حضور میں پہنچ جاتا ہے اور نفس، قلب اور روح سے خطاب اور عتاب اٹھالیا جاتا ہے۔ بعد ازاں جو وجود نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ہے وہ نورِ اللہ کی توحید میں پہنچ جاتا ہے اور فقر کے مراتب حاصل کر لیتا ہے اور معرفتِ فقر کو اپنا رفیق باتوفیق بنالیتا ہے اور ماسویٰ اللہ تعالیٰ سب سے کنارہ کش ہو جاتا ہے اور نفس بدخصال کو قتل کر ڈالتا ہے اور دونوں جہان کو پشتِ ناخن پر دیکھ لیتا ہے۔ جس شخص کے یہ اوصاف ہوں اُسے لکھنے پڑھنے اور قلم پکڑنے کی کیا ضرورت ہے اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔ یہ مراتب اُن کے ہیں جو عارف باللہ فنا فی اللہ ہیں۔

❁ فقیر وہی ہے جسے ظاہری و باطنی تصرف و تحقیق حاصل ہو اور پھر بھی زندگی فقر و فاقہ میں بسر کرے اور اس فقر و فاقہ میں اسے لذت، ذوق اور مزا آئے اور اہلِ دنیا کے دروازے پر کسی حاجت کے لیے نہ جائے۔ اگر دنیا دار کے دروازے پر جائے تو نگاہ سے ان کو پاک کرے۔

❁ دنیا میں سب سے بڑا مرتبہ بادشاہی ہے لیکن فقیر عارف باللہ اس کمینہ اور کمتر مرتبے کی طرف نگاہ بھی نہیں کرتا۔ بارہ ہزاری امیر یا وزارت وغیرہ فقیر کی نگاہ میں حقیر تر مراتب ہیں۔

❁ ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے ''اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق زمین کی مٹی سے پیدا کی اور فقراء بہشت کی مٹی سے پیدا کیے۔'' اس لیے فقیر کو جمعیت غنایت اور ہدایت حاصل ہوتی ہے وہ لایحتاج بے حرص، بے حسد، بے کبر، بے طمع اور بے ریا ہوتا ہے۔

❁ ''عین العیان فقیر'' کی نگاہ مقامِ ازل، مقامِ ابد، مقامِ دنیا، مقامِ عقبیٰ اور حور و قصور اور جنت سے گزر کر لقائے الٰہی سے مشرف ہونے کے مقام پر جا ٹھہرتی ہے اور وہ دیدارِ الٰہی کے بغیر کسی چیز کی طرف نہیں دیکھتا۔

طرفۃ العین (حُجّتُ الاسرار):

❁ جب فقیر مرتا ہے اور قبر میں منکر نکیر اس سے سوال پوچھنے کے لیے اسے اٹھاتے ہیں تو فقیر فنا فی اللہ بقا باللہ کی پیشانی پر اسمِ ''اَللّٰہُ'' اس کے دونوں ہاتھوں میں سے داہنے ہاتھ پر اسمِ ''اَللّٰہُ'' اور بائیں ہاتھ پر اسمِ مُحَمَّدٌ چمکنے لگتا ہے۔ جب فرشتے یہ حال دیکھتے ہیں تو دہشت زدہ ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں ''اے مردِ صالح اللہ تعالیٰ تجھے دونوں جہانوں میں خیرِ کثیر عطا فرمائے تو نئی دلہن کی مانند اپنی قبر میں آرام سے سو جا۔''

❁ حدیثِ قدسی میں فرمانِ باری تعالیٰ ہے ''ولی اللہ میری قبا کے نیچے ہیں جن کو میرے سوا کوئی نہیں جانتا'' پس قباءِ اللہ فقیر کے (ظاہر و باطن) وجود کو چادر کی طرح ڈھانپ لیتی ہے اور اس کا قالب بھی قلب ہو جاتا ہے ہمہ اوست در مغز و پوست (اُس کے ظاہر و باطن میں ایک ہی ذات ھُو جلوہ گر ہوتی ہے)۔

Marfat.com

امیر الکونین:

فقیر صاحبِ امر یا اولی الامر ہوتا ہے اس کے بارے میں تو شروع میں بیان ہو چکا ہے اب آپ رحمتہ اللہ علیہ کے اہم اقوال کو نقل کیا جا رہا ہے:

- درویشوں کی ہم نشینی خزانہ ہے' جس شخص کو درویشوں کی صحبت سے الٰہی خزانے حاصل نہیں ہوتے وہ ہمیشہ خراب حال اور پریشان حال رہتا ہے۔
- جو درویشوں کا منکر ہے' وہ دنیا اور آخرت میں خراب وخستہ حال رہتا ہے۔
- غوث قطب بمنزلہ امراء اور فقیر بمنزلہ سلطان کے ہیں۔
- فقیر اس شخص کو کہتے ہیں جو اسمِ اَللّٰہُ ذات سے باقی (بقا باللہ) ہو کیونکہ وہ اس کی ذات سے اپنے آپ کو زندہ رکھتا ہے اور اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کا اثبات کرتا ہے۔ اسے ماسویٰ اللہ سے کچھ تعلق نہیں رہتا اس کے لیے زندگی اور موت یکساں ہو جاتی ہے' یہ مراتب صاحبِ نظر فقیر کے ہیں۔
- جو فقیر اسمِ اَللّٰہُ ذات کی توفیق سے اپنے نفس پر حکمران' فنا فی اللہ' روشن ضمیر عارف باللہ (بقا باللہ) صاحبِ کیمیا نظر' باطن صفا' ہمیشہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی مجلس میں حاضر' عالم یا تاثیر علمِ ظاہری و باطنی میں ماہر ہو اور جسے اسمِ اَللّٰہُ ذات کے حاضرات سے تصرف توجہ' تفکر کی تحقیق حاصل ہو وہ دونوں جہان کو اس طرح سمجھتا ہے جیسے مٹھی میں دانہ سفید۔ وہ دونوں جہان کا تماشا پشتِ ناخن پر دیکھتا ہے۔
- عارف باللہ کو لاھوت لامکان سے قوت حاصل ہوتی ہے' قُرب بقا باللہ سے نصیب ہوتا ہے وہ خود صاحبِ نظارہ ہوتا ہے اسے نفلی نمازوں اور استخارہ کی کیا ضرورت ہے؟ جو عارف ولی اللہ' عالم باللہ' معرفتِ توحید ووصال میں مستغرق ہے اُسے رمل وفال کی کیا ضرورت ہے؟ جو علم لوحِ محفوظ پر لکھے ہیں' وہ سب کے سب عارف باللہ پر منکشف ہوتے ہیں۔
- ''فقیر عارف باللہ'' وہی ہے جو قربِ رحمانی میں فنا فی اللہ ہے' لاھوت لامکان کا رہنے والا ہے۔ بے سرحضور میں جاتا ہے۔ بغیر زبان کے اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوتا ہے اور ہمیشہ مجلسِ محمدی ﷺ میں حاضر رہتا ہے۔ جس شخص کو معرفتِ فقرِ الٰہی حاصل نہیں اسے فقر سے آگاہی نہیں۔ فقیر کو راہِ حضوری حاصل ہوتی ہے۔ حضوری راہ کے لیے مشاہدۂ حضوری گواہ ہے وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا منظورِ نظر ہوتا ہے' یہ مراتب اس شخص کے ہیں جو اسرار کی انتہا کو پہنچ گیا ہو۔ ایسا شخص تقلید سے فارغ اور آزاد ہے اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔
- معرفت کی راہ یہ ہے کہ قربِ الٰہی حاصل ہو۔ عارف کی راہ یہ ہے کہ اس کی نگاہ دیدارِ الٰہی پر ہو اور ہر

Marfat.com

طریقے سے واقف ہو۔ یہ مراتب ''سلطان العارفین'' کے ہیں۔ فقیر ''امیر الکونین'' (دونوں جہانوں میں بادشاہ) ہے اور اسے وہی شخص جانتا ہے جسے لذتِ حضوری، دیدار اور قربِ الٰہی حاصل ہو۔ عارف کی نگاہ ہمیشہ دیدار پر رہتی ہے سو دیدار کے علاوہ کچھ دیکھنا اس کی نگاہ کے لیے حرام ہوتا ہے۔

محبت الاسرار:

- کامل فقیر کی ایک نظر تمام عمر کی عبادت سے بہتر ہے۔
- فقیر کی آنکھ عین الیقین ہے۔ فقیر کا دل ہمیشہ حضوری میں بیت المعمور اور مدینۃ القلب رہتا ہے۔ فقیر کا سینہ علمِ لدُنّی کی وجہ سے سدرۃ المنتہیٰ ہے فقیر کا پاؤں عرش پر ہے۔ فقیر کا مطالعہ کفیٰ باللہ جیسا ہے۔ فقیر ایسا عاشق ہے جو سولی پر چڑھا ہوا ہو۔ فقیر کی ابتدا روزِ ازل ہے۔ فقیر کی نظر ابد پر ہے۔ فقیر دنیا کو فانی اور اللہ کو باقی دیکھتا ہے۔ فقیر دونوں جہانوں سے قطع تعلق کر لیتا ہے۔

عین الفقر:

- عارف باللہ فنافی اللہ فقیر اسے کہتے ہیں جو فنافی رسول ہو، فنافی فقر ہو اور فنافی ھُو ہو۔
- اہلِ اللہ فقیروں کو پل بھر کے لیے کوئی شے ذکر اللہ سے غافل کر کے اپنی طرف متوجہ نہیں کر سکتی۔ اے باھُو (رحمتہ اللہ علیہ)! اہلِ اللہ فقراء دونوں جہان کی یاد سے بے نیاز ہیں۔
- سالک دو قسم کے ہوتے ہیں۔ سالک مجذوب اور سالک محبوب۔ فقیر ان دونوں سے تعلق نہیں رکھتا کہ وہ صاحبِ وَھم وصاحبِ تصرف مالک الملکی محبوب ہوتا ہے۔
- فقیر وہ ہے جو آنکھیں بند کرے تو کونین کے اٹھارہ ہزار عالم کا مشاہدہ کرے۔
- جب کوئی فقیر فنافی اللہ ہو کر مقامِ ''انا'' میں پہنچ جاتا ہے تو اس پر حالتِ سکر وارد ہو جاتی ہے اور اس کے وجود سے تین طرح کے انوارِ توحید جلوہ گر ہوتے ہیں۔

اس کی پیشانی نورِ توحید سے جگمگا اٹھتی ہے۔

اس کی آنکھیں انوارِ توحید سے منور ہو جاتی ہیں۔

اس کا دل انوارِ توحید سے روشن ہو جاتا ہے۔

اگر وہ ان تینوں اندام سے عبادت میں مشغول رہے تو صاحبِ معرفت رہتا ہے ورنہ سلب ہو جاتا ہے۔ اس لیے اس کی پیشانی سجدہ سجود میں مصروف رہتی ہے اس کی نظر شریعت پر مرکوز رہتی ہے۔ اس کا دل اتباع رسول سے پُر رہتا ہے۔ انا بھی دو قسم کی ہوتی ہے۔ قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہ (اٹھ اللہ کے حکم سے) اور قُمْ بِاِذْنِیْ (اٹھ میرے

Marfat.com

حکم سے) فقیر ''اَنَــا'' کی انہی دو حالتوں سے منسلک رہتا ہے جیسا کہ حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:

سُبْحَانِیْ مَا اَعْظَمُ شَانِیْ ترجمہ: میری ذات پاک ہے میری شان بلند ہے۔

اور منصور رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے اَنَا الْحَقُّ (میں ہی حق ہوں)۔ ''اَنَــا'' ایک ایسا راز ہے جو اس راز کو فاش کر لیتا ہے وہ سب سے بڑے راز (ھُو) کو پا لیتا ہے۔

- فقیر وہ ہے جو طمع نہ کرے اگر کوئی اسے کچھ دے تو منع نہ کرے اور اگر اسے کچھ ملے تو جمع نہ کرے۔
- فقراء سے ڈرو کہ وہ حالتِ شہوت میں بھی باشعور، فنا فی اللہ حضور اور بمدِ نظر اللہ منظور ہوتے ہیں۔
- جب کسی عارف باللہ عابد کے وجود میں توفیقِ الٰہی سے علمِ شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت کا نور آ جاتا ہے اور قلب ذکرِ اللہ کے ذریعے زندہ ہو کر غرق فنا فی اللہ ہو جاتا ہے اور اس کے وجود میں تعظیم امر معروف، توکل، حیا، صبر، خوف، رجا، عشق، محبت، توحید، وحدانیت اور تجرید و تفرید جیسے اوصاف پیدا ہو جاتے ہیں تو تینوں مردود (ابلیس، نفس، دنیا) اس سے دفع ہو جاتے ہیں۔
- فقیر کو کسی اہلِ دنیا کے گھر لے جانے سے بہتر ہے کہ اُسے سولی پر لٹکا دیا جائے۔
- فقیر خادم و عالم مخدوم ہے۔ علماء ناصح ہیں اور فقرا مسیح ہیں۔ مسیح قبروں کے مُردوں کو زندہ کرتا ہے فقیر اشتغالِ اللہ سے دلوں کو زندہ کرتا ہے۔ مسیح کے زندہ کردہ مُردے کو ایک روز یا ایک گھڑی کی زندگی نصیب ہوتی ہے مگر فقراء کے زندہ کیے ہوئے دل کو ذکرِ اللہ اور پاس انفاس سے ابد تک زندگی نصیب ہوتی ہے۔ قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ (اٹھ اللہ کے حکم سے)۔
- قیامت کے دن درویشوں کو بارگاہِ الٰہی سے حکم ہوگا کہ میزان اور پل صراط پر جا کر ان لوگوں کو تلاش کرو جنہوں نے دنیا میں تمہاری کوئی خدمت کی ہو یا تم سے دوستی کی ہو تمہیں یہ اختیار ہے کہ انہیں میزان و پل صراط سے گزار کر اپنے ساتھ جنت میں لے جاؤ۔
- کوئی نعمت و کوئی رحمت درویشوں اور فقیروں کی صحبت کی نعمت سے بڑھ کر نہیں کہ ''اَلْفَقْرُ لَایُحْتَاجُ'' (فقر کسی کا محتاج نہیں) فقیر کے گھر میں فاقے پر فاقہ پڑ رہا ہے لیکن وہ کوئی شے طلب نہیں کرتا کہ ''اَلْفَقْرُ لَایُحْتَاجُ''۔ فقیر صاحبِ کیمیا نظر ہے لیکن وہ کیمیا گری نہیں کرتا کہ ''اَلْفَقْرُ لَایُحْتَاجُ'' فقیر اپنا تمام مال راہِ خدا میں خرچ کر کے تارک فارغ ہو جاتا ہے اور پھر دنیا سے کوئی غرض نہیں رکھتا کہ ''اَلْفَقْرُ لَایُحْتَاجُ'' فقیر اپنے دل میں دنیا و اہلِ دنیا سے رغبت اور غیر ماسویٰ اللہ سے طمع نہیں رکھتا کہ ''اَلْفَقْرُ لَایُحْتَاجُ'' فقیر کی زبان

Marfat.com

اللہ کی تلوار ہے اور وہ صاحبِ لفظ ہے اُس کی ہر خواہش اللہ تعالیٰ پوری کرتا ہے لیکن وہ کسی چیز کی خواہش نہیں کرتا کہ ''اَلْفَقْرُ لَایُحْتَاجُ'' فقیر مرتبہ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر پہنچا ہوا ہے اس لیے وہ کچھ نہیں چاہتا کہ ''اَلْفَقْرُ لَایُحْتَاجُ''۔

❁ پس درویش فقیر وہ ہے جو اپنا روزینہ لوگوں میں تقسیم کر دے اسے جو کچھ ملے خواہ وہ نذر و نیاز کی صورت میں ملے یا کسی اور صورت میں راہِ خدا میں خرچ کر دے۔ اگر دن کو ملے تو رات کے لیے ایک پیسہ بھی بچا کر نہ رکھے اور اگر رات کو ملے تو صبح کے لیے کچھ نہ بچا کر رکھے، فقیر درویش کو صاحبِ تصرف ہونا چاہیے۔

❁ فقیر فنا فی اللہ اسے کہتے ہیں جو توحیدِ حق میں اس قدر غرق ہو کہ اسے اللہ کی بھی حاجت نہ ہو کہ اللہ کی حاجت اسے ہوتی ہے جو اس سے جدا ہو فقیر تو اللہ کے ساتھ یکتا و یک وجود ہوتا ہے۔

❁ فقیر درویش کو ستر جانیں حاصل ہوتی ہیں اور ہر جان میں ہزار ہا حیاتِ جاودانی ہوتی ہے۔

❁ جان لے ''عاشق فقیر'' خدا کا بھید ہے جو اس بھید کو پالیتا ہے وہ اسے پہچان لیتا ہے اور اس کی رفاقت اختیار کر لیتا ہے۔ اس بھید کو وہی پاتا ہے جو اپنے سر کی پرواہ نہیں کرتا جو اس بھید کو فاش کر لیتا ہے بھید اس کا سر لے لیتا ہے۔

❁ اگر فقیر خدا سے جدا رہے تو محتاج ہوتا ہے اور اگر ''اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ'' (جہاں فقر مکمل ہوتا ہے وہیں اللہ ہوتا ہے) کے مرتبے پر پہنچ جائے تو فرمانِ الٰہی ''وَاللّٰهُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ'' (اللہ غنی ہے اور تم فقیر ہو) کا مظہر ہو کر اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے) کے مرتبے کا مالک ہو جاتا ہے اور اُسے اپنا ہر مقصود حاصل رہتا ہے۔ اس مقام پر وہ نفس و دنیائے مردود سے جدا ہو کر خلوت نشین ہو جاتا ہے۔ اس مبارک خلوت میں نہ وہ خدا ہوتا ہے اور نہ خدا سے جدا ہوتا ہے اُس کی اس حالت کو یوں بیان کیا جا سکتا ہے جیسے چہرہ آئینے میں ہو یا آئینہ چہرے میں یا آئینہ آئینے کے روبرو ہو یا بارش کا قطرہ کہ اگر دریا میں گر جائے قطرہ نہیں رہتا بلکہ دریا بن جاتا ہے۔

❁ جو فقیر ذکرِ اللہ سے ہٹ کر کسی چیز یا جائے رہائش (دنیاوی مال، گھر، جائیداد) کو اپنی ملکیت قرار دیتا ہے وہ کافر مطلق ہے، فقیری درویشی میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔

❁ فقیر دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک ''تارکِ دنیا تارک'' اور دوسرے ''فارغِ دنیا فارغ''۔ تارکِ دنیا کون ہے؟ اور فارغِ دنیا کون ہے؟ تارکِ دنیا وہ ہے جو مالِ دنیا جمع کرنے کی خاطر فقیر بن جائے اور دنیا کو ترک کر کے اس سے جدا ہو جائے مگر اہلِ دنیا سے اخلاص رکھے ایسا آدمی تارکِ دنیا نہیں بلکہ تارکِ دنیا کے لباس میں

Marfat.com

مال و زر اور نقد و جنس کے عوض خود فروشی کرنے والا منافق ہے یہ اصل فقیر نہیں ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے: تَرْکُ الدُّنْیَا لِلدُّنْیَا (بعض فقیر دنیا ہی کی خاطر ترکِ دنیا کرتے ہیں) تارک فارغ فقیر وہ ہے جو دنیا اور اہلِ دنیا دونوں کو چھوڑ دے اور اُسے جو کچھ نذر و نیاز ملے راہِ خدا میں خرچ کر دے۔ جس میں یہ وصف ہے وہ ''سلطان التارکین فقیر'' ہے۔ جب فقیر مکمل طور پر تارک فارغ ہو جاتا ہے تو اُسے جمعیت[1] حاصل ہو جاتی ہے اور وہ ہمیشہ صاحبِ جمعیت رہتا ہے خواہ وہ ساکن و قائم مقام رہے (ایک جگہ قیام رکھے) یا ہمیشہ سیر و سفر میں رہے ایسے ہی فقیر کو ''سلطان العارفین شاہ جاوِداں'' کہا جاتا ہے۔ اس کی نظر میں اللہ ہی سمایا رہتا ہے اللہ کے سوا اسے کچھ نہیں بھاتا۔ دنیا میں اسے جو کچھ ملتا ہے وہ راہِ خدا میں دے دیتا ہے۔

❁ جان لے یہ خدا ہی ہے جو سوالی فقیر کے دل میں یہ بات ڈال دیتا ہے کہ جا فلاں اہلِ دنیا کے پاس جا کر سوال کر کیونکہ وہ میرا خزانچی ہے اگر وہ سوالی اس فقیر کو کچھ دیتا ہے تو خدا ہی کو دیتا ہے۔ نیز فقیروں کو جو کچھ دلواتا ہے اللہ ہی دلواتا ہے اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ مجھے فلاں نے دیا ہے تو کافر ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ فلاں کو میں نے دیا ہے تو بھی وہ کافر ہو جاتا ہے کہ دیتا بھی خدا ہے دلواتا بھی خدا ہے۔

❁ اہلِ اللہ فقراء دونوں جہان (دنیا و عقبیٰ) کی یاد سے بے نیاز ہیں کہ وہ دونوں جہانوں کی آرزوؤں سے آزاد ہو چکے ہیں۔

❁ فقیر صاحبِ وَہم و صاحبِ تصرفِ مالک الملکی ہوتا ہے۔

محک الفقر کلاں:

❁ عارف باللہ فنا فی اللہ صاحبِ ولایت کامل مکمل فقیر ولی اللہ سات چیزوں سے تعلق رکھتا ہے یعنی تصور، تفکر، مراقبہ، توجہ، وَہم، خیال اور عقلِ کُل سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ سات چیزیں دربارِ حق تک پہنچانے والی سواری کی مثل ہیں۔ جب وہ دربارِ معلّٰی کے اندر جاتا ہے تو اپنی سواری کو باہر دروازے پر چھوڑ جاتا ہے۔ اندر اسے حضورِ حق سے حکم ہوتا ہے کہ دنیا میں جا کر چند روز تماشائے دنیا دیکھو لہٰذا جب وہ بارگاہِ حق سے باہر آتا ہے تو اپنی سواری پر سوار ہو کر مقامِ نفسانیت میں اربعہ عناصر کے جسم میں واپس آ جاتا ہے۔ یہ سات چیزیں جس کسی کے تابع ہو جاتی ہیں جہان بھر کی سات ولائتیں اور روئے زمین کی ہر مخلوق حکمِ الٰہی سے اُس کے تابع ہو جاتی ہے کہ ان سات چیزوں سے اولیائے اللہ کے وجود میں سات نورانی صورتیں پیدا ہو جاتی ہیں اور جب یہ نوری

---

[1] ملاحظہ فرمائیں باب 36 ''جمعیت''

Marfat.com

صورتیں حکمِ الٰہی سے جنبش کرتی ہیں تو ہر نوری صورت سے مزید ستر ہزار نوری صورتیں بلکہ ہزاراں ہزار بے شمار نوری صورتیں پیدا ہو جاتی ہیں جو روئے زمین پر سماتی نہیں ہیں۔ کاملین کی یہ راہ اسم اَللّٰہُ ذات کی برکت سے ہے۔ ایسے ہی فقیر کو ''لایحتاج فقیر'' کہتے ہیں۔

❁ اگر تو ستر ہزار صاحبِ طریقت ذاکروں کو جمع کرلے تو وہ ایک صاحبِ مذکور اہلِ حقیقت کے مرتبے کو نہیں پہنچ سکتے، اگر تو ستر ہزار صاحبِ مذکور و صاحبِ الہام اہلِ حقیقت کو جمع کرلے تو وہ ایک صاحبِ معرفت عارف باللہ فنا فی اللہ کے مرتبے کو نہیں پہنچ سکتے اور اگر تو ستر ہزار صاحبِ معرفت عارف باللہ فنا فی اللہ کو جمع کر لے تو وہ ایک معشوقِ الٰہی عوارفِ بقا باللہ کے مرتبے کو نہیں پہنچ سکتے کہ بقا باللہ کا مرتبہ اُس توحید پرست کا حصہ ہے جو غرق فی الوحدت و غرق فی النور ہو کر دونوں جہان میں زندہ جاوید ہو جاتا ہے اور صاحبِ معرفت ہو کر قربِ حضور میں بقا حاصل کر لیتا ہے۔ یہ مراتبِ لامکان ہیں جو کسی کے وہم و فہم میں نہیں سما سکتے کہ اُن کی کوئی حد ہے نہ حساب۔ جو آدمی اِس مرتبے پر پہنچ جاتا ہے وہ فقیر ہے ورنہ گراں بار و کور چشم نابینا ہے۔

❁ ہر محلّہ، ہر شہر اور ہر بستی ان درویشوں کے قدموں کی برکت سے قائم ہے۔ فقرا کا چلنا پھرنا اور سیر و سفر میں محو رہنا حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے: فِعْلُ الْحَکِیْمِ لَا یَخْلُوْا عَنِ الْحِکْمَۃِ (حکیم کا کوئی فعل بھی حکمت سے خالی نہیں ہوتا)۔ فقیر کا قدم، فقیر کا کلام، فقیر کی توجہ، فقیر کا وہم، فقیر کا قہر، فقیر کا التفات اور فقیر کا فیض پانچ حکمتوں سے خالی نہیں ہوتا کہ اُس کی اصل وصل اسمِ اَللّٰہُ ذات پر قائم ہے اور فقیر کا حال ہر قسم کے وبال سے پاک ہوتا ہے۔

❁ علماء و فقراء میں کیا فرق ہے؟ علماء صاحبِ ادب، صاحبِ شرع اور وارث الانبیاء ہیں اور فقراء تارک فارغ، صاحبِ ذکر فکر، صاحبِ معرفت، وارثِ فقر اور وارثِ خُلقِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔ وہ ہر وقت معیتِ حق تعالیٰ میں غرق رہتے ہیں۔ علماء رات دن علم کے مطالعہ، اُس کی تکرار اور قیل و قال میں مصروف رہتے ہیں اور فقراء اشتغال اللہ میں غرق ہو کر اللہ تعالیٰ کے دائمی وصال میں مسرور رہتے ہیں۔ علم و عالم کا مرتبہ مبتدی ہے۔ اس مرتبے کا حامل صاحبِ مذکور ہے۔ فقیر منتہی مرتبے کا مالک ہوتا ہے، وہ صاحبِ معَ اللہ حضور ہوتا ہے۔

❁ عارف باللہ فقراء ہر وقت خاموش رہتے ہیں یعنی اُن کی زبان گونگی ہو جاتی ہے کیونکہ وہ ہر وقت اپنے پروردگار کے خفیہ ذکر میں غرق رہتے ہیں اور اپنے رب کے قرب و عظمت و ہیبت و معرفت و ادب کی وجہ سے ہر وقت خاموش رہتے ہیں کہ خاموشی سے مراتبِ معرفت بڑھتے ہیں اور حجابات اُٹھتے ہیں جس سے عارف باللہ پر ہر مقام کا مشاہدہ کھل کر واضح ہو جاتا ہے چنانچہ قرآن اُسے مزہ دیتا ہے اور تلاوتِ قرآن سے اُسے لذت

Marfat.com

حاصل ہوتی ہے اور وہ غرق فنا فی اللہ ہو کر انوار و تجلیاتِ الٰہی کی حلاوت سے مستفیض ہوتا ہے۔ ابتدائی مرتبہ تلاوتِ قرآن ہے اور انتہائی مرتبہ حلاوتِ قرآن ہے۔ گویا قرآن کے ہر ایک حرف سے دشمنانِ خدا نفس و شیطان کو تیر لگتے ہیں اور وہ زخمی ہو جاتے ہیں اور جب عارف باللہ تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات میں غرق ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو گویا وہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں نفس و شیطان کو ذبح کر کے اُن کے سرتن سے جدا کرتا ہے اور اُن کی تشویش و محاربہ و دشمنی سے مامون ہو جاتا ہے۔ اور ''مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا'' (مرنے سے پہلے مر جاؤ) کا مصداق بن جاتا ہے۔ استغراق بھی دو قسم کا ہے' ایک اسمِ اَللّٰہُ ذات کا استغراق اور دوسرا مجلسِ محمدی ﷺ کی حضوری کا استغراق۔ صاحبِ ذات کے لیے لذات بھی حجاب ہیں اور مراتبِ طبقات بھی حجاب ہیں اس لیے عارف کی دو حالتیں ہوتی ہیں' ایک یہ کہ وہ خاموش رہتا ہے کہ مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُہٗ (جس نے اپنے رب کو پہچان لیا بے شک اُس کی زبان گونگی ہو گئی) اور دوسرے وہ ہر وقت ذکرِ ''اَللّٰہُ'' میں غرق رہتا ہے کہ فرمانِ حق تعالیٰ ہے وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا (اور ذکر کر اپنے رب کے نام کا صبح و شام) اس سے مراد وہ ذکر ہے جو منہ اور زبان بند کر کے خفیہ طور پر دل میں کیا جاتا ہے۔ اُس کا تعلق تصدیقِ دل سے ہے۔

❁ عارف باللہ کی روح بھی نور ہوتی ہے اور سِرّ بھی نور ہوتا ہے کہ اُس کا تعلق اسرارِ نور سے ہوتا ہے۔ عارف باللہ جب بقا حاصل کر لیتا ہے تو بے شک وہ اپنے رب کو بقا سے پہچان لیتا ہے۔ اس کے بعد اُس کے وجود میں ہوس رہتی ہے نہ طلب و محبتِ طالب و مرید رہتی ہے۔ عارفانِ باللہ کے یہی وہ مراتب ہیں کہ جن پر حضرت رابعہ بصری رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ فائز تھے۔ کیا تجھے ابھی تک اتنی شناخت حاصل نہیں ہو سکی کہ تیرے وجود میں نفس یزید ہے اور روح بایزید ہے۔ جو یزید کا دوست ہے وہ بایزید رحمتہ اللہ علیہ کا دشمن ہے۔ اہلِ دنیا یزید ہے اور صاحبِ فقرِ محمدی ﷺ بایزید رحمتہ اللہ علیہ ہے۔ اس راہ کا کامل مرشد وہ ہے جسے رفاقتِ حق حاصل ہے اور وہ راہِ اسمِ ''اَللّٰہُ'' و مسمّٰی اور فنا فی اللہ بقا باللہ' مشاہدہِ توحید' استغراق مع اللہ اور حق حضور مذکور کے علاوہ اور کوئی راہ نہ جانتا ہو اور ذکرِ اللہ کے علاوہ اور کوئی ذکر نہ کرتا ہو۔

مذکور طلب چہ خواہی از ذکر ایں است ہمہ خلاصہ فکر

ترجمہ: تو ذکر سے کیا لیتا ہے؟ تو فقط مذکور کو طلب کر کہ سب افکار کا خلاصہ اُسی کی ذات ہے۔''

❁ درمیانے درجے کا تفکر وہ ہے کہ جس سے ذکرِ سلطانی پیدا ہوتا ہے جسے سیرِ سِرّ' مشاہدہ نور اللہ مطلق رحمانی کہتے ہیں۔ اس تفکر میں سب سے پہلے وہ ذکر کھلتا ہے جس سے سات ولایتوں کی بادشاہی ہاتھ آتی ہے۔

Marfat.com

اس کے بعد ذکرِ سلطانی (ھُو) کھلتا ہے جس کا ذاکر سلطان العارفین' سلطان الواصلین' سلطان الصابرین' سلطان العاملین' سلطان العاشقین اور سلطان الذاکرین کہلاتا ہے۔

❁ جو فقیر چار افکار یعنی فکرِ ازل' فکرِ ابد' فکرِ دنیا' فکرِ عقبیٰ' چار اذکار یعنی ذکرِ زبانی جو محض عادت ہے' ذکرِ قلبی جو ارادت ہے' ذکرِ روحی جو عبادت ہے اور ذکرِ سِرّی جو عین سعادت ہے' چار دموں یعنی دمِ ناسوت' دمِ ملکوت' دمِ جبروت اور دمِ لاہوت' چار نفسوں یعنی نفسِ امارہ' نفسِ ملہمہ' نفسِ لوامہ اور نفسِ مطمئنہ' چار مقامات یعنی مقامِ شریعت' مقامِ طریقت' مقامِ حقیقت اور مقامِ معرفت میں سے ہر مقام کو طے کر کے پسِ پشت نہیں ڈال دیتا' ہر ایک کو بھلا نہیں دیتا' اپنا رخ نورِ اللہ کی طرف کر کے غرق فنا فی اللہ' فنا فی فنا' بقا فی بقا اور مغفور فی مغفور نہیں ہو جاتا اور مراتبِ قرب و وصال حاصل کر کے عین بعین صاحبِ حضور نہیں ہو جاتا اُسے فقیر نہیں کہا جا سکتا کہ ابھی تک اُس میں ''ہم اور میں'' کی بو سمائی ہوئی ہے۔

❁ فقیر کی نظر میں خاک و سونا برابر ہوتا ہے کہ اُس کا قدم اُس خزانے پر ہوتا ہے جو اُسے مشقت کے بغیر حاصل ہوتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے: ''فقر کو سوائے ''اللہ'' کے کسی چیز کی حاجت نہیں ہوتی۔'' فقیر درویش میں پانچ حروف سے پانچ خصلتیں پائی جاتی ہیں' حرف ''ا'' سے اللہ بس' حرف ''ب'' سے برکتِ کامل' حرف ''ت'' سے ترک' حرف ''ث'' سے ثابت قدم' حرف ''ج'' سے جہالت سے پاک اور حرف ''ح'' سے حلاوت نہ دے نفس کو۔ نفس آدمی کے وجود میں غائبی چیز ہے اور اسے غائبی تلوار ہی سے قتل کر۔ غائبی تلوار ذکرِ خفیہ ہے۔ ذاکر خفیہ روٹی اُس جہان کی کھاتا ہے اور کام اِس جہان کے کرتا ہے۔

❁ عارف باللہ فقیر سے معرفتِ الٰہی اور مشاہداتِ تجلیات انوارِ الٰہی کے مراتب ہرگز پوشیدہ نہیں رہتے کہ عارف باللہ فقیر روشن ضمیر' کیمیا تاثیر' بابصر بصیر اور صاحبِ دیدہ وحق رسیدہ ہوتا ہے' وہ نادیدہ نہیں ہوتا۔ جو آدمی خدا کو پہچان کر عارف باللہ ہو جاتا ہے وہ خود کو اسمِ اَللّٰہُ میں چھپا کر توحیدِ ذات میں غرق ہو جاتا ہے۔

❁ شریعت سے ہٹ کر ہر راہ خدا سے دوری اور قہرِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی راہ ہے جو سراسر استدراج و گندگی ہے خواہ کوئی خَلق کے سامنے کیسا ہی دعویٰ و مظاہرہ کرتا پھرے چنانچہ سیدنا غوث الاعظم پیر دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا: ''اے اللہ تعالیٰ! عشق کیا چیز ہے؟'' جواب ملا ''عشق وہ ہے جو ہر ماسویٰ اللہ کو جلا کر راکھ کر دے۔'' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے ''عشق ایک آگ ہے جو دل سے ہر خیالِ غیر کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے۔'' یہ وہ راہ ہے جسے صرف ''عارف باللہ فقیر'' ہی اختیار کرتا ہے۔ عارف باللہ فقیر کو دائم صاحبِ معراج کہا جاتا ہے کہ وہ کسی وقت بھی معراج سے فارغ نہیں ہوتا چنانچہ وہ نماز میں صاحبِ معراج ہوتا ہے'

Marfat.com

ذکر فکر اور تلاوتِ قرآن میں صاحبِ معراج ہوتا ہے اور استغراق نورِ اللہ میں صاحبِ معراج ہوتا ہے۔ اصلی معراج دو قسم کی ہے' ایک معرفتِ الٰہی کی معراج ہے جس کا تعلق دل کی حضوری سے ہے' یہ مطلق رازِ الٰہی ہے۔ دوسری معراج بالائے عرش ہے جس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ممتاز و سرفراز مفخر ہوئے۔

❁ غوث و قطب بھی دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک غوث و قطب وہ ہیں کہ جنہیں ریاضت کے ذریعے مراتبِ طبقات حاصل ہو جاتے ہیں اور دوسرے غوث و قطب وہ ہیں کہ جن پر اسرارِ ذات کھل جاتے ہیں۔ اُنہیں یہ مراتب تصورِ اسم اَللّٰہُ ذات سے حاصل ہوتے ہیں۔

❁ جان لے کہ صاحبِ طبقات و مقامات غوث و قطب اور ہیں' صاحبِ درجات و صاحبِ نام و ناموس غوث و قطب اور ہیں' صاحبِ غرق مع اللہ ذات غوث و قطب اور ہیں' اہلِ تجرید و تفرید غوث و قطب اور ہیں' پیر غوث و قطب اور ہیں' امیر غوث و قطب اور ہیں' فنا فی اللہ فقیر غوث و قطب اور ہیں اور اہلِ وحدتِ واحد غوث و قطب اور ہیں جو فردانیت کے مقام پر معیتِ حق میں غرق ہو کر ہر وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں حاضر رہتے ہیں' اُنہیں اولیائے اللہ کے دفتر میں سِرِّ اولیاء اللہ کہا جاتا ہے' اُن کے متعلق حدیثِ قدسی میں فرمانِ حق تعالیٰ ہے۔ ''بے شک میرے وہ دوست بھی ہیں جو میری قبا کے نیچے چھپے رہتے ہیں' اُنہیں میرے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔''

❁ جو آدمی دریائے معرفت نوش کر کے عارف باللہ ہو جاتا ہے اور لباسِ شریعت پہن کر علم الیقین کا مرتبہ حاصل کر لیتا ہے وہ سورج کی مثل ہو جاتا ہے کہ سورج جب رات کی تاریکی میں ڈوب کر تاریک ہو جاتا ہے تو صبح صادق کا امیدوار ہوتا ہے۔ جب سورج طلوع ہوتا ہے تو اُس کی روشنی سے رات کی تاریکی و ظلمت ختم ہو جاتی ہے اور ہر چیز روشن ہو جاتی ہے اور وہ عین الیقین کے مرتبے پر پہنچ کر حق الیقین کے مرتبے کا امیدوار ہو جاتا ہے۔ اُس کے وجود سے باطل مٹ جاتا ہے اور وہ علم الیقین اور عین الیقین سے آگے بڑھ کر حق الیقین کے مرتبے پر پہنچ جاتا ہے جہاں اُسے یقینِ حق حاصل ہو جاتا ہے' وہ حق کو پہچان لیتا ہے اور حق کو پا لیتا ہے۔ یہاں پر اُسے مطلق ''عارف ختم الفقراء'' کہتے ہیں کہ وہ مقامِ رضا و قضا سے نکل کر فنا فی اللہ بقا باللہ ہو جاتا ہے۔

❁ جو آدمی فنا حاصل کر لیتا ہے وہ بقا تک پہنچ جاتا ہے اور جو بقا تک پہنچ جاتا ہے اُس کا سارا وجود نور ہو جاتا ہے' پھر وہ اپنے اندر خود کو نہیں دیکھتا کہ خود پرستی سے بڑا گناہ کوئی اور نہیں۔ جو آدمی مقامِ سِرّ سے آگاہ ہو جاتا ہے وہ ورقِ دل کے مطالعہ میں مشغول ہو جاتا ہے' جس سے ہر مقام کا مشاہدہ اُس پر کھل جاتا ہے۔ یہ اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہُ کا مرتبہ ہے اور اس مرتبے کا فقیر بلند پرواز شہباز کی مثل ہوتا ہے۔ جب صاحبِ

Marfat.com

جمعیت طالب ذکر فکر کی مدد سے اس مرتبہ کمال پر پہنچتا ہے تو وہ صاحب کیمیا نظر ہو جاتا ہے اور اُس کی نظر میں کیمیائے اکسیر کی تاثیر پیدا ہو جاتی ہے۔ ایسے فقیر کو ''صاحبِ جمعیت لایحتاج فقیر'' کہتے ہیں۔ جو آدمی جمعیتِ دعوت حاصل کر لیتا ہے وہ صاحبِ تکسیر ہو جاتا ہے' جب وہ دعوت پڑھتا ہے تو اُس کا ہر دینی و دنیوی کام ایک ہی دم میں اور ایک ہی قدم پر ہو جاتا ہے۔ اسے بھی با جمعیت لایحتاج فقیر کہتے ہیں۔ جس فقیر کو اسمِ اَللّٰہُ ذات کے تصور و تصرف کی جمعیت حاصل ہو جاتی ہے اُسے ''ختم الفقر فقیر'' کہتے ہیں۔ وہ جس کام کے لیے زبان کھولتا ہے وہ کام فوراً ہو جاتا ہے۔

❁ عارف پانچ قسم کے ہوتے ہیں' عارفِ ازل' عارفِ ابد' عارفِ دنیا' عارفِ عقبیٰ' یہ چاروں عارف خام ہیں کہ اہلِ مراتب وطبقات ہیں۔ پانچواں عارف باللہ ہے جو فقر کے مرتبۂ کمال پر فائز ہوتا ہے۔ اُس کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے: اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہُ (فقر جب انتہا کو پہنچتا ہے تو اللہ ہی اللہ ہوتا ہے)۔

❁ فقراء ہر بات سماعتِ حق سے سنتے ہیں' ہر بولی زبانِ حق سے بولتے ہیں اور ہر چیز نگاہِ حق سے دیکھتے ہیں۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ کے پنجابی ابیات بھی اس سلسلہ میں اپنی مثال آپ ہیں۔ انسانِ کامل (مقامِ وحدت، فنافی ھُو، فنا فی اللہ بقاباللہ اور وصالِ الٰہی) کے موضوع پر آپ رحمتہ اللہ علیہ کے ابیات سے انتخاب پیش کیا جا رہا ہے۔

❁ اَحد جد دِتّی وِکھالی، از خود ہویا فانی ھُو
قرب وِصال مقام نہ منزل، ناں اوتھے جسم نہ جانی ھُو
نہ اوتھے عشق محبت کائی، نہ اوتھے کون مکانی ھُو
عینوں عین تھیوسے باھُوؒ، سرّ وحدت سبحانی ھُو

مقامِ احدیت[1] (ھاھُویت) میں جب اللہ تعالیٰ نے تجلّیٔ ذات وارد فرمائی تو دوئی ختم ہوگئی اور میں ذات میں فنا ہو کر فانی اور توحید میں فنا ہو کر ہمہ تن توحید ہو گیا یعنی فنافی ھُو ہو گیا۔ یہاں پر قرب و وصال، مقام و منزل، عشق و محبت، جسم و روح اور کون و مکان کا تصور ختم ہو جاتا ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حال میں ہم وحدتِ سبحانی کا ''عین'' (ہو بہو) ہوگئے۔

---

[1] ملاحظہ فرمائیں ''باب 11 توحید''

Marfat.com

ازل ابد نوں صحی کیتوسے، ویکھ تماشے گزرے ھُو
چوداں طبق دِلے دے اندر، آتش لائے حجرے ھُو
جنہاں حق نہ حاصل کیتا، اوہ دوہیں جہانیں اُجڑے ھُو
عاشق غرق ہوئے وِچ وحدت باھُوؒ، ویکھ تنہاندے مجرے ھُو

ہم نے ازل سے ابد تک کا سارا کھیل تماشا دیکھ لیا ہے۔ چودہ طبق (تمام کائنات) باطن کے اندر پوشیدہ ہیں جہاں عشقِ الٰہی کا مستقل ٹھکانہ ہے۔ جنہوں نے اپنا مقصدِ حیات (وصالِ الٰہی) حاصل نہ کیا وہ دونوں جہانوں میں تباہ و برباد ہو گئے اور عاشق ہی اہلِ دنیا کی فضولیات اور ہنگاموں سے منہ موڑ کر وحدتِ ذات میں غرق ہو کر ''عین ذات'' ہو گئے ہیں۔

اندر وی ھُو تے باہر وی ھُو، باھُوؒ کتھاں لبھیوے ھُو
سے ریاضتاں کراہاں توڑے، خون جگر دا پیوے ھُو
لکھ ہزار کتاباں پڑھ کے، دانشمند سدیوے ھُو
نام فقیر تنہاندا باھُوؒ، قبر جنہاں دی جیوے ھُو

اس بیت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ فقر کے آخری مقام فنافی ھُو (فنافی اللہ بقاباللہ) کا ذکر اور اس مقام پر اپنی ذات کی حقیقت سے آگاہ فرما رہے ہیں کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس مقام کے بارے میں فرماتے ہیں ہمہ اوست در مغز و پوست (ظاہر و باطن میں ایک ذاتِ حق جلوہ گر ہے)۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرا باطن بھی ''ھُو'' ہے اور ظاہر بھی ''ھُو'' ہے باھُوؒ ''ھُو'' میں فنا ہو کر ''ھُو'' ہو گیا ہے۔ زاہد ریاضتیں اور زُہد کر کے ہلکان ہو جاتے ہیں مگر مقامِ فنافی ھُو سے بے خبر رہتے ہیں کچھ لاکھوں ہزاروں کتب پڑھ کر دانشمند اور عالم تو بن جاتے ہیں لیکن اس مقام کی انہیں خبر تک نہیں ہوتی اور جو ذات میں فنا ہو کر عین ذات ہو جاتے ہیں وہی فقیر ہوتے ہیں اور ان کی قبر بھی حیاتِ جاودانی حاصل کر کے لوگوں میں فیض تقسیم کرتی ہے۔

باھُو باغ بہاراں کھڑیاں، نرگس ناز شرم دا ھُو
دل وِچ کعبہ صحی کیتوسے، پاکوں پاک پرم دا ھُو
طالب طلب طواف تمامی، حُبّ حضور حرم دا ھُو
گیا حجاب تھیوسے حاجی باھُوؒ، جداں بخشیوس راہ کرم دا ھُو

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کعبہ کو بطور استعارہ ذاتِ حق تعالیٰ کے لیے استعمال فرما رہے ہیں

Marfat.com

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب سے ہم نے دِل کے اندر ذاتِ حق کو پایا ہے ہمارا دِل عشقِ الٰہی سے سرور میں مبتلا ہے اور ہم نے دِل میں معبودِ حقیقی کو پہچان لیا ہے اور تمام طلب، طواف، محبت اسی حضورِ حق کے لیے ہیں۔ اے طالب! وحدت کے اِس کعبہ میں محبوبِ حقیقی کے حضور میں مکمل وصال کی طلب میں رہو اور یہ وصالِ الٰہی تو حق تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہی نصیب ہوگا۔

❁ بزرگی نوں گھت وہن لوڑھایئے، کریئے رج مُکالا ھُو
لَآ اِلٰـــہَ گل گہناں مڑھیا، مذہب کی لگدا سالا ھُو
اِلَّا اللّٰہ گھر میرے آیا، جیں آن اٹھایا پالا ھُو
اساں بھر پیالا خضروں پیتا باھُوؒ، آب حیاتی والا ھُو

راہِ فقر میں بزرگی، کشف وکرامات اور شہرت کی کوئی حیثیت نہیں، راہِ عشق میں تو بدنامیاں اور برائیاں ہیں۔ اس لیے راہِ فقر میں لوگوں کی لعنت ملامت سے بالکل نہیں ڈرنا چاہیے اور استقامت سے راہِ عشق پر چلتے رہنا چاہیے۔ جب سے لَآ اِلٰـــہَ (نفی۔نہیں ہے کوئی معبود) کا راز ہم پر عیاں ہوا ہے کسی فرقہ اور مسلک سے کوئی تعلق نہیں رہا اور اثبات (اِلَّا اللّٰہ) کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی موجود نہیں اور اس حقیقت کو پا کر ہمارے اندر سے ہر ڈر اور خوف نکل گیا ہے اور ہم وصالِ حق تعالیٰ کا آبِ حیات پی کر زندہ و جاوید ہو گئے ہیں۔

❁ ب ت پڑھ کے فاضل ہوئے، ہک حرف نہ پڑھیا کسّے ھُو
جیں پڑھیا تیں شوہ نہ لدھا، جاں پڑھیا کُجھ تسّے ھُو
چوداں طبق کرن رُشنائی، انھیاں کُجھ نہ دِسّے ھُو
باجھ وصال اللہ دے باھُوؒ، سبھ کہانیاں قصّے ھُو

زاہد اور علماء صفات، دیگر ذکر اذکار اور تمام علوم کا مطالعہ کر کے عالم فاضل بن چکے ہیں مگر ایک حرف الف یعنی ''اسمِ اَللّٰہُ ذات'' کی حقیقت اور اسرار سے بے خبر ہیں۔ اگر اسمِ اَللّٰہُ کا ورد اور ذکر کیا بھی، تو وہ بھی مرشد کامل اور طلبِ صادق کے بغیر، پھر بھلا دیدارِ الٰہی کیسے حاصل ہوتا۔ زمین اور آسمان اسمِ اَللّٰہُ ذات سے روشن ہیں مگر ان دِل کے اندھوں کو کچھ نظر نہیں آتا۔ وصالِ الٰہی (فنا فی ھُو) کے بغیر باقی سب مقامات اور منازل بے کار اور بے فائدہ ہیں۔

❁ پاک پلیت نہ ہوندے ہرگز، توڑے رہندے وِچ پلیتی ھُو
وحدت دے دریا اُچھلے، ہک دِل صحی نہ کیتی ھُو

Marfat.com

ہک بت خانیں واصل ہوئے، ہک پڑھ پڑھ رہن مسیتی ھُو

فاضل سُٹ فضیلت بیٹھے باھُوؒ، عشق نماز جاں نیتی ھُو

جوازلی طالبانِ مولیٰ ہیں وہ اگر دنیا' نفس اور شیطان کے جال میں پھنس جائیں تو سدا اُن کے پھندے میں نہیں رہتے اور کبھی نہ کبھی اپنی اصل (اللہ تعالیٰ) کی طرف پلٹ ہی آتے ہیں۔ روحانی طور پر پاکیزہ لوگ اگر گناہ آلود، شرک، بے دینی اور لہو ولہب والی جگہ پر رہیں تو اس کا اُن کے باطن پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ وحدت کا دریا تو موجزن ہے اور ٹھاٹھیں مار رہا ہے لیکن دِل کے اندھے اسے پہچان نہیں پا رہے اور اس نعمت سے یہ لوگ محروم ہیں۔ بعض لوگ بت خانہ جا کر (عبادت گاہوں کے علاوہ کسی اور جگہ) بھی معرفتِ حق تعالیٰ حاصل کر لیتے ہیں اور بعض مساجد میں بیٹھ کر اپنے تکبر، عُجب، انانیت اور نورِ بصیرت سے محرومی کے سبب اس سے محروم رہتے ہیں اور پھر جب عشق دِل پر قبضہ کر لیتا ہے تو کئی عالم فاضل اپنی فضیلت اور مراتب چھوڑ کر عاشقِ ذات بن جاتے ہیں۔

❁ تن مَن یار میں شہر بنایا، دِل وِچ خاص محلّہ ھُو

آن الف دِل وَسوں کیتی، میری ہوئی خوب تسلّہ ھُو

سب کجھ مینوں پیا سنیوے، جو بولے ماسویٰ اللہ ھُو

درد منداں ایہہ رمز پچھاتی باھُوؒ، بے درداں سر گھلّہ ھُو

میں نے ظاہر و باطن کو اپنے محبوبِ حقیقی کا شہر بنا لیا ہے اور دِل میں اُس کے لئے ایک خاص محلّہ آباد کر لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آ کر میرے دِل کے اس خانہ کو آباد کر کے میری تسکین وتشفی کر دی ہے۔ ماسویٰ اللہ مجھے سب کچھ سنائی دے رہا ہے۔ اس راز کا صرف دردمندوں، عاشقوں کو پتہ ہے۔ بے درد (طالبِ دنیا و عقبیٰ) اس راز اور مقام کو نہیں سمجھتے اور مجھے اُن کی پرواہ بھی نہیں ہے۔

❁ جو پاکی بِن پاک ماہی دے، سو پاکی جان پلیتی ھُو

ہک بت خانے جا واصل ہوئے، ہک خالی رہے مَسیتی ھُو

عشق دِی بازی لئی اُنہاں، جنہاں سر دیندیاں ڈِھل نہ کیتی ھُو

ہرگز دوست نہ مِلدا باھُوؒ، جنہاں ترٹّی چوڑ نہ کیتی ھُو

جو پاکیزگی مرشدِ کامل کی بیعت کے بغیر زہد و ریاضت اور عبادت سے حاصل ہو اس کو پاکیزگی نہیں ناپاکی اور پلیدی سمجھ یعنی جو درجات، مقامات اور مشاہدات مرشد کامل کے بغیر حاصل ہوں وہ استدراج ہیں۔ جس

Marfat.com

کو مرشد کی غلامی نصیب ہو اس کو بت خانہ میں جا کر بھی وصالِ الٰہی نصیب ہو جاتا ہے کیونکہ مرشد ہر لحہ اس کی نگہبانی کرتا ہے اور اگر مرشد کے بغیر ساری عمر مسجد میں عبادت کرتے گزار دی جائے تو محرومی مقدر بنتی ہے۔ عشق کی بازی میں وہی فتح یاب ہوتے ہیں جو سر دینے میں ذرا بھی تامل نہیں کرتے۔ دیدارِ الٰہی اور وصالِ حق تعالیٰ گھر بار لٹائے بغیر نصیب نہیں ہوتا۔

سبق صفاتی سوئی پڑھدے، جو وت ہینے ذاتی ھُو
عِلموں عِلم اُنہاں نوں ہویا، جیہڑے اصلی تے اثباتی ھُو
نال محبت نفس کٹھونیں، گڈھ قضا دِی کاتی ھُو
بہرہ خاص اُنہاں نوں باھُوؒ، جنہاں لدّھا آب حیاتی ھُو

اسمائے صفات کا ذکر تو وہی کرتے ہیں جو کمزور اور بزدل ہوتے ہیں اور جن میں عشقِ الٰہی کا بھاری بوجھ اٹھانے کی سکت نہیں ہوتی۔ اسمِ اَللّٰہُ ذات کی کنہہ اور حقیقت تک رسائی تو بلند ہمت اور عالی مرتبت طالبانِ مولیٰ کا ازلی ورثہ ہے۔ یہی لوگ ہیں جنہوں نے تسلیم و رضا کے خنجر سے نفس کو ذبح کر دیا ہے۔ فقر کی انتہا تک تو وہ پہنچے ہیں جو سلطان الاذکار ھُو کا آبِ حیات پی چکے ہیں۔

معرفتِ حق تعالیٰ دو طرح کی ہوتی ہے ایک معرفتِ صفاتِ حق تعالیٰ اور ایک معرفتِ ذاتِ حق تعالیٰ۔ اِن کے فرق کو یوں بیان کیا جاتا ہے۔

معرفتِ صفاتِ حق تعالیٰ	معرفتِ ذاتِ حق تعالیٰ
1. معرفتِ صفات کا تعلق عالمِ خَلق (ارواح) سے ہے۔	1. معرفتِ ذات کا تعلق عالمِ اَمر سے ہے۔
2. معرفتِ صفات کا تعلق عبودیت سے ہے۔	2. معرفتِ ذات کا تعلق رَبوبیّت سے ہے۔
3. معرفتِ صفات میں تسخیرِ خَلق اور رجوعاتِ خلق ہے۔	3. معرفتِ ذات میں استغراقِ حق اور لقائے الٰہی ہے۔
4. معرفتِ صفات کا ذریعہ ورد و وظائف' چلّے' مراقبے' بدنی و جسمانی ریاضت و مشقت ہے۔	4. معرفتِ ذات کا ذریعہ فقط تصورِ اسم اَللّٰہُ ذات ہے۔
5. معرفتِ صفات کی انتہائی منزل سدرة المنتہیٰ پر اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی اور لوحِ محفوظ کا مطالعہ ہے۔	5. معرفتِ ذات کی ابتدائی منزل لقائے الٰہی اور مجلسِ محمدی ﷺ کی دائمی حضوری ہے۔

Marfat.com

6. معرفتِ صفات کا عارف صاحب ریاضت ہے۔صاحبِ ریاضت صاحبِ درجات ہے۔

7. صاحبِ درجات لقائے الٰہی سے محروم ہے۔

6. معرفتِ ذات کا عارف صاحبِ راز ہے اور صاحبِ راز صاحبِ ذات ہے۔

7. صاحبِ راز کی پہلی منزل ہی لقائے الٰہی ہے۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ عارفین کے سلطان ہیں اور عارف معرفتِ ذاتِ حق تعالیٰ ہی کا طالب ہوتا ہے۔آپ کی تلقین یہ ہے کہ صفات کی معرفت کی بجائے ذات کی معرفت حاصل کی جائے جب ذات کی معرفت حاصل ہو جائے گی تو صفات کی معرفت خود بخود حاصل ہو جائے گی کیونکہ ذات کُل ہے اور صفات ذات کا حصہ ہیں۔

روزے نفل نمازاں تقویٰ، سبھو کم حیرانی ھُو
انہیں گلیں ربّ حاصل ناہیں، خود خوانی خود دانی ھُو
ہمیش قدیم جلیندا ملیو سو یار، یار نہ جانی ھُو
وِرد وظیفے تھیں چھُٹ رہسی باھُوؒ، جد ہو رہسی فانی ھُو

اے طالب! روزے رکھنا، نوافل پڑھنا اور پرہیز گار بنے رہنا نیکی اور عبادات تو ہیں مگر اس سے ذاتِ حق تعالیٰ تک رسائی نصیب نہیں ہوتی بلکہ اس سے نفس میں خودنمائی، خود پرستی، خودستائشی اور انانیت پیدا ہوتی ہے۔ ذاتِ حق تعالیٰ تو ازل سے تیرے اندر پوشیدہ ہے کیا تجھے اس کا عرفان نہیں ہے۔جب طالب ذاتِ حق تعالیٰ میں فنا ہو جاتا ہے تو تمام ورد وظیفوں سے چھٹکارا پا جاتا ہے۔

قلب جو ہلیا تاں کی ہویا، کی ہویا ذِکر زبانی ھُو
قلبی، رُوحی، خفی، سِرّی، سبھے راہ حیرانی ھُو
شہ رگ تھیں نزدیک جلیندا، یار نہ ملیا جانی ھُو
نام فقیر تہاندا باھُوؒ، جیہڑے وَسدے لامکانی ھُو

اے طالب! اگر تیرا قلب کچھ دیر کے لئے ذکر سے ہلنے لگ گیا یا تُو نے زبانی ذکر کر لیا تو کون سا تیر مار لیا۔اس راہ میں قلبی، رُوحی، خفی، سِرّی اذکار بھی منازلِ راہ کی طرح ہیں، اصل منزل نہیں ہیں۔اصل مقصود تو شہ رگ سے بھی نزدیک رہنے والے حق تعالیٰ کا وصال ہے اور اصل فقیر تو وہ ہوتے ہیں جو ذاتِ حق میں فنا ہو کر لامکان میں جا بستے ہیں۔

Marfat.com

مذہباں دے دروازے اُچے، راہ ربانا ں موری ھُو
پنڈتاں تے ملوانیاں کولوں، چھپ چھپ لنگھیئے چوری ھُو
اڈیاں مارن کرن بکھیڑے، درد منداں دے کھوری ھُو
باھُوؒ چل اُتھائیں وسیئے، جتھے دعویٰ ناں کس ہوری ھُو

یہاں مذہب سے چاروں فقہ اور ظاہری علوم مراد ہیں۔ مذہب کے دروازے معروف اور عوام کے لئے ہیں اور راہِ فقر تو ایک چھوٹے سے دریچہ کی مثل ہے جو خواص کے لئے مخصوص ہے۔ اس دریچہ سے بھی مذہب کے علمبرداروں سے بچ بچ کر اور چھپ چھپ کر گزرنا چاہیے جو علم کے تکبر کی وجہ سے خود حجاب میں ہیں اور راہِ فقر کی حقیقت سے بے خبر ہیں۔ یہ لوگ راہِ عشق کے مسافروں کا مذاق اُڑاتے ہیں' ان پر فتوے لگاتے ہیں اور اُن سے حسد اور بغض رکھتے ہیں۔ آخر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اے باھُوؒ! وہاں چل کر بسیرا کرتے ہیں جہاں ایسے لوگوں کا گزر تک نہ ہو۔

ناں میں عالم ناں میں فاضل، ناں مفتی ناں قاضی ھُو
ناں دِل میرا دوزخ منگے، ناں شوق بہشتیں راضی ھُو
ناں میں تریہے روزے رکھے، ناں میں پاک نمازی ھُو
باجھ وصال اللہ دے باھُوؒ، دُنیا کوڑی بازی ھُو

میں نہ عالم ہوں اور نہ ہی فاضل' نہ مفتی ہوں اور نہ ہی قاضی ہوں۔ میرا دِل نہ تو دوزخ کا طلبگار ہے اور نہ ہی مجھے بہشت کا کوئی شوق اور خواہش ہے نہ ہی میں نے رمضان میں تیس روزے رکھے ہیں اور نہ ہی پاک نمازی ہوں حقیقت تو یہ ہے کہ وصالِ الٰہی کے بغیر تمام منازل، مراتب اور مقامات جھوٹے اور بیکار ہیں۔

وحدت دا دریا اِلٰہی، جتھے عاشق لیندے تاری ھُو
مارن ٹبیاں کڈھن موتی، آپو آپی واری ھُو
دُرِّ یتیمؐ وِچ لئے لشکارے، جیوں چَن لاٹاں ماری ھُو
سو کیوں نہیں حاصل بھر دے باھُوؒ، جیہڑے نوکر نیں سرکاری ھُو

وحدت ایک دریا کی طرح ہے جس میں عشاق تیرتے رہتے ہیں اور اپنی اپنی استطاعت کے مطابق باری باری ڈبکی لگا کر اپنے نصیب کا موتی نکال لاتے ہیں۔ وحدت کا دریا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور کے چاند سے روشن اور منور ہے اور جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سلطنتِ فقر کے سرکاری نوکر ہو جاتے ہیں ان کی یہ ذمہ

Marfat.com

داری ہے کہ وہ اپنی استطاعت کے مطابق مال و متاع یا خدمات اپنے مرشدِ کامل کے حوالے کر دیں تا کہ اس امانتِ فقر کو دوسروں تک پہنچانے کا اہتمام ہو سکے۔

وَیہہ وَیہہ ندیاں تارو ہوئیاں، بمبل چھوڑے کاہاں ھُو
یار اساڈا رنگ محلیں، اسیں دَر تے کھلّے سِکاہاں ھُو
نہ کوئی آوے نہ کوئی جاوے، اسیں کیں ہتھ لکھ مُنجاہاں ھُو
جے خبر جانی دِی آوے باھُوؒ، کھڑ کلیوں پُھل تھواہاں ھُو

ندیاں بہتے بہتے اس قدر بھر گئی ہیں کہ ان میں سے بغیر تیرے گزرنا محال ہے' راستہ اتنا دشوار گزار ہے کہ محبوب تک پہنچنا مشکل ہو گیا ہے۔ میرا محبوب رنگین محل کے اندر ہے اور میں باہر کھڑا دیدار کیلئے ترس رہا ہوں۔ مقامِ محبوب تک کسی کی رسائی نہیں ہے میں کس قاصد کے ہاتھ پیغام بھجواؤں۔ اگر محبوبِ حقیقی کی کوئی خبر مل جائے تو میرا دل پھول اور کلیوں کی طرح کھل کر باغ باغ ہو جاتا ہے۔

وحدت دے دریا اُچھلے، جَل تَھل جنگل رَینے ھُو
عشق دی ذات منیندے ناہن، سانگاں جُھل تپینے ھُو
رنگ بھبھوت ملیندے ڈِٹھے، ئے جوان لکھینے ھُو
میں قربان تنہاں توں باھُوؒ، جیہڑے ہوندیاں ہمت ہینے ھُو

اے طالب! دریائے وحدتِ حق تعالیٰ تو جوش میں آ کر اپنے کناروں سے اچھل پڑا ہے اور جس دل کے اندر حق تعالیٰ کی ذرا سی بھی محبت موجود تھی وہ دل اس کی رحمت اور فضل سے سیراب ہو گئے ہیں لیکن کچھ ایسے ازلی بدنصیب ہیں جو عشقِ ذات کے منکر ہیں اور وہ دریائے وحدت کے اس فیضان سے محروم رہ گئے ہیں اور اپنی بدبختی اور بدنصیبی کے زخم اور تھپیڑے اس جہاں میں بھی کھا رہے ہے اور آخرت میں بھی اسی حال میں ہوں گے۔ اس کے برعکس سینکڑوں ایسے خوش نصیب ہیں جنہیں عشقِ ذات حاصل ہو گیا ہے اور وہ دنیا کے آرام و آسائش اور مال و متاع کو قربان کر کے دریائے وحدت میں شامل ہو گئے ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں ان عاشقانِ صادق کے قربان جاؤں جو اعلیٰ ہمت ہیں اور اللہ پاک کی بارگاہ میں مقام و مرتبہ پانے کے باوجود عاجزی و انکساری ان کی طبیعت کا خاصہ ہے۔

Marfat.com

سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علیؒ اور انسانِ کامل

آپ رحمتہ اللہ علیہ انسانِ کامل کی حقیقت ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں:

❁ دیدارِ الٰہی حاصل ہونا بھی کامل مرتبہ نہیں ہے اس میں بھی دوئی ہے اصل مرتبہ تو اپنی ہستی اور خودی کو ختم کر کے اللہ تعالیٰ کی ذات میں فنا ہو جانا ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں ''میں'' اور ''تو'' کا فرق ختم ہو جاتا ہے اسے وحدت، فنا فی اللہ بقا باللہ یا فنا فی ھُو کا مقام بھی کہا جاتا ہے یہی فقر کا سب سے اعلیٰ مقام ہے۔ یہ عبدیت کا سب سے اعلیٰ مقام ہے اور یہاں پر انسانِ کامل کا تاج اس کے سر پر رکھا جاتا ہے اور اسے تلقین وارشاد کی مسند پر فائز کیا جاتا ہے۔ اس مقام پر طالب کا بولنا اللہ کا بولنا ہوتا ہے' اس کا سننا اللہ کا سننا ہوتا ہے' اس کا دیکھنا اللہ کا دیکھنا ہوتا ہے' اس کا چلنا اللہ کا چلنا ہوتا ہے اور اس کا پکڑنا اللہ کا پکڑنا ہوتا ہے۔

❁ اسمِ اَللّٰہُ ذات کی دائمی ریاضت انسانی وجود کو بالکل پاک وطاہر کر دیتی ہے۔ اسمِ اَللّٰہُ ذات کی تپش تو دوزخ کی آگ سے زیادہ تیز ہے اگر فقیر فنا فی اللہ بقا باللہ (انسانِ کامل) جلالیت کی نگاہ سے دیکھ لے تو مشرق و مغرب میں سب کچھ جلا کر راکھ کر ڈالے۔ ہزار آفرین ہے اس وجود پر جو اس آگ کو برداشت کرتا ہے اور خلقت کو نہیں ستاتا۔ ایسے فقیر کامل کی بارگاہ میں ادب واحترام سے جاؤ گے اور رہو گے تو فلاح پا جاؤ گے۔ بے ادبی اور مخالفت تمہیں دونوں جہانوں میں بے مراد کر دے گی۔ ایسی عقل سے جہالت بہتر ہے جو ان کا انکار کرے اور ان سے دشمنی اور مخالفت کرے اور دوسروں کو دشمنی اور مخالفت کی طرف راغب کرے۔

❁ فنا فی ھُو (بقا باللہ) کا مقام راہِ فقر میں انسانی عروج کا بلند ترین مقام ہے یہی وہ مقام ہے جس کے بارے میں حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہ (جہاں فقر کی تکمیل ہوتی ہے وہیں اللہ ہوتا ہے) یہ عبدیت کا بلند ترین مقام ہے کیونکہ فنا فی اللہ کے مقام پر آدمی ہمیشہ کے لئے غرق ہو جاتا ہے۔

❁ فقیرِ کامل (انسانِ کامل) خلافتِ الٰہیہ کا حامل ہوتا ہے اس کا مرتبہ محبوبیت کا مرتبہ ہے جو کبھی سلب نہیں ہوتا اور فقیرِ کامل دنیا میں صرف ایک ہوتا ہے جو طالبانِ حق کی راہِ فقر میں ظاہری اور باطنی راہنمائی کا فریضہ ادا کرتا ہے۔ شروع شروع میں اس کی زیادہ شہرت نہیں ہوتی یہ خود کو دنیا سے چھپا کر رکھتا ہے لیکن چند سالوں کے اندر ہی اندر اس کی شہرت چار سُو پھیل جاتی ہے اور طالبانِ مولیٰ جوق در جوق اس کی طرف لپکتے چلے آتے ہیں۔ اس کی نشانی یہ ہوتی ہے کہ یہ طالبِ مولیٰ کو چلہ کشی، مشقت اور ورد و وظائف میں نہیں ڈالتا بلکہ

Marfat.com

تصورِ اسم اَللّٰہُ ذات سے انہیں منزل پر پہنچا دیتا ہے۔

- جب تک طالب بقا باللہ (فنا فی ھُو) کے مقام پر نہیں پہنچ جاتا اس وقت تک ہر مقام پر خوفزدہ رہتا ہے۔
- بقا باللہ کے مقام پر نہ روح باقی رہتی ہے اور نہ جسم۔
- مقامِ بقا باللہ (فنا فی ھُو) اسمِ ھُو سے حاصل ہوتا ہے اس لئے تو بھی کسی سروری قادری مرشد سے اسمِ ھُو کا راز حاصل کر کیونکہ اسمِ ھُو کے بغیر ھُو کا راز نہیں ملتا۔

اقبالؒ اور انسانِ کامل

علامہ اقبالؒ کا ''انسانِ کامل'' سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کے فقیرِ کامل عارف فنا فی اللہ بقا باللہ سے مماثلت رکھتا ہے۔ آپؒ نے اپنے کلام میں ''انسانِ کامل'' کو مختلف ناموں سے مخاطب کیا ہے۔ مثلاً مومن، مردِ مومن، بندۂ مومن، مردِ حق، مردِ کامل، مردِ دانا، مردِ حُر، امامِ برحق، قلندر، صاحبِ ایجاد، مردِ خود آگاہ، دیدہ ور، صاحبِ ادراک، امامِ برحق، مردِ فقیر، بندۂ حق، مردِ بزرگ، مردِ قلندر، صاحبِ دِل اور مہدی برحق۔ لیکن ان تمام اصطلاحی ناموں سے مراد ''انسانِ کامل'' ہی ہے۔ اور شاعری کے اصولوں کی ضرورتوں کے مطابق آپ نے دوسرے عارفین کی طرح ''انسانِ کامل'' کو مختلف ناموں سے موضوعِ بحث بنایا ہے۔ پہلے ہم اس موضوع پر اردو کلام سے انتخاب پیش کر رہے ہیں:

- تُو نے پوچھی ہے امامت کی حقیقت مجھ سے
''حق'' تجھے میری طرح صاحبِ اسرار کرے
ہے وہی تیرے زمانے کا ''امامِ برحق''
جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کرے
موت کے آئینے میں دکھا کر تجھے ''رخِ دوست''
زندگی تیرے لئے اور بھی دشوار کرے
دے کے احساسِ زیاں تیرا لہو گرما دے
فقر کی سان چڑھا کر تجھے تلوار کرے
- ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان، نئی آن
گفتار میں کردار میں' اللہ کی برہان
قہاری و غفاری و قدوسی و جبروت
یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان
یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظر آتا ہے' حقیقت میں ہے قرآن
قدرت کے مقاصد کا عیار اس کے ارادے
دنیا میں بھی میزان، قیامت میں بھی میزان
جس سے جگرِ لالہ میں ٹھنڈک ہو' وہ شبنم
دریاؤں کے دِل جس سے دہل جائیں' وہ طوفان
فطرت کا سرودِ ازلی اس کے شب و روز
آہنگ میں یکتا' صفت سورۂ رحمٰن

Marfat.com

❁ کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زورِ بازو کا؟ — نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
❁ جو عالمِ ایجاد میں ہے 'صاحبِ ایجاد' — ہر دور میں کرتا ہے طواف اُس کا زمانہ
❁ خودی سے 'مردِ خود آگاہ' کا جمال و جلال — کہ یہ کتاب ہے، باقی تمام تفسیریں
❁ عالَم ہے فقط مومنِ جانباز کی میراث — مومن نہیں جو صاحبِ لولاکؐ نہیں ہے
❁ جہان تمام ہے میراث ''مردِ مومن'' کی — مرے کلام پہ حجت ہے نکتۂ لولاکؐ
❁ ''مومن'' کے جہاں کی حد نہیں ہے — مومن کا مقام ہر کہیں ہے
❁ ہزاروں سال نرگس اپنی بے نُوری پہ روتی ہے — بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں 'دیدہ ور' پیدا
❁ مہر و مہ و انجم کا محاسب ہے قلندر — ایام کا مرکب نہیں، راکب ہے قلندر

آپؒ اپنی نظم ''مردِ بزرگ'' میں ''انسانِ کامل'' کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

❁ اس کی نفرت بھی عمیق، اس کی محبت بھی عمیق — قہر بھی اُس کا ہے اللہ کے بندوں پہ شفیق
پرورش پاتا ہے تقلید کی تاریکی میں — ہے مگر اس کی طبیعت کا تقاضا تخلیق
انجمن میں بھی میسر رہی خلوت اس کو — شمعِ محفل کی طرح سب سے جدا، سب کا رفیق
مثلِ خورشیدِ سحر فکر کی تابانی میں — بات میں سادہ و آزادہ، معنی میں دقیق
اس کا اندازِ نظر اپنے زمانے سے جدا — اس کے احوال سے محرم نہیں پیرانِ طریق
❁ میسر آتی ہے فرصت فقط غلاموں کو — نہیں ہے 'بندۂ حُر' کے لئے جہاں میں فراغ
❁ جس 'بندۂ حق بیں' کی خودی ہوگئی بیدار — شمشیر کی مانند ہے بُرّندہ و برّاق
اُس کی نگاہِ شوخ پہ ہوتی ہے نمودار — ہر ذرے میں پوشیدہ ہے جو قوتِ اِشراق
اُس مردِ خدا سے کوئی نسبت نہیں تجھ کو — تُو بندۂ آفاق ہے، وہ صاحبِ آفاق
❁ دنیا کو ہے اُس مہدیِ برحق کی ضرورت — ہو جس کی نگہ زلزلۂ عالمِ افکار
❁ وہی ہے بندۂ حُر جس کی ضرب ہے کاری — نہ وہ کہ حرب ہے جس کی تمام عیّاری
❁ کہتا ہے زمانے سے یہ درویشِ جواں مرد — جاتا ہے جدھر بندۂ حق، تو بھی اُدھر جا
❁ ہزار خوف ہو لیکن زبان ہو دِل کی رفیق — یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق
ہجوم کیوں زیادہ ہے شراب خانے میں — فقط یہ بات کہ 'پیرِ مغاں' ہے مردِ خلیق
❁ پوچھ اس سے کہ مقبول ہے فطرت کی گواہی — تو صاحبِ منزل ہے کہ بھٹکا ہوا راہی

Marfat.com

کافر ہے مسلماں، تو نہ شاہی نہ فقیری — مومن ہے تو کرتا ہے فقیری میں بھی شاہی
کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ — مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی
کافر ہے تو ہے تابعِ تقدیرِ مسلماں — مومن ہے تو وہ آپ ہے تقدیرِ الٰہی

❁ قلندر جُز دو حرف لَآ اِلٰهَ کچھ بھی نہیں رکھتا — فقیہہِ شہر قاروں ہے لغت ہائے حجازی کا
❁ نہ تخت و تاج میں نَے لشکر و سپاہ میں ہے — جو بات مردِ قلندر کی بارگاہ میں ہے
❁ امینِ راز ہے مردانِ حُر کی درویشی — کہ جبرائیلؑ سے ہے اس کو نسبتِ خویشی
❁ بھروسہ کر نہیں سکتے غلاموں کی بصیرت پر — کہ دنیا میں فقط مردانِ حُر کی آنکھ ہے بینا

اپنے فارسی کلام میں اقبالؒ نے ''انسانِ کامل'' کے نظریہ کو بہت خوبصورت اور جامع انداز میں پیش کیا ہے۔آپ کے فارسی کلام سے انتخاب پیش کیا جا رہا ہے:-

۱۔ گر شتربانی جہانبانی کنی — زیبِ سر تاج سلیمانی کنی
۲۔ تاجہاں باشد جہاں آرا شوی — تاجدارِ ملکِ لایبلیٰ شوی
۳۔ نائبِ حق در جہاں بودن خوش است — بر عناصر حکمراں بودن خوش است
۴۔ نائبِ حق ہمچو جانِ عالم است — ہستی او ظلِ اسمِ اعظم است
۵۔ از رموزِ جز و کل آگہ بود — در جہاں قائم بامر اللہ بود

۱۔ اگر تو شتربان بن جائے (یعنی نفس کے اونٹ کو قابو میں لے آئے) تو دنیا پر حکم چلائے گا اور سلیمانؑ کا تاج تیرے سر کی زینت بنے گا۔(یعنی نفس کا پردہ ہٹا کر مقام فنافی اللہ بقاباللہ پر پہنچ کر انسانِ کامل کے مرتبہ پر فائز ہو جائے گا)۔ ۲۔جب تک یہ دنیا قائم ہے تو اس کو سجانے والا رہے گا اور تُو اس ملک کا تاجدار بن جائے گا جس پر کبھی زوال نہ آئے گا۔۳۔دنیا میں اللہ تعالیٰ کا نائب (انسانِ کامل) بننا اچھی بات ہے۔عناصر پر حکمرانی کرنا کتنا اچھا ہے۔۴۔خدا کا نائب (انسانِ کامل) دنیا کی روح کی مانند ہے،اس کا وجود اسمِ اعظم (اسمِ اَللّٰہُ ذات) ہوتا ہے۔ ۵۔ وہ اس کائنات کے ہر جُز اور کُل کے راز جانتا ہے اور دنیا میں اللہ کی طرف سے مامور ہوتا ہے۔

۱۔ خیمہ چوں در وسعتِ عالم زند — ایں بساط کہنہ را برہم زند
۲۔ نوعِ انساں را بشیر و ہم نذیر — ہم سپاہی ہم سپہ گر ہم امیر

۱۔جب وہ (انسانِ کامل) کائنات کی وسعتوں میں خیمہ لگا لیتا ہے (یعنی اپنی مسند سنبھال لیتا ہے) تو پرانی بساط کو الٹ کے رکھ دیتا ہے (یعنی اپنے لئے نیا جہان پیدا کرتا ہے) ۲۔ وہ بنی نوع انسان کے لئے بشیر اور نذیر ہے (یعنی

Marfat.com

خوش خبری دینے والا بھی ہے اور اسے برائی سے ڈرانے والا بھی)۔ وہ سپاہی بھی ہوتا ہے وہ فوج کا سپہ سالار بھی ہے اور سردار بھی۔

۱۔ مدعائے علم الاسما ستے سرّ سبحان الذی اسریٰ ستے
۲۔ از عصا دستِ سفیدش محکم است قدرت کامل بعلمش توام است
۳۔ چوں عناں گیرد بدست آں شہسوار تیز تر گرد سمندِ روزگار

۱۔ وہ علم الاسماء کا مقصود و مدعا ہوتا ہے وہ (نائبِ خدا) ''سبحان الذی اسریٰ'' کا بھید (راز) ہوتا ہے۔ یہاں علم الاسماء سے مراد اس آیت کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام اسماء کا علم عطا فرمایا اور سبحان الذی اسریٰ (پاک ہے وہ ذات جس نے سیر کروائی اپنے بندے کو) سے معراج شریف کے سفر کی طرف اشارہ ہے کہ انسانِ کامل معراج کا راز ہے۔ ۲۔ عصا سے اس کا سفید ہاتھ (یدِ بیضا، روشن ہاتھ) مضبوط ہے، اس کا مکمل اختیار و قدرت اس کے علم کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ (اس کا علم اور قدرت کامل دونوں جڑواں ہوتے ہیں)۔ ۳۔ جب وہ شہسوار اپنے ہاتھوں میں زمانے کے گھوڑے کی باگ تھام لیتا ہے تو اس (گھوڑے) کی رفتار اور بھی تیز ہو جاتی ہے۔ یعنی جب وہ مسندِ ارشاد سنبھال لیتا ہے تو زمانہ اس کے اشارہ کے مطابق سفر کرتا ہے۔

نمودش سرّے از اسرارِ غیب است ز ہر گردے بروں ناید سوارے

ترجمہ: اس (انسانِ کامل) کا دنیا میں ظاہر ہونا اللہ تعالیٰ کے پوشیدہ رازوں میں سے ایک راز ہے۔ کیونکہ ہر اُڑتی ہوئی گرد و غبار سے کوئی سوار برآمد نہیں ہوتا۔ یعنی علم و فضل یا قیل و قال سے لوگوں کو قائل کرنے والا انسان ''انسانِ کامل'' نہیں ہوتا۔

۱۔ بندۂ مومن ز آیاتِ خداست ہر جہاں اندر برِ او چوں قباست
۲۔ چوں کہن گردد جہانے در برش می دہد قرآں جہانے دیگرش

۱۔ بندۂ مومن (انسانِ کامل) خدا کی نشانیوں میں سے ہے اور اس بنا پر ہر جہاں اس کے پہلو میں قبا (لباس) کی مانند ہے۔ ۲۔ جب کوئی جہان اس کے پہلو میں پرانا ہو جاتا ہے تو قرآنِ کریم اسے ایک اور نیا جہان عطا کر دیتا ہے۔

۱۔ بندۂ حق بے نیاز از ہر مقام نے غلام او را نہ او کس را غلام
۲۔ بندۂ حق مردِ آزاد است و بس ملک و آئینش خداداد است و بس
۳۔ رسم و راہ و دین و آئینش ز حق زشت و خوب و تلخ و نوشینش ز حق

۱۔ بندۂ حق (انسانِ کامل) ہر مقام سے بے نیاز ہے۔ نہ تو اس کا کوئی غلام ہے اور نہ ہی وہ کسی کا غلام ہے۔

Marfat.com

۲۔ بندۂ حق صرف ایک آزاد مرد ہے۔ اس کا ملک اور آئین خدا کا عطا کردہ ہے۔ ۳۔ اس کے طور طریقے اور اس کا دین اور اس کا آئین سب خدا کی طرف سے ہیں۔ اس کا برا اور بھلا اور کڑوا اور میٹھا سب اللہ کی طرف سے ہے۔

۱۔ مردِ حق از کس نگیرد رنگ و بو　　مردِ حق از حق پذیرد رنگ و بو
۲۔ ہر زماں اندر تنش جانے دگر　　ہر زماں او را چو حق شانے دگر
۳۔ راز ہا بامردِ مومن باز گوے　　شرحِ رمز ''كُلَّ يَوْمٍ'' باز گوے

۱۔ مردِ حق (انسانِ کامل) کسی سے رنگ و بو حاصل نہیں کرتا وہ صرف اللہ تعالیٰ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے رنگ میں رنگا ہوا ہے۔ ۲۔ ہر لمحہ اس (انسانِ کامل) کے بدن میں ایک نئی جان ہوتی ہے اور ہر لحظہ اس کی ایک نئی شان ہوتی ہے۔ ۳۔ تو (انسانِ کامل) مسلمانوں کو ان کے بھولے ہوئے راز پھر سے بتا اور ان سے ''کل یوم'' کی رمز کی شرح بھی بیان کر۔ قرآن کی اس آیت كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ (اس کی ہر روز ایک نئی شان ہوتی ہے) کی طرف اشارہ ہے۔

او کلیمؑ و او مسیحؑ و او خلیلؑ　　او محمدؐ او کتاب او جبرئیل

ترجمہ: وہ (انسانِ کامل) ہی کلیم اللہ (موسیٰؑ) ہے مسیحؑ ہے اور خلیلؑ ہے، وہ محمدؐ ہے، وہ کتاب ہے، وہ جبرائیل ہے۔

۱۔ قلندراں کہ بہ تسخیر آب و گل کوشند　　ز شاہ باج ستانند و خرقہ می پوشند
۲۔ بجلوت اندو کمندے بہ مہر و ماہ پیچند　　بخلوت اندو زمان و مکاں در آغوشند

۱۔ قلندر (انسانِ کامل) جو اس مادی دنیا کو تسخیر کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہ ایسے عظیم انسان ہیں جو پہنتے تو گدڑی ہیں لیکن بادشاہ سے خراج وصول کرتے ہیں۔ ۲۔ جب وہ (انسانِ کامل) جلوت یا محفل میں ہوتے ہیں تو وہ سورج اور چاند پر کمند ڈالتے ہیں اور جب وہ خلوت میں ہوتے ہیں تو زمان و مکاں کو آغوش میں لیے ہوتے ہیں۔ جلوت میں ہونے سے مراد ہے لوگوں میں عام انسانوں کی طرح رہ کر ان کی راہنمائی کرتے ہیں۔ جبکہ خلوت میں وہ محبوبِ حقیقی کے مشاہدے میں مست و محو ہوتے ہیں۔

۱۔ مردِ حُر محکم ز وردِ ''لاتخف''　　ما بمیدان سر بجیب، او سر بکف
۲۔ مردِ حُر از ''لاالٰہ'' روشن ضمیر　　می نہ گردد بندۂ سلطان و میر
۳۔ مردِ حُر چوں اشتران بارے برد　　مردِ حُر بارے برد خارے خورد

Marfat.com

۱۔ مردِ حر (انسانِ کامل) ''لاتخف'' کے ورد کی بدولت (چٹان کی سی) قوت ومضبوطی پالیتا ہے۔ہم تو دنیا کے غلام ہونے کے باعث میدان میں سرنیہوڑائے کھڑے رہتے ہیں جبکہ وہ موت سے بےخوف، سر ہتھیلی پر رکھے رہتا ہے۔اس کے لیے محبوبِ حقیقی کی خاطر جان قربان کرنے میں کوئی خوف نہیں ہوتا۔۲۔مردِ حر (انسانِ کامل) ''لا اِلٰہ''...... پر کامل ایمان وعمل کے باعث روشن ضمیر ہوتا ہے۔وہ کسی سلطان اور امیر کا غلام نہیں بنتا۔وہ صرف خدائے واحد اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غلام رہتا ہے۔۳۔مردِ حر (انسانِ کامل) اونٹوں کی طرح بوجھ اٹھاتا ہے۔مردِ حر بوجھ اٹھاتا اور کانٹے کھاتا ہے۔یعنی راہِ حق میں تکالیف، دکھ اور آزمائش برداشت کرنے والا ہوتا ہے۔

۱۔ پادشاہان در قباہائے حریر زرد رو از سہم آں عریاں فقیر
۲۔ سِرّ دیں مارا خبر، او را نظر او درونِ خانہ ما بیرونِ در
۳۔ ما کلیسا دوست، ما مسجد فروش او ز دستِ مصطفیٰ ؐ پیمانہ نوش
۴۔ نے مغاں را بندہ نے ساغر بدست ما تہی پیمانہ، او مست الست

۱۔ریشمی قباؤں میں ملبوس بادشاہ اس عریاں فقیر یعنی سادہ لباس فقیر کے سامنے ڈر کے مارے زرد رو ہوجاتے ہیں۔۲۔دین کے راز ہمارے لیے خبر اور اس کے لیے نظر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ہم کتابوں کی وساطت سے دین کے متعلق جانتے ہیں جبکہ وہ اللہ تعالیٰ سے دین سیکھتا ہے۔وہ مشاہدۂ حق میں محو ہوتا ہے جبکہ ہم اس سے دور اور محروم ہیں۔۳۔ہم کلیسا دوست ہیں اور مسجد فروش ہیں۔مردِ حر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ مبارک سے پیالہ پینے والا ہے۔یعنی ہم تو مغربی تہذیب وتمدن کے عاشق اور فرنگیوں کے طور طریقے اپنانے والے اور دین فروش ہیں جبکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق کی شراب پینے والا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے براہِ راست فیض یاب ہونے والا ہے۔۴۔وہ نہ تو پیرِ مغاں کا بندہ ہے اور نہ اس کے ہاتھ میں پیالہ ہے۔ہمارا جام تو خالی ہے اور وہ مست ''الست'' ہے۔یعنی ہم عشقِ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیگانہ ہیں اور وہ اس عشق کی شراب پی کر یومِ الست سے مست ہے اور یہ ایسی شراب ہے جس کے لیے کسی جام کی ضرورت نہیں۔

۱۔ چوں فنا اندر رضائے حق شود بندۂ مومن قضائے حق شود
۲۔ در رضائے حق فنا شو چوں سلف گوہر خود را بروں آر از صدف

۱۔ جب فنا حق کی رضا کے مطابق ہو تو بندۂ مومن (انسانِ کامل) حق کی مشیت بن جاتا ہے۔یعنی جب بندۂ مومن حق کی رضا میں فنا ہو جاتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کی خواہش کے مطابق اس کے کام سنوارتا ہے۔

Marfat.com

۲۔ تو بھی اپنے بزرگوں (قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں) کی طرح رضائے حق میں فنا ہو جا۔ اپنے موتی کو سیپی سے باہر لا۔ یعنی جس طرح صحابہؓ اپنی رضا کو حق کی رضا میں فنا کر کے خدا کی رضا بن گئے اور دنیا اُن کے آگے تسخیر ہوگئی تو بھی اس طرح بن جا۔

۱۔ مردِ حق باز آفریند خویش را　　جز بہ نورِ حق نہ بیند خویش را

۲۔ بر عیارِ مصطفیؐ خود را زند　　تا جہانے دیگرے پیدا کند

۱۔ مردِ حق (انسانِ کامل) خود کو پہلے وجود میں لاتا ہے۔ وہ جب خود کو دیکھتا ہے تو صرف نورِ حق دیکھتا ہے۔

۲۔ پہلے وہ (انسانِ کامل) خود کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات میں فنا کرتا ہے۔ پھر ایک نئی دنیا وجود میں لاتا ہے۔ یعنی پھر وہ جو کچھ کرتا ہے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے طریق کے مطابق کرتا ہے اور پھر وہ جو کچھ وجود میں لاتا ہے وہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دنیا بن جاتی ہے۔

موجودہ پستی کے دور میں انسانِ کامل کے ظاہر نہ ہونے کی وجوہات

ذیل کے اشعار میں آپؒ فرمارہے ہیں کہ امتِ مسلمہ صدیوں سے بانجھ پن کا شکار ہے۔ اس نے ہر شعبہ کے ماہر پیدا کیے لیکن کوئی مردِ کامل یعنی انسانِ کامل پیدا نہیں کیا۔ مردِ کامل اس لیے ظاہر نہیں ہوا کہ یہ دنیا مادیت، دولت اور ظاہر پرستی کی دنیا ہے۔ مغربی تعلیم مادیت کے حصول پر زور دیتی ہے اور مذہبی راہنما ظاہر پرستی کی پرورش کرتے رہتے ہیں اور امتِ مسلمہ کے گروہ ان دونوں میں سے کسی ایک ہی کی تلاش میں رہتے ہیں۔ روحانیت، باطن یا فقر کی تلاش اور جستجو ختم ہو چکی ہے چونکہ یہ انسانِ کامل کے پاس ہیں اور اب اس کی تلاش کرنے والے نہیں رہے۔ آپؒ اسی زوال پر نوحہ کناں ہیں۔

۱۔ ترسم ایں عصرے کہ تو زادی دراں　　در بدن غرق است و کم داند ز جاں

۲۔ چوں بدن از قحط جاں ارزاں شود　　مردِ حق در خویشتن پنہاں شود

۳۔ در نیابد جستجو آں مرد را　　گرچہ بیند روبرو آں مرد را

۴۔ تو مگر ذوقِ طلب از کف مدہ　　گرچہ درکارِ تو افتد صد گرہ

۱۔ مجھے اس زمانے سے، جس میں تو پیدا ہوا ہے، کچھ ڈر لگ رہا ہے، اس لیے کہ وہ بدن (مادیت) میں غرق ہے اور روح سے متعلق بے خبر ہے۔ آج کے لوگ مادیت (ظاہر) میں کھوئے ہوئے ہیں اور روح (باطن) سے ناآشنا ہیں۔

۲۔ جب بدن، روح کے قحط کے باعث سستا ہو جاتا ہے تو مردِ حق (انسانِ کامل) خود میں چھپ جاتا ہے۔ گویا

Marfat.com

(انسانِ کامل) کہیں موجود تو ہوتا ہے لیکن مادیت کے شکار لوگ اسے دیکھنے کی اہلیت سے محروم ہوتے ہیں۔ ۳۔ایسے دور میں تلاش و جستجو بھی اس (انسانِ کامل) کو نہیں پاسکتی، اگرچہ وہ اسے اپنے بالکل سامنے ہی کیوں نہ دیکھ رہے ہوں۔ یعنی مادیت کے دور میں اسے ظاہری طور پر نہیں پہچانا جاسکتا اس کی پہچان کا ذریعہ اس کا عطا کردہ اسمِ اعظم (اسمِ اللہ ذات) ہے۔ ۴۔تاہم تو اس کی طلب کا ذوق ہاتھ سے نہ جانے دے، اگرچہ تیری راہ میں سینکڑوں الجھنیں اور مشکلیں کیوں نہ آئیں۔

فقیر ہونے کے دعاوی

بعض لوگ اپنے آپ کو عوام میں عاجز اور حقیر ظاہر کرنے کے لیے اپنے نام کے ساتھ فقیر کا لفظ لگا لیتے ہیں۔ اصل میں اُن کا مقصد ظاہر اور عوام میں اپنے آپ کو حقیر ظاہر کرنا اور جو لوگ اس لفظ کا مفہوم سمجھتے ہیں اُن میں اپنے آپ کو فقیر (انسانِ کامل) ظاہر کرنا مقصود ہوتا ہے۔ اگر مجمع میں کوئی اُن سے پوچھ لے تو نہایت بھولا سامنہ بنا کر کہتے ہیں بھائی ہم تو فقیر (حقیر) ہیں حالانکہ مقصد ان کا اپنے آپ کو انسانِ کامل کے مرتبہ پر ظاہر کرنا ہوتا ہے۔ حالانکہ مقامِ بقا تو کیا اُن کو فقر کی ہوا تک نہیں لگی ہوتی۔ عوام ایسے لوگوں سے ہوشیار رہیں کیونکہ ''دیتے ہیں دھوکہ یہ بازی گر کھلا''۔

انسانِ کامل (فقیر) کا دشمن

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ فقیر (انسانِ کامل) کے دشمن کے بارے میں فرماتے ہیں:

- فقراء کا دشمن خدا کا دشمن ہے۔ (محبت الاسرار)
- فقیر (انسانِ کامل) کے تین دشمن ہوتے ہیں یہ تینوں ہی دنیا کو دوست رکھتے ہیں۔ ایک منافق دوسرا حاسد اور تیسرا کافر۔ (اسرارِ قادری)
- فقیر (انسانِ کامل) کا دشمن تین حال سے خالی نہیں ہوتا یا تو مردہ دل اور حاسد عالم ہے جس کی زبان زندہ اور دل تصدیق سے بے خبر ہے یا وہ جھوٹا' منافق اور کافر ہے یا اہلِ دنیا ہے جسے بہشت میں بالشت بھر بھی جگہ نہیں ملے گی۔ (عقلِ بیدار)

Marfat.com

❁ جو فقیر کو بے برکت جانتا ہے خود بے برکت رہتا ہے۔ جو فقیر کو بے حکمت سمجھتا ہے خود بے حکمت ہوتا ہے' جو شخص تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات والے عارف فقیر کو جاہل جانتا ہے خواہ وہ ظاہری علم پڑھے بھی تو بھی وہ جاہل ہے۔ (امیر الکونین)

❁ فقراء کا دشمن اللہ تعالیٰ سے بے بہرہ اور شفاعتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے محروم ہوتا ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ جو شخص فقراء فنافی اللہ کا منکر ہے وہ دونوں جہان میں خوار اور پریشان ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

''آئیں کسی انسانِ کامل کی تلاش کریں اور پھر اس کی صحبت میں رہ کر راہِ فقر کا سفر اختیار کریں اور جزو سے کُل کی منزل پر پہنچ جائیں یعنی مقامِ وحدت یا فقر فنافی اللہ بقا باللہ یا وصالِ الٰہی تک رسائی حاصل کریں اور مسافر سے راہنما تک کا یہ سفر کسی انسانِ کامل (مرشد کامل) ہی کی زیرِ نگرانی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اس مقام تک رسائی کے بغیر راہِ فقر کے تمام مقامات و منازل کہانیوں اور قصوں کی مثل ہیں۔''

Marfat.com

باب 10

شانِ سلطان الفقر

انسانِ کامل کے باب میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ ہر دور میں دنیا میں ایک ''انسانِ کامل'' موجود ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کا خلیفہ اور امانتِ الٰہیہ کا حامل ہوتا ہے۔لیکن ان تمام میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک سے لے کر قیامت تک سات ہستیاں ایسی ہیں جو سلطان الفقر کے مرتبہ پر فائز ہیں اور اولیائے کرام میں سب سے ممتاز ہیں اور ان کا قدم تمام اولیاء اللہ غوث وقطب کے سر پر ہے۔اس راز سے سب سے پہلے حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ نے پردہ اٹھایا۔آپؒ اپنی مشہورِ زمانہ تصنیف رسالہ روحی شریف میں ان ارواح کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

بدان کہ چوں نورِ احدی از حجلۂِ تنہائیِ وحدت بر مظاہرِ کثرت ارادہ فرمودُ حُسنِ خود را جلوہ بصفائی گرم بازاری نمود۔ بر شمعٔ جمال پروانۂِ کونین بسوزید ونقابِ میمِ احمدی پوشیدہ صُورتِ احمدی گرفت واز کثرتِ جذبات وارادات، ہفت بار بر خود بجنبید وازاں ہفت ارواحِ فُقراء باصفا' فنا فی اللہ' بقا باللہ' محوِ خیالِ ذات' ہمہ مغزِ بے پوست' پیش از آفرینشِ آدم علیہ السّلام ہفتاد ہزار سال غرقِ بحرِ جمال بر شجرِ مرآۃ الیقین پیدا شُدند۔ بجز ذاتِ حق از ازل تا ابد چیزے ندیدند وماسویٰ اللہ گاہے نشُنیدند' بحریمِ کبریا' دائم بحرالوصالِ لازوال' گاہے جسدِ نُوری پوشیدہ بہ تقدیس وتنزیہہ می کوشیدند وگاہے قطرہ در بحر وگاہے بحر در قطرہ' وردائے فیضِ عطا ''اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَاللّٰہُ'' بر ایشان۔ پس بحیاتِ ابدی وتاجِ عزِ سرمدی ''اَلْفَقْرُ لَایُحْتَاجُ اِلٰی رَبِّہٖ وَلَا اِلٰی غَیْرِہٖ'' معزز ومکرّم از آفرینشِ آدم علیہ السلام وقیامِ قیامت ہیچ آگاہی ندارند وقدمِ ایشاں بر سرِ جملہ اولیاء وغوث وقطب۔

Marfat.com

اگر آنہارا خُداخوانی بجاؤ اگر بندہِ خدا دانی روا۔ عَلِمَ مَنْ عَلِمَ۔ مقام ایشانِ حریم ذاتِ کبریا وازحق ماسویٰ الحق چیزے ناطلبید ندو بدُنیائے دنی ونعیمِ اُخروی، حور وقصورِ بہشت، بکرشمہءِ نظر ندیدند وازاں یک لمعہ کہ موسیٰ علیہ السلام درسراسیمگی رفتہ وطُور درہم شکستہ در ہرلحہ وطرفتہ العین ہفتاد ہزار بار لمعاتِ جذباتِ انوارِ ذات برایشاں وارد ودم نہ زدندو آہے نہ کشیدند وھَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ می گفتندوایشاں سلطان الفقر وسیّد الکونین اند۔ (رسالہ روحی شریف)

ترجمہ: جان لے جب نورِ احدی نے وحدت کے گوشۂ تنہائی سے نکل کر کائنات (کثرت) میں ظہور کا ارادہ فرمایا تو اپنے حسن کی تجلّی کی گرم بازاری سے (تمام عالموں کو) رونق بخشی' اِس کے حسنِ بے مثال اور شمعِ جمال پر دونوں جہان پروانہ وار جل اٹھے اور میم احمدی کا نقاب اوڑھ کر صورتِ احمدی اختیار کی پھر جذبات اور ارادات کی کثرت سے سات بار جنبش فرمائی جس سے سات ارواحِ فقراء باصفا فنافی اللہ بقاباللہ تصورِ ذات میں محو تمام مغزبے پوست حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے ستر ہزار سال پہلے' اللہ تعالیٰ کے جمال کے سمندر میں غرق آئینہ یقین کے شجر پر رونما ہوئیں۔ انہوں نے ازل سے ابد تک ذاتِ حق کے سوا کسی چیز کی طرف نہ دیکھا اور نہ غیرحق کو کبھی سنا۔ وہ حریم کبریا میں ہمیشہ وصال کا ایسا سمندر بن کر رہیں جسے کوئی زوال نہیں' کبھی نوری جسم کے ساتھ تقدیس وتنزیہہ میں کوشاں رہیں اور کبھی قطرہ سمندر میں اور کبھی سمندر قطرہ میں' اور اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ[1] کے فیض کی چادر ان پر ہے۔ پس انہیں ابدی زندگی حاصل ہے اور وہ اَلْفَقْرُ لَایُحْتَاجُ اِلٰی رَبِّهٖ وَلَا اِلٰی غَیْرِهٖ[2] کی جاودانی عزت کے تاج سے معزز ومکرم ہیں۔ انہیں حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش اور قیامِ قیامت کی کچھ خبر نہیں۔ ان کا قدم تمام اولیاء اللہ غوث وقطب کے سر پر ہے۔ اگر انہیں خدا کہا جائے تو بجا ہے اور اگر بندۂ خدا کہا جائے تو بھی روا ہے۔ اس راز کو جس نے جانا اس نے ان کو پہچانا۔ اُن کا مقام حریم ذاتِ کبریا ہے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے سوائے اللہ تعالیٰ کے کچھ نہ مانگا' حقیر دنیا اور آخرت کی نعمتوں' حور وقصور اور بہشت کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا اور جس ایک تجلّی سے حضرت موسیٰ علیہ السلام سراسیمہ ہو گئے اور کوہِ طور پھٹ گیا تھا ہرلحہ' ہرپل جذباتِ انوارِ ذات کی ویسی تجلیات ستر ہزار بار ان پر وارد ہوتی ہیں لیکن وہ نہ دم مارتے ہیں اور نہ آہیں بھرتے ہیں بلکہ مزید تجلیات کا تقاضا کرتے رہتے ہیں۔ وہ سلطان الفقر اور سیّد الکونین ہیں۔

یہ مبارک ارواح سات ہیں اِن کے ناموں کا انکشاف کرتے ہوئے حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

---

[1] جہاں فقر کی تکمیل ہوتی ہے وہیں اللہ ہے۔ [2] وہ نہ تو اپنے رب کے محتاج ہیں نہ ہی اس کے غیر کے۔

Marfat.com

❁ یکے روحِ خاتونِ قیامت (رضی اللہ عنہا)، یکے روحِ خواجہ حسن بصری (رضی اللہ عنہٗ)، یکے روحِ شیخ ما حقیقت الحق، نورِ مطلق، مشہود علی الحق، حضرت سیّد محی الدین عبدالقادر جیلانی محبوبِ سبحانی (رضی اللہ عنہٗ) و یکے روحِ سلطانِ انوار سرُّ السرمد حضرت پیر عبدالرزاق فرزند حضرت پیر دستگیر (قدس سرّہٗ العزیز) و یکے روحِ چشمہ ءِ چشمانِ ھاھُویت، سرِّ اسرارِ ذاتِ یاھُو فنافی ھُو فقیر باھُو (قدس اللہ سرّہٗ) و دو روحِ دیگر اولیاء۔ بحرمتِ یمنِ ایشاں قیام دارین۔ تا آنکہ آں دو روح از آشیانہءِ وحدت بر مظاہر کثرت نخواہند پرید، قیامِ قیامت نخواہد شد۔ سراسر نظرِ ایشاں نورِ وحدت و کیمیائے عزت بہر کس پرتوءِ عنقائے ایشاں اُفتاد، نورِ مُطلق ساختند، احتیاجے بریاضت و ورد اورادِ ظاہری طالبان رانہ پرداختند۔ (رسالہ روحی شریف)

ترجمہ: ان میں ایک خاتونِ قیامت (فاطمۃ الزہرا) رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روح مبارک ہے۔ ایک حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی روح مبارک ہے۔ ایک ہمارے شیخ 'حقیقتِ حق' نورِ مطلق' مشہود علی الحق حضرت سیّد محی الدین عبدالقادر جیلانی محبوبِ سبحانی قدس سرہٗ العزیز کی روح مبارک ہے۔ اور ایک سلطان انوار سرّ السرمد حضرت پیر عبدالرزاق فرزندِ حضرت پیر دستگیر (قدس سرہٗ العزیز) کی روح مبارک ہے۔ ایک ھاھُویت کی آنکھوں کا چشمہ سرّ اسرارِ ذاتِ یاھُو فنافی ھُو فقیر باھُو (قدس سرّہٗ العزیز) کی روح مبارک ہے۔ اور دو ارواح دیگر اولیاء کی ہیں۔ اِن ارواح مقدسہ کی برکت و حرمت سے ہی دونوں جہان قائم ہیں۔ جب تک یہ دونوں ارواح وحدت کے آشیانہ سے نکل کر عالمِ کثرت میں نہیں آئیں گی قیامت قائم نہیں ہوگی۔ ان کی نظر سراسر نورِ وحدت اور کیمیائے عزت ہے۔ جس طالب پر ان کی نگاہ پڑ جاتی ہے وہ مشاہدۂ ذاتِ حق تعالیٰ ایسے کرنے لگتا ہے گویا اس کا سارا وجود مطلق نور بن گیا ہو۔ انہیں طالبوں کو ظاہری ورد و ظائف اور چلہ کشی کی مشقت میں ڈالنے کی حاجت نہیں ہے۔

حقیقتِ سلطان الفقر

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ سلطان الفقر کی حقیقت کے بارے میں فرماتے ہیں:

❁ جنابِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے معراج کی رات حق تعالیٰ کے حضور میں سلطان الفقر سے ملاقات کی اور اس سے بغلگیر ہو کر سر سے پاؤں تک روبرو ہو کر فقر سے لپٹ گئے تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وجود فقر میں بدل گیا۔ (جامع الاسرار)

Marfat.com

❁ جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم معراج پر تشریف لے گئے تو پہلے براق پر سوار ہوئے اور پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دونوں جہان اور اٹھارہ ہزار قسم کی مخلوق کو ہر طرح سے آراستہ و پیراستہ کر کے دکھایا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آنکھ اٹھا کر بھی ان کی طرف نہ دیکھا'' ارشادِ باری تعالیٰ ہے مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی {ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آنکھ (دیدارِ الٰہی سے) نہ پھری اور نہ ہی (مقررہ) حد سے بڑھی}۔ یہ حالت ہر اعلیٰ اور ادنیٰ مقامات پر رہی اسی لیے حق تعالیٰ کے حضور قاب قوسین کے مقام پر پہنچے اور دو کے مابین پیاز کے چھلکے کا سا پردہ رہ گیا۔ جب حبیب عین بعین ہوئے تو آواز آئی ''اے میرے حبیب (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) جب میں نے دونوں جہان تجھ پر قربان کر دیئے اور دونوں جہان اور اٹھارہ ہزار عالم کا نظارہ آپ کو کرا دیا تو ان میں کیا چیز آپ کو پسند آئی جو آپ کو عطا کی جائے۔'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے عرض کی! ''اللہ تعالیٰ مجھے فقر عطا کیا جائے کیونکہ فقر کے برابر کسی کو قربِ الٰہی اور فنا فی اللہ حاصل نہیں ہے اور ایسا قرب کسی اور چیز سے حاصل نہیں ہوتا۔'' یہی فقر ''سلطان الفقر'' ہے جو شخص ظاہر و باطن میں اس فقر کو دیکھتا ہے وہ صاحبِ اختیار ہو جاتا ہے اور مرتبہ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس پر غالب آجاتا ہے۔ (جامع الاسرار)

❁ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)! میں نے سلطان الفقر کا مرتبہ آپ کو عطا کیا ہے اور آپ کے فقرا کو بھی اور آپ کے اہلِ بیت کو بھی اور آپ کے متقی اور صالح امتیوں کو بھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے عرض کیا کہ ہزار ہزار شکر ہے۔ (جامع الاسرار)

سلطان الفقر کی عظمت

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ سلطان الفقر کی عظمت اور شان بیان کرتے ہوئے اپنی فارسی تصانیف میں فرماتے ہیں:

❁ سلطان الفقر کا نور آفتاب سے زیادہ روشن اور اس کی خوشبو کستوری و گلاب و عنبر و عطر کی خوشبو سے زیادہ فرحت بخش ہے۔ جو شخص دورانِ خواب سلطان الفقر کی زیارت کر لیتا ہے وہ ہر چیز سے بے نیاز ہو جاتا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس خوش نصیب کو باطن میں دستِ بیعت کر کے تلقین فرماتے ہیں میرا یہ قول میرے حال کے عین مطابق ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ ہزاروں میں سے کوئی ایک طالب ہوتا ہے جو سلطان الفقر کی لازوال معرفت حاصل کرتا ہے اور جسے عین جمال کا وصال حاصل ہوتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ بہت سے ایسے ہیں جنہوں نے صرف فقر کا لباس

Marfat.com

پہنا ہوا ہے۔ ہزار میں سے کوئی ایک ہوگا جو فقر کا انتہائی مقام حاصل کرتا ہوگا۔ فقر ایک نور ہے جس کا نام ''سلطان الفقر'' ہے۔ جسے یہ حاصل ہے اسے اللہ تعالیٰ کی حضوری حاصل رہتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا منظورِ نظر ہوتا ہے۔ (امیر لکونین)

❁ حضرت خضر علیہ السلام کی مجلس اُسے نصیب ہوتی ہے جس کی باطنی خضر سے ملاقات ہو جائے باطنی خضر ''سلطان الفقر'' کو کہتے ہیں۔ جس کی ملاقات باطنی خضر سے ہو جائے اُسے علمِ ظاہری بھول جاتا ہے کیونکہ اس کے باطن کو علمِ باطن، نورِ معرفت اور توحیدِ الٰہی کی تجلیات اس قدر معمور کر دیتی ہیں کہ وہ ہر وقت قرب و وصال کی حضوری میں غرق رہتا ہے۔ (محک الفقر کلاں)

❁ فقر کے مراتب سے وہی شخص واقف ہوتا ہے جو فقر تک پہنچا ہو اور جس نے فقر کی لذت چکھی ہو اور فقر اختیار کیا ہو اور ''سلطان الفقر'' کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہو۔ (اسرارِ قادری)

❁ پس اس دیو سلمانی و بادشاہ شیطانی ''نفس'' کو زندانِ فنا فی اللہ میں قید کرنا اس کے گلے میں تفسیر، قرآن و حدیث و معرفتِ الٰہی اور روشن ضمیری کی زنجیر ڈال کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے قید کرنا ''سلطان الفقر'' کا کام ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ جو شخص چاہتا ہے کہ مجھے دریائے وحدتِ الٰہی تک رسائی اور مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دائمی حضوری حاصل رہے اور سلطان الفقر (سلطان الفقر نورِ حق کی ایک فنا فی اللہ صورت ہے جسے اللہ تعالیٰ کا دائمی قرب و وصال اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دائمی حضوری حاصل ہوتی ہے) کے ساتھ مجلس و ملاقات نصیب رہے تو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ کم و بیش تیس کروڑ تیس لاکھ بال آدمی کے جسم میں موجود ہیں اور ہر بال میں شیطان کا ایک گھر، ہوائے نفس کا قلعہ اور حواسِ نفس کی جڑ ہوتی ہے۔ جو شخص اپنے دل سے دنیا کی محبت کو نہیں نکال دیتا وہ نہ تو قرب پا سکتا ہے اور نہ حضوری۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ اسی طرح آپ دو اور مقامات پر طالبِ صادق کے متعلق فرماتے ہیں ''جو طالب راہِ فقر پر چلتے ہوئے مقاماتِ ترک و توکل، تسلیم و رضا، تجرید و تفرید، فنا و بقا اور توحید کا مشاہدہ کرتا ہے تو اسے خواب میں انبیاء و اولیاء اور سلطان الفقر کی مجلس کی حضوری اور ملاقات نصیب ہوتی ہے۔'' (کلید التوحید کلاں)

❁ فنا فی اللہ فقر کا انتہائی مقام ہے جو نہ تو عقل اور چالاکی سے ہاتھ آتا ہے اور نہ ذکر، فکر اور مراقبہ سے مگر مرشدِ کامل چاہے تو طالب کو کبھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں، کبھی مقامِ فنا فی اللہ کی حضوری میں اور کبھی ''سلطان الفقر'' فنا فی اللہ کی صحبت میں لے جاتا ہے۔ جس شخص کے لیے یہ تینوں مراتب ایک

Marfat.com

ہو جائیں وہ فقر کی تمامیت کو پہنچ جاتا ہے۔ (عقلِ بیدار)

❁ جب طالب مراتبِ رضا وقضا سے آگے بڑھ کر وحدتِ کبریا ولقائے خدا کی طرف متوجہ ہوتا ہے قُربِ اللہ حضور سے ایک صورتِ نور ظاہر ہوتی ہے جو حورانِ بہشت سے زیادہ حسین، انوارِ الٰہی سے منور اور مشاہدہ انوارِ دیدار اور معرفت ومحبت میں سوختہ ہوتی ہے اس کا نام ''سلطان الفقر'' ہے۔ یہ صورت عاشقِ ہوشیار سے بغل گیر ہو کر ملتی ہے جس سے طالبِ اللہ سر سے قدم تک لایحتاج ہو جاتا ہے اور اس کے وجود سے دنیا وعقبیٰ کا کوئی غم باقی نہیں رہتا۔ (نور الہدیٰ کلاں)

❁ آدمی اس وقت تک مراتبِ فقر تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ باطن میں سرِّ الٰہی کی صورتِ خاص ''سلطان الفقر'' اُسے اپنے ساتھ بغل گیر کر کے زیارت اور تعلیم وتلقین سے مشرف نہیں کر لیتی۔ چاہے کوئی ریاضت کے پتھر سے سر ہی کیوں نہ پھوڑتا پھرے جب تک ''سلطان الفقر'' کی طرف سے اشارہ نہیں ہوگا وہ فقر کی خوشبو تک بھی نہیں پہنچ سکے گا کہ ''سلطان الفقر'' کی وہ باطنی صورت ہر وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں حاضر رہتی ہے۔ (محک الفقر کلاں)

❁ سلطان الفقر کی مجلس توحیدِ باری تعالیٰ کا ایک دریا ہے جو کوئی اس دریا کے کنارے پر پہنچ جاتا ہے وہ باوصال ہو جاتا ہے۔ (محکم الفقراء)

❁ (معراج کی رات جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام) سدرۃ المنتہیٰ کے مقام پر پہنچے تو وہاں صورتِ فقر کا مشاہدہ کیا اور مراتبِ ''سلطان الفقر'' کی لذت سے لطف اندوز ہوئے، فقر نورِ الٰہی سے باطن کو معمور فرمایا اور قابَ وقوسین کے مقام پر اللہ تعالیٰ کے قرب ووصال سے مشرف ہو کر ذاتِ حق تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے۔ (محک الفقر کلاں)

❁ فقیرِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم استقامت ومضبوطی سے فقر فنا فی اللہ میں قدم رکھتا ہے کہ اس کے سر پر فقر کا نام ہے اور فقر کے سر پر اللہ کا نام ہے یعنی فقراء اسمِ اَللّٰہُ سے فقیر بنتے ہیں اور اسمِ اَللّٰہُ ہی سے شہباز بنتے ہیں۔ راہِ فقر میں اگر کوئی ثابت قدم رہتا ہے تو وہ صاحبِ رازِ حقیقی بن جاتا ہے اگر کوئی فقر اور اسمِ اَللّٰہُ سے برگشتہ ہو جاتا ہے اور ہمت واستقامت کو چھوڑ کر دنیا واہلِ دنیا کی طرف مراجعت کرتا ہے (لوٹ جاتا ہے) تو وہ مرتبہ شہبازی فقر وراز سے منہ موڑتا ہے وہ گویا چیل ہے جس کی نظر مردار پر اٹکی ہوئی ہے اس لیے وہ دونوں جہان میں ذلیل و خوار ہے اس کا دل دنیا سے سیر نہیں ہوتا۔ اُس کی آنکھوں میں دنیا کی بھوک بھری رہتی ہے وہ فقرِ حقیقی اور ''سلطان الفقر تحقیقی'' (سلطان الفقر کی حقیقت) تک نہیں پہنچ سکتا وہ طالبِ دنیا بلکہ زندیق ہے۔ (محک الفقر کلاں)

Marfat.com

❁ جاننا چاہیے کہ سلطان الفقر کی ابتدا غیر مخلوق نورِ ایمان ہے اور اس کی انتہا غیر مخلوق نورِ ذاتِ رحمٰن ہے۔ (قربِ دیدار)

❁ جو آدمی باطن میں سلطان الفقر کے چہرے کی زیارت کر لیتا ہے وہ لا یحتاج ہو کر صاحبِ لفظ ہو جاتا ہے۔ (محک الفقر کلاں)

❁ جاننا چاہیے کہ معرفتِ فقر کے مختلف مراتب کے لیے انبیاء، صحابہ اور اولیاء اللہ میں سے ہر ایک نے اللہ تعالیٰ سے التجا کی لیکن ماسویٰ حضرت احمدِ مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کوئی بھی فقر کی تمامیت کو نہیں پہنچا اور کسی نے سلطان الفقر کی انتہا پر قدم نہیں رکھا مگر حکمِ الٰہی اور بہ اجازت سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم شاہ محی الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقر کے ابتدائی اور انتہائی مراتب اور سلطان الفقر کو عمل، قبض اور اپنے تصرف میں لائے۔ (توفیق الہدایت)

ایک غلط فہمی کا ازالہ

اس سلسلہ میں سب سے بڑا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ رسالہ روحی شریف میں دنیا کے تمام اولیاء کرام میں سے صرف سات اولیائے کرام کو سلطان الفقر اور سید الکونین کے جلیل القدر لقب سے یاد کیا گیا ہے اور ان میں صحابہ کرام، آئمہ و مجتہدین اور دیگر اولیائے مقربین میں سے کسی کو بھی شامل نہیں کیا گیا۔

پہلے اس مسئلہ کو منطق اور دلائل سے سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ جیسا کہ ظاہر میں مختلف فنون اور کمالات ہیں، ایک ہنر اور کمال دوسرے ہنر اور کمال سے کوئی لگاؤ نہیں رکھتا۔ مثلاً کوئی معاشیات اور اکاؤنٹنگ میں ماہر ہے تو کوئی فزکس کیمسٹری، بیالوجی اور باٹنی میں ید طولیٰ رکھتا ہے۔ کسی کو کرکٹ اور کسی کو ہاکی میں کمال حاصل ہے تو کوئی صحافت، خوش نویسی اور دوسرے شعبوں میں ماہر ہے۔ یعنی ہر فن میں خاص صاحبِ کمال انسان ہوتے ہیں اور ہر انسان کے لئے ایک خاص فن ہوتا ہے۔ سو مختلف فنون میں ماہر لوگوں کی آپس میں نہ تو کوئی نسبت قائم کی جا سکتی ہے اور نہ ہی مقابلہ۔ مثلاً یہ نہیں کہا جا سکتا کہ فلاں ڈاکٹر اور کھلاڑی میں کون بہتر ہے۔

اسی طرح باطنی دنیا کے مراتب، کمالات اور فنون کے مختلف شعبے اور قسمیں ہیں یعنی بعض اولیاء صدق میں، بعض عدل و محاسبہ نفس میں، بعض حیا میں، بعض زُہد میں، بعض ترک میں، بعض ریاضت میں، بعض صبر میں، بعض شکر میں، بعض جود و سخا میں مشہورِ زمانہ ہوئے ہیں۔ چنانچہ اس طرح انبیاء علیہم السلام میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام زاہد البشر اور حضرت داؤد علیہ السلام عبد البشر اور حضرت ایوب علیہ السلام اصبر البشر ہوئے یعنی ہر نبی کسی خاص باطنی صفت اور مرتبہ میں صاحبِ کمال ہوا ہے۔

Marfat.com

''اسی طرح ''فقر'' ایک خاص باطنی مرتبہ اور کمال ہے اس کے مقابلہ میں باطن میں نہ کوئی کمال ہے اور نہ مرتبہ اور یہ خزانہ تمام انبیائے کرام میں سے بدرجہ اُتم ہمارے آقائے نامدار حضرت محمد مصطفی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا (جس کا بیان حقیقتِ سلطان الفقر کے عنوان میں گزر چکا ہے) جس میں نہ کوئی نبی اور نہ کوئی رسول آپ کے ہمسر اور برابر ہو سکتا ہے اور اسی پر آپ ﷺ نے فخر فرمایا ہے اور فقر کی بدولت آپ ﷺ تمام انبیاء اور مرسلین کے درمیان سر بلند اور ممتاز ہیں۔ مقامِ غور بات یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام ظاہری اور باطنی کمالات کے جامع ہیں لیکن آپ ﷺ نے کسی کمال پر فخر نہیں فرمایا یعنی نہ شجاعت پر، نہ سخاوت پر، نہ تقویٰ وصبر پر نہ ترک وتوکّل پر اور نہ فصاحت وبلاغت پر لیکن آپ نے ''فقر'' پر فخر کا اظہار فرمایا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ فقر ہی آپ ﷺ کا اصل ترکہ اور ورثہ ہے۔ غرض باطن میں صدق ووفا' عدل ومحاسبہ نفس' حیا' صحابیت' امامت' شہادت' فقہ' اجتہاد' ولایت' غوثیت' قطبیت' صدیقیت' تقویٰ' زہد' صبر' شکر' تسلیم' رضا' خوف' رجا' جود وکرم علم' شجاعت اور شفقت وغیرہ کے بے شمار الگ الگ منصب اور مراتب ہیں لیکن فقر ان سب سے اعلیٰ اور افضل مرتبہ ہے۔

اب آتے ہیں اعتراضات کی طرف۔ اس عاجز کو اپنی زندگی میں کچھ بے بصیرت لوگوں سے ''مرتبہ سلطان الفقر'' پر جن اعتراضات کا سامنا کرنا پڑا وہ مندرجہ ذیل ہیں:

(1) اِن سات ہستیوں میں بابِ فقر' امام الفقر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم جو سلاسل قادری' چشتی اور سہروردی کے امام ہیں اور یہ سلاسل اِن ہی کے وسیلہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہنچتے ہیں' کا نام شامل نہیں ہے۔ کیا اُن کو وراثتِ فقر منتقل نہیں ہوئی؟

(2) کیا حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یارِ غار' امامِ صدیقین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ جن سے سلسلہ نقشبندیہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہنچتا ہے' کو فقر منتقل نہیں ہوا؟

(3) کیا دیگر دو خلفاء راشدین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو فقر منتقل نہیں ہوا؟

(4) کیا امامینِ پاک حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ورثہ فقر نہیں ملا؟

(5) کیا صحابہ کرام جو تمام امت کا سب سے اعلیٰ ترین طبقہ ہے' کو فقر نہیں ملا؟

(6) کیا تمام مجتہدین اور امت میں دوسرے اولیاء کرام کو فقر نہیں ملا؟

Marfat.com

فقر اور شیخین رضی اللہ عنہم

ان تمام اعتراضات کا جواب سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ خود اپنی تصانیف میں فرما چکے ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''پیر چار ہیں''۔

صدق صدیقؓ و عدل عمرؓ پُر حیا عثمانؓ بود　　　　گوئے فقرش از محمد شاہِ مرداں می ربود

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے صدق، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے عدل، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے حیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فقر پایا۔ (عین الفقر، محک الفقر کلاں)

❁ چار پیروں کو شناخت کر لو کہ اوّل صدیقوں کے پیر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ، دوم عادلوں کے پیر حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہٗ، تیسرے اہلِ حیا کے پیر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہٗ اور فقراء کے پیر حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں۔ (جامع الاسرار)

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ اس عبارت میں فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وراثت اور متاع یعنی فقر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو منتقل ہوئی۔ آپ بابِ فقر اور ورثہ فقر کو منتقل کرنے والے ہیں اس لیے یہ اعتراض قابلِ توجہ نہیں ہے۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو صدق حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو عدل اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو حیا کے مراتب نصیب ہوئے۔ پھر آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں طالبِ مولیٰ کو صدق میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی طرح، عدل میں (محاسبہ نفس میں) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی طرح اور شرم و حیا میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اور فقر میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی طرح ہونا چاہیے یہ چاروں مراتب یکساں نہ ہوں تو فقر کا کامل مرتبہ حاصل نہیں ہوتا۔

سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ''چار پیر'' فرمایا ہے کیونکہ چاروں کی ''توجہ'' سے باطن میں فقر کی تکمیل ہوتی ہے لیکن ''بابِ فقر'' حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہی ہیں۔ سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کے بیعت کے واقعہ سے اس بات کی تصدیق ہو جائے گی کہ ان ''چار پیر'' کی ''توجہ'' سے کیا مراد ہے۔

''ایک روز کا ذکر ہے کہ آپؒ (سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُوؒ) شورکوٹ میں اس کے گردو

Marfat.com

نواح میں کھڑے تھے کہ اچانک ایک صاحبِ نور، صاحبِ حشمت اور بارعب گھڑ سوار نمودار ہوا جس نے آپؒ کا ہاتھ پکڑ کر آپؒ کو پیچھے بٹھالیا۔ آپؒ ڈرے، کانپے اور پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ پہلے ''توجہ'' کی اور بعدازاں فرمایا کہ میں علی ابنِ طالبؓ ہوں۔ پھر آپؒ نے عرض کی کہ مجھے کہاں لے جارہے ہو؟ فرمایا حسبِ الارشاد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حضور پرنور میں لیے جاتا ہوں۔ اسی وقت لے جاکر مجلسِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) میں حاضر کر دیا اس وقت حضرت صدیق اکبر، حضرت امیر عمر بن خطاب اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی مجلسِ اہلِ بیت میں حاضر تھے۔ آپؒ کو دیکھتے ہی پہلے پہل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے مجلسِ منوّر سے اٹھ کر آپؒ سے ملاقات کی اور ''توجہ'' فرما کر مجلس سے رخصت ہوئے۔ بعدازاں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ، حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ، باری باری اٹھے اور ''توجہ'' اور ملاقات کے بعد مجلس شریف سے رخصت ہوگئے تو مجلس شریف میں صرف اہلِ بیت علیہم الصلوٰۃ والسلام رہ گئے۔ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے چہرہ مبارک سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میری بیعت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سپرد فرمائیں گے لیکن بظاہر خاموش تھے، چونکہ امیر المومنین اسد اللہ الغالب حضرت علی مرتضیٰ ابنِ ابی طالب کرم اللہ وجہہ میرے پہلے وسیلہ اور اکمل ہادی تھے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے دونوں دستِ مبارک میری طرف بڑھا کر فرمایا ''میرے ہاتھ پکڑو'' اور مجھے دونوں ہاتھوں سے بیعت اور تلقین فرمایا۔ مجھے جب آنحضرت ﷺ نے ایک مرتبہ کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ تلقین فرمایا تو درجات اور مقامات کا کوئی حجاب نہ رہا۔ چنانچہ اوّل وآخر یکساں ہوگیا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے تلقین سے مشرف ہوا تو خاتونِ جنت سیّدۃ النساء فاطمۃ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھے فرمایا ''تو میرا فرزند ہے'' میں نے امامین پاک حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے قدم مبارک چومے اور اپنے گلے میں غلامی کا حلقہ پہنا۔ (مناقب سلطانی)

اس عاجز کے خیال میں سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کی اس عبارت سے یہ اعتراض کہ جناب شیخین کا ذکر مرتبہ سلطان الفقر میں نہیں ہے، دور ہو جانا چاہیے اور چاروں پیروں کی ''توجہ'' کی بات بھی سمجھ میں آجانی چاہیے کہ ان ''چار پیروں'' کی ''توجہ'' کے بغیر فقر کامل نہیں ہوتا۔

Marfat.com

فقر اور اہلِ بیت رضی اللہ عنہم

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ سے وصل اور وصال کے دو طریقے اور راستے ہیں۔ ایک نبوت کا طریقہ اور راستہ ہے اس طریق سے اصلی طور پر واصل اور موصل محض انبیاء علیہم السلام ہیں اور یہ سلسلہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ گرامی پر ختم ہوا۔ دوسرا طریقہ ولایت کا ہے اس طریق والے واسطے (وسیلہ) کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے واصل اور موصل ہوتے ہیں۔ یہ گروہ اقطاب، اوتاد، ابدال، نجباء وغیرہ اور عام اولیاء پر مشتمل ہے اور اس طریقے کا راستہ اور وسیلہ حضرت سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ کی ذاتِ گرامی ہے اور یہ منصبِ عالی آپ رضی اللہ عنہٗ کی ذاتِ گرامی سے متعلق ہے۔ اس مقام میں خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا قدم مبارک حضرت امیر کرم اللہ وجہہ کے سر پر ہے اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہم اس مقام پر سیّدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ شامل اور مشترک ہیں۔ [1]

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ اس حقیقت کو یوں بیان فرماتے ہیں:

- حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فقر پایا۔ (عین الفقر، محک الفقر کلاں)
- آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فقر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو عطا فرمایا۔ (جامع الاسرار)
- فقراء کے پیر حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں۔ (جامع الاسرار)

حدیث پاک اَنَامَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا کا اہلِ علم اس طرح ترجمہ کرتے ہیں ''میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ'' لیکن سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ اس حدیث کو اس مفہوم میں بیان فرماتے ہیں کہ میں فقر کا شہر (مرکز) ہوں اور علی اس کا دروازہ (باب)۔ اس لیے فقراء حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو ''بابِ فقر'' کے لقب سے بھی یاد کرتے ہیں۔

سیّدہ کائنات حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے بارے میں تو پہلے ہی بیان ہو چکا ہے کہ وہ سلطان الفقر ہیں۔ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ جامع الاسرار میں فرماتے ہیں:

- حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا فقر کی پلی ہوئی تھیں اور انہیں فقر حاصل تھا جو شخص فقر تک پہنچتا ہے ان ہی کے وسیلہ سے پہنچتا ہے۔

حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کے بارے میں سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

---

[1] مکتوباتِ امام ربانی، مکتوب 123 بنام نور محمد تہاری

Marfat.com

❁ اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ (فقر) میں کمال امامین پاک حضرت امام حسن رضی اللہ عنہٗ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہٗ کو نصیب ہوا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خاتونِ جنت حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں۔ (محک الفقر کلاں)

مندرجہ بالا عبارت سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ فقر کے کمال فنا فی اللہ بقا باللہ کے مقام اور مرتبہ پر یہ چاروں ہستیاں یکتا اور متحد ہیں اور ان میں کوئی فرق نہیں ہے جب تک ان چاروں ہستیوں کے مقام اور مرتبہ کے بارے میں طالبِ مولیٰ بھی یکتا نہیں ہو جاتا فقر کی خوشبو تک کو نہیں پا سکتا۔

فقر اور صحابہ رضی اللہ عنہم

❁ کیا تمام اصحابِ کبار رضی اللہ عنہم کو فقر کی نعمت ملی؟ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''یاد رہے ''اصحابِ پاک رضی اللہ عنہم کے بعد'' (لفظ ''اصحابِ پاک کے بعد'' پر غور فرمائیں اس کا مطلب ہے اصحابِ پاکؓ کو فقر کی نعمت ملی) فقر کی نعمت و دولت دو حضرات نے پائی ایک غوثِ اعظم محی الدین حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ اور دوسرے حضرت امام ابوحنیفہ کوفی رحمتہ اللہ علیہ جو ایک تارکِ دنیا صوفی تھے آپ رحمتہ اللہ علیہ نے ستر سال تک نہ کوئی نماز قضا کی نہ روزہ۔ اور ایسا ہی کمال (الفقر فخری میں) صالحہ و ساجدہ ولیہ حضرت بی بی رابعہ بصری رحمتہ اللہ علیہا کو نصیب ہوا۔ (محک الفقر کلاں)

مندرجہ بالا عبارت سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ اصحابِ پاک رضی اللہ عنہم نے مراتب بہ مراتب فقر کی نعمت پائی اور اس کے بعد غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ، حضرت امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت رابعہ بصری رحمتہ اللہ علیہا کو یہ نعمت نصیب ہوئی۔ اور یہ اعتراض کہ اصحاب پاک اور اس کے بعد کسی ولی یا مجتہد کو فقر ملا یا نہیں، سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کی اس تحریر سے دور ہو جاتا ہے لیکن پھر بھی ایک اور تحریر حاضر ہے۔

❁ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کا جو عقیدہ ہے اُسے آپ رحمتہ اللہ علیہ نے کلید التوحید کلاں میں بیان فرمایا ہے آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''جان لے مندرجہ ذیل مراتب تک کوئی نہیں پہنچ سکتا اگر کوئی اِن مراتب تک پہنچنے کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ کاذب و ساحر و صاحبِ استدراج مرشد ہے وہ خاص الخاص چھ مراتب یہ ہیں:

(1) یہ کہ آیاتِ قرآنِ مجید حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سوا کسی اور پر نازل نہیں ہوئیں۔

Marfat.com

(2) یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتم النبیین ہیں اُن کے بعد کسی اور پر وحی نازل نہیں ہو سکتی۔

(3) یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوا اور کوئی شخص معرفتِ الٰہیہ کے انتہائی مراتب تک نہیں پہنچ سکتا۔

(4) یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوا کوئی اور شخص مراتبِ قاب قوسین پر پہنچ کر چشمِ ظاہر سے معراج نہیں کر سکتا۔

(5) یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب پاک کے سوا کوئی اور شخص اصحابِ صفہ، اصحابِ بدر، اصحابِ کبار اور جملہ صحابہ کرام کے مراتب تک نہیں پہنچ سکتا۔

(6) یہ کہ علمِ روایت کے چار اجتہادی مذاہب کے مجتہد امامین (حضرت امام ابو حنیفہؒ، حضرت امام شافعیؒ، حضرت امام مالکؒ، حضرت امام احمد بن حنبلؒ) کے مرتبہ اجتہاد پر سوائے اُن چاروں اماموں کے اور کوئی نہیں پہنچ سکتا اور یہ کہ چاروں اجتہادی مذاہب برحق ہیں۔

مندرجہ بالا چھ مراتب جو سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ نے بیان فرمائے ہیں ان پر کسی تبصرہ کی ضرورت نہیں ہے۔ ایک ایک مرتبہ صاف اور واضح طور پر بیان کیا گیا ہے اور خاص کر اصحاب پاک کے مرتبہ کی جو وضاحت آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمائی ہے اس کے بعد تو کسی قسم کے اعتراض کی گنجائش ہی باقی نہیں رہتی۔

معترضین کے مرتبہ سلطان الفقر پر چھ اعتراضات جو اس عاجز نے درج فرمائے تھے اُن اعتراضات کو سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کی تصانیف سے ہی دور کر دیا گیا ہے۔

بناتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی فضیلت فقر کی وجہ سے ہے آپ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اصل وراثت فقرِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاصل کی اسی وراثت کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہا کی اولاد آلِ نبی ہوئی اس لیے آپ رضی اللہ عنہا پہلی سلطان الفقر ہوئیں تاکہ دنیا کو آپؓ کی فضیلت معلوم ہو سکے ورنہ آپؓ نے تلقین و ارشاد کا فریضہ تو سر انجام ہی نہیں دیا۔ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تو ہیں ہی بابِ فقر کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ورثۂ فقر امت کو آپ کرم اللہ وجہہ کے وسیلہ سے منتقل ہوا۔ دوسرے سلطان الفقر حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہٗ جن کو ورثۂ فقر حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منتقل ہوا، اس حقانیت کو ثابت کرتا ہے کہ ورثۂ فقر موروثی نہیں ہے ورنہ امامینِ پاک حسنین کریمین رضی اللہ عنہم فقر کے کمال پر ہیں اور سلطان الفقر دوم حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہٗ اور سلطان الفقر پنجم سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ امامین پاک کی غلامی پر فخر محسوس کرتے ہیں۔

المختصر فقر کی یہ نعمتِ عظمیٰ معراج کی رات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل

Marfat.com

آپ ﷺ کی امت میں یہ مرتبہ عالی جناب خاتونِ جنت سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہراؓ کو عطاء ہوا' اور بابِ فقر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خرقہ فقر پہنایا گیا اور آپ کرم اللہ وجہہ سے ہی فقر امت کو منتقل ہوا۔ پھر حسنین کریمین علیہم السلام اور صحابہ کرامؓ نے فقر پایا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امت میں سے چھ اور ایسی ہستیوں کا انتخاب کیا گیا جن کو بعض پر فضیلت عطا کی گئی اور ان کو فقر میں ایک خاص مرتبہ ''سلطان الفقر'' کا تاج پہنایا گیا۔ ان کی نشانی یہ بیان فرمائی گئی:

''ان کی نظر سراسر نورِ وحدت اور کیمیائے عزت ہے جس طالب پر ان کی نگاہ پڑ جاتی ہے وہ مشاہدہ ذاتِ حق تعالیٰ ایسے کرنے لگتا ہے گویا اس کا سارا وجود مطلق نور بن گیا ہو۔ انہیں طالبوں کو ظاہری ورد و وظائف اور چلہ کشی کی مشقت میں ڈالنے کی حاجت نہیں ہے۔ (رسالہ روحی شریف)

یعنی یہ طالبانِ مولیٰ کو ورد و وظائف' چلہ کشی اور مشقت میں نہیں ڈالتے بلکہ ان کی نظر ہی نور ہے جن پر پڑ جاتی ہے وہ بھی نور بن جاتا ہے۔ اس عاجز کو یہ طویل بحث اس لیے کرنا پڑی کہ عاجز کو ان سوالات سے اکثر واسطہ پڑتا رہا ہے اور لوگوں کے ذہن میں یہ سوالات جنم لیتے رہتے ہیں اور خاص گروہ جن کا تعلق طبقہ ظاہر سے ہے۔ امید ہے اس بحث سے بہت سے شکوک وشبہات رفع ہو گئے ہوں گے۔ لیکن ایک بات ذہن میں رہے کہ ''فقر کے مختارِ کل'' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور فقر ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اصل وراثت ہے اور اہلِ بیتؓ اس وراثت کے وارث اور اس کو منتقل کرنے والے ہیں۔

رسالہ روحی شریف میں حضرت سخی سلطان باھُوؒ نے جن سات سلطان الفقر اور سیّد الکونین کا ذکر فرمایا ہے اِن میں سے پانچ اَرواح کے ناموں کا تو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے انکشاف فرما دیا تھا جو دنیا میں جلوہ گر ہو کر اپنے اپنے زمانہ کے لوگوں کے لئے رحمت اور فیض کا موجب بنے۔ ان پانچ ارواح کے حالاتِ زندگی اور مناقب پر بہت سی کتب اور رسائل تصنیف ہو چکے ہیں اور وہ کسی تعارف کی محتاج نہیں ہیں۔ لیکن مستقبل میں آنے والی دو ارواح کے ناموں کو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے مخفی رکھا تھا۔ ان میں سے ایک روح اور ہستی دنیا میں ظاہر ہو چکی ہے جس کی غلامی اور زیارت کا شرف اس زمانہ کے لوگوں کو حاصل ہوا۔ ان کا نام سلطان الفقر ششم حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ ہے جن کا یہ عاجز غلام اور خادم ہے۔ 14۔ اگست 1947 (27 رمضان المبارک 1366ھ) بروز جمعتہ المبارک کو آپ رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت ہوئی اور 26 دسمبر 2003 (2۔ ذیقعد 1424ھ) بروز جمعتہ المبارک آپ رحمتہ اللہ علیہ نے وصال فرمایا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی اور تعلیمات پر اس عاجز نے ایک کتاب ''مجتبیٰ آخر زمانی'' تحریر کی ہے اس کا مطالعہ فرمائیں۔

Marfat.com

باب 11

توحید

توحید اسلام کا بنیادی رکن ہے اور عام مسلمان کے لیے نہایت سادہ و آسان مگر جب عارفین، فقراء اور صوفیاء نے اس کی تشریح کی کوشش کی تو اس میں بے پناہ گہرائی اور وسعت دکھائی دی۔ عوام کے لیے کلمہ طیبہ جو توحید کا اعلان ہے، نہایت صاف اور سیدھا مسئلہ ہے ان کے لیے توحید یہی ہے ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'' اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ وحدہٗ لاشریک ہے۔ ہر حمد و ثناء اسی کو زیبا ہے وہی خالق و مالک ہے لیکن جب عارفین فقراء یا صوفیا اس کی شرح کرتے ہیں تو اس میں اس قدر باریکیاں اور گہرائیاں ہوتی ہیں کہ علماء کرام کہیں تو عش عش کر اٹھتے ہیں اور کہیں کفر اور زندیق کے فتوے لے کر اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔

''لَآ اِلٰہَ'' نہیں ہے کوئی معبود ''اِلَّا اللّٰہُ'' سوائے اللہ کے۔ یہ نفی بھی ہے اور اثبات بھی۔ یہ بالکل درست ہے کہ وہ ایک ہے لیکن جب وہ ایک ہے تو دوسرے کی نفی کا کیا سوال ہے؟ ایک کے ہوتے ہوئے کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا پھر جب اس کا کوئی ثانی ہے نہ شریک وہ بے مثل و بے مثال ہے تو کسی اور معبود کا تصور ہی بے معنی ہے۔ یہاں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا مطلب ہے کہ اللہ کے سوا کوئی ''موجود'' نہیں۔ جب وہی ''موجود'' ہے تو پھر یہ سب کچھ جو ہم دیکھتے ہیں کیا ہے؟

وحدت الوجود

اسی سلسلے میں اسلامی فکر پر مبنی دو نظریے بہت مقبول ہوئے ایک کو وحدت الوجود یا ہمہ اوست (معرفتِ ذات) کہتے ہیں اسے سب سے پہلے سیّد الشہدا سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہٗ نے اپنی کتاب ''مرآۃ العارفین'' میں

Marfat.com

پیش کیا۔ یہ نظریہ وحدت الوجود پر اوّلین تصنیف ہے جو دراصل سورۃ فاتحہ کی تفسیر ہے جو امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے سوال کے جواب میں امامِ عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے تحریر فرمائی۔ آپؓ نے ہی سب سے پہلے نہ صرف تحریری طور پر نظریہ وحدت الوجود کی شرح کی بلکہ انسانِ کامل کی اصطلاح بھی سب سے پہلے آپ ہی نے وضع کی۔ عارفین باللہ اس بات پر متفق ہیں کہ وحدت الوجود پر جتنی بھی کتب اب تک شائع ہو چکی ہیں وہ سب مرآۃ العارفین ہی کی شرح ہیں۔ پھر حضور غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے مرشد حضرت ابو سعید مبارک مخزومی رحمۃ اللہ علیہ نے مفصّل طور پر اپنی کتاب ''تحفہ مرسلہ شریف'' میں وحدت الوجود اور تنزلاتِ ستہ کو بیان کیا لیکن نظریہ وحدت الوجود کو جن کی تحریروں سے عروج ملا وہ شیخ اکبر محی الدین ابنِ عربی رحمتہ اللہ علیہ ہیں۔ آپؒ نے انسانِ کامل کی اصطلاح بڑے جامع انداز میں وضع کی اور وحدت الوجود کو اپنی کتب میں اتنا کھول کر بیان فرمایا کہ اب اس پر مزید لکھنا تقریباً ناممکن ہو گیا ہے۔

نظریہ وحدت الوجود کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ پہلے حلول اور اتحاد کو سمجھ لیا جائے۔ حلول اور اتحاد میں دو وجود کا ہونا لازمی ہے لیکن وحدت الوجود کی رو سے وجود دراصل ایک ہی ہے اور وہ ہے حق تعالیٰ۔ اس لیے حلول و اتحاد توحید میں محال ہے۔ اور موحد پر حلولی یا اتحادی ہونے کی تہمت لگانا سراسر لغو، جہل اور ظلم ہے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ مرآۃ العارفین میں فرماتے ہیں: اتحاد دو وجود سے حاصل ہوتا ہے اور یہاں وجودِ واحد کے سوا کچھ نہیں اور وہ ہستی مطلق ہے۔ (مرقاۃ السالکین شرح مرآۃ العارفین)

- وحدت الوجود کے بارے میں سیّدنا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں:

''ظاہر کیا حقیقتِ ازل کو حدوث (کثرتِ مخلوق) کے سبب اور حدوث کو قدم (اپنی ذات) سے اور مندرج ترتیب کو بکھیرا اور اُس چیز کو لکھا چُھپی ہوئی کتاب میں ظاہر ہونے والی سیاہی کے ساتھ جو متکلم کے باطن میں پوشیدہ تھی۔ حروف و کلمات سے پورا اور مکمل کیا اور ان دونوں کو اس میں ثابت کیا اور نظم و ضبط سے جوڑا اس تمام و کمال کو جو کتاب میں مفصل ہے' فاتحہ میں رکھا اور جو کچھ فاتحہ میں درج اور پوشیدہ ہے وہ بسم اللہ میں ہے۔ یہ فاتحہ الکتاب جامع ہے واسطے ان تمام مراتبِ عوالم کے جو کتابِ جامع کے بیچ ہے۔ اسی واسطے اس کا نام ام الکتاب رکھا گیا ہے۔ بسم اللہ میں جس کا نام ام الامم ہے۔ سو یہ بھی دو قسم میں تقسیم ہے۔ اس میں سے وہ جس کا تعلق ذات سے ہے وہ ''بسم'' ہے اور دوسری جس کا تعلق صفات سے ہے وہ رحمٰن اور رحیم ہے اور جو ان دونوں کے درمیان ہے (یعنی اسم اَللّٰہُ) سو وہ جامع ہے۔ اور جو کچھ بسم میں ہے اس کو پوشیدہ کیا ''ب'' میں اور جو کچھ

Marfat.com

''ب'' میں ہے اُسے نقطہ (ب کے نیچے نقطہ) میں پوشیدہ اور مبہم کیا۔'' (''ب'' کے نقطہ سے مراد انسان کامل ہے) (مرآۃ العارفین)

❁ انسانِ کامل اسمِ اَللّٰہُ کا مظہر یا مظہرِ ذاتِ الٰہی ہوتا ہے اس لیے یہاں اس کو جامع فرمایا گیا ہے۔ جو کچھ ذاتِ حق میں مجمل ہے وہ ذاتِ ''انسانِ کامل'' میں مجمل ہے اور جو کچھ علمِ حق میں مفصّل ہے وہ علمِ انسان میں مفصّل ہے اور جو کچھ قلم میں مجمل ہے وہ روحِ انسان میں مجمل ہے اور جو کچھ لوح میں مفصّل ہے وہ قلبِ انسان میں مفصّل ہے اور جو کچھ عرش میں مجمل ہے وہ جسمِ انسان میں مجمل ہے اور جو کچھ کرسی میں مفصّل ہے وہ نفسِ انسان میں مفصّل ہے پس انسان (کامل) کتابِ الٰہیہ وَکونیہ کا جامع ہے۔ (مرقاۃ السالکین شرح مرآۃ العارفین)

❁ امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ توحید کے بارے میں فرماتے ہیں:

توحید کے چار مدارج ہیں:

1۔ توحیدِ لسانی : صرف زبان سے توحید کا اقرار کرنا۔ یہ منافقین کا طریقہ ہے۔

2۔ توحیدِ قلبی : تصدیقِ قلب سے توحید کا اقرار کرنا۔ یہ مومنین کا طریقہ ہے۔

3۔ توحیدِ کشفی : نورِ حق کے ذریعے سے بطورِ کشف اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ کرنا یعنی تمام اشیائے کائنات کو وحدت سے صادر شدہ دیکھے۔ یہ مقربین کا درجہ ہے۔

4۔ توحیدِ حالی : ساری کائنات میں اسے وحدت ہی نظر آئے اور یہ صدیقین کا مرتبہ ہے اور حضرت صدیق اکبرؓ اس جماعت کے سربراہ ہیں۔

ثبوت اس بات کا یہ ہے کہ وفاتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سب صحابہؓ غمگین اور رنجیدہ ہو گئے مگر حضرت صدیقِ اکبرؓ کے قلبِ اطہر میں نہ غم تھا نہ حزن، نہ اضطراب تھا نہ انتشار۔ کیوں؟ اس لیے کہ ان کی نگاہ میں غیر اللہ کی ہستی فنا ہو چکی تھی انہیں ہر طرف اللہ ہی نظر آتا تھا چنانچہ آپ رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی چیز کو نہیں دیکھا سوائے اللہ کے۔ اس لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ''اگر کوئی مُردے کو زمین پر چلتا ہوا دیکھنا چاہے تو وہ ابوبکرؓ کو دیکھ لے۔'' [1]

❁ شیخ اکبر محی الدین ابنِ عربی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب فصوص الحکم اور فتوحاتِ مکیہ میں وحدت الوجود (ہمہ اوست) کی شرح بڑی تفصیل سے بیان کی ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''وجود صرف ذاتِ حق کا ہے کوئی اس کا ادراک نہیں کر سکتا مگر وہ خود، کوئی اسے نہیں پہچانتا مگر وہ خود، اس کا حجاب اس کی اپنی وحدت ہے، اس کا حجاب اس کا یہی وجود ہے۔ اس کی وحدت نے اسے اس طرح محجوب کر رکھا

[1] ماہنامہ شاہکار میگزین فروری 2007 مسئلہ وحدت الوجود پروفیسر یوسف چشتیؒ

Marfat.com

ہے کہ اس کی شرح نہیں کی جاسکتی۔ اس کے علاوہ اسے کوئی اور نہیں دیکھتا خواہ کوئی نبی' رسول' کوئی کامل اکمل ولی ہو یا کوئی مقرب فرشتہ۔ اس کا نبی وہ خود ہے' اس کا رسول ''وہ'' ہے' اس کا کلام ''وہ'' ہے' اس نے اپنا کلام خود اپنی طرف سے اپنے علاوہ بغیر کسی واسطہ کے اپنے ہی ذریعہ سے اپنی طرف بھیجا۔ اس کے علاوہ کسی دیگر کا وجود نہیں۔ اس لیے اپنے تئیں فنا کی طرف نہیں جاسکتا۔

❁ بندہ اور رب ہر ایک اپنی ذات کے کمالِ وجود میں ساتھ ہیں پس باوجود اس زیادتی اور کمی کے عبد ہمیشہ عبد اور رب ہمیشہ رب ہے۔'' (فتوحاتِ مکیہ مترجم: صائم چشتی' جلد سوم)

❁ وجودِ حقیقت واحد ہے اور اس کے برعکس جو بھی ہمیں حواس کے ذریعے محسوس ہوتا ہے مثلاً موجوداتِ خارجی اور جو عقل سے معلوم ہوتا ہے مثلاً خدا اور عالم' حق اور خلق کی دوئی اور حقیقت' وجود کا تکثر و تعدد یا دوئی نہیں بلکہ حق اور خلق ایک ہی حقیقتِ فریدہ اور عین واحد کے دو پہلو ہیں۔ اگر اس پر جہتِ وحدت سے نظر کیجیے تو اُسے حق پائیے گا اور حق کہیے گا اور اگر جہتِ کثرت سے دیکھیے تو خلق دیکھیے گا اور خلق کہیے گا۔ (فصوص الحکم شرح ادریسی)

❁ ظہور پانے والی ہر شے حق تعالیٰ کے وجود کی تجلی سے ظاہر ہوئی ہے لہٰذا تمام اشیاء اُسی سے ہیں اور اُسی میں ہیں یعنی اس کے علم میں ہیں جو اس کی ذات کا عین ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں جمیع' نامتناہی مخلوقات کا جامع اور ان سب پر محیط ہے۔ مخلوقات اس کی ذات سمندر کی سطح پر اٹھنے والی لہروں کی طرح ہیں۔ (فصوص الحکم شرح اسحاقی)

❁ وجودِ حقیقت واحد ہے' اس کی کوئی مثل ہے نہ ضد پس عارف اس کونِ امکانی کو جو مفارقت اور کثرت کا مبدا[1] ہے' معدوم دیکھتا ہے اور کوئی چیز نہیں پاتا مگر ذاتِ حق کہ عینِ وحدت ہے۔ بنا بریں یہاں غیریت تو موجود ہی نہیں' نہ کوئی واصل ہے نہ موصول' کوئی مبائن[2] ہے نہ مفارق کیونکہ ہر شئے حق تعالیٰ کی وحدتِ حقیقی کے عین میں فنا ہوگئی ہے سو دل کی آنکھوں سے دیکھنے والا عارف عین حق کے سوا کچھ نہیں دیکھتا۔ (فصوص الحکم شرح اسماعیلی)

❁ ممکنات اپنے عدمِ اصلی سے جڑے ہوئے ہیں اور وجودِ حقیقی سے بے بہرہ ہیں کیونکہ حق تعالیٰ کے وجود کے سوا اور کوئی وجود نہیں ہے اور وہی ہے جو اعیان[3] کے اقتضا[4] اور ممکنات کی ذات کے مطابق ظہور کرتا ہے اور تعین پذیر ہوتا ہے' چنانچہ تمام ممکنات اور مخلوقات اس کی ذات کے تعینات' مظاہر اور شئون[5] ہیں اُسی کا وجود حقیقی اور واحد ہے۔ (فصوص الحکم شرح کاشانی)

❁ معرفتِ حق کے متلاشی اور عرفانِ ذات کے صادق طالب صاف صاف دیکھتے ہیں کہ عالم میں واقع کثرت اُس واحدِ حقیقی میں موجود ہے جو وجودِ مطلق ہے اور بصورتِ کثرت ظاہر ہوا ہے جیسے کہ قطروں کا وجود

---

1 اصل، بنیاد 2 جدا 3 عین کی جمع۔ مراد مخلوقات کے علمی وجود جو ذاتِ حق تعالیٰ میں پوشیدہ ہیں 4 تقاضا، خواہش 5 شیوع کی جمع، ظاہر ہونا، جاری ہونا، پھیلنا

Marfat.com

دریا میں، پھل کا وجود درخت میں اور درخت کا وجود بیج میں۔ اسی طرح وہ یہ بھی جان لیتے ہیں کہ اسماء وصفات الٰہیہ مثلاً قادر، عالم، خالق، رازق وغیرہ کا مدلول واحد ہے باوجود یہ کہ ان کے حقائق مختلف اور متعدد ہیں اور یہ سب اُسی واحدِ حقیقی کی ذات کی طرف راجع ہیں، پس کثرتِ اسماء اور ان کے معانی کا اختلاف ذاتِ واحد حقیقی میں درست اور قابلِ فہم ہے جب اُس ذات کی تجلی صُوَرِ[1] اسماء پر پڑتی ہے تو وہ کثرت اسی ذاتِ واحد اور عینِ واحد میں مشہود ہو جاتی ہے۔ (فصوص الحکم شرح شعبی)

❁ حق تعالیٰ مخلوقات میں سے ہر ایک کے اندر کسی نہ کسی رنگ میں ظہور کرتا ہے اور ہر مفہوم اور مدرک[2] میں اس کا ظہور ہے اور اس کی تجلّی، لیکن چونکہ اُس کی تمام تجلّیات اور ظہورات اس کے مظاہر میں قابلِ فہم نہیں ہوتے، لہٰذا وہ لوگوں کی عقل سے مخفی اور پنہاں ہے سوائے اس شخص کی فہم کے جو یہ جانتا ہو کہ عالم ھویتِ حق کا مظہر اور اس کی صورت ہے۔ یہ لوگ تمام مظاہر میں مشاہدہ حق کرتے ہیں۔ (فصوص الحکم شرح نوحی)

❁ وجود اور احدیت میں تو سوائے حق تعالیٰ کے کوئی موجود رہا ہی نہیں پس یہاں نہ کوئی ملا ہوا ہے نہ ہی کوئی جدا ہے۔ یہاں تو ایک ہی ذات ہے جو عین وجود ہے۔ یہاں یکی ہے دوئی کو یہاں گنجائش نہیں ہے۔ (فصوص الحکم مترجم: عبدالقدیر صدیقی)

❁ پس عالمِ وجود میں خدا کے سوا اور کچھ نہیں اور خدا کو خدا کے سوا کوئی شناخت نہیں کر سکتا اور اس حقیقت کو وہی دیکھ سکتا ہے جس نے بایزید کی طرح ''انا اللہ'' اور ''سبحانی'' کہا ہو۔ (فتوحاتِ مکیہ، جلد اوّل)

❁ اور اس کا وجود عین اس کی ذات ہے اور اس کی ذات کے اثبات کے لیے کسی دلیل کی ضرورت نہیں جبکہ اس کے علاوہ کسی چیز کے لیے دلیل کی ضرورت ہوتی ہے پس وہ (چیز) موجود ہے اور اس کا وجود ذات کے علاوہ کچھ نہیں۔ ممکن واجب بالذات کا محتاج ہے اور واجب کے لیے ممکن کے علاوہ استغنائے[3] ذاتی ہے اس کا نام اللہ ہے اور اس کا تعلق اس کی ذات سے ہے اور تمام محقق حقائق سے ہے خواہ ان کا وجود ہو یا عدم۔ (فتوحاتِ مکیہ مترجم: صائم چشتی، جلد اوّل)

وحدت الشہود

شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ علیہ نے توحید کو ہمہ از اوست (ہر شے وجودِ حق سے ہے) یعنی معرفتِ صفات کے نکتہ نظر سے سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے ذاتِ باری تعالیٰ کو نورالانوار کہا اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور بیان کیا کہ نور ہی ''ظہور اور کمالِ ظہور ہے'' اس سے اوپر کوئی

---

[1] صورت کی جمع [2] جن مخلوقات کا فہم اور ادراک حاصل کیا جا سکے [3] بے نیازی

Marfat.com

نور عالی نہیں ہے لہٰذا یہ "صرف اپنی ذات ہی سے عشق و محبت رکھتا ہے اور اس کی ذات پر ہی اس کا کمال ظاہر ہے اور تمام اشیاء سے اکمل و اجمل ہے۔" ان کے نزدیک ظہور کی ترتیب یہ ہے کہ نور الانوار سے نورِ مجرد صادر ہوا جسے نورِ اقرب و نورِ عظیم بھی کہا گیا ہے۔ نورِ مجرد نور الانوار کی شعاع ہے اور بس۔ نورِ مجرد[1] سے فلک الافلاک کا ظہور ہوا جو اس کا ظل ہے۔ پھر عالم (جہان) عناصر اور اجسامِ عنصری وجود میں آئے۔

❁ سید ابو الفیض قلندر علی سہروردیؒ "الفقر فخری" میں فرماتے ہیں:

وحدت الشہود والوں کے نزدیک یہ مسئلہ اس طرح سے ہے جیسے آدمی کا سایہ، کہ اگرچہ وہ بظاہر ایک دیگر اور جدا شے نظر آتا ہے مگر درحقیقت اس کا کوئی وجود نہیں جو کچھ ہے آدمی ہی ہے۔ پس یہی اس مسئلہ کی حقیقت ہے۔ اصل میں ذاتِ باری تعالیٰ ہی موجود ہے۔ باقی ممکنات اس کی صفات کا ظہور ہیں گو صفات ذات سے جدا اور غیر نہیں لیکن عین ذات بھی نہیں۔ روشنی اور دھوپ آفتاب کی صفت تو حقیقتاً ہوسکتی ہے مگر آفتاب نہیں ہوسکتی۔ مختصراً ہم وحدت الشہود (ہمہ از اوست) کو یوں بیان کر سکتے ہیں:

"ذاتِ باری تعالیٰ ہی اصل ہے اور یہ جو کثرت نظر آرہی ہے اس کی صفات کا ظہور (ظل) ہے۔" اور معرفتِ صفات ہی معرفتِ الٰہیہ ہے۔

دونوں نظریات کا فرق

ان دونوں نظریات میں جو فرق ہے اُس کو میرے مرشد پاک سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ اکثر یوں فرمایا کرتے تھے:

❁ "وحدت الشہود کا نظریہ باطن کی دنیا کا بہت بڑا سہو ہے۔ اگر اس نظریہ کو درست مان لیا جائے تو اللہ تعالیٰ کے فرمان: لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ. ترجمہ: "نہ کوئی اللہ سے پیدا ہوا اور نہ اللہ کسی سے پیدا ہوا۔" کی تکذیب ہوتی ہے جو سراسر کفر ہے۔ اصل میں معرفتِ الٰہیہ دو قسم کی ہے' ایک معرفتِ صفاتِ حق تعالیٰ اور دوسری معرفتِ ذاتِ حق تعالیٰ۔ معرفتِ صفات کا تعلق کثرت سے ہے اور معرفتِ ذات کا تعلق وحدت سے ہے۔ معرفتِ صفات کا تعلق عالمِ خلق سے ہے اور معرفتِ ذات کا تعلق عالمِ امر سے ہے۔ معرفتِ صفات کا تعلق عبودیت سے ہے اور معرفتِ ذات کا تعلق ربوبیت سے ہے۔ معرفتِ صفات میں تسخیرِ خلق اور رجوعاتِ خلق ہے اور معرفتِ ذات میں استغراقِ مشاہدہ ذاتِ حق (مقام فنا فی اللہ) ہے۔ معرفتِ صفات کا ذریعہ ورد و وظائف' ذکر فکر' چلے مراقبے اور بدنی و زبانی ریاضت و مشقت ہے اور معرفتِ ذات کا ذریعہ فقط

[1] وہ شے جو مادے سے پاک ہو، غیر مادی، غیر جسمانی

Marfat.com

تصورِ اسم اَللّٰہُ ذات ہے۔ معرفتِ صفات کی انتہائی منزل سدرۃ المنتہیٰ پر اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی اور لوحِ محفوظ کا مطالعہ ہے اور معرفتِ ذات میں ابتدائی منزل مشاہدۂ ذاتِ حق کا استغراق (مقامِ فنا فی اللہ) اور مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دائمی حضوری ہے۔ معرفتِ صفات کا عارف صاحبِ ریاضت ہے اور معرفتِ ذات کا عارف صاحبِ راز ہے۔ صاحبِ ریاضت صاحبِ درجات ہے اور صاحبِ راز صاحبِ ذات ہے۔ صاحبِ درجات دیدارِ الٰہی سے محروم ہے لیکن صاحبِ راز کی پہلی منزل ہی دیدارِ الٰہی اور انتہا فنا فی اللہ بقا باللہ ہے۔ معرفتِ صفات کے عارف لوحِ محفوظ کا مطالعہ تو کر سکتے ہیں لیکن دیدارِ الٰہی سے محروم رہتے ہیں کیونکہ ریاضت کی راہ سے دیدارِ الٰہی ممکن ہی نہیں اور جب تک دیدار حاصل نہ ہو فنا و بقا کا تصور ہی ناممکن ہے۔ اور پھر جو دیدارِ ذات کی منزل سے گزر کر ذاتِ حق میں فنا ہو کر سراپا وحدت نہ ہوا اُسے ہر چیز میں وحدتِ ذات نظر آئے کیسے؟ صاحبِ درجات دوئی و کثرت میں ہوتا ہے اس لیے وہ کثرت ہی کی بات کر سکتا ہے کہ اُسے نظر ہی کثرت آتی ہے اور کثرت کا ظہور چونکہ نورِ ذات کا پرتو ہے اس لیے صاحبِ درجات ''ہمہ از اوست'' کے علاوہ کہہ بھی کیا سکتا ہے؟ جو آدمی جس مرتبے پر ہوتا ہے وہ اُسی کے متعلق ہی بتلا سکتا ہے۔

علاوہ ازیں ان دونوں نظریات کا تعلق شریعت یا علم سے نہیں بلکہ معرفتِ الٰہی سے ہے' جس کا دارومدار باطنی مشاہدے پر ہے جس میں غلطی کا امکان نہیں ہوتا البتہ بندہ جب تک مقامِ خَلق کی دید میں مشغول رہتا ہے وہ ناقص رہتا ہے اور دوئی و کثرت سے نکل کر توحیدِ ذات میں غرق نہیں ہو سکتا اور جب تک انسان توحید میں غرق نہیں ہوتا وہ نامکمل ہے اور توحید یہ ہے کہ ظاہر باطن میں تجھے ذاتِ حق کے سوا کوئی شے نظر نہ آئے۔ باطن میں جب طالبِ مولیٰ کو ذاتِ حق کے علاوہ کچھ اور نظر آئے تو وہ ظلمت میں ہوتا ہے نہ کہ نورِ توحید میں۔ نور کیا ہے اور ظلمات کیا ہے؟ ظلمات کے چار مقامات ہیں' مقامِ ازل' مقامِ ابد' مقامِ دنیا اور مقامِ عقبیٰ۔ گو کہ ان چاروں مقامات میں زندگی کی چمک دمک ہے لیکن عارف وہ ہے جو ان چاروں مقامات کی لذات سے منہ موڑ کر لذّتِ دیدارِ پروردگار کے مقام سے گزر کر اُس کی ذات میں فنا ہو جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ طالبِ اللہ اگر ان چاروں مقامات میں سے کسی ایک کا مشاہدہ کر رہا ہو تو دوئی اور کثرت میں ہوتا ہے جو ظلمت ہے اس لیے وہ طالبِ ناقص ہے۔ پھر ان دونوں نظریات کا تعلق عوام و علمائے اہلِ شریعت سے نہیں اس لیے وہ ان پر بحث و مباحثہ سے پرہیز ہی کریں تو بہتر ہے کہ یہ اُن کا حق نہیں۔ یہ مسئلہ صرف عارفین یا فقراء کا ہے جو اسے بہتر طور پر سمجھ سکتے ہیں۔ ایک طالبِ صادق ہی اس مسئلے کا صحیح فیصلہ کر کے اپنے مرتبے کی

Marfat.com

جانچ پڑتال کرسکتا ہے کہ اگر وہ مشاہدہِ ''ہمہ اوست در مغز و پوست''[1] کے مرتبے پر نہیں پہنچ سکا تو وہ خام و ناقص ہے کہ وہ ابھی توحیدِ ذات سے بہت دور ہے۔[2]

تنزلاتِ ستّہ

وحدت الوجود اور توحید کو سمجھنے کے لیے تنزلاتِ ستّہ یا مراتبِ ستّہ کو سمجھنا بہت ضروری ہے جب تک مراتبِ ستّہ کی سمجھ نہیں آتی اس وقت تک تصوف کی کسی کتاب کی سمجھ نہیں آ سکتی کیونکہ مراتبِ ستّہ علمِ توحید کی روح اور جان ہیں۔

حدیثِ قدسی ہے:

''کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ ''

ترجمہ: میں ایک مخفی خزانہ تھا میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں پس میں نے مخلوق کو پیدا فرمایا۔

پہچان کا یہ جذبہ اور چاہت ذاتِ احد میں اس شدت سے ظہور پذیر ہوا کہ اس نے عشق کی صورت اختیار کر لی۔ محبت میں اگر شدت پیدا ہو تو عشق بن جاتا ہے اور یہ عشق اور چاہے جانے کا جذبہ ہی تھا جس نے اللہ واحد کو گوشۂ تنہائی سے نکل کر کثرت میں ظہور پر مائل کیا اور پھر اپنے ظہور اور پہچان کے لیے تعینات میں نزول فرمایا اور عشق کا بازار گرم کیا۔

احدیت (ھاھُویت)

اللہ تعالیٰ کی ذات کا یہ مرتبہ ''لاتعین'' بلکہ ''عدمِ تعین و اطلاق'' کا مرتبہ ہے۔ یہ ''کُنْتُ'' (میں تھا) کا مقام ہے یہاں اللہ تعالیٰ کی ذات بطون در بطون ہے جسے سمجھنا کسی کے لیے ممکن نہیں کیونکہ یہاں وہ لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ (کوئی شے اس کی مثل نہیں) کی شان کے ساتھ موجود ہے۔ یہ وہ مرتبہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کَانَ اللّٰہُ وَلَمْ یَکُنْ مَّعَہٗ شَیْءٌ۔ (یعنی اللہ تھا اور اُس کے ساتھ کوئی شے نہ تھی۔) اور قل ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ (فرما دیں اللہ تعالیٰ یکتا ہے)۔

---

[1] ہر چیز کے ظاہر و باطن میں ایک ہی ذات (ھُو) جلوہ گر ہے۔

[2] آپ رحمتہ اللہ علیہ کی مادری زبان سرائیکی تھی اور آپؒ گفتگو سرائیکی میں ہی فرمایا کرتے تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی اس گفتگو کو میں نے اردو میں منتقل کیا ہے اور کوشش کی ہے کہ آپؒ کے الفاظ کی اصل روح برقرار رہے۔

Marfat.com

اس مرتبہ میں نہ علمی تعین ہے اور نہ ہی کوئی خارجی تعین ہے۔ یہ مرتبہ جملہ اسماء وصفات' اشارہ وکنایہ سے منزّہ اور مبرّا ہے۔ یہ نہ کسی کمال کا ظہور ہے اور نہ اس کی کوئی تعریف کی جاسکتی ہے نہ کوئی معلومات اور شیونات کا ظہور ہے۔ اسی لیے اس کو لاتعین' وجودِ مطلق' منقطع الوجدان' ھاھویتِ حق' ذاتِ بحت اور حقیقتِ حق' مرتبہ لاظہور اور مرتبہ عین الکافور بھی کہتے ہیں۔ یہ سب نام صوفیاء کرام نے سمجھانے کے لیے رکھے ہیں۔ تاہم اس کے باوجود یہی ذات واجب الوجود باقی تمام مراتب کی عین اور حقیقت ہے۔ یہ ایک ایسا مرتبہ ہے جس پر علمِ قدیم بھی احاطہ نہیں کرسکتا۔ مرتبہ احدیت رب تعالیٰ کی کُنہہ ہے۔ کسی وہم سے موہوم' کسی علم سے معلوم اور کسی صفت سے موصوف نہیں ہوسکتی۔ اس مرتبہ میں صفات تو درکنار خود ذات کا اطلاق بھی نہیں ہو سکتا۔

❁ حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ اسی مرتبہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

''اس ذات پاک کی ماہیت کو سمجھنے کے لیے انتہائی سوچ بچار کرتے عقل کے ہزاروں ہزار و بے شمار قافلے سنگسار ہوگئے۔'' (رسالہ روحی شریف)

❁ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی مرتبہ کے بارے میں فرمایا:

تَفَکَّرُوْا فِیْ اٰیٰتِہٖ وَلَا تَفَکَّرُوْا فِیْ ذَاتِہٖ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی آیات (نشانیوں) میں غور کرو مگر اللہ تعالیٰ کی ذات میں غور مت کرو۔

❁ حضرت ابوسعید مبارک مخزومی رحمۃ اللہ علیہ ''تحفہ مرسلہ شریف'' میں اس مرتبہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

پہلا مرتبہ لاتعین اور اطلاق اور ذاتِ بحت کا ہے۔ یہ معنی نہیں کہ اطلاق کی قید اور تعین کی نفی کا مفہوم اس مرتبہ میں ثابت ہیں بلکہ یہ معنی ہیں کہ یہ وجود اس مرتبے میں صفات کی نسبت سے بری اور ہر ایک قید سے یہاں تک کہ قیدِ اطلاق سے بھی پاک ہے اور اس مرتبے کا نام مرتبہ احدیت رکھا جاتا ہے اور یہ حق تعالیٰ کی کنہہ ہے اس کے اوپر اور مرتبہ نہیں ہے بلکہ تمام اس کے نیچے ہیں۔''

یہ وہ بلند مرتبہ ذات ہے جہاں تک کسی کی عقل وعلم اور خیال وفکر کی رسائی نہیں ہے۔ محض سمجھانے کی خاطر یہاں ذاتِ حق تعالیٰ کو ''ھُو'' کہتے ہیں۔

وحدت (یاھُوت)

اللہ تعالیٰ نے جب احدیت سے نکل کر کثرت میں ظہور کا ارادہ فرمایا تو تعینات میں نزول فرمایا سب سے پہلا ''تعین'' تعینِ اوّل ہے اس کو ظہورِ اوّل بھی کہتے ہیں یہ مرتبہ ''کَـنْـزًا'' (خزانہ) ہے اور ذات کے

Marfat.com

اظہار کا پہلا مرتبہ ہے جہاں ''ذات'' نورِ محمدی ﷺ کی صورت میں ظاہر ہوئی اور یہ نور ہی خزانہ ہے جو اپنا اظہار چاہتا ہے۔ یہاں ذات کا ظہور الذات فی الذات ہے یہاں ظہور الحقیقت فی الحقیقت ہے اسے حقیقتِ محمدیہ (ﷺ) بھی کہتے ہیں یعنی نورِ مطلق سے نورِ محمدی ﷺ کا ظہور۔

اللہ تعالیٰ نے جب احدیت (ھاھویت) سے نکل کر کثرت میں آنے کا ارادہ فرمایا تو وحدت (یاھوت) میں ظہور فرمایا اور ''م'' احمدی کا نقاب اوڑھ کر صورتِ احمدی اختیار کی۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ اس مرتبہ کے بارے میں فرماتے ہیں ''جان لے جب نورِ احدی نے وحدت کے گوشۂ تنہائی سے نکل کر کثرت میں ظہور کا ارادہ فرمایا تو اپنے حسن کی تجلّی سے رونق بخشی اس کے حسن بے مثال اور شمع جمال پر دونوں جہان پروانہ وار جل اٹھے اور میم احمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نقاب اوڑھ کر صورتِ احمدی ﷺ اختیار کی۔'' (رسالہ روحی شریف)

''جب حق سبحانہ وتعالیٰ نے چاہا (کہ اس کی پہچان ہو اسے کوئی پہچاننے والا ہو) تو خود سے اسم ذات جدا کیا (خود کو اسمِ اَللّٰہُ ذات کی صورت میں ظاہر فرمایا) اور اس سے نورِ محمدی ﷺ کا ظہور ہوا اور اپنے قدرتِ توحید کے آئینہ میں (نورِ محمد ﷺ) دیکھا تو نورِ محمد ﷺ کو دیکھتے ہی اپنے آپ پر (نورِ محمدی ﷺ کی صورت میں اپنے تعین پر) مشتاق، مائل وفریفتہ ہوا اور اپنی ہی بارگاہ سے ربّ الارباب حبیب اللہ کا خطاب پایا''۔ (عین الفقر)

❁ حضرت ابوسعید مبارک مخزومی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اور دوسرا مرتبہ تعین اوّل کا مرتبہ ہے اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا اپنی ذات اور اپنی صفات اور تمام موجودات کو بعض کو بعض سے امتیاز کیے بغیر اجمالی طور پر جان لینا ہے اور یہ مرتبہ وحدت اور اس کا نام حقیقتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رکھا جاتا ہے۔

ان احادیثِ مبارکہ اور احادیثِ قدسی میں حقیقتِ محمدیہ ﷺ کی طرف اشارہ ہے۔

اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ۔ ترجمہ: حق تعالیٰ نے سب سے پہلے میرا نور پیدا کیا۔

اَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَکُلُّ خَلَائِقِ مِنْ نُّوْرِیْ

ترجمہ: میں اللہ کے نور سے ہوں اور تمام مخلوق میرے نور سے ہے۔

اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰہُ رُوْحِیْ ترجمہ: سب سے پہلے اللہ نے میری روح کو پیدا کیا۔

غوث الاعظم سیّدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

Marfat.com

❁ جان لے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے روحِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنے نورِ جمال سے پیدا کیا جیسا کہ فرمانِ حق تعالیٰ ہے ''میں نے روحِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنے چہرے کے نور سے پیدا فرمایا'' یا جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

1) اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میری روح کو پیدا فرمایا

2) اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا

3) اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا فرمایا

4) اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے عقل کو پیدا فرمایا

ان سب سے مراد ایک ہی چیز ہے اور وہ ہے حقیقتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ جس کا نام نور اس لیے رکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات ظلماتِ جلالیہ سے بالکل پاک ہے جیسا کہ حق تعالیٰ کا فرمان ہے ''بے شک تمہارے پاس آیا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نور اور کتابِ مبین'' اور عقل اس لیے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات تمام کلیات پر محیط ہے اور قلم اس لیے نام رکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات علم کو منتقل کرنے کا ذریعہ ہے جیسا کہ قلم عالمِ حروفات میں علم نقل کرنے کا ذریعہ ہے۔'' ان تمام سے مراد حقیقتِ محمدیہ یہ ہے کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا۔ (سرّ الاسرار)

اگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نہ ہوتے تو کائنات میں کچھ نہ ہوتا جیسا کہ حدیثِ قدسی ہے:

لَوْ لَاکَ لَمَا اَظْهَرْتُ الرَّبُوْبِيَّةَ۔

اے محبوب (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نہ ہوتے تو میں اپنا ربّ ہونا ظاہر نہ کرتا۔

لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ۔

اے محبوب (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نہ ہوتے تو میں کائنات کو پیدا نہ کرتا۔

اور مومن وہ ہے جو عروج کرتا ہوا نورِ محمدی تک پہنچ جائے اور صاحبِ لولاک ہو جائے جیسا کہ مومنین کے بارے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

اَنَا مِنْ نُّوْرِ اللّٰهِ وَالْمُؤْمِنُوْنَ مِنْ نُّوْرِیْ

ترجمہ: میں اللہ کے نور سے ہوں اور تمام مومن میرے نور سے ہیں۔

اَنَا مِنْ نُّوْرِ اللّٰهِ وَالْمُؤْمِنُوْنَ مِنِّیْ ترجمہ: میں اللہ کے نور سے ہوں اور تمام مومن مجھ سے ہیں۔

اس مرتبہ میں ذات بطون سے ظہور کی طرف آ گئی۔ یعنی صرافت ذاتی کو چھوڑ کر کثافت کی طرف توجہ کی۔ یہ

Marfat.com

ذات کا نزولِ اوّل یا ظہورِ اوّل ہے اور ''حقیقتِ محمدیہ'' اس لیے کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کی حقیقت ''احد'' ہے۔ جیسا کہ حدیثِ نبوی ﷺ ہے:

اَنَا اَحْمَدُ بِلَا مِیْم ترجمہ: میں میم کے بغیر احمد ہوں۔

مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَیْ الْحَقَّ یعنی ''جس نے مجھے دیکھا اُس نے حقیقت میں حق تعالیٰ کو دیکھا۔''

لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِیْ فِیْہِ مَلَکٌ مُّقَرَّبٌ وَّلَا نَبِیٌّ مُّرْسَلٌ۔

ترجمہ: میرا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک وقت ایسا بھی ہوتا ہے جس میں کوئی مقرب فرشتہ اور نبی مرسل نہیں سما سکتا۔

قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ ط یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ (سورہ الفتح۔10)

ترجمہ: اے نبی (ﷺ) جو لوگ آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں وہ دراصل اللہ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں اور ان لوگوں کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰی (الانفال۔17)

ترجمہ: اے محبوب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ کنکریاں آپ ﷺ نے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی ہیں۔

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ۔

ترجمہ: جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

یہ چند آیات اور احادیث ہیں جو حقیقتِ محمدیہ کی طرف اشارہ کرتی ہیں ورنہ پورا قرآن حقیقتِ محمدیہ کا ترجمان ہے۔

❁ ''تذکرہ غوثیہ'' جو کہ حضرت شاہ غوث قلندر قادری رحمتہ اللہ علیہ پانی پتی کے ملفوظات پر مشتمل کتاب ہے۔ اس میں غوث علی شاہ قلندر قادری رحمتہ اللہ علیہ اس مرتبہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

''ایک دفعہ حضرت جبرائیل علیہ السلام پیغمبرِ خدا ﷺ کے پاس وحی لائے حضرت (ﷺ) نے دریافت فرمایا کہ اے جبرائیلؑ تم جانتے ہو کہ وحی کہاں سے آتی ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ حضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میری رسائی سدرۃ المنتہیٰ (جبروت) سے آگے نہیں۔ اس مقام پر ایک ندائے غیب وارد ہوتے ہی اس کو آپ (ﷺ) تک پہنچا دینا میرا کام ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتا۔ آپ (ﷺ) نے فرمایا اب کے بار ندا ہو تو اسی پر پرواز شروع کرو اور دیکھو کہ یہ ندا کہاں سے آتی ہے۔ حضرت جبرائیلؑ نے ایسا ہی کیا اور ایک طول طویل مسافت طے کرنے کے بعد دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ ندا وحی کر رہے ہیں پھر

Marfat.com

حضرت جبرائیلؑ زمین کی طرف متوجہ ہوئے تو دیکھا کہ آنحضرت ﷺ اپنی جگہ پر موجود ہیں'' اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ اس بات کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے تئیں اِس عالم (ناسوت) اور اُس عالم (وحدت) میں دکھلا دیا۔

واحدیت (لاھُوت)

یہ مرتبہ سوم اور تعین دوم ہے اور مرتبہ ''مَخفِیًا'' (چھپا ہوا) ہے۔ یہ مرتبہ لاھوت ہے جہاں تمام عالم نورِ محمدی ﷺ میں چھپا ہوا موجود تھا اور اظہار کے لیے بے قرار تھا۔ یہ مرتبہ لاھوت لامکاں کا ہے یہ مرتبہ ہر آلائش، حدث و شہادت اور کدورتِ کون و کثافتِ مکان سے پاک ہے، یہ محض بحرِ انوارِ غیب اور دنیائے اسرارِ لطیف ہے۔

❁ حضرت ابو سعید مبارک مخزومی رحمتہ اللہ علیہ اس مرتبے کے بارے میں فرماتے ہیں:

اور تیسرا مرتبہ تعین ثانی کا مرتبہ ہے اور اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا اپنی ذات اور صفات اور تمام موجودات کا تفصیلی طور پر اور ایک دوسرے میں فرق کرنے کا علم ہے اس مرتبے کا نام واحدیت اور حقیقتِ انسانیہ رکھا جاتا ہے۔

اس مرتبہ کو حقیقتِ انسانیہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہاں سے انسان کی تفصیل شروع ہوتی ہے۔ اس لیے یہاں نورِ محمدی ﷺ روحِ قدسی کی صورت میں ظاہر ہوا یعنی نورِ محمدی ﷺ ہی دراصل روحِ قدسی ہے اور روحِ قدسی ہی اصل ''انسان'' ہے۔

اللہ تعالیٰ نے روحِ قدسی کو عالمِ لاھوت میں عمدہ اور احسن صورت میں تخلیق فرمایا۔ ہر روحِ قدسی کو ہر عالم میں اس عالم کا لباس پہنا کر پہنچایا جاتا ہے اصل روح، روحِ قدسی ہے۔

اللہ پاک واحد، تنہا اور یکتا تھا۔ اس کی ذات میں اپنے ہی دیدار کی خواہش جاگی۔ اس خواہش کی تکمیل کے لیے ایک آئینہ درکار تھا۔ اس نے اپنی ہی ذات سے اپنا ہی آئینہ تخلیق کیا کیونکہ جیسا وہ خود پاک، لطیف اور شفاف ہے ویسا ہی اس کا آئینہ ہونا چاہیے۔ اللہ کے سوا کوئی دوسرا وجود اللہ کا آئینہ نہیں بن سکتا کیونکہ اللہ کے سوا کوئی دوسرا اللہ جیسا پاک، شفاف اور لطیف ہو ہی نہیں سکتا۔ اللہ اور اس کا آئینہ دو وجود نہ تھے جیسا کہ عموماً ٹھوس اشیاء میں ہوتا ہے کہ ایک چیز سے دوسری چیز بنائی جائے تو وہ دو وجود بن جاتے ہیں۔ اللہ ٹھوس نہیں بلکہ لطیف ہے۔ سمجھانے کے لیے اس کی مثال روشنی سے دی جا سکتی ہے جس کے ٹکڑے نہیں ہو سکتے یا علم سے دی جا سکتی ہے جو اگر ایک وجود سے دوسرے وجود میں منتقل ہو بھی جائے تو پہلے وجود میں بھی اپنی اصل حالت میں برقرار

Marfat.com

رہتا ہے اور دوسرے وجود میں بھی۔ ظاہری وجود اگر دو ہو گئے تو بھی علم کی صورت اور حالت ایک ہی رہے گی۔ اللہ ٹھوس وجود نہیں ذات ہے، علم ہے، نور ہے چنانچہ بٹ نہیں سکتا، تقسیم نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ خوشبو تقسیم نہیں ہو سکتی۔ اپنے آئینے میں خود کو ملاحظہ کر کے اللہ اپنے حُسن پر فریفتہ ہوا اور اس کی تعریف و توصیف کرتے ہوئے اس کا نام 'محمدؐ' رکھا۔ اللہ کی یہی ذات جو آئینہ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں ظاہر ہوئی ''اللہ کی روح'' ہے۔ اس نورِ محمد کو ہی اللہ کی روح کہنا حق ہے کہ روح ذات سے جدا ہو کر بھی جدا نہیں ہوتی اور نورِ محمد نورِ الٰہی سے جدا ہو کر بھی جدا نہیں۔ اس نورِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے آئینے میں ذاتِ الٰہی کی تمام صفات آئیں۔ اللہ، جو کائنات کی ہر شے کی ہر صفت کا منبع، مصدر، سرچشمہ ہے، سے علم، عقل، حیات، سمع، بصر، کرم، لطف، خیر، غرضیکہ ہر صفت اس روحِ محمد میں منتقل ہوئی اور اس روح میں یہ تمام صفات اپنی کامل ترین صورت میں جلوہ گر ہو گئیں۔ پس اصل روح یہی روحِ محمد ہے۔ یہی روحِ قدسی ہے، یہی تمام ارواح کا مادہ ہے، یہی علمِ کل ہے، عقلِ کل ہے، نورِ کل ہے۔

پس اللہ کی اوّل تخلیق روحِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے جو اللہ سے بلاواسطہ تخلیق ہونے اور اس کا آئینہ ہونے کی وجہ سے اس کی تمام صفاتِ علم و عقل، سمع و بصر، حیات وغیرہ کی کامل صورت ہے۔ تمام ظلماتِ جلالیہ سے پاک ہونے کے باعث یہ روحِ قدسی ہے۔ روحِ قدسی واحد ہے اور ناقابلِ تقسیم ہے جیسے علم، روشنی یا خوشبو ناقابلِ تقسیم ہیں البتہ پھیلتے ہیں۔ یہی روحِ قدسی ہر مخلوق کے باطنی وجود کی بنیاد ہے۔ روحِ قدسی کے لیے فنا یا موت نہیں، اللہ کی صفات سے متصف ہونے کے باعث اسے بقا حاصل ہے، اس روحِ قدسی کی حالت میں کوئی تبدیلی نہیں یعنی یہ ہمیشہ اپنی ایک ہی پاک منزّہ حالت میں رہتی ہے۔ پس روحِ قدسی ہر انسان کی روح کی اصل اور بنیاد ہے اور ہر انسان میں موجود ہے۔ یہ انسان کے قلب میں موتی کی طرح پوشیدہ رہتی ہے اور صرف ان پر ظاہر ہوتی ہے جو اس تک پہنچنے کی اور اسے پانے کی کوشش کرتے ہیں۔ دیدار و قربِ الٰہی صرف اسی روحِ قدسی کو حاصل ہے اس لیے اس کو پالینا یا اس تک پہنچ جانا ہی انسانیت کی معراج ہے۔ جو اس تک پہنچ گیا وہ اپنی ابتدا یعنی حقیقتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور وحدت تک پہنچ گیا۔ یہ روحِ قدسی واحد ہے اور توحید کی اصل صورت ہے۔ اس تک پہنچنا توحید کی حقیقت کو پانا ہے۔ روحِ قدسی کا مقام عالمِ لاھوت ہے۔

اس روح میں تمام صفاتِ الٰہیہ و محمدیہ کے ساتھ ساتھ تمام عالموں اور مخلوقات کا علم بھی موجود ہے اور ذاتِ حق تعالیٰ کا مکمل علم بھی موجود ہے کیونکہ قرب میں اس سے بڑھ کر اور کوئی اللہ کے قریب نہیں۔ چنانچہ اس کا علم علمِ کُل اور علمِ حقیقت ہے۔ اس لحاظ سے اس کی عقل بھی عقلِ کُل ہے۔

Marfat.com

روحِ قدسی چونکہ صورتِ الٰہی یا آئینہ الٰہی ہے اس لیے غیر مخلوق ہے لیکن اسی روح سے انسان کی مخلوق روح بھی تخلیق ہوئی۔ حضرت عبدالکریم بن ابراہیم الجیلی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''جاننا چاہیے کہ محسوسات کی ہر شے کی ایک مخلوق روح بھی ہے جس کے ساتھ اس شے کی صورت قائم ہے۔ روح اس شے کے لیے ایسی ہے جیسے لفظ کے لیے معنی۔ پھر اس مخلوق روح کے لیے ایک روحِ الٰہی ہے جس کے ساتھ وہ روح قائم ہے اور وہ روحِ الٰہی روحِ قدسی ہے۔'' (انسانِ کامل)

روحِ قدسی ہی وہ روح ہے جسے بطورِ امانت اللہ تعالیٰ نے انسان کو سونپا جیسا کہ سورۃ الاحزاب میں اللہ فرماتا ہے ''اور ہم نے اپنی امانت آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر پیش کی لیکن سب نے اسے اُٹھانے سے انکار کر دیا البتہ انسان نے اسے اُٹھا لیا بے شک وہ بہت ظالم اور جاہل ہے۔'' (الاحزاب۔72)

سورۃ الاحزاب کی مندرجہ بالا آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ روحِ قدسی اپنی اصل اور مکمل اتم صورت میں صرف انسان میں موجود ہے اس لیے اس مرتبہ کو حقیقتِ انسانیہ کہا جاتا ہے اور یہی عالمِ لاھُوت انسان کا حقیقی اور اصل وطن ہے۔

عالمِ ارواح (جبروت)

مرتبہ چہارم، تعین سوم ہے اور مرتبہ ''فَاَرَدْتُ'' (پس میں نے چاہا) ہے اس مرتبہ کو عالمِ ارواح یا جبروت کہتے ہیں۔ روحِ قدسی جو غیر مخلوق نورِ الٰہی، نورِ محمدی ہے، اس غیر مخلوق روحِ قدسی کو جبروتی لباس پہنا کر روحِ سلطانی کے پردے کی صورت میں عالمِ جبروت میں اتارا گیا اور روحِ سلطانی نے روحِ قدسی کو خود میں چھپا لیا جیسے درخت تخلیق بھی بیج سے ہوتا ہے اور بیج کو اپنے اندر چھپائے بھی رکھتا ہے۔ روحِ سلطانی روحِ قدسی کا پہلا لباس ہے۔

اسی مقام پر فرشتوں کی تخلیق بھی روحِ قدسی سے ہوئی۔ عالمِ جبروت میں انسان کی روح کی تمام صفات، احوال اور افعال وہی ہیں جو فرشتوں کے ہیں اور اسکی نورانیت بھی ویسی ہے۔ عالمِ ارواح اُلوہیّت کی تفصیل ہے اور اس کے اسماء وصفات کا مرتبہ ہے۔

❁ حضرت ابوسعید مبارک مخزومی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اور چوتھا مرتبہ ارواح کا مرتبہ ہے اس سے مراد عالم کون کی چیزیں ہیں جو مجرد اور بسیط ہیں جو اپنی ذاتوں اور شکلوں پر ظاہر ہوئی ہیں۔

Marfat.com

روح ہر مادے سے مجرد اور منفرد ہے اور اجسام کے عوارض' الوان اور اشکال سے پاک ہے۔ قابلِ ادراک خود اور غیر خود ہے۔ یہ روح ایک وجودِ بسیط ہے جس کی کوئی صورت نہیں مگر جس صورت میں چاہتی ہے نمودار ہوجاتی ہے اس لیے فرشتے جس صورت میں چاہتے ہیں نمودار ہو جاتے ہیں اور یہ معنی ہر صورت میں ظاہر ہیں۔ اور یہ وہ مرتبہ ذات ہے جس میں ذات ''روحِ سلطانی'' کے نام سے موسوم ہے۔

جبروت عربی میں جوڑنے اور ملانے کو بھی کہتے ہیں یہ مرتبہ مراتبِ الٰہیہ' مراتب حقّی یا عالمِ امر یا حقائقِ الٰہیہ (احدیت' وحدت' واحدیت) اور مراتبِ کونیہ' مراتب خلقی یا عالمِ خلق (جبروت' ملکوت اور ناسوت) کے درمیان بمنزلہ پُل' سیڑھی اور واسطے کے ہے اس لیے اس مقام کو جبروت کہتے ہیں۔ یہی مقامِ جبرائیل علیہ السلام ہے جو اللہ تعالیٰ اور انبیاء کے درمیان وسیلہ رہے ہیں اور عبد و معبود اور خالق و مخلوق کے درمیان تعلق جوڑنے پر معمور ہیں۔ یہ مقام عالمِ غیب اور عالمِ کثیف کے درمیان گویا ایک برزخ (پردہ) اور سیڑھی کے ہے۔

عالمِ مثال (ملکوت)

❁ پانچواں مرتبہ تعین چہارم' مرتبہ ''اَنْ اُعْرَفَ'' (میں پہچانا جاؤں) ہے یہ مرتبہ ملکوت جہاں روحِ سلطانی نے خود کو روحِ نورانی میں مخفی کیا اور مثالی صورتوں میں ظاہر ہوئی۔ اس مرتبہ سے قبل ذاتِ حق تعالیٰ پوشیدہ تھی اس کو پہچاننا ناممکن تھا۔ مرتبہ احدیت، وحدت اور واحدیت میں اللہ تعالیٰ باطن میں تھا اور اظہار کے عمل سے گزر رہا تھا لیکن عالمِ مثال یا عالمِ ملکوت اللہ تعالیٰ کی پہچان یا ظاہر ہونے کا ابتدائی مرتبہ ہے۔ روح میں جو کچھ مستور تھا عالمِ مثال میں اس کا ظہور مثالی صورتوں میں ہوا۔ عالمِ مثال میں خالی صورتیں ہوتی ہیں لہٰذا اس عالمِ مثال میں صورت آ گئی مگر ابھی کثافت نہیں آئی۔

❁ حضرت ابو سعید مبارک مخزومی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اس عالم کی مثال سایہ ہے جو نظر تو آتا ہے مگر پکڑنے سے پکڑا نہیں جاتا یہ عالمِ مثال (عالمِ ملکوت) اشیائے کونیہ مرکبہ لطیف ہے یعنی وہ اشیاء جو نہ ٹکڑے ٹکڑے ہونے اور نہ پھٹنے جڑنے کو قبول کرتی ہیں۔ حیوانات' نباتات اور جمادات کی ارواح کو یہاں عالمِ ملکوت میں تخلیق کیا گیا۔

عالمِ اجسام (ناسوت)

❁ یہ مرتبہ ''فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ'' (پس میں نے مخلوق کو خلق کیا) ہے۔ مرتبہ ششم اور تعین پنجم پر مثالی

Marfat.com

صورتوں نے اجسام حاصل کیے اور مخلوق کے مختلف جسم ظاہر ہوئے۔ اور ان اجسام میں ذات روحِ نورانی پر روحِ جسمانی یا حیوانی کا پرت ڈال کر عنصری جسمانی صورت میں مخلوق میں ظاہر ہوگئی یوں اللہ تعالیٰ عالمِ احدیت سے نزول کر کے عالمِ ناسوت میں ظاہر ہوگیا۔ یاد رکھیں اجسام کا یہ عالم عرش سے فرش تک پھیلا ہوا ہے۔ اسے عالمِ ناسوت کہتے ہیں۔

❁ حضرت ابوسعید مبارک مخزومی رحمتہ اللہ علیہ اس مرتبہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

اور چھٹا مرتبہ عالمِ اجسام کا ہے اس سے مراد اشیاء کونیہ کثیفہ ہیں جو ٹکڑے ٹکڑے ہونے اور جدا جدا ہونے کو قبول کرتی ہیں اور پکڑی جا سکتی ہیں۔

حق تعالیٰ مرتبہ احدیت سے تنزل فرماتے ہوئے عالمِ اجسام میں آ گیا لیکن یہ مت سمجھ کہ یہاں آ گیا تو وہاں نہیں بلکہ یہاں بھی ہے اور وہاں بھی۔

انسان

ساتواں مرتبہ تعین ششم ہے جو تمام مراتب کا جامع ہے جس میں اللہ تعالیٰ کامل طور پر دیگر مخلوقات کی نسبت عالمِ ناسوت میں انسان کی بشری صورت میں روحِ جسمانی کے پرتو میں ظاہر ہوا۔ یعنی حق تعالیٰ نے نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روحِ قدسی' روحِ قدسی سے روحِ سلطانی' روحِ سلطانی سے روحِ روحانی اور روحِ روحانی سے روحِ جسمانی کی صورت میں انسان یعنی بشر میں ظہور فرمایا لیکن وہ انسان جس میں یہ ظہور کامل مکمل اور اُتّم ہوا وہ انسانِ کامل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پاک ہے اور ان تمام مراتب کے مظہرِ اُتّم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔

❁ حضرت ابوسعید مبارک مخزومی رحمتہ اللہ علیہ اس مرتبہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

اور ساتواں مرتبہ ان تمام مراتبِ مذکورہ جسمانیہ، نورانیہ، روحانیہ، وحدت واحدیت کا مرتبہ جامعیت ہے وہ آخری تجلی اور آخری لباس ہے اور اس کا نام انسان ہے۔

❁ خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ عَلٰى صُوْرَتِهٖ ترجمہ: ''میں نے آدمؑ کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا'' اسی کمالیت پر دال ہے۔ اس مرتبے میں انسانِ کامل مظہرِ اُتّم کبریا اور آئینہ حق ہوتا ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ نے ذات یعنی ''احدیت'' سے ''وحدت'' میں، وحدت سے ''واحدیت'' میں، واحدیت سے ''جبروت'' میں، جبروت سے ''ملکوت'' میں اور ملکوت سے ''ناسوت'' میں نزول فرمایا۔ گویا اللہ تعالیٰ کی ذات

Marfat.com

نے ہر شے میں ظہور فرما کر کائنات کو قائم کیا ہوا ہے۔ وجود صرف اللہ تعالیٰ کا ہے باقی ہر شے معدوم ہے۔ اسی کو ''وحدت الوجود'' کہتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

- وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا o (سورہ النساء 126)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا ہر چیز پر احاطہ ہے۔

- اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ o (سورہ حٰم السجدہ 54)

ترجمہ: یاد رکھ بے شک اس (اللہ تعالیٰ) کا ہر شے پر احاطہ ہے۔

- قرآنِ مجید میں ان مراتب کو یوں بیان فرمایا گیا ہے: ''بے شک تمہارا رب اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ مدتوں (یعنی چھ ادوار) میں بنایا پھر عرش پر استواء فرمایا۔ (سورہ اعراف 54)

اس آیت مبارکہ میں آسمانوں سے مراد مراتبِ الٰہیہ یا مراتبِ حقی یا عالمِ امر (احدیت، وحدت، واحدیت) ہے اور زمینوں سے مراد مراتبِ کونیہ یا خلقی یا عالمِ خلق (عالمِ ارواح، عالمِ امثال، عالمِ اجسام) ہے اور عرش سے مراد حضرت انسانِ کامل ہے جو ان سب مراتب کا جامع ہے۔

اس آیت مبارکہ کی شرح کرتے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جان ہے اگر تم رسی سے ڈول باندھ کر سب سے نیچے کی زمین تک ڈالو تو وہ ڈول اللہ پر اترے گا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی هُوَ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (ھُو اوّل آخر ظاہر باطن ہے اور ھُو ہر شے کا علم رکھتا ہے) اس حدیث مبارکہ کو امام ترمذی نے صحیح ترمذی میں روایت کیا ہے۔

- صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ انسان کائناتِ کبیر ہے اور اس کے اندر (باطن) ہی تمام عالم موجود ہیں جن کو لطائفِ ستہ کا نام دیا ہے چنانچہ انسانِ کامل کا جسم عالمِ اجسام کو شامل ہے، نفس، قلب، من یا دِل عالمِ امثال کو شامل ہے، سِرّ واحدیت، خفی وحدت اور اخفیٰ احدیت ہے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اپنے فرزند امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے مرآۃ العارفین میں فرماتے ہیں: ''اے بیٹا احدیت، وحدت، واحدیت، عالمِ ارواح، عالمِ امثال اور عالمِ اجسام سب کچھ تیرے اندر ہے تجھ سے باہر کچھ نہیں تیرا مرض تجھی میں ہے اور تیری دوا تجھی سے ہے۔ (کنز العارفین شرح مرآۃ العارفین ترجمہ و شرح خادم حسین)

- حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا فرمان ہے: ''تیری بیماری تجھ میں ہے تو نہیں سمجھتا دوا تیری تجھی میں ہے تو نہیں دیکھتا۔ تو گمان کرتا ہے کہ تو عالمِ صغیر ہے حالانکہ تجھ میں ایک بڑا عالم (جہان) سمایا ہوا ہے اور تو وہ

Marfat.com

کتابِ مبین ہے جس کے حروف سے تمام مضمرات ظاہر ہوتے ہیں۔ تجھے باہر سے حاجت نہیں تیرا فکر تجھ میں ہے اور تو فکر نہیں کرتا۔ (مرقاۃ السالکین شرح مرآۃ العارفین)

ذاتِ حق نے کثرت میں جلوہ گر ہونے کے لیے مرتبہ بمرتبہ ظہور فرمایا اور مرتبہِ انسان پر یہ ظہور ختم ہوا۔ ظہور کے ان مراتب کو صوفیائے کرام نزول کہتے ہیں۔ جب انسان اللہ تعالیٰ کی طرف بڑھتا ہے اور ''سیر الی اللہ'' کرتا ہوا اِن مراتب کو طے کر کے توحیدِ ذاتِ حق تک پہنچتا ہے تو اس کو عروج کہتے ہیں۔ سیر الی اللہ سے مراد بندے کی اللہ تک سیر ہے۔ جب بندے کو عرفانِ ذات نصیب ہو جاتا ہے تو سیر الی اللہ ختم ہو جاتی ہے اس سے آگے سیر فی اللہ شروع ہوتی ہے اور توحیدِ حق میں غرق ہو کر ''سیر فی اللہ'' کرنا غیر متناہی ہے۔ اس کی کوئی حد نہیں۔ جس طرح ذاتِ حق غیر محدود ہے اسی طرح اس کی سیر بھی غیر محدود ہے۔ عروجِ انسانی یہ ہے کہ انسان دائرہِ وجود کی چاروں قوسوں یعنی ناسوت' ملکوت' جبروت اور لاھوت کو طے کر جائے۔ ان چاروں مقامات کے اعمال کا نام شریعت' طریقت' حقیقت اور معرفت ہے۔ ان مقامات کو طے کرنے والا انسان نبی یا ولی ہوتا ہے اور اسے ''انسانِ کامل'' کہتے ہیں اور جو انسان ان تمام کمالات کا مظہرِ اُتم ہے اُس کا نام خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے۔ اس کے بعد جس کو یہ مرتبہ حاصل ہوا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وسیلہ سے ہی ہوا اور وہ زمانے میں ''انسانِ کامل'' اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نائب ہوتا ہے۔ (مزید تفصیلات کے لیے ملاحظہ فرمائیں باب انسانِ کامل)

گویا اللہ تعالیٰ مرتبہ احدیت میں بطون[1] در بطون تھا اس کے اسماء وصفات اس کی ذات میں مخفی تھے مرتبہ احدیت سے ذات نے تنزّل فرما کر وحدت میں ظہور فرمایا جو نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے۔ اس مرتبہ میں اسماء وصفات کا ظہور علمی اجمالی ہوا پھر اس مرتبہ سے تنزّل فرما کر مرتبہ واحدیت میں ظہور فرمایا اس مرتبہ میں اسماء وصفات کا ظہور علمی تفصیلی ہوا پھر اس سے تنزل فرما کر ذات نے عالمِ ارواح کی صورت پر ظہور فرمایا۔ پھر اس مرتبہ سے تنزل فرما کر عالمِ مثال کی صورت پر ظہور فرمایا پھر اس سے تنزل فرما کر عالمِ اجسام (تمام مخلوقات) کی صورت پر ظہور فرمایا اس مرتبہ پر اسماء وصفات کا ظہور خارجی تفصیلی ہوا۔ مرتبہ احدیت، وحدت اور واحدیت تینوں مراتبِ الٰہیہ (مراتبِ حقی) یا عالمِ امر ہیں جبکہ عالمِ ارواح، مثال اور اجسام تینوں مراتبِ کونیہ (مراتبِ خلقی) عالمِ خَلق یا عالمِ شہادت ہیں۔ پھر حق تعالیٰ نے چاہا کہ ایک ایسی ہستی کو پیدا کیا جائے جو تمام مراتبِ الٰہیہ وکونیہ (حقی وخلقی) کی جامع ہو اور اس کے تمام اسماء وصفات کی مظہر ہو' وہ ہستی حق تعالیٰ کا ایک راز ہو تو اس نے حضرتِ

---

[1] حقیقی اندرونی، بہت گہرائی میں۔

Marfat.com

انسانِ کامل کو پیدا فرمایا۔ اور یہی حقیقتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے۔ لہٰذا ثابت یہ ہوا کہ ہر شے کا مبدا و معاد ذاتِ حق ہے۔ تمام امور اُسی سے ہیں اُسی سے ابتدا اُسی سے انتہا ہے اور تمام امور اسی طرف لوٹنے والے ہیں جیسا کہ موجیں ٹھاٹیں مارتے سمندر سے پیدا ہوتی ہیں اور سمندر ہی میں مٹ جاتی ہیں پس ذاتِ حق بحرِ امواج کی طرح ہے اور جملہ موجوداتِ عالم اُسی کی امواج ہیں۔ عالم بغیر وجودِ آدم کے آئینہ بے جلا کو مانند کرتا تھا شانِ الٰہی نے تقاضا کیا کہ آئینہ عالم جلا پائے اور وہ محلِ روح الٰہی کو قبول کرے لہٰذا آدم اس آئینہ کی جلا اور اس محلِ مستوی کی روح ہے۔ حق تعالیٰ ''انسانِ کامل'' جو اس کا خلیفہ ہے، کے آئینہ دِل میں تجلّی فرماتا ہے اور اس کے آئینہ دِل کا عکس عالم پر فائز ہوتا ہے اور اس فیض کے وصول سے عالم باقی رہتا ہے۔

وحدت الوجود کی اگر خاص خاص اصطلاحوں کو نظر انداز کر دیا جائے تو سادہ اور آسان الفاظ میں اس کی تشریح اس طرح کی جا سکتی ہے کہ بندہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی ذات میں اس طرح فنا کر دیتا ہے کہ اس کی اپنی ہستی ختم ہو جاتی ہے اور وہ مرنے سے پہلے مرجاؤ کے مقام پر پہنچ جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے عشق میں اپنے آپ کو اس طرح گم کر دیتا ہے کہ وہ جو کچھ دیکھتا ہے اللہ کو، جو کچھ سنتا ہے اللہ کو، جو کچھ لیتا ہے تو اللہ سے اور جو کچھ کہتا ہے تو اللہ سے، اس کو ہر طرف اللہ ہی نظر آتا ہے لیکن یہ منزل آسان نہیں ہے اس کے لیے مرشدِ کامل صاحبِ مسمّٰی کی راہبری، ذکر و تصور اسمِ اَللّٰہُ ذات، نیت میں صدق، اخلاص اور ہمّت کی ضرورت ہوتی ہے۔

❁ حضرت سخی سلطان باھُورحمتہ اللہ علیہ اس سلسلہ میں فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

''اَلنِّھَایَۃُ ھُوَ الرُّجُوْعُ اِلَی الْبِدَایَۃِ۔ ترجمہ: انتہا ابتدا کی طرف لوٹ جانے کا نام ہے۔''

ظہورِ حق کی ابتدا چونکہ نُورِ محمدی (مقامِ وحدت) کے ظہور سے ہوئی اور تمام مخلوق نُورِ محمدی سے ظہور پذیر ہوئی اس لیے ''ابتدا'' نُورِ محمدی ہے۔ لہٰذا ''ابتدا'' نُورِ محمدی تک پہنچنا ہی ''انتہا'' ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

جو انسان اس مقام تک پہنچ جاتا ہے وہ سراپا توحید ہو جاتا ہے۔ اور وہی انسانِ کامل ہے۔

❁ حضرت علامہ اقبالؒ نے فرمایا ہے:

❁ بیاں میں نکتۂ توحید آ تو سکتا ہے — ترے دماغ میں بت خانہ ہو تو کیا کہیے
❁ خودی سے اس طلسمِ رنگ و بو کو توڑ سکتے ہیں — یہی توحید ہے جس کو نہ تو سمجھا نہ میں سمجھا
❁ اگر نہ ہو تجھے الجھن تو کھول کر کہہ دوں — وجودِ حضرتِ انسان نہ روح ہے نہ بدن
❁ مکانی ہوں کہ آزادِ مکاں ہوں — جہاں بین ہوں کہ خود سارا جہاں ہوں

Marfat.com

وحدت الوجود کے حق میں دلائل

عارفین اور صوفیاء کرام نے وحدت الوجود (ہمہ اوست' معرفتِ ذات) کو ہی توحید قرار دیا ہے۔ اس سلسلہ میں مختلف عارفین اور اولیاء کرام کے فرمودات کو بیان کیا جارہا ہے۔

❁ پیران پیر غوث الاعظم حضرت عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ:

آپ رضی اللہ عنہٗ تمام اولیاء کرام کے امام ہیں۔

غوث الاعظمؓ درمیانِ اولیاء چوں محمدؐ درمیانِ انبیاء

آپ رضی اللہ عنہٗ کا ارشادِ مبارک ہے کہ ''میرا قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہے۔'' اور یہ بات حق ہے۔ تمام اولیاء اور بڑے سے بڑے عارفین آپ رضی اللہ عنہٗ کی شان میں رطب اللسان رہے۔ آپ رضی اللہ عنہٗ کی منظوری کے بغیر ولایت مل ہی نہیں سکتی۔ (مزید تفصیلات کے لیے پڑھیے باب شان غوث الاعظمؓ)

آپ رضی اللہ عنہٗ کا مسلک معرفتِ ذات ہے۔ اس سلسلہ میں آپ رضی اللہ عنہٗ اپنی کتاب سرّالاسرار میں ارشاد فرماتے ہیں:

❁ خَلَقْتُ رُوْحِ مُحَمَّدٍ (صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم) مِنْ نُّوْرِ وَجْھِیْ

ترجمہ: روحِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کو میں نے اپنے چہرے کے نور سے پیدا فرمایا۔

جیسا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

❁ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ رُوْحِیْ ترجمہ: سب سے پہلے اللہ تبارک وتعالیٰ نے میری روح کو پیدا فرمایا۔

❁ وَاَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ ترجمہ: اور سب سے پہلے اللہ تبارک وتعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا۔

❁ وَاَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ الْقَلَمَ ترجمہ: اور سب سے پہلے اللہ تبارک وتعالیٰ نے قلم کو پیدا فرمایا۔

❁ وَاَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ الْعَقْلَ ترجمہ: اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے سب سے پہلے عقل کو پیدا فرمایا۔

پس ان سب سے مراد ایک ہی شے ہے اور وہ حقیقتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے۔ اور اسے نور اس لیے کہا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ مبارکہ ظلماتِ جلالیہ (جلالی صفات) سے پاک ہے (یعنی آپ سراپا رحمت ہیں) جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

❁ قَدْ جَآءَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّ کِتَابٌ مُّبِیْنٌO (المائدہ۔15)

ترجمہ: پس اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے تمہارے پاس ایک نور اور ایک کتابِ مبین آئی۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام عقل اس لیے رکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمام علوم کا ادراک رکھتے ہیں

Marfat.com

اور قلم اس لیے کہا گیا کہ قلم علم کو نقل کرنے کا سبب (ذریعہ) ہے جیسا کہ عالمِ حروفات میں قلم علم کو نقل (منتقل) کرنے کا ذریعہ ہے۔ پس روحِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمام کائنات (عالمِ موجودات) کا خلاصہ اور کائنات کی ابتدا اور اس کی اصل ہے جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے:

❁ اَنَا مِنَ اللّٰہِ وَالْمُؤْمِنُوْنَ مِنِّیْ ترجمہ: میں اللہ پاک سے ہوں اور تمام مومنین مجھ سے ہیں۔

اور اللہ پاک نے تمام ارواح کو اس (حقیقتِ محمدیہ) سے عالمِ لاھوت میں احسن و حقیقی صورت میں پیدا فرمایا اور اُسے "انسان" کا نام دیا اور یہی عالم (یعنی عالمِ لاھوت) اُس کا اصلی وطن ہے۔ پس جب (انسانی ارواح کی تخلیق کو) چار ہزار سال گزر گئے تو اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آنکھ مبارک کے نور سے عرش کو پیدا فرمایا اور پھر عرش سے باقی کائنات کو پیدا فرمایا۔ پھر تمام ارواح کو کائنات کے سب سے نیچے والے طبقے عالمِ اجسام کی طرف پھیر دیا گیا (یا منتقل کر دیا گیا) جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

❁ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ (التین۔5)

ترجمہ: پس ہم نے اس (روحِ قدسی) کو اسفل سافلین (سب سے نیچے والے درجہ) کی طرف پھیر دیا۔

یعنی سب سے پہلے (روحِ قدسی کو) عالمِ لاھوت سے عالمِ جبروت میں اتارا۔ پس اللہ تعالیٰ نے حرمین کے درمیان نورِ جبروت سے (روحِ قدسی کو) ایک لباس پہنایا وہ روحِ سلطانی ہے۔ پھر (روحِ قدسی کو اسی لباس میں) وہاں سے عالمِ ملکوت میں اتارا اور نورِ ملکوت کا لباس پہنایا جہاں وہ روحِ روحانی کہلائی۔ پھر عالمِ ملکوت سے عالمِ مُلک کی طرف اُس کا نزول ہوا جہاں نورِ مُلک کا لباس پہنایا اور یہاں روح (روحِ قدسی) روحِ جسمانی کہلائی۔ پھر اس سے اجسام پیدا فرمائے جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

❁ مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِیْهَا نُعِیْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰی (طٰہٰ۔55)

ترجمہ: ہم نے تمہیں اسی (زمین) سے پیدا کیا اور اسی میں دوبارہ لوٹائیں گے اور اسی میں سے پھر سے اٹھائیں (زندہ کریں) گے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ارواح کو اجسام میں داخل ہونے کا حکم فرمایا، پس بحکمِ الٰہی وہ (اجسام میں) داخل ہوگئیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ (الحجر۔29) ترجمہ: اور میں نے اس میں اپنی روح پھونک دی۔

پس جب ارواح کا اجسام سے تعلق قائم ہوگیا تو وہ اُس عہد (اقرار) کو بھول گئیں جو انہوں نے یومِ میثاق اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ (کے جواب میں) قَالُوْا بَلٰی کہہ کر کیا تھا۔ پس وہ اپنے اصلی وطن (عالمِ لاھوت) کو بھول

Marfat.com

گئیں۔ پس اللہ رحمٰن نے اُن پر رحم فرماتے ہوئے ان کی مدد کی اور آسمانی کتابیں نازل فرمائیں تاکہ وہ اپنے اصلی وطن کو یاد رکھیں جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

❁ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ ط (ابراہیم۔5) ترجمہ: اور یاد دلائیں اُن کو اللہ کے (ساتھ گزرے) دن۔ یعنی اللہ کے وصال میں گزرے دن جو وہ ارواح کی صورت میں گزار چکے تھے۔ پس تمام انبیاء کرام دنیا میں تشریف لائے اور (اُنہیں اس عہد کی یاددہانی کرواتے ہوئے) واپس آخرت کی طرف لوٹ گئے۔ (سرالاسرار)

❁ غوث الاعظمؓ جب اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے تو اللہ تعالیٰ سے پوچھا:-

ثُمَّ قُلْتُ يَارَبَّ الْغَوْثِ هَلْ لَكَ مَطِيَّةٌ

قَالَ

يَاغَوْثَ الْاَعْظَمِ جَعَلْتُ الْاِنْسَانَ مَطِيَّتِيْ وَجَعَلْتُ سَائِرَالْاَكْوَانِ مَطِيَّةَ الْاِنْسَانِ

وَقَالَ لِيْ

يَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ نِعْمَ الطَّالِبُ اَنَا وَنِعْمَ الْمَطْلُوْبُ الْاِنْسَانُ نِعْمَ الرَّاكِبُ اَنَا وَنِعْمَ الْمَرْكُوْبُ الْاِنْسَانُ وَنِعْمَ الرَّاكِبُ الْاِنْسَانُ وَنِعْمَ الْمَرْكُوْبُ لَهٗ سَائِرُالْاَكْوَانِ۔

ترجمہ: پھر میں نے کہا اے غوث کے رب! کیا تیرے لیے سواری ہے؟

فرمایا:

''اے غوث الاعظمؓ! میں نے انسان کو اپنی سواری اور ساری کائنات کو انسان کی سواری بنایا ہے۔''

پھر مجھے فرمایا:

''اے غوث الاعظمؓ! کتنا اچھا طالب میں ہوں اور کتنا اچھا مطلوب انسان ہے، کتنا اچھا سوار میں ہوں اور کتنی اچھی سواری انسان ہے اور کتنا اچھا سوار انسان ہے جس کی کتنی اچھی سواری کائنات ہے۔'' (الرسالۃ الغوثیہ مترجم حضرت غلام دستگیر القادریؒ)

سلسلہ چشتیہ کے مشائخ فکری لحاظ سے وحدت الوجود کے قائل تھے انہوں نے شیخ الاکبر کی کتب خصوصاً فصوص الحکم اور فتوحاتِ مکیہ کا گہرا مطالعہ کیا اور اپنی خانقاہوں میں ان کتب کا باقاعدہ درس دیتے تھے لیکن کسی بحث ومباحثہ میں نہیں الجھتے تھے۔ اس طرح سہروردیہ سلسلہ کے بزرگ وحدت الوجود کے مسئلہ سے دور رہے اور انہوں نے اسے موضوع بحث بھی نہ بنایا۔ جب کہ قادریہ سلسلہ تو ہے ہی وحدت الوجود۔ قادریہ سلسلہ میں جو وحدت الوجود کی مخالفت کرتے ہیں اُن کا علم ظاہری ہوتا ہے اور انہیں ابھی مشاہدات باطنی کی ہوا بھی نہیں لگی ہوتی۔ جہاں تک نقشبندیہ سلسلہ کا تعلق ہے تو انہوں نے برصغیر میں وحدت الوجود کی نہ صرف سخت مخالفت کی

Marfat.com

بلکہ اس کے رد میں نظریہ وحدت الشہود پیش کیا۔ ذیل میں ہم برصغیر کے چند اہم صوفیاء اور مشائخ کے نظریات کا وحدت الوجود کے حوالے سے جائزہ پیش کرتے ہیں:

❁ برصغیر میں تصوف پر سب سے پہلی کتاب کشف المحجوب لکھی گئی۔ اس کے مصنف ابوالحسن علی بن عثمان الہجویری المعروف حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ ہیں۔ کشف المحجوب میں اگرچہ وحدت الوجود کے حوالے سے براہِ راست تو کوئی بحث موجود نہیں تاہم اس کا مواد اس میں تلاش کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً شیخ ہجویری رحمتہ اللہ علیہ نے معرفتِ الٰہی اور توحید کے حوالے سے لکھا ہے:

''ہر چیز کی ذات اس (اللہ) کی ذات سے ہے' ہر چیز کا اثر اس کے اثر سے ہے' ہر شے کی صفت اس کی صفت سے ہے۔ متحرک اس سے متحرک اور ساکن اس سے ساکن ہے۔ بندہ کا فعل محض مجازاً ہے ورنہ درحقیقت وہ فعل خداوند عالم کا ہے۔ اس طرح اس کا قلب خدا کی دوستی کا محل ہے۔ آنکھیں اس کے دیدار کا محل اور جانِ عبرت کا محل ہو جاتی ہے۔'' (کشف المحجوب مترجم ابوالحسنات)

❁ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ اپنے ملفوظات میں فرماتے ہیں:

''اے قطب الدین توحیدِ وجودی کیا چیز ہے؟ وہ کیفیت ہے کہ عارف کو توحید کے نشہ میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خود عارف اور کُل عالم عین ذاتِ حق ہے۔ یہ امر اُن فرضی تصورات کا ثمرہ اور نتیجہ ہے جو بزرگوں نے فنا و بقا کے حاصل کرنے کے واسطے مقرر کیے ہیں مگر فی الحقیقت اپنے آپ کو اور کائنات کو عین ذاتِ حق جاننا کفر ہے کیونکہ یہ صفت تنزیہہ کے خلاف ہے اسی طرح توحیدِ ظلّی (وحدت الشہود) یعنی جو صوفی کائنات کو اللہ تعالیٰ کا سایہ جانتے ہیں وہ بھی غلطی پر ہیں کیونکہ جب حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جسمِ لطیف کا سایہ نہ تھا تو اللہ تعالیٰ کا سایہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ ہاں عالم اسماء و صفاتِ الٰہی کا مظہر (جائے ظہور) ہے اور اسماء و صفات مظہرِ ذات ہیں (مظہر بمعنی ظاہر کرنے والا) اِسی مناسبت کے سبب سے عارف لوگ عالمِ سکر میں توحیدِ وجودی اور ظلّی کے قائل ہو جاتے ہیں ورنہ وہ ذات پاک ہر شے سے منزّہ ہے۔'' (مقابیس مجالس مترجم کپتان واحد بخش سیال)

❁ حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے طالبِ خاص محرمِ راز حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کے نام ایک خط تحریر فرمایا جس میں آپؒ نے اسلام کے پانچوں ارکان کے وہ اسرار کھول کر بیان فرمائے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو تلقین کیے تھے۔ حقیقتِ حج کے بیان میں آپؒ نے وحدت الوجود کا فلسفہ بیان کیا آپؒ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

Marfat.com

اے عمر رضی اللہ عنہ! یقین جانو کہ خانہ کعبہ انسان کا دل ہے۔ چنانچہ ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے کہ:

قَلْبُ الْاِنْسَانِ بَيْتُ الرَّحْمٰنِ۔

ترجمہ: یعنی انسان کا دل دراصل خانہ کعبہ ہے۔ بلکہ فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے کہ:

قَلْبُ الْمُؤْمِنِ عَرْشُ اللّٰهِ تَعَالٰی۔

ترجمہ: یعنی مومن کا دل عرشِ الٰہی ہے۔ پس کعبہ دل کا حج کرنا چاہیے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کعبۂ دل کا حج کس طرح کرنا چاہیے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ انسان کا وجود بمنزلہ ایک چار دیواری کے ہے۔ اگر اس چار دیواری میں سے شک و وہم غیر اللہ کا پردہ دور کر دیا جائے تو دل کے صحن میں خدا کی ذات کا جلوہ نظر آئے گا۔ حجِ کعبہ کا یہی مقصد ہے۔

نیز ایسا حقیقی حج کرنے سے یہ بھی مقصود ہے کہ انسان اپنی خودی و ہستی کو اس طرح مٹا دے کہ ہستی کا ذرہ بھر بھی باقی نہ رہے حتیٰ کہ ظاہر و باطن یکساں پاکیزہ ہو جائے اور دل صفاتِ الٰہی سے متصف ہو جائے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی ہستی کو فنا کیونکر حاصل ہو سکتی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ محبوبِ حقیقی یعنی خدا تعالیٰ پر عاشق ہونے سے، جو شخص عاشقِ الٰہی ہو گیا وہ فنا فی اللہ ہو گیا اور جو فنا فی اللہ ہو گیا وہ ذاتِ حق کا مظہر ہو گیا۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سوال کیا کہ حضرت! دل کو خانۂ خدا اور عرشِ الٰہی کیوں قرار دیا ہے؟

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جواب دیا کہ ارشادِ باری ہے:

وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ۭ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ (الذٰریٰت-21)

یعنی خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ لوگو! میں تمہارے اندر ہی ہوں۔ پھر تم مجھے کیوں نہیں دیکھتے؟

اے عمر رضی اللہ عنہ! رہنے کی جگہ کو گھر کہتے ہیں۔ چونکہ خدا تعالیٰ دل میں رہتا ہے لہٰذا خانۂ خدا اور عرشِ الٰہی قرار دیا۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سوال کیا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اس خاک کے پتلے میں بولنے والا۔ سننے والا اور دیکھنے والا کون ہے اور کیسا ہے؟

پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہی (اللہ) بولنے والا ہے۔ وہی سننے والا ہے اور وہی دیکھنے والا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ حضرت کعبۂ دل کا حج کون ادا کرتا ہے؟

آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے فرمایا کہ خود ذاتِ خداوندی۔ یعنی جب بندہ نفس کا پردہ دور کر دیتا ہے اور عبد و معبود

Marfat.com

کے درمیان کوئی پردہ باقی نہیں رہتا تو وہ صفاتِ الٰہی سے متصف ہو جاتا ہے اور اس کے دل میں ذاتِ الٰہی کی سمائی ہو جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ کا بندے کے دل میں سمانا ہی کعبۂ دل کا حج (حجِ حقیقی) ہے۔

حضرت عمرؓ نے پھر سوال کیا کہ حضور ﷺ جب سب کچھ اسی ذاتِ مقدس کا ظہور ہے تو پھر یہ راہنمائی کس کو اور کیونکر ہے؟

حضور پر نور ﷺ نے فرمایا کہ وہ خود ہی راہنما ہے اور خود اپنی ہی راہنمائی کرتا ہے۔

حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ حضور ﷺ پھر یہ گونا گوں نقش ونگار کیوں ہیں؟

پیغمبرِ خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ راہنمائی کی مثال سوداگری کی سی ہے کہ جس چیز کا کوئی گاہک ہو سوداگر اس کو وہی چیز دیتا ہے۔ گیہوں کے خریدار کو جو ہرگز نہیں دیئے جاتے اور نہ ہی جو کے خریدار کو گیہوں دیئے جاتے ہیں۔

اے عمر (ؓ)! پیغمبروں کی مثال ایسی ہے جیسے اطباء۔ یعنی جس طرح طبیب مریض کی طبیعت اور مرض کے موافق دوا دیتا ہے اور اسی موافق طبع دوا کے باعث اس مریض کو شفا حاصل ہوتی ہے۔ اسی طرح پیغمبر[1] بھی روحانی ایمانداروں کو ان کی باطنی استعداد اور روحانی مرض کے موافق دوائے معرفت عطا فرماتے ہیں جس کی بدولت مریض روحانی شفائے کلی پا کر عارفِ الٰہی بن جاتا ہے۔ پھر حضرت عمرؓ نے سوال کیا کہ ذاتِ رحمٰن کیا ہے؟ اور دیگر اشیاء کیا ہیں؟

حضور سرورِ کائنات ﷺ نے جواب دیا کہ تمام اشیاء مظہرِ الٰہی ہیں۔ درحقیقت سب ایک ہی ہیں۔ ظہور کی صفات مختلف ہیں۔ جیسا کہ مطلب ایک ہوتا ہے اور اس کو مختلف عبارتوں سے ادا کیا جاتا ہے۔ اسی طرح ذات ایک ہی ہے لیکن اس کے مظاہر مختلف ہیں۔

ارشادِ خداوندی ہے:

وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطًا ؀ (سورہ النساء 126)

یعنی "اللہ تعالیٰ کا ہر چیز پر احاطہ ہے۔" لیکن انسان کو دیگر تمام مخلوقات پر شرف و بزرگی حاصل ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰى صُوْرَتِهٖ۔ یعنی خدا تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔

حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ حضرت (ﷺ)! جب انسان اشرف المخلوقات ٹھہرا تو پھر اس میں خاص و عام اور کافر و مسلمان ہونے کا کیا باعث؟

---

[1] پیغمبر آخر الزماں حضور نبی اکرم ﷺ کے بعد یہی فریضہ اولیاء اللہ کے ذمہ ہے۔

Marfat.com

فرمایا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ۔ یعنی ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔

نیز ارشاد ہے:

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ۔ یعنی ہر شخص موت کا مزہ چکھنے والا ہے۔

موت دراصل اس حدیث کی مصداق ہونی چاہیے کہ:

اَلْمَوْتُ جِسْرٌ يُوْصِلُ الْحَبِيْبَ اِلَى الْحَبِيْبِ۔

یعنی موت ایک پل ہے۔ جس کو طالبِ مولیٰ عبور کر کے واصل الٰہی ہو جاتا ہے۔ (اسرارِ حقیقی)

❁ شیخ شرف الدین بو علی قلندر رحمتہ اللہ علیہ کے مکتوبات میں سے ایک اقتباس وجودی رنگ لیے ہوئے ہے:

''اے برادر! عاشق ہو جاؤ اور دونوں عالم کو معشوق کا حسن جانو اور اپنے آپ کو معشوق کا حسن کہو۔ عاشق نے اپنے عشق سے تمہارے وجود کا ملک بنایا تا کہ اپنے حسن و جمال کو تمہارے آئینے میں دیکھے اور تم کو محرمِ اسرار جانے اور الانسان سرّی (انسان میرا بھید ہے) تمہاری شان میں آیا ہے۔ عاشق ہو جاؤ تا کہ حسن کو ہمیشہ دیکھو۔''

مثنوی سے لیے گئے درج ذیل اشعار وحدت الوجود پر دلالت کرتے ہیں:

بودہ ام در باغ وحدت بے نشان — چوں بکثرت آمدم گشتم عیاں

دیدِ حسن خویش با چشم شہود — خود تجلی کرد در ملک وجود

امر و بم روح کردہ نام ما — کرد پر ساقیِ وحدتِ جام ما

ترجمہ: میں وحدت کے باغ میں بے نشان تھی جب دنیا میں آئی تو ظاہر ہوئی۔ خدا نے اپنے حسن کی طرف موجود ہونے کی نظر سے دیکھا اور خود ہستی کے ملک میں جلوہ کیا۔ میرے رب کے حکم نے میرا نام روح کیا۔ ساقیٔ وحدت نے میرا پیالہ پُر کیا۔ (شیخ اکبر محی الدین ابنِ عربی۔ محمد شفیع بلوچ)

❁ سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ نے دو ایک جگہ مقاماتِ اولیاء کے متعلق جو اشارات کیے ہیں ان سے خیال ہوتا ہے کہ وہ بھی ابنِ عربیؒ کے نظریے سے متاثر تھے بلکہ انہوں نے کہا:

''جب ولی مقامِ قطبیت اور غوثیت و فردیت کو طے کر کے مرتبہ محبوبیت کو پہنچتا ہے تو اس کی ذات مظہرِ الٰہی ہو جاتی ہے اور اس کا ارادہ بھی اللہ کا ارادہ ہو جاتا ہے۔'' (آبِ کوثر شیخ محمد اکرام ادارہ آبِ کوثر لاہور 1987)

Marfat.com

سید محمد حسینی خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رحمتہ اللہ علیہ نے شرح فصوص الحکم اور شیخ الاکبر کے ایک اور رسالہ کا ترجمہ ''خواشی قوت القلوب'' کے نام سے کیا۔ تاریخ ادبیات مسلمانانِ پاک و ہند جلد ششم' صفحہ ۲۵۷ پر لکھا ہے:

''خواجہ بندہ نواز کے اشعار اور ان کی تصنیف 'معراج العاشقین' کے ابتدائی حصہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہیں وجود اور وجودیت کا نہ صرف علمی اندازہ تھا بلکہ اس سے انہیں مشاہداتی اور کیفیاتی تعارف و شناسائی بھی تھی۔ وہ شہباز تخلص کرتے تھے ان کا یہ شعر دیکھیے جو راگ رام کلی میں ہے اس کا مضمون وحدت الوجودی ہے:

مخفی نانون معشوق رکھ ظاہر شہباز کہلائے　　　عشق کے جینی چند بند اپنی آپ کہلائے

ایک جگہ دوئی کو مٹا کر یکتائی پیدا کرنے کا سبق اس طرح دیتے ہیں:

دوئی دوئی تائی دور کریکٹ واحد ہونا　　　چاروں کپڑے جال کر مجنوں ہو رہنا

(مجلس صوفیہ)

شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ کی تصانیف کا موضوع وحدت الوجود تھا۔ انہوں نے فصوص الحکم پر حواشی لکھے۔ دسویں صدی ہجری میں وحدت الوجود کی اشاعت میں غیر معمولی حصہ لیا۔ ان کے نزدیک وحدت الوجود اسرارِ الٰہی میں سے ہے اور ایک ایسی حقیقت جس کا تعلق باطنی سربلندیوں سے ہے۔ رسالہ غریب الفوائد میں لکھتے ہیں:

''اہلِ شریعت کے نزدیک خداوند تعالیٰ اور عالم کی نسبت وہی ہے جو کاتب اور حروف و کلمات کی ہوتی ہے' اہلِ حکمت کے نزدیک یہ نسبت وہی ہے جو نسبت تخم کی درخت سے ہوتی ہے۔ لیکن اہلِ وحدت کے نزدیک یہ نسبت وہی ہے جو سیاہی کی نسبت حروف سے ہوتی ہے۔ حروف سیاہی سے نکلتے ہیں بلکہ یہ عین سیاہی ہیں لیکن حروف کو سیاہی نہیں کہیں گے اگر کوئی ایسا کہتا ہے تو یہ اس کی غلطی کہی جائے گی کیونکہ ان کی ظاہری شکل وصورت مختلف ہے لیکن یہ دیکھا اور سمجھا جا سکتا ہے کہ حروف در حقیقت عین سیاہی ہیں۔''

حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے مرشد حضرت خواجہ باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ کی تصنیف ''حقیقت الحقائق'' وحدت الوجود سے متعلق ہے۔ اگرچہ رباعیات اور مثنوی کے مطالعہ سے ہی حضرت خواجہ کے نظریہ کا اندازہ ہو جاتا ہے لیکن رسالہ کے مطالعہ سے ان کے مسلک و موقف اور عقیدہ وحدت الوجود پر مزید روشنی پڑتی ہے۔ ایک جگہ لکھتے ہیں:

''شب و روز وحدت کے خیال میں رہنا چاہیے۔ اگر تم سرداری چاہتے ہو تو واحد ہو اور واحد رہو۔ واحد ہونا یہ ہے کہ دوئی کے خیال سے بھی باہر آ جاؤ اور واحد رہنے کے معنی یہ ہیں کہ ہمیشہ وحدت میں رہو اور ذہنی اور قلبی پراگندگی اور غم واندوہ کو اپنے پاس نہ پھٹکنے دو کیونکہ یہ سب دوئی کی علامات ہیں جب دوئی مٹ جائے گی

Marfat.com

تو دونوں عالم میں آسودگی حاصل ہو گی۔ اس عالم میں غیر کہاں اور غیر کیسے موجود ہوا۔

اگر ہزار سال اس پر غور کرو گے تو بھی سوائے حقیقتِ مطلقہ جو عین وحدت ہے کچھ نہ پا سکو گے۔ اس لیے کہ اس کا غیر وہی ہے اور وہی سب کچھ ہے۔ اس کا وجود ظہور ہے، عدم، بطون، اوّل، آخر، ظاہر، باطن، مقید، مطلق، کل، جز، مشبہ، منزہ، سب وہی ہے۔'' (شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ۔ از محمد شفیع بلوچ)

❁ حضرت میاں میر قادری رحمتہ اللہ علیہ کو وحدت الوجودی فلسفے سے خاص محبت تھی۔ عملِ صالح میں لکھا ہے کہ آپ کو شیخ محی الدین ابنِ العربیؒ کی کتاب فتوحاتِ مکیہ کا اکثر حصہ حفظ تھا اور مولانا جامی رحمتہ اللہ علیہ کی شرح فصوص الحکم بھی آپ کو پوری طرح حفظ تھی۔ دارا شکوہ 'سکینۃ الاولیاء' میں لکھتا ہے:

''وحدت و کثرت کے مسائل کو آپ اکثر لوگوں سے پوشیدہ رکھتے تھے اور ممکن نہ تھا کہ آپ کی زبان پر وہ باتیں بیان ہوں جو وجد و اسرار سے متعلق ہوتی ہیں۔''

❁ شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ کے والد شاہ عبدالرحیم رحمتہ اللہ علیہ بھی وحدت الوجود کے حامی تھے۔ انہوں نے فصوص الحکم کا گہرا مطالعہ کیا تھا اور اس کو قرآنی آیات اور احادیث کے مطابق قرار دیتے تھے لیکن یہ بھی فرماتے تھے: ''اس مسئلہ کو جو لوگ صحیح طور پر نہیں سمجھ سکتے وہ الحاد و زندقہ کے بھنور میں ڈوب جاتے ہیں۔'' چنانچہ وہ کسی حال میں یہ پسند نہ کرتے تھے کہ وحدت الوجود کے قائل ہونے کے بعد شریعت کی پابندی نہ کی جائے اور خود انہوں نے اس کا عملی نمونہ بھی پیش کیا۔

❁ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کی اساسی تعلیمات اور اسلام و تصوف کے بارے میں ان کی معتدلانہ، متوازن اور تطبیقی کوششوں کے بارے میں پروفیسر عزیز احمد لکھتے ہیں:

''اٹھارہویں صدی کے ابتدائی دور میں مسلم ہندوستان کی مذہبی فکرِ نو کی ضروریات میں شاہ ولی اللہؒ کا جو حصہ ہے وہ ایک طرف اسلامی فقہ کو نظم و ضبطِ حدیث کے تحت لانا تھا اور دوسری جانب مختلف صوفی نظاموں کے بچے کھچے حصوں کو مروجہ راسخ اسلام میں مکمل طور پر جذب کرنا تھا انہوں نے یہ بتایا کہ پیغمبرانہ وحی کے دور کے بعد صوفیانہ کشف حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے شروع ہوا اور ابنِ عربیؒ کی تصانیف میں اپنے اختتام کو پہنچ گیا۔ بعد ازاں انہوں نے ابنِ عربیؒ کے وحدت الوجود اور شیخ احمد سرہندی کے وحدت الشہود کو ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی۔'' (شیخ اکبر محی الدین ابنِ عربیؒ از شفیع بلوچ)

❁ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے دور میں وحدت الوجود اور وحدت الشہود کا اختلاف اپنے عروج پر تھا۔ آپ نے اسے نزاعِ لفظی قرار دیتے ہوئے ہر دو نظریات میں تطبیق دیتے ہوئے نفسِ کلیہ کا نظریہ پیش کیا جس

Marfat.com

کا مفہوم یہ ہے کہ:

''کائنات کی ہر چیز ایک اعتبار سے نفسِ کلیہ کی عین ہے اور صوفیاء اسی کے لیے بحر اور موج کی مثال دیتے ہیں۔ لیکن اس سے اوپر نفسِ کلیہ سے لے کر واجب الوجود تک جو منزل ہے اس کی کیفیت معلوم کرنا عقل کے بس کی بات نہیں۔ یہ مقام چونکہ عقل کے احاطے سے خارج ہے اس لیے اس کی تعبیر میں ہر قسم کے مشتبہ الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں۔'' (شاہ ولی اللہ مصنف پروفیسر محمد سرور ناشر ادارہ ثقافتِ اسلامیہ لاہور)

❁ تمام دقیق صوفیانہ اصطلاحات سے منزّہ و مبرّا' واضح انداز میں شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ' وحدت الوجود کو توحید صفاتی قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''توحید صفاتی سے مراد یہ ہے کہ سالک مختلف صورتوں اور مظاہر میں صرف ایک اصل کو جلوہ گر دیکھے اور بغیر کسی شک وشبہ کے اس بات کو بداہتہً مان لے کہ سارے کے سارے اختلافات ایک ہی اصل میں ثابت اور موجود ہیں اور پھر وہ اس اصل کو نوع بہ نوع صورتوں میں جلوہ گر بھی دیکھے اور ہر جگہ اس اصل کو پہچانے۔ اس کی مثال یوں سمجھیے کہ کوئی شخص نوعِ انسانی کے تمام افراد میں ایک انسانِ کلی کا مشاہدہ کرتا ہے یا وہ موم کی مختلف مورتوں میں ایک ہی موم کی جنس کو ہر مورت میں موجود پاتا ہے۔ الغرض ایک اصل ہے جو وجود کے ہر مظہر میں اور کائنات کی ہر شکل میں مشترک ہے۔ سالک کو چاہیے کہ وہ اس اصل کو ہر چیز میں بے رنگ دیکھے اور کسی مظہر کے مخصوص رنگ کو اس میں مؤثر نہ مانے۔'' (ہمعات۔ شاہ ولی اللہ ترجمہ پروفیسر محمد سرور سندھ ساگر اکیڈمی لاہور 1946ء)

❁ شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ وحدت الوجود اور وحدت الشہود کی شرح اس طرح سے فرماتے ہیں:

''وحدت الوجود اور وحدت الشہود دو لفظ ہیں جن کا اطلاق دراصل مختلف معانی پر ہوتا ہے۔ کبھی کبھی ان کا استعمال سیر الی اللہ کے مباحث میں ہوتا ہے چنانچہ کہا جاتا ہے کہ فلاں سالک وحدت الوجود کے مقام پر فائز ہے اور فلاں وحدت الشہود پر جاگزیں ہے۔ اس سیاق میں وحدت الوجود کے معنی ایسے شخص کے ہوں گے جو حقیقتِ جامع کی تلاش وعرفان میں گم اور مستغرق ہے۔ استغراق کا یہ وہ مقام ہے جہاں یہ عالمِ رنگ و بو اپنے امتیازات کے ساتھ فنا کے گھاٹ اتر جاتا ہے اور تفرقہ وامتیاز کے وہ سارے احکام ساقط ہو جاتے ہیں کہ جن پر خیر وشر کی معرفت کا دارومدار ہے اور شرع وعقل جس کی پوری پوری نشان دہی کرتی ہے۔ سیر وسلوک کا یہ مقام محض عارضی ہوتا ہے۔ سالک چندے یہاں ٹھہر جاتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کی دستگیری اور توفیق اس کو جلد ہی اس مقام سے نکال لے جاتی ہے۔ اس طرح وحدت الشہود کے معنی اس سیاق میں یہ ہوں گے کہ سالک ایسے مقام پر متمکن ہے جہاں احکام جمع وتفرقہ کے ڈانڈے باہم ملے ہوتے ہیں یعنی سالک اس حقیقت کو پالینے میں

Marfat.com

کامیاب ہو گیا ہے کہ اشیاء میں جو وحدت سی نظر آئی ہے من وجہ ہے اور کثرت جو اس کے متبائن[1] محسوس ہوتی ہے وہ بھی من وجہ ہے۔ معرفت و سلوک کا یہ مقام پہلے مقام سے نسبتاً زیادہ اونچا ہے۔ وحدت الوجود کے ماننے والے تو یہ کہتے ہیں کہ اس عالم کی تہ میں ایک ہی حقیقت جاری و ساری ہے مثلاً موم سے انسان' گھوڑے اور گدھے کی صورتیں بنائی جائیں تو یہ سب اگرچہ رنگ و روپ میں مختلف ہوں گی مگر اصل کے لحاظ سے ایک ہی قرار دیا جائے گا۔ وحدت الشہود کے ماننے والے اس عالم کو خداوند تعالیٰ کی صفات کا عکس اور سایہ سمجھتے ہیں جو اس کے آئینہ میں ارتسام[2] پذیر ہوتا ہے۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ وحدت الشہود کی اس توجیہہ کی تائید شیخ ابن العربیؒ کے اقوال سے نہیں ہو پاتی لیکن یہ سراسر سہو ہے۔ وحدت الشہود کے ماننے والے وجودِ حقیقی کے ساتھ وجودِ[3] امکانی کو بھی تسلیم کرتے ہیں اور وحدت الوجود کے ماننے والے وجودِ حقیقی کے قائل ہیں۔ وجودِ امکانی میں ضعف و نقص ہوتا ہے اور وجودِ حقیقی کامل اور قوی ہے۔ اس لیے وجودِ امکانی عدم[4] ہو کر وجودِ حقیقی کا جز ہو جاتا ہے۔ پھر یہ کہنا کہ حقائق ممکنات دراصل عکوس[5] و ظلال[6] ہیں جو اعدام[7] متقابلہ میں ارتسام پذیر ہوتے ہیں کسی طرح بھی شیخ ابن العربیؒ کی تصریحات کے خلاف نہیں۔ باقی رہی یہ بات کہ حضرت مجدد رحمتہ اللہ علیہ نے شیخ ابنِ عربیؒ اور ان کے بعض اتباع کرنے والوں کے اقوال کو اپنے وجدان کے خلاف محسوس کیا ہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ یہ ایک ایسی لغزش ہے جس کا کشف کی لغزش سے کوئی تعلق نہیں اور پھر جہاں تک اس طرح کی چھوٹی چھوٹی لغزشوں کا تعلق ہے ان سے محفوظ بھی کون رہ سکتا ہے اس لیے ان لوگوں کے مقامِ بلند میں ہرگز کوئی فرق نہیں پڑتا۔'' (مکتوب مدنی شاہ ولی اللہ مترجم محمد حنیف ندوی)

❁ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے بڑے صاحبزادے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی وحدت الوجود کے قائل تھے فتاویٰ عزیزیہ میں فرماتے ہیں: ''پہلے یہ دیکھنا ہے کہ وحدت الوجود و شہود کا معنی کیا ہے؟ وحدت الوجود کا معنی یہ ہے کہ وجودِ حقیقی بمعنی مابہ الموجودیت[8] ایک چیز ہے وہ ہی ایک چیز واجب میں واجب اور ممکن میں ممکن ہے، جوہر میں جوہر اور عرض میں عرض ہے اس اختلاف سے لازم نہیں آتا کہ ذات میں اختلاف ہو مثلاً سورج کی کرنیں پاک چیز پر بھی پڑتی ہیں اور ناپاک پر بھی لیکن کرنیں ناپاک نہیں ہوتیں یہ مسئلہ بالکل صحیح و درست ہے اور اس میں شریعت کی کوئی مخالفت نہیں اس لیے کہ وجود کے مرتبوں میں سے ہر مرتبہ کے لیے شریعت نے الگ الگ حکم فرمائے ہیں بعض کو ہدایت کنندہ فرمایا بعض کو گمراہ کنندہ بعض کی اطاعت ضروری ہے

1. الگ الگ، باہم مختلف 2. نقش و نگار بنانا، نقاشی کرنا 3. مخلوقات۔ جن کا ہونا یا نہ ہونا امکانات میں سے ہے 4. نیست و نابود 5. عکس کی جمع 6. ظل (سایہ) کی جمع 7. عدم کی جمع، نیست و نابود ہو جانے والے وجود 8. ہر موجود شے کا باعث

Marfat.com

بعض کی اطاعت گناہ ہے بعض چیزیں حلال ہیں بعض حرام۔ بعض پاک ہیں بعض ناپاک'' آگے چل کر لکھتے ہیں ''اسی فرق کی بنا پر ظاہر شریعت کے احکام میں مومن کے بارے میں حکم رہائی ونجات کا ہے۔ کافر کے بارے میں قتل وقید کا، زنِ منکوحہ حلال ہے اور زنِ اجنبیہ حرام۔ باپ کی تعظیم واجب ہے اور سرکش کافر کی تحقیر واجب۔ اس جماعت صوفیہ کے نزدیک یہ ثابت ہے کہ وجود عین ذاتِ حق ہے اور ظہور وجود کا مظاہرِ مختلفہ میں ہے لیکن اس کے باوجود وجود مرتبہ احدیت میں پاک اور نقائص سے منزّہ ہے اور کمالات سے متصف ہے۔ یہی مذہب اکثر صوفیہ اور علمائے نامدار کا ہے۔ ان میں معتبر ہستیاں مشائخ قادریہ میں شیخ اکبر محی الدین ابنِ عربیؒ، شیخ صدر الدین قونوی، شیخ عبدالکریم جیلی، شیخ عبدالرزاق جھجانوی' شیخ امان پانی پتی اور کبرویہ میں مولانا جلال الدین رومی، شمس الدین تبریزی' سہروردیہ میں شیخ فریدالدین عطار' چشتیہ میں سیّد محمد گیسودراز بندہ نواز اور سیّد جعفر مکی اور نقشبندیہ میں سے خواجہ عبیداللہ احرار، مولانا عبدالرحمٰن جامی' ملا عبدالغفور لاری' حضرت خواجہ باقی باللہ، شیخ عبد الرزاق کاشی، شمس الدین فغاری، قیصری اور سعید الدین فرغانانی رحمتہ اللہ علیہم سب وحدت الوجود کے قائل ہیں۔ حضرات صوفیاء کی دوسری جماعت کا کہنا یہ ہے کہ وحدت الوجود کسی حقیقت کا نام نہیں بلکہ ایک کیفیت ہے جو سالک کو بعض اوقات نظر آتی ہے جیسے سورج کی روشنی میں ستارے بے نور ہو جاتے ہیں اور نظر نہیں آتے۔ یہ مذہب شیخ علاؤ الدین سمنانی کا ہے اور امام ربانی مجدد الف ثانیؒ اور اُن کے تابعین کا یہی مذہب ہے'' (مرقاۃ السالکین شرح مرآۃ العارفین شرح وترجمہ: مولانا محمد فیض احمد اویسی)

❁ امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ سے فتاویٰ رضویہ میں سوال کیا گیا کہ زید کہتا ہے مسئلہ وحدت الوجود حق ہے بکر اس کے خلاف ہے اور وہ قائلینِ وحدت الوجود کی تکفیر کرتا ہے۔ ان میں کون حق پر ہے کون کاذب؟ امام اہلِ سنت نے سوال کا جواب دیتے ہوئے توحید، اتحاد اور وحدت کی وضاحت اور ان کے مابین فرق بیان فرمایا اور صدہا کتبِ تصوف کی عبارات کا خلاصہ پیش فرمایا۔ آپ کی عبارت ملاحظہ ہو۔ ''یہاں تین چیزیں ہیں: توحید، وحدت، اتحاد۔ توحید مدارِ ایمان ہے اور شک کفر ہے۔ اور وحدت الوجود حق ہے، قرآنِ عظیم واحادیث وارشاداتِ اکابرِ دین سے ثابت اور اس کے قائلوں کو کافر کہنا خود شنیع خبیث کلمۂ کفر ہے۔ رہا اتحاد وہ بیشک زندقہ والحاد اور اس کا قائل ضرور کافر۔ اتحاد یہ کہ یہ بھی خدا وہ بھی خدا سب خدا۔ حاشا اللہ' اِلٰہ' ہے اور عبد عبد ہے۔ ہرگز نہ عبد اِلٰہ ہوسکتا ہے اور نہ اِلٰہ عبد۔ اور وحدت الوجود یہ کہ صرف موجود واحد، باقی سب ظلال وعکوس ہیں قرآنِ کریم میں ہے۔ کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ہر چیز فانی ہے سوائے اس ذات کے۔ صحیح بخاری' صحیح مسلم وسنن ابنِ ماجہ میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

Marfat.com

فرماتے ہیں: اَصدَقُ كلمة قالها الشاعر كلمة لبيد الا كل شي ما خلا الله باطلُ۔ سب سے زیادہ سچی بات جو کسی شاعر نے کہی ہے لبید کا قول ہے کہ سُن لو اللہ کے سوا ہر چیز اپنی ذات میں بے حقیقت ہے۔

کتب کثیرہ مفصلہ اصابہ نیز مسند میں ہے کہ سواد بن قارب رضی اللہ عنہ نے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی:

فاشهد ان اللّٰه ربٌ غيره وانك مامون على كُل غائب

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی رب نہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمیع غیوب پر امین ہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکار نہ فرمایا۔

اقوال: یہاں تین فرقے ہیں:

اوّل: خشک اہلِ ظاہر کہ حق وحقیقت سے بے نصیب محض ہیں یہ وجود کو اللہ ومخلوق میں مشترک سمجھتے ہیں۔

دوم: اہلِ حق وحقیقت کہ بمعنیٰ مذکور قائل وحدت الوجود ہیں۔

سوم: اہلِ زندقہ وضلالت کہ اِلٰہ ومخلوق میں فرق کے منکر اور ہر شخص وشے کی الوہیت کے مقر[1] ہیں ان کے خیال واقوال اس تقریبی مثال سے روشن ہوں گے" ایک بادشاہ عالی جاہ آئینہ خانہ میں جلوہ فرما ہے جس میں تمام اقسام واوصاف کے آئینے نصب ہیں۔ آئینوں کا تجربہ کرنے والا جانتا ہے کہ ان میں ایک ہی شے کا عکس کس قدر مختلف طوروں پر متجلی ہوتا ہے، بعض میں صورت صاف نظر آتی ہے۔ بعض میں دُھندلی، کسی میں سیدھی کسی میں الٹی، ایک میں بڑی ایک میں چھوٹی، بعض میں پتلی بعض میں چوڑی، کسی میں خوشنما کسی میں بھونڈی، یہ اختلاف ان کی قابلیت کا ہوتا ہے ورنہ وہ صورت جس کا اس میں عکس ہے خود واحد ہے۔ ان میں جو حالتیں پیدا ہوئیں متجلی ان سے منزہ ہے۔ ان کے الٹے بھونڈے، دھندلے ہونے سے اس میں کوئی قصور نہیں ہوتا۔" ولله المثل الاعلىٰ" (اور اللہ کی شان سب سے بلند ہے) اب اس آئینہ خانہ کو دیکھنے والے تین قسم کے ہوئے:

اوّل ناسمجھ بچے، انہوں نے گمان کیا کہ جس طرح بادشاہ موجود ہے یہ سب عکس بھی موجود ہیں کہ یہ بھی تو ہمیں ایسے ہی نظر آرہے ہیں جیسے وہ، ہاں یہ ضرور ہے کہ یہ اس کے تابع ہیں جب وہ اٹھتا ہے یہ سب کھڑے ہو جاتے ہیں، وہ چلتا ہے یہ سب چلنے لگتے ہیں، وہ بیٹھتا ہے یہ سب بیٹھ جاتے ہیں، تو عین یہ بھی اور وہ بھی۔ مگر وہ حاکم ہے یہ محکوم اور اپنی نادانی سے نہ سمجھے کہ وہاں تو بادشاہ ہی بادشاہ ہے۔ یہ سب اسی کے عکس ہیں۔ اگر اس سے حجاب ہو جائے تو یہ سب صفحۂ ہستی سے معدوم محض ہو جائیں گے۔ ہو کیا جائیں گے اب تو حقیقی وجود سے

[1] اقرار کرنے والے

Marfat.com

کوئی حصہ ان میں نہیں حقیقتاً بادشاہ ہی موجود ہے باقی سب پرتو کی نمود ہے۔

دوم اہلِ نظر و عقل کامل، وہ اس حقیقت کو پہنچے اور اعتقاد بنائے کہ بیشک وجود ایک بادشاہ کے لیے ہے۔ موجود ایک ہی ہے یہ سب ظل و عکس ہیں کہ اپنی حد ذات میں اصلاً وجود نہیں رکھتے۔ اس تجلّی سے قطع نظر کر کے دیکھو پھر ان میں کچھ رہتا ہے؟ حاشا عدم محض کے سوا کچھ نہیں، اور جب یہ اپنی ذات میں معدوم و فانی ہیں اور بادشاہ موجود، یہ اس نمود وجود میں اسی کے محتاج ہیں اور وہ سب سے غنی، یہ ناقص ہیں وہ تام۔ یہ ایک ذرہ کے بھی مالک نہیں اور وہ سلطنت کا مالک۔ یہ کوئی کمال نہیں رکھتے حیات، علم، سمع، بصر، قدرت، ارادہ، کلام سب سے خالی ہیں اور وہ سب کا جامع تو یہ اس کا عین کیونکر ہو سکتے ہیں۔ لاجرم یہ نہیں کہ یہ سب وہی ہیں بلکہ وہی وہ ہے اور یہ صرف اس تجلّی کی نمود یہی حق و حقیقت اور یہی وحدۃ الوجود۔

سوم عقل کے اندھے سمجھ کے اوندھے ان ناسمجھ بچوں سے بھی گزر گئے، انہوں نے دیکھا کہ جو صورت بادشاہ کی ہے وہی ان کی، جو حرکت وہ کرتا ہے یہ سب بھی۔ تاج جیسا کہ اس کے سر پہ ہے بعینہٖ ان کے سروں پر بھی، انہوں نے عقل و دانش کو پیٹھ دے کر بکنا شروع کیا کہ یہ سب بادشاہ ہیں اور اپنی سفاہت[1] سے وہ تمام عیوب و نقائص جو نقصانِ قوابل کے باعث ان میں تھے خود بادشاہ کو ان کا مورد کر دیا کہ جب یہ وہی ہیں تو ناقص، عاجز، محتاج، الٹے بھونڈے، بدنما، دھندلے کا جو عین ہے قطعاً انہی ذمائم سے متصف ہے تعالی اللہ عما الظالمون علواً کبیرا (ظالم جو کچھ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ اس سے بہت بلند و بالا ہے)۔ انسان عکس ڈالنے میں آئینے کا محتاج ہے اور وجودِ حقیقی احتیاج سے پاک۔ وہاں جسے آئینہ کہیں وہ خود ہی ایک ظل ہے۔ پھر آئینے میں انسان کی صرف سطح مقابل کا عکس پڑتا ہے جس میں انسان کی صفات مثل کلام و سمع و بصر و علم و ارادہ و حیات سے اصلاً نام کو بھی کچھ نہیں آتا لیکن وجودِ حقیقی عز جلالہٗ کے مجلی نے اپنے بہت سے ظلال پر نفسِ ہستی کے سوا اپنی صفات کا بھی پرتو ڈالا۔ یہ وجوہ اور بھی ان بچوں کی نافہمی اور ان اندھوں کی گمراہی کا باعث ہوئیں اور جن کو ہدایتِ حق ہوئی وہ سمجھ گئے کہ:

یک چراغ ست دریں خانہ کہ از پرتو آں ہر کجا می نگری انجمنے ساختہ اند

ترجمہ: اس گھر میں ایک چراغ ہے اس کی روشنی سے ہر جگہ بارونق ہے۔

انہوں نے ان صفات اور خود وجود کی دو قسمیں کیں۔ حقیقی ذاتی کہ متجلّی[2] کے لیے خاص ہے اور ظلّی عطائی کہ

---

[1] حماقت [2] تجلّی کرنے والا، اللہ تعالیٰ

Marfat.com

ظلال کے لیے ہے اور حاشا یہ تقسیم، اشتراک معنی بلکہ محض موافقت فی اللفظ، یہ ہے حق حقیقت وعین معرفت وللہ الحمد۔ (مرقاۃ السالکین شرح مراۃ العارفین)

علامہ سید محمد محدث کچھوچھوی رحمتہ اللہ علیہ ہند کے بہت بڑے محدث گزرے ہیں آپ وحدت الوجود کے بارے میں فرماتے ہیں: ''ابتدائے اسلام سے تقریباً ایک ہزار برس تک اس مسئلہ کا ان اجماعیات[1] عظمیٰ میں شمار تھا جس میں کسی حق پرست کو کلام نہ تھا۔ لیکن جس طرح مسئلہ کا متفق علیہ ہونا الف اوّل (پہلے ہزار سال) میں بے نظیر تھا، اسی طرح الف ثانی (دوسرے ہزار سال) میں یہ مسئلہ اختلافات ومباحث کا مرکز بن گیا ہے، اور اس کی نفیاً یا اثباتاً نکتہ چینی کرنا صوفیت کا طرۂ امتیاز ہو گیا۔ وحدت الوجود کی سادی ستھری حقیقت صرف حمدِ الٰہی ہے یعنی جس طرح ایک قدیم وازلی ہستی کو متقدمین حکماء لفظ ''واجب الوجود'' سے یاد کرتے ہیں اسی طرح قدماء صوفیہ اس ہستی کو لفظ ''وحدت الوجود'' سے سراہتے ہیں، اسی بنا پر ''لطائف اشرفی'' (ملفوظات حضرت غوث العالم مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ متوفی 808ھ) میں پہلا لطیفہ اسی مضمون سے شروع کیا گیا کہ ''عقیدت مندی کے حضور حمدِ الٰہی کو ہر مضمون پر اولیت حاصل ہے، فلسفیانہ زبان میں مسئلہ کی عام فہم تصویر کشی یوں ہو سکتی ہے کہ مثلاً ایک وجود ہے جس کے سامنے ایک آئینہ رکھا ہے۔ اس وجود کی عکسی صورت آئینہ میں پیدا ہوتی ہے۔ جس کی نظر آئینہ تک ہی محدود ہے وہ اس صورت کو متحرک، ساکن، ضاحک، کاتب، موجود وغیرہ وغیرہ مختلف حرکات وافعال کی بناء پر قرار دیتا ہے، اب اس آئینہ کے مقابل چند اور آئینے رکھ دو تو وہی صورت انہی حرکات وافعال کے ساتھ ان آئینوں میں نظر آئے گی جو پہلے آئینہ میں نظر آتی تھی۔ اور جن کی نگاہ کی رسائی وجود اور آئینہ اوّل تک نہیں ہے وہ ان آئینوں کی عکسی تصاویر کو متحرک، ساکن، ضاحک[2]، کاتب، موجود وغیرہ وغیرہ سمجھتے ہیں۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ اگر آئینہ اوّل کو ہٹا دو تو تمام آئینوں میں اگرچہ وہ اپنی جگہ پر رکھے ہوں وہ صورت باقی نہ رہے گی، جس کو نگاہِ غلط نے حرکت وسکون ووجود وغیرہ صفات سے متصف کیا تھا۔ اور اس طرح اگر وجود آئینہ اوّل کے مواجہہ[3] نہ ہو تو آئینہ اوّل اور اس کے ساتھ تمام آئینے کی تصاویر کو جن کو کوتاہ نظری نے وجودِ غیر کا خلعت دیا تھا معدوم ہو جائیں گی۔ لیکن اگر تمام آئینوں کو وجود کے سامنے سے ہٹا دو تو وجود اپنی تمام صفات کے ساتھ موجود رہے گا۔ اسی بناء پر حقیقت شناس طبیعتیں ان تمام عکسی تصاویر کو ''موجود'' کہنا ایک ناپسندیدہ غلطی سمجھتی ہیں جس کو حق وصداقت سے کوئی لگاؤ نہیں ہے۔ یہی تقریر زبانِ شریعت میں یوں ادا کی جاتی ہے ''کان اللّٰہ ولم یکن معہ شیءٌ.....'' اصل موجود صرف اللہ

---

[1] ایسے معاملات جن پر اُمت کا اجماع واتفاق ہو [2] ہنسنے والا [3] روبرو، سامنے ہونا

Marfat.com

ہے۔ اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِی اوراس ذاتِ احدیت کے آئینۂ احدیت کا نام محمد (ﷺ) ہے۔اس تجلّی اوّل سے مظاہر خلقیہ کا تمام وکامل ظہور ہوا۔اَنَا مِنْ نُّوْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَکُلُّ خَلَائِقِ مِنْ نُّوْرِیْ۔ اگر تم اس پہلے آئینہ اور تجلّی اوّل یعنی نورِ محمدی ﷺ کو درمیان سے نکال دو تو ظلمتِ عدم عالمگیر ہو جائے اور تمام ظل وعکس ناپید ہو جائیں۔ چنانچہ خواص وعارفین کا ارشاد ہے کہ اگر ایک آن کے لیے کسی ذرہ میں انوارِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پرتو نہ دیکھوں تو اپنے کو مسلمان نہ سمجھوں، لیکن تمام مظاہر خلقیہ کو معدوم قرار دو تو تجلّی اوّل کے ظہور میں کوئی فرق نہ آئے گا اور اگر اس تجلّی کو وجودِ حقیقی کے روبرو نہ رکھو تو وہ اصل موجود یعنی اللہ کمالاتِ وجود سے متصف رہے گا اسی لیے صحیح طور پر اصل وجود تو صرف اللہ کے لیے ہے۔

اس مضمون کو صوفیہ کا مقدس گروہ یوں ادا کرتا ہے کہ جب ہم آئینۂ شیخ میں تجلّی اوّل کا جلوہ دیکھتے ہیں تو رفتہ رفتہ آئینہ نگاہوں سے غائب ہو جاتا ہے،اور نظر اس تجلّی پر جم جاتی ہے۔ پھر ہم اس تجلّی میں ایک وجود کا مشاہدہ کرتے ہیں اور وجود کی کشش ہم کو اپنا بنالیتی ہے،اور ہر غیر وجود پوشیدہ ہو جاتا ہے۔اور اس میں اس قدر انہاک ہوتا ہے کہ ہم، تم، یہ، وہ سب اسی وجود میں فنا ہو جاتے ہیں۔اور بلاارادہ وقصد زبان کہتی ہے کہ ''لَا موجود اِلَّا اللّٰہ'' زبانِ حکمت ولسانِ شریعت کا مدار دلائل عقلیہ ونقلیہ پر ہے اور مذاق تصوف کی بنیاد مشاہدہ پر ہے، مٹھائی کی مٹھاس ایک بدیہی امر ہے اس مٹھاس کو حکماء وغیرہ الفاظ کا جامہ پہنا کر ظاہر کریں گے اور صوفیہ کہیں گے:

ذوق ایں مے نہ شناسی بخدا تانچشی[1]

بہر حال مسئلہ وحدت الوجود کیا بربنائے علم وعقل اور کیا بربنائے دید ومشاہدہ ہر صورت میں حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی ایک حمد ہے اور وجودِ حقیقی کی یکتائی اور صفتِ وجود میں بے مثلی کا بیان ہے اور یہ وہ حمد وبیان ہے جس میں انکار کی گنجائش نہیں ہے۔لیکن جس طرح دنیا کا قاعدہ ہے کہ اچھے لفظ سے برائی پر پردہ ڈالا جاتا ہے اور شرابِ انگور کو عرقِ انگور کہہ کر ہضم کیا جاتا ہے اسی طرح وحدت الوجود جیسی خالص توحید کو لوگوں نے شرک پرستی کا پردہ بنانا شروع کیا اور لفظ وحدت الوجود یا ہمہ اوست کو عملاً یا جہلاً اتحاد الوجود کے مترادف کر دیا۔اس مسئلہ کے تاریخی اوراق اور اس کے جغرافیائی حالات سے ہم کو پتہ چلتا ہے کہ الف اوّل (پہلے ہزار سال) ہی میں کچھ لوگ اس مزاج کے پیدا ہو چکے تھے جو وحدت الوجود کے بعض حالات وکیفیاتِ غیر اختیاریہ کو دیکھ سن کر متحمل نہ ہو سکے اور سنی سنائی یا کتابوں کی دیکھی باتوں کو ہوا وہوس کے سانچے میں ڈھال کر خواہ مخواہ اپنے آپ کو صوفی کہلانے

---

[1] جب تک تو اس شراب کو چکھ نہ لے اس کے ذائقہ سے شناسا نہ ہو سکے گا

Marfat.com

لگے۔اِسی توحید کولطائف میں توحیدِ رسمی فرمایا گیااوران لوگوں کی زبان درازی کا کیسا مختصر سارد بلیغ فرمادیا ہے کہ ''اے لفظ کے بندو! وحدت الوجود ایک حقیقت وحالت ہے نہ کہ خوبصورت اور معمہ الفاظ کی فہرست ولغت' گفت وشنید سے باز آؤاور ذوق ودید کے میدان میں قدم رکھو۔''

اسلام کے ساتھ ساتھ جب عقیدہ وحدت الوجود نے ہندوستان میں قدم رکھا تو یہاں کی ناگزیر صحبت نے حقیقتِ مسئلہ میں پورا پورا انقلاب پیدا کر دیا۔اور بعض مسلمانوں کواس عظیم انقلاب کا احساس تک نہ ہوا۔اور آج بھی تم کوایسے لوگ مل جائیں گے جواپنی حرکت وصورت کومستانی بنا کر وحدت الوجود کے نام سے رات دِن جلوت وخلوت،تنہائی اور مجمع میں گل افشانیاں یا بکواس کرتے رہتے ہیں اور ہروقت دعوائے الوہیت کے لیے کمر بستہ نظر آتے ہیں۔ان کی تقریر وتحریر کا کثیر حصہ تو وہ ہوتا ہے جس کو وہ خود نہیں سمجھتے اور جتنا سمجھ کر کہتے ہیں وہ اتحاد الوجود کا مجسمہ بت ہوتا ہے۔وحدت الوجوداور اتحادالوجود میں وہی فرق ہے جو اللہ اور معبودانِ مشرکین،توحیدوشرک اور حق وباطل میں فرق ہے......وحدت اس یکتائی کا نام ہے جس کو دوئی سے لگاؤ نہیں اوراتحاداس نسبت کا نام ہے جو جانبین کے درمیان ہواس میں ہر جانب کا مستقل وجوددرکار ہےاور دوئی سے چارہ کارنہیں ہے......اسلامی تصوف وخدارسی اور مشرکانہ جوگ اور رہبانیت کی حدفاصل یہی مسئلہ ہے...... اسلام وحدت کی تعلیم دیتا ہےاورشرک اتحاد کا درس دیتا ہے۔کوتاہ نظروں نے حقیقت کو نہ دیکھا اور دوگناہوں میں سے ایک کے مرتکب ہوگئے،کوئی وحدت کے نام سے اتحاد پرآرہااورکوئی اتحاد کے نام سے وحدت کا منکر ہو گیا......ان اغلاط وتغلیط کا علاج اکابرِقوم نے بہت کچھ کیااور بہت کچھ کامیابی حاصل کی جن میں حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کا زیادہ حصہ ہے۔آپؒ نے دیکھا کہ اہلِ زمانہ وحدت کواتحاد کالباس پہنارہے ہیں اور اسلام کی بجائے شرک پسندی بڑھتی جاتی ہےاوراس کی اصلاح کی صورت صرف اتنی ہے کہ وہ حقیقت جس کے لیےلفظ وحدت الوجودوضع کیا گیادوسرے لفظ مثلاً شہود سے ظاہر کیا جائے اور وحدت الوجود کالفظ متروک ہوجائے......آپؒ کے مکتوبات کونظرِ غائر سے دیکھوتو وہ ساری حقیقتیں پاؤ گے جن کا تمام تر سبب نادانوں کی اتحاد پرستی ہےاور جس کی اصلاح آپؒ کے ذمہ تھی۔یہی زمانہ تھا جب سے توحیدِ رسمی والوں نے اتحاد کا اعلان کردیااور یہ سمجھ کر کہ وحدت الوجود کالفظ ہمیشہ اہلِ حق کے عقیدہ میں مذکور ہوتا چلا آیا ہےاوراپنے مقصد اتحاد کو اس کی حقیقت خیال کر کے مجدد صاحبؒ پرطعنہ زن بھی ہوئے۔تم اگر دیکھو کہ کوئی وقت وبےوقت رات دِن خلوت جلوت میں''وحدت الوجود'' کے نام سے زبان چلاتا رہتا ہےاورخوبی حالت سے درکنار،کامل پابندی شریعت اورتقویٰ میں خام ہےتوسمجھ لو کہ اس کے پاس توحید نہیں بلکہ توحیدِ شرکی یعنی اتحادِ وجود ہی کا سرمایہ ہےاور

Marfat.com

اگر دیکھو کہ کسی میں وجد و حال کا غلبہ ہے اور وہ شریعتِ اسلامیہ کا پورا پورا پابند ہے، ایک ایک سنت پر بلکہ مستحب پر مداوم ہے، اس پر چند ساعت کے لیے ایسی نورانی حالت و کیفیت طاری ہوتی ہے جو مرتبہ ''وحدت الوجود'' کا تقاضا ہے تو اس کو اس حالت کی بناء پر وجودی صوفی سمجھو۔ اس وجود و شہود کی لفظی کشمکش کا نتیجہ یہ ہوا کہ اہلِ علم کی ایک جماعت نے عقیدۂ توحید میں توحیدِ علمی کو منتہائے ترقی قرار دیا اور توحیدِ حالی جو اصلی وحدت الوجود ہے اس کو صرف ایک خوشگوار لفاظی سمجھ بیٹھے۔ اور درحقیقت اتحادیوں نے لفظ وحدت الوجود کو اس قدر بدنام کر دیا کہ اس کو لوگ خوفناک باور کرنے لگے، لیکن حق پسندوں کا گروہ نہ لفظوں سے سروکار رکھتا ہے نہ معنوں میں تحریف کرتا ہے اور اس کا پورا ایمان ہے کہ توحید کی چار قسمیں ہیں: ۱۔ توحیدِ ایمانی جس کو ہر خاص و عام جانتا مانتا ہے۔ ۲۔ توحیدِ علمی کہ ذوق توحید کا مقدمہ ہے اور خوب ہے۔ ۳۔ توحیدِ رسمی جو بدنام کنندہ نکونامے چند ہے......۴۔ توحیدِ حالی جو اس عقیدہ کا آخری اور بہترین درجہ ہے اسی توحیدِ حالی کو وحدت الوجود کہتے ہیں۔ اس کا مقصود حالات وجذبات کو پیدا کرنا ہے اور اس کے لیے الفاظ کا میدان تنگ ہے۔ (مرقاۃ السالکین شرح مرآۃ العارفین)

❁ حضرت علامہ مفتی احمد یار خان رحمتہ اللہ علیہ وحدت الوجود کے بارے میں فرماتے ہیں: ''جب بندہ فانی فی اللہ اور باقی باللہ ہو جائے، دیکھنے میں تو وہ اپنی شکل میں ہو مگر عشقِ الٰہی اُس کی رگ رگ میں اس طرح سرایت کر جاوے کہ اس کے ہر کام کو رب کی طرف منسوب کیا جاوے جس طرح مولانا رومؒ اشارہ فرماتے ہیں:

گفتہ او گفتۂ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

یعنی جب وہ کلام کرتا ہے تو زبان تو عبداللہ کی ہوتی ہے اور کلام اللہ کا ہوتا ہے۔

چوں روا باشد انا اللہ از درخت کے روا نبود کہ گوید نیک بخت

دیکھو حضرت موسیٰ علیہ السلام جب کلامِ الٰہی سے مشرف ہونے کو طور پر جاتے تھے تو ایک درخت سے آواز آتی تھی مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ یّٰمُوْسٰٓى اِنِّیْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ۔ کہ اے موسیٰؑ میں ہوں پروردگارِ عالم، تو کیا یہ درخت کی آواز تھی یا درخت کہہ رہا تھا کہ میں اللہ ہوں۔ ہرگز نہیں، بلکہ رب کا کلام تھا، درخت اس کا مظہر۔ اسی طرح ایک کوئلہ آگ میں رکھا گیا، آگ نے ایسی تاثیر کی کوئلہ بھی آگ بن گیا۔ اب جس چیز کو یہ انگارا چھو جاوے، جلا دے۔ اسی طرح ایک شخص کو جن نے چھو لیا ہے۔ وہ جنوں کی حالت میں بولتا ہے کہ میرا یہ نام ہے۔ میں فلاں جگہ کا جن ہوں، اور مجھ میں یہ طاقت ہے، کیا یہ اُس آدمی کی بات ہے؟ نہیں۔ بلکہ زبان تو اُس انسان کی ہے اور جسم تو اُس کوئلہ کا ہے، مگر کلام اور کام اُس کا ہے جس نے اس میں سرایت کی۔ یہ تو مثال تھی۔ اب سمجھو کہ اس درجہ میں قدم رکھ کر بعض عارفین اَنَا اللّٰهُ یا سُبْحَانِیْ مَآ اَعْظَمَ شَانِیْ وغیرہ وغیرہ

Marfat.com

بول جاتے ہیں۔ یہ کلام اُن کا نہیں ہوتا، زبان اُن کی ہے، کلام کسی اور کا۔ یہ ہی فرق ہے فرعون اور حضرت منصور رحمتہ اللہ علیہ میں کہ فرعون نے جب کہا: اَنَا رَبُّکُمُ الۡاَعۡلٰی میں تمہارا بڑا رب ہوں کافر ہوا، کیوں کہ وہ انانیت میں تھا اور پھر رب بنا، مگر حضرت منصورؒ نے جب کہا اَنا الحق یعنی ''میں حق ہوں'' تب وہ اپنی انانیت فنا کر چکے تھے۔ تُو ہی تُو میں فنا ہو گئے تھے۔ مگر لطف یہ ہے کہ یہاں تو خود منصورؒ نے کہا اَنَا الۡحق۔ میں حق ہوں۔ واجب القتل ہوئے، مگر یہ ضبطِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے کہ خود اپنے پر اتنا قابو رکھتے ہیں کہ ہر دم اَنَا الۡعَبۡدُ ہی فرماتے ہیں: مَیں عبداللہ ہوں۔ ہاں رب فرماتا ہے کہ اے محبوب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم فنافی اللہ کے اُس درجہ میں ہو کہ تمہارا کلام اور کام سب ہمارا ہوتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تجلّی صفاتِ الٰہی دیکھی اور بے ہوش ہو گئے، مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں کے قربان کہ تجلّی ذات دیکھ کر بھی معراج میں تبسم ہی فرما رہے ہیں:

موسیٰؑ زہوش رفت بہ یک پرتو صفات ۔۔۔ تو عین ذات مے نگری در تبسمی

ربّ تعالیٰ نے صرف اسی آیت میں نہ فرمایا، بلکہ ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے کہ ''اے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو تم سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں پر ہے'' (سورہ فتح)۔ ایک جگہ ارشاد ہوا ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی خواہش سے نہیں بولتے ہیں، ان کا کلام وحی الٰہی ہوتا ہے۔ (مرقاۃ السالکین شرح مرآۃ العارفین)

❁ شاہ رفیع الدین محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب دفع الباطل میں تصریح کی ہے کہ نظریہ وحدت الوجود کے بغیر مدارجِ ایمانیہ کی تکمیل نہیں ہو سکتی۔

❁ شاہ اسماعیل شہید دہلوی جو مخالفینِ تصوف کے امام مانے جاتے ہیں بھی شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ کی طرح اس خیال کے حامی تھے کہ وحدت الوجود اور وحدت الشہود کے اختلاف کی نوعیت محض لفظی ہے۔ اپنے ایک رسالے ''عبقات'' میں لکھتے ہیں:

''بہر حال عارف جامی اور شیخ صدر الدین قونوی کے متعلق سمجھا جاتا ہے کہ یہ لوگ شیخ محی الدین ابن عربیؒ کے نظریہ وحدت الوجود کے سب سے بڑے حامیوں میں ہیں لیکن وحدت الوجود کا جو واقعی مطلب ان حضرات نے خود بیان کیا ہے اس میں اور حضرت مجدد الف ثانیؒ جو کچھ فرماتے ہیں اس میں انصاف سے بتاؤ کہ کیا اختلاف ہے اور دونوں مسلکوں میں کیا فرق ہے؟ بہر کیف فاطر[1] و مفطور[2] میں قیومیت کا علاقہ مان لینے کے بعد دونوں دعوے درست ہو جاتے ہیں یعنی یہ بھی کہ (وجوداً) فاطر و مفطور میں اتحاد بھی ہے اور یہ بھی کہ محل و مقام نیز ماہیت کے لحاظ سے دونوں میں جو مغائرت[3] پائی جاتی ہے اس کی وجہ سے ایک دوسرے کا غیر بھی ہے۔

---

[1] پیدا کرنے والا۔ خالق [2] پیدا کیا جانے والا۔ مخلوق [3] غیریت، اجنبیت، فرق

Marfat.com

واقعہ یہی ہے جس کے دو پہلو ہیں اور ہر ایک فریق ان دونوں پہلوؤں میں سے کسی ایک پہلو کی طرف زیادہ جھک گیا ہے۔''

❁ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ وحدت الوجود کے سلسلہ میں تفسیرِ مظہری میں لکھتے ہیں:

''اللہ کی احدیتِ صفات کا تقاضا ہے کہ وجود میں اس کا کوئی شریک نہ ہو۔ وجود تمام صفات کی جڑ ہے اور حیات تمام صفات کا مبداء' علم' قدرت' ارادہ' کلام' سمع' بصر اور تکوینِ حیات پر مبنی ہے اور حیات وجود کی فرع[1] ہے یعنی وجود مصوری (کا گویا) ایک انتزاعی امر ہے (جس کا مبدء وانتزاع وجود ہے) اس لیے صوفیہ نے لاالٰہ الا اللّٰہ کا معنی لا موجود الا اللّٰہ بیان کیا ہے کیونکہ واقع میں موجودِ حقیقی سوائے خدا کے کوئی نہیں۔ تمام ممکنات کا وجود نفس الامری اور حقیقی کے سائے کی طرح ہے یہی حال تمام صفات کا ہے اللہ نے فرمایا: ذلك بان اللّٰہ هو الحق وان يدعون من دونه هو الباطل ترجمہ: یعنی اللہ ہی ثابت موجودِ حق اور اصلی ہے اور جس کو وہ پکارتے ہیں وہ واقع میں ہیچ ہیں' کچھ بھی نہیں۔ دوسری آیت ہے: كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ یعنی ہر شے زوال پذیر اور بے حقیقت ہے سوائے ذات الٰہیہ کے۔ پس ممکن کی صفات اللہ کی صفات کے ساتھ صرف نام میں شریک ہیں اشتراکِ حقیقی نہیں ہے۔

❁ سید غوث علی شاہ وحدت الوجود کو توحیدِ خالص بلکہ خاص الخاص توحید قرار دیتے ہیں:

''۔۔۔ اور تجلیات ذاتِ مطلق کا قلبِ سالک پر متجلی ہونا اور ذرہ آفتاب میں بے امتیاز کمی وبیشی نور حق نظر آنا اور نورِ ذات کے سامنے ذرات وجودِ عالم کا معدوم ہونا اور ایک ذات کا نور پیش نظر رہنا توحید خالص ہے۔ موحد کا بحرِ ناپیدا کنار توحید میں شناوری کرتے کرتے قعر[2] دریائے ذاتِ اقدس میں غوطہ مارنا اور محو در محو در فنا ہو جانا اور کل کائنات کو مع اپنی ہستی خاص کے محو کرنا توحید خاص الخاص ہے۔'' (سیرت غوثیہ)

❁ مولانا قاسم نانوتوی دارالعلوم دیوبند کے بانیوں میں سے تھے۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ سے بیعت تھے' اپنے مرشد کے تتبع میں وحدت الوجود کے زبردست قائل تھے ان کے درج ذیل نعتیہ اشعار ان کے مسلک کی شہادت دیتے ہیں:

جو دیکھیں اپنے کمالوں پہ تیری یکتائی — رہے کسی کو نہ وحدتِ وجود کا انکار
تو آئینہ ہے کمالاتِ کبریائی کا — وہ آپ دیکھتے ہیں اپنا جلوۂ دیدار
جلو میں تیرے سب آئے عدم سے تا بوجود — بجا ہے تم کو اگر کہیے مبدا لآثار

(شہابِ ثاقب)

---

[1] شاخ، وہ شے جس کی اصل کچھ اور ہو [2] گہرائی

Marfat.com

❁ خواجہ شمس الدین سیالویؒ کے صوفیانہ خیالات کی اساس فلسفہ وحدت الوجود پر ہے۔ ان کی مجلسوں میں اس فلسفے کے مسائل زیرِ بحث رہتے تھے اور اس فلسفے کی علمی و دینی حیثیت پر بھی گفتگو ہوتی تھی۔ خواجہ سیالوی کا نقطۂ نظر یہ تھا کہ وحدت الوجود کے عقیدے سے انکار کی بنا پر فرد روحانی ارتقاء کے اعلیٰ ترین مدارج تک رسائی حاصل کرنے میں ناکام رہتا ہے۔ اس کی ذات تشنۂ تکمیل رہتی ہے۔ تاہم یہ عقیدہ راہِ حق کے مسافروں کے لیے ہے عوام سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ انہوں نے وحدت الوجود کو عام لوگوں سے پوشیدہ رکھنے پر زور دیا ہے جیسا کہ ان کے سلسلہ تصوف کی روایت رہی۔ بقول خواجہ، ابنِ عربیؒ علومِ ظاہری و باطنی میں درجہ کمال پر تھے۔ علمائے دین کی مخالفت بھی ان کا بال بیکا نہیں کر سکی۔ اس سوال پر کہ ''مسئلہ وحدت الوجود سے علمائے ظاہر کے انکار کی وجہ کیا ہے؟ خواجہ سیالوی نے وہ جواب دیا جو وحدت الوجود کے مسلک سے جذباتی لگاؤ رکھنے والے کا ہو سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اکثر علمائے دین محض جہالت اور بے خبری کے باعث منکر ہیں اندھے کو بینائی کا لطف کیسے محسوس ہو وگرنہ اس مسئلے کی صداقت میں کسی شک و ابہام کی کوئی گنجائش نہیں۔''

اس سوال کے جواب میں کہ ''شیخ احمد سرہندی نے بھی اس مسلک پر حرف گیری کی ہے حالانکہ ان سے قبل اکثر نقشبندی بزرگ اس فلسفے کے قائل تھے؟'' خواجہ شمس الدین سیالوی نے کہا: ''سید غلام علی شاہ صاحب دہلوی کے خلیفہ شیخ احمد سعید صاحب جب ہندوستان سے ہجرت کے ارادے سے روانہ ہوئے تو وہ تونسہ شریف سے ہوتے ہوئے گزرے۔ تونسہ شریف میں وہ حضرت تونسویؒ سے ملے۔ دورانِ مجلس کسی نے پوچھا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ آپ کے بزرگ حضرت مجدد الف ثانی نے مسئلہ وحدت الوجود کے خلاف گفتگو کی ہے۔ اس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ مجدد صاحب اپنے زمانے کے مجتہد تھے اگر مسئلہ وحدت الوجود کے بارے میں ان سے خطا ہو گئی ہے تو وہ قابلِ مواخذہ نہیں ٹھہرتے بلکہ اگر مجتہد کا اجتہاد غلطی پر ہو تو پھر بھی اسے ایک ثواب مل جاتا ہے اور اگر اجتہاد درست ہو تو پھر دوگنا ثواب ملتا ہے۔'' (ملفوظاتِ مہریہ۔ مرتب مولانا فیض احمد گولڑہ شریف)

❁ مکتبہ دیوبند کے مشہور عالم مولانا اشرف علی تھانوی شیخ الاکبرؒ سے خصوصی ارادت رکھتے تھے۔ ان کے دفاع میں ''التنبیه الطربی فی تنزیهته ابن عربی'' اور ''خصوص الکلم فی حل فصوص الحکم'' نامی کتب لکھیں۔ تنبیہ الطربی میں شیخ پر لگائے گئے بے بنیاد الزامات کی تردید خود شیخ کی کتب کے حوالے سے کی گئی ہے اور خصوص الکلم، فصوص الحکم کے انتہائی مشکل مقامات کی شرح ہے۔ آپ وحدت الوجود اور وحدت الشہود کے اختلاف کو محض لفظی نزاع گردانتے ہوئے لکھتے ہیں:

''پس وحدت الوجود اور وحدت الشہود میں اختلاف لفظی ہے۔ چونکہ وحدت الوجود کے معنی عوام میں

Marfat.com

غلط مشہور ہو گئے تھے اس لیے بعض محققین نے اس کا عنوان بدل دیا جو بہ نسبت عنوان متروک کے اس معنی میں زیادہ ظاہر ہے کیونکہ لفظ وحدت الوجود کی دلالت مذکور پر مجازی ہے اور وحدت الشہود کی دلالت اس معنی پر حقیقی ہے اور دلیل اس مسئلہ کی یہ ہو سکتی ہے کہ کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ترجمہ: ہر شے زوال پذیر اور بے حقیقت ہے سوائے ذاتِ الٰہیہ کے۔

وحدت الوجود کے بارے میں لکھتے ہیں:

"یہ ظاہر ہے کہ موجوداتِ عالم مطلق وجود میں باہم مشترک ہیں اور انواع وجود میں جن کو ظہورات کہتے ہیں باہم مختلف و متغائر ہیں۔ یعنی ہر موجود میں وجود کا ظہور جداگانہ آثار کے ساتھ ہے مثلاً پانی میں وہی وجود اس طرح ظاہر ہوا کہ آگ کا بجھا دینا اس کے آثار سے ہے اور اہلِ کشوف کو محقق ہو گیا ہے کہ یہ وجود جو تمام موجودات میں مشترک ہے' ماہیت واحد ہے یعنی ہر وجود کا حصہ۔ ایک وجود دوسرے موجود کے حصہ سے وجود و ماہیت میں مختلف نہیں صرف آثار و عوارض کا اختلاف ہے۔ باقی وجود مشترک تمام موجودات میں حال یعنی حق تعالیٰ کی وجود بخشی کا ظل یا فیضان ہے۔ بالفاظِ دیگر حق تعالیٰ اس فیضان میں سب کے ساتھ یکساں ہے۔" (الکشف عن مہمات التصوف۔ علی کامران پبلیشرز لاہور 1986)

❁ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ ہندوستان میں فلسفہ وحدت الوجود کے علمبرداروں میں سے تھے۔ انہوں نے وحدت الوجود کے مفہوم کو نہایت بے باکی کے ساتھ واضح الفاظ میں یوں بیان کیا ہے:

"بندہ قبل وجود' خدا باطن خدا تھا اور خدا ظاہر بندہ۔ کنت کنزاً مخفیاً اس پر دلیل ہے۔ حقائقِ کونیہ کے نتائج جو علمِ الٰہی ہیں' ذاتِ مطلق میں مخفی تھے اور ذات صرف اپنے پر ظاہر تھی۔ جب ذات نے چاہا کہ ظہور خود دوسری نہج پر ہو تو اعیان کو ان کے لباسِ قابلیات میں اپنی تجلّی کے جلوے سے ظاہر فرمایا اور خود شدتِ ظہور سے ان کی نگاہوں سے مخفی ہو گیا مثل تخم کے کہ درخت مع تمام شاخ و پتوں و پھول کے اس میں چھپا تھا گویا تخم بالفعل تھا اور شجر بالقوہ۔ جب تخم نے اپنے باطن کو ظاہر کیا تو خود چھپ گیا۔ جو کوئی دیکھتا ہے درخت کو دیکھتا ہے تخم دکھائی نہیں دیتا۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو تخم بصورت درخت کے ظاہر ہوا' تخم بالقوہ ہوا اور درخت بالفعل۔ ہر چند کہ ایک وجہ سے تخم و درخت ایک ہے' جدا نہیں ہے۔ عینیت پائی جاتی ہے لیکن دلائل غیریت وجدائی کے بھی اس میں موجود ہیں البتہ اور واقعی ہیں حفظ مراتب ضرور ہے۔ (شائم امدادیہ)

❁ پیر سیّد مہر علی شاہ گولڑوی رحمتہ اللہ علیہ کی وسعتِ نظر' تبحر علمی اور وسعتِ معلومات کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ علامہ اقبالؒ جیسے یگانہ روزگار اسلامی مفکر و شاعر مشکل علمی مسائل میں آپؒ سے استفادہ کرتے تھے۔

Marfat.com

شیخ اکبرؒ کے نظریہ وحدت الوجود پر جو عبور ان کو حاصل تھا اس کی اس صدی میں نظیر نہیں ملتی۔ فصوص الحکم کا با قاعدہ درس دیتے تھے اور اس کے اسرار و رموز کو خوب سمجھتے تھے۔ وجودی اور شہودی مکاتب کے بارے میں سید مہر علی رحمتہ اللہ علیہ کا یہ نقطۂ نظر تھا:

''وحدت الشہود ابتدائے سلوک اور نصف ایمان ہے جبکہ وحدت الوجود انتہائے مقام اور کمالِ ایمان ہے دونوں کو اس حوالے سے پرکھنا چاہیے۔ اوّل الذکر ابتدا ہے موخر الذکر انتہا۔ تاہم وحدت ایک ایسا اعلیٰ و ارفع روحانی مقام ہے جس کے لیے نہ تو امم سابقہ مکلّف تھیں اور نہ جمہور امت مرحومہ محمدیہ۔ یہ فقط اخص الخواص کا مشاہدہ وصال ہے قال نہیں لہٰذا اس کی صداقتوں کو عوام تک پہنچانا غیر ضروری ہے اکثر اوقات یہ بات نقصان دہ بھی ثابت ہو سکتی ہے۔ (ملفوظاتِ مہریہ مرتب مولانا فیض احمد گولڑہ شریف)

❁ علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ کا مسلک وحدت الوجود ہے آپؒ فرماتے ہیں:

بجاں پوشیدہ رمزِ کائنات است — بدن حالے ز احوال حیات است
عروس معنی از صورت حنابست — نمود خویش را پیرایہ ہابست
حقیقت روئے خود را پردہ باف است — کہ او را لذتے در انکشاف است

ترجمہ: کائنات یعنی اللہ تعالیٰ کا راز روح میں پوشیدہ ہے جسم زندگی کے احوال میں سے ایک حال ہے۔ روح نے صورت کی مہندی لگائی اور اپنے اظہار کے لیے مختلف قسم کے لباس پہنے حقیقت (اللہ تعالیٰ) اپنے چہرے کے لیے پردہ بنتی ہے اس کے واسطے ظاہر ہونے میں لذت ہے گویا حقیقتِ حق جسم میں پوشیدہ رہ کر اپنے ظہور کے ذریعہ لذت حاصل کرتی ہے۔

❁ نگاہِ عشق و مستی میں وہیؐ اوّل، وہیؐ آخر — وہیؐ قرآن، وہیؐ فرقان، وہیؐ یٰسؔ، وہیؐ طٰہٰ

❁ لوح بھی تُو، قلم بھی تُو، تیرا وجود الکتاب — گنبدِ آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب
عالمِ آب و خاک میں تیرے ظہور سے فروغ — ذرّہِ ریگ کو دیا تُو نے طلوعِ آفتاب
تیری نگاہِ ناز سے دونوں مراد پا گئے — عقلِ غیاب و جستجو، عشق حضور و اضطراب

❁ آشنا اپنی حقیقت سے ہو اے دہقان ذرا — دانہ تُو، کھیتی بھی تُو، باراں بھی تُو، حاصل بھی تُو
آہ، کسی کی جستجو آوارہ رکھتی ہے تجھے — راہ تُو، راہرو بھی تُو، راہبر بھی تُو منزل بھی تُو
کانپتا ہے دِل ترا اندیشۂ طوفان سے کیا — ناخدا تُو، بحر تُو، کشتی بھی تُو، ساحل بھی تُو
دیکھ آکر کوچہ چاکِ گریباں میں کبھی — قیس تُو، لیلیٰ بھی تُو، صحرا بھی تُو، محمل بھی تُو

Marfat.com

وائے نادانی! کہ تو محتاجِ ساقی ہو گیا
مے بھی تُو، مینا بھی تُو، ساقی بھی تُو، محفل بھی تُو

شعلہ بن کر پھونک دے خاشاکِ غیر اللہ کو
خوفِ باطل کیا کہ ہے غارت گرِ باطل بھی تُو

❁ محبت ہی وہ منزل ہے کہ منزل بھی ہے، صحرا بھی
جرس بھی، کارواں بھی، راہبر بھی، راہزن بھی ہے

❁ حُسنِ ازل کی پیدا ہر چیز میں جھلک ہے
انسان میں وہ سُخن ہے غنچے میں جو چٹک ہے

❁ زندہ قوت تھی جہاں میں یہی توحید کبھی
آج کیا ہے؟ فقط ایک مسئلۂ علم کلام

❁ کثرت میں ہو گیا ہے وحدت کا راز مخفی
جگنو میں جو چمک ہے وہ پھول میں مہک ہے

❁ یہ نکتہ سیکھا میں نے بوالحسنؓ سے
کہ جاں مرتی نہیں مرگِ بدن سے

❁ یہ وحدت ہے کثرت میں ہر دم اسیر
مگر ہر کہیں بے چگوں' بے نظیر

❁ تو رازِ کن فکاں ہے، اپنی آنکھوں پر عیاں ہو جا
خودی کا رازداں ہو جا' خدا کا ترجماں ہو جا

منصور حلاجؒ نے انا الحق اور بایزید بسطامیؒ نے سبحانی اور انا اللہ کہا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے آپ کو عَبۡدُہٗ فرماتے ہیں جو مزا عَبۡدُہٗ میں ہے وہ انا الحق' انا اللہ اور سبحانی میں نہیں ہے۔ حقیقت میں کامل اکمل افراد نے مقامِ عَبۡدُہٗ پر ہی ٹھہرنا پسند فرمایا ہے کیونکہ عاشق مقامِ نیاز ہے اور معشوق مقامِ ناز ہے حقیقت میں اِنّیۡ اَنَا اللّٰہ اور اَنَا الۡحَق سے اَنَا عَبۡدُہٗ افضل ہے۔ اقبالؒ نے بڑی خوبصورتی کے ساتھ عَبۡدُہٗ کے راز کو عیاں کیا ہے:

۱۔ پیشِ او گیتی جبیں فرسودہ است
خویش را خود "عَبۡدُہٗ" فرمودہ است

۲۔ "عَبۡدُہٗ" از فہمِ تو بالاتر است
زاں کہ او ہم آدم و ہم جوہر است

۳۔ جوہرِ اُو نے عرب نے عجم است
آدم است و ہم ز آدم اقدام است

۴۔ "عَبۡدُہٗ" صورت گرِ تقدیر ہا
اندر و ویرانہ ہا تعمیر ہا

۵۔ "عَبۡدُہٗ" ہم جاں فزا ہم جاں ستاں
"عَبۡدُہٗ" ہم شیشہ ہم سنگِ گراں

۶۔ عبد دیگر "عَبۡدُہٗ" چیزے دگر
ما سراپا انتظار او منتظر

۷۔ "عَبۡدُہٗ" دہر است و دہر از "عَبۡدُہٗ" است
ما ہمہ رنگیم او بے رنگ و بو است

۸۔ "عَبۡدُہٗ" با ابتدائے بے انتہا است
"عَبۡدُہٗ" را صبح و شام ماکجاست

۹۔ کس ز سرّ "عَبۡدُہٗ" آگاہ نیست
"عَبۡدُہٗ" جز سرّ "اِلا اللہ" نیست

۱۰۔ لاالہ تیغ و دمِ او "عَبۡدُہٗ"
فاش تر خواہی بگو "ھُوَ عبدہٗ"

۱۱۔ "عَبۡدُہٗ" چند و چگونِ کائنات
"عَبۡدُہٗ" رازِ درونِ کائنات

Marfat.com

۱۲۔ مدعا پیدا نگردد زیں دوبیت تانہ بینی از مقام ''مَارَمَیْتَ''
۱۳۔ بگذر از گفت و شنود اے زندہ رود غرق شو اندر وجود اے زندہ رود

(جاویدنامہ)

ترجمہ: ۱۔حضورِاکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی یہ شان ہے کہ زمانہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے پیشانی جھکائے ہوئے ہے یعنی زمانہ آپ ﷺ ہی کے حکم پر چل رہا ہے۔حضورِاکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خود اپنے آپ کو''عَبۡدُہٗ'' کہا ہے۔

۲۔''عَبۡدُہٗ'' تیری عقل وفہم سے بالاتر ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بشر بھی ہیں اور جوہر (نور) بھی''۔

۳۔''آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حقیقت (جوہر،نور) نہ تو عربی ہے اور نہ عجمی۔حضورِاکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں تو بشر (انسان) لیکن آدم علیہ السلام سے بہت پہلے ہیں''۔

۴۔''عَبۡدُہٗ'' تقدیر کا صورت گر ہے اس کے اندر ویرانے بھی ہیں اور تعمیرات بھی ہیں''۔

۵۔''عَبۡدُہٗ'' جان فزا بھی ہے اور جانِ نشاں بھی،شیشہ بھی ہے اور سنگِ گراں بھی''اس شعر میں قرآنِ پاک کی اس آیت مبارکہ کی طرف اشارہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بشیر (خوشخبری سنانے والا) اور نذیر (ڈرانے والا) بنا کر بھیجا گیا ہے۔

۶۔ ''عبد'' (عام انسان) اور ہے اور ''عَبۡدُہٗ'' اور ہے۔''عبد'' اور''عَبۡدُہٗ'' میں فرق یہ ہے کہ''عبد'' خدا کی توجہ کا منتظر رہتا ہے۔''عَبۡدُہٗ'' کی شان یہ ہے کہ خود خدا یہ دیکھتا رہتا ہے کہ میرا ''عَبۡدُہٗ'' کیا چاہتا ہے۔

۷۔ ''عَبۡدُہٗ'' دراصل دہر (زمانہ) ہے اور دہر (زمانہ) دراصل''عَبۡدُہٗ'' ہے۔''عَبۡدُہٗ'' زمان ومکاں (Time and Space) دونوں کی قید سے بالاتر ہے''۔

۸۔''عَبۡدُہٗ'' کی ابتدا تو ہے لیکن اس کی انتہا نہیں ہے۔''عَبۡدُہٗ'' کی ہماری طرح صبح وشام میں (زمانہ) نہیں ہیں''۔ گویا حضورِاکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ابتدا (تعین اوّل) تو ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نور کو سب سے پہلے پیدا کیا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم چونکہ نورِ خدا سے پیدا ہوئے ہیں اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نورِ حق کی طرح لاانتہا ہیں۔

۹۔ کوئی بھی انسان''عَبۡدُہٗ'' کے راز سے آگاہ نہیں ہے۔''عَبۡدُہٗ''''سِرِّ اِلَّا اللّٰہ'' کے سوا اور کچھ نہیں۔

۱۰۔''لَآ اِلٰہَ'' (نفی۔نہیں ہے کوئی موجود) تلوار ہے (یعنی غیر معبودوں کو قتل کرنے والی) تو اس کی دھار (اس تلوار کو تیز کرنے والا) ''عَبۡدُہٗ'' ہے۔اگر تو صاف لفظوں میں سمجھنا چاہتا ہے تو سن''ھُو عبدہٗ'' ہے۔یعنی جسے''عَبۡدُہٗ'' کہتے ہیں وہ

Marfat.com

دراصل ''ھُو'' ہے گویا ''ھُو'' ہی ''عَبۡدُہٗ'' ہے۔

۱۱۔ ''عَبۡدُہٗ'' کائنات کی حقیقت ہے۔ ''عَبۡدُہٗ'' کائنات کے اندر کا راز ہے'' گویا ''عَبۡدُہٗ'' نہ ہوتا تو اس کائنات کا بھی کوئی وجود نہ ہوتا۔

۱۲۔ جب تک تو ''عَبۡدُہٗ'' کو مقامِ ''مَارَمَیۡتَ'' سے نہ سمجھے گا تو حقیقتِ حال تجھ پر منکشف نہ ہوگی۔ جنگِ بدر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کفار کی طرف کنکریاں پھینکیں جس سے کفار کی افواج بھاگ کھڑی ہوئیں قرآنِ کریم میں اس واقعہ کو یوں بیان کیا گیا ہے ''وَمَارَمَیۡتَ اِذۡ رَمَیۡتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی۔ اے محبوب (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ''یہ کنکریاں آپ ﷺ نے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی ہیں۔'' اس شعر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اسی شانِ وحدت کی طرف اشارہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مقام کو سمجھنے کے لیے اس آیت کو سمجھنا ضروری ہے۔

۱۳۔ اگر تو ''عَبۡدُہٗ'' کی حقیقت سے آگاہی و آشنائی چاہتا ہے تو اپنے وجود میں غرق ہو جا۔ یعنی معرفتِ ذاتِ حق تعالیٰ حاصل کر تو تجھ پر ''عَبۡدُہٗ'' کی حقیقت آشکار ہو جائے گی۔

❁ سیّد قطب مرحوم جو تصوف کے شدید مخالفین میں شمار ہوتے ہیں اپنی تفسیر ''فی ظلال القرآن'' میں ھُوَالۡاَوَّلُ وَالۡاٰخِرُ وَالظَّاھِرُ وَالۡبَاطِنُ ۚ وَھُوَ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ O (سورہ حدید 3) کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اس آیت سے وحدت الوجود کا عقیدہ ثابت ہوتا ہے۔

کچھ عارفین اور فقراء نے وحدت الوجود کے نظریہ کے اظہار کے لیے شاعری کا طریقہ اختیار کیا ہے ان میں سے کچھ انتخاب پیش کیا جا رہا ہے۔

❁ حسینؒ بن منصور حلاج وہ پہلے صوفی شاعر ہیں جن کے یہاں وحدت الوجود کی فکر سر چڑھ کر بولی اور انہیں دار تک لے گئی۔

سبحان من اظھر ناسوتہ　　سر سنا لاھوتہ الثاقب
ثم بداء مستیتسرا ظاھراً　　فی صورة الاکل الشارب

ترجمہ: اس پروردگار کی تسبیح بیان کرتا ہوں جس نے اپنے ناسوت میں اپنے لاھوت درخشاں کے راز کو نمایاں کیا۔ پھر پنہاں و پیدا کی صورت میں جلوہ گر ہوا اور کھانے پینے والے انسان کے روپ میں ظاہر ہوا۔ (طواسین۔المعارف لاہور)

جبلت روحك فی روحی کما　　یجبل العنبر بالمسك الفتق

ترجمہ: تری روح میری روح میں اس طرح سما گئی جس طرح عنبر مشک ناب میں مل جاتا ہے۔

Marfat.com

مثالك فی عینی و ذکرك فی فمی　　ومشواك فی قلبی فاین تغیب

ترجمہ: (اے خدا) تیری مثال میری آنکھ میں اور تیرا ذکر میری زبان پر رہتا ہے۔ تیرا گھر میرا دل ہے پھر تو کیوں کر جدا ہو سکتا ہے۔ (ایضاً)

❁ حضرت ابو بکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ کی شطحیات بڑی مشہور ہیں کہتے ہیں:

غِبْتَ عَنِّیْ فَمَا اَحَسُّ بِنَفْسِیْ　　وَتَلَاشَتْ بِہٖ صِفَاتِی الْمَوْصُوْفَۃُ

فَاَنَا الْیَوْمَ غَائِبٌ عن جَمِیْعٍ　　لَیْسَ اِلَّا الْعِبَارَۃُ الْمَلْھُوْفَۃُ

ترجمہ: تو مجھ سے غائب ہوا تو میں ایسا بے ہوش ہوا کہ اپنے آپ کو نہیں پہچانتا اور میری صفات موصوفہ نے اس کی جستجو کی تو آج کے دن سب سے ایسا غائب ہوں کہ عباراتِ طہوفہ کے سوا کچھ نہیں ہوں۔ (کشف المحجوب)

❁ سیّد عبدالکریم بن ابراہیم الجیلی رحمتہ اللہ علیہ شیخ الاکبر کے باکمال شارح اور وحدت الوجودی صوفی ہیں ''انسانِ کامل'' اور ''مراتب الوجود'' اُن کی نمائندہ تصانیف ہیں۔ فتوحاتِ مکیہ کی شرح بھی لکھی۔ ''انسانِ کامل'' سے لیے گئے چند اشعار ملاحظہ فرمائیں:

کُلُّ ما فی الوجود غیر فمنی　　هو ذاتی نوعة باختیاری

ترجمہ: وجود میں جو کچھ میرے سوا ہے وہ مجھ سے ہے وہ میری ذات ہے جسے میں نے اپنے اختیار میں گونا گوں کر دیا۔

ومحا الحمرة البیاض وجاءت　　کثرة　فهی　للتلون　طاری

ترجمہ: اور سفیدی نے سرخی کو مٹا دیا اور اس تلون سے کثرت پیدا ہوگئی پھر وہ کثرت تلون میں ایک طاری شے ہے۔

(انسانِ کامل، مترجم فضل میراں)

❁ مولانا جلال الدین رومی رحمتہ اللہ علیہ کے تمام مورخین و شارحین اس بات پر متفق ہیں کہ مولانا نہ صرف وحدت الوجود کے قائل تھے بلکہ اس کے پُرجوش مبلغ بھی تھے۔

گر ہزاراں اند یک کس بیش نیست　　جز خیالاتِ عدد اندیش نیست

بحر وحدانیت جفت و زوج نیست　　گوہر و ماہیتش غیرِ موج نیست

نیست اندر بحرِ شرک پیچ پیچ　　لیک باحوال چہ گویم ہیچ ہیچ

ترجمہ: اگر ہزاروں بھی ہیں ایک کے علاوہ کچھ نہیں ہے کثرت اور تعدد محض خیالی ہے۔ صرف وحدانیت کا سمندر ہے۔ جفت اور جوڑا کچھ نہیں۔ اس کی حقیقت اور ماہیت موجوں سے جدا نہیں ہے۔ سمندر میں کسی چیز

Marfat.com

کی شرکت نہیں ہے لیکن بھینگے سے میں کیا کہوں؟

امیر خسروؒ کی شاعری میں جا بجا وحدت کی کرنیں پھوٹتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں مثال کے طور پر:

من توشدم تومن شدی من تن شدم تو جاں شدی تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

ترجمہ: میں تُو ہو گیا تُو میں ہو گیا۔ میں جسم ہوں تو اس میں جان ہے۔ اب اس کے بعد کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں اور ہوں تُو اور ہے۔

خواجہ حافظ کا وحدت الوجود کی فکر میں بھیگا ہوا یہ نمائندہ شعر دیکھیں:

ندیم و مطرب و ساقی ہمہ اوست خیال آب و گل در رہ بہانہ

ترجمہ: عناصرِ اربعہ یعنی مٹی، آگ، ہوا اور پانی کا تو بہانہ ہے۔ وہ خود ندیم ہے، خود گانے والا ہے اور خود پلانے والا۔

وحدت الوجود کے بارے میں مولانا جامی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حبذا روز یکہ قبل از روز و شب فارغ از اندوہ و آزاد طلب
متحد بودیم با شاہِ وجود حکم غیریت بکلی محو بود

ترجمہ: یعنی ایک زمانہ ایسا بھی گزرا ہے جب اس کائنات کا کوئی وجود نہ تھا اور ہم اندوہ (غم) اور طلب (خواہشات) سے بالکل فارغ تھے اور حق تعالیٰ کے ساتھ متحد تھے اور اس میں اور ہم میں مطلق غیریت نہیں تھی۔

فلسفۂ تخلیق اور حقیقتِ محمدیہ کو غالبؔ نے صوفیانہ پیرائے میں یوں بیان کیا ہے:

نور محض واصل ہستی ذات اوست ہر کہ جز حق بنی از آیات اوست

ترجمہ: نورِ محض اور اصلِ ہستی اُسی کی ذات ہے۔ حق کے سوا تم جو کچھ دیکھتے ہو اُسی کی آیات (نشانیاں) ہیں۔

ہاں کھائیو مت فریب ہستی ہر چند کہیں کہ "ہے" نہیں ہے
کثرت آرائی وحدت ہے پرستاری وہم کر دیا کافر ان اصنامِ خیالی نے مجھے
قطرہ میں دجلہ دکھائی نہ دے اور جزو میں کل کھیل لڑکوں کا ہوا دیدہ بینا نہ ہوا

داغ دہلوی کے وحدت الوجود سے متعلقہ یہ اشعار دیکھیں:

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے دیدۂ کور کو کیا نظر آئے کیا دیکھے

وہی تو ہے شعلہ تجلی کی دشتِ ایمن سے تنگ ہو کر جب اس نے اپنی نمود چاہی کھلا حسینوں میں رنگ ہو کر

امیر مینائی:

لاکھ پردوں میں تو ہے بے پردہ سو نشانوں میں بے نشاں تو ہے

Marfat.com

تو ہے خلوت میں تو ہے جلوت میں — کہیں پنہاں کہیں عیاں تو ہے
رنگ تیرا چمن میں، بو تیری — خوب دیکھا تو باغباں تو ہے

❁ مولوی محمد محسن کاکوروی نے نعت گوئی میں خاص مقام حاصل کیا وحدت الوجود کے اثرات ان کی شاعری میں نمایاں ہیں۔

تیری تشبیہ کا ہے آئینہ خانہ تنزیہہ — شانِ بیرنگی مطلق ہے تجھے رنگ محل
رفع ہونے کا نہ تھا وحدت کثرت کا خلاف — میمِ احمد نے کیا آ کے یہ قصہ فیصل

❁ اکبرالٰہ آبادی وحدت الوجود کی حقیقتوں کو جمال آرا کرنے میں بھی شاعرانہ کمال رکھتے تھے۔ذیل کے دو اشعار ان کے اسی رنگِ معرفت کے ترجمان ہیں۔

کہیں جلوہ ہوں صورت کا کہیں ہوں شاہدِ معنی — کہیں ہوں محملِ لیلیٰ کہیں لیلائے محفل ہوں
کہیں عاشق کا مطلب ہوں کہیں معشوق کی خواہش — کہیں مجبورِ مطلق ہوں کہیں مختارِ کامل ہوں

❁ مولانا ظفر علی خان منفرد صحافی، یگانہ ادیب اور صاحب طرز شاعر تھے وحدت الوجود کے سلسلے میں کہتے ہیں:

وہ جس کی شان ہے لَیۡسَ کَمِثۡلِہٖ شَیۡءٌ — چھپا بھی ہے تو سرا پردہ ظہور میں ہے
برنگِ دور قمر جلوہ اس کی قدرت کا — کبھی سنین میں ہے اور کبھی شہود میں ہے
کبھی کبھی ہے وہ اوجِ شعیر پر تاباں — کبھی کبھی وہ خراماں سوادِ طور میں ہے

❁ سید محمد طاسین ذہین شاہ تاجی دورِ حاضر کے سب سے بڑے شارح وحدت الوجود ہیں فصوص الحکم کی شرح بھی لکھی۔ وحدت الوجود پر ماہنامہ تاج کراچی میں قسط وار مضامین لکھے۔ بلند پایہ شاعر اور مقرر مجموعہ کلام ''آیاتِ جمال'' جس میں حسن و عشق، وجود و شہود، علم، عالم اور معلوم سب یکجا نظر آتے ہیں۔

میں نہیں میں، نہ آج تم ہو تم — ہوگئے ایک طالب و مطلوب
عشق تنہا حقیقتِ عالم — بہ حقیقت مجاز سے محجوب
تم ہی تم ہوتے ہو میرے سامنے — سوچتا ہوں جب کبھی میں کون ہوں
دام خود آگہی میں زمانہ چھپا ہوا — پھیلا ہوا درخت ہے دانہ چھپا ہوا

❁ فریدالدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کو پنجابی کا پہلا شاعر تسلیم کیا جاتا ہے۔ان کا یہ اشلوک وحدت الوجود کا ترجمان ہے:

فریدا رتی رت نہ نکلے جے تن چرے کوء — جو تن رتے رب سیو تن تن رت نہ ہوء

Marfat.com

ترجمہ: رتی بھر خون بھی نہیں نکلے گا اگر (ان عشاق کا) بدن کوئی چیرے۔ جو بدن (مراد انسان) رب کے رنگ سے رنگا گیا اس بدن میں خون نہیں ہوتا۔

❁ شاہ حسین رحمتہ اللہ علیہ:

اندر توں باہر توں روم روم وچ توں   توں ہی تانا توں ہی بانا' سبھ کچھ میرا توں
کہے حسین فقیر سائیں میں ناہیں سبھ توں

ترجمہ: اندر بھی تو باہر بھی تو' روئیں روئیں میں تو' اللہ میرے حال کا محرم تو! تو ہے تانا تو ہے بانا' سب کچھ میرا تو۔ کہے حسین فقیر اللہ کا میں نہیں سب تو ہی تو!

❁ بلھے شاہؒ پنجابی کے شہرہ آفاق شاعر جتنے بڑے شاعر اتنے ہی بڑے وجودی صوفی۔ احدیت کو جس شدت کے ساتھ بلھے شاہؒ نے بیان کیا ہے شاید ہی کسی صوفی شاعر نے ایسا کیا ہو۔ ''حقیقتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم'' کی بلھے شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے انتہائی نفیس اور لطیف تفسیر کی ہے:

سیو ہن میں ساجن پائیونی   ہر ہر دے وچ سمائیونی
احد احمد دا گیت سنائیو   ہر دے وچ اک میم رکھائیو
انا احمد ہوں پھر فرمائیو   پھر نام رسول دھرائیو نی
فثم وجہ اللہ نور تیرا   ہر ہر کے بیچ ظہور تیرا
ہے الانسان مذکور تیرا   اتھے اپنا سرّ لُکائیو نی
ہر مظہر وچ اوہا دِس دا   اندر باہر جلوہ جس دا

ترجمہ: سہیلیو مجھے ساجن مل گیا وہ ہر اک میں سما گیا۔ احد کے پردے میں میم رکھ دیا۔ انا احمد کہہ کر پھر رسول کا سوانگ بھرا ہر جگہ اُسی کا نور و ظہور ہے اُسی نے خود الانسان کہا اور اپنا راز مخفی رکھا اور ہر مظہر میں وہی نظر آتا ہے اندر باہر اُسی کا جلوہ ہے۔

❁ وارث شاہ ہمہ اوست کے قائل تھے اور وحدت الوجود اور ویدانت کے بنیادی فرق کو سمجھتے تھے۔

بچہ سنو اس وچہ قلبوت خاکی سچے رب نے تھاؤں بنایائی
وارث شاہ میاں ہمہ اوست جانے سرب موئے بھگوان وسایائی

❁ میاں محمد بخشؒ کے وحدت الوجودی تصورِ حسن کے مطابق اللہ تعالیٰ کی ذات ہی حسنِ مطلق اور حسنِ ازل ہے اور انسانوں سمیت کائنات کے سارے مظاہر میں اسی حسنِ مطلق' حسنِ ازل کا پرتو ہے۔

Marfat.com

جلوہ حسن گھنے دا دسدا ہر وچ ہر دا پھیرا　　اینویں نئیں محمد بخشا دل دا حسن لٹیرا
جیکر صورت وچ نہ ہوندا مالک آپ دلاں دا　　غیبوں چھک مہار دلاں دی کیہڑا جیو ملاندا
ہر ہر وچ نہ ہوون جے کر ہردے روپ سمانے　　دانش منداں دا دل ٹھگن کد معشوق ایانے
توڑے بہتے روپ دسیون توڑے تھوڑے تھوڑے　　اصل اندر سب ہک ہوون گیے ندیوں نیرو چھوڑے

ترجمہ: ہر شے میں حسنِ ازل کا جلوہ ہے ایسے ہی حسن، دل کو نہیں لوٹ لیتا۔ اگر وجودِ حقیقی جو دلوں کا مالک ہے ہر صورت میں نہ ہوتا تو غائب سے کون ملاتا۔ اگر ہر چیز میں اُس کے حسن کی کارستانیاں نہ ہوتیں تو معصوم اور نادان معشوق دانش مندوں کو یوں ٹھگ نہ دیتے۔ اگرچہ اُس کے روپ بہت ہیں مگر اصل میں وہ ایک ہی ہے۔

❁ پیر مہر علی شاہؒ کو فلسفہ وحدت الوجود پر عبور حاصل تھا۔ ان کی شاعری اور خاص کر پنجابی شاعری وجودی رنگ میں رنگی ہوئی ہے۔

ایہہ صورت ہے بے صورت تھیں، بے صورت ظاہر صورت تھیں
بے رنگ دسے اس مورت تھیں وچ وحدت پٹھیاں جدگھڑیاں

❁ سچل سرمستؒ جنہیں شاعر ہفت زبان بھی کہتے ہیں انہوں نے سندھی کے علاوہ سرائیکی میں بھی شاعری کی۔ یہاں اُن کی ایک سرائیکی کافی درج کی جاتی ہے جو وحدت الوجود اور ہمہ اوست میں ڈوبی ہوئی ہے:

اساں ناں کہیں دے جائے ہیوں　　اساں ناں کہیں دے بنائے ہیوں
چھوڑ افلاک زمین تے آیا　　عرش کرسی وچ آپ سمایا
ایڈوں دا وت پیو سے رایا　　اساں اپڑیں خوشی سوں آئے ہیوں
اصل آہس لا مکانی　　اتھاں آ کر ہولیس مکانی
تکیہ جوڑ کیتم انسانی　　صورت سب سمائے ہیوں

ترجمہ: ہم نہ کسی سے پیدا ہوئے ہیں اور نہ کسی کے بنائے ہوئے ہیں۔ افلاک کو چھوڑ کر زمین پر آیا اور عرش و کرسی میں بھی آپ سمایا ہوا ہوں۔ ادھر آنے کا شوق پیدا ہوا اور اس دنیا میں اپنی خوشی سے آیا ہوں۔ اصل میں لامکانی تھا اور اس دنیا میں آ کر مکانی ہو گیا ہوں۔ انسان کو اپنا مظہر بنایا اور ہر صورت میں جلوہ گر ہوں۔

❁ خواجہ غلام فرید رحمتہ اللہ علیہ شیخ الاکبر رحمتہ اللہ علیہ کو اپنا مرشد اور ہادی مانتے ہیں اور وحدت الوجود ایک داخلی اور باطنی تجربہ بن کر ان کی شاعری میں داخل ہوا ہے۔ وہ اغلباً بلھے شاہؒ کے بعد اس فکر کے سب سے بڑے مبلغ ہیں:

Marfat.com

سوہنڑے یار پُنل دا ہر جا عین ظہور　　　اول آخر ظاہر باطن اُس دا جان ظہور

آپ بنے سلطان جہان دا آپ بنے مزدور　　　تھی مشتاق پھرے وچ غم دے واصل تھی مجہور

ترجمہ: حقیقی خوش جمال محبوب کا جلوہ ہر جگہ ہر آن نظر آتا ہے۔ ازل سے ابد تک ظاہر اور باطن میں ہر جگہ اُسی کی ہستی کا جلوہ ہے۔ شہنشاہ بھی وہی ہے اور مزدور کی شکل میں وہی موجود ہے۔ خود ہی عاشق بے تاب بن کر غمزدہ سا پھرتا ہے اور خود ہی معشوق بن کر پھرتا ہے اور ہجر کی کیفیت سے بھی خود ہی گزرتا ہے۔

ایک اور جگہ کہتے ہیں:

ہے عشق دا جلوہ ہر ہر جا سبحان اللہ سبحان اللہ　　　خود عاشق خود معشوق بنیا سبحان اللہ سبحان اللہ

ترجمہ: ہر جگہ حضرتِ عشق (اللہ تعالیٰ) جلوہ گر ہے خود ہی عاشق خود ہی معشوق ہے۔ سبحان اللہ کیا شانِ عشقِ حقیقی ہے۔

❁ مشہور شاعر اعظم چشتیؒ نے وحدت الوجود کے فلسفہ کو کس خوبصورتی سے اس قطعہ میں بیان کیا ہے:

اک انا منصورؒ آکھی اک انا فرعون پکاری　　　اک انا مظہر وحدت دی اک وحدت دی انکاری

انا انا وچ فرق گھنیرا اک رحمت تے اک خواری　　　شکلاں ویکھ نہ بُھلیں اعظم اک نوری تے اک ناری

حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کی طرف سے وحدت الوجود کی مخالفت

برصغیر میں مسلک وحدت الوجود (ہمہ اوست) کی اگر کسی نے پُرزور مخالفت کی تو وہ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ ہیں لیکن آپ رحمتہ اللہ علیہ نے توحید وجودی ماننے والوں کے خیالات کی تردید نہیں کی بلکہ ان کے تصورات سے معنوی اور لفظی اختلاف کیا کیونکہ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے والد مخدوم عبدالاحد رحمتہ اللہ علیہ اور مرشد خواجہ باقی باللہ اور خود حضرت مجددؒ شروع میں مسلک وحدت الوجود کے قائل تھے لیکن بعد میں آپ رحمتہ اللہ علیہ نے وحدت الشہود کا مسلک اختیار کر لیا اور وحدت الوجود کی مخالفت شروع کر دی۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کی مخالفت کی وجوہات کو سمجھنے کے لیے یہ بات یاد رکھیے کہ طریقت، معرفت اور فقر میں طالب یا مرید مرشد کا عکس ہوتا ہے اور وہ کبھی بھی مرشد کی تعلیمات کے خلاف نہیں جاتا۔ آپؒ نے وحدت الوجود کی جو مخالفت کی اس کی کچھ وجوہات تھیں جن کا ذکر آگے آئے گا۔ اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں۔

❁ ''پس جو صوفیا وحدت الوجود کے قائل ہیں حق پر ہیں اور علماء جو کثرت کے معتقد ہیں وہ بھی حق پر ہیں۔ صوفیاء کے حالات کے مناسب وحدت ہے اور علماء کے حالات کے مناسب کثرت۔ کیونکہ شرائع کی بنا کثرت پر ہے اور احکام کا تغائیر کثرت سے وابستہ ہے اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کی دعوت اور اخروی

Marfat.com

تنعیم[1] وتعذیب[2] بھی کثرت سے متعلق ہے اور جب حضرت حق سبحانہ تعالیٰ بمطابق فاحببت ان اعراف (میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں) کثرت کو چاہتا اور ظہور کو پسند کرتا ہے تو اس مرتبہ کو باقی رکھنا بھی ضروری ہے کیونکہ اس مرتبہ کی ترتیب اللہ ربّ العالمین کی پسندیدہ اور محبوب ہے۔ سلطان ذی شان کے لیے نوکر چاکر چاہئے اور اس کی عظمت و کبریائی کے لیے خواری، شکستگی اور محتاجی درکار ہے۔ وحدت کا معاملہ حقیقت کی مانند ہے اور اس کے مقابلے میں کثرت کا معاملہ مجاز کی طرح۔ اس طرح اُس عالم کو عالمِ حقیقت کہتے ہیں اور اِس عالم کو عالمِ مجاز' لیکن چونکہ ظہورات اس بلند ذات کو پیارے لگتے ہیں اور اس نے اشیاء کو بقائے ابدی عطا فرمائی ہے اور قدرت کو لباسِ حکمت میں لایا ہے اور اسباب کو اپنے فعل کا روپوش بنایا ہے اس بنا پر وہ حقیقت' حقیقتِ مہجور[3] کی طرح ہوگئی ہے اور یہ مجاز متعارف ہو چکی ہے۔ نقطہ جوالہ[4] اگرچہ حقیقت کی طرح ہے اور اس سے پیدا ہونے والا دائرہ مجاز کی طرح لیکن وہاں حقیقت یعنی نقطہ جوالہ مہجور ہے اور جو کچھ متعارف ہے یعنی دائرہ مجاز ہے۔'' (مکتوب ۴۴' دفتر دوم' بنام: محمد صادق ولد محمد مومن)

❁ ''صوفیوں میں جو وحدت الوجود کا قائل ہے اور اشیاء کو حق تعالیٰ کا عین دیکھتا ہے اور ''ہمہ اوست'' کا حکم لگاتا ہے اس کی مراد یہ نہیں کہ اشیاء حق تعالیٰ کے ساتھ متحد ہیں اور تنزیہہ' تنزل کر کے تشبیہ ہوگئی ہے یا واجب ممکن بن گیا ہے اور بے چون' چون میں آ گیا ہے کیونکہ سب کفر و الحاد و زندقہ ہے وہاں نہ اتحاد ہے نہ عینیت نہ تنزل نہ تشبیہہ وہ تو ''سبحانہ الان کما کان'' ہے۔ تو پاک ہے وہ جو نہ اپنی ذات میں متغیر ہو سکتا ہے نہ صفات میں نہ حدوث[5] الوان[6] میں اپنے سماء کے ساتھ متغیر ہو سکتا ہے وہ سبحانہ تعالیٰ اپنی اسی صرافت اطلاق پر ہے اس نے وجوب[7] کی بلندی سے امکان کی پستی تک میلان نہیں فرمایا۔ بلکہ ''ہمہ اوست'' کا معنی ہے ''اشیاء نہیں ہیں اور حق سبحانہ تعالیٰ موجود ہے۔'' منصور نے جو اَنا الحق کہا اس کی مراد یہ نہیں کہ میں حق ہوں اور حق تعالیٰ کے ساتھ متحد ہوں کہ یہ معنی کفر ہے اور اس کے قتل کا موجب بلکہ اس کے قول کا معنی ہے ''میں نہیں ہوں حق سبحانہ تعالیٰ موجود ہے۔'' صرف اتنی بات ہے کہ صوفیا اشیاء کو حق تعالیٰ وتقدس کے ظہورات جانتے ہیں اور اس کے اسماء و صفات کی جلوہ گاہ قرار دیتے ہیں۔ تنزل کے شائبہ اور تغیر و تبدل کے گمان کے بغیر جس طرح سایہ شخص سے دراز ہوتا ہے لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ سایہ اس شخص کے ساتھ متحد ہے اور عینیت (ہو بہو ہونے کی نسبت رکھتا ہے یا وہ شخص تنزل کر کے سایہ کی صورت میں ظاہر ہوا ہے بلکہ وہ شخص اپنی اصالت کی صرافت پر ہے اور سایہ اس کے وجود میں آیا ہے۔ بے شائبہ تغیر و تبدل--- اگرچہ بعض اوقات ایک جماعت جس نے

---

[1] نعمت و درجات کا عطا کرنا [2] عذاب کرنا [3] علیحدہ، جدا، چھوڑی ہوئی [4] وہ نقطہ جس کے اردگرد دائرہ کھینچا جائے Centre of Circle
[5] حادث کی جمع۔ نئی بنائی جانے والی اشیاء جو پہلے موجود نہ تھیں۔ [6] مختلف رنگوں اور صورتوں والی [7] وہ وجود جو لازم اور واجب ہے

Marfat.com

اس شخص کے وجود کے ساتھ کمال کی محبت پیدا کرلی ہوتی ہے اس کی نظر سے سایہ پوشیدہ ہوجاتا ہے اور شخص کے سوا کوئی چیز مشہود نہیں ہوتی' ہوسکتا ہے کہ ایسے لوگ کہیں کہ سایہ شخص کا عین (ظہور) ہے یعنی سایہ معدوم اور شخص موجود ہے اور بس۔ اس تحقیق سے لازم آیا کہ صوفیا کے نزدیک اشیاء حق تعالیٰ کی ظہورات ہیں نہ حق جل سلطانہٗ کا عین (یعنی آپس میں ہو بہو ہونا) پس اشیاء حق سے ہیں نہ کہ حق جل شانہٗ ہیں۔ پس ان کے کلام ''ہمہ اوست'' کے معنی ''ہمہ از اوست'' ہی ہیں جو علمائے کرام کا مختار ہے اور علمائے کرام اور صوفیائے عظام (کثرھم اللہ سبحانہ الی یوم القیامۃ) کے درمیان فی الحقیقت کوئی نزاع ثابت نہیں ہوتا اور دونوں باتوں کا مآل وانجام ایک بن جاتا ہے البتہ اس قدر فرق ہے کہ صوفیا اشیاء کو حق تعالیٰ کے ظہورات کہتے ہیں اور علماء اس لفظ سے پرہیز کرتے ہیں تا کہ حلول واتحاد کے وہم سے محفوظ رہ سکیں۔'' (مکتوب نمبر ۴۴ جلد دوم)

ان مباحث سے اندازہ ہوگیا ہوگا کہ حضرت مجددؒ وحدت الوجود کے منکر نہیں بلکہ اس کی غلط تعبیر کے انکاری ہیں۔ انہوں نے شیخ اکبر محی الدین ابنِ عربیؒ کے بعض خیالات سے اختلاف ضرور کیا لیکن ان کی بزرگی وعظمت کے ہمیشہ قائل رہے جیسا کہ شیخ محمد اکرام نے ''رودِ کوثر'' میں لکھا ہے:

''فی الحقیقت شیخ کی نسبت ان کا نقطۂ نظر بڑا پیچ در پیچ تھا۔ بعض باتوں میں انہیں اُن سے اختلاف تھا اور بعض میں اشتراکِ رائے' لیکن شیخ کی عظمت اور پاکیزگی پر وہ بڑا زور دیتے تھے۔''

- حضرت مجدد رحمتہ اللہ علیہ نے شیخ اکبر محی الدین ابنِ عربی رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں کئی جگہ اظہار خیال کیا ہے۔ چند مثالیں درج ہیں۔ فرماتے ہیں: ''جناب شیخ مقبولانِ بارگاہِ کبریا میں سے نظر آتے ہیں اور اولیاء اللہ کی جماعت میں ان کا مشاہدہ ہوتا ہے:

با کریماں کارہا دشوار نیست

ہاں' کبھی یہ صورت ہوتی ہے کہ دعا رنجیدگی کا سبب بنتی ہے اور کبھی بدتمیزی موجب خوشنودی' شیخ کا رد کرنے والا خطرہ میں ہے اور ان کے اقوال کے ساتھ ان کا قبول کرنے والا بھی خطرہ میں ہے۔ جناب شیخ کو قبول کیا جائے اور ان کے اختلافی کلام کو قبول نہ کیا جائے یہ راہِ وسط ہے جو شیخ کو قبول کرنے اور قبول نہ کرنے کے متعلق فقیر کا مختار مسلک ہے۔'' (مکتوب ۷۷ دفتر سوم)

- ''اس میدان میں مقابلہ پر شیخ محی الدین ابن العربی قدس سرہٗ ہیں۔ کبھی ان کے ساتھ مقابلہ ہے اور کبھی صلح۔ بہر حال انہی کی ذات ہے جس نے معرفت اور عرفان کے کلام کی بنیاد رکھی ہے اور پھر اس کو خوب شرح وبسط سے بیان کیا ہے اور انہی کی ذات ہے جس نے توحید واتحاد کو تفصیل سے بیان کیا ہے اور تعدد وتکثر

Marfat.com

کی منشاء ظاہر کی ہے۔ وہی ہیں جنہوں نے وجود کو صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات کے واسطے ثابت کیا ہے اور عالم کے وجود کو موہوم اور خیالی وجود قرار دیا ہے۔ وہی ہیں جنہوں نے حضرتِ وجود کے واسطے تنزلات کا اثبات کیا ہے اور ہر مرتبہ کے احکام کو الگ کیا ہے۔ وہی ہیں جنہوں نے عالم کو عینِ حق سمجھا ہے اور ''ہمہ اوست'' کہا ہے یعنی سب کچھ وہی ہے۔ باوجود اس کے انہوں نے اللہ کے مرتبۂ تنزیہہ کو سب سے بلند تر پایا ہے اور سب کی دید و دانش سے اس کو منزّہ و مبرّا قرار دیا ہے۔ جنابِ شیخ سے پہلے جو مشائخ گزرے ہیں اس سلسلہ میں ان حضرات نے اگر کچھ کہا ہے بطریق رمز و اشارہ کہا ہے۔ کھل کر بات کسی نے نہیں کہی ہے اور جنابِ شیخ کے بعد جو مشائخ آئے ہیں اُن میں سے اکثر نے جناب شیخ کی پیروی کی ہے اور آپ ہی کی اصطلاح کو اختیار کیا ہے۔ ہم پس ماندگان انہی بزرگ وار کی برکات و فیوضات سے مستفید ہوئے ہیں اور ان کے علوم و معارف سے فوائد حاصل کیے ہیں اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے ان کو جزائے خیر عنایت کرے۔ (مکتوب ۷۹۔ دفتر سوم)

❁ ''انہوں نے کمالِ معرفت کی وجہ سے اس دقیق مسئلہ (وحدت الوجود) کو خوب واضح طور پر بیان کر دیا۔ انہوں نے اس طرح پر ابواب و فصول مقرر کیے جس طرح علمِ نحو و صرف میں ہیں۔ باوجود اس وضاحت اور تحقیق کے صوفیاء کی ایک جماعت ان کے مطلب و مدعا کو نہ سمجھی اور ان کو برخطا قرار دے کر مطعون و ملام کیا حالانکہ اس مسئلہ میں جناب شیخ اکبرؒ اپنی اکثر تحقیقات میں حق پر ہیں اور ان پر طعن کرنے والے راہِ صواب سے دور ہیں۔ جنابِ شیخ نے جس طرح اس دقیق مسئلہ کو حل کیا ہے اس سے آپ کی بزرگی اور علم کی بے پایانی کا اندازہ لگانا چاہیے نہ یہ کہ ان کو بُرا کہا جائے۔'' (مکتوب ۸۹، دفتر سوم)

وحدت الوجود اور وحدت الشہود میں اختلاف لفظی ہے؟

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ سے لے کر سید سلیمان ندوی رحمتہ اللہ علیہ تک تمام علماء و صلحائے امت نے وجودی اور شہودی نظریات کو محض لفظی نزاع ہی بتایا ہے کوئی مقصدی یا مشاہداتی اختلاف نہیں کیا۔ مولانا محمد اشرف خان سلیمانی مصنف 'سلوکِ سلیمانی' جلد دوم میں سید سلیمان ندویؒ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

❁ وحدت الوجود اور وحدت الشہود میں اختلاف لفظی ہے۔ حقیقت بادنی تفاوت وہی ہے کہ غلبۂ حال میں سالک سے مخلوق محجوب ہو جاتی ہے اور وہ ایک ہی وجودِ حق میں شاغل ہو جاتا ہے۔ اب جو ایک ہی وجودِ حق کو پاتا ہے وہ وجودی ہے اور جو ایک کو دیکھتا ہے وہ شہودی ہے۔ وحدت الوجود کی اصطلاح تیز و مرد افگن[1] ہے

1 قوی

Marfat.com

اورعوام میں اس کے معنی غلط مشہور ہو گئے ہیں۔اس لیے وحدت الشہود کی اصطلاح کو اختیار کیا گیا کہ دلالت معنی کے لحاظ سے یہ اصطلاح زیادہ مناسب ہے۔''

سید صاحب مزید کہتے ہیں:

''ان مباحث کا حاصل صرف اتنا ہے کہ وحدت الوجود اور وحدت الشہود کا مسئلہ ایک حالی کیفیت سے متعلق ہے جس کی حقیقت اہلِ حال ہی سمجھ سکتے ہیں۔علمی و کلامی حیثیت سے اس میں زیادہ غور وخوض اور حکم جاری کرنا سخت محل خطرہ وخلافِ سلف صالحین ہے۔

یہ عجیب اتفاق ہے کہ حضرت مجدد رحمتہ اللہ علیہ کے دفتر اول و دوم کے مکتوبات میں وحدت الوجود کا انکار نظر آتا ہے لیکن دفتر سوم کے مکتوبات نمبر ۵۸' ۶۲' ۶۷' ۶۸' ۷۱' ۸۰' ۸۹' ۹۷' ۱۰۰' ۱۰۹ وغیرہ میں وحدت الوجود اور شیخ الاکبرؒ کے بارے میں ان کا رویہ مصالحانہ بلکہ مراجعانہ نظر آتا ہے۔وہ اپنے آپ کو شیخ ابنِ عربی رحمتہ اللہ علیہ کے کام کو آگے بڑھانے والا اور اس کی تکمیل کرنے والا سمجھتے تھے۔صاحبزادہ محمد معصوم کے نام مکتوب کے آخر میں اگرچہ صراحت اسی نہیں لیکن مفہوم قریباً یہی ہے۔توحیدِ وجودی کے متعلق جوان کے اور شیخ کے درمیان سب سے بڑی وجہ اختلاف سمجھی جاتی ہے انہوں نے بالصراحت کہا کہ ''بشرطِ عبور'' وہ اس کے حسن کے قائل ہیں۔ان کی توحید شہودی' شیخ کی توحید وجودی کی ضد نہیں بلکہ اس سے اگلی منزل ہے۔اسی طرح ابن عربی کے نظامِ باطنی کا مسئلہ ہے۔حضرت مجددؒ نے نہ صرف اسے قبول کیا بلکہ اسے ترقی دی اور طریقۂ مجددیہ کا قیوم' شیخ ابنِ عربیؒ کے قطب کی ارتقائی صورت ہے۔(صفحہ 182 شیخ محی الدین ابن عربیؒ)

وحدت الوجود سے اختلاف کی اصل وجہ

اگر وحدت الشہود اور وحدت الوجود میں کوئی بنیادی فرق نہیں ہے اور یہ محض لفظی نزاع ہے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر حضرت مجددؒ کو متقدمین صوفیاء کے اس راسخ نظریے کے متوازی ایک اور نظریے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی؟ روحانی تشفی کے لیے تو شاید اس وقت بھی اور اب بھی وحدت الوجود کے نظریہ کا بنیادی کردار ہے تاہم وحدت الشہود حضرت مجددؒ کے دور کی روحانی سے زیادہ اخلاقی اور سماجی ضرورت تھا اور غالی وجودیوں کا منطقی ردِعمل بھی۔وحدت الشہود ایک مخصوص تناظر میں وجود میں آیا۔ڈاکٹر زکیا ہاشمی رقمطراز ہیں:

❁ برصغیر کے مخصوص ماحول میں ویدانت اور تصوف' ہندومت اور اسلام کے درمیان ترکیب و امتزاج سے متعلق مختلف علمی' فکری اور احیائی تحریکوں کے پس منظر میں جھانک کر دیکھا جائے تو اس فلسفہ کے واضح

Marfat.com

نقوش نمایاں نظر آئیں گے۔ مختلف ہندو مصلحین، رامانج، رامانند، بھگت کبیر، گرونانک اور انتہا پسند وجودی نقطہ نظر کے حامل صوفی اور شہزادہ داراشکوہ اسی فکر وفلسفہ کا پرچار کرتے ہوئے اسلام اور ہندومت کے درمیان مفاہمت کی وجوہ تلاش کرتے نظر آتے ہیں۔ اگرچہ ان کے بنیادی افکار میں قدرے اختلاف پایا جاتا ہے تاہم بہت حد تک ان کے ہاں فکری مماثلت بھی پائی جاتی ہے جس کے زیرِ اثر وہ مذاہب کے رسوم وظواہر (شریعت) کو مسترد کرتے ہوئے باطنی پاکیزگی اور محبت کو اصل مذہب قرار دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک مذہب کی ظاہری صورتوں کے برعکس اس کی روحانی قدروں کی زیادہ اہمیت ہے اس لیے وہ ہندو مذہب اور اسلام کو ایک ہی صداقت کے جداگانہ مظاہر بتلاتے ہیں۔ پندرہویں اور سولہویں صدی عیسوی میں ان افکار کو کافی فروغ حاصل ہوا۔ رام اور رحیم کا فرق مٹنے لگا اور صورتِ حال اس حد تک پہنچ گئی کہ انتہا پسند صوفیانہ حلقوں میں مومن وکافر کا امتیاز مٹنے لگا۔ ویدوں کو الہامی کتب کا درجہ حاصل ہوا۔ مذہب کی ظاہری رسوم نظر انداز ہونے لگیں اور شریعت وطریقت کے راستے جدا ہونے لگے۔ اس فتنہ کو ختم کرنے کے لیے حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے وحدت الشہود کا نظریہ پیش کیا۔''

براہمہ، ہندو جوگی، سیاسی اور ویدانتی جس وحدت الوجود کو ثابت کرتے ہیں وہ دراصل وحدت الوجود نہیں بلکہ حلول یا اتحاد کا نظریہ ہے جو قرآنی تعلیمات کے سراسر خلاف ہے۔ صوفیاء حلول، اتحاد اور تجسیم تین عقیدوں کو کفر اور الحاد سمجھتے ہیں افسوس اس بات کا ہے کہ بہت سے تعلیم یافتہ حضرات اور نام نہاد توحید پرست بھی وحدت الوجود کو حلول کا مترادف سمجھتے ہیں حلول اور اتحاد کے لیے دو وجود کا ہونا ضروری ہے لیکن وحدت الوجود میں ایک ہی وجود ہے وہ ہے ذاتِ باری تعالیٰ۔ حلول واتحاد کا یہ گمراہ کن نظریہ وحدت الوجود کی صورت میں غالی وحدت الوجودیوں نے ہندوؤں کے ساتھ مل کر اتنا عام کر دیا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کو وحدت الشہود کا نظریہ پیش کرنا پڑا۔

اکبری دورِ الحاد میں جاہل صوفیاء اور علماء نے وحدت الوجود کی غلط تعبیرات سے مسلمانوں میں غلط فہمیاں پھیلا رکھی تھیں اور فنا فی اللہ کے مقام تک رسائی کے بغیر ہی ہر انسان کے خدا ہونے کی باتیں عام تھیں یعنی میں بھی خدا تُو بھی خدا۔ اور بعض لوگ حلول اور اتحاد کو وحدت الوجود ثابت کرنے پر تلے ہوئے تھے تو عام لوگوں کو گمراہی سے بچانے کے لیے انہوں نے اصطلاحِ وحدت الوجود کو ہی بدل دیا اور اس کی جگہ وحدت الشہود کی اصطلاح رائج کر دی جس کا مقصود وہی ہے یعنی وحدت الوجود۔ پھر یہ عقیدہ باطن کے مشاہدہ سے تعلق رکھتا ہے اور ظاہر (شریعت) سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ عوام کے لیے تو شریعت ہی کے اعمال ہیں۔ اس فتنہ کو

Marfat.com

ختم کرنے کے لیے اور شریعت محمدی ﷺ اور کفر میں امتیاز کو باقی رکھنے کے لیے آپ رحمتہ اللہ علیہ نے وحدت الشہود کا نظریہ پیش کیا یوں ویدانتی یوگیوں اور غالی وجودیوں کا یہ فتنہ اپنی موت آپ مر گیا۔

یہ تھا وہ پس منظر جس میں وحدت الشہود کا نظریہ منظرِ عام پر آیا۔ حضرت مجددؒ وحدت الوجود کے منکر نہیں بلکہ اس کی غلط تعبیر جو اُس زمانہ میں ہو رہی تھی اس کے انکاری ہیں۔ بقول پروفیسر محمد حسن عسکری جو لوگ ابنِ عربیؒ کی مخالفت میں حضرت مجددؒ کا نام لیتے ہیں اور اُن کے الفاظ اور تعبیرات کو غلط جامہ پہنا کر پیش کرتے ہیں وہ اپنی کج فہمی برقرار رکھنے کا ایک بہانہ ڈھونڈتے ہیں۔

حضرت سخی سلطان باھوؒ اور وحدت الوجود

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کا مسلک ہمہ اوست (وحدت الوجود) ہے کیونکہ ہمہ اوست کا تعلق معرفتِ ذات سے ہے اور آپ رحمتہ اللہ علیہ تو ''اسمِ اَللّٰہُ ذات'' معرفتِ ذات کے لیے پہلے دن ہی طالب کو عطا نہ کرنے والے کو مرشدِ کامل ہی تسلیم نہیں کرتے اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کی کتب بھی اسمِ اَللّٰہُ ذات کی شرح ہیں۔ معرفتِ ذات کا تعلق عالمِ امر لاھوت لامکان سے ہے۔ اس میں ''اسمِ اَللّٰہُ ذات'' کے ذکر اور تصور میں دیدارِ حق تعالیٰ میں فنا ہو کر عبودیت سے ربوبیّت تک پہنچنا اور مجلسِ محمدی ﷺ کی حضوری ہے اور معرفتِ ذات کا طالب عارفِ دیدار اور صاحبِ راز ہوتا ہے' جبکہ ہمہ از اوست (وحدت الشہود) کا تعلق معرفتِ صفات اور عبودیت سے ہے اور اس کی ابتدا تسخیر خلق اور رجوعاتِ خَلق اور انتہا ملکوت سے ہوتے ہوئے جبروت تک طبقات کی طیر سیر ہے اور اس کے حصول کا ذریعہ ورد و ظائف چلے' مراقبے اور بدنی و زبانی ریاضت و مشقت ہے۔ عارفِ صفات صاحبِ ریاضت تو ہو سکتا ہے لیکن صاحبِ راز نہیں اور صاحبِ ریاضت صاحبِ درجات ہے۔ معرفتِ صفات کی انتہا سدرۃ المنتہیٰ پر اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی اور لوحِ محفوظ کا مطالعہ ہے۔ یہ وہی حد ہے جہاں پر جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ ''حضور (ﷺ) میں اس سے آگے نہیں جا سکتا میں ذرا بھی آگے بڑھا تو جل جاؤں گا۔'' سدرۃ المنتہیٰ تک خَلق (مخلوق) کا مقام ہے اور اس سے آگے عالمِ لاھوت میں غرقِ توحید ہونا معرفتِ ذات کا مقام ہے۔ معرفتِ صفات والا کثرت میں ہی رہتا ہے۔ وحدت میں داخل نہیں ہو سکتا' جبکہ معرفتِ ذات والے کا سفر ہی وحدت سے شروع ہوتا ہے۔

Marfat.com

بہت سے محققین اور حضرت سخی سلطان باھُوؒ رحمتہ اللہ علیہ کی کتب کے تراجم کرنے والوں نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کا مسلک وحدت الشہود (ہمہ از اوست' معرفتِ صفات) بیان کیا ہے' جو بہت بڑا دھوکہ ہے کیونکہ آپؒ تو ہمیشہ دیدارِ ذات کی بات کرتے ہیں اور دیدارِ ذات کے علاوہ طبقات و درجات کو طالب کے لیے راہزن قرار دیتے ہیں۔ کچھ محققین کو جب کچھ سمجھ نہ آئی تو انہوں نے لکھ دیا کہ آپ دونوں مسالک کے علمبردار ہیں۔ حالانکہ آپؒ کی کسی ایک کتاب کا مطالعہ کرنے والا پہلے لمحے میں ہی سمجھ جاتا ہے کہ آپ کا مسلک ہمہ اوست ہے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ تراجم بھی وہ لوگ کر رہے ہیں کہ جن کو صاحبِ تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات مرشدِ کامل اکمل کی غلامی میسر نہیں ہے۔ پھر اُن کو اِن کتب میں کیا نظر آئے۔ آئیں اب ذرا آپ رحمتہ اللہ علیہ کے مسلک وحدت الوجود یا ہمہ اوست یا معرفتِ ذات کے متعلق آپ رحمتہ اللہ علیہ کی کتب سے استفادہ کرتے ہیں۔

❁ رسالہ روحی شریف آپ رحمتہ اللہ علیہ کی سب سے اعلیٰ تصنیف ہے جو معرفت کا بحرِ بیکراں ہے۔ اس کے آغاز میں ہی آپ رحمتہ اللہ علیہ تنزلِ ستہ بیان فرما رہے ہیں:

کُنۡتُ ھَاھُوِیَّتٌ، کَنۡزًا یَاھُوۡت، مَخۡفِیًا لَاھُوۡت، فَاَرَدۡتُّ مَلَکُوۡت، اَنۡ اُعۡرَفَ جَبَرُوۡت، فَخَلَقۡتُ الۡخَلۡقَ نَاسُوۡت، ذاتِ سرچشمۂ چشمانِ حقیقت ھَاھُوِیَّتٌ۔

اس عبارت میں حدیثِ قدسی کُنۡتُ کَنۡزًا مَخۡفِیًا فَاَرَدۡتُّ اَنۡ اُعۡرَفَ فَخَلَقۡتُ الۡخَلۡقَ کا ہر لفظ ہر مرتبہ اور تعین کے ساتھ ترتیب وار آیا ہے۔

	عبارت	مرتبہ	ترجمہ و شرح
1	کُنۡتُ ھَاھُوِیَّتٌ	مرتبہ ھاھویت (احدیت) ہے۔	میں تھا ھاھویت (احدیت) میں۔
2	کَنۡزًا یَاھُوۡت	مرتبہ یاھوت (وحدت) ہے۔	مثلِ خزانہ یاھوت (وحدت) کے
3	مَخۡفِیًا لَاھُوۡت	مرتبہ لاھوت (واحدیت) ہے۔	مخفی تھا مقامِ لاھوت (احدیت) کے اندر
4	فَاَرَدۡتُّ مَلَکُوۡت	مرتبہ ملکوت ہے۔	پس میں نے ارادہ کیا عالمِ ملکوت کے اندر
5	اَنۡ اُعۡرَفَ جَبَرُوۡت	مرتبہ جبروت ہے۔	کہ میں پہچانا جاؤں عالمِ جبروت کے اندر
6	فَخَلَقۡتُ الۡخَلۡقَ نَاسُوۡت	مرتبہ ناسوت ہے۔	پس میں نے اپنی پہچان کے لیے پیدا کیا مخلوق کو ناسوت کے اندر
7	ذاتِ سرچشمۂ چشمانِ حقیقتِ ھَاھُویت	مرتبہ انسانِ کامل ہے۔	مجھے مکمل پہچانا ''انسانِ کامل'' نے جو سرچشمہ ہے میری ''حقیقتِ ھاھویت (احدیت)'' کا۔

Marfat.com

آپؒ اپنے فارسی دیوان میں فرماتے ہیں:

❁ یقین دانم دریں عالم کہ لا موجود اِلاَّ ھُو ولا موجود فی الکونین لا مقصود اِلاَّ ھُو

ترجمہ: یقیناً کائنات میں ھُو (ذاتِ حق تعالیٰ) کے سوا کوئی موجود نہیں بلکہ دونوں جہانوں میں ھُو (ذاتِ حق تعالیٰ) کے سوا کوئی موجود نہیں اور اس کے سوا کوئی مقصود نہیں۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ ہمہ اوست کے بارے میں فرماتے ہیں:

❁ ہمہ اوست در مغز و پوست

ترجمہ: ہر چیز کے ظاہر و باطن میں وہی ایک ذات جلوہ گر ہے۔ (عین الفقر، رسالہ روحی شریف)

یہ وحدت الوجود نہیں تو اور کیا ہے۔ اب رسالہ روحی شریف کی دوسری عبارت ملاحظہ فرمائیں:

❁ سبحان اللہ از اجسامِ عناصرِ خاکی بہزار مظہر ظہورِ آثارِ جمال وجلال قدرتہائے کاملہ آئینہ باصفا ساختہ تماشائے روئے زیبا می فرماید، خُود با خُود قمارِ عشق می بازدٗ خُود نظرٗ خُود ناظر و خُود منظورٗ خُود عشقٗ خُود عاشق و خُود معشوق اگر پردہ را از خُود براندازی، ہمہ یک ذات و دوئی ہمہ از احوالِ چشمیست۔ (رسالہ روحی شریف)

ترجمہ: سبحان اللہ خاکی اجسام کے روپ میں اپنی قدرتِ کاملہ کے جمال وجلال کی نشانیوں کے اظہار کے لیے ہزاروں جلووں کو آئینہ باصفا بنا کر اپنے حسن کا نظارہ فرما رہا ہے۔ خود اپنے ساتھ عشق کا کھیل فرما رہا ہے خود نظر، خود ناظر اور خود ہی منظور ہے خود عشق، خود عاشق اور خود ہی معشوق ہے۔ اگر تو اپنے آپ سے پردہ ہٹا دے تو سب وہی ایک ذات ہے اور جو کثرت اور دوئی تجھے نظر آتی ہے وہ محض تیری آنکھ کے بھینگے پن (آئینہ قلب صاف نہ ہونے) کی وجہ سے ہے۔

❁ سلطان الوَھم میں آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جب اللہ نے چاہا کہ اپنے آپ کو ظاہر کروں تو اس نے جہان پیدا کیا اور چار درجے تنزل فرمایا۔ ہر ایک درجہ کو علیحدہ علیحدہ ناموں سے موسوم کیا۔ ہر ایک درجہ میں کوئی نہ کوئی خاصیت اور منظر دیکھنے کو رکھا۔ جس قدر نیچے تنزل فرمایا کثافت، ناسوت اور دوری کو مزید نیچے کر دیا۔ اوّل درجہ کو لاھوت، دوم کو جبروت، سوم کو ملکوت چہارم کو ناسوت کہتے ہیں۔ اس ترتیب سے پہلے مقامِ کُنْتُ کَنْزاً مَخْفِیًا سے بَحْرَاتِ حَیٌّ میں نزول فرمایا یعنی میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا پس میں نے اپنی پہچان کیلئے مخلوق کی پیدائش کے سمندر میں قدم رکھا۔ پھر احدیتِ مطلق نے جو لَغَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ○ (العنکبوت۔6) یعنی وہ تمام جہانوں سے اور جہان والوں سے بے نیاز ہے، لاھوت کے پردہ سے جبروت کے صحرا میں آیا یعنی ذاتِ احدیت مطلق نے جو کہ ایک چھپا ہوا خزانہ

Marfat.com

تھا' اول اپنے آپ کو حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس کی صورت میں ظاہر فرمایا جس کا اظہار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان الفاظ میں فرمایا: اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ یعنی سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور پیدا فرمایا۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ذاتِ احدیت کا اصل مظہر ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے پہلی اور بہترین تخلیق ہیں چنانچہ ایک بزرگ فرماتے ہیں:

گر دولت و بحت یار بودے مارا　　در مسکین خود اقرار بودے مارا
گر بحت بدر مان برما نزدے　　در شہر کساں چہ کار بودے مارا

ترجمہ: اگر بحت ذاتِ احدیت مجھے مل جائے تو مجھے اپنی غریبی اور مسکینی ہی قبول ہے کیونکہ مجھے کسی اور دولت کی آرزو نہیں۔ ۲: میرے مرض کا علاج حق تعالیٰ کا وصال ہے' اگر معالج میرا اس طریقے پر علاج نہیں کر سکتا تو پھر مجھے اس کے پاس کیا کام۔

اگر چہ ذاتِ احدیت نے اپنے اظہار کیلئے مختلف عوالم کا ذکر فرمایا ہے تاہم یہ تمام عوامل آپس میں ایک دوسرے کے متضاد ہیں اور مقامِ محمود کے گرد ہی گھومتے ہیں۔ مقامِ محمود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس کا مقام ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی خلاصہ موجودات ہیں کیونکہ حق تعالیٰ کی ذات کا اصل مظہر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس ہے۔ پھر ذاتِ احدیت نے مقامِ جبروت سے عالمِ ملکوت اور عالمِ ملکوت سے عالمِ ناسوت میں تنزل فرمایا اور اپنی واضح اور روشن حکمت سے ہر ایک عالم کا انتظام فرمایا اور ہر ایک کی حدود مقرر فرمائیں۔ آخر کار یہ چاروں عالم ایک ہی وجود ہیں گویا لاھوت درخت ہے جبروت اس کی شاخ ہے ملکوت پتے اور ناسوت پھل ہے اور اس پھل میں ایک بیج ہے اور وہ بیج انسانِ کامل ہے کہ تمام درخت اس میں موجود ہے چونکہ یہ چاروں عالَم انسان کے سپرد کیئے گئے ہیں لہٰذا کوئی چیز بھی انسان کے باہر نہیں ہے۔ چنانچہ مولانا فرماتے ہیں کہ لاھوت بیج ہے۔ جبروت اس کی شاخ ہے۔ ملکوت اس کے پتے اور ناسوت پھل ہے۔ حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے اسی طریقے پر ان چاروں عوالم کو اپنی اپنی جگہ جمعیت بخشی اور معتدل کیا تاکہ ان چار عالموں میں سے کوئی عالم بھی اپنی اپنی جگہ اور مقام سے تجاوز نہ کر سکے اور ہر ایک اپنے پڑوسی عالم سے آگاہ ہو جائے۔

پس نگاہ ہی عالمگیر چیز ہے لہٰذا عالمِ صغریٰ جو انسانِ کامل سے عبارت ہے کو پیدا کیا اور دیگر چار عالموں کو اس کے اندر سمو دیا اور عالمِ صغریٰ اور عالمِ کبریٰ میں کوئی فرق وفاصلہ نہ رہا بلکہ تمام عالم انسانِ کامل میں ایک لشکر کی طرح موجود ہیں گویا اس کی مثال ایک بیج کی سی ہے جو اپنے اندر ایک لشکر رکھتا ہے مثلاً جڑیں' تنا' ٹہنیاں' پھول اور پھل وغیرہ مگر اس کی اپنی منزل پھر بیج ہی ہے جو پھر زمین میں ہی بویا جاتا ہے یعنی وہ انتہا سے پھر

Marfat.com

ابتدا کی طرف لوٹ آتا ہے۔ (سلطان الوہم)

❁ سلطان الفقر کی شان بیان کرتے ہوئے آپؒ فرماتے ہیں:

اگر آنہارا خدا خوانی بجا و اگر بندۂ خدا دانی روا عَلِمَ مَنْ عَلِمَ۔ (رسالہ روحی شریف)

ترجمہ: اگر انہیں خدا کہا جائے تو بجا ہے اور اگر بندۂ خدا کہا جائے تو بھی روا ہے۔ اس راز کو جس نے جانا اُس نے ان کو پہچانا۔

❁ جب آپؒ فقر کی انتہا پر پہنچے تو آپؒ فرماتے ہیں کہ بارگاہِ کبریا سے حکم ہوا۔

وفرمود! تو عینِ ذاتِ ما ہستی وما عینِ تو ہستیم، در حقیقت حقیقتِ مائی و در معرفت یارِ مائی و در ھُو صیرورت سرِ ''یاھُو'' ہستی۔ (رسالہ روحی شریف)

ترجمہ: اور فرمایا کہ تو ہماری ذات کی ''عین'' ہے اور ہم تمہاری ''عین'' ہیں۔ حقیقت میں تو ہماری ''حقیقت'' ہے اور معرفت میں تُو ہمارا یار ہے اور ''ھُو'' میں ''یاھُو'' کا راز ہے۔

احدیت سے وحدت کی طرف تنزل کو آپ رحمتہ اللہ علیہ یوں بیان فرماتے ہیں:

❁ بداں کہ چوں نورِ احدی از حجلہ تنہائی وحدت بر مظاہرِ کثرت ارادہ فرمود حسن خود را جلوہ بصفائے گرم بازاری نمود۔ بر شمع جمال پروانہ کونین بسوزید و نقاب میم احمدی پوشیدہ صورتِ احمدی گرفت۔ (رسالہ روحی شریف)

ترجمہ: جان لے جب نورِ احد نے وحدت کے گوشہ تنہائی سے نکل کر کثرت میں ظہور کا ارادہ فرمایا تو اپنے حسن کی تجلّی سے رونق بخشی اس کے حسنِ بے مثال اور شمع جمال پر دونوں جہان پروانہ دار جل اٹھے اور میم احمدی کا نقاب اوڑھ کر صورتِ احمدی (ﷺ) اختیار کر لی۔

مرتبہ انسانِ کامل کے بارے میں آپؒ فرماتے ہیں:

❁ عارف واصل بہر جاء دیدہ کشاید، بجز دیدارش نہ بیند۔ (رسالہ روحی شریف)

ترجمہ: عارف واصل جس طرف آنکھ اٹھا کر دیکھتا ہے سوائے اس (حق تعالیٰ) کے دیدار کے اسے کچھ نظر نہیں آتا۔

❁ سبحان اللہ جسمِ ایں بندہ را پردۂ ضعیف حائل خود بخود درمیان ہزارہا اسرارِ عجیبہ و لطیفہ ہائے غریبہ فرمودہ! خود ناطق و خود منطوق خود کاتب و خود مکتوب خود دال و خود مدلول و خود عاشق و خود معشوق۔

ترجمہ: سبحان اللہ اس فقیر کا جسم ایک ضعیف پردے کی طرح درمیان میں حائل ہے مگر وہ (ذاتِ حق) اس کے درمیان عجیب راز اور نکتے ظاہر فرما رہا ہے۔ خود اپنے ساتھ عشق کا کھیل فرما رہا ہے۔ خود نظر خود ناظر اور خود ہی

Marfat.com

منظور ہے خود عشق خود عاشق خود ہی معشوق ہے۔ خود کلام کرنے والا اور خود ہی کلام ہے' خود لکھنے والا اور خود ہی کتاب ہے' خود راہنما اور خود معنی ہے' خود عاشق اور خود ہی معشوق ہے۔

اس بیت میں سلطان العارفینؒ ناسوت سے احدیت کی طرف عروج کو بیان فرما رہے ہیں:

❁ چار بُودم سہ شدم اکنوں دویم   وز دوئی بہ گزشتم و یکتا شدم

ترجمہ: میں پہلے چار تھا، پھر تین ہوا پھر دو ہوا اور جب دوئی سے بھی نکل گیا تو یکتا بخدا ہو گیا۔

اب ہم سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کی دوسری کتب سے وحدت الوجود کے بارے میں انتخاب پیش کر رہے ہیں:

❁ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امت کو کامل توحید حاصل ہے سر سے لے کر پاؤں تک دل وجاں سے مکمل توحید' نہ خدا نہ خدا سے جدا' جیسے آگ اور چنگاری جیسے طعام اور نمک۔'' (عین الفقر)

❁ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر وقت مشاہدۂ معرفت اور قربِ الٰہی میں غرق رہتے تھے اور مشاہدہ توحید و نورِ حضور میں محویت اس قدر تھی کہ دم بھر کے لیے بھی مشاہدۂ حضور ربانی سے فارغ نہیں ہوتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی لامحدود بے اندازہ محبت کا درد اور آتش عشقِ توحید کی تپش انہیں ایک پل کے لیے بھی آسودہ نہیں ہونے دیتی تھی اور گرانی اسمِ اَللّٰہُ ذات کی تپش کے باعث فرمایا کرتے تھے کہ کاش! محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا رب محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پیدا ہی نہ فرماتا۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ میرا وجود اللہ تعالیٰ کی توحید میں ہمہ تن توحید ہو گیا جس کی وجہ سے مجھے اس توحیدِ مطلق کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔ (عین الفقر)

❁ میں نے خود کو دریائے توحید میں غرق کر کے خود کو پایا۔ (عین الفقر)

❁ پیکرِ من از توحیدش شد توحیدش در توحید   عین زاں توحیدِ مطلق لاسویٰ دیگر نہ دید

ترجمہ: میرا وجود توحیدِ حق تعالیٰ میں غرق ہو کر عین توحید ہو گیا ہے جس کی وجہ سے مجھے توحیدِ مطلق کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔ (عین الفقر)

❁ بُرد بالا عرش و کرسی باشریعت شاہراہ   ہر مقامش خوش بدیدم سِرّ وحدت از اِلٰہ

ترجمہ: راہِ شریعت پر گامزن ہو کر میں عرش و کرسی سے بالاتر مقامات پر جا پہنچا اور سِرّ وحدت کے ہر مقام کا خوب مشاہدہ کیا۔ (عین الفقر)

❁ ز ہر حرف توحید بینی ہر سطر توحید بین   باش دائم در مطالعہ تا شوی حق الیقین

Marfat.com

ترجمہ: اے طالب! ہر حرف اور ہر سطر میں توحید کا مطالعہ کر اور ہمیشہ اس مطالعہ کو جاری رکھ حتیٰ کہ تجھے حق الیقین کا مرتبہ حاصل ہو جائے۔ (عین الفقر)

❁ باھُوؒ! اسم و جسم یک شدہ بہ یک وجود — آں چہ بودے سِرِ پنہاں رُخ نمود

ترجمہ: جب اسم (اسمِ اَللّٰہُ ذات) وجسم (باطن) ایک جان ہو جاتے ہیں تو رازِ پنہاں ظاہر ہو جاتا ہے۔ (عین الفقر)

اور یہ وہ مقام ہے کہ جہاں اللہ کے سوا ہر چیز کالعدم ہو جاتی ہے' اسم جسم میں اور جسم اسم میں پیوست ہو جاتا ہے۔

چناں کن جسم را در اسم پنہاں — کہ میگردد الف در بسم پنہاں

ترجمہ: اپنے جسم کو اسمِ اَللّٰہُ ذات میں غرق کر کے اس طرح گم کر دے کہ جیسے بسم اللہ کے بسم میں الف گم ہے۔

❁ طالبِ اللہ جب اسمِ اَللّٰہُ ذات کو اپنا لباس بنالیتا ہے اور اسمِ اَللّٰہُ ذات اس کی جان بن جاتا ہے تو اس کی زندگی ''ھُو'' (ذاتِ حق تعالیٰ) کا نشان بن جاتی ہے اور وہ ذات وصفات میں ''ھُو'' کی نمائندگی کرتا ہے۔ (عین الفقر)

❁ سُن! جو شخص مرتبۂ عبودیت سے نکل جاتا ہے اور مرتبۂ ربوبیت پر پہنچ کر فنا فی اللہ ہو جاتا ہے وہ ہر وقت مشاہدۂ جمالِ حق میں غرق رہتا ہے' اُس کا بھلا عبادت ومجاہدہ سے کیا کام؟ (عین الفقر)

❁ بے سر بینم خدا مثلش کجا؟ — زاں مقام خود نہ وصلش کجا؟

ترجمہ: میں بے سَر ہو کر بے مثل و بے مثال ذاتِ حق کے مشاہدہ میں غرق رہتا ہوں۔ یہ وہ مقام ہے کہ جہاں وجود و وصال کا نام ہی باقی نہیں رہتا۔ (عین الفقر)

❁ تا نہ گردی از خود فنا — کجا رسی بہ ''لِیْ مَعَ اللّٰہِ'' سرہوا

ترجمہ: جب تک تو اپنی ہستی کو فنا نہیں کر دیتا سراسر ہوائے نفس کا قیدی بنا رہے گا' ایسے میں تو ''لِیْ مَعَ اللّٰہِ[1]'' کے مرتبے تک کہاں پہنچ سکتا ہے؟ (عین الفقر)

❁ باھُوؒ! ساغر از توحیدِ وحدت نوش کُن — دنیا و عقبیٰ ہر دو را فراموش کُن

ترجمہ: ''اے باھُوؒ! توحیدِ وحدت کا پیالہ بھر کے پی جا اور دنیا اور عقبیٰ دونوں کو بھول جا۔'' (عین الفقر)

❁ در حلقِ عارف می رود لقمہ حلال — زاں کہ عارف دائمی باحق وصال

ترجمہ: عارف چونکہ ہر وقت وصالِ الٰہی میں غرق رہتا ہے اس لیے اُس کے حلق میں صرف رزقِ حلال ہی کا لقمہ جاتا ہے۔'' (کلید التوحید کلاں)

---

[1] لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِیْ فِیْہِ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِیٌّ مُرْسَلٌ ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے ساتھ میرا ایسا وقت بھی ہے جس میں مجھے نہ کوئی مقرب فرشتہ اور نہ ہی نبی مرسل پہنچ سکتا ہے۔

Marfat.com

❁ وحدتِ حق آب عارف آبجو   آبجو درآب گم شد آب گو

ترجمہ: وحدتِ حق گویا سمندر ہے اور عارف پانی ہے' پانی جب سمندر میں گرتا ہے تو اپنی ہستی گنوا کر سمندر کہلاتا ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ وحدت اندر وحدت اندر وحدت است   ہرچہ بینی غیرِ وحدت آں بُت است

ترجمہ: مقامِ وحدت پر وحدت ہی وحدت ہے ہر طرف وحدت۔ اگر وحدت کے علاوہ تُو کچھ دیکھے گا تو بُت پرستی ہوگی۔ (عین الفقر)

❁ ماہی در آب است و از آب بے خبر   از جُدائی آب ماہی جان بدر

ترجمہ: مچھلی پانی کے اندر رہتی ہے مگر اُس کی قدر نہیں جانتی اور جب پانی سے جدا کر دی جائے تو اس کی جان ہی نکل جاتی ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ جان لے کہ ہاتھ کی ہتھیلی یا پشتِ ناخن پر دونوں جہان کی ہر چیز کا تماشا دیکھنا آسان کام ہے لیکن حاضراتِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کے ذریعے معرفتِ درجات (معرفتِ صفات کے مقامات) سے گزر کر عین غرق فنا فی اللہ ذات ہونا' ہر وقت سر سے قدم تک تجلیاتِ نورِ اَللّٰہُ ذات میں جلنا اور ہر دم نئے نئے لازوال مشاہدے کرنا بہت مشکل و دشوار کام ہے۔ یہ مرتبہ ہے غرق فنا فی اللہ کا جو وصالِ الٰہی کا خاص الخاص مرتبہ ہے۔ یہ مرتبہ کسی اہلِ شریعت صاحبِ علم عالم کو حاصل ہوتا ہے نہ کہ کسی خود پرست و نفس پرست بدخصلت جاہل مردود کو۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ یک قدم برنفسِ خودنِہ' آں دگر نہ بر ہوا   از ہوائے باز آئی تاشوی مردِ خدا

ترجمہ: ایک قدم نفس کی گردن پر رکھ اور دوسرا ہوائے نفس کے سر پر تاکہ ہوائے نفس سے پاک ہو کر مردِ خدا بن جائے۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ بہ باھُو درمیانِ دو حرف بردار   چو ''با'' و ''الف'' رفتہ ''ھُو'' تُو بہ شمار

ترجمہ: اگر باھُو میں سے پہلے دو حرف ''ب'' اور ''ا'' کا پردہ اٹھا دیا جائے تو باقی ''ھُو'' رہ جاتا ہے۔ (عین الفقر)

(اور ''ھُو'' مقامِ احدیت ہے)

❁ دیدہ را دیدار بُردہ نفس را بُردہ ہوا   دل کہ دائم باخُدا شُد رُوح شُد با مصطفیٰؐ

ترجمہ: آنکھیں تھیں کہ دیدارِ الٰہی میں گم ہو گئیں' نفس تھا کہ ہوا میں غرق ہو گیا' دل تھا کہ دائم باخدا ہو گیا اور روح تھی کہ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جا ملی۔ (نور الہدیٰ)

❁ ہر چہارے رفت ازمن عاقبت مارا چہ نام؟   باھُوؒ در ھُو گم شدہ و نام را دادہ سلام

Marfat.com

ترجمہ: جب یہ چاروں (آنکھیں، نفس، دِل، روح) مجھ سے نکل گئے تو میرا نام کہاں باقی بچا؟ باھُوؒ ''ھُــو'' میں گم ہو گیا ہے اب وہ نام و نشان کو سلامِ الوداع کہتا ہے۔ (نور الہدیٰ کلاں)

❁ جس شخص کو زندگی میں وحدت حاصل ہو جاتی ہے وہ مرنے کے بعد بھی واصل رہتا ہے اور جسے زندگی میں ثابت قدمی اور استقامت حاصل ہو جاتی ہے اور اُس کا خاتمہ بالخیر ہو جاتا ہے وہ مرنے کے بعد بھی صاحبِ ایمان رہتا ہے۔ (نور الہدیٰ کلاں)

❁ نیست آنجا علم نے دانش شعور غرق فی التوحید اللہ باحضور

ترجمہ: ''جہاں دیدارِ الٰہی ہے وہاں علم و دانش و شعور کا گزر نہیں، وہاں تو بس غرق فنا فی التوحید کی حضوری ہے۔'' (نور الہدیٰ کلاں)

❁ نیست آں جا منزل و نے جا مقام لامکان و لانشاں وحدت تمام

ترجمہ: ''دیدارِ الٰہی وحدتِ کامل کا نام ہے جہاں کوئی منزل ہے نہ مقام اور جس کا کوئی مکان ہے نہ نشان۔''

❁ تا نہ گردد غرق فی اللہ بے خبر از خود فنا ہر کہ از خود خود بر آیدے شود راہبر خدا

ترجمہ: ''جب تک تو اپنی ہستی کو مٹا کر غرق فنا فی اللہ نہیں ہو جاتا اور خود کو اپنی خودی سے باہر نہیں نکال لاتا تو راہِ خدا کا راہنما نہیں بن سکتا۔'' (کلید التوحید کلاں)

❁ عرش و کرسی در دل است لوح و قلم ہر کہ دل را یافت آں را نیست غم

ترجمہ: ''عرش و کرسی اور لوح و قلم دل کے اندر سمائے ہوئے ہیں، جس نے دل کی حقیقت کو پالیا وہ غم و الم سے محفوظ ہو گیا۔'' (کلید التوحید کلاں)

❁ ایں مراتب طفل گانے سر ہوا راہِ وحدت غرق فی اللہ با خدا

ترجمہ: ''یہ مراتبِ درجات (معرفتِ صفات کے درجات) محض ہوائے نفس اور بچوں کا کھیل تماشا ہیں، اس کے برعکس راہِ وحدت واصل باللہ اور غرق فنا فی اللہ ہونے کی راہ ہے۔'' (کلید التوحید کلاں)

❁ غیر مخلوق است وحدتِ نورِ حق ایں بود مخلوق سیر ہر طبق

ترجمہ: ''وحدتِ نورِ حق غیر مخلوق ہے جب کہ طبقات کی طیر سیر (وحدت الشہود یا معرفتِ صفات کے مقامات) کا تعلق مخلوق سے ہے۔''

❁ تا نہ گردد غرقِ وحدت ذاتِ نور عارفاں کے شود اہل از حضور؟

ترجمہ: ''جب تک کوئی شخص نورِ وحدتِ ذات میں غرق نہیں ہو جاتا، اہلِ حضور عارف کس طرح بن سکتا

Marfat.com

ہے؟'' (کلید التوحید کلاں)

❁ انسان وہ ہے جو بظاہر عبودیت (بندگی) میں مشغول رہے اور بباطن چشمِ دل کے ساتھ نورِ معرفتِ الٰہی اور حضورِ ربوبیت کے مشاہدے میں غرق رہے کہ عبودیت کا تعلق آوازِ نمازِ ظاہر سے ہے اور ربوبیت کا تعلق چشمِ دل کے ساتھ مشاہدہِ رازِ حضوریت سے ہے۔ عبودیت اور ربوبیت ایک مومن سالک و عارف کے دو بال و پر ہیں۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ بہ بحری غرق فی اللہ شو کہ باخود خود نمی مانی   دمی نامحرم است آنجا وجود نور خاقانی

ترجمہ: ''تو بحرِ توحید میں غرق ہو کر فنا فی اللہ ہو جا تاکہ تو خود باقی نہ رہے (نور ہو جائے) کیونکہ دم کا تعلق خودی کے ساتھ ہے اور اے خاقانی جس مقام پر اسمِ اَللّٰہُ کے تصور میں غرق ہو کر وجود نور ہو جاتا ہے وہاں دم اور اہلِ دم نامحرم ہیں۔'' (محک الفقرا)

❁ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں استغراق کے مقام پر دیکھنے' سمجھنے اور تحقیق کرنے کی صلاحیت کام نہیں کرتی کیونکہ وہاں صرف توحیدِ مطلق ہے جو عبودیت سے نکل کر ربوبیّت میں منتقل ہو جانے کا تقاضا کرتی ہے اور جان لے اے طالب کہ عبودیت یعنی اپنی ذات سے ربوبیّت یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات میں منتقل ہونا محض اسم اَللّٰہُ ذات کے تصور سے ممکن ہے۔ (محک الفقرا)

❁ سلامتی ماسویٰ اللہ سے نکل کر وحدانیت میں پہنچ جانے میں ہے۔ (نور الہدیٰ کلاں)

❁ جہاں فنا فی اللہ عارف باللہ فقیر وحدت میں غرق ہوتا ہے وہاں تک مرتبہ فنا و قضا و رضا کی رسائی نہیں مرتبہ فنا ''ہمہ اوست در مغز و پوست'' (ہر چیز کے ظاہر و باطن میں ایک ہی ذات ذاتِ حق تعالیٰ جلوہ گر ہے) کا مرتبہ ہے اور مرتبہ ہمہ اوست در مغز و پوست کے مرتبے پر وہ شخص پہنچتا ہے جو مرتبہ وصالِ حضور سے آگے نکل جاتا ہے۔ (نور الہدیٰ کلاں)

❁ من کہ گشتم بذاتِ حق فانی   طیر سیرِ طبقات کے دانی

ترجمہ: میں تو ذاتِ حق میں فنا ہو چکا ہوں اس لیے مقامات صفات کی طیر سیر (وحدت الشہود یا معرفتِ صفات کے مقامات) کو کیا جانوں۔

❁ قادری کامل مرا باھُوؒ خطاب   باھُوؒ در ھُو گم شود شد بے حجاب

ترجمہ: میں کامل قادری (سروری قادری) فقیر ہوں اور باھُوؒ میرا خطاب ہے باھُوؒ ''ھُو'' میں فنا ہے اس لیے ذاتِ الٰہی کو بے حجاب دیکھتا ہے۔

Marfat.com

❁ باھُوؒ در ھُو گم شدہ باھُوؒ نہ ماند باھُوؒ از ھُو یافتہ یا ھُو بخواند

ترجمہ: باھُوؒ جب ھُو (ذاتِ حق تعالیٰ۔ مقامِ احدیت) میں فنا ہو گیا تو باھُوؒ نہ رہا باھُوؒ ''ھُو'' سے ظاہر ہوا اس لیے ذکرِ یاھُو میں غرق رہتا ہے۔

❁ ذکرِ ھُو کرتے کرتے جب ذاکر کے وجود پر اسمِ ھُو غالب آ کر اُسے اپنے قبضے میں لے لیتا ہے تو اس کے وجود میں ھُو (ذاتِ حق تعالیٰ) کے سوا کچھ نہیں رہتا۔ (محک الفقر کلاں)

❁ عارف باللہ اور فنا فی اللہ فقیر اسے کہتے ہیں جو فنا فی رسول ہو۔ فنا فی فقر ہو۔ اور فنا فی ھُو ہو۔ (عین الفقر)

❁ فقر سرّ از رازِ وحدت حق نظر فقر خاص الخاص از حق باخبر

ترجمہ: فقر ''وحدتِ حق'' کا راز ہے فقر کی نظر ہمیشہ حق پر رہتی ہے خاص الخاص فقر وہ ہے جو ذاتِ حق سے باخبر ہو۔ (محک الفقر کلاں)

❁ باھُوؒ برخیز از خود شو جدا تا ترا حاصل شود وحدتِ خدا

ترجمہ: اے باھُوؒ! اٹھ اور اپنی ہستی سے جدا ہو جا تا کہ تجھے استغراقِ وحدت نصیب ہو۔

آپؒ پنجابی ابیات میں فرماتے ہیں:-

❁ عقل فکر دِی جا نہ کائی، جِتھّے وحدت سِرّ سبحانی ھُو
ناں اُوتھے مُلّاں پنڈت جوشی، ناں اُوتھے عِلم قرآنی ھُو
جَد اَحمد اَحد وِکھالی دِتّی، تاں کُل ہوئے فانی ھُو
علم تمام کیتونے حاصل باھُوؒ، کتاباں ٹھَپ آسمانی ھُو

مقامِ وحدت اللہ پاک کا ایک راز ہے وہاں عقل و فکر کی گنجائش نہیں ہے کیونکہ اس مقام تک رسائی ہی عقل و خرد کی حدود سے گزر کر حاصل ہوتی ہے۔ راہِ فقر میں یہ سب سے اعلیٰ مقام ہے اس لیے اس منزل تک رسائی کے بعد کسی دوسری منزل و رسومِ راہ (ذکر اذکار۔ تلاوتِ قرآن۔ علماء کی راہنمائی) کی ضرورت نہیں ہے۔ یہاں پر جب ہم نے احد کو میم کا گھونگھٹ اوڑھے دیکھا تو احد کی ذات میں فنا ہو گئے اور توحید و رسالت کی حقیقت کو پالیا۔ آخری بیت میں آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تمام آسمانی کتب اللہ پاک تک پہنچنے کا راستہ ہیں اور جب ''احد'' تک رسائی ہو گئی تو پھر ان کتابوں کو پڑھنے کی کیا ضرورت ہے؟

❁ زاہد زُہد کریندے تھکے، روزے نفل نمازاں ھُو
عاشق غرق ہوئے وِچ وحدت، اللہ نال محبت رازاں ھُو

Marfat.com

مکھی قید شہد وِچ ہوئی، کیا اُڈسی نال شہبازاں ھُو
جنہاں مجلس نال نبیؐ دے باھُوؒ، سوئی صاحبِ راز نیازاں ھُو

زاہد زُہد و ریاضت اور عبادت کر کے تھک گئے مگر پھر بھی حجاب میں ہی رہے اور وصالِ الٰہی نہ پا سکے مگر عاشق اپنے عشق سے اللہ پاک کے رازدان بن گئے اور اس کی ذات میں فنا ہو گئے اور توحید میں غرق ہو کر خود بھی توحید ہو گئے لیکن یہ طالبانِ دنیا جو دنیاوی خواہشات' عیش و عشرت اور حرص و ہوا میں مبتلا ہیں اور طالبانِ عقبیٰ جو بہشت' حور و قصور اور نیکیوں کے لالچ میں عبادت و ریاضت میں مصروف ہیں وہ ان عاشق لوگوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ خوش نصیب ہیں وہ صاحبِ راز جن کو مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری نصیب ہوتی ہے۔

❁ اَحد جد دِتّی وِکھالی، از خود ہویا فانی ھُو
قرب وِصال مقام نہ منزل، ناں اوتھے جسم نہ جانی ھُو
نہ اوتھے عشق محبت کائی، نہ اوتھے کون مکانی ھُو
عینوں عین تھیوسے باھُوؒ، سِرّ وحدت سبحانی ھُو

مقامِ احدیت (ھاھُویت) میں جب اللہ تعالیٰ نے تجلّیٔ ذات وارد فرمائی تو دوئی ختم ہو گئی اور میں ذات میں فنا ہو کر فانی اور توحید میں فنا ہو کر ہمہ تن توحید ہو گیا یعنی فنا فی ھُو ہو گیا۔ یہاں پر قرب و وصال، مقام و منزل، عشق و محبت، جسم و روح اور کون و مکان کا تصور ختم ہو جاتا ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حال میں ہم وحدتِ سبحانی کا "عین" (ہو بہو) ہو گئے۔

❁ لِکھن سکھیوئی تے لکھ ناں جاتا، کیوں کاغذ کیتوئی زایا ھُو
قَط قلم نوں مار ناں جانیں، تے کاتب نام دھرایا ھُو
سبھ صلاح تیری ہوسی کھوٹی، جاں کاتب دے ہتھ آیا ھُو
صحی صلاح تنہاں دِی باھُوؒ، جنہاں الف تے میم پکایا ھُو

اے طالبِ خام! تُو نے لکھنا سیکھ لیا لیکن حقیقت نہ لکھ سکا اور تُو نے کاغذ ضائع کر دیا کیونکہ تُو نے علمِ حقیقی تو حاصل ہی نہیں کیا تھا تُو تو قلم کو درست طریقہ سے کاٹنا بھی نہیں جانتا لیکن تُو نے اپنا نام کاتب رکھوا لیا ہے اور دین کی کتب لکھ رہا ہے۔ جب تیرا نامۂ اعمال کاتبِ تقدیر کے ہاتھ میں آئے گا تو ساری تدابیر دھری کی دھری رہ جائیں گی اور پتہ چلے گا کہ تُو ساری زندگی ضائع کر چکا ہے۔ اصل تدبیر اور دین تو اُن کا ہے جو اسمِ اَللّٰہُ ذات اور اسمِ محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کنہہ اور حقیقت تک پہنچ گئے ہیں۔

Marfat.com

❁ لا یحتاج جنہاں نوں ہویا، فقر تنہاں نوں سارا ھُو
نظر جنہاں دِی کیمیا ہووے، اوہ کیوں مارن پارا ھُو
دوست جنہاں دا حاضر ہووے، دشمن لین نہ وَارا ھُو
میں قربان تنہاں توں باھُوؒ، جنہاں مِلیا نبیؐ سوہارا ھُو

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰه (جہاں فقر کی تکمیل ہوتی ہے وہیں اللہ ہے) اس بیت میں آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں جن پر فقر کی تکمیل ہوگئی وہ لا یحتاج ہو گئے۔ کیمیا گر تو پارہ کا کشتہ مار کر سونا بنانے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں لیکن ان فقراء کی نظر ہی کیمیا اثر ہے۔ جو اس نظر سے سونا بنانے کا نہیں بلکہ خام انسانوں کو کامل بنانے کا کام لیتے ہیں اور ہر لحظہ ہر وقت اور ہر پل اللہ تعالیٰ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر اور موجود رہتے ہیں۔ ان کے دشمن ہمیشہ ذلیل وخوار ہوتے اور ناکام رہتے ہیں۔ یہ ہماری کتنی بڑی خوش نصیبی ہے کہ ہمیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی کی سعادت نصیب ہوئی اور ہم اُن کے اُمتی ہیں۔

❁ اندر وِچ نماز اساڈی، ہکسے جا نتیوے ھُو
نال قیام رکوع سجودے، کر تکرار پڑھیوے ھُو
ایہہ دل ہجر فراقوں سڑیا، ایہہ دَم مرے نہ جیوے ھُو
سچا راہ محمدؐ والا باھُوؒ، جیں وِچ ربّ لبھیوے ھُو

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ اس بیت میں ''دائمی نماز'' یعنی قلبی ذکر وتصور اسم اَللّٰہُ ذات کو بیان فرما رہے ہیں: ہم باطن میں ہر لحظہ نمازِ عشق ادا کر رہے ہیں یہ نمازِ عشق قیام، رکوع اور سجدے سمیت ہر سانس اور ہر دم ایک ہی جگہ ادا کی جارہی ہے لیکن اس قدر قربِ الٰہی اور حضورِ حق کے باوجود دِل ہجر اور فراق کی آگ میں جلتا رہتا ہے اور ہر لحظہ موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا ہے۔ صراطِ مستقیم تو فقرِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے جس میں دیدارِ حق تعالیٰ نصیب ہوتا ہے۔

حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کا مسلک وحدت الوجود (ہمہ اوست) ہے اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کی تعلیمات کو سمجھنے والا کبھی بھی آپ رحمتہ اللہ علیہ کا مسلک وحدت الشہود بیان نہیں کر سکتا بلکہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا راہِ سلوک تو شروع ہی دیدارِ حق تعالیٰ اور مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری سے ہوتا ہے۔

سلطان العارفینؒ خود اپنے وحدت کے مقام کے بارے میں فرماتے ہیں:

Marfat.com

❁ ''اس کتاب کا مصنف جو ھاھویت حق کے جلال و جمال کے احاطہ میں معتکف ہے۔ ذاتِ حق کے دیدار میں محو' معبودِ برحق' ذاتِ مشہود کی عنایت کی آنکھ میں منظور' جو سُبْحَانِیْ مَا اَعْظَمُ شَانِیْ[1] کے گہوارِ ناز میں ہے جو عزت کے مقام پر وحدتِ مطلق کی معرفت کا تاج سر پر رکھے ہوئے اور اَنْتَ اَنَا وَاَنَا اَنْتَ[2] (تُو میں ہے اور میں تُو ہے) کے تصفیہ اور تزکیہ کی چادر اوڑھے ہوئے ہے۔ حق کی طرف سے اُسے یہ لقب ملا ہے وہ حق کے ساتھ ہے وہ سرِّ اسرارِ ذاتِ یاھُو فنا فی ھُو فقیر باھُو عرف اعوان ساکن قرب و جوار قلعہ شور ہے۔ (رسالہ روحی شریف)

اب تو شک ہی نہیں رہنا چاہیے کہ سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کا مسلک وحدت الوجود ہے نہ کہ وحدت الشہود۔

---

[1] :- ترجمہ: ''میری ذات پاک ہے اور میری شان بہت بلند ہے'' یہ الفاظ سلطان بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کی زبان پر حالتِ سکر میں جاری ہوئے تھے جنھیں سُن کر اربابِ حلقہ گھبرا اُٹھے تھے کہ بظاہر یہ الفاظ ایک بندے کا دعوٰی خدائی ہے۔ حالتِ سکر سے باہر آنے کے بعد جب اس بارے میں آپؒ سے استفسار کیا گیا تو آپؒ نے فرمایا کہ اگر تم لوگ میری زبان سے دوبارہ ایسے الفاظ سنو تو میری گردن اڑا دینا کہ یہ کلماتِ کفر ہیں جنھیں کہنے والا مُرتد ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ایک مرتبہ پھر آپکی زبان سے یہی کلمات نکلے تو آپ پر تلوار چلائی گئی لیکن آپؒ کے جسم سے آر پار ہوتی رہی اور آپؒ پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا۔ بعد میں جب آپؒ سے اس بارے میں سوال کیا گیا تو آپؒ نے فرمایا کہ وہ میں نہیں بول رہا تھا بلکہ میری زبان پر خود اللہ بول رہا تھا۔

[2] :- ترجمہ: ''تُو میں ہے اور میں تُو ہے'' یہ ایک حدیث قدسی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یَا مُحَمَّدٍ اَنْتَ اَنَا وَاَنَا اَنْتَ (اے محمد ﷺ تُو مَیں ہے اور مَیں تُو ہے۔) باطن میں طالبِ مولیٰ کا یہ مقام فنا فی اللہ بقا باللہ کا وہ مقام ہے جہاں مَیں اور تُو کا فرق مٹ جاتا ہے۔ یہاں پر طالبِ مولیٰ کا بولنا' اللہ کا بولنا ہوتا ہے' اُس کا سننا اللہ کا سننا' اُس کا دیکھنا اللہ کا دیکھنا' اُس کا چلنا اللہ کا چلنا اور اُس کا پکڑنا اللہ کا پکڑنا ہوتا ہے۔

Marfat.com

باب 12

اَلہام

اَلہام وہ چیز ہے کہ جو غیب سے بطور فیض دِل میں القاء کی جاتی ہے۔ اَلہام کی چار قسمیں ہیں:

(۱) اَلہام جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔

(۲) اَلہام جو فرشتوں کی طرف سے ہوتا ہے۔

(۳) اَلہام جو انبیاء اور اولیاء کی طرف سے ہوتا ہے۔

(۴) اَلہام جو جنات اور شیاطین کی طرف سے ہوتا ہے۔

کامل اَلہام وہ ہوتا ہے جو اسمِ اَللّٰہُ ذات کے ذکر اور تصور یا تصورِ اسمِ محمدؐ سے آئینہ دِل صاف ہونے سے حاصل ہوتا ہے۔ جو دِل تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات یا تصورِ اسمِ محمدؐ سے عاری اور بیدار ہی نہ ہوا ہو، ضلالت، گمراہی اور خواہشاتِ نفسانیہ میں چھپا ہوا ہو اس کا اَلہام باطل اور گمراہ کرنے والا ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے اَلہام

اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم علیہا السلام کے قصہ میں بیان فرمایا ہے کہ جب آپؑ نے موسم سرما میں کھجور کے درخت کے نیچے پناہ لی تو اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی واسطہ کے آپؑ کو اَلہام کیا:

Marfat.com

''اور ہلاؤ اپنی طرف کھجور کے تنے کو گرنے لگیں گی تم پر پکی ہوئی کھجوریں (میٹھے میٹھے خرمے) کھاؤ اور (ٹھنڈا پانی) پیو اور آنکھیں ٹھنڈی کرو۔'' (سورۃ مریم 25)

امام فخر الدین رازیؒ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم علیہا السلام سے یہ خطاب آپ علیہا السلام کے دِل میں القاء اور اَلہام سے کیا جس طرح کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے بارے میں ارشاد ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے وقت فرعون کے سپاہیوں کے ڈر سے آپ علیہ السلام کی والدہ انتہائی پریشان اور کرب کی حالت میں تھیں تو اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی واسطہ کے آپ علیہا السلام کو اَلہام فرمایا:

''اور ہم نے اَلہام کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی طرف کہ اسے (بے خطر) دودھ پلاتی رہ پھر جب اس کے متعلق تمہیں اندیشہ لاحق ہو تو ڈال دینا اسے دریا میں اور نہ ہراساں ہونا اور نہ غمگین ہونا ہم لوٹا دیں گے اسے تیری طرف اور ہم بنانے والے ہیں اسے رسولوں میں سے۔'' (القصص 7)

اس آیت میں وَاَوْحَیْنَا کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں علامہ آلوسی اس آیت کریمہ کی تفسیر کے تحت فرماتے ہیں کہ جمہور مفسرین کے نزدیک یہاں وحی کرنے سے اَلہام مراد ہے۔

ملائکہ کی طرف سے اَلہام

❁ فرشتہ انسان سے بلا واسطہ ہم کلام ہوتا ہے جس طرح کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ فرشتہ کے ذریعہ دِل میں جو خیال ڈالا جاتا ہے وہ بھلائی اور خیر کا وعدہ اور حق کی تصدیق کا ذریعہ ہوتا ہے پس جس کو یہ حاصل ہو اسے یہ جان لینا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اسے اللہ کی حمد و ثناء کرنی چاہیے۔ (ترمذی)

❁ امام فخر الدین رازی رحمتہ اللہ علیہ سورۃ آلِ عمران کی آیت نمبر 42 ''اور جب فرشتوں نے کہا اے مریمؑ! اللہ تعالیٰ نے چن لیا ہے اور خوب پاک کر دیا ہے تمہیں اور پسند کیا ہے تجھے سارے جہان کی عورتوں سے'' کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ مریم علیہا السلام نبی نہیں تھیں کیونکہ نبوت و رسالت مردوں کے لیے خاص ہے۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ وہ نبی نہیں تھیں تو جبرائیل علیہ السلام کا آپؑ کی طرف آنا آپؑ کی کرامت تھی حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اِن سے بالمشافہ گفتگو کی اور یہ صرف اِن کے ساتھ ہی خاص نہیں ہے بلکہ ان کے علاوہ بھی اللہ کے بہت سے نیک بندے ہیں جن کے ساتھ ملائکہ ہم کلام ہوتے ہیں۔ (تفسیر کبیر۔ جلد 2)

اَلہام سے حاصل ہونے والے علم کو صوفیاء کرام علمِ لدُنّی کہتے ہیں اور یہ علم محض اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے

Marfat.com

بغیر کسی واسطہ کے حاصل ہوتا ہے بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ ہم نے فیضِ الٰہی اور اَلہامِ الٰہی کے ذریعہ علم حاصل کیا ہے۔

❁ امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ منہاج العابدین میں الہام کے متعلق فرماتے ہیں ''اللہ تعالیٰ نے انسان کے دِل کے ساتھ ایک فرشتہ معلق کر دیا ہے جو اسے خیر اور بھلائی کی دعوت دیتا ہے اس فرشتے کو مُلہم اور اس کی دعوتِ خیر کو اَلہام کہا جاتا ہے اور اسی طرح اس کے مقابلے میں شیطان ایک شیطان کو مسلط کر دیتا ہے جو بندے کو شر اور برائی کی طرف راغب کرتا ہے۔ اس شیطان کو وسواس اور اس کی دعوت کو وسوسہ کہا جاتا ہے۔ اکثر علماء کرام کے قول کے مطابق مُلہم ہمیشہ انسان کو بھلائی اور وسواس برائی کی دعوت دیتا ہے جبکہ ہمارے شیخ علیہ الرحمتہ سے منقول ہے بسا اوقات شیطان بھی انسان کو بھلائی کی دعوت دیتا ہے۔ لیکن مقصد برائی اور نقصان ہوتا ہے یہ کہ کسی اعلیٰ درجے کی نیکی سے روک کر ادنیٰ نیکی کی طرف متوجہ کر دیا یا کسی نیکی کی دعوت دی تاکہ اس سے بہت بڑے گناہ کی طرف لے جائے جو گناہ اس نیکی کے مقابلے میں بہت بڑا ہو اور یہ نیکی اس گناہ کا کفارہ نہ بن سکے جس طرح کہ خود پسندی وغیرہ ہیں''۔ اس کے علاوہ ایک بار امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ سے اَلہام کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ غائبی چراغ کا نور ہے جو صاف، پاکیزہ اور خالی دِل (غیر اللہ سے خالی) کو حاصل ہوتا ہے لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ دِل نفسانی خواہشات اور دنیاوی آلائشوں سے پاک ہو۔ گناہوں کے زنگ سے آلودہ نہ ہو بلکہ اللہ کے نور سے منور ہو۔

❁ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ اِن لوگوں میں سے ہیں جن لوگوں کو اَلہام ہوتا ہے۔ تم سے پہلی قوموں میں بعض لوگ ایسے تھے جن پر اَلہام کیا جاتا تھا اگر میری امت میں کوئی ہے تو وہ عمرؓ ہے۔ (بخاری، مسلم)

❁ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے قبیلہ مذحج کے کچھ لوگوں سے ملاقات کی جن میں اشتر نخعی بھی تھا آپؓ نے جب اسے غور سے دیکھا تو فرمایا اللہ تعالیٰ اسے ہلاک کرے کہ یہ ایک دِن مسلمانوں کو مصیبت میں مبتلا کرے گا۔ وہی ہوا جو آپؓ نے ارشاد فرمایا تھا۔ (تصوف کے روشن حقائق)

❁ حضرت حسن بصریؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے جب کوئی جھوٹ بولتا آپؓ فوراً پہچان جاتے۔ (تصوف کے روشن حقائق)

❁ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ جامع مسجد بغداد میں وعظ فرما رہے تھے۔ ایک نصرانی نوجوان بھیس بدل کر پوچھنے لگا کہ اس حدیث ''مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے'' کا کیا معنی ہے؟ آپ

Marfat.com

رحمتہ اللہ علیہ نے تھوڑی دیر کے لیے سر جھکایا پھر ارشاد فرمایا ''اے نوجوان مسلمان ہو جاؤ تمہارے مسلمان ہونے کا وقت آ گیا ہے'' پس وہ لڑکا مسلمان ہو گیا۔

اس کے علاوہ صوفیاء کرام کے اَلہام کے واقعات سے تاریخ بھری پڑی ہے طوالت کے پیشِ نظر انہیں تحریر نہیں کیا جا رہا۔

انبیاء اور اولیاء کی طرف سے اَلہام

انبیاء اور اولیاء کرام کی ارواح بھی اویسی طریقہ کے مطابق ابتدا میں طالب کی راہنمائی اَلہام سے کرتی ہیں اس قسم کی مثالوں سے تصوف کی تاریخ بھری پڑی ہے۔ سب سے قریب ترین مثال اقبالؒ کی ہے جن کی باطنی راہنمائی مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ کی روح نے فرمائی۔

شیاطین اور جنات کی طرف سے اَلہام

❁ شیطان نفسانی خواہشات اور دنیاوی غلاظتوں سے آلودہ دِلوں پر اپنا اس طرح تسلط قائم کر لیتا ہے جس طرح مکھی گندے برتنوں پر بیٹھتی ہے۔ جب شیطان کا تسلط دِل پر قائم ہو جاتا ہے تو وہ اس کو محبوبِ حقیقی کے ذکر اور تصور (اسمِ اللہ ذات) سے دور کر دیتا ہے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے ''اگر بنی آدمؑ کے دِلوں پر شیطان نہ ہو تو یہ آسمان کے ملکوت کا مشاہدہ کریں۔ (مسندِ امام احمد)

جیسا کہ قرآنِ پاک میں ارشاد ہے ''کیا تُو نے ایسے شخص کو دیکھا ہے جس نے نفسانی خواہشات کو اپنا معبود بنا لیا ہے'' (الجاثیہ 23)۔ تو ایسے ہی لوگوں کو شیطانی اَلہام ہوتا ہے۔

❁ حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ اَلہام کے بارے میں فرماتے ہیں:

''اَلہام کیا ہے؟ اُس کی حقیقت کیا ہے؟ اور اَلہام کسے کہتے ہیں؟ فرمایا گیا ہے: اَلْاِلْهَامُ اِلْقَاءُ الْخَيْرِ فِيْ قَلْبِ الْغَيْرِ بِلَا كَسْبٍ ''بلا کسب و ریاضت دِل میں القائے خیر کو اَلہام کہتے ہیں۔'' جان لے کہ اَلہام کی کئی قسمیں ہیں مثلاً خدا کی طرف سے اَلہام، پیغمبروں کی طرف سے اَلہام، ارواحِ انبیاء و اولیاء کی طرف سے اَلہام، ذکر فکر اور صفائیٔ دِل سے پیدا ہونے والا اَلہام۔ اسی طرح اَلہامِ نفس، اَلہامِ روح، اَلہامِ سِرّ (جو ذکرِ خفیہ کے ذریعے مقامِ اسرار سے ہوتا ہے)، اَلہامِ شیطان، اَلہامِ جنونیتِ جن و دیو اور اَلہامِ ملائکہ وغیرہ۔ ہر ایک اَلہام کو وجود پر اُس کی تاثیر و رغبت سے پہچانا جا سکتا ہے۔ صاحبِ اَلہام وحدتِ الٰہی خاص کی علامت یہ

Marfat.com

ہے کہ نورِ اللہ کے غلبہ سے اُس کے دِل میں محبتِ الٰہی روز بروز بڑھتی چلی جاتی ہے، دوسرے وہ دین میں قوی تر ہوتا جاتا ہے، تیسرے وہ خَلق (مخلوق) میں دِل چسپی لینا چھوڑ دیتا ہے اور چوتھے وہ راہِ ترک (ماسویٰ اللہ ہر چیز کو ترک کرنے کی راہ) اختیار کر لیتا ہے۔'' (محک الفقر کلاں)

✿ اَلہام کئی طرح کا ہوتا ہے اور اُس کی توفیق بھی کئی طرح کی ہوتی ہے۔ ہر ایک اَلہام کی تحقیق کی جا سکتی ہے کہ اُس کا تعلق حق سے ہے یا باطل سے۔ چنانچہ بعض اَلہام دُور سے آتے ہیں جو محض پیغام ہوتے ہیں، کچھ اَلہام قربِ اللہ حضور سے کامل حضوری کے باعث ہوتے ہیں۔ جو اَلہام تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کے ذریعے بارگاہِ الٰہی سے وارد ہو وہ غیر مخلوق اَلہام ہوتا ہے، اُس اَلہام کی آواز نہیں ہوتی، یہ غیر مخلوق اَلہام خونِ دل کے ساتھ چسپاں ہو کر زبان پر آتا ہے تو پیغام وکلام کی صورت اختیار کر لیتا ہے لیکن اُس کی آواز نہیں ہوتی۔ بے شک یہ اَلہام کسی باتوفیق عالم باللہ عارف کو قربِ اللہ حضور کے اُس مقام سے ہوتا ہے جسے'' لِیْ مَعَ اللّٰہِ'' کا مقام کہا جاتا ہے اور جہاں کسی مقرب فرشتے کو دخل ہے نہ کسی نبی مرسل کو۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے کہ: وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ (پارہ ۲۶ ق ۱۶) (ترجمہ: اور میں بندے کی شہ رگ سے زیادہ قریب ہوں) فرمانِ حق تعالیٰ ہے کہ: فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ (پارہ ۲ البقرہ ۱۵۲) (ترجمہ: پس تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا) یہ ایسی کیفیت ہے کہ اس میں فقیر اللہ تعالیٰ سے دو بدو، حفظ بحفظ ذکرِ اللہ اور اَلہام کے ذریعے سوال جواب کرتا ہے۔ یہی وہ کمالِ فقر ہے کہ جس کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ:'' اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہُ (ترجمہ: فقر جب کامل ہو جاتا ہے تو وہ اللہ ہوتا ہے۔) اَلہام کے لیے فنا فی اللہ بقا باللہ، عاشق و معشوق اور محبوب و مرغوب مرتبے کا انتہائی روشن ضمیر و کامل فقیر ہونا چاہیے۔ (نور الہدیٰ کلاں)

✿ جو اَلہام خوشبو سے معطر آوازِ مخلوق کی صورت میں دائیں طرف سے یا سامنے کی طرف سے آئے وہ اَلہام انبیاء یا اولیاء اللہ یا شہدا کی طرف سے ہوتا ہے۔ فرشتوں کی طرف سے آنے والا اَلہام بھی اسی طرح کا ہوتا ہے۔ جو اَلہام و آواز گندگی کی بدبو لیے ہوئے پیچھے کی طرف سے یا بائیں طرف سے آئے وہ اَلہام جنوں یا شیاطین کی طرف سے ہوتا ہے۔ جس اَلہام و آواز سے وجود میں حرص و طمع پیدا ہو جائے وہ اَلہام دنیا کی طرف سے ہوتا ہے۔ جس اَلہام و آواز سے وجود میں ہوا و شہوت و بے جمعیتی و بے قراری پیدا ہو جائے وہ اَلہام نفس کی طرف سے ہوتا ہے۔ جس اَلہام و آواز سے وجود میں پاکیزگی آ جائے اور ظلمت کی جگہ نور بھر جائے، وہ اَلہام قلب کی طرح سے ہوتا ہے اور جس اَلہام و آواز سے طالبِ اللہ انوارِ دیدارِ پروردگار سے مشرف ہو کر صاحبِ غنایت و ولایت ہو جائے، دونوں جہان کی ہر چیز اور دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک مشرق و مغرب کی ہر

Marfat.com

ولایت اُس کے زیرِ تصرف آجائے تو وہ اَلہام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف سے ہوتا ہے۔
سُن! کامل صاحبِ اَلہام جو کلام بھی کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے قربِ لازوال سے کرتا ہے لیکن ناقص جو کلام بھی کرتا ہے وہ محض جھوٹ، فریب اور لاف زنی ہوتا ہے۔ پس کلامِ ناقص اور کلامِ کامل کی شناخت کس عمل و کس عقل و کس علم سے کی جاسکتی ہے؟ ناقص کا کلام تقلید کا نتیجہ ہوتا ہے اس لیے نہ تو اُس میں لذت پائی جاتی ہے اور نہ ہی اُس سے اعتقاد بنتا ہے لیکن کامل کے کلام میں لذت ہوتی ہے اور وہ اپنے وقت پر درست اور عُقدہ کُشا ثابت ہوتا ہے اور ہر آزمائش و ہر امتحان پر پورا اترتا ہے۔ جہاں مشاہدہ ہے وہاں بیان کی کیا حاجت؟ صاحبِ مشاہدہ کو ہمیشہ جمعیت حاصل رہتی ہے جب کہ صاحبِ بیان ہمیشہ محتاج و پریشان رہتا ہے۔ (نورالہدیٰ کلاں)

❁ جان لے کہ علم ایک حرف ہے جس کے معنی ہیں جاننا یعنی علم حرفِ دال کی صدا ہے۔ جبرائیل علیہ السلام نے حق سبحانہٗ وتعالیٰ سے ندائے دال سنی اور اسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہنچایا۔ دال دلالت کرتا ہے کلام اللہ پر اور کلام اللہ غیر مخلوق ہے بے صوت و بے آواز۔ نیز دال دلالت کرتا ہے وعدہ وعید پر، قصص الانبیاء پر اور امر معروف پر۔ نیز دال دلالت کرتا ہے ہر قال و اعمال اور ہر حال و احوالِ معرفت پر سرّاً و جہراً اور لیلاً و نہاراً کہ مراتبِ انبیاء و اولیاء وصالِ الٰہی کی مختلف کیفیات ہیں۔ پس علمِ دال پیغام ہے اللہ کا جبرائیل علیہ السلام پر جو انہوں نے پیغمبروں اور مرسل انبیاء تک پہنچایا اور ''اولیائے اللہ'' کے لیے اَلہام ہے۔ اَلہام چھ قسم کا ہوتا ہے یعنی آگے پیچھے دائیں بائیں اور اوپر نیچے سے آواز آتی ہے۔ وہ اَلہامی آواز جو پشت کی جانب سے آئے وہ شیطانی اَلہام ہے یا بدخصلت نفسانیت کا اَلہام ہے کہ نفس جان کے اندر کا چور ہے۔ وہ اَلہامی آواز جو بائیں جانب سے آئے وہ عالمِ غیب کے جنوں اور دیو پریوں کا اَلہام ہے۔ جو اَلہامی آواز دائیں جانب سے آئے وہ موکل فرشتوں یا ارواحِ اولیائے اللہ کا اَلہام ہے۔ جو اَلہامی آواز سامنے سے روبرو آئے وہ ارواحِ انبیاء واصفیاء واصحابِ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اَلہام ہے۔ جو اَلہامی آواز دونوں کندھوں یا سر کی طرف سے آئے وہ دِل کا اَلہام ہے اور وہ اَلہام جو وہم وخیال یا دلیل کی صورت میں بے صوت وآواز دِل میں جاگزین ہوجائے اُس کو کوئی صورت نہیں دی جاسکتی حالانکہ وہ درست کلام ہوتا ہے جس سے دِل کو تحقیق نصیب ہوتی ہے اور وہ کلام یاد بھی رہتا ہے، چنانچہ جو کچھ باطن میں معلوم ہوتا ہے وہ ظاہر میں بھی عیاں ہوجاتا ہے۔ یہ قدرتِ الٰہی کا اَلہام ہے جس میں حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی طرف سے وارداتِ غیبی اور فتوحاتِ لاریبی کا علم عطا ہوتا ہے۔ باطن کی اس راہ پہ مردہ دِل ناقص ہرگز نہیں چل سکتے بلکہ معرفتِ الٰہی سے محروم یہ اہلِ حجاب لوگ اس راہِ باطن سے آگاہ ہی نہیں، یہ لوگ دوسروں کو تو وعظ ونصیحت کرتے ہیں لیکن خود نفس سے مغلوب ہو کر خطرات و

Marfat.com

فضیحت میں گھرے رہتے ہیں۔ اہلِ فیض کو اہلِ فضیحت کی صحبت راس نہیں آتی۔ سلک سلوکِ فقر کے یہ مراتب بھی ابتدائی درجات ہیں، ان پر غور مت کر کہ قرب و وصال کا مقام اس سے بہت آگے ہے جو خاص الخاص نورِ حضور کا مقام ہے۔ جو آدمی ہر روز اپنی خودی سے جدا ہو کر آگے بڑھتا رہتا ہے وہ ہر دم پیشتر سے پیشتر مقام طے کر جاتا ہے ورنہ مقامِ اَلہام میں جو آدمی کشف و کرامات پر اکتفا کر کے سکون و قرار پکڑ لیتا ہے اور رجوعاتِ خَلق سے مطمئن ہو جاتا ہے وہ خَلق میں تو صاحب عزت وعظمت و حرمت و کرامت مشہور ہو کر مخدوم بن جاتا ہے لیکن کشف و کرامات اور استغراقِ اسمِ اَللّٰہُ، معرفتِ فنافی اللہ نور اللہ کے درمیان ایک لاکھ تہتر ہزار مراتب ہیں جنہیں دِل پر متصرف ہو کر کشف و کرامات اور قیدِ خَلق سے نکلے بغیر طے نہیں کیا جا سکتا کیونکہ مقاماتِ محبت وطلب یہ مطلوب و معرفتِ الٰہی بے پایاں و نامتناہی ہیں لیکن اگر کوئی چاہے تو زندگی و موت میں ہزار ہا ہزار مقامات ایک ہی دم طے کر سکتا ہے اور ہر دم کے مشاہدہ سے مقامات و درجات میں ترقی کر کے زندہ جاوید ہو سکتا ہے، مطلوب کی طلب و محبت کی یہ خاص دلیل ہی ربِّ جلیل تک پہنچاتی ہے، جب تک حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی طرح بیٹے کی قربانی نہ دے اور اپنے گلزارِ محبت کو آگ میں جلا نہ دے کلمہ طیّب ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' کی برکت سے آگ گلزار نہیں ہوتی۔ جو آدمی اِن صفات سے متصف نہ ہو وہ ایسی محبت و طلب نہ کرے کہ وہ جھوٹا ہے۔ یہ ہیں مراتبِ خواص۔ (محک الفقر کلاں)

❁ اَلہام کے یہ مراتب اسمِ اَللّٰہُ ذات کے ذکر تصور اور مشقِ وجودیہ سے حاصل ہوتے ہیں۔ (اسمِ اَللّٰہُ ذات کی مشقِ مرقومِ وجودیہ کرنے والا معشوقِ الٰہی ہوتا ہے۔ بعض لوگ تو مشقِ وجودیہ کرنے سے اس مرتبہ پر پہنچ جاتے ہیں کہ انہیں نہ تو خواب کی حاجت رہتی ہے اور نہ ہی مراقبہ کی کیونکہ انہیں قربِ الٰہی کی حضوری اور مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری حاصل ہو جاتی ہے اور وہ جب چاہتے ہیں حضورِ حق سے اَلہام کے ذریعہ جوابِ باصواب پا لیتے ہیں کیونکہ اُن کا ظاہر و باطن ایک ہو جاتا ہے۔ بعض لوگوں کو لوحِ محفوظ کا مطالعہ کرنا آ جاتا ہے، بعض کو قربِ ربِّ جلیل کی بنا پر دلیلِ دِل کے ذریعے آگاہی ہوتی رہتی ہے، بعض کو ایسی قوتِ مشاہدہ حاصل ہو جاتی ہے کہ وہ حاضراتِ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے ہر دو جہان کا تماشا پشتِ ناخن پر دیکھتے رہتے ہیں، بعض کو وھمِ وحدانیت و علمِ واردات حاصل ہو جاتا ہے جس سے اُن پر جملہ مقصود و مطالب کُھل جاتے ہیں اور وہ انہیں دیکھتے رہتے ہیں، بعض کی نظر اور نگاہ عیاں طور پر لاھُوت لامکان کا نظارہ کرتی رہتی ہے اور بعض کو ہر مرتبے کے مؤکل پیغام دے کر خطراتِ شیطان سے بچا لیتے ہیں جس سے وہ متوکل ہو جاتے ہیں۔ اگر راہِ باطن میں اس طرح کے مراتب بمراتب، منصب بمنصب، قرب بقرب، حضوری بحضوری، جمعیت بجمعیت عین بعین اور بخشش و فیض کے آثار اور

Marfat.com

تجلّیاتِ دیدارِ پروردگار کے انوار نہ ہوتے تو راہِ باطن کے تمام راہی گمراہ ہو جاتے۔

طلب کُن مُرشد رہبر راہِ تُو کس نہ شُد واصل ز خود با گفتگو

رہبرِ من مصطفیؐ مُرشد مرا شُد مرا تعلیم علمے از خدا

ترجمہ: ''راہِ باطن کی راہنمائی کے لیے مرشد تلاش کر محض گفتگو سے خود بخود کبھی کوئی واصلِ خدا نہیں ہوا۔'' ''میرے مرشد و راہنما مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور تعلیمِ علم کی تعلیم مجھے بارگاہِ الٰہی سے حاصل ہوئی ہے۔'' (نور الہدیٰ کلاں)

جب اَلہام کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے تو طالب اللہ تعالیٰ سے جواب باصواب حاصل کرتا ہے۔

❁ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:- ''لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ'' (ترجمہ: حضوریٔ قلب کے بغیر نماز نہیں ہوتی) نماز تو خدا سے یکتائی ہے نہ کہ پریشانی وجدائی۔ یہ فقیر باھُوؒ کہتا ہے کہ اہلِ نماز کو صرف اپنے اپنے وقت کی نماز کے سجود میں ''لَبَّیْکَ یَا عَبْدِیْ'' کا جواب ملتا رہتا ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے: فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ '' (پارہ2 البقرہ ۱۵۲) ترجمہ: پس تم میرا ذکر کرو، میں تمہارا ذکر کروں گا۔'' اگر میں ایک مرتبہ کہوں ''یا اَللّٰہُ'' تو اللہ بیس مرتبہ بذریعہ اَلہام جواب دیتا ہے ''لَبَّیْکَ یَا عَبْدِیْ'' اَلہام کا یہ مرتبہ بھی آسان ہے۔ مرد کو چاہیے کہ وہ غرقِ توحید فنا فی اللہ ہو۔ (عین الفقر باب پنجم)

❁ اَلہام و پیغام یہ ہے کہ توجہ، وھم، خیال اور دلیل کے ذریعے ربِّ جلیل سے جواب باصواب حاصل کرے۔ (توفیق الہدایت)

❁ عارفِ نظارہ اہلِ نظارہ کو کسی چیز کی احتیاج نہیں ہوتی۔ وہ اللہ تعالیٰ سے جواب باصواب بطور اَلہام حاصل کرتا ہے اور قربِ الٰہی سے اُسے حضوری حاصل ہوتی ہے پس اگر باطنی راہ میں اس قسم کی جمعیت، راہِ قرب اور معرفت نہ ہوتی تو اس راستہ کے چلنے والے سب کے سب بے جمعیت اور گمراہ ہو جاتے۔ وہ کون سی راہ ہے جس میں دو جہان کا تماشا نظر آتا ہے؟ پس جان کہ وہ اسمِ اَللّٰہُ کا تصور ہے اس سے معلوم ہوا کہ دنیاوی تصرف قربِ شیطانی کی وجہ سے ہوتا ہے اور تصرّفِ عقبیٰ مطلق نادانی ہے اور تصرفِ معرفتِ مولیٰ جمعیت جاودانی اور غرق فی التوحید اللہ تعالیٰ لامکانی ہے۔ (تیغ برہنہ)

اسمِ اَللّٰہُ ذات کے تصور سے منوّر ہونے والے قلب کا اَلہام خاص اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے اگر تو یہ مراتب حاصل کرنا چاہتا ہے تو کسی مرشد سروری قادری صاحبِ مسمّٰی سے اسمِ اَللّٰہُ ذات حاصل کر۔

Marfat.com

باب 13

کَشف

کشف کے لغوی معنی کھولنا یا ظاہر کرنا کے ہیں یہ اسرارِ غیب کے کھلنے کا ایک درجہ ہے۔ حدیثِ پاک ہے ''مومن کی فراست سے ڈرو وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے''۔ کشف وہ نور ہے جو طالبانِ مولیٰ کو راہِ فقر کے دوران حاصل ہوتا ہے۔ ذکر و تصور اسمِ اَللّٰہُ ذات اور مشقِ مرقومِ وجودیہ کی کثرت ظاہری حجاب کو اٹھا دیتی ہے اور مادی اسباب کو زائل کر دیتی ہے اس وجہ سے ان کی بصارت بصیرت میں تبدیل ہو جاتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے اس چیز یا واقعہ کو بھی دیکھ لیتے ہیں جو دوسروں کو نظر نہیں آتا اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور تمام صحابہ کرامؓ اور خاص کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی حیاتِ مبارکہ کا مطالعہ کرنے سے اس قسم کے واقعات ملتے ہیں۔ کشف اصل میں وراثتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے جو صحابہ کرامؓ کو اپنے صدق اور اخلاص اور تزکیۂ قلب کے باعث حاصل ہوئی۔ ہم یہاں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور صحابہ کرامؓ کا صرف ایک ایک واقعہ محض سمجھانے کی خاطر درج کر رہے ہیں:

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

❁ کشف عالمِ حس سے بالاتر ہوتا ہے اس میں زمان و مکان کی حدود ختم ہو جاتی ہیں اس لیے رسولِ اکرم

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے قریب و بعید کا مشاہدہ برابر تھا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک غزوہ میں بھیجا اور جھنڈا حضرت زید بن ثابتؓ کو عطا کیا۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ طیبہ میں بیٹھ کر اس واقعہ کی خبر دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا کہ جھنڈا پہلے زیدؓ نے پکڑا پھر ان کو شہید کر دیا گیا پھر جھنڈے کو حضرت جعفرؓ نے اپنے ہاتھوں میں لے لیا تو آپؓ کو بھی شہید کر دیا گیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جھنڈا حضرت خالد بن ولیدؓ نے لیا تو آپؓ کو فتح ہوئی۔ یہ واقعہ جنگِ موتہ کا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

❁ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ روایت فرماتی ہیں کہ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے بلایا اور ارشاد فرمایا کہ میرے بعد میرے اہل و عیال میں تیرے سوا کوئی بھی ایسا شخص نہیں ہے جس کو غنی دیکھنا مجھے زیادہ محبوب ہو اور تیرا تنگ دست ہونا بھی مجھ پر شاق ہے میں نے تمہیں عالیہ کی زمین سے بیس وسق کھجوریں عطا کی تھیں۔ یہ ورثا کا مال ہے اور تیرے دو بھائی اور دو بہنیں ہیں۔ میں نے عرض کی میری تو ایک ہی بہن اسماءؓ ہے آپؓ نے ارشاد فرمایا کہ خارجہ کی بیٹی (یعنی اُن کی اہلیہ) حاملہ ہے اور میرے دِل میں یہ خیال آیا ہے کہ یہ لڑکی ہے پس اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنا'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد اُم کلثوم پیدا ہوئیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

❁ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک لشکر کا سردار بنا کر بھیجا۔ بابِ نہاوند کا محاصرہ کرتے ہوئے ان کے لشکر پر سخت وقت آ گیا اور دشمن کی تعداد بڑھ گئی قریب تھا کہ مسلمان شکست کھا جاتے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت مدینہ طیبہ میں خطبہ ارشاد فرما رہے تھے آپؓ نے دورانِ خطبہ بلند آواز سے پکارا یا ساریہ الجبل من استرعی الذئب الغنم قد ظلم (اے ساریہ پہاڑ کو لازم پکڑو جو بکریوں کو بھیڑیوں سے چرواتا ہے وہ ظلم کرتا ہے) حضرت ساریہؓ نے اور ان کے لشکر نے نہاوند میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز کو سنا پس آواز سن کر وہ پہاڑ کی طرف لپکے اور کہنے لگے یہ امیر المومنین کی آواز ہے اس

Marfat.com

طرح وہ خطرہ سے نجات پا کر دشمن پر غلبہ پا گئے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

حضرت عثمان غنیؓ کے پاس ایک شخص آیا جس کا راستہ میں ایک عورت سے آمنا سامنا ہو گیا تھا اور اس کی نظر اس عورت پر پڑ گئی تھی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے اسے فرمایا کہ تم میں سے بعض لوگ ہمارے پاس آتے ہیں کہ ان کی آنکھوں میں زنا کا اثر ہوتا ہے تو اس شخص نے کہا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد بھی وحی نازل ہوتی ہے؟ تو آپؓ نے فرمایا ''نہیں۔ یہ تو مومن کی فراست ہے۔''

حضرت علی کرم اللہ وجہہ

حضرت اصبغؓ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ساتھ تھے اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے روضہ کی جگہ سے گزرے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ارشاد فرمایا کہ ''یہ اُن کی سواریوں کے بیٹھنے کی جگہ ہے اور یہ اُن کے خیموں کی جگہ ہے اور یہ وہ جگہ ہے جہاں اُن کا خون بہایا جائے گا اور اس میدان میں آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نوجوان شہید کیے جائیں گے جن پر زمین و آسمان نوحہ کناں ہوں گے۔''

حضرت علیؓ نے اہلِ کوفہ سے مخاطب ہو کر فرمایا ''تمہارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اہلِ بیت تشریف لائیں گے اور تم سے مدد طلب کریں گے لیکن تم ان کی مدد نہیں کرو گے۔''

صوفیاء کرام اور کشف

صوفیاء کرام کے تو بے شمار واقعات کتب میں درج ہیں۔ ہم نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور خلفاء راشدین کے ایک ایک واقعہ کو بھی محض کشف کی حقیقت سمجھانے کے لیے درج کیا ہے کہ کشف کا مرتبہ صحابہؓ کو بھی حاصل تھا یہ کوئی بدعت نہیں ہے۔

حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ علمِ کشف کے بارے میں فرماتے ہیں:

''جب صاحبِ الہام اس مرتبے (مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا) پر پہنچتا ہے تو صاحبِ مکشوف ہو جاتا ہے۔ کشف بھی چار قسم کا ہوتا ہے، ایک کشفِ قلبی ہے جس کا تعلق قلب سے ہے اس کے لیے دعا مانگی جاتی ہے ''اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِكَ'' (ترجمہ: میرے قلب کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ) دوسرا

Marfat.com

کشف روحانی ہے جس کا تعلق غرق وفنا سے ہے یعنی " مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا " (مرنے سے پہلے مرجاؤ) تیسرا کشف نفسانی ہے جو ذائقہ و ہوا سے تعلق رکھتا ہے یعنی وہ کثرتِ ریاضت و اَنا پرستی سے متعلق ہے اور چوتھا کشف شیطانی ہے جو معصیت وطمع اور ترقیٔ عز وجاہ سے تعلق رکھتا ہے۔ خبردار! عقل سے کام لے۔ اگر تُو آئے تو دروازہ کھلا ہے، نہ آئے تو اللہ بے نیاز ہے۔

معشوق و عشق و عاشق ہر سہ یکیست ایں جا چوں وصل در نہ گنجد ہجران چہ کار آید؟

ترجمہ: یہاں پر معشوق وعشق و عاشق تینوں برابر ہیں، یہ وہ مقام ہے کہ جہاں وصل کی بھی گنجائش نہیں، ایسے میں ہجر بھلا کس کھاتے میں؟ ارے ہاں! راز کی راہ کوئی صاحبِ راز ہی کھولتا ہے۔ جو راز کو پالیتا ہے وہ صاحبِ راز ہو جاتا ہے۔ (محک الفقر کلاں)

❁ علم وسیلہ نہیں بلکہ علم روشن راستے کا دَر ہے۔ دراصل وسیلہ مرشد ہے جو راستے کا محافظ، نگہبان، اور معرفت تک پہنچانے والا ہوتا ہے۔ کیونکہ اسے ہر مقام معلوم ہوتا ہے۔ اور کشف سے واقف ہوتا ہے۔ حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کشف کی سات اقسام بیان فرماتے ہیں لیکن کشف کو آپ رحمتہ اللہ علیہ کرامت کا درجہ دیتے ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک تو سب سے اعلیٰ مرتبہ معرفتِ الٰہیہ حاصل کرنا ہے جس کا مقام اس سے بہت آگے ہے۔ کشف کی سات قسمیں ہیں:۔ کشف القلوب، کشف القبور، کشف الحضور، کشف المسرور، کشف فنافی التوحید نور، کشف استدراجی، شیطانی نفسانی جنونیت۔ ساتویں قسم استدراجی شیطانی نفسانی جنونیت ہے۔ اس سے انسان دیوانہ اور مقہور ہو جاتا ہے۔ اس سے دنیاوی مال و دولت اور شہرت کی خام خیالی دماغ میں سماتی ہے۔ حقیقی کشف قربِ الٰہی اور حضوری جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اس کشف سے حیرت وعبرت اور دِن رات کی سوزشِ عشق پیدا ہوتی ہے۔ دِن رات آہیں بھرتا ہے۔ ان دونوں کی مثال ایسی ہے جیسے کثیف ولطیف کپڑوں کا معلوم ہونا۔ (اسرار قادری)

کشف القلوب سے دوسرے کے قلب میں موجود خیالات سے آگاہی ہو جاتی ہے عام لوگ اسے مال و دولت اور شہرت کے حصول کے لیے استعمال کرتے ہیں اور بعض اس کو استعمال کر کے مرشد بن جاتے ہیں۔ اور کشف القبور اور علمِ دعوت میں بڑا فرق ہے۔ علمِ دعوت کیمیا ہے جس سے اولیاء اللہ کی قبور سے روحانی، باطنی راہنمائی حاصل کی جاتی ہے کشف القبور کا علم عام قبور سے متعلق ہے جس سے قبر میں موجود مردہ کی حالت یا اس کے متعلق برزخ کے حالات معلوم کیے جاتے ہیں۔ صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ قبر کے حالات سے آگاہی کئی اشخاص کو ہو جاتی ہے لیکن یہ خطرناک چیز ہے جس کو یہ کیفیت حاصل ہو جائے وہ دِن میں کئی بار مرتا ہے کیونکہ اُسے مردوں کے متعلق

Marfat.com

برزخ کے حالات معلوم ہو جاتے ہیں اور عذاب، جزا کا پتہ چل جاتا ہے جسے دیکھنا بڑی خوفناک اور حوصلے کی بات ہے۔

وہ کشف دراصل محض خام خیالی ہے جو مال و دولت اور دنیاوی عزت و مرتبے کی خاطر خیال کیا جاتا ہے۔ حقیقی کشف خاص الخاص قربِ الٰہی اور حضوری مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے۔ حیرت وعبرت گواہ ہے ہر دم سوز و گداز اور دِن رات آہ آہ کرتے گزر جاتے ہیں۔ کشف جامہ لطیف ہے۔ کشف کی اور قسمیں یہ ہیں۔ کشفِ علم مطالعہ قال سے ہے۔ کشفِ ازلی احوال سے ہے۔ کشفِ ابدی نیک اعمال سے ہے۔ کشفِ دنیا طے زوال سے ہے جو مال وزر اور نقد جمع کرنے کے لیے ہے (کچھ لوگ کشف کے مرتبہ پر پہنچ کر لوگوں کو ماضی، حال اور مستقبل کے حالات بتا کر مال بناتے ہیں)۔ کشفِ عقبیٰ تقویٰ کرنا ہے جو نفس پر ظلم کرنا ہے۔ فرمانِ حق ہے: دَخَلَ الْجَنَّةَ فَهُوَ ظَالِمٌ لِنَفْسِهٖ ''جو جنت میں داخل ہوا وہ اپنے نفس کے حق میں ظالم ہے'' کشفِ معرفتِ الٰہی، مشاہدہ نورِ حضور اور قربِ وصال سے ہے۔ کشف سراسر خام خیالی ہے۔ صاحبِ کشف اسے کہتے ہیں کہ جب طالب کسی مقام کی خواہش کرے تو مرشد طالب پر وہی مقام منکشف کر دے اور پھر بذریعہ کشف مختلف مقامات کی حقیقت دکھائے۔ مطلب یہ کہ جس مرشد کو اسمِ اَللّٰهُ ذات کا تصور حاصل ہے وہ طالب کو باطن سے باہر نکال کر حق تعالیٰ تک لے جاتا ہے اور مجلسِ انبیاء اور اولیاء سے ملاقات کراتا ہے۔ درجات و مراتب کشف و کرامات یہ ہیں۔ دنیاوی عزت و مرتبہ حاصل کرنا سر بسر شیطانی استدراج ہے۔ (اسرارِ قادری)

اللہ تعالیٰ گمراہ کرنے والے کشف سے محفوظ رکھے اور کشف کے مقام سے گزر کر دیدارِ حق تعالیٰ اور فنافی اللہ کے مرتبہ پر پہنچائے۔ (آمین)

Marfat.com

باب 14

وَھم

وَھم کے معنی ظن اور گمان کے ہیں اور ''اوہام'' اس کی جمع ہے۔ اصطلاحِ فقر میں وَھم سے مراد طالبِ مولیٰ کی ایک ایسی کیفیت ہوتی ہے کہ ظاہر و باطن میں اُس کے دِل میں جو سوال بھی پیدا ہوتا ہے اس کا جواب بارگاہِ ربّ العزت سے وصول پاتا ہے' دوسرے الفاظ میں وَھم سے مراد اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی ہے۔ اس ہمکلامی کو حضرت سلطان العارفین ''سیرِ اوہام'' کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ تھے ایک مقررہ وقت پر کوہِ طور پر تشریف لے جاتے باوضو ہو کر دو نفل پڑھتے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں متوجہ ہوتے۔ استغراق کا ایک پردہ سا چھا جاتا اور آپ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہو جاتے آج بھی فقراء اور عارفین اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں متوجہ ہو کر ہمکلام ہوتے ہیں جسے حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ نے ''سیرِ اوہام'' کا نام دیا ہے۔

- آپ فرماتے ہیں: ''اوہام دِل کے دیکھنے، سننے، بولنے اور سمجھنے کا نام ہے۔'' (سلطان الوھم)
- جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے اللہ سے ہم کلام ہونے کے لیے کوہِ طور تھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے امتی کے لیے اس کا اپنا وجود ہی کوہِ طور ہے کیونکہ وہ اپنے وجود کے اندر ہی شہ رگ سے نزدیک تر اللہ تعالیٰ کا کلام سنتا ہے اور حضورِ ربّ سے اپنے ذکر اذکار کا جواب باصواب پاتا ہے۔ (کلید التوحید کلاں)
- قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ

Marfat.com

بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ عَلِیٌّ حَكِیْمٌ۔ (الشوریٰ 51)

ترجمہ: اور ہر بشر (انسان) کی مجال نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ سے کلام کرے مگر یہ کہ وحی کے ذریعے، یا پردے کے پیچھے سے (جیسے موسیٰ علیہ السلام سے کی) یا کسی فرشتے کو فرستادہ بنا کر بھیجے اور وہ اُس کے اِذن سے جو اللہ چاہے وحی کرے۔ بے شک وہ بلند مرتبہ اور حکمت والا ہے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے:

مَامِنْ عَبْدٍ اِلَّا وَسَیُكَلِّمُهٗ رَبُّهٗ لَیْسَ بَیْنَ الْعَبْدِ وَالرَّبِّ تَرْجُمَانٌ وَّلَا وَاسِطَةٌ ...... (بخاری۔مسلم)

ترجمہ: ہر ایک مومن بندہ اللہ تعالیٰ سے کلام فرمائے گا اور اس وقت اللہ اور بندے کے درمیان نہ کوئی ترجمان ہوگا نہ کوئی واسطہ۔

شیخ اکبر محی الدین ابنِ عربی رحمتہ اللہ علیہ فصوص الحکم میں فرماتے ہیں:

(۱) اور اوہام اس معرفت (معرفتِ حق تعالیٰ) کو صورتِ خیالی سے بہت مستحکم اور قوی کر دیتے ہیں اور اسی واسطے اس خلقتِ انسانی میں وَھم کی سلطنت عقل پر بڑھی ہوئی ہے کیونکہ عاقل اگرچہ مرتبہ کمال ''عقل کے کمال'' کو پہنچ جائے لیکن وَھم کی حکومت سے کبھی خالی نہیں ہوتا اور جن چیزوں کو عقل ادراک کرتی ہے ان کو وَھم صورت میں بتلاتا ہے۔ پس اس کامل صورتِ انسانی میں وَھم بہت بڑا سلطان (سلطانُ الوَھم) ہے اور اس کی سلطنت قوی ہے۔

(۲) دائمی فکر اور یکسوئی اور محویت ہی انسانِ کامل کی صورت میں سلطانِ اعظم ہے یعنی انسانِ کامل کو جو کمال حاصل ہوتا ہے وہ اسی وَھم کی بدولت ہے۔ وَھم سے مراد دائمی خیال اور محویت ہے جو عشقِ الٰہی کا ثمرہ ہے۔

(۳) جب اللہ تعالیٰ عارف کے دِل سے وَھم کا پردہ اٹھا دیتا ہے تو وہ اس راز کو پا لیتا ہے کہ وہ ذات جس کو وہ اپنے سے اور خلق سے دور جانتا تھا اس کے دِل میں جلوہ نما ہے یہ معرفت کی انتہا ہے۔ (شرح فصوص الحکم والایقان)

سیّد عبدالکریم بن ابراہیم الجیلیؒ ''انسانِ کامل'' میں لکھتے ہیں:

(۱) وہ ملکوت پر اطلس سے بڑھ کر نور ہے کہ جس کو نفسوں میں لفظ وَھم سے تعبیر کرتے ہیں۔ وہ رحمٰن کی آیت ہے۔ آیت سے میری مراد صورت ہے اس میں اس نے لطیف ترین جمال سے تجلّی فرمائی ہے۔ وہ اس کا قہر ہے اس کا علم ہے۔ اس کا حکم ہے۔ وہ اس کی ذات ہے۔ وہ ہر محفوظ تر شے ہے وہ اس کا فعل ہے۔ اس کا وصف ہے۔ اس کا اسم ہے وہ اس کے ہر نفیس ترین حسن کا مظہر ہے۔ وہ اس خال کا نقطہ ہے کہ اس کی قسم کے ساتھ اس شخص کو تعبیر کرتے ہیں جو پیچھے نہیں ہٹتا یعنی جس پر وَھم کا غلبہ ہو وہ ہر خطرناک کام میں گھس پڑتا ہے اس لیے اسے وَھم کی قسم سے یاد کرتے ہیں جیسے جواں مرد کو حاتم کی قسم سے اور اس کی یمین[1] (قسم) ہے کہ وہ اس کا چھلکا ہے

[1] حلف، قسم

Marfat.com

وہ سفید چشم عورت پر سیاہ ریشم کا ایک ستر ہے پس حیران ہو اور حیران نہ بھی اس لیے کہ وہ وحشت نہیں ہے لیکن وہ نہایت درجہ کی تاریکی ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وَھم کو اپنے اسمِ کامل (ھُو) سے پیدا کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نورِ وَھم سے عزرائیلؑ کو پیدا کیا ہے (یعنی حضرت عزرائیلؑ وَھم کا فرشتہ ہے کیونکہ روحوں کو قبض کرنے کی وجہ سے وہ روح کا زیادہ علم رکھتا ہے) پھر چونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وَھم کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نورِ کامل سے پیدا کیا ہے لہٰذا وجود میں اُسے لباسِ کامل میں ظاہر کیا ہے۔

(۳) جاننا چاہیے کہ نورِ وَھم کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نفس کے لیے آئینہ بنایا ہے اور اپنے قدس کا مظہر قرار دیا ہے عالم میں اس سے بڑھ کر ادراک کرنے والی کوئی چیز نہیں اور نہ ہی نگہداشت میں اس سے بڑھ کر کوئی زور آور چیز ہے۔ تمام موجودات میں اس کا تصرف ہے۔ اسی سے عالم اللہ کی بندگی کرتا ہے اسی کے نور سے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی طرف نگاہ کی۔ اسی سے پانی پر چلا وہ شخص جو چلا اور اسی سے ہوا پر اڑا جو اڑا۔ وہ نورِ یقین ہے اور استیلا و تمکین کی اصل ہے جس کو یہ نور مسخّر ہو گیا اور وہ اس پر حاکم ہوا وہ اس سے کائنات علوی و سفلی میں تصرف کرتا ہے اور جس پر سُلطانُ الوَھم غالب ہوتا ہے وہ اس سے وہمی امور (وَھم کے ذریعے) میں بات کرتا ہے۔

(۴) خدا نے جب وَھم کو پیدا کیا تو اس کو کہا کہ میں تجھے حلفاً کہتا ہوں کہ میں اہلِ تقلید کے لیے بجز تیرے کسی شے میں تجلّی نہیں کروں گا اور تیری پوشیدگی کے سوا عالم کے لیے میں ظاہر نہیں ہوں گا۔ (ترجمہ فضل میراں ناشر نفیس اکیڈمی کراچی)

وحی اور فرشتوں کے نازل ہونے کا سلسلہ تو خاتم النّبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وصال کے ساتھ ہی ختم ہو گیا۔ لیکن پسِ پردہ اللہ تعالیٰ آج بھی فقراء اور عارفین سے ہم کلام ہوتا ہے اس ہم کلامی کو سیرِ اوہام کہتے ہیں اوہام مقامِ وصال کے قریب تر ہے۔ اور مقامِ واحدانیت ہے اور مرکز اس کا قلب (باطن) ہے۔

جب کثرتِ ذکر اور تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے اسمِ اَللّٰہُ ذات دِل میں قرار پکڑ لیتا ہے اور دِل میں نقش ہو کر قلب بیدار ہو کر عشق کی تپش سے پختہ ہو کر حضوری میں چلا جاتا ہے تو قلب میں طالب کو اوہام کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے اور وہ اپنے ہر سوال کا جواب بارگاہِ ربِ جلیل سے باصواب وصول پاتا ہے اور پھر راہِ فقر میں یہ لمحات بھی آ جاتے ہیں کہ طالب ہر لمحہ اللہ تعالیٰ سے محوِ گفتگو یا اللہ تعالیٰ طالب سے محوِ گفتگو رہتا ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں عاشق و معشوق، محب اور محبوب کے درمیان نہایت ہی دلچسپ اور پُر کیف سلسلہ راز و نیاز شروع ہو جاتا ہے۔ یہ وہ مقام ہے کہ جہاں مومن کے ایمان کی آزمائش ہوتی ہے، جہاں اُس کی ہمّت، ایمان اور یقین کو پرکھا جاتا ہے۔ یہاں پر اس پر انوار و تجلّیات کی بارش ہوتی ہے۔ جہاں کبھی تو اس پر قوسِ ابرُو سے تیر

Marfat.com

مژگاں چلا کر اس کے قلب و جگر کو چھلنی کیا جاتا ہے اور کبھی لبِ لعل کے شربت رُوح افزا سے اس پر نوازشات کی بارش کی جاتی ہے اس مقام پر کبھی عاشق کے لیے شمع و پروانہ اور گل و بلبل کی داستانیں دہرائی جاتی ہیں تو کبھی اُسے نظرِ عنایت سے نوازا جاتا ہے۔ کبھی پردہ چہرے سے اٹھا کر اُسے حُسنِ عالم سوز کے جلوؤں سے مشرف کیا جاتا ہے تو کبھی اُسے آتشِ ہجر و فراق میں ڈال کر خاکستر بنایا جاتا ہے۔ اسی مقام پر عابد، معبود اور عاشق و معشوق کے مابین ایسا سلسلہ کلام جاری ہوتا ہے جس میں ہزاروں لاکھوں حقائق و معارف بیان کیے جاتے ہیں علمِ لدنی اور علمِ اسرار عطا کیا جاتا ہے اور کئی قسم کی تجلیات سے سالک کی تواضع کی جاتی ہے۔ کبھی جاہ و جلال کی بجلیاں گرائی جاتی ہیں تو کبھی حُسن و جمال کے کرشموں سے سرشار کیا جاتا ہے، کبھی ہجر و فراق کے تیر برسائے جاتے ہیں تو کبھی شرابِ وصل سے سیراب کیا جاتا ہے، کبھی زلفِ سیاہ کے پھندوں میں گرفتار کیا جاتا ہے تو کبھی رُخِ انور کی ضیا باریوں سے ان کے قلب و جان کو زندہ کیا جاتا ہے۔ کبھی بُعد سے آزمایا جاتا ہے۔ کبھی قرب سے نوازا جاتا ہے۔ کبھی بیخودی، استغراق اور محویت میں مست کیا جاتا ہے تو کبھی خوف و ہیبت کی آگ میں جلایا جاتا ہے۔ کبھی بلبل کی طرح رُوئے گل پر نثار ہونے کی دعوت دی جاتی ہے تو کبھی شمع حُسن پر دیوانہ وار جلایا جاتا ہے۔ غرضیکہ محبوبِ حقیقی کے ناز و انداز عشوئے غمزے بدلتے رہتے ہیں اور عاشق صادق ہر حال میں خوش و خرم رہتا ہے۔ اس لیے کہ دوست کا جلال اور جمال دونوں محبوب ہیں۔ قرب میں وہ صفتِ جلال کا مشاہدہ کرتے ہیں اور بُعد میں جمال کا اور کبھی اس کے برعکس معاملہ ہوتا ہے۔ ان کی گریہ وزاری، ان کے غم و اندوہ، ان کے ہجر و فراق، ان کے وصل و انبساط، ان کے ذوق و شوق، ان کے شعر و سخن، ان کے وجد و حال، ان کے علم و دانش، ان کی جد و جہد، ان کی کاوشوں، قربانیوں، جاں نثاریوں کا مرجع، ان کا منجا، ان کا ملجا، ان کا ماویٰ، ان کی جان، ان کی عزت، ان کی شان، ان کی آن، ان کی بان، ان کے دین، ان کے ایمان، ان کے دھرم، ان کے بھرم، ان کی شرم، ان کے زُہد، ان کے تقویٰ، ان کے حج، ان کی زکوٰۃ، ان کے صوم، ان کی صلوٰۃ، ان کی زندگی اور ان کی موت کا مقصود و مدعا، غرض و غایت محبوبِ حقیقی کی رضا ہوتی ہے جیسا کہ حدیثِ قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ یعنی میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوتا ہوں اب بندہ جیسا گمان کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ویسا ہی بن جاتا ہے۔ اگر الہام چاہتا ہے تو الہام دِل میں ڈال دیا جاتا ہے یاد رہے الہام یکطرفہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خیر کی بات دِل میں ڈالنا۔ دلیل یا آگاہی سے مراد یہ ہے کہ کوئی دلیل یا آگاہی چاہی یعنی جیسا چاہا ویسا ہی ہوگیا، کشف یہ ہے کہ اسرارِ غیب سے کچھ جان لینا۔ لیکن وَھم اِن سب سے اعلیٰ مقام ہے۔ یہاں تو ہر لحہ گفتگو جاری ہے۔ اب یہ طالب کا گمان ہے کہ وہ کیا چاہتا ہے کیونکہ ''اولیاء کے قلوب پر سکون حرام ہوتا ہے'' اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ کسی مقام پر ٹک نہیں

Marfat.com

سکتے۔اس لیے الہام سے دلیل و آگاہی اور دلیل و آگاہی سے وَھم کی طرف بڑھنا چاہیے جیسا کہ حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

❁ فرمانِ حق تعالیٰ ہے کہ: ''تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔'' (البقرہ 152)

تم مجھے اوہام سے الہام سے یا آگاہی سے یا دلیل سے یاد کرو گے تو میں بھی تمہیں اوہام یا الہام سے یا آگاہی سے یا دلیل سے یاد کروں گا۔اے ناقص بخیل یہی وہ راہِ کاملین ہے جو انہیں بارگاہِ ربِ جلیل تک پہنچاتی ہے یہ راہ کلمہ طیّبات ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' اور اسمِ اَللّٰهُ ذات کی مشقِ تصور سے حاصل ہوتی ہے۔(کلید التوحید کلاں)

❁ حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب ''سُلطانُ الوَھم'' میں فرماتے ہیں:۔

''اے میرے عزیز! میں آپ کو اوہام کے بارے میں مختصراً بتانا چاہتا ہوں، جاننا چاہیے کہ خدا تک پہنچنے کا مقرب ترین اور موصل ترین راستہ دِل کا راستہ ہے جس کے بغیر اللہ تعالیٰ کی ذات تک پہنچنا مشکل ہی نہیں بلکہ محال ہے۔دل کی سیر بذریعہ وَھم ممکن ہے جو صرف سلطان الوَھم شاہِ ظن کی رفاقت سے ہی کی جاسکتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے حدیثِ قدسی ''اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ'' ترجمہ: میں اپنے بندے کے گمان (وَھم) کے ساتھ ساتھ ہوتا ہوں۔اس راستے کی سیر کے لئے اصل اور بنیادی چیز وَھم ہی ہے۔سُلطانُ الوَھم (مرشدِ کامل) کی رفاقت کے بغیر سلطنتِ وَھم کے اس صحرائی راستے میں قدم رکھنا ممکن نہیں جیسا کہ یہ قول ''وَلِذٰلِكَ كَمَا كَانَتْ اَوْهَامُ اَقْوٰى سُلْطَانًا فِيْ هٰذِهٖ نِشْأَةٍ'' (ترجمہ: سُلطانُ الوَھم ہی اس راستے کی ہر ایک چیز پر قوی اور غالب ہے) بھی سُلطانُ الوَھم پر ہی دلالت کرتا ہے۔'' (سلطانُ الوَھم ترجمہ: فقیر میر محمد)

❁ اے عزیز! اس راستے کی ابتداء اور انتہا مرشد کامل ہے کہ ''اَلشَّيْخُ اَبْلَغُ فِيْ هٰذِهِ الطَّرِيْقِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ'' (ترجمہ: مرشد کامل ہی اس راستے کی ہر ایک چیز کے بارے میں مکمل آگاہی رکھتا ہے) مرشدِ کامل اور مرشدِ واصل کی علامت یہ ہے کہ وہ اپنے مرید کو عالمِ اوہام (اوہام کے جہان) تک پہنچاتا ہے اور اُس پر فتحِ قلب (دِل کی زندگی) واضح کرتا ہے اور فتحِ قلب یہ ہے کہ مرشد کامل بحکمِ ''اَلشَّيْخُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ'' (ترجمہ: مرشدِ کامل زندہ کرتا اور مارتا ہے) کے مصداق اپنے اوہام اور تصرف سے مرید کے دل کو ذکر اسمِ اَللّٰهُ سے اس طرح زندہ کر دیتا ہے کہ مرید کا کوئی سانس حق تعالیٰ کے ذکر کے بغیر باہر نہیں آتا اور مرید سوتے جاگتے ہر حالت میں اَللّٰهُ کا ذاکر ہو جاتا ہے اور اُسے دائمی طور پر سیرِ اوہام حاصل ہو جاتی ہے اس کے علاوہ مرید کے دل میں اس قدر بصیرت یعنی دِل کی نظر پیدا کرتا ہے کہ وہ تمام عالمِ الطاف (عالمِ باطن) کا معائنہ کر لیتا ہے اور اسی بصیرت کی بدولت وہ ہر لمحہ

Marfat.com

اپنے دل میں اللہ کے جمال اور دیدار سے مستفید ہوتا رہتا ہے چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فتحِ دل کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ '' رَاٰیِ قَلۡبِیۡ رَبِّیۡ '' (ترجمہ: میں نے اپنے رب کو اپنے دل میں دیکھا) اور حضرت داؤد علیہ السلام سے بھی یہی منقول ہے کہ '' اُوۡحِیَ بِرُؤۡیَتِیۡ اللّٰہِ تَعَالٰی اَنۡظُرِیۡ مَعۡرِفَتِیۡ قُلۡتُ لَا رُؤۡیَتُ قَالَ قَلۡبُکَ فِیۡ شَاھِدَتِیۡ وَبِرُؤۡیَتِیۡ '' (ترجمہ: حضرت داؤدؑ فرماتے ہیں کہ اللہ نے مجھ پر وحی کی اور پوچھا کہ اے داؤدؑ! کیا تو نے میرا دیدار کیا ہے اور میری معرفت پائی ہے؟ تو میں نے عرض کی کہ نہیں تو، فرمان ہوا کہ تیرا دِل تو میرا مشاہدہ کرتا ہے لہٰذا تو اپنے دل میں میرا دیدار کر)۔ (سلطان الوَھم)

❁ اے جانِ عزیز! انبیاء اور اولیاء نے بھی وَھم کے ذریعے ہی دل کی سیر حاصل کی اور اس راستہ کے سالک کو آگاہ فرمایا کہ اگر کوئی سالک اس راہ میں ایک ہی مقام پر رُک گیا تو وہ نقصان رسیدہ ہے کیونکہ '' مَنِ اسۡتَوٰی یَوۡمَاہُ فَھُوَ مَغۡبُوۡنٌ '' (ترجمہ: جس نے دو دن ایک ہی مقام پر قیام کیا تو اُس کا نقصان ہو گیا) اور اگر یہ نقصان لاحق نہ ہو مگر سیرِ دِل کئے بغیر ہی سکون و آرام کرنے لگے تو ایسا سکون بھی حرام ہے کیونکہ '' اَلسُّکُوۡتُ حَرَامٌ عَلٰی قُلُوۡبِ الۡاَوۡلِیَآءِ '' (ترجمہ: اولیاء کے دِلوں پر سکوت حرام ہے) اس سے معلوم ہوا کہ سالک کو ہمہ وقت کوشش کرنی چاہیے کہ سیرِ دِل حاصل ہو جائے اور یاد رہے کہ سیرِ دِل کا حصول محض سُلطانُ الوَھم یعنی مرشد کامل ہی سے ممکن ہے سیرِ اوہام کو تین طریقوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ حدیث '' تَفَکُّرُ سَاعَةٍ خَیۡرٌ مِّنۡ عِبَادَةِ سَنَةٍ، تَفَکُّرُ سَاعَةٍ خَیۡرٌ مِّنۡ عِبَادَةِ سِتِّیۡنَ سَنَةٍ، تَفَکُّرُ سَاعَةٍ خَیۡرٌ مِّنۡ عِبَادَةِ الثَّقَلَیۡنِ '' (ترجمہ: ایک لمحے کا تفکر ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے، ایک لمحے کا تفکر ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے اور ایک لمحے کا تفکر جن و اِنس کی عبادت سے بہتر ہے) اوہام کی راہ میں مبتدی کا تفکر ایک سال کی عبادت کے برابر ہوتا ہے متوسط کا تفکر ساٹھ سال کی عبادت کے برابر اور منتہی کا تفکر جن و اِنس کی عبادت کے برابر ہوتا ہے۔ (سلطان الوَھم)

❁ اے میرے عزیز! آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ کی معرفت اور وصال کا کونسا راستہ ہے اور وہ راستہ کس طرح حاصل ہوتا ہے اللہ کے وصال کا راستہ دِل کا راستہ ہے اب چاہیے کہ راستہ کے بارے میں آگاہی حاصل کی جائے جاننا چاہیے کہ اس راستہ کی آگاہی اور حصول مرشدِ کامل کے ہاتھ میں ہے اور وہی اس راستہ کا رہبر ہے۔ کیونکہ '' فَالُوَ ھُمۡ ھُوَ السُّلۡطَانَ الۡاَ عۡظَمۡ فِیۡ ھٰذِہِ الشَّارَتِ الصُّوۡرَتِ الۡکَامِلَةِ الۡاَنۡبِیَاءِ '' (ترجمہ: پس اس راہ میں اوہام مرشدِ کامل، سلطان المعظم ہے جس کی اکمل ترین صورت انبیاء ہیں) اور مرشدِ کامل کے بارے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے۔ '' اَلشَّیۡخُ فِیۡ قَوۡمِہٖ کَالنَّبِیِّ فِیۡ اُمَّتِہٖ '' (ترجمہ: مرشدِ کامل اپنے مریدین میں اُسی طرح ہوتا ہے جیسے نبی اپنی اُمت میں) چنانچہ جس طرح پیغمبر علیہ السلام راہبر ہیں اسی طرح مرشد کامل بھی مرید کا راہبر ہوتا ہے اور راہبر کی رفاقت کے بغیر سفر کرنا خطرات سے خالی نہیں اس راستے میں

Marfat.com

ایک بڑا خطرہ نفس کا ہے جسے ترک کئے بغیر وصالِ حق نصیب نہیں ہوتا۔ جیسا کہ شیخ بایزیدؒ نے اللہ تعالیٰ سے وصال کے راستے کے بارے میں دریافت فرمایا کہ '' اِلٰھِیْ اَیُّ الطَّرِیْقُ اِلَیْكَ '' (ترجمہ: الٰہی تیری طرف آنے کا کونسا راستہ ہے) تو حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا '' دَعْ نَفْسَكَ وَ تَعَالْ '' (ترجمہ: نفس کو چھوڑ اور میری طرف آجا) اسی طرح ''عین القضات'' میں ہمدانیؒ طالبِ اللہ کے لئے فرماتے ہیں، اللہ کے وصال کا راستہ نہ عرش میں ہے نہ مشرق و مغرب میں، نہ جنوب میں ہے اور نہ شمال میں' بلکہ اُس کے وصال کا راستہ تو تیرے دِل میں ہے لہٰذا اُسے دِل میں تلاش کرتا کہ تو اُسے پالے۔ اس سے معلوم ہوا کہ طالبِ اللہ کو شب و روز اعمالِ دِل میں ہی کوشاں رہنا چاہیے تا کہ اُسے سیرِ دِل حاصل ہو اور بذریعہ اوہام اللہ کا وصال و معرفت پا سکے۔ اور اس کے برعکس جو آدمی علمِ اوہام سے بے خبر اعمالِ جوارح یعنی ظاہری اعمال میں ہی مشغول رہتا ہے اور اپنے باطن کی اصلاح کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا تو وہ جان لے کہ اُس نے اپنی گراں مایہ عمر برباد کر لی۔ لیکن کسی کی پیروی اختیار کرنے سے پہلے یہ بات ضرور مدِنظر رکھنی چاہیے کہ بعض فقیر ظاہری طور پر بہت پارسا نظر آتے ہیں وہ صرف ظاہری اعمال پر ہی اکتفا کر لیتے ہیں اور اپنے باطن کو آباد نہیں کرتے اور نہ ہی باطنی اصلاح کا کوئی ارادہ رکھتے ہیں ایسے فقیر پیروی کے لائق نہیں ہوتے کیونکہ وہ خالی، بے کار اور اللہ رسول سے دور ہوتے ہیں۔ (سلطان الوھم)

❋ '' اِعْلَمْ رِزْقُ اللّٰہِ سَیْرُ الْقَلْبِ بِسُلْطَانُ الْوَھْمِ بِلَا اِسْتَوَا وَقُصُوْرُ '' (ترجمہ: جان لے اے طالب کہ اللہ تعالیٰ تجھے سُلطانُ الوَھم کے وسیلے سے مکمل طور پر سیرِ قلب عطا فرمائے گا) اے جانِ عزیز اس راستے میں تمام تر دارو مدار مرشدِ کامل پر ہے اور مرشد کامل کے بغیر اس راہ میں قدم رکھنا خلل' حسرت اور پریشانی کا موجب ہے مگر جب مرشدِ کامل مریدِ صادق کا ہاتھ پکڑے تو مرید کو چاہیے کہ پورے اخلاص سے مرشدِ کامل کی خدمت کرے تا کہ مرشدِ کامل مرید میں اپنے تصرف سے اوہام کو جاری کر دے اور مرید کے دِل میں صدق آجائے مرشد کو چاہیے کہ مرید کا دِل بواسطہ وَھم ہمیشہ قید میں رکھے اور اپنی مؤثرہ ہمت سے تمام مقامات کو طے کرا دے اور بموجب '' اَصْبَحُوْ مَعَ اللّٰہِ وَاِنِ اسْتَطِیْعُوْا فَاَصْبَحُوْا مَعَ اللّٰہِ مَنْ صَحَبَ اللّٰہِ '' (ترجمہ: تم اللہ تعالیٰ کی صحبت اختیار کرو اور اگر اس کی استطاعت نہیں رکھتے تو پھر اللہ کے مصاحب یعنی مرشدِ کامل کی صحبت اختیار کرو) جب مرشدِ کامل کی صحبت حاصل ہوتی ہے تو ابتدا میں مرشد کامل مرید کے دِل میں اپنے اوہام کے تصرف سے ذِکرِ خفی (ذکر و تصور اسم اللہ) کی بنیاد رکھتا ہے اور مرید بغیر محنت اور ارادے کے دائمی ذاکر ہو جاتا ہے حتیٰ کہ اُس کا کوئی بھی سانس اللہ کی یاد کے بغیر نہیں نکلتا کیونکہ '' اَلْاَنْفَاسُ مَعْدُوْدَۃٌ کُلُّ نَفْسٍ یَخْرُجُ بِغَیْرِ ذِکْرُ اللّٰہِ فَھُوَ مَیِّتٌ '' (ترجمہ: سانس گنتی کے ہیں جو سانس بھی ذکرِ اللہ کے بغیر نکلے وہ مردہ ہے) یہ بات اُس پر ثابت

Marfat.com

ہو جاتی ہے اور مرید کا دِل اسمِ اَللّٰہُ کے ذکر سے بیدار (زندہ) ہو جاتا ہے کیونکہ '' اَلنَّاسُ نِیَامٌ فَاِذَا مَاتُوْا فَانْتَبِھُوْا '' (ترجمہ: تمام انسان غفلت کی نیند سوئے ہوئے ہیں پس بوقتِ موت بیدار ہوتے ہیں) مگر اس وقت بیداری بے سود ہے لہٰذا مرید کے دِل سے غفلت کی نیند دور ہو جاتی ہے اور وہ زندہ دِل ہو جاتا ہے جیسا کہ ارشادِ رب العالمین ہے '' اَوَ مَنْ کَانَ مَیْتًا فَاَحْیَیْنٰہُ '' (الانعام 22) (ترجمہ: بھلا ایک شخص جو کہ مردہ تھا پھر ہم نے اُسے زندہ کر دیا) تو وہ اس بات کی تحقیق (یقین) کر لیتا ہے مرید کو چاہیے کہ وہ اپنے شیخ کو متصرفِ کل سمجھے جیسا کہ فرمایا گیا ہے '' اَلشَّیْخُ یُحْیِ الْقَلْبَ الْمَیِّتَ الْمُرِیْدُ بِذِکْرِ اللّٰہِ وَیُمِیْتُ النَّفْسِ '' (ترجمہ: شیخ مردہ مرید کے دِل کو اللہ کے ذکر سے زندہ کرتا ہے اور اُس کے نفس کو مار دیتا ہے) حتیٰ کہ وہ شیخ کے مقام پر مقرر ہو جاتا ہے اور حضور نبی کریم ﷺ کے ارشاد کے مطابق '' اَلذِّکْرِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ '' مرید کے دِل میں منقش ہو جاتا ہے اور وہ ہمیشہ اللہ کے مشاہدے میں مشغول ہو جاتا ہے چونکہ مرید کے دِل میں اسمِ اَللّٰہُ ذات منقش ہو چکا ہوتا ہے اس لئے اُس کا ہر ایک سانس جو اندر جاتا ہے اور جو باہر آتا ہے اللہ کی یاد کی خبر دیتا ہے اور کوئی بھی سانس ذکرِ اَللّٰہُ یعنی اسمِ اَللّٰہُ ذات کے مشاہدے کے بغیر نہیں نکلتا اس طرح اُس کا دِل زندہ ہو جاتا ہے پس جب سانس باہر نکلتا ہے تو ذکرِ ھُو باہر نکلتا ہے اور تمام خواہشات کو ھُو کے جھاڑو سے اپنے دِل سے صاف کرتا ہے اور (ماسویٰ اللہ) تمام گندگی کو باہر نکال دیتا ہے یا پھر جب سانس اندر لے کر جاتا ہے تو وہ اللہ کی یاد سے پُر ہوتا ہے اس سبب سے کہ مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ ذِکْرُہٗ (ترجمہ: جو کوئی جس چیز سے محبت کرتا ہے تو اکثر اُسی کا ذکر کرتا ہے) مرشد کامل مرید کے دِل میں اللہ کے ذکر (یعنی تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات) کی بنیاد رکھتا ہے جیسا کہ حدیثِ قدسی ہے اَنَا جَلِیْسُ مَنْ ذَکَرَنِیْ (ترجمہ: جو کوئی مجھے یاد کرتا ہے میں اُسی کے ساتھ ہوتا ہوں) تو اس طرح وہ اللہ سے محبت کرتا ہے وہ غیر اللہ سے وحشت محسوس کرتا ہے لہٰذا وہ ماسوائے اللہ سے منقطع ہو جاتا ہے اور سالک کا انتہائی کام فتحِ دِل اُسے حاصل ہو جاتی ہے۔ چنانچہ روایت ہے کہ تقریباً چار ہزار پیرانِ طریقت نے اس بات پر اجماع کیا کہ سالک کا انتہائی کام کیا ہے کہ جس کے نتیجے میں وہ ہمیشہ اپنے آپ کو خداوند ذُوالجلال کی غلامی اور حضوری میں پائے۔ تو سب نے سیرِ اوہام پر ہی اتفاق کیا کیونکہ سیرِ اوہام سے ہی فتحِ دِل حاصل ہوتی ہے جس کی بدولت سالک ہر لحظہ راحت و خوشی حاصل کرتا ہے۔ (سلطان الوھم)

❁ اے میرے عزیز اگر دِل کا صاف آئینہ گناہوں کی وجہ سے زنگ آلود ہو چکا ہے تو اُسے صاف کرنا چاہیے جیسا کہ حدیث پاک میں آیا ہے۔ '' لِکُلِّ شَیْئٍ مَصْقَلَۃٌ وَ مَصْقَلَۃُ الْقَلْبِ ذِکْرُ اللّٰہِ '' (ترجمہ: ہر چیز کی صفائی کے لئے ایک آلہ ہوتا ہے اور دِل کی صفائی کا آلہ اللہ کا ذکر ہے) لہٰذا پہلے مرید کے دِل کے آئینہ کو صاف

Marfat.com

کیا جائے، جب دِل کا آئینہ روشن ہو جائے گا تو اُس میں حق تعالیٰ کی تجلّی نمودار ہو جائے گی پھر خدا اور بندے کے درمیان کوئی پردہ نہ رہے گا۔

سعدی حجاب نیست تو آئینہ صاف دار　　　زنگار خوردہ کے نماید جمال دوست

ترجمہ: اے سعدی یہاں کوئی پردہ نہیں ہے تُو اپنے آئینہ (دِل) کو صاف کر کیونکہ زنگ آلودہ آئینہ دوست کی خوبصورتی کو کیسے دکھا سکتا ہے۔ (سلطان الوَھم)

❁ اے میرے عزیز جب نُورِ ذکر نُورِ ذات کے ساتھ اتصال کی بدولت ذاتی صفت حاصل کر لیتا ہے تو پھر ذاکر کسی وقت بھی حق سے جدا نہیں ہوتا اور اُس کا کوئی لمحہ بھی ذکرِ الٰہی کے بغیر نہیں گزرتا اور ذاکر کو تزکیۂ نفس، تصفیۂ قلب اور تجلیۂ رُوح حاصل ہو جاتا ہے اور اوہام کی وساطت سے سیرِ دِل بھی حاصل ہو جاتی ہے اور وہ ''وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا O'' (بنی اسرائیل 81 ترجمہ: ''اور کہہ کہ آیا حق اور نکل بھاگا باطل، بے شک باطل ہے ہی نکل بھاگنے والا'') کے چابک سے اپنے دِل سے تمام اغیار کو ہانک کر باہر نکال دیتا ہے۔

جائیکہ سلطان خیمہ زد غوغا نماند　　　عام را نام و نشان در دِل نماند

ترجمہ: جہاں بادشاہ اپنا خیمہ نصب کرتا ہے وہاں کوئی شور و غل نہیں ہوتا اسی طرح جب دِل میں حق آ جاتا ہے تو وہاں غیر اور باطل کا نام و نشان نہیں رہتا۔ (سلطان الوَھم)

❁ تفکر اور ذکرِ اوہام سے حاصل ہونے والے وصالِ وحدت کے بارے میں سلطان الفقر و سُلطانُ الوَھم فرماتے ہیں:-

۱۔ تفکر باوہام وحدت دہد　　　رساند بمولیٰ و از خود رہد
۲۔ کہ وَھم است سلطان تفکر وزیر　　　تذکر بود لشکری تو دِل پذیر
۳۔ تجرد و تفرد بکُن زادِ راہ　　　بدیں توشہ وہمت شود عین شاہ
۴۔ وجود وہمت رساند بعالمِ وصال　　　تنت عین گردد از صحبتِ کمال
۵۔ چوں اوہام گردد یقین گیر من　　　چنان جملہ آید بتدبیر من
۶۔ چوں سلطان وہمت بیابد کمال　　　بہر ساعت آید بدل صد جمال
۷۔ بدین وہمت خود را چو آراستی　　　وصول حقیقت بخود یافتی

ترجمہ:-۱۔ تفکر اوہام کے ساتھ ہو تو وصالِ وحدت بخشتا ہے اور معیتِ مولیٰ میں غرق کر کے وبالِ ہستی سے

Marfat.com

نجات دلاتا ہے۔۲۔ وَھم بادشاہ ہے، تفکر اس کا وزیر ہے اور تذکر اس کا دلپذیر لشکر ہے۔۳۔ کسی کو تجرد اور تفرد کو اپنا زادِ راہ بنالے۔ اس توشے کی بدولت تیرا وہم سلطان بن جائے گا۔۴۔ جب تیرا وَھم تجھے عالمِ وصال تک پہنچادے گا تو تیرا وجود اس کی صحبت سے کمال پذیر ہو جائے گا۔۵۔ جب میں اوہام کی مدد سے مراتبِ یقین پر پہنچا تو تمام جہان میری تدبیر کے غلام بن گئے۔۶۔ جب سُلطانُ الوَھم (مرشد کامل) اپنے کمال کا ظہور فرماتا ہے تو دِل میں دم بہ دم نورِ جمال کے سینکڑوں جلوے ظہور پذیر ہوتے ہیں۔۷۔ اگر تُو خود کو وَھم سے آراستہ کر لے تو تُو اپنی ہی ذات میں حقیقت کو پالے گا۔ (محک الفقر کلاں، سُلطانُ الوَھم)

❁ جو آدمی اس مرتبے (مرتبہ اوہام) پر پہنچ جاتا ہے اس کا آرام و سکون مٹ جاتا ہے کبھی وہ صاحبِ خوف ہوتا ہے اور کبھی صاحبِ رجا، کبھی صاحبِ سکر ہوتا ہے اور کبھی صاحبِ صحو، کبھی بے خبر ہو کر ہوائے خود پرستی میں صاحبِ غرور ہوتا ہے اور کبھی صاحبِ حضور، کبھی صاحبِ غیب ہوتا ہے اور کبھی صاحبِ جمال وجلال، کبھی صاحبِ استغفار ہوتا ہے اور کبھی صاحبِ افتخار اور کبھی صاحبِ مشاہدہ ہو کر حلاوتِ عشق و محبت کے مزے لیتا ہے اس طرح ابدالآباد تک اس کے دِل کی کیفیات اس قدر سرعت سے بدلتی رہتی ہیں کہ اُن کا شمار تک ممکن نہیں ہوتا۔ (محک الفقر کلاں)

❁ بہ اوہام حالش برآور تو سیر　　اگر وصل خواہی بروں شو ز غیر

ترجمہ: اوہام کی مدد سے تو اُس کے احوال کی سیر حاصل کر اگر تو وصالِ حق چاہتا ہے تو غیر حق سے جدا ہو جا۔ (محک الفقر کلاں)

❁ صاحبِ وَھم طالب کے بارے میں سلطان العارفینؒ فرماتے ہیں: ''بعض طالب صاحبِ وَھم ہوتے ہیں۔ صاحبِ وَھم وہ ہے کہ جس کے دِل میں ذوقِ وحدانیت پایا جاتا ہو اس کا وَھم قاتلِ نفس ہوتا ہے۔'' (محک الفقر کلاں)

❁ اہلِ حضور کو مقامِ وحدانیت سے وَھم ہوتا ہے جونہی اس پر حالتِ وَھم وارد ہوتی ہے اُس کا ہر مشکل کام اسی وقت ہو جاتا ہے اور بذریعہ وَھم ظاہر و باطن کی ہر تفصیل اس پر منکشف ہو جاتی ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ سُلطانُ الوَھم کے بارے میں ''قربِ دیدار'' میں حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو فقیر فقر کے سُلطانُ الوَھم کے مراتب پر پوری طرح پہنچ جاتا ہے اسے قربِ الٰہی سے علوم کی وحی اور الہام کا مرسل قدرتِ الٰہی سے ہزار ہا بار، بلکہ بے شمار پیغام پہنچاتے ہیں اور علمِ لدنّی اور وارداتِ غیبی اس پر وارد ہوتی ہیں۔ عارف باللہ اسمِ اَللّٰہُ ذات کے تصور سے ایک ہی دم میں ہزار ہا، بلکہ لاکھوں کروڑوں مقامات طے کرا دیتا ہے اور غل وغش، غلاظت، کدورت اور خناس و خرطوم کے واہمات و خطرات کا زنگار دور کر دیتا ہے اس کا پرنُور دِل

Marfat.com

اسمِ اَللّٰہُ ذات اور دائمی حضوری کے سوا اور کسی طرف مائل نہیں ہوتا اس مقام پر پہنچ کر دِل کو بہت سکون ملتا ہے اور وہ روشن ضمیر ہو جاتا ہے اور نفس پر حکمران ہو جاتا ہے۔ یہ فنافی اللہ فقیر کے مراتب ہیں جس کی نگاہ اثر پیدا کرتی ہے اور ایک نگاہ کرے تو اسکی تاثیر سے اس کے قلب و قالب میں اسمِ اَللّٰہُ ذات سرایت کر جاتا ہے اور تمام بدن اور دِل میں اسمِ اَللّٰہُ کا نقش خوش خط لکھا ہوا دیکھتا ہے لیکن یہ مراتب ناقص ہیں اگرچہ اسمِ اَللّٰہُ ذات کے تصور سے ذکر کی گرمی ہوتی ہے اور مردہ دِل میں بھی نظر کے ساتھ گرمی آجاتی ہے لیکن جب تک اسے مشاہدہ اور معرفتِ الٰہی اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری حاصل نہ ہو، تب تک اس پر یقین نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اس قسم کے مراتب حرص و ہوا کے حامل مبتدی کے لیے فقرِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور معرفتِ الٰہی سے دوری کا باعث ہیں۔ (قرب دیدار)

سیرِ اوہام راہِ فقر میں بڑا اعلیٰ مرتبہ ہے اور یہ حضورِ قلب کے بعد حاصل ہوتا ہے اور فنافی اللہ تک یہی مرتبہ سیرِ اوہام ہی پہنچاتا ہے۔

Marfat.com

باب 15

علمِ دعوت

علمِ دعوت حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کی تعلیمات میں ایک اعلیٰ علم ہے۔ اس کے اسرار و رموز آپؒ نے کھول کر اپنی کتب میں بیان فرمائے ہیں۔ اس علم کو آپؒ کی کتب میں مختلف ناموں علمِ تکسیر، کیمیا اکسیر اور تصرفِ تحقیق کے نام سے بھی موسوم کیا گیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے۔

اِذَا تَحَیَّرْتُمْ فِی الْاُمُوْرِ فَاسْتَعِیْنُوْا مِنْ اَھْلِ الْقُبُوْرِ۔

ترجمہ: جب تم اپنے معاملات میں پریشان ہو جایا کرو تو اہلِ قبور سے مدد مانگ لیا کرو۔

یہ ایک دینی و روحانی عمل ہے جس میں کسی عارف، فقیر یا ولی کے مزار پر ایک خاص ترتیب سے قرآنِ پاک پڑھا جاتا ہے، جس سے اہلِ مزار کی روح حاضر ہو جاتی ہے اور صاحبِ دعوت کی مدد کرتی ہے لیکن یہ بات ذہن میں رہے کہ علمِ دعوت اور کشف القبور میں بڑا فرق ہے۔ کشف القبور میں عام مسلمانوں کی قبروں پر دعوت پڑھ کر اہلِ قبر کے حالات معلوم کیے جاتے ہیں کہ وہ برزخ میں کس حالت میں ہیں لیکن علمِ دعوت صرف فقراء یا اولیاء کرام کے مزارات پر پڑھی جاتی ہے اور اس کا مقصد اوپر بیان ہو چکا ہے۔ علمِ دعوت پڑھنے کے لیے کچھ شرائط ہیں۔

1. پڑھنے والا ولی اللہ ہو اور تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات میں کامل ہو اور اُسے حضوری حاصل ہو جیسا کہ حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

Marfat.com

❁ سب سے پہلے باطن میں بارگاہِ حق کی حضوری اور قرب و وصال نصیب ہوتا ہے۔ اس کے بعد بندہ دعوت پڑھنے کے قابل ہوتا ہے۔ جو آدمی اس طریق سے دعوت پڑھنا نہیں جانتا وہ دعوتِ قبور سے رجعت کھا کر بیمار و مجنون ہو جاتا ہے۔ (محک الفقر کلاں)

2. علمِ دعوت پڑھنے والے کو چاہیے کہ وہ علمِ دعوت میں عامل' کامل' پاکباز اور صاحبِ یقین ہو۔ (نور الہدیٰ کلاں)

3. مرشد کی اجازت کے بغیر دعوت نہیں پڑھنی چاہیے۔ مرشد کی اجازت کے بغیر دعوت پڑھنا خطرناک ہے

4. جو فقیر دعوتِ کامل پڑھنے میں عامل' صاحبِ توجّہ اور صاحبِ حکم ہوا ُسے نصاب زکوٰۃ' شمارِ وقت سعد و نحس' حسابِ بروج و کواکب' دور بدور و بذل و قفل' کھانے انتخاب حیواناتِ جلالی یا حیواناتِ جمالی یا حیواناتِ کمالی' احتیاطِ غسل و نمازِ دوگانہ' حفاظتِ رجعت و سلب و آسیب' روزے رکھنے خلوت نشین ہو کر چلے کاٹنے اور مجاہدہ کرنے کی حاجت نہیں ہوتی کیونکہ یہ سب امور باعثِ وسوسہ و خطرات اور وہمات ہیں۔ جنہیں خام و ناقص و ناتمام لوگ اختیار کرتے ہیں۔ (نور الہدیٰ کلاں)

5. علمِ دعوت پڑھنا اور ہر بلا و ہر آفت سے محفوظ رہ کر باشعور رہنا کاملوں کا کام ہے اگر کوئی تلوار سے سر بھی اڑا دے تو تب بھی ناقص کے لیے بہتر ہے کہ دعوت پڑھنے کی جرأت نہ کرے اگر کوئی دعوت پڑھنے کے عوض ہزار طلائی دینار (دولت) بھی دینا چاہے تو ناقص کے لیے بہتر ہے کہ دینار ٹھکرا دے اور دعوت نہ پڑھے۔ تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ شیطان تیس ہزار سال تک علمِ دعوت پڑھتا رہا اور تیس ہزار سال تک فرشتوں کو بھی پڑھاتا رہا لیکن اس علم سے اس کے وجود میں سُکر و مستی' انا و کبر و ریا و عُجب (خود پسندی) وہوا بھر گئی جس نے اُسے امرِ خداوندی اور سجدۂ آدم علیہ السلام سے باز رکھا۔ (نور الہدیٰ کلاں)

6. یہ ناقص لوگ ترتیب سے علمِ دعوت پڑھتے ہی نہیں اور نہ ہی پڑھنا جانتے ہیں جو کوئی توجہ دے کر نفس کی زبان سے دعوت پڑھتا ہے تو اس کے پاس جنوں کے غیبی لشکر جمع ہو جاتے ہیں۔ ایسی دعوت کا پڑھنا اہلِ ناسوت کا کام ہے۔ جو کوئی توجہ دے کر تصورِ قلب اور قلبی زبان سے علمِ دعوت پڑھتا ہے کل و جز کے تمام مؤکل فرشتے اس کے گرد حلقہ بنا کر جمع ہو جاتے ہیں اور اس کی خاطر وہ بھی دعوت پڑھنے لگتے ہیں۔ (نور الہدیٰ کلاں)

کیا فقیرِ کامل علمِ دعوت کا محتاج ہے؟

یاد رہے کہ جس فقیرِ کامل (انسانِ کامل) کو قربِ الٰہی حاصل ہوا ُسے دعوت پڑھنے کی حاجت ہی کیا ہے؟ بلکہ دعوت پڑھنے' شب و روز خلوت میں بکثرت چلّے کاٹنے' لاکھوں کی تعداد میں سوار و پیادہ فوج اور مست ہاتھیوں کے لشکر

Marfat.com

جمع کرنے اور اُن پر سیم وزر و نقد و جنس کا بے شمار سرمایہ خرچ کرنے سے فقیرِ کامل کی ایک توجہ بہتر ہے۔ جو فقیرِ کامل کنہہ قربِ اَللّٰہ ذات، کنہہِ کُن اور کنہہ کلمہ طیبات "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" سے توجہ کرنا جانتا ہے اُس کی توجہ میں روز بروز ترقی ہوتی رہتی ہے جو قیامت تک نہیں رکتی۔ (نورالہدیٰ کلاں)

دعوت پڑھنے کا طریقہ

1. رات کے وقت کسی ولی یا فقیر کی قبر پر حاضر ہو کر اس کی پائنتی یا اس کے سرہانے بیٹھ کر یا گھوڑے کی طرح قبر پر سوار ہو کر جس قدر ہو سکے قرآنِ مجید تلاوت کرے۔ (دعوت پڑھتے ہوئے قبر پر سوار ہونے کو سلطان صاحب رحمتہ اللہ علیہ بُرا نہیں سمجھتے۔ البتہ ناقص یا خام کو اس کے نتائج سے ضرور خبردار کر دیتے ہیں۔)
2. اگر صاحبِ حضور ہے تو منہ کی زبان سے دعوت نہ پڑھے کیونکہ زبان نیک و بد گفتگو سے عموماً آلودہ رہتی ہے۔ اس لیے قرآن پڑھنے کے لائق نہیں' صاحبِ دل' دِل سے اور صاحبِ سِرّ، سِرّ کی زبان سے پڑھے۔

دعوت کن مقاصد کے لیے پڑھی جا سکتی ہے

1. روحانی امداد کے لیے۔
2. بادشاہِ اسلام کے لیے جو کافروں سے جنگ کر رہا ہو۔
3. رافضیوں اور خارجیوں کے لیے کہ اللہ انہیں ہدایت دے۔
4. علمائے منافقین کے لیے جو حق قبول نہیں کرتے۔
5. آبادی جمعیتِ خلق اور بارانِ رحمت کے لیے۔
6. اس شخص کی مدد کے لیے جو دعوت پڑھتے وقت رجعت میں آ کر دیوانہ ہو گیا ہو۔
7. کسی عالم باعمل کے لیے جسے کوئی دینی مدد درپیش ہو۔

علمِ دعوت کے لیے علمی دلیل

"استمداد[1] عن القبور" کے مسئلہ پر علماء کرام میں گہرے اختلافات رہے ہیں۔ ایک گروہ نے انکار کا راستہ اختیار کیا اور دوسرا استمداد عن القبور کے اقرار اور وجود کے بارے میں فتویٰ دیتا رہا ہے لیکن صوفیاء کرام

[1] مدد چاہنا۔ امداد طلب کرنا

Marfat.com

کے تمام گروہ اس معاملہ میں متفق رہے ہیں۔ چونکہ یہ معاملہ کشف اور مشاہدہ سے تعلق رکھتا ہے لٰہذا صوفیاء کرام اپنے مشاہدات و تجربات کی رو سے ہمیشہ اولیاء اللہ کے وصال کے بعد ان کے فیوض و برکات اور دینی امور میں امداد و تصرف کے قائل رہے ہیں۔

❁ حضرت معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ کا حضرت داتا گنج بخشؒ کے مزار پر روحانی مسئلہ کے لیے مسلسل چالیس روز چلہ کاٹنا ''علمِ دعوت'' کا ایک مشہور واقعہ ہے اور جب حضرت معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ کا مسئلہ حل ہو گیا تو آپؒ پکار اٹھے:

گنج بخش فیضِ عالم مظہرِ نورِ خدا ناقصاں را پیر کامل کاملاں را راہنما

ابنِ تیمیہ پہلے عالم تھے جنہوں نے استمداد عن القبور کے سلسلے میں انکار کی راہ اختیار کی، جب صوفیاء کرام کے کشف، تجربات اور مشاہدات کی طرف ان کی توجہ دلائی گئی تو انہوں نے ایسے معاملے میں جنات اور جنیوں کی تسخیر کا حوالہ دے کر اس قسم کی باتوں کو مسترد کر دیا اور علماء کرام کے ایک بہت بڑے گروہ نے ان کی پیروی کی۔

دوسرے گروہ میں علماء بھی ہیں اور صوفیاء کرام بھی۔ علمی سطح پر سب سے پہلے علامہ ابنِ قیم رحمتہ اللہ علیہ نے اس مسئلے کی طرف توجہ دی اور اپنی کتاب ''کتاب الروح'' میں اس مسئلے کے علمی پہلوؤں کو اجاگر کیا۔ آپ نے ثابت کیا کہ مردے سنتے ہیں اور کاملین سے عالمِ بیداری میں اور عوام سے عالمِ خواب میں ملاقاتی ہو کر رابطہ کرتے ہیں۔ اس مسئلے پر بے شمار کتب تحریر ہو چکی ہیں۔ یہاں ہم صرف شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب ''ہمعات'' سے ایک اقتباس درج کر رہے ہیں آپ لکھتے ہیں:

❁ ''اس سلسلہ میں فقیر کو بتایا گیا کہ جب مشائخ، صوفیاء کو انتقال فرمائے چار سو سال پانچ سو سال یا اس کے قریب گزر جاتے ہیں تو ان کے نفوس کی طبعی قوتیں جو زندگی میں ان کی ارواح کو خالص مجرد صورت میں ظاہر ہونے نہیں دیتی تھیں، اتنا عرصہ گزرنے کے بعد یہ طبعی قوتیں بے اثر ہو جاتی ہیں اور اس دوران میں ان نفوس کے نسمہ یعنی روحِ ہوائی کے اجزاء منتشر ہو جاتے ہیں اس حالت میں جب ان مشائخ کی قبور کی طرف توجہ کی جاتی ہے تو ان کی ارواح سے اس توجہ کرنے والے کی روح کو فیضان حاصل ہوتا ہے۔''

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ اور علمِ دعوت

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ نے دعوت کے بے شمار فوائد بیان کیے ہیں۔ تمام ظاہری و باطنی قوتیں اس سے مسخر ہوتی ہیں، بڑے بڑے اسرار ظاہر ہوتے ہیں دنیا کی ہر شے اپنے حقائق

Marfat.com

صاحبِ دعوت پر منکشف کر دیتی ہے' ماضی وحال و مستقبل کے حالات معلوم ہو جاتے ہیں اور ہر قسم کی مطلب برآری ممکن ہے اگر یہ دعوت قبولیت کا درجہ پائے' تو صاحبِ دعوت کو غیب سے آواز آتی ہے یا کوئی بزرگ خواب، مراقبہ، دلیل، خیال یا وھم سے کامیابی کی بشارت دیتا ہے۔

❁ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

علمِ دعوت کی شرح وخاصیت یہ ہے کہ علمِ دعوت اللہ تعالیٰ کے کلام قرآن مجید کی دعوت ہے۔ جو آدمی قرآن مجید کو اپنا ہادی وپیشوا اور راہبر بنالیتا ہے وہ دونوں جہان میں معتبر ہو جاتا ہے۔ اب قرآن وعلمِ دعوت کی شرح علیحدہ علیحدہ بیان کی جاتی ہے۔ دعوت کئی قسم کی ہوتی ہے مثلاً دعوتِ جز' دعوتِ کل' دعوتِ ذکر' دعوتِ فکر' دعوتِ تجلیاتِ نور اللہ' دعوتِ منتہی فقیر ولی اللہ جس کے متعلق فرمانِ حق تعالیٰ ہے:

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ (پارہ ۳' البقرہ ۲۵۷)

ترجمہ: اللہ (اسم اللہ ذات) مومنوں کا ایسا دوست ہے جو انہیں ظلمات سے نکال کر نور میں لے جاتا ہے۔

اور دعوتِ صاحبِ نظر تمام عالمگیر اولیائے اللہ جس کے بارے میں فرمانِ حق تعالیٰ ہے:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (پارہ ۱۱' یونس ۶۲)

ترجمہ: بے شک! اولیاء اللہ پر کوئی خوف ہے نہ کوئی غم۔

مرد مرشد اہلِ دعوت حق حضور ‍ ‍ ‍ ‍ مرشد خود بین بود اہل از غرور

ترجمہ: مرشدِ مرد اہلِ دعوت واہلِ حضور ہوتا ہے اور خود پرست مرشد اہلِ غرور ہوتا ہے۔

منتہی صاحبِ دعوت اگر کسی کی طرف جذبِ قہر وغضب سے دیکھ لے تو خدائے عزّ وجل کے حکم سے وہ دم بھر میں فوراً بے جان ہو کر مرجاتا ہے کہ فقراء کا قہر' قہرِ خداوندی کا نمونہ ہوتا ہے اور اگر وہ کسی کو جذبِ اخلاص سے دیکھ لے تو وہ زندہ دِل ہو کر باخلاص طالب مولیٰ بن جاتا ہے۔ اکثر لوگ کہہ دیتے ہیں کہ پیر میرا اخص ہے اور اعتقاد میرا بس ہے۔ وہ یہ بات کج فہمی' بے عقلی' جہالت اور نادانی کی وجہ سے کہتے ہیں۔ اُنہیں کہنا چاہیے کہ میرا پیر صاحبِ اسرارِ خاص الخاص اخص ہے اس لیے اعتقاد بھی میرا بس ہے۔ جان لے کہ دعوت یا تو جنات ومؤکلات کو قید ومسخر کرنے کے لیے پڑھی جاتی ہے یا انبیاء واولیاء واصفیاء واتقیاء وغوث وقطب وشہداء وخاکیانِ اہلِ اسلام کی مقدس ارواح کو حاضر کرنے کے لیے پڑھی جاتی ہے اس لیے ضروری ہے کہ دعوت پڑھنے والا دعوت پڑھنے میں عامل کامل شہسوار ہو اور وہ آدھی رات کے وقت قبر کے پاس جائے اور اس کے گرد دعوت پڑھے۔ اگر روحانی حاضر ہو جائے یا ''وھم'' یا ''خیال'' یا کسی اور طریقے سے صاحبِ دعوت کا

Marfat.com

مطلوبہ کام کر دے تو ٹھیک ورنہ معلوم ہو جائے گا کہ صاحبِ قبر روحانی غالب ہے یا اُسے کلامِ الٰہی سے نورِ الٰہی کی دولت و نعمت مل رہی ہے جس کی وجہ سے وہ تاخیر کر رہا ہے۔ ایسی صورت میں پڑھنے والے کو چاہیے کہ وہ قبر پر سوار ہو جائے جیسا کہ شہسوار گھوڑے پر سوار ہوتا ہے۔ اگرچہ قبر پر سوار ہونا گناہ ہے تاہم مہمِ اسلام کی خاطر یا مسلمانوں کی بھلائی کی خاطر ایسا کرنا عین ثواب کا کام ہے۔ جو آدمی قرآن پڑھتا ہے اور بحرِ قرآن میں غواصی کرتا ہے وہ علم میں عامل اور دعوتِ تکسیر میں کامل مکمل ہو جاتا ہے اُس کے لیے کسی شہید یا فنا فی اللہ فقیر کی قبر کے نزدیک علمِ دعوت پڑھنا ایسا عمل ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ اپنے حکم و عظمت و امر و قہر و جلالیت و حیرت سے نوازتا ہے۔ اس دوران اللہ تعالیٰ صاحبِ دعوت کو ایسی توفیق بخشتا ہے کہ عرش سے تحت الثریٰ تک زمین و آسمان کی ہر چیز حتیٰ کہ کعبۃ اللہ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مدینہ بھی گردش میں آ کر زیر و زبر ہونے لگتا ہے۔ پس کسی اور چیز کا کیا تذکرہ؟ اگر کوئی صاحبِ دعوت ایسی دعوت پڑھے اور جذبِ توجہ سے کسی کی جان لینا چاہے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے مشرق سے مغرب تک کہیں بھی عزرائیل علیہ السلام دم بھر میں اُس کی جان قبض کر لیں گے لیکن میں اس سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔

باھُوؒ! بہر از خدا بہر از رسولؐ　　اطلاعے زیں بدہ اہل الوصول

ترجمہ: اے باھُوؒ! تجھے خدا اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا واسطہ تو اہلِ وصول کو اس سے باخبر کر دے۔

جو لوگ ایسی دعوت پڑھنے میں عامل ہونے کے باوجود ظالم لوگوں کے ظلم سہتے رہتے ہیں اور کسی کو ستاتے نہیں وہ اپنے تمام احوال سے باخبر و ہوشیار رہتے ہیں۔ اہلِ دعوت فقیر بہت بڑی قوت کے مالک ہوتے ہیں، وہ بے قوت نہیں ہوتے کہ لوگ اُن سے عداوت رکھیں کیونکہ وہ طالبِ اللہ ہوتے ہیں اور طالبِ اللہ دونوں جہان پر غالب ہوتا ہے۔

ملک و فلک زیرِ پائے فقیر　　جاودانی بہ زیرِ سائے فقیر

ترجمہ: زمین و آسمان کا ہر مقام فقیر کے قدموں کے نیچے ہے اس لیے وہ ہمیشہ اس کے زیرِ سایہ رہتے ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے: خَیْرُ النَّاسِ مَنْ یَّنْفَعُ النَّاسَ۔ ترجمہ: سب سے بہتر آدمی وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچائے۔ (محک الفقر کلاں)

❁ اہلِ دعوت کا قبر پر سوار ہونا روحانی کو پہاڑ سے زیادہ وزنی معلوم ہوتا ہے۔ اگر دعوت پڑھنے کے دوران اہلِ دعوت ایک تنکا اُٹھا کر قبر پر کوڑے کی طرح مار دے تو وہ تنکا روحانی کو ایسا زخم پہنچاتا ہے جیسا کہ تلوار یا کلہاڑی یا نیزہ یا چھری یا بندوق پہنچاتی ہے۔ روحانی یہ زخم کھا کر بلبلا اُٹھتا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

Marfat.com

بارگاہ میں فریاد کرتا ہے۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ سے اُسے اہلِ دعوت کا کام کرنے کا حکمِ اعلیٰ صادر ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے کرم سے اہلِ دعوت کا رُکا ہوا مشکل کام فوراً ہو جاتا ہے اور وہ اپنے مقصود کو پہنچ جاتا ہے۔ایسی دعوت کو ننگی تلوار کہتے ہیں کہ ایسی دعوت پڑھنے والے کی زبان اللہ کی تلوار ہوتی ہے۔اُس کا دل زندہ اور نفس مردہ ہوتا ہے اور اُسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے ایسی دعوت پڑھنے کی اجازت ہوتی ہے۔

ہر کرا رخصت نہ باشد از رسولؐ ایں مراتب کے رسد وحدت وصول

ترجمہ: جسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ سے ایسی دعوت پڑھنے کی اجازت ورخصت نہ ملے وہ وصلِ وحدت کے ان مراتب تک کہاں پہنچ سکتا ہے؟'' (محک الفقر کلاں)

❁ دعوت کے ان مراتب کا تعلق زبانی قیل وقال اور گفتگو سے نہیں بلکہ اس کا تعلق دَعْ نَفْسَكَ وَتَعَالَ۔ (اپنے نفس کو چھوڑ دے اور اللہ تعالیٰ کو پالے) کے لائحہ عمل سے ہے۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے: اُقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ بِسَيْفِ الْمُجَاهَدَةِ (مجاہدے کی تلوار سے اپنے نفسوں کو قتل کر دو) البتہ اہلِ نفس کو یہ طاقت کہاں کہ وہ روحانی کی قبر کے پاس جا کر اُس سے جنگ کرے؟ یہ روحانیت کی وہ راہ ہے کہ جس میں حقیقتِ روحانیت اولیاء اللہ پر غالب ہوتی ہے۔تُو اچھی طرح جان اور سمجھ لے کہ اسمِ ''اَللّٰہُ'' کا مجاہدہ تلوار کے مجاہدے سے غالب تر مجاہدہ ہے۔محض ایک دفعہ پڑھ لینے سے دعوت ہرگز رواں نہیں ہوتی اور نہ ہی زیرِ عمل آتی ہے جب تک کہ اہلِ دعوت اس طرح دعوت نہ پڑھے کہ دعوت شروع کرتے وقت وہ اللہ تعالیٰ کو اپنے روبرو حاضر سمجھے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا شفیع بنائے، حضرت محی الدین شاہ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز کو امینِ الٰہی سمجھے اور خود کو منصف بنا کر آنکھیں بند کر لے اور مراقبہ میں تفکر کرے کہ خدائے تعالیٰ سے بہتر کون سی چیز ہے جسے میں دعوت پڑھ کر مسخر کروں؟ اور اگر اُسے یہ یقین ہو جائے کہ تمام مخلوق کمتر ہے اور خالق تمام مخلوق سے بہتر ہے تو اللہ تعالیٰ اُس پر مہربان ہو جائے گا اور دونوں جہان اُس کے تابع کر کے خدمت گار بنا دے گا۔جو آدمی اس مرتبے پر پہنچ جاتا ہے خاک وسونا اُس کی نظر میں برابر ہو جاتے ہیں کہ اسمِ اَللّٰہُ میں تاثیرِ کلی پائی جاتی ہے۔اسمِ اعظم کی تاثیر سے وہ روشن ضمیر ہو کر بے نظیر مرتبے کا مالک ہو جاتا ہے اور ہر ملک وولایت اور مشرق سے مغرب تک، زمین کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک ہر بادشاہی اُس کے حکم وقید میں آ جاتی ہے۔اسی لیے کہا گیا ہے کہ بادشاہ اہلِ فقر کے تابع ہوتا ہے۔جس نے بھی فتح ونصرت وبادشاہی پائی نگاہِ فقیر درویش سے پائی۔(محک الفقر کلاں)

❁ فقیر کی پڑھی ہوئی دعوت حضوری حق کی دلیل ہوتی ہے، فقیر کا ہر کلام مثل کلامِ خلیل اللہ ہوتا ہے، ہم مجلس فقیر

Marfat.com

ہم مجلس ربِ جلیل ہوتا ہے' ایسا مظہر نورِ الٰہی فقیر جہان میں قلیل ہوتا ہے۔ ارے ہاں! جس آدمی کا باطن صاف ہو جائے اُس کا دل معرفتِ الٰہی سے مزین ہو کر جامِ جہاں نما ہو جاتا ہے۔ ایسے فقیر لب بستہ خاموش رہتے ہیں کہ وہ اللہ سے پیوستہ ہو جاتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے بات نہیں کرتے کیونکہ غیر اللہ سے بات چیت سے غم پیدا ہوتے ہیں۔ دنیا غم ہے اور فقر اللہ کا نام ہے جو بہت بڑی غنیمت ہے۔ اہلِ غم اور اہلِ غنیمت کا آپس میں کوئی جوڑ نہیں۔ صاحبِ دعوت منتہی فقیر ظاہری و باطنی قوت کی وجہ سے لارجعت ولازوال ہوتا ہے۔ ایسے دعوت خواں فقیر کو مراتبِ قرب و وصال حاصل ہوتے ہیں۔ منتہی صاحبِ دعوت کو ستارے و بروج شمار کرنے کی کیا حاجت ہے اور اُسے نحس و سعد ساعتوں کے اعداد و شمار جمع کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ کہ وہ تو لاتخف و لا تحزن (خوف و غم سے آزاد) مرتبے کا مالک ہوتا ہے۔ وہ جب قبر کے پاس جا کر مراقبہ کرتا ہے تو خود سے بے خود ہو کر روحانی سے جواب باصواب پاتا ہے اور اگرچہ وہ احوالِ قبر سے باخبر ہوتا ہے از راہِ دل قبر سے خبریں وصول کرتا ہے کہ اُس کی باطنی دلیل کھل کر سامنے آ جاتی ہے۔ ایسے صاحبِ دعوت فقیر مذکور کا وجود صاف اور قلب طاہر ہوتا ہے۔ اس قسم کے دعوت خوان فقیر کو قاتل کہتے ہیں کہ وہ نظر و توجہ سے قتل کرتا ہے۔ اُس کی نظر اور توجہ تیز تلوار کی مانند ہوتی ہے۔ قتال قاتل مرد مذکر فقیر وہ ہے جو سب سے پہلے اپنے موذی نفس کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے قتل کرے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے: اُقْتُلُوا الْمُؤْذِيَاتِ قَبْلَ الْاِيْذَاءِ (موذیوں کو اُن کی ایذا رسانی سے پہلے ہی قتل کر دو) اس قسم کے قاتل فقیر کو اولی الامر سیف اللہ بھی کہتے ہیں جو کبھی تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ (اللہ عزت دیتا ہے جسے چاہے) کے درجے پہ ہوتا ہے اور کبھی تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ (اللہ ذلیل کر دیتا ہے جسے چاہے) کے درجے پہ ہوتا ہے۔ الغرض! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے: اَلْحُبُّ لِلّٰهِ وَ الْبُغْضُ لِلّٰهِ (کسی سے محبت کرو تو اللہ کے لیے کرو اور کسی سے بغض رکھو تو بھی اللہ کے لیے رکھو)۔ (محک الفقر کلاں)

❁ جان لے کہ بعض لوگ دعوت پڑھنے میں خود عامل ہوتے ہیں اور بعض کو کسی عامل کامل اہلِ دعوت فقیر کی طرف سے دعوت پڑھنے کی رخصت و اجازت ہوتی ہے۔ کامل صاحبِ دعوت وہ ہے جو دعوت پڑھنے میں خود عامل و کامل ہو۔ علاوہ ازیں وہ صاحبِ ریاضت بھی ہو' صاحبِ اجازت بھی ہو' صاحب ارادت بھی ہو اور اہلِ سعادت بھی ہو۔ اگر کوئی چاہے کہ میں کفار پر غالب آ جاؤں' اُن کے ملک پر قابض ہو جاؤں اور رافضی بے دینوں کو قیدِ اسلام میں لے آؤں تو اُسے چاہیے کہ کاغذ کے دو پرزے لے کر ایک پر تین نام نمرود' شداد اور قارون لکھے اور دوسرے پر تین نام فرعون' ہامان اور ابلیس علیہم اللعنت لکھے اور ان دونوں پرزوں کو اپنے پیروں کے نیچے رکھ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح مبارک کو ایصالِ ثواب کی نیت سے دو رکعات نماز نفل اس

Marfat.com

طرح پڑھے کہ پہلی رکعت میں بعداز فاتحہ سورۃ فتح پڑھے اور دوسری رکعت میں سورۃ یٰسٓ پڑھے اور سلام کے بعد سجدہ میں یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ وَّاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ۔ پھر ان دو نوافل کا ثواب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اُن کے اصحابِ پاک کی ارواح کو بخش دے تاکہ اس ترتیب سے جب وہ دعوت پڑھے تو اس کارکا ہوا کام ہو جائے اور وہ بہت جلد اپنے مقصود کو پہنچ جائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ کہ تاثیرِ کلامِ ربانی برحق ہے۔ اگر وہ اپنی مطلب براری بہت جلدی چاہتا ہو تو اُسے چاہیے کہ وہ دو رکعات میں پورا قرآن مجید پڑھے۔ اگر وہ یہ عمل متواتر تین دن تک کرے تو قیامت تک اُس کا یہ عمل نہیں رکے گا۔ اس دعوتِ تیغ برہنہ کو وہ آدمی پڑھ سکتا ہے جسے بارگاہِ الٰہی سے یہ دعوت پڑھنے کا حکم ہو، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے اجازت ہو اور محی الدین شاہ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ کی طرف سے رخصت ہو اور وہ ان صفات سے بھی متصف ہو کہ وہ ظاہر میں مردِ شہسوارِ اہلِ قبور ہو اور باطن میں مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں دائم صاحبِ حضور ہو۔ (محک الفقر کلاں)

❁ اگر کوئی بے قوت و ذکرِ اللہ سے غافل مردہ دل آدمی اپنے زندہ جسم کے ساتھ کسی زندہ دل و مردہ جسم و زندہ خاک و زندہ شوق ولی اللہ کی قبر پر چلا جائے اور قبر کے پاؤں کی طرف سے یا سر کی طرف سے یا قبر پر سوار ہو کر دعوت پڑھنا شروع کر دے تو وہ اُسی وقت ہلاک ہو جائے گا یا جان بلب ہو کر مر جائے گا یا رجعت کھا کر بیمار یا دیوانہ ہو جائے گا اور اگر کوئی صاحبِ قوت غالب الاولیاء عاملِ دعوت کسی روحانی کی قبر پر جاتا ہے تو روحانی اُس کے نزدیک محض ایک مردہ ہوتا ہے جو اُس کی دعوت سے عظمت حاصل کرتا ہے۔ اس لیے ایسے باطن صفا صاحبِ قوت دعوت خواں کو اختیار ہے کہ وہ قبر کے جس طرف سے بھی چاہے دعوت پڑھ سکتا ہے خواہ بالا خواہ زیر۔ قبر کی ہم نشینی میں دعوت پڑھنا نہایت ہی دشوار کام ہے، قبر پر دعوت پڑھنے کے لائق وہی آدمی ہو سکتا ہے جو اس کام کا عامل ہو۔ اگر کوئی عامل دعوت پڑھتا ہے تو وہ قبر سے خزائنِ الٰہی حاصل کرتا ہے اور اگر دعوت خواں عامل نہ ہو تو وہ قبر سے بیماری و رنج اٹھا کر مر جاتا ہے۔ (محک الفقر کلاں)

❁ جان لے کہ دعوت سات خزائن کی جامع ہے:

1. وہ خزائن جو عرشِ اکبر کے نیچے پائے جاتے ہیں۔
2. وہ خزائن جو زیرِ زمین پائے جاتے ہیں جیسا کہ سونے چاندی اور نقدی کے خزائن۔
3. وہ خزائن جو روئے زمین پر پائے جاتے ہیں۔
4. وہ خزائن جو عقبیٰ میں پائے جاتے ہیں جیسے کہ خزائنِ بہشت

Marfat.com

5. وہ خزائن جو مقامِ ازل میں پائے جاتے ہیں۔
6. ایمان کے وہ خزائن جو ابد میں پائے جاتے ہیں۔
7. معرفتِ مولیٰ کے خزائن۔

یہ ساتوں خزائن اولیاء اللہ کے مزارات پر دعوتِ قبور پڑھنے سے حاصل ہوتے ہیں لٰہذا دعوت خواں کو مرد مذکر شہسوارِ قبر ہونا چاہیے۔ جان لے کہ فقیر کو رجعت اُس وقت پیش آتی ہے جب وہ مولیٰ کو چھوڑ کر غیر کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اہلِ علم کو رجعت اُس وقت پیش آتی ہے' جب وہ علم کے خلاف عمل کرتا ہے۔ اہلِ دنیا کو رجعت بخل کی وجہ سے ہوتی ہے۔ جاہل کو رجعت شرک کی وجہ سے پیش آتی ہے اور بادشاہ کو رجعت بے عدل و بے انصاف ہونے سے پیش آتی ہے۔ صاحبِ دعوت فقیر وہ ہے جو اس قسم کی ہر چھوٹی بڑی رجعت کو ایک ہی نظر سے دفع کر دے۔ جان لے کہ اولیائے اللہ کے مزارات پر دعوت وہ آدمی پڑھ سکتا ہے جو دعوتِ قبور کے ان مراتب تک پہنچ چکا ہو کیونکہ اولیائے اللہ کی قبر شیر کی مثل ہوتی ہے اس لیے قبر پر وہ آدمی سوار ہو سکتا ہے جو نر شیر کا شہسوار ہو۔ اولیائے اللہ کی قبر کوہِ طور کی مثل ہوتی ہے اس لیے اولیائے اللہ کی قبر پر وہی آدمی سوار ہو سکتا ہے جو حضرت موسیٰ کلیم اللہ کی طرح صاحبِ حضور ہو۔ اولیائے اللہ کی قبر آگ کی مثل ہوتی ہے' اس آگ میں وہ آدمی کود سکتا ہے جو حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی طرح جان نثار ہو۔ جان لے کہ اگر ایک طرف آگ ہو اور دوسری طرف قبر ہو تو آگ پر قدم رکھ دے مگر قبر پر قدم مت رکھ۔ دعوتِ قبور پڑھنے کا عمل تین مواقع پر کیا جانا چاہیے' ایک یہ کہ جب بادشاہِ اسلام کفار سے جہاد کر رہا ہو' دوسرے وہاں کہ جہاں ملحدوں کا غلبہ ہو اور تیسرے وہاں کہ جہاں اسلام کی عزت محفوظ نہ ہو۔ ان تین وجوہات کی بنا پر قبورِ اولیاء پر سوار ہو کر آیاتِ قرآن کی دعوت پڑھنا روا ہے لیکن قبر پر سوار ہو کر اُس پر دعوت پڑھنا آسان کام نہیں ہے کہ یہ جان نثاری کا کام ہے اور جان نثار کرنا بہت مشکل و دشوار کام ہے۔ (محک الفقر کلاں)

❁ ہر دم ذکر فکر کی ترتیب سے اگر دعوتِ باطن پڑھی جائے تو باطن کی خاص الخاص راہِ مطلق کھل جاتی ہے جس سے دل بیدار ہو کر طلبِ حق میں مشغول ہو جاتا ہے۔ ایسی دعوت کو دعوتِ غرق یا دعوتِ جذب کہتے ہیں۔ اس دعوت میں اسمِ اَللّٰہُ کے حروف سے نورِ ذات کی تجلیات قطراتِ بارش کی مانند برستی ہیں۔ تجلیات کی یہ بارش اسمِ اَللّٰہُ کے حرف ''ا'' حرف ''ل'' حرف ''لِ دوم'' اور حرف ''ہ'' سے برستی ہے۔ حروفِ اسمِ اَللّٰہُ سے پھوٹنے والی یہ تجلّی دیکھ کر چشمِ دل عین الیقین کا مرتبہ حاصل کر لیتی ہے اور چشمِ ظاہر کو علم الیقین کی حد تک معرفتِ الٰہی نصیب ہو جاتی ہے۔ جو آدمی اس یقین سے بے یقین ہو جاتا ہے وہ کافر ہو جاتا ہے۔ حروف اسمِ اَللّٰہُ ذات

Marfat.com

کی اس تجلّی کی تحقیق طریقِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کی جائے کہ نورِ اللہ کی اس تجلّی کی باریدگی کے وقت جن اور شیاطین بھی کثیر تعداد میں راہزنی کی غرض سے اُس کے اردگرد ناری تجلیات کا مظاہرہ کرتے ہیں اور ذاکر کو بدعت و شرک واستدراج میں مبتلا کرتے ہیں۔ اس مقام پر ذاکر کو خبردار و ہوشیار رہنا چاہیے۔ ان احوال ومقامات سے نمٹنے کے لیے ایک نہایت ہی باخبر مرشد دستگیر ہونا چاہیے جو ان مقامات کی ہر زیروزبر کی گمراہی سے آدمی کو نکال کر تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کی لازوال توفیق بخشے۔ یہ متاعِ نیک جس دوکان سے بھی ملے اسے مت چھوڑ اور شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ابتدا سے انتہا تک زیرِ عمل رکھ کہ یہی اصل دین ہے۔ دعوتِ ریاضت اور چیز ہے اور دعوتِ راز اور چیز ہے۔

دعوتے چوں تیر وھم از دل بخیز دم رواں باشد بمثل تیغ تیز

ترجمہ: دعوتِ دم نوش جب رواں ہو جاتی ہے تو تیز دھار تلوار کی طرح کاٹ کرتی ہے، یہ تیز اثر دعوت وھم[1] سے دل سے ابھرتی ہے۔

اس قسم کی تیغ برہنہ دعوت مردہ نفس وزندہ قلب وجان اولیائے اللہ کی قبر کی ہم نشینی میں قرآن خوانی سے تعلق رکھتی ہے۔ جب کوئی فقیرِ کامل اس قسم کی جان گیر دعوت پڑھنا شروع کرتا ہے تو بے شک کل وجز کی تمام مخلوق، تمام انبیاء اولیاء کلمہ طیب '' لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ '' پڑھنے والے تمام اہلِ اسلام کی ارواح، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور اصحابؓ کبار، اصحابِ صفہ، اصحابؓ بدر، اصحابِؓ اہلِ مدینہ اور اصحابؓ عرب وعجم پر مشتمل لگ بھگ ایک لاکھ تیرہ ہزار صحابہ کرامؓ حاضر ہو جاتے ہیں اور تمام موکل فرشتے اور حضرت آدم علیہ السلام سے خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک تمام انبیائے کرام کی ارواح اور اٹھارہ ہزار عالم کے جملہ جن وانس، عرشِ اکبر، کعبۃ اللہ اور زمین وآسمان کے تمام طبقات جنبش میں آکر صاحبِ دعوت کی قید میں آجاتے ہیں۔ جب تک وہ دعوت پڑھنا ختم نہیں کرتا اہلِ خاص خلاصی نہیں پاتے۔ اس دعوت سے سخت تر دعوت اور کوئی نہیں۔ اگر کوئی متواتر گیارہ دن تک ہر روز یہ دعوت پڑھے تو بے شک یہ اپنا اثر دکھائے گی اور اللہ کی عزت کی قسم فرشتے اُس ملک وولایت کی زمین کو ہلا کر رکھ دیں یا الٹ کر تہس نہس کر دیں چاہے اس ملک وولایت وزمین وشہر کے باسی انبیاء واولیاء کی مثل ہی کیوں نہ ہوں۔ دعوت خواں اس دعوت کو ایک رات پڑھے یا دوسری رات پڑھے اور اگر اُس کا کام سخت ودشوار تر ہو تو تیسری رات بھی پڑھ لے۔ اگر وہ اس سے زیادہ دنوں تک پڑھے تو اُس کے اس عمل کا اثر قیامت تک ختم نہیں ہوگا۔ جو آدمی دعوتِ دعائے سیفی سیف اللہ

[1] تفصیل کے لیے پڑھیے باب 14 ''وھم''

Marfat.com

اور دعوتِ کلام اللہ کی اس تاثیر پر شک کرتا ہے وہ کافرِ مطلق ہے کہ دعوتِ کلامِ ربانی برحق ہے لیکن شرط یہ ہے کہ جس طرح پارہ کسی عامل کامل کیمیاگر کے بغیر کشتہ نہیں ہوتا نہ خاکستر و نابود ہو کر کھانے کے قابل بنتا ہے اور نہ ہی سونا بنتا ہے اُسی طرح عملِ دعوت بھی مرشدِ کامل کی اجازت اور قبرِ اولیائے اللہ کی ہم نشینی کے بغیر نہ تو کارگر ہوتا ہے نہ رجعت سے محفوظ ہوتا ہے اور نہ ہی رواں ہوتا ہے۔ صاحبِ دعوت عامل کامل کے لیے صاحبِ اکسیر کو قید کر کے اپنے تابع کرنا کون سا مشکل کام ہے۔ (محک الفقر کلاں)

❁ آدمی کو معرفتِ الٰہی قرآنِ مجید سے حاصل ہوتی ہے۔ جب وہ اولیائے اللہ کی قبر کی ہم نشینی میں قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے تو اُس کی ہر مشکل حل ہو جاتی ہے۔ باطن میں انبیاء اور اولیائے اللہ کی ارواح سے مجلس و ملاقات اور دست مصافحہ کا شرف بھی قرآن مجید اور اولیائے اللہ کی قبر سے حاصل ہوتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح '' قُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ '' کا مرتبہ بھی قرآن مجید اور قبرِ اولیائے اللہ سے حاصل ہوتا ہے۔ قوتِ حاضراتِ روحانیاں اور اسمِ اعظم بھی قرآنِ مجید اور قبرِ اولیائے اللہ سے حاصل ہوتا ہے۔ الہام و غرقِ وحدانیت کا مرتبہ اور ذکر فکر مذکور حضور کی روانی بھی قبرِ اولیاء کی معیّت میں قرآن خوانی سے حاصل ہوتی ہے۔ علم فیض اللہ، علمِ لدُنّی، معرفتِ الٰہی اور تمام کسبی رسمی علوم بھی قبرِ اولیاء کی معیّت میں قرآن پڑھنے سے حاصل ہوتے ہیں۔ ملک سلیمانی کا مکمل قبضہ، ظاہر و باطن کے ہر مقام کا تصرف اور دنیا میں عالمگیر بادشاہی کا غلبہ بھی قبرِ اولیاء کی ہم نشینی میں قرآن پڑھنے سے حاصل ہوتا ہے۔ عالم عامل کامل لایحتاج عارف باللہ فقیر کا مرتبہ بھی قبرِ اولیاء کی ہم نشینی میں قرآن پڑھنے سے حاصل ہوتا ہے لیکن یہ سب کچھ تب ہوتا ہے جب اس دعوت کے پڑھنے کے لیے حکم و اجازت دینے والا کوئی شہسوارِ قبر مرشدِ کامل ہو جو ظاہر باطن کے ہر طریق سے باخبر اور نفس پر امیر ہو۔ یہ مرتبہ اُس ولی اللہ فقیر کو حاصل ہوتا ہے جس کا باطن صاف ہو۔ منتہی صاحبِ دعوت کے اردگرد چار لشکر ہر وقت موجود رہتے ہیں جو اُس کی حفاظت و نگہبانی کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ اُن لشکروں کو چشمِ ظاہر سے نہیں دیکھتا تاہم کوئی لشکر بھی اُسے اپنی نظروں سے اوجھل نہیں ہونے دیتا۔ وہ چار لشکر یہ ہیں۔ 1. سرورِ دو عالم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، اُن کے اصحابِ کبار اور جملہ دیگر صحابہ کرامؓ کی ارواحِ پاک کا لشکر۔ 2. شہداء کا لشکر، جملہ امامین شہیدین شریفین ابی محمد الحسن و ابی عبداللہ الحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا لشکر۔ 3. مؤکل فرشتوں کا لشکر۔ 4. عالمِ غیب کے جنوں اور دیگر صاحبِ دعوت اولیائے کرام کا لشکر۔ یہ تمام لشکر ہر قسم کے اسلحہ مثلاً تلوار، تیر، برچھا، نیزہ، کلہاڑی و بندوق وغیرہ سے لیس ہوتے ہیں۔ جب یہ جذب و غضب و قہر و غصہ میں آکر صاحبِ دعوت کے دشمن پر غیب الغیب سے وار کرتے ہیں تو اُسے شدید زخمی کر دیتے ہیں اور وہ درد سے مغلوب ہو کر مرجاتا

Marfat.com

ہے لیکن فقیر کو چاہیے کہ وہ خیر طلب اور خدا ترس ہو' خود تکلیف اٹھائے لیکن کسی اور کو دکھ نہ دے کہ بندہ جو بوتا ہے وہی کاٹتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے: مَنْ حَفَرَ بِئْرًا لِاَخِیْهِ فَقَدْ وَقَعَ فِیْهِ۔ (جو اپنے بھائی کی راہ میں کنواں کھودتا ہے وہ خود اُس میں گرتا ہے) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے: ''اَلْحُبُّ لِلّٰہِ وَ الْبُغْضُ لِلّٰہِ۔'' (محبت بھی اللہ کے لیے ہو اور عداوت بھی اللہ کے لیے ہو)۔ جو آدمی اللہ کے دوستوں کو ستاتا ہے بے شک وہ دونوں جہان میں خراب ہوتا ہے۔ بعض آدمی اہلِ دنیا پر غلبہ کے لیے دعوت پڑھتے ہیں لیکن وہ دعوت کا مطلب تک نہیں جانتے جیسا کہ کئی آدمی سانپ پر منتر پڑھ کر اُسے اپنا قیدی بنا لیتے ہیں حالانکہ اُن کا مطلب صرف یہ ہوتا ہے کہ وہ منتر پڑھ کر اُس درندے کو پکڑ لیں۔ ایسے لوگوں کو اولیائے اللہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ تو محض منتر باز ہیں۔ جو لوگ کلامِ پاک کو رجوعاتِ خلق (دنیا کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی خاطر) پڑھتے ہیں اُن کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ خلقِ خدا مسخّر ہو جائے اور وہ اُس سے درہم و دینار (دولت) کمائیں اور لوگوں سے نذر و نیاز وصول کریں۔ وہ اپنا رزق اسی طرح حاصل کرتے ہیں اور اپنے رزق کا وسیلہ اسی کو سمجھتے ہیں اور خدائے عزّوجل پر اعتبار و توکّل نہیں کرتے۔ ایسے لوگ سراسر شرک و ریا میں مبتلا ہیں۔ میں اس سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس گمراہ فرقہ سے محفوظ رکھے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے: وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا۔ (البقرہ 41۔ میری آیات کو معمولی قیمت پر مت بیچو) اگر نیک بختی کا انحصار تصرفِ دنیا پر ہوتا تو طالع فرعون طالع موسیٰ علیہ السلام سے زیادہ نیک بخت ہوتا۔ پس نیک بخت وہ ہے جو عمر بھر معرفتِ راز اور عبادتِ نماز جیسی اطاعتِ ظاہر و باطن میں مشغول رہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ (النساء 77۔ اے نبی ﷺ! آپ فرما دیں متاعِ دنیا بہت قلیل ہے) درہم و دینار کوئی بخیل ہی جمع کرتا ہے۔ (محک الفقر کلاں)

✿ علمِ دعوت سے علوی اور سفلی اٹھارہ ہزار قسم کی مخلوق جن و انسان فرشتہ مؤکّل وغیرہ مسخّر کیے جاتے ہیں۔ اس جہان کی تمام چھوٹی بڑی مخلوقات قابو میں آتی ہیں اور ذات و صفات کے تمام مراتب حاصل ہوتے ہیں۔ دعوت پڑھنے کی ترتیب اور زکوٰۃ بے شمار ہے لیکن عمل میں لانا بہت مشکل ہے۔ طالب سوائے حکمِ الٰہی اور اجازتِ نبوی ﷺ کے دعوت کے لائق نہیں ہوتا۔ ناقص اور خام حرص و ہوا میں مبتلا رہتا ہے۔ جو اسمِ اَللّٰہُ ذات کے تصور سے ذات کے مشاہدہ میں مستغرق رہتا ہے اسے دعوت کے اخیر پر انبیاء اور اولیاء اللہ کی مجلس نصیب ہوتی ہے۔ ہر ایک روح سے ملاقات ہوتی ہے۔ اس قسم کے مراتب اسمِ اَللّٰہُ ذات کے تصور اور دعوتِ قبور اور منظورِ الٰہی ہونے سے حاصل ہوتے ہیں۔ دعوت کی علامات چار قوتیں ہیں۔ اوّل اسے حصّار کی قوت کی ضرورت نہیں ہوتی۔ دوسرے اسے گوشت وغیرہ کی ترک نہیں کرنی پڑتی۔ تیسرے توحید و نورِ الٰہی میں غرق

Marfat.com

ہونے کی قوت حاصل ہوتی ہے۔ چوتھی اسے مجلسِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دائمی حضوری حاصل ہوتی ہے۔ وہ مجلسِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جواب با صواب حاصل کر لیتا ہے۔ الغرض دینی اور دنیاوی تمام مہمات کے لیے کسی باعظمت شہید یا غوث یا قطب کی قبر کے گرد رات کے وقت اذان کہے۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ط اَللّٰہُ اَکْبَرُ ط اَللّٰہُ اَکْبَرُ ط اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ط اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ ط حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ ط حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ط حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ط اَللّٰہُ اَکْبَرُ ط اَللّٰہُ اَکْبَرُ ط لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اس اذان سے روحانی قبر میں قید ہو جاتا ہے۔ بعد ازاں قرآن شریف میں سے سورۃ ملک باادب قبر کے روبرو بیٹھ کر پڑھے۔ روحانی حاضر ہو جائے گا اور بادلیل جواب دے گا۔ خواہ ''دلیل'' سے خواہ ''وھم'' سے خواہ ''خیال'' سے خواہ ''آواز'' سے خواہ ''پیغام'' سے خواہ ''قبر سے نکل کر'' نیچے اوپر تمام طبقات کی خبر عاملِ دعوت کو دے گا۔ کامل شخص کو حصار وغیرہ کی ضرورت نہیں وہ ہر حال میں روحانی پر غالب ہوتا ہے اور روحانی سے ہم کلام ہوتا ہے۔ یَاقُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ کہہ کر اسے ایک لحظہ ایک دم ایک دن رات میں یا پانچ روز کے اندر اندر اٹھا سکتا ہے اور جب تک اپنے مطلب کو حل ہوتے ہوئے ظاہری آنکھ سے نہیں دیکھ لیتا، قید سے رہا نہیں کرتا۔ اگر روحانی اس سے زبردست ہے تو قوتِ باطنی سے عامل کی قوت کو سلب کر لیتا ہے اور اگر عامل زبردست ہے تو اس کی قبر پر اس طرح سوار ہوتا ہے جیسے گھوڑے پر۔ اور پھر قرآن شریف میں سے جو کچھ اسے یاد ہوتا ہے پڑھتا ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ قبر کا ادب ملحوظ رکھنا ضروری ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ قبر بہتر ہے یا قرآن شریف' قبر پر نہایت زور سے سوار ہو کر قرآن شریف پڑھے تو آسمان اور زمین میں کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہ رہے گی۔ ستر سال کی ریاضت جو چلّے اور خلوت میں کی جائے' سے ایک رات قبر پر سوار ہو کر قرآن شریف پڑھنا بہتر ہے۔ (اسرارِ قادری)

❁ بعض شخص دعوت پڑھنے میں عامل ہوتے ہیں اور بعض کامل' جو عامل و کامل ہے، وہ جامع نور الہدیٰ، منظورِ نظرِ خدا اور صاحبِ حضورِ مجلسِ نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ ایسا شخص توجہ' توحید' تصور' تصرف' تجرید' تفرید' توفیق' طریق اور تحقیق کا صاحب اور حق تعالیٰ کا رفیق ہوتا ہے۔ اسے ستارے اور برج گننے کی کیا ضرورت ہے اور سعد و نحس وقت پہچاننے کی کیا حاجت' اسے زکوٰۃ' قفل' دور بدور' بذل' خوف' جنونیت' وغیرہ کی کیا پرواہ اور موکل اور غسل کی کیا ضرورت۔ رجعت و دیوانگی کا کیا ڈر' کم و بیش ورد و ظائف کی کیا احتیاج۔ اس قسم کی قیود سے دعوت پڑھنا سراسر وہم و وسوسہ ہے۔ جسے دیوانگی آسیب وغیرہ کا خوف ہے وہ خام اور ناتمام ہے۔ کامل اہلِ دعوت جو ہوا کرتے ہیں انہیں دعوت پڑھنے سے دونوں جہان کی چابی ہاتھ آ جایا کرتی ہے۔ ساتوں ولائیتوں کے

Marfat.com

ساتوں بادشاہ ان کے قبضے میں ہوا کرتے ہیں۔ خواہ کسی کو معزول کریں خواہ بحال' خواہ وہ کسی کی اس طرح نوازش کریں کہ قیامت تک اس کا نام قائم رہے۔ کامل اہل دعوت جب قرآن شریف قبر کے پاس بیٹھ کر پڑھتا ہے، تو انبیاء اللہ، عام مومن مسلمان، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، تمام اصحاب کبار مع امام حسن و حسین رضی اللہ عنہم کی روحیں اس کے گرد موجود رہتی ہیں۔ جب تک یہ نہیں جاتیں روحانی اس کی قید سے رہا نہیں ہوتا اس قسم کی دعوت کو تیغ برہنہ' غالب القوت قوی کہتے ہیں۔ یہ دعوت تو معتبر ہے' لیکن اس میں کسی کامل مرشد کی توجہ درکار ہے۔ (اسرارِ قادری)

❁ جو کوئی توجہ' تصور اور تصرف کے ساتھ روحی زبان سے دعوت پڑھتا ہے تمام انبیاء و اولیا اللہ اور تمام مومن مسلمانوں کی ارواح جمع ہو کر اُس کے گرد حلقہ بنا لیتی ہیں اور اُس کی مدد کے لیے اُس کے ساتھ وہ بھی علمِ دعوت پڑھنے لگتی ہیں۔ ایسی دعوت ایک ہی دم میں اور ایک قدم پر توفیق و تحقیق کے ساتھ مستجاب ہو جاتی ہے' چاہے مشرق سے لے کر مغرب تک پھیلی ہوئی ملکِ سلیمانی جیسی حکومت کو اپنے قبضہ و تصرف میں لانے کے لیے پڑھی جائے۔ جو کوئی سِرّی زبان کے ساتھ کُنہِ تصورِ اسم اَللّٰہُ ذات سے علمِ دعوت پڑھتا ہے تو بے شک وہ اللہ تعالیٰ کا منظورِ نظر ہو جاتا ہے اور پل بھر میں اُس کا باطن نور ہو جاتا ہے۔ ایسے اہلِ دعوت کو حضور القلب کہتے ہیں۔ جو کوئی نوری زبان کے ساتھ تصورِ اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے علمِ دعوت پڑھتا ہے تو بے شک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مقدس و معظم و مکرم روح مبارک اور چھوٹے بڑے تمام صحابہ کرام بمع اصحابِ بدر رضی اللہ عنہم کی ارواحِ مبارکہ اُس کے گرد گھیرا ڈال کر اُس کی امداد میں اُس کے ساتھ بار بار آیاتِ قرآن کے ذریعے علمِ دعوت پڑھتی ہیں۔ ایسی دعوت اگر ایک بار پڑھ لی جائے تو قیامت تک اُس کا عمل جاری رہتا ہے۔ یہ وہ مرتبہ ہے کہ جس کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ: لِسَانُ الْفُقَرَآءِ سَيْفُ الرَّحْمٰنِ۔ (فقراء کی زبان اللہ کی تلوار ہے) اور کسی کی زبان اللہ کی تلوار اُس وقت بنتی ہے جب باطن میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُسے دستِ بیعت فرما کر اُس کے منہ میں اپنا لعابِ دہن ڈال دیں۔ مندرجہ بالا تمام دعوات کی چابی حضرت شیخ محی الدین شاہ عبدالقادر جیلانی قدس سرہُ العزیز کے ہاتھ میں ہے۔ (نور الہدیٰ کلاں)

❁ جب کوئی توجہ و تصرّف کے ساتھ روحی زبان سے علمِ دعوت پڑھتا ہے تو تمام انبیاء و اولیاء اور جملہ اہلِ ایمان کی ارواح بھی اُس کے گرد حلقہ بنا کر اُس کی امداد و رفاقت میں علمِ دعوت پڑھنے لگتی ہیں۔ ایسی دعوت سے ایک ہی دم اور ایک ہی قدم پر مشرق سے مغرب تک ملکِ سلیمانی جیسی حکومت صاحبِ دعوت کے قبضے و عمل داری میں آ جاتی ہے۔ ایسی دعوت کو مستجاب الدعوت کہا جاتا ہے۔ جو کوئی نوری زبان سے تصورِ اسم محمد

Marfat.com

کی دعوت پڑھتا ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مقدس و معظم و مکرم روح مبارک اور چھوٹے بڑے تمام صحابہ کرامؓ کی ارواح مبارکہ بھی اُس کے گرد حلقہ بنا کر اُس کی امداد و رفاقت میں آیاتِ قرآن سے علمِ دعوت پڑھتی ہیں۔ ایسی دعوتِ تکسیر کا عمر بھر میں ایک ہی بار پڑھنا کافی ہوتا ہے۔ (شمس العارفین)

❁ دعوت وہ عمل ہے جس سے دونوں جہان کے مطالب حاصل ہو جاتے ہیں۔ وہ کون سی دعوتِ قرآن ہے کہ جو اگر پڑھی جائے تو دارِ حرب کے کفار دشمنوں کے ہزاراں ہزار لشکر حیرت و عبرت میں گرفتار ہو جاتے ہیں اور دست بستہ حاضر ہو کر دینِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اختیار کر لیتے ہیں؟ وہ کون سی دعوت ہے کہ جس میں اگر قرآنِ مجید اور اسمِ اَللّٰہُ پڑھا جائے تو تمام دشمن اندھے ہو جاتے ہیں اور صلح کر کے سامنے آئیں تو آنکھیں درست ہو جاتی ہیں؟ وہ کون سی دعوت ہے کہ جس میں اگر قرآن پڑھا جائے تو تمام دشمنانِ دین دیوانے اور مجنون ہو جاتے ہیں؟ اُن کے تمام لشکر اتنے بے خود ہو جاتے ہیں کہ نہ انہیں اسلحہ یاد رہتا ہے اور نہ گھر بار اور نہ ہی زبان کھولتے ہیں اور اُس وقت تک حیران و پریشان اور خراب حال رہتے ہیں جب تک کہ صاحبِ دعوت بزرگ کی زیارت کر کے جمعیت و ہوشمندی حاصل نہیں کر لیتے؟ وہ کون سی دعوت ہے کہ جس میں قرآن پڑھنے سے جملہ جن وانس و مؤکل فرشتے صاحبِ دعوت کی قید و قبضے میں آ جاتے ہیں؟ اور وہ کون سی دعوت ہے کہ جس کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کے تمام غیبی خزانے زمین سے نکل کر صاحبِ دعوت کے تصرف میں آ جاتے ہیں اور مشرق سے مغرب تک ہفت اقلیم کے حکمران اُس کے قبضے میں آ کر اُس کے حلقہ بگوش غلام و طالب مرید بن جاتے ہیں؟ اور وہ کون سی دعوت ہے کہ جس میں اگر اسمِ اعظم پڑھ کر مٹی کے ڈھیلے یا سنگریزے پر پھونک دیا جائے وہ فوراً چاندی یا سونا بن جاتا ہے؟ اگر کوئی چاہے کہ علمِ دعوت اُس کے زیرِ عمل آ جائے، ورد وظائف جاری ہو جائیں، مؤکل فرشتے زیرِ فرمان ہو جائیں، کلامِ الٰہی اُس کے وجود میں تاثیر کرے، اُسے نفع دے اور جمعیت بخشے، کُل و جز کی تمام مخلوق اُس کی طرف رجوع کرے اور مسخر ہو کر اُس کی قید میں آ جائے۔ مجلسِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی حضوری اُسے نصیب ہو جائے، ہر مشکل و ہر مہم آسان ہو جائے اور تمام خزائن اُس کے تصرف میں آ جائیں تو اُسے چاہیے کہ پہلے وضو کرے، پھر غسل کرے، پھر بیابان و صحرا میں نکل جائے اور وہاں کی پاک ریت یا خاک پر بنیادِ عمارت کی نیت سے پورے یقین کے ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا روضہ مبارک بنائے اور نمونہ روضہ مبارک کے اردگرد حرم بنائے اور حرمِ روضہ میں قبر مبارک بنائے اور اُس کے اوپر خوشخط لکھے ''محمد ابن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)''۔ دعوت شروع کرتے وقت پہلے پڑھے بھی اور پھر روضہ مبارک پر لکھے بھی۔ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔ پھر

Marfat.com

تین مرتبہ کہے اُحْضُرُوْا لِلْمُسَخَّرَاتِ بِحَقِّ مَلِكَ الْاَرْوَاحِ الْمُقَدَّسِ وَالْحَيُّ الْحَقِّ۔ از برائے عند اللہ یا محمد ابن عبد اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حاضر شو۔ بے شک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روحِ مقدس تشریف فرما ہو جائے گی۔ اس کے بعد سورۃ ملک پڑھے یا سورۃ مزمل یا سورۃ یٰسٓ یا سورۃ فتح پڑھے اور نو (۹) مرتبہ کلمہ طیب کی ضرب دل پر لگائے پھر درود اور ''لَاحَوْلَ'' پڑھے اور آنکھیں بند کر کے ایسا مراقبہ کرے کہ خواب و بیداری برابر ہو جائے۔ جب صاحبِ مراقبہ اس حالت پر آ جاتا ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جملہ صحابہ کرامؓ کی معیت میں تشریف لے آتے ہیں اور مشروحاً صاحبِ دعوت کا ہاتھ پکڑ کر اٹھاتے ہیں اور اُس کی مطلوبہ مہم سر انجام دے دیتے ہیں۔ اس دعوت کو ننگی تلوار کہتے ہیں۔ (شمس العارفین۔ نور الہدیٰ کلاں)

روضہ کا نقشہ یہ ہے

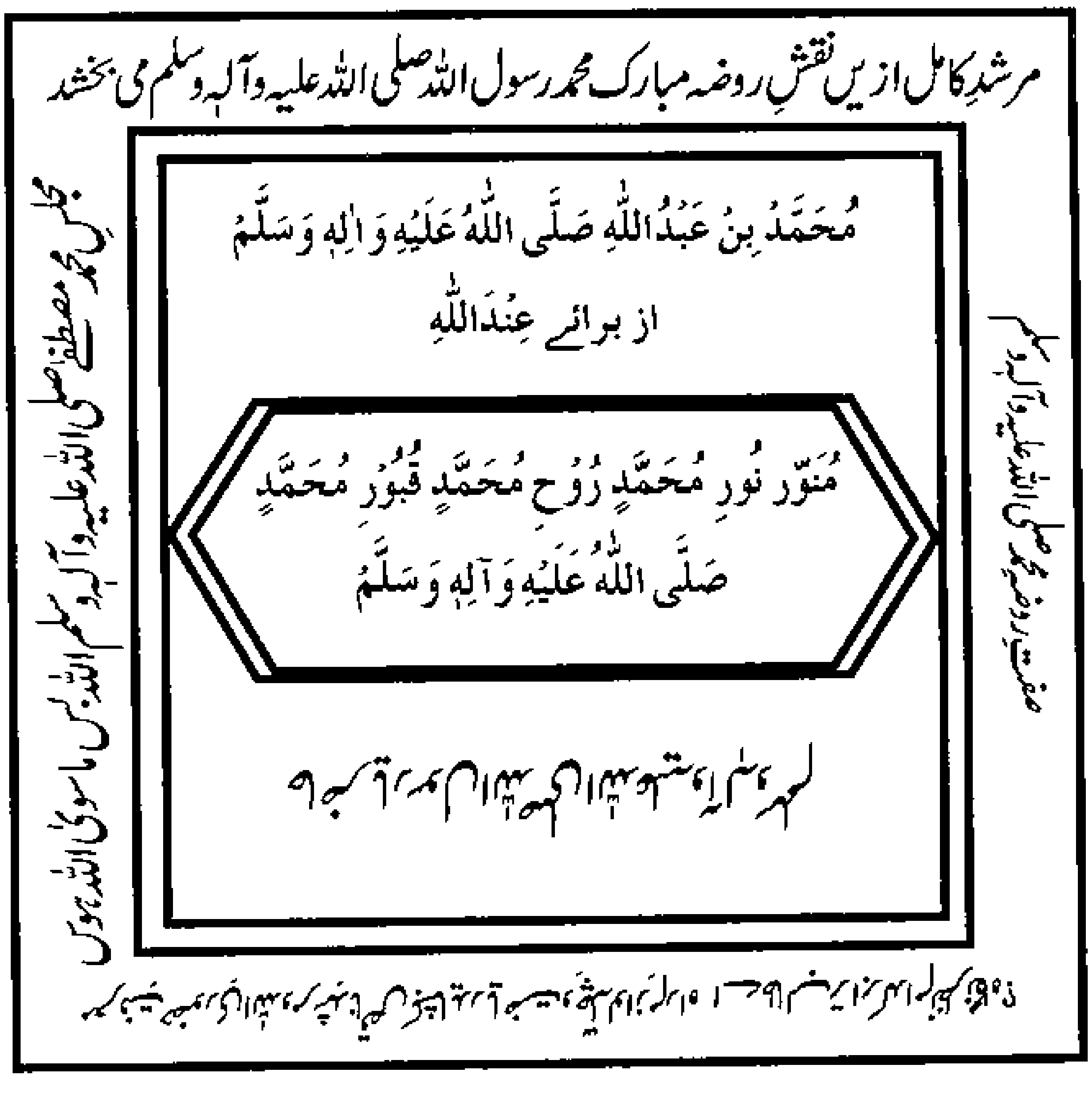

❁ ایک دعوت وہ ہے کہ جس کے پڑھنے سے بارہ سال یا ایک سال یا ایک ماہ یا ایک ہفتہ یا ایک دن یا ایک گھڑی میں مطلب حاصل ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی عامل یہ دعوت کسی قلعہ کی فتح یابی کے لیے پڑھ دے تو اگر وہ قلعہ لوہے کا بھی ہو تو وہ موم ہو جاتا ہے اور اہلِ قلعہ کا دِل اُن کے قابو میں نہیں رہتا اور وہ بلا حیل و حجت ہتھیار ڈال دیتے ہیں اور اگر وہ کافر ہوں تو مسلمان ہو جاتے ہیں اور اگر وہ رافضی یا خارجی ہوں تو اپنا گھر بار چھوڑ کر جلاوطن ہو جاتے ہیں۔ اس دعوت کا عامل کامل اگر چاہے تو ہفت اقلیم کے بادشاہ کو معزول کر کے اُس کی جگہ کسی گداگر کو تخت نشین کر دے اور اگر چاہے تو مشرق یا مغرب کے کسی شخص کی جان قبض کر کے اُسے مار دے اور

Marfat.com

اگر چاہے تو مشرق سے مغرب تک کے کسی شخص کو تلقینِ ہدایت کر کے بارگاہِ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری بخش دے اور اگر چاہے تو طالبِ اللہ کو ایسا صاحبِ نظر کر دے کہ کونین کی ہر چیز اُس کے زیرِ فرمان ہو جائے۔ اہلِ معرفت ایسے عیسیٰؑ دَم کے مالک ہوتے ہیں کہ وہ ایک ہی دَم سے مُردہ کو زندہ کر دیتے ہیں۔ تصرّفِ دَم کے ذریعے تصورِ توفیق اور تصورِ باطن تحقیق کی راہ مندرجہ ذیل اَسمائے پاک کے تصور سے جاری و رواں ہوتی ہے۔(نور الہدیٰ کلاں) اَسمائے پاک یہ ہیں:

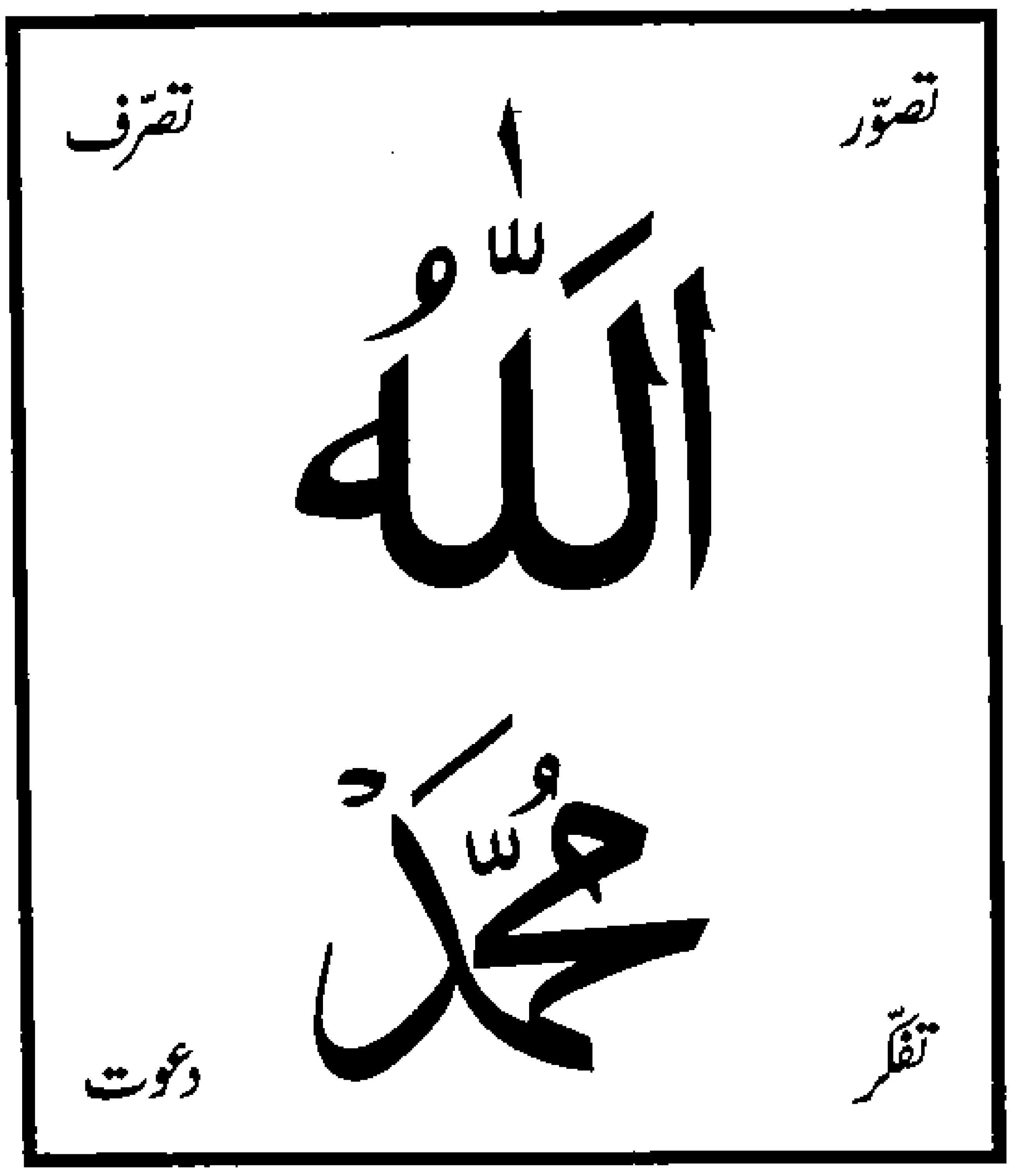

شمس العارفین میں اس دعوت کو یوں بیان کیا گیا ہے:

❁ یہ وہ اسمائے مبارکہ ہیں کہ اگر اِن کے تصور سے مجلسِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کا ارادہ کیا جائے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اصحابِ کبار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ارواحِ مقدسہ حاضر ہو جاتی ہیں، اگر اِن کے تصور سے صحبتِ شیخ کی نیت کی جائے تو صورتِ شیخ حاضر ہو جاتی ہے اور الہامات کے ذریعے راہنمائی کرتی ہے۔ اگر اِن کے تصور سے میکائیل علیہ السلام کا خیال کیا جائے تو وہ حاضر ہو جاتے ہیں اور بارانِ رحمت برسا دیتے ہیں، اگر اِن کے تصور سے اسرافیل علیہ السلام کا خیال کیا جائے تو وہ حاضر ہو جاتے ہیں اور جس ملک کو فنا کرنا مقصود ہو اُسے دم بھر میں ایسا تباہ و برباد کرتے ہیں کہ پھر قیامت تک آباد نہیں ہوتا، اگر اِن کے تصور سے عزرائیل علیہ السلام کا خیال کیا جائے تو وہ حاضر ہو جاتے ہیں اور بذریعہ اِلہام پوچھتے ہیں کہ اگر کسی دشمن کو ہلاک کرنا مقصود ہے تو دَم بھر میں وہ اُس کی جان قبض کر لیتے ہیں۔ اِن کے انتہائی تصور سے وھم توجہ بن جاتا ہے اور فقیر کا وھم تمام جہان کو گھیر لیتا ہے کیونکہ جب وہ دعوت ختم کرتا ہے تو چار قسم کے باطنی لشکر اُس کی

Marfat.com

حفاظت کے لیے اُس کے گرد جمع ہو کر نگہبانی کرتے ہیں اگرچہ وہ ظاہری آنکھوں سے دکھائی نہیں دیتے۔ وہ باطنی لشکر یہ ہیں: (۱) نظرِ الٰہی میں منظوری کا لشکر، (۲) نظرِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) میں حضوری کا لشکر، (۳) موکّل فرشتوں اور جنونیت کا لشکر، (۴) ارواحِ شہداء کا لشکر۔ ایسے صاحبِ دعوت ولی اللہ کو جب کسی پر غصہ آتا ہے تو غیب سے اُسے ایسا زخم لگتا ہے جو کبھی ٹھیک نہیں ہوتا اور آخر کار وہ اُسی زخم سے مرجاتا ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ وہ خلق کا بوجھ برداشت کرے اور انہیں دکھ نہ دے، بلکہ نافع المسلمین بن کر رہے۔

❁ جان لے کہ دعوت پانچ قسم کی ہوتی ہے۔ ایک دعوت وسیلہِ ازل ہے جو مقامِ ازل تک پہنچاتی ہے۔ دوسری دعوت وسیلہِ ابد ہے جو مقامِ ابد تک پہنچاتی ہے۔ تیسری دعوت وسیلہِ دنیا ہے جو مشرق سے مغرب تک تمام روئے زمین کی حکومت و تصرف تک پہنچاتی ہے۔ چوتھی دعوت وسیلہِ عقبیٰ ہے جو عقبیٰ تک پہنچاتی ہے۔ پانچویں دعوت معرفتِ مولیٰ ہے جو مقامِ معرفتِ الٰہی پر مشاہدہِ نُورِ نامتناہی اور مجلسِ محمد مصطفیٰ (ﷺ) کی حضوری تک پہنچاتی ہے۔ (شمس العارفین)

علمِ دعوت راہِ فقر میں اہم حیثیت رکھتی ہے جو مرشد کامل طالب کو اس وقت عطا کرتا ہے جب وہ تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے حضورِ حق میں پہنچ جاتا ہے لیکن طالب کو یاد رکھنا چاہیے کہ اس کی طلب صرف دیدارِ حق تعالیٰ اور مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری ہونی چاہیے۔

Marfat.com

باب 16

فضائل اہلِ بیت رضی اللہ عنہم

اہلِ بیت رضی اللہ عنہم

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے ہاں تشریف لائے آپ کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہم تھے ان میں سے ہر ایک نے ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو قریب کیا اور اپنے سامنے بٹھایا اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کو ایک ران پر بٹھایا پھر ان پر چادر مبارک لپیٹی اور قرآنِ مجید کی یہ آیت مبارکہ تلاوت کی:

❁ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا ○ (الاحزاب 33)

ترجمہ: اے اہلِ بیت اللہ تعالیٰ ارادہ فرماتا ہے کہ تم سے ''رِجس'' کو دور رکھے اور تمہیں پاک و طاہر کر دے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے پردہ اٹھا کر سر داخل کیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہوں' فرمایا ''تم بھلائی پر ہو، تم بھلائی پر ہو۔''

❁ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرمائی ہے

Marfat.com

کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ آیت پنجتن پاک کے بارے میں نازل ہوئی، میرے بارے میں علیؓ، فاطمہؓ اور حسنین کریمینؓ کے بارے میں۔

❁ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں: ''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کے وقت ایک اونی منقش چادر اوڑھے ہوئے باہر تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنہیں اُس چادر میں داخل کر لیا' پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہ آئے اور وہ بھی ان کے ہمراہ اس چادر میں داخل ہو گئے' پھر سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں بھی اس چادر میں داخل کر لیا' پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنہیں بھی اس چادر میں لے لیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ پڑھی: اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا ''
(الاحزاب 33) (مسلم۔ حاکم۔ ابن ابی شیبہ)

❁ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس آیت کے نزول کے بعد صبح کی نماز کے لئے تشریف لے جاتے ہوئے جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر مبارک کے پاس سے گزرتے تو فرماتے: اَلصَّلٰوةُ اَهْلَ الْبَیْتِ۔ اے اہلِ بیت نماز پڑھو۔ پھر یہ آیت کریمہ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا تلاوت فرماتے۔

❁ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس آیت کے نازل ہونے کے بعد چالیس صبح تک حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے دروازے پر تشریف لاتے اور فرماتے: اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ اَهْلَ الْبَیْتِ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلصَّلٰوةُ رَحِمَكُمُ اللّٰہُ (اے اہلِ بیت تم پر اللہ تعالیٰ کی سلامتی، رحمت اور برکت ہو نماز پڑھو اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے) پھر آیت مبارکہ (اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا) تلاوت فرماتے۔

رجس کے معنی

❁ حضرت ابوزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس آیت میں ''رجس'' سے مراد شیطان ہے۔

❁ حضرت ابنِ عطیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: رجس کا اطلاق گناہ' عذاب' نجاستوں اور نقائص پر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے یہ تمام چیزیں اہلِ بیت سے دور فرما دی ہیں۔

❁ حضرت شیخ اکبر محی الدین ابنِ عربی رحمۃ اللہ علیہ فتوحاتِ مکیہ کے انیسویں باب میں فرماتے ہیں:-

''چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبدِ خالص ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہلِ بیت کو پاک صاف رکھا اور ان سے ہر عیب کو دور فرمایا کیونکہ اہلِ عرب کے نزدیک ''رجس'' ہر عیب والی اور ناپسندیدہ چیز کو کہتے ہیں۔

Marfat.com

اہلِ بیت رضی اللہ عنہم

امام سیوطی علیہ الرحمۃ نے دُرِ منثور میں اور بہت سے دیگر مفسرین نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ وہ کون سے اہلِ بیت ہیں جن کی محبت ہم پر واجب ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''علیؓ فاطمہؓ اور ان کی اولاد''۔

فضائل اہلِ بیت رضی اللہ عنہم

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں ''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے محبت کرو ان نعمتوں کی وجہ سے جو اس نے تمہیں عطا فرمائیں اور مجھ سے اللہ تعالیٰ کی محبت کے سبب محبت کرو اور میرے اہلِ بیت سے میری محبت کی خاطر محبت کرو۔'' (ترمذی۔حاکم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں ''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: تم میں سے بہترین وہ ہے جو میرے بعد میرے اہلِ بیت کے لیے بہترین ہے۔'' (امام حاکم۔ابویعلی)

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں ''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: کوئی بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کی جان سے بھی محبوب تر نہ ہو جاؤں اور میرے اہلِ بیت اسے اس کے اہلِ خانہ سے محبوب تر نہ ہو جائیں اور میری اولاد اسے اپنی اولاد سے بڑھ کر محبوب نہ ہو جائے اور میری ذات اسے اپنی ذات سے محبوب تر نہ ہو جائے۔'' (طبرانی۔بیہقی)

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں ''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ہم اہلِ بیت کی محبت کو لازم پکڑو پس بے شک وہ شخص جو اس حال میں اللہ تعالیٰ سے ملا کہ وہ ہم سے محبت کرتا تھا تو وہ ہماری شفاعت کے صدقے جنت میں داخل ہوگا اور اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! کسی شخص کو اس کا عمل فائدہ نہیں دے گا مگر ہمارے حق کی معرفت کے سبب کے ساتھ۔'' (طبرانی)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں ''آلِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ایک خادمہ تھیں جو ان کی خدمت بجا لاتیں۔ انہیں ''بریرہ'' کہا جاتا تھا پس انہیں ایک آدمی ملا اور کہا: اے بریرہ اپنی چوٹی کو ڈھانپ کر رکھا کرو بیشک محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔'' راوی بیان کرتے ہیں کہ اس (خادمہ) نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اس واقعہ کی خبر دی پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی چادر مبارک گھسیٹتے ہوئے باہر تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دونوں رخسار مبارک سرخ تھے اور ہم (انصار) حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

Marfat.com

کے غصہ کو آپ ﷺ کے چادر کے گھسیٹنے اور رخساروں کے سرخ ہونے سے پہچان لیتے تھے پس ہم نے اسلحہ اٹھایا اور حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! آپ جو چاہتے ہیں ہمیں حکم دیں پس اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! اگر آپ ہمیں ہماری ماؤں، باپوں اور اولاد کے بارے میں بھی کوئی حکم فرمائیں گے تو ہم ان میں بھی آپ ﷺ کے قول کو نافذ کر دیں گے۔ پس آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی اور فرمایا: میں کون ہوں؟ ہم نے عرض کیا: آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں لیکن میں کون ہوں؟ ہم نے عرض کیا: آپ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمام اولادِ آدم علیہ السلام کا سردار ہوں لیکن کوئی فخر نہیں، میں وہ پہلا شخص ہوں جس کی قبر شق ہوگی لیکن کوئی فخر نہیں اور میں وہ پہلا شخص ہوں جس کے سر سے مٹی جھاڑی جائے گی لیکن کوئی فخر نہیں اور میں سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والا ہوں لیکن کوئی فخر نہیں۔ ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جو یہ گمان کرتے ہیں کہ میرا رحم (نسب و تعلق) فائدہ نہیں دے گا ایسا نہیں ہے جیسا وہ گمان کرتے ہیں۔ بے شک میں شفاعت کروں گا اور میری شفاعت قبول بھی ہوگی یہاں تک کہ جس کی میں شفاعت کروں گا وہ بھی یقیناً دوسروں کی شفاعت کرے گا اور اس کی بھی شفاعت قبول ہوگی یہاں تک کہ ابلیس بھی اپنی گردن کو شفاعت میں طمع کی خاطر بلند کرے گا۔" (امام طبرانی)

❁ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں "آپ ﷺ نے فرمایا: اہلِ بیت مصطفیٰ ﷺ کی ایک دن کی محبت پورے سال کی عبادت سے بہتر ہے اور جو اسی محبت پر فوت ہوا تو وہ جنت میں داخل ہو گیا۔" (امام دیلمی)

❁ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں "حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں درخت ہوں اور فاطمہ (رضی اللہ عنہا) اس کے پھل کی ابتدائی حالت ہے اور علی (رضی اللہ عنہ) اس کے پھول کو منتقل کرنے والا ہے اور حسن اور حسین (رضی اللہ عنہم) اس درخت کا پھل ہیں اور اہل بیت سے محبت کرنے والے اس درخت کے اوراق ہیں وہ یقیناً یقیناً جنت میں ہیں۔" (امام دیلمی)

❁ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے "حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: آگاہ ہو جاؤ! میرا جامہ دان جس سے میں آرام پاتا ہوں وہ میرے اہلِ بیت ہیں اور میری جماعت انصار ہیں۔ ان کے بُروں کو معاف کر دو اور ان کے نیکوکاروں کی اچھائی کو قبول کرو۔" (امام ترمذی۔ ابن ابی شیبہ)

❁ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں "حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بیشک میں تم میں دو

Marfat.com

نائب چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ ایک اللہ تعالیٰ کی کتاب جو کہ آسمان و زمین کے درمیان پھیلی ہوئی رسی ہے اور میری عترت یعنی میرے اہلِ بیت اور یہ دونوں اس وقت تک ہرگز جدا نہیں ہوں گے جب تک یہ میرے پاس حوضِ کوثر پر نہیں پہنچ جاتے۔'' (امام احمد)

❁ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ''جب یہ آیت: 'فرما دیجیے میں اس تبلیغ رسالت پر تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت و قربت سے محبت' نازل ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! آپ کے قرابت دار کون ہیں جن کی محبت ہم پر واجب ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: علی رضی اللہ عنہ، فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ان کے دو بیٹے۔'' (طبرانی)

❁ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں ''میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دورانِ حج عرفہ کے دن دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی اونٹنی پر سوار خطاب فرما رہے ہیں۔ پس میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: اے لوگو! میں نے تم میں وہ چیز چھوڑی ہے کہ اگر تم اسے مضبوطی سے تھام لو تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے اور وہ چیز کتاب اللہ اور میری عترت اہلِ بیت ہیں۔'' (ترمذی۔طبرانی)

❁ ''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں'' حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ستارے اہلِ زمین کو غرق ہونے سے بچانے والے ہیں اور میرے اہلِ بیت میری امت کو اختلاف سے بچانے والے ہیں اور جب کوئی قبیلہ ان کی مخالفت کرتا ہے' تو اس میں اختلاف پڑ جاتا ہے' یہاں تک کہ وہ شیطان کی جماعت میں سے ہو جاتا ہے۔'' (امام حاکم)

❁ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ' سے مروی ہے ''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: میرے اہلِ بیت کی مثال حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی سی ہے' جو اس میں سوار ہو گیا وہ نجات پا گیا اور جو اس سے پیچھے رہ گیا وہ غرق ہو گیا۔'' (امام طبرانی)

❁ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علی' حضرت فاطمہ' حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم سے فرمایا: تم جس سے لڑو گے میں بھی اُس کے ساتھ حالتِ جنگ میں ہوں اور جس سے تم صلح کرنے والے ہو میں بھی اُس سے صلح کرنے والا ہوں۔'' (ترمذی۔ابن ماجہ)

❁ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں ''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: بیشک فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی عصمت کی حفاظت کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی اولاد پر آگ کو حرام کر دیا۔'' (حاکم۔بزار۔ابونعیم)

❁ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں'' وہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے۔

Marfat.com

آپ ﷺ نے چادر بچھائی ہوئی تھی۔ پس اس پر حضور نبی اکرم ﷺ، حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم بیٹھ گئے پھر آپ ﷺ نے اس چادر کے کنارے پکڑے اور ان پر ڈال کر اس میں گرہ لگا دی۔ پھر فرمایا: اے اللہ! تو بھی ان سے راضی ہو جا جس طرح میں ان سے راضی ہوں۔'' (طبرانی)

❁ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں ''حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! ہم اہلِ بیت سے کوئی آدمی نفرت نہیں کرتا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اسے دوزخ میں ڈال دیتا ہے۔'' (ابن حبان۔ حاکم)

❁ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں انہوں نے معاویہ بن خدیج سے فرمایا: ''اے معاویہ بن خدیج! ہمارے ساتھ بغض سے بچو کیونکہ بے شک حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ہم سے کوئی بغض نہیں رکھتا اور کوئی حسد نہیں کرتا مگر یہ کہ قیامت کے دن اسے آگ کے چابکوں سے حوضِ کوثر سے دھتکار دیا جائے گا۔'' (طبرانی)

❁ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں ''حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص میرے اہلِ بیت اور انصار اور عرب کا حق نہیں پہچانتا تو اس میں تین چیزوں میں سے ایک پائی جاتی ہے: یا تو وہ منافق ہے یا وہ حرامی ہے یا وہ ایسا آدمی ہے جس کی ماں بغیر طہر کے حاملہ ہوئی ہو۔'' (بیہقی۔ دیلمی)

❁ ''حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں ''حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! جو مجھ سے اور میرے اہلِ بیت سے بغض رکھتا ہے اسے کثرتِ مال اور کثرتِ اولاد سے نواز، یہ ان کی گمراہی کے لیے کافی ہے کہ ان کا مال کثیر ہو جائے پس ان کا حساب طویل ہو جائے اور یہ کہ ان کی وجدانیات کثیر ہو جائیں تاکہ ان کے شیاطین کثرت سے ہو جائیں۔'' (امام دیلمی)

❁ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں ''حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں وہ جس میں پائی جائیں گی نہ وہ مجھ سے ہے اور نہ میں اس سے ہوں: علیؓ سے بغض رکھنا، میرے اہلِ بیت سے دشمنی رکھنا اور یہ کہنا کہ ایمان (فقط) کلام (یعنی اقرار باللسان) کا نام ہے۔'' (امام دیلمی)

فضائل خاتونِ جنت سیّدہ کائنات فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا

❁ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ''حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے پس جس نے اسے ناراض کیا اُس نے مجھے ناراض کیا۔ (متفق علیہ)

Marfat.com

✿ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں ''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: بے شک فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے اور مجھے ہرگز یہ پسند نہیں کہ کوئی شخص اسے تکلیف پہنچائے اللہ رب العزت کی قسم! کسی شخص کے گھر میں رسول اللہ اور اللہ تعالیٰ کے دشمن کی بیٹیاں جمع نہیں ہو سکتیں۔'' (متفق علیہ)

✿ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے روایت فرمایا ''اُنہوں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو منبر پر فرماتے سنا: بنی ہشام بن مغیرہ نے اپنی بیٹی کا (حضرت) علی (کرم اللہ وجہہ) سے رشتہ کرنے کی مجھ سے اجازت مانگی ہے۔ میں انہیں اجازت نہیں دیتا دوبارہ میں انہیں اجازت نہیں دیتا' سہ بارہ میں انہیں اجازت نہیں دیتا اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ بھی فرمایا: میری بیٹی میرے جسم کا حصہ ہے' اُس کی پریشانی مجھے پریشان کرتی ہے اور اُس کی تکلیف مجھے تکلیف دیتی ہے۔'' (مسلم۔ترمذی۔ابوداؤد۔ابن ماجہ)

✿ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: فاطمہ (رضی اللہ عنہا) تو بس میرے جسم کا ٹکڑا ہے' اسے تکلیف دینے والی چیز مجھے تکلیف دیتی ہے۔'' (مسلم۔نسائی)

✿ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہٗ بیان فرماتے ہیں'' حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: فاطمہ (رضی اللہ عنہا) میری جگر گوشہ ہے' اسے تکلیف دینے والی چیز مجھے تکلیف دیتی ہے اور اسے مشقت میں ڈالنے والا مجھے مشقت میں ڈالتا ہے۔'' (ترمذی۔احمد)

✿ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے'' حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری ناراضگی پر ناراض ہوتا ہے اور تمہاری رضا پر راضی ہوتا ہے۔'' (حاکم۔طبرانی)

✿ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے'' حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: بے شک فاطمہ (رضی اللہ عنہا) میری شاخ ہے، جس چیز سے اسے خوشی ہوتی ہے اس چیز سے مجھے بھی خوشی ہوتی ہے اور جس سے اُسے تکلیف پہنچتی ہے اس چیز سے مجھے بھی تکلیف پہنچتی ہے۔'' (امام احمد۔حاکم)

✿ حضرت ابنِ بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد محترم سے روایت فرماتے ہیں'' حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو عورتوں میں سب سے زیادہ محبت حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے تھی اور مردوں میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ محبوب تھے۔'' (ترمذی۔نسائی۔حاکم)

✿ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے فرمایا'' حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنے اہل وعیال میں سے سب سے آخر میں جس شخص سے گفتگو فرما کر سفر پر روانہ ہوتے وہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہوتیں اور سفر سے واپسی پر سب سے پہلے جس ہستی کے پاس تشریف لاتے وہ بھی حضرت

Marfat.com

فاطمہ رضی اللہ عنہا ہوتیں۔'' (امام ابوداؤد۔ احمد)

❁ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم کی طرف نظرِ التفات کی اور فرمایا: جو تم سے لڑے گا میں اس سے لڑوں گا' جو تم سے صلح کرے گا میں اُس سے صلح کروں گا۔'' (امام احمد۔ حاکم)

❁ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ''سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتیں تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوکر ان کا استقبال فرماتے' انہیں بوسہ دیتے' خوش آمدید کہتے اور ان کا ہاتھ پکڑ کر اپنی نشست پر بٹھا لیتے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں رونق افروز ہوتے تو سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے استقبال کے لیے کھڑی ہو جاتیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ اقدس کو بوسہ دیتیں۔'' (امام حاکم)

❁ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں ''حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کو میرے اور سیّدہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) میں سے کون زیادہ محبوب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: فاطمہؓ مجھے تم سے زیادہ پیاری ہے اور تم میرے نزدیک اس سے زیادہ عزیز ہو۔'' (طبرانی)

❁ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ''اے فاطمہ (رضی اللہ عنہا)! کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم مسلمان عورتوں کی سردار ہو یا میری اِس اُمت کی سب عورتوں کی سردار ہو۔'' (متفق علیہ)

❁ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں ''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک فرشتہ جو اس رات سے پہلے کبھی زمین پر نہ اُترا تھا' اُس نے اپنے پروردگار سے اجازت مانگی کہ مجھے سلام کرنے حاضر ہو اور مجھے یہ خوشخبری دے کہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) اہلِ جنت کی تمام عورتوں کی سردار ہے اور حسن و حسین رضی اللہ عنہم جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔'' (ترمذی۔ نسائی۔ احمد)

❁ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے فاطمہ (رضی اللہ عنہا)! کیا تم نہیں چاہتی کہ تم تمام جہانوں کی عورتوں' میری اس اُمت کی تمام عورتوں کی اور مؤمنین کی تمام عورتوں کی سردار ہو۔'' (نسائی۔ حاکم)

❁ حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں ''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: میں' تم اور یہ دونوں (حسنؓ و حسینؓ) اور یہ سونے والا (حضرت علی رضی اللہ عنہ کیونکہ اس وقت آپ سو کر اُٹھے تھے) روزِ قیامت

Marfat.com

ایک ہی جگہ ہوں گے۔'' (امام احمد۔امام بزاز)

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں ''میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: قیامت کے دن ایک آواز دینے والا پردے کے پیچھے سے آواز دے گا: اے اہلِ محشر! اپنی نگاہیں جھکا لو تاکہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) بنتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم گزر جائیں۔'' (امام حاکم۔خطیب بغدادی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں ''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے بتایا: سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والوں میں، میں (یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ) فاطمہ (رضی اللہ عنہا)، حسن اور حسین (رضی اللہ عنہم) ہوں گے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! ہم سے محبت کرنے والے کہاں ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: تمہارے پیچھے ہوں گے۔'' (امام حاکم۔ابنِ عساکر)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: میں، علیؓ، فاطمہؓ، حسنؓ و حسینؓ اور ہم سے محبت کرنے والے سب روزِ قیامت ایک ہی جگہ اکٹھے ہوں گے۔ قیامت کے دن ہمارا کھانا پینا بھی اکٹھا ہوگا، یہاں تک کہ لوگوں میں فیصلے کر دیئے جائیں گے۔' (طبرانی)

حضرت مسروق رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں ''ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ہم حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ازواجِ مطہرات آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس جمع تھیں اور کوئی ایک بھی ہم میں سے غیر حاضر نہ تھی، اتنے میں سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا وہاں تشریف لے آئیں، تو اللہ کی قسم! اُن کا چلنا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چلنے سے ذرہ بھر مختلف نہ تھا۔'' (متفق علیہ)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں ''میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صاحبزادی سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی کو عادات واطوار، سیرت و کردار اور نشست و برخاست میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مشابہت رکھنے والا نہیں دیکھا۔'' (امام ترمذی۔ابوداؤد)

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ''میں نے اندازِ گفتگو میں حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی اور کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اس قدر مشابہت رکھنے والا نہیں دیکھا۔''
(بخاری۔نسائی۔ابنِ حبان)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں ''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے خصوصی دعا فرمائی: اے اللہ! میں اس (سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا) اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتا ہوں۔'' (امام ابنِ حبان، احمد۔طبرانی)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ''کوئی بھی شخص حضرت حسن بن علی (رضی اللہ عنہ) اور

Marfat.com

حضرت فاطمۃ الزہرا (رضی اللہ عنہا) سے بڑھ کر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مشابہت رکھنے والا نہیں تھا۔'' (امام احمد)

❁ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں ''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ہر ماں کی اولاد کا عصبہ (باپ) ہوتا ہے جس کی طرف وہ منسوب ہوتی ہے' سوائے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بیٹوں کے' کہ میں ہی اُن کا ولی اور میں ہی اُن کا نسب ہوں۔'' (امام حاکم)

❁ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں ''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: بے شک میں نے اپنی بیٹی کا نام فاطمہ (رضی اللہ عنہا) رکھا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے اور اس سے محبت کرنے والوں (غلاموں) کو آگ سے نجات دے دی ہے۔'' (امام دیلمی)

❁ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں وہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صاحبزادی سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں گئے اور کہا: ''اے فاطمہ! خدا کی قسم! میں نے آپ کے سوا کسی شخص کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نزدیک محبوب تر نہیں دیکھا اور خدا کی قسم! لوگوں میں سے مجھے بھی آپ کے والدِ محترم کے بعد کوئی آپؓ سے زیادہ محبوب نہیں۔'' (حاکم۔ ابنِ ابی شیبہ۔ احمد)

❁ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ''میں نے سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے افضل اُن کے بابا جان یعنی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علاوہ کسی شخص کو نہیں پایا۔'' (امام طبرانی)

❁ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بابا جان یعنی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سوا میں نے سیّدہ فاطمہؓ سے زیادہ صادق کائنات میں کوئی نہیں دیکھا۔'' (امام ابونعیم)

فضائل امیر المُتّقین' امیر العارفین' امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ

❁ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ''سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔'' (ترمذی۔ احمد۔ حاکم)

❁ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ''پیر کے دن حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت ہوئی اور منگل کے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی۔'' (ترمذی۔ حاکم)

❁ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا ''سب سے پہلے حضرت علی

Marfat.com

رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی۔''

❁ امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور فرمایا کہ اس بارے میں اہلِ علم کا اختلاف ہے۔ بعض نے کہا کہ سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسلام لائے اور بعض نے کہا سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ اسلام لائے جبکہ بعض محدثین کا کہنا ہے کہ مردوں میں سے پہلے اسلام لانے والے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں اور بچوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں کیونکہ وہ آٹھ برس کی عمر میں اسلام لائے اور عورتوں میں سب سے پہلے مشرف بہ اسلام ہونے والی خاتون حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہیں۔''

❁ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں ''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ تبوک کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں اپنا قائم مقام بنایا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں پیچھے چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ میرے ساتھ تمہاری وہی نسبت ہو جو حضرت ہارون علیہ السلام کی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھی البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔'' (متفق علیہ)

❁ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں ''میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعض مغازی (ایک جگہ کا نام) میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا قائم مقام بنا کر چھوڑ دیا' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ نے مجھے عورتوں اور بچوں میں پیچھے چھوڑ دیا ہے؟ تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم میرے لیے ایسے ہو جیسے موسیٰ علیہ السلام کے لیے ہارون علیہ السلام تھے' البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا'' اور غزوۂ خیبر کے دن میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ سنا کہ ''کل میں اس شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں''، سو ہم سب اس سعادت کے حصول کے انتظار میں تھے' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: علی کو میرے پاس لاؤ' حضرت علی رضی اللہ عنہ کو لایا گیا' اس وقت وہ آشوبِ چشم میں مبتلا تھے' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں اپنا مبارک لعابِ دہن ڈالا اور انہیں جھنڈا عطا کیا' اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر خیبر فتح کر دیا۔ اور جب یہ آیت نازل ہوئی: ''آپ فرمادیں کہ آجاؤ ہم اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو بلا لیتے ہیں''، تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی' حضرت فاطمہ' حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور کہا: اے اللہ! یہ میرے اہلِ بیتؓ ہیں۔'' (امام مسلم۔ترمذی)

❁ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ طائف کے موقع پر حضرت علی

Marfat.com

ؓ کو بلایا اور ان سے سرگوشی کی‘ لوگ کہنے لگے آج آپ ﷺ نے اپنے چچازاد بھائی کے ساتھ کافی دیر تک سرگوشی کی۔ سو آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے نہیں کی بلکہ اللہ تعالیٰ نے خود ان سے سرگوشی کی ہے۔‘‘ (امام ترمذی۔ ابن ابی عاصم)

❁ حضرت حبشی بن جنادہ ؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں ’’حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: علی ؓ مجھ سے اور میں علی ؓ سے ہوں اور میری طرف سے (عہد و پیماں میں) میرے اور علی (ؓ) کے سوا کوئی دوسرا (ذمہ داری) ادا نہیں کر سکتا۔‘‘ (ترمذی۔ ابن ماجہ۔ احمد)

❁ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ’’جب حضور نبی اکرم ﷺ نے انصار و مہاجرین کے درمیان اخوت قائم کی تو حضرت علی ؓ روتے ہوئے آئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ نے صحابہ کرام میں بھائی چارہ قائم فرمایا لیکن مجھے کسی کا بھائی نہیں بنایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہو۔‘‘ (ترمذی۔ حاکم)

❁ حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے ’’ایک مرتبہ حضور نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک پرندے کا گوشت تھا‘ آپ ﷺ نے دعا کی: یا اللہ! اپنی مخلوق میں سے محبوب ترین شخص میرے پاس بھیج تاکہ وہ میرے ساتھ اس پرندے کا گوشت کھائے۔ چنانچہ حضرت علی ؓ تشریف لے آئے اور آپ ﷺ کے ساتھ وہ گوشت تناول کیا۔‘‘ (ترمذی۔ طبرانی)

❁ حضرت بریدہ ؓ سے روایت ہے ’’حضور نبی اکرم ﷺ کو عورتوں میں سب سے زیادہ محبوب اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تھیں اور مردوں میں سے سب سے زیادہ محبوب حضرت علی ؓ تھے۔‘‘ (ترمذی۔ حاکم)

❁ حضرت جمیع بن عمیر تیمی ؓ سے روایت ہے ’’میں اپنی خالہ کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا پھر میں نے ان سے پوچھا: لوگوں میں کون حضور نبی اکرم ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب تھا؟ انہوں نے فرمایا: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا‘ پھر عرض کیا گیا اور مردوں میں سے کون سب سے زیادہ محبوب تھا؟ فرمایا: ان کے خاوند (یعنی حضرت علی ؓ) اگرچہ جہاں تک جانتی ہوں وہ بہت زیادہ روزے رکھنے والے اور قیام فرمانے والے تھے۔‘‘ (ترمذی۔ حاکم)

❁ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں ’’اس ذات کی قسم جس کا میں حلف اٹھاتی ہوں! حضرت علی ؓ لوگوں میں حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ عہد کے اعتبار سے سب سے زیادہ قریب تھے۔ وہ بیان فرماتی ہیں کہ ہم نے ایک روز حضور نبی اکرم ﷺ کی عیادت کی‘ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: کیا علیؓ

Marfat.com

آ گیا ہے؟۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایسا کئی مرتبہ فرمایا۔آپ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میرا خیال ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کسی ضروری کام سے بھیجا تھا۔اس کے بعد جب حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو میں نے سمجھا انہیں شاید حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ کوئی کام ہوگا سو ہم باہر آ گئے اور دروازے کے قریب بیٹھ گئے اور میں ان سب سے زیادہ دروازے کے قریب تھی پس حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر جھک گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سرگوشی کرنے لگے پھر اسی دن حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وصال فرما گئے پس حضرت علی رضی اللہ عنہ سب لوگوں سے زیادہ عہد کے اعتبار سے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قریب تھے۔'' (احمد۔حاکم)

❁ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں'' لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں کوئی شکایت کی تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور خطبہ ارشاد فرمایا۔پس میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اے لوگو! علی کی شکایت نہ کرو اللہ کی قسم! وہ ذاتِ حق تعالیٰ میں یا اللہ تعالیٰ کے راستہ میں بہت سخت ہے۔'' (امام احمد۔امام حاکم)

❁ ام المومنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے'' بے شک حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب ناراضگی کے عالم میں ہوتے تو ہم میں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ سوائے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کسی کو کلام کرنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔'' (طبرانی۔حاکم)

❁ حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے'' حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایک جگہ بھیجا' جب وہ واپس تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان سے فرمایا: اللہ تعالیٰ' اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اور جبرائیل علیہ السلام تم سے راضی ہیں۔'' (امام طبرانی)

❁ حضرت شعبہ رضی اللہ عنہ سلمہ بن کہیل سے روایت فرماتے ہیں'' میں نے ابو طفیل سے سنا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جس کا میں مولا ہوں اُس کا علی مولا ہے۔'' (امام ترمذی)

❁ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ ایک طویل روایت میں بیان فرماتے ہیں'' حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: بے شک علی (رضی اللہ عنہ) مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں اور میرے بعد وہ ہر مسلمان کا ولی ہے۔'' (امام ترمذی۔احمد)

❁ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں'' حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تین خصلتیں ایسی بیان فرمائی ہیں کہ اگر میں اُن میں سے ایک کا بھی حامل ہوتا تو وہ مجھے سُرخ اُونٹوں سے بھی زیادہ محبوب ہوتی۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا: علی (کرم اللہ وجہہ) میرے لیے اسی طرح ہے جیسے ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے لیے تھے' مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں اور پھر ایک موقع پر فرمایا: میں آج اس شخص

Marfat.com

کو جھنڈا عطا کروں گا' جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے محبت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس سے محبت کرتے ہیں۔ اور پھر میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے بھی سنا: جس کا میں مولیٰ ہوں اُس کا علی مولیٰ ہے۔'' (نسائی)

❁ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ''میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جس کا میں ولی ہوں اُس کا علی ولی ہے اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ فرماتے ہوئے سنا: تم میرے لیے اسی طرح ہو جیسے ہارون علیہ السلام' موسیٰ علیہ السلام کے لیے تھے' مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا: میں آج اس شخص کو جھنڈا عطا کروں گا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے محبت کرتا ہے۔'' (ابن ماجہ۔نسائی)

❁ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ''میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ یمن کے غزوہ میں شرکت کی جس میں مجھے ان سے کچھ شکایت ہوئی۔ جب میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں واپس آیا تو میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے ہوئے ان کی شان میں تنقیص کی۔ میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا چہرہ مبارک متغیر ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ''اے بریدہ! کیا میں مومنین کی جانوں سے قریب تر نہیں ہوں؟'' تو میں نے عرض کیا: کیوں نہیں یا رسول اللہ! اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جس کا میں مولیٰ ہوں اُس کا علی مولیٰ ہے۔'' (امام احمد۔نسائی۔حاکم اور ابن ابی شیبہ)

❁ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے ''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے غدیر خم کے دن فرمایا: جس کا میں مولیٰ ہوں اُس کا علی مولیٰ ہے۔'' (امام احمد۔طبرانی)

❁ حضرت ابنِ بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے ایک طویل روایت میں بیان فرماتے ہیں ''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ان لوگوں کا کیا ہوگا جو علی (رضی اللہ عنہ) کی شان میں گستاخی کرتے ہیں۔ جو علی (رضی اللہ عنہ) کی گستاخی کرتا ہے وہ میری گستاخی کرتا ہے اور جو علی (رضی اللہ عنہ) سے جدا ہوا وہ مجھ سے جدا ہو گیا۔ بیشک علی (رضی اللہ عنہ) مجھ سے اور میں علی (رضی اللہ عنہ) سے ہوں' اُس کی تخلیق میری مٹی سے ہوئی ہے اور میری تخلیق حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مٹی سے کی گئی اور میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے افضل ہوں۔ ہم میں سے بعض بعض کی اولاد ہیں' اللہ تعالیٰ یہ ساری باتیں سننے اور جاننے والا ہے۔...... وہ میرے بعد تم سب کا ولی ہے۔ (بریدہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ) میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! کچھ وقت عنایت فرمائیں اور اپنا ہاتھ بڑھائیں' میں تجدیدِ اسلام کی بیعت کرنا چاہتا ہوں اور میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے جدا نہ ہوا جب تک میں نے تجدید بیعت نہ کر لی۔'' (امام طبرانی)

Marfat.com

❁ حضرت عبداللہ جدلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ''میں ام المومنین حضرت امِ سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے مجھے فرمایا: کیا تم لوگوں میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دی جاتی ہے؟ میں نے کہا: اللہ کی پناہ، یا میں نے کہا: اللہ کی ذات پاک ہے یا اسی طرح کا کوئی اور کلمہ کہا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو علی (رضی اللہ عنہ) کو گالی دیتا ہے وہ مجھے گالی دیتا ہے۔'' (امام نسائی۔ احمد۔ حاکم)

❁ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت میں بیان فرماتے ہیں ''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری (حضرت علی رضی اللہ عنہ کی) طرف دیکھ کر فرمایا: اے علیؓ! تو دنیا میں بھی سردار ہے اور آخرت میں بھی سردار ہے۔ تیرا محبوب میرا محبوب ہے اور میرا محبوب اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے اور تیرا دشمن میرا دشمن ہے اور میرا دشمن اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے اور اس کے لیے بربادی ہے جو میرے بعد تمہارے ساتھ بغض رکھے۔'' (حاکم)

❁ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں ''میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے فرماتے ہوئے سنا۔ مبارک باد ہو اسے جو تجھ سے محبت کرتا ہے اور تیری تصدیق کرتا ہے اور ہلاکت ہو اس کے لیے جو تجھ سے بغض رکھتا ہے اور تجھے جھٹلاتا ہے۔'' (حاکم، ابو یعلی، طبرانی)

❁ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تجھ سے محبت کرنے والا مجھ سے محبت کرنے والا ہے اور تجھ سے بغض رکھنے والا مجھ سے بغض رکھنے والا ہے۔'' (امام طبرانی)

❁ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس سردارِ عرب کو بلاؤ۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا آپ عرب کے سردار نہیں؟ فرمایا: میں تمام اولادِ آدم کا سردار ہوں اور علی (رضی اللہ عنہ) عرب کے سردار ہیں۔'' (امام حاکم۔ ابونعیم)

❁ ام المومنین حضرت امِ سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں ''میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: علی (رضی اللہ عنہ) اور قرآن کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ یہ دونوں کبھی بھی جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوضِ کوثر پر آئیں گے۔'' (حاکم۔ طبرانی)

❁ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں ''میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: لوگ جدا جدا نسب سے تعلق رکھتے ہیں جبکہ میں اور علی (رضی اللہ عنہ) ایک ہی نسب سے ہیں۔'' (امام طبرانی)

❁ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں ''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُم المومنین

Marfat.com

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: یہ علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) ہے اس کا گوشت میرا گوشت ہے اور اس کا خون میرا خون ہے اور یہ میرے لیے ایسے ہے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے حضرت ہارون علیہ السلام، مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔'' (امام طبرانی)

❁ حضرت عبداللہ بن حکیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے شبِ معراج وحی کے ذریعے مجھے (حضرت) علی (رضی اللہ عنہ) کی تین صفات کی خبر دی یہ کہ وہ تمام مومنین کے سردار ہیں، متقین کے امام ہیں اور نورانی چہرے والوں (اہلِ فقر) کے قائد ہیں۔'' (امام طبرانی)

فضائل حضرت امام حسن، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہم

❁ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے ''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کے لیے کلمات تعوذ کے ساتھ دم فرماتے تھے اور فرماتے کہ تمہارے جدِ امجد (حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی) اپنے دونوں صاحبزادوں حضرت اسماعیل و اسحاق (علیہم السلام) کے لیے ان کلمات کے ساتھ تعوذ کرتے تھے: میں اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات کے ذریعے ہر (وسوسہ اندازی کرنے والے) شیطان اور بلا سے اور ہر نظرِ بد سے پناہ مانگتا ہوں۔'' (بخاری۔ ابوداؤد۔ ابنِ ماجہ)

❁ حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں ''امام حسن رضی اللہ عنہٗ سینہ سے سر تک حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کامل شبیہ ہیں اور امام حسین رضی اللہ عنہٗ سینہ سے نیچے پاؤں تک حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کامل شبیہہ ہیں۔'' (امام ترمذی۔ امام احمد)

❁ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ اقدس میں اکثر اوقات حاضر ہوتا اور دیکھتا کہ حسن و حسین رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے شکم مبارک پر لوٹ پوٹ ہو رہے ہوتے اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرما رہے ہوتے: یہ دونوں ہی تو میری امت کے پھول ہیں۔'' (امام نسائی)

❁ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ''حسینؓ مجھ سے ہے اور میں حسینؓ سے ہوں اے اللہ جو حسینؓ سے محبت رکھے اسے محبوب رکھ۔ حسینؓ نواسوں میں سے ایک نواسہ ہے۔ جسے یہ پسند ہو کہ کسی جنتی مرد کو دیکھے (ایک روایت میں ہے کہ جنتی نوجوانوں کے سردار کو دیکھے) وہ حسینؓ بن علیؓ کو دیکھے۔''

❁ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مسجد میں تشریف فرما ہوئے اور فرمایا چھوٹا بچہ کہاں ہے؟ حضرت امام حسینؓ چلتے ہوئے آئے اور آغوشِ رسالت میں گر گئے اور

Marfat.com

اپنی انگلیاں داڑھی مبارک میں داخل کر دیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا منہ کھول کر بوسہ لیا اور پھر فرمایا ''اے اللہ میں اسے محبوب رکھتا ہوں تو بھی اسے محبوب رکھ۔''

❁ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے ''میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا لعابِ دہن چوستے ہوئے دیکھا جس طرح آدمی کھجور چوستا ہے۔''

❁ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں ''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز ادا فرما رہے تھے، جب سجدہ میں تشریف لے گئے تو حسنین کریمین رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشت مبارک پر سوار ہو گئے، جب لوگوں نے انہیں روکنا چاہا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو اشارہ فرمایا کہ انہیں چھوڑ دو، پھر جب نماز ادا فرما چکے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں کو اپنی گود میں لے لیا۔'' (امام نسائی)

❁ ''حضرت ابو جعفر رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کو اٹھائے ہوئے انصار کی ایک مجلس سے گزرے تو انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا خوب سواری ہے! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سوار بھی کیا خوب ہیں۔'' (امام ابن ابی شیبہ)

❁ ام المومنین حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خبردار! یہ مسجد کسی جنبی اور حائضہ کے لیے حلال نہیں، سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، علیؓ، فاطمہؓ، حسنؓ اور حسینؓ کے۔ آگاہ ہو جاؤ! میں نے تمہیں نام بتا دیئے ہیں تاکہ تم گمراہ نہ ہو جاؤ۔'' (بیہقی)

❁ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''جس شخص کی یہ خواہش ہو کہ وہ لوگوں میں ایسی ہستی کو دیکھے جو گردن سے چہرے تک حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے کامل شبیہ ہو تو وہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے اور جس شخص کی یہ خواہش ہو کہ وہ لوگوں میں ایسی ہستی کو دیکھے جو گردن سے ٹخنے تک رنگت اور صورت دونوں میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے کامل شبیہ ہو تو وہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے۔'' (امام طبرانی)

❁ حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں ''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرضِ وصال میں اپنے دونوں بیٹوں کو لے کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: یہ آپ کے بیٹے ہیں انہیں کچھ وراثت میں عطا فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حسنؓ کے لیے میری ثابت قدمی اور سرداری کی وراثت ہے اور حسینؓ کے لیے میری طاقت و سخاوت کی وراثت ہے۔'' (امام طبرانی)

❁ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ''انہوں نے اپنے بابا جان حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرضِ وصال کے دوران امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہم کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں پیش کیا اور عرض کیا:

Marfat.com

یارسول اللہ ﷺ! انہیں اپنی وراثت میں سے کچھ عطا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: حسنؓ میری ہیبت و سرداری کا وارث ہے اور حسینؓ میری جرأت و سخاوت کا وارث ہے۔'' (طبرانی۔شیبانی)

❁ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں ''میں حضور نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو آپ ﷺ چار ٹانگوں (گھٹنوں اور دونوں ہاتھوں کے بل) پر چل رہے تھے اور آپ ﷺ کی پشت مبارک پر حسنین کریمین رضی اللہ عنہم سوار تھے اور آپ ﷺ فرما رہے تھے: ''تمہارا اونٹ کیا خوب اونٹ ہے اور تم دونوں کیا خوب سوار ہو۔'' (امام طبرانی)

❁ حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ بیان فرماتے ہیں ''جب یہ آیتِ مبارکہ: ''آپ فرما دیں کہ آجاؤ ہم اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو بلا لیتے ہیں'' نازل ہوئی تو حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ، حضرت حسنؓ اور حسینؓ کو بلایا' پھر فرمایا: یا اللہ! یہ میرے اہلِ بیتؓ ہیں۔'' (مسلم۔ترمذی)

❁ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ''حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! کیا میں تمہیں ان ہستیوں کے بارے میں خبر نہ دوں جو نانا نانی کے اعتبار سے سب لوگوں سے بہتر ہیں؟ کیا میں تمہیں ان کے بارے میں نہ بتاؤں جو چچا اور پھوپھی کے لحاظ سے سب لوگوں سے بہتر ہیں؟ کیا میں تمہیں ان کے بارے میں نہ بتاؤں جو ماموں اور خالہ کے لحاظ سے سب لوگوں سے بہتر ہیں؟ کیا میں تمہیں ان کے بارے میں خبر نہ دوں جو ماں باپ کے لحاظ سے سب لوگوں سے بہتر ہیں؟ وہ ہستیاں حسن اور حسین (رضی اللہ عنہم) ہیں ان کے نانا جان اللہ تعالیٰ کے رسول' ان کی نانی جان خدیجہ بنت خویلد (رضی اللہ عنہا) ان کی والدہ محترمہ فاطمہؓ بنت رسول اللہ' ان کے والد محترم علی بن ابی طالبؓ، ان کے چچا جان جعفر بن ابی طالبؓ' ان کی پھوپھی جان اُمِ ہانی بنت ابی طالبؓ، ان کے ماموں جان قاسم بن رسول اللہ اور ان کی خالہ جان رسول اللہ کی بیٹیاں زینبؓ' رقیہؓ اور اُمِ کلثومؓ ہیں۔ ان کے نانا جنتی ہیں' ان کے والد جنتی ہیں' ان کی والدہ جنتی ہیں' ان کے چچا جنتی ہیں' ان کی پھوپھی جنتی ہیں' ان کے ماموں جنتی ہیں اور ان کی خالہ جنتی ہیں اور وہ دونوں حسنین کریمین (رضی اللہ عنہم) خود بھی جنتی ہیں۔'' (طبرانی)

❁ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ''نجران کا ایک وفد حضور نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور پوچھا کہ آپ کی حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے بارے میں کیا رائے ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ روح اللہ' کلمۃ اللہ' اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اس وفد نے آپ ﷺ سے کہا: کیا آپ ہمارے ساتھ مباہلہ کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایسے نہ تھے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم یہی

Marfat.com

چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جیسے تمہاری مرضی پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم گھر تشریف لائے اور اپنے بیٹوں حسن و حسین رضی اللہ عنہم کو ساتھ لے جانے کے لیے جمع کیا۔ ان عیسائیوں کے ایک سردار نے ان سے کہا کہ اس ہستی سے مباہلہ مت کرو۔ اللہ کی قسم! اگر تم نے ایسا کیا تو تمہارا کوئی بھی بڑے سے بڑا آدمی بھی نہیں بچے گا۔ پھر وہ عیسائی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا: اے ابوالقاسم! ہمارے کچھ بے وقوف لوگوں نے آپ سے مباہلہ کا ارادہ کیا تھا ہم آپ سے گزارش کرتے ہیں کہ آپ ہمیں معاف کر دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: میں نے تمہیں معاف کیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: عذاب نے نجران کو گھیر لیا تھا۔ (امام حاکم)

❁ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں ''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت حسن اور حسین (رضی اللہ عنہم) کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: جس نے مجھ سے اور ان دونوں سے محبت کی اور ان کے والد سے اور ان کی والدہ سے محبت کی وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے ہی درجہ میں ہوگا۔'' (ترمذی۔ احمد)

❁ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم سے فرمایا: جس سے تم لڑو گے میری بھی اس سے لڑائی ہوگی اور جس سے تم صلح کرو گے میری بھی اس سے صلح ہوگی۔'' (ترمذی، ابنِ ماجہ)

❁ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جس نے حسن اور حسین رضی اللہ عنہم سے محبت کی اس نے درحقیقت مجھ ہی سے محبت کی اور جس نے حسنؓ اور حسینؓ سے بغض رکھا اس نے مجھ ہی سے بغض رکھا۔'' (ابنِ ماجہ۔ نسائی۔ احمد)

❁ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں ''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جس نے مجھ سے محبت کی اس پر لازم ہے کہ وہ ان دونوں (حسنین کریمینؓ) سے بھی محبت کرے۔'' (نسائی، ابنِ خزیمہ)

❁ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں ''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ایک کندھے پر امام حسن رضی اللہ عنہ اور دوسرے کندھے پر امام حسین رضی اللہ عنہ سوار تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دونوں کو باری باری چوم رہے تھے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمارے پاس آ کر رک گئے ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا آپ ان سے محبت کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جس نے ان دونوں سے محبت رکھی اس نے مجھ سے محبت رکھی اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔ (امام احمد۔ امام حاکم)

❁ حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ''حسنین کریمین رضی اللہ عنہم حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی

Marfat.com

طرف چل کر آئے، پس ان میں سے جب ایک پہنچا تو آپ ﷺ نے اپنا بازو اس کے گلے میں ڈالا، پھر دوسرا پہنچا تو آپ ﷺ نے اپنا دوسرا بازو اس کے گلے میں ڈالا، بعد ازاں ایک کو چوما اور پھر دوسرے کو چوما اور بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا: اے اللہ! میں ان سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر۔'' (طبرانی)

❁ حضرت ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں ''میں حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ حسن و حسین رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے سامنے یا گود میں کھیل رہے تھے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا آپ ان سے محبت کرتے ہیں؟ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں ان سے محبت کیوں نہ کروں! حالانکہ میرے گلشنِ دنیا کے یہی تو وہ پھول ہیں جن کی مہک کو میں سونگھتا رہتا ہوں۔'' (طبرانی)

❁ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں ''میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: حسنؓ اور حسینؓ میرے بیٹے ہیں، جس نے حسن اور حسین (رضی اللہ عنہم) سے محبت کی اُس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اس سے اللہ نے محبت کی اور جس سے اللہ نے محبت کی اللہ نے اسے جنت میں داخل کر دیا۔ جس نے حسن اور حسین (رضی اللہ عنہم) سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے بغض رکھا اس پر اللہ کا غضب ہوا اور جس پر اللہ کا غضب ہوا اللہ نے اُسے آگ میں داخل کر دیا۔'' (امام حاکم)

❁ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں ''حضور نبی اکرم ﷺ نے حسن و حسین (رضی اللہ عنہم) کے لیے فرمایا: جس نے ان سے محبت کی اس سے میں نے محبت کی اور جس سے میں محبت کروں اس سے اللہ محبت کرتا ہے اور جس کو اللہ محبوب رکھتا ہے اسے نعمتوں والی جنتوں میں داخل کرتا ہے۔'' (طبرانی)

❁ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں ''حضور نبی اکرم ﷺ نے حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کے بارے میں فرمایا: جس نے ان سے بغض رکھا یا ان سے بغاوت کی وہ میرے ہاں مبغوض ہو گیا اور جو میرے ہاں مبغوض ہو گیا وہ اللہ کے غضب کا شکار ہو گیا اور جو اللہ کے ہاں غضب یافتہ ہو گیا اسے اللہ تعالیٰ جہنم کے عذاب میں داخل کرے گا۔ اس کے لیے دائمی عذاب ہوگا۔'' (طبرانی)

❁ ''حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: حسنؓ اور حسینؓ دونوں جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔'' (ترمذی)

محبت اہلِ بیت رضی اللہ عنہم اور سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ

❁ اہلِ بیت اور خاص طور پر امام الشہدا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے محبت سلطان العارفین

Marfat.com

حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کی تعلیمات کا خاصہ ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ اہلِ بیتؓ سے محبت کو ایمان کا حصہ قرار دیتے ہیں اور جو اہلِ بیتؓ سے بغض رکھتا ہے آپ رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک وہ خارجی اور ملعون ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کی محبت میں اس قدر غرق تھے کہ ہر سال یکم محرم سے دس محرم تک شہدائے کربلا کی یاد منایا کرتے تھے اور اُن کی یاد میں تقاریب اور ختم شریف کی محافل منعقد فرمایا کرتے تھے۔ یہ سلسلہ آج تک تین سو سال سے زائد عرصہ گزر جانے کے باوجود اس طرح مسلسل جاری ہے کہ ہر سال عاشورہ محرم کے دس دنوں میں دربار پاک پر زائرین کی آمد و رفت جاری رہتی ہے ہزاروں آ رہے ہیں تو ہزاروں زیارت کر کے واپس جا رہے ہیں۔ عاشورہ کے آخری تین ایام میں تو تعداد لاکھوں سے بھی تجاوز کر جاتی ہے۔ بعض لوگ اس کو آپ رحمتہ اللہ علیہ کا عرس مبارک سمجھتے ہیں حالانکہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا عرس مبارک جمادی الثانی کی پہلی جمعرات کو منعقد ہوتا ہے۔ اہلِ بیت رضی اللہ عنہم سے محبت کا جو سلسلہ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے شروع فرمایا تھا اللہ تعالیٰ نے اسے لازوال کر دیا ہے۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ نے ہی سب سے پہلے رسالہ روحی شریف میں سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے مرتبہ ''سلطان الفقر''[1] کو ظاہر کیا ہے ورنہ اِس سے پہلے آپ رضی اللہ عنہا کے اس مرتبہ کے بارے میں کسی کو بھی معلوم نہیں تھا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور کی تخلیق کے بعد جو دوسرا نور پیدا ہوا وہ سیّدہ کائنات حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا تھا۔ اس طرح امتِ محمدیہ میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پہلی ''سلطان الفقر'' ہیں اور فقر آپ رضی اللہ عنہا کے وسیلہ سے ہی عطا ہوتا ہے۔

سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتب میں فضائلِ اہلِ بیت رضی اللہ عنہم یوں بیان فرماتے ہیں:

- ''حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا فقر کی پلی ہوئی تھیں اور انہیں فقر حاصل تھا۔ جو شخص فقر تک پہنچتا ہے انہی کے وسیلہ سے پہنچتا ہے۔'' (جامع الاسرار)
- جو آلِ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام، اولادِ علی رضی اللہ عنہ اور اولادِ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا منکر ہے وہ معرفتِ الٰہی سے محروم ہے۔ (نور الہدیٰ کلاں)
- حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ''فقر'' کی بازی جیتی۔ (عین الفقر)
- چار صحابہ کو چار صفات حاصل ہیں صدق حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو، محاسبہ نفس اور عدل حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو، سخاوت و حیا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اور علم اور فقر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو۔ (اسرارِ قادری)

---

[1] مرتبہ سلطان الفقر کی شان کے بارے میں ملاحظہ فرمائیں باب ''شان سلطان الفقر''

Marfat.com

❁ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم صاحبِ معرفت ہیں۔ (عین الفقر)

❁ حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کے بارے میں سلطان العارفین فرماتے ہیں: اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ (فقر) میں کمال امامین پاک حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو نصیب ہوا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خاتونِ جنت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں۔ (محک الفقر کلاں)

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''میں 30 سال تک مرشد کامل کی تلاش میں پھرتا رہا لیکن مجھے اپنے مطلب کا مرشد نہ مل سکا آخر ایک دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم میرا ہاتھ پکڑ کر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں لے گئے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مجھے دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا میرا ہاتھ پکڑ لو چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے دستِ بیعت فرما کر تعلیم وتلقین فرمائی اور حکم فرمایا اے باھُو (رحمۃ اللہ علیہ) خلقِ خدا کی باطن میں امداد کیا کرو۔ بعد ازاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے حضرت پیر محبوبِ سبحانی شیخ محمد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ کے سپرد کر کے فرمایا یہ فقیر باھُو ہمارا نوری حضوری فرزند ہے اس کو آپ (رضی اللہ عنہ) بھی تلقین وارشاد فرمائیں۔ چنانچہ پیر دستگیر نے بھی باطنی فیض سے مجھے مالا مال کر دیا''۔ (امیر الکونین)

❁ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''طالبِ مولیٰ کو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرح صاحبِ غزا (کافروں سے جہاد کرنے والا) وصاحبِ رضا (اللہ پاک کی رضا پر راضی رہنے والا) ہونا چاہیے''۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم امام الاولیاء اور تمام سلاسل کے امام ہیں اور راہِ فقر میں جو مراتب عطا ہوتے ہیں وہ اہلِ بیت کے وسیلہ سے ہی ہوتے ہیں''۔

❁ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:- خاک پایم از حسین رضی اللہ عنہ واز حسن رضی اللہ عنہ۔ (رسالہ روحی شریف)

ترجمہ: میں حضرت حسین رضی اللہ عنہٗ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہٗ کے قدموں کی خاک ہوں۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ اِس بیت میں اہلِ بیتؓ کے باطن میں مرتبہ یکتائی اور کثرت میں مرتبہ اور مقام کے بارے میں بیان فرما رہے ہیں۔

پنجے محل پنجاں وِچ چانن، ڈیوا کِت وَل دھریئے ھُو
پنجے مہر پنجے پٹواری، حاصل کِت وَل بھریئے ھُو
پنجے امام تے پنجے قبلے، سجدہ کِت وَل کریئے ھُو
باھُوؒ جے صاحب سر منگے، ہرگز ڈِھل نہ کریئے ھُو

''پنجے محل'' سے مراد پنجتن پاک کے پاک اور ظاہر مطاہر بشری وجود ہیں اور چانن سے مراد اُن میں ھُو کا نور

Marfat.com

ہے جو واحد اور یکتا ہے اگر ان کی بشریت کو دیکھا جائے تو وہ مختلف صفاتِ کاملہ کے مظہر ہیں اور اپنی اپنی جگہ کامل، اکمل اور نور الہدیٰ ہیں لیکن اگر باطن کی نگاہ سے اُن کی حقیقت کو دیکھا جائے تو وہ ایک ہی ذات کے کامل مظہر ہیں لہٰذا وہ حقیقت میں واحد، یکتا اور بظاہر جدا جدا ہیں یہ ظاہری کثرت اور باطنی وحدت ایک طالب کے لیے ھُو کی معرفت کو بعض اوقات مشکل بنا دیتی ہے۔ اسی مشکل کا اظہار حضرت سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ اس بیت میں فرما رہے ہیں۔ طالب اسی کشمکش میں رہتا ہے کہ وہ انہیں واحد، ایک اور یکتا سمجھے یا پانچ۔ اگر وہ ایک ہی ذات ھُو کے مظہر ہیں تو وہ ھُو کو سجدہ کرنے کے لیے ظاہری طور پر کس کی طرف رخ کرے اور بوقتِ حساب مغفرت کے لیے کس کی طرف رجوع کرے۔ ھُو ہی قبلہ ہے اور وہ واحد، احد ہے لیکن ظاہری طور پر ان پانچ بشری وجودوں میں اس کا ہویدا ہونا ایک ایسا سرّ ہے جس سے آشنائی صرف سَر دے کر ہی حاصل ہو سکتی ہے اور یہ راز صرف انہی عارفین کو حاصل ہوا جو مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا (مرنے سے پہلے مر جاؤ) کے مقام سے گزر کر خود ذاتِ ھُو میں فنا ہو کر فنا فی ھُو ہوئے اور ھُو کے محرم راز ہو گئے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ پنجابی ابیات میں امامِ عاشقاں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

جے کر دِین علم وِچ ہوندا، تاں سر نیزے کیوں چڑھدے ھُو
اٹھارہ ہزار جو عالم آہا، اگے حسینؓ دے مَردے ھُو
جے کُجھ ملاحظہ سرورؐ دا کردے، تاں تمبو خیمے کیوں سڑدے ھُو
جے کر مندے بیعت رسولیؐ، پانی کیوں بند کردے ھُو
پر صادق دین تنہاں دا باھُوؒ، جو سر قربانی کردے ھُو

سانحہ کربلا کے وقت بہت سے عالم اور فاضل یزید کی فوج میں موجود تھے جنہوں نے صرف دنیاوی جاہ وجلال اور مال و متاع کے لیے اہلِ بیتؓ کے ساتھ جنگ کی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ اس کائنات کے بھی اٹھارہ ہزار عالم (جہان) بیان فرماتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے تخلیق فرمائے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا اشارہ اُن اٹھارہ ہزار عالم (جہان) کی مخلوق کی طرف بھی ہو سکتا ہے۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ سانحہ کربلا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر دین ظاہری علوم (علمِ شریعت، علمِ فقہ اور علمِ حدیث) میں ہی پنہاں ہوتا تو اہلِ بیتؓ کے مقدس سروں کو نیزوں پر نہ چڑھایا جاتا بلکہ تمام کے تمام اٹھارہ ہزار عالم حضرت امام حسین رضی اللہ عنہٗ کے سامنے جان قربان کر دیتے۔ اگر اِس زمانہ کے علماء

Marfat.com

اپنے دِلوں میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذرا سا بھی ادب اور احترام رکھتے تو اہلِ بیتؓ کے خیمے کیوں جلتے؟ اگر یہ لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کا ذرا سا بھی خیال کرتے تو پانی کبھی بند نہ کرتے۔ مگر سچا دین تو عاشقوں کا ہوتا ہے جو سر قربان کر دیتے ہیں مگر اپنے عشق پر حرف نہیں آنے دیتے۔

عاشق سوئی حقیقی جیہڑا، قتل معشوق دے منّے ھُو
عشق نہ چھوڑے مُکھ نہ موڑے، توڑے سَے تلواراں کھنّے ھُو
جِت وَل ویکھے راز ماہی دے، لگّے اُوسے بنّھے ھُو
سچا عشق حسینؓ ابنِ علیؓ دا باھُوؒ، سر دیوے راز نہ بھنّے ھُو

اس بیت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے عشقِ حقیقی کی بلندیوں کا ذکر فرما رہے ہیں: حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ امامِ وقت اور انسانِ کامل تھے اور نائبِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منصب پر فائز تھے اور انسانِ کامل کسی کی بیعت کر ہی نہیں سکتا۔ انسانِ کامل کی زبان کُن کی زبان ہوتی ہے اگر آپ رضی اللہ عنہ دریائے فرات کو اشارہ کرتے تو وہ چل کر خیموں تک آجاتا۔ آسمان کو اشارہ کرتے تو بارش برسنے لگتی۔ کربلا کی ریت کو اشارہ کرتے تو اس کا طوفان یزیدی لشکر کو غرق کر دیتا لیکن ایک طرف یہ سب کچھ تھا اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی رضا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیا۔ حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ اسی طرف اشارہ فرما رہے ہیں کہ عاشقِ حقیقی وہی ہوتا ہے جو معشوقِ حقیقی (اللہ تعالیٰ) کے ہاتھوں اپنا قتل ہونا قبول کر لے، اس کی رضا کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دے اور باوجود تکالیف اور مصائب کے، نہ تو راہِ عشق سے منہ موڑے اور نہ ہی تسلیم و رضا کی راہ میں اس کے قدم متزلزل ہوں خواہ سینکڑوں تلواریں اس کے جسم کو چھلنی کر دیں۔ اصولِ عشق تو یہی ہے کہ اس کی رضا کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیا جائے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عشق اور تسلیم و رضا کے اس میدان میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ جیسا کوئی نہیں ہے جنہوں نے سر دے دیا لیکن اپنے محبوب کے راز کو آشکار نہیں کیا۔

اے اہلِ ایمان یاد رکھو اہلِ بیت رضی اللہ عنہم سے محبت ایمان کی نشانی ہے اور جو اُن سے بغض رکھتا ہے وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بغض رکھتا ہے اور جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بغض رکھتا ہے وہ اللہ سے بغض رکھتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ سے بغض رکھتا ہے وہ مردود، ملعون، لعنتی اور خارجی ہے۔

Marfat.com

باب 17

فضائل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے:

"میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں جس کسی کی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔"

قدیم زمانے میں جب کارواں رات کو صحرا میں سفر کرتے تھے تو ستاروں کی مدد سے ہی راستے کا پتہ چلاتے تھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا اشارہ مبارک بھی اسی طرف ہے کہ میرے کسی ایک صحابیؓ کی بھی پیروی کرلو گے تو صراطِ مستقیم پا جاؤ گے۔

صحابی کے معنی ساتھی اور رفیق کے ہیں اور صحابی کی جمع ہے صحابہ۔ صحابی کا لفظ صحبت سے نکلا ہے خواہ صحبت کی مقدار کچھ بھی ہو۔ اور اصطلاحاً یہ وہ نفوسِ قدسیہ ہیں جنہوں نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت اور صحبت اختیار کی اور دینِ اسلام کو نہ صرف خود قبول کیا بلکہ اسے دنیا میں قائم و نافذ کرنے میں اپنا سب کچھ قربان کر دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عاشقینِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اوّلین اور اُمتِ مسلمہ کا سب سے اعلیٰ گروہ، ممتاز طبقہ اور اعلیٰ ترین جماعت ہے یہ حضرات روشنی کا وہ مینار ہیں جو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہر امتحان اور آزمائش میں پورے اترے۔

Marfat.com

صحابہ کرامؓ وہ مقدس ہستیاں ہیں جو جمالِ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اس قدر فنا ہو گئے تھے کہ وہ صبغتہ اللہ یعنی اللہ کے رنگ میں رنگ گئے تھے۔

شرفِ صحابیت کے لئے شرائط

عہدِ رسالت اور بعثت سے قبل ہزاروں لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔ کیا لفظ صحابی کا اطلاق ان سب پر ہوگا یا یہ ایک مخصوص سعادت ہے جو چند شرائط سے مشروط ہے؟

- مشہور تابعی بزرگ حضرت سعیدؒ بن میسّب کے نزدیک ایسا شخص جو سال دو سال ایمان کی حالت کے ساتھ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہا ہو، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہم رکابی میں ایک یا دو غزوات میں شریک رہا ہو صحابی کہلانے کا مستحق ہے۔
- بعض علماء کے پاس حدیث روایت کرنے کی شرط ہے یعنی ایسا صحابی جو مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر رہتا ہو اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باتیں اُمت تک پہنچائی ہوں۔
- علامہ سخاوی نے اپنی کتاب ''فتح المغیث'' میں فرمایا ہے کہ صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ ہے جو نہ صرف طویل مدت تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں رہا ہو بلکہ اس کا مقصد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ''کامل اتباع'' بھی ہو۔ اِن کے خیال میں اس مقصد سے ہٹ کر اسلام قبول کرنے کے بعد صرف شرفِ ملاقات حاصل کرنے والے صحابی ایسے ہیں جیسے وفود میں آنے والے عام لوگ...... جن علماء نے اس اصول میں نرمی برتی انہوں نے کہا کہ وہ بالغ مسلمان جس نے ثباتِ عقل و ہوش میں ایمان کی حالت میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہو وہ صحابی کہلایا جا سکتا ہے۔
- قاضی عبدالبر نے اپنی کتاب ''استیعاب'' اور ابنِ ہندہ نے ''معرفتہ الصحابہ'' میں اس کا دائرہ بہت وسیع کر دیا ہے۔ اور انہوں نے عہدِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر مسلمان خواہ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شرفِ ملاقات حاصل کیا ہو یا نہ کیا ہو صحابی تسلیم کیا ہے۔
- امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ اور امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ نے صحابیت کیلئے کم سے کم یہ شرط عائد کی ہے کہ حالتِ ایمان میں شرفِ ملاقات حاصل کیا ہو دیکھنا ضروری نہیں کہ بعض ملنے والے نابینا بھی تھے جیسے حضرت عبداللہ ابنِ ام کلثومؓ۔
- شرفِ صحابیت کے لئے ''اسد الغابہ'' میں حضرت امام احمد بن حنبلؒ کا یہ قول ملتا ہے کہ ہر وہ شخص جس نے ایک مہینہ ایک دِن یا ایک گھنٹہ یا ایک لمحہ کے لئے بھی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت پائی،

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا ہو وہ صحابی کہلانے کا مستحق ہے۔ شرط صرف یہ ہے کہ حالتِ ایمان میں دیکھا ہو اور پھر اس متاعِ ایمان کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوا ہو۔

عام معیار زہد و تقویٰ، اتباعِ رسول اور عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قرار دیا گیا ہے۔ ہر وہ شخص جس نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حالتِ ایمان میں دیکھا ہو یا ملاقات کی ہو صحابی کے نام سے یاد کیا جا سکتا ہے۔

الغرض کوئی غوثیت، قطبیت اور زہد و تقویٰ کے اعلیٰ سے اعلیٰ مقام پر فائز ہو جائے لیکن فضیلت میں اس عام صحابی کے برابر بھی نہیں ہو سکتا جو دِن بھر بھیڑ بکریاں اور اونٹ چرا کر گرد آلود ہاتھ پاؤں کے ساتھ مسجدِ نبوی میں آتا اور وضو کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پیچھے رکوع و سجود کا شرف حاصل کرتا تھا اور دیدارِ محبوب سے اپنی نگاہوں اور روح کو سیراب کرتا تھا۔

مقامِ صحابیت کے تعین کے بعد ایمان میں سبقت' استقامت اور قربِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اعتبار سے صحابہ کرامؓ کی فضیلت کی درجہ بندی کی گئی ہے۔

روئے زمین کی اوّلین ہستی جس نے منصبِ نبوت سے مستفید چہرۂ رسول آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دیکھا وہ خوش نصیب خاتون آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شریکِ حیات اور مونس و غمگسار اُم المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ ہیں۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے مطابق اوّلیتِ ایمان کے لحاظ سے مردوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے ابو بکرؓ ابنِ قحافہ ہیں۔ عورتوں میں یہ سعادت اُم المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد کے حصے میں آئی۔ نوجوانوں میں سب سے پہلے حضرت علی ابنِ ابی طالب رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔ آزاد کردہ غلاموں میں یہ شرف حضرت زید رضی اللہ عنہ کو حاصل ہوا۔'' انہیں ''اوّل المسلمین'' کہا جاتا ہے۔

فضائل صحابہ قرآن مجید میں

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیلئے سب سے بڑا اعزاز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن سے راضی ہونے کا اعلان کیا:۔

- ''اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے، یہی بڑی کامیابی ہے۔'' (المائدہ 119)
- ''وہ مہاجرین وانصار جنہوں نے سب سے پہلے دعوتِ ایمان پر لبیک کہنے میں سبقت کی نیز وہ جو بعد میں راست بازی کے ساتھ ان کے پیچھے آئے اللہ اِن سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔'' (توبہ 100)

Marfat.com

❁ ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ اِن سے راضی ہوا جب یہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے درخت کے نیچے بیعت کررہے تھے''۔ (فتح 18)

❁ ''اللہ تعالیٰ اِن سے راضی ہوگیا وہ اللہ سے راضی ہوگئے یہ لوگ اللہ کی جماعت (حزب اللہ) ہیں خوب سن لو اللہ کی جماعت ہی فلاح پانے والی ہے''۔ (مجادلہ 22)

فضائل صحابہ احادیثِ مبارکہ میں

❁ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: سب سے بہتر میرا زمانہ ہے پھر جو اس کے بعد ہوں گے اور پھر جو اِن کے بعد ہوں گے۔ حضرت عمران رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے یاد نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے زمانے کے بعد دو زمانوں کا ذکر فرمایا یا تین زمانوں کا۔ (پھر فرمایا:) پھر تمہارے بعد ایسے لوگ آئیں گے جو گواہی دیں گے حالانکہ ان سے گواہی طلب نہیں کی جائے گی۔ وہ خیانت کریں گے حالانکہ وہ امین نہیں بنائے جائیں گے۔ وہ نذریں مانیں گے مگر پوری نہیں کریں گے اور جسمانی اعتبار سے وہ خوب موٹے تازے ہوں گے''۔ (بخاری)

❁ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں ''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بیان فرمایا: میری اُمت کے بہترین لوگ اس قرن (یعنی زمانہ) میں ہیں جو میرے قریب ہے' پھر وہ لوگ ہیں جو ان کے قریب ہیں' پھر وہ لوگ ہیں جو ان کے قریب ہیں' ان کے بعد ایسے لوگ آئیں گے جن میں سے کسی ایک کی گواہی اس کی قسم پر سابق ہوگی اور اس کی قسم اس کی گواہی پر سابق ہوگی''۔ (مسلم۔ ابن ابی شیبہ)

❁ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ''ایک شخص نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے دریافت کیا: یا رسول اللہ! کون سے لوگ بہتر ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: سب سے بہتر لوگ اس زمانہ کے ہیں جس میں' میں موجود ہوں اور اس کے بعد دوسرے زمانہ کے اور اس کے بعد تیسرے زمانہ کے''۔ (مسلم۔ احمد)

❁ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: بہترین زمانہ وہ ہے جس زمانہ میں' میں موجود ہوں پھر دوسرا پھر تیسرا پھر چوتھا۔ پس اللہ تعالیٰ اِن کے بعد والوں کی ذرہ برابر پرواہ نہیں کرے گا''۔ (طبرانی۔ ابو نعیم)

❁ حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: خدا کی قسم! تم اس

Marfat.com

وقت تک بھلائی میں رہو گے جب تک تمہارے درمیان وہ شخص باقی ہے جس نے مجھے دیکھا اور میری صحبت اختیار کی۔ خدا کی قسم! تم اس وقت تک بھلائی میں رہو گے جب تک تم میں وہ شخص باقی ہے جس نے مجھے دیکھنے والے کو دیکھا اور اس کی صحبت اختیار کی۔'' (ابن ابی شیبہ)

❁ حضرت ابو بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں ''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے جو صحابی زمین کے کسی خطے پر فوت ہوگا تو قیامت کے دن اس خطۂ زمین کے لوگوں کے لیے نور اور رہنما بن کر اُٹھے گا۔'' (ترمذی)

❁ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک میرے صحابہ (رضی اللہ عنہم) میں سے کسی آدمی کو اس طرح نہ ڈھونڈا جائے جس طرح گمشدہ چیز کو تلاش کیا جاتا ہے لیکن وہ نہیں ملتی۔'' (امام احمد)

❁ حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں ''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے صحابہ میری اُمت کے لیے امان ہیں اور جب میرے صحابہ چلے جائیں گے تو میری اُمت پر وہ وقت آئے گا جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔'' (امام ابن ابی شیبہ)

❁ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے اپنے پروردگار سے اپنے صحابہ کے اُس اختلاف کے بارے میں پوچھا جو میرے بعد ہوگا تو مجھ پر وحی کی گئی: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ کے اصحاب میرے نزدیک ستاروں کی مانند ہیں۔ بعض بعض سے روشنی میں افضل ہیں اور ہر ایک کو روشنی حاصل ہے' پس جس نے ان کے اختلاف میں سے کچھ لے لیا تو وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہے۔'' (امام دیلمی)

❁ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: تم لوگوں میں ایسے ہو جیسے کھانے میں نمک ہوتا ہے۔'' راوی فرماتے ہیں کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نمک کے بغیر کھانا اچھا نہیں ہوتا پھر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''اس قوم کا کیا حال ہوگا جس کا نمک ہی چلا گیا۔'' (امام ابن ابی شیبہ۔ امام احمد)

❁ ایک روایت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے صحابہؓ کے بارے میں میرا لحاظ کرنا کیونکہ وہ میری امت کے بہترین لوگ ہیں۔'' (امام ابونعیم۔ قضاعی)

❁ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب میرے صحابہؓ کا ذکر کیا

Marfat.com

جائے تو خاموش ہو جاؤ' جب ستاروں کا ذکر کیا جائے تو خاموش ہو جاؤ اور جب قدر کا ذکر کیا جائے تو بھی خاموش ہو جاؤ۔'' (طبرانی)

❁ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں ''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہٗ سے پوچھا گیا کہ کیا اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مسکراتے تھے۔ تو انہوں نے فرمایا: ہاں اور ایمان ان کے دلوں میں پہاڑوں سے بھی بڑا تھا۔'' (امام ابونعیم)

❁ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جب لوگوں کی ایک بڑی جماعت جہاد کرے گی تو ان سے پوچھا جائے گا کیا تم میں سے کوئی ایسا شخص ہے' جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صحبت میں رہا ہو؟ پس وہ لوگ کہیں گے: ہاں' تو انہیں فتح حاصل ہو جائے گی۔ پھر لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ جب لوگوں کی ایک بڑی جماعت جہاد کرے گی تو ان سے پوچھا جائے گا کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے کہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اصحاب کی صحبت پائی ہو؟ تو وہ کہیں گے: ہاں' تو پھر انہیں فتح حاصل ہو جائے گی۔ پھر لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ ایک کثیر جماعت جہاد کرے گی تو ان سے پوچھا جائے گا: کیا تمہارے درمیان کوئی ایسا شخص ہے' جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اصحاب کی صحبت پانے والوں کی صحبت پائی ہو؟ تو وہ کہیں گے کہ ہاں! تو انہیں فتح دے دی جائے گی۔'' (متفق علیہ)

❁ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بُرا مت کہو۔ اگر تم میں سے کوئی اُحد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کردے تو پھر بھی وہ ان میں سے کسی ایک کے سیر بھر یا اس سے آدھے کے برابر بھی نہیں پہنچ سکتا۔'' (بخاری۔ ترمذی۔ ابوداؤد)

❁ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بُرا مت کہو' میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بُرا مت کہو۔ پس قسم ہے' اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی اُحد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کردے تو پھر بھی وہ ان میں سے کسی ایک کے سیر بھر یا اس سے آدھے کے برابر بھی نہیں پہنچ سکتا۔'' (مسلم۔ نسائی۔ ابن ماجہ)

❁ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں ''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور میرے بعد انہیں اپنی گفتگو کا نشانہ مت بنانا کیونکہ جس نے ان سے محبت کی اس نے میری وجہ سے ان سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے میرے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھا اور جس نے انہیں تکلیف پہنچائی اس نے مجھے تکلیف پہنچائی اور جس

Marfat.com

نے مجھے تکلیف پہنچائی اس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف پہنچائی، جس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف پہنچائی عنقریب اس کی گرفت ہوگی۔'' (ترمذی۔احمد)

❁ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے ''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بُرا بھلا کہتے ہیں تو تم کہو: تمہارے شر کی وجہ سے تم پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔'' (ترمذی۔طبرانی)

❁ حضرت نسیر بن ذعلوق رضی اللہ عنہٗ روایت فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں ''اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بُرا مت کہو پس ان کے عمل کا ایک لمحہ تمہاری زندگی کے تمام اعمال سے بہتر ہے۔'' (ابنِ ماجہ۔ابنِ ابی شیبہ)

❁ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہٗ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں ''میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بے شک لوگ کثیر تعداد میں ہیں اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم قلیل تعداد میں۔ پس میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بُرا بھلا مت کہو اور جس نے انہیں بُرا بھلا کہا تو اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔'' (طبرانی۔ابویعلی)

❁ حضرت عطا بن ابی رباح رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے ''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جس نے میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کا میری وجہ سے دفاع کیا اور عزت کی تو قیامت کے دن میں اس کا محافظ ہوں گا اور جس نے میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو گالی دی تو اس پر خدا کی لعنت ہو۔'' (امام احمد)

❁ حضرت عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے ''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے چُن لیا اور میرے لیے میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو چُن لیا پس اس نے میرے لیے ان میں سے وزراء بنائے اور قریبی رشتہ دار اور انصار، پس جنہوں نے انہیں گالی دی تو اس پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو اور قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ان کے کسی ہیر پھیر یا دلیل کو قبول نہیں کرے گا۔'' (حاکم، طبرانی۔ابنِ ابی عاصم)

❁ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے ''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کی بُرائیاں بیان نہ کرو کہ ان کے لیے تمہارے دلوں میں اختلاف پیدا ہو جائے۔ میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے محاسن اور اچھائیاں یاد کرو یہاں تک کہ تمہارے دل ان کے لیے آپس میں اکٹھے ہو جائیں۔'' (امام دیلمی)

❁ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہٗ سے مروی ہے ''اللہ تعالیٰ نے تمام بندوں کے دلوں کی طرف توجہ کی تو قلبِ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تمام لوگوں کے دلوں سے بہتر پایا پس اسے اپنے لیے چن لیا اور انہیں اپنی رسالت کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ پھر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دل کو منتخب کرنے کے بعد دوبارہ قلوبِ انسانی کو دیکھا تو آپ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں کو سب بندوں کے دلوں سے بہتر پایا تو انہیں اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وزیر بنا دیا' وہ ان کے دین کے لیے جہاد کرتے ہیں (اور ایک روایت میں ہے کہ انہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کا مددگار بنادیا) پس جس شے کو مسلمان اچھا جانیں تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اچھی اور جس شے کو مسلمان بُرا سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی بُری ہے۔'' (امام احمد۔ بزار۔ طبرانی۔ بیہقی)

❁ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہٗ سے مروی ہے ''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب بھی تمہیں کتاب اللہ کا حکم دیا جائے تو اس پر عمل لازم ہے' اس پر عمل نہ کرنے پر کسی کا عذر قابلِ قبول نہیں' اگر وہ کتاب اللہ میں نہ ہو تو میری سنت میں اسے تلاش کرو جو تم میں موجود ہو اور اگر میری سنت میں بھی نہ ہو تو میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے اقوال کے مطابق کرو اور فرمایا: میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کی مثال یوں ہے جیسے آسمان پر ستارے' ان میں سے جس کا دامن پکڑلو گے ہدایت پا جاؤ گے اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کا اختلاف (بھی) تمہارے لیے رحمت ہے'' (بیہقی)

❁ علامہ ابنِ حجر مکی اپنی تصنیف ''اسنی المطالب فی صلۃ الاقارب'' میں فرماتے ہیں:۔ ''مسلمان پر لازم ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم اور اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کا ادب و احترام کرے، ان سے راضی ہو، ان کے فضائل و حقوق پہچانے اور ان کے اختلافات سے زبان روکے۔''

❁ حضرت قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں:۔ ''صحابہ کرامؓ کو گالی دینا اور ان کی تنقیص حرام ہے، اس کا مرتکب ملعون ہے۔'' امام مالکؒ فرماتے ہیں ''جس شخص نے کہا کہ ان میں سے کوئی ایک گمراہی پر تھا، قتل کیا جائے گا اور جس نے اس کے علاوہ انہیں گالی دی، اسے سخت سزا دی جائیگی۔''

فضائل خلفائے راشدین

سب سے افضل خلفائے راشدین ہیں یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ، حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہٗ، حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہٗ، ان کو تمام صحابہ رضی اللہ عنہم پر فضیلت حاصل ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے فضائل آپ فضائل اہلِ بیت میں پڑھ چکے ہیں باقی تین خلفاءِ راشدین کے فضائل بیان کئے جاتے ہیں:۔

Marfat.com

امامِ صدیقین' خلیفۃ الرسول' یارِ غار
سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اپنے درجات اور مراتب میں اس قدر بلند ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ کو عارفین کے سردار' متقی لوگوں میں سب سے اعلیٰ' اصحابِ تجرید وتفرید کے امام' راسخ الایمان' رفیق رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم' امامِ صدیقین اور افضل البشر بعد الانبیاء خلیفۃ الرسول کے القاب سے یاد کیا جاتا ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اِلَّا تَنۡصُرُوۡهُ فَقَدۡ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذۡ اَخۡرَجَهُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا ثَانِىَ اثۡنَيۡنِ اِذۡ هُمَا فِى الۡغَارِ اِذۡ يَقُوۡلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحۡزَنۡ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنۡزَلَ اللّٰهُ سَكِيۡنَتَهٗ (سورہ توبہ 40) ''اگر تم میرے حبیب کی امداد نہیں کرو گے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی امداد کی جب کافروں نے انہیں نکالا اس حال میں کہ وہ دو میں سے دوسرے تھے جب کہ وہ دونوں غار میں تھے اور وہ اپنے صاحب کو کہہ رہے تھے کہ غمگین نہ ہو، بے شک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے، پس اللہ تعالیٰ نے اپنا خاص سکون نازل فرمایا۔''

مفسرین فرماتے ہیں کہ ''صاحب'' ابوبکر رضی اللہ عنہ صدیق تھے اور ان پر ہی سکون نازل کیا گیا تھا کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تو پُرسکون رہے تھے۔ حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے علاوہ تمام زمین والوں پر عتاب فرمایا اور ارشاد فرمایا:- ''اِلَّا تَنۡصُرُوۡهُ فَقَدۡ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذۡ اَخۡرَجَهُ۔''

ارشادِ ربانی ہے: ''وَسَيُجَنَّبُهَا الۡاَتۡقَى ۙ الَّذِىۡ يُؤۡتِىۡ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ۚ وَمَا لِاَحَدٍ عِنۡدَهٗ مِنۡ نِّعۡمَةٍ تُجۡزٰٓى ۙ اِلَّا ابۡتِغَآءَ وَجۡهِ رَبِّهِ الۡاَعۡلٰى ۚ وَلَسَوۡفَ يَرۡضٰى ○ (سورہ الیل 17 تا 21)'' اور آگ سے بچے گا وہ بہت متقی جو اپنا مال خرچ کرتا ہے اور کسی کا اس پر احسان نہیں ہے جس کا بدلہ دیا جائے مگر ربِّ اعلیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اور وہ عنقریب راضی ہو جائے گا۔''

تفاسیر میں ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے بارے میں نازل ہوئی۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے:

❁ مَا فَضَلَ اَبُوۡ بَكۡرٍ بِكَثۡرَةِ الصَّلٰوةِ وَلَا بِكَثۡرَةِ التِّلَاوَةِ وَالصَّوۡمِ وَلٰكِنۡ بِشَيۡئٍ وَّ قَرَّ فِيۡ قَلۡبِهٖ ○

ترجمہ: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی فضیلت نماز' تلاوت اور روزوں کی کثرت کی وجہ سے نہیں بلکہ ان کے دل میں قرار پانے والی ایک اعلیٰ چیز کی وجہ سے ہے جو میری محبت ہے۔

اس سے ثابت ہوا تقویٰ' ایمانِ کامل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عشق ہے اور یہی صدق ہے اس سے یہ بھی

Marfat.com

ثابت ہوا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ امامِ عاشقین بھی ہیں اور یہ بات آپ رضی اللہ عنہ کے ہر عمل سے ثابت ہوتی ہے۔

ایک اور ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے۔

❁ مَاصَبَّ اللّٰہُ شَیْئًا فِیْ صَدْرِیْ اِلَّا قَدْ صَبَبْتُہٗ فِیْ صَدْرِ اَبِیْ بَکْرٍ ۝

ترجمہ: جو چیز اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالی تو میں نے اس کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دل میں ڈال دیا ہے۔

❁ حضرت ہمام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ''میں نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہٗ کو فرماتے ہوئے سنا: میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اس دور میں دیکھا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہمراہ پانچ غلاموں، دو عورتوں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی نہ تھا۔'' (امام بخاری)

❁ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم سب سے زیادہ محبوب تھے اور وہ ہم سب سے بہتر اور ہمارے سردار تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ گفتگو فرماتے رہے یہاں تک کہ فرمایا: مردوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔'' (امام ابنِ حبان۔ امام بزاز)

❁ حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ''مجھے حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا، اُس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عکاظ کے مقام پر تشریف فرما تھے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! اِس دین پر آپ کی (اوّلین) اتباع کس نے کی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اس پر میری اتباع دو مردوں نے کی ہے ایک آزاد اور ایک غلام، وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضرت عمر بن عبسہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اُس وقت اسلام قبول کیا تھا۔'' (بخاری۔ حاکم)

❁ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا ''جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مسجدِ اقصیٰ کی سیر کرائی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صبح لوگوں کو اس کے بارے بیان فرمایا تو کچھ ایسے لوگ بھی اس کے منکر ہو گئے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان لا چکے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تصدیق کر چکے تھے۔ وہ دوڑتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور کہنے لگے: کیا آپ اپنے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تصدیق کرتے ہیں جو یہ گمان کرتے ہیں کہ انہیں آج رات بیت المقدس تک سیر کرائی گئی؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ فرمایا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں! تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ فرمایا ہے تو یقیناً سچ فرمایا ہے۔ انہوں نے کہا: کیا آپ اُن کی تصدیق کرتے ہیں کہ وہ آج رات بیت المقدس تک گئے بھی اور صبح ہونے سے پہلے واپس بھی آ گئے ہیں؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں! میں تو

Marfat.com

آپ ﷺ کی تصدیق اُس خبر کے بارے میں بھی کرتا ہوں جو اس سے بہت زیادہ بعید از قیاس ہے' میں تو صبح وشام آپ ﷺ کی آسمانی خبروں کی بھی تصدیق کرتا ہوں۔ پس اس تصدیق کی وجہ سے حضرت ابو بکرؓ ''الصدیق'' کے لقب سے موسوم ہوئے۔'' (حاکم،عبدالرزاق،ابویعلی)

❁ حضرت علی المرتضیٰؓ سے روایت ہے' آپؓ نے فرمایا ''قرآن کے حوالے سے سب سے زیادہ اجر پانے والے حضرت ابو بکر صدیقؓ ہیں کہ انہوں نے سب سے پہلے قرآن کو دو جلدوں کے درمیان جمع کیا۔'' (ابن ابی شیبہ)

❁ حضرت لیث بن سعدؓ سے روایت ہے ''حضرت ابو بکرؓ کا نام عتیق آپ کی خوبروئی کی وجہ سے رکھا گیا اور آپ کا اصل نام عبداللہؓ بن عثمانؓ ہے۔'' (طبرانی)

❁ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے ''حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام سے فرمایا: اے جبرائیل! میری قوم (واقعہ معراج میں) میری تصدیق نہیں کرے گی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا: حضرت ابو بکرؓ آپ کی تصدیق کریں گے اور وہ صدیق ہیں۔'' (طبرانی)

❁ حضرت ابو یحییٰ حکیم بن سعدؓ سے روایت فرماتے ہیں ''میں نے حضرت علی المرتضیٰؓ کو اللہ کی قسم اُٹھا کر کہتے ہوئے سنا کہ حضرت ابو بکرؓ کا لقب ''الصدیق'' آسمان سے اُتارا گیا۔'' (طبرانی۔حاکم)

❁ حضرت عمرو بن العاصؓ سے مروی ہے ''حضور نبی اکرم ﷺ نے مجھے جنگِ ذات السلاسل کا امیرِ لشکر بنا کر روانہ فرمایا جب میں واپس آیا تو آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: یارسول اللہ! عورتوں میں آپ ﷺ کو سب سے زیادہ محبت کس سے ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: عائشہؓ کے ساتھ۔ میں نے پھر عرض کیا: مردوں میں سے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اُس کے والد (ابو بکرؓ) کے ساتھ۔ میں نے عرض کیا: پھر اُن کے بعد؟ آپ ﷺ نے فرمایا: عمرؓ بن خطاب کے ساتھ اور پھر آپ ﷺ نے اُن کے بعد چند دوسرے حضرات کے نام لیے۔'' (متفق علیہ)

❁ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ''ایک دن حضور نبی اکرم ﷺ گھر سے باہر تشریف لائے مسجد میں داخل ہوئے اس دوران حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ آپ ﷺ کے ہمراہ تھے' ایک آپ ﷺ کی دائیں جانب تھے اور دوسرے بائیں جانب اور حضور نبی اکرم ﷺ نے ان دونوں کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ہم قیامت کے روز بھی اسی طرح اُٹھائے جائیں گے۔'' (ترمذی۔ابن ماجہ)

❁ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے ''جب ہم حضور نبی اکرم ﷺ کی مجلس میں بیٹھتے تو

Marfat.com

ہماری یہ حالت ہوتی گویا کہ ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں اور ہم میں سے کوئی بھی کلام نہ کر سکتا تھا سوائے ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہم) کے۔'' (طبرانی)

❁ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے ''حضور نبی اکرم ﷺ کا وصال ہوا تو آپ ﷺ کی عمر مبارک تریسٹھ (۶۳) سال تھی اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کا وصال ہوا تو ان کی عمر مبارک بھی تریسٹھ سال تھی۔'' (مسلم)

❁ حضرت زید بن اسلمؓ اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا ''میں نے حضرت عمر بن خطابؓ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہمیں حضور نبی اکرم ﷺ نے صدقہ دینے کا حکم فرمایا۔ اس حکم کی تعمیل کے لیے میرے پاس مال تھا۔ میں نے (اپنے آپ سے) کہا' اگر میں ابوبکر صدیقؓ سے کبھی سبقت لے جا سکا تو آج سبقت لے جاؤں گا۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں اپنا نصف مال لے کر حاضرِ خدمت ہوا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اپنے گھر والوں کے لیے کیا چھوڑ آئے ہو؟ میں نے عرض کیا: اتنا ہی مال اُن کے لیے چھوڑ آیا ہوں۔ اتنے میں حضرت ابوبکرؓ جو کچھ اُن کے پاس تھا وہ سب کچھ لے کر حاضرِ خدمت ہوئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر! اپنے گھر والوں کے لیے کیا چھوڑ آئے ہو؟ انہوں نے عرض کی: میں ان کے لیے اللہ تعالیٰ اور اُس کا رسول ﷺ چھوڑ آیا ہوں۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا' میں ان سے کسی شے میں آگے نہ بڑھ سکوں گا۔'' (ترمذی۔ ابوداؤد)

❁ حضرت طارق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ''حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا: جب سورہ الحجرات کی یہ آیت: ''بیشک جو لوگ رسول (ﷺ) کی بارگاہ میں اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں' یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے لیے چُن کر خالص کر لیا ہے'' حضور نبی اکرم ﷺ پر نازل ہوئی تو حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے قسم کھائی کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ صرف سرگوشی میں بات کروں گا' جس طرح راز دان سرگوشی کرتے ہیں۔'' (امام حاکم)

❁ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: ''جب غار کی رات تھی تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! مجھے اجازت عنایت فرمایئے کہ آپ ﷺ سے پہلے غار میں داخل ہوں تاکہ اگر کوئی سانپ یا کوئی اور چیز ہو تو وہ آپ ﷺ کی بجائے مجھے تکلیف پہنچائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ داخل ہو جاؤ۔ حضرت ابوبکرؓ داخل ہوئے اور اپنے ہاتھ سے ساری جگہ کی تلاشی لینے لگے۔ جب بھی کوئی سوراخ دیکھتے تو اپنے لباس کو پھاڑ کر سوراخ کو بند کر دیتے۔ یہاں تک کہ اپنے تمام لباس کے

Marfat.com

ساتھ یہی کچھ کیا۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر بھی ایک سوراخ بچ گیا تو انہوں نے اپنی ایڑی کو اُس سوراخ پر رکھ دیا اور پھر حضور نبی اکرم ﷺ سے اندر تشریف لانے کی گزارش کی۔ جب صبح ہوئی تو حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا: ''اے ابوبکر! تمہارا لباس کہاں ہے؟ تو انہوں نے جو کچھ کیا تھا اُس کے بارے بتا دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور دعا کی: اے اللہ! ابوبکر رضی اللہ عنہ کو قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجہ میں رکھنا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی طرف وحی فرمائی کہ آپ ﷺ کی دعا کو قبول فرما لیا گیا ہے۔'' (امام ابونعیم)

❁ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر تھا اور آپ ﷺ کے پاس ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس حال میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے عباء[1] پہنی ہوئی تھی جسے اپنے سینے پر خلال[2] سے جوڑا ہوا تھا اس وقت حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں کیا دیکھ رہا ہوں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عباء پہن کر اُسے اپنے سینے پر ٹانکا ہوا ہے؟ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے جبرائیل! انہوں نے اپنا سارا مال مجھ پر خرچ کر ڈالا ہے۔ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا: اللہ رب العزت نے آپ کو سلام کہا ہے اور فرمایا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہیں' کیا تم اپنے اِس فقر میں مجھ سے راضی ہو یا ناراض؟ اس پر حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر! اللہ تعالیٰ نے تم پر سلام بھیجا ہے اور دریافت فرمایا ہے کیا تم اپنے اس فقر میں مجھ سے راضی ہو یا ناراض؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں اپنے ربِ کریم پر ناراض ہوں گا؟ میں تو اپنے رب سے راضی ہوں میں اپنے رب کریم سے راضی ہوں۔ میں اپنے ربِ کریم سے راضی ہوں۔'' (امام ابونعیم)

❁ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنے مرضِ وصال میں فرمایا: ابوبکر کو کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کہا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جب آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو وہ کثرتِ گریہ کی وجہ سے لوگوں کو (قرأت) نہیں سنا سکیں گے۔ آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حکم فرمائیں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ آپ حضور نبی اکرم ﷺ سے عرض کریں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب آپ کے مقام پر کھڑے ہوں گے تو رونے کی وجہ سے لوگوں کو کچھ سنا نہ پائیں گے۔ پس

---

[1] سامنے سے کھلا ہوا لباس جو دوسرے کپڑوں کے اوپر پہنا جاتا ہے [2] لکڑی کا ٹکڑا جس سے بٹن کی طرح کپڑے کو ملایا جاتا ہے

Marfat.com

آپ حضرت عمرؓ کو حکم فرمائیں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں چنانچہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے ایسے ہی کیا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: رُک جاؤ! بے شک تم صواحب یوسف (یعنی زنانِ مصر) کی طرح ہو۔ ابوبکر کو (میری طرف سے) حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ (بخاری۔ ترمذی)

❁ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''کسی قوم کے لیے مناسب نہیں کہ ان میں ابوبکر صدیقؓ موجود ہوں اور اُن کی امامت ان کے علاوہ کوئی اور شخص کروائے۔'' (ترمذی)

❁ حضرت سعید بن مسیبؓ سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں وزیر کی حیثیت رکھتے تھے اور حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ دوسرے تھے، وہ غار میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ دوسرے تھے، وہ غزوۂ بدر کے عریش (وہ چھپر جو حضور نبی اکرم ﷺ کے لیے بنایا گیا تھا) میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ دوسرے تھے، وہ قبر میں بھی حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ دوسرے ہیں اور رسول اللہ ﷺ اُن پر کسی کو بھی مقدم نہیں سمجھتے تھے۔'' (امام حاکم)

❁ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ''حضرت ابوبکر صدیقؓ حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم عتیق یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آگ سے آزاد ہو۔ پس اُس دن سے آپؓ کا نام ''عتیق'' رکھ دیا گیا۔'' (ترمذی۔ ابنِ حبان۔ حاکم)

❁ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے ''ہم حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اہلِ جنت میں سے ایک شخص تمہارے پاس آئے گا۔ اتنے میں حضرت ابوبکرؓ نمودار ہوئے، آپؓ نے سلام کیا اور بیٹھ گئے۔'' (ترمذی۔ حاکم)

❁ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''حضرت جبرائیل علیہ السلام نے میرا ہاتھ پکڑا، پھر مجھے جنت کا وہ دروازہ دکھایا جس سے میری اُمت داخل ہوگی۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! کاش میں آپ کے ساتھ ہوتا تاکہ میں بھی جنت کا وہ دروازہ دیکھتا تو حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یقیناً تم تو میری اُمت کے وہ پہلے شخص ہو جو جنت میں اُس دروازہ سے داخل ہوگا۔'' (ابوداؤد۔ حاکم)

❁ حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے ''کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تمام لوگوں میں سے سب سے زیادہ مجھ پر ابوبکرؓ کا احسان ہے، مال کا بھی اور ہم نشینی کا بھی۔'' (متفق علیہ)

❁ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''جس نے اپنے

Marfat.com

کپڑے کو تکبر کرتے ہوئے گھسیٹا' قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظرِ رحمت نہیں فرمائے گا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ میرے کپڑے کا ایک کونہ عموماً لٹک جاتا ہے سوائے اس صورت کے کہ میں اس کی احتیاط کروں۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: تم ایسا ازراہِ تکبر نہیں کرتے۔'' (بخاری۔نسائی)

❁ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے مرضِ وصال میں باہر تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنا سرِانور کپڑے سے لپیٹا ہوا تھا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم منبر مبارک پر جلوہ افروز ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی پھر فرمایا: اپنی جان و مال کے اعتبار سے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) بن ابی قحافہ سے بڑھ کر مجھ پر زیادہ احسان کرنے والا کوئی نہیں۔'' (بخاری۔نسائی)

❁ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے انہوں نے مجھ سے اپنی بیٹی کا نکاح کیا' مجھے سوار کر کے دارالہجرت (مدینہ منورہ) لے گئے اور اپنے مال سے بلال رضی اللہ عنہ کو آزاد کروایا۔'' (ترمذی۔ابویعلی)

❁ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اس طرح مخاطب ہوئے ''اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد سب سے بہتر انسان۔'' (ترمذی۔حاکم)

❁ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''کسی کا بھی ہمارے اوپر کوئی ایسا احسان نہیں جس کا ہم نے بدلہ چکا نہ دیا ہو' سوائے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے۔ بیشک اُن کے ہمارے اوپر احسان ہیں جن کا بدلہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن چکائے گا۔'' (ترمذی)

❁ حضرت اسد بن زرارہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں ''میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے توجہ فرمائی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نہ دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پکارا: ابوبکر! ابوبکر! روح القدس جبرائیل علیہ السلام نے مجھے خبر دی ہے کہ میری اُمت میں سے میرے بعد سب سے بہتر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔'' (طبرانی)

❁ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ کو آسمان پر یہ پسند نہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے زمین پر کوئی خطا سرزد ہو۔'' (طبرانی)

❁ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد اس اُمت میں سب سے بہتر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔'' (طبرانی)

❁ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''بلاشبہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلافت

Marfat.com

کے سب سے زیادہ حق دار ہیں' وہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غار کے ساتھی ہیں۔ وہ ثانی اثنین (غار کے دو ساتھیوں میں سے دوسرے) ہیں اور ہم ان کے شرف و بزرگی اور ان کے مرتبہ کو جانتے ہیں۔ بے شک انہیں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ظاہری حیاتِ طیبہ میں نماز کی امامت کا حکم دیا تھا۔'' (امام حاکم۔ بیہقی)

❁ حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ابوبکرؓ سے محبت اور اس کا شکر ادا کرنا میری اُمت پر واجب ہے۔'' (امام دیلمی۔ خطیب بغدادی)

امامِ عدل' مرادِ رسول'
خلیفہ دوم امیر المومنین سیّدنا حضرت عمر فاروقؓ

❁ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اکثر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے کہ وہ ''رشید الامر'' ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہر معاملہ میں درست کار اور صحیح الرائے تھے کسی کام میں بھٹکنے والے نہیں تھے۔ حضرت عمر فاروقؓ اپنے رتبے اور درجے میں اس قدر بلند و بالا اور ارفع ہیں کہ تاریخِ عالم میں اور کہیں دوسری نظیر نہیں ملتی۔

شروع میں مسلمانوں کی تعداد بہت ہی قلیل تھی کفار و مشرکین مسلمانوں کو طرح طرح کے ظلم وستم کا نشانہ بناتے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک روز دعا فرمائی۔

❁ ''اے اللہ! تو عمر بن ہشام (ابوجہل) یا عمر بن خطاب دونوں میں سے اپنے ایک پسندیدہ بندے کے ذریعے اسلام کو غلبہ اور عزت عطا فرما۔'' راوی فرماتے ہیں کہ ان دونوں میں اللہ تعالیٰ کو محبوب حضرت عمرؓ تھے۔ (ترمذی' احمد' ابن حبان)

تو اللہ کے ہاں یہ دعا حضرت عمرؓ کے حق میں قبول ہوئی۔ ایک روز حضرت عمرؓ تیغ بکف اپنے گھر سے نکلے تو بنی زہرہ کے ایک فرد نے راستہ میں پوچھا کدھر کا ارادہ ہے؟ حضرت عمرؓ بولے ''میرا ارادہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کرنے کا ہے۔'' اس شخص نے کہا تو پھر بنی ہاشم اور بنی زہرہ تمہیں چھوڑیں گے نہیں' حضرت عمرؓ نے کہا ''معلوم ہوتا ہے کہ تم بھی دینِ آباء سے نکل چکے ہو''۔ اس پر اس شخص نے کہا ''ایک بات کہوں تو حیرانی ہوگی کہ تمہاری بہن فاطمہ (رضی اللہ عنہا) بنتِ خطاب اور بہنوئی سعید بن زید (رضی اللہ عنہ) نئے دین میں داخل ہو چکے ہیں''۔ حضرت عمرؓ غضب ناک ہو کر ان کے پاس پہنچے۔ گھر میں داخل ہوتے ہی کہا ''یہ کیا سرگوشیاں ہو رہی ہیں۔'' دراصل حضرت خباب بن ارتؓ اس وقت گھر میں سورۃ طٰہٰ کی تلاوت فرما رہے تھے۔ حضرت عمرؓ بن خطاب کی بہن اور بہنوئی نے حضرت خباب بن ارتؓ اور سورۃ کے اوراق کو چھپاتے ہوئے کہا کہ ہم

Marfat.com

آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے للکارا شاید تم لوگ گمراہ ہو چکے ہو۔ اس پر بہنوئی سعید بن زیدؓ نے کہا کہ اگر جس پر تم ہو وہی دین گمراہی کا دین ہو تو؟ حضرت عمرؓ غصے میں آپے سے باہر ہو گئے اور بہنوئی پر جھپٹ پڑے۔ فاطمہ بنتِ خطاب رضی اللہ عنہا نے بھائی سے اپنے شوہر کو چھڑانا چاہا تو حضرت عمرؓ نے انہیں طمانچے اس شدت سے رسید کیے کہ چہرہ لہولہان ہو گیا۔ آخر وہ بھی عمرؓ بن خطاب کی بہن تھیں، بے خوف ہو کر جوش سے کہا: ''عمرؓ میں اللہ کو معبودِ حقیقی اور محمد ﷺ کو اس کا نبی برحق مانتی ہوں''۔ حضرت عمرؓ نے حالات سے مایوس ہو کر بہن سے وہ اوراق طلب کیے جن کی تلاوت کی جا رہی تھی تو بہن نے اوراق دینے سے انکار کر دیا اس لئے کہ ان کے پڑھنے کے کچھ آداب تھے۔ یعنی پڑھنے والا طیب و طاہر ہو۔ حضرت عمرؓ نے فرطِ تجسس سے ان آداب کو قبول کیا اور غسل و وضو کے بعد کتابِ معرفت دیکھنی شروع کر دی ابھی ''اننی انا اللہ لاالہ الا انا فاعبدنی واقم الصلوٰۃ لذکری'' تک ہی پہنچ پائے تھے کہ حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ملاقات کی زبردست خواہش پیدا ہوئی اور پکار اٹھے ''مجھے محمد ﷺ کے پاس لے چلو'' یہ سنتے ہی حضرت خبابؓ جلدی سے باہر آ گئے اور کہا کہ مجھے یقین تھا محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی یہ دعا قبول ہو جائے گی۔ پھر حضرت عمر فاروقؓ دارِ ارقم کی طرف چل پڑے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس وقت وہاں قیام فرما تھے۔ وہاں پہنچ کر حضرت عمرؓ نے کلمہ شہادت پڑھا اور دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

❁ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے جب حضرت عمرؓ ایمان لائے تو جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کیا: یا محمد مصطفیٰؐ! بے شک اہلِ آسمان نے حضرت عمرؓ کے اسلام لانے پر خوشیاں منائی ہیں۔ (ابن ماجہ، ابن حبان، حاکم)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ آپؓ محدث وملہم من اللہ تھے۔ محدث یہاں ملہم (صاحبِ الہام) کے معنی میں ہے یعنی وہ روشن ضمیر شخص جس کے دل میں غیب سے کوئی بات پڑے۔ اس کو محدث اس اعتبار سے کہا جاتا ہے کہ گویا اس سے غیبی طاقت (اللہ تعالیٰ) بات کرتی ہے اور اس کو وہ بات بتاتی ہے جو دوسروں کو معلوم نہیں ہوتی پھر وہ شخص اس بات کو دوسروں تک پہنچاتا ہے۔ لغتِ حدیث کی کتاب ''مجمع البحار'' میں لکھا ہے کہ محدث اس شخص کو کہتے ہیں جس کے دِل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی بات ڈالی جاتی ہے اور پھر وہ محض نورِ فراست کے ذریعہ اس بات کو دوسروں تک پہنچاتا ہے اور یہ مرتبہ اسی کو نصیب ہوتا ہے جس کو اللہ پاک نوازنا چاہے۔ ابوسلمہؓ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اور حضرت

Marfat.com

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ ''گزشتہ اُمتوں میں کچھ اشخاص محدثین ہو گزرے ہیں اور میری اُمت میں یہ منصب عمرؓ کو حاصل ہے۔''

ابو سلمہؓ نے عبدالرحمٰنؓ اور عبدالرحمٰنؓ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''پچھلے ادوار میں مختلف اُمتوں کے اندر الہام پذیر شخصیات موجود تھیں اور میری اُمت میں اس قسم کی الہام پذیر شخصیت عمرؓ ہے۔''

صحیحین نے اس روایت کو ملفوظ کیا ہے لیکن صحیح بخاری میں یہ الفاظ ہیں ''تم سے پہلے بنی اسرائیل میں کچھ لوگ اگرچہ نبی نہ تھے تاہم وہ کلامِ الٰہی کے مخاطب ہوتے تھے امتِ محمدیہ میں یہ درجہ عمر بن خطابؓ کو حاصل ہے۔''

❁ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے ''حضرت عمرؓ نے حضرت ابو بکرؓ کو مخاطب کر کے فرمایا: حضور نبی اکرم ﷺ کے بعد لوگوں میں سب سے بہترین انسان! حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا: آگاہ ہو جاؤ اگر تم نے یہ کہا ہے تو میں نے بھی حضور نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عمرؓ سے بہتر کسی آدمی پر ابھی تک سورج طلوع نہیں ہوا۔'' (ترمذی۔حاکم)

❁ حضرت عقبہ بن عامرؓ بیان کرتے ہیں ''حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا وہ عمر بن خطاب (ؓ) ہوتا۔ (ترمذی، حاکم، احمد)

اور ایک روایت میں حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے ''حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ میرے بعد کسی کو نبی بنا کر بھیجنے والا ہوتا تو یقیناً عمر بن خطابؓ کو نبی بنا کر بھیجتا۔'' (امام ہیثمی نے فرمایا کہ اسے امام طبرانی نے روایت کیا ہے۔)

❁ حضرت محمد بن سعد بن ابی وقاصؓ اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں حضرت عمر بن خطابؓ نے حضور نبی اکرم ﷺ سے (گھر کے) اندر آنے کی اجازت طلب کی اور اس وقت آپ ﷺ کے پاس قریش کی کچھ عورتیں اونچی آواز سے گفتگو کر رہی تھیں۔ جب حضرت عمر بن خطابؓ نے اجازت طلب کی تو وہ اٹھ کھڑی ہوئیں اور پردے میں چلی گئیں۔ اس پر حضور نبی اکرم ﷺ مسکرانے لگے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ آپ کے دندانِ مبارک تبسم ریز رکھے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں ان عورتوں پر حیران ہوں جو میرے پاس تھیں (اور خوب باتیں کر رہی تھیں) کہ جب انہوں نے تمہاری آواز سنی تو پردے میں چھپ گئیں۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ زیادہ حق دار ہیں کہ یہ آپ

Marfat.com

سے ڈریں۔ پھر حضرت عمر ؓ نے فرمایا: اے اپنی جان کی دشمنو! تم مجھ سے ڈرتی ہو اور حضور نبی اکرم ﷺ سے نہیں ڈرتیں؟ عورتوں نے جواب دیا: ہاں! آپ حضور نبی اکرم ﷺ کے مقابلہ میں سخت گیر اور سخت دل ہیں۔ پھر حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اے ابنِ خطاب! اس بات کو چھوڑو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! جب شیطان تمہیں کسی راستے پر چلتے ہوئے دیکھتا ہے تو تمہارے راستے کو چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کر لیتا ہے''۔ (متفق علیہ)

❁ حضرت بریدہ ؓ فرماتے ہیں حضور نبی اکرم ﷺ ایک مرتبہ کسی جہاد سے واپس تشریف لائے تو ایک سیاہ فام باندی حاضر ہوئی اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میں نے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ آپ کو صحیح سلامت واپس لائے تو میں آپ کے سامنے دف بجاؤں گی اور گانا گاؤں گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم نے نذر مانی تھی تو دف بجالو ورنہ نہیں۔ اس نے دف بجانا شروع کیا تو حضرت ابوبکر ؓ آگئے وہ بجاتی رہی پھر حضرت علی ؓ اور حضرت عثمان ؓ کے آنے پر بھی وہ دف بجاتی رہی۔ لیکن اس کے بعد حضرت عمر ؓ داخل ہوئے تو وہ دف نیچے رکھ کر اس پر بیٹھ گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے عمر! تم سے تو شیطان بھی ڈرتا ہے میری موجودگی میں یہ دف بجاتی رہی پھر ابوبکر ؓ، علی ؓ اور عثمان ؓ آئے تب بھی یہ دف بجاتی رہی لیکن جب تم آئے تو اس نے دف بجانا بند کر دیا۔ (ترمذی)

❁ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ تشریف فرما تھے اتنے میں ہم نے شوروغل اور بچوں کی آواز سنی۔ آپ ﷺ کھڑے ہوئے تو دیکھا کہ ایک حبشی عورت ناچ رہی ہے اور بچے اس کے گرد گھیرا ڈالے ہوئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: عائشہ آؤ دیکھو! میں گئی اور ٹھوڑی حضور نبی اکرم ﷺ کے مبارک کندھے پر رکھ کر آپ ﷺ کے کندھے اور سر کے درمیان سے دیکھنے لگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہارا جی نہیں بھرا؟ میں دیکھنا چاہتی تھی کہ آپ ﷺ کے نزدیک میری کیا قدر و منزلت ہے؟ لہٰذا میں نے عرض کیا: ''نہیں'' اتنے میں حضرت عمر ؓ آگئے اور انہیں دیکھتے ہی سب لوگ بھاگ گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں دیکھ رہا ہوں کہ شیاطین جن و انس عمر ؓ کو دیکھ کر بھاگ کھڑے ہوئے پھر میں لوٹ آئی۔ (ترمذی۔نسائی)

❁ حضرت سدیسہ رضی اللہ عنہا جو کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی خادمہ ہیں بیان فرماتی ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''بے شک جب سے عمر ؓ نے اسلام قبول کیا ہے شیطان اس کے سامنے سے گزرتا ہے تو اپنا سر جھکا لیتا ہے۔'' (طبرانی)

Marfat.com

❁ حضرت عبدالرحمٰن بن حمید رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے ایک مجلس میں انہیں یہ حدیث بیان کی کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دس آدمی جنتی ہیں، ابوبکرؓ جنتی ہیں، عمرؓ جنتی ہیں، عثمانؓ جنتی ہیں اور علیؓ جنتی ہیں (آگے مزید صحابہ کرام کے اسمائے گرامی بیان کیے)۔ (ترمذی۔نسائی)

❁ حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں میں نو آدمیوں کے بارے میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ جنتی ہیں اور اگر میں دسویں آدمی کے بارے میں بھی گواہی دوں تو گناہ گار نہ ہوں گا۔ پوچھا گیا: وہ کیسے؟ فرمایا: ہم حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ جبلِ حرا پر تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے حرا! ٹھہر جا، کیونکہ تجھ پر نبی، صدیق اور شہید ہی تو ہیں۔ پوچھا گیا: وہ کون تھے؟ فرمایا: حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت سعد رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ۔ پوچھا گیا: دسواں کون تھا؟ فرمایا: میں تھا۔ (ترمذی۔نسائی)

❁ حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''حق تعالیٰ (اپنی شان کے مطابق) سب سے پہلے جس شخص سے مصافحہ فرمائے گا وہ عمر رضی اللہ عنہ ہے اور سب سے پہلے جس شخص پر سلام بھیجے گا اور سب سے پہلے جس کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل فرمائے گا وہ بھی عمر رضی اللہ عنہ ہے''۔ (ابن ماجہ۔حاکم)

❁ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اہلِ جنت کا چراغ ہے''۔ (ابونعیم، دیلمی)

❁ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''میرے ربّ نے تین باتوں میں میری موافقت فرمائی۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کاش! ہم مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بنائیں تو حکم نازل ہوا ''اور ابراہیم علیہ السلام کے کھڑے ہونے کی جگہ کو مقامِ نماز بنالو'' (البقرۃ:۱۲۵) اور پردہ سے متعلق بھی میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کاش آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ازواجِ مطہرات کو پردہ کا حکم فرمائیں کیونکہ ان سے نیک اور بد ہر قسم کے لوگ کلام کرتے ہیں، تو پردے کی آیت نازل ہوئی اور جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات آپ پر غیرت کھاتے ہوئے جمع ہوئیں تو میں نے ان سے کہا۔ ''اگر وہ تمہیں طلاق دے دیں تو عجب نہیں کہ اُن کا ربّ انہیں تم سے بہتر ازواج بدلہ میں عطا فرمادے۔'' (التحریم:۵) تو یہی آیت نازل ہوئی۔ (بخاری۔احمد)

❁ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے رب نے تین امور میں میری موافقت فرمائی: مقامِ ابراہیم میں، حجاب، کے احکام میں اور بدر کے قیدیوں کے بارے

Marfat.com

میں۔(مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حق کو عمر کی زبان اور دل پر جاری کر دیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''جب کبھی لوگوں کو کوئی مسئلہ درپیش ہوا اور لوگوں نے اس پر بات کی اور حضرت عمرؓ نے بھی اس مسئلہ پر کچھ کہا تو قرآنِ حکیم حضرت عمرؓ کے قول کے موافق نازل ہوا۔'' (ترمذی، ابوداؤد)

حضرت عمرو بن شرجبل ابو میسرہ' حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت فرماتے ہیں انہوں نے عرض کیا: اے اللہ! شراب کے معاملہ میں ہمارے لیے شافی وکافی حکم نازل فرما' تو وہ آیت اتری جو سورۃ البقرہ میں ہے: ''آپ سے شراب اور جوئے کی نسبت سوال کرتے ہیں۔'' (البقرۃ:۲۱۹) پس حضرت عمرؓ کو بلایا گیا اور اس آیت کی تلاوت کی گئی' انہوں نے پھر عرض کیا: اے اللہ! شراب کے معاملہ میں ہمارے لیے شافی وکافی حکم نازل فرما' تو وہ آیت اتری جو سورہ النساء میں ہے: ''اے ایمان والو! تم نشہ کی حالت میں نماز کے قریب مت جاؤ۔'' (النساء:۴۳) پس حضرت عمرؓ کو بلایا گیا اور ان پر یہ آیت پڑھی گئی انہوں نے پھر عرض کیا: اے اللہ! شراب کے معاملہ میں ہمارے لیے شافی وکافی حکم نازل فرما' پھر وہ آیت نازل ہوئی جو سورۃ المائدہ میں ہے: ''شیطان یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے تمہارے درمیان عداوت اور کینہ ڈلوا دے اور تمہیں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اور نماز سے روک دے۔ کیا تم باز آؤ گے؟'' (المائدہ:۹۱) پس حضرت عمرؓ کو بلایا گیا اور ان پر یہ آیت تلاوت کی گئی تو وہ کہنے لگے ''ہم باز آ گئے ہم باز آ گئے۔'' (ترمذی' ابوداؤد' نسائی، احمد)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں حضرت علیؓ حضرت عمرؓ کے پاس تشریف لائے حضرت عمرؓ ایک چادر میں لپٹے ہوئے تھے تو حضرت علیؓ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھ پر رحمتوں کا نزول فرمائے۔ پھر فرمایا: لوگوں میں سے کوئی بھی شخص میرے نزدیک اس چادر میں لپٹے ہوئے شخص سے زیادہ محبوب نہیں ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کے صحیفہ (یعنی قرآن پاک) میں ہے وہ اسے اس شخص کی منشاء کے مطابق نازل فرماتا ہے۔ (حاکم، ابن ابی شیبہ)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''کوئی نبی بھی ایسا نہیں گزرا جس کی اُمت میں ایک یا دو معلم نہ ہوں اور اگر ان میں سے میری اُمت میں کوئی ہے تو وہ عمرؓ بن خطاب ہے۔ بے شک حق عمرؓ کی زبان اور دل پر ہے۔'' (ابن ابی عاصم، طبرانی)

حضرت مجاہدؓ بیان فرماتے ہیں ''حضرت عمرؓ جب کوئی رائے دیتے تو اس کے مطابق قرآن

Marfat.com

نازل ہو جاتا''۔(ابن ابی شیبہ)

❁ امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول کہ ''البتہ میرے دل میں یہ القاء کیا گیا ہے کہ جب تمہارا سامنا تمہارے دشمن سے ہوگا تو تم اسے شکست دے دو گے۔'' بیان کیا گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم اس چیز کو محال نہیں سمجھتے تھے کہ بے شک سکینہ (اطمینان و سکون) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان سے بولتا ہے اور بیشک قرآن میں بعض احکامات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے مطابق نازل ہوئے ہیں۔

(ابن عساکر، سیوطی)

❁ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''خواب میں مجھے دکھایا گیا ہے کہ میں ایک کنویں سے ڈول کے ذریعے پانی نکال رہا ہوں جس پر چرخی لگی ہوئی ہے' پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے ایک یا دو ڈول نکالے لیکن انہیں کچھ مشکل پیش آ رہی تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب آئے تو وہ ڈول ایک بڑے ڈول میں تبدیل ہو گیا اور میں نے کسی بھی جوان مرد کو اس طرح کام کرتے ہوئے نہیں دیکھا یہاں تک کہ تمام لوگ خود بھی سیراب ہوئے اور جانوروں کو بھی سیراب کر کے انہیں ان کے ٹھکانوں پر لے گئے''۔(متفق علیہ)

❁ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''میں سویا ہوا تھا کہ دورانِ خواب میں نے اتنا دودھ پیا کہ جس کی تازگی میرے ناخنوں سے بھی ظاہر ہونے لگی' پھر بچا ہوا میں نے عمر (رضی اللہ عنہ) کو دے دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ نے اس کی کیا تعبیر فرمائی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس سے مراد علم (ظاہری و باطنی) ہے''۔(متفق علیہ)

❁ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''میں سویا ہوا تھا کہ دورانِ خواب میں نے دیکھا کہ مجھ پر کچھ لوگ پیش کیے جا رہے ہیں اس حال میں کہ انہوں نے قمیض پہنی ہوئی ہیں بعض کی قمیض سینے تک تھیں اور بعض لوگوں کی اس سے بھی کم اور میرے سامنے عمر بن خطاب کو پیش کیا گیا۔ ان پر ایک ایسی قمیض تھی جسے وہ گھسیٹ رہے تھے' حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے دریافت کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ نے اس کی کیا تعبیر فرمائی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس کی تعبیر دین ہے''۔ (متفق علیہ)

❁ حضرت ابوطفیل رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''میں نے خواب دیکھا گویا میں ایک زمین سے جس میں مجھ پر کالی اور سرخی مائل سفید بکریاں وارد ہوئیں' پانی کے ڈول نکال رہا ہوں پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے ایک یا دو ڈول نکالے اور ان کو ڈول نکالنے میں مشکل پیش آ رہی تھی۔ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

ان کی مغفرت فرمائے پھر عمر رضی اللہ عنہ آئے۔ پس انہوں نے بھی ڈول نکالے تو وہ ڈول ان کے ہاتھ میں بڑے ڈول میں تبدیل ہوگیا۔ پھر انہوں نے حوض بھر دیا اور آنے والی تمام بکریوں کو سیراب کر دیا اور میں نے کسی کو عمر سے بڑھ کر ڈول نکالنے والا نہیں دیکھا اور میں نے اس خواب کی تعبیر یہ کی کہ سیاہ بکریوں سے مراد عرب اور سرخی مائل سفید بکریوں سے مراد عجم ہیں"۔ (احمد)

❁ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ عرفہ کی رات کو فرشتوں کے سامنے اپنے تمام بندوں پر بالعموم اور عمر (رضی اللہ عنہ) پر بالخصوص فخر کرتا ہے۔ (طبرانی، ابن ابی عاصم)

❁ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم یہ خیال کیا کرتے تھے کہ آسمانی سکونِ قلب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر بولتا تھا۔ (طبرانی، ابن ابی شیبہ، ابونعیم)

❁ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں "حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے عمار رضی اللہ عنہ! ابھی میرے پاس جبرائیلِ امین علیہ السلام آئے تھے اور میں نے ان سے پوچھا' اے جبرائیل! مجھے آسمان والوں میں عمر رضی اللہ عنہ کے فضائل کے بارے میں بتاؤ۔ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اگر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اتنی مدت تک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فضائل بیان کرتا رہوں' جتنی مدت حضرت نوح علیہ السلام زمین پر (تبلیغ کرتے) رہے یعنی نو سو پچاس برس' تب بھی عمر رضی اللہ عنہ کے فضائل ختم نہیں ہوں گے اور بے شک حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہیں"۔ (امام ابویعلی، طبرانی)

❁ حضرت سالم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اہلِ نجران حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا: اے امیر المومنین! آپ کا نامۂ اعمال آپ کے ہاتھ میں ہے اور آپ کی شفاعت آپ کی زبان میں ہے ہمیں عمر رضی اللہ عنہ نے ہماری زمین سے نکال دیا ہے آپ ہمیں ہماری زمین کی طرف لوٹا دیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: تمہارا بُرا ہو بے شک عمر رضی اللہ عنہ بالکل درست کام انجام دینے والے تھے اور میں ان کا کیا ہوا فیصلہ کبھی تبدیل نہیں کروں گا۔ (امام ابن ابی شیبہ)

❁ حضرت ابوسفر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اکثر ایک چادر اوڑھے ہوئے دیکھا گیا۔ راوی بیان فرماتے ہیں ان سے کہا گیا کہ آپ کثرت سے یہ چادر کیوں پہنتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: بے شک یہ مجھے میرے نہایت پیارے' مخلص اور خاص دوست حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پہنائی تھی۔ بے شک عمرؓ اللہ تعالیٰ کے لیے خالص ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے خالص بھلائی چاہی پھر وہ رونے لگ گئے۔ (امام ابن ابی شیبہ)

❁ حضرت اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا "جب صالحین کا ذکر ہو تو جلدی

Marfat.com

سے حضرت عمرؓ کا نامِ نامی پکارا کرو"۔ (امام ابن ابی شیبہ)

❁ حضرت زید بن وہب حضرت عبداللہؓ سے روایت فرماتے ہیں بے شک حضرت عمرؓ اسلام کے لیے ایک مضبوط قلعہ تھے جس میں اسلام محفوظ تھا اور اس سے باہر نہیں نکلتا تھا پس جب انہیں شہید کر دیا گیا تو اسلام اس قلعہ سے باہر نکل گیا یعنی غیر محفوظ ہو گیا اور اس کے بعد اس میں داخل نہیں ہوا (یعنی اس کے بعد فتنوں کے حملوں سے امت محفوظ نہ رہی)۔ (امام ابن ابی شیبہ)

❁ حضرت قدامہ بن مظعونؓ بیان فرماتے ہیں حضرت عمر بن خطابؓ نے حضرت عثمان بن مظعونؓ کو اس حال میں دیکھا کہ وہ اپنی سواری پر سوار تھے اور عرج کے علاقہ میں مقام اثایہ کی وادی میں چل رہے تھے کہ حضرت عمرؓ کی سواری نے حضرت عثمانؓ کی سواری کو دھکا دیا۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی سواری قافلہ کے آگے چل رہی تھی تو حضرت عثمان بن مظعونؓ نے کہا "اے فتنوں کو روکنے والے! تو نے مجھے تکلیف دی ہے"۔ جب سواریاں رکیں تو حضرت عمر بن خطابؓ حضرت عثمان بن مظعونؓ کے قریب گئے اور کہا "اے ابو سائب! اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت فرمائے یہ کون سا نام ہے جو تو نے مجھے دیا ہے؟" انہوں نے کہا "ایسا نہیں خدا کی قسم! میں وہ نہیں ہوں جس نے تمہیں یہ نام دیا ہے بلکہ حضور نبی اکرم ﷺ نے تمہیں یہ نام دیا ہے جو آج اس لشکر کی قیادت فرما رہے ہیں۔ ایک دن آپ (حضرت عمرؓ) ہمارے پاس سے گزرے، ہم حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں بیٹھے ہوئے تھے تو حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ شخص یعنی عمرؓ فتنوں کو روکنے والا ہے اور آپ کی طرف اشارہ بھی کیا اور فرمایا: یہ تمہارے اور فتنوں کے درمیان ایک سختی سے بند کیا ہوا دروازہ ہے جب تک یہ تمہارے درمیان زندہ ہے"۔ (امام طبرانی)

❁ حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے وہ حضرت عمر بن خطابؓ کو ملے پس حضرت عمرؓ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر ہلایا۔ حضرت عمرؓ بہت مضبوط آدمی تھے تو حضرت ابوذرؓ نے کہا: اے "قفل الفتنۃ" (فتنوں کو روکنے والے دروازے کا تالا) میرا ہاتھ چھوڑیئے۔ پس حضرت عمرؓ نے دریافت کیا یہ قفل الفتنۃ کیا ہے؟ حضرت ابوذرؓ نے عرض کیا: ایک دن میں حضور نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اس حال میں کہ آپ ﷺ تشریف فرما تھے اور لوگ آپ ﷺ کے ارد گرد جمع تھے۔ پس میں ان کے پیچھے بیٹھ گیا تو حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تمہیں اس وقت تک فتنہ نہیں پہنچ سکتا جب تک یہ (عمرؓ) تمہارے درمیان موجود ہے۔ (طبرانی)

❁ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ

Marfat.com

کے بارے میں فرمایا ''یہ فتنے کے لئے رکاوٹ ہے'' اور دستِ اقدس سے حضرت عمرؓ کی طرف اشارہ فرمایا، تمہارے اور فتنے کے درمیان مضبوطی سے بند ہونیوالا دروازہ رہے گا جب تک یہ تمہارے درمیان موجود رہیں گے۔ (امامِ بزاز)

❁ حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ''ہم صحابہ کرامؓ اس میں شک نہیں کرتے کہ وقار عمر فاروقؓ کی زبان پر بولتا ہے'' (کئی محدثین نے یہ روایت بیان کی)۔

❁ امام ابوبکر خرائطی فرماتے ہیں ''حضرت عمرؓ پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے ذاتِ باری تعالیٰ کے مشاہدے میں کتنے محو تھے اور کس قدر معرفت رکھتے تھے۔ بخدا! وہ اس شعر کے مصداق تھے۔ ''وہ اپنی رائے سے امور کے نتائج دیکھنے والے ہیں گویا کہ آج ان کی آنکھ آنے والے کل پر ہے۔''

❁ حضور فخرِ انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے شیخین کریمینؓ کے متعلق فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے چار وزیروں سے تقویت دی ہے دو آسمان والوں سے جبرائیلؑ و میکائیلؑ اور دو زمین والوں سے ابوبکرؓ و عمرؓ۔''

❁ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں ''ہر نبی کے ساتھیوں میں کچھ خواص ہوتے ہیں اور میرے اصحاب میں سے خواص ابوبکرؓ و عمرؓ ہیں۔''

❁ حضرت سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں ''ابوبکرؓ و عمرؓ کی محبت ایمان ہے اور ان کا بغض منافقت ہے۔''

❁ حبیبِ کردگار سیّد الشافعین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں ''میری اُمت میں سب سے بہتر ابوبکرؓ و عمرؓ ہیں۔''

❁ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں ''ابوبکرؓ و عمرؓ جنتی بوڑھوں کے سردار ہیں۔''

❁ ''ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ کو میں نے مقدم نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مقدم کیا ہے۔''

❁ ''قیامت کے دن، ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ اس طرح اُٹھائے جائیں گے اور اپنی انگشتِ شہادت، درمیانی انگلی اور چھنگلی سے اشارہ فرمایا''۔

❁ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہٗ بیان فرماتے ہیں ''جب حضرت عمر بن خطابؓ کا جنازہ تخت پر رکھا گیا تو لوگ ان کے گرد جمع ہو گئے' وہ ان کے حق میں دعا کرتے' تحسین آمیز کلمات کہتے اور جنازہ اٹھائے جانے سے بھی پہلے ان پر صلوٰۃ (یعنی دعا) پڑھ رہے تھے' میں بھی ان لوگوں میں شامل تھا' اچانک ایک شخص نے پیچھے سے میرے کندھے پر ہاتھ رکھا' میں نے گھبرا کر مڑ کے دیکھا تو وہ حضرت علیؓ تھے' انہوں

Marfat.com

نے حضرت عمرؓ کے لیے رحمت کی دعا کی اور (حضرت عمرؓ کے جسدِ اقدس سے مخاطب ہو کر) فرمایا: (اے عمرؓ!) آپؓ نے اپنے بعد کوئی ایسا شخص نہیں چھوڑا جس کے کیے ہوئے اعمال کے ساتھ مجھے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنا پسند ہو۔ بخدا مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کا درجہ آپ کے دونوں رفیقوں (یعنی حضور نبی اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ) کے ساتھ کر دے گا' کیونکہ میں حضور نبی اکرم ﷺ سے بہ کثرت یہ سنتا تھا ''میں اور ابوبکرؓ و عمرؓ آئے' میں اور ابوبکرؓ و عمرؓ داخل ہوئے' میں اور ابوبکرؓ و عمرؓ نکلے' اور مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو (اسی طرح) آپ کے دونوں رفیقوں کے ساتھ رکھے گا۔'' (متفق علیہ)

ذُوالنّورین
خلیفہ سوم امیر المومنین سیّدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ تیسرے خلیفہ راشد ہیں۔ عثمان بن عفان نام اور غنی لقب تھا۔ غنی اس اعتبار سے کہ دنیاوی مال و متاع میں بھی بہت متمول تھے اور قبولِ اسلام کے بعد بھی دِل کھول کر سخاوت کی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا لقب ذُوالنُّورین یعنی دونوروں والا بھی ہے' وہ اس لیے کہ حضور اکرم ﷺ کی دو صاحبزادیوں' حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت اُمِ کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح یکے بعد دیگرے ان سے ہوا اس لیے ان کا یہ لقب زیادہ مشہور ہوا کیونکہ یہ فضیلت کسی اور کے حصہ میں نہیں آئی کہ کسی نبی کی دو بیٹیوں کا عقد ایک ہی شخص سے ہوا ہو۔ اس کے بارے میں بہت سی احادیث مبارکہ موجود ہیں۔

❁ حضرت عبداللہ بن عباسؓ حضور نبی اکرم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا ''بیشک اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی فرمائی ہے کہ میں اپنی صاحبزادی کی شادی عثمانؓ سے کروں۔'' (احمد، طبرانی)

❁ حضرت عصمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے جب حضور نبی اکرم ﷺ کی دوسری صاحبزادی (حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا) جو حضرت عثمانؓ کے نکاح میں تھیں فوت ہو گئیں تو حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''عثمانؓ کی شادی کراؤ اگر میرے پاس تیسری بیٹی بھی ہوتی تو میں اس کی شادی بھی عثمانؓ کے ساتھ کر دیتا اور میں نے اس کی شادی وحی الٰہی کے مطابق ہی کی تھی۔'' (طبرانی)

❁ حضرت عبداللہ بن عمر بن ابان الجعفی رضی اللہ عنہٗ بیان فرماتے ہیں ''مجھ سے میرے ماموں حضرت حسین الجعفی نے پوچھا: اے بیٹا! کیا تم جانتے ہو کہ حضرت عثمان غنیؓ کو ذُوالنُّورین کیوں کہتے ہیں؟ میں نے کہا: میں نہیں جانتا۔ انہوں نے فرمایا: کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جب سے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا ہے' اس

Marfat.com

وقت سے لے کر تا قیامِ قیامت حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی شخص کے عقد میں کسی نبی کی دو بیٹیوں کو جمع نہیں فرمایا۔ اسی لیے انہیں ''ذُوالنُّورین'' (یعنی دو نور والا) کہا جاتا ہے۔'' (بیہقی، لاکائی)

❁ حضرت عبید اللہ بن عدی بن خیار سے ایک طویل روایت مروی ہے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''بے شک اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا اور میں ان لوگوں میں سے تھا' جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دعوت پر لبیک کہا اور اس پر ایمان لایا جو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دے کر بھیجا گیا۔ پھر جیسا کہ میں نے کہا میں نے دو ہجرتیں کیں اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا رشتۂ دامادی پایا اور میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دستِ حق پرست پر بیعت بھی کی اور خدا کی قسم! میں نے کبھی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نافرمانی نہیں کی اور نہ کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ دھوکہ کیا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وصال فرما گئے۔'' (امام احمد)

آپ رضی اللہ عنہ کو صاحبُ الہجرتین بھی کہا جاتا ہے۔ پہلی ہجرت آپ رضی اللہ عنہ نے حبشہ کی طرف اپنی اہلیہ محترمہ صاحبزادی رسول حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ کی اور دوسری ہجرت آپ رضی اللہ عنہ کی ہجرتِ مدینہ تھی۔

❁ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سرزمینِ حبشہ کی طرف ہجرت کی غرض سے نکلے اور ان کے ساتھ ان کی اہلیہ یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی تھیں۔ پس کافی عرصہ تک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ان کے متعلق کوئی خبر نہ ملی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم روزانہ ان کی خیریت معلوم کرنے کے لیے شہر سے باہر تشریف لاتے۔ پس ایک دن ایک عورت ان کی خیریت کی خبر لے کر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''بے شک عثمان رضی اللہ عنہ حضرت لوط علیہ السلام کے بعد پہلا شخص ہے' جس نے اپنی اہلیہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کی ہے۔'' (طبرانی)

آپ رضی اللہ عنہ کی سب سے بڑی فضیلت آپ رضی اللہ عنہ کا ''صاحبِ شرم و حیا'' ہونا ہے اور آپ رضی اللہ عنہ کی شرم و حیا سے فرشتے بھی حیا کیا کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ حیا میں اتنے کامل تھے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے تنہائی میں بھی کبھی کپڑے نہیں اتارے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی اس فضیلت کے بارے میں بہت سی احادیث مبارکہ موجود ہیں۔

❁ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں ''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک ایسی جگہ بیٹھے ہوئے تھے جہاں پانی تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دونوں گھٹنوں سے یا ایک گھٹنے سے کپڑا ہٹا ہوا تھا' پس جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسے ڈھانپ لیا۔'' (بخاری)

❁ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں ''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میرے گھر میں (بستر پر) لیٹے ہوئے تھے' اس عالم میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دونوں پنڈلیاں مبارک کچھ ظاہر ہو رہی تھیں' حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے

Marfat.com

اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے انہیں اجازت دے دی اور آپ ﷺ اسی طرح لیٹے رہے اور گفتگو فرماتے رہے، پھر حضرت عمرؓ نے اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے انہیں بھی اجازت دے دی، جبکہ آپ ﷺ اسی طرح لیٹے رہے اور گفتگو فرماتے رہے، پھر حضرت عثمانؓ نے اجازت طلب کی تو حضور نبی اکرم ﷺ اٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے درست کر لیے''۔ حضرت عثمانؓ آ کر باتیں کرتے رہے، جب وہ چلے گئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ! حضرت ابوبکرؓ آئے تو آپ نے ان کا فکر واہتمام نہیں کیا، حضرت عمرؓ آئے تو تب بھی آپ نے کوئی فکر واہتمام نہیں کیا اور جب حضرت عثمانؓ آئے تو آپ اٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے درست کر لیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں اس شخص سے کیسے حیا نہ کروں، جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں''۔ (مسلم، ابن حبان)

❁ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں ایک دفعہ حضور نبی اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے، پس آپ ﷺ نے اپنا (اوپر لپیٹنے کا) کپڑا اپنی مبارک رانوں پر رکھ لیا، اتنے میں حضرت ابوبکرؓ آئے اور اندر آنے کے لیے اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے انہیں اندر آنے کی اجازت عنایت فرمائی اور آپ ﷺ اپنی اسی حالت میں تشریف فرما رہے پھر حضرت عمرؓ آئے اور اجازت طلب کی پس آپ ﷺ نے انہیں بھی اجازت عنایت فرمائی اور آپ ﷺ اسی حالت میں تشریف فرما رہے۔ پھر آپ ﷺ کے کچھ دیگر صحابہ کرامؓ آئے تو آپ ﷺ نے انہیں بھی اجازت عنایت فرمائی پھر حضرت علیؓ آئے اور اجازت طلب کی آپ ﷺ نے انہیں بھی اجازت عنایت فرمائی اور آپ ﷺ اپنی اسی حالت میں تشریف فرما رہے۔ پھر حضرت عثمانؓ آئے تو آپ ﷺ نے پہلے اپنے جسمِ اقدس کو کپڑے سے ڈھانپ لیا پھر انہیں اجازت عنایت فرمائی۔ پھر وہ صحابہ حضور نبی اکرم ﷺ کے پاس کچھ دیر باتیں کرتے رہے پھر باہر چلے گئے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ کی خدمتِ اقدس میں ابوبکرؓ، عمرؓ، علیؓ اور دوسرے صحابہ کرامؓ حاضر ہوئے لیکن آپ ﷺ اپنی پہلی حالت میں تشریف فرما رہے جب حضرت عثمانؓ آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ نے اپنے جسم اقدس کو کپڑے سے ڈھانپ لیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں اس شخص سے حیا نہ کروں، جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں'' (احمد، طبرانی)

❁ حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت فرماتے ہیں حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''میری اُمت میں سے سب سے زیادہ حیادار عثمانؓ بن عفان ہے''۔ (ابونعیم، ابن ابی عاصم)

❁ حضرت بدر بن خالدؓ سے روایت ہے ''یوم الدار (حضرت عثمانؓ کے گھر کے محاصرہ کے دن) حضرت

Marfat.com

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ہمارے پاس کھڑے ہوئے اور فرمایا: کیا تم اس شخص سے حیا نہیں کرتے جس سے ملائکہ بھی حیا کرتے ہیں' ہم نے کہا: وہ کون ہے؟ انہوں نے فرمایا: میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: فرشتوں میں سے ایک فرشتہ میرے پاس تھا' جب عثمان رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرا تو اس نے کہا یہ شخص شہید ہے' اس کی قوم اسے قتل کرے گی اور ہم ملائکہ بھی اس سے حیا کرتے ہیں' بدر (راوی) کہتے ہیں کہ پھر ہم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے (خوارج کے) ایک گروہ کو دور کیا۔ (طبرانی)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ کو ''عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ'' قرار دیا۔ جب صلح حدیبیہ کے مقام سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ قریشِ مکہ سے بات چیت کے لیے مکہ تشریف لے گئے' تو یہ افواہ مشہور ہوگئی کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو مکہ میں شہید کر دیا گیا ہے' اس موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سے بیعت لی' جسے بیعتِ رضوان کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس موقع پر چونکہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ موجود نہیں تھے' اس لیے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ کو صحابہ کرامؓ کے ہاتھوں پر رکھتے ہوئے فرمایا کہ یہ ''عثمان رضی اللہ عنہ'' کا ہاتھ ہے اور میں ''عثمان رضی اللہ عنہ'' کی طرف سے بیعت کرتا ہوں۔ یہ فضیلت بھی کسی اور کے حصہ میں نہیں آئی۔ اس واقعہ کی تصدیق مندرجہ ذیل احادیثِ مبارکہ سے بھی ہوتی ہے۔

❁ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیعتِ رضوان کا حکم دیا تو اس وقت حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سفیر بن کر مکہ والوں کے پاس گئے ہوئے تھے۔ راوی بیان فرماتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عثمان رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے کاموں میں مصروف ہے' یہ فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کے لیے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارا پس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دستِ مبارک لوگوں کے لیے اپنے ہاتھوں سے (کئی گنا) اچھا تھا۔ (ترمذی)

آپ رضی اللہ عنہ کی ایک فضیلت اور بھی ہے اور وہ یہ کہ جب آپ سفیر بن کر مکہ گئے تو قریشِ مکہ نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ رضی اللہ عنہ خانہ کعبہ کا طواف کر سکتے ہیں' لیکن حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے یہ کہہ کر طواف کرنے سے انکار کر دیا کہ جب تک میرے محبوب حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خانہ کعبہ کا طواف نہیں کریں گے' میں طواف نہیں کروں گا۔

آپ رضی اللہ عنہ کا لقب غنی ہے' آپ رضی اللہ عنہ مال دار تھے' آپ رضی اللہ عنہ کا مال صرف اللہ اور اس کے رسول

Marfat.com

ﷺ کے لیے تھا۔ جب بھی مسلمانوں یا اسلام پر کڑا وقت آیا اور مال کی ضرورت پیش آئی تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور اپنا مال راہِ خدا میں حاضر کر دیا۔

جنگِ تبوک کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس جنگ میں مال خرچ کرنے کی ترغیب فرمائی۔ اس موقع پر صدق و وفا کے پیکر خلیفہ اوّل سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے گھر کا تمام سامان اور مال و اسباب، خلیفہ دوم سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نصف مال لاکر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قدموں میں نچھاور کر دیا۔ اس وقت خلیفہ سوم سیّدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں ایک سو اونٹ سامان سے لدے ہوئے دیتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دوبارہ ترغیب دی تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پھر اٹھے اور کہا کہ میں دوسو اونٹ پھر دیتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پھر ترغیب دی تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تین سو اونٹ مزید دیتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جہاد کیلئے اللہ کے راستہ میں مال خرچ کرنے کیلئے دوبارہ ترغیب دی تو مجسم جود و سخا سیّدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے چوتھی بار کہا کہ میں دوسو اونٹ اور ایک ہزار اشرفیاں مزید دیتا ہوں۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم منبر مبارک سے نیچے تشریف لائے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی اس بے مثال فیاضی و سخاوت پر اس قدر خوش ہوئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اشرفیوں کو اپنے دستِ مبارک سے الٹ پلٹ کرتے تھے اور فرماتے تھے ''ماضر عثمان ما عمل بعد ہذا الیوم'' یعنی آج کے بعد عثمانؓ کا کوئی کام اس کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔ ''اے عثمان رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ نے تیرے تمام گناہ معاف کر دیئے ہیں جو تجھ سے ہو چکے یا قیامت تک ہوں گے''۔

ایک مرتبہ سخت قحط پڑا تمام لوگ پریشان تھے۔ اسی دوران حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ایک ہزار اونٹ غلے سے لدے ہوئے آئے۔ مدینہ کے تمام تاجر جمع ہو گئے، تاجروں نے کئی گنا زیادہ قیمت پر اس غلے کو خریدنے کی کوشش کی لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے تو اس سے بھی زیادہ نفع ملتا ہے۔ تم لوگوں کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے یہ سب غلہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ''فقراءِ مدینہ'' کو دے دیا ہے۔

سیّدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس روز خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک سفید رنگ کے تُرکی گھوڑے پر سوار ہیں اور ایک نور کا لباس زیبِ بدن ہے اور کہیں جانے میں جلدی فرما رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر فدا ہوں، مجھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت کا بڑا شوق و اشتیاق تھا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''مجھے اس وقت جانے میں جلدی ہے کیونکہ عثمان رضی اللہ عنہ نے

Marfat.com

ایک ہزار اونٹ غلہ کے خیرات کیئے ہیں اور خدا تعالیٰ نے اس کو قبول فرمالیا ہے اور اسی صلہ میں جنت کی ایک حور سے ان کا نکاح ہو رہا ہے مجھے ان کی محفلِ عروسی میں شریک ہونا ہے"۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داماد تو تھے ہی اس لحاظ سے گھر کے آدمی تھے لیکن ان کی حیا داری بھی اس بات میں دخل رکھتی تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد ازواجِ مطہرات کو حج کیلئے لے جاتے اور حج کرانے کی ساری ذمہ داریاں آپ رضی اللہ عنہ پوری کرتے اور یہ بڑا اعزاز ہے جو آپ رضی اللہ عنہ کو حاصل ہوا۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو میٹھے پانی کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بڑی دقت و تکلیف تھی صرف ایک میٹھے پانی کا کنواں تھا جس کا نام "بیر رومہ" تھا جو کہ ایک یہودی کی ملکیت میں تھا۔ وہ یہودی جس قیمت پر چاہتا مہنگے داموں پانی فروخت کرتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اس کنویں کو خرید کر اللہ کے راستہ میں وقف کر دے اس کو جنت ملے گی اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس کنویں کو خرید کے وقف کر دیا۔

❁ حضرت ابو اشعث صنعانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے "چند خطباء شام میں کھڑے ہوئے تھے ان میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کئی صحابہ رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ ان میں سے سب سے آخری آدمی کھڑے ہوئے جن کا نام حضرت مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ تھا انہوں نے فرمایا: اگر میں نے ایک حدیث حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہ سنی ہوتی تو میں کھڑا نہ ہوتا (انہوں نے بتایا کہ) حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتنوں کا ذکر فرمایا اور ان کا نزدیک ہونا بیان کیا اتنے میں ایک شخص کپڑے سے سر منہ لپیٹے گزرا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (اس کی طرف اشارہ کرکے) فرمایا: (فتنہ وفساد) کے دن یہ شخص حق اور ہدایت پر ہوگا۔ میں اس کی طرف اٹھا تو دیکھا کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں پھر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ اقدس کی طرف مڑا اور عرض کیا: (یا رسول اللہ!) کیا یہی ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں یہی ہیں۔" (ترمذی، احمد)

❁ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک جنازہ لایا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر نماز پڑھیں مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر نماز نہیں پڑھی۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم نے آپ کو کسی کی نمازِ جنازہ چھوڑتے نہیں دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "یہ شخص عثمان سے بغض رکھتا تھا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے بھی اسے اپنی رحمت سے دور کر دیا۔" (ترمذی، ابن ابی عاصم)

❁ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں "بے شک حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدر والے دن قیام فرما ہوئے اور فرمایا: بیشک عثمان رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کام میں مصروف ہے اور بیشک

Marfat.com

میں اس کی طرف سے بیعت کرتا ہوں اور حضور نبی اکرم ﷺ نے مالِ غنیمت میں سے بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا حصہ مقرر کیا اور ان کے علاوہ جو کوئی اس دن غائب تھا کسی کے لیے حصہ مقرر نہیں کیا۔'' (ابوداؤد، طحاوی)

❁ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں ''حضور نبی اکرم ﷺ نے مجھے فرمایا: میرے صحابہ میں سے کسی کو میرے پاس بلاؤ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلاؤں؟ آپ ﷺ نے منع فرمایا۔ پھر میں نے عرض کیا: عمر رضی اللہ عنہ کو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں' پھر میں نے عرض کیا: آپ کے چچا کے بیٹے علی رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں' پھر میں نے عرض کیا: عثمان رضی اللہ عنہ کو بلاؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں' پس جب وہ آ گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: (اے عائشہ!) ذرا پیچھے ہو (کر بیٹھ) جاؤ پھر آپ ﷺ ان سے سرگوشی فرمانے لگے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا رنگ تبدیل ہونے لگا پھر یومِ دار (جس دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کیا گیا تھا) آیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس میں محصور ہو گئے ہم نے کہا: اے امیر المومنین! آپ قتال نہیں کریں گے؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں بے شک حضور نبی اکرم ﷺ نے مجھے (اس دن کی) وصیت فرمائی تھی اور میں اس وصیت پر صبر کرنے والا ہوں۔'' (احمد، ابو یعلی)

❁ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ''ایک دفعہ ہم حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ مہاجرین کے ایک گروہ کے ساتھ ایک گھر میں تھے اور اس گروہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ' حضرت عمر رضی اللہ عنہ' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ' حضرت علی رضی اللہ عنہ' حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ' حضرت زبیر رضی اللہ عنہ' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بھی تھے تو حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہر آدمی اپنے کفو (برابر) کی طرف کھڑا ہو جائے اور خود حضور نبی اکرم ﷺ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف کھڑے ہو گئے اور انہیں اپنے گلے لگایا اور فرمایا ''اے عثمان رضی اللہ عنہ تو دنیا و آخرت میں میرا دوست ہے۔'' (حاکم، امام ابو یعلی)

❁ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں ''ایک دفعہ حضرت رقیہ بنتِ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائیں اور ان کے ہاتھ میں ایک کنگھا تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور نبی اکرم ﷺ ابھی ابھی میرے پاس سے تشریف لے گئے ہیں۔ میں نے آپ ﷺ کے گیسو مبارک سنوارے ہیں' آپ ﷺ نے فرمایا: اے رقیہ! تم ابو عبداللہ (حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ) کو کیسا پاتی ہو؟ میں نے عرض کیا: بہترین انسان۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کی عزت بجا لاتی رہو بے شک وہ میرے صحابہ میں سے خُلق کے اعتبار سے سب سے زیادہ میرے مشابہ ہے۔'' (احمد، طبرانی)

❁ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں ''حضور نبی اکرم ﷺ ایک باغ میں داخل ہوئے

Marfat.com

اور مجھے باغ کے دروازے کی حفاظت پر مامور فرمایا۔ پس ایک آدمی نے آکر اندر آنے کی اجازت طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اسے اجازت دے دو اور جنت کی بشارت بھی دے دو۔ دیکھا تو وہ حضرت ابوبکرؓ تھے پھر دوسرے شخص نے آکر اجازت طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اسے بھی اجازت دے دو اور جنت کی بشارت دے دو۔ دروازہ کھولا تو وہ حضرت عمرؓ تھے' پھر ایک اور شخص آیا اور اس نے بھی اجازت طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تھوڑی دیر خاموش رہے پھر فرمایا: اسے بھی اجازت دے دو اور جنت کی بشارت دے دو' ان مصائب ومشکلات کے ساتھ جو اِسے پہنچیں گی' دیکھا تو وہ حضرت عثمان بن عفانؓ تھے۔'' (بخاری)

❁ حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ سے روایت ہے'' حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ہر نبی کا ایک رفیق ہوتا ہے اور جنت میں میرا رفیق عثمانؓ ہے۔'' (ترمذی، ابن ماجہ)

❁ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے'' میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ تھا۔ اس دوران ایک آدمی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آیا اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ مصافحہ کیا تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنا ہاتھ اس شخص کے ہاتھ سے اس وقت تک نہ چھڑایا جب تک خود اس آدمی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ہاتھ نہ چھوڑا پھر اس آدمی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ! حضرت عثمانؓ تشریف لائے ہیں' آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: وہ اہلِ جنت میں سے ہے۔'' (طبرانی)

❁ حضرت عبداللہ بن سہرؓ بیان فرماتے ہیں'' بے شک ایک آدمی حضرت سعید بن زیدؓ کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ میں عثمانؓ سے بہت زیادہ بغض رکھتا ہوں اتنا بغض میں نے کسی سے کبھی بھی نہیں رکھا تو حضرت سعید بن زیدؓ نے فرمایا: تو نے نہایت ہی بُری بات کہی ہے' تو نے ایک ایسے آدمی سے بغض رکھا جو کہ اہلِ جنت میں سے ہے۔'' (احمد)

❁ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے'' حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فتنہ کا ذکر کیا اور حضرت عثمان بن عفانؓ کے متعلق فرمایا: اس میں یہ مظلوماً شہید ہوگا۔'' (ترمذی)

❁ حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان فرماتے ہیں میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ حضرت عثمانؓ بن عفانؓ حاضر ہوئے۔ جب وہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قریب ہوئے تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا'' اے عثمان! تمہیں شہید کیا جائے گا جبکہ تم سورۃ البقرہ کی تلاوت کر رہے ہوگے اور تمہارا خون اس آیت:'' پس اب اللہ آپ کو اُن کے شر سے بچانے کے لیے کافی ہوگا اور وہ خوب سننے والا جاننے والا ہے'' (البقرۃ: ۱۳۷) پر گرے گا اور قیامت کے روز تم ہر طرح سے ستائے ہوئے پر حاکم بنا کر اٹھائے جاؤ گے اور

Marfat.com

تمہارے اس مقام و مرتبہ پر مشرق و مغرب والے رشک کریں گے اور تم قبیلہ ربیعہ اور مضر کے لوگوں (کی تعداد) کے برابر لوگوں کی شفاعت کرو گے۔'' (حاکم)

❁ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اے عثمان! اللہ تعالیٰ یقیناً تمہیں ایک قمیض (قمیضِ خلافت) پہنائے گا سو اگر لوگ اسے اتارنا چاہیں تو تم ان کی خاطر اسے مت اتارنا۔'' (ترمذی، ابنِ ماجہ)

❁ حضرت بشیر اسلمی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب مہاجرین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تشریف لائے تو انہیں پانی کی شدید قلت محسوس ہوئی اور قبیلہ بنی غفار کے ایک آدمی کے پاس ایک چشمہ تھا جسے رومہ کہا جاتا تھا اور وہ اس چشمہ کے پانی کا ایک قربہ ایک مد کے بدلے میں بیچتا تھا پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''مجھے یہ چشمہ جنت کے چشمہ کے بدلے میں بیچ دو۔ تو اس شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میری اور میرے عیال (کی گزر بسر) کے لیے اس چشمہ کے علاوہ اور کوئی ذریعہ معاش نہیں ہے' اس لیے میں ایسا نہیں کر سکتا''۔ سو یہ خبر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو انہوں نے اس آدمی سے وہ چشمہ پینتیس ہزار دینار کا خرید لیا اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر میں اس چشمہ کو خرید لوں تو کیا آپ مجھے بھی اس کے بدلہ میں جنت میں چشمہ عطا فرمائیں گے' جس طرح اس آدمی سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تھا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ہاں (عطا کروں گا) تو اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! وہ چشمہ میں نے خرید کر مسلمانوں کے نام کر دیا ہے۔'' (طبرانی)

❁ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''ہر نبی کا اس کی اُمت میں کوئی نہ کوئی دوست ہوتا ہے اور بے شک میرا دوست عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان ہے۔'' (امام ابونعیم، امام دیلمی)

❁ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت فرماتے ہیں ''ہم عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے تشبیہ دیتے ہیں۔'' (امام دیلمی)

ازواج و بناتِ رسول

خلفائے راشدین کے بعد ازواجِ مطہرات اور بناتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔ ان میں دعوت و تبلیغ، رفاقت اور غمگساری کے اعتبار سے بلند مرتبہ اُم المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہیں جو بجا طور پر افضل النسا اور سب سے پہلے ایمان لانے والی اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مددگار اور معاون

Marfat.com

رہیں۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عظمت کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ جب لوگوں نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تکذیب کی آپ رضی اللہ عنہا نے تصدیق کی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہی حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اولاد عطا کی ۔مسلمان ہونے سے پہلے آپ کے سینکڑوں اونٹ تجارت کا مال لے کر جایا کرتے تھے لیکن جب آپ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا تو کفن کے لیے کپڑا تک موجود نہ تھا۔اسلام میں دو ہی شخصیات ایسی ہیں جنہوں نے اسلام کے لیے اپنا سب کچھ قربان کر دیا ایک حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور دوسرے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہٗ۔اور پھر اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہیں جنہوں نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ورثہ علم کی حفاظت کی اور نصف صدی سے زیادہ اس کی ترویج کی۔آپؓ کی روایت کردہ حدیثوں پر ایک تہائی فقہ کی بنیاد ہے۔علمی حیثیت سے اُم سلمیٰ رضی اللہ عنہا کا مقام بھی ممتاز ہے۔بنات میں سب سے بلند مرتبہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہے جن کا ذکر فضائل اہلِ بیتؓ میں ہو چکا ہے۔

عشرۂ مبشرہ

ان کے بعد صحابہ کرام میں عشرۂ مبشرہ ممتاز ہیں۔وہ دس صحابہ کُبّار ہیں جنہوں نے ایک ہی مجلس میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے جیتے جی جنت کی بشارت سنی۔ابتدائی چار خلفاءِ راشدین کے علاوہ اس محفل میں حسبِ ذیل چھ صحابہ بھی مژدۂ جنت کے حامل ہیں۔

۵۔حضرت زبیرؓ ابنِ عوام ۶۔حضرت سعدؓ بن ابی وقاص ۷۔حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف

۸۔حضرت ابوعبیدہؓ ابنِ جراح ۹۔حضرت طلحہؓ ابی عبیداللہ ۱۰۔حضرت سعیدؓ بن زید۔

مہاجرین میں سابقون الاوّلون

فضیلت میں یہ وہ طبقہ ہے جس نے حق کے راستے میں پہل کی، ہر طرح کی مصیبت اور ظلم برداشت کیے۔بڑی استقامت سے اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اپنا ناطہ جوڑے رکھا۔ان میں خلفائے راشدین اور عشرہ مبشرہ کے علاوہ قابلِ ذکر یہ ہیں:

”حضرت زیدؓ ابنِ حارثہ، حضرت بلال حبشیؓ، حضرت عمارؓ ابن یاسر، حضرت خبابؓ ابنِ الارث، حضرت عبداللہؓ بن مسعود، حضرت خالدؓ بن سعید بن العاص، حضرت صہیب رومیؓ، حضرت عثمانؓ بن مظعون، حضرت ارقمؓ بن ارقم، حضرت جعفرؓ بن ابی طالب، حضرت ابوسلمہؓ، حضرت عمرؓ بن عنسہ۔“

Marfat.com

عورتوں میں حضرت عباسؓ کی زوجہ لبابہ رضی اللہ عنہا بنتِ حارث جن کا لقب اُم الفضل تھا، حضرت اسماء بنتِ ابوبکرؓ، حضرت اُمِ رومانؓ، حضرت فاطمہؓ بنتِ خطاب ابتدائی ایمان لانے والوں کی صف میں شامل تھیں۔

انصار میں سابقون الاوّلون اور فضائلِ انصار

نبوت کے گیارہویں سال جب حج کا موسم آیا تو قبیلہ خزرج کے کچھ لوگ آئے جو عقبہ کی گھاٹی پر مکہ سے چند میل دُور ٹھہرے تھے ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تبلیغ کیلئے ان کے پاس بھی پہنچے۔ یہودیوں سے میل جول کی وجہ سے یہ لوگ نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی متوقع بعثت سے باخبر تھے۔ جب انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زبان سے وحی الٰہی کو سنا تو فوراً ایمان لے آئے ان چھ افراد کے نام یہ ہیں:

حضرت ابوامامہؓ بن زُرارہ، حضرت عوفؓ بن الحارث، حضرت رافعؓ بن مالک، حضرت قطبہؓ بن عامر، حضرت عقبہؓ بن عامر، حضرت سعدؓ بن ربیع۔

یثرب جا کر ان پاک سرشت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نورِ ایمان پھیلایا۔ آئندہ سال (12 نبوت میں) حج کے موقع پر 12 افراد آئے۔ ان میں حضرت سعدؓ بن ربیع کے علاوہ باقی پانچ وہی تھے اور مزید سات افراد دولتِ ایمان سے بہرہ ور ہوئے جن کے نام یہ ہیں:۔

حضرت زکوانؓ بن قیس، حضرت عبادہؓ بن صامت، حضرت خالدؓ بن مخلد، حضرت عباسؓ بن عبادہ، حضرت معاذؓ بن الحارث، حضرت ابوالہیثم مالکؓ بن یتہان، حضرت عدیمؓ بن ساعدہ۔

ان سے توحید، اطاعتِ رسول، چوری، زنا، بچیوں کے قتل، جھوٹی تہمت اور چغلی سے اجتناب پر بیعت ہوئی، یہی پہلی بیعت ہے جو بیعتِ عقبہ کہلاتی ہے۔ اس موقع پر ان کی تعلیم اور دعوت کیلئے حضرت مصعبؓ بن عمیر اور عبداللہؓ بن اُمِ کلثوم کو ساتھ بھیجا گیا۔ سن ۱۳ نبوت میں حج کے موقع پر دوسری بیعتِ عقبہ ہوئی اس میں اوس اور خزرج کے کل ۷۲ مرد اور دو عورتیں تھیں۔ یہ اس ارادے سے آئے تھے کہ نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنے شہر یثرب میں ہجرت کی دعوت دیں۔

بیعت ہو چکی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جس طرح عیسیٰ ابنِ مریم علیہ السلام نے اپنے لئے بارہ اشخاص چن لئے تھے اسی طرح جبرائیل علیہ السلام کے اشارے سے میں تم میں سے بارہ نقیب منتخب کرتا ہوں۔ تم یثرب واپس جا کر اشاعتِ اسلام کرو، مکہ والوں کیلئے میں خود یہ کام انجام دوں گا۔''

Marfat.com

ان نقیبانِ انصار میں ۹ لوگ قبیلہ خزرج اور ۳ لوگ قبیلہ اوس کے تھے۔ یہ بارہ نقباء انصار کے سابقون الاوّلون میں فضیلت کے اسی مقام پر ہیں جہاں مہاجرین میں عشرۂ مبشرہ ہیں۔ قبیلہ خزرج کے نقیب یہ افراد ہیں:۔

حضرت اسدؓ بن زراہ، حضرت رافعؓ بن مالک، حضرت عبادہؓ بن صامت، حضرت سعدؓ بن ربیع، حضرت منذرؓ بن عمر، حضرت عبداللہؓ بن رواحہ، حضرت براءؓ بن معرور، حضرت عبداللہؓ عمرو بن حرام، حضرت سعدؓ بن عبادہ۔

تین نقیبان اوس میں:۔

حضرت اسیدؓ بن خضیر، حضرت سعدؓ بن خیثمہ، حضرت ابولہیثمؓ بن یتہان شامل ہیں۔

انصار کی فضیلت کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

❁ حضرت انس ﷺ بیان فرماتے ہیں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''انصار سے محبت ایمان کی علامت ہے اور انصار سے بغض نفاق کی علامت ہے''۔ (متفق علیہ)

❁ اور ایک دوسری روایت میں حضرت انس ﷺ سے مروی ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''منافق کی علامت انصار سے بغض رکھنا اور مومن کی علامت انصار سے محبت کرنا ہے''۔ (امام مسلم)

❁ حضرت براء ﷺ بیان فرماتے ہیں میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا' یا انہوں نے کہا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''انصار سے صرف مومن محبت کرتا ہے اور ان سے بغض صرف منافق رکھتا ہے (اور امام نسائی کی روایت میں ہے کہ ان سے صرف کافر بغض رکھتا ہے) پس جس نے ان سے محبت رکھی اس سے اللہ تعالیٰ نے محبت رکھی اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے اللہ تعالیٰ سے بغض رکھا''۔ (متفق علیہ)

❁ حضرت انس بن مالک ﷺ بیان فرماتے ہیں حضور نبی اکرم ﷺ نے انصار صحابہ کے کچھ بچوں اور عورتوں کو شادی سے آتے ہوئے دیکھا تو حضور نبی اکرم ﷺ کھڑے ہو گئے، آپ ﷺ نے فرمایا ''مجھے لوگوں میں سب سے زیادہ تم محبوب ہو، مجھے لوگوں میں سب سے زیادہ تم محبوب ہو''، آپ ﷺ کی مراد انصار صحابہ رضی اللہ عنہم تھے۔ (متفق علیہ)

❁ حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہم بیان فرماتے ہیں حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''وہ شخص جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ انصار سے بغض نہیں رکھتا''۔ (مسلم، ترمذی، نسائی)

❁ حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان فرماتے ہیں حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''جس شخص نے انصار سے

Marfat.com

محبت کی پس اس نے میری محبت کی خاطر ان سے محبت کی اور جس شخص نے انصار سے بغض رکھا تو اس نے مجھ سے بغض رکھنے کی وجہ سے ان سے بغض رکھا۔'' (طبرانی)

❁ حضرت زید بن ارقم ؓ بیان فرماتے ہیں حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''اے اللہ! انصار اور انصار کے بیٹوں، اور انصار کے پوتوں کی مغفرت فرما۔'' (متفق علیہ)

❁ حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''اے خدا! انصار اور انصار کے بیٹوں اور انصار کی بیویوں اور انصار کی ذرّیت (اولاد) اور وہ انصار جو میرے مخلص دوست اور ہم راز ہیں، ان کی مغفرت فرما اور اگر لوگ کسی ایک گھاٹی کی طرف چلتے اور انصار کسی اور گھاٹی کی طرف چلتے تو میں انصار کی گھاٹی کی طرف چلتا اور اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار میں سے ہی ایک شخص ہوتا۔ (امام احمد، طبرانی)

❁ حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں حضور نبی اکرم ﷺ ہماری طرف تشریف لائے اور فرمایا ''خبردار! بے شک ہر نبی کا کوئی نہ کوئی ترکہ اور جاگیر ہوتی ہے اور بے شک میرا ترکہ اور جاگیر انصار ہیں''۔ (طبرانی، ابونعیم، ضیاء المقدسی)

ہجرت کا شرف حاصل کرنے والے صحابہ

ہجرت کا حکم آیا تو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذوالحجہ کے فوراً بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مقامِ ہجرت کی نشان دہی فرمائی۔ ابتدائی ہجرت کرنے والوں میں حضرت مصعب ؓ بن عمیر اور حضرت عبداللہ ؓ بن اُمِ کلثوم کے بعد حضرت بلال حبشی ؓ، حضرت سعد ؓ بن ابی وقاص اور حضرت عمار ؓ بن یاسر ؓ یکے بعد دیگرے رہ نوردِ شہر یثرب ہوئے۔ پھر بیس آدمیوں کی ایک ٹولی جس میں حضرت عمر فاروقؓ بھی شامل تھے۔ حضرت عمر ؓ نے ہجرت کا ارادہ کیا تو علی الاعلان نکلے جسم کو اسلحہ سے سجایا سب سے پہلے کعبۃ اللہ کا رُخ کیا طواف سے فارغ ہوئے تو صحنِ کعبہ میں جمع قریش کے افراد کو مخاطب کیا فرمایا! ''میں ہجرت کر رہا ہوں جو چاہتا ہے کہ اپنی بیوی کو بیوہ، بچوں کو یتیم اور اپنی ماں کو پیچھے روتا ہوا چھوڑے تو آئے مجھ سے مقابلہ کرے'' کسی نے مقابلہ کی جرأت نہ کی البتہ کچھ کمزور مسلمان آپ ؓ کے ہمسفر ہو گئے۔

حضرت صہیب ؓ غلام تھے مگر بڑے مالدار۔ جب ان کی ہجرت کی خبر کفار کو ہوئی تو سدِراہ ہوئے اور کہا یہ مال لیے کہاں چلے ہو؟ جو یہاں کمایا ہے اسے لے جانے نہیں دیں گے تو فرمایا جب تک میرے ترکش میں آخری تیر ہے کوئی مجھے روک نہ سکے گا۔ ہاں مال و دولت چاہتے ہو تو لے لو اور مجھے جانے دو۔ یوں سب کچھ لٹا

Marfat.com

کرا پنی جان بچا کر قبا میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جا ملے۔ حضور ﷺ نے دیکھا تو فرمایا ''تم نے بڑی پُرمنفعت تجارت کی ہے''۔

ربیع الاوّل کے مہینے میں اللہ کے رسول ﷺ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی معیت میں مکہ سے یثرب کے لئے روانہ ہوئے یہی وہ ہستی ہیں جن کو قرآن صحابیٔ رسول کے نام سے یاد کرتا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفار کی امانتیں واپس کرنے کیلئے مکہ میں چھوڑا۔ قبا میں حضرت کلثومؓ بن ہدم کے گھر پر قیام فرمایا۔ مسجد قبا کی بنیاد ڈالی تین دن کے بعد...... جمعہ کے دن جانبِ یثرب روانہ ہوئے راستے میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنوسالم کے محلے میں نماز ادا فرمائی جو پہلی جمعہ کی نماز تھی۔ اس کے بعد جنوبی سمت سے یثرب میں داخل ہوئے اس دن سے یہ شہر ''مدینۃ النبی'' کہلانے لگا اور اسے یثرب کہنے سے منع کیا گیا۔

مدینہ میں پہلا کام مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعمیر تھی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بے آسرا اور بے سروسامان مہاجرین کی آبادکاری پر توجہ فرمائی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک کے گھر پر مواخات کی غرض سے صحابہ رضی اللہ عنہم کو جمع کیا۔ ان کی تعداد نوے بتائی جاتی ہے جس میں ۴۵ مہاجر اور ۴۵ انصار تھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مہاجر اور ایک انصار میں بھائی چارہ قائم کیا۔ یہ انصار و مہاجرین وہ خوش قسمت ہستیاں ہیں جنہیں دونوں قبلوں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ سابقون الاوّلون میں ایسے تمام صحابیوںؓ کا شمار ہوتا ہے۔

مہاجرین کی فضیلت کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:-

- حضرت عبداللہ بن زید اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اگر ہجرت (کی فضیلت) نہ ہوتی تو میں انصار کا ایک فرد ہوتا''۔ (متفق علیہ)

- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''یا اللہ! میرے اصحاب کی ہجرت قبول فرما اور انہیں ان کی ایڑیوں پر (یعنی کفر و جہالت کی طرف) واپس نہ لوٹانا''۔ (متفق علیہ)

کاتبانِ وحی

بعض علماء نے فضیلت میں مجاہدینِ بدر سے پہلے کاتبانِ وحی کا مقام رکھا ہے مدینہ میں ان کی تعداد ۴۰

Marfat.com

تک پہنچ گئی۔ پہلی وحی کو لکھنے کا شرف حضرت خالدؓ بن سعید بن العاص کو اور آخری وحی لکھنے کا امتیاز حضرت ابی بن کعبؓ کے حصے میں آیا۔

اہلِ بدر

حق و باطل کے پہلے معرکہ ''یوم الفرقان'' میں حصہ لینے والا طبقہ بلند مقامِ فضیلت کا حامل ہے۔ ان کے بارے میں ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہلِ بدر کو دیکھا اور فرمایا ''اب تم جو چاہو کرو میں تم کو بخش چکا ہوں''۔ ایک اور حدیث میں آیا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوچھا آپ ﷺ اہلِ بدر کو مسلمانوں میں کیسا سمجھتے ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، آپ ﷺ نے فرمایا! ''سب مسلمانوں سے افضل سمجھتا ہوں''۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ جو فرشتے میدانِ بدر میں حاضر ہوئے ان کا درجہ بھی ملائکہ میں ایسا ہی سمجھا جاتا ہے۔ ان کا مقام اس لئے بلند ترین ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان مجاہدین کے پچھلے اور اگلے تمام گناہ معاف کر دیئے اور ان پر جنت واجب ہوگی۔ ان کی تعداد عام روایتوں کے مطابق ۳۱۳ ہے۔

اہلِ بدر کی فضیلت کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:-

- حضرت علیؓ سے ایک طویل روایت میں مروی ہے حضور نبی اکرم ﷺ نے اصحابِ بدر کے لیے فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے اہلِ بدر کی طرف توجہ فرمائی اور فرمایا: تم جو عمل کرنا چاہتے ہو کرو بے شک تمہارے لیے جنت واجب ہو چکی ہے یا فرمایا: میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔'' (متفق علیہ)
- حضرت قیسؓ کا بیان ہے حضرت عمرؓ نے بدری صحابہ رضی اللہ عنہم کا پانچ پانچ ہزار درہم سالانہ وظیفہ مقرر فرمایا اور انہوں نے فرمایا کہ میں غزوۂ بدر میں شریک ہونے والے حضرات کو دوسرے اصحاب پر ضرور ترجیح دوں گا۔ (بخاری)
- حضرت جابرؓ بیان فرماتے ہیں حضرت حاطبؓ کا ایک غلام حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضرت حاطبؓ کی شکایت کرتے ہوئے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! حاطب دوزخ میں داخل ہو جائے گا، حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''تم جھوٹے ہو، وہ دوزخ میں داخل نہیں ہوگا کیونکہ وہ جنگِ بدر اور حدیبیہ میں شریک ہوا''۔ (مسلم، ترمذی، نسائی، احمد)
- حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؓ بیان فرماتے ہیں حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے حضرت خالد

بن ولیدؓ کی شکایت حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں کی تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اے خالد! تم اہلِ بدر میں شامل شخص کو کیوں تکلیف دیتے ہو اگر تم اُحد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کرو تو ان کے اس ایک عمل کے اجر کو نہیں پا سکتے''، حضرت خالد بن ولیدؓ نے عرض کیا ''یارسول اللہ! انہوں نے مجھ سے جھگڑا کیا تھا تو میں نے انہیں جواب دیا ہے''۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''خالدؓ کو تکلیف مت دو کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے کفار کے سروں پر مسلط کر رکھا ہے''۔ (ابن حبان، طبرانی)

اہلِ اُحد

اہلِ بدر کے بعد فضیلت کے اعتبار سے وہ مجاہدین ہیں جو غزوہ اُحد میں شریک رہے۔ میدانِ جنگ میں تو ایک ہزار مجاہدین آئے تھے لیکن راس المنافقین عبداللہ ابی صلول عین وقت پر اپنے تین سو ساتھیوں کے ساتھ پیٹھ پھیر کر چلا گیا۔ اس طرح اہلِ ایمان کی تعداد ۷۰۰ ہوئی۔

شرکائے خندق

۵ھ میں مدینے کو قریش اور عرب قبائل نے گھیر لیا مسلمانوں نے اپنے شہر کے تین طرف ایک خندق کھودی اور کئی دنوں تک محصور رہے اس میں حصہ لینے والے صحابہؓ فضیلت میں اہلِ اُحد کے بعد ہیں۔

بیعتِ رضوان کرنے والے صحابہ

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب دیکھا کہ کعبۃ اللہ کی زیارت کر رہے ہیں خواب کو حقیقت میں تبدیل کرنے کیلئے نکلے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک روایت کے مطابق ۱۴ سو اور دوسری روایت کے مطابق ۱۶ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے۔ حدیبیہ کے مقام پر کارواں ٹھہرا۔ حضرت عثمان غنیؓ سفیر بنا کر مکے بھیجے گئے۔ خبر آئی کہ وہ شہید کر دیئے گئے۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ببول کے پیڑ کے نیچے حضرت عثمان غنیؓ کے خون کا بدلہ لینے کیلئے صحابہؓ سے بیعت لی یہ اصحاب بڑے صاحبِ فضیلت ہیں۔

اس واقعہ پر اللہ تعالیٰ نے سورہ فتح میں ارشاد فرمایا ''بے شک اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں سے خوش ہوا۔ جبکہ یہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے اور ان کے دلوں میں جو کچھ تھا وہ اللہ کو بھی معلوم تھا بس اللہ نے انہیں تسکین عطا فرمائی اور فتح بھی دے دی''۔

بیعتِ رضوان کے موقع پر موجود صحابہ کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

Marfat.com

✿ حضرت جابر بن عبداللہؓ سے مروی ہے حضور نبی اکرم ﷺ نے حدیبیہ کے دِن ہمیں فرمایا ''تم زمین پر بسنے والوں میں سب سے بہتر ہو اور ہم چودہ سو افراد تھے اور اگر آج میں (یعنی حضرت جابر بن عبداللہ جو کہ اس وقت نابینا ہو چکے تھے) دیکھ سکتا ہوتا تو تمہیں اس درخت کی جگہ دکھا دیتا۔'' (متفق علیہ)

فتح مکہ

سورہ حدید میں ارشاد فرمایا گیا ''جن لوگوں نے فتح مکہ سے پہلے اللہ کے راستے میں خرچ کیا اور جہاد کیا، وہ ان لوگوں کے برابر نہیں ہو سکتے جنہوں نے فتح مکہ کے بعد خرچ کیا اور جہاد کیا''۔ فتح مکہ سے پہلے خرچ کرنے والے اور جہاد کرنے والے ان لوگوں سے زیادہ بلند ہیں جنہوں نے فتح کے بعد خرچ کیا اور جہاد کیا۔

شانِ صحابہ

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جب اعلانِ نبوت فرمایا تو زمینِ مکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دشمن بن گئی یہ اعلان اہلِ قریش کے لئے بالکل غیر متوقع تھا وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ ''صادق وامین'' یکا یک اِن کے نظامِ باطل کے لئے خطرہ بن جائے گا وہ ''شرم وحیا'' کا پُتلا جس کی نگاہیں ہمیشہ نیچی رہتی تھیں اُن کے آباؤ اجداد کے مذہب اور نظام کو چیلنج کرے گا۔ اعلانِ اسلام کا صاف مطلب یہ تھا کہ نہ صرف قریش، اہلِ مکہ بلکہ پورے عرب معاشرے کے ساتھ اعلانِ جنگ کیا جا رہا ہے۔ تمام اہلِ عرب ایک طرف اور اللہ تعالیٰ کا حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک طرف۔ یہ بڑا سخت وقت تھا ایسے حالات میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حمایت کرنا یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہاتھ پر اسلام قبول کرنے کا مطلب موت تھا۔ مگر یہ نفوسِ قدسیہ ایک ایک کر کے جان ہتھیلی پر لے کر نکلے۔ اللہ تعالیٰ کے رسول کے مددگار، ساتھی اور ہمراز بنے۔ انہوں نے ہر مصیبت، دکھ، تکلیف کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا ہر آزمائش کا مردانہ وار مقابلہ کیا انہیں ستایا گیا، کوڑوں کی ضربیں لگائی گئیں، دہکتے انگاروں پر لٹایا گیا، زنجیریں باندھ کر تپتی ہوئی صحرا کی ریت پر کھینچا گیا، تختہ دار پر چڑھایا گیا، لوہے کے اوزار گرم کر کے داغ لگائے گئے، پتھروں کے نیچے دبایا گیا، غرض ظلم وستم کا ہر پہاڑ توڑا گیا لیکن یہ ظلم وستم اِن نفوسِ قدسیہ کو، تاریخ جن کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام سے یاد کرتی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رفاقت سے علیحدہ نہ کر سکا۔ یہ لوگ آپ ﷺ کے ایسے ساتھی اور رفیق تھے کہ دِن رات کا کوئی لمحہ ایسا نہ تھا جس میں یہ آپ ﷺ سے جدا ہوتے ہوں۔ یہ تعلق یا قبولِ اسلام کا معاملہ نہ تھا بلکہ ''عشق'' کا معاملہ تھا اِن کے قلوب کو یہ گوارا ہی نہ تھا کہ ''محبوب ﷺ'' آنکھوں سے اوجھل ہو۔ عشق کے ان آداب کو

Marfat.com

قرآنِ کریم نے یوں بیان کیا ہے:-

''اے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے عزیز و اقارب اور تمہارے وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور تمہارے وہ کاروبار جن کے کم ہو جانے کا تم کو ڈر ہے اور تمہارے وہ گھر جو تم کو بہت پسند ہیں تم کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عزیز تر ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ سامنے لے آئے۔ (توبہ 24)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں کا اگر مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ انہوں نے اسلام کے لئے مندرجہ بالا آیت مبارکہ کے ایک ایک حکم پر عمل کیا اور راہِ حق میں کامیاب و کامران ہو کر نکلے۔

محبتِ صحابہ اور سلطان العارفین

حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ عظمت، فضیلت اور محبتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے قائل ہیں آپ رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بغض رکھنے والا یا اُن کی تنقیص کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہے آپ رحمتہ اللہ علیہ اپنی تعلیمات میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں فرماتے ہیں:-

❁ ''یاد رکھ جب حق سبحانہٗ تعالیٰ نے خود کو ظاہر کرنا چاہا تو اپنی ذات سے اسمِ اَللّٰہُ کو ظاہر فرمایا جس سے نورِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ظاہر ہو گیا اور جب اپنی ہی قدرتِ توحید سے نورِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے اس آئینے میں دیکھا تو دیکھتے ہی خود پر مائل و مشتاق و عاشق و دیوانہ ہو گیا اور ربّ الارباب حبیب اللہ کا خطاب پایا اور نورِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) سے اٹھارہ ہزار عالم کی کُل مخلوقات پیدا ہوئیں۔ حدیثِ قدسی میں فرمانِ الٰہی ہے: ''محبوب (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نہ ہوتے تو میں اپنی ربوبیت ہی ظاہر نہ کرتا'' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جس نے سب سے پہلے کلمہ طیب پڑھا وہ خود اللہ تعالیٰ نے پڑھا پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی روحِ مبارک نے پڑھا اور پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روحِ مبارک شکمِ مادر ہی میں مسلمان ہوئی اور کلمہ طیب کو پڑھا اس کے بعد دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم معجزۂ ایمان سے مشرف ہوئے۔'' (عین الفقر باب اوّل)

حضرت سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کے اس فرمان کی تصدیق ''عظمتِ صحابہ رضی اللہ عنہم'' کے باب میں بیان کی گئی حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی حدیث مبارک سے بھی ہوتی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو صحابیت کا درجہ عالمِ ارواح سے ہی حاصل ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تمام مخلوق میں اوّلین ہیں جنہوں نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر عالمِ ارواح میں ہی کلمہ طیب پڑھ لیا تھا اور اُن کو ازل سے ابد تک صحابیت کا درجہ

Marfat.com

حاصل ہے۔

حضرت سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ طالبِ مولیٰ کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں "طالبِ مولیٰ کے معنی کیا ہیں؟ دِل کا طواف کرنے والا اہلِ ہدایت، جس کے دِل میں صدق ہو جیسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ صاحب عدل، جیسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ صاحبِ حیا، جیسے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ صاحبِ غزا (جہاد کرنے والا) وصاحبِ رضا۔" (عین الفقر)

❁ چار صفات چار صحابہ رضی اللہ عنہم کو حاصل ہیں۔ صدق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کو، محاسبہ نفس اور عدل حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہٗ کو، سخاوت وحیا حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہٗ کو اور علم وفقر حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو۔ (اسرارِ قادری)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک عظمت اور بھی ہے کہ آقا پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم انبیاء کے سردار اور امام ہیں اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ساتھی اور رفیق بھی تمام انبیاء کے رفقاء اور ساتھیوں سے اعلیٰ ملے اس لیے کوئی نبی اور مرسل آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے رفقاء (صحابہؓ) کے معاملہ میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔

حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

❁ جان لے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ شریعت ہیں، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ طریقت ہیں، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ حقیقت ہیں، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم معرفت ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سِرّ ہیں۔ (عین الفقر)

❁ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ صدق ہیں، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ عدل ہیں، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ حیا ہیں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم جود و کرم ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فقر ہیں۔ (عین الفقر)

❁ صدیقؓ صدق و عدل عمرؓ و پُر حیا عثمانؓ بود   گوئے فقرش از پیغمبر شاہِ مرداں می ربود

ترجمہ: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ صاحبِ صدق ہوئے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ صاحبِ عدل ہوئے، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ صاحبِ حیا ہوئے اور شاہِ مرداں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فقر کی بازی جیتی۔ (عین الفقر)

❁ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ہوا ہیں، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ پانی ہیں، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ آگ ہیں، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم خاک ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اربعہ

Marfat.com

عناصر کے اس مجموعے کی جان ہیں۔ (باب نہم عین الفقر)

❁ ''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی غذا دِن رات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیدار تھا۔'' (کلید التوحید خورد)

یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم کی روح کی غذا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیدار تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دیدار ہی سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ارواح نے فنا فی اللہ بقا باللہ کا مقام حاصل کر لیا اور اُن کو وہ مراتب حاصل ہو گئے کہ ازل سے ابد تک کسی نبی کے صحابی، حواری یا ساتھی کو حاصل نہ ہوئے اور نہ ہی آئندہ کسی ولی یا فقیر کو حاصل ہوں گے۔ ایک روایت میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں اس طرح بے حس و حرکت بیٹھتے تھے کہ ان کے سروں پر چڑیاں آ کر بیٹھ جاتی تھیں جو ذرا سی حرکت ہوتی تو اُڑ جاتی تھیں یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دیدارِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں اس طرح غرق ہوتے تھے کہ انہیں اپنی بھی خبر نہیں ہوتی تھی۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

❁ مرشدِ کامل کو اللہ تعالیٰ کے حبیب محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی مثل ہونا چاہیے اور طالبِ مولیٰ کو اُن صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جانثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مثل ہونا چاہیے کہ جن کا وظیفہ ہر وقت دیدارِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تھا اور جو ہمیشہ کفر و شرک و بدعت سے استغفار کرتے رہتے تھے جس شخص کا عمل شرعِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف ہو وہ ملعون مرشدی کے لائق کہاں ہو سکتا ہے۔ کیونکہ راہِ مرشدی تو نکلتی ہی شریعتِ قرآن سے ہے اسی کو فنا فی اللہ کہا جاتا ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ جب کوئی طالب باطن میں مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں داخل ہوتا ہے تو چار نظریں اس پر اثر انداز ہوتی ہیں حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی تاثیرِ نظر سے اس کے وجود میں صدق پیدا ہوتا ہے اور جھوٹ و نفاق اس کے وجود سے نکل جاتا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تاثیرِ نظر سے اُس کے وجود میں عدل اور محاسبہ نفس کی قوت پیدا ہوتی ہے اور اس کے وجود سے خطرات و ہوائے نفسانی کا مکمل طور پر خاتمہ ہو جاتا ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تاثیرِ نظر سے اُس کے وجود میں ادب و حیا پیدا ہوتی ہے اور بے ادبی و بے حیائی اس کے وجود سے نکل جاتی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تاثیرِ نظر سے اس کے وجود میں علم و ہدایت و فقر پیدا ہوتا ہے اور جہالت اور حُبِ دنیا سے اس کا وجود پاک ہو جاتا ہے اس کے بعد وہ اس لائق بنتا ہے کہ اس کو تلقین کی جائے پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اُسے دستِ بیعت فرما کر مرشدی کے لازوال و لاتخف و لاتحزن و لارجعت مراتب تک پہنچاتے ہیں۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے پاس چار قسم کے لشکر تھے ایک صحابہ کرامؓ کا لشکر، دوسرا فرشتوں اور شہیدوں کا لشکر، تیسرا عِلم کا لشکر، چوتھا خُلق و حِلم کا لشکر، ان میں سے دو لشکر ظاہر کے تھے یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم،

Marfat.com

ملائکہ وشہدا کے لشکر اور دو لشکر باطن کے تھے یعنی عِلم وخُلق وحِلم کے لشکر...... جنہیں دین عزیز تھا انہیں ابوجہل نے دین کے بدلے مال وزر اور حکمرانی کی پیش کش کی لیکن انہوں نے اس طرف دیکھنا بھی گوارا نہ کیا اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی راہ میں جان تک قربان کر دی اور بعض لوگوں نے منافقت سے کام لیا وہ کبھی مومن بن جاتے کبھی کافر ہو جاتے اور کبھی تذبذب کا شکار ہو جاتے۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے کعبہ سے کوچ کیا اور مدینہ کی طرف ہجرت کی تو ہر اہلِ محبت اور جانثار صحابی رضی اللہ عنہ نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اتباع میں ہجرت کی کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اپنی جان ومال اور سر قربان کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے تھے اس کے برعکس جن لوگوں پر اپنے وطن، اپنی زمین، اپنے مال، اپنی دولت اور اپنے قرابت داروں کی محبت غالب آ گئی وہ خدمتِ ہجرت سے جُدا اور محروم رہے لیکن وہ اصحابؓ جو اہلِ محبت تھے اور طائفہ فقر میں سے تھے پکے عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تھے اس لئے وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ ہی ہجرت کر گئے جو بھی سنتِ ہجرت سے محروم رہا طمعِ دنیا کی وجہ سے رہا۔ (عین الفقر)

عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ وہ گروہ ہے جن کی ہمسری کا تصور بھی ناممکنات میں سے ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت اور فضیلت کا منکر اور اُن سے بغض رکھنے والا مردود، ملعون، لعنتی اور رافضی ہے۔

Marfat.com

باب 18

سیّدنا غوثُ الاعظم رضی اللہ عنہ

سیّد الکونین، سلطانُ الاولیاء، نورِ مطلق، محبوبِ سبحانی، غوثِ صمدانی، قطبِ ربانی، شہبازِ لامکانی، شیخ محی الدین سیّدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ یکم رمضان المبارک 470ھ (17 مارچ 1078ء) بروز جمعتہ المبارک عالمِ وحدت سے عالمِ ناسوت میں تشریف لائے۔

آپ رضی اللہ عنہ کے والد ماجد حضرت سیّدنا ابوصالح موسیٰ جنگی رحمتہ اللہ علیہ حسنی اور والدہ ماجدہ اُم الخیر سیّدہ فاطمہ رحمتہ اللہ علیہا حسینی سیّد ہیں گویا آپؒ نجیب الطرفین سیّد ہیں۔

زمانہ رضاعت

سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ مادر زاد ولی تھے اور ولی بھی وہ کہ جن کے سر پر اولیاء اللہ واقطابِ زمانہ کی صدارت کا تاج رکھا جاتا تھا۔ شبِ ولادت کی صبح رمضان المبارک کی سعادتوں اور برکتوں کو اپنے جلو میں لئے ہوئے تھی گویا یکم رمضان المبارک اس دنیائے رنگ وبو میں آپؒ کی آمد کا پہلا دن تھا۔ پورے رمضان شریف میں یہ حالت رہی کہ دن بھر مطلق دودھ نہیں پیتے تھے۔ جس وقت افطار کا وقت ہوتا دودھ منہ میں لے لیتے۔ نہ وہ عام بچوں کی طرح روتے چلاتے تھے اور نہ کبھی ان کی طرف سے دودھ کیلئے بے چینی کا اظہار ہوا۔ آپؒ کی والدہ ماجدہ کا بیان ہے کہ زمانہ رضاعت میں عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے دو رمضان المبارک گزارے۔ ان دونوں مقدس مہینوں میں آپ رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا کہ آغاز سے اختتام تک پورے دن روزے سے رہتے تھے اور

Marfat.com

افطار کے وقت سے پہلے دودھ کی طرف بالکل توجہ نہیں دیتے تھے۔

داغِ یتیمی

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے ابھی ہوش نہیں سنبھالا تھا کہ انہیں ایک صدمہء جانکاہ سے دوچار ہونا پڑا۔ یعنی ان کے والد ماجد حضرت شیخ ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ نے اچانک پیغامِ اجل کو لبیک کہا اور اس طرح آپ رضی اللہ عنہ اپنے ہادی و آقا جناب سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مانند بالکل کمسنی میں دُرِ یتیم بن گئے۔ اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کے نانا حضرت سیّد عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ زندہ تھے۔ انہوں نے یتیم نواسے کو اپنی سرپرستی میں لے لیا۔ حضرت عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے ایک بہت بڑے ولی اللہ تھے۔ یہ انہی کا فیضان تھا کہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ اور والد ماجد نے علم و عرفان کی انتہائی بلندیوں کو چھولیا تھا۔ اب حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا ان کے سایہء عاطفت میں آنا کسی سِرِّ الٰہی کی غمازی کر رہا تھا۔ حضرت عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی فرزند نہیں تھا انہوں نے اپنی تمام تر پدرانہ شفقت یتیم نواسے کیلئے وقف کردی۔ ان کی فراستِ باطنی نے معلوم کر لیا تھا کہ اس نونہال کی جبینِ سعادت میں نورِ ولایت چمک رہا ہے اس لئے فیضانِ باطنی سے انہوں نے ننھے عبدالقادر رضی اللہ عنہ کو خوب خوب سیراب کیا۔ گویا حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے استاد اور مرشدِ اوّل حضرت سیّد عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ جیسے جلیل القدر عارفِ زمانہ تھے۔

آغازِ تعلیم

جیلان میں ایک مقامی مکتب تھا۔ جب حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی عمر پانچ برس (اور بعض روایتوں کے مطابق سوا چار برس) کی ہوئی تو آپؒ کی والدہ محترمہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو اس مکتب میں بٹھا دیا۔ حضرت کی ابتدائی تعلیم اسی مکتب مبارک میں ہوئی۔ اس مکتب میں آپ رضی اللہ عنہ کے اساتذہ یا استاد کون تھے۔ کتبِ تاریخ و سیر اس بارے میں خاموش ہیں۔ دس برس کی عمر تک آپ رضی اللہ عنہ کو ابتدائی تعلیم میں کافی دسترس ہوگئی۔ اس عمر میں انہیں ایک عجیب مشاہدہ ہوا کہ جب وہ مکتب میں جاتے تو اپنے پیچھے عجیب نورانی صورتوں کو چلتا دیکھتے، جب مدرسے پہنچتے تو ان صورتوں کو یہ کہتے ہوئے سنتے ''اللہ کے ولی کو جگہ دو۔ اللہ کے ولی کو جگہ دو''

آپ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے شیخ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے

Marfat.com

دریافت کیا گیا کہ آپ رضی اللہ عنہ کو اپنے ولی ہونے کا علم کب ہوا؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب میں دس برس کا تھا اور اپنے شہر کے مکتب میں جایا کرتا تھا تو فرشتوں کو اپنے پیچھے اور ارد گرد چلتے دیکھتا اور جب مکتب میں پہنچ جاتا تو وہ بار بار یہ کہتے کہ اللہ کے ولی کو بیٹھنے کیلئے جگہ دو' اللہ کے ولی کو بیٹھنے کیلئے جگہ دو۔'' اسی واقعہ کو بار بار دیکھ کر میرے دل میں یہ احساس پیدا ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے درجہ ولایت پر فائز کیا ہے۔

والدہ کی نصیحت

مقامی مدرسہ میں تعلیم کی تکمیل کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے والدہ ماجدہ سے تحصیل و تکمیلِ علوم کے لیے بغداد جانے کی اجازت طلب فرمائی کہ وہاں کے مدارس و مکاتب کا پورے عالم میں شہرہ تھا۔ سیّدہ فاطمہ رحمتہ اللہ علیہا کی عمر اٹھتر برس کے قریب تھی۔ مشفق باپ سیّد عبداللہ صومعی رحمتہ اللہ علیہ اور شوہر سیّد ابو صالح رحمتہ اللہ علیہ کا سایہ سر سے اُٹھ چکا تھا۔ ضعیف العمری کے اس عالم میں ان کی امیدوں کا مرکز سیّدنا عبدالقادر رضی اللہ عنہ ہی تھے۔ جوان فرزند کا ایک لمحہ کیلئے آنکھوں سے اوجھل ہونا گوارا نہ تھا اور پھر بغداد کا سفر کوئی معمولی سفر نہیں تھا۔ دورِ حاضرہ کے ذرائع آمدورفت کا اس وقت تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ لوگ قافلوں کی صورت میں پیدل یا اونٹوں اور گھوڑوں پر سفر کیا کرتے تھے۔ بغداد جیلان سے کم وبیش چار سو میل کی دوری پر تھا...... سفر میں ہزار ہا صعوبتیں اور خطرات پنہاں تھے لیکن جس بلند مقصد کیلئے سیّدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے بغداد جانے کا اظہار کیا تھا اس سے ام الخیر سیّدہ فاطمہ رحمتہ اللہ علیہا جیسی پاک باطن ماں بھلا اپنے فرزند کو کیسے روک سکتی تھیں۔ پُرنم آنکھوں سے لختِ جگر کے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا۔ ''میری آنکھوں کے نور تیری جدائی تو ایک لمحہ کیلئے بھی مجھ سے برداشت نہیں ہو سکتی لیکن جس مبارک مقصد کیلئے تم بغداد جانا چاہتے ہو میں اس کے راستے میں حائل نہیں ہوں گی۔ حصول و تکمیلِ علم ایک مقدس فریضہ ہے۔ میری دعا ہے کہ تم ہر قسم کے علوم ظاہری و باطنی میں درجہ کمال حاصل کرو۔ میں تو شاید اب جیتے جی تمہاری صورت نہ دیکھ سکوں گی لیکن میری دعائیں ہر حال میں تیرے ساتھ رہیں گی۔''

سیّدہ فاطمہ رحمتہ اللہ علیہا نے زادِ راہ چالیس دینار سیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی بغل کے نیچے آپ کی گدڑی میں سی دیئے اور پھر ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔

جب گھر سے رخصت ہونے کا وقت آیا تو سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''اے لختِ جگر میری ایک نصیحت یاد رکھنا ہمیشہ سچ بولنا اور جھوٹ کے نزدیک بھی نہ پھٹکنا۔''

Marfat.com

سیّدنا غوث الاعظمؓ نے عرض کیا:

''مادرِ محترمہ! میں صدقِ دل سے عہد کرتا ہوں کہ ہمیشہ آپ کی نصیحت پر عمل کروں گا۔''

پھر سیّدہ فاطمہ رحمتہ اللہ علیہا اپنے نورالعین کو رخصت کرنے کیلئے گھر سے باہر تشریف لائیں ....ان کو گلے لگایا اور پھر ایک سرد آہ کھینچ کر فرمایا۔

''جاؤ تمہیں خدا کے سپرد کیا۔ وہی تمہارا حافظ و ناصر ہے۔''

بغداد آمد

سفرِ بغداد اور قزاقوں کا حملہ

والدہ ماجدہ سے رخصت ہو کر سیّدنا غوث الاعظم بغداد جانے والے ایک قافلہ کے ساتھ ہو لیئے۔ اس دور میں طویل بیابانی راستوں میں تنہا سفر کرنا ممکن نہ تھا۔ لوگ قافلے بنا کر سفر کیا کرتے تھے۔ اگرچہ اپنی حفاظت کا مقدور بھر اہتمام کرتے تھے پھر بھی بعض قافلے رہزنوں کے مضبوط جتھوں کی ستم آرائیوں کا نشانہ بن جاتے تھے۔ حضرت غوث الاعظمؓ کا قافلہ ہمدان کے مشہور شہر تک بخریت پہنچ گیا لیکن جب ہمدان سے آگے ترتنک کے سنسان کوہستانی علاقہ میں پہنچا تو ساٹھ قزاقوں کے ایک جتھے نے قافلے پر حملہ کر دیا۔ اس جتھے کا سردار ایک طاقت ور قزاق احمد بدوی تھا۔ قافلے کے لوگوں میں ان خونخوار قزاقوں کے مقابلہ کی سکت نہیں تھی۔ قزاقوں نے قافلہ کا تمام مال و اسباب لوٹ لیا اور اسے تقسیم کیلئے ایک جگہ ڈھیر کر دیا۔ حضرت غوث الاعظمؓ اطمینان سے ایک طرف کھڑے رہے۔ لڑکا سمجھ کر کسی نے آپؓ سے کچھ تعرض نہ کیا۔ اتفاقاً ایک ڈاکو کی نظر ان پر پڑی اور آپؓ سے پوچھا ''کیوں لڑکے تیرے پاس بھی کچھ ہے۔ آپؓ نے بلا کسی خوف و ہراس اطمینان سے جواب دیا ''ہاں میرے پاس چالیس دینار ہیں'' ڈاکو کو آپؓ کی بات پر یقین نہ آیا اور وہ آپ پر ایک نگاہِ استہزا ڈالتا ہوا چلا گیا۔

پھر ایک دوسرے قزاق نے بھی آپؓ سے دریافت کیا ''لڑکے تیرے پاس کچھ ہے'' آپؓ نے اسے بھی وہی جواب دیا کہ ہاں میرے پاس چالیس دینار ہیں۔ اس قزاق نے بھی آپؓ کی بات کو ہنسی میں اڑا دیا اور اپنے سردار کے پاس چلا گیا۔ پہلا قزاق وہاں پہلے ہی موجود تھا اور لوٹ کے مال کی تقسیم ہو رہی تھی۔ ان

Marfat.com

دونوں قزاقوں نے سرسری طور پر اس لڑکے کا واقعہ اپنے سردار کو سنایا۔ سردار نے کہا اس لڑکے کو ذرا میرے سامنے لاؤ۔ دونوں ڈاکو بھاگتے ہوئے گئے اور سیّدنا غوث الاعظم ﷛ کو پکڑ کر اپنے سردار کے پاس لے گئے جو ایک ٹیلے پر اپنے ہمراہیوں کے ساتھ لوٹا ہوا مال تقسیم کرنے کیلئے بیٹھا تھا۔

ڈاکوؤں کے سردار نے اس فقیر منش نوجوان لڑکے کو دیکھ کر پوچھا ''لڑکے سچ بتلا تیرے پاس کیا ہے۔''

حضرت غوث الاعظم ﷛ نے جواب دیا۔ ''میں پہلے بھی تیرے دو ساتھیوں کو بتا چکا ہوں کہ میرے پاس چالیس دینار ہیں۔''

سردار نے کہا ''کہاں ہیں؟ نکال کر دکھاؤ''

آپ ﷛ نے فرمایا۔ ''میری بغل کے نیچے گدڑی میں سلے ہوئے ہیں۔''

سردار نے گدڑی کو ادھیڑ کر دیکھا تو اس میں سے واقعی چالیس دینار نکل آئے۔ ڈاکوؤں کا سردار اور اس کے ساتھی یہ ماجرا دیکھ کر سکتے میں آ گئے۔ قزاقوں کے قائد احمد بدوی نے استعجاب کے عالم میں کہا۔ لڑکے تمہیں معلوم ہے کہ ہم رہزن ہیں اور مسافروں کو لوٹ لیتے ہیں پھر بھی تم ہم سے مطلق نہیں ڈرے اور ان دیناروں کا بھید ہم پر ظاہر کر دیا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

سیّدنا غوث الاعظم ﷛ نے فرمایا ''میری پاکباز اور ضعیف العمر والدہ نے گھر سے چلتے وقت نصیحت کی تھی کہ ہمیشہ سچ بولنا۔ بھلا والدہ کی نصیحت میں چالیس دیناروں کی خاطر کیوں کر فراموش کر سکتا ہوں۔''

یہ الفاظ نہیں تھے حق و صداقت کے ترکش سے نکلا ہوا ایک تیر تھا جو احمد بدوی کے سینہ میں پیوست ہو گیا۔ اس پر رقت طاری ہو گئی۔ اشکہائے ندامت نے دل کی شقاوت اور سیاہی دھو ڈالی۔ روتے ہوئے بولا ''آہ! اے بچے تم نے اپنی ماں کے عہد کا اتنا پاس رکھا حیف ہے مجھ پر کہ اتنے سالوں سے اپنے خالق کا عہد توڑ رہا ہوں۔''

یہ کہہ کر اتنا رویا کہ گھگھی بندھ گئی۔ پھر بے اختیار سیّدنا غوث الاعظم ﷛ کے قدموں پر گر پڑا اور رہزنی کے پیشہ سے توبہ کی۔ اس کے ساتھیوں نے یہ ماجرا دیکھا تو ان کے دل بھی پگھل گئے اور سب نے بیک زبان کہا ''اے سردار تو رہزنی میں ہمارا قائد تھا اور اب توبہ میں بھی تو ہمارا پیش رو ہے۔''

غرض ان سب نے بھی سیّدنا غوث الاعظم ﷛ کے ہاتھ پر توبہ کی اور لوٹا ہوا تمام مال قافلے کو واپس دے دیا۔ کہتے ہیں کہ یہ سب قزاق اس توبہ کی بدولت درجہ ولایت تک پہنچے۔ سیّدنا غوث الاعظم ﷛ فرماتے ہیں کہ یہ پہلی توبہ تھی جو گمراہ لوگوں نے میرے ہاتھ پر کی۔

Marfat.com

بغداد میں ورودِ مسعود

قزاقوں کے واقعہ کے بعد سارے راستے میں قافلے کو کوئی خطرہ پیش نہ آیا اور وہ بخیر وعافیت بغداد پہنچ گیا۔ اس طرح 488ھ میں ارضِ بغداد نے سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے قدم چومے۔ اس وسیع وعریض شہر میں آپ بالکل اجنبی تھے، کوئی رشتہ دار اور شناسا نہ تھا۔ والدہ ماجدہ کے دیئے ہوئے چالیس دینار راستے میں خرچ ہو چکے تھے۔ اب دولتِ فقر کے سوا کچھ بھی پاس نہ تھا۔

تحصیل و تکمیل علوم

جلیل القدر اساتذہ

بغداد میں پہنچنے کے چند دن بعد سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ وہاں کے مدرسہ نظامیہ میں داخل ہو گئے۔ یہ مدرسہ دنیائے اسلام کے علوم وفنون کا مرکز تھا اور بڑے بڑے نامور اساتذہ اور آئمۂ فن اس سے وابستہ تھے۔ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نہ صرف اس جوئے علم سے خوب خوب سیراب ہوئے بلکہ مدرسہ کے اوقات سے فراغت پا کر اس دور کے دوسرے علماء سے بھی خوب استفادہ کیا۔ گویا تحصیلِ علم کے معاملہ میں آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے طبعی زہد وقناعت سے بالکل کام نہ لیا۔ آپؓ کے اساتذہ میں ابوالوفا علی بن عقیل، ابو غالب محمد بن حسن باقلانی، ابوزکریا یحییٰ بن علی تبریزی، ابوسعید بن عبدالکریم، ابوالغنائم محمد بن علی بن محمد، ابوسعید بن مبارک مخزومیؒ اور ابوالخیر حماد بن مسلم الدباسؒ جیسے نامور علماء وآئمہ فن کا نام نظر آتا ہے۔ علمِ قرآت، علمِ تفسیر، علمِ حدیث، علمِ فقہ، علمِ لغت، علمِ شریعت، علمِ طریقت غرض کوئی ایسا علم نہ تھا جو آپؓ نے اس دور کے باکمال اساتذہ وآئمہ سے حاصل نہ کیا ہو اور صرف حاصل ہی نہیں کیا بلکہ ہر علم میں وہ کمال پیدا کیا کہ تمام علمائے زمانہ سے سبقت لے گئے۔ ایک روایت ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے قرآنِ حکیم جیلان میں حفظ کر لیا تھا۔ البتہ علم قرآن یعنی تفسیر وقرآت وغیرہ کی تحصیل وتکمیل آپ رضی اللہ عنہ نے بغداد میں کی۔ علم وادب میں آپ رضی اللہ عنہ کے استاد حضرت علامہ ابوزکریا تبریزی رحمۃ اللہ علیہ تھے جو اپنے وقت کے یگانہ روزگار عالم تھے اور بے شمار کتابوں کے مصنف تھے۔ ان کی تصنیفات میں تفسیر القرآن والاعراب، الکافی فی علم العروض والقوافی تہذیب الاصلاح، شرح المفضلیات، شرح قصائد

Marfat.com

العشر، شرح دیوان حماسہ، شرح دیوان متنبی، شرح دیوان ابی تمام اور شرح الدرید یہ بہت مشہور ہیں۔ علم فقہ اور اصول میں آپ رضی اللہ عنہ کے خصوصی اساتذہ شیخ ابوالوفا علی بن عقیل حنبلی رحمتہ اللہ علیہ، ابوالحسن محمد بن قاضی ابوالعلی رحمتہ اللہ علیہ، شیخ ابوالخطاب محفوظ الکوذانی حنبلی رحمتہ اللہ علیہ اور قاضی ابوسعید مبارک بن علی مخزومی حنبلی رحمتہ اللہ علیہ تھے۔ اس طرح علمِ حدیث میں آپؓ نے جن اساتذہ سے خصوصی استفادہ کیا ان میں سے چند کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

ابوالبرکات طلحہ العاقولی رحمتہ اللہ علیہ، ابوالعنائم محمد بن علی بن میمون الفرسی رحمتہ اللہ علیہ، ابوعثمان اسماعیل بن محمد الاصبہانی رحمتہ اللہ علیہ، ابوطاہر عبدالرحمٰن بن احمد رحمتہ اللہ علیہ، ابوغالب محمد بن حسن الباقلانی رحمتہ اللہ علیہ، ابومحمد جعفر بن احمد بن الحسین القاری السراج رحمتہ اللہ علیہ، ابوالعز محمد بن مختار الہاشمی رحمتہ اللہ علیہ، ابومنصور عبدالرحمٰن القزاز رحمتہ اللہ علیہ، ابوالقاسم علی بن احمد بن بنان الکرخی رحمتہ اللہ علیہ، ابوطالب عبدالقادر بن محمد بن یوسف رحمتہ اللہ علیہ۔

غرض آٹھ سال کی طویل مدت میں آپ رضی اللہ عنہ تمام علوم کے امام بن چکے تھے اور جب آپ رضی اللہ عنہ نے ماہ ذوالحجہ 496ھ میں ان علوم میں تکمیل کی سند حاصل کی تو کرۂ ارض پر کوئی ایسا عالم نہیں تھا جو آپ رضی اللہ عنہ کی ہمسری کا دعویٰ کر سکے۔

طالبِ علمی کا پُرصعوبت زمانہ

بغداد میں آمد کے بعد اور دورانِ تعلیم آپ رضی اللہ عنہ کو پُرصعوبت حالات سے دوچار ہونا پڑا۔ اس کے بعد آغازِ تعلیم سے تکمیل تک کی آٹھ سالہ مدت میں آپ رضی اللہ عنہ نے جو مصائب برداشت کیے ان کا حال جان کر پتھر کا کلیجہ بھی شق ہو جاتا ہے۔ خود غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ میں نے ایسی ہولناک سختیاں جھیلی ہیں کہ اگر وہ پہاڑ پر گزرتیں تو پہاڑ بھی پھٹ جاتا۔ جب مصائب اور تکالیف کی ہر طرف سے مجھ پر یلغار ہو جاتی تھی تو میں تنگ آ کر زمین پر لیٹ جاتا اور اس آیت کریمہ کا ورد شروع کر دیتا۔

❁ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا، اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا (بے شک تنگی کے ساتھ آسانی ہے بیشک تنگی کے ساتھ آسانی ہے)

اس آیت مبارکہ کی تکرار سے مجھے تسکین حاصل ہو جاتی اور جب زمین سے اٹھتا تو سب رنج و کرب دور ہو جاتا۔

تحصیلِ علم کے زمانہ میں سبق سے فارغ ہو کر آپ رضی اللہ عنہ جنگل بیابان کی طرف نکل جاتے اور شہر کی بجائے انہی ویرانوں میں رات گزارتے تھے زمین آپؓ کا بستر ہوتی تھی اور اینٹ یا پتھر تکیہ۔ مینہ آندھی، جھکڑ طوفان، سردی، گرمی آپؓ ہر چیز سے بے نیاز ہو کر برہنہ پا رات کی تنہائیوں اور تاریکیوں میں دشت نوردی کرتے

Marfat.com

رہتے تھے۔ سرِ اقدس پر ایک چھوٹا سا عمامہ ہوتا تھا اور صوف کا ایک جبہ زیب تن ہوتا تھا۔ خودرو بوٹیاں اور سبزیاں جو عام طور پر دریائے دجلہ کے کنارے مل جاتی تھیں آپ رضی اللہ عنہ کی خوراک ہوتی تھیں۔ یہ سب جانکاہ مصائب آپؓ کو اس لذت کے مقابلے میں ہیچ معلوم ہوتے تھے جو آپ رضی اللہ عنہ کو تحصیلِ علم اور تلاشِ حق میں حاصل ہوتی تھی۔

شیخ حماد رحمتہ اللہ علیہ سے استفادہ

علومِ ظاہری کی تحصیل و تکمیل سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے جن حالات میں کی اور جن اساتذہ کرام سے استفادہ کیا اُن کا حال پیچھے آچکا ہے لیکن آپ کو تو اللہ تعالیٰ نے قطب الاقطاب بنایا تھا۔ اس لیئے ضروری تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ علوم باطنی میں بھی کسی سے پیچھے نہ رہیں۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کو فقر کی تعلیم دینے کیلئے اللہ تعالیٰ نے شیخ حماد بن مسلم الدباس رحمتہ اللہ علیہ کو مقرر کیا۔ شیخ حماد رحمتہ اللہ علیہ بغداد کے نامور مشائخ میں سے تھے اور بہت بڑے ولی اللہ تھے۔ اس دور کے بے شمار مشائخ و صوفیا علمِ طریقت میں ان کے تربیت یافتہ تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ عام لوگوں میں شیخ دباس (شیرہ فروخت کرنے والے شیخ) کے لقب سے مشہور تھے۔ کہتے ہیں آپ رحمتہ اللہ علیہ کا شیرہ نہایت پاک وصاف ہوتا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپؒ کی برکت کی وجہ سے مکھی اس کے نزدیک نہ پھٹکتی تھی۔ سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے نامور خلیفہ اور شاگرد حضرت عبداللہ جیلانی رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میرے شیخ حضرت سیّدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا ہے کہ ''میرے طالبِ علمی کے زمانے میں ایک دفعہ بغداد فتنہ وفساد کی آماجگاہ بن گیا۔ میں فطری طور پر ہنگاموں سے متنفر تھا اس لئے نت نئے جھگڑوں فسادوں کو دیکھ کر بغداد کا قیام مجھ پر گراں گزرنے لگا۔ چنانچہ ایک دن بغداد چھوڑنے کا ارادہ کیا اور قرآنِ کریم بغل میں دبا کر بابِ حلیہ (بغداد کے دروازہ کا نام) کی طرف چلا کہ وہاں سے صحرا کو راستہ جاتا تھا۔ یکا یک کسی غیبی طاقت نے مجھے اس زور سے دھکا دیا کہ میں گر پڑا۔ پھر غیب سے آواز آئی۔ ''یہاں سے مت جاؤ۔ خلقِ خدا کو تم سے فیض پہنچے گا۔'' میں نے کہا ''مجھے خلقِ خدا سے کیا واسطہ مجھے تو اپنے دین کی سلامتی مطلوب ہے۔'' آواز آئی ''نہیں نہیں تمہارا یہاں رہنا ضروری ہے۔ تمہارے دین کو کچھ ضرر نہ پہنچے گا۔'' چنانچہ منشائے الٰہی کے مطابق میں نے بغداد چھوڑنے کا ارادہ ترک کر دیا۔ دوسرے دن میں بغداد کے ایک محلّہ سے گزر رہا تھا کہ ایک شخص نے دروازہ کھول کر اپنا سر باہر نکالا اور مجھ سے مخاطب ہو کر کہا ''کیوں عبدالقادر کل تو نے اپنے رب سے کیا مانگا تھا'' میں یہ اچانک سوال سن کر حیران رہ گیا اور میری قوت گویائی جواب دے گئی۔ اس شخص نے اب نہایت غصہ سے اپنے گھر کا دروازہ

Marfat.com

بند کرلیا اور میں وہاں سے چل دیا۔ جب میرے ہوش بجا ہوئے تو میری سمجھ میں آ گیا کہ یہ شخص تو اولیاء اللہ میں سے ہے جسے کل کے واقعہ کا علم ہو گیا۔ چنانچہ میں نے اس دروازہ کی تلاش شروع کر دی لیکن ہزار کوشش کے باوجود ناکام رہا۔ اب میں ہر وقت اس شخص کی تلاش میں رہنے لگا۔ آخر ایک دن میں نے انہیں پا لیا یہ بزرگ حماد باس رحمتہ اللہ علیہ تھے۔ میں نے ان سے علمِ طریقت حاصل کیا اور اپنے اشکالات وشکوک رفع کرائے۔ شیخ حماد رحمتہ اللہ علیہ شام کے رہنے والے تھے۔ ان کی پیدائش دمشق کے قریب ایک گاؤں رحبہ میں ہوئی۔ بیشمار مجاہدات وریاضات کے بعد ولایت کے درجہ تک پہنچے اور بغداد کے محلّہ مظفریہ میں آ کر مقیم ہوئے۔ 525ء میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا مدفن مقبرہ شونیزیہ میں ہے۔ علمِ طریقت میں سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے استاد صرف حمادؒ ہی نہ تھے بلکہ اس کی تکمیل آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت شیخ ابوسعید مبارک مخزومی رحمتہ اللہ علیہ سے کی اور انہی سے ''امانتِ الٰہیہ'' حاصل کی۔ اس کا حال آگے آئے گا۔

مجاہدات وریاضات

سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے 496ھ میں ہر قسم کے علوم پر کامل عبور حاصل کیا۔ اس کے بعد آپؒ مجاہدات وریاضت میں مشغول ہوئے۔ چنانچہ 496ھ سے 521ھ تک پچیس سال کی طویل مدت میں آپ رضی اللہ عنہ نے ایسے ایسے مجاہدات اور ریاضتیں کیں کہ ان کا حال پڑھ کر انسان تھرا اُٹھتا ہے۔ کوئی سختی اور مصیبت ایسی نہ تھی جو اس عرصہ میں آپؒ نے نہ جھیلی ہو۔ بظاہر آپ رضی اللہ عنہ کی یہ زندگی راہبانہ معلوم ہوتی ہے لیکن درحقیقت یہ سب کچھ تزکیۂ نفس کیلئے تھا۔ رہبانیت کا اس سے دور کا بھی واسطہ نہ تھا۔ پچیس سال کی اس مدت میں آپ نے طریقت اور تصوف کی عملی تعلیم حاصل کی۔ علائق دنیوی سے تعلق قطع کر کے خدا سے لو لگائی اور کثرتِ عبادت وریاضت سے فنافی الرسول، فنافی اللہ اور بقاباللہ کے مقام پر پہنچے۔ روئیں روئیں میں عشقِ الٰہی اور عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم موجزن ہو گیا۔ ان مجاہدات نے انہیں عزیمت واستقامت اور اتباعِ کامل کا پہاڑ بنا دیا۔ آپؒ کی بلاکشی اصحاب صفہؓ کے اتباع میں تھی۔ اس کے بعد ممکن نہ تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کا کوئی قدم منشائے الٰہی کے خلاف اٹھے یا آپ رضی اللہ عنہ کا کوئی قول وفعل شریعت کے خلاف ہو۔ آپ رضی اللہ عنہ کے مجاہدات وریاضات کی داستان بہت طویل ہے۔ قلم کو یارا نہیں کہ سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے مجاہدات وریاضات کا احاطہ کر سکے۔ البتہ ان کی ایک جھلک

Marfat.com

آپ ان چند واقعات میں دیکھ سکتے ہیں۔

تلاشِ حق میں دشت نوردی

در جوانی توبہ کردن شیوہ پیغمبری وقت پیری گرگ ظالم میشود پرہیز گار

(جوانی میں توبہ کرنا شیوہ پیغمبری ہے۔ بڑھاپے میں تو ظالم بھیڑیا بھی پرہیز گار بن جاتا ہے)

چھبیس سال کی عمر ارمانوں اور امنگوں سے بھرپور ہوتی ہے' شباب کی مستیاں ہر لحظہ اکساتی ہیں۔ لذاتِ دنیوی اپنی طرف رغبت دلاتی ہیں اور خواہشات کا ہجوم ہوتا ہے۔ شباب کی ان فتنہ انگیزیوں سے اگر کوئی مردِ خدا دامن بچا کر نکل جائے تو اس کی خوش قسمتی کا کیا کہنا۔ سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی عمر بھی 496ھ میں چھبیس سال کی تھی۔ دنیائے رنگ و بو کی رنگینیاں ہر طرف سے دعوتِ نظارہ دے رہی تھیں لیکن آپؓ نے اس دعوت کو ٹھکرا دیا اور عراق کے وسیع و عریض بے آب و گیاہ بیابانوں کو اپنا مسکن بنا لیا۔ دن رات ہولناک دشت و بیابان' جنگلات' ویرانوں اور خراب مقامات میں پھرتے رہتے آج یہ صحرا قیام گاہ ہے تو کل وہ جنگل۔ نہ وہ لوگوں کو جانتے تھے اور نہ لوگ انہیں پہچانتے تھے۔ ایک دفعہ وعظ کرتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''میں پچیس سال تک عراق کے ویرانوں اور جنگلوں میں پھرتا رہا ہوں اور چالیس سال تک صبح کی نماز عشاء کے وضو سے پڑھی ہے اور پندرہ سال تک عشاء کی نماز صبح کے وضو سے پڑھی ہے اور پندرہ سال تک عشاء کی نماز پڑھ کر ایک ٹانگ پر کھڑے ہو کر صبح تک قرآنِ حکیم ختم کرتا رہا ہوں۔ میں نے بسا اوقات تین سے چالیس دن تک بغیر کچھ کھائے پیئے گزارے ہیں۔''

شیخ ابوالمسعود بن ابوبکر حریمی رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ سیّدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ سالہا سال تک میں اپنے نفس کو طرح طرح کی آزمائشوں میں ڈالتا رہا۔ ایک سال ساگ پات اور کوئی گری ہوئی چیز کھا لیتا اور پانی بالکل نہ پیتا تھا۔ ایک سال صرف پانی پیتا اور کوئی چیز نہ کھاتا اور ایک سال بغیر کچھ کھائے پیئے گزار دیتا۔ حتیٰ کہ سونے سے بھی احتراز کرتا۔ کئی سال میں بغداد کے محلّہ کرخ کے غیر آباد مکانوں میں مقیم رہا اس سارے عرصہ میں ایک خودرو بوٹی ''کوندل'' میری خوراک ہوتی تھی' لوگ مجھے دیوانہ کہتے۔ میں صحرا میں نکل جاتا، آہ و زاری کرتا اور کانٹوں پر لوٹتا۔ حتیٰ کہ تمام بدن زخمی ہو جاتا۔ لوگ مجھے شفا خانے میں لے جاتے لیکن وہاں پہنچ کر مجھ پر حالتِ سُکر طاری ہو جاتی۔ لوگ کہتے مر گیا ہے۔ پھر میری تجہیز و تکفین کا انتظام کرتے اور غسل دینے کیلئے مجھے تختہ پر رکھ دیتے اس وقت یک بیک مجھے ہوش آ جاتا اور میں اُٹھ کھڑا

Marfat.com

ہوتا۔''

ایک دفعہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''مجاہدات وریاضت کے آغاز میں میری دشت نوردی کا عجیب ماجرا تھا' کئی دفعہ میں اپنے آپ سے بے خبر ہوجاتا تھا اور کچھ معلوم نہیں ہوتا تھا کہ کہاں پھر رہا ہوں۔ جب ہوش آتا تو اپنے آپ کو کسی دور دراز جگہ پر پاتا۔ ایک دفعہ بغداد کے قریب ایک صحرا میں مجھ پر اسی قسم کی کیفیت طاری ہوئی اور میں بے خبری کے عالم میں ایک عرصہ تک تیز دوڑتا رہا۔ جب ہوش آیا تو اپنے آپ کو نواحِ شستہ میں پایا جو بغداد سے بارہ دن کی مسافت پر ہے میں اپنی حالت پر تعجب کر رہا تھا کہ ایک عورت میرے پاس سے گزری اور کہنے لگی ''تم شیخ عبدالقادر (رضی اللہ عنہ) ہو کر اپنی اس حالت پر متعجب ہو''۔

خضر علیہ السلام سے ملاقات

سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب پہلے پہل میں نے عراق کے بیابانوں میں قدم رکھا تو میری ملاقات ایک نورانی صورت شخص سے ہوئی جسے میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس شخص میں ایک عجیب طرح کی کشش تھی تو میری فراست باطنی کہتی تھی کہ یہ شخص رجال الغیب سے ہے۔ اس شخص نے مجھے کہا ''کیا تو میرے ساتھ رہنا چاہتا ہے''؟

میں نے کہا ''ہاں''۔

اس شخص نے کہا ''تو پھر عہد کرو کہ میری مخالفت نہیں کرو گے اور جو میں کہوں گا اس پر عمل کرو گے۔''

میں نے کہا ''میں تمہاری مخالفت نہ کرنے اور تیرا کہا ماننے کا عہد کرتا ہوں''۔

اب اس شخص نے کہا۔ ''اچھا تو پھر اسی جگہ بیٹھا رہ۔ جب تک میں نہ آؤں یہ جگہ مت چھوڑنا''

یہ کہہ کر وہ چلا گیا اور میں وہاں بیٹھ کر عبادتِ الٰہی میں مشغول ہو گیا۔ حتیٰ کہ ایک برس گزر گیا۔ اب وہ شخص پھر آیا۔ ایک ساعت میرے پاس بیٹھا پھر اٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ جب تک میں پھر تیرے پاس نہ آؤں یہیں بیٹھا رہ'' یہ کہہ کر وہ پھر چلا گیا اور میں وہیں بیٹھ گیا۔ ایک سال بعد وہ پھر آیا تھوڑی دیر بیٹھا اور پھر مجھے وہیں بیٹھے رہنے کی تلقین کر کے چلا گیا۔ جب تیسرا برس بھی گزر گیا تو وہ شخص پھر نمودار ہوا۔ اس کے پاس روٹی اور دودھ تھا۔ اب اس نے کہا:

''مرحبا اے جوانِ صالح۔ میرا نام خضرؑ ہے مجھے حکم ہوا ہے کہ روٹی اور دودھ تیرے ساتھ کھاؤں۔'' چنانچہ

Marfat.com

ہم دونوں نے مل کر روٹی اور دودھ کھایا۔

آپ سے پوچھا گیا کہ ''آپ ان تین سالوں میں کیا کھاتے تھے؟''

فرمایا۔''لوگوں کی پھینکی ہوئی چیزیں''

شیاطین سے جنگ

حضرت غوث الاعظمؓ نے ایک دفعہ فرمایا کہ مجاہدات اور ریاضت کے دوران دنیا کی خواہشات مجھے بار بار اپنی طرف راغب کرتی تھیں۔ لیکن رب کریم اپنے خاص فضل و کرم سے مجھے بچا لیتا تھا۔ شیاطین طرح طرح کی صورتیں بنا کر مجھ پر حملہ آور ہوتے لیکن اللہ تعالیٰ مجھے ان کے شر سے محفوظ رکھتا۔ میرا نفس مجھ سے طرح طرح کی خواہشیں کرتا لیکن خداوند کریم مجھے اس پر غلبہ دیتا۔ جب شیاطین ڈراؤنی صورتیں بنا کر آگ اور شر سے مسلح ہو کر مجھ پر حملہ کرتے تو میں غیب سے یہ آواز سنتا۔

''اے عبدالقادر! اٹھ اور سرِ میدان ان کا مقابلہ کر۔ ہماری تائید تمہارے شاملِ حال ہے۔''

چنانچہ میں ڈٹ کر ان کا مقابلہ کرتا اور وہ سب شکست کھا کر بھاگ جاتے۔ بعض دفعہ کوئی شیطان ثابت قدمی دکھاتا اور کسی طرح جانے کا نام نہ لیتا۔ اس وقت میں غضب ناک ہو کر اس کے منہ پر ایک تھپڑ رسید کرتا تو وہ بھاگ کھڑا ہوتا۔ پھر میں لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھتا تو وہ جل کر راکھ ہو جاتا۔

ایک دفعہ شیطان میرے پاس ایک بھونڈی اور کریہہ صورت میں آیا اس سے نہایت سخت بدبو آ رہی تھی۔ کہنے لگا ''میں ابلیس ہوں تم نے مجھے اور میرے شاگردوں کو تھکا دیا ہے۔ اب میں چاہتا ہوں کہ تیری خدمت کروں۔''

میں نے کہا کہ ''اے لعین یہاں سے دفع ہو جا۔''

اس نے انکار کیا۔ یکایک میں نے دیکھا کہ ایک غیبی ہاتھ اس کے سر پر پڑا اور وہ زمین میں دھنس گیا۔

کچھ عرصہ بعد دوبارہ میرے پاس آیا اس وقت اس کے ہاتھ میں ایک کرۂ نار[1] تھا کہ مجھ پر پھینکتا تھا اور غراتا تھا۔ اس وقت ایک شخص سفید گھوڑے پر سوار منہ پر ڈھاٹا باندھے ہوئے آیا اور مجھے ایک تلوار دی۔ میرا یہ تلوار ہاتھ میں لینا تھا کہ ابلیس اُلٹے پاؤں بھاگا۔

---

[1] آگ کا گولہ

Marfat.com

تیسری دفعہ میں نے ابلیس کو عجیب حالت میں دیکھا۔ وہ زمین پر بیٹھا آہ وزاری کر رہا تھا اور سر پر خاک ڈال رہا تھا۔ مجھ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا ''اے عبدالقادر! تو نے مجھے مایوس کر دیا ہے''۔

میں نے کہا ''اے ملعون دور ہو جا۔ میں ہمیشہ تجھ سے پناہ مانگتا ہوں''

ابلیس نے آہ سرد بھر کر کہا ''یہ بات میرے لیے اور بھی سخت ہے''۔

پھر اس نے میرے اردگرد بہت سے جال اور پھندے پھیلا دیئے میں نے کہا ''یہ کیا ہے؟''

اس نے کہا۔ ''یہ دنیا کے جال اور پھندے ہیں جن میں ہم تم جیسے لوگوں کو پھنساتے ہیں''۔

تب میں نے ایک برس تک ان جالوں اور پھندوں کی طرف توجہ کی حتیٰ کہ ایک ایک کر کے وہ سب ٹوٹ گئے۔ پھر بہت سے اسباب میرے قریب ظاہر ہوئے۔ میں نے کہا ''یہ کیا ہے'' مجھے بتایا گیا۔ ''یہ مخلوق کے تعلقات ہیں کہ تمہارے ساتھ ان کا رشتہ ہے۔'' اب میں ان تعلقات کی طرف متوجہ ہوا اور ایک سال تک ان کے متعلق مجاہدہ کرتا رہا حتیٰ کہ وہ سب بھی ٹوٹ گئے۔

تحیر خیز کیفیات

سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجاہدات کے دوران تحیر خیز کیفیات مجھ پر طاری ہوئیں۔ کبھی میرے باطن اور نفس کا مشاہدہ کرایا گیا اور کبھی مجھے فقر وغنا اور شکر وتوکّل کے دروازوں سے گزارا گیا۔ جب مجھے باطن کا مشاہدہ کرایا گیا تو اس کو بہت سے علائق سے ملوث پایا۔ مجھے بتایا گیا کہ یہ میرے اختیارات اور ارادے ہیں۔ میں نے ایک سال تک ان کے خلاف مجاہدہ کیا حتیٰ کہ یہ سب علائق منقطع ہو گئے۔ پھر مجھے اپنے نفس کا مشاہدہ کرایا گیا۔ میں نے اس میں بھی کئی امراض دیکھے۔ سال بھر میں نے ان کیخلاف جنگ کی۔ حتیٰ کہ یہ امراض جڑ سے اکھڑ گئے اور میرا نفس تابعِ الٰہی ہو گیا۔

پھر میں توکّل کے دروازہ پر آیا تو بہت بڑا ہجوم دیکھا۔ میں اس ہجوم کو چیر کر نکل گیا۔

پھر شکر کے دروازے پر آیا تو وہاں بھی یہی حال تھا میں اس میں سے بھی گزر گیا۔

پھر غنا ومشاہدہ کے دروازوں پر آیا تو انہیں بالکل خالی پایا۔ اندر داخل ہوا تو وہاں روحانی خزائن کی کوئی انتہا نہیں تھی۔ ان میں مجھے حقیقی غنا، عزت اور مسرت میسر ہوئی۔ میری ہستی میں انقلاب پیدا ہو گیا اور مجھے وجودِ ثانی عطا ہوا۔

Marfat.com

ایک دفعہ مجھ پر ایک عجیب وجدانہ کیفیت طاری ہوئی۔ میں نے بے اختیار ایک ہولناک چیخ ماری۔ کچھ صحرائی رہزن میرے قریب خیمہ زن تھے، وہ گھبرا گئے کہ شاید حکومت کی فوج آگئی ہے۔ بھاگتے ہوئے میرے پاس سے گزرے تو مجھے بے ہوش پڑا پایا۔ کہنے لگے ''اوہو یہ تو عبدالقادر دیوانہ ہے۔ اس اللہ کے بندے نے ہمیں خواہ مخواہ ڈرا دیا۔''

بے مثل استقامت

ہر قسم کے علومِ ظاہری و باطنی میں کامل دستگاہ اور کثرتِ مجاہدات و ریاضت نے آپؓ کو نہ صرف استقامت کا پہاڑ بنا دیا تھا بلکہ حق و باطل اور نور و ظلمت میں امتیاز کرنے کی تمیزِ کلی عطا کر دی تھی۔ آپؓ اس حقیقت سے پوری طرح آگاہ ہو گئے تھے کہ شریعتِ کاملہ میں قیامت تک تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا۔ جو احکامِ شریعت کا مخالف ہو وہ بلاشبہ شیطان ہے۔ آپؓ کے صاحبزادے شیخ ضیاء الدین ابو نصر موسیٰ ﷫ فرماتے ہیں کہ میرے والد بزرگوار حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ﷛ نے مجھے بتایا کہ ایک دفعہ ایک بے آب و گیاہ بیابان میں پھر رہا تھا۔ پیاس سے زبان پر کانٹے پڑے ہوئے تھے۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ بادل کا ایک ٹکڑا میرے سر پر نمودار ہوا اور اس میں سے ٹپ ٹپ بوندیں گرنے لگیں۔ مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ بارانِ رحمت ہے۔ چنانچہ بارش کے اس پانی سے میں نے اپنی پیاس بجھائی اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

پھر میں نے دیکھا کہ ایک عظیم الشان روشنی نمودار ہوئی جس سے آسمان کے کنارے روشن ہو گئے۔ اس میں ایک صورت نمودار ہوئی اور مجھ سے مخاطب ہو کر کہا ''اے عبدالقادر! میں تیرا ربّ ہوں۔ میں نے تیرے لئے سب چیزیں حلال کر دی ہیں۔''

میں نے ''اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ'' پڑھ کر اسے دھتکار دیا وہ روشنی فوراً ظلمت میں بدل گئی اور وہ صورت دھواں بن گئی۔ اس دھوئیں سے میں نے یہ آواز سنی ''اے عبدالقادر! خدا نے تم کو تمہارے علم کی بدولت میرے مکر سے بچا لیا ورنہ میں اپنے اس مکر سے ستر صوفیاء کو گمراہ کر چکا ہوں۔''

میں نے کہا ''بے شک میرے مولیٰ کریم کا کرم ہے جو میرے شاملِ حال ہے۔''

سیّدنا غوث الاعظم ﷛ سے پوچھا گیا ''یا حضرت آپ نے کیسے جانا کہ وہ شیطان ہے۔''

فرمایا ''اس کے یہ کہنے سے کہ اے عبدالقادر میں نے حرام چیزیں تیرے لئے حلال کر دیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

فحش باتوں کا حکم نہیں دیتا۔"

برُجِ عجمی میں قیام

بغداد کے قریب ایک ویرانے میں ایک پرانا برج تھا۔ سیّدنا غوث الاعظم ؓ فرماتے ہیں کہ میں اس برج میں گیارہ برس تک ٹھہرا ہوں اور میرے اس طویل قیام کی وجہ سے ہی لوگ اسے عجمی برج کہنے لگے۔ میں اس برج میں ہر وقت یادِ الٰہی میں مشغول رہتا۔ میں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ میں اس وقت تک نہ کھاؤں گا جب تک مجھے منہ میں کوئی لقمہ دے کر نہ کھلائے گا اور اس وقت تک پانی نہیں پیوں گا جب تک مجھے پانی نہ پلایا جائیگا۔ چنانچہ ایک دفعہ متواتر چالیس دن تک میں نے کچھ نہیں کھایا اور نہ پیا۔ چالیس دن کے بعد ایک شخص آیا اور روٹی اور سالن میرے سامنے رکھ کر چلا گیا۔ بھوک کی شدت کی وجہ سے میرے نفس نے چاہا کہ یہ کھانا کھالے لیکن میرے ضمیر نے آواز دی خدا کی قسم میں اپنا عہد نہیں توڑوں گا اور جب تک مجھے کھانا کھلایا نہیں جائے گا نہیں کھاؤں گا۔ پھر میں نے اپنے اندر ایک شور سنا جس سے ہائے بھوک ہائے بھوک کی آواز سنائی دیتی تھی۔ میں نے اس طرف کچھ التفات نہ کیا۔ اسی اثناء میں حضرت شیخ ابو سعید مخزومی ؒ کا گزر ادھر سے ہوا ان کی فراست باطنی نے یہ شور سنا تو میرے قریب تشریف لائے اور پوچھا "اے عبدالقادر (ؓ) یہ شور کیسا ہے"؟

میں نے کہا "یہ خواہشِ نفس کا اضطراب ہے ورنہ روح تو مطمئن ہے اور یادِ الٰہی میں مشغول ہے"۔

انہوں نے کہا "بابِ ازج تک آؤ کہ وہاں میرا گھر ہے" یہ کہہ کر چلے گئے۔

میں نے دل میں کہا "یہاں سے تو اب کسی بات ہی سے نکلوں گا"

ابھی میں یہی سوچ رہا تھا کہ خضر علیہ السلام کا نزول برج عجمی میں ہوا۔ آپ نے فرمایا: اُٹھ اور ابو سعید ؒ کے گھر جا"

چنانچہ میں اُٹھ کھڑا ہوا اور شیخ ابو سعید ؒ کے گھر پہنچا۔ وہ دروازے پر کھڑے میرا انتظار کر رہے تھے فرمانے لگے۔

"عبدالقادر (ؓ) کیا میرا کہنا کافی نہ تھا کہ خضر علیہ السلام کے کہنے کی ضرورت پڑی۔" یہ کہہ کر مجھے گھر کے اندر لے گئے اور اپنے ہاتھ سے مجھے روٹی کھلائی حتیٰ کہ میں خوب سیر ہو گیا۔

Marfat.com

بیعت اور منتقلی امانتِ الٰہیہ

سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے ورودِ بغداد کے وقت حضرت ابوالخیر حماد بن مسلم الدباس رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت قاضی ابوسعید مبارک مخزومی رحمتہ اللہ علیہ علومِ طریقت کے مُسلّم رہنما تھے۔ دونوں فقرائے کامل تھے۔ سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے ان دونوں بزرگوں سے بے شمار فیوض روحانی حاصل کیے لیکن ابھی بیعت وارادت کے رشتے میں منسلک ہونا باقی تھا۔ جب آٹھ سال کی طویل مدت میں ہر قسم کے علوم میں یکتا ہو گئے اور پھر پچیس سال کے بے مثال مجاہدات وریاضت کے بعد آپ کو پورا تزکیۂ نفس حاصل ہو گیا تو وقت آ گیا کہ آپ کا ہاتھ کسی پیرِ طریقت کے ہاتھ میں دے دیا جائے۔ چنانچہ منشائے الٰہی کے مطابق آپ حضرت قاضی ابوسعید مبارک مخزومی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت کر کے ان کے حلقۂ ارادت میں شامل ہو گئے۔

حضرت ابوسعید مبارک مخزومی رحمتہ اللہ علیہ جب سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے بیعت لے چکے تو ان کو اپنے ہاتھ سے کھانا کھلایا۔ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''میرے شیخِ طریقت جو لقمہ میرے منہ میں ڈالتے تھے وہ میرے سینہ کو نورِ معرفت سے بھر دیتا تھا۔''

پھر حضرت شیخ ابوسعید مبارک رحمتہ اللہ علیہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو خرقہ ولایت پہنایا اور فرمایا:

''اے عبدالقادر (رضی اللہ عنہ)! یہ خرقہ جناب سرورِ کائنات رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو عطا فرمایا۔ انہوں نے خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا اور ان سے دست بدست مجھ تک پہنچا۔''

یہ خرقہ زیبِ بدن کر کے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ پر بیش از بیش انوارِ الٰہی کا نزول ہوا۔

شیخ ابوسعید مبارک رحمتہ اللہ علیہ کو اپنے اس عظیم المرتبت مرید پر بے حد ناز تھا۔ اللہ تعالیٰ نے خود انہیں اس شاگردِ رشید کے مرتبہ سے آگاہ کر دیا تھا ایک دن حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ ان کے پاس مسافر خانے میں بیٹھے تھے۔ کسی کام کیلئے اُٹھ کر باہر گئے تو قاضی ابوسعید مبارک رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:

''اس جوان کے قدم ایک دن تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہوں گے اور اس کے زمانے کے تمام اولیاء اس کے آگے انکساری کریں گے۔''

Marfat.com

مسندِ تلقین وارشاد

دنیائے اسلام کی عمومی حالت

488ھ میں جب حضرت غوث الاعظمؓ بغداد تشریف لائے دنیائے اسلام طرح طرح کے فتنوں کی آماجگاہ بنی ہوئی تھی۔ ایک طرف فتنہ خلقِ قرآن، اعتزال اور باطنیت کی تحریکیں مسلمانوں کیلئے خطرہ ایمان بنی ہوئی تھیں۔ دوسری طرف علماء سواور نام نہاد صوفی لوگوں کے دین وایمان پر ڈاکہ ڈال رہے تھے۔ مرکزِ اسلام بغداد میں بدکاری، فسق، ریاکاری اور منافقت کا بازار گرم تھا۔ خلافتِ بغداد دن بدن زوال پذیر تھی۔ سلجوقی آپس میں لڑ رہے تھے۔ جس سلطان کی طاقت بڑھ جاتی بغداد میں اسی کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا۔ عباسی خلیفہ دم نہ مار سکتا تھا۔ باطنیہ تحریک کے پیروؤں نے ملک میں اودھم مچا رکھا تھا۔ کسی اہلِ حق کی جان وعزت محفوظ نہیں تھی۔

جب حضرت غوث الاعظمؓ نے 496ھ میں علوم کی تکمیل کی تو باطنیوں کا فتنہ عروج پر تھا۔ یہاں تک کہ حجاج کے قافلے بھی ان کی ستم رانیوں سے محفوظ نہیں تھے۔ دوسری طرف پہلی صلیبی جنگ کا آغاز ہو چکا تھا اور تمام مسیحی دنیا کی متحدہ قوت نے عالمِ اسلام پر یلغار کر دی تھی۔ یہ خلیفہ مستنصر باللہ کا دورِ حکومت تھا جو 487ھ سے 512ھ تک رہا۔ اس خلیفہ کی بیدار مغزی کی وجہ سے خود بغداد سیاسی لحاظ سے نسبتاً پُرسکون تھا اور یہی وقت تھا جب سیّدنا غوث الاعظمؓ تحصیلِ علم میں مشغول تھے۔ 496ھ میں تکمیلِ علوم کے بعد آپؓ نے علائقِ دنیوی سے قطع تعلق کر لیا اور 521ھ تک مجاہدات وریاضات میں مشغول رہے۔ اس وقت دنیائے اسلام کی سیاسی ابتری میں کچھ کمی ہوگئی تھی لیکن عام لوگوں کا اخلاقی انحطاط انتہا کو پہنچ چکا تھا اور جو فتنے 488ھ میں چنگاری تھے وہ اب شعلہ بن چکے تھے۔ یہی وقت تھا جب سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؓ صلاح وتقویٰ سے آراستہ، مزاجِ شریعت سے آشنا اور کتاب وسنت کے علوم سے مسلح ہو کر میدانِ جہاد میں اترے اور مجالسِ ارشاد وتلقین اور اجتماعاتِ صلاح وہدایت کے ذریعے باطل کیخلاف جنگ کا آغاز کر دیا۔

Marfat.com

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت

مسندِ تلقین وارشاد پر جلوہ افروز ہونے سے پہلے 16 شوال 521 ھ ہفتہ کے دن دوپہر کے وقت آپ نے خواب میں دیکھا کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں:

''اے عبدالقادر تم لوگوں کو گمراہی سے بچانے کیلئے وعظ و نصیحت کیوں نہیں کرتے؟''

آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایک عجمی ہوں۔ عرب کے فصحاء کے سامنے کیسے بولوں۔''

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اپنا منہ کھولو''۔

آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل کی۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا لعابِ دہن سات بار آپ رضی اللہ عنہ کے منہ میں ڈالا اور پھر حکم فرمایا:

''جاؤ قوم کو وعظ و نصیحت کرو اور ان کو اللہ کے راستے کی طرف بلاؤ''۔

پہلا وعظ

خواب سے بیدار ہو کر آپ رضی اللہ عنہ نے ظہر کی نماز پڑھی اور وعظ کیلئے بیٹھ گئے۔ اس وقت بہت سے لوگ آپ کے گرد جمع ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کچھ جھجکے۔ یکا یک کشفی حالت طاری ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ بابِ فقر سیّدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ آپؓ کے سامنے کھڑے ہیں اور فرما رہے ہیں ''وعظ شروع کیوں نہیں کرتے؟''

آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''ابا جان میں گھبرا گیا ہوں''۔

شیرِ خدا رضی اللہ عنہٗ نے فرمایا ''اپنا منہ کھولو''۔

آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا منہ کھولا تو حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے اپنا لعابِ دہن چھ بار آپ کے منہ میں ڈالا۔

آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''یا حضرت آپ نے سات مرتبہ اپنے لعابِ دہن سے مجھے کیوں نہیں مشرف فرمایا''۔

شیرِ خدا رضی اللہ عنہٗ نے فرمایا ''یہ ہادی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پاسِ ادب ہے''۔

یہ فرما کر حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ تشریف لے گئے اور آپ رضی اللہ عنہ نے وعظ کا آغاز کر دیا۔ لوگ آپؓ کی فصاحت و بلاغت دیکھ کر دنگ رہ گئے اور بڑے بڑے فصحاء کی زبانیں گنگ ہو گئیں۔

Marfat.com

رجوعِ عام

ابتدا میں آپ رضی اللہ عنہ نے درس وتدریس اور وعظ وہدایت کا سلسلہ اپنے مرشد جناب ابوسعید مبارک مخزوی رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ میں شروع کیا۔ سارا بغداد اور اطراف واکناف کے لوگ آپ کے مواعظِ حسنہ پر ٹوٹ پڑے اور آپ رضی اللہ عنہ کی شہرت چند دنوں میں سارے عراق، شام، عرب اور عجم میں پھیل گئی۔ ہجومِ خلق کی وجہ سے مدرسے میں تل دھرنے کی جگہ نہ رہتی اور لوگ مدرسہ کے باہر شارع عام پر بیٹھ جاتے۔ آخر 528ھ میں قرب وجوار کے مکانات شامل کر کے مدرسہ کو وسیع کر دیا گیا۔ لیکن یہ وسیع وعریض عمارت بھی لوگوں کے بے پناہ ہجوم کا احاطہ نہ کر سکتی تھی اور آپ رضی اللہ عنہ کا منبر شہر سے باہر عیدگاہ کے وسیع میدان میں رکھا جاتا تھا۔ حاضرینِ مجلس کی تعداد بسا اوقات ستر ہزار بلکہ اس سے بھی بڑھ جاتی تھی۔

آپ رضی اللہ عنہ کے مواعظ وخطبات قلم بند کرنے کیلئے ہر مجلس میں چار سو دواتیں ہوا کرتی تھیں اور دو قاری ہر مجلسِ وعظ میں قرآنِ کریم کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ آپؓ کی عالم گیر شہرت دور دراز مقامات سے شائقین کو آپ کی مجالسِ وعظ میں کھینچ لاتی تھی۔ آپؓ عام طور پر ہفتہ میں تین بار وعظ فرمایا کرتے تھے، جمعۃ المبارک اور بدھ کی شام کو، ایک سوموار کی صبح کو۔

ان پُراثر مواعظِ حسنہ کا سلسلہ پورے چالیس برس یعنی 521ھ سے 561ھ تک جاری رہا۔

وعظ کی اثر انگیزی

سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا وعظ حکمت ودانش کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہوتا تھا۔ اس کی تاثیر کا یہ عالم ہوتا تھا کہ لوگوں پر وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ بعض لوگ جوش میں آ کر اپنے کپڑے پھاڑ ڈالتے تھے، بعض بے ہوش ہو جاتے تھے۔ کئی دفعہ ایسا ہوا کہ مجلسِ وعظ میں ایک دو آدمی غشی کی حالت میں واصل بحق ہو گئے۔ اکثر اوقات غیر مسلم بھی آپ رضی اللہ عنہ کی مجالسِ وعظ میں شرکت کرنے آتے۔ آپؓ کا وعظ سن کر انہیں کلمہ شہادت پڑھ لینے کے سوا کوئی چارہ نہ رہتا۔ جو گمراہ مسلمان آپؓ کا وعظ سن لیتا صراطِ مستقیم اختیار کر لیتا۔ مشہور ہے کہ آپؓ کی مجلسِ وعظ کی اثر انگیزی سے ان کے لباس اور ٹوپیاں شعلہ فروزاں بن جاتیں اور شدتِ جذبات سے ان

Marfat.com

ازواج واولاد

آپ رضی اللہ عنہ نے چار شادیاں کیں جن سے آپ رضی اللہ عنہ کے ستائیس صاحبزادے ہوئے۔آپ رضی اللہ عنہ کے ستائیس صاحبزادوں میں سے دس صاحبزادوں کے نام ملتے ہیں جنہوں نے شہرت پائی اور اُن ہی سے اولاد کا سلسلہ چلا آپ رضی اللہ عنہ کے باقی صاحبزادے سنِ بلوغت تک پہنچنے سے پہلے ہی وصال فرما گئے اور یہ دس صاحبزادے ہی آپ رضی اللہ عنہ کے خلفاء بھی ہوئے۔

1۔ حضرت شیخ سیّد عبداللہ سیف الدین عبدالوہاب جیلانی رحمتہ اللہ علیہ
2۔ حضرت سیّد ابوبکر تاج الدین عبدالرزاق جیلانی رحمتہ اللہ علیہ
3۔ حضرت سیّد ابو عبدالرحمٰن عبداللہ جیلانی رحمتہ اللہ علیہ
4۔ حضرت سیّد ابو اسحاق ابراہیم جیلانی رحمتہ اللہ علیہ
5۔ حضرت سیّد ابوالفرح سراج الدین عبدالجبار جیلانی رحمتہ اللہ علیہ
6۔ حضرت سیّد ابوبکر شمس الدین عبدالعزیز جیلانی رحمتہ اللہ علیہ
7۔ حضرت سیّد ابونصر ضیاء الدین موسیٰ جیلانی رحمتہ اللہ علیہ
8۔ حضرت سیّد ابو عبدالرحمٰن شرف الدین عیسیٰ جیلانی رحمتہ اللہ علیہ
9۔ حضرت سیّد ابوالفضل محمد جیلانی رحمتہ اللہ علیہ
10۔ حضرت سیّد ابوزکریا یحییٰ جیلانی رحمتہ اللہ علیہ

تصنیفات

سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے بے شمار کتب تصنیف فرمائیں آپ رضی اللہ عنہ کی تصنیفات فقر کے اسرار کا مخزن ہیں۔ان تصنیفات کے مطالعہ سے مردہ قلوب کو زندگی ملتی ہے چند اہم تصنیفات جن کے تراجم دستیاب ہیں' یہ ہیں: 1- الفتح ربانی (خطبات) 2-فتوح الغیب (مقالات) 3-سرّ الاسرار (فقر) 4-الرسالۃ الغوثیہ (فقر)۔5۔غنیۃ الطالبین (فقہ) 6۔دیوانِ غوثیہ (فارسی غزلیات)

Marfat.com

وصال مبارک

علم و عرفان اور فقر کا یہ ماہتاب 91 برس کی عمر میں 11 ربیع الثانی 561ھ (12 فروری 1166ء) شبِ ہفتہ بعد از نمازِ عشاء، دار الفناء سے دار البقاء کو چلا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا مزار پاک آج بھی بغداد (عراق) میں مرجع خلائق ہے۔ ہر ماہ کی گیارہ تاریخ کو آپ رضی اللہ عنہ کے عاشق گیارھویں شریف کا ختم دلاتے ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ کے یومِ وصال گیارہ ربیع الثانی کو بڑی گیارھویں شریف کا ختم اور آپ رضی اللہ عنہ کا عرس ہوتا ہے۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کی غوث الاعظم حضرت سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے محبت و عقیدت

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ کو غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے محبت اور عشق تھا اور آپ رضی اللہ عنہ انہیں "شیخِ ما" (میرے مرشد) فرماتے ہیں آپ سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

- "عارف باللہ مظہرِ متبرکاتِ قدرتِ سبحانی، محبوب ربانی پیر دستگیر حضرت شاہ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز دورانِ حیات ہر روز پانچ ہزار مریدوں اور طالبوں کو اس شان سے بامراد فرماتے رہے کہ تین ہزار کو مشاہدہ نورِ واحدانیت اور معرفت "اِلَّا اللّٰہ" میں غرق کر کے "اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہُ" (جہاں فقر کی تکمیل ہوتی ہے وہیں اللہ ہوتا ہے۔ مقام فنا اللہ بقاباللہ) کے مرتبے پر پہنچاتے رہے اور دو ہزار کو مجلسِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی حضوری سے مشرف فرماتے رہے۔ (شمس العارفین)
- مرشد کو ایسا صاحبِ نظر ہونا چاہیے جیسا کہ میرے پیر محیّ الدین ہیں کہ ایک ہی نظر میں ہزارہا ہزار طالبوں مریدوں میں سے بعض کو معرفتِ "اِلَّا اللّٰہ" میں غرق کر دیتے ہیں اور بعض کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس کی دائمی حضوری بخش دیتے ہیں۔ (شمس العارفین)

Marfat.com

❁ اگر کسی کو مشکل پیش آجائے اور وہ شیخ محی الدین شاہ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو تین بار اِن الفاظ سے پکارے کہ ''اُحْضُرُوْا بِمَلِكِ الْاَرْوَاحِ الْمُقَدَّسِ وَالْحَیُّ الْحَقّ یَا شَیْخ عَبْدُ الْقَادِرْ جِیْلَانِیْ حاضر شو'' اور ساتھ ہی تین بار دِل پر کلمہ طیب کی ضرب لگائے تو اُسی وقت حضرت پیر دستگیرؓ تشریف لے آتے ہیں اور سائل کی امداد کر کے اُس کی مشکل حل فرما دیتے ہیں۔ (شمس العارفین)

❁ سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

شفیعِ اُمت سرور بود آں شاہ جیلانی
تعال اللہ چہا قدرت خدایش داد ارزانی

سکندر می کند دعویٰ کہ ہستم چاکر آں شاہ
فلاطون پیشِ علم تو مقر آمد بہ نادانی

کلاہ دارانِ ایں عالم گدایانِ گدائے تو
ترا زیبد، ترا زیبد کلاہ داری و سلطانی

گدا سازی اگر خواہی بیک دم بادشاہان را
گدایان را دہی شاہی بیک لحظہ بہ آسانی

گدائے درگہت خاقان غلام حضرتت قیصر
چہ عالیشان سلطانی الا اے غوثِ ربانیؒ

بایں حشمت بایں شوکت بایں قدرت بایں عظمت
نبود است نخواہد بود الحق مثل تو ثانی

چہ ناسوتی، چہ ملکوتی، چہ جبروتی، چہ لاھوتی
ہمہ در زیر پائے تو چہ عالیشان سلطانی

حقیقت از تو روشن شد طریقت از تو گلشن شد
سپہرِ شرع را ماہے زہے خورشید نُورانی

زباغ اصفیاء سروے زبزم مصطفیؐ شمع
علیؓ را قرۃ العینے بدیں محبوبِ سُبحانی

دلا گشتی مرید اُو ببیں لطفِ مزید اُو
چہ اوصافِ حمیدہ اُو گہہ و بیگاہ می خوانی

زباں را شست شو باید بآبِ جنتُ الکوثر
وزاں نام محی الدین بپاکی برزباں رانی

بزرگ و خورد و مرد و زن مریدت شد
خطا پوشی عطا پاشی ودیں بخشی جہاں بانی

تو شاہ اولیاء واولیاء محتاج درگاہت
مشائخ راس زر بردر گہت از فخر در بانی

مطیع حکم تو دیواں ملائک چُوں پری بندہ
شہنشاہِ شہنشاہاں امام انس و روحانی

چہ عبدالقادرے قدرت چناں داری بیک لحظہ
بر آری آشکارہ از کرم حاجات پنہانی

بدنیا دُرِّ عدن بخشی بہ عقبیٰ جنت الماوی
برحمت بحر الطافے بہ شفقت کان احسانی

ملاذا دستگیری تُو معاذا دل پذیری تُو
بہ لطفِ خود رہائی دہ زگردابِ پریشانی

جگر ریشم دروں خستہ دل اندر لطفِ تو بستہ
تو ہم از غائیت احساں دوا بخشی و درمانی

تراچوں من ہزاراں بندہ ہا ہستند درِ عالم
مرا جز آستانت نیست اگر خوانی و گر رانی

Marfat.com

ندارم اندریں عالم بجز درد و غم و شدت خلاصی دہ ازیں محنت کہ دارم صد پریشانی
منم سائل بجز تو نیست غم خوارم کہ گیر دست برحمت کن نظر برمن توئی مختارِ سُبحانی
قفائے بندہِ عاجز فتادہ برسرِ کُویت عجب نبود اگر ایں ذرہ را خورشید گردانی

ترجمہ: ''شہنشاہ جیلان شاہِ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اُمتِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے شفیع ہیں۔ سُبحان اللہ! اُن کے رب نے انہیں کیسی شاندار قدرت عطا کر رکھی ہے کہ سکندر بھی اُن کی غلامی کا دم بھرتا ہے۔

اے شاہِ جیلان رضی اللہ عنہٗ! افلاطون کو آپ کے علم کے سامنے اپنی لاعلمی کا اعتراف ہے' جہاں بھر کے تاجدار آپؓ کے در کے گداؤں کے بھی گدا ہیں' یہ تاجداری اور یہ سلطانی آپؓ ہی کو زیبا ہے' اگر آپؓ چاہیں تو دم بھر میں شاہوں کو گدا کر دیں اور گداؤں کو شاہ کر دیں۔

اے غوثِ ربانی رضی اللہ عنہٗ! کیسی عالیشان سُلطانی ہے آپؓ کی کہ قیصر آپؓ کا غلام ہے اور خاقان آپؓ کے در کا بھکاری ہے۔ خدا کی قسم! آپؓ کا ثانی نہیں اور آپ جیسا صاحبِ حشمت و صاحبِ عظمت نہ کوئی ہوا اور نہ کوئی ہوگا۔ کیا ناسوتی' کیا ملکوتی' کیا جبروتی اور کیا لاہوتی' سب آپؓ کے زیرِ قدم ہیں' آہا! یہ کیسی عالیشان سلطانی ہے آپؓ کی۔ حقیقت آپؓ سے روشن ہوئی' طریقت آپؓ سے گلشن بنی' آپ آسمانِ شریعت کے چاند اور نورانی خورشید ہیں' باغِ صوفیا کے سرو ہیں' بزمِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شمع ہیں' حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں اور حق سبحانہ وتعالیٰ کے محبوب ہیں۔

اے دل! تُو اُن کا مرید ہو جا تاکہ تجھ پر اُن کا لطف و کرم مزید بڑھے اور تُو دیکھے کہ وہ کتنے اوصاف حمیدہ کے مالک ہیں۔ پہلے اپنی زبان کو آبِ کوثر سے دھو کر پاک کر لے اور پھر محیّ الدین (قدس سرہٗ العزیز) کا نام لے۔

اے شاہِ جیلان رضی اللہ عنہٗ! جہان بھر کے بوڑھے' بچے' عورتیں اور مرد آپؓ کے مرید ہیں' خطاپوشی' عطاپوشی' دین بخشی اور جہاں بانی آپؓ کا وصف خاص ہے۔ آپؓ شاہ اولیاء ہیں اور اولیاء آپؓ کے در کے سوالی ہیں۔ مشائخ آپؓ کے در پر سر جھکاتے ہیں اور آپؓ کی دربانی پر فخر کرتے ہیں۔ تمام دیو و ملائک و پریاں و جن آپؓ کے زیرِ فرمان ہیں' آپؓ شہنشاہوں کے شہنشاہ اور انسانوں اور روحانیوں کے امام ہیں۔ آپ عبدالقادر رضی اللہ عنہٗ ہیں اور ایسی قدرت کے مالک ہیں کہ کرم نوازی فرماتے ہیں تو پنہاں حاجات بھی لحظہ بھر میں پوری فرما دیتے ہیں' دنیا میں دُرِعدن بخشتے ہیں تو عقبیٰ میں جنت الماویٰ انعام فرماتے ہیں' رحمت فرمائیں تو بحرِ الطاف ہیں اور شفقت فرمائیں تو کانِ احسان ہیں۔ آپؓ کی دستگیری و دل پذیری میری جائے پناہ ہے' براہِ لطف و کرم مجھے گردابِ

Marfat.com

میں اضطراب بپا ہو جاتا۔

آپؓ کی آواز نہایت کڑک دار تھی جسے دور نزدیک بیٹھنے والے تمام لوگ یکساں سنتے تھے۔ ہیبت کا یہ عالم تھا کہ دورانِ وعظ کسی کی مجال نہ تھی کہ بات کرے، ناک صاف کرے، تھوکے یا ادھر اُدھر اٹھ کر جائے۔ وعظ قدرے سرعت سے فرماتے تھے کیونکہ الہاماتِ ربانی کی بے پناہ آمد ہوتی تھی۔ اس دور کے اکثر نامور مشائخ آپ کی مجالسِ وعظ میں شریک ہوتے تھے۔ مجالسِ وعظ میں بکثرت کرامات آپؓ سے ظاہر ہوئیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے مواعظ دلوں پر بجلی کا اثر کرتے تھے۔ ان میں بیک وقت شوکت وعظمت بھی تھی اور دلآویزی اور حلاوت بھی۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نائب خاص تھے، عارفِ کامل مکمل نور الہدیٰ تھے اس لئے ہر وعظ سامعین کے حالات وضروریات کے مطابق ہوتا تھا۔

لوگ جب بغیر پوچھے اپنے شبہات اور قلبی امراض کا جواب پاتے تھے تو ان کو روحانی سکون حاصل ہو جاتا تھا۔ آپؓ کے مواعظِ حسنہ کے الفاظ آج بھی دلوں میں حرارت پیدا کر دیتے ہیں اور ان میں بے مثال تازگی اور زندگی محسوس ہوتی ہے۔

محیّ الدین

سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو دنیائے اسلام میں ''محیّ الدین'' کے لقب سے پکارا جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپؓ کا سب سے بڑا کارنامہ یہی ہے کہ آپؓ نے احیائے اسلام کے لئے بے مثال جدوجہد فرمائی۔ مجلسِ وعظ ہو یا خانقاہ کی خلوت، مدرسہ کے اوقاتِ درس وتدریس ہوں یا مسندِ تلقین وارشاد، ہر جگہ آپؓ کی جدوجہد احیائے دین کے محور کے گرد گھومتی تھی۔

ایک دفعہ سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ آپ ''محیّ الدین'' کے لقب سے کیسے مشہور ہوئے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے جواب میں اپنا ایک عجیب مکاشفہ بیان فرمایا:

''ایک دن میں بغداد سے باہر گیا ہوا تھا۔ واپس آیا تو راستے میں ایک بیمار اور خستہ حال شخص کو دیکھا جو ضعف ولاغری کے سبب چلنے سے عاجز تھا۔ جب میں اس کے پاس پہنچا تو کہنے لگا ''اے شیخ مجھ پر اپنی توجہ کر اور اپنے دمِ مسیحانفس سے مجھے قوت عطا کر۔'' میں نے بارگاہِ رب العزت میں اس کی صحت یابی کے لئے دعا مانگی اور پھر اس پر دم کیا۔ میرے دیکھتے ہی دیکھتے اس شخص کی لاغری اور نقاہت یک لخت دور ہوگئی اور وہ تندرست وتوانا ہو کر اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا ''عبدالقادر رضی اللہ عنہ مجھے پہچانا؟'' میں نے کہا ''نہیں'' وہ بولا ''میں تمہارے نانا کا دین ہوں

Marfat.com

ضعف کی وجہ سے میری یہ حالت ہوگئی ہے۔اب اللہ تعالیٰ نے تیرے ذریعے سے مجھے حیاتِ تازہ عطا کی ہے تو ''محی الدین'' ہے اور اسلام کا مصلحِ اعظم ہے۔''

''میں اس شخص کو چھوڑ کر بغداد کی جامع مسجد کی طرف روانہ ہوا۔ راستہ میں ایک شخص ننگے پاؤں بھاگتا ہوا میرے پاس سے گذرا اور بلند آواز سے پکارا ''سیّدی محیّ الدین'' میں حیران رہ گیا پھر میں نے مسجد میں جا کر دوگانہ ادا کیا جونہی میں نے سلام پھیرا میرے چاروں طرف لوگ انبوہ در انبوہ جمع ہو گئے اور محیّ الدین' محیّ الدین کے فلک شگاف نعرے لگانے لگے۔ اس سے پہلے کبھی کسی نے مجھے اس لقب سے نہیں پکارا تھا۔''

یہ مکاشفہ تو اپنی جگہ پر ہے لیکن اس حقیقت سے کسی صورت میں انکار نہیں کیا جا سکتا کہ آپؓ واقعی ''محیّ الدین'' ثابت ہوئے۔ آپؓ کی بے غرضی' بے نفسی' دردمندی' اخلاص' خشیتِ الٰہی' پُرتاثیر شخصیت' پُراثر کلام اور احیائے اسلام کی بے پناہ تڑپ کی بدولت دینِ حق کو حیاتِ تازہ ملی اور آپ رضی اللہ عنہ کا یہ عظیم الشان کارنامہ نصف النہار کے آفتاب کی طرح روشن ہے۔ راہِ حق میں آپؓ کی محیرّ العقول خدمات دیکھ کر انسان انگشتِ بدنداں ہو جاتا ہے اور آپؓ کا ''محیّ الدین'' ہونا کسی دلیل کا محتاج نہیں رہتا۔

غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا مرتبہ سُلطانُ الفقر

آسمانوں پر آپ رضی اللہ عنہ ''بازِ اشہب'' زمین پر ''محیّ الدین'' کے لقب سے مشہور ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہ کو ''غوث الاعظم'' کے لقب سے ملقب فرمایا۔ صوفیا یا اولیاء کرام میں سب سے بلند مراتب اور مقام عارفین کو حاصل ہے۔ جو مقام اللہ پاک کی بارگاہ میں عارف کو حاصل ہوتا ہے کسی اور ولی کو حاصل نہیں ہوتا لیکن عارفین میں بھی بلند ترین مقام ''سلطان الفقر'' کا ہے۔ غوث الاعظم رضی اللہ عنہ ''سلطان الفقر'' کے مرتبہ پر فائز ہیں۔ [1]

آپ رضی اللہ عنہ کا قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہے

آپ رضی اللہ عنہ صورت و سیرت میں جمالِ رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا پرتو تھے۔ ایک روز وعظ کے دوران آپ رضی اللہ عنہ کو حکمِ الٰہی ہوا اور اس کے تحت آپ نے ارشاد فرمایا'' قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ

---

[1] مرتبہ سلطان الفقر کے لیے باب 10 شان سلطان الفقر ملاحظہ فرمائیں

Marfat.com

یعنی میرا یہ قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہے۔اس وقت بیسیوں بلند پایہ مشائخ عظام آپ کی محفل میں حاضر تھے۔جن میں سب سے پہلے یہ فرمان سن کر حضرت شیخ علی بن الہیتی رحمتہ اللہ علیہ نے آپ رضی اللہ عنہ کے قدم مبارک کو اپنی گردن پر رکھنے کی سعادت حاصل کی اور پھر مجلس میں موجود تمام اولیاء نے اپنی گردنیں جھکا دیں اور یہی فرمان کائنات میں موجود تمام اولیاء اولین و آخرین نے سنا اور اپنی گردنیں جھکاتے ہوئے کہا نَعَمْ یَا شَیْخُ وَلِمَنْ قَالَ (اے شیخ آپ کا ارشاد سر آنکھوں پر)۔

آپ رضی اللہ عنہ کے اس مرتبے کا فیصلہ بارگاہِ الٰہی میں ازل سے کر دیا گیا تھا اور اولیاء کو اس کی اطلاع آپ رضی اللہ عنہ کی ولادت سے قبل ہی دے دی گئی تھی۔ اس لیے کسی کی یہ بدگمانی کہ آپ رضی اللہ عنہ کا یہ قول نعوذ باللہ تکبر یا کسی نفسانی تحریک پر مبنی تھا' سراسر جہالت ہے کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ کے مقامِ ولایت پر تکبر یا نفسانی خواہشات کی رمق بھی موجود نہیں رہتی بلکہ اس مقام پر اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہ'' (جہاں فقر کی تکمیل ہوتی ہے وہیں اللہ ہوتا ہے)'' کے مصداق ان کے وجود میں سوائے خدا کے کچھ باقی نہیں رہتا۔اس لیے یہ کلام بھی بندے کا اپنا نہیں بلکہ اللہ کا تھا۔

قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہ سے مراد صرف یہ ہی نہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ کا مرتبہ تمام اولیاء سے بلند تر ہے بلکہ یہ بھی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کا طریقہ اور سلسلہ بھی تمام سلاسلِ طریقت سے بلند تر ہے بلکہ تمام سلاسل اسی طریقے سے فیض حاصل کرتے ہیں۔ اس قول سے یہ بھی مراد ہے کہ حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اجازت سے ولایت و فقر کے تمام خزانوں کے مالک اور مختار ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ کی اجازت اور مہربانی کے بغیر کوئی انسان ولایت اور فقر کے ادنیٰ مراتب کو بھی نہیں پا سکتا۔

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ علیہ جو سلسلہ سہروردیہ کے امام ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے چچا سے پوچھا کہ اے چچا آپ شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ کا اس قدر کیوں ادب کرتے ہیں؟ فرمایا ''میں ان کا ادب کیوں نہ کروں جبکہ اللہ نے ان کو تصرفِ کامل عطا فرمایا ہے۔عالمِ ملکوت پر بھی ان کو فخر حاصل ہے۔میرے کیا تمام اولیاء اللہ کے احوالِ ظاہری و باطنی پر ان کو قابو دیا گیا ہے جس کو چاہے روک لیں جس کو چاہیں چھوڑ دیں''۔

فرمانِ غوث الاعظم رضی اللہ عنہ ''قَدَمِیْ ھٰذِہٖ'' کی اطاعت میں ان کے دور میں موجود اولیاء اللہ نے تو جہاں جہاں وہ موجود تھے، گردن جھکا لی اور دوسرے زمانوں کے دیگر اولیاء کی ارواحِ مبارکہ نے روحانی طور پر آپ رضی اللہ عنہ کی مجلس میں حاضر ہو کر آپؓ کے فرمان کی اطاعت کی۔شیخ ابوالحسن الشطنوفی الشافعی رحمتہ اللہ علیہ بہجۃ الاسرار

Marfat.com

میں شیخ ابو سعید قیلوی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے مستند روایت نقل کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: ''جب شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے یہ ارشاد فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہ کے قلب پر تجلی فرمائی اور آپ رضی اللہ عنہ کے پاس رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ملائکہ مقربین کی جماعت کے ہاتھوں خلعت پہنچی جسے آپ رضی اللہ عنہ نے تمام اولیائے متقدمین ومتاخرین کی موجودگی میں زیب تن فرمایا۔ ظاہری حیات کے دور والے بزرگ اجسام کے ساتھ حاضر تھے اور اس جہان سے رخصت ہو جانے والے ارواح کے ساتھ حاضر تھے۔ ملائکہ کرام اور رجال الغیب نے آپ رضی اللہ عنہ کی مجلس کو گھیرے میں لے رکھا تھا اور فضا میں صفیں باندھ کر کھڑے تھے یہاں تک کہ آسمان کے کنارے ان کے اژدھام کی وجہ سے بھر گئے اور روئے زمین پر کوئی ایسا ولی نہ رہا جس نے گردن نہ جھکائی ہو۔'' (بہجۃ الاسرار)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''زبدۃ الاسرار'' میں ارشادِ غوثیہ میں تمام اولیاء کرام کے' خواہ وہ گزرے زمانے کے ہوں یا آنے والے زمانے کے' شامل ہونے کے متعلق لکھتے ہیں ''اور یہ بات ثابت ہے کہ حضور غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ اپنے فرمان میں صادق اور مامور من اللہ ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان اولیائے کرام کے ہر فرد کو شامل ہے اس میں اہلِ زمان کی کوئی تخصیص نہیں۔ ویسے بھی تمام اہلِ زمان پر آپ رضی اللہ عنہ کی فضیلت متفق علیہ ہے۔''

سلسلہ چشتیہ کے شیخ محمد اکرم صابری چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی معتبر اور مستند کتاب ''اقتباس الانوار'' میں انہوں نے حضرت معین الدین چشتی اجمیری رحمتہ اللہ علیہ کے حوالے سے حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے ارشاد قَدَمِیْ هٰذِهٖ کی اطاعت میں تمام اولیاء متقدمین ومتاخرین کے شمول کو ثابت کیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ''رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ملائکہ مقربین کی جماعت کے ہاتھوں اولیاء متقدمین کی موجودگی میں آپ رضی اللہ عنہ کو یہ خلعت پہنائی۔ جو اولیاء کرام حیاتِ ظاہری سے موجود تھے وہ اپنے اجسام کے ساتھ حاضر تھے اور جو وصال فرما چکے تھے وہ اپنی ارواحِ طیبہ کے ساتھ حاضر تھے۔'' (اقتباس الانوار صفحہ 81' 82 مطبع اسلامیہ لاہور)

غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا سلسلہ فقر ''قادری''

سیّدنا غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا سلسلہ فقر ''قادری'' ہے جو آپ رضی اللہ عنہ کے نام نامی اسمِ گرامی سے منسوب ہے۔[1]

---

[1] سلسلہ قادری کے لیے ملاحظہ فرمائیں باب 19 سلسلہ سروری قادری

Marfat.com

پریشانی سے رہائی دلا دیں، میرا جگر زخمی ہے، اندرون خستہ حال ہے، دل آپؓ کے لطف و کرم کا منتظر ہے، انتہائی احسان فرما کر میرا علاج فرمائیں اور دوا دیں۔ آپؓ کے مجھ جیسے ہزاروں غلام دنیا میں موجود ہیں لیکن میرے لئے آپؓ کے آستان کے سوا اور کوئی جائے پناہ نہیں، آپؓ کی مرضی ہے کہ پناہ دے دیں یا دھتکار دیں۔ میرے پاس درد و غم کی شدت کے سوا کچھ بھی نہیں، مجھے سینکڑوں قسم کی پریشانیوں نے گھیر رکھا ہے، براہِ کرم مجھے ان مصائب سے نجات دلا دیں۔ میں آپؓ کے در کا سوالی ہوں۔ آپؓ کے سوا میری دستگیری کرنے والا کوئی غم خوار نہیں ہے، مجھ پر نظرِ رحمت فرمائیں کہ آپؓ مختارِ سُبحانی ہیں۔ یہ عاجز بندہ آپؓ کے کوچہ میں آن گرا ہے، عجب نہیں کہ اس ذرے کو خورشید بنا دیا جائے۔ (کلید التوحید کلاں)

۱۔ چوں نباشد پیر میراںؓ زندہ دین — آں وزیرِ مصطفیؐ روح الامین
۲۔ شاہ عبدالقادر است راہبرِ خدا — دم بدم آں جاں بجاں است مصطفیؐ
۳۔ باھوؒ از غلامان مریدش خاکِ پا — گوئے برد از غوث و قطب اولیاء

ترجمہ: (۱) "پیرِ میراں رضی اللہ عنہٗ "دین کو زندہ کرنے والے" کیوں نہ ہوں کہ وہ رُوح الامین اور وزیرِ مصطفیؐ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ہیں (۲) "شاہ عبدالقادر رضی اللہ عنہٗ راہبرِ خدا ہیں اس لئے ہر وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہم مجلس رہتے ہیں۔ (۳) باھُوؒ اُن کے خاکِ پا مرید غلاموں میں سے ایک غلام ہے اس لیے کہ یہ دوسرے غوث و قطب اولیاء سے بلند مرتبہ ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ باھُوؒ شد مریدش از غلامانِ بارگاہ — فیض فضلش می دہاند از اِلٰہ
باھُوؒ! سگِ درگاہِ میراںؓ فخر تر — غوث و قطب زیرِ مرکب بر

ترجمہ: "باھُوؒ اُن کی بارگاہ کے غلاموں میں شامل ہو کر اُن کا مرید ہو گیا ہے اس لئے طالبانِ مولیٰ کو بارگاہِ الٰہی سے فیض و فضلِ ربی دلواتا ہے۔ اے باھُوؒ! درگاہِ میراں رضی اللہ عنہٗ کا کتا ہونا بھی بڑے فخر کی بات ہے کہ زمانے بھر کے غوث و قطب بھی حضرت میراں رضی اللہ عنہٗ کی سواری بننے پر فخر کرتے ہیں۔" (کلید التوحید کلاں)

❁ عارف باللہ محبوبِ ربانی، قدرتِ سُبحانی پیر دستگیر شاہ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز کا زندگی بھر کا یہ معمول رہا ہے کہ آپؓ ہر روز پانچ ہزار طالب مریدوں کو شرک و کفر سے پاک کرتے رہے، تین ہزار کو وحدانیت الا اللہ میں غرق کر کے فقر میں "اذا تم الفقر فھو اللّٰہ" (ترجمہ: فقر جب کامل ہوتا ہے تو اللہ ہی اللہ ہوتا ہے) کے مرتبے پر پہنچاتے رہے اور دو ہزار کو مجلسِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی حضوری میں پہنچاتے رہے۔ آفتاب کی طرح روشن حضوری کا یہ فیض بخش سلک سلوک قادری طریقہ میں باطنی توجہ حاضراتِ اسمِ اَللّٰہُ ذات،

Marfat.com

ذکر وکلمہ طیّبہ اور ذوق وسخاوت وتصور وتصرّف کے ذریعے ایک دوسرے تک منتقل ہوتا چلا آ رہا ہے اور منتقل ہوتا رہے گا اور قیامت تک دونوں جہان کو روشن وفیض یاب کرتا چلا جائے گا۔ معرفت فقر وفنا وبقا وصفائے باطن کی حقیقت اور حقائقِ حق کو وہ شخص جان سکتا ہے جو باطل کو چھوڑ کر حق رسیدہ ہو چکا ہو مگر ہزاروں ہزار طالبوں اور مرشدوں میں سے کوئی ایک جامع سروری قادری ہی ایسا نکلتا ہے جو اللہ جل شانہ کی وحدت میں غرق ہو کر مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ملازم ہو اور شاہ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غلام بنتا ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

آپ رحمتہ اللہ علیہ اپنے پنجابی ابیات میں فرماتے ہیں:

بغداد شریف وَنج کراہاں، سَودا نے کِتوسے ھُو
رتی عقل دی دے کراہاں، بھار غماندا گھدوسے ھُو
بھار بھریرا منزل چوکھیری، اوڑک وَنج پہتیوسے ھُو
ذات صفات صحی کتوسے باھُوؒ، تاں جمال لدھوسے ھُو

بغداد شریف جا کر ہم نے نیا سودا کیا ہے عقل کے بدلے غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے عشق اور اُن کے ہجر وفراق کے غموں کا طوق گلے میں ڈال لیا ہے۔ حالانکہ عشق اور ہجر کا یہ راستہ بڑا کٹھن، دشوار اور منزل بہت دور تھی لیکن غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی غلامی میں ہم منزل تک پہنچ گئے اور جب ہم نے ذات وصفات کی معرفت حاصل کر لی تب ہی واصلِ جمال ہوئے۔

بغداد شہر دی کیا نشانی، اُچیاں لمیاں چیراں ھُو
تن من میرا پرزے پرزے، جیوں درزی دِیاں لیراں ھُو
اِینہاں لیراں دِی گل کفنی پا کے، رَلساں سنگ فقیراں ھُو
بغداد شہر دے ٹکڑے منگساں باھُوؒ، تے کرساں میراںؒ میراںؒ ھُو

بغداد شہر کی کیا نشانی ہے؟ وہاں ''فقر'' کے پُرپیچ راستے ہیں جن پر چلتے چلتے سیّدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے ہجر وفراق میں دل اور جسم زخمی ہو چکے ہیں اور دِن رات آپ رضی اللہ عنہ کے ہجر وفراق میں دِل بے قرار اور تڑپتا رہتا ہے۔ جسم اور روح درزی کے کٹے ہوئے کپڑے کے ٹکڑوں کے مصداق پرزے پرزے ہے۔ محبت اور فراق میں دِل اور جان کے ان ٹکڑوں کا کفن پہن کر میں بغداد شہر کے ''فقراء'' کے ساتھ مل جاؤں گا اور شہر یار بغداد کی گلیوں میں وصالِ یار کی بھیک مانگوں گا اور ایسی حالت میں وصالِ یار میں امداد کے لیے غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو پکاروں گا۔

Marfat.com

❁ راتیں رَتی نیندر نہ آوے، دِہاں رہے حیرانی ھُو
عارف دِی گل عارف جانے، کیا جانے نفسانی ھُو
کر عبادت پچھوتاسیں، تیری زایا گئی جوانی ھُو
حق حضور اُنہاں نوں حاصل باھُوؒ، جنہاں ملیا شاہ جیلانیؓ ھُو

عشقِ محبوب میں رات کو نیند نہیں آتی اور دن بھی اسی طرح حیرانی میں گزر جاتا ہے۔ عارف کی بات کو عارف ہی سمجھ سکتا ہے اور عارف کی بات نفس پرست لوگوں کی سمجھ میں نہیں آسکتی۔ معرفتِ الٰہی کے حصول کی کوشش کر ورنہ دورِ جوانی گزر جانے کے بعد اس کے ضائع جانے پر تجھے پشیمانی ہوگی۔ حضورِ حق تعالیٰ تو ان کو حاصل ہوتا ہے جن کے مرشد سیّدنا غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ ہوتے ہیں۔

❁ سن فریاد پیراں دیا پیرا، میں آکھ سناواں کینوں ھُو
تیرے جیہا مینوں ہور نہ کوئی، میں جیہیاں لکھ تینوں ھُو
پھول نہ کاغذ بدیاں والے، دَر توں دَھک نہ مینوں ھُو
میں وِچ ایڈ گناہ نہ ہوندے باھُوؒ، توں بخشیندوں کینوں ھُو

یا پیرانِ پیر سیّدنا غوث الاعظمؓ! میری التجا ذرا غور سے سنیے آپؓ کے علاوہ اور کون ہے جس سے میں یہ عرض کروں میرے جیسے تو لاکھوں آپؓ کے در کے بھکاری ہیں لیکن آپؓ جیسا فیض رساں تو زمانے میں کوئی اور نہیں ہے۔ آپؓ سے التجا ہے کہ آپؓ میرے گناہوں، غلطیوں اور خطاؤں پر توجہ نہ کریں اور نہ ہی مجھے اپنے در سے دھتکاریں میں آپؓ کا در چھوڑ کر کہاں جاؤں گا۔ اگر میرے دامن میں اتنے گناہوں کا بوجھ نہ ہوتا تو آپؓ جیسا کریم اور حلیم کیوں اور کسے بخشواتا اور کیوں خطاؤں سے درگزر فرماتا۔ یہ میرے گناہ ہی ہیں جس کی وجہ سے آپؓ کی صفتِ حلیم و کریم حرکت میں آئی ہے۔

❁ سن فریاد پیراں دیا پیرا، میری عرض سنیں کن دَھر کے ھُو
بیڑا اڑیا میرا وِچ کپراندے، جتھے مچھ نہ بہندے ڈر کے ھُو
شاہِ جیلانی محبوبِ سبحانی، میری خبر لیو جھٹ کر کے ھُو
پیر جنہاندا میرانؓ باھُوؒ، اوہی کدھی لگدے تر کے ھُو

یا پیرانِ پیر سیّدنا غوث الاعظمؓ! میری عرض اور التجا ذرا غور سے سنیے۔ راہِ فقر میں، میں اس منزل تک پہنچ گیا

Marfat.com

ہوں جہاں پہنچنے سے بڑے بڑے عاشق ڈرتے اور خوف زدہ رہتے ہیں لیکن میں اس منزل پر گہرے بھنور میں پھنس گیا ہوں اور اگلی منزل کا راستہ نہیں مل رہا۔ یا شاہِ جیلانیؓ! میری خبر گیری کیجیے اور مجھے اس آزمائش سے نکالیے کیونکہ اس جگہ پر آپؓ کے علاوہ میری کوئی اور مدد نہیں کر سکتا۔ اے باھُوؒ! غمگین اور افسردہ نہ ہو جن کے پیر سیّدنا غوث الاعظم شاہِ میرانؓ ہوں وہی تمام مشکلات کو طے کرتے ہوئے فقر کی آخری منزل اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ (جہاں فقر کی تکمیل ہوتی ہے وہیں اللہ ہوتا ہے) پر پہنچ جاتے ہیں۔

طالب غوث الاعظم والے، شالا کدے نہ ہووَن ماندے ھُو
جیندے اندر عشق دِی رَتی، سدا رہن کرلاندے ھُو
جینوں شوق مِلن دا ہووے، لے خوشیاں نت آندے ھُو
دوہیں جہان نصیب تنہاندے باھُوؒ، جیہڑے ذاتی اِسم کماندے ھُو

سیّدنا غوث الاعظمؓ کے طالب (مرید) کبھی بھی پریشان نہیں ہوتے اور جس کے اندر رتی بھر بھی عشقِ حق تعالیٰ ہو وہ ہمیشہ دیدارِ یار کے لئے فریاد کرتے رہتے ہیں اور اس کے لئے بے قرار اور بے چین رہتے ہیں اور محبوبِ حقیقی سے ملاقات کی خوشی میں راہِ فقر میں آنے والی آزمائشیں اور مشکلات بڑی خوشی سے برداشت کرتے ہیں دونوں جہانوں میں وہی بانصیب ہیں جو اسمِ اَللّٰہُ ذات کا ذکر اور تصور کرتے ہیں۔

یہ عاجز بھی حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہٗ کا غلام ہے اور اس عاجز کو آپ رضی اللہ عنہٗ کی غلامی پر فخر ہے اور ہمیشہ آپ رضی اللہ عنہٗ کی نگاہِ التفات کا ہی محتاج رہا ہے کیونکہ آپ رضی اللہ عنہٗ کی نگاہِ کرم کے بغیر اس غلام کا وجود بے کار ہے۔

Marfat.com

باب 19

سلسلہ سروری قادری

تاریخِ اسلام میں تمام اسلامی تحریکوں میں سے ''سلاسلِ طریقت'' کی تحریک سب سے زیادہ مضبوط' معتبر' دیرپا اور کامیاب رہی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا تعلق بطون سے یعنی ذاتِ حق کے قرب و معرفت سے ہے جو سیدھا دل کی گہرائیوں میں اتر جاتا ہے۔ اسلام کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن۔ اسلام کا ظاہری حصہ شریعت ہے اور باطنی حصہ طریقت ہے جو حقیقت اور معرفت تک رسائی کا راستہ ہے۔

پیرانِ پیر غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

❁ جان لے مراتب (معرفتِ حق تعالیٰ) کا حصول سچی توبہ اور مرشدِ کامل کی تلقین کے بغیر ممکن نہیں جیسا کہ فرمانِ حق تعالیٰ ہے: وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى (اور اُن پر لازم کیا کلمہ تقویٰ۔ سورہ الفتح 26) اور کلمہ تقویٰ کلمہ توحید ہے'' لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ '' بشرطیکہ یہ کسی ایسے پاک وصاف و پرہیزگار دِل سے اخذ کیا جائے جو غیر ماسویٰ سے پاک ہو۔ اس سے مراد وہ زبانی کلمہ نہیں جسے عوام پڑھتے ہیں۔ گو کہ کلمے کے الفاظ ایک ہی ہیں لیکن معنی میں بہت فرق ہے کہ توحید کا بیج اگر کسی زندہ دِل مرشد سے اخذ کیا جائے تو دِل زندہ ہو جاتا ہے کہ وہ بیج نہایت عمدہ و کامل ہے۔ اس کے برعکس خام و ناقص بیج اگنے کے قابل نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ قرآنِ مجید میں کلمہ توحید کا نزول دو مقامات پر ہوا ہے، ایک کا اطلاق قولِ ظاہر پر ہوتا ہے جیسا کہ فرمانِ حق تعالیٰ ہے: اِنَّهُمْ كَانُوْٓا

Marfat.com

اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ کہو '' لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ '' تو تکبر کرنے لگتے ہیں۔سورہ الصفت 35) یہ کلمات عوام کے حق میں نازل ہوئے ہیں۔دوسرے کا اطلاق علمِ حقیقی پر ہوتا ہے۔فرمانِ حق تعالیٰ ہے: فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ (پس جان لو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں استغفار کرو اپنے لیے اور مومن مردوں اور عورتوں کے لیے۔سورہ محمد 19) اس آیت مبارکہ کا نزول خواص کی تلقین کے لیے ہوا ہے۔(سرّ الاسرار فصل 5)

❁ سب سے پہلے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں راہِ معرفت کی درخواست پیش کی چنانچہ اس سلسلہ میں حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں:

''سب سے پہلے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قربِ الٰہی کی سب سے افضل و آسان ترین راہ کی تمنا کی۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وحی کا انتظار فرمایا چنانچہ جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور تین مرتبہ کلمہ (کلمہ توحید) کی تلقین کی جسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بالکل اسی طرح دہرایا جس طرح کہ جبرائیل علیہ السلام نے ادا کیا۔اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو تلقین فرمائی اور پھر دیگر صحابہ کرامؓ کے پاس جا کر ان سب کو تلقین فرمائی اور فرمایا: ''ہم چھوٹے جہاد سے لوٹ کر بڑے جہاد کی طرف آتے ہیں''، یعنی جہاد بالنفس کی طرف آتے ہیں۔ایک مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بعض صحابہ کرامؓ سے فرمایا: ''تمہارا سب سے بڑا دشمن تمہارا نفس ہے جو تمہارے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے۔''،''تم اس وقت تک اللہ کی محبت نہیں جیت سکتے جب تک کہ اپنے اندرونی دشمنوں نفسِ امارہ، نفسِ لوامہ اور نفسِ ملہمہ کو زیر نہیں کر لیتے اور تمہارا وجود اخلاقِ ذمیمہ و بہیمیہ مثلاً زیادہ کھانے پینے، زیادہ سونے اور لغویات وغیرہ کی محبت اور عاداتِ وحشیانہ مثلاً قہر و غضب، گالی گلوچ اور مار پیٹ وغیرہ اور اخلاقِ شیطانیہ مثلاً کبر و عجب و حسد و کینہ اور ان جیسی دیگر بدنی و قلبی آفات سے پاک نہیں ہو جاتا کیونکہ وجود جب ان آلائشوں سے پاک ہو جاتا ہے تو وہ گناہوں کی اصل سے پاک ہو جاتا ہے اور مطہرین و توابین میں شمار ہونے لگتا ہے جیسا کہ فرمانِ حق تعالیٰ ہے: اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ (بے شک اللہ تعالیٰ توابین و مطہرین سے دوستی رکھتا ہے۔سورہ البقرہ 222) جو آدمی محض ظاہری گناہ سے توبہ کرتا ہے وہ اس آیتِ مبارکہ کے تحت نہیں آتا۔وہ تائب ہے تواب نہیں ہے کہ لفظ تواب مبالغہ کا صیغہ ہے اور اس سے مراد خواص کی توبہ ہے۔پس وہ بخش دیا جاتا ہے۔جو شخص محض ظاہری گناہوں سے توبہ کرتا ہے وہ اس آدمی کی مثل ہے جو اپنی فصل سے خودرو گھاس کی محض شاخیں کاٹتا ہے اور اُسے جڑ سے نہیں اکھیڑتا جس سے گھاس لامحالہ مزید بڑھ جاتی ہے۔

Marfat.com

اس کے برعکس تمام گناہوں اور اخلاقِ ذمیمہ سے پکی سچی توبہ کرنے والا تو اب اُس شخص کی مثل ہے جو خودرو گھاس کو جڑ سے اکھیڑ دیتا ہے تو پھر وہ گھاس شاذ و نادر ہی اُگتی ہے۔ اس کے بعد تلقین کا آلہ تلقین پانے والے طالب کے دِل سے ماسویٰ اللہ کے ہر نقش کو مٹا دیتا ہے کیونکہ جس نے کڑوا درخت نہ کاٹا اُس نے اس کی جگہ شیریں درخت نہ پایا پس اے اہلِ دیدار! اس سے عبرت حاصل کرو تاکہ تم فلاح پاؤ اور مقصود کو حاصل کرو۔ (سِرّ الاسرار، فصل نمبر 5)

روایات میں ہے کہ سب سے پہلے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں راہِ فقر کے حصول کے لیے تلقین کی خواہش کا اظہار کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا ''یا رسول اللہ ﷺ ہمیں وہ راستہ بتایئے جو خدا تعالیٰ سے بہت قریب اور نہایت افضل اور سہل الوصول ہو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ''اے علیؓ خلوت اور تنہائی میں اپنے اللہ کے ذکر کی مداومت کیا کر۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کی ''ہم کس طرح ذکر کریں''؟ فرمایا ''اپنی دونوں آنکھیں بند کر لو اور مجھ سے تین مرتبہ سن اور پھر تو بھی تین مرتبہ سنا۔ پس آنحضرت ﷺ نے اپنی آنکھیں بند کر کے بلند آواز سے تین مرتبہ کلمہ طیبہ ''لَآ اِلٰــــہَ اِلَّا اللّٰــہ'' پڑھا اور آپ رضی اللہ عنہ نے سنا۔ اسی طرح آپ رضی اللہ عنہ نے آنکھیں بند کر کے تین مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سنا۔ اس روز سے یہ ذکر صوفیاء میں جاری ہو گیا۔ (ریحان القلوب۔ شریف التواریخ)

یعنی سب سے پہلے کلمہ طیبہ کی باطنی و حقیقی تلقین آنحضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمائی اور توحید کی تعلیم دے کر مرتبہ وحدت پر پہنچایا۔

سیر الاقطاب، شریف التواریخ اور آئینہ تواریخ تصوف میں منقول ہے کہ ایک روز حضرت رسول اکرم ﷺ کی محفل اقدس میں چاروں اصحاب کبار رضی اللہ عنہم بیٹھے تھے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ہم کو شبِ معراج میں جو خرقہ فقر جناب ربانی سے عطا ہوا تھا وہ اگر تم کو پہنایا جائے تو اس کا حق کس طرح ادا کرو گے؟ انہوں نے عرض کیا کہ ''یا حضرت میں صدق اختیار کروں گا۔'' پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بھی یہی پوچھا' انہوں نے عرض کیا کہ ''میں عدل اختیار کروں گا۔'' پھر یہی سوال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے پوچھا' انہوں نے کہا ''میں حیا اور تحمل کروں گا۔'' پھر جناب مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے یہی سوال کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اگر خرقہ فقر مجھے عطا ہو تو میں اس کے شکریہ میں پردہ پوشی اختیار کروں گا' لوگوں کے عیب ڈھانپوں گا اور ان کی تقاصیر سے درگزر کروں گا'' اس پر آنحضرت ﷺ نے نہایت خوش ہو کر فرمایا اے علی رضی اللہ عنہ جس طرح رضائے مولا و رضائے محمد ﷺ تھی اس طرح سے تو نے جواب دیا ہے۔ پس

Marfat.com

یہ خرقہ تیرا ہی حق ہے' اُسی وقت آپ رضی اللہ عنہ کو خرقہ فقر پہنایا اور بشارت دی کہ تم شہنشاہِ ولایت ہو اور میری تمام امت کے پیشوا ہو۔''

بے شک عفو و درگزر اور عیب پوشی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بہترین صفات ہیں بقول میاں محمد بخش صاحبؒ:

پردہ پوشی کم فقر دا میں طالب فقراواں عیب کسے دے پھول نہ سکاں ہر یک تھیں شرماواں

اور اگر امانتِ فقر کا وارث ان صفات سے متصف نہ ہو تو کسی انسان کو فقر کی راہ پر آگے نہ بڑھا سکے کہ انسان خطاؤں اور عیوب کا منبع ہے۔ امانتِ فقر کے وارث کا سب سے زیادہ ان صفات کا حامل ہونا ضروری ہے تاکہ امت کو اس راہ پر چلا سکے۔

ایک اور روایت میں منقول ہے کہ ایک روز حضرت جبرائیل علیہ السلام چار عدد کلاہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس لائے اور کہا کہ یہ جناب باری تعالیٰ نے بھیجی ہیں کہ ان کو اپنے سر پر رکھیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پہلے یک ترکی کلاہ سر پر رکھی اور پھر وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سر پر رکھی' پھر دو ترکی کلاہ اپنے سر پر رکھ کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو پہنادی۔ پھر کلاہ سہ ترکی سر پر رکھ کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو عنایت فرمائی پھر کلاہ چہار ترکی خود زیب سر فرما کر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سر پر اپنے مبارک ہاتھ سے رکھی اور فرمایا ''اے علی رضی اللہ عنہ مجھے حکم تھا کہ میں کلاہ چہار ترکی تجھے پہناؤں' یہ تیری کلاہ ہے' جس شخص کو تو اس کے لائق جانے کہ وہ اس کا حق بجا لا سکے گا اُس کو عطا کرنا۔ (اسرار الاولیاء' شریف التواریخ' آئینہ تواریخ تصوف)

اس قول سے بھی ظاہر ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وہ کلاہ امانت کے طور پر پہنائی گئی اور وہ ان کے توسط سے ان کے حکم سے' ان کی مرضی سے آگے امت کو منتقل ہو گی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آیت شریف اِنَّمَآ اَنۡتَ مُنۡذِرٌ وَّ لِكُلِّ قَوۡمٍ هَادٍ ۝ (الرعد۔7) ترجمہ: ''اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ ڈرانے والے اور ہر قوم کے لیے راہِ راست دکھانے والے ہیں۔'' نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے سینہ مبارک پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ میں ڈرانے والا ہوں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ ''آپ رضی اللہ عنہ راہ بتانے والے ہیں اور تجھ سے ہدایت پانے والے ہدایت پائیں گے۔''

❁ پھر سورہ آلِ عمران کی آیت 31 قُلۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوۡنِىۡ يُحۡبِبۡكُمُ اللّٰهُ۔ (ترجمہ: کہہ دیجیے کہ اے مسلمانو اگر تم کو اللہ سے محبت ہے تو میری اتباع کرو حق تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تم اللہ کے محبوب بن جاؤ گے)

Marfat.com

اس آیت کریمہ میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اتباع کا حکم دیا گیا ہے اور فرمایا گیا ہے کہ جو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اتباع کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرے گا۔ اس آیتِ کریمہ میں اتباع سے مراد صرف نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ظاہری اتباع نہیں بلکہ باطنی اتباع بھی شامل ہے۔ ظاہری اتباع سے مراد رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ظاہری افعال و اعمال' حرکات وسکنات' لباس اور بودو باش کی پیروی ہے اور باطنی اتباع سے مراد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے باطنی کمالات' مثلِ فنافی اللہ' بقاباللہ' قُرب ومعرفتِ الٰہی' انوار و برکات وتجلیات' کشف وکرامات' عشقِ الٰہی وغیرہ کا حصول ہے۔ چونکہ اسلام ساری دنیا کے لیے ہے اور قیامت تک رہے گا اس لیے حق تعالیٰ نے اسلام کی ظاہری و باطنی فیوض و برکات کا تا قیام قیامت جاری رکھنے کا وعدہ فرمایا ہے یہی وجہ ہے کہ اربابِ باطن یعنی اولیاء اللہ کے وجود سے کبھی زمانہ خالی نہیں رہا اور نہ رہے گا اور اسلام کی باطنی تعلیمات کا یہ نظام سلاسلِ طریقت کی صورت میں ابتدائے اسلام سے جاری ہے اور بفضلِ حق تعالیٰ قیامت تک جاری رہے گا۔

❁ جس طرح اپنے زمانے میں رسولِ خدا ﷺ تمام ظاہری اور باطنی تعلیمات' فیوض و برکات اور رشد و ہدایت کا منبع اور مصدر تھے اُسی طرح آج بھی اور آج کے بعد قیامت تک بلکہ بعدِ قیامت بہشت میں بھی مسلمانوں کے لیے آنحضرت ﷺ تمام روحانی فیوض و برکات کے منبع و مصدر رہیں گے کیونکہ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کی باطنی توجہات کے ساتھ ظاہری ہادی اور راہبر کی بھی ضرورت ہوتی ہے اور یہ کام آپ کے خلفاء کے ذریعے قیامت تک انجام پاتا رہے گا۔ قرآنِ مجید میں حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

كُونُوا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ (سورہ توبہ 119) ترجمہ: صادقین کی صحبت اختیار کرو۔

اس میں بھی صدیقین یعنی اولیاء اللہ کی صحبت اور تربیت کا حکم وارد ہوا ہے۔ قرآنِ حکیم میں مقربینِ حق کے مراتب اس ترتیب سے بیان کیے گئے ہیں۔ ''انبیاء والصدیقین والشہداء والصالحین۔'' سب سے بلند مرتبہ کے لوگ انبیاء علیہم السلام ہیں ان کے بعد صدیقین' ان کے بعد شہداء ان کے بعد صالحین ہیں۔ صدیقین سے مراد وہ لوگ ہیں جن کا ایمان عام لوگوں کی طرح تقلیدی نہیں بلکہ تصدیقی ہوتا ہے۔ اس مقام یا اس مرتبہ کو قرآنِ حکیم نے حق الیقین کہا ہے اس سے اوپر ایک اور مرتبہ ہے جس میں سالک اللہ تعالیٰ کی ذات میں فنا ہو جاتا ہے۔ یہ مقام فنافی اللہ ہے۔ اور جب سالک یا طالب فنا کے بعد دوبارہ بقا کی حالت میں آتا ہے تو اسے بقاباللہ کہا جاتا ہے۔ لہٰذا آیہ مذکورہ كُونُوا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ سے وہ اربابِ رشد و ہدایت مراد ہیں جو صدیقین ہیں اور مرتبہ فنافی اللہ سے گزر کر بقاباللہ ہو چکے ہیں اب تلقین وارشاد ان پر فرض ہو چکا ہے جیسا کہ

Marfat.com

آپ پہلے پڑھ چکے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں باطن کی اس راہ کے لیے سب سے پہلے درخواست حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے پیش کی اس لیے آپ کرم اللہ وجہہ ہی راہِ معرفت اور سلاسلِ طریقت کے امام ہوئے اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک وسیلہ بنے اس لیے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ: اَنَا مدینۃ العلم وعلی بابھا (ترجمہ: میں علم کا شہر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہے۔) اگرچہ تمام اکابرینِ صحابہ کرامؓ سے روحانی فیوض و برکات اور رشد و ہدایت سینہ بہ سینہ ایک عرصہ تک جاری رہی لیکن جن سلاسلِ طریقت کو حق تعالیٰ نے بقائے دوام کا درجہ عطا فرمایا ہے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سلاسلِ طریقت ہیں۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جو روحانی سلاسل جاری ہوئے وہ جمع ہو کر آج سلسلہ نقشبندیہ کی شکل میں ظاہر ہیں اور باقی تین بڑے سلسلے یعنی سلسلہ قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جاری ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلفاء

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے چار خلفاء تھے۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ، حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ اور حضرت امام کمیل رضی اللہ عنہ۔ ان کو تصوف میں چار پیر ارشاد یا چار خلفاء طریقت سے پکارا جاتا ہے۔ ان چار اکابرین سے چودہ بڑے سلاسل جاری ہوئے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی روحانی نعمت سینہ بہ سینہ تمام مشائخ سلسلہ کے ذریعے آج تک اُمت میں چلی آ رہی ہے۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا سلسلہ روحانیت آئمہ اہلِ بیت کے ذریعے ہر زمانے میں جاری رہا ہے یہاں تک کہ بڑے بڑے اکابرینِ صوفیاء مثل حضرت فضیل بن عیاضؒ، امام شافعیؒ، امام ابو حنیفہؒ، حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ نے آئمہ اہلِ بیت سے روحانی فیوض حاصل کیے اور بلند روحانی مدارج تک رسائی حاصل کی۔

حضرت خواجہ حسن بصریؒ کے خلفاء

حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہٗ کے بہت خلفاء تھے جن میں سے دو زیادہ مشہور ہیں۔ حضرت حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت شیخ عبدالواحد بن زید رحمتہ اللہ علیہ۔ جن کے فیضِ تربیت سے تصوف کے

Marfat.com

چودہ بڑے خانوادے (سلاسل) وجود میں آئے۔ حضرت عبدالواحد بن زید رحمتہ اللہ علیہ سے پانچ خانوادے اور حضرت شیخ حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ سے نو خانوادے جاری ہوئے۔ جن کی تفصیل اس طرح سے ہے:

1 **سلسلہ زیدیہ:** یہ سلسلہ حضرت عبدالواحد بن زید رحمتہ اللہ علیہ کے نام سے موسوم ہے۔ حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید رحمتہ اللہ علیہ نے آخر عمر میں دو مریدوں کو خرقہ خلافت عطا فرمایا۔ حضرت خواجہ فضیل بن عیاض رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ ابو یعقوب السّوسی رحمتہ اللہ علیہ۔

2 **سلسلہ عیاضیہ:** یہ سلسلہ حضرت خواجہ فضیل بن عیاض رحمتہ اللہ علیہ کے نام سے منسوب ہے اور آپ ہی سے شروع ہوا۔

3 **سلسلہ اَدھمیّہ:** یہ سلسلہ حضرت خواجہ ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ علیہ سے منسوب ہے جو حضرت خواجہ فضیل بن عیاض رحمتہ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ تھے۔

4 **سلسلہ ہبیریہ:** یہ سلسلہ حضرت خواجہ ابو ہبیرہ امین الدین رحمتہ اللہ علیہ سے شروع ہوا جو حضرت خواجہ حذیفہ مرعشی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ تھے۔ جو حضرت خواجہ ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ تھے۔

5 **سلسلہ چشتیہ:** یہ سلسلہ حضرت خواجہ ممشاد علی دینوری رحمتہ اللہ علیہ سے شروع ہوا جو حضرت خواجہ ابو ہبیرہ امین الدین رحمتہ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ تھے۔

6 **سلسلہ عجمیہ:** یہ سلسلہ حضرت خواجہ حبیب عجمیؒ سے منسوب ہے جو حضرت خواجہ حسن بصریؒ کے مرید و خلیفہ تھے۔

7 **سلسلہ طیفوریہ:** یہ سلسلہ حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ سے منسوب ہے جن کا اصلی نام طیفور تھا۔ خرقہ خلافت حضرت خواجہ حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ سے ملا۔

8 **سلسلہ کرخیہ:** سلسلہ کرخیہ حضرت خواجہ معروف کرخی رحمتہ اللہ علیہ سے شروع ہوا۔ آپ حضرت داؤد طائی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید تھے جو حضرت حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ تھے۔

Marfat.com

9 **سلسلہ سقطیہ:** یہ سلسلہ حضرت خواجہ سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ سے شروع ہوا جو خواجہ معروف کرخی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ تھے اور حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کے ماموں اور پیر تھے۔

10 **سلسلہ جنیدیہ:** یہ سلسلہ حضرت خواجہ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ سے منسوب ہے' جو خواجہ سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ تھے۔ ان حضرات کے مراتب اس قدر بلند تھے کہ ان میں سے ہر ایک صاحبِ سلسلہ ہوا۔

11 **سلسلہ گاذرونیہ:** یہ سلسلہ حضرت خواجہ ابواسحاق گاذرونی رحمتہ اللہ علیہ سے شروع ہوا ہے جو گاذرون کے بادشاہ تھے۔ آپ تخت وتاج چھوڑ کر حضرت خواجہ عبداللہ خفیف رحمتہ اللہ علیہ کے مرید ہوئے۔ جو حضرت رویمؒ کے مرید وخلیفہ تھے حضرت رویمؒ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید تھے۔

12 **سلسلہ طوسیہ:** اس سلسلہ کے بانی حضرت شیخ رحمتہ اللہ علیہ تھے جو حضرت خواجہ وجیہہ الدین ابوحفص رحمتہ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ تھے جو خواجہ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کے خلفاء میں سے تھے۔

13 **سلسلہ سہروردیہ:** یہ سلسلہ حضرت شیخ ضیاء الدین ابونجیب سہروردیؒ سے شروع ہوا جو شیخ وجیہہ الدین ابوحفص کے خلیفہ ومرید تھے۔ جو خواجہ جنید بغدادی کے خلفاء میں سے تھے۔

14 **سلسلہ فردوسیہ:** اس سلسلہ کے مورثِ اعلیٰ حضرت شیخ نجم الدین کبریٰؒ ہیں آپ فردوس کے اکابرین میں سے تھے اور شیخ ابونجیب سہروردیؒ کے خلیفہ ومرید تھے۔

پیرانِ پیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؓ

غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی تشریف آوری سے قبل عالمِ اسلام انتشار اور خلفشار کا شکار تھا۔ بہت سی اسلامی حکومتیں ختم ہو چکی تھیں اور جو باقی تھیں وہ اندرونی خلفشار کا شکار اور اغیار کے ظلم وستم کا نشانہ بنی ہوئی تھیں' یہ تو سیاسی انتشار تھا۔ ظاہری طور پر بھی مسلمان بہت سے فرقوں میں تقسیم ہو چکے تھے۔ باطل مذہبی فرقوں معتزلہ' شیعہ، مرجیہ اور خوارج نما مختلف تحریکوں نے مسلمانوں کو ذہنی انتشار میں

Marfat.com

مبتلا کر رکھا تھا۔ مسلمان بے معنی مباحثوں اور مناظرات میں الجھے رہتے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں تہتر (73) فرقوں کا ذکر فرمایا ہے جن میں ایک حق پر باقی سب گمراہ تھے۔ یہ تہتر فرقے دس مسالک یا گروہوں سے وجود میں آئے تھے اور وہ دس مسالک یا گروہ یہ تھے: (1) اہلِ سنت (2) خوارج (3) شیعہ (4) معتزلہ (5) مرجیہ (6) مشبہہ (7) جہمیہ (8) ضراریہ (9) نجاریہ (10) کلابیہ۔ ان میں سے اہلِ سنت کا ایک ہی فرقہ تھا۔ خوارج کے پندرہ، معتزلہ کے چھ، مرجیہ کے بارہ، شیعہ کے بتّیس، مشبہہ کے تین، ضراریہ، کلابیہ، نجاریہ اور جہمیہ کا ایک ایک فرقہ تھا۔ اس طرح کل تہتر فرقے تھے۔

ادھر اہلِ باطن اور سلاسل کا حال اس سے بھی برُا تھا اُن کے پاس بھی صرف ظاہر ہی رہ گیا تھا اور صرف گفتگو اور ظاہری علم کی وجہ سے اہلِ باطن بنے بیٹھے تھے اور اس طرح تلقین وارشاد کی مسندوں پر گمراہ لوگ قابض تھے اور عوام کو گمراہ کر کے دونوں ہاتھوں سے لوٹ رہے تھے اس سلسلہ میں بڑے بڑے گمراہ کن سلاسل رائج اور جاری ہو چکے تھے جو سب گمراہ بدعتی اور منافقین تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب سرالاسرار میں ان سلاسل کا ذکر بڑی تفصیل سے کیا ہے جو مندرجہ ذیل ہیں۔ ہم اس کتاب کی فصل نمبر 23 من وعن درج کر رہے ہیں:

''اہلِ تصوف ہونے کا دعویٰ کرنے والے لوگ بارہ قسم کے ہیں' پہلی قسم اُن لوگوں کی ہے جو سنی کہلاتے ہیں اور اپنے ہر قول وفعل میں شریعت وطریقت کی موافقت کرتے ہیں۔ یہ اہلِ سنت والجماعت کے لوگ ہیں۔ ان میں سے بعض تو حساب وعذاب کے بغیر جنت میں جائیں گے اور بعض سے آسان سا حساب لیا جائے گا اور انہیں تھوڑا سا عذاب دے کر جہنم سے جنت میں بھیج دیا جائے گا۔ انہیں کافروں اور منافقوں کی طرح ہمیشہ کے لیے دوزخ میں نہیں رکھا جائے گا۔ اس کے علاوہ باقی جتنے گروہ ہیں وہ سب کے سب بدعتی ہیں' وہ یہ ہیں (1) خلولیہ (2) حالیہ (3) اولیائیہ (4) شمرانیہ (5) حبّیہ (6) حوریہ (7) اباحیہ (8) متکاسلہ (9) متجاہلہ (10) واقفیہ (11) الہامیہ۔

فرقہ خلولیہ: ان لوگوں کے مذہب میں خوبصورت عورت اور بے ریش حسین لڑکے کے بدن کی طرف دیکھنا حلال ہے' یہ لوگ رقص کرتے ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ بوس وکنار اور معانقہ مباح ہے۔ اُن کا یہ عقیدہ سراسر کفر ہے۔

فرقہ حالیہ: ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ رقص کرنا اور تالیاں بجانا حلال ہے۔ اُن کا کہنا ہے کہ

Marfat.com

مرشد کا ایک مرتبہ ایسا بھی ہے کہ اگر وہ اس پر پہنچ جائے تو شریعت اس پر حکم نہیں لگاتی۔ یہ سب کچھ بدعت ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کے خلاف ہے۔

فرقہ اولیائیہ: اس فرقہ کے لوگوں کا عقیدہ ہے کہ بندہ جب مراتبِ ولایت پر پہنچ جاتا ہے تو اُس سے تکالیفِ شرع ساقط ہو جاتی ہیں (احکامِ شریعت لاگو نہیں ہوتے) اور اُن کا عقیدہ یہ بھی ہے کہ ولی نبی سے افضل ہے کہ نبی کا علم وحی جبرائیل علیہ السلام کے واسطہ سے ہے اور ولی کا علم بغیر کسی واسطہ کے ہے۔ اس تاویل میں اُن سے خطا ہوئی ہے۔ اس عقیدہ کے باعث وہ ہلاک ہوگئے کہ ایسا عقیدہ کفر ہے۔

فرقہ شمرانیہ: اس فرقہ کے لوگوں کا کہنا ہے کہ صحبت قدیمی ہے اور اس کے باعث اوامر و نواہی ساقط ہو جاتے ہیں۔ ان کے نزدیک دف، طنبورہ و دیگر آلاتِ موسیقی اور لہو و لعب حلال ہے اور عورتوں سے کسی بھی طرح کا تمتع حلال نہیں۔ یہ لوگ کافر ہیں اور ان کا قتل مباح ہے۔

فرقہ حِبیّہ: اس فرقہ کے افراد کہتے ہیں کہ بندہ جب مراتبِ محبت حاصل کر لیتا ہے تو اُس سے شرعی تکالیف ساقط ہو جاتی ہیں۔ یہ لوگ اپنی شرمگاہوں کو نہیں ڈھانپتے۔

فرقہ حوریہ: اس گروہ کے عقائد بھی فرقہ حالیہ سے ملتے جلتے ہیں لیکن اُن کا دعویٰ ہے کہ جب اُن پر حال کا دورہ پڑتا ہے تو اس میں وہ حور سے مباشرت کرتے ہیں اور جب ہوش میں آتے ہیں تو غسل کر لیتے ہیں۔ وہ جھوٹ بکتے ہیں اور اس عقیدہ کے باعث ہلاکت میں مبتلا ہیں۔

فرقہ اِباحِیّہ: اس فرقہ کے لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے تارک ہیں، حرام کو حلال قرار دیتے ہیں اور عورتوں کو ہر طرح سے مباح جانتے ہیں۔

فرقہ متکاسلہ: اس گروہ کے لوگوں نے کاروبار کرنا چھوڑ دیا ہے اور دربدر گداگری کرتے پھرتے ہیں۔ بظاہر یہ ترکِ دنیا کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن اپنی مشکلات و مجبوریوں کا واویلا کرتے رہتے ہیں۔ اُن کے اس عقیدے نے انہیں ہلاکت کے گڑھے میں لا گرایا ہے۔

فرقہ متجاہلہ: اس فرقہ کے لوگ فاسقوں والا لباس پہنتے ہیں، اُن کے متعلق فرمانِ حق تعالیٰ ہے۔ ’’ظالموں سے میل جول مت رکھو ورنہ اُن کے ظلم کی آگ تمہیں بھی اپنی لپیٹ میں لے لے گی۔‘‘ اور فرمانِ

Marfat.com

نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے: ''جو کسی قوم کی مشابہت اپنائے گا اس کا حشر انہی میں سے ہوگا۔''

فرقہ واقفیہ: اس گروہ کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت غیر اللہ کو ہرگز حاصل نہیں ہو سکتی لہٰذا انہوں نے معرفتِ الٰہی کی طلب ہی ترک کر دی اور اس جہالت کے باعث وہ ہلاک ہوگئے۔

فرقہ الہامیہ: یہ لوگ تارکِ علم ہیں اور علم پڑھنے سے روکتے ہیں' حکماء کی اتباع کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ قرآن ایک حجاب ہے وہ شعروشاعری کو قرآنِ طریقت کہتے ہیں اس لیے قرآن چھوڑ کر اپنی اولاد کو اشعار سکھاتے ہیں۔ وہ ورد و وظائف ترک کر کے ہلاکت میں جا پڑے ہیں۔

فقہِ باطن کے بارے میں اہلِ سنت والجماعت کا کہنا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت کی قوت نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اندر (انوار و تجلیات کے) انتہائی جذبات بھر دیئے تھے جو بعد میں منتشر ہو کر مشائخ طریقت تک پہنچے اور پھر بے شمار سلسلوں میں تقسیم ہوگئے اور آہستہ آہستہ کمزور ہو کر اکثر سلاسل میں بالکل ہی ناپید ہوگئے اور بے جان مردہ جسم کی طرح محض رسمی طور پر بے معنی سلسلہِ مشائخ باقی رہ گیا جس سے اہلِ بدعت پیدا ہوتے چلے گئے۔ ان بدعتیوں میں سے بعض نے خود کو قلندریہ' بعض نے حیدریہ' بعض نے ادھمیہ اور بعض نے دوسرے سلسلوں سے منسوب کر لیا جن کی تفصیل طوالانی ہے۔

اس دور میں اہلِ فقہ و اہلِ ارشاد کی تعداد قلیل سے بھی کم ہے۔ اہلِ نظر فقہاء کو اُن کے ظاہری عملِ حق سے اور اہلِ ارشاد کو اُن کے پاک باطن سے پہچانتے ہیں۔ ظواہر (اہلِ فقہ) شریعت پر ثابت قدم رہ کر اوامر و نواہی کی پابندی کرتے ہیں اور یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں ہے اور صاحبِ باطن وہ ہے جو راہِ سلوک کا مشاہدہ چشمِ بصیرت سے کرتا ہے اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ پاک کو چشمِ دل سے دیکھتا ہے۔ اس کا سلوک اللہ تعالیٰ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روحانیت کے درمیان واسطہ بن جاتا ہے' خواہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی روحانیت محل کے لحاظ سے جسمانی ہو یا روحانی کیونکہ شیطان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مثل نہیں بن سکتا۔ اس فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں ارادت مند سالکین کے لیے ایک اشارہ ہے تاکہ وہ راہِ سلوک میں اندھے بن کے نہ چلیں۔ حق و باطل کی تمیز کے لیے یہ ایسی دقیق علامات ہیں جو ان کے اہل کے سوا کسی اور کی سمجھ میں نہیں آتیں۔'' (سرالاسرار فصل 23)

❁ آپ نے غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریر سے اندازہ لگا لیا ہوگا کہ آپؒ کے ظہور کے وقت حالات کیا ہوں گے۔ اس گمراہ اور پرفتن دور میں اللہ تعالیٰ نے غوث الاعظم حضرت شیخ محیّ الدین عبدالقادر

Marfat.com

جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو امام الاولیاء بنا کر بھیجا جنہوں نے ان تمام گمراہ باطنی سلاسل اور ظاہری مسالک کا خاتمہ کیا اور یوں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے چلے آرہے تمام سلاسل آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی ذاتِ مبارک میں جمع ہو گئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے بحکمِ خدا اعلان فرمادیا۔

❁ قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ۔ ترجمہ: میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے چار سلاسل جاری ہوئے قادری، چشتی، سہروردی اور نقشبندی۔ سلسلہ قادریہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا اپنا سلسلہ ہے اور چشتی سلسلہ کے بانی حضرت معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ اور سہروردی سلسلہ کے بانی حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ علیہ عین حیات میں غوث الاعظمؓ پیرانِ پیر کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور فیض حاصل کر کے سلاسل کی بنیاد رکھی۔ نقشبندیہ سلسلہ کے بانی حضرت بہاؤ الدین نقشبند غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے وصال کے تقریباً سوا دو سو سال بعد پیدا ہوئے۔ حضرت بہاؤ الدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت سیّد امیر کلال رحمتہ اللہ علیہ سے اسمِ ذات کا سبق حاصل کیا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ لگاتار سولہ سال اسمِ اَللّٰہُ ذات قلب پر نقش کرتے رہے مگر کامیاب نہ ہو سکے ایک روز اس کوشش میں اتنے وارفتہ ہوئے کہ جنگل کی طرف نکل گئے وہاں حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوگئی حضرت خضر علیہ السلام نے پوچھا اے بہاؤ الدین کیا کر رہے ہو۔ جواب دیا قلب روشن نہیں ہو رہا اس لیے بے حد پریشان ہوں انہوں نے کہا کہ تصورِ اسم ذات کیا کرو۔ عرض کی کہ سولہ سال سے اسی کوشش میں ہوں مگر کامیابی نہیں ہو رہی۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا جاؤ جا کر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ کے مزار پر عرض کرو کام بن جائے گا۔ چنانچہ حضرت بہاؤ الدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ نے مزارِ غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ پر حاضر ہو کر التجا کی۔

یا دستگیرِ عالم دستم مرا بگیر دستم چناں بگیر کہ گویندت دستگیر

ترجمہ: اے جہان بھر کی دستگیری کرنے والے میری بھی دستگیری فرمائیں۔ اس شان سے جس شان کے آپؓ مالک ہیں۔

اس پر حضور غوث الاعظم سیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے اپنا دایاں ہاتھ مزار مبارک سے نکال کر اسمِ اَللّٰہُ ذات کی شکل میں اُن کے سامنے فرمایا:

اے نقشبندِ عالم نقشم را بہ بند نقشم چناں بہ بند کہ گویندت نقشبند

ترجمہ: اے نقشبندِ عالم میرے والا نقش (اسمِ ذات) جما اور ایسا جما کہ رہتی دنیا تک لوگ تجھے نقشبند کے نام سے

Marfat.com

یاد کریں۔

اس کے ساتھ ہی حضرت بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے دل پر اسمِ ذات نقش ہوگیا اور آپؒ پکار اٹھے:

بادشاہِ ہر دو عالمؑ شاہ عبدالقادرؒ است   سرورِ اولادِ عالمؑ شاہ عبدالقادرؒ است

بر زمین و آسمان، جن و بشر ہم قدسیان   ساختہ وردِ زبان ہم، شاہ عبدالقادرؒ است

ترجمہ: دو جہانوں، اولادِ آدم، زمین و آسمان کے تمام انسانوں، جنوں، فرشتوں اور تمام مخلوق کے بادشاہ و راہنما حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؓ ہیں اور ہر ایک کی زبان پر آپؓ کا ہی ذکر ہے۔ (مکتوبات، مولانا علامہ فقیر اللہ شکارپوری مکتوب 49 صفحہ 209)

اس لیے حضرت بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کو بھی فیض حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہٗ سے ملا بلکہ قیامت تک فیض تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ہی ملے گا لیکن ملے گا غوث الاعظم رضی اللہ عنہٗ کے توسط سے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ جب تک غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ کی منظوری حاصل نہ ہو تو کوئی ولی نہیں بن سکتا اور نہ ہی کوئی تلقین و ارشاد کی مسند پر فائز ہوسکتا ہے۔

غوث الاعظمؓ درمیان اولیاء   چوں محمدؐ درمیان انبیاء

یوں تو ہر طالب کے نزدیک اس کا سلسلہ اعلیٰ و اولیٰ ہوتا ہے لیکن قادری طریقہ کے منسلکین نے ہمیشہ قادری طریقہ کی برتری کا دعویٰ زیادہ شدومد سے کیا ہے۔ اس کی حقیقت کچھ بھی ہو لیکن دو باتوں سے انکار ممکن نہیں اوّل یہ کہ ہندوستان میں جن چار سلسلوں قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ اور نقشبندیہ کو قبولیت عام حاصل ہوئی ان میں طریقہ قادریہ کو زمانی لحاظ سے اولیت حاصل ہے اور یہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ کا اپنا طریقہ ہے جبکہ باقی طریقوں یا سلسلوں کے بزرگوں نے اُن سے فیض حاصل کیا اور پھر آپؓ کے سلسلہ قادری کو ''فقر'' کی بدولت تمام سلاسل پر فضیلت حاصل ہے۔

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہٗ کا فیضِ روحانی لامحدود ہے۔ اس کے بارے میں آپؓ کا فرمان ہے:

اَفَلَتْ شُمُوْسُ الْاَوَّلِیْنَ وَ شَمْسُنَا   اَبَدًا عَلٰی فَلَکِ الْعُلٰی لَا تَغْرُبٗ

ترجمہ: پہلوں کے آفتاب ڈوب گئے لیکن ہمارا آفتاب بلندیوں کے آسمان پر کبھی غروب نہ ہوگا۔

آفتاب سے مراد فیضانِ ہدایت و ارشاد ہے اور غروب ہونے سے مراد اس فیض کا بند ہونا ہے جو کبھی نہ ہوگا۔

بعد میں آنے والوں نے آپؓ کے اس دعویٰ کی تصدیق کی ہے اور وفات کے بعد بھی آپؓ کی روحانی قوت کے تصرف اور اثر کا اقرار کیا ہے۔ یہاں ہم صرف دو حوالوں پر اکتفا کرتے ہیں جو شہرۂ آفاق محدث و

Marfat.com

مفکر حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی کتب سے لیے گئے ہیں: شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے ''ہمعات'' میں جو ایک لحاظ سے تصوف کی تاریخ ہے یوں بیان فرمایا ہے:

❁ حضرت علیؓ کے بعد اولیاء کرام اور اصحابِ طریقت کا سلسلہ چلتا ہے ان میں سے سب سے زیادہ قوی الاثر بزرگ جنہوں نے راہِ جذب کو باحسنِ وجوہ طے کر کے نسبتِ اویسی کی اصل کی طرف رجوع کیا اور اس میں نہایت کامیابی سے قدم رکھا' وہ شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ کی ذاتِ گرامی ہے۔ اسی بناء پر آپؓ کے متعلق کہا گیا ہے کہ موصوف اپنی قبر میں زندوں کی طرح تصرف کرتے ہیں۔''

اسی طرح ''تفہیمات'' میں حضرت شیخ رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں اپنا کشف اس طرح بیان کرتے ہیں: اِنَّ الشَّیْخَ عَبْدَ الْقَادِرِ لَہٗ شُعْبَۃٌ مِنْ سَرَیَانٍ فِی الْعَالَمِ وَذَالِکَ اِنَّہٗ لَمَّامَاتَ صَارَ کَھَیْئَۃِ الْمَلَاِ الْاَعْلٰی وَانْطَبَعَ فِیْہِ الْوُجُوْدُ السَّارِیْ فِی الْعَلَمِ کُلِّہٖ۔

ترجمہ: حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ کے سپرد جہان کو فیض پہنچانے کا شعبہ ہے۔ اسی لیے جب ان کا وصال ہوا' تو ان کی روح ملاء الاعلیٰ کی صورت اختیار کر گئی اور ان کا وجود تمام جہاں کے لیے فیض رساں بن گیا۔

سلسلہ قادری اور حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ

سلسلہ سروری قادری کے عالی مرتبہ بزرگ حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ جنہیں سلطان الفقر سید الکونین' سلطان العارفین کا بلند مرتبہ حاصل ہے' نے اپنی کتب میں جا بجا غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ کی تعریف اور سلسلہ قادری کی عظمت و رفعت کو بیان کیا ہے۔ آپؒ فرماتے ہیں:

❁ طلبِ مولیٰ پیشوا پیرِ راہ ہے اور طلبِ دنیا بے پیر گمراہ ہے جو پیر مردِ میدان شہسوار ہے اور اپنے مریدوں کو معرفتِ کردگار بخشتا ہے' وہ ہوشیار ہے' اُسی کے مرید لائق دیدارِ پروردگار ہیں۔ پیر ہو تو ایسا ہو کہ جیسے میرے پیر شاہ محی الدین سلطان عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ ہیں جو روزانہ ہزار مریدوں کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس کی حضوری بخشتے ہیں اور وہاں سے اُنہیں سات سات مراتب دلواتے ہیں اور اُنہیں توحیدِ باری تعالیٰ میں غرق کر کے اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے ہیں۔ اُن کے مرید غوث و قطب سے سبقت لیجاتے ہیں۔ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ۔ (بے شک اولیائے اللہ مرتے نہیں) کا مصداق بن کر وہ مرتے نہیں' نہ وہ کمینی

Marfat.com

دنیا کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

سگِ درگاہِ میراں شوچوں خواہی قربِ ربانی　　　　کہ بر شیراں شرف دارد سگِ درگاہِ جیلانیؒ

ترجمہ: اگر تو قربِ ربانی کا طلبگار ہے تو درگاہِ میراں رضی اللہ عنہٗ کا کتا بن جا کہ اُن کی درگاہ کے کتوں کو شیروں پر برتری حاصل ہے۔ (محک الفقر کلاں)

❁ جس نے بھی غوثیت وقطبیت و درویشی وفقیری واولیائی وولایت وہدایت کی دولت ونعمت وسعادت پائی حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہٗ کی بارگاہ سے پائی کیونکہ دونوں جہان کی چابی آپ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ جو آپؓ کا منکر ہوا وہ دونوں جہان میں مردود الحق ہو کر ابلیس خبیث کی طرح پریشان ہوا۔ ہر مومن بندۂ خدا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا امتی ہے یا امتی تھا یا غوث وقطب ولی اللہ ہے حضور غوث پاکؓ کا مرید ہے۔ اُن میں سے کوئی بھی حضور غوث پاکؓ کی مریدی سے باہر نہیں۔ جو اُن کی مریدی سے انحراف کرتا ہے وہ معرفتِ مولیٰ تک ہرگز نہیں پہنچ سکتا' اُس کے مراتب سلب ہو جاتے ہیں کیونکہ آپ کا خطاب ہی غوث الثقلین وغوث الجن والانس والملائکہ ہے۔ عقلمند کے لیے تو یہ اشارت وبشارت ہی کافی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا قدم مبارک آپؓ کی گردن پر رکھا اور تمام ارواحِ فقرائے فنا فی اللہ کی گردن پر حضرت محی الدین شاہ عبدالقادر جیلانی سیف اللہ بقا باللہ غوث الجن والانس والملائکہ کا قدم مبارک ہے۔ آپؓ کے بیٹے نے آپؓ سے عرض کی: ''آپؓ مجھے کوئی وصیت فرمائیں۔'' آپؓ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کو لازم پکڑو' اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہ ڈرو نہ ہی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے کوئی غرض رکھو' اپنی تمام حاجات کو اللہ تعالیٰ کی مرضی پر چھوڑ دو کہ تمام نعمتیں اُسی کے پاس ہیں' اُس کے سوا کسی پر بھروسہ نہ کرو' سب کچھ اُسی سے مانگو' کسی کو اُس کا شریک مت ٹھہراؤ اور اپنی نظر اُس کی توحید پر رکھو کہ اُس کی توحید ہر چیز کو محیط ہے۔'' آپؓ نے مزید فرمایا: ''میرے تمہارے اور تمام خلق کے درمیان اتنا بُعد ہے کہ جتنا زمین وآسمان کے درمیان ہے لہٰذا مجھ کو کسی پر قیاس مت کرو اور نہ ہی کسی کو مجھ پر قیاس کرو۔'' (محک الفقر کلاں)

❁ جس طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ختم الانبیاء ہیں اُسی طرح حضرت پیر دستگیر زندہ جان ونورِ دین وصاحبِ حق الیقین عارف باللہ شاہ محی الدین رضی اللہ عنہٗ ختم الاولیاء وختم الفقراء وختم المعرفت وختم الولایت وختم الہدایت وختم العنایت ہیں۔ آپؓ فائضِ برکات بقا باللہ' غرقِ ذات' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وزیر اور صاحبِ حضور ہیں۔ آپؓ کلیدِ دو جہان ہیں اور ظاہر باطن میں دونوں جہان پر تصرف رکھتے ہیں۔ جو آدمی حیات وممات میں اُن جیسے مراتب کا دعویٰ کرتا ہے وہ جھوٹا کذاب ہے کہ میرے پیر شاہ محی الدینؒ دنیا وآخرت

Marfat.com

دونوں جہان میں زندہ جان ہیں۔ وہ میری جان ہیں بلکہ نزدیک از جان ہیں۔ جو مرید اپنے پیر کو اپنی جان سے عزیز تر و قریب تر نہیں جانتا اُسے مرید نہیں کہا جا سکتا' وہ محض پریشان ہے۔ حضرت پیر دستگیر کا قدم شریعت پر ہے۔ شریعت ایک حرف ہے اور آپؓ کا شرف اُسی حرف سے ہے۔ وہ حرف بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کا ''ب'' ہے۔ جان لے کہ ''ب'' بنائے اسلام ہے جس پر تمام مسلمانی استوار ہے۔ حضرت پیر دستگیر کی کلیدِ تصرف ابدالآباد تک قائم ہے۔ آپؓ کے مرید عارف باللہ اور صاحبِ کلید ہیں کہ قادری طریقے میں تقلید نہیں ہے۔ آپؓ کے مرید معیتِ حق تعالیٰ میں دائم صاحبِ استغراق عارف باللہ ہیں۔ کوئی دوسرا خانوادہ و طریقہ قادری طریقے کی ابتدا کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔ اگر کوئی اس کا دعویٰ کرے تو وہ باطن کا کھوٹا و لافزن ہے۔ (محک الفقر کلاں)

شانِ غوث الاعظمؓ اور عظمت سلسلہ قادری

❀ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ سلسلہ قادریہ کی شان بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''سُن! اگر تو عاقل ہے تو ہوشیار ہو جا' اگر غافل ہے تو غفلت کا پردہ اپنے کانوں سے ہٹا دے اور خبردار ہو جا' اگر عامل ہے تو صاحبِ اعتبار ہو جا اور اگر کامل ہے تو اس حقیقت کو سو بار و ہزار بار بلکہ ہمیشہ یاد رکھ کہ حضرت شیخ محیّ الدین شاہ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز کا طریقۂ قادری اسرارِ الٰہی کے خزانے بانٹنے والا اور ناقصوں کے وجود سے ریاضت کا بوجھ اتارنے والا طریقہ ہے۔ قادری طریقہ تیز دھار ننگی تلوار کی مانند ہے' جو شخص حضرت پیر و دستگیر قدس سرہٗ العزیز کے کسی طالب مرید سے دشمنی کا دم بھرتا ہے تو اُس کا سر گردن سے جدا کر دیا جاتا ہے۔ اگر حضرت پیر دستگیر قدس سرہٗ العزیز کی اولاد میں سے کوئی طالب مرید صالح ہو تو وہ آپؓ کی آستین میں رہتا ہے اور اگر طالح ہو تو آپؓ اُس کی آستین میں ہوتے ہیں' جب کوئی اُسے آزار پہنچاتا ہے تو حضرت پیر دستگیر قدس سرہٗ العزیز آستین جھاڑ کر اُسے سات پشتوں تک تباہ حال کر دیتے ہیں۔'' (نور الہدیٰ کلاں)

❀ جان لے کہ جب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم معراج کی رات کو قربِ الٰہی کی طرف بڑھے تو حضرت پیر و دستگیر قدس سرہٗ العزیز نے اپنی گردن آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قدموں میں رکھ دی جس پر پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اب آپؓ کا قدم جملہ اولیاء اللہ کی گردن پر ہوگا۔ (نور الہدیٰ کلاں)

❀ ہر طریقہ خرقہ پوش ہے لیکن قادری طریقہ محبت و معرفتِ توحیدِ الٰہی کا دریا نوش ہے' ہر طریقہ میں سجادگی ہے لیکن قادری طریقہ میں غرق فنا فی اللہ ہو کر نفس سے آزادگی ہے۔ ہر طریقہ میں قائم مقام ہے لیکن قادری

Marfat.com

طریقہ میں ہدایتِ معرفت وفقر تمام ہے' ہر طریقہ میں جبہ و دستار ہے لیکن قادری طریقہ میں مشاہدۂ جمالِ حضور اور شرفِ دیدار ہے۔ ہر طریقہ میں ورد و تسبیح ہے لیکن قادری طریقہ میں غرقِ وحدت و نفس ذبیح ہے' ہر طریقہ میں تقلیدی طور پر حجام کی طرح قینچی سے طالب مرید کے بال کاٹے جاتے ہیں لیکن قادری طریقہ میں توجہ دے کر بعین توحید کا مشاہدہ کرایا جاتا ہے۔

ہر طریقہ مفلس و بر در سوال　　قادری صاحبِ غنایت باوصال

من قادریم' حاضریم باخدا　　طالباں را می نمایم مصطفیٰؐ

ترجمہ: ہر طریقہ مفلس و در در کا سوالی ہے مگر قادری غنی و باوصال ہوتا ہے' میں قادری فقیر ہوں' ہر وقت بارگاہِ الٰہی میں حاضر رہتا ہوں اور طالبوں کو مجلسِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں پہنچاتا رہتا ہوں۔

فقیر نے جو کچھ کہا ہے حسد سے نہیں بلکہ حساب سے کہا ہے۔ (نور الہدیٰ کلاں)

❁ جب حضرت پیغمبر صاحب ﷺ براق پر سوار ہو کر جبرائیل علیہ السلام کی پیادہ پیشوائی میں معراج کی غرض سے روانہ ہوئے اور کونین کی شش جہات سے نکل کر عرش سے اوپر لاھوت لامکان میں فنافی اللہ ہو کر قُربِ حق تعالیٰ کے مقامِ قاب قوسین پر پہنچے تو وہاں آپ نے ایک نہایت حسین و جمیل نور الہدیٰ صورتِ فقر کو دیکھا تو پوچھا کہ الٰہی! یہ صورتِ فقر کون ہے جو تیری بارگاہ میں معشوق کا درجہ رکھتی ہے' فرمانِ الٰہی ہوا کہ اے محمد (ﷺ) آپ کے لیے خوشخبری ہے کہ یہ صورتِ فقر محی الدین شاہ عبدالقادر جیلانیؒ کی ہے جو آپ کی آل اور حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ عنہ کی حسنی و حسینی اولاد ہے۔ اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ: اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ۔ (فقر میرا فخر ہے اور فخر مجھ سے ہے) ''کیونکہ شاہ محی الدین میرے فقر میں سے ہیں اور مجھے شاہ محی الدین پر فخر ہے۔'' تو جان لے کہ جب کوئی اُن کی زندگی میں حضرت شاہ محی الدین رضی اللہ عنہٗ کا نام وضو کے بغیر زبان پر لاتا تو اس کا سر گردن سے اُڑ جاتا تھا' یہ ایک آزمائش تھی کیونکہ آپؓ سر سے قدم تک انوارِ قُربِ الٰہی میں ڈوبے ہوئے تھے اور ابتدا سے لے کر انتہا تک فقر کا بارِ گرانی اٹھائے ہوئے تھے۔ خبردار! دانائی سے کام لے (اور یاد رکھ) کہ حجام کی طرح مریدوں کے بال کاٹنے والے اہلِ تقلید وزن مرید، مرشد بہت زیادہ ہیں لیکن مرشد قادری فقیر کی طرح ہونا چاہیے کہ ایک ہی نظر میں حضور میں پہنچا دے۔ اے طالبِ حق! صاحبِ نظر عارف بن اور نجاست بھری مردار دنیا کی محبت کو دل سے نکال دے۔ (نور الہدیٰ کلاں)

❁ دورانِ معراج حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے رُوحِ حضرت پیر دستگیر قدس سرہٗ العزیز کو حضورِ حق ہی میں دستِ بیعت فرما کر تعلیمِ علم و تلقینِ حلم و ارشادِ معرفت سے نوازا اور اپنا قائم مقام بنا کر افتخار و سربلندی سے

Marfat.com

شاد فرمایا اور شاہ عبدالقادر کا خطاب عطا فرمایا۔ (نور الہدیٰ کلاں)

❁ حضرت پیر دستگیر قدس سرہٗ العزیز مادر زاد ولی اللہ تھے جنہیں خود نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دستِ بیعت فرمایا۔ آپؓ جب کبھی ظاہری دستِ بیعت کرنے کی غرض سے کسی مرشدِ کامل کی تلاش میں نکلتے اور مرشدوں کو طلبِ ناقص میں گرفتار پاتے تو اپنی باطنی توجہ سے انہیں طلبِ ناقص سے نکال کر مرشدی کے انتہائی مرتبے پر پہنچا دیتے۔ دوسرے پیر لوگوں کو صرف طالب مرید کرتے تھے لیکن حضرت پیر دستگیر قدس سرہٗ العزیز اپنے طالبوں کو مرتبہ مُرشدی عطا فرمایا کرتے تھے۔ ظاہر میں تو دوسرے بہت سے پیر تھے لیکن حقیقت میں وہ سب حضرت پیر دستگیر قدس سرہٗ العزیز کے طالب مرید تھے' حضرت پیر دستگیر قدس سرہٗ العزیز نے کسی کو بھی اپنے مرتبے کا نہ پایا اور جیسا اُس وقت تھا ویسا ہی اب ہے۔ (نور الہدیٰ کلاں)

❁ جان لے کہ قادری طریقہ بادشاہ ہے اور دوسرے تمام طریقے اُس کی فرمانبردار و محکوم رعیت ہیں۔ طریقت میں ہر طریقے کی پیشوا ریاضت ہے لیکن کامل قادری (سروری قادری) طریقے میں پہلے ہی روز شرفِ دیدار' حضوریِ انوار اور قُربِ الٰہی ہے۔

سہروردی زاں فقر آگاہ نیست   نقشبندی راز فقرش راہ نیست
خواجہ چشتی ریاضت راہ بر   بہرِ دنیا عزّوجاہ و سیم و زر
ابتدائے قادری را شُد لِقا   انتہائے قادری با مصطفیؐ

ترجمہ: ''طریقہ سہروردی کو راہِ فقر سے آگاہی نہیں' طریقہ نقشبندی کو راہِ فقر کی خبر نہیں اور طریقہ چشتی کی راہبر ریاضت ہے جس سے دنیوی عزّوجاہ اور مال و دولت کا تصرف ہاتھ آتا ہے جب کہ طریقہ قادری کی ابتدا لقائے الٰہی ہے اور اُس کی انتہا مجلسِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دائمی حضوری ہے۔''

مَنْ سَكَتَ عَنِ الْحَقِّ فَهُوَ شَيْطَانٌ أَخْرَسٌ (ترجمہ: جو شخص حق بات کہنے سے چپ رہا وہ گونگا شیطان ہے) اس لیے فقیر جو کچھ کہتا ہے حسد نہیں بلکہ حساب سے کہتا ہے کہ مرتبہ قادری کسی کے وہم وفہم میں نہیں سما سکتا کہ اُس کی حد ہے نہ حساب۔[1]

❁ اے جانِ عزیز! عقل مندی کا تقاضا یہ ہے کہ دانش و تمیز سے کام لیا جائے' لہٰذا معرفت و فقر میں وہ شخص قدم رکھے جو سب سے پہلے طریقے کی ابتدا و انتہا کے ہر مقام پر حق و باطل کی تمیز اور باطنی تحقیق کی توفیق

---

[1] نور الہدیٰ کلاں۔ (۱) ترجمہ مع متن سید امیر خان نیازی (۲) ترجمہ فقیر میر محمدؒ (۳) فقیر الطاف حسین سروری قادری سلطانی اور فقیر نور محمد کلاچوی نے اِن فارسی ابیات کا ترجمہ اردو اشعار میں کیا ہے اور مفہوم یہی ہے۔

Marfat.com

سے پیرو مرشد کی پرکھ کر لے اور توفیق بھی چار قسم کی ہوتی ہے۔ (۱) توفیقِ علم کہ جس کا تعلق انسانی شعور سے ہے۔ (۲) توفیقِ تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کہ جو اہلِ حضور اولیاء اللہ کا نصیبہ ہے۔ (۳) توفیقِ تصدیقِ دل کہ جو ذکرِ قلبی سے حاصل ہونے والے مشاہدۂ انوارِ توحید اور شرفِ دیدارِ پروردگار سے نصیب ہوتی ہے اور جس سے باطن آباد رہتا ہے (۴) وہ توفیق کہ جس سے بذریعہ تصور (تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات وتصورِ اسمِ محمدؐ) نفس فنا ہو جاتا ہے اور بذریعہ تصرف روح بقا حاصل کر لیتی ہے اور طالب عارف باللہ ہو کر اللہ تعالیٰ کی نظر میں منظور ہو جاتا ہے۔ طریقۂ قادری میں مرشد کامل پر فرضِ عین ہے کہ وہ طالب اللہ کو تلقین کے ذریعے چاروں قسم کی توفیق ضرور عطا کرے۔ (نورالہدیٰ کلاں)

❁ یاد رہے کہ دوسرے ہر طریقے میں رنج ریاضت کی آفات ہیں لیکن طریقہ قادری میں تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کے ذریعے پہلے ہی روز غرق فنا فی اللہ کا مرتبہ نصیب ہوتا ہے۔ قادری طریقہ آفتاب کی مثل ہے اور دوسرے طریقے چراغ کی مثل ہیں۔ (نورالہدیٰ کلاں)

❁ یاد رہے کہ ہر طریقے میں طالب مرید کو ذکر فکر و مراقبہ میں کوشش اور مرشد کو باطنی توجہ سے کشش کی حاجت ہوتی ہے لیکن قادری طریقے میں کوشش کی حاجت ہے نہ کشش کی بلکہ تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کی ایک ہی توجہ سے طالب مرید کو حضور میں پہنچا دیا جاتا ہے۔

نیست کششے و نے کوشش ثواب   غرق فی التوحید فی اللہ بے حجاب
رفت نفس و قلب و رُوح و ہم ہوا   غرق فی التوحید بینم روئے خدا

ترجمہ: ”طریقۂ قادری میں کشش کی حاجت ہے نہ ثواب کی خاطر کوشش کی بلکہ غرقِ فی التوحید فی اللہ ہو کر اللہ تعالیٰ کو بلا حجاب دیکھا جاتا ہے۔ نفس و قلب و رُوح و ہوا سے میری جان چھوٹی اور میں غرق فی التوحید ہو کر جمالِ خداوندی کا مشاہدہ کرتا رہتا ہوں۔ (نورالہدیٰ کلاں)

❁ ہر خانوادہ (سلسلہ) کی انتہا قادری طریق کی ابتدا سے لگا نہیں کھا سکتی خواہ تمام عمر ریاضت میں سرگرداں رہے۔ قادری کی ابتدا لامکان اور فنا فی اللہ ہونا ہے اور قادری کی انتہا لاھوت اور بقا باللہ ہونا ہے۔ جو شخص فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے مراتب پر نہیں پہنچا اُسے نہ ابتدا حاصل ہے نہ انتہا بلکہ وہ نفس کے تابع اور حرص و ہوا میں مبتلا ہے۔ سالہا سال کی ریاضت سے مشاہدہ وصال میں ایک دم مستغرق رہنا بہتر ہے۔ (توفیق الہدایت)

❁ جان لے کہ ہر طریقے کی بنیاد ظاہر باطن میں اشتغال پر ہے جبکہ قادری طریقے کی بنیاد معرفتِ اِلَّا اللّٰہُ مجلسِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی حضوری اور اللہ تعالیٰ کے قُرب و وصال پر ہے، اس میں زبان کا جواب زبان سے

Marfat.com

دل کا دل سے‘ قلب کا قلب سے‘ روح کا روح سے‘ سِرّ کا سِرّ سے‘ مشاہدے کا مشاہدے سے‘ معرفت کا معرفت سے‘ نور کا نور سے‘ قرب کا قرب سے‘ جمعیت کا جمعیت سے اور حضور کا جواب حضور سے ملتا ہے۔ قادری طالب مریدوں کو ان مراتب کی چابی توحید (اسمِ اللہ ذات) سے حاصل ہوتی ہے جو ہمیشہ اُن کے پاس رہتی ہے۔ قادری طریقہ میں تقلید اور مقلد کی کوئی گنجائش نہیں۔ چڑیوں کی کیا مجال کہ ہم نشینِ شہبازاں ہوسکیں؟۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ قادری طالب مرید کا مرتبہ کسی دوسرے سے ہرگز سلب نہیں ہوسکتا کہ قادری طالب مرید دوسرے تمام طریقوں پر غالب ہوتا ہے کیونکہ طریقہ قادری اور فقرِ قادری امورِ خداوندی میں سے ایک امر ہے اور اللہ کا امر ہر چیز پر غالب ہے۔ وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰٓی اَمۡرِہٖ (سورہ یوسف:21) (اور اللہ اپنے امر پر غالب ہے)۔ (نور الہدیٰ کلاں)

❁ ہر یکے بہر از گدائی در طلب　　قادری غالب بود باقُربِ رب

ترجمہ: انتہائی قُربِ ربانی کے باعث قادری طریقہ ہر طریقے پر غالب ہے اس لیے ہر طریقہ قادری طریقے کے در کا سوالی ہے۔ (نور الہدیٰ کلاں)

❁ ہر طریقہ ے بود مثلِ چراغ　　و ز آفتابِ قادری صد طُور داغ

ترجمہ: ہر طریقہ چراغ کی مثل ہے اور قادری طریقہ آفتاب کی مثل ہے‘ قادری طریقہ ایسا آفتاب ہے کہ جس کے سامنے سینکڑوں طُور شرمندہ ہیں۔ (نور الہدیٰ کلاں)

❁ یاد رہے کہ عالمِ فاضل ہونا‘ شیخ مشائخ ہونا‘ غوث قطب ہونا اور فقیر درویش ہونا آسان کام ہے لیکن مومن مسلمان ہونا بہت مشکل و دشوار کام ہے مگر طریقہ قادری کا فقیر حنفی العقیدہ اہلِ سنت والجماعت‘ دوست دارِ چہار یار مومن مسلمان ہوتا ہے جو باطنی طور پر مست مگر ظاہری طور پر شریعت میں ہوشیار ہوتا ہے۔ (نور الہدیٰ کلاں)

❁ جان لو! کہ قادری طریقہ ہر دوسرے طریقہ پر قادر وقوی ہے قادری کی ابتدا تمام طریقوں کی انتہا (کے برابر) ہے اور قادری کو فتح (قادری طریقہ سے ہی ہوتی) ہے۔ (گنج الاسرار)

❁ دوسرے ہر طریقہ کے لوگ اگر تمام عمر ریاضت اور مجاہدہ میں اپنی جان کھپاتے رہیں پھر بھی وہ قادری طریقہ کے ادنیٰ مراتب کو نہیں پہنچ سکتے۔ کیونکہ قادری کا کھانا مجاہدہ اور اس کا خواب مشاہدہ ہوتا ہے۔ اس طریقہ والے کا سیر ہو کر کھانا یا بھوکا رہنا برابر ہوتا ہے۔ اس کی خواب و بیداری برابر اس کی مستی وہشیاری برابر خاموشی اور گویائی برابر ہوتی ہے۔ اس طریقہ والوں کے متعلق لوگوں کا خیال ہوتا ہے کہ وہ ان سے ہم سخن ہیں لیکن وہ ہمیشہ خدا‘ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور شاہ محی الدین رضی اللہ عنہٗ سے ہم کلام رہتے ہیں۔ وہ روٹی تو اس جہان

Marfat.com

کی کھاتے ہیں لیکن کام اُس جہان کا کرتے ہیں ان کی نظران کی توجہ ان کا وھم اوران کا خیال حضوری وصال سے ہوتا ہے پس ان کی حقیقت کو مادر زاد اندھا پریشان کیسے جان اور پہچان سکتا ہے؟ قادری طریقہ ہر دو جہان پر امیر کر دیتا ہے۔ کیونکہ اس کی اصل (بنیاد) اسمِ اَللّٰہُ کے تصور سے فنافی اللہ عارف باللہ فقیر کے مراتب حاصل کرنے میں ہے اس قسم کے قادری کو نر شیر' شہنشاہ اور صاحبِ راز کہتے ہیں۔ (گنج الاسرار)

❁ تمام سلاسل چراغ کی مانند ہیں جسے نفسانی، شیطانی، دنیاوی آفتوں اور بلاؤں کی ہوا بجھا سکتی ہے۔ لیکن سلسلہ قادریہ آفتاب کی مانند ہے کیونکہ اسے مخالف ہواؤں کا ڈر نہیں۔ چراغ کی کیا مجال کہ آفتاب کے سامنے چمکے۔ (اسرارِ قادری)

سلسلہ سروری قادری

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ سروری قادری ہیں اور آپؒ قادری سلسلہ کی دو شاخوں کا ذکر فرماتے ہیں۔ سروری قادری اور زاہدی قادری۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ سے ہی سلسلہ سروری قادری کو برصغیر میں عروج حاصل ہوا اور آپ رحمتہ اللہ علیہ سروری قادری کو ہی کامل قادری یا اصل قادری سلسلہ تسلیم کرتے ہیں۔ آپؒ فرماتے ہیں:

❁ قادری طریقہ بھی دو قسم کا ہے' ایک سروری قادری اور دوسرا زاہدی قادری۔ سروری قادری مرشد صاحبِ اسمِ اَللّٰہُ ذات ہوتا ہے اس لیے وہ جس طالبِ اللہ کو حاضراتِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کی تعلیم و تلقین سے نوازتا ہے تو اُسے پہلے ہی روز اپنا ہم مرتبہ بنا دیتا ہے جس سے طالبِ اللہ اتنا لا یحتاج و بے نیاز مُتَوَکِّلْ اِلَی اللّٰہِ ہو جاتا ہے کہ اُس کی نظر میں مٹی و سونا برابر ہو جاتا ہے۔ زاہدی قادری طریقے کا طالب بارہ سال تک ایسی ریاضت کرتا ہے کہ اُس کے پیٹ میں طعام تک نہیں جاتا' بارہ سال کی ریاضت کے بعد حضرت پیر صاحب (محیّ الدین شاہ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز) اُس کی دستگیری فرماتے ہیں اور اُسے سالک مجذوب یا مجذوب سالک بنا دیتے ہیں۔ اس کے مقابلے میں سروری قادری طالب کا مرتبہ محبوبیت کا مرتبہ ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ زمان و لامکان پر مکمل تصرف رکھنے والا طریقہ صرف قادری ہے اور قادری بھی دو قسم کے ہوتے ہیں' ایک زاہدی قادری اور دوسرے سروری قادری۔ سروری قادری طریقہ وہ ہے جو اس فقیر کو حاصل ہے کہ یہ فقیر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں حاضر ہوا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے دستِ بیعت فرمایا اور خندہ پیشانی سے فرمایا: ''خلقِ خدا کی راہنمائی میں ہمت کرو۔'' بعد از تلقین حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس فقیر کا

Marfat.com

ہاتھ پکڑ کر حضرت پیر دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے سپرد کر دیا۔ حضرت پیر دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے بھی سرفرازی بخشی اور خلقِ خدا کو تلقین کرنے کا حکم فرمایا۔ یہ اُن ہی کی نظرِ کرم کا کمال ہے کہ بعد میں اس فقیر نے جب بھی کسی طالبِ اللہ کے ظاہر و باطن پر توجہ کی اُسے ذکر اذکار اور مشقت و ریاضت میں ڈالے بغیر محض تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات اور تصورِ اسمِ محمدؐ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مدد سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں پہنچا دیا۔ پھر اُس نے جدھر بھی نظر اُٹھائی اُسے اسمِ اَللّٰہُ ذات ہی نظر آیا اور اس کے سامنے کوئی حجاب باقی نہ رہا۔ سروری قادری طریقہ کم حوصلہ نہیں۔ یہ نہایت ہی فیض بخش طریقہ ہے جب کہ دیگر طریقوں میں لوگوں نے بعض طالبوں کو آتشِ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے جلا کر مار ڈالا' بعض اسمِ اَللّٰہُ ذات کا بوجھ برداشت نہ کر سکے اور عاجز ہو بیٹھے اور بعض مردود و مرتد ہو گئے۔ (عین الفقر)

❁ سروری قادری کامل کی ابتدا کیا ہے؟ قادری کامل (سروری قادری) نظر سے یا تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے یا ضربِ کلمہ طیب سے یا باطنی توجہ سے طالبِ اللہ کو معرفتِ الٰہی کے نور میں غرق کر کے مجلسِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی حضوری میں پہنچا دیتا ہے کہ طریقہ قادری میں یہ پہلے ہی روز کا سبق ہے۔ جو مرشد اس سبق کو نہیں جانتا اور طالبوں کو مجلسِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی حضوری میں نہیں پہنچاتا وہ قادری کامل ہرگز نہیں۔ اُس کی مستی حال محض خام خیالی ہے کہ قادری کامل معرفتِ الٰہی کے نور میں غرق ہو کر ہمیشہ غرقِ وصال رہتا ہے اور وصال بھی دو قسم کا ہے' ایک تجلی الہام کا وصال اور دوسرا اُس تجلی میں دائم استغراقِ کامل کا وصال۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ یاد رہے کہ قادری طریقہ بھی دو قسم کا ہے' ایک زاہدی قادری طریقہ ہے جس میں طالب عوام کی نگاہ میں صاحبِ مجاہدہ و صاحبِ ریاضت ہوتا ہے جو ذکرِ جہر سے دل پر ضربیں لگاتا ہے' غور و فکر سے نفس کا محاسبہ کرتا ہے' ورد و وظائف میں مشغول رہتا ہے' راتیں قیام میں گزارتا ہے اور دن کو روزہ رکھتا ہے لیکن باطن کے مشاہدہ سے بے خبر قال (گفتگو) کی وجہ سے صاحبِ حال بنا رہتا ہے۔ دوسرا سروری قادری طریقہ ہے جس میں طالب قُرب و وصال اور مشاہدۂ دیدار سے مشرف ہو کر شوریدہ حال رہتا ہے اور ایک ہی نظر سے طالبِ اللہ کو معیتِ حق تعالیٰ میں پہنچا دیتا ہے اور وصالِ پروردگار سے مشرف کر کے حق الیقین کے مراتب پر پہنچا دیتا ہے۔ ایسا ہی سروری قادری فقیر قابلِ اعتبار ہے کہ وہ قاتلِ نفس ہوتا ہے اور کارزارِ حق میں پیش قدمی کرنے والا سالار ہوتا ہے۔ (محک الفقر کلاں)

❁ سروری قادری اُسے کہتے ہیں جو نر شیر پر سواری کرتا ہے اور غوث و قطب اُس کے زیرِ بار رہتے ہیں۔ سروری قادری طالبوں اور مریدوں کو اللہ تعالیٰ کے کرم سے پہلے ہی روز یہ مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے کہ ماہ سے

Marfat.com

ماہی تک ہر چیز اُن کی نگاہ میں آجاتی ہے۔ سروری قادری کی اصل حقیقت یہ ہے کہ سروری قادری فقیر ہر طریقے کے طالب کو عامل کامل مکمل مرتبے پر پہنچا سکتا ہے کیونکہ دیگر ہر طریقے کے عامل کامل درویش سروری قادری فقیر کے نزدیک ناقص و ناتمام ہوتے ہیں کہ دوسرے ہر طریقے کی انتہا سروری قادری کی ابتدا کو بھی نہیں پہنچ سکتی خواہ کوئی عمر بھر محنت و ریاضت کے پتھر سے سر پھوڑتا پھرے۔ اس طریقہ کے عاشق و طالب دنیا سے تارک فارغ ہوتے ہیں کہ عارف واصل ہونا سروری قادری طریقے کا ابتدائی مرتبہ ہے۔ سروری قادری طریقے کے طالبوں اور مریدوں میں غوث وقطب اور ابدال و اوتاد قیامت تک کم نہ ہوں گے کیونکہ اس طریقہ میں ابتدا و انتہا ایک ہی ہے یعنی تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کی تاثیر طالب کو ذکر فکر میں مبتلا کیے بغیر تمام مراتب تک پہنچا دیتی ہے۔ اس طریقہ کو شریعت سے پائیداری اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم و تلقین سے افتخار حاصل ہے۔ یاد رہے کہ حضرت پیر دستگیر مادر زاد ولی اللہ، فقیر فنا فی اللہ، وزیرِ محمد رسول اللہ اور عارف باللہ معشوقِ اللہ ہیں۔ انہیں بارگاہِ رب الارباب سے پیر دستگیر محی الدین، بقا باللہ قطب، فردانیت میں غوث اور وحدانیت میں غوث الاعظم کا خطاب اس لیے دیا گیا کہ آپ کے سروری قادری طالبوں اور مریدوں کو پہلے ہی روز اسم اعظم (اسمِ اَللّٰہُ ذات) عطا کر دیا جاتا ہے اور انہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس کی حضوری بخش کر غالب الاولیاء حبیب بنا دیا جاتا ہے۔ اس طریقہ سے فیض یاب ہونے والے باطن صفاء اہلِ تصدیق طالب مرید ہر وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں حاضر رہتے ہیں۔ دنیا میں ایسے سروری قادری لایحتاج فقیر بہت ہی کم پائے جاتے ہیں جو دنیا و عقبیٰ سے بے نیاز صاحبِ ہدایت و صاحبِ رازِ عنایت ہوتے ہیں، ایک ہی دم میں دونوں جہان طے کر کے صاحبِ جود و کرم ہو جاتے ہیں اور کشف و کرامات کو باعثِ ننگ سمجھ کر اُن سے مطلق شرم و حیا کرتے ہیں کہ سروری قادری فقیر کی نظر وحدانیت اِلٰہ پر ہوتی ہے، سروری قادری فقیر ایسا بادشاہ ہے جو معرفتِ الٰہی کے اسرار سے ہر وقت آگاہ رہتا ہے۔ (محک الفقر کلاں)

سروری قادری کی شان

سلسلہ سروری قادری کو سروری قادری اس لیے کہا جاتا ہے کہ سروری کا مطلب ہے سرورِ کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دستِ مبارک پر بیعت ہونا اور قادری کا مطلب ہے غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؓ کی اتباع کرنا یعنی اُن کے طریقہ پر چلنا۔ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

Marfat.com

❁ سروری قادری اُسے کہتے ہیں جسے خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دستِ بیعت فرماتے ہیں اور اس کے وجود سے بدخلقی کی خوبُو ختم ہو جاتی ہے اور اُسے شرعِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی راہ پر گامزن ہونے کی توفیق نصیب ہو جاتی ہے۔ (محک الفقر کلاں)

❁ ایک اس مراتب کے بھی سروری قادری ہوتے ہیں جنہیں خاتم النبیین رسول رب العالمین سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی مہربانی سے نواز کر باطن میں حضرت محیّ الدین شاہ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز کے سپرد کر دیں اور حضرت پیر دستگیر رحمتہ اللہ علیہ بھی اُسے اس طرح نوازتے ہیں کہ اُسے خود سے جدا نہیں ہونے دیتے۔ (محک الفقر کلاں)

سروری قادری طریقہ میں رنجِ ریاضت، چلہ کشی، حبسِ دم، ابتدائی سلوک اور ذکر فکر کی الجھنیں ہرگز نہیں ہیں یہ سلسلہ ظاہری درویشانہ لباس اور رنگ ڈھنگ سے پاک ہے اور ہر قسم کے مشائخانہ طور طریقوں مثلاً عصا، تسبیح، جُبّہ ودستار وغیرہ سے بے زار ہے۔ اس سلسلہ کی خصوصیت یہ ہے کہ مرشد پہلے ہی روز سلطان الاذکار کا ذکر اور تصورِ اسمِ ذات اور مشق مرقومِ وجودیہ عطا کر کے طالب کو انتہا پر پہنچا دیتا ہے۔ جبکہ دوسرے سلاسل میں یہ سب کچھ نہیں ہے اس لیے حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سلسلہ سروری قادری کے طالب (مرید) کی ابتدا دوسرے سلاسل کی انتہا کے برابر ہوتی ہے۔

سروری قادری مرشد

❁ سروری قادری مرشد کے بارے میں آپؒ فرماتے ہیں ''سروری قادری مرشد مجمل وجامع ہوتا ہے وہ ظاہر و باطن میں ایسی کتاب ہوتا ہے جو طالبِ مولیٰ کے لیے کُتب الا کتاب کا درجہ رکھتی ہے۔ جس کے مطالعہ سے طالب اس شان سے فنافی اللہ ہوتا ہے کہ اس کے سامنے کوئی حجاب باقی نہیں رہتا۔ اس کتاب (سروری قادری مرشد) کو جو طالب صِدق، اخلاص، اعتقاد و پاکیزگی کے ساتھ پڑھتا ہے وہ جلد ہی اپنی مراد کو پہنچتا ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

عارف کامل قادری بہر قدرتے قادر و بہر مقام حاضر

ترجمہ: عارف کامل قادری (صاحبِ مسمّٰی مرشد کامل سروری قادری) ہر قدرت پر قادر اور ہر مقام پر حاضر ہوتا ہے۔ (رسالہ روحی شریف)

سروری قادری مرشد بھی دو طرح کے ہوتے ہیں:

صاحبِ اسم: صاحبِ اسم صاحبِ ذکر ہے اور صاحبِ اسم مقامِ خَلق پر ہوتا ہے یہ

Marfat.com

خلفاء ہوتے ہیں۔ اِن کے مریدین ساری عمر اسمِ نقش کرنے میں گزار دیتے ہیں۔

صاحبِ مسمّٰی: صاحبِ مسمّٰی فقیر فنا فی اللہ بقا باللہ ہوتا ہے۔ امانتِ الٰہیہ، خلافتِ الٰہیہ کا حامل اور انسانِ کامل کے مرتبہ پر فائز ہوتا ہے اور یہی مرشد کامل اکمل نور الہدیٰ ہے۔ اِن کے مریدین کو اسمِ اَللّٰہُ ذات سے تصورِ شیخ حاصل ہوتا ہے ایسے مرشد کے بارے میں سلطان العارفینؒ فرماتے ہیں عارف باللہ، فنا فی اللہ فقیر اسے کہتے ہیں جو فنا فی الرسول ہو، فنا فی فقر ہو اور فنا فی ''ھُو'' ہو۔ (عین الفقر)

صاحبِ اسم اور صاحبِ مسمّٰی کے بارے میں سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ عین الفقر میں فرماتے ہیں: ''نفس وزبان ''مخلوق'' ہیں اور قلب وجسم وروح بھی ''مخلوق'' ہیں جبکہ اسمِ اَللّٰہُ ''غیر مخلوق'' ہے لہٰذا ''غیر مخلوق'' کو غیر مخلوق ہی سے یاد کرنا چاہیے۔ ''اسم'' اور ''مسمّٰی'' کے درمیان کیا فرق ہے؟ صاحبِ اسم صاحبِ ذکر ہے اور صاحبِ اسم ''مقامِ خَلق'' (مخلوق) پر ہوتا ہے اور صاحبِ مسمّٰی صاحبِ استغراق ہے۔ اور صاحبِ مسمّٰی مقامِ ''غیر مخلوق'' پر ہوتا ہے۔ صاحبِ مسمّٰی پر ذکر حرام ہے کہ وہ ظاہر باطن میں ہر وقت غرق فنا فی اللہ ہوتا ہے۔ (عین الفقر)

صاحبِ مسمّٰی مرشد کی تعریف کرتے ہوئے سلطان العارفینؒ محک الفقر کلاں میں فرماتے ہیں:

''اس راہ (فقر) کا تعلق عرف (شہرت، نام وناموس) سے نہیں عرفانِ حق سے ہے اللہ تعالیٰ جسے عطا کرتا ہے وہ مطلق مسمّٰی فنا فی اللہ کے مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ راہِ معرفت و مسمّٰی کا تعلق گفتگو سے نہیں عطائے الٰہی سے ہے اللہ تعالیٰ جسے عطا کرتا ہے وہ عارف باللہ ہو جاتا ہے اور وہی اسے جانتا پہچانتا ہے۔

مسمّٰی آں کہ باشد لازوالی ❀ نہ آں جا ذکر و فکر نہ وصالی
بود غرقش بہ وحدت عین دانی ❀ فنا فی اللہ شود سِرِّ نہانی

ترجمہ: مقامِ مسمّٰی لازوال مقام ہے جہاں پر ذکر، فکر و وصال کی گنجائش نہیں اس مقام پر پہنچ کر طالبِ اللہ فنا فی اللہ فقیر ہو جاتا ہے اور اُس پر رازِ پنہاں ظاہر ہو جاتا ہے۔ (محک الفقر کلاں)

شجرہ فقر سلسلہ سروری قادری

سلسلہ سروری قادری کا شجرہ فقر اس طرح سے ہے:

1۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

Marfat.com

2۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ
3۔ حضرت امام خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ
4۔ حضرت شیخ حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ
5۔ حضرت شیخ داؤد طائی رحمتہ اللہ علیہ
6۔ حضرت شیخ معروف کرخی رحمتہ اللہ علیہ
7۔ حضرت شیخ سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ
8۔ حضرت شیخ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ
9۔ حضرت شیخ جعفر ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ
10۔ حضرت شیخ عبدالعزیز بن حرث بن اسد تمیمی رحمتہ اللہ علیہ
11۔ حضرت شیخ ابوالفضل عبدالواحد تمیمی رحمتہ اللہ علیہ
12۔ حضرت شیخ محمد یوسف ابوالفرح طرطوسی رحمتہ اللہ علیہ
13۔ حضرت شیخ ابوالحسن علی بن محمد بن جعفر القرشی ہنکاری رحمتہ اللہ علیہ
14۔ حضرت شیخ ابوسعید مبارک مخزومی رحمتہ اللہ علیہ
15۔ غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ
16۔ حضرت شیخ تاج الدین ابوبکر سیّد عبدالرزاق جیلانی رحمتہ اللہ علیہ
17۔ حضرت شیخ سیّد عبدالجبار جیلانی رحمتہ اللہ علیہ
18۔ حضرت شیخ سیّد محمد صادق یحییٰ رحمتہ اللہ علیہ
19۔ حضرت شیخ سیّد نجم الدین برہان پوری رحمتہ اللہ علیہ
20۔ حضرت شیخ سیّد عبدالفتاح رحمتہ اللہ علیہ
21۔ حضرت شیخ سیّد عبدالستار رحمتہ اللہ علیہ
22۔ حضرت شیخ سیّد عبدالبقاء رحمتہ اللہ علیہ
23۔ حضرت شیخ سیّد عبدالجلیل رحمتہ اللہ علیہ
24۔ حضرت شیخ سیّد عبدالرحمٰن دہلوی رحمتہ اللہ علیہ
25۔ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ

Marfat.com

26۔ سُلطانُ التّارکین حضرت سخی سلطان سیّد محمد عبداللہ شاہ مدنی جیلانی رحمتہ اللہ علیہ

27۔ سُلطانُ الصابرین حضرت سخی سلطان پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمتہ اللہ علیہ

28۔ شہبازِ عارفاں حضرت سخی سلطان سیّد پیر محمد بہادر شاہ کاظمی المشہدی رحمتہ اللہ علیہ

29۔ سُلطانُ الاولیاء حضرت سخی سلطان محمد عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ

30۔ سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ

طریقہ قادری کا دشمن

طریقہ قادری کا دشمن تین حکمت سے خالی نہیں ہوتا اوّل رافضی و خارجی دوم ناقص و کاذب و حاسد سوم مردود و منافق۔ (نور الہدیٰ کلاں)

دین و دنیا کا حکمران صرف قادری

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''مجھے اُن لوگوں پر تعجب آتا ہے جو کہتے ہیں کہ ہمیں دین اور دنیا دونوں عطا ہوئے ہیں یاد رکھو یہ محض شیطانی مکر و فریب اور نفسانی حرص و ہوا ہے۔ دین اور دنیا دونوں صرف قادری کو عطا ہوتے ہیں جس کے سبب وہ دونوں جہان پر حکمران ہوتا ہے۔ (صفحہ 75 اسرارِ قادری، ناشر اللہ والوں کی قومی دکان لاہور)

تمام سلاسل کی خلافت اور تمام سلاسل سے فیض

یاد رہے کہ مرشد یا طالب یا تو قادری ہوتا ہے یا چشتی' سہروردی اور نقشبندی۔ تمام سلاسل یا ایک سے زیادہ سلاسل سے فیض یا حصولِ خلافت کا جو دعویٰ کرتا ہے سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ اُسے کاذب کہتے ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

❁ اگر کوئی شخص کہے کہ مجھے ہر طریقہ کی خلافت حاصل ہے تو اس کی بات کا اعتبار نہ کرو۔ کیونکہ اس حرامی کے بہت سے باپ ہیں اس کی بات محض ایک گپ ہے۔ قادری لایحتاج نرشیر ہے۔ خدا نہ کرے کہ قادری مرید اپنے طریقہ کو چھوڑ کر کسی اور طریقہ میں داخل ہو جائے قادری مرید ہر طریقے پر غالب ہے۔ ((1) اسرارِ قادری ترجمہ: اللہ والوں کی قومی دکان لاہور، (2) اسرارِ قادری ترجمہ: فقیر الطاف حسین سروری قادری، ناشر شبیر برادرز لاہور)

❁ بعض (دنیاوی شہرت کی خاطر) کہا کرتے ہیں کہ ہمیں ہر طریقہ کی خلافت حاصل ہے (اور ہم ہر طریقہ

Marfat.com

سلوک میں لوگوں کو بیعت کرنے کے مجاز ہیں) قادری طریقہ اتنا عظیم تر ہے کہ قادری کو صد حیا اور ہزار شرم آتی ہے کہ وہ کسی دوسرے طریقہ کی طرف رجوع کرے اور جو طالب مرید قادری ہے نہ تو وہ کسی دوسرے طریقہ (مرشد) سے کوئی التجا کرتا ہے اور نہ ہی کسی دوسرے طریقہ کی احتیاج رکھتا ہے (لیکن جو جاہل ہے دربدر دھکے کھانا اس کا مقدر ہے) (نورالہدیٰ کلاں ترجمہ: فقیر الطاف حسین سروری قادری، ناشر شبیر برادرز لاہور)

❁ بعض تقلید کرنے والے اکثر کہا کرتے ہیں کہ مجھے ہر طریقہ سے خلافت حاصل ہے اور طریقہ نقشبندی وطریقہ سہروردی وطریقہ چشتی وطریقہ قادری میں بیعت کرسکتا ہوں (کہ میں ہر سلسلہ میں مرید کرسکتا ہوں) ایسے لوگ کذاب (جھوٹے) ہیں۔ (گنج الاسرار)

جعلی وناقص قادری مرشد

سلسلہ قادری میں بعض ناقص کسی وسیلہ، رشتہ یا حیلہ یا نسبی تعلق کی بناپر خلافت حاصل کر لیتے ہیں اور لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ مریدوں کا ہجوم اکٹھا کرتے ہیں اور اُن سے مال بٹورتے ہیں۔ آپ کو ہر طرف اس طرح کے بے شمار قادری مرشد نظر آتے ہوں گے۔ حضرت سخی سلطان باھُورحمتہ اللہ علیہ اِن کے بارے میں فرماتے ہیں:

❁ اکثر وساوسِ شیطانی اور خطراتِ نفسانی میں گھرے ہوئے جاسوس قسم کے طالب حیلے بہانے سے قادری طریقے کی خلافت حاصل کر لیتے ہیں جس سے وہ ظاہر میں با مقصود نظر آتے ہیں لیکن باطن میں مردود ہوتے ہیں۔ (نورالہدیٰ کلاں، ترجمہ: سید امیر خان نیازی)

❁ بعض کسی حیلہ یا وسیلہ سے قادری (سلسلہ میں) خلافت حاصل کر لیتے ہیں اس طرح اِن کا ظاہری مقصود (حصولِ خلافت کی خواہش) تو پوری ہو جاتی ہے لیکن باطن میں وہ مردود ہی رہتے ہیں۔ ((ا) صفحہ 231 نورالہدیٰ کلاں ترجمہ: فقیر الطاف حسین سروری قادری، ناشر شبیر برادرز لاہور)

❁ بعض لوگ جاسوس کی طرح طریقہ قادری میں داخل ہو کر خلافت لیتے ہیں اور ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنا کر دام وگرانی پھیلا کر لوگوں کو کہتے ہیں کہ ہم ہر طریقے میں بیعت لینے کے مجاز ہیں قادری کو صد حیا اور شرم چاہیے کہ دیگر طریقوں میں منہ چھپائے اور اُن کی آڑ لے۔ (نورالہدیٰ کلاں ترجمہ: نور محمد کلاچوی)

❁ بعض اہلِ وسوسہ اور خطرات نفسانی لوگ جاسوس کی طرح کسی حیلہ یا وسیلہ سے طریقہ قادری میں داخل ہو کر خلافت لیتے ہیں وہ بظاہر با مقصود دکھائی دیتے ہیں جبکہ باطن میں مردود ہوتے ہیں۔ (نورالہدیٰ کلاں ترجمہ: فقیر میر محمد)

Marfat.com

سروری قادری سلسلہ معرفت کا سمندر ہے جو اس سلسلہ میں داخل ہوتا ہے اور اسمِ اَللّٰہُ ذات میں غوطہ لگاتا ہے وہ عارف ہو جاتا ہے۔ اگر قادری، خاص طور پر سروری قادری طریقہ کا مرید کسی دوسرے طریقہ میں چلا جائے تو وہ خواہ بانصیب ہی ہو، بے نصیب اور مردود ہو جاتا ہے۔ سروری قادری کے لیے دوسرے طریقہ کی طرف رجوع کرنا گمراہی ہے ہاں دوسرے سلاسل کے لوگ سلسلہ سروری قادری میں بیعت ہو سکتے اور رجوع کر سکتے ہیں یا سروری قادری صاحبِ اسم مرشد کے مرید صاحبِ مسمّٰی سروری قادری مرشد کے بیعت ہو سکتے ہیں۔

Marfat.com

باب 20

شریعت

فقر اور فقراء کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے والے نام نہاد "توحید پرست" اکثر یہ الزام لگاتے ہیں کہ صوفیاء کرام ظاہری شریعت سے گریزاں ہوتے ہیں اور بعض تو انہیں تارکِ شریعت تک قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ فقر اور فقراء کی جدوجہد اور سلوک کا سارا انحصار تقویٰ پر ہے۔ تقویٰ دین کی اصل روح ہے۔

❁ مولانا رومؒ فرماتے ہیں:-

ما از قرآن بر گرفتم مغز را　　استخواں پیش سگا انداختیم

ترجمہ: ہم نے قرآنِ پاک سے اس کا اصل مغز اور حقیقت پائی اور دنیاوی کتوں اور نفسانی شیطانی کام کرنے والوں کے آگے ہڈیاں پھینک دیں۔

ہوسکتا ہے کہ یہ الزام لگانے والوں نے استدراجی کیفیت کے حامل عاملین کے بارے میں یہ مشاہدہ کیا ہو اور فتویٰ جاری کر دیا ہو۔ جتنے بھی فقراءِ کاملین گزرے ہیں وہ شریعتِ مطہرہ پر سختی سے کاربند رہے۔ ہاں اگر مجذوبیت، قلندریت یا سکر وغیرہ کا غلبہ ہو جائے تو شیشہ عقل پاش پاش ہو جاتا ہے لیکن اس کی سزا شریعت نے منصورؒ حلاج جیسی رکھی ہے۔

سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

❁ شریعت سے مراد علمِ ظاہر اور علمِ باطن کا اکٹھا ہونا ہے۔ جس کے پاس ایک علم ہے وہ اہلِ شریعت

Marfat.com

ہونے کا دعویٰ نہ کرے۔

- ہم نے جو بھی مرتبہ حاصل کیا شریعت پر چل کر حاصل کیا۔
- شریعتِ مطہرہ کی مکمل پابندی' پیروی اور اتباع کے بغیر فقر کا کوئی مقام اور منزل حاصل نہیں ہو سکتی اور فقر کے تمام مدارج شریعت کی برکت سے حاصل ہوتے ہیں۔

حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ ساری زندگی سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس طرح کاربند رہے کہ زندگی بھر آپؒ سے ایک مستحب بھی فوت نہیں ہوا۔ آپؒ فرماتے ہیں:

ہر مراتب از شریعت یافتم پیشوائے خود شریعت ساختم

ترجمہ: میں نے شریعت پر عمل پیرا ہو کر ہر مرتبہ حاصل کیا ہے اور اپنا پیشوا اور راہبر شریعت کو بنایا ہے۔

آپؒ عین الفقر میں فرماتے ہیں:-

- جان لو اس کتاب کا نام ''عین الفقر'' رکھا کہ یہ کتاب طالبانِ مولیٰ اور فقراء فنا فی اللہ کو ہر مقام پر خواہ وہ مقام عام ہو یا خاص ہو' ابتدائی ہو یا متوسط یا وہ انتہائی مقام کا بہرہ عظیم ہو، صراطِ مستقیم کی راہ سے تجلیاتِ نور اور انوارِ توحید عین ذات کے ذریعہ مشاہدات سِرّ اسرار کرا کے علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین کے مراتب پر پہنچائے گی اور ان میں حق تعالیٰ کی محبت پیدا کرے گی .... تاکہ وہ ''راہِ شرع محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' کی خلاف ورزی نہ کریں اور صراطِ مستقیم کو چھوڑ کر غلطاں نہ ہو جائیں اور استدراج و بدعت میں نہ پڑ جائیں۔
- ''ہر وہ طریقہ جسے شریعت رد کر دے وہ زندقہ ہے' ہر وہ راہ جسے شریعت ٹھکرا دے وہ کفر کی راہ ہے شیطان کی راہ ہے۔ خواہشاتِ نفسانی کی راہ ہے' راہ زن کمینی دنیا کی راہ ہے۔'' (عین الفقر)
- برد بالا عرش و کرسی با شریعت شاہراہ ہر مقامش خوش بدیدم سِرّ وحدت از اِلٰہ

ترجمہ:۔ شاہراہِ شریعت پر چل کر میں عرش و کرسی سے بالا مقامات پر جا پہنچا اور اللہ تعالیٰ کے سِرّ وحدت کے ہر مقام کو میں نے اچھی طرح دیکھا۔

اس کے علاوہ بے شمار کتب میں بے شمار مقامات پر آپؒ نے شریعتِ مطہرہ کی پیروی پر زور دیا ہے اور بتایا ہے کہ شریعتِ مطہرہ کی مکمل پیروی اور اتباع کے بغیر سلوک و معرفت کا کوئی مقام اور منزل حاصل نہیں ہو سکتی اور فقر کے تمام مدارج شریعت کی برکت ہی سے حاصل ہوتے ہیں۔

آپؒ فرماتے ہیں:۔

Marfat.com

❁ طالبِ صادق پر فرضِ عین ہے کہ وہ صبح و شام شریعت کی پیروی کرے اور جو کچھ شریعت حکم دے لے لے۔شریعت اور قرآن کے خلاف نفس، دنیا اور شیطان ہے۔ (دیدار بخش)

❁ جو طریقہ شریعتِ مطہرہ کے مطابق نہ ہو وہ دین نہیں بے دینی ہے''۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ تمام مراتبِ فقر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شرع پاک کی برکت سے حاصل ہوتے ہیں۔(امیر الکونین)

❁ شریعت پر عمل کرنے سے دیدارِ الٰہی حاصل ہوتا ہے۔(امیر الکونین)

❁ شریعت کی مثال ایک شہر کی مانند ہے جو گہوارۂ امن ہے۔(امیر الکونین)

❁ شریعت کو چھوڑ کر معرفت پر کوئی راستہ نہیں اور بدعتی لوگ گدھوں کی سی صفات رکھتے ہیں۔(امیر الکونین)

❁ اے باھُوؒ! تو خلوصِ نیت سے شریعت پر عمل کر، شریعت پر عمل کر کے معرفت کے جام کو نوش کر۔(امیر الکونین)

❁ شریعت ہر علم کی روح ہے اور علم کی اصل قرآن و حدیث ہے۔بغیر شریعت کے زندگی سراسر بے حیائی اور شرمندگی ہے۔(امیر الکونین)

❁ فقر کی ابتدا یہ ہے کہ بدن پر لباسِ شریعت پہنے اور احوالِ حقیقت سے واقف ہو کر معرفت میں غوطہ لگائے۔(عقلِ بیدار)

❁ جس راہ کو شریعت نے رد کر دیا وہ کفر ہے۔(عقلِ بیدار)

❁ کتاب (اورنگ شاہی) کا ہر ورق اتباعِ رسالتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف رہبری کرتا ہے۔(اورنگ شاہی)

❁ عارف باللہ وہ ہے جو اپنے ظاہر کو لباسِ شریعت سے پوری طرح آراستہ رکھے اور صبح و شام شریعت کو مدِنظر رکھے۔قرآن اور شریعت سے کوئی چیز باہر نہیں ہے۔(مفتاح العارفین)

❁ میں نے ہر مرتبے کو قرآن سے حاصل کیا اور قرآنِ پاک کو اپنا پیشوا اور وسیلہ بنایا۔ (دیدار بخش)

❁ آپ رحمتہ اللہ علیہ طالبِ مولیٰ سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں:-

''اے طالبِ مولیٰ جو شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حکم دیتی ہے اس کی فرمانبرداری اختیار کر۔'' (دیدارِ بخش خورد)

❁ جس نے بھی فقر پایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی سے پایا اور شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی برکت سے ہی پایا۔(محک الفقر کلاں)

❁ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ باطنی تربیت کے دوران شریعت پر کاربند رہنے

Marfat.com

کے سختی سے پابند ہیں" فقر کیا ہے؟ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ورثہ ہے۔ اس کی ابتدا بھی شریعت ہے اور اس کی انتہا بھی شریعت ہے۔ پختہ مردِ کامل وہ ہے جو ہر حال میں شریعت سے باہر قدم نہ رکھے چاہے وہ وقتِ الست سے ہی صاحبِ سرِّ اسرار ہو یا سکر و مستی، قبض و بسط میں ہو یا عشق و محبت میں غرق ہو۔ اگر وہ شریعت سے باہر قدم رکھے گا تو اس کے سب مراتبِ خاص اس سے دور اور سلب ہو جائیں گے۔ (عین الفقر)

فقر کی ابتدا بھی شریعت اور انتہا بھی شریعت ہے اور تارکِ شریعت فقر کی خوشبو تک بھی نہیں پہنچ سکتا۔

Marfat.com

باب 21

نفس

اللہ تعالیٰ نے انسانی نفس کو بڑا عجیب بنایا ہے۔ یہ خواہشات کی آماجگاہ ہے ہر طرح کی بُری خواہشات اور باغیانہ خیالات اسی میں پیدا ہوتے ہیں۔ یہی انسان کو اللہ تعالیٰ کے احکامات کی نافرمانی کے متعلق ابھارتا ہے اور یہی شہوت کے وقت حیوانوں جیسی حرکتیں کرتا ہے۔ غصہ میں درندوں کی طرح اظہارِ وحشت کرتا ہے۔ جب بھوکا ہوتا ہے تو حلال وحرام کی تمیز کھو دیتا ہے اور جب سیر ہوتا ہے تو باغی، سرکش اور متکبر ہو جاتا ہے۔ مصیبت کے وقت بے صبروں کی طرح آہ وزاری کرتا ہے۔ غرضیکہ انسان کا نفس کسی حال میں بھی خوش نہیں رہتا۔ انسان کو ہر وقت نت نئے فتنوں میں مبتلا کرنے کے درپے رہتا ہے اور جو اس کو قابو میں لاتا ہے وہی ''وصالِ الٰہی'' کی منزل تک پہنچتا ہے۔ لیکن اس کو مارنا بڑا ہی مشکل ہے اور نفس کا مرنا ہی دل کی حیات ہے۔ نفس کیا ہے؟ نفس انسانی بدن میں ایسا چور ہے جو انسان کو خدا کی طرف مائل نہیں ہونے دیتا۔ نفس بندے اور خدا کے درمیان حجابِ اکبر ہے۔ انسانی وجود کے لئے نفس اور شیطان دو ایسی قوتیں ہیں جو ہمیشہ فطرتِ انسانی کو گناہوں کی طرف لے جاتی ہیں۔ شیطان جب آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے لعنتی ہوا تو اُس نے آدم علیہ السلام اور اس کی اولاد کی دشمنی اور اس کو گمراہ کرنے کا بیڑا اٹھایا۔ جب آدم علیہ السلام کا بت تیار ہو چکا تو شیطان نے حسد اور نفسانیت کی وجہ سے اس پر تھوک دیا۔ یہ تھوک حضرت آدم علیہ السلام کی ناف کے مقام پر جا پڑی جس سے آدم کے وجود میں نفس کی بنیاد پڑی۔ نفس شیطان کا قدیمی ہتھیار ہے اور وہ بنی آدم کے

Marfat.com

وجود میں نفس کے اِسی مورچے سے زہر بھرے تیر چلا کر انسان کو گمراہ کرتا رہتا ہے۔ لیکن اگر یہی نفس شیطان کے اثر سے نکل کر بنی آدم کے کنٹرول میں آ جائے تو اللہ اور بندے کے درمیان سے حجاب اٹھ جاتا ہے۔ نفس کی چار اقسام ہیں۔ جوں جوں طالب ''ذکر اور تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات'' میں ترقی کرتا چلا جاتا ہے۔ نفس کا تزکیہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ اول نفسِ امارہ ہوتا ہے۔ اسے نفسِ امارہ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ ہر وقت برائی کا امر کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سورہ یوسف میں فرماتا ہے:

❁ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ (سورہ یوسف 53) ترجمہ: نفسِ امارہ بُرائی کا امر کرتا ہے۔

یہ نفس کفار، مشرکین، منافقین، فاسقین اور فاجر لوگوں کا ہوتا ہے۔ اگر اس کی اصلاح اور تربیت نہ کی جائے تو یہ اپنی سرکشی، بغاوت اور طغیان میں ترقی کرتا ہے اور انسان سے حیوان، حیوان سے درندہ بلکہ مطلق شیطان بن جاتا ہے۔ ایسی حالت میں نفس کی باطنی بیماری لاعلاج ہو جاتی ہے اور وہ آخر ہلاک ہو جاتا ہے۔ اور اگر نفس کی اصلاح اور نیک تربیت شروع ہو جائے تو وہ بتدریج باطن میں عالمِ ملکوت اور حیاتِ طیبہ کی طرف ترقی کرتا ہے اور اس کا نفسِ امارہ سے لوامہ ہو جاتا ہے۔ لوامہ کے معنی ہیں ملامت کرنے والا۔ یعنی گناہ پر انسان کو اُس کا نفس ملامت کرتا ہے اور پشیمانی دلاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے تائیدِ غیبی اور توفیقِ باطنی چونکہ ایسے نفس کے شاملِ حال رہتی ہے لہٰذا گناہ پر نفس انسان کو شرمسار کرتا رہتا ہے۔ ایسے نفس کو موت، روزِ قیامت اور حساب کتاب وغیرہ ہر وقت یاد رہتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ کی زبانی روزِ قیامت کے ساتھ ایسے نفس کی بھی قسم اٹھاتا ہے:

❁ لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۝ وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ (القیمۃ 1-2)

ترجمہ: ''خبردار! میں قسم کھاتا ہوں روزِ قیامت کی اور نیز قسم کھاتا ہوں نفسِ لوامہ (گناہوں پر ملامت کرنے والے نفس) کی۔

اسکے بعد نفس کا جب تزکیہ ہوتا ہے تو وہ لوامہ سے ملہمہ ہو جاتا ہے۔ ایسا نفس گناہ کے ارتکاب سے پہلے اہلِ نفس کو تائیدِ غیبی سے الہام کرتا ہے کہ خبردار! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور گناہ سے باز آ جاؤ۔ ایسے نفس کا نقشہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان فرمایا ہے۔

❁ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۝ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ۝ (النّزعٰت 40-41)

ترجمہ: ''اور جو شخص اللہ کے روبرو حساب کے لئے کھڑا ہونے سے ڈرا اور اُس نے اپنے نفس کو ہوا

Marfat.com

(خواہشاتِ نفسانی) سے باز رکھا۔ پس ایسے شخص کا ٹھکانہ بے شک بہشت ہے۔"

یہ نفسِ ملہمہ انسان کو ارتکاب گناہ کے وقت تائیدِ غیبی کے ذریعے یا الہام سے گناہوں اور غلط کاموں سے روکتا ہے اور یہ الہام مختلف طریقوں سے ہوا کرتا ہے۔ بعض دفعہ انسان کو صحیح دلیل اور خیال کے ذریعے گناہ سے روکتا ہے بعض کو غیب سے الہام کے ذریعے بے صوت وآواز القا ہوتا ہے اور بعض دفعہ خواب کے ذریعے آگاہ کیا جاتا ہے جس سے انسان کے دل میں خوفِ خدا موجزن ہو جاتا ہے اور انسان گناہ سے باز آ جاتا ہے۔ اس کے بعد جب نفس باطن میں ترقی اور عروج حاصل کرتا ہے اور اس کا تزکیہ ہو جاتا ہے تو وہ "نفسِ مطمئنہ" ہو جاتا ہے۔ گویا نفس اس ازلی راہزن شیطان سے نجات پا کر اپنی منزل دارالامان اور منزلِ حیات تک پہنچ کر اپنے مقصود کو پالیتا ہے۔ جو مقامِ لا تخف ولا تحزن (خوف وغم سے امن کا مقام) ہے۔

❁ اَلَآ اِنَّ اَوۡلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡهِمۡ وَلَا هُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ۝ (یونس 62)

ترجمہ: بے شک اولیاء اللہ کو نہ تو کوئی غم ہوتا ہے اور نہ کوئی خوف۔

ایسے نفس والا سالک اللہ تعالیٰ کا دوست اور مقرب بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے راضی اور وہ اللہ سے راضی ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ ایسے اہلِ نفسِ مطمئنہ کے حق میں فرماتا ہے:

❁ یٰۤاَیَّتُهَا النَّفۡسُ الۡمُطۡمَئِنَّةُ ۝ ارۡجِعِیۡۤ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرۡضِیَّةً ۝ فَادۡخُلِیۡ فِیۡ عِبٰدِیۡ ۝ وَادۡخُلِیۡ جَنَّتِیۡ ۝ (الفجر 27-30)

ترجمہ "اے نفسِ مطمئنہ! لوٹ اللہ تعالیٰ کی طرف، ایسی حالت میں کہ وہ تجھ سے راضی ہے اور تو اُس سے راضی ہے۔ پس میرے بندگانِ خاص کے حلقے میں شامل اور میری بہشتِ قرب ووصال میں داخل ہو جا۔"

ایسا پاکیزہ نفس اولیاء اور انبیاء کا ہوتا ہے۔ نفس کی یہ باطنی شخصیت بہت ارفع اور اعلیٰ ہوتی ہے اور یہ تمام مراتب اسمِ اَللّٰهُ ذات کے ذکر اور تصور اور مرشد کامل اکمل نور الہدیٰ سے حاصل ہوتے ہیں ورنہ ظاہری عبادات سے نفس کا یہ مرتبہ اور مقام ہرگز حاصل نہیں ہوتا خواہ ساری عمر زہد وعبادت سے کمر کبڑی ہو جائے اور سوکھ کر کانٹا ہو جائے۔ بلکہ ظاہری عبادات کی کثرت سے نفس سرکشی اختیار کر کے تکبر وانانیت کی گرفت میں آ جاتا ہے۔ ابلیس کی مثال آپ کے سامنے ہے۔

اولیاء کرام نے اپنی تصنیفات میں نفس کے شر سے محفوظ رہنے کی تعلیمات دی ہیں اور نفسِ مطمئنہ کے حصول پر زور دیا ہے۔

سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

Marfat.com

❁ نفس بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان حجابِ اکبر ہے۔ شیطان اسی کے ذریعہ انسان پر حملہ آور ہوتا ہے۔ یہ انسانی بدن میں ایسا چور ہے جس کی پہچان بھی عام انسانوں کے لئے بہت مشکل ہے اس کو قابو میں لانا اور مارنا بہت مشکل ہے۔ اس کو اسمِ اَللّٰہُ ذات کا تصور اور مرشد کامل اکمل کی نگاہ ہی مار سکتی ہے۔ ظاہری عبادات سے تو یہ اور طاقتور ہو کر ریاکاری اور تکبر میں مبتلا کر دیتا ہے۔

❁ نفس کی چار حالتیں ہیں۔ امارہ، جو ہر وقت برائی، گناہ، بدی، انانیت، ریاکاری اور تکبر میں مبتلا رہتا ہے اور اس حالت کا انسان کو احساس تک نہیں ہوتا پھر جب مرشد کامل کی نگرانی میں طالب اسمِ اَللّٰہُ ذات کا تصور شروع کرتا ہے تو یہ امارہ سے لوامہ ہو جاتا ہے یعنی برائی کرنے کے بعد انسان پچھتاوا محسوس کرتا ہے۔ اس کی تیسری حالت ملہمہ کی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو برائی کے قریب جانے ہی نہیں دیتا اور آخری، ارفع اور اعلیٰ حالت نفسِ مطمئنہ کی ہے یہ حالت انبیاء کرام، اولیاء اور صدیقین کو حاصل ہے یعنی نفس مکمل طور پر انسان کے قابو میں آ جاتا ہے اور یہ انسان اور اللہ کے درمیان سے ہٹ جاتا ہے۔

❁ نفس کو مارنے کا واحد طریقہ تصور اور ذکر اسمِ اَللّٰہُ ذات اور مرشد کامل کی نگاہ ہے۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

❁ دائرہ ''شریعت'' میں آدمی کا نفس ''امارہ'' ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ یہ تمہارا دشمن ہے اسے مار دو۔ الٰہی مجھے بصارت دے کہ میں اسے دیکھوں اور قتل کروں۔ دائرہ ''طریقت'' میں نفس ''لوامہ'' ہوتا ہے اس کی لذات اور چاہتوں کو پامال کرتا ہوا آگے بڑھ جا۔ دائرہ ''حقیقت'' میں نفس ''ملہمہ'' ہوتا ہے اسے عشق و ذکرِ اَللّٰہُ کی آگ میں موم کر حتیٰ کہ یہ مرنے سے پہلے مر جائے (مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا)۔ دائرہ ''معرفت'' میں نفس ''مطمئنہ'' ہوتا ہے جو حقیقی طور پر مطیع، با اخلاص، موحد خاص الخاص، محرمِ اسرارِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اور غیر ماسویٰ اللہ سے بیزار ہوتا ہے اور استغفار کرتا رہتا ہے۔ مطمئنہ سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے لامقام، مشاہدۂ فقر فنافی اللہ تمام۔ (عین الفقر)

❁ نفس و شہوت اور ہوا و ہوس کا خاتمہ کر تاکہ تجھے خدا وحدہٗ لاشریک کا قرب نصیب ہو۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ نفس کیا چیز ہے؟ شیطان کیا چیز ہے؟ دنیا کیا چیز ہے؟ نفس بادشاہ ہے، شیطان اس کا وزیر ہے اور دنیا ان دونوں کی ماں ہے جو ان کی پرورش کرتی ہے۔ (عین الفقر)

❁ نفس مملکتِ وجود میں بادشاہ ہے اور شیطان اس کا وزیرِ اعظم جو ہر وقت مصلحت اندیشی اور خود پرستی کی منصوبہ بندی کرتا رہتا ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

Marfat.com

❁ نفس غصے کی حالت میں درندہ بن جاتا ہے۔ گناہ کرتے وقت بچہ بن جاتا ہے۔ فراوانی نعمت کے وقت فرعون بن جاتا ہے۔ سخاوت کے موقع پر قارون بن جاتا ہے۔ بھوک میں پاگل کتا بن جاتا ہے اور پُرشکم ہوتو متکبر اور مغرور گدھا بن جاتا ہے۔ (عین الفقر)

❁ دونوں جہان میں نفس سے زیادہ بُری اور کمینی چیز اور کوئی نہیں۔ جو آدمی معرفتِ الٰہی حاصل کر لیتا ہے وہ نفس کو پاؤں تلے روند کر اپنی ہستی کو مٹا دیتا ہے۔ جو آدمی نفس کو اپنا دوست بنا لیتا ہے وہ نفس کا قیدی بن کر ہوا و ہوس کی مستی میں غرق ہو جاتا ہے اور ہوا و ہوس سے مغلوب ایسے نفس کو ''سرکش توسن'' (منہ زور جوان گھوڑا) کہتے ہیں جس پر ہر وقت خود پسندی سوار رہتی ہے۔ خَلق کی نظر میں تو وہ آدمی ہوتا ہے لیکن خالق کی نظر میں وہ خنزیر، گدھے، کتے اور بندر جیسا حیوان ہوتا ہے۔ صورت میں آدمی لیکن سیرت میں حیوان۔ ایسے حیوان سے بات کرنا مناسب نہیں۔ یوں کہیے کہ ایسا صاحبِ نفس ہزار شیطانوں سے بدتر ہے اور اہلِ نفس آدمی سے دوری اختیار کر۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔ (محک الفقر کلاں)

❁ نفس دانی چیست دیو بس بزرگ بر مسلمان تاختہ مانند گرگ

ترجمہ: تو نفس کو کیا سمجھتا ہے؟ نفس ایک بہت بڑا دیو ہے جو مسلمانوں پر بھیڑیے کی طرح جھپٹتا ہے۔ (محک الفقر کلاں)

❁ نفس کے تین حروف ہیں 'ن' 'ف' 'س'۔ حرف 'ن' سے نیت بد' نالائق' نا طالب' ایمان کش' ناقص اور ناپسند۔ حرف 'ف' سے فریبی' فتنہ پرور' فضیحت پسند' فساد کش اور فاجر۔ حرف 'س' سے سخت' آہن و سنگ سے زیادہ سخت مخالفِ رحمٰن۔ یہ حقیقت نفسِ امارہ کی ہے جس کے مالک کفار، منافق، کاذب اور ظالم دنیا دار لوگ ہیں۔

❁ نفسِ مطمئنہ کے بھی تین حروف ہیں 'ن' 'ف' 'س' حرفِ 'ن' سے نالد یعنی دن رات خوفِ خدا میں رونے والا' نہی یعنی اللہ تعالیٰ کی ممنوعہ باتوں سے پرہیز کرنے والا اور نیکی پھیلانے والا۔ نانِ حلال یعنی نیک کمائی کھانے والا' اطاعت بے ریا اختیار کرنے والا' ایمان کی سلامتی والا' ناصر التوفیق یعنی توفیقِ الٰہی سے مدد کیا ہوا اور ذکر فکر و اشغال اللہ یعنی تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کی مدد سے مراقبہ و معرفت و مشاہدہ نور میں مستغرق۔ نفس جب نورِ الٰہی میں غرق ہوتا ہے تو مغفور ہو کر نفس مطمئنہ بن جاتا ہے کہ اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ حرف 'ف' سے فخرِ دین' کفر و اسلام کے درمیان 'فرق' کرنے والا۔ فرمان حق تعالیٰ ہے: ترجمہ: ''یہ اس لئے ہے کہ مومنوں کا مولیٰ اللہ ہے اور کافروں کا مولیٰ کوئی نہیں۔'' اہلِ نفسِ مطمئنہ حق الیقین کے مرتبے پر فائز ہوتا ہے۔ اور صاحبِ حق الیقین اسے کہتے ہیں کہ جسے استغراقِ حق حاصل ہو اور وہ باطل کی طرف متوجہ نہ ہو۔ حق

Marfat.com

اسلام ہے اور باطل کفر ہے۔ اسلام کی بنیاد فقر اور معرفتِ الٰہی ہے۔ کفر کی بنیاد درہم دنیا ہے، بدعت کی بنیاد حُبِّ دنیا ہے۔ اور ہدایت کی بنیاد حُبِّ الٰہی ہے اور حرف ''س'' سے سر راستی راہ با استغراق اللّٰہ یعنی صراطِ مستقیم پر گامزن اور تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات میں غرق، بظاہر مشغول سجدہ سجود لیکن بباطن غرق فنا فی اللہ با معبود۔ ان صفات سے متصف نفسِ مطمئنہ انبیاء و فقراء کا ہوتا ہے اور بہت کم صاحبِ ولایت اولیاء کا ہوتا ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ نفسِ مطمئنہ ایک سواری ہے جس کی رسائی رازِ الٰہی تک ہے اور یہ مشاہدہ توحیدِ حق تک پہنچاتی ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ اپنے نفس کے محاسبہ کے لئے خود قاضی بن اور اس کافر کو مارنے کے لئے مردِ غازی بن۔ (عین الفقر)

❁ جان لے کہ خدا تعالیٰ کی خوشنودی نفس کے خلاف چلنے میں ہے۔ (عین الفقر)

❁ اپنے نفس کو مارے بغیر کسی نے عشقِ حق نہیں پایا۔ (عین الفقر)

❁ تابع نفس (نفسِ مطمئنہ) پیاری جان سے بہتر دوست ہے۔ نفس کو احمق و بے تمیز لوگ کیا جانیں؟ (عین الفقر)

❁ اے نفس! راحتِ جاودانی کو چھوڑ تاکہ تو اللہ تعالیٰ کا دوست بن جائے اور تیرے سب کام اللہ تعالیٰ کرے۔ (عین الفقر)

❁ طالبِ اللہ کو چاہیے کہ ہر دم اور ہر گھڑی رات دن نفس کی مخالفت کرتا رہے کسی وقت بھی اس سے غافل نہ رہے۔ کیونکہ نفس کافر ہے۔ (عین الفقر)

آپؒ نے اپنی تعلیمات میں ''تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات'' کے ذریعے نفسِ مطمئنہ کے حصول پر زور دیا ہے۔

آپؒ فرماتے ہیں:

❁ تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کی مشق سے آدمی کے وجود میں نفس بیمار ہو جاتا ہے۔ گویا کہ اُسے خسرے کی بیماری لاحق ہوگئی ہے۔ تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے نفس کو ایسی بے قراری لاحق ہو جاتی ہے کہ اُسے کسی پل آرام نہیں آتا بلکہ اس کی ہستی ہی مٹ جاتی ہے۔ یہ نافرمان نفس فرمانبردار بن جاتا ہے اور ایک غلام کی طرح ہمیشہ زیرِ فرمان رہتا ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ جس شخص کا نفس ابتدا میں سرکش اور امارہ ہوتا ہے تو تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کی مشق کرنے سے پہلے لوامہ بنتا ہے پھر ملہمہ اور آخر میں مطمئنہ بن جاتا ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ جب اسمِ اَللّٰہُ ذات دِل پر نقش ہو جاتا ہے اور اسمِ اَللّٰہُ ذات کی تجلی دِل پر غالب ہو کر بھڑک اٹھتی ہے تو نفس مغلوب ہو کر مر جاتا ہے اور دِل زندہ ہو جاتا ہے۔ (عین الفقر)

Marfat.com

حضرت سخی سلطان باھُوؒ پنجابی ابیات میں فرماتے ہیں:-

ایہو نفس اساڈا بیلی، جو نال اساڈے سِدّھا ھُو
زاہد عالم آن نوائے، جتھے ٹکڑا ویکھے تھِدّا ھُو
جو کوئی اِس دی کرے سواری، اُس نام اَللّٰہ دا لِدّھا ھُو
راہ فقر دا مشکل باھُوؒ، گھر ما نہ سیرا رِدّھا ھُو

یہ نفس اب مطمئنہ ہو کر ہمارا دوست اور ساتھی بن چکا ہے اور اب ہمارے ساتھ صراطِ مستقیم پر ہے۔ جبکہ اسی نفس نے امارہ کی حالت میں کئی عالموں' فاضلوں اور زاہدوں کو خواہشات کا غلام اور مال و دولت کا حریص بنا دیا ہے اور جہاں سے مال و زر ملنے کی امید ہوتی ہے وہیں دین کے ذریعے دنیا خرید لیتے ہیں۔ جس نے مرشد کامل سے اسمِ اَللّٰہُ ذات حاصل کر لیا اور اس کے ذکر اور تصور سے اس کا نفس امارہ سے مطمئنہ ہو گیا۔ فقر کے راستہ میں بڑے مشکل مراحل' منازل اور آزمائشیں ہیں یہ کوئی اماں جی کا گھر میں پکا پکایا حلوہ نہیں ہے کہ جسے آسانی سے کھا لیا جائے۔

جیوندے کی جانن سار مویاں دِی، سو جانے جو مَردا ھُو
قبراں دے وِچ اَن نہ پانی، اُوتھے خرچ لوڑیندا گھر دا ھُو
اِک وچھوڑا ما پیو بھائیاں، دُوجا عذاب قبر دا ھُو
واہ نصیب انہاندا باھُوؒ، جیہڑا وِچ حیاتی مَردا ھُو

زندہ لوگ مرنے والوں کے حالات کیا جانیں؟ یہ تو وہی جانتا ہے جو مر جاتا ہے۔ قبروں میں نہ تو کھانا ہے اور نہ پانی' وہاں اسمِ اَللّٰہُ ذات کی متاعِ عظیم ہی کام آتی ہے۔ مرتے وقت ایک تو اُن لوگوں کی جدائی کا غم ہوتا ہے جن سے دلی وابستگی ہوتی ہے اور سب سے زیادہ خوف تو عذابِ قبر کا ہوتا ہے لیکن اصل عظمت تو ان کی ہے جو مرنے سے پہلے مر جاتے ہیں اور اپنی ذات کو ''ذاتِ حقیقی'' میں فنا کر کے حیاتِ جاودانی حاصل کر لیتے ہیں۔

جاں تائیں خودی کریں خود نفسوں، تاں تائیں ربّ نہ پاویں ھُو
شرط فنا نوں جانیں ناہیں، تے نام فقیر رکھاویں ھُو
موئے باجھ نہ سوہندی الفی، اَینویں گل وِچ پاویں ھُو
نام فقیر تد سوہندا باھُوؒ، جد جیوندیاں مَر جاویں ھُو

اس بیت میں آپ رحمتہ اللہ علیہ طالبِ مولیٰ کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب تک تم خود پرستی

Marfat.com

(انانیت) اور نفس پرستی سے کنارہ کشی اختیار نہیں کرو گے ربّ تعالیٰ کا وصال نصیب نہیں ہوگا۔ فنافی اللہ کی شرط کو تم سمجھتے نہیں ہو اور فقیر بنے پھرتے ہو۔ گلے میں درویشی کا اشتہار لٹکائے پھرتے ہو حالانکہ یہ مقام اپنی ذات کو فنا کئے بغیر نہیں ملتا۔ حقیقی فقیر تو وہ ہوتے ہیں اور فقیری تو انہی کو زیبا ہے جو مرنے سے پہلے مر جاتے ہیں۔

❁ دِل بازار تے منہ دروازہ، سینہ شہر ڈسیندا ھُو
روح سوداگر نفس ہے راہزن، جیہڑا حق دا راہ مریندا ھُو
جاں توڑی ایہہ نفس نہ ماریں، تاں ایہہ وقت کھڑیندا ھُو
کردا ہے زایا ویلا باھُوؒ، جان نوں تاک مریندا ھُو

دل ایک بازار ہے جس میں حقیقت موجود ہے اور منہ اس بازار تک پہنچنے کا دروازہ ہے جس سے حقیقت تک رسائی ہوتی ہے اور سینہ ایک شہر ہے جس میں پوری کائنات پوشیدہ ہے۔ روح (رازِ حق تعالیٰ) اس شہر اور بازارِ حقیقت کی سوداگر ہے مگر نفس ایسا ظالم راہزن ہے جو ہمیں اس بازار اور شہر تک پہنچنے سے پہلے ہی لوٹ لیتا ہے اس نفس کو مارنا بہت ضروری ہے جب تک نفس کا تزکیہ نہیں ہوگا تب تک یہ غفلت میں مبتلا کر کے وقت ضائع کرتا رہے گا۔ یہ نفس ذاتِ حق تعالیٰ تک پہنچنے کے قیمتی لمحات ضائع کرتا ہے اور اسی طرح زندگی کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔

❁ ذاتی نال ناں ذاتی رَلیا، سو کم ذات سڈیوے ھُو
نفس کُتّے نوں بنھ کراہاں، قیما قیم کچیوے ھُو
ذات صفاتوں مہناں آوے، جداں ذاتی شوق پیوے ھُو
نام فقیر تنہاں دا باھُوؒ، قبر جنہاں دِی جیوے ھُو

اپنی ذات کو مٹا کر ذاتِ حقیقی میں فنا ہونے کے علاوہ سب مراتب کمتر ہیں۔ اس مقام تک رسائی کے لئے طالبِ مولیٰ کو چاہیے کہ اسمِ اَللّٰہُ ذات کے تصور اور ذکر سے سگِ نفس کو قید کر لے۔ جس طالب کو ذات کا عشق اور شوق نصیب ہو جائے وہ صفات کی طرف دھیان نہیں کرتا۔ اصل فقیر تو وہ ہوتا ہے جس کے ظاہری وصال کے بعد اس کی قبر حیات حاصل کر لیتی ہے اور لوگ اُس قبرِ انور سے فیض حاصل کرتے ہیں۔

❁ صُورت نفس امارہ دِی، کوئی کتا گلّر کالا ھُو
کُوکے نُوکے لہو پیوے، منگے چرب نوالا ھُو
کھبّے پاسوں اندر بیٹھا، دِل دے نال سنبھالا ھُو
ایہہ بدبخت ہے وَڈّا ظالم باھُوؒ، اَللّٰہ کرسی ٹالا ھُو

Marfat.com

نفس امارہ کی صورت اور حالت اُس سیاہ رنگ کے کتے کے بچے کی طرح ہے جو ہر وقت بھوک کے مارے ٹوں ٹوں کرتا رہتا ہے اور مزیدار اور لذیذ غذا کھانے پینے کو مانگتا رہتا ہے۔ یہ دل کے بائیں جانب مورچہ لگا کر بیٹھا ہوا ہے اور جب بھی موقع ملتا ہے (یعنی دل ذکرِ اَللّٰہُ سے فارغ ہوتا ہے) حملہ شروع کر دیتا ہے۔ یہ نفس ایسا بد بخت اور ظالم ہے کہ اللہ پاک ہی اس کے شر سے بچا سکتا ہے۔

❁ کُنْ فَیَکُوْن جدوں فرمایا، اَساں وِی کولے ہاسے ھُو
ہِکے ذات ربّ دِی آہی، ہِکے جگ وِچ ڈھنڈیاسے ھُو
ہِکے لامکان مکان اساڈا، ہِکے آن بُتاں وِچ پھاسے ھُو
نفس پلیت پلیتی کیتی باھُوؒ، کوئی اصل پلیت تاں ناسے ھُو

جب اللہ تعالیٰ نے ''کن'' کہہ کر کائنات کو تخلیق فرمایا تو ہم بھی ساتھ ہی موجود تھے۔ ایک وہ وقت تھا کہ جب اللہ تعالیٰ کی ذات ہمارے سامنے موجود تھی اور ایک یہ وقت ہے کہ ہم لباسِ بشر میں قید اُس ذات کو ڈھونڈتے پھر رہے ہیں۔ ایک وقت میں ''لامکاں'' میں ہمارا بسیرا تھا اور اب عنصری اجسام میں قید ہیں۔ ہماری ارواح کو نفس نے آلودہ اور ناپاک کر دیا ہے ورنہ ہم اصل میں تو ایسے نہیں ہیں۔

نفسِ مطمئنہ کی منزل تک رسائی کے لئے سب سے بہترین اور آسان راستہ ذکر و تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات ہے بشرطیکہ یہ کسی مرشدِ کامل اکمل صاحبِ مسمّٰی سے حاصل ہوا ہو۔

Marfat.com

باب 22

ترکِ دُنیا

واضح ہو کہ عام طور پر مال و دولت کی فراوانی کو دنیا سمجھا جاتا ہے مگر دنیا کی تعریف یوں کی گئی ہے:۔

- ''ہر وہ چیز دنیا ہے جو اللہ سے ہٹا کر اپنی طرف مشغول یا متوجہ کر لے۔''
- جیسا کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے:۔

مَا شَغَلَكَ عَنِ اللّٰهِ فَهُوَ صَنَمُكَ۔

جو چیز تجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہٹا کر اپنے ساتھ مشغول کر لے تیرا بت ہے۔

- میرے مرشدِ پاک سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے:۔ ''اگر تیرے پاس مال و دولت ہے لیکن تیرے دِل میں اس کی محبت نہیں ہے اور تو اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں بے دھڑک صرف کرتا ہے تو یہ دنیا نہیں ہے البتہ اسبابِ دنیا کو جب تُو اپنی مجبوری بنا لے گا تو تیرے لئے سب اسباب، دنیا بن جائیں گے۔ پس تو دنیا میں رہتے ہوئے اس سے دامن بچا کے ایسے نکل جا جیسے کہ مرغابی پانی میں رہتے ہوئے بھی پانی میں غرق نہیں ہوتی اور دنیا سے اپنا نصیب اس طرح حاصل کر کہ جیسے بگلا پانی کے کنارے پر رہ کر اس کے اندر سے اپنا رزق حاصل کرتا ہے اور خود کو پانی میں غرق نہیں کرتا۔ تُو کاروبارِ دنیا کر مگر اللہ کے لئے، دنیا کا رزق کھا مگر اللہ کیلئے، دنیا میں چل پھر مگر اللہ کیلئے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ تم جہان بھر سے علیحدگی اختیار کر لو ہاں البتہ جو کام بھی کرو اس میں یادِ خدا ہو اور قلب اللہ کی طرف متوجہ ہو اور ہاتھ دنیا کے کام کی طرف۔''

Marfat.com

❁ ہر وہ چیز جو قلب (باطن) کو اللہ کی طرف سے ہٹا کر اپنی طرف متوجہ کر لے دنیا ہے۔

❁ ترکِ دنیا سے مراد ترکِ ہوسِ دنیا ہے یعنی دنیا سے باطنی لاتعلقی کا نام ترکِ دنیا ہے اور اس کے بغیر معرفتِ الٰہی حاصل نہیں ہو سکتی کیونکہ دنیا اور اللہ تعالیٰ کی محبت ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتیں۔

❁ دنیا سایہ کی مانند ہے اگر آپ سورج کی طرف پیٹھ کر لیں تو آپ کا سایہ آپ کے سامنے آجائے گا اگر آپ اپنے سائے کو پکڑنے کے لیے اس کی طرف بڑھیں گے تو وہ آپ کے آگے چل پڑے گا اور آپ کے ہاتھ نہیں آئے گا اور اگر آپ اپنے سائے کی طرف پیٹھ کر لیں اور سورج کی طرف منہ کر کے چل پڑیں تو سایہ آپ کے پیچھے بھاگنے لگے گا۔ بالکل اسی طرح اگر آپ اللہ سے منہ موڑ کر دنیا کی طرف چل پڑیں گے تو اسے پکڑ نہیں سکیں گے لیکن اگر آپ دنیا سے منہ موڑ کر اللہ کی طرف چل پڑیں گے تو دنیا آپ کے پیچھے بھاگنا شروع کر دے گی۔

❁ دنیا میں اس طرح رہ جس طرح مرغابی پانی میں رہتی ہے کہ پانی میں رہ کر بھی وہ پانی میں غرق نہیں ہوتی۔

❁ دنیا میں اس طرح رہ جس طرح کشتی پانی میں رہتی ہے۔ کشتی کو اپنا باطن سمجھ اور پانی کو دنیا۔ جب تک کشتی میں پانی داخل نہیں ہوتا کشتی غرق نہیں ہوتی اور جب پانی کشتی میں داخل ہو جاتا ہے تو کشتی غرق ہو جاتی ہے۔ بس تو کشتی کی مثل ہے اور پانی دنیا کی مثل۔ اپنے باطن کو دنیا اور اس کی محبت سے محفوظ رکھ۔

ترکِ دنیا کی اصطلاح کو منکرین اور ناقدینِ تصوف و طریقت نے خوب اچھالا ہے اور اسے رہبانیت یا غیر اسلامی قرار دے کر رد کر دیا گیا ہے۔ دراصل صوفیاء کرام کے فلسفہ کے مطابق اس اصطلاح کو سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی گئی۔ اصل میں صوفیاء کرام کے فلسفہ کے مطابق ترکِ دنیا سے مراد ترکِ ہوسِ دنیا ہے یعنی دنیا سے باطنی لاتعلقی کا نام ترکِ دنیا ہے اور یہ اصطلاح اُن کی خود ساختہ نہیں بلکہ انہوں نے اسے قرآن و حدیث سے حاصل کیا ہے۔

❁ قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''یہ دنیا کی زندگی سوائے کھیل تماشا کے اور کچھ نہیں ہے۔ بے شک آخرت کا گھر ہی اصل زندگی ہے۔ کاش وہ اس کو سمجھ جائیں''۔ (سورۃ عنکبوت ۶۴)

❁ ''دنیا کی زندگی تو ایک کھیل تماشا ہے اور آخرت کا گھر اہلِ تقویٰ کے لئے بہت بہتر ہے کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے''۔ (سورۃ الانعام ۳۲)

Marfat.com

❁ ''جان لو کہ دنیا کی زندگی لہو ولعب' آرائش اور آپس کی منافرت مال و اولاد میں کثرت طلب کرنے کے سوا کچھ نہیں''۔ (سورۃ حدید ۲۰)

❁ ''لوگوں کے لئے عورتوں کی کشش' اولاد' جمع شدہ دولت کے خزانوں' سونے اور چاندی' شاندار گھوڑوں' چوپایوں اور کھیتی سے زینت دی گئی ہے۔ یہ دنیا کا مال ہے۔ اللہ کے پاس ہی اصل ٹھکانہ ہے''۔ (آل عمران ۱۴)

❁ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی دنیا کی محبت کو ایمان کے لئے بہت بڑا فتنہ قرار دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاداتِ مبارکہ ہیں:

❁ ''دنیا اور دنیا کے اندر جو کچھ ہے سب ملعون ہے''۔ (ابن ماجہ۔ بیہقی)

حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

❁ ''دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے اور کافر کے لئے جنت''۔

❁ ''دنیا مردار ہے اور اس کے چاہنے والے کتے ہیں''۔

❁ ''دنیا گدھوں کی جنت ہے''۔

❁ ''دنیا کتے کا گھر ہے''۔

❁ ''دنیا کی لذت خنزیر کا گوشت ہے''۔

❁ ''دنیا کی عیش کافروں کا فخر ہے''۔

❁ ''دنیا دل کی سیاہی ہے''۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ پاک نے یہ اختیار دیا کہ وہ دنیا اور آخرت میں سے جسے چاہیں پسند کر لیں لیکن آپ ﷺ نے آخرت کو ترجیح دی۔ حضور اکرم ﷺ کا ارشادِ مبارک ہے کہ اگر میں توجہ کروں تو احد پہاڑ بھی سونا بن جائے لیکن ہمیں دنیا منظور نہیں۔

آیاتِ قرآنی اور احادیثِ مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ فقراء نے یہ اصطلاح خود ایجاد نہیں کی بلکہ عین حکمِ ربانی کے مطابق ہے اور نہ ہی فقراء دنیا کو چھوڑ کر جنگلوں میں نکل جانے کا حکم دیتے ہیں۔ بلکہ ترکِ دنیا سے مراد ترکِ ہوسِ دنیا ہے۔ یعنی دنیا کی محبت دل سے نکال دی جائے کیونکہ جب تک دل سے دنیا کی ہوس اور محبت نہیں نکلے گی اللہ کی محبت نہیں آئے گی۔ اس لئے وصالِ الٰہی کے لئے دِل سے دنیا اور دنیا کی اشیاء اور مخلوق کی محبت نکالنی ضروری ہے۔

❁ سیّدنا غوث الاعظم شیخ محمد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں:

Marfat.com

''جس دل میں دنیا کی محبت ہے وہ محجوب ہے اللہ سے اور جس دل میں آخرت کی محبت ہے وہ محجوب ہے اللہ تعالیٰ کے قرب سے۔ جوں جوں تیرے دل میں دنیا کی محبت بڑھتی جائے گی توں توں تیرے دِل میں آخرت کی محبت گھٹتی جائے گی اور جس قدر تیرے دِل میں آخرت کی محبت بڑھتی جائے گی اِسی قدر تیرے دل سے اللہ تعالیٰ کی محبت گھٹتی جائے گی۔ (فتح الربانی مجلس ۱۰)

❁ حضرت بوعلی شاہ قلندرؒ فرماتے ہیں:

''تو اللہ کو بھی چاہتا ہے اور کمینی دنیا کو بھی۔ یہ محض ایک خیال اور پاگل پن ہے''۔ (مثنوی)

❁ شیخ فرید رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''دنیا ایک پوشیدہ آگ ہے جس میں محبوبِ حقیقی کے عاشقوں کے سوا سب جل رہے ہیں''۔

❁ حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ نے بھی اپنی تعلیمات میں ترکِ ہوسِ دنیا پر بہت زور دیا ہے۔ آپؒ دُنیا کی تباہ کاریوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

دنیا ایک پردرد بلا ہے جو حق تعالیٰ کے ذکر و فکر سے جدا کر دیتی ہے''۔ (عین الفقر)

دنیا والوں اور انبیاء کرام و اولیاء کرام میں فرق صرف ترکِ دنیا اور محبتِ دنیا کا تھا۔ آپؒ فرماتے ہیں:

❁ سونا چاندی، اونٹ گھوڑے، بیل گدھے، ہاتھی، نوکر، سپاہی وغیرہ ابو جہل و یزید کا خزانہ و لشکر تھا۔ جبکہ صبر، شکر، ذکر، فکر، ذوق، شوق، محبت، عشق، نماز، روزہ اور فقر صحابہ کرامؓ، مسلم، مومن، فرقان نص حدیث حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور امام صاحبان کا لشکر تھا۔ نقارہ و دہل و دف و شرنا وغیرہ ابو جہل و یزید کی نوبت تھی جبکہ بانگ و اذان اور ذکر اللہ کا بلند نعرہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم و امام صاحبان کی نوبت تھی اور ہے۔ نوبتِ دنیا و بادشاہی باطل و فانی ہے جبکہ نوبتِ دینِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم باقی و غیر فانی ہے۔ (عین الفقر)

❁ جان لے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جس نے جنگ و دشمنی کی اسی درہمِ دنیا نے کی۔ اگر ابو جہل مفلس ہوتا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تابعداری کرتا۔ امام حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو شہید کیا تو اسی دنیا نے۔ (عین الفقر)

❁ انسان دنیاوی خواہشات اور لذات سے کبھی سیر نہیں ہوتا جو شخص دنیا کی محبت دِل سے نہیں نکالتا اسے نہ قربِ الٰہی حاصل ہوتا ہے نہ مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری، اور نہ اس کے قلب، قالب اور ہر ایک بال سے ذکرِ اللہ جاری ہوتا ہے۔ معرفتِ الٰہی ترکِ دنیا کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ اسرارِ قادری میں آپؒ فرماتے ہیں: ''جان لے نفسِ امارہ، شیطان اور دنیا تینوں کا آپس میں گٹھ جوڑ ہے''۔

Marfat.com

یعنی انسان کو اللہ کی یاد سے غافل کرنے کیلئے ان تینوں نے محاذ بنا رکھا ہے۔

- ''دین اور دنیا کی محبت ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتیں جیسے آگ اور پانی ایک برتن میں اکٹھے نہیں ہو سکتے۔'' (عین الفقر)

حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ دنیا اور طالبِ دنیا کے بارے میں اپنی تصنیف عین الفقر میں فرماتے ہیں:

- دنیا کا طالب دو حکمت سے خالی نہیں ہوتا یا منافق یا ریا کار۔
- دنیا شیطان اور طالبانِ دنیا شیاطین ہیں۔
- دنیا فتنہ و فساد ہے اور طالبِ دنیا فتنہ انگیز ہے۔
- دنیا نفاق ہے اور اس کا طالب منافق ہے۔
- دنیا خونِ حیض ہے اور اس کا طالب حائض (ناپاک) ہے۔
- دنیا کذب ہے اور اس کو چاہنے والا کذاب ہے۔
- دنیا شرک ہے اور طالبِ دنیا مشرک ہے۔
- دنیا خبث ہے اور طالبِ دنیا خبیث ہے۔
- دنیا لعنت ہے اور اس کا طالب ملعون ہے۔
- دنیا جہل ہے اور اس کا طالب جاہل ہے۔
- دنیا فاحشہ و بدکار عورت ہے اور اہلِ دنیا اس کا شوہر دیوث (بیوی کی دلالی کھانے والا) ہے۔
- دنیا دوئی کا نام ہے جس نے دوئی اختیار کی اس نے خود کو شیطان کے راستے پر ڈال دیا۔
- دنیا بدعت ہے اور طالبِ دنیا ملحد ہے۔
- آپؒ فرماتے ہیں:

ہر کہ در مردار غرق است کے شود دیدار جو غیر اللہ ہرچہ باشد دفترے از دِل بشو

ترجمہ: جو شخص دنیائے مردار کی طلب میں غرق ہو جائے وہ دیدارِ الٰہی کا طلب گار کہاں ہو سکتا ہے پس تو اپنے دفترِ دل سے غیر اللہ کا ہر نقش مٹا دے۔ (کلید التوحید کلاں)

- جس دل میں دنیا کی محبت سما گئی ہو ظلمات و خطراتِ شیطانی چھا گئے ہوں اور خواہشاتِ ہوس و نفسانی بھر چکی ہو اس دل پر حق تعالیٰ کی نظرِ رحمت نہیں ہوتی۔ (عین الفقر)

Marfat.com

❁ حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ عاشق کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:
''جو شخص ہوا و شہوت کو طلاق دے وہ صاحبِ شوق ہے۔ جو دنیا زر کو طلاق دے وہ صاحبِ ذوق ہے۔ جو غیر ماسویٰ اللہ کو طلاق دے وہ صاحبِ مشتاق ہے اور جو شخص ان تمام بلاؤں سے خود کو بچائے وہ عشقِ حق تعالیٰ میں مبتلا ہے''۔ (عین الفقر)

❁ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔''ترکِ دنیا تمام عبادات کی جڑ ہے اور حُبِ دنیا تمام برائیوں کی جڑ ہے۔'' یہ بات حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک لگ بھگ ایک لاکھ چوبیس ہزار تمام پیغمبروں نے کہی ہے اور تمام انبیاء نے ترکِ دنیا کا حکم دیا ہے، پھر تُو ان سب کے خلاف چلنے کی خطا کیوں کرتا ہے؟ دنیا کے چار حروف ہیں ''د ن ی ا'' حرف ''د'' سے دنیا کا کوئی دین نہیں، حرف ''ن'' سے دنیا نافرمانِ حق فرعون ہے، حرف ''ی'' سے دنیا شیطان کی یارِ یگانہ ہے اور حرف ''ا'' سے دنیا ظلم و آدم کش ہے۔ اے احمق! دنیا سے وہ آدمی تارک فارغ ہوتا ہے جو دین کو قابو میں رکھتا ہے۔ دین کے بھی تین حروف ہیں ''د ی ن'' حرف ''د'' سے دینِ معرفت کی آنکھ کو کھول کر مولیٰ کا دیوانہ و فریفتہ کرتا ہے جس سے بندہ طالبِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بنتا ہے، حرف ''ی'' سے دین یاری کراتا ہے اللہ سے اور یاری کراتا ہے تمام مومن بھائیوں، اہلِ اسلام مسلمانوں اور تمام مومن مسلمانوں سے اور حرف ''ن'' سے دین نیت کو خالص کر کے طالب اللہ کو صفا کیش و خیر اندیش بناتا ہے۔ ہر غنی و درویش اور ہر وہ آدمی جو دین کو اپنے ہاتھ میں رکھ کر دنیا کو چھوڑ دیتا ہے، خطراتِ دنیا سے فارغ ہو جاتا ہے، صدقِ دِل سے تن پر لباسِ فقر پہن لیتا ہے اور خدا سے صدقِ خاص و درست اعتقاد رکھ لیتا ہے تو حق سبحانہٗ و تعالیٰ فرماتا ہے:۔''اے میرے فرشتو! میری دوستی میں میرا ایک بندہ دنیائے مردار نجس و پلید سے الگ ہو گیا ہے۔'' تمام انبیاء و اولیاء اور اتقیاء جملہ اہلِ اسلام کی ارواح اور اٹھارہ ہزار عالم کی کل مخلوقات کو حکم ہوتا ہے تم سب میرے دوست کی زیارت و پیشوائی کے لیے جا کر اُس کی ہمت پر آفرین کہو اور جو گدڑی و خاکسارانہ لباس اُس نے پہن رکھا ہے ویسا ہی لباس تم بھی پہنو۔ فقیر کو یہ مراتب ابتدا ہی میں پہلے ہی روز بخش دیئے جاتے ہیں۔ (محک الفقر کلاں)

حضرت سخی سلطان باھُوؒ پنجابی ابیات میں فرماتے ہیں:۔

❁ ایہہ دُنیا زَن حیض پلیتی، کتنی مَل مَل دھوون ھُو
دُنیا کارن عالم فاضل، گوشے بہہ بہہ رووَن ھُو
جیندے گھر وِچ بُوہتی دنیا، اَوکھے گھُوکر سووَن ھُو
جنہاں ترک دنیا تھیں کیتی باھُوؒ، واہندی نکل کھلووَن ھُو

Marfat.com

یہ دنیا اسی طرح پلید اور ناپاک ہے جس طرح عورت حیض کی حالت میں ناپاک ہوتی ہے خواہ کتنا ہی پاکیزہ ہونے کی کوشش کرے پاک نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح جو حبِ دنیا میں مبتلا ہوتا ہے اس کی کوئی عبادت و ریاضت قبول نہیں ہوتی۔ کتنے ہی عالم فاضل، دنیا اور اس کی لذات کو ریاضت اور چلہ کشی کے ذریعے ترک کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن کامیاب نہیں ہوتے۔ جس کے گھر اور مَن میں جتنی زیادہ دنیا اور مال و دولت ہوتی ہے وہ اتنا ہی بے چین اور بے سکون ہوتا ہے اور آرام کی نیند بمشکل ہی سوتا ہے کیونکہ اس کی حفاظت ہی اسے سونے نہیں دیتی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جن لوگوں نے مقصدِ حیات کو سمجھا اور خواہشاتِ دنیا سے منہ موڑ لیا وہ اس جہاں سے کامیاب و کامران گئے۔

❁ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ سنیا دِل میرے، جند قَالُوْا بَلٰی کوکیندی ھُو
حُبِّ وطن دِی غالب ہوئی، ہک پل سون نہ دیندی ھُو
قہر پوے تینوں رہزن دُنیا، تو تاں حق دا راہ مریندی ھُو
عاشقاں مول قبول نہ کیتی باھُوؒ، توڑے کر کر زاریاں روندی ھُو

روزِ ازل جب سے اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ (کیا میں تمہارا ربّ نہیں ہوں) سنا ہے اس وقت سے میری روح مسلسل قَالُوْا بَلٰی پکار رہی ہے۔ دنیا میں آنے کے بعد بھی مجھ پر وطن (عالمِ لاھوت) کی محبت اس قدر غالب ہے کہ ایک لمحہ بھی چین اور سکون نہیں ہے۔ اے رہزن دنیا! تجھ پر قہر نازل ہو کیونکہ تو حق تعالیٰ تک جانے کی راہ میں حائل ہے۔ یہ دنیا خواہ کتنی ہی رنگین اور دلکش کیوں نہ ہو جائے عاشقینِ ذاتِ الٰہی اس کی طرف متوجہ نہیں ہوتے اور اپنی منزل وصالِ الٰہی تک پہنچ ہی جاتے ہیں۔

❁ ادھی لعنت دُنیا تائیں، تے ساری دنیاداراں ھُو
جیں راہ صاحب دے خرچ نہ کیتی، لین غضب دیاں ماراں ھُو
پیوواں کولوں پتر کوہاوے، بھٹھ دُنیا مکاراں ھُو
جنہاں ترک دُنیا کیتی باھُوؒ، لیسن باغ بہاراں ھُو

ترکِ دنیا سے مراد ترکِ حُبِّ دنیا ہے اس بیت میں آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں آدھی لعنت دنیا پر اور ساری دنیاداروں پر ہے جو اللہ تعالیٰ کی محبت کو چھوڑ کر دنیا اور خواہشاتِ دنیا کی محبت میں مبتلا ہیں۔ جنہوں نے دنیا، مال و دولت، جان اور اولاد اللہ کی رضا کے لیے خرچ نہ کی وہ دنیا اور آخرت میں سخت سزا کے مستحق ہیں۔ دنیا

Marfat.com

انسان کواس قدر حرص اور حسد میں مبتلا کر دیتی ہے کہ باپ اپنے بیٹے تک کواس کے لیے قتل کر دیتا ہے۔ اے مکار دنیا! خدا کرے تجھے آگ لگ جائے، جو لوگ دنیا کی محبت ترک کر کے اللہ پاک کی محبت میں مبتلا ہو جاتے ہیں وہی آخرت اور دنیا میں کامیاب اور سرخرو ہوتے ہیں۔

گجھے سائے ربّ صاحب والے، کجھ نہیں خبر اصل دِی ھُو
گندم دانا اساں بُہتا چگیا، ہن گل پئی ڈور ازل دِی ھُو
پھاہی دے وِچ میں پئی تڑفاں، بُلبل باغ مثل دی ھُو
غیر دِلے تھیں سُٹیے باھُوؒ، تاں رکھیئے امید فضل دِی ھُو

یہ کائنات اور تمام مخلوقات ذاتِ حق کے سوا کچھ نہیں ہیں اور ذات کثرت میں پوشیدہ ہو چکی ہے۔ تمام لوگ صرف اس ظاہر کو دیکھ رہے ہیں مگر ان کو ذات کی خبر تک نہیں اور یہ سب اس دانۂ گندم کی وجہ سے ہے جس کو کھانے کے بعد نسلِ انسانی صفات' اشکال' بشری جال اور دنیا میں پھنس کر اس طرح بے چین' بےسکون اور مضطرب ہے جس طرح بلبل پنجرے میں قید ہو کر تڑپتی ہے۔ غیر اللہ کی محبت دل سے نکال کر ذاتِ حقیقی تک رسائی حاصل ہو سکتی ہے اور یہ بھی اللہ کے فضل و کرم کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

دُنیا ڈھونڈن والے کُتے، دَر دَر پھرن حیرانی ھُو
ہڈی اُتے ہوڑ تنہاں دِی، لڑدیاں عمر وِہانی ھُو
عقل دے کوتاہ سمجھ نہ جانن، پیون لوڑن پانی ھُو
باجھوں ذِکر ربّ دے باھُوؒ، کوڑی رام کہانی ھُو

طالبانِ دنیا کتوں کی طرح دنیا اور لذاتِ دنیا (مال و دولت) کی تلاش میں دنیا بھر میں دوڑتے پھر رہے ہیں اور کنویں کے بیل کی طرح ساری عمر اسی طرح گزار دیتے ہیں اور دنیا کے حصول کے لیے کتوں کی طرح ایک دوسرے سے لڑ رہے ہیں۔ ان کی تمام عمر گزر جاتی ہے اور عقل کے اندھوں کو اتنی خبر نہیں ہوتی کہ اللہ پاک انہیں رزق عطا فرما رہا ہے اور اُن کے رزق کا ضامن ہے لیکن اسمِ اَللّٰہُ ذات کے ذکر کے بغیر اصل حقیقتِ حال تک راہنمائی اور رسائی نہیں ہوتی اور زندگی یونہی فضول تمام ہوتی ہے۔

دُنیا گھر منافق دے، یا گھر کافر دے سونہدی ھُو
نقش نگار کرے بہتیرے، زَن خوباں سبھ موہندی ھُو

Marfat.com

بجلی وانگوں کرے لشکارے، سر دے اُتوں جھوندی ھُو
حضرت عیسیٰؑ دی سِلھ وانگوں باھُوؒ، راہ ویندیاں نوں کوہندی ھُو

دنیا ایک خوبصورت اور حسین لیکن مکار عورت ہے جس کے فریب کا شکار صرف دنیادار، منافق یا کافر ہی ہوتے ہیں۔ یہ اپنے فریبِ حسن اور بجلی کی سی جوانی سے سب کو لوٹ لیتی ہے۔ یہ دنیا اپنے محبین کو اسی طرح ہلاک کرتی ہے جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تین آدمیوں کو ایک سونے کی اینٹ کے لئے جان دینا پڑی تھی۔

قصہ اس طرح ہے کہ تین مسافروں کو سونے کی ایک اینٹ مل گئی تھی۔ ایک بازار سے روٹی لینے چلا گیا اور دو اینٹ کی حفاظت کے لئے ٹھہر گئے۔ دونوں نے سازش کی کہ جب وہ روٹی لے کر واپس آئے گا تو اس کو قتل کر کے اینٹ دونوں بانٹ لیں گے۔ روٹی لانے والے کی نیت بھی خراب ہوگئی اس نے کھانے میں زہر ملا دیا جب واپس آیا اس کو تو دونوں نے قتل کر دیا اور وہ دونوں زہریلا کھانا کھا کر مر گئے۔

❁ دِین تے دُنیا سکیاں بھیناں، تینوں عقل نہیں سمجھیندا ھُو
دونویں اِکس نکاح وِچ آون، شرع نہیں فرمیندا ھُو
جیویں اَگ تے پانی تھاں اکٹّے وِچ، واسا نہیں کریندا ھُو
دوہیں جہانیں مُٹھا باھُوؒ، جیہڑا دعوے کوڑ کریندا ھُو

دینِ حق (فقر) اور دنیا دو سگی بہنوں کی مثل ہیں جس طرح دو حقیقی بہنیں ایک مرد کے نکاح میں نہیں آسکتیں اور جس طرح آگ اور پانی اکٹھے نہیں ہو سکتے اسی طرح دین اور دنیا کو ایک دِل میں اکٹھا نہیں کیا جا سکتا۔ جس نے بھی یہ جھوٹا دعویٰ کیا وہ کذاب ہے اور وہ دونوں جہانوں میں خسارہ پانے والوں میں سے ہے۔

❁ جاں جاں ذات نہ تھیوے باھُو، تاں کم ذات سدیوے ھُو
ذاتی نال صفاتی ناہیں، تاں تاں حق لبھیوے ھُو
اندر وِی ھُو باہر وِی ھُو، باھُو کتھے لبھیوے ھُو
جیندے اندر حُبّ دُنیا باھُوؒ، اوہ مول فقیر نہ تھیوے ھُو

آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب تک تُو صفات اور صفات کے نظاروں سے نظریں ہٹا کر ذاتِ حق کی طرف متوجہ نہیں ہوگا اور اپنی ذات کو مٹا کر فنا فی ھُو نہیں ہو جائے گا تیرا مرتبہ ہمیشہ کم تر رہے گا اگر تیری منزل صفات

Marfat.com

نہیں ذات ہے تو ذاتِ حق تعالیٰ تجھے مل جائے گی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وصالِ الٰہی کے بعد اب تو میری حالت یہ ہو گئی ہے کہ مجھے ظاہر اور باطن میں ھُو نظر آتا ہے اور میری ذات ھُو میں فنا ہو چکی ہے۔ مزید فرماتے ہیں کہ جس دل کے اندر دنیا کی رتی بھر بھی محبت ہو وہ کبھی بھی فقیر نہیں ہو سکتا۔

بنھ چلایا طرف زمین دے، عرشوں فرش ٹکایا ھُو
گھر تھیں مِلیا دیس نکالا، اساں لکھیا جھولی پایا ھُو
رہ نی دنیاں نہ کر جھیڑا، ساڈا اگّے دل گھبرایا ھُو
اسیں پردیسی ساڈا وطن دوراڈھا، باھُوؒ دَم دَم غم سوایا ھُو

طالبِ مولیٰ کا اصل گھر تو عالمِ لاھُوت ہے جہاں پر اُس نے دیدارِ الٰہی کے سوا دنیا اور عقبیٰ کو ٹھکرا دیا تھا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ تو ہماری تقدیر ہے جس نے ہمیں جلاوطنی کی زندگی گزارنے پر مجبور کر رکھا ہے اور ہمیں اپنے وطنِ ازلی' عالمِ لاھُوت سے عالمِ خلق (ناسوت) میں لے آئی ہے۔ اے دنیا! ہمارا پیچھا چھوڑ دے اور ہمیں تنگ نہ کر ہمارا دل تو پہلے ہی فراقِ یار میں بے قرار اور بے چین ہے۔ ہم تو اس دنیا میں پردیسی ہیں۔ ہمارا وطن تو محبوبِ حقیقی کے پاس ہے جو بہت دور ہے اور اِس تک جانے والی راہ میں بہت سی مشکلات اور مصائب ہیں جسے ہم نے دنیا کی محبت دل سے نکال کر عشق سے طے کرنا ہے۔ اور ہر لمحہ یہ غم بڑھتا ہی جا رہا ہے۔

اُوجھڑ جھل تے مارو بیلا، جتھے جالن اساڈی آئی ھُو
جس کدھی نوں ڈھاہ ہمیشاں، اوہ اَج ڈھٹھی کل ڈھائی ھُو
نَیں جنہاں دے وہے سراندی، اوہ سُکھ نہ سوندے راہی ھُو
ریت تے پانی جتھے ہون اکٹھے باھُوؒ، اُتھے بنی نہ بجھدی کائی ھُو

یہ دنیا خطرناک' گھنے' خوفناک' جنگل اور ویرانے کی مانند ہے اور ہمیں اس میں زندگی گزارنی پڑ رہی ہے اور اس دنیا کی مثال کسی دریا کے کنارے کی طرح ہے جو ہمیشہ گرنے کے خطرہ سے دوچار رہتا ہے۔ اور ہماری مثال تو اس آدمی کی طرح ہے جو کسی ندی کے کنارے لیٹا ہو اور اس ڈر سے بیدار رہتا ہو کہ کہیں سوتے ہوئے ندی میں نہ گر جائے۔ ریت اور پانی کو ملا کر کوئی مستقل بند نہیں باندھا جا سکتا آخر پانی ریت کو بہا کر لے جائے گا اسی طرح یہ دنیا ریت کی طرح ہے جو ایمان کو بہا لے جاتی ہے اور پھر یہ دنیا فانی ہے اور ریت کے بند کی طرح باقی نہیں رہے گی۔

Marfat.com

ایہہ دنیا زَن حیض پلیتی، ہرگز پاک نہ تھیوے ھُو
جیں فقر گھر دُنیا ہووے، لعنت اُس دے جیوے ھُو
حُبّ دُنیا دی ربّ تھیں موڑے، ویلے فکر کچیوے ھُو
سہ طلاق دُنیا نوں دیئے باھُوؒ، جیکر سچ پچھیوے ھُو

جس طرح حائضہ عورت حیض کی حالت میں کتنی بار غسل کر لے یا پاک ہونے کی کوشش کرے، پاک نہیں ہو سکتی یہی مثال دنیا کی ہے۔ اس نجس و ناپاک دنیا کو کوئی پاک نہیں کر سکتا اور جو دعویٰ تو فقر کا کرتا ہو لیکن گھر میں مال و متاعِ دنیا جمع کر رکھا ہو اور دِل میں اُن کی محبت رکھتا ہو اس پر خدا تعالیٰ کی لعنت ہے کیونکہ دنیا اور دنیاوی مال و متاع تو راہِ فقر سے گمراہ کر کے اپنی محبت میں جکڑ لیتے ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ طالب کو اس سے بچنا چاہیے اور جس طرح عورت کو تین طلاقیں دے دیں تو اس سے جدائی ہو جاتی ہے اور وہ شرعی طور پر حرام ہو جاتی ہے اور اس سے کوئی تعلق یا واسطہ باقی نہیں رہتا اُسی طرح تُو دنیا سے بھی پیچھا چھڑا لے۔

الغرض جب تک دل کے اندر دنیا' لذّاتِ دنیا' خواہشاتِ دنیا اور شہواتِ دنیا موجود رہتی ہیں اس وقت تک دل کے اندر اللہ پاک کی محبت نہیں آ سکتی۔ جو دنیا اور اللہ پاک کی محبت کو دل کے اندر اکٹھا جمع کرنے کا دعویٰ کرتا ہے وہ کاذب ہے۔ اللہ تعالیٰ کے محبّ اور عاشق دنیا کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتے خواہ پوری کائنات کی دولت ان کے سامنے ڈھیر کر دی جائے۔ دنیا اور غیر اللہ کی محبت کو دِل سے نکال کر دِل میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور عشق کو بسا لینا ہی کامیابی ہے اور یہ ذکر اور تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کے بغیر ناممکن ہے اور وہ بھی اگر کسی مرشدِ کامل اکمل سروری قادری صاحبِ مسمّٰی سے حاصل ہوا ہو۔

Marfat.com

باب 23

ریاکاری

ریاکاری سے مراد دکھاوا ہے۔اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اطاعت کا اصل مقصد تو معرفتِ الٰہی ہے تاکہ جو بھی عمل کیا جائے اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جائے اور اس کی پہچان اور معرفت حاصل ہو جائے۔اگر اس مقصد میں لوگوں کے لئے دکھاوے اور شہرت کی نیت شامل ہو جائے تو وہ عمل خالص اللہ تعالیٰ کیلئے نہ رہے گا اور اسے ریاکاری کہا جائے گا۔عارفین کے نزدیک ریاکاری بہت بڑا گناہ اور حجاب ہے اور یہ شرک کے قریب ہے۔اخلاصِ نیت سے صرف اللہ تعالیٰ کے لئے کیا گیا عمل بارگاہِ الٰہی میں قبول ہے۔اعمال کرنے میں کوئی ذاتی اور نفسانی غرض رکھ لیں اور دِل میں یہ احساس پوشیدہ ہو کہ لوگ نیک اور پرہیزگار سمجھیں تو یہ عبادت اور اعمال ریاکاری کا شکار ہو جائیں گے اور یہ عبادت اللہ سے دور لے جائے گی۔

❁ قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:-

''اور وہ لوگ جو اپنے مال کو لوگوں کے دکھاوے کے لئے خرچ کرتے ہیں اور ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور نہ قیامت پر اور جس کا ساتھی شیطان ہو وہ کتنا بُرا ساتھی ہے۔'' (پ 5 سورۃ النساء 38)

❁ حضرت محمود بن لبیدؓ سے روایت ہے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ'' مجھے سب سے زیادہ جس چیز کا تم لوگوں پر خوف ہے وہ ہے چھوٹا شرک''۔لوگوں نے عرض کیا' یارسول اللہ چھوٹا شرک کیا ہے''تو فرمایا

Marfat.com

''ریاکاری''۔ (بیہقی)

❁ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ آخری زمانے میں کچھ لوگ ایسے نکلیں گے جو دنیا کو دین کے ذریعے طلب کریں گے۔ وہ لوگوں کے لئے بھیڑ کی کھال پہنیں گے (یعنی بھیڑ کی کھال میں بھیڑیے ہوں گے) اپنی نرم دِلی ظاہر کرنے کے لئے ان کی زبانیں شکر سے زیادہ میٹھی ہوں گی اور ان کے دِل بھیڑیوں کے دِل ہوں گے اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا کہ کیا یہ لوگ میرے مہلت دینے سے بے خوف ہو گئے ہیں؟ کیا یہ لوگ مجھ پر جری ہو گئے ہیں؟ تو مجھ کو میری ہی قسم ہے کہ میں ضرور ضرور ان لوگوں پر ایسا فتنہ بھیجوں گا جو عقل مند آدمی کو حیرانی میں ڈال دے گا۔ (احمد)

❁ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ''جو لوگوں کو سنانے اور دکھانے کے لئے کوئی کام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اسے ویسا ہی بدلہ دے گا''۔ (ابنِ ماجہ)

❁ حضرت شداد بن اوسؓ سے روایت ہے کہ جس نے ریاکاری کرتے ہوئے نماز پڑھی یقیناً اس نے شرک کا کام کیا۔ جس نے ریاکاری سے روزہ رکھا بے شک اس نے شرک کا کام کیا اور جس نے ریاکاری کرتے ہوئے صدقہ دیا بلاشبہ اس نے شرک کا کام کیا۔ (احمد)

❁ حضرت جندبؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جو سنانے کیلئے کرے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے سناوا کرے گا جو دکھاوا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ دکھاوا کرے گا۔''

❁ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''ریا کا ادنیٰ مرتبہ بھی شرک ہے اور تمام بندوں میں خدا کے نزدیک وہ زیادہ محبوب ہیں جو تقویٰ والے ہیں اور چھپے ہوئے ہیں اگر وہ غائب ہوں تو انہیں کوئی تلاش نہ کرے (کہ اُن کی کسی کام میں لوگوں کو ضرورت نہ ہو) اور گواہی دیں تو پہچانے نہ جائیں وہ لوگ ہدایت کے امام اور علم کے چراغ ہیں''۔ (طبرانی۔ حاکم)

❁ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے ''ریا کفر سے زیادہ بُری خصلت ہے''۔ (محک الفقر کلاں)

ریا کی حقیقت اور اقسام

ریا کی حقیقت یہ ہے کہ خود کو لوگوں کے سامنے پارسا اور نیک ظاہر کیا جائے تا کہ ان کے نزدیک زیور پارسائی سے آراستہ متصوّر ہو اور ان کے دلوں میں مقبول و ہر دلعزیز ہو جائے تا کہ لوگ اسے محترم و قابلِ تعظیم جانیں اور نگاہِ عزت سے دیکھیں اور اسے اخلاقِ نیک کا نمونہ خیال کریں اور اس غرض سے وہ ایسی باتیں اختیار

Marfat.com

کرتا ہے جو (بظاہر) پارسائی اور دینی بزرگی کی دلیل ہوتی ہیں پس انہی کی نمائش کو اپنا شعار بنالیتا ہے اور ان باتوں کو پانچ اقسام پر تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

❁ پہلی قسم صورتِ تن سے متعلق ہے یعنی ظاہری و بدنی ہیئت و شکل نیک لوگوں کی طرح بنالینا یا جسم کے اعضا مثلاً چہرے کو (کسی نہ کسی طریق سے) زرد بنالینا کہ لوگ سمجھیں رات بھر عبادت میں گزری ہے اور سویا بالکل نہیں یا اپنے آپ کو بالکل نحیف و نزار سا بنالینا کہ لوگ یہی خیال کریں کہ یہ نقاہت و ضعف مجاہدہ و ریاضت ہی کا نتیجہ ہوگا۔ باتیں بہت ہی دھیمے لہجے سے کرنا اور آواز بالکل دبا کر رکھنا تاکہ سننے والوں کو یہی گمان گزرے کہ اس کے دِل میں وقارِ دین کا احساس اتنا گہرا ہے کہ آواز تک دب کر رہ گئی ہے یا لبوں کو رگڑ رگڑ کر یا کسی اور طریقے سے خشک رکھنا تاکہ روزہ دار دکھائی دے اور جب ان تمام امور میں لوگوں کا خیال وہی ہوتا ہے جس کی اسے خواہش و تمنا ہوتی ہے تو ان کے اظہار میں اس کے نفس کو بڑی راحت و مسرت حاصل ہوتی ہے۔

❁ دوسری قسم ریا کاری کی لباس اور پوشش میں ہوتی ہے مثلاً لباس اس طرح کا پہننا کہ نیک معلوم ہو یا کھردرا، سخت اور غیر ملائم لباس پہننا یا چھوٹے تنگ اور پھٹے پرانے کپڑے پہننا تاکہ اس پر زاہد ہونے کا گمان گزرے یا صوفیانہ لباس اور اس کے ساتھ مصلیٰ اور گدڑی لیے پھرنا کہ لوگ اسے صوفی سمجھیں چاہے تصوف نام کی کوئی صفت سرے سے اس میں موجود نہ ہو۔ لباس کے اعتبار سے ریا کاروں کے دو گروہ ہیں ایک تو وہ ہوتے ہیں جنہیں قبولِ عام کی دُھن سوار رہتی ہے اور وہ عام لوگوں میں زاہد و متقی کہلوانے کیلئے بے قرار ہوتے ہیں۔ یہ لوگ ہمیشہ سادہ سوتی یا بوسیدہ اور تار تار کپڑے یا عام سا لباس پہنے رکھتے ہیں کہ یہی ڈھنگ قبولِ عوام کا ذریعہ ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر ان کے سامنے موٹے یا گرم کپڑے موسم کے لحاظ سے بھی پہننے کو کہیں تو وہ اسے اپنی ذات پر ایک تہمت ظاہر کرتے ہیں اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات ان پر موت سے بھی سخت تر اور ناگوار گزری ہے حالانکہ یہ کپڑے حلال ہیں اور ان کا پہننا ممنوع نہیں لیکن اس کا کیا کہیے کہ یوں ان کی دکانِ زُہد بند ہو جانے کا خدشہ لاحق ہوتا ہے اور لوگوں سے یہ بات سننے کا اندیشہ ہوتا ہے کہ یہ زاہد درجۂ زُہد سے گر گیا ہے۔ دوسرا گروہ ان لوگوں کا ہوتا ہے جو عوام کے ساتھ حکمرانوں کے نزدیک بھی مقبولیت و ہر دلعزیزی کے متلاشی ہوتے ہیں یہ لوگ پرانا لباس نہیں پہنتے تاکہ حکمرانوں کے نزدیک حقیر و بے وقعت نہ ٹھہریں لیکن تجمل و شوکت سے کام لینے سے عوام کی نظروں میں گر جانے کا کھٹکا بھی لگا رہتا ہے اس لیے وہ باریک صوف اور ایسا لباس پہنتے ہیں کہ جس پر بیل بوٹے بنے ہوئے ہوں کہ اس قسم کا لباس بھی بعض صالحین اور

Marfat.com

زاہدوں کا لباس رہا ہے، تا کہ عوام اسے دیکھ کر ان کے زُہد و پرہیز گاری کے قائل رہیں اور قیمت میں چونکہ وہ لباس امراء کے لباس سے کسی طرح کم نہیں ہوتا اس لیے خواص اور حکمرانوں کو اظہارِ حقارت کا موقع نہیں مل سکتا۔ ان لوگوں میں اگر کسی سے کہا جائے کہ سادہ لباس پہن لو تو یہ بات ان کیلئے نزع کی تکلیف سے بھی زیادہ تکلیف دہ ہوتی ہے خواہ وہ (مجوزہ) لباس ان کے پہنے ہوئے لباس سے کم قیمت اور زیادہ اچھا ہی کیوں نہ ہو کیونکہ اسے ایسا لباس پہننے کی استطاعت ہی نہیں ہے اسے تو بیک وقت اپنے آپ کو ایک طرف زاہد، نیک یا پرہیز گار ثابت کرنا ہے تو دوسری طرف رئیس و مصاحب اور یہ احمق جب اس بات کو جانتا بھی ہے کہ جس لباس سے وہ گھبراتا ہے وہ حلال ہے اور دینداروں کا پہناوا بھی رہا ہے اور خود گھر کے اندر پوشیدہ طور پر یہ اسے خود بھی استعمال کرتا ہے تو پھر باہر جاتے وقت یا بازار میں اسے کیوں نہیں پہن سکتا؟ شاید اسے معلوم ہی نہیں ہوتا کہ یہ (خدا کی نہیں) مخلوق کی پرستش ہے اور کیا عجب کہ جانتا ہی ہو لیکن دِل خوفِ خدا سے گھبراتا ہی نہ ہو۔

❁ تیسری چیز جس میں ریاکاری سے کام لیا جاتا ہے گفتار یعنی طرزِ گفتگو ہے۔ یا تو ہر وقت لوگوں کے سامنے تسبیح پکڑے ذکر میں مصروف رہنے کی کوشش کرتا ہے یا لبوں کو عموماً یوں ہلاتا رہتا ہے کہ کوئی جانے ذکرِ الٰہی سے کسی وقت فراغت ہی نہیں ہوتی اور ہوسکتا ہے کہ واقعی ذکر کرتا بھی ہو لیکن سوال یہ ہے کہ اگر لبوں کو یوں مکارانہ جنبش نہ دیتا رہے تو کیا دِل ہی دِل میں ذکر کرنا ممکن نہیں؟ سو بات یہ ہے کہ ممکن کیوں نہیں بلکہ دِل میں ذکر کرنا احسن و افضل ہے لیکن پھر لوگوں کو کیسے پتہ چلے گا کہ یہ حضرت ذکر بھی کیا کرتے ہیں! حالانکہ یہ کام صرف لوگوں کے روبرو ہی ہوتا ہے ورنہ خلوت و تنہائی میں اس کا خیال بھی کبھی اس کے دِل میں نہیں گزرتا۔ یا پھر یوں کرتا ہے کہ صحابہؓ اور صوفیوں کے اقوال و روایات میں سے کچھ باتیں یاد کر لیتا ہے اور لوگوں کے سامنے اس طرح بیان کرتا ہے کہ گویا علمِ تصوف یا علمِ دین پہ آج کسی کو عبور حاصل ہے تو بس اسے ہی تو ہے۔ اور ہر وقت (لوگوں کے سامنے) گردن نیچے کیے ہوئے چلتا ہے گویا حالتِ وجد طاری ہے کبھی کبھی چند ایک حکایات اور احادیث ذہن میں محفوظ رہ جاتی ہیں تو انہیں جگہ جگہ مختلف لوگوں کے سامنے یوں دہرایا جاتا ہے کہ گویا علم کا بحر ہے اور آج زمانے میں اس کے علم و فضل کا جواب ہی کہاں ہے؟ اور کون ہے جس نے اسکی طرح لاتعداد بزرگانِ دین کی زیارت کی ہو اور سفر و سیاحت میں عمر گزاری ہو۔

❁ چوتھی چیز عبادات ہیں جن میں ریاکاری سے کام لیا جاتا ہے مثلاً نماز کا وقت ہونے سے پہلے ہی لوگوں کے سامنے بڑے اہتمام سے نماز کی تیاری کرنے لگتا ہے یا مسجد میں نماز کے وقت سے بھی پہلے پہنچ کر بیٹھ جاتا ہے تا کہ ہر آنے والا نمازی اس کے زُہد کا قائل ہو سکے یا ایسا ریاکار نماز پڑھتے ہوئے اگر دور سے کسی

Marfat.com

کو آتا ہوا دیکھ لیتا ہے تو نماز بڑے اہتمام اور خشوع وخضوع سے شروع کر دیتا ہے گردن آگے کو جھک جاتی ہے رکوع اور سجود میں قیام طویل تر ہو جاتا ہے نہ ادھر اُدھر کہیں دیکھتا ہے یا صدقہ دینا ہو تو لوگوں کے سامنے دیتا ہے (تاکہ خوب تشہیر ہو جائے) اور اسی طرح ہر عبادت میں ایسی ہی نمود و نمائش کا اہتمام کیا جاتا ہے اور چلتے وقت بڑی آہستہ روی کا مظاہرہ کرتا ہے اور گردن نیچے جھکی رہتی ہے حالانکہ اگر کوئی دیکھ نہ رہا ہو تو چال میں وہ تیزی و طراری ہوتی ہے (کہ قابلِ دید) اور اِدھر اُدھر تانک جھانک سے ایک لحظہ بھی فرصت نہیں ہوتی وہ تو کسی کو دیکھ کر رفتار ڈھیلی پڑ جاتی ہے اور نگاہیں ایک دم مؤدب و مہذب ہو جاتی ہیں۔

❁ پانچویں چیز یہ ہوتی ہے کہ لوگوں پر یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ میرے پیروکاروں یا مریدوں کی تعداد بہت زیادہ ہے اور شاگردوں کا تو کوئی شمار ہی نہیں بڑے بڑے رئیس اور جاگیردار میرے سلام کو حاضر ہوتے ہیں اور اسے اپنے لیے باعثِ برکت وسعادت تصور کرتے ہیں۔ مشائخ زمانہ میرا احترام کرتے ہیں اور مجھے بہت اچھا سمجھتے ہیں۔ یہاں یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ جاہ وحشم کی طلب اگر ایسی چیزوں کے ذریعے کی جائے جن کا تعلق عبادات سے نہ ہو تو یہ مباح ہے کیونکہ اگر کوئی شخص باہر نکلتا ہے اور اچھے کپڑے زیب تن کر کے نکلتا ہے تو یہ نہ صرف جائز ہے بلکہ سنت ہے کیونکہ اس کی آراستگی و جمال سے مقصود اظہارِ مروّت ہوتا ہے نہ کہ پارسائی۔ بلکہ اگر کوئی شخص علمِ لغت، نحو، حساب اور طب وغیرہ کے بارے میں یا کسی بھی چیز کے بارے میں جو دین اور عبادات سے متعلق نہ ہو، اپنی علمیت وفضیلت کا اظہار کرے تو یہ ریا ہوتے ہوئے بھی جائز ہے کیونکہ ریا ہوتی ہی طلبِ جاہ کے لئے ہے اور ہم بتا چکے ہیں کہ طلبِ جاہ اگر حد سے نہ بڑھے تو مباح ہے البتہ دین اور عبادات میں حرام ہے۔

❁ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد پاک ہے:

''مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِلدُّنْیَا فَھُوَ کَافِرٌ وَّمَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِلْحُجَّةِ فَھُوَ مُنَافِقٌ وَّمَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِلْمَوْلٰی فَھُوَ مُسْلِمٌ''o

ترجمہ: جس نے حصولِ دنیا کی خاطر علم حاصل کیا وہ کافر ہے اور جس نے حُجّت بازی کے لئے علم حاصل کیا وہ منافق ہے اور جس نے اللہ کو پانے کے لئے علم حاصل کیا وہ مسلمان ہے۔ (عین الفقر)

❁ پیرانِ پیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں:-

1 ریاکار کے کپڑے صاف ہوتے ہیں مگر دِل (باطن) اس کا نجس ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت دِل (باطن) سے ہوتی ہے قالب (جسم) سے نہیں۔ (فتح الربانی مجلس 5)

2 ریاکار اپنے عمل پر مغرور رہتا ہے دن میں ہمیشہ روزہ رکھتا ہے اور راتوں کو شب بیداری کرتا ہے۔ موٹا

Marfat.com

سوٹا (اعلیٰ کھانا) کھاتا پیتا ہے حقیقتاً ظاہر و باطن میں اندھیرے میں ہی ہے اپنے دِل سے اللہ تعالیٰ کی طرف ایک قدم بھی نہیں بڑھتا۔ (الفتح الربانی)

3 اے ریا کار (منافق) تیرے اوپر افسوس ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مکر و فریب نہ کر، اسے دھوکہ نہ دے تو عمل کرتا ہے اور اظہار کرتا ہے کہ خدا کے لئے کیا ہے حالانکہ وہ مخلوق کیلئے ہوتا ہے تو ان سے ریا و نفاق کرتا ہے ان کے لئے چاپلوسی اور خوشامد کرتا ہے۔ تو اپنے رب کو بھلا دیتا ہے عنقریب تو دنیا سے مفلس و محتاج ہو کر نکلے گا۔ سوچ غور کر اے باطن کے مریض۔ اپنی دوا کر اور اس کی دوا تجھے اولیاء کرام کے پاس ملے گی۔ (الفتح الربانی)

4 ریا کار اعضائے ظاہری سے عمل کرتا ہے اور مومن قلب و اعضائے ظاہری دونوں سے عمل کرتا ہے اس کا اول عمل قلب سے ہوتا ہے پھر دوسرے اعضاء سے۔ مومن زندہ ہے اور منافق مردہ۔ مومن اللہ تعالیٰ کیلئے عمل کرتا ہے اور ریا کار منافق مخلوق کے لئے عمل کرتا ہے اور اس پر مخلوق سے مدح و عطا کا طالب ہوتا ہے۔ (الفتح الربانی)

❁ صاحبِ کشف المحجوب حضرت علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''جس سنت کو اہلِ فسق اختیار کر لیں اس سنت سے پرہیز بہتر ہے۔''

سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

❁ کوئی کام یا عمل کرنے کا مقصد جب صرف دکھاوا یا شہرت ہو اور وہ خالص اللہ تعالیٰ کیلئے نہ ہو، مقصد صرف یہ ہو کہ لوگ نیک اور پرہیز گار سمجھیں تو یہ ریا کاری ہے۔ راہِ حق سے ہٹانے کے لئے شیطان کے پاس ریا کاری کا حربہ بہت بڑا ہتھیار ہے بڑے بڑے عابد زاہد اس میں مبتلا ہو جاتے ہیں کیونکہ ریا کا مرض انسان کے دل میں پیدا ہوتا ہے اور نفس اس کا آلہ کار بن جاتا ہے۔ اسے ختم کرنا بڑا مشکل ہوتا ہے اور پھر یہ انسانی فطرت کی کمزوری ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ اس کی بزرگی اور نیکی کا شہرہ اور چرچا ہو اور لوگ اسے نیک، عابد اور زاہد سمجھیں۔ اگر یہ مرض مستقل صورت اختیار کر لے تو انسان بالکل ہی گمراہ ہو کر اپنے چہرے کا نور ہی کھو بیٹھتا ہے جو اہلِ مشاہدہ سے پوشیدہ نہیں رہتا۔ جہاں تک طلبِ مولیٰ یا راہِ فقر کے سفر کا سوال ہے تو وہ بالکل ہی ختم ہو جاتا ہے کیونکہ حدیث شریف میں اسے چھوٹا شرک قرار دیا گیا ہے اور شرک کرنے والے کا فقر سے کیا تعلق۔

❁ حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ نے بھی اپنی تصنیفات میں ریا کاری سے متعلق بہت سی آیات اور احادیث کا حوالہ دیا ہے اور اُن علماء کی مذمت کی ہے جن کا مقصود صرف مال و دولت اکٹھا کرنا ہے۔ ایسے لوگ ظاہر و باطن دونوں طرف سے فارغ ہوتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

Marfat.com

❁ فقراء کا دشمن خدا کا دشمن ہے اور دنیا کو دوست رکھنے والا ہے اور دنیا کو دوست رکھنے والا صاحبِ ریا ہے۔ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے: ”ریا کفر سے سخت ہے اور کفر آگ ہے۔“ (محبت الاسرار)

❁ علم دو قسم کا ہے۔علمِ رحمانی جو ترکِ دنیا کی خاطر اہلِ اطاعت کے لئے ہے اور علمِ شیطانی جو حُبِ دنیا' حرص' حسد' کبر' اہلِ بدعت کے لئے ہے۔(عین الفقر)

❁ عالم روزی معاش کی طرف متوجہ ہے۔اُسے سونے چاندی کا انتظار ہے مگر فقیر دنیا اور اہلِ دنیا سے بیزار ہے۔(عین الفقر)

آپؒ اپنی تصنیفات میں ان جعلی فقراء پر سخت تنقید کرتے ہیں جو صرف اس لئے زُہد و تقویٰ اختیار کرتے ہیں کہ یا تو اس سے انہیں مالی فوائد حاصل ہوں یا شہرت۔آپؒ فرماتے ہیں:

❁ بعض لوگوں کی ریاضت ریا پر مبنی ہوتی ہے جو سراسر تسکین ہوائے نفس' رجوعاتِ خلق (لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے) اور ننگ و ناموس (نیکوکار مشہور ہونے) کی خاطر کی جاتی ہے۔(کلید التوحید کلاں)

پنجابی ابیات میں آپؒ اُن علماء کا حال بیان کر رہے ہیں جو دنیاوی فوائد کے لئے علم حاصل کرتے اور پھر دنیا کو حاصل کرنے کیلئے اس کا استعمال کرتے ہیں۔

❁ پڑھ پڑھ علم ملوک رجھاون، کیا ہویا اِس پڑھیاں ھُو
ہرگز مکھن مول نہ آوے، پھٹے دُدھ دے کڑھیاں ھُو
آکھ چنڈورا ہتھ کے آئیو اِی، اس انگوری چھنیاں ھُو
ہِک دل خستہ رکھیں راضی باھُوؒ، لئیں عبادت وَرہیاں ھُو

علماء اور تعلیم یافتہ لوگ صرف حکمرانوں، امراء، روساء اور حکومتی اہلکاروں کو خوش کرنے یا حکومت میں کوئی عہدہ پانے کے لیے علم حاصل کرتے ہیں اور معرفتِ الٰہی یا اللہ تعالیٰ کی رضا ان کا مقصود نہیں ہے۔چونکہ ان کی نیت میں ہی کھوٹ ہوتا ہے اس لیے یہ علم کی کنہہ اور حقیقت اور اللہ تعالیٰ کی نظرِ رحمت سے محروم رہتے ہیں۔یہ تو وہ لوگ ہیں جو علم کا مغز حاصل کرنے کی بجائے ہڈیوں کو بھنبھوڑ رہے ہیں۔آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر تو کسی ایسے صاحبِ دل فقیر کو جو وصالِ الٰہی پا چکا ہو، خوش اور راضی کرلے تو تجھے کئی برسوں کی عبادت کا ثواب ملے گا۔

❁ پڑھ پڑھ عِلم مشائخ سداون، کرن عبادت دوہری ھُو
اندر جھگی پئی لٹیوے، تن من خبر ناں موری ھُو

Marfat.com

مولا والی سدا سکھالی، دل توں لاہ تکوری ھُو
باھُوؒ ربّ تنہاں نوں حاصل، جنہاں جگ نہ کیتی چوری ھُو

بہت سے لوگ ایسے ہیں جو نہ کسی مرشدِ کامل سے علمِ حقیقت (علمِ باطن) حاصل کرتے ہیں اور نہ ہی انہیں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ سلم کی بارگاہ سے تلقین وارشاد کی اجازت ہوتی ہے بلکہ علمِ شریعت (علمِ ظاہر) حاصل کر کے مشائخ کی مسند پر براجمان ہو جاتے ہیں اور لوگوں کو دکھانے کے لئے خوب عبادت اور ریاضت کرتے ہیں۔لیکن ان کے دِل کے اندر نفس اور شیطان نے سرنگ بنا رکھی ہوتی ہے اور خود اُن کا اپنا ایمان سلب ہو چکا ہوتا ہے۔اس لیے اے شیخ! تو اپنی آنکھوں سے غفلت کا پردہ اور دِل سے زنگ اور سیاہی اتار اور حقیقت کو پانے کے لیے کسی مرشد کامل اکمل کا دامن پکڑ۔کیونکہ وصالِ الٰہی تو ان کو حاصل ہوتا ہے جو راہِ فقر میں عقل، چالاکی اور مکر وفریب سے کام نہیں لیتے بلکہ دنیا سے منہ موڑ کر استقامت' خلوصِ نیت اور رضائے الٰہی کے مطابق راہِ فقر پر گامزن رہتے ہیں۔

پڑھ پڑھ علم ہزار کتاباں، عالم ہوئے بھارے ھُو
اِک حرف عشق دا پڑھن نہ جانن، بھلے پھرن بچارے ھُو
لکھ نگاہ جے عالم ویکھے، کسے نہ کدھی چاہڑے ھُو
اِک نگاہ جے عاشق ویکھے، لکھاں کروڑاں تارے ھُو
عشق عقل وِچ منزل بھاری، سے کوہاں دے پاڑے ھُو
جنہاں عشق خرید نہ کیتا باھُوؒ، اوہ دوہیں جہانیں مارے ھُو

بہت سے لوگ ہزاروں کتب کے مطالعہ سے جید عالم تو بن گئے ہیں لیکن راہِ عشق کا ایک حرف تک انہیں معلوم نہیں ہے اس لیے حقیقت سے دور ظاہری تاویلات میں الجھے ہوئے ایک دوسرے سے جھگڑ رہے ہیں اور صراطِ مستقیم سے بھٹکے ہوئے ہیں۔اگر عالم کسی ایک طالب کی طرف لاکھ بار بھی نگاہ کرے تو اس کو معرفتِ حق تعالیٰ تک نہیں پہنچا سکتا لیکن اس کے برعکس عاشق (مرشد کامل) لاکھوں لوگوں کو ایک ہی نگاہ سے معرفتِ الٰہی میں غرق کر دیتا ہے۔عشق وعقل کا تو آپس میں کوئی واسطہ ہی نہیں ہے اور اِن دونوں کے درمیان تو وسیع خلیج حائل ہے۔جنہوں نے جان ومال کے عوض عشق کا سودا نہ کیا وہ دونوں جہانوں میں ناکام ونامراد ہو گئے۔

Marfat.com

دِل کالے کُولوں منہ کالا چنگا، جے کوئی اِس نُوں جانے ھُو
منہ کالا دِل اچھا ہووے، تاں دِل یار پچھانے ھُو
ایہہ دِل یار دے پچھے ہووے، متاں یار وِی کدی پچھانے ھُو
سے عالم چھوڑ مسیتاں نٹھے باھُوؒ، جد لگے نیں دِل ٹکانے ھُو

انسان کو باطن میں بُرا 'شقی القلب' منافق اور بدکردار نہیں ہونا چاہیے کیونکہ ایسے انسان کے بدلنے کے مواقع بہت کم ہوتے ہیں۔ہاں اگر انسان ظاہری طور پر ایسا ہو تو کبھی نہ کبھی راہِ حق پر آجاتا ہے کیونکہ وہ دل سے بُرا نہیں ہوتا۔ پاک اور صاف دل ہی محبوبِ حقیقی کی پہچان اور معرفت حاصل کرتا ہے اور ایسا دل استقامت کے ساتھ مرشد کامل کے دامن سے وابستہ رہتا ہے کہ شاید کبھی دریائے رحمتِ الٰہی جوش میں آکر اس پر مہربانی کر دے۔سینکڑوں عالم جو معرفتِ الٰہی کے حصول کے لئے مساجد میں زہد و ریاضت میں مصروف تھے لیکن کامیاب نہ ہو سکے پھر جیسے ہی عشق نے دل میں ڈیرا جمایا، مساجد چھوڑ کر کسی عارف (مرشد کامل) کے دَر پر سجدہ ریز ہو گئے۔

الغرض ریاکار کا کوئی عمل یا عبادت قبول نہیں ہوتی بلکہ یہی عمل اور عبادت وبالِ جان بن جاتی ہے اور خاص کر ''راہِ فقر'' میں جو طالب ''ریاکاری'' میں مبتلا ہو جاتا ہے، یہ اسے دین دنیا دونوں جہانوں میں ''روسیاہ'' کر دیتی ہے۔

Marfat.com

باب 24

اخلاصِ نیّت

نیت چونکہ اعمال کی بنیاد ہے اس کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ ''جو عمل غلطی کی بناء پر ہو جائے اس پر کوئی گناہ نہیں لیکن (اس پر ضرور گناہ ہوگا) جس کا ارادہ تمہارے دلوں نے کیا ہو۔'' (سورہ احزاب۔5)

❁ ''آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) فرما دیجیے سب اپنی اپنی سوچ کے مطابق اختیار کردہ طریقہ پر چل رہے ہیں اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کا رب خوب جانتا ہے کہ سیدھی راہ (صراطِ مستقیم) پر کون ہے۔'' (بنی اسرائیل 84)

❁ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ آلہٖ وسلم ہے:۔

''حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اعمال کا دارومدار نیت پر ہے اور ہر شخص کے لئے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی۔'' (بخاری شریف، مسلم شریف، ترمذی شریف، سنن ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)

❁ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نہ تمہارے جسموں کو دیکھتا ہے نہ تمہاری صورتوں کو بلکہ وہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے۔ (مسلم و ابن ماجہ)

یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ دل یا قلب سے مراد باطن ہے قرآنِ پاک میں جہاں دلوں کے اندھے ہونے کا ذکر کیا گیا ہے اس سے مراد باطن کا مردہ یا اندھا ہونا ہے۔

راہِ فقر میں نیت کے اندر جس قدر اخلاص ہوگا اتنی ہی منزل جلد حاصل ہوگی قرآن و حدیث میں بھی اسی طرف اشارہ ہے۔

Marfat.com

❁ قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"فرما دیجئے کہ بے شک مجھے حکم ہوا ہے کہ اخلاص سے اللہ کی صرف اسی کے لئے عبادت کروں۔" (سورہ زمر-11)

❁ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اخلاص کے ساتھ اللہ کو پکاریں اگرچہ یہ کافروں کو کتنا ہی برا کیوں نہ لگے۔ (سورہ مومن 14)

❁ پس ہم نے اس کتاب کو تمہاری طرف حق کے ساتھ نازل کیا ہے پس اللہ کی عبادت کرو اور اسی کے لئے عبادت میں اخلاص پیدا کرو۔" (سورہ زمر-2)

❁ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے:-

"اخلاص والوں کے لئے خوشخبری ہے اور مبارک ہو جو ہدایت کے چراغ ہیں ان کے ذریعے تمام سیاہ فتنے دور ہو جاتے ہیں۔" (نسائی شریف)

❁ حضرت ابوادریس خولانیؒ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بے شک ہر حق کی ایک حقیقت ہے۔ بندہ اخلاص کی حقیقت کو اس وقت تک نہیں پہنچتا جب تک خاص اللہ تعالیٰ کے لیے کیے ہوئے عمل پر اپنی تعریف کو ناپسند نہ کرنے لگے (یعنی تعریف کو پسند نہ کرے)۔

اخلاص چونکہ ایک قلبی کیفیت ہے اور مومن کا خاصہ ہے اس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:-

❁ حضرت سہیل بن سعد ساعدیؓ سے مروی ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے اور منافق کا عمل اس کی نیت سے بہتر ہے اور ہر ایک اپنی نیت پر عمل کرتا ہے۔ پس مومن جب کوئی عمل کرتا ہے تو اسکے دل میں نور پھوٹ پڑتا ہے۔" (طبرانی، بیہقی، مجمع الزوائد، مسند عبداللہ بن عباسؓ)

❁ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا فرمان ہے کہ اخلاص یہ ہے کہ اعمال کا عوض نہ چاہے۔

اخلاص دوستی یا تعلق کی بنیاد پر ہوتا ہے اور خاص کر اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کیلئے اخلاص لازم ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کا مخلص بندہ نہیں بنے گا وہ اس کا قرب حاصل نہیں کر سکے گا۔ راہِ فقر میں ہر مقام اور منزل کے لئے اخلاص کا ہونا لازم ہے ورنہ کوئی عمل بھی فائدہ نہ دے گا اخلاص کا تو مطلب ہی خالص ہونا ہے اور خالص صرف طالبِ مولیٰ ہوتا ہے۔ اگر کسی بھی منزل پر اخلاص میں معمولی سی کمی آجائے تو سالک یا طالب کا سفر وہیں پر رک جاتا ہے۔ بڑے بڑے طالب نمود و نمائش کی وجہ سے اپنے مقام سے گر جاتے ہیں اور پھر زندگی بھر منزل حاصل نہیں ہوتی اور اخلاص کی کسوٹی یہ ہے کہ جو بھی عمل کرنے لگے دل میں یہ بات موجود ہو کہ اس عمل کا مقصد صرف اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا

Marfat.com

ہے۔

شیطان اخلاص کا سب سے بڑا دشمن ہے اس کی کوشش یہی ہوتی ہے کہ سالک کی نیت میں اخلاص پیدا نہ ہو اور وہ دل میں وسوسہ ڈال کر طالب یا سالک کو شہرت و دکھاوے کی طرف راغب کرتا ہے اور پھر طالب بھٹک کر نمود و نمائش میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ ابتدائے حال میں جب بعض سالکین پر اسرارِ الٰہی کھلنے لگتے ہیں تو وہ انہیں ضبط نہیں کر سکتے اور اپنی پاکیزگی یا ولایت ظاہر کرنے کیلئے اس کا ذکر اور چرچا لوگوں میں کرنے لگتے ہیں اسی لئے یہ سالک اسی مقام پر رک جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی محبت اخلاص کے حصول میں بڑی معاون اور مددگار ہے محبت کا تقاضہ یہ ہوتا ہے کہ جو کچھ بھی کیا جائے وہ معبودِ حقیقی کو راضی کرنے کے لئے کیا جائے اس طرح جب نیت یہ ہو جائے گی تو اس میں اخلاص بھی پیدا ہو جائے گا۔

❁ پیرانِ پیر غوث الاعظم شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ کا ارشاد مبارک ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر، فکر اور عبادت میں اخلاص قبولیت کی بنیاد ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی بنیاد اخلاص پر ہے پس تو اخلاص سے اس کی عبادت کر۔

❁ داتا گنج بخش حضرت علی ہجویریؒ فرماتے ہیں کہ اخلاص تب ہی پیدا ہوتا ہے کہ محبتِ الٰہی میں خلوص ہو آپؒ فرماتے ہیں کہ کوئی عمل، عمل نہیں ہوتا جب تک اس میں خلوص نہ ہو نیز عمل کے ساتھ خلوص کو وہی نسبت ہے جو جسم کو روح کے ساتھ۔

❁ حضرت امام غزالیؒ نے فرمایا کہ اخلاص یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ سے اپنے اعمال کے اجر کا طالب نہ ہو اس لئے کہ جو شخص ثواب کی نیت اور عذاب کے خوف سے عبادت کرتا ہے اسکا اخلاص مکمل نہیں ہوتا کیونکہ اس نے تو اپنی بھلائی کے لئے عبادت کی ہے۔

❁ حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں کہ اخلاص صرف صدق اور اخلاق پر مداومت سے مکمل ہوتا ہے اسی طرح صدق بھی اخلاص اور اس پر مداومت کے بغیر مکمل نہیں ہوتا۔

❁ حضرت یحییٰ بن معاذؒ فرماتے ہیں کہ عمل کو عیوب سے اس طرح پاک وصاف نکال لینا اخلاص ہے جس طرح گوبر اور خون سے دودھ کھینچ کر نکال لیا جاتا ہے۔

❁ حضرت سعید بن جبیرؒ نے فرمایا اخلاص یہ ہے کہ اپنی اطاعت اور عمل کو خالص اللہ کے لئے کرے اور اس کے عمل میں ریاکاری نہ ہو۔

❁ حضرت ابوالحسن بوشیتیؒ فرماتے ہیں کہ اخلاص وہ شے ہے جس کو نہ فرشتے لکھیں اور نہ شیطان اس کو

Marfat.com

بگاڑے اور نہ کسی انسان کو اس کی اطلاع ہو۔

❁ حضرت جنید بغدادیؒ کا ارشاد ہے کہ اخلاص خدا اور بندے کے مابین ایک ایسا راز ہے جس سے نہ کوئی فرشتہ واقف ہے کہ اس کو لکھ سکے اور نہ شیطان اس سے آگاہ ہے کہ اس کو اخلاص سے روک سکے۔

❁ حضرت خواجہ حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ جو صبر نہ کسی جزا پر مبنی ہو نہ اپنی سلامتی کے لیے ہو، جو زُہد نہ بہشت کی خواہش کیلئے اور نہ جہنم کے عذاب کے خوف سے ہو۔ ان علامتوں کا نام اخلاص ہے۔

❁ حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا ہے کہ آفاتِ اعمال سے خلاصی پانا اخلاص ہے۔

❁ سیّد علی خواصؒ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن مومن کا نور اس کے اخلاص کے مطابق ہوگا اور یاد رکھ منافق مومن کے نور سے فائدہ نہ اٹھا سکے گا جیسا کہ اندھا بینا کی نظر سے مستفیض نہیں ہوسکتا۔

❁ حضرت فضیل بن عیاضؒ فرماتے ہیں کہ سالک اس وقت تک کامل نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے اخلاص کو بھی ریا نہ سمجھے۔ بخدا اگر مجھے خبر پہنچے کہ ابھی میرے پاس خلیفہ آرہا ہے پھر میں اس کے آنے کی خاطر اپنی داڑھی کو اپنے ہاتھ سے درست کرلوں تو مجھے ڈر ہے کہ میرا شمار منافقوں میں ہو۔

❁ حضرت معین الدین چشتیؒ کا فرمان ہے کہ اللہ والوں کی عادت محبت میں اخلاص کرنا ہے۔

❁ خواجہ شمس الدین سیالویؒ کا ارشاد ہے کہ جب مومن صدق و اخلاص سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ خاص مہربانیوں سے اس کی مدد فرماتا ہے۔

❁ شیخ سعدیؒ نے فرمایا ہے کہ اس کی ہمت پر قربان جو نیک کام اخلاص سے کرتا ہے۔

❁ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندؒ نے فرمایا ہے کہ حقیقتِ اخلاص فنا کے بعد حاصل ہوتی ہے کیونکہ جب تک بشریت غالب رہتی ہے اس وقت تک اخلاص کا حقیقی درجہ حاصل نہیں ہوتا۔

اخلاص بہت بڑی نعمت ہے کیونکہ جس نے اخلاص کو پالیا اس نے گویا نفس کو قابو کرلیا اور اس نے اللہ کو راضی کرلیا اگر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوگئی تو کائنات کی سب سے بڑی نعمت حاصل ہوگئی۔

سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

❁ راہِ حق میں نیت میں صدق اور اخلاص کا شامل ہونا ضروری ہے۔ نیت کے اندر جس قدر صدق اور خلوص ہوگا اسی قدر وہ عمل مقبول ہوگا حدیثِ نبوی ﷺ ہے "مومن کی نیت بہتر ہے اس کے عمل سے"۔

❁ صدق اور اخلاص بہت بڑی نعمت ہے کیونکہ جس نے ان کو پالیا اس نے گویا نفس کو قابو کرلیا اور جس نے نفس کو قابو کرلیا اس نے اللہ کو راضی کرلیا اور اللہ تعالیٰ کی رضا کائنات کی سب سے بڑی نعمت ہے۔

Marfat.com

- راہِ فقر میں نیت میں صدق اور اخلاص کا ہونا برسوں کا سفر مہینوں میں طے کرا دیتا ہے۔
- طالب کو صدق میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مثل ہونا چاہیے۔
- سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''قلب کے کم از کم دو درجے ہیں ایک قلبِ غلیظ ہے جو ہر وقت خطراتِ نفس و شیطان اور حادثاتِ دنیا کی پریشانی میں مبتلا رہتا ہے اور یہ قلبِ غلیظ اس وقت تک لاعلاج اور لا دوا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم رہتا ہے جب تک ''اخلاصِ خاص'' کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع نہیں کرتا۔'' (کلید التوحید کلاں)

- محبت و اخلاص کی راہ میں فقیر کو صادق قدم اور راسخ الاعتقاد ہونا چاہیے۔ (عین الفقر)
- اگر کسی کو اطاعت و ریاضت اور پارسائی سے حق (اللہ تعالیٰ) حاصل ہوتا تو ابلیس کو ہوتا کہ وہ زاہد و عابد اور اطاعت گزار تھا لیکن زہد و ریاضت سے اس کے وجود میں کبر و انا پیدا ہو گئی تھی جس سے وہ مردود ہو گیا۔ اگر کسی کو علم و حقیقت سے حق حاصل ہوتا تو بلعم باعور کو ہوتا کہ اس کی مسجد میں ہر وقت بارہ ہزار قلم دوات اس کے علمی نکات لکھنے میں مصروف رہتی تھیں اور قاف سے قاف تک زیر و زبر کی ہر تحقیق ضبطِ تحریر میں لائی جاتی تھی۔ اگر کسی کو کثرتِ مال سے حق حاصل ہوتا تو قارون کو ہوتا کہ اس کے خزانوں کی حد تحت الثریٰ سے بھی نیچے چلی گئی تھی اگر کسی کو خدائی دعویٰ کرنے سے حق حاصل ہوتا تو فرعون کو ہوتا کہ اس نے خدائی دعویٰ کر ڈالا تھا اور اس کے باعث دریائے نیل میں غرق ہو گیا تھا اور اگر کسی کو جہالت کی بناء پر حق حاصل ہوتا تو ابو جہل کو ہوتا۔ حاصلیتِ حق تعالیٰ کا راز اخلاص و محبت میں ہے جو خالص اللہ تعالیٰ کے لئے ہو چنانچہ اخلاص و محبت نے اصحابِ کہف کے کتے کو کتوں کی قبیل سے نکال کر آدمیوں کی صف میں لا کھڑا کیا جس کے متعلق قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے ''چھٹا اُن کا کتا ہے'' یہ ان کا غائبانہ قیاس ہے اگر تو اولادِ آدم ہے تو اللہ تعالیٰ کی محبت میں کتے سے کمتر نہ بن۔ (عین الفقر، باب چہارم)

آپ پنجابی بیت میں ارشاد فرماتے ہیں:

- جے ربّ ناتیاں دھوتیاں مِلدا، تاں مِلدا ڈڈواں مچھیاں ھُو
جے ربّ لمیاں والاں مِلدا، تاں مِلدا بھیڈاں سَسیاں ھُو
جے ربّ راتیں جاگیاں مِلدا، تاں مِلدا کال کڑچھیاں ھُو
جے ربّ جتیاں ستیاں مِلدا، تاں مِلدا انداں خصیاں ھُو
اِنہاں گلاں ربّ حاصل ناہیں باھُوؒ، ربّ مِلدا دِلاں ہچھیاں ھُو

اگر دیدارِ حق تعالیٰ پاک و صاف رہنے سے حاصل ہوتا تو مینڈکوں اور مچھلیوں کو ہوتا جو ہر وقت پانی میں رہتے

Marfat.com

ہیں، اگر بال بڑھانے سے حاصل ہوتا تو بھیڑ بکریوں کو حاصل ہوتا اور اگر شب بیداری سے حاصل ہوتا تو کال کڑچھیوں (ایک پرندہ جو رات کو جاگتا ہے) کو حاصل ہوتا اور اگر مجرد رہنے سے یا نکاح نہ کرنے سے حاصل ہوتا تو خصی شدہ بیلوں کو حاصل ہوتا۔ لیکن ان تمام سے دیدارِ حق تعالیٰ حاصل نہیں ہوتا بلکہ یہ تو انہیں حاصل ہوتا ہے جن کی نیت صاف ہوتی ہے اور دل' صدق اور اخلاص سے بھرے ہوتے ہیں۔

❁ آپؒ اپنی کتاب عقلِ بیدار میں فرماتے ہیں: پس اگر معرفتِ اللہ تعالیٰ کا مرتبہ ریاضت سے حاصل ہوتا تو شیطان معرفتِ الٰہی کے اعلیٰ مراتب پر فائز ہوتا' اگر علم سے ہوتا تو بلعم باعور سب سے بڑھ جاتا' اگر جہالت سے ہوتا تو ابوجہل سب پر فوقیت لے جاتا لیکن معرفتِ الٰہی کسی اور ہی بات اور علم سے حاصل ہوتی ہے اور وہ محبت و اخلاص ہے۔

حضرت سخی سلطان باھُوؒ بداخلاص لوگوں کو متنبہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

❁ طالبوں میں سب سے بدبخت، ''بے اخلاص'' اور بدکار وہ ہے جو آخر کار مرشد کی خدمت میں بے ادب اور مدعی ہو۔ خدمت کے سال' مہینے اور دن گنے اور عمر بھر با ادب نہ رہے۔ (عقلِ بیدار)

❁ میں حیران ہوتا ہوں ان لوگوں پر جو فقیر (مرشد کامل) سے اخلاص رکھنے کی بجائے اُسے منافقت کے پتھر مارتے ہیں۔

راہِ فقر میں کامیابی کیلئے اخلاصِ نیت بہت ضروری ہے جتنا نیت میں صدق اور اخلاص ہوگا منزل اتنی ہی جلد حاصل ہوگی جہاں طالب کی نیت میں فتور آتا ہے یا یقین کی منزل سے گر جاتا ہے وہیں پر اس کا سفر رک جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ تو دل اور نیت پر ہوتی ہے اس کی زبان اور عمل پر نہیں۔

Marfat.com

باب 25

تسلیم ورضا

فقر کا مرکز اور محور تسلیم ورضائے الٰہی ہے۔ رضا کی اصل حقیقت یہ ہے کہ سالک (طالب) اس امر پر یقینِ کامل رکھے کہ ہر چیز کی عطایا منا ہی اللہ کی مشیّت اور ارادہ ہے۔ دنیا اور راہِ سلوک میں اس کی بہتری اسی بات میں ہے کہ ہر بات میں خوف اور امید میں رہے۔ اطاعت کے وقت اس کے ہاں فخر نہ کرے اور مصیبت کے وقت اس کے در سے مایوس نہ ہو جائے۔ ہیبت و پریشانی' دکھ اور سکھ' سکون اور اضطراب' آسانی اور تنگی' بیماری اور صحت' بھوک اور سیری الغرض ہر حالت میں اللہ پاک کی رضا پر راضی رہنا اور سرِ تسلیم خم کر دینا ہی اللہ پاک کی بارگاہ میں مقبول ومنظور ہے۔ مقامِ رضا فقر کی منازل میں سے بہت بڑی منزل ہے اور مقامِ رضا کے بعد ہی باطن کے دو اہم اور آخری مقامات مشاہدۂ حق تعالیٰ اور مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک رسائی حاصل ہوتی ہے۔ ان دو مقامات سے پہلے تسلیم و رضا کا مقام آخری مقامات میں سے ہے اور یہی نفسِ مطمئنہ کا مقام بھی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

❁ ''اے نفسِ مطمئنہ لوٹ اپنے رب کی طرف، اس حالت میں کہ وہ تجھ سے راضی ہو گیا اور تو اس سے راضی ہو گیا۔ (سورۃ الفجر 27 تا 30)

قرآنِ مجید میں بھی ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ دیدارِ حق تعالیٰ ان لوگوں کے نصیب میں ہوتا ہے جو اللہ کی رضا کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیتے ہیں۔

Marfat.com

❁ وَمَنۡ اَحۡسَنُ دِيۡنًا مِّمَّنۡ اَسۡلَمَ وَجۡهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحۡسِنٌ (النسا 125)

ترجمہ: اور اس شخص سے بہتر کون ہوسکتا ہے جس نے اپنا سر اللہ کی رضا کے سامنے جھکا دیا وہ محسن (اللہ تعالیٰ کا دیدار کرنے والا) ہے۔

❁ بَلٰى مَنۡ اَسۡلَمَ وَجۡهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحۡسِنٌ فَلَهٗۤ اَجۡرُهٗ عِنۡدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ (البقرہ 112)

ترجمہ: ہاں جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے سامنے سر تسلیم خم کردیا وہ محسن (مرتبہ احسان تک پہنچنے والا یعنی اللہ تعالیٰ کا دیدار کرنے والا) ہے اور اس کیلئے اپنے رب کی طرف سے اجر ہے اور اس کیلئے نہ کچھ خوف ہے اور نہ کوئی غم۔

ان آیاتِ کریمہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پسندیدہ اور مقبول طرزِ عمل یہ ہے کہ ہر دم اور ہر لحظہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے سامنے سرِ تسلیم خم رکھا جائے، نعمت پر شکر اور مصیبت میں صبر کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایمان صرف اس شخص کا مقبول اور منظور ہوتا ہے جو خلوصِ نیت سے اس کی رضا کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیتا ہے اور اس کی خوشنودی اور رضا کی خاطر اپنی مرضی، منشاء اور اختیار سے دستبردار ہو جاتا ہے اس ضمن میں جو تکالیف اور مصائب اس پر وارد ہوتے ہیں انہیں خوش دلی سے قبول کرتا ہے اور اپنی خواہشات کو اللہ تعالیٰ کی رضا پر قربان کر کے تسلیم و رضا کی راہ اختیار کرتا ہے۔

❁ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے۔

”لَا تَتَحَرَّكُ ذَرَّةٌ اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰهِ۔ ترجمہ: اللہ کی رضا کے بغیر ذرّہ بھی نہیں ہلتا۔“

عارفانِ حق پر رضائے حق کا اس قدر غلبہ ہوتا ہے کہ انہیں شدید سے شدید تر حالات میں بھی کوئی غم دکھ اور تکلیف محسوس نہیں ہوتی یعنی ”سرِ تسلیم خم ہے جو مزاجِ یار میں آئے“، اس مقام پر پہنچ کر اللہ تعالیٰ انہیں اپنے خاص نور یعنی لقائے الٰہی سے سرفراز کرتا ہے اور ان کو ایک نئی زندگی ہر لحظہ غیب سے عطا ہوتی ہے۔

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را ہر زمان از غیب جان دیگر است

ترجمہ: جو لوگ محبوب کی رضا کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیتے ہیں انہیں ہر لحظہ غیب سے ایک نئی زندگی عطا کی جاتی ہے۔

جن عارفین یا عاشقوں کی زندگی کا مقصد ہی رضائے الٰہی ہوتا ہے وہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہتے ہیں شیخ فرید الدین عطار رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت فضیل بن عیاض رحمتہ اللہ علیہ کے لبوں پر تیس سال تک تبسم نہ آیا لیکن جب ان کا بیٹا فوت ہو گیا تو لوگوں نے خلافِ معمول ان کو متبسم دیکھا۔ پوچھا کہ اے شیخ یہ تبسم کرنے کا کون سا موقع ہے؟ فرمایا! مجھے یقین ہے کہ حق تعالیٰ میرے فرزند کی موت میں راضی تھا اس لئے میں

Marfat.com

نے بھی رضائے الٰہی کی خاطر تبسم کیا، جو اس کی خوشی وہی میری خوشی۔

پیرانِ پیر غوث الاعظم حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

❁ ''نزولِ تقدیر کے وقت حق تعالیٰ پر اعتراض کرنا (یعنی اس کی رضا کے خلاف دل میں خیال لانا) دین' توحید' توکّل اور اخلاص کی موت ہے۔ ایمان والا قلب کیوں' کس طرح کو نہیں جانتا اس کا کام تو ''ہاں'' ہے (یعنی حکمِ تقدیر کی موافقت کرتا ہے اور چوں چراں کے ساتھ رائے زنی نہیں کرتا) نفس کی یہی عادت ہے کہ نزاع کرے۔'' (فتح الربانی مجلس 1)

❁ جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کی قدر اور قضا پر راضی ہو کر صبر اختیار کرتا ہے اس کیلئے دنیا میں اللہ تعالیٰ کی بے شمار مدد ہے اور آخرت میں بے شمار نعمت۔ (فتح الربانی)

❁ حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''میں تسلیم کے معاملے میں اس منزل پر پہنچ گیا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی شخص کو (میری جگہ) اعلیٰ علیین (فردوس بریں) میں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جگہ دے دے اور مجھے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے اسفل السافلین یعنی جہنم کے انتہائی نچلے درجے میں پھینک دے تو میں اس شخص سے بھی بڑھ کر خدا سے راضی ہوں گا۔''

❁ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رضا کے معنی اختیار کو اٹھا دینے کے ہیں اور رضا یہ ہے کہ بلا کو نعمت سمجھ۔

❁ حضرت یحییٰ معاذ رازی رحمتہ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ کس طرح معلوم ہو کہ اللہ راضی ہے کہ نہیں، فرمایا تمہارا راضی ہونا اس کے راضی ہونے کی علامت ہے۔

❁ حضرت منصور حلاج رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں رضا یہ ہے کہ ہاتھ پاؤں کاٹ کر تختہ دار پر لٹکایا جائے تو وہ آہ نہ کرے۔

❁ تفسیر اسرار الفاتحہ میں ہے کہ ایک دن حضرت خواجہ حسن بصریؒ، حضرت مالک بن دینارؒ، حضرت شفیق بلخیؒ اور حضرت رابعہ بصریؒ ایک محفل میں اکٹھے ہوئے اور بات اللہ تعالیٰ کی رضا میں صدق پر چل نکلی۔ حضرت خواجہ حسن بصریؒ بولے ''وہ شخص طلبِ مولیٰ میں صادق نہیں جو مولیٰ کی طرف سے دی گئی تکلیف پر صبر نہیں کرتا۔'' حضرت رابعہ بصریؒ نے فرمایا۔ ''اس قول سے خودنمائی کی بو آتی ہے۔ بات اس سے بڑھ کر ہونی چاہیے۔ حضرت شفیق بلخیؒ بولے ''وہ شخص طلبِ مولیٰ میں صادق نہیں جو مولیٰ کی دی ہوئی تکلیف سے لطف اندوز نہیں ہوتا۔'' حضرت رابعہ بصریؒ نے فرمایا۔ ''اس بات سے بھی خودنمائی کی بو آتی ہے'' حضرت مالک بن دینارؒ بولے ''وہ شخص طلبِ مولیٰ میں صادق نہیں جو مولیٰ کی طرف سے دی گئی تکلیف پر شکر نہیں کرتا'' حضرت رابعہ

Marfat.com

بصریؒ بولیں ''وہ شخص طلبِ مولیٰ میں صادق نہیں جو مشاہدہ مطلوب میں غرق ہو کر مولیٰ کی طرف سے دی گئی تکلیف کو بھول نہیں جاتا۔'' (عین الفقر)

❁ علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں:-

فقر ذوق و شوق و تسلیم و رضا ست   ما امینیم این متاعِ مصطفیٰؐ ست

ترجمہ: فقر تو ذوق و شوق اور تسلیم و رضا کی راہ ہے اور حقیقت میں یہی متاعِ مصطفیٰ ہے جس کے ہم وارث ہیں۔

❁ سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ خود اپنے بارے میں فرماتے ہیں ''ہم نے اللہ تعالیٰ سے کبھی اس کے دیدار اور رضا کے سوا کچھ نہیں مانگا۔''

❁ فقر کا مرکز اور محور تسلیم و رضائے الٰہی ہے مصیبت و پریشانی' دکھ اور سکھ' سکون اور اضطراب' آسانی اور تنگی' بیماری اور صحت' بھوک اور سیری' عزت اور ذلت' امیری اور غریبی' غرض ہر حال میں اللہ پاک کی رضا پر راضی رہنا اور سرِ تسلیم خم رکھنا ہی اس کی بارگاہ میں مقبول و منظور ہے۔ جو خلوصِ نیت اور صدق سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتا ہے اور اس کی خوشنودی کی خاطر اپنی مرضی اور منشاء سے دست بردار ہو جاتا ہے اور اس وجہ سے جو تکالیف اور مصائب اس پر وارد ہوتے ہیں انہیں خوش دلی سے قبول کرتا ہے وہی دیدارِ الٰہی کا حق دار بنتا ہے۔

❁ طالبِ مولیٰ جب مقامِ رضا کی انتہا پر پہنچ جاتا ہے تو قضا (تقدیر) اس کے حوالے کر دی جاتی ہے۔

❁ تو اپنی مرضی سے پیدا نہیں ہوا کہ ہر کام تیری مرضی اور منشاء کے مطابق ہو۔

❁ تسلیم و رضا کی منزل سے گزر کر ہی دیدار کی نعمت حاصل ہوتی ہے۔

❁ مرشد کامل اکمل کی اسمِ اَللّٰہُ ذات کے ذریعہ طالب کی تربیت اس میں تسلیم و رضا کی عادت کو اتنا پختہ کر دیتی ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کے ہر حکم اور فعل پر پیار آتا ہے۔

❁ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ فرماتے ہیں: ''راہِ توکّل اختیار کر اور رضائے الٰہی پر راضی ہو جا۔'' (عین الفقر)

❁ رزق دو قسم کا ہے ایک رزقِ مملوک ہے اور دوسرا رزقِ مرزوق۔ زیادہ مال و زر جمع کرنا جمعیتِ نفس اور اعتبارِ خلق کی خاطر ہوتا ہے کیونکہ ان کے نزدیک عنایت پہلے ہے اور ہدایت بعد میں ہے لیکن تو سب سے پہلے دل کو سلیم بنا اور تسلیم و رضا اختیار کر تا کہ تجھے کنہہ کن سے قربِ الٰہی کے مراتب حاصل ہوں۔ عقل والوں کیلئے تو یہی ایک بات کافی ہے کہ تسلیم و رضا سے انسان کے وجود میں نہ چوں باقی رہتی ہے اور نہ چراں۔ (نور الہدیٰ کلاں)

❁ حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ ساری عمر شہر شہر، نگر نگر گھوم پھر کر فقر کا خزانہ لٹاتے رہے اس کیلئے

Marfat.com

آپ کو در در جانا پڑا۔ آپ اس سلسلہ میں فرماتے ہیں:

نفس را رُسوا کُنم بہر از خدا بر ہر درے قدمے زنم بہر از خدا

ترجمہ: میں رضائے الٰہی کی خاطر اپنے نفس کو رُسوا کرتا ہوں اور رضائے الٰہی ہی کی خاطر ہر در سے بھیک مانگتا ہوں۔ (نورالہدیٰ اور کلید التوحید کلاں)

❁ گر بنی حال احوال از قبر میشود مکشوف زیروبا زبر
بعد ازاں عبرت خوری باغم تمام دل سلیم و گشت واضح ہر مقام

ترجمہ: اگر تو قبر کے احوال کو دیکھ لے تو زیروزبر کی سب کیفیت تجھ پر منکشف ہوجائے۔ پھر تجھے انتہائی غم میں بھی عبرت حاصل ہوگی اور تیرا دل تسلیم و رضا اختیار کرلے گا اور جملہ مقامات کی حقیقت تجھ پر واضح ہوجائے گی۔ (نورالہدیٰ کلاں)

❁ گر ترا بر سرزند سر پیش نہ خدمتے بہر از خدا درویش بہ

ترجمہ: درویش (مرشد کامل اکمل) اگر تجھے سرزنش بھی کرے تو اس کے سامنے سر جھکائے رکھ کہ رضائے الٰہی کی خاطر کسی درویش (مرشد کامل) کی خدمت کرنا عملِ صالح ہے۔ (نورالہدیٰ کلاں)

❁ خُلقِ عظیم قلبِ سلیم کا مرتبہ تسلیم و رضا ہے اور یہی وہ مرتبہ صراطِ مستقیم ہے جس پر انعام یافتہ لوگ گامزن رہے ہیں۔ (نورالہدیٰ کلاں)

❁ خود پرستاں را نہ حاصل شُد خدا خود پرستان راہ خداوند شُد ہوا
ہر کہ کردہ جان و از جاں تن جدا باز دارد نفس را بہر ازخدا

ترجمہ: خود پرستوں کو کبھی خدا نہیں ملتا کہ ان کا خدا تو ہوائے نفس ہوتا ہے خدا انہیں ملتا ہے جو رضائے الٰہی کی خاطر اپنی جان پر کھیل کر نفس کو قابو میں رکھتے ہیں۔ (نورالہدیٰ کلاں)

❁ یاد رہے کہ بہت زیادہ علم حاصل کرنا فرضِ عین نہیں ہے مگر اسلام کے متعلق ضروری معلومات حاصل کرنا' گناہوں سے باز رہنا اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا بہت ضروری ہے لیکن نفس و ہوا سے خلاصی پانا' محبتِ الٰہی میں غرق ہونا اور معرفتِ اللہ توحید حاصل کرنا فرضِ عین ہے اور اس کیلئے قدیم و عظیم صراطِ مستقیم پر گامزن ہونا' قلبِ سلیم حاصل کرنا اور تسلیم و رضا اختیار کرنا ضروری ہے۔ (نورالہدیٰ کلاں)

❁ باھُوؒ! بہر از خدا وحدت نما می برد حاضر ترا با مصطفیٰؐ

ترجمہ: یہ فقیر باھُوؒ! محض رضائے الٰہی کی خاطر وحدتِ حق کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور طالبانِ حق کو بارگاہِ مصطفیٰؐ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں پہنچاتا ہے۔(کلید التوحید کلاں)

❁ باھُوؒ بردار تسلیم و رضا دل سلیمے گشت حاضرِ مصطفیٰؐ

ترجمہ: اے باھُوؒ تسلیم و رضا اختیار کر کہ صاحبِ تسلیم و رضا قلب ہی حضوری مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) سے بہرہ ور ہوتا ہے۔(کلید التوحید کلاں)

❁ صبر کن صبر کہ جُز صبر دوائے نیست چہ کند گر تسلیم و رضا ندارد درپیش

ترجمہ: صبر کر صبر! کہ صبر کے سوا اور کوئی چارہ نہیں۔ اگر تو تسلیم و رضا اختیار نہ کرے گا تو کیا کرے گا۔(کلید التوحید کلاں)

❁ باھُوؒ! رضا برقضا غالب چوگردد ز کردہ از خدا ہرگز نہ لرزد
چرا لرزد کہ قرب اُو تمام است؟ برآں لرزد قضا کہ ناقص عام خام است
رضا قاضی قضا در حکم با اُو بجز حکمش نہ گیرد جان از مو

ترجمہ: اے باھُوؒ رضا جب قضا پر غالب آتی ہے تو تقدیرِ خداوندی کا خوف ختم ہو جاتا ہے۔ تقدیرِ الٰہی سے وہ کیوں ڈرے کہ جسے اللہ تعالیٰ کا قربِ تمام حاصل ہو، ڈرے تو وہ جو ناقص و عام و خام ہو......رضا قاضی ہے اور قضا اس کی غلام ہے۔ حکمِ رضا کے بغیر قضا ایک بال کی بھی جان نہیں لے سکتی۔(کلید التوحید کلاں)

❁ حکمِ قضا سے سامنا کرتے وقت چہرے کو شکن آلود نہ کر اور نہ ہی حکمِ قضا سے خود کو چھپا۔(کلید التوحید کلاں)

❁ جان لے کہ بندہ اپنی مرضی سے پیدا نہیں ہوتا کہ ہر کام اس کی مرضی سے ہوا کرے پس بہتر یہ ہے کہ ہر کام اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا جائے اور خود کو درمیان سے نکال لیا جائے۔(کلید التوحید کلاں)

آپؒ پنجابی ابیات میں فرماتے ہیں:

❁ بوہتی میں اوگن ہاری، لاج پئی گل اس دے ھُو
پڑھ پڑھ علم کرن تکبر، شیطان جیہے اوتھے مسدے ھُو
لکھاں نوں ہے بھو دوزخ دا، ہک رنت بہشتوں رُسدے ھُو
عاشقاں دے گل چھری ہمیشاں باھُوؒ، اگے محبوب دے کُسدے ھُو

میں بہت ہی بدنصیب' گناہ گار اور خطا کار ہوں لیکن مجھے فخر ہے کہ میرے گلے میں مرشد کی غلامی کی زنجیر ہے جو مجھے خوش بخت لوگوں کے گروہ میں شامل کروا دے گا۔ بہت سے لوگ شیطان کی طرح اپنے علم پر تکبر کی وجہ سے وصالِ حق تعالیٰ سے محروم ہیں اور لاکھوں لوگوں کو دوزخ کے عذاب کا خوف لاحق ہے لیکن کچھ ایسے بھی ہیں جو بہشت کی نعمتوں کو ٹھکرا کر دیدارِ حق تعالیٰ کے لئے تڑپ رہے ہیں۔ عاشقِ حقیقی تو ہمیشہ اپنے محبوب کی

Marfat.com

رضا کے سامنے سرِ تسلیم خم کیے رہتے ہیں۔

جیوندیاں مر رہناں ہووے، تاں ویس فقیراں بہیے ھُو
جے کوئی سٹے گودڑ کوڑا، وانگ اروڑی سہیے ھُو
جے کوئی کڈھے گاہلاں مہنے، اُس نوں جی جی کہیے ھُو
گلا اُلاہماں بھنڈی خواری، یار دے پاروں سہیے ھُو
قادر دے ہتھ ڈور اساڈی باھُوؒ، جیوں رکھے تیوں رہیے ھُو

اگر ''مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا'' (مرنے سے پہلے مرجاؤ) کا مقام حاصل کرنا ہے تو دنیا میں فقیر بن کر رہنا چاہیے اگر کوئی کوڑا کرکٹ بھی اوپر پھینکے تو اسے اسی طرح برداشت کرنا چاہیے جس طرح کوڑے کا ڈھیر اپنے اوپر مزید گندگی کو سہارتا رہتا ہے، اگر کوئی گالیاں نکالے اور برا بھلا کہے تو ترکی بہ ترکی جواب دینے کی بجائے بڑی محبت اور پیار سے جی جی کہتے رہنا چاہیے۔ گلے، طعنے، بدنامی اور خواری اپنے یار کی خاطر برداشت کرنا ہی پڑتے ہیں۔ ہم نے تو اپنی زندگی کی ڈور اپنے مرشد کے ہاتھ میں دے دی ہے جیسے اس کی رضا ہو اس پر راضی رہنا چاہیے۔

صفت ثنائیں مول نہ پڑھدے، جو جا پہنتے وِچ ذاتی ھُو
علم وعمل اُنہاں وِچ ہووے، جیہڑے اصلی تے اثباتی ھُو
نال محبت نفس کٹھونیں، کُہن رضا دی کاتی ھُو
چوداں طبق دِلے دے اندر باھُوؒ، پا اندر وِچ جھاتی ھُو

جو طالب وحدت کے دریا میں غرق ہو چکے ہیں ان کو حمد وثناء پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ورد و وظائف کا مدعا دیدارِ حق تعالیٰ ہے جو انہیں پہلے ہی حاصل ہے۔ حقیقی علم وعمل بھی انہی کا ورثہ ہے جو ازلی طالبانِ مولیٰ ہیں۔ یہ لوگ تسلیم و رضا کی چھری سے اپنے نفس کو ذبح کر کے رازِ حقیقی کو پا چکے ہیں اے طالبِ مولیٰ! اپنے اندر دھیان کر پوری کائنات (ارض وسما) تیرے دل کے اندر سمائی ہوئی ہے۔

عاشق ہونویں تے عشق کمانویں، دِل رکھیں وانگ پہاڑاں ھُو
لکھ لکھ بدیاں تے ہزار اُلاہمے، کر جانیں باغ بہاراں ھُو
منصور جیہے چک سولی دِتے، جیہڑے واقف کُل اسراراں ھُو
سجدیوں سر نہ چایئے باھُوؒ، توڑے کافر کہن ہزاراں ھُو

Marfat.com

اگر تو عاشق ہے اور عشق کی راہ میں کامیابی و کامرانی چاہتا ہے تو اپنے آپ کو قوی اور مضبوط رکھ۔ راہِ عشق میں تو لاکھوں بدنامیاں اور ہزاروں طعنے خوشی خوشی برداشت کرنا پڑتے ہیں یہ کوئی آسان راہ نہیں ہے منصور حلاجؒ کو رازِ حقیقی سے واقف ہونے پر ہی سولی پر لٹکا دیا گیا تھا۔ اگر ایک دفعہ مرشد کامل کی غلامی نصیب ہو جائے تو پھر سر کو اس در سے ہٹانا نہیں چاہیے خواہ دنیا کافر ہی کیوں نہ کہتی رہے۔

مرشد کامل کی اسمِ اَللّٰہُ ذات کے تصور کے ذریعہ تربیت طالبِ مولیٰ میں تسلیم و رضا کی عادت کو اتنا پختہ کر دیتی ہے کہ اُسے اللہ تعالیٰ کے ہر حکم اور فعل پر پیار آتا ہے۔

Marfat.com

باب 26

توکّل

اللہ پر بھروسہ ''توکّل'' کہلاتا ہے۔ اللہ پاک سے عشق کا تقاضا ہے کہ اپنا ہر کام بلکہ اپنا آپ اللہ پاک کے سپرد کر دیا جائے۔ توکّل کو ''فقر'' کی بنیاد سمجھا جاتا ہے، مرشد کا پہلا سبق بھی یہی ہوتا ہے اور ایک طالبِ مولیٰ کی نشانی بھی یہی ہے کہ وہ متوکّل ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں بار بار اس بات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے:

- ''اسی پر توکّل کرو اگر تم مسلمان ہو۔'' (سورۃ یونس 84)
- حضرت نوح علیہ السلام سے جب ساری قوم پھر جاتی ہے ان کی مخالفت اور عداوت کا اظہار کرتی ہے تو آپؑ فرماتے ہیں:

''میرا تو اللہ پر توکّل ہے تم سب اپنی تدبیریں کر لو۔'' (سورۃ یونس 71)

- حضرت یعقوب علیہ السلام جب بنیامین کو مصر بھیجنے لگے تب ان کے بھائیوں سے عہد لیا اور عہد لینے کے بعد فرمایا:

''حکم تو اللہ کا ہے دوسرے کا نہیں۔ میرا اسی پر توکّل ہے اور متوکّل لوگوں کو بھی اسی پر اعتماد کرنا چاہیے۔'' (سورۃ یوسف 67)

- سورہ نمل میں ہے: ''اللہ پر ہی توکّل کرو۔''
- سورۃ طلاق میں ہے: ''جس نے اللہ پر توکّل کیا اس کیلئے اللہ کافی ہے۔''
- سورۃ آلِ عمران میں ہے: ''اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو کوئی تم پر غالب نہیں آ سکے گا اور اگر وہ تمہیں

Marfat.com

چھوڑ دے تو پھر کون ایسا ہے جو تمہاری مدد کرے اور مومنوں کو تو اللہ پر ہی توکّل کرنا چاہیے"۔

رزق کسی جگہ کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ رزق ہر جگہ عام ہے جو جہاں ہو اُسے وہیں پہنچ جاتا ہے۔ جو لوگ ایک مقام سے ہجرت کر کے دوسری جگہ چلے جاتے ہیں اور صبر کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے توکّل کے باعث انہیں وہیں روزی پہنچانے کے اسباب پیدا فرما دیتا ہے جس طرح پرندوں اور جانوروں کو اللہ تعالیٰ ہر جگہ روزی مہیا کر دیتا ہے۔ رزق حاصل کرنے کے لئے انسان کو اللہ پر توکّل کرنا چاہیے۔ رزق پر متوکّل ہونے کے بارے میں ایک مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

❁ "اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں سے گمان بھی نہ ہو۔ اور جو خدا پر بھروسہ (توکّل) رکھے گا تو وہ اس کی کفالت کرے گا' خدا جو چاہتا ہے وہ کر لیتا ہے۔ خدا نے ہر چیز کا اندازہ مقرر کر رکھا ہے"۔ (طلاق 3)

متوکّل شخص کو اللہ تعالیٰ ایسی جگہ سے رزق مہیا کر دیتا ہے جہاں سے اسے گمان تک نہیں ہوتا اس لئے جو رزق کے سلسلہ میں اللہ پر توکّل کرتے ہیں ان کے لئے اللہ کافی ہے۔

❁ حضرت ابو درداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "رزق بندے کو اس طرح تلاش کرتا ہے جیسے اس کی موت اسے تلاش کرتی ہے"۔

❁ حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے سنا "اگر تم اللہ تعالیٰ پر اسی طرح بھروسہ کرو جیسے بھروسہ (توکّل) کرنے کا حق ہے تو تمہیں پرندوں کی طرح روزی دی جائے کہ صبح کو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر واپس آتے ہیں"۔ (ابنِ ماجہ)

❁ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ اگر میرے بندے توکّل کریں تو میں رات کو ان پر بارش برساؤں اور دِن میں ان پر سورج طلوع کرتا رہوں اور انہیں گرج کی آواز نہ سناؤں"۔ (مسند امام احمد)

❁ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک روز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پیچھے تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ "اے لڑکے اللہ کے حقوق کی حفاظت کرو تو وہ تمہارے حقوق کی حفاظت کرے گا اور تم اسے سامنے پاؤ گے اور جو کچھ مانگنا ہو اللہ سے مانگو اور جب مدد درکار ہو تو اُس سے مدد لو اور جان لو کہ اگر تمام دنیا اس بات پر تُل جائے کہ کسی چیز کے ساتھ تمہیں نفع پہنچائے تو نہیں پہنچا سکے گی مگر وہی جو اللہ نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے۔ اور اگر تمام لوگ تمہیں کسی چیز کے ساتھ نقصان پہنچانے پر تُل جائیں تو نقصان نہیں پہنچا سکیں گے مگر وہی جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے۔ قلم اٹھا لیے گئے اور دفتر خشک ہو چکے ہیں"۔ (احمد۔ ترمذی)

Marfat.com

❁ پیرانِ پیر حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا:-

''تو اپنے رزق کے بارے میں فکر نہ کر کیونکہ رزق کو جتنا تو تلاش کرتا ہے اس سے زیادہ رزق تجھے تلاش کرتا ہے جب تجھے آج کے دِن کا رزق مل گیا تو کل آنے والے دِن کے رزق کی فکر نہ کر جس طرح تو گزشتہ دِن کو چھوڑ گیا کہ وہ دِن گزر گیا، آنے والے دِن کا تجھے معلوم نہیں کہ آتا ہے یا نہیں' اس لیے تو آج کے دِن میں مشغول رہ۔'' (فتح الربانی مجلس 17)

❁ تو اپنے درہم اور دینار پر بھروسہ نہ کر کیونکہ یہ تجھے عاجز اور ضعیف بنا دے گا۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ (توکّل) کر یہ تجھے قوی بنا دے گا اور تیری مدد کرے گا۔ تجھ پر لطف و کرم کی بارش برسائے گا جہاں سے تیرا گمان بھی نہ ہوگا وہیں سے تیرے لیے فتوحات لائے گا اور تیرے دِل کو اتنی قوت عطا فرمائے گا کہ تجھے نہ دنیا کے آنے کی پرواہ ہوگی اور نہ اس کے چلے جانے کی اور نہ مخلوق کی توجہ اور نہ بے رخی کی کچھ پرواہ ہوگی۔ پس تو اس وقت سب سے قوی بن جائے گا اور جب تو اپنے مال و جاہ اور اہل و عیال اور اسباب پر بھروسہ کرنے لگے گا تو اللہ تعالیٰ کے غضب کا اور اِن چیزوں کے زوال کا نشانہ بن جائے گا۔ (فتح الربانی مجلس 42)

❁ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے:- ''ملعون ہے وہ شخص جس کا بھروسہ (توکّل) اپنی جیسی مخلوق پر ہو'' کثرت کے ساتھ اس دنیا میں وہ لوگ ہیں جو اس لعنت میں شامل ہیں مخلوق میں ایک آدھ ہی ایسا ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ (توکّل) رکھتا ہے پس جس نے اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکّل کیا اس نے مضبوط رسی کو پکڑ لیا اور جس نے اپنی جیسی مخلوق پر بھروسہ کیا اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص مٹھی کو بند کرے اور ہاتھ کو کھولے تو اسے ہاتھ میں کچھ نظر نہ آئے۔ (الفتح الربانی مجلس 45)

❁ توکّل اسباب کو قطع کر دینے اور سبب کو چھوڑ دینے کا نام ہے۔ (الفتح الربانی)

❁ حضرت سری سقطیؒ کا ارشاد ہے کہ قوت اور اختیار کو ترک کرنے کا نام توکّل ہے۔

❁ حضرت ابنِ مسروق رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے احکام اور اسکی قضا کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دینے کا نام توکّل ہے۔

❁ حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں '' اگر زمین و آسمان لوہے کے بن جائیں' آسمان سے اگر پانی نہ برسے اور زمین سے اگر اناج پیدا نہ ہو تو بھی میں اپنے توکّل سے نہ پھروں گا۔''

❁ علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

خدا کے پاک بندوں کو حکومت میں، غلامی میں ۔۔۔ زِرہ کوئی اگر محفوظ رکھتی ہے تو استغنا

Marfat.com

سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

- توکّل فقر کی بنیاد ہے اللہ پاک سے عشق کا تقاضا ہے کہ اپنا ہر کام اللہ کے سپرد کر دیا جائے ظاہری طور پر تو کوشش کی جائے لیکن باطنی طور پر اللہ پر توکّل کر کے طالب اپنی مرضی سے دستبردار ہو جائے۔
- متوکّل طالبِ مولیٰ پر شیطان کا زور نہیں چلتا وہ ہر کام میں اللہ پر توکّل اور بھروسہ کرتا ہے جس سے اللہ کی مدد شاملِ حال ہوتی ہے۔
- متوکّل طالب روزی معاش کی فکر نہیں کرتا۔ عام لوگوں کا رزق کوشش اور جدوجہد کے نتیجے میں ملتا ہے لیکن خواص کا رزق اللہ تعالیٰ مہیا کرتا ہے۔
- حضرت سخی سلطان باھُوؒ رحمتہ اللہ علیہ نے بھی توکّل کو ''فقر'' کی بنیاد قرار دیا ہے۔ جو طالب متوکّل نہیں ہے وہ راہِ فقر میں نہیں چل سکتا۔ بلکہ آپؒ تو ''فقیر'' کے بارے میں فرماتے ہیں: ''راہِ توکّل اختیار کر اور رضائے الٰہی پر راضی ہو جا'' (عین الفقر)
- توکّل اس کا نام ہے کہ ملک کے تمام خزانے اس کے قبضے میں ہوں اور مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے خود بالکل تارک ہو۔ (عقلِ بیدار)

آپؒ فرماتے ہیں:

- نورِ توکّل ایک پانی ہے جس سے فقراء جب سیراب ہوتے ہیں تو انہیں کامل صحت اور جمعیت حاصل ہوتی ہے۔ (کلید التوحید کلاں)
- روئے زمین پر کوئی ایسا ذی روح نہیں ہے جس کے رزق کا ضامن اللہ تعالیٰ نہ ہو۔ (اسرارِ قادری)
- عوام کا رزق کسب و اعمال لے آتا ہے اور خواص کا رزقِ معرفت ذاتِ حق لم یزل ولا زوال لے آتا ہے۔ متوکّل آدمی روزی معاش کی فکر میں نہیں پڑتا اور نہ ہی وہ ربیع و خریف کی فصل کا انتظار کرتا ہے کیونکہ (وہ جانتا ہے) روزِ ازل جب رزق لکھا جا چکا تو نوکِ قلم ٹوٹ گئی تھی۔ مردہ دل آدمی کا رزق حرص ہے اور حرص کا پیٹ ہی نہیں اس لئے حریص آدمی کسی حال میں بھی مال سے سیر نہیں ہوتا اور وہ ہمیشہ غلط طریق پر رہتا ہے۔ اس کے برعکس عارف ہر وقت استغراقِ حق کی حالت میں وصالِ مطلق کی طرف متوجہ رہتے ہیں اور ان کا رزق ہر وقت ان کے تعاقب میں سرگرداں و پریشان رہتا ہے۔ اس حقیقت کو بھلا یہ بے توکّل، بے معرفت، بے عمل، بے شعور، بے مذہب، جاہل اور ناشائستہ لوگ کیا جانیں؟ چنانچہ گوبر کے کیڑے کا رزق گوبر ہے سو وہ اس میں خوش رہتا ہے اور عطار کا رزق عطر ہے اور وہ اس سے معطر رہتا ہے۔ جو آدمی طلبِ الٰہی میں محو ہو جاتا ہے رزق

Marfat.com

اس کی تلاش میں سرگرداں ہو جاتا ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ ہر چند کہ رزق کا تعلق اسباب سے ہے لیکن اسباب کو بھی تو روزِ میثاق مسبب (اللہ تعالیٰ) نے ہی پیدا کیا ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ سارا جہاں دل و جان سے اسباب کے پیچھے بھاگ رہا ہے اور بہت ہی کم لوگ ہیں جن کی نظر مسبب الاسباب پر جاتی ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ اگر رزق آدمی پر عاشق نہ ہوتا تو گندم کیوں زمین کا گریبان چاک کر کے باہر آتی۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ قسمت بھی چار قسم کی ہے۔ فقراء کی قسمت یہ ہے کہ وہ جو کچھ کھاتے پیتے ہیں اُس سے اُن کے وجود میں معرفتِ الٰہی کا نور پیدا ہوتا ہے، ان کا رزق توکّل کی راہ سے آتا ہے۔ توکّل اِسے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں جس ذریعے سے بھی رزق پہنچاتا ہے وہ اُسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھتے ہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ رزق کسب سے آتا ہے، بعض حصولِ رزق کے لیے علم پڑھتے ہیں اور بعض ظلم و تعدی سے غریبوں سے چھین کر رزق حاصل کرتے ہیں۔ الغرض فقر ہی ایک ایسی دولت ہے کہ جس میں سعادت و عزت و افتخار کے مراتب پائے جاتے ہیں۔ فقر کے مراتبِ عظمیٰ اللہ تعالیٰ اُس صاحبِ عظمت کو عطا فرماتا ہے جو اُس سے یگانہ ہو جاتا ہے بیگانے تو فقر کا منہ بھی نہیں دیکھ پاتے۔ (محک الفقر کلاں)

❁ سن! اے جانِ عزیز! میں تجھ سے مخاطب ہوں کہ خدا سے برتر کوئی شے نہیں ہے۔ مخلوق رزق کو تلاش کرتی ہے اور فقراء رازق کو تلاش کرتے ہیں۔ مخلوق کی نظر سیم و زر پر رہتی ہے اور فقراء کی نظر اپنے مولیٰ قادرِ اکبر پر رہتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے: ''جو آدمی اللہ کی محبت میں مرا وہ شہید کی موت مرا۔'' طالبِ مولیٰ شہید ہے اور طالبِ دنیا طلبِ مولیٰ سے بے نصیب ہے۔ دونوں جہان میں طلبِ مولیٰ جیسی پیاری و برتر چیز اور کوئی نہیں۔ (محک الفقر کلاں)

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُوؒ پنجابی ابیات میں فرماتے ہیں:-

❁ تُلّہ بنھ توکّل والا، ہو مردانہ تریئے ھُو
جس دُکھ تھیں سُکھ حاصل ہووے، اُس دُکھ تھیں نہ ڈریئے ھُو
اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا آیا، چِت اُسے وَل دھریئے ھُو
اوہ بے پرواہ درگاہ ہے باھُوؒ، اُوتھے رو رو حاصل بھریئے ھُو

اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور توکّل کر کے مردانہ وار راہِ فقر میں چلنا چاہیے۔ جس دکھ کے بعد سکھ حاصل ہونا ہو اس دکھ کا

Marfat.com

سامنا کرتے ہوئے ڈرنا نہیں چاہیے۔ قرآنِ پاک کے اس حکم کو یاد رکھنا چاہیے کہ ہر تکلیف کے ساتھ آرام اور سکون شامل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو بے نیاز اور بے پرواہ ہے اس سے رورو کر ''وصال'' طلب کرنا چاہیے۔

❁ دلیلاں چھوڑ وجودوں، ہو ہشیار فقیرا ھُو
بنھ توکّل پنچھی اُڈدے، پلّے خرچ نہ زیرا ھُو
روز روزی اُڈ کھان ہمیشہ، نہیں کردے نال ذخیرا ھُو
مولا خرچ پہنچاوے باھُوؒ، جو پتھر وچ کیڑا ھُو

اس بیت میں سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ طالبِ مولیٰ سے مخاطب ہیں اور فرماتے ہیں کہ وہ دنیوی ضروریات کے لئے قطعاً غم زدہ نہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جو رزق اس کے مقدر میں لکھ رکھا ہے وہ اسے ضرور ملے گا۔ پرندے بھی تو اللہ تعالیٰ کے توکل پر اڑتے پھرتے ہیں اور روزی کا ایک ذرّہ بھی اپنے ساتھ نہیں اٹھائے پھرتے بلکہ شام کو جب واپس آشیانوں کی طرف پلٹتے ہیں تو سیر ہو کر لوٹتے ہیں اور ذخیرہ کرنے کے لئے ایک دانہ بھی ساتھ نہیں لاتے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں اللہ پاک تو وہ رازق ہے جو پتھر کے اندر موجود کیڑے کو بھی رزق دیتا ہے۔

طالبِ مولیٰ کا ہر لحہ، ہر کام اور ہر منزل پر اللہ تعالیٰ پر ہی توکّل ہونا چاہیے۔ پس بہتر ہے کہ طالبِ مولیٰ اپنا ہر معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے اور خود کو درمیان سے ہٹا دے جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''میں اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں، بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی خبر گیری کرتا ہے۔'' (المومن۔44)

Marfat.com

باب 27

حضورِ قلب

حضور یا حضوری کے معنی قلب کا خلق سے ہٹ کر حق تعالیٰ کے ساتھ حاضر ہونا ہے حضورِ قلب کے بغیر کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی بلکہ ریا کا درجہ رکھتی ہے۔

- قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:-

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ o الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ o (سورہ المومنون 1-2)

ترجمہ: فلاح پا گئے وہ مومن جو اپنی نماز خشوع (حضورِ قلب) سے ادا کرتے ہیں۔

- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد مبارک ہے:

لَاصَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ o ترجمہ: دل کی حضوری کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

حضورِ قلب اسم اللہ ذات کے دائمی ذکر اور تصور سے حاصل ہوتا ہے کیونکہ جب تک نفس نہیں مرتا تو دل زندہ نہیں ہوتا اور جب تک دل زندہ نہ ہو حضورِ قلب ممکن نہیں ہے۔ کثرتِ ذکر و تصورِ اسم اللہ ذات سے ایک وقت ایسا آتا ہے کہ طالب کو دائمی حضورِ قلب حاصل ہو جاتا ہے اور پھر یہ حالت ہو جاتی ہے کہ:

- فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ (البقرہ 115) ترجمہ: جس طرف چہرہ پھیرو گے تم اللہ ہی کو پاؤ گے۔
- اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ o ترجمہ: نماز مومنوں کے لئے معراج (دیدارِ الٰہی) ہے۔

اس حدیثِ مبارکہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نماز مومن کی معراج (دیدارِ الٰہی) ہے مسلمان کی نہیں۔ مومن کون ہے؟

Marfat.com

اور مسلمان کون ہے؟

❁ ایک مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تھے کہ کچھ اعرابی لوگ آئے (جو نئے مسلمان ہوئے تھے) انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں عرض کی ''آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہم بھی مومن ہیں، اس لئے ہم پر بھی عنایت فرمائیں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دوسرے مومنین پر فرما رہے ہیں'' ابھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جواب بھی نہ دینے پائے تھے کہ وحی کا نزول شروع ہو گیا:۔

''یہ اعرابی کہتے ہیں کہ ہم ایمان والے ہیں (یعنی مومن ہیں) آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرما دیں کہ تم ایمان والے نہیں ہو (یعنی تم نے ابھی اقرار باللسان کیا ہے اور زبانی کلمہ پڑھا ہے) بلکہ یہ کہو کہ ہم مسلمان ہوئے ہیں ابھی تک تمہارے دلوں میں ایمان داخل نہیں ہوا (یعنی تم ابھی تصدیق بالقلب کے مرتبہ پر نہیں پہنچے)۔'' (سورہ الحجرات)

❁ علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں:

بے حضوری ہے تیری موت کا راز زندہ ہو تو تُو بے حضور نہیں

علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں تجھے کیسے حضورِ قلب حاصل ہو سکتا ہے جبکہ تیرا تو امام ہی بے حضور ہے۔

❁ تیرا امام بے حضور، تیری نماز بے سرور ایسی نماز سے گزر، ایسے امام سے گزر

حضورِ قلب والے امام کو تلاش کرتا کہ تجھے محبوبِ حقیقی کے حضور کھڑا ہونے کا سرور حاصل ہو کیونکہ:۔

❁ وہ سجدہ، روحِ زمیں جس سے کانپ جاتی تھی اسی کو آج ترستے ہیں منبر و محراب

امام کیا ہے؟ اور امامت کیا ہے اس کے بارے میں علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں:۔

❁ تو نے پوچھی ہے امامت کی حقیقت مجھ سے حق تجھے میری طرح صاحبِ اسرار کرے
ہے وہی تیرے زمانے کا امامِ برحق جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کرے
موت کے آئینے میں دکھا کر رُخِ دوست زندگی تیرے لئے اور بھی دشوار کرے
دے کے احساسِ زیاں تیرا لہو گرما دے فقر کی سان چڑھا کر تجھے تلوار کرے

❁ حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''حضورِ قلب یہ ہے کہ دل خطراتِ شیطانی سے محفوظ ہو کر ہر وقت ذکرِ اَللّٰہ کے نور اور تجلیات سے معمور رہے۔ ایسا صاحبِ قلب آدمی ہمیشہ باطن میں انبیاء و اولیاء سے ملاقات کرتا رہتا ہے۔'' (کلید التوحید کلاں)

❁ دلے با حضوری شکم پُر طعام کہ ایں است معراج واصل تمام

ترجمہ: جس دِل کو حضوری نصیب ہو جائے وہ اگر پُرشکم بھی ہو تو معراجِ کامل سے مشرف ہوتا ہے۔ (محک الفقر کلاں)

Marfat.com

آپ پنجابی ابیات میں فرماتے ہیں:-

باجھ حضوری نہیں منظوری، توڑے پڑھن بانگ صلاتاں ھُو
روزے نفل نماز گزارن، توڑے جاگن ساریاں راتاں ھُو
باجھوں قلب حضور نہ ہووے، توڑے کڈھن سے زکاتاں ھُو
باجھ فنا ربّ حاصل ناہیں باھُوؒ، ناں تاثیر جماعتاں ھُو

حدیث شریف ہے لَاصَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ ''حضورِ قلب کے بغیر نماز نہیں ہوتی'' بلکہ حضورِ قلب کے بغیر کوئی بھی عبادت مقبولِ بارگاہِ الٰہی نہیں ہے۔ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُوؒ اس بیت میں اس حدیث پاک کی شرح فرما رہے ہیں: حضورِ حق تعالیٰ کے بغیر اذان، نماز اور زکوٰۃ قبول نہیں ہوتی خواہ دِن کو روزے رکھیں اور رات بھر بیدار رہ کر نوافل ادا کرتے رہیں اور تزکیۂ نفس، تصفیۂ قلب کے بغیر حضوری حاصل نہیں ہوسکتی، اپنی ذات کو فنا کیے بغیر وصالِ حق تعالیٰ اور دیدارِ الٰہی حاصل نہیں ہوتا اور نہ ہی عبادات میں حضوری حاصل ہوتی ہے۔

درد اندر دا اندر ساڑے، باہر کراں تاں گھائل ھُو
حال اساڈا کیویں اوہ جانن، جو دُنیا تے مائل ھُو
بحر سمندر عشقے والا، ہر دم رہندا حائل ھُو
پہنچ حضور آسان نہ باھُوؒ، اساں نام تیرے دے سائل ھُو

رازِ عشق جو میرے دِل میں پنہاں ہے اس نے مجھے بے چین اور بے قرار کر رکھا ہے اگر اس کو ظاہر کر دوں تو ہوسکتا ہے سولی چڑھا دیا جاؤں۔ ہمارا یہ حال دنیادار لوگوں کی سمجھ سے باہر ہے۔ عشقِ الٰہی کا سمندر ہر لمحہ میرے دل میں موجزن رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ تک رسائی اتنی آسان نہیں ہے یہ تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے عشق کے سمندر کی تند و تیز موجوں کو عبور کرنے کے بعد حاصل ہوتی ہے۔

حضورِ قلب کے بغیر تمام عبادات ریاکارانہ ہیں اگر تجھے معلوم ہے تو حضورِ قلب کیلئے کیوں کوشش نہیں کرتا؟ کیوں ریاکارانہ عبادت میں مصروف رہتا ہے۔ پہلے حضورِ قلب تک جانے والا راستہ تلاش کرتا کہ تیری عبادت مقبولِ بارگاہِ الٰہی ہو۔

Marfat.com

باب 28

تکبر، فخر و غرور اور عجز و انکساری

عجز و انکساری راہِ فقر میں طالبِ مولیٰ کا ہتھیار ہے اس کے مقابلہ میں شیطان کا ہتھیار تکبر اور فخر و غرور ہے جس سے وہ طالبِ مولیٰ کو گمراہ کرتا ہے۔

تکبر

کبر اور عظمت کے لائق صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے اور کبریائی اسی کے لیے زیبا ہے۔ حدیثِ قدسی ہے ''کبریائی میری چادر ہے اور عظمت میرا تہمد ہے ان دونوں کے بارے میں جو کوئی مجھ سے نزاع کرے گا تو میں اسے توڑ دوں گا۔'' تکبر اور اپنے آپ کو بڑا جاننا ایک نہایت ہی مذموم خصلت ہے اور درحقیقت اللہ تعالیٰ کے ساتھ دشمنی کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی ذات اور صفات میں سب سے بڑا ہے اس کی ذات ہر لحاظ سے مکمل اور جامع ہے۔ اس لیے اس کے برابر نہ کوئی ہے اور نہ ہو سکتا ہے اس لیے کبریائی صرف اللہ تعالیٰ ہی کو زیب دیتی

Marfat.com

ہے کیونکہ اس کی بارگاہ میں اس کی مرضی اور رضا کے بغیر کسی کا کوئی درجہ اور حیثیت نہیں، پروردگار ہر لحاظ سے کبیر ہے تو پھر انسان کا تکبر کرنا بے معنی ہے۔

شرعی لحاظ سے دوسروں کو حقیر سمجھتے ہوئے اپنے آپ کو برتر اور اعلیٰ تصور کرنا تکبر ہے حالانکہ مخلوق ہونے کے لحاظ سے سب یکساں اور مساوی ہیں۔ یہ شیطانی صفت ہے کیونکہ شیطان نے تکبر ہی کی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کیا تھا اسی بنا پر وہ لعین اور مردود ہوا۔ لہٰذا متکبر شخص اسی طرح دین اور دنیا میں ذلیل و خوار ہو جاتا ہے اور لوگوں کی طرف سے لعنت کا حقدار ٹھہرتا ہے۔

راہِ فقر میں طالبِ مولیٰ کے لیے اپنے آپ کو تکبر سے بچانا لازم ہے کیونکہ تکبر ختم ہوگا تو عاجزی و انکساری پیدا ہوگی اور یہ فقر کی بنیاد ہے۔ عاجزی راہِ فقر میں آنے والی مشکلات و خطرات میں قلعہ بندی کا کام دیتی ہے۔ طالبِ مولیٰ پر یہ فرض ہے کہ وہ اپنے اندر سے تکبر و انانیت کے تمام قلعوں کا خاتمہ کر کے عاجز بنے۔

اللہ تعالیٰ نے تکبر کی بہت مذمت فرمائی ہے۔ قرآنِ مجید میں بے شمار آیات تکبر کے بارے میں ہیں جن میں سے چند ایک کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

ابلیس کا تکبر

❁ ''اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا' مگر ابلیس نے نہ کیا۔ اس نے تکبر کیا اور کافروں میں سے ہو گیا۔'' (البقرہ 34)

سورہ اعراف میں یہ واقعہ یوں بیان ہوا ہے کہ ''بے شک ہم نے تمہیں پیدا کیا اور تمہاری صورتیں بنائیں پھر ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو۔ تو سب نے سجدہ کیا لیکن ابلیس نے نہ کیا کیونکہ وہ سجدہ کرنے والوں میں سے نہ تھا جب اس سے پوچھا گیا کہ تمہیں سجدہ کرنے سے کس چیز نے روکا تھا جبکہ میں نے تمہیں حکم دیا تھا تو کہنے لگا کہ میں اس سے بہتر ہوں، تو نے مجھے آگ سے بنایا ہے اور اسے مٹی سے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس سے کہا کہ یہاں سے نکل جا کیونکہ تجھے کوئی حق نہیں پہنچتا کہ یہاں رہ کر تکبر کرے کیونکہ اب تو ذلیلوں میں سے ہو گیا ہے تو اس پر ابلیس نے کہا کہ اے اللہ مجھے قیامت تک مہلت دے تو اللہ تعالیٰ نے کہا کہ جا تجھے مہلت ہے۔ تو پھر شیطان نے کہا تو نے مجھے گمراہ قرار دیا ہے لہٰذا میں راہ میں بیٹھوں گا تاکہ جن

Marfat.com

کی وجہ سے تو نے مجھے گمراہ قرار دیا ہے انہیں بھی سیدھی راہ سے ہٹا دوں لہٰذا میں انسانوں کو راہِ حق سے ہٹانے کے لیے ان کے آگے، ان کے پیچھے، ان کے دائیں، ان کے بائیں سے آؤں گا (ہر انسان کی کوئی نہ کوئی کمزوری ہوتی ہے میں اس کو اسی کمزوری سے پکڑوں گا) اور ان میں سے اکثر لوگوں کو ناشکرا بنا دوں گا تو اس پر اللہ نے کہا یہاں سے نکل جا کیونکہ تو اندھا ہو گیا ہے لہٰذا میں ان لوگوں کو جو تیرے کہنے پر چلیں گے جہنم میں پھینک دوں گا۔'' ایک اور مقام پر شیطان کے تکبر کو یوں بیان کیا گیا ہے:

❁ ''تمام فرشتوں نے آدم کو سجدہ کیا۔ مگر ابلیس نے انکار کیا اور تکبر کی بنا پر کافروں میں سے ہو گیا۔ تو اس سے پوچھا گیا کہ اے ابلیس تجھے سجدہ کرنے سے کس بات نے منع کیا تھا کہ اسے سجدہ کرے جسے میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا مگر تجھ میں تکبر آ گیا کیونکہ تو تکبر کرنے والوں میں سے ہی تھا۔'' (ص 73 تا 75)

اور یوں ابلیس کو تکبر نے تمام عبادات (تقریباً پچاس ہزار سالہ) سے محروم کر دیا اور فرشتوں کے معلم کے عہدہ سے معزول کر کے راندہ درگاہ بنا دیا۔

فرعون کا تکبر

فرعون کو بھی تکبر ہی نے برباد کیا تھا۔ فرمانِ الٰہی ہے:

❁ ''پھر ان کے بعد ہم نے موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو فرعون اور اس کے امراء کے پاس نشانیاں دے کر بھیجا تو انہوں نے تکبر کیا کیونکہ وہ مجرم قوم تھے۔'' (یونس 75)

فرعون اور اس کی قوم کو جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کی دعوت دی تو اس نے تکبر کی بنا پر دعوت کو قبول نہ کیا آخر اس کے تکبر نے اس کو سمندر میں غرق کر دیا۔

قوم عاد کا تکبر

قومِ عاد نے بھی تکبر کیا جس کی بنا پر وہ عذاب میں گرفتار ہوئے ان کے متعلق فرمانِ الٰہی ہے:

❁ ''قومِ عاد نے زمین میں ناجائز تکبر کیا اور کہا کہ ہم سے زیادہ کس کا زور ہے (یعنی ہم سے زیادہ کون طاقتور ہے) کیا انہوں نے نہیں دیکھا تھا کہ اللہ نے انہیں بنایا ہے وہ ان سے زیادہ قوت والا ہے اور ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے۔ پس ہم نے ان پر نحوست کے دنوں میں زور کی آندھی چلائی تا کہ وہ دنیا کی زندگی میں ذلیل

Marfat.com

کرنے والے عذاب کا مزا چکھ لیں اور آخرت کا عذاب تو بہت ذلت آمیز ہے اور اُن کی کوئی مدد نہیں کی جائے گی۔'' (حٰم السجدہ 15-16)

عبادت پر تکبر

❁ ''اور تمہارے رب نے کہا مجھے پکارو میں قبول کروں گا اور لوگوں میں سے وہ جو عبادت کی بنا پر تکبر کرتے ہیں عنقریب ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔'' (مومن 60)

عارفین اور فقراء کے نزدیک عبادت پر فخر کرنا' مغرور ہونا یا تکبر کرنا بہت بڑی بے وقوفی اور بھول ہے کیونکہ عبادت تو اللہ تعالیٰ نے قبول کرنی ہے خواہ وہ قبول کرے یا رد کر دے۔ اسی بات کو اللہ تعالیٰ نے سورہ نساء میں یوں بیان فرمایا ہے کہ ''جو کوئی اللہ کی بندگی سے نفرت اور تکبر کرے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز انہیں اپنی طرف جمع کرے گا۔''

اللہ کے فرشتے عبادت پر تکبر نہیں کرتے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

❁ ''جو فرشتے اس کے پاس ہیں وہ اس کی عبادت پر متکبّر نہیں ہوتے اور نہ ہی اکتاتے ہیں۔'' (انبیاء۔ 19)

❁ شیخ مطرف رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے ''اگر میں ساری رات سوتا رہوں اور صبح کو ہراساں و پریشان اٹھوں تو یہ بات مجھے اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ میں ساری رات نماز پڑھوں اور صبح کو اس عبادت پر غرور کروں'' شیخ بشیر ابن منصور رحمتہ اللہ علیہ نے ایک طویل نماز پڑھی انہوں نے دیکھا کہ ایک شخص ان کی اس طویل نماز سے بہت تعجب میں ہے جب آپؒ نماز سے فارغ ہوئے انہوں نے اس شخص سے کہا ''میری اس لمبی نماز پر تعجب نہ کر۔ ابلیس نے برسوں عبادت کی تجھے معلوم ہے اس کا کیا انجام ہوا۔''

حسب ونسب پر تکبر

حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ احیاء العلوم (جلد سوم) میں تحریر کرتے ہیں کہ '' ایک تکبر اعلیٰ حسب ونسب والے کا اپنے سے کم نسب والے کو حقیر اور کم تر تصور کرنا ہے خواہ وہ علم وعمل اور تقویٰ میں اس سے بڑھ کر ہی کیوں نہ ہو۔ نسب کا تکبر بعض لوگ اتنا زیادہ کرتے ہیں کہ جیسے دوسرے لوگ ان کے غلام ہیں ان سے میل جول رکھنے اور ان کے پاس بیٹھنے سے بھی نفرت کرتے ہیں۔ موقع بے موقع نسب کا یہ تفاخر ان کی زبان پر جاری رہتا ہے۔ دوسرے لوگوں کے بارے میں ان کا کہنا ہوتا ہے کہ ان کی کیا اصل ہے؟ میں فلاں فلاں کا صاحبزادہ اور

Marfat.com

فلاں فلاں کا پوتا ہوں۔ تیرے جیسے کی کیا مجال کہ میرے سامنے بات بھی کر سکے یا میری طرف نگاہ بلند کر کے دیکھ سکے۔ نفس کے اندر نسب ایک ایسی چھپی ہوئی رگ (بیماری) ہے کہ اس سے اعلیٰ نسب والے خالی نہیں ہوتے خواہ وہ نیک بخت اور عقلمند ہی کیوں نہ ہوں۔ حالتِ اعتدال میں تو اسے ظاہر نہیں کرتے مگر غصہ اور غضب کے غلبے کے وقت ان کا نورِ عقل تاریک ہو جاتا ہے اور ان سے بھی یہ بات ظاہر ہو جایا کرتی ہے۔'' اس حدیث شریف میں بھی اس عمل کی مذمت کی گئی ہے:۔

❁ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے کہ لوگوں کو چاہیے کہ وہ اپنے باپ دادا کے نام پر تکبر (فخر) کرنا چھوڑ دیں ورنہ ان کو خدا نجاست کے کیڑے سے بھی زیادہ ذلیل کر دے گا۔ (ابوداؤد۔ ترمذی)

اس کے علاوہ اور بھی تکبر کی مختلف اقسام ہیں جن کو طوالت کی وجہ سے بیان نہیں کیا جا رہا مثلاً علم پر تکبر، رتبہ اور مرتبہ پر تکبر، حکومت پر تکبر، مال و دولت اور اولاد پر تکبر، اقتدار پر تکبر، حسن و صحت پر تکبر۔

تکبر کی وجہ سے دعوتِ حق کو قبول نہ کرنا

دینِ حق اور صراطِ مستقیم کو بعض لوگ گروہ، فرقے، مسالک اور قومیں صرف دنیا کی کثرت، نفسانی خواہشات، انا اور تکبر کی بنا پر قبول نہیں کرتے اور دعوت دینے والوں کو جھٹلاتے ہیں۔ ان کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

❁ ''اور جن لوگوں نے کفر کیا، کیا ان لوگوں کو ہماری آیات سنائی نہیں جاتی تھیں اس کے باوجود انہوں نے تکبر کیا اور تم مجرم قوم ہو۔'' (جاثیہ 31)

❁ ''پھر جب کوئی رسول تمہارے پاس حق لایا۔ جسے تمہارے نفس پسند نہ کرتے تھے تو تم نے تکبر کیا تو ایک گروہ نے انبیاء کو جھٹلایا اور ایک گروہ قتل کر دیتا تھا۔'' (البقرہ 87)

❁ ''تمہارا معبود (اللہ) واحد ہے پس جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے دل منکر ہیں اور وہ تکبر میں مبتلا ہیں۔'' (النحل 22)

❁ ''جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کے لیے پورا اجر ہے بلکہ اللہ کے فضل سے کچھ زیادہ ہی ملے گا مگر جنہوں نے انکار کیا اور تکبر کیا ان کے لیے عذابِ الیم ہے۔'' (نساء 173)

احادیث مبارکہ میں بھی تکبر کی بہت مذمت کی گئی ہے:

Marfat.com

❁ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ آدمی برابر اپنے نفس کی خواہش کے ساتھ چلتا رہتا ہے یہاں تک کہ اسے متکبرین میں لکھ لیا جاتا ہے اور پھر ان کے انجام تک پہنچ جاتا ہے۔(ترمذی)

❁ حضرت عبداللہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جس کے دل میں رائی کے برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا اور جس کے دل میں رائی کے برابر بھی ایمان ہوگا وہ دوزخ میں نہ جائے گا۔(ابنِ ماجہ)

❁ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص تکبر کی وجہ سے اپنا تہمد گھسیٹتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظرِ رحمت سے نہیں دیکھے گا۔(بخاری)

❁ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جس شخص کے قلب میں رائی کے دانہ کے برابر بھی تکبر ہوگا خدائے تعالیٰ اس کو منہ کے بل جہنم میں ڈالے گا۔(بیہقی)

❁ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے کہ جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہے وہ دوزخ میں نہ جائے گا اور جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی تکبر ہے وہ جنت میں نہ جائے گا۔(مسلم۔ابوداؤد)

❁ حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

''شہوت سے کیا گیا گناہ معاف ہوسکتا ہے مگر تکبر کی وجہ سے کیے گئے گناہ کی معافی نہیں ہے آدم علیہ السلام کا گناہ شہوت کی وجہ سے اور ابلیس کا گناہ تکبر کی وجہ سے تھا۔''(اسرارِ قادری)

❁ جان لے کہ شیطان کو سجدہِ آدمؑ سے لَا اَسْجُدُ لِغَیْرِ اللّٰہِ (اللہ کے سوا اور کسی کو سجدہ جائز نہیں) کے علم نے باز رکھا۔ یہی علم اُس کے لیے حجاب بنا اور وہ خدائے تعالیٰ کا نافرمان ہو بیٹھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے: اَلْعِلْمُ حِجَابُ اللّٰہِ الْاَکْبَرِ ''علم ہی اللہ اور بندے کے درمیان سب سے بڑا حجاب ہے۔'' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اِس فرمان سے مراد وہ علم ہے جس سے وجود میں کبر پیدا ہوتا ہے کیونکہ کبر کے تین حروف ہیں ک ب ر۔ حرف ''ک'' سے کرامت چلی جاتی ہے۔ حرف ''ب'' سے برکت چلی جاتی ہے۔ اور حرف ''ر'' سے رحمت چلی جاتی ہے۔(محک الفقر کلاں)

❁ متکبر آدمی شیطان کا مونس و مصاحب ہے چنانچہ شیطان دنیا بھر میں علم کا بہت بڑا عالم فاضل مشہور ہے۔ یاد رکھ کہ علم کے بہت بڑے درجے ہیں۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وعدے وعید، آیاتِ قصص الانبیاء، حقیقتِ معرفتِ حق کی حصول یابی کے لیے ذکرِ اسمِ اَللّٰہُ ذات اور ترکِ دنیا و اہلِ دنیا کے درجات

Marfat.com

ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے: '' اَلدُّنْیَا مَلْعُوْنٌ وَمَافِیْھَا مَلْعُوْنٌ '' (ترجمہ: دنیا ملعون ہے اور اِس میں ذکرِ اللہ کے علاوہ جو کچھ بھی ہے وہ سب ملعون ہے)۔ پس معلوم ہوا کہ دنیا پر یقین کرنا اور اُس سے یاری لگانا باعثِ ذلت و رسوائی ہے کہ یقینِ دنیا سے دِل میں حرص پیدا ہوتا ہے اور حرص بارگاہِ مولیٰ میں مطلق معصیتِ شیطانی و شرمندگیٔ نفس ہے۔ عقبیٰ پر یقین عقبیٰ کی یاری بخشتا ہے کہ یقینِ عقبیٰ سے طاعت و تقویٰ پیدا ہوتا ہے اور اطاعت و تقویٰ سے خوشنودیٔ حق تعالیٰ نصیب ہوتی ہے۔ معرفتِ مولیٰ پر یقین اور اُس کی یاری سے ذوق شوق اشتیاق اور محبتِ مولیٰ پیدا ہوتی ہے۔ جب کوئی عالم دنیا کو اپنی گرفت میں لیتا ہے تو اُس سے فائدۂ دین جاتا رہتا ہے کہ دنیا ایک مہلک زہر ہے اِسے تھوڑا سا پیا جائے یا زیادہ، اس سے دین مر جاتا ہے یا یہ کہ دنیا متاعِ شیطان ہے، ہر وہ دِل جو متاعِ شیطان سے متفق ہو جاتا ہے یا اُس کی محبت کا اسیر ہو جاتا ہے وہ مطلق شیطان کا گھر بن جاتا ہے۔ اُسے علم سے کوئی دینی فائدہ نہیں پہنچتا کہ اُس پر لذاتِ ہوائے نفس کا غلبہ ہو جاتا ہے۔ (محک الفقر کلاں)

حضرت سخی سلطان باھُوؒ پنجابی ابیات میں فرماتے ہیں:-

❋ حافظ پڑھ پڑھ کرن تکبّر، مُلّاں کرن وڈیائی ھُو
ساون مانہہ دے بدلاں وانگوں، پھرن کتاباں چائی ھُو
جتھے ویکھن چنگا چوکھا، اُوتھے پڑھن کلام سوائی ھُو
دونیں جہانیں مُٹھے باھُوؒ، جنہاں کھادِی ویچ کمائی ھُو

حافظ اپنے حفظِ قرآن پر اور علماءِ ظاہر اپنے علوم پر تکبر میں مبتلا ہیں اور یہ اپنے علم کو حصولِ دنیا کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ جب کوئی اپنے مطلب کے مطابق دینی مسائل کا حل چاہتا ہے تو یہ لوگ مال و متاع کے بدلے دین کی حقیقت کو چھپا کر مختلف تاویلیں نکال کر لوگوں کو راہِ حق سے گمراہ کرتے ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں جنہوں نے دنیا اور دولت کے بدلے اپنا علم و ایمان بیچ دیا وہ دونوں جہانوں میں رحمتِ حق تعالیٰ سے محروم رہ گئے۔

❋ پڑھ پڑھ عالِم کرن تکبر، حافظ کرن وڈیائی ھُو
گلیاں دے وِچ پھرن نمانے، وَتن کتاباں چائی ھُو
جتھے ویکھن چنگا چوکھا، اُوتھے پڑھن کلام سوائی ھُو
دوہیں جہانیں سوئی مُٹھے باھُوؒ، جنہاں کھادھی ویچ کمائی ھُو

Marfat.com

آپ رحمۃ اللہ علیہ ان علماء اور حفاظ کے رویہ پر حیرت کا اظہار فرما رہے ہے جو حصولِ علم کے بعد تکبر میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور اپنے علم اور فضیلت کا ڈھنڈورا پیٹتے رہتے ہیں اور اپنی فضیلت کا خود ہی اظہار کرتے رہتے ہیں لیکن اُن کے باطن اور ایمان کی یہ حالت ہے کہ مال و دولت کے لیے علم کی حقیقت کو فروخت کر دیتے ہیں اور اس کے لیے ہر لمحہ تیار رہتے ہیں پھر جب مال مل جائے تو طرح طرح کی تاویلیں گھڑ کر حق کو چھپا لیتے ہیں۔ حکمرانوں اور مال یا عہدہ دینے والے کی منشاء کے مطابق علم کی شرح بیان کرتے ہیں۔ ایسے بے ضمیر عالم و تعلیم یافتہ لوگ اور علم کو فروخت کرنے والے علماء دونوں جہانوں میں روسیاہ اور خوار ہوں گے۔

❁ اپنی ایک فارسی مثنوی میں آپؒ فرماتے ہیں:

علمِ دیں راہ مفروش دامے دام گیر — طالبِ دنیا کجا باشد فقیر
علم را قدرے نہ دارد زر طلب — علم عالم چیست دانی بہر رَبّ

ترجمہ: علمِ دین کو درہم دنیا کے بدلے مت بیچ کہ یہ کام طالبِ دنیا کا ہے طالبِ دنیا بھلا کہاں فقیر ہو سکتا ہے؟ طالبِ زر علم کی قدر نہیں جانتا۔ کیا تجھے معلوم ہے کہ عالم کسے کہتے ہیں؟ عالم وہ ہے جو طلبِ مولیٰ کے لیے علم حاصل کرتا ہے۔ (محک الفقر کلاں)

تکبر ایسی روحانی بیماری ہے کہ اگر یہ رائی کے دانہ کے برابر بھی قلب میں جاگزین ہو جائے تو کوئی عبادت بھی قبول نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ ہر طرح کے تکبر سے محفوظ رکھے۔ لیکن اس سے ملتی جلتی ایک اور قلبی بیماری فخر اور غرور ہے۔

فخر و غرور

اسلام میں فخر و غرور سے سختی سے منع کیا گیا ہے۔ اسلام میں تمام انسان برابر ہیں کسی گورے کو کالے پر اور کسی عربی کو عجمی پر کوئی برتری حاصل نہیں ہے۔ اس لیے اپنے حسب و نسب، اپنی قوم، اپنے قبیلہ، اپنی جماعت یا علم اور مال کی وجہ سے خود پر فخر کرنا درست نہیں اور اسے اللہ تعالیٰ نے سخت ناپسند کیا ہے۔ عموماً معاشرہ میں لوگ اپنے حسب و نسب کی وجہ سے فخر اور غرور کرتے ہیں۔ یہ چیز معاشرے میں اونچ نیچ پیدا کرتی ہے جس کی بنا پر لڑائی جھگڑا جنم لیتا ہے۔

Marfat.com

اہلِ فقر تو لوگوں میں اپنی ذات کو ظاہر کرنے کو بُرا سمجھتے ہیں چہ جائیکہ اس پر فخر اور غرور کیا جائے کیونکہ فخر سے تکبر و گھمنڈ کے راستے کھلتے ہیں۔ اس لیے اہلِ فقر کے لیے اپنے نسب یا کسی بھی چیز پر فخر کرنا بے معنی ہے انہوں نے فقر کو ہی قرابت کی بنیاد قرار دیا ہے۔ طالب میں فخر کی بجائے جتنی عاجزی ہوگی اتنی جلدی فقر کی منازل آسان ہوں گی۔

فخر صرف ایک صورت میں جائز ہے وہ یہ ہے کہ دشمنانِ دینِ حق پر اپنی برتری، شان و شوکت اور طاقت کا اظہار کرنا درست ہے کیونکہ اس طرح کا فخر صحابہ کرامؓ اور بزرگانِ سلف سے منقول ہے۔ لیکن اگر فخر نفسانیت کے تحت ہو تو تکبر کے قریب ہے اور مذموم ہے۔ عرفِ عام میں لوگ اسی مفہوم میں فخر اور غرور کا اظہار کرتے ہیں اس فخر و غرور کو اللہ تعالیٰ نے بالکل پسند نہیں کیا۔

قرآنِ مجید

- ”اللہ تعالیٰ کسی مغرور اور فخر کرنے والے سے محبت نہیں کرتا۔“ (الحدید۔23)
- ”بے شک اللہ تعالیٰ مغرور اور فخر کرنے والے سے محبت نہیں کرتا۔“ (النساء 36)
- ”اگر ہم انسان کو دی ہوئی نعمت واپس لے لیں تو وہ ناامید اور ناشکرا ہو جاتا ہے اور اگر تکلیف کے بعد اسے آسانی عطا کر دیں تو وہ کہتا ہے کہ مجھ سے سب سختیاں دور ہو گئیں۔ بے شک وہ خوشی میں فخر کرنے والا ہے۔“ (ھود 9-10)

احادیث مبارکہ

- حضرت ابو مالک اشعریؓ بیان فرماتے ہیں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ دو چار باتیں میری امت میں زمانہ جاہلیت کی ہیں:

1. حسب و نسب پر فخر کرنا۔ 2. دوسروں کے نسب پر طعن کرنا۔ 3. بارش کو تاروں کی طرف منسوب کرنا۔ 4. میت پر نوحہ کرنا۔ (احمد)

حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

- عُجب (خود پسندی) و غرور سے کی گئی عبادت بُری ہے اس سے بہ عذر گناہ بہتر ہے۔ (عین الفقر باب چہارم)
  تکبر اور فخر و غرور ورثہ شیطان و فرعون و قارون ہے عاجزی ورثہ انبیاء و اولیاء ہے۔ (عین الفقر)
- سن! ابلیس نے کہا ”میں نے اطاعت کی“

Marfat.com

ندا آئی! ''میں نے لعنت کی''

آدم علیہ السلام نے کہا! ''میں نے خطا کی''

ندا آئی! ''میں نے بخش دی'' (عین الفقر)

آپؒ پنجابی بیت میں فرمائے ہیں:-

پڑھیا علم تے وَدھی مغروری، عقل بھی گیا تلوہاں ھُو
بھلا راہ ہدایت والا، نفع نہ کیتا دُوہاں ھُو
سر دِتیّاں جے سِرّ ہتھ آوے، سودا ہار نہ توہاں ھُو
وڑیں بازار محبت والے باھُوؒ، کوئی راہبر لے کے سُوہاں ھُو

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ اس بیت میں اُن علماء کا ذکر فرمارہے ہیں جن میں علم حاصل کرنے کے بعد غرور، تکبر اور اکڑ پیدا ہو جاتی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اُن کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ علمِ ظاہر کے حصول کے بعد تُو غرور، تکبر اور خود پسندی میں مبتلا ہو گیا ہے جس سے تیری عقل نے بھی تیرا ساتھ چھوڑ دیا ہے۔ بجائے اس کے کہ علم حاصل کرنے سے تیری عقل میں اضافہ ہوتا اور تُو صراطِ مستقیم کو پہچان لیتا لیکن تُو تکبر اور انانیت کی وجہ سے ابلیس کی طرح اپنی عقل بھی گنوا بیٹھا ہے۔ علم اور عقل دونوں میں سے کسی نے تجھے فائدہ نہیں دیا اور تو اسی تکبر اور انانیت کی وجہ سے ''ہدایت کی راہ'' (صراطِ مستقیم) سے گمراہ ہو چکا ہے۔ اگر سر دینے سے سِرِّ الٰہی ہاتھ آ جائے تو اس سودے سے دریغ نہیں کرنا چاہیے لیکن عشق کے بازار میں مرشد کامل کی راہبری میں ہی داخل ہونا چاہیے کیونکہ وہ اس راہ کا واقف ہوتا ہے اور راہبر کے بغیر منزل نہیں ملتی۔

یاد رکھیں کہ فخر و غرور سے ظلم جنم لیتا ہے اور اکڑ (تکبر) پیدا ہوتی ہے انسان دوسروں پر طرح طرح کی زیادتیاں اور ظلم کرنے لگتا ہے اور آخرکار راندہ درگاہ ہو جاتا ہے۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ فارسی مثنوی میں فرماتے ہیں:

اے عالمِ نادان تُو در علم غروری — نزدیک تو بہ معبود نہ بلکہ تُو دوری
کشاف و ہدایہ اگر امروز بخوانی — تا خدمت خاصاں نہ کنی ہیچ نہ دانی

ترجمہ: اے نادان عالم! تُو اپنے علم پر مغرور ہو رہا ہے حالانکہ تیرے علم نے تجھے قربِ معبود سے دور کر دیا ہے اگرچہ تُو ہر روز ''کشاف و ہدایہ'' کا مطالعہ کرتا ہے لیکن جب تک تُو خاصانِ خدا (اولیاء کرام) کی خدمت میں نہیں پہنچے گا کچھ بھی نہیں جان سکے گا۔ (محک الفقر کلاں)

Marfat.com

عجز وانکساری

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام باعثِ تخلیقِ کائنات اور کائنات کے مالک اور مختارِ کُل ہیں اور لِیۡ مَعَ اللّٰہِ[1] کا مقام آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حاصل ہے۔ لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پوچھا جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ''میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں''۔

عاجزی وانکساری راہِ حق میں پیش آنے والی مشکلات وخطرات میں قلعہ بندی کا کام دیتی ہے۔ ہر ولی نے عاجز اور حلیم بننے کی تعلیم دی ہے بلکہ خود کو حقیر، ہیچ اور کم سے کم تر بنا کر پیش کیا ہے۔

- شیخِ اکبر محی الدین ابنِ عربی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اہلِ اللہ عجز سے معرفت حاصل کرتے ہیں اور وہ جانتے ہیں کہ وہ پاک ہے جس نے اپنی معرفت کا راستہ سوائے عجز کے اور کوئی نہیں ٹھہرایا۔'' (فتوحاتِ مکیہ۔ جلد دوم باب ہفتم)

- مولانا رومؒ فرماتے ہیں: ''اس راہ میں نیچے جھکنا ترقی کرنا ہے۔'' (مثنوی)
- آپؒ ایک اور جگہ فرماتے ہیں: ''خود کو برا کہہ۔ دوسرے کو ڈنک مت مار۔'' (مثنوی)

سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

- اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لئے اپنی طرف صرف عاجزی وانکساری کے ذریعہ راستہ کھولا۔
- عاجزی وانکساری راہِ فقر میں آنے والی مشکلات اور آزمائشوں میں قلعہ بندی کا کام دیتی ہے۔
- اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عاجزی سے آنے والا کبھی خالی واپس نہیں جاتا۔

---

[1] حدیث مبارک میں آیا ہے ''ایک رات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اُٹھ کر گھر سے نکلے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ تجسس کی خاطر ان کے تعاقب میں چلی گئیں، دیکھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جنت البقیع میں جا کر بیٹھ گئے ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ واپس پلٹنے لگیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی آہٹ پا کر فرمایا: ''کون ہے؟'' حضرت عائشہؓ نے عرض کی:۔ ''میں عائشہؓ ہوں''۔ فرمایا: ''کون عائشہؓ؟'' عرض کی: ''ابوبکرؓ کی بیٹی'' فرمایا: ''کون ابوبکرؓ؟'' عرض کی: ''محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کا غلام''۔ فرمایا: ''کون محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)؟'' اس پر حضرت عائشہ صدیقہؓ خاموش ہو کر واپس آ گئیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی واپسی پر اس معاملہ پر بات ہوئی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: لِیۡ مَعَ اللّٰہِ وَقۡتٌ لَا یَسَعُ فِیۡہِ مَلَكٌ مُّقَرَّبٌ وَلَا نَبِیٌّ مُّرۡسَلٌ۔ ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے ساتھ میرا ایک وقت ایسا بھی ہوتا ہے کہ جہاں کسی مقرب فرشتے یا کسی نبی مُرسل کی بھی گنجائش نہیں ہوتی۔

Marfat.com

- دیدارِ الٰہی فنافی اللہ اور بقاباللہ (فنافی ھُو) کے مراتب عاجزی وانکساری سے حاصل ہوتے ہیں۔
- اللہ کی بارگاہ میں جو جتنا عجز اختیار کرتا ہے وہ اتنا ہی محبوب ہوتا ہے۔
- عاجزی وانکساری راہِ فقر میں بہت بڑا ہتھیار ہے جو طالب کو شیطانی ونفسانی حملوں سے محفوظ رکھتا ہے۔
- عاجزی وانکساری اسمِ اَللّٰہُ ذات کے تصور سے حاصل ہوتی ہے ظاہری عبادات سے نفس موٹا ہو کر تکبر، انانیت اور ریاکاری اختیار کرتا ہے۔

فقراء کاملین کی زبان مبارک ''کُن'' کی زبان ہوتی ہے اور یہ زبان لوحِ محفوظ پر تحریر شدہ ازلی نوشتہ تقدیر کو بھی بدل سکتی ہے۔ عملی زندگی میں یہ لوگ کس قدر حلیم ہوتے ہیں کہ خود کو دنیا کے عام انسان کی سطح سے بھی نیچے لے آتے ہیں۔ ان کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ ہم لوگ بھی اس ترغیب سے حلیم بن جائیں اور عاجزی اور انکساری اپنی طبیعت کا خاصہ بنالیں۔

- حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہر کہ آمد در انا در نار شد　　خاکی آدمؑ لائق دیدار شد

ترجمہ: جو (شیطان) خود پرستی انا اور تکبر میں گرفتار ہوا وہ نارِ جہنم کا شکار ہو گیا لیکن آدمِ خاکی (جو انا سے محفوظ رہا اور گناہ کرنے کے بعد عاجزی سے معافی کے لئے اللہ تعالیٰ کے سامنے جھک گیا) سزاوارِ دیدار ہو گیا۔

حضرت سخی سلطان باھُوؒ اپنے مرتبے کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

- میں ایک صاحبِ وصال غرق فنافی اللہ عارف ہوں میں نے یہ لازوال مرتبہ اپنی ہستی کو مٹا کر حاصل کیا ہے۔ (کلید التوحید کلاں)
- جب میرا وجود نام وناموس کے احساس سے پاک ہو گیا تو اسمِ اَللّٰہُ ذات نے لے جا کر مجھے وحدتِ الٰہی میں غرق کر دیا۔ (کلید التوحید کلاں)
- سلطان العارفینؒ فرماتے ہیں کہ ''وصالِ الٰہی'' عاجزی وانکساری سے حاصل ہوتا ہے۔ الٰہی تیرا راز ہر صاحبِ راز (مرشد کامل) کے سینے میں جلوہ گر ہے' تیری رحمت کا دروازہ ہر ایک کے لئے کھلا ہے جو تیری بارگاہ میں ''عاجزی'' سے آتا ہے وہ خالی ہاتھ نہیں لوٹتا۔ اے طالب خود پرستی چھوڑ کر (عاجزی وانکساری اختیار کر) غرقِ نور ہو جا تا کہ تجھے ایسی حضوری نصیب ہو کہ وصل کی حاجت ہی نہ رہے۔ (کلید التوحید کلاں)

آپؒ پنجابی ابیات میں فرماتے ہیں:

Marfat.com

سو ہزار تنہاں توں صدقے، جیہڑے منہ نہ بولن پھکّا ھُو
لکھ ہزار تنہاں توں صدقے، جیہڑے گل کریندے ہکّا ھُو
لکھ کروڑ تنہاں توں صدقے، جیہڑے نفس رکھیندے جھکّا ھُو
نیل پدم تنہاں توں صدقے باھُوؒ، جیہڑے ہوون سونا سڈاون سکّا ھُو

آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں ہزار بار اِن طالبوں کے صدقے جاؤں جو راہِ فقر میں پیش آنے والی مشکلات و مصائب پر صبر اور شکر کے ساتھ ثابت قدم رہتے ہیں اور کوئی گلہ نہیں کرتے اور میں لاکھوں باران کے قربان جاؤں جو وعدے کے پکے ہیں اور جو بات ایک بار کہہ دیتے ہیں اس پر ثابت قدم رہتے ہیں اور کروڑوں باران لوگوں پر واری اور صدقے جاؤں جو اپنے نفس کو قابو میں رکھتے ہیں اور اربوں باراُن کے قربان جاؤں جو سونے کی طرح ہوتے ہیں اور ہر وقت دیدارِ حق تعالیٰ میں غرق رہتے ہیں لیکن عاجزی و انکساری کی وجہ سے عوام میں سکہ یعنی معمولی آدمی کی طرح رہتے ہیں اور اپنی بڑائی ظاہر نہیں کرتے۔

عشق جنہاندے ہڈیں رچیا، اوہ رہندے چُپ چپاتے ھُو
لُوں لُوں دے وِچ لکھ زباناں، اوہ کردے گُنگی باتے ھُو
اوہ کردے وضو اسمِ اعظم دا، تے دریا وحدت وِچ ناتے ھُو
تداں قبول نمازاں باھُوؒ، جداں یاراں یار پچھاتے ھُو

عشق جن کے پورے وجود میں سرایت کر چکا ہو اُن کا تمام وجود عشق بن جاتا ہے اور وہ رازِ حقیقی سے واقف ہونے کے باوجود خاموش رہتے ہیں حالانکہ اُن کے لوں لوں میں لاکھوں زبانیں ہیں لیکن اس کے باوجود وہ گونگے بن کر رہتے ہیں۔ بات کرنی پڑے تو رُک رُک کر عاجزی سے بات کرتے ہیں۔ وہ ایسے عاشق ہیں جو اسمِ اعظم سے وضو کرتے ہیں اور دریائے وحدت میں غوطہ زن رہتے ہیں۔ نمازیں تو اُسی وقت قبول ہوتی ہیں جب اللہ تعالیٰ کی پہچان حاصل ہوتی ہے۔

میں کوجھی میرا دِلبر سوہنا، میں کیونکر اُس نوں بھانواں ھُو
ویہڑے اساڈے وڑدا ناہیں، پئی لکھ وسیلے پانواں ھُو
نہ میں سوہنی نہ دَولت پلّے، میں کیونکر یار مناواں ھُو
ایہہ دُکھ ہمیشاں رہسی باھُوؒ، روندی نہ مر جانواں ھُو

اعمال کے لحاظ سے میں سیاہ کار اور گناہ گار ہوں اور میرے پاس ایمان' نیک اعمال' اخلاص اور عشق کی دولت

Marfat.com

بھی نہیں ہے بلکہ میرے دِل میں تو خواہشاتِ نفس اور دنیا کا بسیرا ہے۔ میرا مرشد جو کہ کامل، اکمل، اعلیٰ، ارفع اور حُسین ہے میں اُسے کیسے پسند آؤں۔ میں لاکھوں وسیلے دیتا ہوں لیکن وہ دِل کے آنگن میں آتا ہی نہیں ہے۔ نہ تو میں خوبصورت ہوں اور نہ ہی میرے پاس دولت ہے پھر میں اپنے محبوب کو کیسے مناؤں۔ اپنے محبوب کو راضی نہ کر سکنے کا دکھ ہمیشہ رہے گا اور اسی غم میں روتے روتے کہیں نہ مر جاؤں۔

❁ وحدت دے دریا اُچھلے، جَل تَھل جنگل رَینے ھُو
عشق دی ذات منیندے ناہن، سانگاں جھل تپینے ھُو
رنگ بھبھوت ملیندے ڈِٹھے، ئے جوان لکھینے ھُو
میں قربان تنہاں توں باھُوؒ، جیہڑے ہوندیاں ہمت ہینے ھُو

اے طالب! دریائے وحدتِ حق تعالیٰ تو جوش میں آ کر اپنے کناروں سے اچھل پڑا ہے اور جس دل کے اندر حق تعالیٰ کی ذرا سی بھی محبت موجود تھی وہ دل اس کی رحمت اور فضل سے سیراب ہو گئے ہیں لیکن کچھ ایسے ازلی بدنصیب ہیں جو عشقِ ذات کے منکر ہیں اور وہ دریائے وحدت کے اس فیضان سے محروم رہ گئے ہیں اور اپنی بدبختی اور بدنصیبی کے زخم اور تھپیڑے اس جہاں میں بھی کھا رہے ہیں اور آخرت میں بھی اسی حال میں ہوں گے۔ اس کے برعکس سینکڑوں ایسے خوش نصیب ہیں جنہیں عشقِ ذات حاصل ہو گیا ہے اور وہ دنیا کے آرام و آسائش اور مال و متاع کو قربان کر کے دریائے وحدت میں شامل ہو گئے ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں ان عاشقانِ صادق کے قربان جاؤں جو اعلیٰ ہمت ہیں اور اللہ پاک کی بارگاہ میں مقام و مرتبہ پانے کے باوجود عاجزی و انکساری ان کی طبیعت کا خاصہ ہے۔

عاجزی و انکساری راہِ فقر میں بہت بڑا ہتھیار ہے جو طالب کو شیطانی حملوں سے محفوظ رکھتا ہے۔

Marfat.com

باب 29

وفا اور قربانی

راہِ فقر دراصل راہِ عشق ہے اور اس راہ میں کامیابی اس وقت تک حاصل نہیں ہوتی جب تک طالب اپنی ہر شے کو راہِ حق میں قربان نہیں کر دیتا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (سورہ آلِ عمران 92)

ترجمہ: تم اس وقت تک بِرّ[1] (اللہ تعالیٰ) کو نہیں پا سکتے جب تک اپنی سب سے پیاری چیز خدا کی راہ میں قربان نہ کرو۔

سب سے بڑی سنت راہِ حق میں گھر بار لٹا دینا ہے۔ اللہ پاک نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا:

❁ فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ط (النساء 89)

ترجمہ: آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ان میں سے کسی کو اپنا ولی (دوست) نہ بنائیں جب تک کہ وہ راہِ خدا میں اپنا گھر بار نہ چھوڑ دیں۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اعلانِ نبوت اور دعوتِ الی اللہ کے جواب میں جن صحابہ کرامؓ نے لبیک کہا اور دل کی تصدیق کے ساتھ کلمہ طیبہ پڑھ کر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان لائے، ان پر مصائب اور تکالیف کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ جو مومن غریب و نادار اور غلام طبقہ سے تعلق رکھتے تھے اُن پر پہلے روز سے تشدد کی چکی چلا دی گئی۔ انہیں اتنی شدت سے جسمانی، روحانی اور مالی اذیتیں دی

---

[1] اَلْبِرّ۔ اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے۔

Marfat.com

گئیں کہ انسان اس کا تصور کر کے ہی کانپ اٹھتا ہے۔ مگر آفرین ہے صحابہ کرامؓ کی وفا اور قربانی پر کہ ہر قسم کا ظلم و ستم ان کو نہ تو راہِ حق سے ہٹا سکا اور نہ ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وفا میں کوئی کمی آئی۔

جو مومن معاشرہ میں ذی عزت اور صاحبِ حیثیت لوگ تھے ان کو تحریص و ترغیب کے ذریعے دینِ حق سے کنارہ کشی اختیار کرنے پر اکسایا گیا۔ انہیں طرح طرح سے دنیاوی جاہ و مال کے لالچ دیئے گئے مگر جب ان کے پائے استقلال میں ذرا سی بھی لغزش نہ آئی تو انہیں مختلف طریقوں سے ڈرایا دھمکایا گیا۔ ان سے کاروباری اور معاشرتی میل جول بند کیا گیا حتیٰ کہ ایک دور ایسا آیا کہ سارے اہلِ مکہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا سوشل بائیکاٹ کر دیا۔ متواتر تین سال تک مومنین کی یہ جماعت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معیت میں ''شعب ابی طالب'' میں اہلِ مکہ کے سوشل بائیکاٹ کا شکار رہی۔ لیکن قربان جایئے ان کے جذبہ ایمانی پر کہ ہر قسم کی سختیاں ان کے ایمان کو متزلزل نہ کر سکیں اور پھر اہلِ مکہ کے ظلم و ستم نے ان کی یہ حالت کر دی کہ:

- معاش کے ذرائع چھوٹ گئے۔
- غربت، مفلسی اور فاقہ کشی نے ان کے گھروں میں ڈیرے ڈال لیے۔
- عزیز و اقارب نے ساتھ چھوڑ دیا۔
- جسمانی اذیتیں دی گئیں۔ گرم ریت اور کوئلوں پر لٹایا گیا۔
- قبیلہ میں سرداریاں اور مراتب چھن گئے۔
- مال و دولت جاتا رہا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمان غنیؓ جیسے صحابہ کرامؓ نے اپنا تمام مال و متاع اللہ کی راہ میں قربان کر دیا۔
- پہلے حبشہ کی طرف اور پھر مدینہ کی طرف اپنا گھر بار چھوڑ کر ہجرت کرنا پڑی۔
- ایک وقت ایسا بھی آیا کہ میدانِ جہاد میں باپ اپنے بیٹے اور بیٹا اپنے باپ سے نبرد آزما تھا۔

یہ ساری تکالیف و مصائب صحابہ کرامؓ کے جذبہ ایمان اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وفا کو متزلزل نہ کر سکے۔ جب بھی اسلام کو قربانی کی ضرورت پڑی صحابہ کرامؓ نے اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تربیت اس انداز میں فرمائی کہ ان کے دِلوں سے محبتِ الٰہی اور عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سوا ہر محبت کو ختم کر ڈالا۔ اللہ تعالیٰ کی محبت کی راہ میں جو بھی چیز حائل ہوئی صحابہ کرامؓ نے کمالِ بے نیازی سے اُسے اللہ کی راہ میں قربان کر ڈالا۔

Marfat.com

وفا اور قربانی کی دوسری مثال واقعہ کربلا ہے:-

- سب کو معلوم ہے کہ موت سامنے کھڑی ہے۔
- سب کو معلوم ہے کہ امامؑ کے ساتھ موت ہے تو یزید کے پاس دنیا اور زندگی کا آرام ہے۔
- امامؑ کا ساتھ دے کر شہادت ملتی ہے تو یزید کا ساتھ دے کر آسائشاتِ دنیا اور زندگی ملتی ہیں۔
- عقل کہتی ہے کہ حسینؓ کے ساتھ رہ کر بے بسی کی موت ہے، عشق یہ کہتا ہے کہ یہ ''جاودانی زندگی'' کی ابتداء ہے۔
- ایک طرف زندگی ہے دوسری طرف موت ہے۔

راہِ عشق میں ''وفا اور قربانی'' کا تقاضا ہے کہ نہ تو وفا میں لغزش آئے اور جب قربانی کا وقت آئے تو منہ نہ موڑا جائے۔

اور امام عالی مقامؑ کے تمام ساتھی 'راہِ عشق کے راہی' وفا کا حق ادا کرنے کیلئے اور وقتِ قربانی ''قربانی'' کیلئے تیار ہیں۔ عشق یہی کہتا ہے اور انہوں نے ایسا ہی کیا۔ واہ امامؑ آپؓ کو کیا عاشق ملے۔ ایسے عاشق تو کسی مرشد کو نہ ملے۔ ان کی شان ہی نرالی ہے اور ان کی وفا اور قربانی ہی نرالی ہے۔ عشق کی اس بچھی ہوئی بساط پر عقل ہار گئی۔ عشق قربان ہو کر بھی جیت گیا۔ عشق شہادت پا کر اور قید ہو کر بھی جیت گیا۔ عقل بظاہر فتح یاب نظر آئی لیکن عشق نے اپنے دستور کے مطابق عقل کی اس فتح کے اندر ہی اپنی فتح رکھی ہوئی تھی۔ دِل کے اندھے، نورِ بصیرت سے محروم اس فتح کا ادراک نہ کر سکے۔ عشق کی یہ فتح وفا اور قربانی ہی کی بدولت تھی۔ بلکہ ''عشق'' کا ایک مستقل باب تحریر کر دیا گیا اور عشق و کربلا کا چولی دامن کا ساتھ ہو گیا۔

- حضرت ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے: ''جب تک تو اپنی اولاد کو یتیم اور اپنی بیویوں کو بیوہ نہیں کر لیتا، خود کو کُتے کی مانند خاک پر نہیں لٹاتا، اپنے گھر بار کو راہِ خدا میں خرچ نہیں کر دیتا، لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ کو اپنا اور دنہیں بنا لیتا، یُحِبُّهُمۡ وَ یُحِبُّوۡنَهٗۤ (اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں) کے مصداق (اللہ تعالیٰ سے) ظاہری و باطنی دوستی اختیار نہیں کر لیتا رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡهُ (اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوئے) کا خطاب نہیں پا لیتا، تجھ پر تیرا یار جانی کہاں راضی ہوتا ہے۔'' (عین الفقر)

سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

- راہِ فقر راہِ عشق ہے اور عشق قربانی کا طلب گار ہے اور اس راہ میں اس وقت تک کامیابی نہیں ہوتی جب تک طالب اپنا سب کچھ اور ہر شے اللہ کی راہ میں قربان نہیں کر دیتا۔ اس سلسلہ میں طالب کو صحابہ کرامؓ کی

Marfat.com

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ قربانی اور وفا کی مثالیں سامنے رکھنی چاہئیں کیونکہ طالبانِ مولیٰ کے لئے یہ مثالیں مشعلِ راہ ہیں۔

- فقر کی نعمت حاصل کرنے کے لئے اپنا مال، جان اور گھر بار سب داؤ پر لگا دینا چاہیے پھر صلہ کی امید بھی نہیں رکھنی چاہیے اور نہ ہی غم کرنا چاہیے۔
- جنہوں نے زندگی میں ہی اپنا سب کچھ مرشد کے حوالے کر دیا وہ حیات جاودانی حاصل کر گئے اور اسی عشق و مستی میں زندگی گزار رہے ہیں۔
- قربِ الٰہی اس وقت تک حاصل نہیں ہوتا جب تک انسان اپنا گھر بار راہِ خدا میں قربان نہیں کر دیتا اور تکالیف و مصائب میں مرشد کے ساتھ وفا میں ذرا بھی کمی نہیں آتی۔
- حضرت سخی سلطان باھُوؒ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''جو شخص معرفتِ فقر کے انتہائی درجے (وصالِ الٰہی) پر قدم رکھ لیتا ہے تو لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ کا مصداق بن جاتا ہے اور اپنا سب کچھ راہِ خدا میں صرف کر کے صفاتِ کریمہ اختیار کر لیتا ہے۔'' (کلید التوحید کلاں)

آپؒ پنجابی ابیات میں فرماتے ہیں:-

- عاشق عشق ماہی دے کولوں، نت پھرن ہمیشاں کھیوے ھُو
  جیں جیندیاں جان ماہی نوں دِتّی، اوہ دوہیں جہانیں جیوے ھُو
  شمع چراغ جنہاں دِل روشن، اوہ کیوں بالن دِیوے ھُو
  عقل فِکر دِی پہنچ نہ کائی باھُوؒ، اُوتھے فانی فہم کچیوے ھُو

عاشق تو اپنے معشوق کے عشق میں مدہوش ہیں انہیں تو عشق کی لذت نے مدہوش کر رکھا ہے اور جنہوں نے زندگی میں ہی اپنی جان محبوب (مرشد کامل) کے حوالے کر دی وہ زندہ و جاوید ہو گئے۔ جن کے دلوں میں عشقِ اسمِ اَللّٰہُ ذات روشن ہو چکا ہو وہ کیوں دوسرے ذکر اذکار میں پڑیں۔ راہِ فقر میں عقل کا کیا کام؟ مقامِ وحدت تک رسائی تو عقل کو فنا کر کے ہی حاصل ہوتی ہے۔

- عاشق نیک صلاحیں لگدے، تاں کیوں اُجاڑدے گھر نوں ھُو
  بال مُواتا برہوں والا، نہ لاندے جان جگر نوں ھُو
  جان جہان سب بُھل گیونیں، پئی لوٹی ہوش صبر نوں ھُو
  میں قربان تنہاں توں باھُوؒ، جنہاں خون بخشیا دِلبر نوں ھُو

Marfat.com

اگر عاشقوں نے لوگوں کے مشوروں پر عمل کرنا ہوتا تو وہ کبھی بھی اپنا گھر بار راہِ حق میں قربان نہ کرتے اور دل میں عشق کی شمع کو روشن کر کے اپنی جان و جگر کو نہ جلاتے رہتے۔ جب سے دیدار کی لذت سے آشنائی ہوئی ہے اُن کے ہوش و حواس کھو چکے ہیں۔ میں ان کے قربان جاؤں جنہوں نے راہِ عشق میں سر بھی قربان کر دیا اور اپنا خون بھی محبوب کو بخش دیا۔

❁ مال تے جان سب خرچ کراہاں، کریئے خرید فقیری ھُو
فقر کنوں ربّ حاصل ہووے، کیوں کریئے دلگیری ھُو
دُنیا کارن دِین ونجاون، کوڑی شیخی پیری ھُو
ترک دنیا تھیں قادری کیتی باھُوؒ، شاہ میرانؓ دِی میری ھُو

فقیری جان اور مال کے بدلے خریدنا پڑتی ہے۔ اس لیے فقیری حاصل کرنے کے لئے اپنا مال اور جان سب داؤ پر لگا دینا چاہیے اور چونکہ فقر سے اللہ تعالیٰ کی ذات حاصل ہوتی ہے اس لیے جان و مال کا غم بھی نہیں کرنا چاہیے۔ ایسے کذاب، ناقص اور شیخی خور مرشد بھی موجود ہیں جو مال و متاع کے حصول کے لئے لوگوں کو گمراہ کر کے دین و دنیا دونوں ضائع کر رہے ہیں۔ ترکِ دنیا تو اصل میں قادری کرتے ہیں کیونکہ سیّدنا غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ سلطنتِ فقر کے شہنشاہ ہیں۔

❁ وحدت دے دریا اُچھلے، ہِک دِل صحی نہ کیتی ھُو
ہِک بُت خانے واصل ہوئے، ہِک پڑھ پڑھ رہے مسیتی ھُو
فاضل چھڈ فضیلت بیٹھے، عشق بازی جاں لیتی ھُو
ہرگز ربّ نہ مِلدا باھُوؒ، جنہاں ترٹّی چوڑ نہ کیتی ھُو

دریائے وحدت تو کب کا موجزن ہے ایک تُو ہی ایسا بدنصیب ہے جس نے اس سے فیض حاصل نہیں کیا۔ مساجد میں ورد وظائف سے پاکیزگیٔ قلب حاصل نہیں ہوتی اس لئے وہاں عبادت و ریاضت کر کے بھی تُو حجاب میں رہے گا۔ معرفتِ الٰہی کے لئے کسی مرشد کامل کے در پر سر جھکانا پڑے گا۔ عشق کی بازی کھیل کر کئی فاضل اپنی فضیلت اور مرتبہ قربان کر چکے ہیں۔ وصالِ الٰہی گھر بار لٹائے بغیر حاصل نہیں ہوتا۔

❁ ونجن سرتے فرض ہے میندں، قول قَالُوْا بَلٰی دا کر کے ھُو
لوک جانے متفکر ہویاں، وِچ وحدت دے وڑ کے ھُو

Marfat.com

شَوہ دِیاں ماراں شَوہ وَنج لیساں، عشق دا تُلّہ دَھر کے ھُو
جیوندیاں شَوہ کسے نہ پایا باھُوؒ، جیں لدھا تیں مر کے ھُو

روزِالست جب سے قَالُوْابَلٰی کا اقرار کیا ہے اس پر ثابت قدم رہنا فرض ہے۔ اس لیے میں وحدت کے دریا میں داخل ہو کر اپنا ازلی عہد نبھا رہا ہوں اور مجھے اس حالت میں دیکھ کر لوگ فکر مند ہو رہے ہیں۔ میں نے دریائے وحدت میں تیرنے کے لیے عشق کو بنیاد اور اپنے من وتن کا حصہ بنا لیا ہے اور مجھے یقین ہے عشق مجھے دریائے وحدت کی انتہا تک لے جائے گا۔ زندگی میں وصالِ حق تعالیٰ حاصل نہیں ہوتا اگر کسی نے پایا بھی ہے تو اپنا سب کچھ لٹا کر اپنے آپ کو فنا کر کے پایا ہے۔

❁ ہسن دے کے رووَن لیوئی، تینوں دِتّا کِس دلاسا ھُو
عمر بندے دِی اینویں وِہانی، جینویں پانی وِچ پتاسا ھُو
سوڑی سامی سٹ گھتیسن، پلٹ نہ سکسیں پاسا ھُو
تیتھوں صاحب لیکھا منگسی باھُوؒ، رتی گھٹ نہ ماسا ھُو

اے طالبِ خام! تُو نے اللہ تعالیٰ کی محبت اور عشق، ہنسی خوشی دے کر دنیا اور عاقبت کا روگ لے لیا ہے، بتا تجھے یہ مشورہ اور تسلی کس نے دی کہ تو ایسا خسارے کا سودا کرے اور تیری عمر ہی کیا ہے؟ یہ تو ایسے گزر جائے گی جیسے پانی میں پتاسا گھل جاتا ہے اور تجھے قبر کی تنگ و تاریک کوٹھڑی میں پھینک دیا جائے گا جہاں تُو کروٹ بھی نہیں بدل سکے گا یعنی دین بھی گیا' دنیا بھی گئی اور مالکِ حقیقی تجھ سے ایسا حساب طلب کرے گا جس میں ماشہ اور رتی (ذرہ) بھر کی بیشی نہیں ہوگی تجھے زندگی کے ایک ایک لمحہ کا حساب دینا پڑے گا۔

❁ ہِکی ہِکی پیڑ کوُوں کُل عالم کُوکے، عاشقاں لکھ لکھ پیڑ سہیڑی ھُو
جتھے ڈُھہن رُڑھن دا خطرہ ہووے، کون چڑھے اُس بیڑی ھُو
عاشق چڑھدے نال صلاحاں دے، اُونہاں تار کپر وِچ بھیڑی ھُو
جتھے عشق پیا تُلدا نال رَتیاں دے باھُوؒ، اُوتھے عاشقاں لذت نکھیڑی ھُو

دنیا دار لوگ ایک ہی دکھ اور تکلیف سے تڑپ اٹھتے ہیں لیکن عاشق لاکھوں دکھ اور درد اپنے سینے میں چھپا کر بھی گلہ و فریاد نہیں کرتے۔ عشق کی کشتی ایسی ہے کہ جس کا راستے میں ہی ڈوبنے کا خطرہ لاحق رہتا ہے اس لیے لوگ اس میں سوار ہونے سے کتراتے ہیں لیکن عاشقِ ذات ہر خطرے سے بے نیاز ہو کر اس میں سوار ہو جاتے

Marfat.com

ہیں۔عشق کا ذرّہ ذرّہ بارگاہِ حقیقی میں جواہرات اور موتیوں سے قیمتی ہے۔اتنے قیمتی خزانہ کو حاصل کرنے کے لیے عاشق ہی اپنا سب کچھ داؤ پر لگاتے ہیں۔

قربِ الٰہی اس وقت تک حاصل نہیں ہوتا جب تک انسان اپنا گھر بار راہِ خدا میں قربان نہیں کر دیتا اور تکالیف و مصائب میں مرشد کے ساتھ وفا میں ذرا بھی کمی نہیں آتی۔

Marfat.com

باب 30

توفیقِ الٰہی

میرے مرشد پاک سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے:۔

❁ راہِ فقر میں ''توفیقِ الٰہی'' (فضلِ الٰہی) تمام کامیابیوں اور کامرانیوں کی بنیاد ہے۔ طالب کے لئے ضروری ہے کہ ہمیشہ راہِ فقر میں آگے بڑھنے کی کوشش کرے لیکن ہر کامیابی کو توفیقِ الٰہی سمجھے۔ انسانی فطرت یہ ہے کہ وہ ہمت وکوشش کے عوض عدل وانصاف کی طلب گار رہتی ہے۔ مگر صادق طالبِ مولیٰ خدا سے عدل نہیں فضل کی التجا کرتا ہے۔

❁ راہِ فقر راہِ عشق ہے۔ عاشق، عشق بس عشق کی خاطر کرتے ہیں صلے میں کچھ مانگنا عشق کی فطرت نہیں، طالب تو اس راہ میں مقامات ودرجات کا بھی طالب نہیں ہوتا۔ اسمِ اَللّٰہُ ذات کا ذکر اور تصور بھی اللہ تک پہنچنے کا بہانہ یا وسیلہ ہے اس لئے وہ اس کے عوض کسی بھی چیز کی امید اور خواہش ترک کر کے سب کچھ فضلِ ربّی پر چھوڑ دیتا ہے اللہ سے صرف نعمتِ دیدار ہی کا طلب گار رہتا ہے۔

❁ حضرت بو علی شاہ قلندرؒ فرماتے ہیں:

نیستی آگاہ از لطفِ خدا　　　　ہر چوں عاشق ہر زماں بیند ترا

''تو خدا کے لطف وکرم سے ناآشنا ہے وہ ہر وقت عاشق کی طرح تجھے دیکھتا رہتا ہے''۔

راہِ فقر میں کامیابی اللہ کے فضل اور کرم کے بغیر ممکن نہیں ہے لیکن اس کے فضل وکرم کے لئے نیت میں اخلاص کا ہونا بھی بہت ضروری ہے۔

Marfat.com

❁ حضرت سخی سلطان باھُورحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کے ذریعے طالب اللہ لاہوت لامکان میں ساکن ہوکر مشاہدہ انوارِ دیدارِ ذات کھلی آنکھوں سے کرتا ہے اور ہر دو جہان کی آرزوؤں سے بیزار ہو جاتا ہے۔ عین دیکھتا' عین سنتا اور عین پاتا ہے۔ یہ مراتبِ ''توفیق'' ہیں اور ''توفیق'' اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ایک نور ہے۔ اس ''نورِ توفیق'' سے طالب اپنے وجود کے اندر اپنے نفس کی صورت' اپنے قلب کی صورت' اپنی روح کی صورت اور سِرّ کی صورت شناخت کر لیتا ہے اور یہ چاروں صورتیں اس سے ہم کلام ہوتی ہیں۔ بعد ازاں طالب ''اہلِ توفیق'' حق لے لیتا ہے اور باطل کو چھوڑ دیتا ہے۔'' (نور الہدیٰ کلاں)

❁ راہِ خدا تعالیٰ علم و جہالت میں نہیں بلکہ خالص اللہ کی محبت میں ہے اور وہ اسے حاصل ہوتی ہے جس کی رفیق توفیقِ الٰہی ہو جائے۔ (عین الفقر)

❁ مرشد کامل توفیقِ الٰہی کا نام ہے۔ جب تک توفیقِ الٰہی شاملِ حال نہ ہو کوئی کام سرانجام نہیں پاتا۔ (عین الفقر)

❁ سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:- ''راہِ فقر میں توفیقِ الٰہی اصل میں ''مرشد کامل'' کو کہتے ہیں جب تک توفیقِ الٰہی شاملِ حال نہ ہو کوئی کام کامیابی سے ہمکنار نہیں ہوتا۔

❁ راہِ فقر میں کامیابی اللہ تعالیٰ کے فضل اور کرم کے بغیر ممکن نہیں ہے لیکن اس کے فضل و کرم کے لئے نیت میں اخلاص اور صدق کا ہونا ضروری ہے۔

حضرت سخی سلطان باھُورحمتہ اللہ علیہ پنجابی ابیات میں فرماتے ہیں:-

❁ لوک قبر دا کرسن چارہ، لحد بناون ڈیرا ھُو
چُٹکی بھر مٹی دِی پاسن، کرسن ڈھیر اُچیرا ھُو
دے درود گھراں نوں وَنجن، کوکن شیرا شیرا ھُو
بے پرواہ درگاہ ربّ دِی باھُوؒ، نہیں فضلاں باجھ نبیڑا ھُو

لوگ مرنے کے بعد تیری قبر بنا کر تجھے لحد میں اتاریں گے اور اس پر مٹی ڈال کر اونچا سا ڈھیر بنا دیں گے۔ پھر درود اور فاتحہ پڑھنے کے بعد گھروں کو چلے جائیں گے اور کچھ عرصہ رو دھو کر تجھے یاد کریں گے۔ یاد رکھ! اللہ تعالیٰ کی بارگاہ بے پرواہ اور بے نیاز ہے وہاں اس کے فضل و کرم کے بغیر کوئی سرخرو نہیں ہو سکتا۔

Marfat.com

نال میں سیر نال پا چھٹا کی، نال پوری سرسائی ھُو
نال میں تولہ نال میں ماشہ، ہن گل رتیاں تے آئی ھُو
رَتی ہونواں وَنج رَتیاں مِلاں، اوہ وِی پوری ناہی ھُو
تول وزن وَنج پورا ہوسی باھُوؒ، جداں ہوسی فضل الٰہی ھُو

اس بیت میں آپ رحمتہ اللہ علیہ بڑی عاجزی اور انکساری سے فرماتے ہیں کہ میری ہستی تو کچھ بھی نہیں ہے جو بھی ہے اللہ پاک کا فضل و کرم ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اس بیت میں اس بات کو نہایت خوبصورت مثالوں سے واضح کیا ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

نہ تو میں سیر ہوں' نہ پاؤ' نہ چھٹانک اور نہ ہی سرسا ہی' نہ ہی تولہ' نہ ہی ماشہ ہوں بلکہ اب تو بات ایک رتی کے برابر پہنچ چکی ہے۔ اگر میں رتی ہوتا تو رتیوں میں تولا جاتا اب لگتا ہے رتی کے برابر بھی نہیں رہا۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ کا فضل شاملِ حال ہو جائے تو وزن پورا ہو جاتا ہے اور منزل بھی مل جاتی ہے۔

یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ توفیقِ الٰہی (مرشد کامل)، اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اور اسکی مدد شاملِ حال نہ ہو تو راہِ فقر میں کامیابی ناممکن ہے۔

Marfat.com

باب 31

کلمہ طیبہ

کلمہ طیب ہی مسلمان ہونے کی بنیاد ہے۔ جب کوئی کلمہ طیب پڑھ لیتا ہے تو تمام دنیوی بت توڑ کر خالصتاً اسلام میں داخل ہو جاتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی واحدانیت اور رسالتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اقرار کرتا ہے۔ ایمان کا حصول کلمہ طیب ہے اور عرفانِ ذات کا حصول کلمہ کی حقیقت تک پہنچنے یعنی تصدیقِ قلب میں ہے۔

ایک مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابہ کرامؓ میں مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تھے کہ کچھ اعرابی (دیہاتی) لوگ جو نئے نئے مسلمان ہوئے تھے انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی "آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم بھی مومن ہیں ہم پر بھی عنایت فرمائیں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوسرے مومنین پر فرما رہے ہیں" ابھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جواب دینے بھی نہ پائے تھے کہ وحی کا نزول شروع ہو گیا:

❁ قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ط قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ط (سورہ الحجرات 14)

ترجمہ: "یہ دیہاتی کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان سے فرما دیں کہ تم کہو ہم اسلام لائے ہیں (یعنی زبانی کلمہ پڑھا ہے) اور ابھی ایمان تمہارے دِلوں میں داخل نہیں ہوا (یعنی تصدیقِ قلب کے مرتبہ پر نہیں پہنچے)"۔

زبانی کلمہ پڑھنے والا مسلمان اور تصدیقِ قلب والا مومن ہے۔

Marfat.com

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے:

❁ قَائِلُوْنَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کَثِیْرٌ وَّالْمُخْلِصُوْنَ قَلِیْلٌ (عین الفقر)

ترجمہ: (رسمی اور رواجی طور پر) کلمہ طیب پڑھنے والے تو کثیر ہیں مگر اخلاص سے کلمہ طیب پڑھنے والے بہت قلیل ہیں۔

❁ جس شخص کو تصدیقِ دِل حاصل نہیں اس کے زبانی اقرار کا کوئی فائدہ نہیں۔ (عین الفقر)

❁ اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَتَصْدِیْقٌ بِالْقَلْبِ۔ (عین الفقر) ترجمہ: اقرار زبان سے کرو اور تصدیق دِل سے کرو۔

❁ جس شخص نے صدقِ دل (تصدیقِ قلب) سے کلمہ طیبہ پڑھا وہ بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل ہوا۔

❁ بہترین ذکر کلمہ طیبہ ہے۔ (عین الفقر)

جو شخص کلمہ طیبہ کی نفی لَآ اِلٰہَ کو جان لیتا ہے اس سے دنیا اور آخرت کی کوئی چیز مخفی اور پوشیدہ نہیں رہتی۔ جو شخص لَآ اِلٰہَ کی کنہہ اور حقیقت کو پالیتا ہے اس پر اثبات اِلَّا اللّٰہُ کے کل درجات کھل جاتے ہیں اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا محرمِ راز ہو جاتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا محرم راز ہونا یہ ہے کہ کلمہ طیبہ پڑھنے والا جس وقت چاہے اپنے آپ کو مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں لے جائے۔ جس شخص کے وجود میں کلمہ طیبہ تاثیر کرتا ہے اور اسے نفع دینے لگ جاتا ہے تو کلمہ طیبہ دریا کی طرح اس کی رگ رگ اور ریشے ریشے میں ظاہر ہو جاتا ہے اور وہ توحید اور رسالت کی کنہہ اور حقیقت تک پہنچ جاتا ہے اور ایسا مرشد کامل اکمل کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ کلمہ طیبہ میں اسمِ اعظم اللّٰہُ' لِلّٰہ' لَہٗ' ھُو اور محمد ﷺ پوشیدہ ہیں۔ مرشد کامل وہ ہے جو طالب کو کلمہ طیبہ میں پوشیدہ توحید و رسالت کے اسرار سے واقف کرادے۔

سلطان الفقر (ششم) حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

❁ کلمہ طیب مسلمان ہونے کی بنیاد ہے جب کوئی کلمہ طیب پڑھتا ہے تو وہ زبان سے اقرار کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اس اقرار کے ساتھ ہی وہ مسلمان ہو جاتا ہے اور تصدیقِ قلب (دیکھ کر) سے کلمہ پڑھنا خواص کا اور اس کی حقیقت تک پہنچ جانا عارفین کا مرتبہ ہے۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُوؒ فرماتے ہیں:

❁ ہر دو جہان علم کی قید میں ہیں اور علم کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی قید میں ہے اور کلمہ طیب اسمِ اَللّٰہُ ذات کی قید میں ہے اور جو شخص کلمہ پڑھتا ہے اور دل سے اس کی تصدیق کرتا ہے اور کلمہ طیبہ کی کنہہ اور حقیقت کو جانتا ہے اس سے کوئی بھی علم مخفی نہیں رہتا۔" (امیر الکونین)

❁ جان لے کہ کلمہ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ میں ایک خاص تاثیر ہے جو اُس کے زبانی

Marfat.com

اقرار اور قلبی تصدیق میں پائی جاتی ہے۔ جب ذاکرِ کلمہ طیّب کے وجود میں قلبی تصدیق کامل ہو جاتی ہے تو اُس کے تمام وجود اور جسم و جان میں کلمہ طیّب کی تاثیر جاری ہو جاتی ہے جس سے اُس کا نفس مر جاتا ہے اور وہ تمام انبیاء و اولیاء کی ارواح سے ملاقات و دستِ مصافحہ کرنے پر قادر ہو جاتا ہے۔ یہ غرق فنا فی اللہ ذات فقیر کا مرتبہ ہے۔ پس کلمہ طیّب کے اقرار کا انحصار تصدیقِ دِل پر ہے اور تصدیقِ دِل کا انحصار توفیقِ روح پر ہے۔ جس طالب کو تصدیق و توفیق نصیب ہو جاتی ہے وہ ولایتِ اولیاء میں حضرت رابعہ بصریؒ و حضرت بایزید بسطامیؒ کے مرتبے پر پہنچ جاتا ہے ورنہ محض زبانی کلمہ طیّب پڑھنے والے یزید منافق تو بہت زیادہ ہیں۔ (محک الفقر کلاں)

❁ لَآ اِلٰہَ عبادت ہے جس سے ہر قسم کے نقش کی نفی ہوتی ہے، اِلَّا اللّٰہُ تجلّی ذات میں مشاہدہِ نورِ الٰہی کا اثبات ہے جس سے ذاتِ حق کا یقین کامل حاصل ہوتا ہے اور '' مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ '' کا اقرار سلامتیِ دین و ایمان اور اسلام و راستی ہے۔ جو آدمی اپنی عبادتِ جز کو عبادتِ کُل تک پہنچاتا ہے اور عبادتِ جز عبادتِ کُل میں ڈھل جاتی ہے تو اُس پر نور '' اَللّٰہُ '' کے تمام مقامات کھل جاتے ہیں، اُسے یقین حاصل ہو جاتا ہے اور وہ مطلق اہلِ یقین ہو جاتا ہے۔ اصل یقین یگانگیِ حق کا مقام ہے جو بندے کو باطل سے دور کرتا ہے۔ یقین حق الیقین کے مرتبے پر پہنچاتا ہے۔ (محک الفقر کلاں)

❁ کلمہ طیّب کے تین درجے ہیں: (۱) لَآ اِلٰہَ (۲) اِلَّا اللّٰہُ (۳) مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۔ ہزاروں ہزار طالبوں میں سے بعض فقط ''لَآ اِلٰہَ'' تک پہنچتے ہیں بعض فقط ''اِلَّا اللّٰہُ'' تک پہنچتے ہیں اور بعض '' مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ '' تک پہنچتے ہیں۔ '' لَآ اِلٰہَ '' نفی ہے، فانی ہے ''اِلَّا اللّٰہُ'' اثبات ہے، باقی ہے۔ مرتے وقت (مقامِ موتوا قبل ان تموتوا ۔ مرنے سے پہلے مرجاؤ) '' لَآ اِلٰہَ '' کہنے سے تمام عمر کے گناہ مٹ جاتے ہیں کہ نفی میں آکر تمام گناہ فنا ہو جاتے ہیں ''اِلَّا اللّٰہُ '' کہنے سے بندہ اثبات میں پہنچ جاتا ہے اور '' مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ '' کہنے سے مراتبِ انتہائے پیغمبری پر پہنچ جاتا ہے۔ پس پیغمبروں پر آتشِ دوزخ حرام ہے۔ یہ ہے کامل محبوبیّت کا مقام (مقامِ فقر تمامیّت ہے)۔ (عین الفقر)

❁ '' لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ '' کا ذکر دِل کو صاف و روشن کرنے والا عمل ہے۔ اس ذکر کے شروع میں دِل پر کلمہ طیّب کی پہلی ضرب پر منہ سے دھواں نکلتا ہے، دوسری ضرب پر غلباتِ ذکر سے منہ سے بجلی کی طرح آگ نکلتی ہے اور تیسری ضرب پر منہ سے چنگاریاں نکلتی ہیں۔ یہ ہے صحیح ذکرِ جہر۔ اس کے بعد جب ذکرِ خفیہ کیا جاتا ہے تو ذاکر کے وجود کا سارا گوشت ریزہ ریزہ ہو کر جدا ہو جاتا ہے۔ اس طرح کے ذکرِ جہر اور ذکرِ خفیہ سے آنکھوں سے خون جاری ہو جاتا ہے۔ مصنف کہتا ہے کہ اس فقیر کی والدہ محترمہ اسی طرح کا ذکرِ

Marfat.com

خفیہ کیا کرتی تھیں اور اُن کی آنکھوں سے خون جاری رہا کرتا تھا۔ ایسے ذاکر کو حضور الحق فقیر کہتے ہیں۔ جس ذاکر کا ذکرِ جہر ذکرِ خفیہ اس معیار کا نہیں اُسے ذاکر و ذکرِ حقیقی نہیں کہا جا سکتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اُس کا ذکر ذکرِ حیؔ قیوم نہیں بلکہ محض رسمی رواجی ذکر ہے۔

ذاکراں را ذکر باشد از اِلہٰ ذکر دانی چیست وحدت خاص راہ

ترجمہ: ''ذاکروں کو بارگاہِ الٰہی سے توفیقِ ذکر حاصل ہوتی ہے۔ کیا تُو جانتا ہے کہ ذکر کیا چیز ہے؟ ذکر وحدتِ حق کی خاص راہ ہے۔''

اس قسم کے ذکرِ خفیہ کی تاثیر سے ذاکر کے وجود سے کباب کی طرح جلے ہوئے گوشت کی بُو آتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ ''افضل ترین ذکر کلمہ طیب '' لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ '' کا ذکر ہے'' جس طرح آئینہ و شمشیر وغیرہ کو چمکانے والی چیز فولاد ہے اُسی طرح دِلوں کو چمکانے والی چیز کلمہ طیب '' لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ '' کا ذکر ہے۔ جس طرح نجاست کو صاف کرنے والی چیز پانی ہے اُسی طرح دِل کو پاک کرنے والی چیز کلمہ طیب '' لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ '' کا ذکر ہے۔ جس طرح تاریکی کو روشن کرنے والی چیز آفتاب و مہتاب ہے اُسی طرح دِل کو روشن کرنے والی چیز کلمہ طیب '' لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ '' کا ذکر ہے۔ اگر کوئی چاہے کہ اُس کا دِل مطلق روشن ضمیر، مثلِ آئینہ صفا، ہر دو جہان نما اور باطن ضیا ہو جائے، پہلی ہی کوشش سے دِل میں محبت وطلبِ الٰہی پیدا ہو جائے اور کفر و نفاق و ریا و عُجب و خصومیت و غضب و غل و غش جیسے خصائلِ رذیلہ سے نجات مل جائے تو اُسے معلوم ہونا چاہیے کہ اِن سب چیزوں کو دِل سے دور کرنے والی اور مقامِ حیرت و عبرت و تقویٰ و قربِ الٰہی تک پہنچانے والی چیز کلمہ طیب '' لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ '' کا ذکر ہے۔ پس تُو رات دِن، سوتے جاگتے مستی و ہوشیاری میں ہر وقت اپنے دِل کو کلمہ طیب '' لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ '' کے ذکر میں مشغول رکھ۔ جس طرح ظاہر میں نماز کے لیے لباس کی پاکیزگی شرط ہے اُسی طرح دِل کی پاکیزگی کے لیے کلمہ طیب '' لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ '' کا ذکر شرط ہے۔ ذکرِ کلمہ طیب کی تاثیر جب دِل پر ہوتی ہے تو تمام وہمات اور خطرات جیسے اوصافِ ذمیمہ دِل سے نکل جاتے ہیں اور غیرت کا تمام خس و خاشاک صاف ہو جاتا ہے کیونکہ ہر وقت دِل میں ذکرِ کلمہ طیب کی جھاڑو پھرتی رہتی ہے اور ہر گھڑی ایک نیا مشاہدہ کھلتا رہتا ہے۔ کلمہ طیب کے جس ذاکر کا دِل اِس طرح پاک ہو جائے وہ قائم اللیل اور صائم الدہر ہو جاتا ہے، اُس کی روح کو اخلاص نصیب ہو جاتا ہے، وہ اپنے نفس پر قہر برساتا ہے اور کسی وقت بھی ظاہری و باطنی عبادت سے خالی نہیں رہتا۔ (محک الفقر کلاں)

Marfat.com

✿ کلمہ طیب کو کثرت سے پڑھنا سنتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ جان لے کہ آدمی کے وجود میں خطرات درخت کی مثل ہیں اور ذکرِ کلمہ طیب فولادی کلہاڑی کی مثل ہے۔ جو آدمی اِس کلہاڑی سے خس و خاشاک اور درخت کاٹ کر وجود کی زمین کو صاف کر لیتا ہے تو یہ زمین تخم ریزی کے قابل ہو جاتی ہے اور جب وہ فکر کے بیلوں سے ذکر کے ہل کو چلاتا ہے تو اُمید پیدا ہو جاتی ہے کہ اُسے معرفتِ الٰہی کا سودمند تخم حاصل ہو جائے گا ورنہ اِن معاملات اور ذکرِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کے بغیر تو زندگی ضائع و برباد ہے خواہ آدمی عمر بھر نماز روزہ کرتا رہے، علمِ مسائلِ فقہ پڑھتا رہے، زکوٰۃ مال دیتا رہے اور حج کرتا رہے ذکرِ کلمہ طیب ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' کے بغیر مسلمان ہرگز نہیں ہو سکتا۔ جو آدمی یہاں تک پہنچ جاتا ہے وہ کسی سے ڈرتا نہیں یعنی پہنچنے کا تعلق خوفِ خدا سے ہے۔ (محک الفقر کلاں)

✿ کلمہ طیب چار چیزوں کا حاجت مند ہے: (1) جس کے دِل میں صدق نہیں وہ منافق ہے۔ (2) جس کے دِل میں کلمہ طیب کا احترام نہیں وہ فاسق ہے۔ (3) جسے کلمہ طیب سے حلاوتِ قلب نصیب نہیں وہ ریاکار ہے۔ (4) جس کے دِل میں کلمہ طیب کی تعظیم نہیں وہ بدعتی ہے۔ (محک الفقر کلاں)

آپؒ پنجابی ابیات میں فرماتے ہیں:-

✿ کلمے دی گل تد پیوسے، جداں کِل کلمے وِنج کھولی ھُو
عاشق کلمہ اُوتھے پڑھدے، جتھے نور نبیؐ دی ہولی ھُو
چودہ طبق کلمے دے اندر، کیا جانے خلقت بھولی ھُو
سانوں کلمہ پیر پڑھایا باھُوؒ، چند جان اُوسے توں گھولی ھُو

ہمیں کلمہ طیبہ کی کنہہ اور حقیقت کا ادراک اس وقت ہوا جب اسمِ اَللّٰہُ ذات کی کنجی نے دِل کے قفل کو کھول دیا۔ چودہ طبقات کلمہ طیبہ کے اندر ہیں' اس رازِ حقیقت کو یہ انجان لوگ نہیں جانتے اور عاشق لوگ مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کلمہ پڑھتے ہیں جہاں ہر وقت انوارِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارش ہوتی رہتی ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے دل کے اندر اُس وقت کلمہ طیبہ کے انوار نے سرایت کیا جب ہمارے مرشد کامل نے نگاہِ تلقین فرمائی۔ اس احسانِ عظیم کے بدلے ہماری جان اپنے مرشد کامل پر قربان ہو جس نے کلمہ کی حقیقت سے آگاہ کیا ہے۔

✿ کلمے دِی گل تداں پیوسے، جداں مرشد کلمہ دَسیا ھُو
ساری عمر وِچ کفر دے جالی، بِن مرشد دے دَسیا ھُو

Marfat.com

شاہ علیؓ شیر بہادر وانگن، کلمے وَڈھ کفر نوں سٹیا ھُو
دِل صافی تاں ہووے باھُوؒ، جاں کلمہ لُوں لُوں رَسیا ھُو

کلمہ طیبہ کی کنہہ اور حقیقت سے تب آگاہی حاصل ہوئی جب ہمارے مرشد کامل نے ہمیں کلمہ پڑھایا۔اور کلمہ کی حقیقت نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی مثل کفر کو دِل سے کاٹ کر پھینک دیا۔مرشد کے بغیر کلمہ کی حقیقت سمجھ ہی نہیں آتی اِس لیے مرشد کی راہبری کے بغیر کلمہ پڑھتے رہنا ساری عمر کفر میں گزارنے کے مترادف ہے اور دل کی صفائی تب ہوتی ہے جب کلمہ طیبہ لوں لوں کے اندر سرایت کر جاتا ہے۔

زبانی کلمہ ہر کوئی پڑھدا، دِل دا پڑھدا کوئی ھُو
جتھے کلمہ دِل دا پڑھیئے، اُوتھے ملے زبان ناں ڈھوئی ھُو
دِل دا کلمہ عاشق پڑھدے، کی جانن یار گلوئی ھُو
ایہہ کلمہ مینوں پیر پڑھایا باھُوؒ، میں سدا سوہاگن ہوئی ھُو

زبانی کلمہ تو ہر کوئی پڑھ لیتا ہے لیکن قلبی تصدیق کے ساتھ کلمہ تو کوئی کوئی پڑھتا ہے۔جب عاشق کلمہ کی کنہہ اور حقیقت کو اپنے اندر پا لیتے ہیں تو وہاں زبان ہلانے کی ضرورت نہیں رہتی بس دیدار ہی رہ جاتا ہے۔یہ کلمہ تو صرف عاشقِ ذات ہی پڑھتے ہیں۔زبانی باتیں بنانے والے اس کلمہ کی حقیقت کو نہیں سمجھ سکتے۔مجھے تصدیقِ قلب کے ساتھ کلمہ تو میرے مرشد کامل نے پڑھایا ہے اور میں دونوں جہانوں میں خوش بخت ہو گیا ہوں۔

کلمے لکھ کروڑاں تارے، ولی کیتے سے راہیں ھُو
کلمے نال بجھائے دوزخ، جتھے اَگ بلے ازگاہیں ھُو
کلمے نال بہشتیں جاناں، جتھے نعمت سَنج صباحیں ھُو
کلمے جیہی کوئی نعمت ناہیں باھُوؒ، اندر دوہیں سرائیں ھُو

کلمہ طیب کی حقیقت تک پہنچ کر سینکڑوں طالب رازِ فقر کو پا گئے اور لاکھوں کروڑوں ولی اللہ بن گئے۔کلمہ طیبہ کی حقیقت جس طالب کے اندر سرایت کر جاتی ہے دوزخ بھی اس سے دور بھاگتی ہے۔کلمہ ہی ہمیں بہشت میں لے جائے گا جہاں صبح وشام پروردگار کی نعمتوں کی فراوانی ہے۔کلمہ طیبہ جیسی نعمت دونوں جہانوں میں اور کوئی نہیں ہے۔

Marfat.com

کلمے نال میں ناتی دھوتی، کلمے نال ویاہی ھُو
کلمے میرا پڑھیا جنازہ، کلمے گور سہائی ھُو
کلمے نال بہشتیں جاناں، کلمہ کرے صفائی ھُو
مُڑن محال تنہاں نوں باھُوؒ، جنہاں صاحب آپ بلائی ھُو

کلمہ طیّبہ کا ذکر سر سے لے کر پاؤں تک میرے وجود کے اندر جاری ہو گیا ہے اور اس کے نور نے میری نس نس میں سرایت کر کے مجھے پاکیزہ کر دیا ہے۔ اب تو یہ میری زندگی کا ساتھی بن چکا ہے اور میرے وجود کا حصہ ہے۔ اِسی نے میرا جنازہ پڑھنا ہے اور یہی میری قبر کو روشن کرے گا۔ یہی مجھے بہشت میں لے جائے گا۔ وہ طالب کبھی بھی راہِ فقر سے واپس نہیں ہوتے جن کو اللہ کے فضل و کرم سے راہِ فقر نصیب ہوتی ہے اور جن کو اللہ تعالیٰ خود اپنی طرف بلاتا ہے۔

ہور دوا نہ دِل دی کاری، کلمہ دِل دی کاری ھُو
کلمہ دُور زنگار کریندا، کلمے میل اُتاری ھُو
کلمہ ہیرے لعل جواہر، کلمہ ہٹ پساری ھُو
اِتھے اوتھے دوہیں جہانیں باھُوؒ، کلمہ دولت ساری ھُو

کلمہ طیّبہ کے علاوہ دِل کے لئے کوئی اور دوا مجرب نہیں ہے۔ کلمہ ہی دِل کا زنگار دور کر کے اُسے آلائشوں سے پاک صاف کرتا ہے۔ ایک طالب کے لئے ہیرے لعل اور جواہر کلمہ طیّبہ ہی ہے اور جس طرح پنسار کی دکان میں تمام ادویہ موجود ہوتی ہیں اسی طرح کلمہ طیّبہ میں دل (باطن) کی بیماریوں کی تمام دوائیں موجود ہیں۔ دونوں جہانوں میں سب سے بڑی دولت کلمہ طیّبہ ہی ہے۔

کلمے دی کَل تداں پیوسے، جداں کلمے دل نوں پھڑیا ھُو
بے درداں نوں خبر نہ کوئی، درد منداں گل مڑھیا ھُو
کُفر اسلام دی کَل تداں پیوسے، جداں بھن جگر وِچ وڑیا ھُو
میں قربان تنہاں توں باھُوؒ، جنہاں کلمہ صحی کر پڑھیا ھُو

ہمیں کلمہ طیّبہ کی حقیقت کا تب پتہ چلا جب کلمے نے دل کے اندر پوشیدہ رازِ حقیقی سے آگاہ کیا۔ اسی طرح تصدیقِ دل کے ساتھ کلمہ تو عاشقانِ ذات نے ہی پڑھا ہے۔ علما اور دنیا داروں کو تو اس حقیقت کی خبر تک

Marfat.com

نہیں ہے۔ کفر و اسلام کا فرق بھی تب ہی سمجھ میں آیا جب کلمہ کی حقیقت کو پایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں ان طالبانِ مولیٰ کے قربان جاؤں جنہوں نے تصدیقِ دل کے ساتھ کلمہ پڑھ کر اس کی حقیقت اور راز کو پالیا ہے۔

کلمہ کے تین درجے ہیں: مبتدی کا زبان سے کلمہ پڑھنا، متوسط کا تصدیقِ دِل سے کلمہ طیب کا اقرار اور منتہی کا فنافی اللہ بقاباللہ ہونا ہے۔

کلمہ طیبہ کے زبانی اقرار اور پھر قلبی تصدیق سے دل میں موجود غیر اللہ کی محبت فنا ہو جاتی ہے۔ شرک خارج ہو جاتا ہے۔

خاص کی توحید یہ ہے کہ دیدارِ حق تعالیٰ حاصل ہو جائے اور مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دائمی حضوری حاصل ہو جائے اور خواص کی توحید یہ ہے کہ بندہ توحید میں غرق ہو کر ہمہ تن توحید ہو جائے۔ اس کے بغیر جو کچھ ہے سب کہانیاں قصے ہیں۔

Marfat.com

باب 32

فکر، تفکّر اور مراقبہ

❁ قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

کیا انہوں نے اپنے اندر فکر نہیں کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا اور جو کچھ ان میں ہے حق کے ساتھ اور مقررہ وقت تک، بے شک اکثر لوگ لقائے الٰہی (دیدارِ الٰہی) کو جھٹلاتے ہیں۔ (سورہ روم۔ آیت ۸)

اس آیت مبارکہ میں اللہ پاک نے دعوتِ غور و فکر دی ہے کہ اپنے اندر تفکّر اور غور و فکر کرو اور آسمانوں اور زمین میں اور ان کے اندر جو کچھ پیدا فرمایا گیا ہے یہ حق ہے اور مقررہ مدت تک کے لیے ہے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:

❁ تَفَکَّرُوْا فِیْ اٰیٰتِہٖ وَلَا تَفَکَّرُوْا فِیْ ذَاتِہٖ ۝

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی آیات میں تفکّر کرو مگر اس کی ذات میں تفکّر مت کرو۔

❁ تَفَکُّرُ السَّاعَۃِ خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَۃِ الثَّقَلَیْنِ ۝

ترجمہ: گھڑی بھر کا تفکّر دونوں جہان کی عبادت سے بہتر ہے۔

❁ اَلذِّکْرُ بِلَا فِکْرٍ کَصَوْتِ الْکَلْبِ۔ (عین الفقر)

ترجمہ: فکر کے بغیر ذکر کرنا گویا کُتے کا بھونکنا ہے۔

Marfat.com

کسی علم کو سیکھنے یا کسی چیز کو سمجھنے کے لئے جب ہم تفکّر کرتے ہیں تو ہمارے ذہن میں یہ تجسس پیدا ہوتا ہے کہ اس چیز کی اصلیت کیا ہے؟ یہ کیوں ہے؟ اور کس لئے ہے؟ اگر چھوٹی سے چھوٹی بات میں بھی تفکّر کیا جائے تو اس چھوٹی سی بات کی بڑی اہمیت معلوم ہوتی ہے اور اگر کسی بڑی سے بڑی بات پر غور وفکر نہ کیا جائے تو وہ بڑی بات غیر اہم اور فضول بن جاتی ہے۔ تفکّر سے ہمیں کسی شے کے بارے میں علم حاصل ہوتا ہے اور پھر تفکّر کے ذریعہ اس علم میں جتنی گہرائی پیدا ہوتی ہے اسی مناسبت سے اس چیز اور اس چیز کی صفات کے بارے میں ہم باخبر ہو جاتے ہیں۔ دنیا آج مادی اور سائنسی ترقی کے جس مقام پر کھڑی ہے اس کی بنیاد غور وفکر ہی ہے۔ ہر ایجاد اور دریافت کے پیچھے کسی سائنس دان، فلسفی یا مفکر کا غور وفکر اور تفکّر موجود ہے۔

❁ علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

۱۔ فقرِ قرآں اختلاطِ ذکر و فِکر فِکر را کامل ندیدیم جز ذکر

۲۔ ذکر؟ ذوق و شوق را دادن ادب کارِ جان است ایں نہ کارِ کام و لب

۳۔ خیزد از وے شعلہ ہائے سینہ سوز با مزاجِ تو نمی سازد ہنوز

ترجمہ: (1) فقرِ قرآن ذکر اور فِکر کا باہم اختلاط ہے میں نے ذکر کے بغیر فِکر کو کامل نہیں دیکھا۔ (فکر سے مراد اپنی ذات کے اندر غور کرنا اور خودی کی پہچان حاصل کرنا ہے جبکہ ذکر سے مراد ذکرِ اسمِ ذات ہے۔ جب طالب ان دونوں خصوصیات کا حامل ہو جاتا ہے تو وہ صاحبِ فقر ہو جاتا ہے)۔

(2) ذکر کیا ہے؟ ذوق وشوق کو ادب سکھانے کا نام ہے اور یہ روح کا کام ہے حلق اور ہونٹوں کا کام نہیں۔ (یعنی اقبالؒ کے نزدیک ذکر وہ نہیں جو ہونٹوں یا زبان سے کیا جاتا ہے بلکہ ذکر سے مراد وہ ذکر ہے جو روح سے کیا جاتا ہے یعنی ذکرِ اسمِ ذات)

(3) ذکر (ذکرِ اسمِ ذات) سے سینے کو جلا دینے والے (عشق کے) شعلے اٹھتے ہیں اور یہ ابھی تک تیرے مزاج سے موافقت نہیں رکھتے گویا ذکرِ اَللّٰہ سے پیدا ہونے والی عشق کی آگ ماسوی اللہ کو جلا ڈالتی ہے۔ (جاوید نامہ)

سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

❁ کسی علم یا چیز کو سمجھنے کے لئے جب ہم سوچ بچار کرتے ہیں تو اسے فکر، تفکر یا غور وفکر کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے دنیا آج مادی اور سائنسی ترقی کے جس مقام پر کھڑی ہے اس کی بنیاد سائنس دانوں کا مادیت میں غور وفکر ہی ہے۔ ہر ایجاد اور دریافت کے پیچھے غور وفکر اور تفکر پنہاں ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ انسان کو اپنی ذات کے اندر فکر کرنے کی دعوت دیتا ہے فرمانِ حق تعالیٰ ہے اَوَلَمْ یَتَفَکَّرُوْا فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ (ترجمہ: کیا وہ اپنے اندر فکر

Marfat.com

نہیں کرتے) انسان جب اپنے اندر فکر کرتا ہے تو اس راز تک پہنچ جاتا ہے جس کے بارے میں حدیثِ قدسی ہے اَلْاِنْسَانُ سِرِّی وَاَنَا سِرُّہٗ (ترجمہ: انسان میرا راز ہے اور میں انسان کا راز ہوں) جب انسان اس راز سے آگاہ ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنا محرم راز بنا لیتا ہے۔ اس لئے فقراء من میں ڈوبنے' تن کے حجرے میں جھانکنے اور اپنے اندر داخل ہونے کی تلقین کرتے رہتے ہیں۔ یاد رہے کہ مراقبہ بھی فکر اور تفکر ہی کا نام ہے ابتدائی مراقبہ یہ ہے کہ آنکھیں بند کر کے ذہن کو اسمِ اَللّٰہُ ذات پر یکسو کیا جاتا ہے اور عارفین کا مراقبہ یہ ہے کہ کھلی آنکھوں سے ہر چیز کا نظارہ کرتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کا فرمان ہے ''میں چالیس سال تک اللہ تعالیٰ سے محوِ کلام رہا لوگ یہ سمجھتے رہے کہ میں ان سے باتیں کر رہا ہوں''۔

❁ حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی تصنیفات میں غور و فکر کے بارے میں بہت سی اصطلاحیں استعمال فرمائی ہیں اور ان کا منشاء مندرجہ بالا قرآنی آیات کے مطابق تفکّر ہی ہے۔ مثلاً

1۔ مراقبہ 2۔ فکر یا تفکّر

مراقبہ اور تفکّر میں فرق

مراقبہ تفکّر ہی کی ایک قسم ہے لیکن مراقبہ اور تفکّر میں فرق صرف یہ ہے کہ مراقبہ کے لیے خلوت کا ہونا، آنکھیں بند کر کے قلب کو ایک نکتہ پر یکسو کرنا ضروری ہے۔ جب اس طریقہ سے تفکّر پختہ ہو جاتا ہے تو وہ راز اللہ تعالیٰ اس پر عیاں کر دیتا ہے جس کے بارے میں تفکّر کیا جا رہا ہوتا ہے لیکن فکر یا تفکّر کے لیے خلوت کا ہونا یا آنکھیں بند کرنا ضروری نہیں ہے اس میں طالب ہر لمحہ ہر آن، تنہائی میں، ہجوم میں، دنیا کے معاملات کے وقت ایک ہی بات پر غور و فکر یا سوچ بچار کر رہا ہوتا ہے اور آہستہ آہستہ اللہ تعالیٰ اس پر وہ راز عیاں کرتا چلا جاتا ہے جس کے بارے میں وہ تفکّر کرتا رہتا ہے۔ یعنی کھلی آنکھوں سے ہر شے کو دیکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے رازوں سے آگاہ ہوتا ہے۔ یہ مراقبہ سے اعلیٰ مرتبہ ہے آپ یوں کہہ سکتے ہیں مراقبہ ابتدا ہے اور تفکّر انتہا ہے۔ مراقبہ یا تفکّر دراصل اس تفکّر کا نام ہے جس سے انسان اس علم کو حاصل کرتا ہے جو اس کی روح کا علم ہے یہ علم حاصل ہونے کے بعد انسان اپنی روح سے وقوف حاصل کر لیتا ہے۔ فقر کا راستہ تفکّر ہی کا راستہ ہے۔ تفکّر سے ہی اس راہ کے راز کھلتے چلے جاتے ہیں۔ اسی لیے طالبِ مولیٰ ہر لمحہ تفکّر میں گم رہتا ہے اور ہر لمحہ نئی منزل تفکّر کے ذریعہ حاصل کرتا ہے۔

Marfat.com

مراقبہ

مراقبہ میں استغراق یا غیب کی کیفیت بظاہر خواب سے ملتی جلتی ہے اور عام طور پر احوال بھی یکساں ہوتے ہیں۔ البتہ خواب میں دل کی نگہبانی وحفاظت میں اس قدر احتیاط نہیں رہتی اس لئے مراقبہ خواب سے زیادہ قوی اور کہیں زیادہ غالب ہوتا ہے۔

حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

- خواب ومراقبہ کی کیفیت ایک جیسی ہوتی ہے بلکہ مراقبہ خواب سے زیادہ گہرا ہوتا ہے کہ صاحبِ خواب تو شور وغوغا سے بیدار ہو جاتا ہے لیکن جس پر مراقبہ غالب آ جاتا ہے وہ نورِ وحدانیتِ ذات کے مشاہدہ میں غرق ہو کر اس حالت کو پہنچ جاتا ہے کہ اگر کوئی تن سے اس کا سر بھی اڑا دے تو اسے خبر نہیں ہوتی۔ پس ثابت ہوا کہ مراقبہ موت کی مثل ہے' لیکن موت کی مثل ہوتے ہوئے بھی صاحبِ مراقبہ میں شعور بیدار رہتا ہے اور جواب باصواب پاتا رہتا ہے۔ مراقبہ سے عارفوں کو نورِ معرفت کی سرفرازی نصیب ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اِن سے راضی رہتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی رہتے ہیں۔ مراقبہ واصل بحق کرنے والے عمل کو کہتے ہیں۔ مراقبہ محبوب کی صحبت' اسرارِ الٰہی اور مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محرمیت اور نور الہدیٰ تجلّی ذات کے مشاہدہ کو کہتے ہیں۔ (شمس العارفین)

مراقبہ دل کی ایک خاص کیفیت کا نام ہے جس کے تحت بندے کے دِل کی نگرانی ہوتی رہتی ہے ہر مراقبے کا مدعا اور منشاء یہ ہوتا ہے کہ غیر اللہ دل میں نہ آنے پائے۔ مراقبے کے باعث نفسانی اور شیطانی خطرات سے چھٹکارا حاصل کیا جاتا ہے۔ مراقبہ وہ ذریعہ خاص ہے جو طالب کو مولا تک پہنچا دیتا ہے۔ ایسے مراقبہ کو مشاہدہ کا نام دیا جاتا ہے۔ حضرت سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

- مراقبہ دل کی نگہبانی کو کہتے ہیں مراقبہ ایک نگہبان ہے جو غیر حق رقیب مثلاً خطراتِ نفسانی، خطراتِ شیطانی، امراضِ پریشانی اور ماسوی اللہ کسی چیز کو دل میں نہیں آنے دیتا۔ (شمس العارفین)

مراقبہ میں انسان پر روحانی اسرار منکشف ہوتے ہیں۔ صاحبِ مراقبہ اللہ کے نور کا مشاہدہ کرتا ہے' دیدارِ الٰہی نصیب ہوتا ہے۔ پھر وہ ایک لمحہ بھی تجلیاتِ ذات کے مشاہدہ اور دیدار سے نہیں رکتا۔ خواہ ظاہر میں لوگوں سے بات چیت ہی کیوں نہ کرتا ہو اور دنیاوی زندگی میں مصروف کیوں نہ رہتا ہو۔ اسے باطن میں ہمیشہ دائمی حضوری حاصل ہوتی ہے۔

Marfat.com

آپؒ فرماتے ہیں:

❀ مراقبہ خدا کی محبت کا نام ہے اور یہ مقام ''حیّ و قیوم لازوال'' میں استغراق کا راہنما ہے اس کے ذریعہ مقامِ ''مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوا '' (موت سے قبل مرجانا) حاصل ہوتا ہے۔ مراقبہ سے آدمی صاحبِ مشاہدہ حضورِ حال احوال اور سِرّ اسرار کی سیر سے واقف ہوتا ہے اور مجلسِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری سے مشرف ہوتا ہے۔ (عین الفقر)

مراقبہ کا طریقہ یہ ہے کہ آنکھیں بند کر کے ذکر وفکر میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ یہ ذکر قلبی اور کسی اسماء الحسنٰی کا بھی ہوسکتا ہے اور کسی آیت کا بھی اور اسمِ اَللّٰہُ ذات کا تصور بھی ہوسکتا ہے۔ ذکر، فکر اور تصور اتنا پختہ ہو جاتا ہے کہ پھر مراقب کو آنکھیں بند کرنے کی بھی ضرورت نہیں رہتی۔

حضرت سخی سلطان باھُوؒ رحمتہ اللہ علیہ اس سلسلہ میں فرماتے ہیں:-

❀ مراقبہ کئی طرح کا ہوتا ہے مثلاً مراقبہ ذکر وفکر، مراقبہ حضور مذکور، مراقبہ فنافی الشیخ، مراقبہ فنافی اللہ، مراقبہ فنافی ھُوَ مراقبہ فنافی فقر، مراقبہ فنافی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، مراقبہ فنافی نفس، مراقبہ فنافی نو دنہ (99 اسماء الحسنٰی)۔ (عین الفقر)

❀ مراقبہ کا طریقہ بیان کرتے ہوئے آپؒ فرماتے ہیں: ''باطنی تحقیقات کی رُو سے وہ مراقبہ کہ جس میں باطل شیطانی، خطراتِ نفسانی اور حادثاتِ دنیا فانی سے پیدا ہونے والے وہمات نہ پائے جاتے ہوں اور ذکر و فکر و کلماتِ تسبیح کے ذریعے بالکل صحیح ہو، یہ ہے کہ جب طالب اللہ باطن کی طرف متوجہ ہو کر تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے مراقبہ شروع کرے تو اُسے چاہیے کہ پہلے تین بار ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم''، تین بار درود شریف، تین بار آیۃ الکرسی، تین بار '' سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ '' تین بار چاروں قل شریف، تین بار سورۃ فاتحہ، تین بار استغفار، تین بار کلمۂ تمجید اور تین بار کلمۂ طیب لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھ لے اور پھر اپنی نظر اسمِ اَللّٰہُ ذات اور اسمِ محمدؐ پر ٹکا دے۔ اس کے بعد آنکھیں بند کر کے مجلس انبیاء و اولیاء اللہ اور معرفت اِلَّا اللّٰہُ کی نیت کر لے تو مرشد کامل بے شک اپنی رفاقت میں اُسے حضورِ مجلس میں پہنچا دے گا۔ (مجالسۃ النبی خورد)

❀ اپنی کتاب محک الفقر (کلاں) میں مراقبہ کی آپؒ نے تین منازل بیان کی ہیں: پہلا مراقبہ مبتدی جس میں استغراق حاصل ہوتا ہے اور طالب روشن ضمیر ہو جاتا ہے دوسرا مراقبہ متوسط جس میں استغراق اس حد تک جا پہنچتا ہے کہ طالب ظاہر کے عوامل سے بالکل بے خبر ہو جاتا ہے اور تیسرا مراقبہ منتہی جس میں نورِ وحدانیت ذات کے مشاہدہ میں غرق ہو جاتا ہے۔

❀ جب کوئی علمِ مراقبہ کا مطالعہ شروع کرتا ہے تو سب سے پہلے اُس کے دل میں محبت پیدا ہوتی ہے جس

Marfat.com

سے سات مجالس کی حضوری کھلتی ہے اور وہ آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تک تمام انبیائے کرام کی ارواح کی زیارت کرتا ہے۔ بے شک یہ علم مراقبہ کا ابتدائی سبق ہے۔ اسمِ اَللّٰہُ ذات کا مراقبہ صاحبِ مراقبہ کو لاھوت لامکان میں پہنچا کر مشاہدۂ حضور کراتا ہے۔ مراقبے کی قدر و قیمت وہ نادان اہلِ ذکر فکر نہیں جانتا جو حبسِ دم کر کے حیوانوں کی طرح پریشان رہتا ہے۔ مراقبہ تو موت جیسی کیفیت ہے۔ جو کوئی اسمِ اَللّٰہُ ذات کی توجہ و تصور سے مراقبہ اختیار کرتا ہے اس پر احوالِ موت و جان کنی کا مشاہدہ و معائنہ کھل جاتا ہے اور وہ حقیقتِ قبر، سوالاتِ منکر نکیر اور حسابگاہِ قیامت کو دیکھ لیتا ہے اور پل صراط سے گزر کر بہشت میں داخل ہو جاتا ہے جہاں وہ تماشائے حور و قصور اور انوارِ دیدارِ پروردگار سے مشرف ہوتا ہے۔ یہ ہے مرتبہ صاحبِ حق الیقین و صاحبِ وصال اہلِ مراقبہ کا۔ (عین الفقر)

راہِ سلوک میں جب طالب مختلف منازل طے کرتا ہے تو اسے اپنی ہر منزل اور راہ پر اسی منزل کی مناسبت سے مشاہدات حاصل ہوتے ہیں جیسا کہ آپؒ فرماتے ہیں:

❁ چار منازل پر چار قسم کا مراقبہ ہوتا ہے۔ (۱) شریعت اطاعتِ عبودیت کا مراقبہ ناسوت کا مشاہدہ ہے۔ اس مراقبہ میں طالب جو کچھ دیکھتا ہے۔ ناسوت کو دیکھتا ہے؛ دنیا کو دیکھتا ہے۔ (۲) دوسرا مراقبہ مقامِ ملکوت میں صاحبِ ورد و وظائف کا مراقبہ ہے۔ جس میں صاحبِ مراقبہ کو فرشتوں کی سی پاکی تن حاصل ہوتی ہے اور وہ ملکی صفات سے متصف ہو جاتا ہے۔ اِس مراقبہ میں وہ جو کچھ دیکھتا بھالتا ہے عالمِ ملکوت کو دیکھتا ہے اور عالمِ ملکوت کو وہ اِس لئے دیکھتا ہے کہ وہ فرشتوں کی سی صفات کا حامل ہوتا ہے۔ (۳) تیسرا مراقبہ اہلِ جبروت کا مراقبہ ہے جس میں اہلِ اللہ ذکر اللہ کے ذریعے جو کچھ دیکھتا ہے مقامِ جبروت میں دیکھتا ہے۔ جبرائیل علیہ السلام کو دیکھتا ہے۔ (۴) چوتھا مراقبہ عالمِ لاھوت کا مراقبہ ہے جس میں اہلِ معرفت جو کچھ دیکھتا ہے عالمِ لاھوت میں دیکھتا ہے۔ اِن چار مقامات کے مراقبوں کے علاوہ پانچواں مراقبہ بھی ہے جو مقامِ ربوبیت میں غرق فنا فی اللہ حضور کا مراقبہ ہے۔ مقامِ ربوبیت کے اِس مراقبہ میں انسان جو کچھ بھی دیکھتا ہے سوائے ربوبیت توحید کے اور کچھ نہیں دیکھتا۔ اِس مقام پر اللہ تعالیٰ کے فرمان ''كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ ۝'' (ہر روز اللہ تعالیٰ کی ایک نئی شان ہوتی ہے) کے مطابق طالب اللہ کو ہر روز ایک نئی شان حاصل ہوتی ہے۔ (عین الفقر)

❁ آپؒ مزید ارشاد فرماتے ہیں: ''جو شخص مراقبہ کرتا ہے اور اِس میں غرقِ فنا ہو کر ایسا بے خود ہو جاتا ہے کہ اُسے اپنے آپ کی بھی خبر نہیں رہتی اور پھر پلک جھپکنے کی دیر میں مراقبہ سے نکل کر سب دیکھا بھالا بھلا دیتا ہے تو معلوم ہوا کہ اُس نے منجانب الوہیت عین ذات کو دیکھا ہے۔ یہ مراتب اُس عاشق دیوانہ کے ہیں جو اپنی

Marfat.com

جان سے بیگانہ ہو کر پروانے کی طرح آتشِ عشق میں جلتا رہتا ہے لیکن یہ مراقبہ بھی درمیانہ ہے کہ ابھی وحدت میں نہیں آیا۔ ابھی حق سے بیگانہ ہے اور شانے پر پڑی ہوئی زلفوں کی طرح پریشان ہے۔ ابھی تک وہ خام و ناتمام ہے۔ مراقبہ سمندر کے اُس غواص کی طرح ہونا چاہیے جو ہر دم میں سمندر سے موتی نکال لاتا ہے۔ (عین الفقر)

حضرت سخی سلطان باھُوؒ مراقبہ کا ذکر کرتے ہوئے شمس العارفین میں فرماتے ہیں کہ مراقبہ سے اسرارِ الٰہی کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ آپؒ سب سے اعلیٰ مراقبہ اسمِ اَللّٰہُ ذات کے مراقبہ کو قرار دیتے ہیں اور اسی سے طالب لاھوت لامکان میں پہنچ کر دیدارِ الٰہی سے مشرف ہوتا ہے۔ اسی مراقبہ سے طالب کو معراج حاصل ہوتی ہے۔ آپؒ فرماتے ہیں:-

❁ طالبِ اللہ جب مراقبہ میں اسمِ اَللّٰہُ ذات کو دیکھتا ہے تو اسمِ اَللّٰہُ ذات اُسے مقامِ عین پر پہنچا دیتا ہے، جہاں وہ اپنے مطلوب کو دیکھتا ہے اور اس کی دید میں اس قدر غرق ہو جاتا ہے کہ اُسے نہ ذکر فکر یاد رہتا ہے نہ دم قدم اور راحت و غم یاد رہتا ہے۔ نہ اُسے فقر و فاقہ یاد رہتا ہے نہ نفسِ ذائقہ یاد رہتا ہے۔ نہ اُسے حضور مذکور کی خبر رہتی ہے نہ اُسے دور و نزدیک کا پتہ یاد رہتا ہے۔ نہ اُسے قدر و قضا یاد رہتی ہے اور نہ ہی اُسے حرص و ہوا کا پتہ رہتا ہے۔ پھر وہ کون سے مقام پر پہنچتا ہے؟ اُسے بھلا کیا یاد رہتا ہے؟ فقط ذوق شوق محبت۔ عاشق جب اِس مقام پر پہنچتا ہے تو اُس کا ہر کام مکمل ہو جاتا ہے اور اُس پر ذکر فکر حرام ہو جاتا ہے۔ اِس مقام پر وہ جو کچھ دیکھتا ہے، خاص (اللہ تعالیٰ) ہی دیکھتا ہے۔ (عین الفقر)

❁ جان لے کہ جو شخص خواب یا مراقبہ کے دوران بہشت میں داخل ہو کر بہشتی کھانا کھا لیتا ہے اور بہشتی نہر کا پانی پی لیتا ہے اور حور و قصور کا نظارہ کر لیتا ہے تو پھر اُسے زندگی بھر کھانے پینے کی حاجت نہیں رہتی کہ اُس کے وجود سے بھوک و پیاس ہمیشہ کے لیے مٹ جاتی ہے، زندگی بھر اُسے نیند نہیں آتی خواہ بظاہر وہ سوتا ہوا ہی کیوں نہ نظر آئے اور ایک ہی وضو میں وہ ساری عمر گزار دیتا ہے اور اُس کے وجود میں اِس قدر قوت و توفیقِ الٰہی پیدا ہو جاتی ہے کہ رات ہو یا دن کسی وقت بھی اس کا سر سجدے سے فارغ نہیں ہوتا اور وہ روز بروز فربہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ بظاہر وہ جو کچھ بھی کھاتا پیتا ہے تو محض لوگوں کی ملامت اور خود کو لوگوں کی نظر سے پوشیدہ رکھنے کے لیے کھاتا پیتا ہے۔ اُس کے لیے موسمِ سرما اور گرما برابر ہوتے ہیں۔ نہ اُسے سردی بھاتی ہے اور نہ ہی گرمی۔ لیکن یہ مرتبہ بھی ایک خام و کمتر درویش کا مرتبہ ہے۔ فقیر کو اس مرتبے سے شرم و حیا آتی ہے کہ فقرِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) سے یہ مرتبہ بہت دور ہے اور اس کا تعلق نفس و ہوا سے ہے۔ انتہائی مرتبہ یہ ہے کہ خواب و مراقبہ میں دیدارِ الٰہی نصیب ہو جائے جس کی مثال نہیں دی جا سکتی۔ ایسے خواب و مراقبہ میں صاحبِ مراقبہ کے وجود میں

Marfat.com

تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات، معرفتِ توحید اور طلب ومحبت سے قہر وجلالیت کی آگ بھڑک اٹھتی ہے جس سے وہ اپنے نفس کو قہر وغضب میں گرفتار کر کے ہر وقت عبادت میں مشغول رہتا ہے، ہر وقت لباسِ شریعت میں ملبوس رہتے ہوئے اتباعِ شریعت میں کوشاں رہتا ہے اور کہتا رہتا ہے کہ ''اللہ تعالیٰ کی ذات میں غور وفکر مت کرو بلکہ اُس کی آیات میں غور وفکر کرو۔'' (کلید التوحید کلاں)

آپؒ نے اپنی مشہورِ زمانہ تصنیفِ لطیف عین الفقر میں مراقبہ کے سات مراتب بیان فرمائے ہیں۔

آپؒ فرماتے ہیں؛

❁ مراتبِ مراقبہ سات قسم کے ہیں۔ اول مراقبہ جاہل۔ یہ نقلی مراقبہ ہے' جعل ہے۔ دوم مراقبہ اہلِ بدعت سرود۔ جیسے کہ دجال کا استدراج ہے۔ سوم مراقبہ ذکر۔ اس مراقبہ میں ذاکر مراتبِ ذکر دیکھتا ہے کہ وہ صاحبِ حال ہوتا ہے۔ چہارم صاحبِ فکر کا مراقبہ جس میں وہ صاحبِ تفکر و صاحبِ احوال ہوتا ہے جس کے بارے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ''گھڑی بھر کا تفکر دونوں جہان کی عبادت سے بہتر ہے۔'' پنجم مراقبہ کامل عارف باللہ کا ہے جس میں وہ عرفان کا مشاہدہ کرتا ہے۔ ششم مراقبہ مکمل ہے جو معارف اہلِ روح دیکھتا ہے۔ ہفتم مراقبہ فقر ہے جسے زوال نہیں۔ یہ مراقبہ اُس فنا فی اللہ فقیر کا ہے جو بعینِ ذات غرقِ وحدانیت ہوتا ہے۔ جس کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ''جب فقر کامل ہوتا ہے وہی اللہ ہے۔''

مراقبہ میں طالب کو مختلف مناظر بکثرت نظر آتے ہیں اس سلسلہ میں حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی تصانیف میں ان مناظر کی تشریح فرمائی ہے۔

❁ آپؒ فرماتے ہیں: جو شخص خواب یا مراقبہ میں اہلِ کفار اہلِ زنار (ہندو) کو دیکھتا ہے تو سمجھ لیں کہ وہ مقامِ نفس پر ہے یا یوں کہیے کہ کلمہ ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'' کی ابتدا اس پر واضح نہیں ہوئی یا پھر یہ کہ شیطان اسے ہر روز مجلسِ کفار دکھلاتا ہے تا کہ اس کا دل سرد ہو جائے اور وہ راہِ خدا سے باز آ جائے۔ خواب و مراقبہ میں جب وہ ایسی حالت سے دوچار ہو جائے تو اس وقت اسے چاہیے کہ وہ درود شریف یا'' لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم'' کا ورد شروع کر دے تا کہ وسوسہ وخطراتِ شیطانی زائل ہو جائیں اور اسے روشن ضمیری حاصل ہو جائے۔ جس شخص کو مراقبہ میں بیل گدھے' جاہ و مال زر وسیم نظر آئیں اس کا مراقبہ حیوانی ہے اور عام ہے جس کا تعلق عالمِ ناسوت سے ہے اور وہ ابھی تک طلبِ دنیا کے چنگل میں ہے ایسے شخص پر ذکرِ اللہ تاثیر نہیں کرتا اس کا علاج طلبِ دنیا کو چھوڑنا اور لذتِ جہان سے منہ موڑنا ہے۔ جس شخص کو مراقبہ میں باغ' باغیچے' آب و دریا' سبزہ زار' مکانات ومحلات' حور وقصور' مثلِ بہشت نظر آئیں اس کے دل پر کثافت ومیل چھائی ہوئی ہے اس کے

Marfat.com

دل کا یہ زنگ مرشد کامل کی نظر کے بغیر نہیں جاتا خناس وخرطوم اس کے دل کو گھیرے ہوئے ہوتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کا ذکر سلطانی اصلی نہیں ہے۔ اصلی ذکر سلطانی کی کیا نشانی ہے جس کی زبان پر یہ ذکر خاص جاری ہو جائے اس کی زبان سے ذکرِ اللہ' قال اللہ' قال الرسول اور ذکر اولیا اللہ کے علاوہ دوسرا کلام نہ نکلے گا وہ اپنی آنکھ سے غیر نامحرم کو نہ دیکھے گا کہ نامحرم کو دیکھنا خدا کی نافرمانی ہے اور نافرمانی کرتے ہوئے اسے شرم وحیا آتی ہے۔ (عین الفقر)

❁ مراقبہ میں چار قسم کا مشاہدہ حاصل ہوتا ہے۔ جو شخص ظاہر میں دن رات عبادت و ذکر فکر اور مراقبہ میں مشغول رہتا ہے لیکن باطن میں دنیا کی محبت اس کے دل میں سمائی رہتی ہے' اسے ظاہر و باطن میں جو کچھ بھی دکھائی دیتا ہے وہ سب ناسوتی' فانی اور جھوٹا ہوتا ہے اور جو شخص ظاہر و باطن میں اپنی جان عشق و محبتِ الٰہی اور ذکر فکر میں صرف کرتا ہے' وہ جو کچھ بھی ظاہر و باطن میں دیکھتا ہے وہ سب محض توحیدِ باری تعالیٰ کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ مشاہدہ کی تیسری قسم یہ ہے کہ وہ ظاہر و باطن میں خوفِ خدا تعالیٰ (خشیتِ الٰہی) میں مبتلا رہتا ہے اور اسے جو کچھ نظر آتا ہے' سب اہلِ جنت کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ مشاہدہ کی چوتھی قسم یہ ہے کہ تارکِ نماز اور شرابی جو کچھ ظاہر و باطن میں دیکھتا ہے وہ سب اس کا اپنا خواب و خیال ہوتا ہے اور اس کے نفس اظلم کے زوال کی بنا پر شیطانی استدراج ہوتا ہے۔ حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ ''ہر چیز درست اور اصلی حالت پر ہوتی ہے جب تک کہ اس کی حالت کو تبدیل نہ کیا جائے۔'' (عین الفقر)

صاحبِ مراقبہ کے مراتب بیان کرتے ہوئے آپؒ فرماتے ہیں:

❁ صاحبِ مراقبہ انتہائی عظیم مراتب کا مالک ہوتا ہے کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قدیم باطنی صراطِ مستقیم (غارِ حرا کی عبادت) پر گامزن اہلِ ہدایت ہوتا ہے۔ صاحبِ مراقبہ کا مراقبہ اُس وقت تک ثابت نہیں ہوتا جب تک کہ وہ تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کے ذریعہ مراقبہ نہیں کرتا۔ خاص الخاص مراقبہ تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کا مراقبہ ہے کہ اس کی اساس صحیح ذکر فکر اور تسبیح پر ہے۔ صاحبِ مراقبہ کا مرتبہ اتنا عظیم ہے کہ ہدایتِ الٰہی کا یہ راہی دورانِ خواب باطن میں معرفتِ الٰہی اور مجلسِ محمدی کا مشاہدہ کرتا ہے اور انبیاء و اولیاء اللہ سے مجلس و ملاقات کرتا ہے۔ جس کے پاس مراقبہ کے یہ دو گواہ نہ ہوں اس کا مراقبہ غلط ہے بلکہ وہ مراقبہ کی راہ ہی نہیں جانتا۔ مراقبہ ایک ایسا نگہبان و محافظ ہے جو صاحبِ مراقبہ کو خطراتِ نفس و شیطان و دنیائے پریشان سے بچا کر منزل بہ منزل اور مقام بہ مقام طے کراتا ہوا معرفت الا اللہ میں غرق کر کے مجلسِ محمدیؐ میں پہنچا دیتا ہے۔ ایسا صاحبِ مراقبہ جب بھی چاہتا ہے طریق تحقیق سے ملازمِ حضور ہو جاتا ہے۔ عارف باللہ کا مراقبہ انتہائی کامل مراقبہ ہوتا ہے کہ اس کا باطن

Marfat.com

معمور ہوتا ہے اور خاتمہ بالخیر ہوتا ہے۔ ایسی کامیابی پر اُسے مبارکباد ہو۔ (شمس العارفین)

تفکّر

❁ تفکّر کے چار حروف ہیں، ت ف ک ر۔ حرف ''ت'' سے ترکِ ہوا، حرف ''ف'' سے فنائے نفس حرف ''ک'' سے کرامتِ روح اور حرف ''ر'' سے رازِ حق۔ جس تفکّر سے ترکِ ہوا و فنائے نفس نہ ہو اور کرامتِ روح و رازِ حق واضح نہ ہو سکے اُسے تفکّر نہیں کہا جا سکتا۔ صاحبِ تفکّر کی پہچان کیا ہے؟ یہ کہ وہ اپنے معبود کے اسمِ اَللّٰہُ ذات میں تفکّر کرتا ہے جس کی برکت سے اُس سے کسی قسم کا گناہ سرزد نہیں ہوتا اور وہ ہمیشہ راہِ راست پر قائم رہتا ہے۔ صاحبِ تفکّر کی اور کیا نشانی ہے؟ یہ کہ وہ ہر دم ذکرِ اسمِ اَللّٰہُ ذات میں غرق رہتا ہے جس سے اُس کے دِل میں کسی قسم کا نفاق باقی نہیں رہتا اور وہ باطن صفا ہو جاتا ہے۔ صاحبِ تفکّر کی مزید پہچان کیا ہے؟ یہ کہ صاحبِ تفکّر اسمِ اَللّٰہُ ذات کے ذکر میں غرق ہو کر ماسویٰ اللہ کے نقوش پر خطِ تنسیخ کھینچ دیتا ہے۔ طالبِ مولیٰ بن جانا بے حد مشکل کام ہے اور مولیٰ کے بھی چار حروف ہیں ''م و ل یٰ'' طالبِ مولیٰ وہ آدمی ہو سکتا ہے جو مولیٰ کے ان چار حروف کی موافقت میں چار چیزیں اختیار کرے۔ سب سے پہلے مولیٰ کے حرف ''م'' سے موت اختیار کرے کہ جو آدمی زندگی ہی میں موت اختیار کرتا ہے وہ ہمیشہ کے لیے زندہ ہو جاتا ہے۔ جو آدمی مولیٰ کے حرف ''و'' کو اختیار کرتا ہے وہ واحد فنا فی اللہ ہو کر تنہائی اختیار کر لیتا ہے۔ جو آدمی مولیٰ کے حرف ''ل'' کو اختیار کرتا ہے وہ ترکِ لعنت اختیار کر لیتا ہے کہ دنیا کا ذکر کرنے سے لعنت نصیب ہوتی ہے۔ اور جو آدمی مولیٰ کے حرف ''ی'' کو اختیار کرتا ہے وہ مولیٰ سے یگانہ ہو جاتا ہے اور مولیٰ کے سوا کسی اور کی یاری پسند نہیں کرتا۔ ایسا ہی صاحبِ تفکّر طالب المولیٰ اوّلیٰ ولی اللہ ہوتا ہے۔ جو آدمی ان صفات سے متصف ہو جاتا ہے وہ دِل و جان سے طالبِ مولیٰ ہوتا ہے ورنہ غولِ بیابانی (جنگل بیابان کا جن بھوت) ہوتا ہے۔ ''اَلْعِلْمُ نُکْتَۃٌ'' یعنی علم تو ایک نکتہ ہے۔ (محک الفقر کلاں)

❁ جب مرشد طالب اللہ کو اسمِ اَللّٰہُ ذات کے تصور و ذکر کا تفکّر بخشتا ہے اور طالب اپنی خودی سے دست بردار ہو کر بے خود ہو جاتا ہے اور جب خواب نما تفکّر کے اُس مراقبہ میں دنیا و عقبیٰ اور کونین کی زیب و زینت اُس کے سامنے لائی جاتی ہے تو وہ اشتغالِ اللہ میں پیش آنے والے اسمِ اَللّٰہُ ذات کے انوار کو دونوں جہان سے بہتر سمجھتا ہے اور اُس کے مقابلہ میں دونوں جہان کو کمتر سمجھتا ہے۔ یہاں پر اسمِ اَللّٰہُ ذات کا غیر مخلوق نور مخلوق انسان کو اپنی طرف اس شان سے کھینچتا ہے کہ اُسے غیر ماسویٰ اللہ کی طرف جانے ہی نہیں دیتا۔ اُس کا سارا

Marfat.com

اختیار چھین کر حق الحق مختار کے تابع کر دیتا ہے۔ اٰمَنَّا وَصَدَّقْنَا یعنی ہم نے مانا اور اُس کی تصدیق کی۔ جو آدمی اس بات کا انکار کرتا ہے وہ وحدتِ ربانی کا انکار کرتا ہے۔ تفکّر اولیائے اللہ کی تربیت کا نتیجہ ہے۔ تفکّر کی صورت سِرّ کی ہے چنانچہ آدمی کے وجود میں ایمان کی صورت اسمِ اَللّٰہُ ذات کے نور کی سی ہے اولیائے اللہ جب انتقال کرتے ہیں تو اُن کے ایمان کی صورت اُن کے جسم سے باہر آجاتی ہے اور اہلِ جنازہ کے ساتھ مل کر اپنا جنازہ خود پڑھتی ہے۔ عارفانِ الٰہی اور اولیائے اللہ کے علاوہ ایمان کی اُس صورت کو کوئی نہیں جانتا۔ جس روحِ پاک کی صورتِ ایمان ایسی ہو اُسے یومِ حشر کے حساب کتاب کا کیا خطرہ؟ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ ''خبردار! بے شک اولیائے اللہ پر کوئی خوف ہے نہ غم۔'' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہروقت تفکّر میں غرق رہتے تھے اور شجرۃ النور مغفور کی صورت میں ہروقت معراجِ حضور سے مشرف رہتے تھے۔ اُن کی یہ کیفیت خلقِ خداوندی میں مشہور ہے۔ عالمِ غیب کے ان عجائبات میں شک نہ کر کہ یہ راہِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نتیجہ ہیں۔ جو ان میں شک کرے وہ کافر ہے۔ میں اس سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ جو آدمی ایمان اور صورتِ ایمان جو نورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات ہے، پر یقین نہیں رکھتا وہ محض اپنے ایمان کو برباد کرتا ہے اور وہ منافق و بے ایمان ہے۔ تفکّر کی شرح یہ بھی ہے کہ جب کوئی صاحبِ تفکّر غرق فنافی اللہ کے انتہائی تفکّر کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو وہ اسمِ اَللّٰہُ ذات کی معیت میں دائمی سلامتی کے مراتب پر پہنچ جاتا ہے اور اُس کی برکت سے دونوں جہان سلامت رہتے ہیں وہ اس لیے کہ ایک دن حضرت رابعہ بصریؒ ایک ہاتھ میں پانی کا پیالہ اور دوسرے ہاتھ میں آگ کے انگارے لیے جارہی تھیں کہ لوگوں نے پوچھا:۔ ''اے رابعہؒ! یہ کیا ماجرا ہے؟ آپؒ نے جواب دیا ''میں چاہتی ہوں کہ آگ سے جنت کو جلا دوں اور پانی سے جہنم کو بجھا دوں کہ ان دونوں نے لوگوں کو اپنی جانب متوجہ کر رکھا ہے اور طلبِ الٰہی کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتا۔'' تفکّرِ طلبِ مولیٰ کا مرتبہ یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے ''گھڑی بھر کا تفکّر دونوں جہان کی عبادت سے افضل ہے۔'' (محک الفقر کلاں)

تفکّر بھی تین قسم کا ہے۔ ابتدائی درجے کا تفکّر، درمیانے درجے کا تفکّر، انتہائی درجے کا تفکّر۔

۱۔ ابتدائی درجے کا تفکّر ایک سال کی عبادت سے افضل ہے کہ اُس میں صاحبِ تفکّر جب ذکر فکر شروع کرتا ہے تو ابتدا ہی میں اس پر شدید خوفِ موت طاری ہو جاتا ہے اور وہ موت کے خیال سے کسی وقت بھی فارغ نہیں ہوتا۔ حیاتِ دنیا سے اُمید توڑ بیٹھتا ہے اور ہر دم، ہر گھڑی اور ہر روز خود کو مسافر گردانتا ہے۔

خاص خلوت خانہ باشد قبور　　از جدائی خلق بہ خالق حضور
عارفاں را قبر از حق شد خبر　　شد وجودِ ذاکر عارف سر بہ سر

Marfat.com

ترجمہ:- ''عارفوں کی قبریں اُن کے لیے خاص خلوت گاہ ہوتی ہیں جہاں وہ خلق سے جدائی اختیار کر کے معیتِ خالق اختیار کیے رہتے ہیں۔ قبر عارفوں کو ذاتِ حق کی آگاہی بخشتی ہے کہ قبر میں پہنچ کر عارف کا سارا وجود ذاکر بن جاتا ہے۔''

عزرائیل علیہ السلام عارفوں کے ان احوال سے بے خبر رہتے ہیں کہ اولیائے اللہ فقیر مرتے نہیں بلکہ وہ زندہ رہ کر ہر وقت اسمِ اَللّٰہُ ذات کے نور میں غرق رہتے ہیں۔ جس آدمی کو تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے ایسی زندگی نصیب ہو جاتی ہے اور وہ غرقِ تجلیات ہو کر فنا فی اللہ ذات ہو جاتا ہے وہ ہر وقت خوف میں مبتلا رہتا ہے۔ اسی لیے فرمایا گیا ہے کہ '' جو جتنا عارف ہوتا ہے اُتنا ہی عاجز ہوتا ہے۔'' یہی وجہ ہے کہ عارف کبھی خوف کی حالت میں ہوتا ہے اور کبھی اُمید کی حالت میں۔ وہ غیر و غیریت سے نکل کر ہر وقت حیرت میں ڈوبا رہتا ہے، اُس کی یہ حیرت حضوریٔ حق کی وجہ سے ہوتی ہے۔

۱۔ ذکر فکر سیرے از اسرارِ حق زیر پائے ذاکرانش نہ طبق
۲۔ نظر بالا عرش تر نہ یک مقام ناظرے بہ ایں نظر ذاکر تمام
۳۔ ہر کرا از دیدہ دِل و از شد درمیانِ ذاکراں شہباز شد
۴۔ باھُوؔ !درمیان شیر و روباہ دور تر شغال روباہ را بود پس با نظر

ترجمہ: ۱۔ ''ذکر و فکر سے اسرارِ حق کی وہ سیر نصیب ہوتی ہے کہ نو (9) طبق ذاکر کے قدموں کے نیچے آجاتے ہیں۔'' ۲۔ ذاکر کی نظر بالائے عرش چلی جاتی ہے جہاں سے نو (9) طبق محض ایک مقام نظر آتے ہیں۔ جس ذاکر کو ایسی نظر حاصل ہو جائے وہ ذاکرِ کامل کہلاتا ہے۔'' ۳۔ ''جس ذاکر کی چشمِ دِل روشن ہو جاتی ہے وہ ذاکروں کا شہباز کہلاتا ہے۔'' ۴۔ ''اے باھُوؔ ! شیر و لومڑی میں بڑا فرق ہے۔ گیدڑ و لومڑی کی نظر ہمیشہ پستی پہ رہتی ہے۔''

۲۔ درمیانے درجے کا تفکر وہ ہے کہ جس سے ذکرِ سلطانی پیدا ہوتا ہے جسے سیرِ سِرّ مشاہدہ نور اللہ مطلق رحمانی کہتے ہیں۔ اس تفکر میں سب سے پہلے وہ ذکر کھلتا ہے جس سے سات ولائتوں کی بادشاہی ہاتھ آتی ہے۔ اس کے بعد ذکرِ سلطانی کھلتا ہے جس کا ذاکر سلطان العارفین، سلطان الواصلین، سلطان التارکین، سلطان الصابرین، سلطان العالمین، سلطان العاملین، سلطان العاشقین اور سلطان الذاکرین کہلاتا ہے۔ سلطان الذاکرین کی نشانی کیا ہے؟ یہ کہ ذکرِ سلطانی مطلق عین العیانی (ذاتِ حق کو بلاحجاب دیکھنے) کا عمل ہے بلکہ یہ عمل اللہ تعالیٰ کی قدرت و سِرِّ سبحانی ہے کہ سلطان الذاکرین خطراتِ شیطانی اور وہماتِ نفسانی سے فارغ ہوتا ہے کیونکہ اس ذکر کا تعلق روح سے ہے

Marfat.com

اور صاحبِ روح کو رنج و زحمت و بلا بھی خوشگوار لگتی ہے اور وہ اس سے خوش ہوتا ہے جس طرح بچے اور لڑکے مٹھائی و حلوا کھا کر خوش ہوتے ہیں۔ ایسے ذاکر کے دِل کو مضبوط دِل کہتے ہیں۔ دِل بھی تین قسم کے ہوتے ہیں۔ اہلِ محبت کا دِل پہاڑ کی مثل ہوتا ہے۔ وہ ہلتا ہے نہ لرزتا ہے۔ صدیقین کا دِل مضبوط جڑ والے درخت کی مثل ہوتا ہے جو زمینِ شوق سے کبھی جدا نہیں ہوتا۔ عاشقوں کا دِل درخت کے پتوں کی مثل ہوتا ہے جو عشق کی گرمی و حرارت اور بادِ خزاں کے تھپیڑے کھا کھا کر کبھی برہنہ اور کبھی پوشیدہ ہوتا رہتا ہے۔ اس دِل کی بہار وصالِ یار سے ہے۔ بے یار بہار کس کام کی؟ جو دِل ذکرِ اللہ کے شغل میں محو رہتا ہے وہ معیتِ پروردگار میں غرق رہتا ہے اور جو دِل نجاستِ کفر سے آلودہ ہو کر مر جاتا ہے وہ اپنے گلے میں زنّار پہنے رہتا ہے۔ ایسے دِلوں سے ہزار بار توبہ استغفار۔ صاحبِ معرفت کے لیے ضروری ہے کہ وہ چشمِ معرفت حاصل کرے۔ ایسی آنکھ کہ جس کی بینائی اسرارِ الٰہی کا مشاہدہ کر کے باخدا ہو سکے اگرچہ چشمِ معرفت دیگر چیز ہے لیکن اس میں لوگوں کی دلداری کا پورا پورا سامان ہے۔ عارف جس چیز کی طرف بھی دیکھتا ہے اُس میں نورِ الٰہی ہی دیکھتا ہے وہ حسنِ خَلق کو نہیں دیکھتا کہ حسنِ خَلق پر نظر رکھنا گمراہی ہے۔ اے صاحبِ علم معرفتِ الٰہی حاصل کرتا کہ معرفت تجھے ''کُن فَیَکُونَ'' کے مرتبے پر پہنچادے۔ یہ پیشہ و فکر اندیشہ ذکرِ سلطانی سے حاصل ہوتا ہے اور ذکرِ سلطانی اُس ذکر کو کہتے ہیں جس میں تمام وجود ذکرِ اللہ سے معمور ہو جاتا ہے اور وجود کے اندر گمراہی اور گناہ کا عمل دخل ختم ہو جاتا ہے۔ ذکرِ سلطانی چار اذکار کا مجموعہ ہے یعنی ذکرِ زبان، ذکرِ قلب، ذکرِ روح اور ذکرِ سِرّ۔ ذکرِ سلطانی میں گھڑی بھر کا تفکّر ستر سال کی عبادت سے افضل ہے اگرچہ اس تفکّر میں کبھی غیرت، کبھی حیرت، کبھی جذبِ جلالی اور کبھی وجدِ جمالی کا غلبہ رہتا ہے۔ ان حالات میں صاحبِ مشاہدۂ وصال کو خبردار رہنا چاہیے کہ اس مقام پر غلباتِ ذکر اور انتہائے سُکر کی وجہ سے کفر و شرک و اَنا کا غلبہ ہو جاتا ہے جس سے بعض طالب اَنا کی مستی میں گرفتار ہو کر ابلیس کی طرح راندۂ درگاہ ہو جاتے ہیں اس راہ میں ثابت قدم رہنے کے لیے لازم ہے کہ صاحبِ تفکّر کی نظر اسمِ اَللّٰہُ ذات اور حق الیقین کے مرتبے پر رہے۔

۳۔ انتہائی درجے کا تفکّر یہ ہے کہ جو فقیر چار افکار یعنی فکرِ ازل، فکرِ ابد، فکرِ دنیا، فکرِ عقبیٰ چار اذکار یعنی ذکرِ زبانی جو محض عادت ہے، ذکرِ قلبی جو ارادت ہے، ذکرِ روحی جو عبادت ہے اور ذکرِ سِرّی جو عین سعادت ہے، چار دموں یعنی دمِ ناسوت، دمِ ملکوت، دمِ جبروت اور دمِ لاھوت، چار نفسوں یعنی نفسِ امارہ، نفسِ ملہمہ، نفسِ لوامہ اور نفسِ مطمئنہ، چار مقامات یعنی مقامِ شریعت، مقامِ طریقت، مقامِ حقیقت اور مقامِ معرفت میں سے ہر مقام کو طے کر کے پسِ پشت نہیں ڈال دیتا، ہر ایک کو بھلا نہیں دیتا، اپنا رُخ نورِ اللہ کی طرف کر کے غرق فنافی

Marfat.com

اللہ، فنا فی فنا، بقا فی بقا اور مغفور فی مغفور نہیں ہو جاتا اور مراتبِ قرب و وصال حاصل کر کے عین بعین صاحبِ حضور نہیں ہو جاتا اُسے فقیر نہیں کہا جا سکتا کہ ابھی تک اُس میں ''ہم اور مَیں'' کی بُو سمائی ہوئی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے: نَفْسُكَ عَدُوُّكَ فِيْ جَنْبِكَ (ترجمہ: تیرے وجود میں تیرا نفس ہی تیرا دشمن ہے) بعض فقیروں کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ساتھ پابند کر کے دونوں جہان کو اُن کا غلام اور دنیا و اہلِ دنیا کو اُن کا پابوس (قدم بوسی کرنے والا) بنا دیتے ہیں اور اُنہیں ترک و توکل، توحید، صبر و شکر، معرفت اور ذکر و فکرِ الٰہی بخش دیتے ہیں جس سے وہ مستغنی ہو کر ہر وقت غرق باخدا رہتے ہیں۔ جس آدمی پر فقر و فاقہ (یعنی رزق کی فکر) غالب آجاتا ہے اور اُسے اپنا قیدی بنا لیتا ہے تو اُسے دربدر کا گدا بنا کر رُسوا کرتا ہے اور وہ وصالِ حق سے محروم ہو جاتا ہے اس لیے اے مردِ حق! فقر میں تفکّر کر کہ فقر توحیدِ الٰہی کا نور ہے جو اسمائے الٰہی کے ذکر سے دِل کی گہرائیوں سے طلوع ہوتا ہے۔ (محک الفقر کلاں)

❁ انتہائے تفکّر پر پہنچنا بہت ہی مشکل کام ہے اس لیے تفکّر کی اس راہ میں ایسے صاحبِ تفکّر مرشد کا ہاتھ پکڑ جو کامل فقیر ہو۔ (محک الفقر کلاں)

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ تفکّر کے بارے میں مزید فرماتے ہیں:

❁ بے شک جب طالبِ صادق اور صاحبِ تصرف مرشدِ کامل مکمل اکمل ایک دوسرے سے پُرخلوص ملاقات کرتے ہیں تو مرشد اگر چاہے تو طالب کو مشرق سے مغرب تک تمام جہان کا تصرف بخش دے اور اگر چاہے تو مجلسِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) میں حاضر کر کے مَناصِبِ فقر سے سرفراز کرا دے۔ اس پر تعجب و اعتراض نہ کر کہ صاحبِ باطن کی مہربانی کے بغیر مقصودِ باطن حاصل نہیں ہوتا۔ البتہ طالب کے لیے ضروری ہے کہ وہ طالبِ صادق ہو۔ یہی وہ کامل تفکّر ہے جو دونوں جہان کی عبادت سے افضل ہے اور اسی کے بارے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ''گھڑی بھر کا تفکّر دونوں جہان کی عبادت سے بہتر ہے۔'' (کلید التوحید کلاں)

❁ جان لے کہ جب کوئی ایسا صاحبِ تصرف کہ جسے تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات اور باترتیب کلمہ طیب پڑھنے پر تصرف حاصل ہو اور مجلسِ محمدی کی حضوری سے بھی مشرف ہو اپنی آنکھیں بند کرتا ہے اور مراقبہ میں غرق ہو کر تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کی تلوار ہاتھ میں پکڑتا ہے تو گویا وہ قتل کرتا ہے عمر بھر کے تمام صغیرہ و کبیرہ گناہوں کو، قتل کرتا ہے نفس و شیطان کو، قتل کرتا ہے خناس، خرطوم اور جملہ خطرات کو اور تہہِ تیغ کرتا ہے زمین بھر کے دارالحرب کو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ ''گھڑی بھر کا تفکّر دونوں جہان کی عبادت سے افضل ہے۔'' اس قسم کے ذکرِ مدام، تفکّرِ تمام اور مراقبہ حضوریِ مجلسِ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مجموعۃ الحسنات کہتے ہیں اور یہ اس

Marfat.com

فرمانِ حق تعالیٰ کے عین مطابق ہے کہ ''بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔'' یہ تذکرہ ہے ذکر کرنے والوں کا۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ جان لے کہ علمِ فقہ ونص وحدیث کے عالم وصاحبِ تفسیر کا مرتبہ اور ہے۔ صاحبِ وِردو وظائف و صاحبِ ذکر فکر با تاثیر کا مرتبہ اور ہے۔ ایک تفکّر ہے جو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں کیا جاتا ہے، اُس سے دِل میں محبت پیدا ہوتی ہے۔ ایک تفکّر ہے جو اللہ تعالیٰ کے احسان میں کیا جاتا ہے اُس سے دِل میں حیا پیدا ہوتی ہے۔ ایک تفکّر ہے جو اللہ تعالیٰ کے وعدہ وعید میں کیا جاتا ہے اُس سے دِل میں خوف پیدا ہوتا ہے۔ ایک تفکّر ہے جو اللہ تعالیٰ کی معرفت میں کیا جاتا ہے اُس سے دِل میں نورِ توحید پیدا ہوتا ہے۔ ایک تفکّر ہے جو علمِ قرآن میں کیا جاتا ہے اُس سے دِل میں اعمالِ صالحہ کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ ایک تفکّر ہے جو معاملاتِ دنیا میں کیا جاتا ہے اُس سے دِل میں سیاہی اور شیطانی منصوبہ بندی پیدا ہوتی ہے۔ جہان بھر میں دنیا اور اہلِ دنیا سے بدتر چیز اور کوئی نہیں ہے۔ عجیب احمق لوگ ہیں وہ جو اس بدتر چیز کو اللہ کے نام پر، دینِ محمدیؐ پر اور فقرِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) پر ترجیح دیتے ہیں۔ مومن ومسلمان وہ ہے جو (۱) ہمیشہ اللہ تعالیٰ کو حاضر وناظر اور ہر قدرت پر غالب ماننے کا فرض ادا کرتا رہتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر اور غالب ماننا فرضِ عین ہے اور تمام فرائض سے عظیم تر ہے۔ (۲) اللہ کی راہ میں اپنا گھر بار لٹا کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظیم سنت ادا کرتا ہے کہ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنتوں میں بزرگ ترین سنت ہے۔ اس فرض وسنت پر عمل درآمد صرف اہلِ اللہ ہی کرتے ہیں۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ تفکر اور ذکرِ اوہام سے حاصل ہونے والے وصالِ وحدت کے بارے میں سلطان الفقر وسُلطانُ الوَھم فرماتے ہیں:-

۱۔ تفکر باوہام وحدت دہد رساند بمولیٰ و از خود رہد
۲۔ کہ وَھم است سلطان تفکر وزیر تذکر بود لشکری تو دِل پذیر
۳۔ تجرد و تفرد بکُن زادِ راہ بدیں توشہ وہمت شود عین شاہ
۴۔ وجود وہمت رساند بعالم وصال تنت عین گردد از صحبتِ کمال
۵۔ چوں اوہام گردد یقین گیر من چنان جملہ آید بتدبیر من
۶۔ چوں سلطان وہمت بیابد کمال بہر ساعت آید بدل صد جمال
۷۔ بدین وہمت خود را چو آراستی وصول حقیقت بخود یافتی

ترجمہ:- ۱۔ تفکر اوہام کے ساتھ ہو تو وصالِ وحدت بخشتا ہے اور معیتِ مولیٰ میں غرق کر کے وبالِ ہستی سے

Marfat.com

نجات دلاتا ہے۔۲۔ وَھم بادشاہ ہے، تفکر اس کا وزیر ہے اور تذکر اس کا دلپذیر لشکر ہے۔۳۔ کسی کو تجرد اور تفرد کو اپنا زادِراہ بنالے۔ اس توشے کی بدولت تیرا وَہم سلطان بن جائے گا۔۴۔ جب تیرا وَھم تجھے عالمِ وصال تک پہنچا دے گا تو تیرا وجود اس کی صحبت سے کمال پذیر ہو جائے گا۔۵۔ جب میں اوہام کی مدد سے مراتبِ یقین پر پہنچا تو تمام جہان میری تدبیر کے غلام بن گئے۔۶۔ جب سُلطانُ الوَھم (مرشدِ کامل) اپنے کمال کا ظہور فرماتا ہے تو دِل میں دم بہ دم نورِ جمال کے سینکڑوں جلوے ظہور پذیر ہوتے ہیں۔۷۔ اگر تُو خود کو وَھم[1] سے آراستہ کرلے تو تُو اپنی ہی ذات میں حقیقت کو پالے گا۔ (محک الفقر کلاں، سُلطانُ الوَھم)

❁ جو آدمی اس مرتبے پر پہنچ جاتا ہے اس کا آرام و سکون مٹ جاتا ہے کبھی وہ صاحبِ خوف ہوتا ہے اور کبھی صاحبِ رجا، کبھی صاحبِ سکر ہوتا ہے اور کبھی صاحبِ محو، کبھی بے خبر ہو کر ہوائے خود پرستی میں صاحبِ غرور ہوتا ہے اور کبھی صاحبِ حضور، کبھی صاحبِ غیب ہوتا ہے اور کبھی صاحبِ جمال وجلال، کبھی صاحبِ استغفار ہوتا ہے اور کبھی صاحبِ افتخار اور کبھی صاحبِ مشاہدہ ہو کر حلاوتِ عشق و محبت کے مزے لیتا ہے اس طرح ابدالاباد تک اس کے دِل کی کیفیات اس قدر سرعت سے بدلتی رہتی ہیں کہ اُن کا شمار تک ممکن نہیں ہوتا۔

بہ اوہام حالش برآور تو سیر　　اگر وصل خواہی بروں شو زغیر

ترجمہ: اوہام کی مدد سے تو اُس کے احوال کی سیر حاصل کر اگر تو وصالِ حق چاہتا ہے تو غیر حق سے جدا ہو جا۔ (محک الفقر کلاں)

آپؒ پنجابی بیت میں فرماتے ہیں:-

❁ ذکر کنوں کر فکر ہمیشاں، ایہہ لفظ تکھا تلواروں ھُو
کڈھن آہیں تے جان جلاون، فکر کرن اسراروں ھُو
ذاکر سوئی جیہڑے فکر کماون، ہک پلک ناں فارغ یاروں ھُو
فکر دا پھٹیا کوئی نہ جیوے، پٹے مُدھ چا پاڑوں ھُو
حق دا کلمہ آکھیں باھُوؒ، ربّ رکھے فکر دی ماروں ھُو

آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اے طالب! تُو ذکر (اسمِ اَللّٰہُ ذات) اور تفکر کیا کر کیونکہ جب ذکر اور فکر آپس میں مل جاتے ہیں تو اِن کی تاثیر تلوار سے بھی تیز ہوتی ہے۔ تفکر سے ہی اللہ تعالیٰ کے اسرار اور بھید سے آشنائی ہوتی ہے۔ اہلِ تفکر جب اسرارِ الٰہیہ سے واقف ہوتے ہیں تو ان کے دِل سے پُردرد اور پُرسوز آہیں نکلتی ہیں

[1] وَھم اور اوہام کی تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں باب 14 ''وَھم''

Marfat.com

جو وساوسِ خناس اور خواہشاتِ دنیا کو جلا کر راکھ کر دیتی ہیں۔ اصل ذاکر تو وہ ہیں جو ذکرِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کے تفکر میں محو رہتے ہیں اور ایک لمحہ بھی فارغ نہیں ہوتے۔ تفکر سے وہ اسرار اور بھید القا ہوتے ہیں جو کسی اور ذریعہ سے ہو ہی نہیں سکتے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہمیشہ کلمۂ حق کہتے رہنا چاہیے اور گمراہ کرنے والے تفکر سے اللہ تعالیٰ کی ذات ہمیشہ محفوظ رکھے۔

گمراہ کرنے والے تفکر کے بارے میں سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

❁ اے درویش! غور کر، تیرا فکر و غم حق سبحانہٗ کی خاطر ہونا چاہیے نہ کہ اولاد اور رزق کی خاطر کہ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ ''زمین میں کوئی جاندار ایسا نہیں جس کی روزی کا ذمہ خود اللہ نے اُٹھا نہ رکھا ہو۔'' (ھود 6) فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ ''ہم نے دنیا میں اُن کی روزی تقسیم کر دی ہے اور بعض کو بعض پر فوقیت دے دی ہے۔'' (الزخرف 32) فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ ''بے شک اللہ روزی دینے والا اور زبردست قوت والا ہے۔'' (الذٰریٰت 58) فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ ''اور تمہاری روزی کا بندوبست آسمانوں میں ہے جس کا وعدہ تم سے کیا گیا ہے۔'' (الذٰریٰت 22) فرمانِ حق تعالیٰ ہے:۔ ''اور کتنے ہی جانور ہیں جو اپنی روزی اپنے ساتھ اُٹھا کر نہیں چلتے کہ اُنہیں روزی اللہ دیتا ہے اور تمہیں بھی روزی دینے والا اللہ ہی ہے کہ وہی ہے جو ہر ایک کی سنتا ہے اور ہر ایک کے حالات کو جانتا ہے۔ (العنکبوت 60) (محک الفقر کلاں)

دن رات انسان دنیا بنانے کے لیے سوچ و بچار (تفکر) میں مصروف رہتا ہے۔ غفلت انسان کو عباداتِ شریعت کی طرف آنے نہیں دیتی اور جو عباداتِ شریعت (نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، تلاوت قرآن) تک پہنچ چکے ہیں وہ اسی میں مگن ہیں اس سے آگے بڑھنے کے بارے میں سوچتے ہی نہیں، ظاہری عبادات اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا راستہ ضرور ہیں لیکن منزل نہیں ہیں۔ جو جہاں پر ہے اسی مقام میں مگن اور غفلت کا شکار ہے۔ ہم اپنے بارے میں، اپنے بیوی بچوں، گھربار، کاروبار، عزیز رشتہ داروں اور دوستوں کے بارے میں ہر لمحہ سوچتے اور غور و فکر کرتے رہتے ہیں کیا ہم نے کبھی مقصدِ حیات کے بارے میں غور کیا ہے؟ چونکہ بندے کی زندگی کا مقصد اللہ کو پانا ہے اور جو اس مقصد سے غافل رہے گا وہ ناکام و نامراد ہو جائے گا۔

❁ ''تو اپنی اولاد کے لیے بڑی فکر میں رہتا ہے کیا تو اللہ تعالیٰ سے بھی بڑا ربّ ہے۔'' (عین الفقر)

حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کی تعلیمات سے واضح ہوتا ہے کہ مراقبہ اور تفکر صرف اس طالبِ مولیٰ کو فائدہ دیتا ہے جو تزکیۂ نفس، تصفیۂ قلب، تجلیۂ روح اور تجلیۂ سِرّ کی راہ

Marfat.com

پر چل پڑے ہوں اور دیدارِ حق تعالیٰ بھی مراقبہ اور تفکّر میں انہی کو حاصل ہوتا ہے ورنہ اہلِ دنیا کے لئے یہ شیطانی کھیل ہے اور اہلِ حجاب کا مراقبہ یا تفکّر بے فائدہ اور گمراہ کرنے والا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ایسے تفکّر سے محفوظ رکھے۔

Marfat.com

باب 33

استقامت

❁ قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''بے شک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے اور پھر اس اقرار پر استقامت سے کھڑے رہے ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں جو انہیں خوشخبری سناتے ہیں کہ تم آخرت کا خوف اور غم مت کرو بلکہ اس جنت کی خوشی مناؤ جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے''۔ (حٰمٓ السجدہ۔۳۰)

ثابت قدمی یا استقامت، راہِ حق کی مشکلات اور آزمائشوں کو صبر و حوصلہ سے پار کرنے کی طاقت عطا کرتی ہے۔ یہ دین و دنیا دونوں میں کامیابی کی بنیاد ہے۔ راہِ فقر میں استقامت سے اپنے سفر کو جاری رکھنا ہی بہت بڑی کامیابی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے عشق میں جواں مرد بن کر منزل کی جانب بڑھتے رہنا چاہیے اور مشکلاتِ راہ سے ڈرنا یا گھبرانا نہیں چاہیے۔ لوگ تو ایک مصیبت سے ڈرتے ہیں جب کہ عاشقِ حق تعالیٰ بصد خوشی بے شمار مصائب مول لے لیتا ہے یہ جانتے ہوئے بھی کہ اس راہ میں بے شمار خطرات ہیں اپنی کشتی عشق کی طوفانی لہروں کے حوالے کر دیتا ہے۔

❁ پیرانِ پیر غوث الاعظم حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ''سرّ الاسرار'' میں فرماتے ہیں:۔ پس ولی اللہ وہ ہے جو اپنے حال میں فانی اور مشاہدۂ حق میں باقی ہو۔ نہ اس کے پاس ذاتی اختیار ہو اور نہ

Marfat.com

اسے اللہ کو چھوڑ کر کسی اور کے ساتھ قرار ہو۔ اس کی تائید کرامات سے کی جاتی ہے لیکن کرامات کو چھپایا جاتا ہے کہ یہ ظاہر کرنے کی چیز نہیں۔ یہ اسرارِ ربانی ہیں جن کا ظاہر کرنا کفر ہے۔ مرصاد میں آیا ہے کہ جملہ اہلِ کرامات محجوب ہیں اور کرامات مرادانِ خدا کے لیے خونِ حیض کی مثل ہیں۔ ولی اللہ کے لیے ہزار مقامات ہیں جن میں سب سے پہلے بابِ کرامت کھلتا ہے جو اس سے گزر جاتا ہے وہ باقی مقامات طے کر لیتا ہے ورنہ ناکام رہ جاتا ہے۔

سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

- راہِ فقر میں سب سے بڑی کرامت استقامت ہے۔
- مستقل مزاجی اور استقامت سے راہِ فقر کی مشکلات اور آزمائشوں سے گزرتے ہوئے منزلِ مقصود پر پہنچنا ہی سب سے بڑی کرامت ہے۔

حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

- ''راہِ فقر میں استقامت کی ضرورت ہے نہ کہ ہوائے نفس و کرامت کی۔ کیونکہ استقامت مرتبۂ خاص ہے اور کرامت مرتبہ حیض و نفاس ہے۔'' (عین الفقر)
- راہِ فقر میں اگر کوئی ثابت قدم رہتا ہے تو وہ صاحبِ رازِ حقیقی بن جاتا ہے اگر کوئی اسمِ اَللّٰہُ ذات سے برگشتہ ہو جاتا ہے اور ہمت و استقامت کو چھوڑ کر دنیا اور اہلِ دنیا کی طرف مراجعت کرتا ہے تو وہ مرتبۂ شہبازی فقر اور رازِ فقر سے منہ موڑتا ہے وہ گویا چیل ہے جس کی نظر مردار پر اٹکی ہوئی ہے اس لیے وہ دونوں جہانوں میں ذلیل و خوار ہے اس کا دِل دنیا سے سیر نہیں ہوتا۔ (محک الفقر کلاں)

یعنی کرامات راہِ فقر میں کوئی حیثیت نہیں رکھتیں بلکہ سب سے بڑی کرامت استقامت اور مستقل مزاجی سے اس راہ پر چل کر منزلِ مقصود تک پہنچنا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں بھی ہے کہ ''جو ایمان لائے اور ثابت قدم رہے ان کیلئے اجرِ عظیم ہے۔'' (التین۔6)

آپ پنجابی ابیات میں فرماتے ہیں:-

- ثابت صِدق تے قدم اگیرے، تائیں ربّ لبھیوے ھُو
  لُوں لُوں دے وِچ ذکر اللہ دا، ہر دم پیا پڑھیوے ھُو
  ظاہر باطن عین عیانی، ھُو ھُو پیا سنیوے ھُو
  نام فقیر تنہاں دا باھُوؒ، قبر جنہاندی جیوے ھُو

وصالِ الٰہی تو تب ہی ممکن ہے جب طالبِ مولیٰ صدق، اخلاص اور استقامت کے ساتھ راہِ فقر میں اپنا سفر جاری

Marfat.com

رکھے اور اس کے لُوں لُوں سے ذکر اسمِ اَللّٰہُ ذات جاری ہو جائے اور ظاہر و باطن میں وہ مشاہدۂ حق تعالیٰ میں غرق ہو اور فقیر تو وہی ہوتے ہیں کہ جن کی قبرِ انور سے بھی فیض کے چشمے جاری ہوں۔

جو دِل منگے ہووے ناہیں، ہووَن رہیا پریرے ھُو
دوست نہ دیوے دِل دا دارُو، عشق نہ واگاں پھیرے ھُو
اِس میدان محبت دے وِچ، مِلدے تا تکھیرے ھُو
میں قربان تنہاں توں باھُوؒ، جنہاں رکھیا قدم اگیرے ھُو

اس بیت میں آپ رحمتہ اللہ علیہ ''راہِ فقر'' پر گامزن طالب کی بے چینی اور بے سکونی بیان فرما رہے ہیں جو ابتدا میں طالب کو پیش آتی ہے۔ دل میں دیدار کی جو خواہش ہے وہ ابھی پوری نہیں ہو رہی۔ نہ تو مرشد کی طرف سے کوئی مہربانی ہو رہی ہے اور نہ ہی ذاتِ حقیقی کی طرف سے وصال کا کوئی پیغام آ رہا ہے۔ بے چینی، بے سکونی اور وصالِ یار کے لئے تڑپ اور آگ مزید تیز ہو رہی ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ان طالبانِ مولیٰ کے قربان جاؤں جو اِن سب کے باوجود استقامت کے ساتھ اپنا سفر جاری رکھتے ہیں اور آخرکار اپنی منزل پا لیتے ہیں۔

سوز کنوں تن سڑیا سارا، میں تے دُکھاں ڈیرے لائے ھُو
کوئل وانگ کوکیندی وتاں، ناں وِنجن دِن اَضائے ھُو
بول پپیہا رُت ساون آئی، مَتاں مولیٰ مینہ وَسائے ھُو
ثابت صدق تے قدم اَگوہاں باھُوؒ، ربّ سِکدیاں دوست ملائے ھُو

عشق کی آگ میرے جسم کو جلا چکی ہے اور فراقِ یار میں دِل کے اندر غموں اور دکھوں کا گہرا گھاؤ ہے۔ دیدار کی پیاس بجھانے کے لیے میں ہر طرف فریاد اور چیخ و پکار کرتا پھر رہا ہوں۔ مرشد کامل کی طرف سے تو ''معرفت'' کا بادل آ چکا ہے لیکن میرے اعمال ہی کچھ ایسے ہیں کہ یہ برس نہیں رہا۔ شاید آہ و زاری اور ذکر و فکر سے اس ساون کا آغاز ہو جائے۔ جو طالبانِ مولیٰ راہِ فقر میں صدق اور استقامت سے چلتے رہتے ہیں وہی وصالِ الٰہی کی منزل تک پہنچتے ہیں۔

استقامت سے راہِ فقر میں سفر جاری رکھنے والے آزمائشوں اور امتحانات سے گزرتے ہوئے اپنی منزل تک پہنچ ہی جاتے ہیں۔

Marfat.com

باب 34

مرتبہ فنافی الشیخ، فنافی اسمِ محمدؐ، فنافی اللہ

مریدوں کے تین مراتب ہوتے ہیں:

(1) مرتبہ فنافی الشیخ ۔ جب طالب (مرید) شیخ (مرشد) کی صورت کا تصور کرتا ہے تو جس طرف نظر کرتا ہے اُسے شیخ (مرشد) نظر آتا ہے۔

(2) دوسرا مرتبہ فنافی اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے جب طالب صورتِ اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا تصور کرتا ہے تو جس طرف بھی نگاہ کرتا ہے اُسے مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نظر آتی ہے۔

(3) تیسرا مرتبہ فنافی اللہ کا مرتبہ ہے جب طالب ''اسمِ اللہ ذات'' کا تصور کرتا ہے تو نفس مرجاتا ہے اور جس طرف بھی دیکھتا ہے اُسے انوارِ اسمِ اللہ ذات کی تجلّیات نظر آتی ہیں۔ اسے مرتبہ لامکاں کہا جاتا ہے اور طالب اپنی خودی ختم کر کے اِن تجلّیات میں فنا ہو کر فنافی اللہ ہو جاتا ہے۔

❁ حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

''مریدوں کے تین مراتب ہیں۔ پہلا مرتبہ فنا فی الشیخ کا مرتبہ ہے۔ اس مرتبے پر طالب جب صورتِ شیخ کو اپنے تصور میں لاتا ہے تو جس طرف بھی نظر اٹھاتا ہے اُسے تصرّفِ شیخ کے مراتب نظر آتے ہیں۔ دوسرا مرتبہ فنافی اسمِ محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرتبہ ہے، اس مرتبے پر طالب جب صورتِ اسمِ محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے تصور میں لاتا ہے تو جملہ ماسویٰ اللہ سے تارک فارغ ہو جاتا ہے، پھر وہ جس طرف بھی دیکھتا ہے اُسے مجلسِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہی نظر آتی ہے۔ تیسرا مرتبہ فنافی اللہ کا مرتبہ ہے، اس مرتبے پر جب طالب اسمِ ''اَللّٰہُ'' کا تصور کرتا ہے تو اُس کا نفس مکمل طور پر ہلاک ہو جاتا ہے اور وہ جس طرف بھی دیکھتا ہے

Marfat.com

اُسے انوارِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کی بے شمار تجلّیات نظر آتی ہیں۔ اسے مرتبہ لامکان کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو مکان و مقام سے تشبیہہ دینا موجب شرک و کفر ہے۔'' (شمس العارفین)

❁ جان لے کہ مراتبِ قرب تین قسم کے ہیں جو تین قسم کے تصور یعنی تصورِ فنافی الشیخ، تصورِ فنافی اسمِ محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور تصور فنافی اسمِ اَللّٰہُ ذات سے حاصل ہوتے ہیں۔ جان لے کہ کُل مخلوقات کا ظہور نورِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ہوا اور نورِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ظہور اللہ تعالیٰ کے نور سے ہوا۔ جو مرشد پہلے ہی روز نورِ طالب کو نورِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ملا کر نورِ واحدانیت کے دریائے ربوبیت میں غرق نہیں کر دیتا اُسے مرشد نہیں کہا جا سکتا کہ مرشد تو پہلے ہی روز حاضراتِ تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے طالب کے نفس کا تزکیہ، قلب کا تصفیہ اور روح و سِرّ کا تجلیہ کر کے اُسے نور بنا دیتا ہے، اس طرح جب نفس و قلب و روح و سِرّ کے چاروں نور جمع ہو کر ایک ہی نور کی صورت اختیار کر لیتے ہیں تو وہ اپنی اصل کی طرف راجع ہو جاتے ہیں جیسا کہ فرمایا گیا ہے کہ: ''کُلُّ شَیۡءٍ یَرۡجِعُ اِلٰی اَصۡلِہٖ'' ہر چیز اپنی اصل کی طرف رجوع کرتی ہے۔ (شمس العارفین)

❁ (اے طالبِ صادق!) جان لے کہ قرب کے تین قسم کے مراتب ہیں، جو تین تصوروں سے حاصل ہوتے ہیں۔ فنافی الشیخ، فنافی اسمِ اَللّٰہُ ذات اور فنافی اسمِ محمدؐ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ (کلید جنت)

❁ (اے طالبِ حقیقی!) جان لے کہ تمام مخلوقات نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پیدا ہوئی ہیں اور نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نورِ الٰہی سے پیدا ہوا ہے۔ جو مرشد پہلے دِن طالب کو حضورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نورِ واحدانیت اور دریائے ربوبیت میں مستغرق نہیں کرتا وہ مرشد کہلانے کا مستحق نہیں۔ اسمِ اَللّٰہُ ذات کے تصور سے پہلے ہی دِن طالب کے نفس کا تزکیہ نور، قلب کا تصفیہ نور، روح کا تجلّیہ نور اور سِرّ کا تجلّیہ نور ہوتا ہے، چاروں مجموعۂ نور ایک اور متفق ہو کر اصل کی طرف لوٹ آتے ہیں کیونکہ: '' کُلُّ شَیۡءٍ یَرۡجِعُ اِلٰی اَصۡلِہٖ '' ہر چیز اپنی اصل کی طرف لوٹتی ہے۔ (کلید جنت)

دوسرے سلاسل میں فنافی الشیخ ہونے کے لیے تصورِ مرشد کا حکم دیا جاتا ہے۔ مرید مرشد کے تصور کا مراقبہ کرتا ہے اور ہر لمحہ ہر وقت مرشد کے تصور میں مگن رہتا ہے۔ چونکہ طالب کو پہلے پتہ بھی نہیں ہوتا کہ میرا مرشد کامل ہے یا ناقص۔ پھر مریدوں کی کثیر تعداد اور سجادگی بھی کامل مرشد ہونے کا ثبوت نہیں ہے لیکن آج کل جس کے مرید زیادہ ہوں اُسے مرشدِ کامل سمجھا جاتا ہے۔ جب مرید ہر لمحہ مرشد کے تصور میں رہتا ہے تو اُسے مرشد سے محبت ہو جاتی ہے، پھر یہ محبت عشق میں تبدیل ہو جاتی ہے اور ہر لمحہ مرشد کا ہی تصور اُسے ہر طرف نظر آتا ہے۔ اس میں شیطانی استدراج بھی ہو سکتا ہے۔ بغیر کسی مشاہدہ کے ایک انسانی وجود تو کیا اسمائے صفات میں بھی استدراج ہو سکتا ہے۔ حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

Marfat.com

❁ ''سن اسمائے صفات کے ذکر سے استدراج پیدا ہوتا ہے لیکن اسمِ اَللّٰہُ ذات کے ذکر میں تفاوت وتجاوزِ استدراج ہرگز نہیں ہے۔ (عین الفقر۔باب اوّل)

جو طالب مرشدِ ناقص اور ایسے شیاطین کے چکر میں پھنس جاتے ہیں وہ اُن کے تصور میں گم ہو کر خود کو فنانی الشیخ سمجھتے ہیں جبکہ وہ فنافی الشیطان ہوتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

❁ یاد رہے کہ مرتبہ فنافی الشیخ عظیم الشان مرتبہ ہے بعض احمق فنافی الشیطان کے مرتبہ پر ہوتے ہیں اور ہمیشہ پریشان رہتے ہیں (یعنی خود کو فنافی الشیخ سمجھتے ہیں حالانکہ وہ فنافی الشیطان ہوتے ہیں)۔ (نور الہدیٰ کلاں)

❁ مجھے تعجب ہوتا ہے اُن لوگوں پر جو دعویٰ تو کرتے ہیں فنافی الشیخ ہونے کا مگر ہوتے ہیں فنافی الشیطان کے مقام پر۔ دعویٰ کرتے ہیں فنافی محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے محمود مقام کا، مگر ہوتے ہیں وہ مقامِ مردہ پر مردار و مردود۔ دعویٰ کرتے ہیں فنافی اللہ کے آزاد مقام کا، مگر جا پڑتے ہیں وہ مقامِ فتنہ مایہءِ فساد میں۔ (مجالستہ النبی خورد)

❁ مجھے تعجب ہوتا ہے اُن لوگوں پر جو اپنے مُردار خور مرشد کی صورت کے تصور میں حبسِ دم کر کے فنافی الشیطان ہو جاتے ہیں لیکن خود کو فنافی الشیخ سمجھتے ہیں حالانکہ فنافی الشیخ کا مرتبہ یہ ہے کہ تصورِ شیخ صاحبِ تصور کو پل بھر میں مجلسِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی حضوری میں پہنچا کر معرفتِ ''اِلَّا اللّٰہُ'' بخش دیتا ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ مجھے تعجب ہوتا ہے اُن لوگوں پر جو دعویٰ تو کرتے ہیں فنافی الشیخ ہونے کا مگر ہوتے ہیں فنافی الشیطان، یعنی اپنے شیخ کی صورت پرستی میں مست ہوتے ہیں اور حُسن و سرود کے سہارے دم بستہ ہو کر بطورِ تقلید دَم کشی کرتے ہیں۔ (یاد رکھیے کہ) اُسی ذکر، اُسی حبس اور اُسی دم سے وحدتِ ذات کی حضوری کا مشاہدہ نصیب ہوتا ہے جو ذکرِ اللہ سے آتا جاتا ہے۔ یہ اہلِ سرود مقلدین ہرگز غرقِ توحید نہیں ہو سکتے چاہے یہ ذکرِ دم کریں یا ذکرِ قلب، ذکرِ روح کریں یا ذکرِ سرّ، ذکرِ حق کریں یا ذکرِ انا، ذکرِ سلطانی کریں یا ذکرِ قربانی، ذکرِ حامل کریں یا ذکرِ عبہر، ذکرِ منور کریں یا ذکرِ وجد، ذکرِ غرق کریں یا ذکرِ شوق، ذکرِ جلالی کریں یا ذکرِ جمالی، ذکرِ مشاہدہ کریں یا ذکرِ حضوری اور ذکرِ قرب، ذکرِ فنا کریں یا ذکرِ بقا، ذکرِ حیّ کریں یا ذکرِ قیوم۔ ان جملہ اذکار میں سے کوئی ذکر بھی قابلِ اعتبار نہیں جب تک کہ ذاکر کو معرفتِ '' اِلَّا اللّٰہُ '' کی حضوری، قرب اللہ کی حضوری اور مجلسِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی حضوری میں نہ پہنچا دے۔ ذکرِ اللہ ذاکر کے وجود کو خاص پاکیزگی عطا کرتا ہے اور اُسے نفس و شیطان اور حوادثِ دنیا کی پلیدی سے پاک رکھتا ہے اور مشاہدہِ حضوری بخش کر بے انداز لذتِ ربانی مہیا کرتا ہے۔ جو ذاکر ان صفات سے متصف نہیں وہ جھوٹا، مقلد اور ریاکارِ مطلق ہے۔ ذاکر کا بھلا سرود و ریا سے کیا کام؟ جو لوگ اللہ تعالیٰ کا پاک نام سرود کے ساتھ بلند آواز میں گا گا کر اور تالیاں بجا بجا کر لیتے ہیں وہ

Marfat.com

کافرِ مطلق ہیں۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ کُلُّ بَاطِنٍ بِمُخَالِفُ الظَّاهِرِ فَهُوَ بَاطِلٌ ط ''جو باطن ظاہر کے مخالف ہو، وہ تمام کا تمام باطل ہے۔''

فنافی الشیخ کا تعلق اسمِ اَللّٰہُ ذات، نورِ حضور، تجلّیات کے مشاہدے اور مجلسِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ہے۔ فنافی الشیطان کے مراتب سراسر وسوسہ، وہم اور خطرہ ہیں۔ لیکن فنافی الشیطان بہت ہوتے ہیں کیونکہ وہ ایک ناقص، نفس پرست اور مغرور شیخ کے مرید ہوتے ہیں اور فنافی الشیخ مرید (بہت کم ہوتے ہیں یہ لوگ) روشن ضمیر، مخلص، لائق معرفتِ الٰہی، صاحبِ حضوری صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور شریعت میں ہوشیار ہوتے ہیں۔ (کلیدِ جنت)

❁ مراتب فنافی الشیخ کا تعلق حاضرات اسمِ اَللّٰہُ ذات کے ذریعے مشاہدہ تجلیاتِ نورِ حضور و مجلسِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری ہے دنیا میں مراتبِ فنافی الشیطان کے حامل طالبانِ شیخ ناقص و نفس پرست و سُست و مغرور و مست تعداد میں بہت زیادہ بلکہ بے شمار ہوتے ہیں۔ (شمس العارفین)

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ شیخ کامل اکمل (مرشد کامل اکمل) کیسے تلاش کیا جائے؟ تو اس کا آسان حل یہ ہے کہ جو مرشد کامل سروری قادری صاحبِ مسمّٰی ہوتا ہے وہ نہ تو تصورِ فنافی الشیخ کراتا ہے بلکہ آخری تصور ''اسمِ اَللّٰہُ ذات'' عطا کر دیتا ہے۔ اسی لیے کہتے ہیں کہ سروری قادری طالب کی ابتداء دوسرے سلسلوں کی انتہا کے برابر ہوتی ہے یعنی دوسرے سلاسل میں پہلے طالب کو تصورِ شیخ کرایا جاتا ہے اور یاد رکھیں راہِ فقر میں مشکل ترین مرحلہ فنافی الشیخ ہی ہے۔ اگر شیخ کامل ہے تو وہ پہلے ہی فنافی الرسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور فنافی اللہ ہوگا اگر طالب فنافی الشیخ ہو جائے تو اُسے دوسرے مراتب طے کرتے ہوئے دیر نہیں لگتی۔ اگر مرشد سروری قادری صاحبِ مسمّٰی نہ ہو تو اِن تین مراتب کو طے کرتے کرتے سالہا سال لگ جاتے ہیں۔ 'تذکرہ غوثیہ' میں غوث علی شاہ قلندر پانی پتی لکھتے ہیں کہ اُن کو ایک صاحب (مرید) ملے اور بتایا کہ اُن کے تمام لطائف جاری اور روشن ہو چکے ہیں غوث علی شاہ قلندر پانی پتی فرماتے ہیں کہ میں نے اُن سے پوچھا کہ کیا فقر حاصل ہوا تو اُس نے جواب دیا ''نہیں'' فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ پھر لطائف جاری اور روشن کرنے کا کیا فائدہ۔ لیکن سروری قادری سلسلہ میں پہلے دِن ہی ''تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات'' فنافی اللہ کے لیے عطا کر دیا جاتا ہے۔ اب یہ بھی اعتراض ہو سکتا ہے کہ حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کی کتب کا مطالعہ کر کے کئی سروری قادری مرشد پیدا ہو گئے ہیں یا کوئی وراثت کی وجہ سے سروری قادری ہے۔ اصل سروری قادری کی نشانی کیا ہے؟ تو اصل سروری قادری مرشد

Marfat.com

صاحبِ مسمّٰی ہوتا ہے۔ جعلی سروری قادری مرشد صاحبِ اسم ہوتا ہے (اس کی تفصیل مرشد کامل اکمل کے باب میں گزر چکی ہے) اور جب صاحبِ مسمّٰی سروری قادری کے عطا کیے ہوئے اسمِ اللہ ذات سے تصور کیا جاتا ہے تو تصورِ اسمِ اللہ ذات سے تصورِ شیخ حاصل ہوتا ہے۔ یہ غیر فطری بات ہے، بھئی تصور تو آپ اسمِ اللہ ذات کا کر رہے ہیں اس لیے تصور بھی اسمِ اللہ ذات کا ہی آنا چاہیے تو ایسا ہی ہوتا ہے پہلے اسمِ ذات کا ہی تصور آتا ہے جو بعد میں صورتِ شیخ میں بدل جاتا ہے۔ اسمِ اللہ ذات میں چونکہ شیطانی استدراج نہیں ہوتا اس لیے اس سے حاصل ہونے والا تصورِ شیخ یہ ثابت کرتا ہے کہ مرشد کامل اکمل ہے۔ جبکہ صاحبِ اسم سروری قادری مرشد کے عطا کیے ہوئے اسمِ اللہ ذات سے مرشد کا نہیں اسم کا تصور حاصل ہوتا ہے۔ صاحبِ مسمّٰی مرشدِ کامل اگر چاہے تو اسی منزل پر ہی فنافی اللہ کے مرتبہ پر پہنچا دیتا ہے اور وہی سروری قادری جامع نور الہدیٰ مرشد ہے۔ جس سروری قادری مرشد کے عطا کیے ہوئے اسمِ اللہ ذات سے تصورِ شیخ حاصل نہ ہو اور سالہا سال تک اسمِ اللہ ذات کا ہی تصور رہے وہ ناقص اور نامکمل ہے۔ اسمِ اللہ ذات کا تصور حاصل ہونا اس کا کمال نہیں بلکہ اسمِ اللہ ذات کے نور اور آپ کے اخلاص کی وجہ سے ہے۔ جب اسمِ اللہ ذات سے صورتِ شیخ کا تصور حاصل ہو جاتا ہے تو اس کے بارے میں سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

✿ جان لے کہ صورتِ شیخ کا تصور کرنے سے طالبِ اللہ کے وجود میں غیب سے ایک نورانی صورت ظاہر ہو جاتی ہے جو کبھی تو کلمہ طیب ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' کا ذکر کرتی ہے، کبھی آیاتِ قرآن کی تلاوت کرتی ہے، کبھی نص و حدیث و تفسیر بیان کرتی ہے، کبھی سنتِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کو زندہ رکھتے ہوئے مسائلِ فقہ یعنی فرض و واجب و سنت و مستحب کا درس دیتی ہے، کبھی ذکرِ اللہ میں غرق ہو کر بلند آواز سے ''سِرِّ ھُوْ، سِرِّ ھُوْ، لَیْسَ فِی الدَّارَیْنِ اِلَّا ھُوْ'' (ترجمہ: میں نے ھُو کا بھید پا لیا دونوں جہانوں میں ھُو کے سوا کچھ نہیں) کے نعرے لگاتی ہے، کبھی ماضی حال و مستقبل کے حقائق سے باخبر کرتی رہتی ہے اور خود کو ہر وقت نماز و اطاعت و بندگی میں محو کر کے شریعت کی نگہداری کرتی رہتی ہے اور اگر غلطی سے شریعت کے خلاف کفر و شرک و بدعت کا کوئی کلمہ کہہ بھی جائے تو توبہ و استغفار سے اُس کا رد کرتی ہے اور کبھی نفس کو محاسبہ کے ذریعے مغلوب کر کے اُس سے کلمہ طیب ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ، مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ ○ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ بِالْفَنَآءِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ بِالْبَقَآءِ (جس نے اپنے نفس کو پہچانا، بے شک اُس نے اپنے رب کو پہچانا اور جس نے اپنے نفس کو فنا سے پہچانا بے شک اُس نے اپنے ربّ کو بقا سے پہچانا) پڑھواتی ہے۔ نفس خدا کو فنافی الشیخ ہو کر ہی پہچانتا ہے۔ جب یہ صورت وجود پر غالب آجاتی ہے تو وجود گناہوں سے تائب ہو جاتا ہے۔ اس

Marfat.com

صورت کے ظہور کا انحصار صرف آوازِ ابتدا ''اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ (کیا میں تمہارا ربّ نہیں ہوں) قَالُوْا بَلٰى (ہاں کیوں نہیں تو ہی ہمارا رب ہے)'' کے تصور کی صحت پر ہے۔ یہ صورت نفسِ زیاں کار کو کجی و سرکشی پر سرزنش کر کے راہِ راست پر لے آتی ہے۔ اس طرح کی نفس شناسی اور الہام و پیغام شیخ کامل پر اعتبار کرنا بھی بچوں کا کھیل تماشا ہے، اس مرتبے پر مغرور ہونے کی ضرورت نہیں کہ یہ محض مرتبہ پیغام ہے، مرتبہ معرفت و فقر نہیں۔ شوق و سرور سے باطن کو آباد رکھنے والی قرب مع اللہ نور حضور منظور کی راہ اس سے بہت آگے ہے۔ ''حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے: '' اَوَّلُهٗ فَنَا فِی الشَّیْخِ بَعْدَهٗ فَنَا فِی اللّٰهِ '' طالب کے لیے پہلا مرتبہ فنافی الشیخ ہے اور دوسرا مرتبہ فنافی اللہ ہے۔'' (کلید التوحید کلاں)

❁ مرشد ہو تو کامل ہو ورنہ زن سیرت و مخنث صورت اہلِ بدعت بے شرع مرشد کسی کام کا نہیں ہوتا۔ اگر کوئی صاحبِ صورت فنافی الشیخ طالب گناہ کی طرف مائل ہونے لگتا ہے تو صورتِ شیخ مانع ہو کر اُسے گناہ سے روک لیتی ہے اور پوری قوت سے شہوتِ گناہ کا غلبہ توڑ دیتی ہے۔ اگر کوئی صاحبِ صورتِ فنافی الشیخ طالب سوتا ہے تو توفیقِ الٰہی سے خواب میں وہ صورت اُس کا ہاتھ پکڑ کر توحیدِ ''اِلَّا اللّٰهُ'' کی معرفت میں غرق کر دیتی ہے۔ اگر کوئی صاحبِ صورتِ فنافی الشیخ طالب مراقبہ کرتا ہے تو وہ صورت اُس کی دستگیری کرتی ہے اور مجلسِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی حضوری سے مشرف کر کے اُسے مراتب و مناصب دلواتی ہے۔ یہ مرتبہ باطن صفا فنافی الشیخ طالب کا ہے۔ ایسے ہی طالب کے لیے آیا ہے کہ: ''سلام ہو اُس پر جو ہدایت کی راہ چلا'' (کلید التوحید کلاں، شمس العارفین، کلید جنت)

❁ وہ صورتِ نُور (صورتِ شیخ) ہمیشہ تسبیح پڑھتی ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ٥ سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ ٥ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ وَالْهَيْبَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكِبْرِيَآءِ وَالْجَبَرُوْتِ ٥ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَيِّ الَّذِیْ لَا يَنَامُ وَلَا يَمُوْتُ ٥ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ ٥ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ ٥ فنافی الشیخ کی وہ صُورت سخاوت میں حاتم طائی سے زیادہ سخی ہے کہ پل بھر میں مشرق سے مغرب تک وسیع ملکِ سلیمانیؑ سے بہتر حکومت اور تمام جنّوں، انسانوں، حیوانوں، پرندوں اور پانی و مٹی ہوا و آگ پر مکمل تصرف و قبضہ کے جملہ مراتب و مناصب عطا کر دیتی ہے۔ یہ مراتب ہیں باطن صفا فنافی الشیخ طالب کے۔

(1) نیک خصلت خُلق نیک و دِل صفا — کانِ کرم وجود و حکمت ہر بکارے از خُدا

(2) یک نظر با حق رسانند خلق را راہے نما — طالباں زوحق بیابند خود نما را نیست جا

Marfat.com

(3) ہم جلیسِ مُرسلاں و انبیاء و اصفیاء غرق فی اللہ گشت فانی دائمی با مصطفیٰؐ

(4) نفسِ کافر قتل سازم می برآیم از ہوا ایں عبادت جاودانی بس ترا اے باھُوؒ!

ترجمہ: (۱) ''ایسے باطن صفا فنا فی الشیخ طالب ہمیشہ نیکوکار، خوش خُلق، صاف دِل اور جُود و کرم کی کان ہوتے ہیں، اُن کا ہر عمل حکمتِ خداوندی کے تحت ہوتا ہے۔'' (۲) ''وہ اس شان کے راہنمائے خَلق ہیں کہ ایک ہی نظر میں طالبوں کو حق رسیدہ کر دیتے ہیں، طالبانِ حق ہی اُن سے وصالِ حق پاتے ہیں، خود پرست طالبوں کی اُن کے ہاں کوئی جگہ نہیں'' (۳) ''وہ غرق فنا فی اللہ ہو کر دائمی طور پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں حاضر رہتے ہیں جہاں انہیں تمام انبیاء و مرسلین و اصفیاء سے ہم نشینی کا شرف حاصل رہتا ہے۔'' (۴) ''میں نے نفس کا فر کو قتل کر دیا ہے اور ہوائے نفس سے آزاد ہو گیا۔'' (کلید التوحید کلاں)

❁ مقام فنا فی الشیخ وہ ہے کہ جب طالب اللہ شیخ کی صورت کا تصور کرتا ہے، تو اسی وقت صورتِ شیخ حاضر ہو کر طالب کا ہاتھ پکڑ کر معرفتِ الٰہی یا مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں لے جاتی ہے۔ ایسے شیخ کو یُحۡیٖ وَ یُمِیۡتُ (زندہ بھی کرتا ہے اور مارتا بھی ہے) کہتے ہیں۔ اور جب مقامِ فنا فی اسمِ محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر پہنچتا ہے تو بے شک جنابِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی روح مبارک مع ارواحِ صحابہ کرامؓ نہایت لطف و کرم سے تشریف فرما ہوتی ہیں صاحبِ تصور کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں ''میرا ہاتھ پکڑ''! آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا دستِ مبارک پکڑتے ہی دِل معرفتِ الٰہی سے روشن اور منور ہو جاتا ہے۔ جس سے انسان ارشاد کے لائق ہو جاتا ہے۔ اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صاحبِ تصور کو اپنی زبان مبارک سے فرماتے ہیں کہ خَلقِ خدا کی امداد کرو۔ پس حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حکم سے صاحبِ تصور خَلقِ خدا کو تلقین و تعلیم دیتا ہے اور طالبوں کو مرید بناتا ہے۔ (کلید جنت)

اس لیے شیخ پکڑتے وقت تحقیق کر لیں کہ ایک تو سروری قادری صاحبِ مسمّٰی ہو اور ذکر، تصور اور مشقِ مرقومِ وجودیہ اسمِ اَللّٰہُ ذات عطا فرمائے ''اسمِ اَللّٰہُ ذات'' سنہری حروف یا سونے سے لکھا ہوا ہو۔ اور کچھ عرصہ تک اسمِ اَللّٰہُ ذات کے تصور سے تصورِ سلطان الفقر یا تصورِ شیخ حاصل نہ ہو تو اسے شیخِ کامل نہ سمجھیں۔

Marfat.com

باب 35

تجلّی

تجلّی انوارِ حق کی تاثیر ہے جو اللہ پاک کے مقبول بندوں کے قلوب پر وارد ہوتی ہے جس سے وہ اس درجہ پر پہنچتے ہیں کہ حق کو دیکھتے ہیں۔

❁ حضرت سخی سلطان باھُوؒ فرماتے ہیں: تجلّی روشنی کا نام ہے اور اسمِ اَللّٰہُ ذات کے تصور سے دل پر ہزار ہا تجلّیات وارد ہوتی ہیں جن سے دل اور بھی روشن اور بیقرار بن جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا دیدار بے حجاب ہونے لگتا ہے۔ معرفتِ الٰہی کی بے حجاب روشنی آفتاب کی روشنی سے بھی بڑھ کر ہوتی ہے اس مقام پر سب کچھ عین بعین دکھائی دیتا ہے

آپؒ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بھی تجلّی نازل ہوئی تھی لیکن وہ اسے برداشت نہ کر سکے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے فقراء کا یہ حال ہے کہ ان کے دلوں پر دن میں ہزار ہزار بار تجلّیات کا نزول ہوتا ہے لیکن ان کے حوصلہ میں فرق نہیں آتا۔ آپؒ فرماتے ہیں:

❁ اور جو لوگ اہلِ اللہ ہیں وہ ہر وقت تجلّیاتِ الٰہیہ میں رہتے ہیں۔ (محک الفقر کلاں)

آپؒ اپنی مشہورِ زمانہ تصنیف عین الفقر میں تجلّیات کی چودہ اقسام کا ذکر فرماتے ہیں۔ آپؒ فرماتے ہیں:

❁ تجلّی چودہ قسم کی ہوتی ہے اور چودہ مقامات پر ہوتی ہے۔ معلوم ہونا چاہیے کہ ہر تجلّی اپنی نشانی سے' آثار

Marfat.com

سے اور تاثیرِ وجودیہ سے پہچانی جاتی ہے۔ تمام مقامات سے سخت مقام ''مقامِ تجلّی'' ہے کیونکہ تجلیات میں آ کر عارفوں، محققوں، موحدوں، ذاکروں اور طالبوں میں سے لاکھوں حضرات دریائے تجلّیات کے بھنور میں غوطے کھا کر اپنی راہ سے ایسے بھٹکے کہ پھر کبھی کسی ساحلِ عافیت تک نہ پہنچ سکے۔ بعض مرتد ہو گئے، بعض شہرت کی بھینٹ چڑھ گئے۔ بعض مشرک ہو بیٹھے اور بعض بدعت واستدراج میں پڑ گئے اور درجہ بدرجہ دوزخ کا ایندھن بنے۔ پہلی تجلّی شریعت کی ہے جس کا تعلق ظاہر کی آنکھ سے ہے اور یہ پیشانی پر ظاہر ہوتی ہے دوسری تجلّی طریقت کی ہے جس سے نورِ قلب پیدا ہوتا ہے تیسری تجلّی حقیقت کی ہے جس سے نورِ روح پیدا ہوتا ہے چوتھی تجلّی معرفت کی ہے اس سے نورِ سِرّ پیدا ہوتا ہے۔ پانچویں تجلّی عشق کی ہے اس سے اسرارِ الٰہی کا نور پیدا ہوتا ہے۔ چھٹی تجلّی مرشد شیخ کی ہے جس سے نورِ محبت اور اخلاص مربّی پیدا ہوتا ہے۔ ساتویں تجلّی فقر کی ہے اس سے نور غیر ماسویٰ اللہ پیدا ہوتا ہے۔ آٹھویں تجلّی فرشتوں کی ہے اس سے نورِ تسبیح پیدا ہوتا ہے۔ نویں تجلّی جن کی ہے جس سے جنونیت و دیوانگی پیدا ہوتی ہے دسویں تجلّی نفس کی ہے اس سے شہوت و ہوائے نفس پیدا ہوتی ہے۔ گیارہویں تجلّی شیطانی ہے اس سے نافرمانی وگناہ پیدا ہوتا ہے۔ بارھویں تجلّی شمس کی ہے جس سے نورِ بَرق پیدا ہوتا ہے۔ تیرھویں تجلّی ماہتاب کی ہے جس سے نُورِ پرتو پیدا ہوتا ہے۔ چودھویں تجلّی اسماء کے نقوش یعنی اسمِ اَللّٰہُ ، لِلّٰہ ، لَہٗ ، ھُو، نقوشِ ننانوے اسمِ باری تعالیٰ نقش اسمِ فقر اور نقش اسمِ محمدؐ ﷺ کی تجلّی ہے۔ ان اسمائے مبارکہ کے ہر ہر حرف سے چراغ کی بتی کی طرح ایک روشن تر شمع منور ہوتی ہے اس سے آگے بڑھنا چاہیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا السکون حرام علی قلوب الاولیاء (اولیاء کرام کے دلوں پر سکون حرام ہے) یہاں سکون سے مراد کسی ایک منزل یا مقام پر ٹک جانا اور آگے ترقی کرنے سے رک جانا ہے۔'' (عین الفقر)

پھر آپؒ تجلّیات کی مزید شرح کرتے ہوئے ''عین الفقر'' میں ہی فرماتے ہیں۔

❁ خاص الخاص تجلّی وہ ہے جو حروفِ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے نمودار ہوتی ہے۔ (عین الفقر)

الغرض اہلِ شریعت کے چہرے پر تجلّی چمکتی ہے اہلِ طریقت کے دل میں تجلّی چمکتی ہے اہلِ حقیقت کے مشاہدہ میں تجلّی روشن ہوتی ہے اور اہلِ معرفت کے سر سے لے کر قدم تک تجلّی روشن ہوتی ہے۔ معلوم ہونا چاہیے دو تجلّیاتِ ظاہر شیطانی ونفسانی ہیں، سونا چاندی (مال و دولت) تجلّی شیطانی ہے اور عورت تجلّی نفسانی ہے۔

❁ مجالستہ النبی میں آپؒ تجلّی کی دو اقسام بیان فرماتے ہیں 1۔ تجلّی نوری 2۔ تجلّی ناری

Marfat.com

آپؒ فرماتے ہیں: ''ایک تجلّی نوری ہے جو نورِ الٰہی‘ نورِ نبی اللہ‘ نورِ قلب‘ نورِ روح‘ نورِ سِرّ‘ نورِ فرشتگان اور نور خاکی اہلِ اسلام سے ہوتی ہے جب یہ سارے نور ظاہری و باطنی طور پر وجود میں جمع ہو جاتے ہیں تو جمعیت‘ ترک و توکل‘ صبر و شکر‘ شوق قناعتِ دل‘ توفیقِ اطاعت‘ ذکر و فکر‘ محبت‘ فنا و بقا‘ معرفتِ الٰہی کا استغراق‘ ظاہر شریعت کا علم اور باطن کی وہ راہ حاصل ہوتی ہے جس کی کوئی حد نہیں ہے۔

دوسری تجلّی ناری ہے اور یہ نفس کی آگ ہے یعنی غصہ‘ غضب‘ عداوت اور کینہ ہے۔ شیطانی آگ ہے جس سے حرص‘ طمع‘ دنیا کی طلب اور گناہ جنم لیتے ہیں۔ جنونیت کی آگ ہے جس سے رجوعاتِ خلق‘ دنیاوی درجات میں ترقی‘ اہلِ دنیا کو تابع کرنا اور غیب عالم یعنی جن و دیو سے یک وجود ہونے کی خواہشات پیدا ہوتی ہیں۔ شراب پینے‘ اللہ تعالیٰ کے منع کردہ کام کرنے‘ بدعت اختیار کرنے‘ نماز کو ترک کر دینے‘ حج و زکوٰۃ کو چھوڑ کر مردود ہو جانے اور کافر و یہود سے اخلاص رکھنے کی نوبت آتی ہے۔ جب ہر قسم کی یہ آگ وجود میں داخل ہو جاتی ہے تو وجود میں فرعونیت کے مراتب ظاہر ہو جاتے ہیں دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ نیکی و بدی کی تمیز ختم ہو جاتی ہے۔ یہ مقامات ناری ہیں‘ استدراج ہیں یہاں تجھے جو کچھ دکھائی دے اس کا اعتبار نہ کر کہ یہ سب خلافِ شرع مردود ہے اس پر لعنت ہو۔ (مجالسۃ النبی)

❁ یاد رکھ کہ اس کے علاوہ تجلّیاتِ ظاہر اور بھی ہیں جنہیں شیطانی و نفسانی تجلّیات کہا جاتا ہے۔ ایک تجلّی سیم و زر (مال و دولت) ہے جو شیطانی ہے اور دوسری تجلّیِ زن ہے جو نفسانی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے ''عورتیں شیاطین ہیں جنہیں ہماری آزمائش کے لیے پیدا کیا گیا ہے میں اُن کے شر سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔'' (عین الفقر باب دوم)

❁ تجلّی انسانی وجود میں ذکر و تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات اور تفکر سے پیدا ہوتی ہے اور اسی سے بڑھتی ہے۔ اسمِ اَللّٰہُ ذات کے تصور و ذکرِ قلبی سے جو انوار پیدا ہوتے ہیں ان سے ساتوں اعضاء نورِ مطلق بن جاتے ہیں اور ہر عضو سے نور ٹپکتا ہے اور اسی نور سے ذاتِ حق کی معرفت حاصل ہوتی ہے اور اسمِ اَللّٰہُ ذات کے تصور کے نور سے معرفتِ الٰہی کے نور کا مشاہدہ ہونے لگتا ہے۔

۱۔ تو عین تجلّائی تجلّی را مجو   با سِرِّ تجلّی تُو شوی عین او
۲۔ نُور ز نُورش ہمہ ظہور   ہر چہ بہ بینی اُو از و گشتہ نُور
۳۔ آں نُورِ تجلّی بموسیٰ کوہِ طور   عین عیاں است مرا حق ظہور
۴۔ باھُوؒ ہمدم و ہمقدم و ہمکنار   گر تُو چشمے داشتی باحق نگار

Marfat.com

(1) ''تُو عین تجلّی ہے اِس لیے تجلّی کی جستجو مت کر کہ تجلّی سِرّ میں آکر تُو خود تجلّی بن گیا ہے۔'' (2) ''سب انوار کا ظہور اُس (ذاتِ حق تعالیٰ) کے نُور سے ہے۔ یہاں جو کچھ نظر آتا ہے سب اُسی کے نُور کی تنویر ہے۔'' (3) ''جس نورِ تجلّی کو موسیٰ علیہ السلام نے کوہِ طور پر دیکھا تھا اُسی نورِ تجلّی کو مَیں عین عیاں دیکھتا ہوں۔'' (4) ''باھُوؒ تو اللہ تعالیٰ کا ہمدم و ہمقدم و ہم نشین ہے، اگر تیرے پاس بھی چشمِ حق بین ہوتی تو تُو اُسے دیکھتا رہتا۔'' (عین الفقر)

❁ بروزِ قیامت عاشقوں کو مقامِ تجلّی میں لا کر کھڑا کیا جائے گا اور فرمانِ حق تعالیٰ ہوگا: ''آنکھیں کھولو اور میرا دیدار کرو۔'' ہر عاشق کو ہزار بار حضورِ حق میں پیش کیا جائے گا اور ہر بار اُس پر تجلّی ڈالی جائے گی۔ جب بھی تجلّی ہوگی وہ بے ہوش ہو جائے گا اور ستّر ہزار سال تک بے ہوش پڑا رہے گا، جب ہوش میں آئے گا تو عرض کرے گا: هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ کیا یہ لطف دوبارہ نہیں ہوگا؟ پھر تجلّی ہوگی اور وہ پھر بے ہوش ہو جائے گا۔ اس طرح ہر بار ستّر ہزار سال تک بے ہوش رہے گا اور پھر ہوش میں آئے گا لیکن فقرائے فنا فی اللہ عاشقوں پر بارگاہِ حق سے تجلّی اِس انداز سے ہوتی ہے کہ اُن کا تمام وجود سر سے قدم تک انوارِ تجلّی سے بھر جاتا ہے۔ چنانچہ نقل ہے کہ ایک دِن حضرت رابعہ بصریؒ اپنے گھر میں اولیاء اللہ کی مجلس میں بیٹھی ہوئی تھیں، رات کا وقت تھا، گھر میں تاریکی چھائی ہوئی تھی مگر حالت یہ تھی کہ آپؒ کے پاس ایک پیسہ بھی نہ تھا کہ تیل خرید کر چراغ روشن کر لیتیں۔ تمام اہلِ مجلس ایک دوسرے کی زیارت سے محرومی کی وجہ سے پریشان ہو رہے تھے کہ حضرت رابعہ بصریؒ نے اپنی انگلیوں پر اسمِ ''اَللّٰہُ'' پڑھ کر دم کیا تو آپؒ کی دو انگلیوں کے درمیان سے سورج کی طرح روشن چراغ نمودار ہو گیا جسے دیکھ کر تمام اہلِ مجلس اولیاء اللہ حیران رہ گئے۔ پس معلوم ہوا کہ فقرائے فنا فی اللہ کا تمام وجود ہی تجلّی ہوتا ہے کہ فقر انوارِ الٰہی سے روشن عین ذات باذات تجلّیات کا نام ہے۔ (عین الفقر)

❁ باھُوؒ سر تا پا تجلّی گشت نُوری   من ازاں نُورم کہ نُور از من ظہوری

ترجمہ: ''باھُوؒ تجلّیاتِ نُور میں غرق ہو کر سر سے پاؤں تک نُورِ تجلّی بن گیا ہے۔ مَیں خود کو اس لیے نُور کہتا ہوں کہ مجھ سے نُور کا ظہور ہوتا ہے۔'' (عین الفقر)

❁ ہم جلوۂ ذات کا اہتمام کرتے ہیں اور تو لائقِ دیدار آنکھوں کا بندوبست کر کہ دورانِ دیدارِ یار دم مارنا گناہ ہوتا ہے۔ یہ اہلِ اللہ فقرا ہی ہیں جن کا وجود پُرنُور ہوتا ہے ورنہ عام لوگوں کا وجود تو اربعۂ عناصر کا مجموعہ ہوتا ہے۔ (عین الفقر)

❁ آپؒ فرماتے ہیں کہ اگر میں تجلّی کی شرح مکمل طور پر بیان کروں تو خاص و عام کے تمام دفتر رقم ہو

Marfat.com

جائیں۔آپ تجلّی خاص کے متعلق ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''تجلّی خاص وہ ہے جو دردِ محبتِ الٰہی سے پیدا ہوتی ہے'' (عین الفقر)

یہی وہ درد ہے جو عاشق کو تڑپا تڑپا کر دیدار کی منزل تک لے جاتا ہے کیونکہ دیدار کے علاوہ سب منازل اور مقام دھوکہ ہیں۔دیدارِ الٰہی کے علاوہ سب کچھ مردار ہے۔عاشق ہمیشہ طالبِ دیدار ہوتا ہے۔

یہی وہ منزلِ حیات ہے جس کی تڑپ ہر طالبِ حق اور عاشقِ صادق کے دل میں موجزن رہتی ہے اور اسے ہر لمحہ بےقرار، بےچین اور بےسکون رکھتی ہے۔

Marfat.com

باب 36

جمعیت

جمعیت کے لغوی معنی چیزوں کا ایک جگہ اکٹھا ہونا ہے۔ اطمینان اور سکون کو بھی جمعیت کہتے ہیں۔
حضرت سخی سلطان باھُورحمتہ اللہ علیہ کی تعلیمات کے مطابق صاحبِ جمعیت اس طالب کو کہتے ہیں جسے مقامِ ازل، ابد، دنیا، عقبیٰ کے تمام مراتب' مقامات اور خزانوں پر تصرف حاصل ہو جائے اور اصل میں آپ رحمتہ اللہ علیہ جمعیت ''فنافی اللہ بقا باللہ'' کے مقام کو مانتے ہیں یعنی طالب مقامِ ربوبیت میں پہنچ جائے اور ''مالکِ کُل'' ہو جائے۔ اسی مقام کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے ''بے شک اولیاء کرام کو نہ تو کوئی غم ہوتا ہے اور نہ ہی خوف'' یہاں پر وہ سکون اور اطمینان کی نعمت سے مالا مال ہو جاتے ہیں۔

مقامِ جمعیت کے بارے میں حضرت سخی سلطان باھُورحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

- جمعیت کسے کہتے ہیں؟ ہر مطلوبہ چیز کو، خواہ اس کا تعلق مرتبہ ذات سے ہو یا مرتبہ صفات سے، رنج و ریاضت کے بغیر حاصل کر لینے اور جملہ خزائن الٰہی کو اپنے زیرِ تصرف لے آنے کا نام جمعیت ہے۔ (نور الہدیٰ کلاں)
- جوہرِ جمعیت کی دو علامات ہیں کہ بظاہر شریعت میں ہوشیار اور بباطن مراقبہ مشاہدۂ ربوبیت سے مشرف ہو کر دیدارِ تجلیاتِ انوار میں غرق۔ (شمس العارفین)
- جان لے کہ جمعیت کے پانچ حروف ہیں اور ہر حرف کا اپنا الگ مقام ہے۔ ہر حرف کا تصور اپنے مقام کی تمام نعمتوں کا مکمل تصرف بخشتا ہے۔ صاحبِ جمعیت جب ان پانچوں مقامات کو اپنے قبضے و تصرف میں

Marfat.com

لے لیتا ہے تو اس کے دِل میں نہ تو حاجت باقی رہتی ہے اور نہ ہی افسوس کہ وہ جو چاہتا ہے اُسے مل جاتا ہے۔ مقامِ جمعیت جملہ علوم تحقیقاتِ حیؒ قیوم کا جامع ہے اور وہ پانچ گنج و پانچ مقامات کہ جن میں جملہ نعمتوں کا تصرف پایا جاتا ہے یہ ہیں: مقامِ ازل، تصرفِ ازل، گنجِ ازل اور نعمتِ ازل۔ مقامِ ابد، تصرفِ ابد، گنجِ ابد اور نعمتِ ابد۔ مقامِ دنیا، تصرفِ دنیا، گنجِ دنیا اور نعمتِ دنیا، نعمتِ دنیا سے مراد اُن تمام چیزوں کا تصرف ہے جو روئے زمین پر پائی جاتی ہیں۔ مقامِ عقبیٰ، تصرفِ عقبیٰ، گنجِ عقبیٰ اور نعمتِ عقبیٰ۔ پنجم مراتبِ نعمت و تصرف و گنجِ اعلیٰ قربِ واحدانیتِ فنا فی اللہ بقا باللہ بحق تعالیٰ۔ یہ ہے کامل و مکمل جمعیت۔ (شمس العارفین)

❁ جمعیت کسے کہتے ہیں؟ جان لے کہ جمعیت کے بیان کے لیے کئی دفاتر کی ضرورت ہے تاہم مغزِ اساسِ جمعیت کو سمجھانے کے لیے کہا جا سکتا ہے کہ جس طرح دودھ میں جب تھوڑی سی لسی پڑتی ہے تو دودھ جمعیت پکڑ لیتا (جم جاتا) ہے۔ دودھ کی اس جمعیت کو دہی کہتے ہیں۔ دہی کو جب بلویا جاتا ہے تو مکھن نکل آتا ہے اور جب مکھن کو آگ پر چڑھایا جاتا ہے تو گھی نکل آتا ہے۔ پس! عارفوں کے وجود میں اُس ذاتِ لازوال کی مجموعی ذات جمع ہوتی ہے۔ مصنّف کہتا ہے کہ نہ نہ میں غلط نہیں کہتا کہ جمعیت اللہ تعالیٰ کی قدرت و لطافت و التفات کا نہایت ہی لطیف و شریف لباس ہے جو سراسر نورِ معرفتِ توحید الٰہی ہے۔ جمعیت کا یہ لباس وہ شخص پہنتا ہے جو اللہ تعالیٰ کا منظورِ نظر ہو اور جسے مجلسِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی دائمی حضوری حاصل ہو۔ جمعیتِ معرفتِ نورِ حضور کے اُس لطیف لباس کو پہن لینے سے وجود مغفور ہو جاتا ہے۔ جمعیت کا یہ لباس اُس شخص کو پہنایا جاتا ہے جو دنیا مردار کی گندگی سے پاک ہو کر دائمی بندگی اختیار کر لیتا ہے۔ بندگی ایک زندگی ہے جو قلبی ذکر اللہ سے حاصل ہوتی ہے، مردہ دِل اہلِ خطرات لوگوں کو بندگی نہیں بلکہ شرمندگی حاصل ہوتی ہے۔ الغرض! دنیا مقامِ ہوا ہے اور عقبیٰ مقامِ ہوس، صاحبِ جمعیت ان دونوں مقامات سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ جمعیت کے دیگر معنی یہ ہیں کہ جمعیت کلیدِ کُل ہے اور اٹھارہ ہزار عالم (جہان) کی جملہ مخلوق (جو محض جُز ہے) ایک قفل ہے۔ جب جمعیت کی یہ کلیدِ کُل قفلِ جُز میں لگتی ہے تو ہر ایک مرتبے کو کھول دیتی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ جمعیت اسمِ اَللّٰہُ ذات میں پنہاں ہے (کہ تمام مراتب اسمِ اَللّٰہُ ذات ہی سے کھلتے ہیں) اور جو آدمی اسمِ اَللّٰہُ ذات کی کنہ کو پا لیتا ہے اسے کشف و کرامات اور مقاماتِ صفات (مقامِ خَلق) کے مشاہدے کی حاجت نہیں رہتی جمعیت ایک نُورِ نادر ہے جو دونوں جہان پر قادر ہے۔ صاحبِ جمعیت آدمی فنا فی اللہ مرتبے کا فقیر ہوتا ہے جو نفس پر امیر اور روشن ضمیر ہوتا ہے، ہر دو جہان اُس کا قیدی و اسیر ہوتا ہے اور اس کی زبان پر علمِ تفسیر با تاثیر ہوتا ہے۔ جمعیت ایک نُور

Marfat.com

ہے جس کی اصل تصدیق پر قائم ہے اور تصدیق توفیقِ الٰہی سے پُر معرفتِ توحیدِ الٰہی کا مغز ہے۔ جمعیت وہ غیب الغیب نُور ہے جو دِل کے نہاں خانے سے سورج کی طرح طلوع ہو کر فیض بکھیرتا ہے۔ جمعیت کا یہ نُور ہر چیز کو یوں روشن کرتا ہے کہ دونوں جہان کا تماشا پشتِ ناخن پر دکھائی دینے لگتا ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ صاحبِ جمعیت کے بارے میں فرماتے ہیں:-

''صاحبِ جمعیت چاہے تو تمام عالم کو ایک دم میں فنا فی التوحید اور مشاہدہ مع اللہ میں غرق کر دے۔ جمالِ الٰہی کے حضور کے نور میں سراسر جمعیت ہے اور حضور و جمال کی جدائی سراسر بے جمعیتی، پریشانی، خطرات اور خام خیالی ہے۔ اس جمعیت سے عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ (انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ جانتا نہ تھا) والا علم حاصل ہوتا ہے اور وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّھَا (اور آدم کو ان سب کے نام سکھائے) والے علم کی تاثیر سے انسان روشن ضمیر، صاحبِ تفسیر، صاحبِ نظیر اور نفس پر حکمران ہو جاتا ہے اسی کو علمِ لدُنّی کہتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:-

''وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا۔'' ترجمہ: اور ہم نے اسے اپنے پاس سے علم سکھایا۔

پس معلوم ہوا کہ توریت، انجیل، زبور اور فرقان کے علوم تمام کے تمام اسمِ اَللّٰهُ ذات کے تصور سے منکشف ہوتے ہیں اور عمل میں آتے ہیں۔ ایسے شخص کو تلمیذ الرحمٰن اور عالم علم العیانی کہتے ہیں۔ (توفیق الہدایت)

Marfat.com

باب 37

عِلم

دنیا میں تمام علوم، فلسفہ، سائنس کی بنیاد عقل وخرد پر ہے اور یہ سب عقل کی بنیاد پر ہی حاصل کیے جاتے ہیں۔ یہ تمام علوم کثرت کے دائرہ میں آتے ہیں اور انسانی عقل بھی صرف کثرت میں رہ کر ہی کام کرسکتی ہے۔ اسکے برعکس مالکِ کل کثرت سے مبرّا ہے وہ وحدت، احد کی صورت ہے لہٰذا اس سے متعلقہ علم یا روحانیت کی بھی وہی صورت ہے۔ کثرت کی دنیا میں محیط انسانی علم اور عقل اس تک نہیں پہنچ سکتی۔

ہم عارفین کی تعلیمات کو اصولی طور پر ایک حد تک ہی سمجھ سکتے ہیں کیونکہ مشاہداتِ حق پر مبنی یہ علمِ حق مکمل طور پر ہماری عقل کی گرفت میں نہیں آسکتا۔ عام طور پر جب بھی ہم عقل کا استعمال کرتے ہیں تو اس میں ہماری تنگ نظری کو زیادہ دخل حاصل ہوتا ہے۔ اس تنگ نظری کا نتیجہ ہمارے سامنے یوں آتا ہے کہ مذہبی رہنماؤں کے ہاتھوں یہ علم پیٹ کا دھندہ بن جاتا ہے اور اللہ کی مخلوق میں نفرت پیدا کر کے جھگڑے اور فساد کا باعث بنتا ہے۔ دلیل' بحث ومباحثہ سے اپنے مسلک' فرقہ' گروہ اور جماعت کو دوسرے کے مسلک' فرقہ' گروہ اور جماعت سے برتر ثابت کیا جاتا ہے اور یوں لوگ اپنے مذہب سے دور ہوتے چلے جاتے ہیں۔

یہ علم انفرادی سطح پر بھی کبھی حق کے حصول میں رکاوٹ بن جاتا ہے کیونکہ یہ انسان کے اندر چھپی ہوئی انانیت کو ابھارتا ہے جو تمام برائیوں کی جڑ ہے اور پھر یہ بندے اور اللہ کے درمیان بہت بڑے حجاب کی صورت میں کھڑا ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

علم کی بے شمار اور لاتعداد اقسام ہیں لیکن بہترین علم وہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی پہچان اور معرفت حاصل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر شے فانی ہے اور فانی کا علم فانی ہے اور باقی کا علم حیاتِ جاودانی ہے اس لیے جو علم باقی کی پہچان اور معرفت نہ کرائے وہ جہالت ہے اور جو علم باقی تک لے جائے وہی علمِ حقیقی ہے۔

عارفین نے اپنی کتب میں ہمیشہ علم کی اہمیت کو بیان کیا ہے اور علم حاصل کرنے پر زور دیا ہے جہاں کہیں بھی علم کی مذمت نظر آتی ہے وہاں علم بے مغز مراد ہے۔ علم ایک نور ہے اور علم عقل کے اوپر پڑا ہوا ایک پردہ بھی ہے۔ وہ علم جو حقیقت تک پہنچا دے وہ نور ہے اور جو حقیقت سے دور کر دے وہ علم عقل پر ایک پردہ بن جاتا ہے۔

علمِ حصولی

علمِ حصولی سے مراد وہ علم ہے جو عقل کے دائرہ کار میں رہ کر حاصل کیا جاتا ہے یعنی وہ تمام علوم جو ہم دیکھنے، سننے، سمجھنے اور سونگھنے یعنی حواسِ خمسہ سے حاصل کرتے ہیں یا وہ علم جو کسی مدرسہ، کالج، یونیورسٹی سے یا کتب پڑھ کر یا تحقیق کر کے حاصل کرتے ہیں۔

علمِ حضوری یا علمِ لدنی

علمِ حضوری یا علمِ لدُنّی سے مراد وہ علم ہے جو عشق سے حاصل ہوتا ہے یہ نگاہ کا علم ہے جو مرشد توجہ سے طالب کے قلب پر وارد کرتا ہے۔ علمِ حضوری یا علمِ لدُنّی، ذکر، فکر، تفکر، تدبّر، مراقبہ، الہام، کشف اور وھم کسی بھی ذریعے سے عطا کیا جا سکتا ہے۔ اس علم میں کتب اور پڑھنے پڑھانے کا دخل نہیں ہے۔ بس قلب میں اللہ تعالیٰ کا نور چمکتا ہے اور وہ جو چاہتا ہے اسرار کھول دیتا ہے۔ اس علم کے حصول کا سب سے بڑا وسیلہ اور ذریعہ مرشد کامل سروری قادری اور ذکر و تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات ہے۔

علمِ حصولی وہ علم ہے جو انسان کو بذریعہ امورِ خارجی حاصل ہو جیسے کہ اپنے غیر کا علم۔ اور علمِ حضوری وہ علم ہے جو بلا ذریعہ خارجی حاصل ہو جیسے کہ انسان کا اپنی ذات و صفات کا علم۔

عارفین کے نزدیک علم سے مراد علمِ حقیقت یا علمِ لدنّی ہے۔ جیسا کہ قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

- عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ (سورۃ العلق۔05)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے انسان کو وہ علم سکھایا جو وہ پہلے نہ جانتا تھا۔

- سورہ کہف میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کے واقعہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت خضر علیہ السلام کے بارے میں فرمایا: وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا (الکہف 65) ترجمہ: اور ہم نے اُسے علمِ لدُنّی (علمِ

Marfat.com

اسرار یا علمِ حقیقت) عطا کیا۔

امام احمد رضا خاں بریلوی کے ترجمہ قرآنِ پاک میں اس آیت مبارکہ کے حواشی میں مولانا نعیم الدین تحریر فرماتے ہیں:

''مفسرین ومحدثین کہتے ہیں کہ جو علم حضرت خضر علیہ السلام نے اپنے لیے خاص فرمایا وہ علمِ باطن و مکاشفہ ہے یہ اہلِ کمال کے لیے باعثِ فضل ہے.......... اِن کی فضیلت اس چیز سے ہے جو اِن کے سینہ میں ہے یعنی علمِ باطن وعلمِ اسرار، کیونکہ جو افعال صادر ہوں گے وہ ''حکمت'' سے ہوں گے اگر چہ بظاہر خلاف معلوم ہوں۔''

بیان القرآن میں مولانا اشرف علی تھانوی نے فرمایا ہے ''اس خاص علم سے مراد علم اسرارِ کونیہ ہے۔''

❁ حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''ایک حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کی طرح علمِ ظاہر کا نمائندہ ہوتا ہے جو کلیم اللہ تو ہوتا ہے مگر اُس کی نظر گناہ پر رہتی ہے۔ دوسرا حضرت خضر علیہ السلام کی طرح علمِ باطن کا نمائندہ ہوتا ہے جس کی نگاہِ باطن صحیح راہ پر ہوتی ہے۔ جو آدمی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام جیسا علم نہیں رکھتا وہ معرفتِ الٰہی تک ہر گز نہیں پہنچ سکتا۔'' (محک الفقر کلاں)

❁ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:

اَدَّبَنِیْ مَا اَدَّبَنِیْ رَبِّیْ ''مجھے جو کچھ بھی سکھایا میرے ربّ نے سکھایا۔'' (عین الفقر)

❁ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے علم کے دو تھیلے سیکھے (یعنی دو قسم کا علم حاصل کیا) ایک کو میں نے لوگوں میں پھیلا دیا اگر میں دوسرے علم کو پھیلاؤں تو میرا یہ نرخرہ کاٹ دیا جائے۔ (بخاری شریف، کتاب العلم)

❁ امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے احیاء العلوم (جلد 4) میں اور شیخ محی الدین ابنِ عربی رحمتہ اللہ علیہ نے فتوحاتِ مکیہ جلد سوم میں حضرت علی بن حسین (امام زین العابدین) رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا ایک فرمان درج کیا ہے:

یارب جوھر علم لوا برح بہ   لقیل لی انت ممن یعبد الوثنا
ولا ستعل رجال مسلمون دی   برون اُفج مایا تو نہ حسنا

ترجمہ: علم کے بہت سے جواہر اور راز ایسے ہیں جن کو اگر میں ظاہر کر دوں تو اے میرے ربّ! لوگ کہیں گے تم بت پرست ہو اور مسلمان میرے خون کو حلال سمجھیں گے اور میرے خون بہانے کے قبیح امر کو نیک خیال کریں گے۔

Marfat.com

❁ پیرانِ پیر غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ''سرالاسرار'' میں علوم کی اقسام اس طرح بیان فرماتے ہیں: ''نبی اور ولی (مرشد) میں فرق یہ ہے کہ نبی کو عوام وخواص دونوں کی تربیت کے لیے بھیجا جاتا ہے اور وہ مستقل بالذات ہوتا ہے۔ جب کہ ولی مرشد کو فقط خواص کی تربیت کے لیے بھیجا جاتا ہے اور وہ مستقل بالذات نہیں ہوتا بلکہ اپنے نبی علیہ السلام کے تابع ہوتا ہے۔ اگر وہ دعویٰ کرے کہ وہ مستقل بالذات ہے تو کافر ہو جاتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو یہ فرمایا ہے کہ: ''میری امت کے علماء انبیائے بنی اسرائیل جیسے ہیں'' تو اس کا مطلب یہ ہے کہ انبیائے بنی اسرائیل ایک ہی نبی مرسل موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کی اتباع کرتے چلے آئے اور کسی اور شریعت کو اپنانے کی بجائے اسی ایک شریعت کے احکام کی تجدید وتاکید کرتے چلے آئے۔ اسی طرح اِس امت کے علماء کو کہ جن کا تعلق گروہ اولیاء سے ہے خواص کی تربیت کے لیے بھیجا جاتا ہے تاکہ وہ شریعتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور امر ونواہی کی تجدید کریں' استحکامِ اعمال کی تاکید کریں' اصل شریعت ''دِل'' میں مواضعاتِ معرفت کا تصفیہ کریں اور انہیں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم سے آگاہ کریں جیسا کہ اصحابِ صفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم (نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم سے اس قدر آگاہ تھے کہ) حضور ﷺ کے خبر دینے سے پہلے ہی شبِ معراج کے اسرار پر بحث فرمارہے تھے۔ پس ولی کامل حضور ﷺ کی اس ولایت کا حامل ہوتا ہے جو آپ ﷺ کی نبوتِ باطن کا جزو ہے اور آپ ﷺ کی طرف سے اُس (ولی کامل) کے پاس ''امانت'' (امانتِ الٰہی خزانہ فقر) ہوتی ہے۔ اس سے مراد وہ علماء ہرگز نہیں جنہوں نے محض علمِ ظاہر حاصل کر رکھا ہے کیونکہ اگر وہ ورثائے نبوی[1] ﷺ میں داخل ہوں بھی تو ان کا رشتہ ذوی الارحام[2] کا سا ہے۔ پس وارثِ کامل وہ ہوتا ہے جو حقیقی اولاد[3] ہو کیونکہ باپ سے اُس کا رشتہ تمام عصبی رشتہ داروں[4] سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ پس بیٹا (وارثِ کامل، فرزندِ حقیقی) ظاہر باطن میں باپ کے اوصاف کا سِرّ (وارث) ہوتا ہے۔ اسی لیے تو حضور ﷺ نے فرمایا: ''علم کا ایک حصہ مخفی رکھا گیا ہے جسے علمائے ربانی کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔'' جب وہ اُس کے متعلق گفتگو کرتے ہیں تو اہلِ عزت اس کا انکار نہیں کرتے۔ یہ وہ بھید ہے کہ اسے

---

[1] یہاں اشارہ ہے اس حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف کہ جس میں فرمایا گیا ہے ''اَلْعُلَمَآءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَآءِ'' یعنی علماء انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں۔''

[2] ذوی الارحام: وہ بہن بھائی جو ایک ماں اور مختلف باپوں سے پیدا ہوئے ہوں۔ ایسی اولاد کامل وراثت کی حق دار نہیں ٹھہرتی۔

[3] دِل کا محرم، وہ طالب جو مرشد کی ذات سے یکتائی اختیار کرتا ہے اور مرشد کے علمِ اسرار کا حقیقی وارث ہوتا ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں ''مرتبہ نعم البدل'' باب ''متفرق مضامین حصہ دوم''۔ [4] عصبی رشتہ دار: عصبی یا نسبی اولاد

Marfat.com

معراج کی رات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قلب مبارک کے تیس ہزار بطون میں سب سے گہرے بطن میں ودیعت کیا گیا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے عوام میں سے کسی پر ظاہر نہیں فرمایا سوائے اصحابِ مقربین اور اصحابِ صفّہ کے۔ اسی بھید کی برکت سے شریعت قائم رہے گی۔ اس بھید تک صرف علمِ باطن ہی کے ذریعے پہنچا جا سکتا ہے۔ باقی تمام علوم و معارف اس بھید کی حفاظت کے لیے چھال یا چھلکا ہیں۔ علمائے ظاہر بھی وارثِ انبیاء ہیں کہ ان میں سے بعض صاحبِ فروض (فرائض و احکام جاننے والے) ہیں اور بعض بمنزلہ ذوی الارحام ہیں ان کے سپرد علم کا چھلکا ہے جس سے وہ لوگوں کو مواعظِ حسنہ کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے ہیں لیکن مشائخ عظام کہ جن کا سلسلۂ طریقت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ تک تسلسل کے ساتھ پہنچتا ہے بابِ علم سے گزر کر علم کے صدر مقام (حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یعنی مجلسِ محمدیؐ) تک پہنچتے ہیں اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف حکمت کے ذریعے بلاتے ہیں جیسا کہ فرمانِ حق تعالیٰ ہے: اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ ”لوگوں کو اپنے ربّ کی طرف بلاؤ حکمت اور مواعظِ حسنہ سے اور اُن سے بحث کرو احسن طریقے سے۔“ (سورۃ النحل 125)

علمائے ظاہر اور علمائے باطن کا قول اصل کے لحاظ سے ایک ہی ہے[1] لیکن فروعات کے لحاظ سے مختلف ہے۔ یہ تینوں معانی جو مذکورہ بالا آیت میں جمع ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات میں جمع تھے۔ اُن کے بعد کسی میں ہمت نہیں کہ ان کا متحمل ہو سکے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں تین قسموں میں تقسیم فرمایا:

قسمِ اوّل: یہ علم الحال ہے جو ان تینوں کا لُبّ (مغز یا گودا) ہے اور یہ مردوں (طالبانِ مولیٰ) کو عطا فرمایا۔ اس سے مردانِ خدا کو ہمت نصیب ہوتی ہے جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے: ”مردانِ خدا کی ہمت پہاڑوں کو بنیاد سے اکھیڑ دیتی ہے۔“ یہاں پہاڑ سے مراد سنگدلی ہے جو اُن کی دعا و گریہ زاری سے مٹ جاتی ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے: ”جسے حکمت (علمِ لدنّی یا علمِ اسرار) دی گئی بے شک اسے خیرِ کثیر عطا ہوئی۔“

قسمِ دوم: یہ اس مغز یا گودے (علم الحال) کا چھلکا ہے (جسے ظاہر کہا جاتا ہے) یہ علمائے ظاہر کو عطا فرمایا اور اس کا مقصد لوگوں کو احسن طریقے سے وعظ و نصیحت کرنا، نیکی کا حکم دینا اور برائیوں سے روکنا ہے جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے: ”عالمِ علمِ ادب کے ذریعے نصیحت کرتا ہے اور جاہل مار پیٹ اور غیض و غضب کے ذریعے۔“

---

[1] یعنی بنیادی طور پر دونوں کی ذمہ داری ایک ہی ہے کہ وہ لوگوں کو اللہ کی طرف بلائیں لیکن اُن کا طریقہ کار مختلف ہے۔

Marfat.com

قسمِ سوم: یہ اس چھلکے کے اوپر ایک اور چھلکا ہے اور یہ اولی الامر (حکمرانوں) کو عطا فرمایا اس سے مراد حکمرانوں کا عدلِ ظاہری اور سیاست ہے اور فرمانِ الٰہی '' وَجَادِلۡهُم بِالَّتِي هِيَ أَحۡسَنُ '' (النحل 125۔ ترجمہ: ان کے ساتھ عمدہ طریقے سے بحث کرے، یعنی لوگوں میں عدل وانصاف قائم کرے) میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔ اس کے مظاہر قہر و جبر ہیں جو سبب ہیں نظامِ دین کی حفاظت ونگرانی کا۔ ان (حکمرانوں) کی مثال اخروٹ کے کچے سبز چھلکے کی ہے، علمائے ظاہری کی مثال اخروٹ کے پکے سرخ چھلکے کی ہے اور علمائے باطن (اولیاء کرام مرشدانِ کامل اکمل) کی مثال اخروٹ کے مغز یا گودے کی ہے اس لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ''تم پر علماء کی صحبت میں بیٹھنا اور حکماء کا کلام سننا لازم کیا گیا ہے۔'' کیونکہ اللہ تعالیٰ نورِ حکمت سے دِل زندہ کرتا ہے جس طرح کہ بارش کے پانی سے زمین کو زندہ کرتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے: ''کلمہ حکمت دانشمند کی گم شدہ میراث ہے وہ اسے جہاں پاتا ہے لے لیتا ہے۔'' وہ کلمہ جو عوام کی زبان سے ادا ہوتا ہے لوحِ محفوظ سے اترا ہے جو عالمِ جبروت میں ہے اور اس کا تعلق درجات سے ہے اور وہ کلمہ جو واصلین زبانِ قدسی سے بلا واسطہ پڑھتے ہیں عالمِ قرب میں لوحِ اکبر سے اترا ہے۔ پس ہر چیز اپنی اصل کی طرف رجوع کرتی ہے اس لیے اہلِ تلقین (مرشدِ کامل) کی تلاش حیاتِ قلب کے لیے فرض ہے جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے: ''علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔'' اس سے مراد علمِ معرفت و قربت ہے اور علمِ ظاہر سے متعلق باقی تمام علوم کی ضرورت نہیں ہے سوائے اس علم کے جس کی ضرورت ادائیگیِ فرائض میں پڑتی ہے مثلاً علمِ فقہ کہ جس کی ضرورت عبادات میں پیش آتی ہے۔

پس اللہ تبارک وتعالیٰ کی مرضی یہ ہے کہ اس کے بندے درجات کی طرف متوجہ ہونے کی بجائے قربِ الٰہی کی طرف بڑھیں جیسا کہ فرمانِ حق تعالیٰ ہے: قُل لَّآ أَسۡـَٔلُكُمۡ عَلَيۡهِ أَجۡرًا إِلَّا ٱلۡمَوَدَّةَ فِي ٱلۡقُرۡبَىٰ (الشوریٰ 23۔ ترجمہ: محبوب (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)! آپ فرما دیں کہ میں تم سے تبلیغِ حق کے بدلے اجرت نہیں مانگتا البتہ تم سے قرابت کی محبت کا طلبگار ہوں) ایک قول کے مطابق اس سے مراد علمِ قربت ہے۔ (فصل نمبر 5)

❁ شیخ اکبر محی الدین ابنِ عربی رحمتہ اللہ علیہ بھی علم کی تین اقسام بیان فرماتے ہیں: 1۔ علمِ عقل، 2۔ علمِ احوال، 3۔ علمِ اسرار۔

1۔ علمِ عقل کی دو قسمیں ہیں: (۱) ضروری اور بدیہی (۲) اکتسابی اور نظری، کیونکہ یہ علم کسی دلیل میں غور و فکر کرنے سے حاصل ہوتا ہے اور اس کے حصول کی شرط یہ ہے کہ اس کی دلیل کے سبب اور اس کے امثال و مترادفات پر نظر ہو جس کی پہچان یہ ہے کہ جس قدر اس کا بیان پھیلتا جائے گا، معانی کھلتے جائیں گے اور

Marfat.com

سمجھدار سننے والے کے لیے زیادہ قابلِ قبول ہو جائے گا۔

2۔ علمِ احوال وہ علم ہے جو ذوق اور تجربے کے بغیر ہاتھ نہیں آتا اور کوئی شخص محض عقل کے زور پر اس کے حدود متعین نہیں کر سکتا اور نہ اس کی معرفت پر کوئی دلیل قائم کی جا سکتی ہے۔ شہد کی مٹھاس، کریلے کی کڑواہٹ، جماع کی لذّت اور وجد و حال کا علم اسی نوع سے ہے کہ تجربے اور ذوق کے بغیر حاصل نہیں ہوتا۔

3۔ علمِ اسرار عقل سے ماورا ایک علم ہے جسے روح القدس قلب پر القا کرتا ہے اور یہ علم انبیاء اور اولیاء سے مخصوص ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں، قسم اوّل وہ علم ہے جو علمِ نظری کی مانند ہے جسے عقل سہار سکتی ہے اس کا ادراک کر سکتی ہے مگر فکر و نظر کے ذریعے سے نہیں بلکہ خدا کے وہب و عطا سے۔ قسم دوم کے دو حصے ہیں، ایک علمِ احوال سے مل جاتا ہے لیکن اس سے اشرف اور افضل ہے اور دوسرا حصہ علمِ اخبار کی نوع سے ہے جس میں قاعدے کے مطابق صدق اور کذب دونوں کا امکان پایا جاتا ہے مگر خبر دینے والے کی صداقت اور عصمت ثابت ہو جائے، جیسے انبیاء کی خبریں ہیں جن میں کذب کا ادنیٰ سا شائبہ بھی نہیں۔" (فتوحاتِ مکیہ، مترجم: صائم چشتی، جلد اوّل)

❁ پیرانِ پیر غوث الاعظم حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ "سرالاسرار" میں فرماتے ہیں:

"پس ہمارے لیے دو قسم کا علم نازل کیا گیا ہے ایک علمِ ظاہر ہے اور دوسرا علمِ باطن ہے۔ یعنی ایک علمِ شریعت ہے اور دوسرا علمِ معرفت۔ شریعت کا علم ہمارے ظاہر کو سنوارتا ہے اور معرفت کا علم ہمارے باطن کو۔ اِن دونوں علوم کے اجتماع کا نتیجہ علمِ حقیقت ہے فرمانِ حق تعالیٰ ہے "اس نے دو سمندر اس طرح بہائے کہ بظاہر دونوں ملے ہوئے نظر آتے ہیں لیکن اِن کے درمیان ایک حدِّ فاصل ہے جس سے وہ ایک دوسرے پر چڑھ نہیں سکتے" (الرحمٰن 19-20) محض علمِ ظاہر سے حقیقت حاصل نہیں ہو سکتی اور نہ ہی منزلِ مقصود پر پہنچا جا سکتا ہے عبادتِ کامل کے لیے دونوں علوم کا جمع ہونا ضروری ہے محض ایک علم سے کام نہیں چلتا۔"

❁ ہمعات میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں:

"وہ بزرگ جن کو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت کی حفاظت کی استعداد ملی وہ دین کی ظاہری حیثیت کے محافظ بنے یہ فقہا، محدثین، نمازیوں اور قاریوں کی جماعت ہے۔ دین کے محافظوں کا دوسرا گروہ وہ ہے جسے خدا نے دین کے باطن کی حفاظت کی استعداد عطا فرمائی۔ ہر زمانہ میں اس گروہ کے بزرگ عوام الناس کے مرجع رہے ہیں ان کی پہچان یہ ہوتی ہے کہ لوگوں میں اُن کی رفعتِ شان کا عام چرچا ہوتا ہے۔ (ہمعات اردو ترجمہ: تصوف کی حقیقت اور اس کا فلسفہ تاریخ)

❁ حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "تم لوگوں نے اپنا علم مُردے نے مُردے سے

Marfat.com

حاصل کیا ہے جبکہ ہم نے اپنا علم اس ذات سے حاصل کیا ہے جو حیٌّ لایموت ہے۔'' (فتوحاتِ مکیہ جلد اوّل)

سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

- علمِ باطن کے بغیر ظاہری علم پر توجہ اور زور سے جھگڑے پیدا ہوتے ہیں اور ان جھگڑوں کے بطن سے فرقے جنم لیتے ہیں اور پھر یہ فرقے مخلوق میں نفرت پیدا کرنے کا موجب بنتے ہیں، ہر طرف فتنے اور دنگا فساد پھیل جاتا ہے، ہر فرقہ اپنے آپ کو حق پر اور برتر ثابت کرنے میں لگا رہتا ہے اور یوں لوگوں کو دین سے دور کر دیا جاتا ہے۔ علمِ باطن محبت' اخوت اور بھائی چارے کا درس دیتا ہے۔
- علم ایک نور ہے اور علم عقل کے اوپر پڑا ہوا ایک پردہ بھی ہے۔ وہ علم جو حقیقت (اللہ) تک پہنچا دے وہ نور ہے اور جو حقیقت (اللہ) سے دور کرے اور امت میں فتنہ وفساد کا موجب بنے وہ علم عقل پر پڑا ہوا حجاب ہے۔
- علم حاصل کرتے وقت اگر نیت یہ ہو کہ دولت کما کر حرص وہوس کے تقاضوں کو پورا کیا جائے، اپنے فرقے کو حق ثابت کیا جائے' امت کو گروہوں میں تقسیم کیا جائے اور اسے لڑایا جائے تو یہ مذموم علم ہے اگر علم اللہ تعالیٰ کی پہچان اور قرب اور عوام کی فلاح کے لئے حاصل کیا جائے تو یہ فضیلت بخش ہے۔
- سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''عالم کہتا ہے فقیر کو وارداتِ غیبی کا علم کہاں سے حاصل ہوتا ہے؟ فقیر کہتا ہے کہ میرا استاد خدائے حیٌّ وقیوم ہے۔'' (عین الفقر باب پنجم)
- سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُوؒ نے اپنی تصنیفات میں بھی علم کا بار بار ذکر کیا ہے آپ علم کی تحصیل میں نیت کا ذکر بھی فرماتے ہیں اگر علم اس لیے حاصل کیا جا رہا ہے کہ اس کی مدد سے دولت کما کر یا کوئی سرکاری عہدہ حاصل کر کے حرص وہوس کے تقاضوں کو پورا کیا جائے تو یہ مذموم ہے اور اگر علم قربِ اللہ تعالیٰ کیلئے حاصل کیا جائے تو یہ فضیلت بخش ہے اس سے آدمی عارف اور عالمِ علم ربوبیت ہو جاتا ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ اپنی تصانیف میں فرماتے ہیں:
- علم بھی دو قسم کا ہے، ایک علمِ معاملہ ہے اور دوسرا علمِ مکاشفہ۔ علمِ مکاشفہ سے معرفتِ الٰہی منکشف ہوتی ہے۔ اور علمِ معاملہ؟ علمِ معاملہ علمِ مکاشفہ میں ہی آ جاتا ہے۔ کیونکہ مشقِ تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے تمام علوم کی کتب الاکتاب صاحبِ تصور کے سامنے کُھل جاتی ہے اور ظاہر و باطن کے تمام علوم کلماتِ حق کی صورت میں اُس پر کُھل جاتے ہیں۔ (شمس العارفین)
- اور علم کی بھی دو قسمیں ہیں علمِ عارفیت اور علمِ عاریت۔ علمِ عارفیت' علمِ ربوبیت کا نام ہے اور علمِ عاریت علمِ دنیائے مردار ہے اور جو علم کہ محض دنیا کے لیے پڑھا جائے' وہ ابوجہل کا ہم نشین بنائے گا اور جو علم بوجہ

Marfat.com

اللہ پڑھا جائے گا' وہ مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں پہنچا کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ہم نشین بنائے گا۔ (عین الفقر)

❁ آپؒ نے علم کو دو حصوں یعنی علمِ ظاہر اور علمِ باطن میں تقسیم کر کے بھی اس کی وضاحت کی ہے۔ علمِ ظاہر سے علم فقہ ومنطق یا وہ تمام علوم وفنون مراد ہیں جو بنی نوع انسان کے لیے کسی لحاظ سے بھی مفید ہیں اور علمِ باطن سے علمِ سلوک وتصوف یا علمِ معرفت وفقر مراد ہے۔ فقیر کے لیے دونوں ضروری ہیں علم ظاہر بمنزلہ ابتدا ہے اور علمِ باطن انتہا۔ دونوں علموں کے بغیر عین (ذاتِ حق تعالیٰ) کو نہیں پہنچ سکتا۔ علم جان کا غم خوار ہے۔ علم کے بغیر زُہد بمنزلہ شیطان ہے''۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ فقیر علمِ ظاہری سے بے نیاز نہیں رہ سکتا کیونکہ یہ انبیاء کی تعلیم ہے۔ وہ فقیر جو علمِ ظاہری سے دوستی نہیں رکھتا' وہ باطنی مجلس انبیاء سے خارج ہو جاتا ہے اور کسی مرتبے کو نہیں پہنچتا''۔ (شمس العارفین)

❁ البتہ حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ علمِ باطن کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں علمِ باطن کی لیاقت حاصل ہو تو علم ظاہر کا حصہ اس میں سے نکل آتا ہے۔ کیونکہ ''......... عارف باللہ اگرچہ ظاہری اور باطنی علم میں رکا نہیں رہتا۔'' (تیغ برہنہ)

اگر آدمی علمِ ظاہر تک ہی محدود ہے' تو علمِ باطن سے محروم رہ جاتا ہے اور جو شخص نہ علمِ ظاہر سے بہرہ ور ہے اور نہ ہی علمِ تصوف سے آشنا ہے اسے فقر کے درجہ سے ہی نہیں بلکہ عام آدمیت کے درجہ سے بھی گرا ہوا سمجھنا چاہئے۔

❁ واضح ہو کہ علم راستے کی روشنی ہے اور بغیر روشنی جاہل فقیر گمراہ ہو کر راستے سے بھٹک جاتا ہے۔ علم جان کا مونس اور معاون ہے جاہل فقیر شیطان سے بدتر ہے اور اللہ تعالیٰ کے راستے کا راہزن ہے۔ لیکن علم دو قسم کے ہیں علمِ ظاہر قال وبیاں اور علمِ باطن معرفت وصال وعیاں۔ جہاں معاملہ عیاں ہے وہاں کیا حاجت قال وبیاں ہے جو شخص نہ واقف علمِ تصوف عیاں اور نہ عالمِ علم ظاہر فقہ مسائل بیان ہے وہ فقیر نہیں ہے بلکہ حیوان مطلق اور بندہ نفس وشیطان ہے۔ (نور الہدیٰ کلاں)

علمِ باطن سے قربِ الٰہی کے درجات اور مشاہدات وواردات کا علم مراد ہے اور یہ علمِ ظاہر کے بعد اخلاص فی العمل سے حاصل ہوتا ہے۔ حضرت سخی سلطان باھُوؒ نے اس زاویہ نظر سے بھی علم کے فضائل پر روشنی ڈالی ہے علم کی فضیلت عمل سے ہے اور جب علم اخلاص کے ساتھ بہ شان استقلال واستقامت انسان کے عمل سے ظاہر ہو تو یہی فقر ہے۔

❁ جو شخص عمر بھر علم اور عمل میں مصروف رہے' وہی فقیر کامل ہے۔ (عقلِ بیدار)

Marfat.com

❁ علم سے عامل پر انوارِ اسرارِ الٰہی نازل ہوتے ہیں اور جب زبان دل کے ساتھ موافق ہوتی ہے' دل اور زبان ایک ہو جاتے ہیں انوارِ عشق اس جگہ پیدا ہوتے ہیں''۔ (عین الفقر)

❁ عالم اسے کہتے ہیں۔ عالم القلب، عالم الرُّوح، عالم السِّر، عالم الاسرار، عالم الخفی، عالم النور الہدایت۔ عارف باللہ ہر قسم کا عالم ہوتا ہے ان میں سے ہر ایک سے چودہ علم نکلتے ہیں۔ پھر ان چودہ میں سے ہر ایک سے اکیس ہزار علوم منکشف ہوتے ہیں۔ جو شخص ان علوم میں سے ایک علم بھی حاصل کر لیتا ہے اسے عالم حکیم اور عارف کہتے ہیں اسے عام و خاص جاہل معلوم ہونے لگتے ہیں کیونکہ ایسا عالم خاص الخاص حکیم' صاحبِ قلبِ سلیم اور بحق تسلیم ہوتا ہے۔ (اسرارِ قادری)

❁ علم دو طرح کے ہیں ایک علمِ زبانی دوسرا قلبی۔ علمِ زبانی عین بعین ہے اور دوسرا علمِ قلبی۔ جب دِل کی زبان کھلتی ہے اور بولنے لگتی ہے تو ظاہری زبان میں بولنے کی طاقت نہیں رہتی۔ (اسرار قادری)

❁ مرشد طالب کو دو علومِ کیمیا عطا کرتا ہے۔ ایک ترکیب کیمیا سیم و زر، دوم کیمیا تصور صاحبِ نظر۔ یہ ہر دو علوم طالب انسان کے نصیب میں ہیں نہ کہ حیوان گاؤ خر اُس کے لائق ہیں۔ کیمیا سیم و زر اکسیر ہے اور کیمیا نظر نظیر کونین پر امیر فنا فی اللہ فقیر ہے۔ اے طالب تو (ان دونوں میں سے) کون سی کیمیا اختیار کرنا چاہتا ہے تجھے کس کیمیا پر اعتبار ہے؟ کیونکہ اس طرح کیمیا دو حصوں میں تقسیم ہوگئی ہے ایک کیمیا سیم و زر مردار اور دوسری کیمیا مشرف معرفتِ پروردِگار۔ (دیدار بخش خورد)

❁ علمِ موت کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ علمِ موت کے مطالعہ سے علمِ معرفت کھلتا ہے علمِ معرفت کے مطالعہ سے علمِ محبت، علمِ مشاہدہ اور علمِ معراجِ حضوری حاصل ہوتا ہے' دیدار نظر آتا ہے۔ اس کو عین العلم کہتے ہیں اور احیا العلومِ دم بھی یہی ہے اس علم کو عالمِ باللہ پڑھتا ہے جو فاضل تحصیلِ علم ہے جو دوام مشرفِ دیدار اہلِ بدعت کا دشمن اور شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں ہوشیار ہوتا ہے۔ عاشقی معشوقی محبوبی و مرغوبی سلوک کی یہ راہ تصورِ دیدار سے ہے لیکن یہ بات یقینی ہے کہ جو طالب اول تصرّفِ سیم و زر کیمیا سے سَیر نہ ہو جائے ہرگز عاشقی، معشوقی کے مرتبہ کو نہیں پہنچتا۔ (دیدار بخش خورد)

❁ علم العلم کی شرح جاننا حق و باطل جاننے کے لیے واقع ہوا ہے پس دیکھنا چاہیے کہ حق کیا ہے؟ باطل کسے کہتے ہیں؟ معرفت، فقر، جمعیت، قرب، مشاہدہ، نورِ ذات، تجلیاتِ حضوری، الہام کلام اللہ اور فنا فی اللہ کا حاصل کرنا حق ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے برحق ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ (بنی اسرائیل 81۔ فرما دیجیے حق آیا اور باطل مٹ گیا) جو عالم بے معرفت ہے وہ نادان ہے جو لوگ مطالعہ

Marfat.com

میں ساری عمر بسر کر دیتے ہیں وہ نادان بچے ہیں۔ مرتے وقت ملک الموت کو دیکھ کر تمام علم بھول جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ ایک حرف بھی یاد نہیں رہتا۔ تجھے یہ بھی معلوم ہے کہ شیطان عالم ہے کوئی جاہل نہیں اور شیطان تیری موت کے وقت تیرا ایمان سلب کرنے کے لیے تیرے ساتھ مقابلہ کرتا ہے۔ اس وقت عاقبت بخیر ہونے کے لیے علمِ عین ہی مدد کرتا ہے جو اسمِ اَللّٰہُ ذات کے تصور سے وجود میں پیدا ہوتا ہے۔ نور کا ذکر آگ سے زیادہ سخت ہے جو سرد نہیں ہوتا اور شیطان کو جلاتا ہے اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی برکت سے بھاگ جاتا ہے یہ فضلِ الٰہی اور مرشد کامل کی نگاہ سے ہوتا ہے۔ (تیغ برہنہ)

❁ علمِ زبان کے مطالعہ سے زبان کا عالم اور علمِ قلب کے مطالعہ سے عالمِ قلب، علمِ روح کے مطالعہ سے عالمِ روح، سِرّ کے مطالعہ سے عالمِ سِرّ، علمِ نفس کے مطالعہ سے عالمِ نفس ہوتا ہے لیکن اِن سب کا عالم علمِ معرفت اور توحیدِ مطلق کے مطالعہ سے محروم رہتا ہے۔ اہلِ حجاب اہلِ تقلید ہوتے ہیں فقیر کو معرفت و توحید، الہام، علمِ لدنی عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ (انسان کو وہ علم عطا کیا جو وہ نہیں جانتا تھا) اللہ تعالیٰ سے حاصل ہوتا ہے۔ جو سبق اللہ تعالیٰ سے پڑھتا ہے اسے یاد رہتا ہے اور مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں دوبدو مطالعہ کرتا ہے اور جنابِ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ حسبِ ذیل علوم کی تکرار کرتا ہے علمِ مطالب، علمِ محبت، علمِ معرفت، علمِ مشاہدہ، علمِ قُرب، علمِ حضور، علمِ جمعیت، علمِ فنا، علمِ بقا، علمِ لقا، علمِ یقین، علمِ اعتبار، علمِ انوار اور علمِ دیدار یہ عین صراطِ مستقیم قلبِ سلیم والے کے نصیب ہوتا ہے۔ علمِ جوہرِ ایمان نفس و شیطان پر غالب آنے کا علم ہے اس قسم کا عالم غیب دان اور عالم باعیاں ہوتا ہے۔ (امیر الکونین)

❁ واضح رہے کہ جو شخص فقر میں قدم رکھتا ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ پہلے اپنے آپ کو علمِ ظاہری و باطنی میں آزمائے کیونکہ اگر جاہل آدمی فقر شروع کرے گا تو آخر کار وہ مجنون اور پریشان ہو کر رجعت کھا کر دیوانہ اور کافر ہو جائے گا اور اس کا دِل سلب کر لیا جائے گا جیسا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے ''جس نے علم کے بغیر زُہد کیا وہ آخری عمر میں یا دیوانہ ہو گا یا کافر ہو کر مرے گا۔'' (امیر الکونین)

❁ علم دو قسم کا ہے ایک ظاہری دوسرا باطنی۔ ظاہری عالم زبانی علوم کے عالم ہوتے ہیں اور انہیں وجود کا علم ہوتا ہے لیکن باطنی عالم باطنی قلب کے علوم کے عالم ہوتے ہیں جس شخص کو علمِ باطنی اور معرفت و توحیدِ الٰہی پورے پورے حاصل ہیں اسے ظاہری علوم کی کیا ضرورت ہے مطلب یہ کہ علمِ ظاہر دلالت، راستی کا گواہ اور راستے کا نگہبان ہے۔ رفیق طریق اور رفیق باتوفیق علمِ باطنی ہے جس طرح علمِ ظاہر ہے اسی طرح علمِ باطن ہے۔ علمِ ظاہر بمنزلہ نمک ہے اور علمِ باطن بمنزلہ طعام، جس طرح طعام میں نمک جذب ہو جاتا ہے اس طرح

Marfat.com

علمِ باطن میں علمِ ظاہری گم ہوجاتا ہے۔علمِ ظاہری چراغ کی طرح ہے اور علمِ باطن آفتاب کی طرح،علمِ ظاہر دودھ ہے تو علمِ باطن مکھن اور گھی، علمِ ظاہری بدن ہے تو علمِ باطنی روح ہے، علمِ ظاہری زراعت ہے تو علمِ باطن غلہ، علمِ ظاہری تیس سالہ محنت و مشقت کے بعد کہیں نصیب ہوتا ہے لیکن علمِ باطن اسمِ اَللّٰہُ ذات کے حاضرات سے ایک لحظہ میں حاصل ہوسکتا ہے بشرطیکہ مرشد کامل ہو۔ اسمِ اَللّٰہُ ذات کے حاضرات سے علمِ لازوال حاصل ہوتا ہے باطنی علم ظاہری علم پر اس طرح غالب ہوتا ہے کہ اگر وہ چاہے تو اس کے سینے سے سارا علم سلب کر لے یہاں تک کہ ظاہری عالم کو حروفِ تہجی بھی یاد نہ رہیں۔ (امیر الکونین)

❁ بے معرفت عالم شیطان ہے جس کے وجود میں طلبِ الٰہی نہیں وہ حیوان ہے۔ (محک الفقر کلاں)

❁ علمِ باطن ہمچو مسکہ، علمِ ظاہر ہمچو شیر — کے بود بے شیر مسکہ کے بود بے پیر پیر

ترجمہ: علمِ باطن مکھن ہے اور علمِ ظاہر دودھ ہے۔ دودھ کے بغیر مکھن کہاں اور پیر کے بغیر بزرگی کہاں۔ (محک الفقر کلاں)

❁ علم بھی دو قسم کا ہے، ایک ظاہری علم ہے اور دوسرا باطنی علم ہے۔ ظاہری علم کا تعلق نفس سے ہے اور نفس کے پاس عقلِ جز ہے اور باطنی علم عارفانِ باللہ کا علم ہے جس کا تعلق روح سے ہے اور روح کے پاس عقلِ کل ہے۔ پس عالمِ روحانی تمام علمائے نفسانی پر غالب ہے۔ نفسانی میں یہ قدرت کہاں کہ عالمِ روحانی کے سامنے دم مارے؟ کیونکہ نفسانی روحانی کی قید میں ہوتا ہے۔ پس عالمِ نفسانی اور عالمِ روحانی کسے کہتے ہیں؟ عالمِ نفسانی وہ ہے جو اہلِ نفس مردہ دِل ناسوتی لوگوں کی صحبت میں رہتا ہے اور شغلِ ذکرِ ''اَللّٰہُ'' سے غافل ہو کر معرفتِ الٰہیہ سے محروم اور باطنی صفائی سے بے خبر رہتا ہے اور عالمِ روحانی وہ ہے جسے ہر نبی اللہ اور ہر ولی اللہ کی مجلس کی حضوری حاصل ہو اور وہ عارف باللہ ہو اور باطن میں ہر مجلس کی صحیح خبر رکھتا ہو اور اُس کا دِل ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر و تسبیح ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' میں مشغول رہتا ہو لیکن عارف باللہ فقیر وہ ہے جو ظاہری و باطنی دونوں علوم کا عالم ہو کہ یہ دونوں علوم سالک کے لیے بال و پر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ (محک الفقر کلاں)

❁ اَلْعِلْمُ حِجَابُ الْاَکْبَرِ (ترجمہ: علم ہی سب سے بڑا حجاب ہے) جان لے کہ علم تین قسم کا ہے علمِ دنیا، علمِ عقبیٰ، علمِ مولیٰ۔ علمِ دنیا سے مراتبِ دنیا نصیب ہوتے ہیں، آدمی بادشاہ بن جاتا ہے اور اُس سے لوگوں کو عدل و انصاف ملتا ہے، علمِ عقبیٰ سارے کا سارا علماء کے پاس ہے اور انہی سے پوچھا جائے گا کہ انہوں نے اُس پر عمل بھی کیا ہے یا نہیں۔ تیسرا علم علمِ مولیٰ ہے (جو صحیح مراد بخش ہے) علمِ دنیا زینتِ دنیا ہے اور علمِ عقبیٰ زینتِ عقبیٰ ہے اور یہ حور و قصور بہشت تک پہنچانے والا ہے۔ جب ان دونوں کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ نے ان کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھا چنانچہ فرمانِ حق تعالیٰ ہے: مَا زَاغَ

Marfat.com

الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی (سورہ النجم ۱۷۔ترجمہ: نہ پھری آپ کی نگاہ اور نہ حد سے بڑھی) کہ یہ دونوں علوم اللہ اور بندے کے درمیان سب سے بڑا حجاب ہیں۔ بندے اور اللہ کے درمیان پیاز کے پردے سے بھی باریک تر پردہ ہے جسے چاک کرنا کوئی مشکل کام نہیں ہے لیکن اِس کے لیے نگاہِ مرشدِ عارف باللہ صاحبِ راز کی ضرورت ہے۔ فقیر اس لیے بے نیاز ہوتا ہے کہ اُس کی نگاہ مراتب سے آگے (ذاتِ حق پر) ہوتی ہے جیسا کہ فرمایا گیا ہے ''فقر کو ماسویٰ ''اَللّٰہُ'' کسی چیز کی حاجت نہیں۔'' دونوں جہان میں مشکل ترین کام '' اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہُ (فقر جہاں مکمل ہوتا ہے وہیں اللہ ہوتا ہے) کے مراتب پر پہنچنا ہے۔ اِن مراتب پر پہنچنا کوئی آسان کام نہیں کہ فقر میں اللہ تعالیٰ کے اسرارِ عظیم پائے جاتے ہیں۔ اَللّٰہُ بس ماسویٰ اَللّٰہُ ہوس۔ (محک الفقر کلاں)

✿ جان لے کہ آدمی کے وجود سے حرص وحسد اور طمع و بغض جیسے بچگانہ خصائل ہرگز نہیں نکلتے اس لیے علماء جو بچپن میں پڑھتے ہیں اور بعد میں بچوں کو پڑھاتے ہیں اُن پر بھی بچوں کی صحبت کی تاثیر وارد ہو جاتی ہے اور بچوں کی عادت ہے کہ وہ اپنی ہر مطلوبہ چیز لڑ جھگڑ کر اور رو پیٹ کر حاصل کرتے ہیں۔ پس علماء بچوں کے مراتب سے ہرگز نہیں نکل سکتے جب تک کہ وہ عارف باللہ بزرگوں کی صحبت اختیار کر کے مرتبہ بزرگی حاصل نہیں کر لیتے اور عارف باللہ کو بزرگی اللہ تعالیٰ کے بزرگ نام اَللّٰہُ ہی سے حاصل ہوتی ہے اگرچہ علماء '' اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ '' (ترجمہ: علم کے بہت بڑے درجے ہیں) کے مراتب حاصل کر لیتے ہیں لیکن فنا فی اللہ ذات کے مراتب تک نہیں پہنچ سکتے۔ (محک الفقر کلاں)

✿ 1 علم نہ علم است بر اربابِ جاہ جادو است آں از پے تسخیرِ شاہ
2 خواجہ بہ تکرار بسی زان رود تا شودش خوئے کہ بہ سلطان رود

ترجمہ: (1) علم سے مراد وہ علم ہرگز نہیں جو مراتبِ اربابِ عزو جاہ تک پہنچاتا ہے، ایسا علم تو محض جادو ہے جو بادشاہوں کو مسخّر کرتا ہے۔ (2) خواجہ اِس علم کو کثرتِ تکرار سے پڑھے تو تب کہیں جا کے ہم نشینیٔ شاہ کے قابل ہوتا ہے۔ (محک الفقر کلاں)

✿ علماء کے سر پر علم کا نام ہے اور علم کے معنی ہیں جاننا یعنی اپنے اِس مقصد کو جاننا کہ نفس کو طاعتِ حق کے تابع کرنا ہے اور یہ محض معرفتِ اِلَّا اللّٰہُ ہی سے ممکن ہے۔ جو آدمی علم کے معنی اِس کے علاوہ جانتا ہے اُسے علمائے عامل نہیں کہا جا سکتا۔ فقراء کے سر پر فقر کا نام ہے اور فقر اللہ کا نام ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ کے سوا ہر چیز پر خطِ تنسیخ کھینچ دو۔ پس جاننے (علم) اور نامِ اَللّٰہُ (فقر) میں بڑا فرق ہے۔ (محک الفقر کلاں)

Marfat.com

اے عالمِ نادان تُو در علم غروری نزدیک تُو بہ معبود نہ بلکہ تُو دُوری
کشاف و ہدایہ اگر امروز بخوانی تا خدمت خاصاں نہ کنی ہیچ نہ دانی

ترجمہ: اے نادان عالم! تُو اپنے علم پر مغرور ہو رہا ہے حالانکہ تیرے علم نے تجھے قربِ معبود سے بہت دُور کر دیا ہے۔ اگر چہ تُو ہر روز ''کشاف و ہدایہ'' کا مطالعہ کرتا ہے لیکن جب تک تُو خاصانِ خدا کی خدمت میں نہیں پہنچے گا کچھ بھی نہیں جان سکے گا۔'' (محک الفقر کلاں)

ضروری علم وہ ہے کہ جس سے حضوری نصیب ہو یعنی وہ علم کہ جو طالب اللہ کو اللہ تعالیٰ کے قرب و وصال اور نورِ معرفتِ مولیٰ میں غرق کر دے۔ جو آدمی خدا پرستوں کی خدمت کرتا ہے وہ مخدوم بن جاتا ہے اور جو اولیاء اللہ کا انکار کرتا ہے وہ فقرِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے محروم ہو جاتا ہے۔ (محک الفقر کلاں)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ ''قیامت کے دِن شدید ترین عذاب اُس شخص کو دیا جائے گا جس نے اپنے علم سے فائدہ نہ اٹھایا'' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ ''جس نے علم تو زیادہ حاصل کیا مگر پرہیزگاری میں اضافہ نہ کیا اُس نے اللہ تعالیٰ سے دوری اختیار کی۔'' جان لے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے:۔ ''علماء انبیاء کا ورثہ ہیں۔'' اس سے مراد وہ علماء ہیں جنہوں نے امر معروف کے ساتھ دِل و جان سے دوستی کی۔ اگر کسی قاضی یا مفتی یا ظالم حاکم یا کسی خانوادہ کے کسی آدمی نے بدعت کو روا رکھا، شرعِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور امر بالمعروف سے برگشتہ ہوا، نہی عن المنکر کو روا رکھا اور شراب نوشی میں ملوث رہا تو وہ گویا دینِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پھر گیا۔ (محک الفقر کلاں)

پنجابی ابیات میں بھی سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُوؒ ان ظاہری علوم کے علماء کی حالت پر افسوس کا اظہار کرتے ہیں جو مذہبی اور شرعی علوم میں تو ماہر ہیں مگر ان علوم کی روح اور حقیقت سے بالکل بے بہرہ ہیں ایسے لوگ قرآن کے حافظ ہیں حدیث کے عالم ہیں مگر اس قدر علمیت کے باوجود دنیاوی مال و دولت شہرت اور عہدوں کے لیے مارے مارے پھرتے ہیں اور اپنے اس علم کو شکم پروری اور مال و دولت کے حصول کا وسیلہ بنائے بیٹھے ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ لاکھوں کتابوں کے مطالعہ سے بھی تمنا کی آگ بجھ نہیں سکتی درحقیقت صرف عارفین ہیں جنہوں نے نفسِ امارہ کو مار رکھا ہے اور اصل معنوں میں وہی عالم ہیں۔

الف: الله پڑھیوں پڑھ حافظ ہویوں، ناں گیا حجابوں پردا ھُو
پڑھ پڑھ عالم فاضل ہویوں، پر طالب ہویوں زر دا ھُو

Marfat.com

سے ہزار کتاباں پڑھیاں، پر ظالم نفس نہ مَردا ھُو
باجھ فقیراں کسے نہ ماریا باھُوؒ، ایہہ ظالم چور اندر دا ھُو

ٹُو نے اسمِ اَللّٰہُ ذات کا ذکر مرشد کامل اکمل نور الہدیٰ کی رفاقت، راہبری اور اجازت کے بغیر کیا اور تُو اس کا حافظ بھی بن چکا ہے مگر تیرا حجاب دور نہ ہوا اور یہ حجاب اس وقت تک دور نہیں ہو سکتا جب تک صاحبِ مسمّٰی مرشد کامل ذکر اور تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات عطا نہ فرمائے اور پھر تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کے ذریعے رازِ پنہاں سے پردہ نہ اٹھائے۔ تو نے ذکرِ اَللّٰہُ کے ساتھ ساتھ مختلف دینی اور دنیاوی علوم پر مشتمل ہزاروں کتابیں بھی پڑھ ڈالی ہیں اور ان کتب کا تو عالم بھی ہو گیا ہے لیکن اس کے باوجود تیرا نفس نہیں مر سکا اور تو نفسِ امارہ سے چھٹکارا حاصل کر کے نفسِ مطمئنہ کی منزل تک نہیں پہنچ سکا۔ بلکہ اِن علوم کو حاصل کر کے تیری نفسانی خواہشات میں اضافہ ہی ہوا ہے اور اب تو نے ان علوم کو دنیا، دولت اور شہرت کے حصول کا ذریعہ بنا لیا ہے یہی وجہ ہے کہ تیری نظر اور دِل پر پڑے ہوئے حجاب کا پردہ نہیں اٹھ سکا اور تُو حق تعالیٰ کی پہچان میں ناکام رہا۔ یاد رکھ ''نفس'' انسانی جسم کے اندر چھپا ہوا ایک ایسا چور ہے جس کو مرشدِ کامل اکمل کی نگاہ ہی مار سکتی ہے۔

❁ پڑھ پڑھ عالم کرن تکبر، حافظ کرن وڈیائی ھُو
گلیاں دے وِچ پھرن نمانے، وَتن کتاباں چائی ھُو
جتھے ویکھن چنگا چوکھا، اُوتھے پڑھن کلام سوائی ھُو
دوہیں جہانیں سوئی مُٹھے باھُوؒ، جنہاں کھادھی ویچ کمائی ھُو

آپ رحمۃ اللہ علیہ ان علماء اور حفاظ کے رویہ پر حیرت کا اظہار فرما رہے جو حصولِ علم کے بعد تکبر میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور اپنے علم اور فضیلت کا ڈھنڈورا پیٹتے رہتے ہیں اور اپنی فضیلت کا خود ہی اظہار کرتے رہتے ہیں لیکن اُن کے باطن اور ایمان کی یہ حالت ہے کہ مال و دولت کے لیے علم کی حقیقت کو فروخت کر دیتے ہیں اور اس کے لیے ہر لمحہ تیار رہتے ہیں پھر جب مال مل جائے تو طرح طرح کی تاویلیں گھڑ کر حق کو چھپا لیتے ہیں۔ حکمرانوں اور مال یا عہدہ دینے والے کی منشاء کے مطابق علم کی شرح بیان کرتے ہیں۔ ایسے بے ضمیر عالم و تعلیم یافتہ لوگ اور علم کو فروخت کرنے والے علماء دونوں جہانوں میں روسیاہ اور خوار ہوں گے۔

اپنی ایک فارسی مثنوی میں آپؒ فرماتے ہیں:

علمِ دیں راہ مفروش دامے دام گیر طالب دنیا کجا باشد فقیر
علم را قدرے نہ دارد زر طلب علم عالم چیست دانی بہر ربّ

Marfat.com

ترجمہ: علمِ دین کو درہم دنیا کے بدلے مت بیچ کہ یہ کام طالبِ دنیا کا ہے طالبِ دنیا بھلا کہاں فقیر ہو سکتا ہے؟ طالبِ زر علم کی قدر نہیں جانتا۔ کیا تجھے معلوم ہے کہ عالم کسے کہتے ہیں؟ عالم وہ ہے جو طلبِ مولیٰ کے لیے علم حاصل کرتا ہے۔ (محک الفقر کلاں)

پڑھ پڑھ علم ملوک رجھاون، کیا ہویا اِس پڑھیاں ھُو
ہرگز مکھن مول نہ آوے، پھٹے دُدھ دے کڑھیاں ھُو
آکھ چنڈورا ہتھ کے آئیو اِی، اس انگوری چنیاں ھُو
ہک دل خستہ رکھیں راضی باھُوؒ، لئیں عبادت وَرہیاں ھُو

علماء اور تعلیم یافتہ لوگ صرف حکمرانوں، امراء، روساء اور حکومتی اہلکاروں کو خوش کرنے یا حکومت میں کوئی عہدہ پانے کے لیے علم حاصل کرتے ہیں اور معرفتِ الٰہی یا اللہ تعالیٰ کی رضا ان کا مقصود نہیں ہے۔ چونکہ ان کی نیت میں ہی کھوٹ ہوتا ہے اس لیے یہ علم کی کنہہ اور حقیقت اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم رہتے ہیں۔ یہ تو وہ لوگ ہیں جو علم کا مغز حاصل کرنے کی بجائے ہڈیوں کو بھنبھوڑ رہے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر تو کسی ایسے صاحبِ دل فقیر کو جو وصالِ الٰہی پا چکا ہو، خوش اور راضی کر لے تو تجھے کئی برسوں کی عبادت کا ثواب ملے گا۔

پڑھیا علم تے وَدھی مغروری، عقل بھی گیا تلوہاں ھُو
بھلا راہ ہدایت والا، نفع نہ کیتا دُوہاں ھُو
سر دِتیاں جے سِرّ ہتھ آوے، سودا ہار نہ توہاں ھُو
وڑیں بازار محبت والے باھُوؒ، کوئی راہبر لے کے سُوہاں ھُو

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ اس بیت میں اُن علماء کا ذکر فرما رہے ہیں جن میں علم حاصل کرنے کے بعد غرور، تکبر اور اکڑ پیدا ہو جاتی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اُن کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ علم ظاہر کے حصول کے بعد تُو غرور، تکبر اور خود پسندی میں مبتلا ہو گیا ہے جس سے تیری عقل نے بھی تیرا ساتھ چھوڑ دیا ہے۔ بجائے اس کے کہ علم حاصل کرنے سے تیری عقل میں اضافہ ہوتا اور تُو صراطِ مستقیم کو پہچان لیتا لیکن تُو تکبر اور انانیت کی وجہ سے ابلیس کی طرح اپنی عقل بھی گنوا بیٹھا ہے۔ علم اور عقل دونوں میں سے کسی نے تجھے فائدہ نہیں دیا اور تو اسی تکبر اور انانیت کی وجہ سے ''ہدایت کی راہ'' (صراطِ مستقیم) سے گمراہ ہو چکا ہے۔ اگر سر دینے سے سِرِّ الٰہی ہاتھ آ جائے تو اس سودے سے دریغ نہیں کرنا چاہیے لیکن عشق کے بازار میں مرشد کامل کی راہبری میں

Marfat.com

ہی داخل ہونا چاہیے کیونکہ وہ اس راہ کا واقف ہوتا ہے اور راہبر کے بغیر منزل نہیں ملتی۔

فقراءِ کاملین اور عارفین بے خوف وخطر دنیا کے علوم کی اصلیت کو ظاہر کرتے ہیں۔ وہ انسان کے دل اور نگاہ کا رخ علمِ حقیقت کی طرف موڑتے ہیں جس سے وہ حق سے آگاہ ہو کر اور اس میں فنا ہو کر عرفانِ حق کا مستحق بن جاتا ہے۔

Marfat.com

باب 38

تخلیقِ خیر و شر

تخلیقِ خیر وشر کا نظریہ ہمیشہ اہلِ علم کے درمیان زیرِ بحث رہا ہے۔ خیر کی اپنی حقیقت ہے اور شر کی اپنی حقیقت۔ اللہ تعالیٰ نے کچھ بھی بے مقصد پیدا نہیں فرمایا اگر شر نہ ہوتا تو خیر کی حقیقت یا حقانیت واضح نہ ہوتی۔ یہ دنیا اور انسان کے وجود کے اندر خیر اور شر کی جنگ ہی ہے جس میں کامیاب ہو کر ایک انسان، ''انسانِ کامل'' بنتا ہے۔ اگر اس جنگ میں شر اُس پر غالب آجائے تو وہ سراپا شیطان، کافر، مشرک، منافق، نافرمان، متکبر، اپنی عبادت پر نازاں، اپنے علم پر مغرور، بدکار اور نافرمان ہے اور اگر اس جنگ میں خیر غالب آجائے تو وہ سراپا رحمٰن ہے، اللہ تعالیٰ کی صفات سے متصف اور اللہ تعالیٰ کے رنگ میں رنگا ہوا خیر کا نمائندہ۔ آپ اسے انسانِ کامل بھی کہہ سکتے ہیں، فقیرِ کامل بھی، مومن بھی، مردِ کامل بھی، امامِ وقت بھی اور خیر کا علمبردار بھی۔

- اقبالؒ نے انسانی وجود کے اندر خیر وشر کی اسی جنگ کی طرف اشارہ کیا ہے۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز چراغِ مصطفویؐ سے شرارِ بولہبی

- حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتب کلید التوحید خورد، کلید التوحید کلاں، شمس العارفین اور محک الفقر کلاں میں تخلیقِ خیر وشر کا تفصیل سے ذکر کیا ہے تخلیقِ خیر وشر کے بارے میں اتنا تفصیلی ذکر آج تک کسی ولی، صوفی یا عارف نے بیان نہیں فرمایا جتنا حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

Marfat.com

ہم اُس کا ترجمہ پیش کر رہے ہیں بریکٹ میں جو تشریح کی گئی ہے وہ اس خادم کی ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ ''کن فیکون'' کا راز بیان کرے تو فرمایا:-

كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لِاُعْرَفَ ○

ترجمہ: میں ایک مخفی و پوشیدہ خزانہ تھا مجھے شوق ہوا کہ میری پہچان ہو پس میں نے اپنی پہچان کے لئے مخلوق کو پیدا کیا۔

(اللہ تعالیٰ نے) اس مقصد کے لیے پہلے بائیں طرف قہرِ جلالیت کی نظر سے دیکھا جس سے نارِ شیطانی (شر) پیدا ہوگئی اس کے بعد پھر دائیں طرف لطف و کرم، جمعیت و رحمت اور شفقت و التفات کی نظر سے دیکھا تو آفتاب سے روشن تر نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (خیر) پیدا ہو گیا اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ''کُن'' فرمایا اور تمام مخلوقات کی ارواح پیدا ہوگئیں اور اپنے مراتب کے لحاظ سے جماعتیں اور صفیں بنا کر اپنی اپنی جگہ پر ادب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے روبرو اس کے حکم کے انتظار میں کھڑی ہوگئیں۔

اس موقع پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:-

اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کیا میں تمہارا ربّ نہیں ہوں؟

اس سوال پر تمام ارواح نے جواباً کہا!

قَالُوْا بَلٰى ہاں بے شک تو ہی ہمارا ربّ ہے۔

اس اقرار بے ساختہ پر بعض ارواح تو بے حد پریشان ہوئیں (کہ ہم نے ہاں کیوں کہہ دیا) یہ کافروں مشرکوں، منافقوں اور کاذبوں کی ارواح تھیں۔ اور بعض ارواح آوازِ الست پر بلیٰ کا اقرار کر کے بے حد خوش و فرحاں تھیں پھر اللہ تعالیٰ نے (اس روزِ میثاق) تمام ارواح سے کہا! اے روحو آج مانگ لو مجھ سے جو تمہارے جی میں آئے تم جو مانگو گے میں عطا کروں گا۔ اس پر تمام ارواح نے کہا!

اے ہمارے ربّ ہم تجھ سے تجھ کو ہی مانگتے (طلب کرتے) ہیں۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے اُن کے سامنے بائیں ہاتھ پر دنیا کی ساری زینت اور خزانے پیش کیے تو سب سے پہلے شیطان مردود نفسِ امارہ کے ساتھ دنیا میں داخل ہوگیا۔ شیطان نے اس زیب و زینت بھری دنیا اور اس کی پرکشش رعنائیوں میں کھو کر چوبیس بانگیں دیں (یا آپ کہہ سکتے ہیں کہ ارواح کو لذّتِ دنیا کی طرف متوجہ کرنے کے لئے دنیا میں لذّت کے چوبیس شعبہ جات تخلیق کیے) ان چوبیس بانگوں کو سن کر 9 حصہ ارواح شیطان کی پیروی میں دنیا میں داخل ہوگئیں اور اُس کی راہ پر لگ گئیں (یعنی دنیا میں اپنی پسند کا شعبہ چن لیا)۔ شیطان کی وہ چوبیس بانگیں (یا شعبہ جات) یہ

Marfat.com

ہیں:-

1 سرود (رقص و سرود گانے بجانے) کی بانگ۔
2۔ حُسن پرستی اور حُسن طلبی کی بانگ۔
3 ہوائے انا کی مستی کی بانگ۔
4 شراب نوشی، خمر و مدہوشی والی (نشہ لانے والی) اشیاء کی بانگ۔
5 بدعت اور اختراعاتِ ابلیسی کی بانگ۔
6 ترکِ نماز کی بانگ۔
7 آلاتِ موسیقی یا آلاتِ رقص و سُرود کے فروغ کی بانگ۔
8 ترکِ جماعت کی بانگ۔
9 غفلت، بے پروائی کی بانگ۔
10 عُجب (خودپسندی) کی بانگ۔
11 حرص (لالچ) کی بانگ۔
12 حسد (یعنی جلن یا دوسرے کی نعمت پر زوال کی طلب) کی بانگ۔
13 ریاکاری (یعنی دورنگی یا ظاہرداری) کی بانگ۔
14 کینہ (یعنی دل میں دشمنی رکھنے اور موقع ملنے پر بدلہ لینے) کی بانگ۔
15 کبر و ہنکار، غرور و تکبر، رعونت اور بڑائی کی بانگ۔
16 نفاق، عداوت، پھوٹ بگاڑ اور نااتفاقی کی بانگ۔
17 غیبت کی بانگ۔
18 شرک، یعنی کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنانے کی بانگ۔
19 کفر، یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات کا انکار اور سرکشی کی بانگ
20 جہالت (گمراہی، لاعلمی اور اس پر اصرار) کی بانگ۔
21 جھوٹ اور کذب کی بانگ۔
22 بدظنی، بدگمانی (شک و شبہ اور بے یقینی) کی بانگ۔

Marfat.com

23 نظرِ بد، یابدنظری کی بانگ۔

24 طمع کی بانگ۔

شیطان مردود کی ان بانگوں کو سنا گیا۔ جو ان صفات سے موصوف ہوا وہ انہی لوگوں میں ہے۔ جیسے وہ اُس وقت تھے ویسے ہی آج ہیں (یعنی عالمِ ارواح میں جس شعبہ کو انہوں نے شیطان کی پیروی میں پسند کیا ویسے آج اس دنیا میں ہیں)۔

☼ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:-

اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَ یَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۝ (البقرہ 268)

ترجمہ: شیطان تمہیں فقر سے ڈراتا اور فواحش پر اکساتا ہے۔

جس نے شیطان سے رشتہ جوڑا اور اس کی پیروی اختیار کی اور پسندیدہ دنیا ہوا وہ دنیا میں غرق ہو گیا۔

یہی نو حصہ ارواح شیطان کی بانگوں کے سحر میں آیا اس 9 حصہ ارواح کے سوا ایک حصہ ارواح اللہ تعالیٰ کے روبرو مؤدب کھڑی رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں لطف و کرم سے فرمایا:- اے (ثابت قدم) ارواح جو چاہو مجھ سے مانگ لو میں تم کو عطا کروں گا۔

اِن ارواح نے پھر جواب دیا ''اے ہمارے ربّ ہم تجھ سے تجھ ہی کو مانگتے (طلب کرتے) ہیں۔''

اس پر اللہ تعالیٰ نے دائیں طرف تمام بہشت، لذتِ بہشت و زیب و زیبائش بہشت (جنت، حور و قصور، میوہ جات اور جنت کی تمام نعمتیں) کو پیش کیا تو اس ایک حصہ ارواح میں سے نو حصہ ارواح بہشت میں داخل ہو گئیں یہ متقی و پرہیز گار لوگوں یعنی اہلِ عقبیٰ کی ارواح تھیں وہاں انہوں نے بلند اور سریلی آواز سے زہد و تقویٰ کا نعرہ لگایا اور شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر استحکام حاصل کیا چنانچہ یہ عالم، فاضل، متقی، پرہیز گار اور زہد و ریاضت اور تقویٰ والے لوگوں کی ارواح تھیں۔ باقی ایک حصہ ارواح اللہ تعالیٰ کے روبرو ایستادہ رہیں ان ارواحِ صادقہ و کاملہ نے نہ دنیا کو دیکھا اور نہ جنت کی نعمتوں کی طرف نظر اٹھائی، نہ اُن کے کانوں نے شیطان کی بانگوں کو سنا اور نہ اُن کے کانوں نے آوازِ بہشت سنی۔ کہ یہ فنافی نور اللہ بقا باللہ ہو کر حضوری حق میں غرق تھیں۔ یہ مجلسِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی حضوری والے اہلِ حضور عارف فقراء کی ارواح تھیں ان ہی کے حق میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے:-

☼ اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ ۝ اَلدُّنْیَا حَرَامٌ عَلٰی اَھْلِ الْعُقْبٰی وَالْعُقْبٰی حَرَامٌ عَلٰی اَھْلِ الدُّنْیَا وَالدُّنْیَا وَالْعُقْبٰی حَرَامٌ عَلٰی طَالِبِ الْمَوْلٰی ۝ مَنْ لَّہُ الْمَوْلٰی فَلَہُ الْکُلُّ ۝ (شمس العارفین)

ترجمہ: فقر میرا فخر ہے۔ فقر میرے اندر کا نور ہے۔ دنیا اہلِ عقبیٰ پر حرام ہے اور عقبیٰ اہلِ دنیا پر حرام ہے اور دنیا و عقبیٰ طالبِ مولیٰ پر حرام ہے جسے مولیٰ مل گیا وہ مالکِ کُل ہو گیا۔

Marfat.com

انہی (اَرواح) کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ابلیس سے فرمایا تھا کہ ''جو میرے بندے ہیں اُن پر تیرا زور نہیں چلے گا۔''

❁ حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ خیر اور شر کو اختیار کرنے کے بارے میں فرماتے ہیں:۔

''جان لے اگرچہ ملحد کہہ دیتے ہیں خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی یعنی خیر بھی اللہ کی طرف سے ہے اور شر بھی اللہ کی طرف سے ہے لیکن خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی کی شرح یہ ہے کہ خیر اور شر دونوں کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے مگر یاد رکھ کہ اللہ تعالیٰ نے خیر سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور سنت جماعت کو پیدا فرمایا ہے۔ سنت جماعت کسے کہتے ہیں؟ سنت جماعت وہ راہ ہے کہ جسے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور اُن کے یاروں اور اصحابؓ نے اختیار کیا جو لوگ اس راہ پر گامزن ہیں اسے سنت جماعت کہتے ہیں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ اللہ تعالیٰ نے خیر سے اسلام، ذکر، فکر، معرفت، فقر، فیض، رحمت، فضل اور علمِ شریعت کو پیدا فرمایا اور شر سے کفر، شیطان، نفسِ امارہ اور دنیا کو پیدا فرمایا اور تجھے اختیار دیا کہ تو خیر کو طلب کر یا شر کو۔'' (محک الفقر کلاں)

قصہ مختصر! یہ درست ہے کہ خیر اور شر اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے انسان کو اختیار دیا ہے کہ وہ ان دونوں میں سے جس کو مرضی اختیار کر لے۔ اگر خیر کی طرف جائے گا تو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل سے فیض یاب ہوگا اور اگر شر کی طرف جائے گا تو قہر و غضب کا شکار ہوگا اب فیصلہ انسان کے ہاتھوں میں ہے کیونکہ اس کا تو اعلان ہے:

❁ جو لوگ ہماری طرف آنے کیلئے جدوجہد اور کوشش کرتے ہیں ہم انہیں اپنی طرف آنے کے راستے دکھا دیتے ہیں۔ (سورہ عنکبوت 69)

اگر عالمِ اَرواح میں لغزش ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے عالمِ اَرواح میں اپنے عہد کو توڑنے کی خطا کو معاف کروانے کا ایک موقع اس عالمِ خلق کو تخلیق کر کے دیا ہے اس موقع سے فائدہ اٹھائیں اور دنیا و عقبیٰ کو فراموش کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جائیں کیونکہ اس کا وعدہ ہے:۔

''جو مجھے طلب کرتا ہے وہ مجھے پالیتا ہے۔''

Marfat.com

باب 39

یقین

یقین کے تین درجے ہیں: (1) علم الیقین (2) عین الیقین (3) حق الیقین

علم الیقین

یہ یقین کا پہلا مرتبہ ہے اور علم الیقین اس علم کو کہتے ہیں جو غور وفکر اور علمی وعقلی استدلال سے حاصل کیا جائے۔

کسی چیز کا وجود ثابت کرنے کے لیے دنیا میں دو طریقے رائج ہیں اول منطقی دلائل اور دوم قانونِ شہادت۔ یہ یقین کا سب سے کمترین درجہ ہے کیونکہ منطقی دلائل جس قدر قوی ہوں گے ان سے ایک گوناں یقین تو ہو جاتا ہے لیکن حقیقت پھر بھی سامنے نہیں آ سکتی۔ اسی طرح شہادت جس قدر صادق اور صحیح ہو شاہد کو تو حقیقتِ حال کا مشاہدہ ہو سکتا ہے لیکن اس سے سننے والے کے سامنے حقیقت نہیں آ سکتی۔ آسان الفاظ میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ وہ علم ہے جو کسی سے سن کر، پڑھ کر یا کسی کے دلائل اور گفتگو اور غور وفکر سے حاصل ہو۔ ایک بزرگ کا قول ہے کہ علم الیقین تفرقہ کی حالت کا نام ہے۔ جیسے آج کل اس علم کے عام ہونے کی وجہ سے فرقہ بازی عام ہے۔

Marfat.com

عین الیقین

یہ یقین کا دوسرا مرتبہ ہے اور یہ وہ علم ہے جو بذریعہ کشف یا مشاہدہ سے حاصل کیا جاتا ہے یعنی سب کچھ صرف محسوس نہ کیا جائے بلکہ آنکھوں سے دیکھا بھی جائے۔ عین کے لفظی معنی ہیں آنکھ۔ یعنی وہ علم جس پر دیکھ کر یقین کیا جاتا ہے لیکن یاد رہے اس میں شیطانی استدراج ہو سکتا ہے اکثر ناقص مرشد اس مرتبہ پر ہوتے ہیں، استدراج اور نفس و دنیا کے مشاہدات میں آ کر اپنے آپ کو صاحبِ کرامت سمجھتے ہیں اور مرشد بن کر لوگوں کو اپنی طرف بلانا شروع کر دیتے ہیں۔

حق الیقین

جو علم اپنی جامعیت اور انتہا میں لاثانی ہو نہ صرف یہ کہ آنکھ سے نظر آئے بلکہ اس کی حقیقت بھی سمجھ آ جائے۔ جب انسان کا آئینۂ قلب صاف ہو جاتا ہے اور مشاہدہ حقیقی میں کوئی شے رکاوٹ نہ رہے اور وصالِ الٰہی حاصل ہو جائے تو تمام حجابات اور پردے اٹھ کر حق الیقین حاصل ہو جاتا ہے۔ ایک بزرگ کا قول ہے کہ حق الیقین جمع الجمع بزبانِ توحید ہے۔ حضرت جنید بغدادیؒ کا قول ہے کہ ''حق الیقین وہ علم ہے کہ جو انسان کو آنکھ کے ذریعے سے تحقیق کی صورت میں حاصل ہو اور وہ غیبی خبروں کا اس طرح مشاہدہ کرے جس طرح وہ اپنی آنکھوں سے نظر آنے والی چیزوں کا مشاہدہ کرتا ہے اور غیب کی خبر دے بلکہ جو خبر دے وہ صدق پر مبنی ہو'' اللہ تعالیٰ کی معرفت کا یہ کامل و مکمل درجہ ہے۔

ان تینوں مراتب کو ہم ایک مثال سے سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر آپ نے آگ کو جلاتے ہوئے نہیں دیکھا اور کوئی شخص آپ کو آ کر کہتا ہے کہ آگ جلاتی ہے تو آپ کا آگ کے متعلق یہ یقین علم الیقین کے درجے کا ہوگا۔ کوئی شخص آپ کے سامنے آگ جلا کر دکھا دے تو آپ کا آگ کے متعلق علم عین الیقین (چشم دید) کا درجہ رکھے گا یہ درجہ پہلے درجہ سے زیادہ قوی ہے لیکن حق الیقین کا درجہ یہ ہے کہ آپ آگ کے اندر جا کر محسوس کریں کہ واقعی اس کا کام جلانا ہے تو یہ حق الیقین ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ (الحجر 99)

ترجمہ: اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہو حتیٰ کہ تمہیں یقینِ کامل نصیب ہو جائے۔

میرے مرشد پاک سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی رحمتہ اللہ علیہ اس آیت کی شرح میں فرمایا

Marfat.com

کرتے تھے کہ اسمِ اَللّٰہُ ذات کا ذکر اور تصور اس کثرت سے کرو کہ تمہیں یقینِ کامل (حق الیقین) حاصل ہو جائے۔

❁ حضرت سخی سلطان باھُوؒ رحمتہ اللہ علیہ یقین کے متعلق کلید التوحید کلاں میں فرماتے ہیں:

عبادتِ حق ببر تا وقتِ مُردن   یقین شد از یقین ایمان بُردن

ترجمہ: عبادتِ حق مرتے دم تک کرتے رہو حتیٰ کہ حدِّ یقین تک پہنچ جاؤ کہ یقین ہی ایمان کی سلامتی کی ضمانت ہے۔

یقین قرآن برو اعمال کردن   یقین آنست کہ خود باحق سپردن

ترجمہ: یقین قرآن پر عمل کرنے کا نام ہے اور یقین یہ ہے کہ خود کو سپردِ خدا کر دیا جائے۔

یقین سرمایہ ایمان نورش   یقین با معرفت قربِ حضورش

ترجمہ: یقین ایمان کا نُوری سرمایہ ہے اور اس کا تعلق معرفتِ قُربِ حضور سے ہے۔

یقین از یک پدر یک پسر باشد   دوئی شیطان را از دل تراشد

ترجمہ: یقین ایسا ہونا چاہیے جیسا کہ ایک بیٹے کو باپ کا ہوتا ہے' یہ یقین ہی تو ہے جو دل سے شیطانی دوئی کو باہر نکالتا ہے۔

یقین دیدہ بچشمِ خویش بیند   کہ صحبتِ عارفاں باہم نشیند

ترجمہ: یقین آنکھ ہے جس سے اگر کوئی خود بینی کرنا سیکھ لے تو اُسے عارفوں کی صحبت و ہم نشینی نصیب ہو جاتی ہے۔

یقین از حق شود حق راز اللہ   خطے درکش بگردِ لاسویٰ اللہ

ترجمہ: یقین سے اسرارِ الٰہی کھلتے ہیں' یقین سوائے اللہ کے ہر چیز کی نفی کرتا ہے۔

یقین ببرد حضوری بے ریاضت   یقین شد از یقین صاحب اجازت

ترجمہ: یقین بغیر کسی ریاضت کے حضوری تک پہنچاتا ہے لیکن یہ یقین کسی صاحبِ یقین (صاحبِ مسمّٰی سروری قادری مرشد) ہی سے حاصل ہوتا ہے۔

کسے را شد یقین باحق بحاصل   رسد حق الیقین عرفان واصل

ترجمہ: جسے یقین حاصل ہو جاتا ہے اُسے عرفانِ حق نصیب ہو جاتا ہے اور وہ واصل باللہ ہو کر حق الیقین کے مرتبے پر پہنچ جاتا ہے۔

❁ اہلِ حرب کافروں' رافضیوں' خارجیوں اور منافقوں کو یقین نصیب نہیں ہوتا کہ یقین کا تعلق پاکیزگی حق

Marfat.com

سے ہے اور یہ خبیث لوگ قرآن وحدیث اور اہلِ سنت والجماعت کے مخالف ہیں۔ ان کا اعتبار نہیں کیا جاسکتا کہ ان کا اعتماد باطل غلیظ پر ہے۔ اہلِ سنت والجماعت کو وہ یقینِ کامل نصیب ہوتا ہے کہ خواہ اُس کے پاس دن بھر کی خوراک بھی نہ ہو اور کوئی اُسے سونے کے ایک لاکھ سکے پیش کرے تو اُس کے بدلے یقین سے دست بردار نہیں ہوتا۔ کیونکہ دینِ محمدی (ﷺ) سے اُسے معرفت قربِ الٰہی کا بہتر انعام حاصل ہو جاتا ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ جان لے کہ یقین کے چار حروف ہیں ''ی ق ی ن'' حرف ''ی'' سے یقین ''یگانۂ حق'' کرتا ہے۔ حرف ''ق'' سے قربِ حق بخشتا ہے۔ حرف دوسری ''ی'' سے ''یکتا بحق'' کرتا ہے اور حرفِ ''ن'' سے نفس سے ہوا و ہوس کو نیست و نابود کرتا ہے۔ صاحبِ یقین متوکل ہوتا ہے اور ہمیشہ اعلان کرتا رہتا ہے کہ میں نے اللہ پر بھروسہ کیا اور میرے لیے اللہ ہی کافی ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ یقین اللہ تعالیٰ کو ہر حال اور ہر کام میں حاضر جاننے کا نام ہے۔ یقین ہدایت کا انتہائی مرتبہ ہے۔ اہلِ ہدایت صدیقین کا یقین پہاڑ کی طرح مستحکم ہوتا ہے کہ وہ نہ ہلتا ہے نہ لرزتا ہے اور نہ لڑکھڑاتا ہے کہ اُن کی دوستی اللہ کے دین سے پکی ہوتی ہے۔ اس کے برعکس منافق و بے دین و بے یقین و بدمذہب اور شیطانِ لعین کے پیروکار کا یقین ریت کی طرح غیر مستحکم ہوتا ہے جو ایک حالت پر قائم نہیں رہتا۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ ۱۔ یقیں تصدیقِ دل اقرارِ ازلش — یقیں راہبر شود بافیض فضلش
۲۔ یقیں پاکش تعلّق روح دارد — چو پاکش شد یقین باروح آرد
۳۔ یقیں باشد خلافِ نفس دائم — یقیں بازندگی دل ہست قائم
۴۔ یقیں در دل نوشتہ حق نظیرش — زحق گردد یقیں روشن ضمیرش
۵۔ یقین از سہ یقین و سہ مقامش — ز ہر سہ یک شود ختمے تمامش

ترجمہ: ۱۔ یقین تصدیقِ قلبی اور اقرارِ ازلی کا نام ہے اور یقین فیض وفضل الٰہی کا وسیلہ ہے۔ ۲۔ یقین پاکیزگی ہے جس کا تعلق روح سے ہے، جب یہ پاکیزگی حاصل ہو جاتی ہے تو رُوح پُر یقین ہو جاتی ہے۔ ۳۔ یقین ہمیشہ خلافِ نفس چلنے سے حاصل ہوتا ہے اور اُس کا انحصار حیاتِ قلب پر ہے۔ ۴۔ یقین سے دل میں نقشِ حق قائم ہوتا ہے جس سے روشن ضمیری نصیب ہوتی ہے۔ ۵۔ یقین کی تین اقسام اور تین مقام (علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین) ہیں جب یہ تینوں یکجا ہو جاتے ہیں تو یقین کامل ہو جاتا ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ جب انسان کے دل میں تصدیقِ قلب کا سورج طلوع ہوتا ہے تو وجود کے اندر سے ہر قسم کی بے یقینی دور ہو جاتی ہے۔ یقین یہ ہے کہ صحت ہو یا بیماری، سختی ہو یا آسانی، انسان ہر حالت میں نہ تو تکمیلِ احکامِ الٰہی

Marfat.com

اور اتباعِ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے باز آئے نہ اُس سے منہ موڑے اور نہ ہوائے نفس کی پیروی کرے۔ یہی یقین ہے جو وسیلۂ خدا ہے اور یہ ذکر کلمہ طیب ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' سے حاصل ہوتا ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ جان لے کہ محبت' معرفت' طلبِ الٰہی' ذکر فکر' حضور مذکور' الہاماتِ باطن' قربِ الٰہی اور فنا و بقا کے تمام مراتب کی جڑ یقین ہے۔

اصل یقین است یقین گر شود　　کارِ تُو از ہفت فلک بہ گزرد

ترجمہ: تیرا اصلی سرمایہ یقین ہے اگر یہ تجھے حاصل ہو جائے تو تو ساتوں آسمانوں سے بھی آگے نکل جائے۔

مصنف کہتا ہے کہ لوگوں کا یہ کہنا غلط ہے کہ ناقص و خام لوگوں کا یقین بھی انہیں مقاماتِ عرش و کرسی اور لوح و قلم تک لے جاتا ہے۔ اُن کا یقین تو الٹا انہیں معرفتِ وحدانیتِ الٰہی سے دور کر دیتا ہے۔ اس کے برعکس صدیقوں اور عارفوں کا یقین انہیں ہر وقت مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری اور معرفتِ الٰہی میں غرق رکھتا ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ جس شخص کو لامکان کے اندر کا استغراق حاصل ہو جاتا ہے اُسے حق تعالیٰ کے سوا ہر چیز بھول جاتی ہے اس قسم کا غرق فنا فی اللہ فقیر توحید میں اس طرح غرق ہوتا ہے کہ جس طرح مچھلی پانی میں یا چنگاری آگ میں یا پانی دودھ میں۔ فقیر اس طرح غرق فنا فی اللہ توحید ہوتا ہے کہ نہ وہ خدا ہوتا ہے اور نہ خدا سے جدا۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔ ایسا فقیر اللہ تعالیٰ کو بلا حجاب دیکھتا ہے اس لیے وہ ''حق الیقین'' کے مرتبے پر فائز ہوتا ہے اس مرتبے کو اہلِ بدعت و بے دین لعین کیا جانیں۔ (کلید التوحید کلاں)

❁ ۱۔ اصل یقین است یقین یار کن　　محرمِ اسرار شوی از کُنہہ کُن

۲۔ اصل یقین است یقینِ مصطفیٰؐ　　اصلِ یقین است یقین مرتضیٰؓ

۳۔ اصل است یقین گر شود　　کارِ تُو از ہفت فلک بہ گزرد

ترجمہ: 1۔ اصل چیز یقین ہے یقین سے دوستی کر لے تا کہ تو اسرارِ کُنہہ کُن کا محرم ہو جائے۔ 2۔ اصل یقین یقینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور اصل یقین یقینِ مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہے۔ 3۔ اصل چیز یقین ہے اور اگر تجھے یقین حاصل ہو جائے تو تیرا معاملہ ساتوں آسمانوں سے آگے بڑھ جائے گا۔ (شمس العارفین)

❁ اصل یقین است بود با اصل　　ہر کہ رسد با اصل حق وصل

ترجمہ: اصل یقین اصل (اللہ تعالیٰ) تک پہنچنے ہی کا نام ہے جو اصل (اللہ تعالیٰ) تک پہنچ گیا وہ واصل باللہ ہو گیا۔ (کلید التوحید کلاں)

Marfat.com

باب 40

ظاہر و باطن

جس طرح یہ ظاہری دنیا ہے اسی طرح باطنی دنیا ہے اور یہ ظاہری دنیا باطنی دنیا کا عکس اور سایہ ہے۔

❁ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ظاہری دنیا باطنی دنیا کا عکس ہے اور یہ فانی ہے' اس کی حقیقت ایسے ہے جیسے کہ نفسانی آدمی کا خواب و خیال۔ اس کے برعکس باطنی روحانی دنیا دائم باقی' جاودانی اور لازوال ہے۔ ان دونوں کے درمیان حق شناسی کا منصف اللہ تعالیٰ کے کلام قرآنِ مجید کا علم ہے۔ ظاہر و باطن کے اعمال کا اجر و ثواب اُن کے اپنے اپنے احوال کے مطابق ہے۔ باطنی دنیا اصل ہے کہ اُس میں اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اس کا وصل ہے جب کہ ظاہری دنیا ایسے ہے جیسے کہ سردی گرمی کا موسم یا ربیع و خریف کی فصل۔ پس غیب (باطن) پر ایمان لانا ضروری ہے کہ اُس میں کسی قسم کا دھوکہ نہیں ہے۔

فرمانِ الٰہی ہے کہ: الٓمّٓ ○ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ○ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ ○ (البقرہ:2-1)

ترجمہ: الٓمّٓ (حقیقتِ محمدیہ) یہ وہ کتاب ہے کہ جس میں کسی قسم کا شک نہیں ہے یہ کتاب ان لوگوں کو ہدایت بخشتی ہے جو متقی (صاحبِ تقویٰ) ہیں اور عالمِ غیب (باطن) پر ایمان لاتے ہیں۔

❁ جو شخص عالمِ غیب اور صاحبِ باطن اہلِ غیب اولیاء اللہ کی غیبت و گلہ کرتا ہے وہ گویا اپنے مردہ بھائی کا

Marfat.com

گوشت کھاتا ہے۔ایسا شخص بھلا مومن مسلمان کس طرح ہو سکتا ہے؟ (نور الہدیٰ کلاں)

❁ باطن کئی طرح کا ہوتا ہے اور ظاہر بھی کئی طرح کا ہوتا ہے اس لیے باتوفیق عالی ہمت مراتب حاصل کرنا بہت مشکل کام ہے۔بعض کا باطن باطل زندیق ہوتا ہے لیکن ظاہر برحق تحقیق ہوتا ہے۔بعض کا باطن برحق تحقیق ہوتا ہے لیکن ظاہر باطل زندیق ہوتا ہے۔بعض کا ظاہر باطن باطل زندیق ہوتا ہے اور بعض کا ظاہر باطن برحق تحقیق ہوتا ہے۔اس طرح ہر مومن مسلمان' کاذب و مشرک' منافق و ظالم و کافر کا ظاہر و باطن میں الگ الگ مرتبہ ہے۔(نور الہدیٰ کلاں)

❁ ظاہر کسے کہتے ہیں اور باطن کیا چیز ہے؟ ظاہر و باطن کے دونوں جہان علمِ قرآن کے اندر مندرج ہیں بلکہ جملہ مخلوق تفسیرِ قرآن کی طے میں پائی جاتی ہے۔قرآن کی اُس طے کو وہ عالم باللہ کھول سکتا ہے جو صاحبِ تاثیر' عارف ولی اللہ' روشن ضمیر' اہلِ نظر اور کونین کا حاکم و امیر ہو۔(نور الہدیٰ کلاں)

❁ ۱۔ ہر کہ پوشد چشم باشد چشم کور — ہر کہ بیند ہر طرف گوئی ستور
۲۔ باعیاں بینا بود انساں صفت — باعیاں دیدن طریقت معرفت
۳۔ گر تو خواہی میشوی عارفِ خدا — دیدہ آں دیگر بود لائقِ لقا
۴۔ آں دیدہِ نُور است بیند باحضور — ہر کہ بیند غیرِ حق آں بے شعور
۵۔ باھُوؒ را ھُو بردہ است در لامکاں — شد حضور دیدنش قرب از عیاں

ترجمہ: ۱۔ جو کوئی آنکھیں بند کر کے مراقبہ کرتا ہے وہ گویا اندھا ہے اور جو ہر طرف دیکھتا رہتا ہے وہ گویا حیوان ہے۔۲۔انسان وہ ہے جو چشمِ بصیرت سے عیاں طور پر دیکھتا ہے اور باعیاں دیکھنا علمِ طریقت و معرفت سے ہی ممکن ہے۔۳۔اگر تو عارفِ خدا ہونا چاہتا ہے تو لقائے الٰہی کے لائق آنکھیں حاصل کر۔۴۔وہ چشمِ نُور ہے جو حضوریِ حق کا مُشاہدہ کرتی ہے جو غیرِ حق کی طرف دیکھتا ہے وہ بے شعور ہے۔۵۔باھُوؒ کو نورِ بصیرت نے لامکان میں ھُو (ذاتِ حق) تک پہنچا دیا ہے اس لیے وہ ہر وقت قربِ حضور کے دیدارِ عیاں میں محو رہتا ہے۔(نور الہدیٰ کلاں)

❁ جس طالب مرید قادری کا ظاہر باطن یکساں ہو جائے اور وہ ظاہر و باطن کی تحقیق سے رفیقِ حق ہو جائے وہ کسی سے سوال نہیں کرتا۔پس معلوم ہوا کہ کامل قادری (سروری قادری) ایسا صاحبِ نظر عارف باللہ ہوتا ہے جو ہر وقت مشرفِ دیدار رہتا ہے' وہ غرق فی التوحید' صاحبِ استغراق' صاحبِ دیدار عین بعین اور صاحبِ مرتبہ حق الیقین ہوتا ہے۔ایسے کامل قادری کو ذکر فکر' ورد وظائف اور مراقبہ و مکاشفہ کی کیا حاجت؟ کیونکہ قادری باعیاں ہو کر پورے یقین و اعتبار کے ساتھ ساکن لاھوت لامکان ہوتا ہے۔(نور الہدیٰ کلاں)

Marfat.com

❁ باطن بھی کئی طرح کا ہوتا ہے اور اپنے دامن میں بے حد و بے شمار توفیق و تحقیق رکھتا ہے۔ ظاہر میں طریقِ شریعت کے دو گواہ ہیں۔ ایک دیکھنا اور دوسرے سننا' باطن کے بھی دو گواہ ہیں' ایک علمِ تصوف کا مطالعہ یعنی ایک دوسرے سے مسائلِ تصوف سننا' اور دوسرے باعیاں مشاہدہ کرنا۔ اس کے لیے مرشدِ کامل کی رفاقت ضروری ہے۔ بعض لوگوں کو باطنی مشاہدے کی توفیق دلیل کی راہ سے حاصل ہوتی ہے جس سے اُن کا باطن اُن کے ظاہر سے موافقت کرتا ہے۔ بعض کو طریقِ آگاہی سے باطنی نظر و نگاہ حاصل ہوتی ہے جس سے اُن کا باطن اُن کے ظاہر سے موافقت کرتا ہے۔ بعض کو طریقِ وَھم و خیال سے باطنی توفیق حاصل ہوتی ہے جس سے اُن کا باطن ظاہر کے مطابق ہو جاتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی معرفت و وصال سے ہمکنار ہو جاتے ہیں۔ بعض کو طریقِ الہام سے باطنی توفیق حاصل ہو جاتی ہے جس سے اُن کا باطن اُن کے ظاہر سے موافقت کرتا ہے۔ بعض کو حاضراتِ کلمہ طیبات '' لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ '' کے تصرف و تفکر سے باطنی توفیق حاصل ہو جاتی ہے جس سے اُن کا باطن اُن کے ظاہر کے مطابق ہو جاتا ہے۔ بعض کو خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بمعہ اصحابِ کبار رضی اللہ عنہم' جُملہ انبیاء و رسل و جُملہ اولیاء و اصفیاء و مجتہدین اور جُملہ غوث و قطب کی مجالس کی حضوری سے باطنی توفیق حاصل ہوتی ہے جس سے اُن کا باطن اُن کے ظاہر کے مطابق ہو جاتا ہے بعض کو عیاں طور پر باطنی توفیق حاصل ہوتی ہے۔ صاحبِ عیاں کو باطن میں وہ توفیق حاصل ہوتی ہے کہ اُس کی نظر سے دو عالم کی کوئی بھی چیز مخفی و پوشیدہ نہیں رہتی اور اُس کا باطن اُس کے ظاہر کے مطابق ہو جاتا ہے۔ بعض غرق فنا فی اللہ ہو کر ہر دَم قربِ خدا میں حاضر رہتے ہیں اور الہام کے ذریعہ جواب باصواب پاتے ہیں' انہیں اللہ تعالیٰ کا بے مثل و بے مثال با توفیق وصال حاصل ہوتا ہے جس کی بدولت اُن کا باطن اُن کے ظاہر کے مطابق ہو جاتا ہے اور بعض باطنی توفیق سے روشن ضمیر فنا فی اللہ فقیر ہو کر کونین کے حاکم و امیر ہو جاتے ہیں اور اُن کا باطن اُن کے ظاہر کے مطابق ہو جاتا ہے۔ ظاہر سے موافقت کرنے والے اس قسم کے جُملہ باطن اُس کامل قادری مرشد (صاحبِ مستی سروری قادری) سے حاصل ہوتے ہیں جو رفاقتِ حق تعالیٰ میں کامل ہو۔ جو شخص باطن میں صاحبِ تحقیق ہو لیکن اُس کا ظاہر اُس کے باطن کے مطابق نہ ہو تو وہ بے توفیق ہے اُس کا کیا علاج ہو سکتا ہے؟ اُس کا علاج یہ ہے کہ وہ علم نعم البدل[1] کا مطالعہ کرے کیونکہ علم نعم البدل کے مطالعہ سے انسان کا ظاہر و باطن یکساں ہو جاتا ہے۔ (نور الہدیٰ کلاں)

---

[1] دیکھیے باب متفرق مضامین (حصہ دوم)

Marfat.com

❁ یاد رہے کہ باطن تین قسم کا ہوتا ہے اور اُس میں تین قسم کی توفیق اور تین قسم کی تحقیق ہوتی ہے۔ اول: بعض کو باطن میں طبقات کا مشاہدہ اور اُن کی طیر سیر حاصل ہوتی ہے اور وہ طبق پر طبق طے کرتے چلے جاتے ہیں۔ یعنی سات طبقاتِ زمین' نو طبقاتِ افلاک اور بالائے عرش ستر ہزار مراتب' جن میں ہر ایک مرتبہ دوسرے مرتبے سے ستر سالہ مسافت پر واقع ہے۔ اُن تمام درجات و مراتبِ طبقات کو اہلِ طبقات یعنی غوث و قطب پل بھر میں طے کر جاتے ہیں لیکن فقیر اُن کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا کہ یہ ادنیٰ اور کمتر مراتب ہیں کیونکہ اُن کا تعلق ہوائے نفس سے ہے اور یہ قُربِ خداوندی سے بہت دور ہیں۔ دوم: بعض کو باطن میں مقامِ محمود پر مجلسِ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی حضوری نصیب ہوتی ہے اور وہ جملہ روحانیوں سے ملاقات کرنے پر قادر ہوتے ہیں۔ سوم: بعض کو باطن میں غرق فنا فی اللہ کا مقام حاصل ہوتا ہے اور وہ غرق فی التوحیدِ ذات ہو کر نُورِ حضور میں عین بعین دیدارِ پروردگار سے مشرف رہتے ہیں۔ یہ فقر کا وہ انتہائی مرتبہ ہے کہ جس کے متعلق فرمایا گیا ہے: اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہُ۔ (ترجمہ: جہاں فقر کی تکمیل ہوتی ہے وہیں اللہ ہے۔) (نور الہدیٰ کلاں)

باطن کے اِن مقامات پر اسمِ اَللّٰہُ ذات پہنچاتا ہے۔

Marfat.com

باب 41

غنائیت

غنایت غنا سے ہے۔ غنا کے لغوی معنی بے نیازی اور بے پروائی کے ہیں اور غنایت سے مراد دنیا و عقبیٰ کی تمام نعمتوں سے دِل کی سیری اور طمانیت ہے سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ نے اسے استغنا کے مترادف کے طور پر استعمال کیا ہے۔ جیسا کہ علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

خدا کے پاک بندوں کو حکومت میں غلامی میں
زِرّہ کوئی اگر محفوظ رکھتی ہے تو استغنا

حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں "غنایت کس طرح حاصل ہوتی ہے؟ اور صاحبِ غنایت کا مرتبہ کیا ہے؟ دراصل مراتب دو ہیں، ایک مرتبے والے انسان ہوتے ہیں اور دوسرے مرتبے والے صورت کے انسان نما حیوان۔ اشرف انسان کی پہچان کیا ہے؟ انسان وہ ہے جو ہمیشہ دیدارِ الٰہی سے مشرف رہے۔ انسان کو دنیائے مُردار کی طلب سے خطرات لاحق ہوتے ہیں اور مشاہدہِ دیدار سے جمعیت حاصل ہوتی ہے اور دنیائے مردار سے اُسے بے جمعیتی اور پریشانی لاحق ہوتی ہے۔ اس راہ کی اصل کا تعلق اللہ تعالیٰ کے وصل اور اُس کے قرب سے ہے اور یہ راہ "غنایت" کی نظر و نگاہ سے حاصل ہوتی ہے کیونکہ "غنایت" دیدار بخش کو کہتے ہیں۔"

ہر کہ مے بیند نماید اُو ترا
ایں مُرشدے توفیق دارد از خُدا

Marfat.com

ترجمہ: ''جو مرشد خود صاحبِ دیدار ہوگا وہی تجھے دیدار کرا سکتا ہے کیونکہ بارگاہِ خدا سے اُسے ہی دیدار کرانے کی توفیق حاصل ہوتی ہے۔'' (نور الہدیٰ کلاں)

اور غنایت پانچ قسم کی ہوتی ہے۔ اُس شخص کو غنیِ مطلق کہتے ہیں کہ جسے پانچ قسم کی غنایت اور پانچ قسم کے خزانوں پر تصرف حاصل ہو اور انہیں اپنے زیرِ عمل رکھتا ہو اور اُن سے ہر قسم کی نعمت و دولت حاصل کرتا رہتا ہو۔ ایسے شخص کو دونوں جہان کی زندگی حاصل ہوتی ہے، وہ کبھی نہیں مرتا کہ اُس نے خُود کو خُدا کے سپرد کر رکھا ہوتا ہے۔

فرمانِ الٰہی ہے کہ: '' وَاُفَوِّضُ اَمۡرِیۡۤ اِلَی اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیۡرٌۢ بِالۡعِبَادِ ○ (پارہ ۲۴۔المومن ۴۴)

ترجمہ: اور میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں کہ بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی نگہداشت کرتا ہے۔''

جمعیت و ہدایت سے لبریز پانچ گنجِ غنایت یہ ہیں: پہلا مرتبہِ غنایت یہ ہے کہ صاحبِ تصور جب خاک پر نظر کرے تو اُس کی نظر سے خاک سیم و زر بن جائے کیونکہ صاحبِ نظر کی نگاہ میں مٹی اور سونا برابر ہوتے ہیں، غنایت کا یہ مرتبہ توفیقِ ہدایت سے حاصل ہوتا ہے۔ غنایت کا دوسرا مرتبہ دعوتِ قبور میں ایسا عامل کامل ہونا ہے کہ صاحبِ تصور جب چاہے تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کی حاضرات سے کُل مخلوقات کو حاضر کر کے جو چاہے اُن سے حاصل کر لے، غنایت کا یہ مرتبہ تحقیقِ ہدایت سے حاصل ہوتا ہے۔ غنایت کا تیسرا مرتبہ یہ ہے کہ صاحبِ تصور اپنی آنکھوں کو تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات کے ذریعے اتنا روشن کر لے کہ پہاڑ سے سنگِ پارس دیکھ کر اُٹھا لائے اور جتنا چاہے اُس سے مفاد حاصل کرے اور اُسے کسی کے آگے ہاتھ پھیلانے کی حاجت نہ رہے، غنایت کا یہ مرتبہ تصدیقِ ہدایت سے حاصل ہوتا ہے۔ غنایت کا چوتھا مرتبہ یہ ہے کہ صاحبِ تصور علمِ تکسیر کی قوت سے علمِ کیمیا اکسیر کو اپنے تصّرف میں لے آئے غنایت کا یہ مرتبہ خالص تصدیقِ ہدایت سے نصیب ہوتا ہے۔ غنایت کا پانچواں مرتبہ یہ ہے کہ صاحبِ تصور کی چشمِ بصیرت کُھل جائے اور زیرِ زمین اللہ تعالیٰ کے جتنے غیبی خزانے موجود ہیں اُسے نظر آنے لگیں اور کوئی چیز اُس سے مخفی اور پوشیدہ نہ رہے، غنایت کا یہ مرتبہ بھی تصدیقِ ہدایت سے نصیب ہوتا ہے۔ جو مرشد طالبِ اللہ کو یہ پانچ خزانے پہلے ہی روز عطا نہیں کر سکتا وہ احمق ہے کہ مرشد ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔

(1) طالبِ احمدؐ بود احمدؐ صفت — روزِ اوّل شُد نصیب از معرفت

(2) طالبِ عیسیٰؑ بود عیسیٰؑ صفت — مردہ را زندہ کند بامعرفت

(3) قُمۡ بِاِذۡنِ اللّٰہِ بود آوازِ راز — ذکر فکر و غرق فی اللہ بے نیاز

ترجمہ: (1) طالبِ احمدِ مجتبیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) صفاتِ احمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) سے متصف ہوتا ہے اور پہلے ہی

Marfat.com

دِن اُسے معرفتِ حق تعالیٰ نصیب ہو جاتی ہے۔(2)''طالبِ عیسیٰ علیہ السلام عیسیٰ صفت ہوتا ہے کہ اہلِ معرفت ہونے کی بدولت مردے کو زندہ کر سکتا ہے۔''(3)''قُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ آواز راز ہے لیکن غرق فنا فی اللہ فقیر ایسے ذکر فکر سے بے نیاز رہتا ہے۔''

✿ راہِ فقر، راہِ معرفت، راہِ دیدار، راہِ ولایت، راہِ ہدایت اور راہِ جمعیت یہ تمام راہیں مرتبہ غنایت سے کھلتی ہیں۔ اگر غنایت و سیری کا یہ مرتبہ حاصل کیے بغیر راہِ فقر اختیار کی جائے تو ایسا فقر فقرِ مکب (منہ کے بل گرانے والا فقر، اضطراری فقر) ثابت ہوتا ہے۔ ایسے فقر کا حامل فقیر رُوسیاہ ہوتا ہے اور گرسنگی کی حالت میں ہمیشہ مفلسی و ناداری کا گلہ کرتا ہے اور جو کوئی فقر کا گلہ کرتا ہے وہ دراصل خدا کا گلہ کرتا ہے۔ جو شخص خدا کا گلہ کرتا ہے اُس سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بیزار ہیں اور وہ شخص مردود و مرتد ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے:''اَلْفَقْرُ سَوَادُ الْوَجْهِ فِی الدَّارَیْنِ'' ترجمہ: ایسا فقر دونوں جہان میں باعثِ رُسوائی ہے۔ (نور الہدیٰ کلاں)

Marfat.com

باب 42

متفرق

حصہ اوّل

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ اپنی تصانیف میں باطنی، قلبی یا روحانی امراض کا ذکر فرماتے ہیں مثلاً ہوا و ہوس، حسد، کینہ، بغض، ریا کاری، حرص، لالچ، طمع وغیرہ وغیرہ۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ ان باطنی امراض کا سرسری ذکر کر کے گزر جاتے ہیں تفصیل میں نہیں جاتے۔ لیکن اِن امراض کے طبیب کا ذکر آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتب میں اکثر فرمایا ہے۔ عین الفقر میں ہے "مرشد طبیب کی مثل ہوتا ہے" یعنی اِن روحانی، قلبی اور باطنی امراض کا ماہر ہوتا ہے اور وہی ان کا علاج کر سکتا ہے۔ جب تک انسان کے اندر ایک بھی روحانی مرض موجود رہے اس کو معرفتِ ذاتِ حق تعالیٰ حاصل نہیں ہو سکتی۔ تکبر، فخر و غرور اور ریا کاری کا ذکر علیحدہ ابواب میں گزر چکا ہے۔ دوسرے باطنی امراض کا ذکر قرآن وحدیث کی روشنی میں کیا جا رہا ہے تا کہ طالب کی سمجھ میں اچھی طرح آ جائے اور وہ اِن باطنی امراض سے بچنے کی کوشش کرے۔

ہوا و ہوس

ہوا کے معنی "خواہشاتِ نفس" اور ہوس کے معنی "شہوات" کے ہیں خواہشاتِ نفس اور شہوات کو ہوا و ہوس کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

اس دنیا میں ہر کوئی خواہشات یا شہوات کا طالب ہے کوئی رزق میں فراخی چاہتا ہے کوئی حسین عورت چاہتا ہے کوئی اولاد چاہتا ہے کوئی مال و دولت اور جائیداد میں اضافہ کا طلب گار ہے کوئی عہدہ، عزّ و جاہ اور شہرت چاہتا ہے اور اگر کوئی راہِ فقر کا مسافر بھی ہے تو اپنی مرضی کے مطابق اس کی تکمیل چاہتا ہے۔ اگر خواہشات اور شہوات شریعت کی حد سے باہر نکل جائیں اور فقر کی رو سے جب یہ خواہشاتِ نفس اور شہوات یا ان میں سے کوئی

Marfat.com

بھی ایک خواہش دل کے اندر جمع ہو جائے اور انسان ہر لحہ اس خواہشِ نفس یا شہوت کے بارے میں ہی غور وفکر (تفکر) کرتا رہے اور اسی کو پورا کرنے میں مصروفِ عمل ہو جائے تو یہ خواہش اور شہوت اس کا معبود ہے اِن کو عام طور پر ہوا و ہوس کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اور ان سے نجات حاصل کرنا ''تزکیہ نفس'' کہلاتا ہے۔

شہوات

حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: معدہ بدن کے لیے ایک حوض کی حیثیت رکھتا ہے' جس سے رگیں نکل کر سات اطراف کو جاتی ہیں' وہ سات نہروں کی مانند ہیں اور تمام خواہشات کا منبع بھی معدہ ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کو اگر جنت سے نکالا گیا تو اسی شہوت کی وجہ سے۔ اور پیٹ کی شہوت دوسری تمام شہوات اور خواہشات کی جڑ ہے۔ جب پیٹ کی شہوت ختم ہو جاتی ہے یعنی پیٹ بھر جاتا ہے تو عورت کی شہوت پیدا ہوتی ہے اور آدمی کی طلب ہوتی ہے کہ بہت سی عورتیں ہوں جن سے صحبت کروں معاملہ یہیں پر نہیں رکتا کیونکہ آدمی کھانے اور جماع کی خواہش اس وقت تک پوری نہیں کر سکتا جب تک مال نہ ہو تو اسی سبب سے مال کی حرص پیدا ہوتی ہے اور مال سوائے جاہ وحشمت (عزوجاہ) اور کاروبار کے حاصل نہیں ہوتا اور اس کے لیے لوگوں سے میل جول رکھنا پڑتا ہے تو یہیں سے غصہ، حسد' تکبر' ریا، بغض، کینہ وغیرہ پیدا ہوتے ہیں۔ معدہ کا انسان پر حاوی ہونا تمام گناہوں کی اصل ہے اور معدہ کو زیر کرنا تمام نیکیوں کی اصل ہے۔ (احیاء العلوم جلد سوم)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد مبارک ہے کہ دنیا کی چھ چیزیں ہیں۔ کھانے کی' پینے کی' پہننے کی' سوار ہونے کی' شادی کرنے کی اور سونگھنے کی۔ سب سے بہتر کھانے کی چیز شہد ہے اور وہ مکھی کا لعاب ہے۔ پینے کی سب سے عمدہ چیز پانی ہے اور اس میں سب اچھے بُرے شریک ہیں۔ پہننے کی سب سے عمدہ چیز ریشم ہے اور وہ ایک کیڑے کا اپنے لعاب سے بُنا ہوا ہے۔ سب سے بہتر سواری گھوڑے کی ہے اور اسی پر انسان کو قتل کیا جاتا ہے۔ شادی کے لیے عورت عمدہ چیز ہے' مگر محلِ مباشرت کے سوا کچھ نہیں۔ عورت کی سب سے عمدہ چیز (چہرے) کو سنوارا اور سب سے بُری چیز (فرج) کو چاہا جاتا ہے۔ سونگھنے والی چیزوں میں مشک سب سے عمدہ ہوتا ہے اور یہ خون ہوتا ہے بس سمجھ لو دنیا اور اس کی چیزوں کی حقیقت کیا ہے۔ (احیاء العلوم جلد سوم)

اب ہم ہوا و ہوس یعنی خواہشاتِ نفس اور شہوات پرستی کی تفصیل بیان کرتے ہیں۔

شہوتِ معدہ

جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ پہلی لذت' لذتِ دہن یعنی کھانے پینے کی لذت ہے اور اولادِ آدم کا سب

Marfat.com

سے مہلک مرض یہی ہے اور یہی مرض ہے جو نکلواتا ہے آدم کو جنت سے۔ اور یہی مرض تمام خواہشات کا منبع ہے اگر اس پر قابو پالیا جائے تو منزل آسان ہو جاتی ہے۔ اس خواہش کے تین درجات ہیں۔ اعتدال' تفریط' افراط۔ اعتدال یہ ہے کہ زندہ رہنے کے لیے کھائے نہ کہ کھانے کے لیے زندہ رہے۔ بھوک رکھ کر کھانا کھائے اور اتنا کھائے کہ ضعف نہ آئے اور زندگی کے کام خوش اسلوبی سے انجام دے سکے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ ''بنی آدم نے پیٹ سے بڑا کوئی برتن پُر نہیں کیا اسے چند لقمے کافی تھے جس سے وہ پیٹھ سیدھی رکھ سکے اگر کھانا ہے تو تہائی کھانا' تہائی پینا اور بس''۔ حدیثِ قدسی ہے ''اللہ تعالیٰ اس شخص سے کہ جس نے دنیا میں کھانا پینا کم کر دیا ہو فرشتوں پر فخر فرماتا ہے اور کہتا ہے کہ میرے بندے کو دیکھو کہ میں نے اس کو دنیا میں وافر کھانے پینے کو دیا اس نے صبر کیا اور اس کو ترک کر دیا۔ تم گواہ رہو کہ جو لقمہ وہ چھوڑے گا اس کے بدلے جنت میں درجات عطا کروں گا''۔ تفریط یہ ہے کہ ہر وقت لذیذ اور اعلیٰ قسم کے کھانوں کے بارے میں تفکر کرتا رہے اور اُن ہی کی طلب میں رہے اور کھانے کے وقت اتنا پیٹ بھر کر کھائے کہ کھا کر اٹھنا مشکل ہو جائے اس طرح عبادات اور راہِ حق میں رکاوٹ ہو اور افراط یہ ہے کہ اس کی سوچ بچار (تفکر) اور زندگی کا مقصد یہی کھانا پینا ہو اور ہر لمحے کھانے پینے کے بارے میں سوچ (تفکر) میں مصروف رہتا ہو یا کھانے ہی میں ہر لمحہ مگن رہتا ہو اور کھانا ہی اس کی زندگی ہو۔ حضرت ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں کہ آسمان کے فرشتے اس کے پاس نہیں آتے جو پیٹ بھر کر کھائے۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ فکر (تفکر) نصف عبادت ہے اور کم کھانا پوری عبادت ہے''۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے ''مرتبہ کے لحاظ سے قیامت کے دن وہ انسان افضل ہوگا جو دنیا میں زیادہ بھوکا ہے اور اللہ کے بارے میں تفکر کرے اور قیامت کے دن اللہ کی بارگاہ میں مغضوب ترین انسان وہ ہوگا جو زیادہ کھاتا پیتا ہوگا''۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک اور فرمان ہے ''قلب کو نہ مٹاؤ اس لیے کہ قلب کھیتی (فصل) کی طرح ہے پانی (کھانا) زیادہ ہونے سے وہ مٹ جاتی ہے''۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں ''اون پہنو (سادہ لباس پہنو) تیار رہو (موت کے لیے) آدھے پیٹ تک کھاؤ''۔ فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے ''اللہ تعالیٰ کو موٹا عالم پسند نہیں اس لیے کہ موٹا پن غفلت اور کثرتِ غذا پر دلالت کرتا ہے اور یہ امر عالم کے حق میں اچھا نہیں''۔

❁ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں ''اللہ تعالیٰ اس عالم سے جو پیٹ بھر بھر کر موٹا ہوا ہو بغض رکھتا ہے''۔ ایک حدیث میں ہے کہ شیطان انسان میں خون کی طرح دوڑتا ہے اور اس کے راستوں کو بھوک اور پیاس سے تنگ کرو۔ ایک روایت میں ہے کہ پیٹ بھر کر کھانے سے برص پیدا ہوتا ہے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ جو سیر شکم یعنی پیٹ بھر کر سویا اس کا دل سخت ہو جائے گا۔

Marfat.com

❁ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص ایک روٹی پر قناعت کرے گا وہ تمام شہوات سے قناعت کرے گا۔

❁ حضرت عبداللہ تستری رحمتہ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ علم و حکمت بھوک میں ہے اور معصیت اور جہالت پیٹ بھر کر کھانے میں ہے۔

❁ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ مجھ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تجھے اس دنیا کی حقیقت دکھلاؤں۔ میں نے عرض کی جی یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے مدینہ کی ایک وادی میں لے گئے جہاں کوڑا پڑا تھا اُس میں گندگی، چیتھڑے اور انسان کے سر کی بوسیدہ ہڈیاں تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے ابوہریرہ! یہ سر بھی تمہارے سروں کی طرح حریص تھے اور ان میں تمہاری طرح بہت سی آرزوئیں تھیں مگر آج یہ خالی ہڈیاں بن چکی ہیں جن پر کھال نہیں رہی اور عنقریب یہ مٹی ہو جائیں گے اور یہ گندگی ان کھانوں کے رنگ ہیں جنہیں انہوں نے کما کما کر کھایا آج لوگ ان سے منہ پھیر کر گزرتے ہیں اور یہ پرانے چیتھڑے جو کبھی ان کے ملبوسات تھے آج ہوا ان کو اڑائے پھرتی ہے اور یہ ان کی سواریوں کی ہڈیاں ہیں جن پر سوار ہو کر وہ شہروں شہروں گھوما کرتے تھے جو دنیا کے انجام پر رونا پسند کرتا ہو اسے رونا چاہیے۔“ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں پھر میں اور حضور ﷺ بہت روئے۔

خواہشات اور شہوات موجبِ تباہی ہیں۔ شہوتِ جماع شہوتِ غذا سے ہوتی ہے اور پھر اس سے دوسری خواہشات اور شہوات جنم لیتی ہیں۔ کھانے کی شہوت کو حدِ اعتدال پر رکھ کر باقی شہوات کو کم یا اعتدال پر لایا جا سکتا ہے اور ایسا ہوتے ہی باطن کے دروازے کھل جاتے ہیں۔

شہوتِ جماع

جب انسان کا پیٹ بھر جاتا ہے تو شہوتِ جماع پیدا ہوتی ہے۔ حضرت امام غزالیؒ فرماتے ہیں:-

انسان پر شہوتِ جماع دو فائدوں کے لیے مسلط ہوئی۔ 1. اس سے لذت حاصل کر کے قیامت کی لذتوں کو یاد کرے کیونکہ یہ لذت اگر دیرپا ہوتی تو اجسام کی لذتوں میں سب سے زیادہ قوی ہوتی جس طرح کہ آگ تمام تکلیفوں سے زیادہ تکلیف دہ ہے۔ انسانوں کو سعادت اور جنت کی رغبت دلانا اور دوزخ سے ڈرانا بغیر لذت محسوس کیئے اور تکلیف محسوس کیے نہیں ہو سکتا جب دنیا میں مثلاً کوئی لذتِ جماع کو عمدہ پائے گا تو یقین کرلے گا کہ جنت کے لذائذ بھی اسی طرح ہوں گے اگرچہ وہ اس سے اعلیٰ ہوں گے۔ 2. نسل کا باقی رہنا۔ بظاہر یہ دو فائدے ہیں مگر اس میں آفات اتنی بڑی ہیں کہ آدمی اگر اس شہوت کو ضبطِ اعتدال میں نہ رکھے تو دین اور دنیا دونوں کو ضائع کر دے گا۔ (احیاء العلوم جلد سوم)

Marfat.com

❁ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دورانِ خطبہ فرماتے سنا شراب گناہوں کو کثرت سے جمع کرنے والی اور عورتیں شیطان کا جال ہیں اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے سنا عورتوں کو پیچھے رکھو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں پیچھے رکھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ایک اور فرمان ہے کہ عورتیں شیطان کا جال ہیں اگر یہ شہوت (جماع) نہ ہوتی تو عورتوں کا مردوں پر قبضہ نہ ہوتا۔ (احیاء العلوم جلد سوم)

❁ حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ ''عورتیں شیاطین ہیں جو ہمیں گمراہ کرنے کے لیے پیدا کی گئی ہیں۔''

ان احادیث کی شرح یہ ہے کہ اگر عورت راہِ فقر میں رکاوٹ بنے تو وہ شیطان ہے کیونکہ شیطان کا کہنا بھی یہ ہے کہ اے عورت تو میرا ہتھیار ہے۔ جو عورت راہِ حق پر نہ صرف خود چلے بلکہ راہِ فقر میں مرد کی معاون بنے اور شریعتِ مطہرہ پر عمل کرے وہ مومنہ ہے۔

شہوت جماع کے تین درجے ہیں۔ اعتدال، تفریط اور افراط۔

اعتدال یہ ہے کہ اپنی مالی اور جسمانی حالت کے مطابق اس کو حاصل کرے۔ ابو سلیمان درانیؒ فرماتے ہیں کہ ''ابتدائے سلوک میں طالب کو نکاح نہ کرنا بہتر ہے۔ جو شخص ابتدائے سلوک میں نکاح کرتا ہے وہ دنیا کی طرف مائل ہو جاتا ہے میں نے کسی مرید کو نہیں دیکھا کہ نکاح کے بعد پہلے جیسا حال رہا ہو اور جو چیز اللہ سے دور کرے بیوی ہو یا مال یا اولاد اس کو منحوس سمجھنا چاہیے (یعنی طالب جب تک کامل نہ ہو جائے نکاح نہیں کرنا چاہیے کیونکہ جب دل و دماغ پر عورت چھا جائے تو اللہ تعالیٰ کے قرب کی جانب کا راستہ رک جاتا ہے)۔ اعتدال کی حالت یہ ہے کہ شریعت نے چار نکاح کی اجازت دی ہے اور اس کے ساتھ کچھ شرائط بھی رکھی ہیں اب آدمی کو چاہیے کہ اپنی مالی اور جسمانی حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے نکاح کرے اگر ایک بیوی کے اخراجات پورے اور حقوقِ زوجیت ادا کر سکتا ہو تو ایک ہی نکاح پر اکتفا کرے تفریط یہ ہے کہ خواہشِ جماع یا عورت کی طلب دِل میں اتنی بڑھ جائے اور دِل میں ہر وقت عورت ہی چھائی رہے اور اس کو پورا کرنے کے لیے اپنی مالی استطاعت اور جسمانی صحت کے برعکس زیادہ نکاح کر لے اور نبھا نہ سکے بلکہ ظاہری طور پر مزید پریشانیوں کا شکار ہو جائے اور افراط یہ ہے کہ ہر وقت اس کے دل و دماغ پر عورت اور شہوتِ جماع سوار رہے اور حلال کا راستہ چھوڑ کر حرام (زنا) کا راستہ اختیار کرے۔ زنا کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے سخت عذاب ہے۔

❁ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! لوگو زنا سے بچو کیونکہ زنا کے چھ وبال ہیں تین دنیا میں نازل ہوتے ہیں اور تین آخرت میں نازل ہوں گے۔ دنیا کے تین وبال یہ ہیں:

Marfat.com

1. خاندانی شرافت ختم ہو جاتی ہے۔ 2. رزق جاتا رہتا ہے۔ 3. دولت زائل ہو جاتی ہے۔

آخرت کے تین وبال یہ ہیں:

1. اللہ تعالیٰ کا قہر و غضب۔ 2. حساب کتاب میں سختی۔ 3. دائمی عذاب۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو پیدا فرما کر ان کی ترکیب میں عقل رکھی، چوپایوں (جانوروں) کو پیدا فرما کر ان کی ترکیب میں شہوت رکھی اور بنی آدم کو پیدا فرما کر ان کی ترکیب میں عقل و شہوت دونوں کو داخل کیا۔ جس شخص کی عقل اس کی شہوت پر غالب آجائے تو وہ فرشتوں سے بھی اکمل و افضل ہے اور جس کی شہوت اس کی عقل پر غالب آجائے تو وہ حیوان اور چوپایوں سے بھی بدتر ہے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ لوگو زنا سے بچو اس میں نو وبال ہیں۔

1. دین کی کمی 2. رزق کی کمی 3. عزیزوں سے جدا ہونے کا صدمہ 4. غم و غصہ 5. نسیان کا غلبہ 6. اہلِ ایمان کی ناراضگی 7. چہرے کی رونق کا زوال 8. دعا کا قبول نہ ہونا 9. عبادت کا مردود ہونا

اس شہوت کی آفتوں میں سے ایک آفت (عورت و مرد کا) عشق ہے، جسے آج کل عشقِ حقیقی کے برابر قرار دے دیا گیا ہے اور اسے پاکیزہ بنا کر پیش کیا جا رہا ہے۔ یہ خلافِ شریعت ہے اور اسی کے باعث بہت سے گناہ سرزد ہوتے ہیں۔ آدمی اگر ابتدا ہی میں احتیاط سے کام نہ لے تو سمجھ لو کام سے گیا اور اس کا منبع نظر ہے یہ بدنظری سے پیدا ہوتا ہے۔ اس کی تدبیر یہ ہے کہ آنکھ کو بچائے اور نظر کی حفاظت کرے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے ''نظر شیطان کے تیروں میں سے ایک تیر ہے جسے زہر میں بجھایا گیا ہے۔'' اگر کسی پر اتفاقاً پڑ جائے تو دوسری مرتبہ اس کو بچا سکتا ہے لیکن اگر نظر کو آزاد چھوڑ دیا تو پھر اس کو روکنا دشوار ہوگا۔ اس معاملہ میں نفس کی مثال اس گھوڑے کی سی ہے کہ اگر وہ کسی غلط راہ کی طرف مڑ جائے تو اس کی باگ موڑنا آسان کام ہے لیکن جب وہ لگام سے آزاد ہو گیا تو پھر اس کی دم پکڑ کر اس کو روکنا دشوار ہوگا۔ پس نگاہ کو قابو کرنا چاہیے کیونکہ یہ بھی زنا ہی کی ایک قسم ہے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ ''آنکھ بھی شرمگاہ کی طرح زنا کرتی ہے اور آنکھ کا زنا نظر ہے۔ پس جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے اپنی نظر کو بچائے گا اللہ تعالیٰ اس کو ایمان کی حلاوت نصیب فرمائے گا۔''

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''دونوں آنکھوں کا زنا (شہوت سے) نگاہ کرنا ہے اور دونوں کانوں کا زنا (شہوت سے) باتیں سننا ہے اور زبان کا زنا (شہوت کی) باتیں کرنا ہے اور ہاتھ کا زنا (شہوت سے) کسی کا ہاتھ پکڑنا ہے اور پاؤں کا زنا (شہوت سے) قدم اٹھا

Marfat.com

کر جانا ہے اور قلب کا زنا یہ ہے کہ وہ (شہوت سے) خواہش اور طلب کرتا ہے۔۔۔(مسلم)

ایک صحابی حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ملاقات کے لیے گئے راستہ میں انہوں نے ایک عورت دیکھی جس کے حسن کو انہوں نے غور سے دیکھا جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو انہوں نے فرمایا: تم میں سے کچھ لوگ میرے پاس آئے ہیں اور زنا کے آثار ان کی آنکھوں میں واضح ہیں وہ صحابی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ کیا حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بھی وحی نازل ہوتی ہے فرمایا "نہیں، مگر نورِ بصیرت اور مومن کی فراست باقی ہے۔"

لواطت بھی زنا کے بدترین زمرے میں آتا ہے، قومِ لوط پر اسی وجہ سے عذاب نازل ہوا تھا۔

جس قدر شہوت غالب ہوگی اسی قدر اس کی مخالفت میں ثواب اور رتبہ زیادہ ہوگا اور کوئی قوت اس شہوت سے بڑھ کر غالب نہیں اور جو کوئی اس شہوت پر قابو پا لیتا ہے اور قلب میں اس سے جنگ کرتا ہے تو ایسے انسان کا اللہ پاک کی بارگاہ میں رتبے کا اندازہ نہیں۔

شہوتِ مال وزر

اوپر جو کھانے اور جماع کی شہوات بیان کی گئی ہیں ان کو پورا کرنے کے لیے مال کی ضرورت ہے۔ اس طرح ان سے تیسرا فتنہ مال پیدا ہوتا ہے اور پھر مال کی محبت دل میں جاگزیں ہو کر اللہ کی محبت کو نکالنے کا سبب بنتی ہے اور انسان مال کمانے میں دن رات مصروف ہو جاتا ہے۔ حرام حلال کی تمیز کھو بیٹھتا ہے اور پھر اس سے لالچ اور طمع جنم لیتے ہیں۔ دنیا کی ہر چیز خصوصاً مال کو ضرورت سے زیادہ حاصل کرنے کی خواہش کو لالچ اور طمع یا حرص کہا جاتا ہے۔ اہل وعیال اور ان کی ضروریات کو رزقِ حلال سے حاصل کرنا لالچ، طمع یا حرص نہیں ہے کیونکہ شریعت نے مال و دولت حاصل کرنے کی ایک حد مقرر کی ہے لیکن اس کو بالائے طاق رکھ کر اللہ کے ذکر اور یاد کو بھلا کر دل میں ہر وقت مال و دولت کو حاصل کرنے کی تراکیب سوچتے رہنا، خواہش، لالچ، طمع اور حرص میں شامل ہوگا۔ لالچی شخص کسی بھی مقام پر مطمئن نہیں ہوتا وہ ہر لمحہ دولت پیدا کرنے کے اسباب کے بارے میں سوچتا (تفکر) رہتا ہے۔ سورۃ منافقون میں ہے کہ "اے ایمان والو! تمہارا مال اور اولاد تمہیں ذکرِ اللہ سے غافل نہ کر دے پس جو ایسا کرے گا وہی خسارے میں رہے گا۔"

❁ حضرت کعب بن عیاض رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہر امت کے لیے آزمائش کی کوئی چیز ہوتی ہے اور میری امت کی آزمائش کی چیز مال ہے۔

❁ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "عنقریب تمہارے

Marfat.com

بعد ایک قوم آنے والی ہے جو دنیا کی خوش رنگ نعمتیں کھائیں گے، خوش قدم گھوڑوں پر سوار ہوں گے، بہترین حسین اور خوبرو عورتوں سے نکاح کریں گے، بہترین رنگوں والے کپڑے پہنیں گے۔ ان کے معمولی پیٹ کبھی نہیں بھریں گے' ان کے دل کثرتِ دولت پر بھی قناعت نہیں کریں گے۔ صبح وشام دنیا کو معبود سمجھ کر اس کی عبادت کریں گے' اسے اپنا رب سمجھیں گے' اس کے کاموں میں مگن اور اسی کی پیروی میں گامزن رہیں گے۔ جو شخص ان لوگوں کے زمانہ کو پائے اسے محمد بن عبداللہ (ﷺ) کی وصیت ہے کہ وہ انہیں سلام نہ کرے' بیماری میں ان کی عیادت نہ کرے، ان کے جنازوں میں شامل نہ ہو۔ ان کے سرداروں کی عزت نہ کرے اور جس شخص نے ایسا نہ کیا اس نے اسلام کو مٹانے میں ان سے تعاون کیا۔'' (حاکم)

❁ سلطان الفقر (دوم) حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کا قول ہے ''خدا کی قسم! جو مال وزر کو عزیز رکھے گا حق تعالیٰ اس کو ذلیل وخوار کرے گا۔''

مال کی کثرت انسان کو جاہ وحشمت (عزّوجاہ) یعنی شہرت کی خواہش میں مبتلا کرتی ہے۔

شہوتِ عزّوجاہ یا ننگ وناموس یا شہرت کی شہوت

مال کی کثرت انسان میں ننگ وناموس، عزّوجاہ یا جاہ وحشمت اور شہرت کی شہوت یا خواہش پیدا کرتی ہے۔ حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''بہت سے لوگ نیک نامی' جاہ وحشمت اور ثنائے خلق (لوگوں سے اپنی تعریف کروانا) کی طلب میں تباہ ہو گئے۔'' ننگ وناموس' جاہ وحشمت اور عزّوجاہ کے معنی یہ ہیں کہ لوگوں کے دل اس سے مسخر ہوں' لوگوں پر اس کا تصرف ہو۔

جب دل کسی کا تابع ہو گیا تو مال اور بدن بھی ہو جاتا ہے اور جب تک آدمی کسی کے حق میں نیک اعتقاد نہ ہو اس وقت تک اس کا دل اس کے تابع نہیں ہوتا اور جب تک کسی کے حق میں نیک اعتقاد نہ ہو اس وقت تک اس کی عظمت دل میں پیدا نہیں ہوتی اور یہ اُس کمال کی وجہ سے ہوتا ہے جو اس شخص میں موجود ہو، یا علم کی وجہ سے یا عبادت کی وجہ سے یا اچھے اور اعلیٰ اخلاق کی بنا پر یا قوت کے سبب سے یا اور کسی ایسی چیز کے باعث جس کو لوگ اس شخص کا کمال اور بزرگی سمجھتے ہوں۔ پس جب ایسا خیال دل میں جاگزین ہو گیا تو دل اس کا مسخر ہو گیا اور برضا ورغبت اس کا فرمانبردار بن گیا۔ زبان سے اس کی تعریف کرتا ہے اور اس کی خدمت بجا لاتا ہے اور اپنا مال اس پر قربان کر رہا ہے اور جس طرح غلام اپنے آقا کا مطیع وفرمانبردار ہوتا ہے اسی طرح وہ شخص بھی اس صاحبِ عزّوجاہ کا مطیع' مرید اور غلام رہتا ہے بلکہ غلام سے بڑھ کر غلام۔ غلام کی اطاعت تو جبر سے ہوا کرتی ہے اور اس کی اطاعت بخوشی ہوتی ہے۔ پس تونگری اور مالداری کے معنی یہ ہیں کہ سیم وزر آدمی کی

Marfat.com

ملکیت میں ہو اور جاہ کے معنی یہ ہیں کہ دوسرے لوگوں کے دل اس کے اسیر ہوں۔ پس آدمی تو یہ چاہتا ہے کہ سب کچھ وہی ہو لیکن یہ بات ممکن نہیں۔ وہ چاہتا تو یہ ہے کہ کم از کم سارا جہان اس کا مسخّر اور فرمانبردار بن جائے اور اس کے تصرف اور ارادے کے تحت آ جائے لیکن ایسا ہونا بھی ممکن نہیں ہے کیونکہ تمام موجودات دو قسم پر منقسم ہیں' ایک قسم تو ان موجودات کی ہے جو آدمی کے تصرف سے باہر ہیں' جیسے آسمان' ستارے' ملائکہ' شیاطین اور وہ تمام چیزیں جو زمین کے نیچے ہیں اور دریاؤں کی گہرائی اور پہاڑوں کے اندر ہیں۔ بس وہ چاہتا ہے کہ علم کے زور سے ان سب پر غالب آ جائے اور یہ سب موجودات اس کی قدرت کے تصرف میں نہیں آتے تو اس کے حکم ہی کے تصرف میں آ جائیں' اسی بنا پر وہ چاہتا ہے کہ ملکوت آسمان و زمین اور بحر و بر کے سب عجائب اس کو معلوم ہو جائیں۔ مثلاً ایک شخص شطرنج کھیلنا نہیں جانتا لیکن چاہتا ہے کہ اس کا ڈھنگ اور اُس کی چالیں معلوم کر لے' یہ بھی اسی قسم کے ایک غلبہ کی آرزو ہے۔

موجودات کی دوسری قسم جن میں آدمی تصرف کر سکتا ہے روئے زمین اور اس پر موجود چیزیں ہیں۔ جیسے جمادات' نباتات' حیوانات۔ آدمی چاہتا ہے کہ یہ سب چیزیں اس کی مِلک ہوں یعنی اس کے تصرف میں آئیں تاکہ اس کو ان سب پر کمالِ قدرت اور غلبہ حاصل ہو اور یہ قدرت انسان کو بغیر مال و جاہ کے میسر نہیں آ سکتی۔ پس جاہ کی آرزو اور محبت کا باعثِ اصلی یہی ہے۔ طلبِ مال اور عزّ و جاہ ہی تمام بیماریوں کی جڑ ہے۔ اور جب یہ خواہش کسی قوم میں پیدا ہو جائے تو وہ قوم پوری دنیا کو جہنم بنا دیتی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے کہ ''مال و جاہ کی بدولت دل میں منافقت اس طرح پیدا ہوتی ہے جیسے پانی سے سبزہ اُگ آتا ہے۔'' (طبرانی)

ایک اور ارشادِ مبارک ہے ''جب کسی قوم پر دنیا کی دولت وسیع ہوئی تو اس میں بغض و عداوت کا بیج ڈال دیا گیا۔''

حُبِ مال اور حُبِ جاہ و حشمت (عز و جاہ یا ننگ و ناموس) بہت سی خواہشات اور قلبی امراض حسد' غصہ' تکبر' عُجب' بخل' بغض و کینہ' ریاکاری' فخر و غرور' غیبت' جھوٹ' لالچ' طمع' بدگمانی' تجسّس اور چغل خوری کو جنم دیتی ہے۔ اندازہ کریں کہ شہوتِ معدہ سے شہوتِ جماع نے جنم لیا' شہوتِ جماع سے حُبِ مال و حُبِ ننگ و ناموس اور اُن سے اِن تمام شہوات' خواہشات اور نفسی امراض نے جنم لیا۔ یہ خواہشات یا شہوات نہ صرف انسان کو ظاہر و باطن میں برباد کر دیتی ہیں بلکہ معاشرہ میں بھی بگاڑ کا باعث بنتی ہیں۔ ان کا علاج تو ریاضت ہے لیکن آج کل کے مصروف دور کے لیے سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ نے ان کے علاج کے لیے ایک نسخہ تجویز کیا ہے بشرطیکہ وہ نسخہ کسی طبیبِ کامل (مرشدِ کامل) سے حاصل ہوا ہو۔

❁ آپؒ فرماتے ہیں:

Marfat.com

''جو شخص چاہے کہ زریں و اطلس کا لباس پہنے اور عمدہ خوراک کھانے کے باوجود اس کا نفس مطیع و فرمانبردار رہے' خواہشاتِ دنیا و نفس سے مامون رہے' معصیتِ شیطانی سے محفوظ رہے اور اس کے وجود سے خناس' خرطوم و وسوسہ وہمات و خطرات' خاک و خاکستر ہو کر نیست و نابود ہو جائیں تو اُسے چاہیے کہ مشقِ تصور سے اپنے دل پر اسمِ اَللّٰہُ ذات نقش کرے۔ اس طرح اس کا دل غنی ہو جائے گا اور بے شک وہ مجلسِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں حضوری پائے گا۔'' (کلید التوحید کلاں)

خواہشاتِ نفس یا نفس کے ناسور

تکبر، فخر غرور اور ریاکاری کا پہلے ذکر ہو چکا ہے باقی باطنی بیماریوں کا ذکر کرتے ہیں:

حسد

حسد یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو کوئی نعمت عطا کرے تو دوسرا اس نعمت کا بُرا منائے اور اس نعمت کا زوال چاہے۔

یہ وجود میں آنے والی پہلی بیماری ہے۔ جو سب سے پہلے آسمان پر ہوئی اور شیطان لعین نے حضرت آدم علیہ السلام سے حسد کیا کہ اُن کو ''خلافتِ الٰہیہ'' کیوں ملی؟ اسی وجہ سے سرکش ہوا اور نافرمان ہو کر سجدہ نہ کیا اور کہاں سے کہاں جا پہنچا اور پہلا حاسد کہلایا اور زمین پر بھی پہلا قتل یا گناہ حسد کی وجہ سے ہوا جب قابیل نے ہابیل کو قتل کیا تو اس کی وجہ حسد ہی تھا۔

اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے جس پر چاہتا ہے اپنی ظاہری و باطنی نعمتوں کی بارش کر دیتا ہے، اس کا رزق بے حساب کر دیتا ہے' فرمانبردار اولاد سے نوازتا ہے' بے مثال حسن عطا کر دیتا ہے، علمِ حق اس پر کھول دیتا ہے اور سب سے بڑا انعام اپنا قرب عطا کرتا ہے اور دیدارِ الٰہی کی نعمت اس پر کھول دیتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے اور اسے دل سے تسلیم کرنا ایمان ہے۔ لیکن دوسروں پر اللہ تعالیٰ کے یہ انعامات دیکھ کر یہ خیال کرنا کہ اسے یہ نعمت کیوں حاصل ہے؟ مجھے کیوں نہیں ملی؟ اگر مجھے نہیں ملی تو اس کے پاس بھی نہیں رہنی چاہیے۔ دوسروں پر اللہ تعالیٰ کے انعامات دیکھ کر جلنا حسد کہلاتا ہے اور یہ رضائے الٰہی کے خلاف ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ عطا کرے اس کے بارے میں یہ خیال کرنا کہ یہ اسے نہ ملے کہاں کی دانشمندی ہے؟ یہ تو سراسر اللہ تعالیٰ کے خلاف خود کو کھڑا کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے کیوں عطا کر رہا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے کاموں میں دخل اندازی ہے۔ حسد اللہ تعالیٰ کو قطعاً پسند نہیں

Marfat.com

کیونکہ یہ دوسری قلبی بیماریوں کا موجب بنتا ہے۔ اس لیے اسے اسلام میں گناہِ کبیرہ قرار دیا گیا ہے۔ راہِ فقر میں حسد ایک ایسی رکاوٹ ہے جو راہِ فقر کے سفر میں نہ صرف رکاوٹ پیدا کرتی ہے بلکہ راہِ فقر کے سفر کو بعض اوقات ختم ہی کر دیتی ہے۔ راہِ فقر میں یہ بیماری اُس وقت بھی پیدا ہوتی ہے جب کوئی طالب دوسرے طالب سے سفر میں آگے نکل جائے یا مرشد کسی طالب کی طرف سے توجہ ہٹا کر نگاہِ محبت دوسرے طالب کی طرف کر لے تو پہلے طالب کے دل میں اگر حسد پیدا ہو جائے تو وہ شیطان اور نفس کی گرفت میں آ کر خود ابلیس بن جاتا ہے۔ ایسے میں مرشد بھی اس کے سر پر سے ہاتھ اٹھا لیتا ہے اور وہ طالب جب تک مرشد چاہے شیطان کے پنجے میں گرفتار رہتا ہے۔ جو شخص راہِ فقر کا طالب بھی بنے اور ساتھ حسد بھی کرے یہ بہت خطرناک ہے کیونکہ طالب تو رضائے الٰہی کا پابند ہوتا ہے اور رضائے الٰہی کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے والے کا حسد سے کیا کام۔

حسد ایسا خطرناک مرض ہے کہ اس میں بڑے بڑے جید علماء بھی گرفتار ہو جاتے ہیں اور اپنے ہم مرتبہ علماء کی قدر دانی اور عزت پر حسد کے شکار ہو جاتے ہیں۔

فقراء اور اولیاء کرام کی ایک صفت یہ بھی ہوتی ہے کہ وہ کسی سے حسد نہیں کرتے بلکہ وہ ہر انسان کے خیر خواہ ہوتے ہیں یہی صفت ان کو لوگوں میں ممتاز کر دیتی ہے اور اللہ تعالیٰ اُن کو عزت اور مرتبہ عطا کرتا ہے۔

❁ حسد کی بجائے رشک کرنا بُری بات نہیں ہے کیونکہ وہ دنیا کے مال و دولت اور عزّ و جاہِ دنیا پر لعنت بھیجتے ہیں۔ (محک الفقر)

اللہ تعالیٰ نے اگر کسی کو کوئی نعمت عطا کر رکھی ہے اسے دیکھ کر یہ خواہش کرنا کہ اللہ یہ مجھے بھی عطا فرما تو یہ رشک کہلائے گا یہ کوئی بُرائی نہیں ہے' لیکن رشک اس وقت حسد میں تبدیل ہو جائے گا اگر وہ دوسرے کی نعمت کے زوال کی آرزو کرے کہ اللہ تعالیٰ اس سے یہ نعمت چھین لے اور صرف مجھے عطا کر دے مثال کے طور پر اگر کسی کے پاس حُسن ہے تو یہ خواہش کرنا کہ اس سے حُسن چھن جائے اور مجھے مل جائے' اگر عزت ہے تو یہ خواہش کرنا کہ یہ ذلیل ہو جائے اور اس طرح کی عزت مجھے مل جائے اگر کسی کے پاس کوئی عہدہ ہے تو یہ خواہش رکھنا کہ یہ عہدہ مجھے مل جائے اور اس سے چھن جائے، اگر راہِ فقر میں کوئی طالب مرشد کے بہت قریب ہے اور مرشد اس سے محبت کرتا ہے تو یہ آرزو کرنا کہ مرشد مجھے قریب کر لے اور اُسے اپنے سے دور کر دے تو یہ تمام امور رشک کی بجائے حسد کے زمرے میں آتے ہیں۔

قرآنِ مجید میں حسد کے بارے میں بہت وعید آئی ہے:

❁ بہت سے اہلِ کتاب یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں ایمان لانے کے بعد پھر انکار کی طرف پھیر دیں یہ صرف

Marfat.com

حسد کی بنا پر ہے حالانکہ ان پر حق ظاہر ہو چکا ہے۔ تو تم معاف کر دو اور درگزر کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم لائے بے شک اللہ تعالیٰ ہر بات پر قادر ہے۔ (البقرہ 109)

❁ کیا وہ اس چیز سے حسد کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا کر رکھی ہے ہم نے تو ابراہیم (علیہ السلام) کو کتاب اور حکمت عطا فرمائی اور انہیں بہت بڑا ملک دیا۔ (النسا 54)

پہلے دو گناہ، ایک آسمان پر ایک زمین پر حسد کی وجہ سے ہوئے قرآنِ کریم میں اُن کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❁ اور انہیں حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹوں کے حالات پڑھ کر سناؤ جب دونوں نے ایک ایک قربانی پیش کی تو ایک کی (اللہ کی بارگاہ میں) قبول ہوئی اور ایک کی نہ ہوئی تو قابیل کہنے لگا کہ میں تجھے قتل کر دوں گا تو اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اہلِ تقویٰ ہی کی قربانی قبول فرماتا ہے۔ (المائدہ۔27)

حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹے تھے جن کا نام ہابیل اور قابیل تھا ان کی دو بہنیں تھیں۔ قابیل کی بہن بہت خوبصورت تھی اس نے چاہا کہ میں اس سے نکاح کرلوں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے منع کر دیا۔ آخر فیصلہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قربانی پیش کی جائے جس کی قبول ہو وہ اس سے نکاح کرلے ہابیل کی قربانی قبول ہوگئی تو قابیل کے دل میں ہابیل کے خلاف حسد کی آگ بھڑک اٹھی جس کا انجام ہابیل کا قتل ہوا یعنی انسانی قتل کی ابتدا بھی حسد کی وجہ سے ہوئی۔

قصہ آدم و ابلیس میں بھی حسد ہی کی وجہ سے شیطان حضرت آدم علیہ السلام کا دشمن بنا۔ جسے قرآنِ مجید میں یوں بیان کیا گیا ہے:

❁ اور جب ہم نے آدم کو سجدہ کرنے کے لیے فرشتوں کو حکم دیا تو ابلیس کے علاوہ سب نے سجدہ کیا۔ کہنے لگا میں اسے سجدہ کروں جسے تُو نے مٹی سے پیدا کیا ہے۔ اس نے پھر کہا کہ یہ وہی ہے جسے تُو نے مجھ پر فضیلت دی ہے اگر تُو مجھے قیامت تک مہلت دے تو میں چند لوگوں کے سوا اس کی تمام اولاد کو بہکاتا رہوں گا۔ (بنی اسرائیل 61-62)

اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو فضیلت عطا فرمائی تو اس سے ابلیس حسد کا شکار ہو گیا کہ جو فضیلت حضرت آدم علیہ السلام کو ملی ہے وہ مجھے ملنی چاہیے تھی کیونکہ آدمؑ مٹی سے پیدا ہوا ہے اور میری تخلیق آگ سے ہوئی ہے۔ آگ چونکہ مٹی سے افضل ہے اس لیے افضلیت میرا حق تھا۔ اسی حسد کی وجہ سے اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور لعین و مردود ٹھہرا۔ ذرا غور کریں کہ یہ حسد اب تک جاری ہے کہ ابلیس نے مہلت مانگی کہ وہ قیامت تک آدم علیہ السلام کی اولاد سے دشمنی کرے گا اور اسے بہکاتا رہے گا۔

❁ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا ''حسد سے بچو کیونکہ حسد نیکیوں کو ایسے

Marfat.com

کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو۔'' (ابوداؤد)

❁ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایک دوسرے پر حسد مت کرو اور ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو اور ایک دوسرے سے قطع تعلق نہ کرو اور اے اللہ کے بندو! تم آپس میں ایک دوسرے کے بھائی بھائی بن کر رہو۔ (بخاری)

❁ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے اور صدقہ گناہوں کو اس طرح بجھا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے اور نماز مومن کا نور ہے اور روزہ جہنم سے ڈھال ہے۔'' (ابنِ ماجہ)

❁ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قریب ہے کہ تنگ دستی کفر ہو جائے اور قریب ہے کہ حسد تقدیر پر غالب آ جائے۔ (بیہقی)

اس حدیث کی شرح اس طرح ہے کہ ایک زمانہ میں لوگ تنگ دستی اور غریبی کی وجہ سے اسلام کو چھوڑنے لگیں گے یا مسلمانوں میں لوگ حق کی طرف مائل نہیں ہوں گے اور اہلِ تقویٰ کی بجائے اہلِ دنیا کی عزت و تکریم کریں گے اور حسد تقدیر پر اس طرح غالب آ جائے گا کہ اللہ تعالیٰ اگر کسی کو کوئی نعمت عطا کر رہا ہے تو یہ اس کی تقدیر ہے جو اٹل ہے لیکن حاسد یہ بات نہیں سمجھتا اور چاہتا ہے کہ وہ اپنے حسد کی وجہ سے اس سے یہ نعمت چھین لے۔ اس کی وجہ سے وہ بہت سے کفریہ کام بھی کرتا ہے جیسے آج کل جادو ٹونہ کی وبا پھیل گئی ہے یہ حسد ہی کی وجہ سے ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی حسد کی سخت مذمت فرمائی ہے:-

❁ حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے جس بندے پر اپنی کوئی نعمت پوری کرنا چاہے کر کے رہتا ہے حاسد خواہ کتنا ہی حسد کیوں نہ کریں۔

❁ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا ارشاد مبارک ہے کہ حاسد کو تمہاری خوشی سے افسوس ہوتا ہے یہی اس کے لیے کافی ہے یعنی تمہیں بدلہ لینے کی ضرورت نہیں وہ خود ہی اپنی آگ میں جلے گا۔

❁ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا بیان ہے ''ایک دوسرے سے حسد نہ کرو کیونکہ حسد ایمان کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو۔ حق سے زیادہ کسی کی تعریف چاپلوسی اور خوشامد ہے اور استحقاق سے کم عاجزی یا حسد۔'' حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایک اور قول ہے کہ ''جسم کی صحت کا انحصار حسد کی کمی پر ہے۔''

❁ حضرت سخی سلطان باھوُ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''یاد رکھ کہ جن لوگوں کے دِل میں حسد نہیں وہ مطلق اہلِ بہشت ہیں اور جن کے دِل میں حسد ہے وہ اہلِ دوزخ سے بدتر اہلِ زرتشت (آگ کی پرستش کرنے والے

Marfat.com

ہیں۔'' (محک الفقر کلاں)

حاسد اپنا ہی دشمن

الغرض حاسد اپنے حسد کی وجہ سے خود ہی نقصان میں رہتا ہے۔ حاسد اگر اس حقیقت کو پہچان لے کہ دنیا و آخرت میں حسد اسی کے لیے نقصان دہ ہے اور جس سے وہ حسد کر رہا ہے اسے تو اس کے حسد سے نفع ہی نفع اور فائدہ ہی فائدہ ہے تو وہ یقیناً حسد کرنا چھوڑ دے۔ حاسد کے لیے دنیاوی نقصان یہ ہے کہ وہ حسد کی وجہ سے ہمیشہ رنج و غم' اندوہ و صدمہ' عذاب و اضطراب اور بے چینی اور بے قراری میں مبتلا رہے گا اور ایک لمحہ کے لیے اس عذاب سے چھٹکارا نصیب نہ ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر لحظہ ہر لمحہ کسی نہ کسی کو نعمت عطا ہوتی رہتی ہے۔ جن سے وہ حسد کر رہا ہے اگر اُن کو رنج و غم میں مبتلا دیکھنا چاہتا ہے اس میں خود کو گرفتار پائے گا اور غمِ حسد ایسا غم ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی غم نہیں ہو سکتا اور غضب یہ کہ اپنے آپ کو اپنے دشمن (جس سے حسد کیا جا رہا ہے) کی وجہ سے عذاب میں مبتلا رکھا جائے جبکہ حسد کی وجہ سے اس کا کچھ بگڑ بھی نہ رہا ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جو نعمت اس کے لیے مقدر کر دی ہے وہ تو خاص مدت کے لیے ہے جس سے قبل اس نعمت کی تبدیلی یا اس میں کمی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اس نعمت کا وجود تو تقدیرِ الٰہی کا مرہونِ منت ہے پھر تیرا حسد اس نعمت کو ختم یا کم کیسے کر سکتا ہے۔ غور کر اور اس بیماری کا علاج تلاش کر۔

غصہ

شدتِ جذبات کے اظہار کا نام غصہ ہے اور یہ دل میں پیدا ہوتا ہے' غصہ کی اصل آگ ہے اور نسبت شیطان سے منسوب ہے' کیونکہ شیطان کو آگ سے تخلیق کیا گیا اور آدم علیہ السلام کو مٹی سے۔ آگ کا کام اضطرابی اور بے قراری ہے اور مٹی کا وصف سکون۔ جس پر غصہ غالب ہو جاتا ہے اس کی جتنی نسبت حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ ہے اس سے زیادہ شیطان کے ساتھ ہو جاتی ہے اور شیطان اس پر غالب آ جاتا ہے۔ اس لیے جب غصہ آئے تو اس پر قابو پانا چاہیے۔

معلوم ہونا چاہیے کہ غصہ انسان میں اس لیے پیدا کیا گیا کہ وہ اس کا ہتھیار بن جائے تاکہ وہ اس کے ذریعے باطن کے مضرات اور خطرات کو دور کر سکے اور خواہش (شہوت) کو اس لیے پیدا کیا گیا کہ جو چیز احسن ہو اس کو اپنی طرف کھینچ لے۔ انسان کا ان دو چیزوں سے گریز ناممکن ہے لیکن جب ان میں افراط پیدا ہوتی ہے تو وہ خطرناک ہے اور غصہ اس خطرے اور آگ کی مانند ہے جو دل میں بھڑکتی ہے اور اس کا دھواں دماغ تک

Marfat.com

پہنچتا ہے اور عقل کے محل کو وہ دھواں تاریک کر دیتا ہے تاکہ عقل کوئی اور اچھی بات نہ سوچ سکے۔اس کی مثال اس طرح ہے کہ ایک غار میں اتنا دھواں پیدا ہو جائے کہ اس کے اندر کوئی جگہ نظر نہ آئے یہ بہت ہی خرابی کی بات ہے اس لیے یہ کہا گیا ہے کہ غصہ عقل کے حق میں شیطان ہے۔اس کا بالکل کم ہو جانا بھی اچھا نہیں ہے کہ عزت اور دین کی حفاظت کے لیے قتال اور کافروں سے جنگ وجدال اسی جذبہ کی بدولت ہو سکتا ہے۔غصہ میں نہ افراط ہو نہ تفریط بلکہ اعتدال ہو اور عقل و دین کے حکم سے ہو۔بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ غصہ کو بالکل نیست و نابود کیا جا سکتا ہے، ایسا خیال کرنا غلط ہے کیونکہ غصہ تو ایک ہتھیار ہے اس سے گریز ناممکن ہے غصہ کا نابود ہونا اسی طرح ناممکن ہے جس طرح شہوت کا نابود ہونا ناممکن ہے لیکن جس طرح شہوت کے حصول کی شریعت نے ایک حد مقرر کی ہے اگر خواہش اس سے آگے بڑھے تو ضبط کرنے کا حکم ہے اسی طرح اگر غصہ حدِ اعتدال سے گزر جائے اور عقل سلب ہو جائے تو غصہ کو پی جانے یا برداشت کرنے کا حکم ہے۔غصہ کو اس طرح قابو میں رکھنا چاہیے کہ آپے سے باہر نہ ہو جائے اور عقل و شرع کے اندر رہے۔

راہِ فقر کے مسافروں کا ایک وصف یہ ہے کہ وہ غصے سے بچتے ہیں۔ان کی اس صفت کو قرآنِ حکیم میں یوں بیان کیا گیا ہے:۔

❁ جو لوگ اللہ کی راہ میں خوشحالی میں اور تنگی میں خرچ کرتے ہیں اور غصے کو پی جاتے ہیں اور لوگوں سے درگزر کرتے ہیں اور اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔(آلِ عمران 134)

ایک اور مقام پر غصے کے وقت معاف کرنے کے بارے میں فرمایا ہے:

❁ اور وہ جو کبیرہ گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے بچتے ہیں اور جب غصہ آ جائے تو معاف کر دیتے ہیں۔(شوریٰ 37)

عُجب (خود پسندی)

عُجب (خود پسندی) نفس کی ایک ایسی بیماری ہے جو سوچنے سمجھنے کی تمام صلاحیتوں کو ختم کر دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان میں کوئی نہ کوئی کمال اور خوبی پیدا کر رکھی ہے۔کوئی علم میں، کوئی حسن میں، کوئی زہد و تقویٰ میں بڑا صاحبِ عظمت ہوتا ہے۔مگر جب کوئی اپنی خوبی اور کمال کو خود اس حد تک پسند کرے کہ اس کے مقابلے میں اسے دوسرے کی خوبی نظر نہ آئے تو وہ بیماری عُجب کہلاتی ہے۔عُجب کا مطلب اپنے آپ پر اتنا فریفتہ ہونا ہے کہ اسے اپنے سوا ہر چیز حقیر اور پست نظر آئے اور اپنے آپ کو ہی سب سے اعلیٰ تصور کرے۔عُجب سے نفس میں خود نمائی کا جذبہ بڑھتا ہے جو بعد میں تکبر بن جاتا ہے۔حضرت عائشہ صدیقہؓ سے لوگوں نے پوچھا کہ آدمی بدکار

Marfat.com

کس وقت ہوتا ہے۔فرمایا ''جب اپنے آپ کو نیکوکار تصور کرے۔'' ایسا تصور کرنا خود پسندی میں داخل ہے۔حضرت ابنِ مسعودؓ فرماتے ہیں ''ہلاکت و بربادی دو اشیاء میں ہے۔ایک خود پسندی دوسری ناامیدی۔ناامید انسان طلب (اللہ تعالیٰ کی طلب) میں سستی کرتا ہے اور خود پسند خود کو طلب سے بے نیاز سمجھتا ہے۔''

عُجب (خود پسندی) صفتِ ذمیمہ میں سے ہے اس کا جنم انسانی دل میں ہوتا ہے اور شیطان اسے پیدا کرنے میں پیش پیش ہوتا ہے۔اس لیے قلب کو خود پسندی سے پاک رکھنا ضروری ہے۔عُجب میں غرور شامل ہوتا ہے' اس لیے راہِ فقر میں توفیقِ الٰہی ختم ہو جاتی ہے۔پس یونہی انسان سے توفیقِ الٰہی کا ہاتھ اٹھتا ہے وہ بربادی میں مبتلا ہونا شروع ہو جاتا ہے۔جو آخرکار انسان کے ذلیل و خوار انجام کا پیش خیمہ بن جاتا ہے۔

عُجب (خود پسندی) سے بچنے کی قرآن پاک میں بار بار ترغیب آئی ہے غزوہ حنین کے موقع پر مسلمانوں کی تعداد کفار کے مقابلہ میں بہت زیادہ تھی۔یہ دیکھ کر مسلمانوں میں عُجب پیدا ہوا کہ آج کافروں میں ہمارا مقابلہ کرنے کی کہاں تاب ہے۔اللہ تعالیٰ کو مسلمانوں کی خود پسندی اچھی نہ لگی اور دورانِ جنگ شکست کے آثار پیدا ہو گئے۔مگر فوراً ہی مسلمانوں کو اپنی غلطی کا احساس ہوا اور اُن میں عاجزی آگئی تو شکست فتح میں بدل گئی۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:-

❁ بے شک اللہ تعالیٰ نے بہت سے مواقع پر تمہاری مدد کی حنین کے دن جب تمہاری کثرت نے تم میں عُجب پیدا کر دیا تو وہ تمہارے کچھ کام نہ آیا۔زمین وسیع ہونے کے باوجود تم پر تنگ ہو گئی پھر تم پیٹھ دے کے پھر گئے۔(توبہ25)

غزوہ بدر کے موقع پر قریشِ مکہ بڑے عُجب کے ساتھ مکہ سے نکلے لیکن بدر کے میدان میں عبرتناک شکست کھائی ان آیات میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس عمل سے بچنے کی ترغیب فرما رہا ہے۔

❁ اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو اپنے گھروں سے اتراتے ہوئے اور دکھاتے ہوئے نکلے اور اللہ کی راہ سے روکتے تھے اللہ ہر کام کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔(انفال47)

❁ زواجر میں ویلمی کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا خود پسندی (خود بینی۔خود نمائی) ایسی بُری بلا ہے کہ اس سے ستر برس کے بہترین عمل برباد ہو جاتے ہیں۔(دیلمی)

❁ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''اگر تم گناہ نہ کرو تو بھی مجھ کو ایک گناہ کا خطرہ یقینی ہے کہ اس میں مبتلا ہو جاؤ گے اور وہ ہے عُجب (خود پسندی، خود بینی)۔'' (بزاز)

اگر اللہ تعالیٰ کسی شخص کو کوئی نعمت عطا کرے مثلاً علم' مال' حسن اور شوقِ عبادت، طلبِ مولیٰ اور فقر اور وہ اس کے

Marfat.com

زائل ہو جانے یا چلے جانے سے خوف کھائے اور ڈرے کہ کہیں یہ نعمت اس سے واپس نہ لے لی جائے تو ایسا شخص خود پسند نہیں ہوتا اور اگر نہ ڈرے اور نعمت کے سبب سے یہ خیال کر کے خوش ہو رہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اور اسے اپنی صفت خیال نہ کرے تو ایسا شخص بھی خود پسند نہ ہوگا اور اگر اس نعمت کو اپنی صفت سمجھ کر اترائے اور مغرور ہو تو وہ خود پسند ہوگا۔

غرضیکہ عُجب (خود پسندی۔ خودنمائی) ایک فریب ہے جس میں انسان خود ہی اپنے آپ کو مبتلا کر لیتا ہے اور دنیا اور آخرت میں نقصان اٹھاتا ہے۔

بغض اور کینہ

کینہ کا مطلب دشمنی کو دل میں چھپا کر رکھنا ہے۔ پوشیدہ دشمن ظاہری دشمن سے زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔ کسی کے خلاف دل میں انتقامی جذبہ رکھنا جبکہ وہ قصوروار بھی نہ ہو ایک طرح سے منافقت ہے یہی بیماری بغض اور کینہ کہلاتی ہے۔ بغض اور کینے سے دل کی پاکی جاتی رہتی ہے۔ یہ ایسی نفسانی بیماری ہے جس سے دین اور ایمان خراب ہو جاتا ہے اور عبادت میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔ راہِ فقر میں تو یہ بیماری طالب کا سفر ہی الٹا کر دیتی ہے کیونکہ بغض و کینہ اس کو راہِ فقر سے غافل کر دیتا ہے اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ وقت جو طالب کو راہِ فقر میں تلاشِ حق میں یا عشقِ حق میں لگانا چاہیے وہ انتقام کے منصوبے سوچنے کی نذر ہو جاتا ہے۔ تزکیہ نفس کا مقصد ہی انسان کو باطنی اور ظاہری بُرائیوں سے پاک کرنا ہے اس لیے جس دل میں بغض اور کینہ ہوگا وہ راہِ فقر کی منازل کیسے طے کرے گا۔ بغض اور کینہ شفقت' محبت' رحم اور عفو کی ضد ہے اگر دل سے بغض اور کینہ ختم ہو جائے تو دل میں شفقت' محبت' رحم اور عفو کا جذبہ پیدا ہوگا۔ یہ حالت مرشدِ کامل کی صحبت اور اسمِ اَللّٰہُ ذات کے ذکر اور تصور سے حاصل ہوتی ہے۔

کینہ اُن لوگوں میں زیادہ ہوتا ہے جو کسی کمزوری کی وجہ سے بدلہ لینے کی طاقت نہ رکھتے ہوں اس لیے دل ہی دل میں بغض کو فروغ دیتے رہتے ہیں اور انتقام کے لیے موقع کی تلاش میں رہتے ہیں اور بعض اوقات تو اس کی شدت اس حد تک پہنچ جاتی ہے کہ دشمن کے مرنے کے بعد اس کی اولاد سے بدلہ لینے کی تاک میں رہتے ہیں۔

بغض اور کینہ کی تعریف یوں کی گئی ہے کہ کینہ اسے کہتے ہیں کہ کسی کی خوشی سے غمگین ہونا اور کسی کے غم

Marfat.com

اور صدمہ سے خوش ہونا۔ کینہ کی علامت یہ ہے کہ جس کو کینہ ہوگا وہ سلام کرنا چھوڑ دے گا اور جب غلبہ بڑھ جائے گا تو سلام کا جواب ہی نہیں دے گا اور حقارت کی نظر سے دیکھے گا اس پر زبان دراز کرے گا۔ غیبت، جھوٹ اور فحش کلامی سے اس کے بھیدوں کو ظاہر کرے گا اور اس کے اقربا سے بھی دشمنی کرے گا اور جب قابو پالے گا تو معاف نہیں کرے گا مارے گا یا ستائے گا اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دے گا۔ یہاں تک کہ اس کے ساتھ نماز میں بھی شریک نہ ہوگا۔

قرآنِ مجید میں کینہ اور بغض رکھنے والوں سے دور رہنے کی تاکید کی گئی ہے۔

❁ اے ایمان والو! غیروں کو اپنا محرم راز مت بناؤ۔ یہ لوگ تمہاری برائی سے فائدہ اٹھانے میں کسر نہیں اٹھا رکھتے اور چاہتے ہیں تمہیں ایذا پہنچے ان کے دل کا بغض ان کی زبانوں سے ظاہر ہو گیا ہے اور جو ان کے سینوں میں چھپا ہے وہ اس سے بھی شدید ہے۔ ہم نے تمہیں کھول کر بیان کر دیا ہے اگر تم میں عقل ہو۔ (آل عمران 118)

❁ ان کو مومنوں سے اس بات کا کینہ تھا کہ وہ اللہ پر ایمان لے آئے جو غالب اور قابلِ حمد ہے۔ (بروج 8)

❁ اے محبوب (ﷺ)! جو آپ (ﷺ) کی طرف آپ (ﷺ) کے رب کی طرف سے اترا ہے اس سے ان میں شرارت اور انکار بڑھے گا اور ہم نے اِن میں قیامت تک عداوت و بغض کو فروغ دے دیا ہے۔ جب لڑائی کے لیے آگ بڑھاتے ہیں اللہ اسے بجھا دیتا ہے اور زمین میں فساد کے لیے دوڑتے پھرتے ہیں اور اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ (المائدہ 64)

❁ بے شک تمہارے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اُن کے ساتھیوں کا اسوہ حسنہ بہترین ہے۔ جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ ہم تم سے اور ان بتوں سے بیزار ہیں جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو ہم انہیں نہیں مانتے۔ ہم میں اور تم میں ہمیشہ کے لیے عداوت اور بغض ظاہر ہو گیا جب تک کہ تم ایک خدا پر ایمان نہ لاؤ۔ (ممتحنہ 4)

❁ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''تم لوگ ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو اور ایک دوسرے سے قطع تعلق نہ کرو اور تم لوگ بھائی بھائی بن کر رہو''۔ (بخاری شریف)

❁ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں کے اعمال ہر ہفتہ دو دفعہ پیش کیے جاتے ہیں یعنی پیر اور جمعرات کے روز۔ پس ہر مومن بندے کو بخش دیا جاتا ہے۔ ماسوائے اس آدمی کے جس کا اپنے بھائی کے ساتھ کینہ ہو۔ (مسلم شریف)

❁ حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ شعبان کی پندرھویں شب میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو رحمت کی نظر سے دیکھتا ہے اور سب کو بخش دیتا ہے لیکن کینہ پرور نہیں بخشتا

Marfat.com

جاتا۔(بیہقی)

بُخل

بُخل دل کے اندر مال کی محبت کی شدت کی علامت ہے اور مال کی محبت ہی قربِ الٰہی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے کیونکہ بخیل کے دل میں ہر وقت یہی خیال' گمان اور سوچ رہتی ہے کہ مال کو کس طرح حاصل کیا جائے اور کیسے بچایا جائے۔ بُخل سخاوت کی ضد ہے اور سخی اللہ کا حبیب ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ذات بے نیاز ہے وہ جس کو چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے تول تول کر دیتا ہے۔ شریعت کا حکم یہ ہے کہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے ضرورت سے زیادہ رزق اور مال عطا کیا ہے۔ وہ اُسے اپنی ذات پر' اہلِ خانہ پر' عزیز واقربا پر اور اللہ کی راہ میں خرچ کریں۔ رزق ضرورت کے مطابق خرچ نہ کرنا بُخل ہے اور بُخل کرنے والے کو بخیل کہا جاتا ہے۔

دولت کو اکٹھا کرنا اور جمع کرتے جانا اور دولت کے ڈھیر لگا دینا' اس میں بظاہر بڑے فائدے نظر آتے ہیں۔ درحقیقت یہ فائدے نہیں بلکہ نقصان ہیں۔ انسان سوچتا ہے کہ دولت جمع کرنے سے امیر ہو جائے گا عیش وعشرت کی زندگی بسر کرے گا مگر بخیل مال تو اکٹھا کرتا رہتا ہے لیکن سکھ اس کی قسمت میں نہیں ہوتا بلکہ بخیل کی بدبختی یہ ہوتی ہے کہ وہ ساری زندگی دولت جمع کرتا رہتا ہے خود اپنے اوپر بھی خرچ نہیں کرتا حتیٰ کہ زندگی ختم ہو جاتی ہے اور اس کی ساری زندگی کی محنت ومشقت سے اکٹھی کی ہوئی دولت سے دوسرے عیش کرتے ہیں۔

بُخل بخیل کے لیے دوسرے دکھوں اور مصیبتوں کا سبب بنتا ہے۔ اس کی سوچ ہر وقت دولت کو اکٹھا کرنے پر مرکوز رہتی ہے۔ اس لیے حرام وحلال کی تمیز ختم ہو جاتی ہے اور جب وہ ناجائز ذرائع سے دولت جمع کرنے کی کوشش کرتا ہے تو مزید پریشانیوں میں گھر جاتا ہے کیونکہ دولت کی کثرت پریشانیاں' بیماریاں اور مصیبتیں لاتی ہے۔

حق تو یہ ہے کہ دنیا کی ہر چیز کی محبت کو پس پشت ڈال کر اللہ کی محبت دل میں بسائی جائے اور یہ حبِ الٰہی ہے۔ مگر بخیل چونکہ دولت سے محبت رکھتا ہے اور اس کے دل میں دولتِ دنیا نے ڈیرا لگایا ہوتا ہے اس لیے اس دل میں اللہ کی محبت کیسے آسکتی ہے جہاں دولت کی محبت ہو۔

جس دل میں اللہ کی محبت آجاتی ہے وہ دل سخاوت کا گھر بن جاتا ہے' اس لیے اللہ کے بندے بڑے سخی ہوتے ہیں اور اُن کا توکّل اللہ کی ذات پر ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی ان کو عطا کرتا ہے۔ راہِ فقر بُخل کی نہیں

Marfat.com

سخاوت کی راہ ہے۔ سخاوت کرنے سے مال میں برکت آتی ہے اور بُخل سے مال سے برکت اٹھ جاتی ہے۔
بُخل کوئی اچھی چیز نہیں ہے بلکہ شر ہے اس لیے قرآنِ کریم اُسے ترک کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بخیل کو نہیں بلکہ سخی کو پسند کرتا ہے۔ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

- اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے جو مال انہیں عطا فرمایا ہے، جو لوگ اس میں بُخل کرتے ہیں اس بُخل کو اچھا نہ سمجھیں بلکہ وہ بُخل تو ان کے لیے بُرائی ہے۔ وہ مال جس میں وہ بُخل کرتے ہیں قیامت کے دن اس کا طوق بنا کر ان کے گلے میں ڈالا جائے گا۔ آسمانوں اور زمین کی میراث اللہ ہی کی ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے۔ (آلِ عمران۔180)
- خبردار۔ جب تم کو بلایا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو سو تم میں سے کوئی وہ بھی ہے جو بُخل کرتا ہے اور جو کوئی بُخل کرے وہ اپنی جان پر بُخل کرتا ہے۔ اللہ غنی ہے اور تم محتاج ہو۔ اگر تم منہ پھیرو گے تو وہ تمہاری جگہ دوسری قوم لے آئے گا اور وہ تم جیسے نہ ہوں گے۔ (محمد۔38)
- جو لوگ بُخل کریں اور لوگوں کو بُخل کرنے کا حکم دیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں جو اپنے فضل سے دیا ہے اسے چھپائیں اور کافروں کے لیے تو ہم نے ذِلّت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (نساء۔37)
- اور جو لوگ خود بھی بُخل کریں اور دوسروں کو بُخل کرنے کا حکم دیں اور جو (احکامِ الٰہی سے) منہ پھیریں تو اللہ بے نیاز اور قابلِ حمد ہے۔ (حدید۔24)

قرآنِ مجید میں بہت سے مقامات پر بُخل کی مذمت کرتے ہوئے اسے ترک کرنے کا حکم دیا گیا ہے:

- اے محبوب (ﷺ) فرما دیجیے کہ اگر تم میرے پروردگار کی رحمت کے خزانوں کے مالک ہوتے تو انہیں بھی خرچ ہونے کے خوف سے روک لیتے اور انسان بڑا ہی کنجوس (بخیل) ہے۔ (بنی اسرائیل۔100)
- اللہ سے ڈرو، سنو اور اطاعت کرو اور (اللہ کی راہ میں) خرچ کرو تمہارے لیے بہتر ہے۔ جو اپنے آپ کو بُخل سے بچائے گا وہ فلاح پانے والوں میں سے ہوگا۔ (تغابن۔16)

قیامت کے دن بخیلوں کو شدید عذاب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

- جس نے بُخل کیا اور بے پرواہ بنا اور اچھی بات کو جھٹلایا پس بہت جلد اس کے لیے دشواری ہوگی جب وہ ہلاکت میں پڑے گا تو اس کا مال اس کے کام نہ آئے گا۔ (لیل 8 تا 11)
- اے ایمان والو! بے شک بہت سے یہودی علماء اور عیسائی راہب ناحق لوگوں کا مال کھاتے اور اللہ کی راہ سے روکتے اور وہی لوگ سونے اور چاندی کو جمع کر کے رکھتے تھے اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تھے۔

Marfat.com

ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ ان کا جمع شدہ مال دوزخ کی آگ میں تپایا جائے گا پھر اس سے ان کی پیشانیوں، کروٹوں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا۔ یہ ہے جو تم نے بُخل سے جمع کیا اب اسے جمع کرنے کا مزہ چکھو۔ (توبہ 34-35)

احادیث مبارکہ میں بھی بُخل کی بہت مذمت کی گئی ہے۔

❁ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جب بندے صبح کرتے ہیں تو دو فرشتے نازل ہوتے ہیں ان میں سے ایک کہتا ہے کہ اے اللہ! اپنی راہ میں خرچ کرنے والے کو اس کا اجر عطا فرما اور دوسرا کہتا ہے اے اللہ! بخیل کے مال کو تلف فرما دے۔ (بخاری شریف)

❁ حضرت ابو سعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا دو خصلتیں ایک مومن میں جمع نہیں ہو سکتیں بُخل اور بد خلقی۔ (ترمذی شریف)

❁ حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا بخیل اور صدقہ کرنے والے کی مثال ان دو آدمیوں کی سی ہے جن کے جسم پر لوہے کی زرہیں ہیں ان کے ہاتھ چھاتیوں اور گردنوں کے ساتھ باندھ دیئے گئے پس صدقہ کرنے والا جب صدقہ کرتا ہے تو اس کے ہاتھ کھل جاتے ہیں اور بخیل جب بُخل کرتا ہے تو زِرہ سکڑ جاتی ہے اس کے حلقے اپنی جگہ تنگ ہو جاتے ہیں۔ (بخاری شریف)

❁ حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا سخاوت جنت کا ایک درخت ہے۔ سخی اس کی شاخیں پکڑتا ہے اور یہ شاخیں اس کو جنت میں داخل کیے بغیر نہیں چھوڑیں گی۔ اسی طرح بُخل بھی دوزخ کا ایک درخت ہے۔ پس جو بخیل ہوتا ہے وہ ان شاخوں کو پکڑتا ہے اور وہ شاخیں اس کو دوزخ میں داخل کیے بغیر نہ چھوڑیں گی۔ (بیہقی)

بُخل ایسی باطنی بیماری ہے جو انسان کو اس کی انسانیت سے دور کر دیتی ہے اور بخیل انسان لوگوں کی نفرت کا نشانہ بنتا ہے۔

غیبت

غیبت سے مراد یہ ہے کہ کسی شخص کی غیر موجودگی میں اُسے ایسے بُرے لفظوں یا القاب سے یاد کیا جائے یا اس کی بُرائی اور بدخوئی کی جائے کہ اگر یہی اس کے سامنے کہا جائے تو بُرا منائے اور اس کے دل کو دکھ پہنچے۔ جو بُرائی اس کی کی گئی ہو اگر وہ اس میں موجود بھی ہو تو پھر بھی یہ غیبت ہے اور اگر اس میں وہ بُرائی اور نقص

Marfat.com

موجود نہ ہو تو یہ بہتان ہے۔ غیبت بہت مہلک باطنی بیماری ہے کیونکہ اس سے دلوں میں بدگمانی پیدا ہوتی ہے۔

❁ قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اے ایمان والو! بہت گمان کرنے سے احتراز کرو کہ بعض گمان گناہ ہیں اور ایک دوسرے کے بارے میں تجسس نہ کیا کرو اور نہ کوئی کسی کی غیبت کرے کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے؟ (اگر ایسا کرے) تو تم ضرور نفرت کرو گے (تو غیبت نہ کرو) اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہے۔'' (حجرات۔12)

❁ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جب تم اپنے بھائی کی وہ بات کہو جو اس میں ہے تو تم نے اس کی غیبت کی اور جب وہ بات کہو جو اس میں نہیں تو تم نے اس پر بہتان باندھا۔ (مسلم)

❁ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ غیبت سے بچو کیونکہ غیبت کرنے والے پر پانچ عذاب نازل ہوتے ہیں۔

1. اس کے چہرے کی رونق جاتی رہتی ہے۔
2. اس کی دعا قبول نہیں ہوتی۔
3. اس کی عبادت اس کے منہ پر ماری جاتی ہے۔
4. قیامت کے دن اس کا منہ اس کی پشت کی طرف ہوگا۔
5. قیامت کے دن وہ شخص فرعون اور شداد کے ساتھ دوزخ میں رہے گا۔

❁ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''کیا تم جانتے ہو غیبت کیا ہے؟'' لوگوں نے عرض کیا ''اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں'' فرمایا: ''اپنے بھائی (مسلمان) کا ایسا ذکر کرنا جو اسے ناپسند ہو'' عرض کی گئی ''اگر وہ برائی میرے بھائی میں موجود ہو جو کہ میں کہہ رہا ہوں؟'' فرمایا ''جو تم کہہ رہے ہو اگر اس میں وہ برائی موجود ہے تو غیبت ہوئی اگر وہ اس میں نہیں تو یہ اس پر بہتان ہے۔'' (مسلم)

❁ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جب مجھے معراج کی شب آسمانوں کی سیر کرائی گئی تو میرا گزر ایسے لوگوں پر ہوا کہ ان کے پہلوؤں سے گوشت کاٹا جاتا ہے جسے وہ لقمہ بنا بنا کر چباتے ہیں اور انہیں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جیسے تم اپنے بھائی کا گوشت کھاتے رہے ہو اسے بھی کھاؤ۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امت کے غیبت کرنے والے لوگ ہیں۔

Marfat.com

❁ حضرت ابو ہریرہؓ اسلمیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اے لوگو! جو زبان سے تو ایمان لائے ہو (یعنی ابھی اقرار باللسان کیا ہے) لیکن ایمان تمہارے قلوب کے اندر داخل نہیں ہوا (یعنی تصدیق قلب کے مرتبہ پر نہیں پہنچے) نہ مسلمانوں کی غیبت کرو، نہ ان کے عیوب کی تلاش میں رہو۔ کیونکہ جو شخص ان کے عیوب کی تلاش میں رہے گا اللہ تعالیٰ اس کے عیب کی تلاش کرے گا اور اللہ تعالیٰ جس کے عیب تلاش کرے گا خود اس کے گھر ہی کے اندر اس کو رسوا کر دے گا۔ (ابوداؤد)

جھوٹ

جھوٹ کا مطلب غلط بیانی اور دروغ گوئی ہے۔ یعنی بات اصل میں اس طرح نہیں ہوتی کہ جس طرح بیان کی جاتی ہے۔ یہ زبان اور عمل دونوں سے ممکن ہے۔ جھوٹ سے بے شمار برائیاں جنم لیتی ہیں۔ یہ بیماری پہلے باطن میں جنم لیتی ہے اور زبان یا عمل اس کا اظہار کرتے ہیں۔ جھوٹ بولنے سے اللہ کی رحمت سے دوری ہوتی ہے اور جھوٹا اللہ تعالیٰ کی لعنت کا شکار ہوتا ہے۔ جھوٹ بولنے والے کی روزی میں برکت ختم ہو جاتی ہے۔ جھوٹ غم و فکر پیدا کرتا ہے۔ جھوٹ دل کو سیاہ کرتا ہے۔ جھوٹ سے گھر میں برکت ختم ہو جاتی ہے۔ جھوٹ سے غفلت پیدا ہوتی ہے اور یہ ام الخبائث ہے۔ جھوٹ سے نفاق، جھگڑا، فساد، نفرت، بغض، کینہ اور منافرت پھیلتی ہے۔

راہِ فقر پر گامزن طالبِ مولیٰ کا اللہ تعالیٰ سے پہلا وعدہ یہ ہوتا ہے کہ وہ جھوٹ کبھی نہیں بولے گا خواہ اس کے لیے کتنا ہی نقصان اور تکالیف کیوں نہ برداشت کرنی پڑے۔ کیونکہ سچائی (حق) کے راستہ پر چلنا مشکل ہے لیکن کامیابی صرف سچائی کو ہی حاصل ہوتی ہے۔ جھوٹ کو دنیا میں کبھی بھی عروج اور کامیابی نہیں ملی۔ آخر کار کامیابی سچائی کے ہی حصہ میں آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

❁ اللہ تعالیٰ جھوٹے اور ناشکرے کو ہدایت نہیں دیتا۔ (الزمر 3)

❁ بے شک اللہ اس شخص کو ہدایت نہیں دیتا جو حد سے باہر نکلنے والا جھوٹا ہے۔ (المومن 28)

❁ قیامت کے دن جنہوں نے اللہ پر جھوٹ بولا ان کے چہرے سیاہ ہوں گے، کیا متکبروں کے لیے جہنم کا ٹھکانہ کافی نہیں ہے۔ (الزمر 60)

❁ ان کے دلوں میں مرض ہے تو اللہ نے ان کے مرض میں اور اضافہ کر دیا ہے اور ان کے جھوٹ بولنے کی وجہ سے ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ (البقرہ 10)

Marfat.com

❁ اور اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہے جو خدا پر جھوٹا بہتان باندھے کہ میری طرف وحی کی گئی ہے حالانکہ اس کی طرف کچھ بھی وحی نہ کی گئی ہو اس سے بڑا ظالم کون ہوگا۔ بے شک ظالم لوگ نجات نہیں پائیں گے۔ (الانعام 21)

❁ حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا "جھوٹ دراصل منافقت کا ہی ایک حصہ ہے۔" (احیاء العلوم 3)

❁ حضرت ابو بکر صدیقؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا "جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ ایمان کی ضد ہے۔" (مسند امام احمد)

❁ حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا "انسان کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات کو نقل کر دے۔" (مسلم)

❁ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ صدق کو لازم کر لو کیونکہ سچائی (صدق) حق کی طرف لے جاتی ہے اور حق جنت کا راستہ دکھاتا ہے آدمی برابر سچ بولتا رہتا ہے اور سچ بولنے کی کوشش کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے نزدیک صدیق لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ فجور کی طرف لے جاتا ہے اور فجور جہنم کا راستہ دکھاتا ہے' آدمی برابر جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ بولنے کی کوشش کرتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے ہاں کذّاب لکھ دیا جاتا ہے۔ (مسلم شریف)

❁ حضرت ابنِ عمرؓ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو اس کی بدبو کے باعث فرشتہ اس سے ایک میل پرے ہٹ جاتا ہے۔ (ترمذی)

❁ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کوئی بندہ مومن ہو ہی نہیں سکتا یہاں تک کہ ہنسی مذاق میں بھی جھوٹ بولنا اور جھگڑا کرنا نہ چھوڑ دے اگرچہ وہ سچا ہی کیوں نہ ہو۔ (مسند امام احمد)

❁ حضرت ابو امامہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مومن ہر طرح کی خصلت پر پیدا ہو سکتا ہے مگر جھوٹ اور خیانت پر پیدا نہیں ہو سکتا۔ (مسند امام احمد)

راہِ فقر پر صرف صدیق اور سچے طالب کو کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ جھوٹا تو ولی اللہ بن ہی نہیں سکتا' کیونکہ اللہ تعالیٰ حق ہے اور حق ہی کو پسند کرتا ہے اور سچے لوگوں کا تعلق حق سے ہوتا ہے۔ سچ سے ہی اللہ کے بندے ظاہر ہوتے ہیں جھوٹ بولنے والے کو اللہ کا بندہ کون کہتا ہے۔ حق کو چھپانا بھی جھوٹ کے زمرے میں ہی آتا ہے کیونکہ یہودیوں کے متعلق روایت ہے کہ وہ حق کو چھپا کر توریت کی آیات کی جھوٹی تاویلات کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ اس سے بچائے۔

Marfat.com

بدگمانی

سوئے ظن یعنی بدگمانی ''خناس'' کے وسوسہ سے پیدا ہونے والی ایسی بیماری ہے جس میں مبتلا شخص کا سکونِ قلب غارت ہو جاتا ہے۔ بدگمانی سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص بلا سبب اور بلاوجہ اپنے دِل میں کسی دوسرے مسلمان مومن بھائی کے بارے میں کسی ایسے گمان کو جگہ دے جو اس کی دیانت، شہرت، نیکی اور شرافت کے لیے سمِ قاتل ہو اور جس کی بنا پر وہ شخص معصوم سے مجرم۔ صالح سے طالح اور خوش بخت سے بدبخت بن جائے اس طرح اس شخص کے خلاف کوئی ایسا طوفانِ بدتمیزی جنم لے سکے جس کی رو سے اس کی پارسائی اور تقویٰ خس و خاشاک کی طرح بہہ جائے۔

بدگمانی یا سوئے ظن بظاہر معمولی سی برائی یا مرض دکھائی دیتا ہے لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ برائی بہت سی خرابیوں کی اساس ہے کسی بھی گھر، معاشرے، کسی بھی ادارے اور سوسائٹی کی تباہی میں بدگمانی بہت زیادہ خطرناک ثابت ہوتی ہے۔

❁ قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ وَكُنْتُمْ قَوْمًا بُوْرًا (الفتح 12)

ترجمہ: تم نے ایک دوسرے کے بارے میں برا گمان رکھا اور تم برباد ہونے والی ہی قوم تھے۔

قرآنِ مجید میں بڑے واضح انداز میں اس بیماری سے بچنے کی تاکید فرمائی ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ (الحجرات 12)

ترجمہ: اے ایمان والو گمان سے بہت زیادہ کام نہ لیا کرو یقیناً بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔

بدگمانی کیوں پیدا ہوتی ہے؟ اس کی چند وجوہات ہیں ایک وجہ جذباتیت یا شدید حساسیت ہے، بعض اوقات ہمیں جن لوگوں سے بہت زیادہ دشمنی اور بہت زیادہ محبت ہوتی ہے ان کی ادنیٰ ادنیٰ باتیں اور چھوٹے چھوٹے افعال سے بھی بدگمانی ہونے لگتی ہے اور اپنے دشمنوں اور دوستوں کے متعلق ایسے ایسے جھوٹے فرضی خیالات قائم کر لیتے ہیں جن کا حقیقت اور سچائی سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا۔ بعض اوقات انسان فطری طور پر دوسرے شخص کے متعلق بدگمانی سے ابتدا کرتا ہے اس کا آغاز عام اور معمولی باتوں سے ہوتا ہے مگر رفتہ رفتہ یہ عادت اتنی پختہ ہو جاتی ہے جس کے نتیجہ میں متعلقہ فرد ایک طرح کا ذہنی مریض ہو جاتا ہے اور اس پر بدگمانی کے مرض کے بالکل اس طرح دورے پڑتے ہیں جس طرح کسی پاگل اور دیوانے شخص پر پاگل پن یا جنون کے

Marfat.com

اثرات طاری ہوتے ہیں الغرض بدگمانی دوستی کو دشمنی اور دشمنی کو شدید دشمنی میں، محبت کو عداوت میں اور پیار کو بغض میں تبدیل کر دیتی ہے۔

بہرحال بدگمانی کا منبع کچھ بھی ہو جذبات یا احساسات، اس کے انسانی معاشرے پر اثرات خوفناک اور انتہائی مہلک ہوتے ہیں اِن بدگمانیوں کی وجہ سے ہنستے بستے گھر اجڑ جاتے ہیں قوموں کی زندگی میں اس کی وجہ سے تباہی اور بربادی کے خوفناک طوفان اُمڈ آتے ہیں بلکہ اس کے راستے میں آنے والی ہر چیز تباہ و برباد ہو جاتی ہے اس کے نتیجے میں جنت نظیر ماحول جہنم میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

بدگمانی کے بطن سے غیبت، ٹوہ لگانے کی بیماری، بغض اور چغل خوری جنم لیتیں ہیں اور عیوب تلاش کرنے کا سلسلہ چل نکلتا ہے۔

تجسّس یا جاسوسی کرنا

جب گمان کو بے لگام چھوڑ دیا جاتا ہے اور بدگمانیاں غالب آنے لگتی ہیں تو تجسّس کرید، جاسوسی کرنے اور ٹوہ کے ذریعہ دوسروں کے عیوب تلاش کرنے کی بیماری جنم لیتی ہے اور بدگمان شخص ہر لمحہ اپنے دشمن کے عیوب کی تلاش میں رہتا ہے۔ قرآنِ مجید میں ٹوہ لگانے سے منع فرمایا گیا ہے:

وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا (الحجرات 12)

ترجمہ: نہ تو ٹوہ لگاؤ (نہ جاسوسی کرو) اور نہ غیبت کرو۔

❁ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

''اے لوگو! جو زبان سے ایمان لائے ہو (یعنی زبانی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوئے ہو) مگر ابھی دِلوں میں ایمان داخل نہیں ہوا (یعنی دِل کا کلمہ پڑھ کر مومن نہیں ہوئے) مسلمانوں کے پوشیدہ معاملات کی ٹوہ (کھوج) نہ لگایا کرو کیونکہ جو شخص مسلمانوں کے رازوں کے درپے ہو جائے گا اللہ تعالیٰ اس کے درپے ہو جائے گا اور وہ اس کو اس کے گھر میں رسوا کر کے چھوڑے گا۔'' (ابوداؤد)

❁ ''بدگمانی سے بچو...... کیونکہ بدگمانی سے بے بنیاد کوئی چیز نہیں۔ ٹوہ میں رہنے اور کان لگانے سے احتراز کرو۔'' ......(موطا امام مالک)

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے:

❁ ''جس نے مسلمان کی پردہ پوشی کی اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اسکی پردہ پوشی فرمائے گا''۔

Marfat.com

❁ جس نے کسی کا مخفی عیب دیکھ لیا اور پھر اس پر پردہ ڈال دیا تو یہ ایسا ہے جس طرح کسی نے زندہ در گور کی ہوئی بچی کو موت کے منہ سے بچا لیا۔

مومن کی شان یہ ہے کہ وہ دوسروں کے عیوب تلاش کرنے کی بجائے اپنا محاسبہ نفس کرتا ہے اور اپنی کمی کوتاہیاں تلاش کر کے اُسے دور کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

❁ میاں محمد بخش رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بُرے بندے نوں لبھن ٹُریا تے بُرا لبھا نہ کوئی
جد میں اندر جھاتی پائی میرے توں بُرا نہ کوئی

(ترجمہ: میں بُرے انسان کی تلاش میں نکلا تو دنیا میں مجھے کوئی بُرا نظر نہ آیا لیکن جب میں نے اپنے اندر جھانک کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ مجھ سے بُرا تو اس دنیا میں کوئی موجود ہی نہیں ہے)

یاد رکھیں جو دوسروں کے عیب تلاش کر کے ظاہر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے عیبوں سے پردہ اٹھا کر اُسے ذلیل و خوار کر دیتا ہے۔

چغل خوری

بدگمانی کے شکار آدمی کی چونکہ ساری فکر دوسرے کو بُرا سمجھنے کے گرد گھومتی ہے اس لیے اسے ہر وہ بات بھلی معلوم ہوتی ہے اور وہ شخص اچھا لگتا ہے جو اس کی سوچ کی تقویت کا باعث ہو اور اس کی ہاں میں ہاں ملائے یہیں سے چغل خوری کو راہ ملتی ہے۔ چنانچہ چغل خور اپنی کسی رنجش، مفاد یا حماقت کے تحت الاؤ تیز کرنے کے لیے لکڑیاں اور تیل مہیا کرتا ہے۔ چغلی بہت ہی مذموم عادت ہے۔

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

❁ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِيمٍ (القلم 11) ترجمہ: بہت طعنے دینے والا، بہت اِدھر کی اُدھر لگاتا پھرنے والا۔

❁ عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيمٍ (القلم 13) ترجمہ: درشت خو اس سب پر طرّہ یہ کہ اس کی اصل میں خطا۔

❁ حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں اس آیتِ مبارکہ میں ''زنیم'' سے مراد وہ شخص ہے جو ولد الزنا ہو اور بات چھپا تا نہ ہو انہوں نے اس جانب اشارہ کیا ہے کہ جو شخص بات مخفی نہیں رکھتا اور چغل خوری کرتا ہے اس کا یہ فعل اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ وہ ولد الزنا ہے کیونکہ فرمانِ الٰہی میں اسی طرف اشارہ ہے ''گردن اکڑا کر چلنے والا''۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ (الھمزۃ 1)

Marfat.com

ترجمہ: ''خرابی ہے اس کے لیے جو لوگوں کے منہ پر عیب کرے، پیٹھ پیچھے بدی کرے'' ایک تشریح کے مطابق ''ہمزۃ'' سے مراد چغل خور ہے۔ (مکاشفۃ القلوب)

- حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''کیا تمہیں بدترین انسان کے بارے میں آگاہ نہ کروں؟'' صحابہؓ نے عرض کیا! ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''وہ چغل خور لوگ ہیں جو پیارے دوستوں کے درمیان تفرقہ ڈال دیتے ہیں۔''

- چغل خوری، بدزبانی اور متکبرانہ ہٹ دھرمی و ناجائز طرف داری دوزخ میں لے جانے والے کام ہیں۔
- آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ بھی فرمان ہے کہ لَا یَدۡخُلُ الۡجَنَّۃَ قَتَّاتٌ یعنی قتات جنت میں نہیں جائے گا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا قتات سے مراد چغل خور ہے۔
- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا'' قیامت کے دِن دو رُخا چغل خور سب سے بدتر ہوگا جو ایک کے پاس اور چہرہ لے کر آتا ہے تو دوسرے کے پاس دوسرا چہرہ لے کر جاتا ہے اس کی قیامت کے دِن دو آگ کی زبانیں ہوں گی۔''
- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ''تم میں سے اللہ تعالیٰ کو پسند وہ ہے جو زیادہ اچھے اخلاق والا، نرم مزاج، تعاون کرنے والا، الفت اور محبت سے پیش آنے والا ہے اور تم میں سے بدترین اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ہے جو چغلی کرے مسلمان بھائیوں میں تفریق پیدا کرے اور پاک باز لوگوں کی برائیاں تلاش کرے۔''
- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے ایک حدیث مروی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی عزت اور جلال کی قسم کھا کر فرمایا ہے کہ آٹھ قسم کے لوگ جنت میں داخل نہیں ہوں گے جن میں سے ایک چغل خور ہے۔
- حضرت امام غزالیؒ مکاشفۃ القلوب میں ایک روایت میں درج فرماتے ہیں کہ چغل خور کی اصلیت جب ظاہر ہو جائے تو وہ یتیم سے زیادہ ذلیل اور رسوا ہوتا ہے۔

چغل خور کا طریقہ

- کسی کی ٹوہ اور عیب کرید کرید کر اور اس میں خود اضافہ کر کے لوگوں کو بتاتا اور ان کے دِلوں میں نفرت پیدا کر کے بدظن کرتا ہے۔

Marfat.com

❀ یاد رکھیں سب سے خطرناک سچ وہ ہوتا ہے جس میں جھوٹ شامل کر دیا جائے یا واقعہ اور بات کا رخ بدل دیا جائے۔ چغل خور کا یہ بھی طریقہ واردات ہے۔

❀ دوُرخا چغل خور وہ ہوتا ہے جو دو اشخاص یا دو گروہوں کے درمیان عداوت اس طرح ڈالتا ہے کہ دونوں طرف اُسے اپنا دوست سمجھا جاتا ہے اور اس پر اعتبار کیا جاتا ہے لیکن یہ دوُرخا اصل میں مخلص دونوں سے نہیں ہوتا اس کا مقصد دونوں کی تباہی ہوتا ہے۔

❀ قسمیں کھا کھا کر یقین دلاتا ہے۔

ہمارے معاشرے میں یہ مرض اس قدر بڑھ چکا ہے کہ شاید ہی کوئی گھر اور خاندان اس کی ہلاکت آفرینی سے محفوظ ہو، ساس بہو کے اختلافات اور خاندانوں کے دیگر جھگڑے اور فساد اسی مرض سے پیدا ہوتے ہیں۔ مرد حضرات بالعموم اور خواتین بالخصوص اس روحانی مرض کا شکار ہوتے ہیں۔ گھروں، دفتروں، خاندانوں اور راہِ فقر میں بدگمانی، عیب جوئی اور چغل خوری زیادہ خرابیاں پیدا کرتی ہے۔ ان خواتین و حضرات کو اس مرض سے زیادہ محتاط رہنے کی ضرورت ہے جو راہِ فقر کے راہی ہوں کیونکہ شیطان (خواہ انسانی شکل میں ہو یا جن کی شکل میں) کو ایسے لوگوں کو پریشان کر کے اور اُن کی زندگیوں میں زہر گھول کر زیادہ سکون ملتا ہے۔

غفلت

انسان کا مقصدِ حیات اللہ تعالیٰ کی پہچان اور دیدارِ الٰہی ہے۔ اس سے بے توجہ اور لاپرواہ رہنا غفلت ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی پہچان کی کوشش نہیں کرتا اس سے بے خبر رہتا ہے وہ غافل ہے۔ راہِ فقر میں غفلت بہت بڑی کوتاہی ہے جس کی وجہ سے طالبِ مولیٰ حق تعالیٰ کی پہچان سے محروم رہتا ہے اور جو یہ مقصدِ حیات حاصل نہ کر سکا وہ دنیا سے محروم گیا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی پہچان کا طالب ہو اسے غفلت سے نکل کر فوراً راہِ فقر پر گامزن ہو جانا چاہیے کیونکہ جو طالب اللہ کو پانے کے لیے کوشش اور جدوجہد نہیں کرے گا وہ اللہ کو کیسے پائے گا؟

غفلت مقصدِ حیات کی دشمن ہے۔ غفلت لذتِ آشنائی کا حجاب ہے۔ غفلت ذوق و شوق میں رکاوٹ ہے، غفلت انسان کی آنکھوں پر پردہ ڈالے رکھتی ہے، غفلت عشق کی تڑپ پیدا ہونے نہیں دیتی، غفلت چشمِ دل روشن نہیں ہونے دیتی، غفلت شیطان کا اہم ہتھیار ہے۔

Marfat.com

آج کل غفلت نے انسان کو چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے۔ دن رات انسان دنیا بنانے کے لیے سوچ و بچار (تفکر) میں مصروف رہتا ہے۔ غفلت انسان کو عباداتِ شریعت کی طرف آنے نہیں دیتی اور جو عباداتِ شریعت (نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، تلاوتِ قرآن) تک پہنچ چکے ہیں وہ اسی میں مگن ہیں اس سے آگے بڑھنے کے بارے میں سوچتے ہی نہیں۔ ظاہری عبادات اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا راستہ ضرور ہیں لیکن منزل نہیں ہیں۔ جو جہاں پر ہے اسی مقام پر مگن اور غفلت کا شکار ہے۔ ہم اپنے بارے میں، اپنے بیوی بچوں، گھر بار، کاروبار، عزیز رشتہ داروں اور دوستوں کے بارے میں ہر لحہ سوچتے اور غور وفکر کرتے رہتے ہیں کیا ہم نے کبھی مقصدِ حیات کے بارے میں غور کیا ہے؟ چونکہ بندے کی زندگی کا مقصد اللہ کو پانا ہے اس لیے جو اس مقصد سے غافل رہے گا وہ ناکام ونامراد ہو جائے گا۔

راہِ فقر میں بڑے بڑے طالبِ مولیٰ ابتدا میں بڑی تیزی سے فقر کی منازل کو طے کر جاتے ہیں مگر پھر غفلت میں ایسے مبتلا ہوتے ہیں اور ایک ہی مقام پر ٹھہر جاتے ہیں۔ جب طالب یہ محسوس کرے کہ وہ راہِ فقر میں کسی منزل پر رک گیا ہے تو فوراً محسوس کرے اور اس عمل یا غلطی کا کھوج لگائے جس کی وجہ سے رکاوٹ پیدا ہوئی ہے، اس کا تدارک کرے اور استقامت سے آہستہ آہستہ راہِ فقر میں اپنا سفر جاری رکھے کیونکہ جلد بازی شیطان کا ہتھیار ہے مومن کا نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں غفلت پر انسانوں کو خبردار کرتے ہوئے فرمایا:

- ہم نے بہت سے انسانوں اور جنوں کو دوزخ ہی کے لیے پیدا کیا ہے وہ دل (باطن) رکھتے ہوئے بھی نہیں سمجھتے وہ آنکھیں رکھتے ہوئے بھی نورِ بصیرت سے محروم ہیں (یعنی ان کو کچھ نظر نہیں آتا) ان کے کان ہیں لیکن وہ سنتے نہیں، یہ لوگ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ بھٹکے ہوئے، یہی لوگ غافل ہیں۔ (اعراف۔179)
- بے شک جو لوگ لقائے الٰہی (دیدارِ الٰہی) پر یقین نہیں رکھتے اور دنیاوی زندگی پر راضی ہو گئے اور مطمئن ہیں اور یہی لوگ ہماری نشانیوں سے غافل ہو رہے ہیں۔ انہیں ان کے اعمال سمیت دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ (یونس 7-8)
- اے ایمان والو! تمہارا مال اور تمہاری اولاد تمہیں ذکرِ اللہ سے غافل نہ کر دے اور جو ایسا کرے گا وہی نقصان اٹھانے والا ہوگا۔ (منافقون۔9)
- اور صبح وشام ذکر کرو اپنے رب کا، دِل میں، سانسوں کے ذریعہ، بغیر آواز نکالے، خفیہ طریقے سے، عاجزی کے ساتھ اور غافلین میں سے مت بنو۔ (اعراف۔205)

Marfat.com

❁ حضرت ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جو ذکرِ اللہ کرتا ہے اس کی مثال زندہ کی اور جو نہیں کرتا اس کی مثال مردہ کی ہے۔ (بخاری)

❁ اسی حدیث کو حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ نے یوں بیان فرمایا ہے:

''جو دم غافل سو دم کافر سانوں مرشد ایہہ فرمایا ھُو''

ترجمہ: (جو سانس بھی ذکرِ اللہ کے بغیر نکلے وہ کفر ہے یہ بات ہمیں ہمارے مرشد نے سمجھائی ہے)

طمع و حرص

انسان فطری طور پر حریص اور لالچی ہے کیونکہ اس کی تخلیق میں یہ موجود ہے جو کچھ اس کے پاس ہوتا ہے اس سے مطمئن نہیں ہوتا ہر وقت مزید کی خواہش اس کے دل و دماغ پر چھائی رہتی ہے۔ حرص، لالچ یا طمع مال و دولت جائیداد کی بھی ہو سکتی ہے، کھانے پینے، حسن، صحت، گھر، عورت، لباس، حکومت اور عہدہ کی بھی ہو سکتی ہے۔ حرص، طمع یا لالچ پہلے قلب میں جاگزیں ہوتی ہے اور لالچی انسان کے دل میں ہر وقت ان چیزوں کو زیادہ سے زیادہ اور بہتر سے بہتر صورت میں اور ناجائز طریقہ سے حاصل کرنے کی خواہش ڈیرہ ڈال لیتی ہے اور یہی خواہش اسے جائز سے ناجائز ذرائع کی طرف لے جاتی ہے، طمع کی ضد قناعت ہے۔ فقیر کے لیے لازم ہے کہ ایک دِن یا ایک ماہ سے زائد کا اہتمام نہ کرے اس سے زائد سے طویل امیدوں کی طرف راغب ہوگا تو قناعت ختم ہو جائے گی اور وہ حرص و طمع ہو گی۔ غنی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے رزق پر قناعت کرتا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا ارشاد ہے ''طمع کا ترک کرنا فقر ہے اور لوگوں سے ناامید ہونا غنی ہونا ہے جو لوگوں کے مال و دولت سے ناامید رہتا ہے وہ سب سے بے پرواہ ہو جاتا ہے۔ قناعت میں سکون اور طمع میں بے سکونی، بے چینی اور پریشانی ہے۔ مذمتِ لالچ، طمع اور حرص کے بارے میں قرآنِ مجید میں ارشاد ہے:

❁ میراث کے مال کو غبن کی طرح کھا جاتے ہو اور مال کی محبت تم میں طمع کی طرح ہے۔ (فجر:19-20)

❁ تمہیں مال کے لالچ نے غافل بنا رکھا ہے یہاں تک کہ تم قبروں میں پہنچ گئے عنقریب تمہیں پتہ چل جائے گا۔ (سورہ التکاثر 1 تا 3)

طمع یا حرص (لالچ) شیطان کا بہت بڑا آلہ ہے جس کے ذریعہ وہ لوگوں کو راہِ حق سے گمراہ کرتا ہے اس کا طریقہ واردات ہے کہ پہلے وہ خواہش کو انسان کے دل میں شدت سے ابھارتا ہے جب یہ خواہش اُس کے

Marfat.com

دل کو اپنے قبضے میں لے لیتی ہے تو وہ اپنی خواہش کو پورا کرنے کے لیے رات دن ایک کر دیتا ہے۔

❁ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی بوڑھا ہو جاتا ہے مگر اس کی دو چیزیں جوان رہتی ہیں مال کی حرص اور عمر کی حرص۔ (بخاری شریف)

❁ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ چکنی اور پھسلا دینے والی چیز جس پر علماء کے قدم نہیں ٹھہر سکتے وہ لالچ (طمع یا حرص) ہے۔ (کنز العمال)

❁ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بے شک تم حکومت کے لیے حریص ہو جاؤ گے۔ (بخاری شریف)

❁ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس شخص نے لالچ، غصہ اور نفس کی پیروی سے خود کو بچا لیا اس نے چھٹکارہ حاصل کر لیا۔

مومن کا تعلق فکر اور تفکر سے ہے اور منافق کا سارا وقت حرص و لالچ کی نذر ہو جاتا ہے حرص اور لالچ کو حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ نے راہِ فقر کی بڑی رکاوٹ قرار دیا ہے۔ جب تک طمع اور لالچ قلب میں جاگزیں رہتی ہے اسم اللہُ ذات قرار نہیں پکڑتا کیونکہ یہاں تو طلبِ دنیا و عقبیٰ کو چھوڑ کر طلبِ مولیٰ کا سفر ہے۔ اور طلبِ دنیا و عقبیٰ حرص اور طمع ہے۔

❁ حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''جس دِل پر اللہ تعالیٰ کی نظرِ رحمت نہ پڑے وہ سیاہ و گمراہ ہو کر حرص و حسد و کبر سے بھر جاتا ہے۔ حسد کے باعث قابیل نے ہابیل کو قتل کر ڈالا، حرص نے حضرت آدم علیہ السلام کو دانہ گندم کھلا کر بہشت سے نکلوا دیا اور کبر نے ابلیس کو مرتبہ لعنت پر جا پہنچایا۔ جو دِل خانہِ ہوس بن جاتا ہے وہ ہر وقت حرص و حسد و کبر و غرور سے پُر رہتا ہے اور کمینی دنیا کی خاطر پریشان رہتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ ''ایک ہی دِل میں دین و دنیا اس طرح جمع نہیں ہو سکتے جس طرح کہ آگ اور پانی ایک ہی برتن میں۔'' (عین الفقر)

❁ جو لوگ طمع و حرص و حسد و کبر و ہوا جیسے حجابات میں نہ الجھے وہ بے حجاب اللہ کے سامنے رہے اور کلامِ الٰہی میں یوں بے نکتہ غرق ہوئے جیسے موتی ایک لڑی میں پرو دیئے گئے ہوں۔ (کلید التوحید کلاں)

Marfat.com

مُتفرق

حصہ دوم

ہر عارف اپنی تعلیمات سمجھانے کے لیے اپنی تحریروں اور تصنیفات میں کچھ اصطلاحات استعمال کرتا ہے اس لیے کسی بھی عارف کی تعلیمات کو سمجھنے کے لیے پہلے اُن اصطلاحات کا سمجھنا بہت ضروری ہوتا ہے کیونکہ اُن اصطلاحات کو سمجھے بغیر اُس عارف کی تعلیمات کی سمجھ نہیں آسکتی اسی طرح سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتب میں فقر کی کچھ اصطلاحات بیان فرمائی ہیں۔ہم نے یہ ضروری سمجھا کہ آخر میں ان کی شرح کر دی جائے تا کہ طالب کو سمجھنے میں آسانی ہو کیونکہ یہ عاجز اس راہ سے گزر چکا ہے اس لیے احساس ہے کہ ان کو سمجھنے میں طالب کو کتنی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

تجرید و تفرید

تجرید یہ ہے کہ طالب (سالک) ہر ایک مقام سے نکل کر تنہا ہو گیا نفس اور شیطان سے اس نے خلاصی پائی۔مقامِ حضور ہمیشہ اس کے مدِّنظر رہتا ہے۔منظور ہو کر اس نے نفسِ مطمئنہ حاصل کر لیا ہے اب اس مقام پر شیطان نہیں پہنچ سکتا۔تفرید اسے کہتے ہیں کہ طالب فرد ہو بظاہر شب و روز عام لوگوں کی طرح رہتا بستا ہو اور ان سے تعلقات رکھتا ہو یعنی عام انسانوں کی طرح زندگی بسر کرتا ہو لیکن در حقیقت وہ مقامِ فردیت اور رَبُوبیت میں غرق ہو۔حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''تجرید میں اغیار کی نفی ہے اور تفرید میں اپنے نفس کی نفی ہے۔''

فنا فی اللہ

❁ راہِ فقر میں یہ آخری مقام ہے۔فنا فی اللہ سے مراد طالب کا بشریت اور روحانیت (ظاہر و باطن) میں اس طرح فانی ہونا ہے کہ انا، عقل، نفس، دنیا و عقبیٰ اور احوال و مقامات فانی ہو جائیں اور ماسوی اللہ کا مکمل طور پر نسیان ہو جائے۔یعنی بندہ مقامِ ربوبیت میں اس طرح غرق ہو کہ نہ تو اپنا اور نہ ہی موجودات کا وجود اس کی نظر میں باقی رہے۔اسی کو غرقِ توحید بھی کہتے ہیں اور ایسے سالک کو عارف اللہ کہا جاتا ہے۔سلطان العارفین حضرت

Marfat.com

سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''فنافی اللہ اسے کہتے ہیں جو واحدانیت میں ایسا غرق ہو جس طرح انگارہ میں آگ یا کھانے میں نمک یا پانی دودھ میں ۔ یہ مراتب اس شخص کے ہیں جو نفس پر حکمران اور روشن ضمیر ہے اور فنافی اللہ ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

- اور یہ مقام فنافی اللہ ہے کہ یہاں عین ذات اور توحید میں غرق واحدانیت حاصل ہوتی ہے۔ (عین الفقر)
- یہی توحیدِ مطلق کا مقام ہے۔ یہیں حضوری حاصل ہوتی ہے اور اس کی نشانی یہ ہے کہ اس مقام پر نہ ہوشیاری رہتی ہے، نہ مستی، نہ عقل، نہ ذکر، نہ فکر۔ جہاں حضوری ہے وہاں سرِّ ھُو کی آواز آتی ہے۔ (عین الفقر)

بقا باللہ

اس مرتبہ میں طالب فنا سے بھی فانی ہو جاتا ہے۔ جب طالب مقامِ فنافی اللہ میں اللہ تعالیٰ کی صفات سے متصف ہو کر دوبارہ بقا کی حالت میں آتا ہے تو اس کو بقا باللہ یا عارف باللہ کہا جاتا ہے یہاں پر انسان کامل ہو کر تلقین وارشاد کی مسند پر فائز ہوتا ہے اور وہ اللہ کی سماعت سے سنتا اور اللہ کی بصارت سے دیکھتا ہے اس مقام پر طالبِ مولیٰ باطن میں مقامِ ربوبیت پر اور ظاہر میں مقامِ عبودیت پر ہوتا ہے۔ یہی مقام ''انا عَبْدُہٗ'' اور انسان کا کامل ترین مرتبہ ہے۔ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں ''باب انسانِ کامل''۔

فنافی التوّحید

مقامِ فنافی اللہ ہے۔

وحدت، وصل، وصال، وصالِ الٰہی

مقامِ فنافی اللہ بقا باللہ ہے جہاں انسان کامل ہو کر تلقین وارشاد کی مسند پر فائز ہوتا ہے۔ (تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں باب ''انسانِ کامل)

عارف

عارفین کی تین اقسام ہیں:

۱۔ عارف: وہ انسان یا طالب جو دیدارِ الٰہی میں غرق ہو اور مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری

Marfat.com

اُسے حاصل ہو اور تمام عبادات اللہ تعالیٰ کو دیکھ کر کرتا ہو۔ (تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں باب دیدارِ الٰہی اور مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

۲۔ عارف اللہ: وہ طالب جو اللہ تعالیٰ کی ذات میں فنا ہو کر اپنی ہستی ختم کر چکا ہو یہ مقام فنا فی اللہ ہے۔

۳۔ عارف باللہ: یہ فنا کے بعد مقامِ بقا ہے جہاں انسان کامل ہو کر تلقین و ارشاد کی مسند پر فائز ہوتا ہے۔ (تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں باب انسانِ کامل)

احوال

طالب کے قلب (باطن) میں مرشد کی توجہ و تلقین یا تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے جو کیفیت وارد ہوتی ہے اس کو حال کہتے ہیں اور یہ ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف بدلتی رہتی ہے یعنی یہ کیفیت مستقل نہیں ہوتی اور جو کیفیت طالب کے قلب پر وارد ہو اور قائم رہ جائے تو وہ حال کی بجائے مقام کہلاتی ہے۔ مثلاً ابتدا میں کبھی کبھی طالب فنا کی حالت میں چلا جاتا ہے لیکن پھر دوبارہ فوراً اصلی حالت پر لوٹ آتا ہے یعنی حالتِ فنا ختم ہو جاتی ہے تو یہ حال ہے اور جب مستقل فنا کی حالت میں چلا جائے اور صفاتِ بشریت فنا ہو جائیں تو یہ مقام ہے۔

شوق و ذوق

دیدارِ حق تعالیٰ کے لیے طلب کا بڑھنا اور بڑھتے ہی چلے جانا اور دیدارِ ذات کے بعد بھی اس میں کمی نہ آنا شوق اور دیدارِ حق تعالیٰ سے طالب کا بےخود ہو جانا (فنا فی اللہ) ذوق ہے۔

درد

عاشق (طالبِ صادق) کی اس کیفیت کا نام ہے جو شوقِ دیدار میں اس قدر بڑھ جائے کہ اس کی برداشت سے باہر ہو جائے۔ اس حالت میں طالب پر بےقراری طاری رہتی ہے اور کسی شے سے سکون نہیں پاتا اس لیے عاشق کو دردمند بھی کہا جاتا ہے۔

Marfat.com

خام

وہ طالب جو کسی مرشدِ کامل کے حلقہ غلامی (بیعت ہوجائے) میں تو آجائے لیکن طلبِ مولیٰ کی بجائے دنیا کی طرف رغبت رکھتا ہو یعنی اس کی طلب، طلبِ مولیٰ نہ ہو۔

جلال اور جمال

شیخِ اکبر محی الدین ابنِ عربی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں''اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ میں نے انسان کو اپنے دونوں ہاتھوں سے پیدا فرمایا ہے' دونوں ہاتھوں سے مراد جلال اور جمال کی صفات ہیں اور جلال و جمال کی ان دو صفات سے فقیر کی طبیعت مختلف اثرات قبول کرتی ہے۔ جذبِ جمالی سکون وقرار بخشتا اور جمعیت عطا کرتا ہے جبکہ جذبِ جلالی بے قراری عطا کرتا ہے۔ سلطان العارفینؒ فرماتے ہیں ''فقیر کو جلال و جمال دونوں سے گزرنا پڑتا ہے پس فقیر کو چاہیے کہ ان دونوں مقامات (جلالیت وجمالیت) سے گزر جائے اور ان مقامات کو طے کر کے آگے بڑھے اور اطمینان ودلجمعی حاصل کرے جو دانائی اور ہوشیاری سے حاصل ہوتی ہے۔'' (گنج الاسرار)

لطائفِ ستہ

موجودہ دور میں لطائفِ ستہ کو بڑی اہمیت حاصل ہوگئی ہے اور کچھ سلاسل میں لطائف کی مخصوص جگہوں پر ذکر کی ضربات لگا کر انہیں بیدار کیا جاتا ہے۔ ان لطائف کو نفس' قلب' روح' سِرّ' خفی اور اخفیٰ کہا جاتا ہے۔ صوفیاءِ نقشبند کی رو سے انسانی وجود میں کچھ ایسے لطیف مراکز ہیں جن کا اپنا اپنا رنگ اور اپنی اپنی تاثیر ہے۔ ان کے تجلیہ کے لیے مختلف ریاضتیں اور مشقتیں بھی تجویز کی گئی ہیں۔ سلسلہ نقشبندیہ میں اگر تمام لطائف جاری ہوجائیں تو اُسے سلطان الاذکار کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی تصنیفات میں نہ تو ان لطائف کا اتنی تفصیل سے ذکر کیا ہے اور نہ ہی اُن کے مقام اور رنگ کی نشاندہی فرمائی ہے اور نہ ہی انہیں بیدار کرنے کے لیے کوئی ورد ووظائف' ریاضتیں اور مشقتیں تجویز کی ہیں۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ کے سلسلہ فقر میں تجلّیہ لطائف کے لیے مرشدِ کامل اکمل صاحبِ مسمّٰی کی بیعت اور اس کی زیرِ نگرانی سلطان الاذکار اسمِ ھُو کا پاس انفاس سے ذکر' تصورِ اسمِ

Marfat.com

اَللّٰہُ ذات اور مشقِ مرقومِ وجودیہ ہی کافی ہے۔ سلطان العارفین اسمِ ھُوْ کے ذکر ہی کو سلطان الاذکار قرار دیتے ہیں اور یہ ذکر اور تصور اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور مرشد کی توجہ باطنی سے خود بخود لطائف در لطائف منتقل ہوتا رہتا ہے اور طالب انسانِ کامل کے مرتبہ پر فائز ہو جاتا ہے جیسا کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

- جب نفس، قلب، روح اور سِرّ ایک ہو جاتے ہیں تو انسان کامل (بقاباللہ) ہو جاتا ہے۔ (عقلِ بیدار)

نور

نور کیا چیز ہے؟ نور ایک غیر مخلوق باطنی قوت ہے جو حروفِ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے نمودار ہوتی ہے اور یہی انوار وسیلۂ دیدار ہیں اور نصیب اولیاء اللہ زندہ دل وعقلِ بیدار ہیں (نورالہدیٰ) اسمِ اَللّٰہُ ذات کے تصور و ذکر سے جو انوار پیدا ہوتے ہیں ان سے ساتوں اعضاء[1] نورِ مطلق ہو جاتے ہیں اور ہر عضو سے نور ٹپکتا ہے اِسی نور سے ذاتِ حق کی معرفت حاصل ہوتی ہے اور اسمِ اَللّٰہُ ذات کے تصور کے نور سے معرفتِ الٰہی کے نور کا مشاہدہ ہونے لگتا ہے۔

توجہ

توجہ سے مراد مرشد کامل اکمل کی وہ باطنی نگاہ ہے جس سے وہ طالب یا مرید کا تزکیہ کرتا ہے جیسا کہ علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ ''تیرا علاج نظر کے سوا کچھ اور نہیں ہے۔'' سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہزار برس کی زہد و ریاضت اور چلہ کشی سے مرشد کی ایک نگاہ بہتر ہے۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ توجہ کی تین اقسام بیان فرماتے ہیں:

1. توجہ ذکر فکر 2. توجہ مذکور 3. توجہ حضور

ذکر فکر کی توجہ عوام کے لیے ہے مذکور کی توجہ اس ذات کے لیے جو شہ رگ سے بھی نزدیک ہے بمنزلہ حجاب ہے اور حضور کی توجہ نور کی طرح ہے اس توجہ سے ایک دم میں ہزار ہا جواب باصواب ملتے ہیں۔ توجہ ذکر فکر ابتدا ہے، توجہ مذکور وسط ہے اور توجہ حضور انتہا ہے۔

پس مرشد کامل کی توجہ کے بغیر طالب خواہ ساری عمر ریاضت کر کے سوکھ کر کانٹا ہو جائے اور عبادت کی کثرت سے اس کی پیٹھ کبڑی ہو جائے اس کی محنت و ریاضت بار آور نہیں ہوتی۔

کیا تجھے معلوم ہے کہ توجہ حضور کس چیز سے حاصل ہوتی ہے؟ یاد رہے کہ توجہ حضور اسمِ اَللّٰہُ ذات کے

---

[1] لطائف: نفس، قلب، روح، سِرّ، خفی، اخفیٰ، یخفیٰ

Marfat.com

تصور سے حاصل ہوتی ہے۔ (اسرارِ قادری)

ایک اور جگہ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

توجہ کی تین اقسام ہیں:

1۔ توجہ مخنّث: یہ دنیا کی خاطر کی جاتی ہے۔ طالبِ دنیا مخنث (ہیجڑا) ہوتا ہے اس کا مرشد بھی مخنث ہوتا ہے اس لیے اس کی توجہ بھی مخنث ہوتی ہے۔

2۔ توجہ مؤنث: یہ عقبیٰ (آخرت) کی خاطر کی جاتی ہے طالبِ عقبیٰ مؤنث (عورت) ہوتا ہے اس لیے اس کا مرشد بھی مؤنث ہوتا ہے اور اس کی توجہ بھی مؤنث ہوتی ہے۔

3۔ توجہ مذکر: یہ مردِ مولیٰ کیا کرتے ہیں محض مولیٰ کی خاطر۔ طالب مولیٰ مذکر (مرد) ہوتا ہے اور اس کا مرشد مردِ مولیٰ مذکر ہوتا ہے اور اس کی توجہ بھی مذکر ہوتی ہے۔ (اسرارِ قادری)

غریب

حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کی تعلیمات میں غریب کے معنی ہیں ''وہ فقیر (انسانِ کامل) کہ جس کے وجود سے غیر اللہ نکل گیا ہو اور اس کے اندر ھُو (اللہ تعالیٰ) کے سوا کچھ بھی نہ ہو۔

مسکین

حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کی اصطلاحاتِ تصوف میں مسکین کے معنی ہیں ''ساکن مع اللہ'' یعنی ہر لحہ اللہ تعالیٰ کی معیت میں رہنا جیسا کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حدیث مبارک ہے ''الٰہی مجھے مسکین بنا کر رکھ اور میرا حشر مسکینوں کے ساتھ ہو۔'' آپؒ فرماتے ہیں تصوف کے معنی ہیں توحید اور توحید کے کیا معنی ہیں؟ توحید کے معنی ہیں اللہ ہی اللہ۔ جو آدمی اس مرتبے پر پہنچ جائے کہ اس کی نگاہ میں اللہ ہی اللہ سمایا رہے تو وہ ماسویٰ اللہ سے لاتعلق ہو جاتا ہے اور اس کے وجود میں بجز ذکر کلمہ طیبات لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کوئی اور ذکر قرار نہیں پکڑتا۔ یہ ہیں مراتب مسکین غریب فقیر کے۔ (محک الفقر کلاں)

ترک و توکّل

ترک سے مراد اللہ تعالیٰ کے سوا ہر شے، سہارا اور موجود سے چھٹکارا، خلاصی اور نجات ہے اور توکل اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کا نام ہے۔ توکل کا تفصیلی بیان توکل کے باب میں گزر چکا ہے۔ جب تک طالب ''ترک'' کی

Marfat.com

منزل سے نہیں گزرتا کامل توکّل حاصل نہیں ہوتا۔

تلقین

ظاہری علماء درسی تعلیمِ قیل وقال، گفتگو اور دلائل سے لوگوں کو راہِ راست پر لاتے ہیں لیکن اصطلاحِ فقر میں مرشدِ کامل کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنتِ مبارکہ کے مطابق ایک ہی نگاہ سے روشن ضمیری بخش کر طالبِ مولیٰ کا دِل زندہ کر دینے کا نام تلقین ہے۔ مرشدِ کامل نگاہ سے کام لے کر قلوب کا تزکیہ کرتا ہے یعنی مرشدِ کامل وعظ و نصیحت اور تعلیم کے ساتھ ساتھ تلقین سے کام لے کر طالب کا ظاہر و باطن درست کرتا ہے۔ تعلیم عام طور پر درسی انداز میں ہوتی ہے یعنی زبانی یا تحریری جبکہ تلقین کا تعلق القاء سے ہے یعنی علمِ ذاتِ حق تعالیٰ کو قلب میں اتارنا۔ تعلیم و تلقین دونوں مرشد کی ذمہ داری ہے۔

ہِمّت

راہِ فقر میں بہت سے امتحانات، مشکلات پیش آتی ہیں طالبِ مولیٰ کا کام ہے کہ اُن سے نمٹ کر آگے بڑھتا جائے۔ حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ ان مشکلات، امتحانات اور ناموافق حالات کو اپنے موافق کرنے اور ان تمام منفی قوتوں سے رخ پھیر کر اپنی پوری قوتوں اور جملہ قوائے روحانیہ کے ساتھ اللہ کی طرف متوجہ رہنے کو ہمت کہتے ہیں۔

صاحبِ مسمّٰی

صاحبِ مسمّٰی سے مراد فنا فی اللہ بقا باللہ فقیر (انسانِ کامل) ہے جو مسندِ تلقین وارشاد پر فائز ہوتا ہے۔ یہی وہ ذات ہے جو مرشدِ کامل اکمل ہے اور اسمِ اَللّٰہُ ذات عطا کرنے پر من جانب اللہ مامور ہے۔ حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

- اسم اور مسمّٰی کے درمیان کیا فرق ہے؟ صاحبِ اسم صاحبِ ذکر ہے اور صاحبِ مسمّٰی صاحبِ استغراق ہے۔ صاحبِ اسم مقامِ خَلق پر ہوتا ہے اور صاحبِ مسمّٰی مقامِ غیر مخلوق پر۔ صاحبِ مسمّٰی پر ذکر حرام ہے کہ وہ ظاہر باطن میں ہر وقت غرق فنا فی اللہ ہوتا ہے۔ (عین الفقر)
- مرشدِ کامل صاحبِ استغراق ہوتا ہے اور ذکر نام ہے ہجر و فراق اور دوری کا ''صاحبِ مسمّٰی'' کا بھلا ذکر اسمِ اَللّٰہُ سے کیا واسطہ۔ (عین الفقر)

Marfat.com

❁ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اسمِ اعظم اُسے نصیب ہوتا ہے جو صاحبِ مسمّی ہو۔ جو صاحبِ مسمّی ہوجاتا ہے وہی صاحبِ اسمِ اعظم ہوتا ہے۔'' (عین الفقر)

❁ مسمّی آں کہ باشد لازوالی نہ آں جا ذکر و فکر نہ وصالی

❁ بود غرقش بہ وحدت عین دانی فنا فی اللہ شود سِرِّ نہانی

ترجمہ: مقامِ مسمّی لازوال مقام ہے جہاں پر ذکر فکر وصال کی گنجائش نہیں۔ اس مقام پر پہنچ کر طالبِ اللہ فنافی اللہ فقیر ہوجاتا ہے اور اس پر رازِ پنہاں ظاہر ہوجاتا ہے۔ (محک الفقر کلاں)

مقامات

راہِ حق میں پیش آنے والے مختلف مقامات و درجات کو مقامات کہتے ہیں۔ حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''استقامت بہتر ہے کرامت و مقامات سے۔'' (عین الفقر)

رَجُعت

اپنے مرتبے سے گر جانے کو رَجعت کہتے ہیں طالبِ مولیٰ کے لیے یہ رجعت عارضی سزا ہوتی ہے جیسے ہی وہ اپنی غلطی پہچان کر اللہ پاک کی بارگاہ سے رجوع کرتا ہے تو مرتبے پر بحال کر دیا جاتا ہے۔ اگر بضد رہے تو مستقل طور پر درجے سے ہٹا دیا جاتا ہے۔ طالبِ دنیا جو دنیاوی اغراض و مقاصد کے لیے دعوت پڑھتا یا ورد و وظائف کرتا ہے مستقل طور پر تنزّلی کی سزا پاتا ہے بعض اوقات اس کا شیشہ عقل بھی ٹوٹ جاتا ہے۔

دمِ انسانی

دم یا دمِ انسانی سے مراد روحِ انسانی ہے قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اور (وہ لوگ) تجھ سے روح کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ تو کہہ دیجیے کہ روح امرِ ربیّ ہے اور نہیں دیا آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو علم مگر تھوڑا (حصہ)۔'' (بنی اسرائیل 17/85)

یہاں علم کا لفظ عام ہے یعنی روح کے علاوہ بھی کسی اور چیز اور قسم کا علم جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیا گیا ہے وہ تھوڑا ہے اس قلتِ علم کی تخصیص صرف روح کے ساتھ ہی نہیں۔ روح ایک ایسی چیز ہے جس کے جسم میں آنے سے جسم زندہ ہوجاتا ہے اور جسم سے نکل جانے سے جسم کو موت آجاتی ہے۔ حرکتِ حیات کا سببِ قریبی یہی روح ہے۔ ہر چیز میں روح جاری و ساری ہے۔ جو روح نباتات کی حیات کو قائم رکھتی ہے، اس سے وہ

Marfat.com

روح ارفع ہے جو حیوانات کی حیات کو قائم رکھتی ہے اور اس سے وہ روح ارفع واعلیٰ ہے جو حیاتِ انسانی کو قائم رکھتی ہے۔اس کی مندرجہ ذیل حالتیں ہیں:

۱۔ **روحِ قدسی:** اللہ تعالیٰ نے روحِ قدسی کو عالمِ لاہوت میں عمدہ اور حسین صورت میں تخلیق فرمایا اور یہی وہ روح ہے جو اللہ تعالیٰ کا راز ہے اور اسی روح کے متعلق ارشاد ہے ''انسان میرا راز ہے اور میں انسان کا راز ہوں'' اس روح کی طرف حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں اشارہ ہے ''میں اللہ تعالیٰ کے نور سے ہوں تمام مخلوق میرے نور سے ہے'' یہ وجودِ حق تعالیٰ سے ایک خاص امر ہے جو احاطہ کن سے خارج ہے اور مخلوقات میں شامل نہیں۔ یہی روح آدم علیہ السلام میں پھونکی گئی اور یہی مسجودِ ملائکہ بنی۔ نقائصِ کونیہ اور خلقی سے پاک ہے۔ یہی روح وسیلہ دیدارِ پروردگار ہے اور وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ (ترجمہ: اور اللہ نے اپنی روح اس میں پھونکی۔ سورہ الحجر۔ 29) اور فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ (ترجمہ: تم جس طرف بھی اپنا چہرہ پھیرو گے تمہیں اللہ تعالیٰ کا چہرہ نظر آئے گا۔ البقرہ۔ 115) اور وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا (ترجمہ: اور ہر ایک کے لیے توجہ کی ایک سمت مقرر ہے اور وہ اسی طرف چہرہ (رخ) کرتا ہے۔ البقرہ 148) میں وَجْهُ سے اسی روح کی جانب اشارہ ہے۔ یہی وَجْهُ ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کی روح ہے۔ اسی بنا پر یہ روح القدس کہلاتی ہے اور اسی کو روح الارواح، سِرّ الٰہی اور وجودِ حق تعالیٰ کے ساتھ بھی تعبیر کیا جاتا ہے اور یہی امانتِ الٰہیہ ہے۔ اسے روحِ اعظم بھی کہتے ہیں۔ روحِ اعظم ربوبیتِ ذاتِ الٰہی ہے اس لیے ممکن نہیں کہ سوائے اللہ کے کوئی اس کی کنہ تک پہنچ سکے۔ روحِ قدسی کو کسی جہاں یا عالم میں جانے کے لیے اُسی جہان یا عالم کے لباس کی ضرورت ہوتی ہے۔

روحِ سلطانی: روحِ قدسی کو جبروتی لباس پہنا کر عالمِ جبروت میں اتار دیا گیا (عالمِ جبروت کو عالمِ ارواح بھی کہتے ہیں) بلحاظ لباسِ جبروتی اس کا نام روحِ سلطانی ہے۔

روحِ سیرانی یا روحانی: پھر وقتِ مقررہ پر اُسے ملکوتی لباس پہنا کر عالمِ ملکوت میں محفوظ رکھا جاتا ہے تاکہ اسے عالمِ ناسوت میں پہنچایا جا سکے بلحاظ لباسِ ملکوتی اس کا نام روحِ سیرانی یا روحانی ہے۔ کشف، الہام یہیں سے ہوتا ہے اور سچے خواب یہیں سے آتے ہیں۔

روحِ جسمانی یا حیوانی: پھر اسے عالمِ ناسوت کا جامہ پہنایا جاتا ہے جسے روحِ جسمانی یا حیوانی کہتے ہیں اور اس کے لیے عالمِ ناسوت میں جامہ عنصری (گوشت کا جسم جو ہوا مٹی پانی اور آگ سے بنا ہے) تیار کیا جاتا ہے اور اس میں اس روح کو داخل کیا جاتا ہے تاکہ روح عالمِ ناسوت (عالمِ خلق) میں چلنے نہ

Marfat.com

پائے۔اس روح کے دو حصے ہیں (۱) روحِ حیوانی وہ ہوائے لطیف ہے جو عناصر کے بخاراتِ لطیف سے متعدد ہضموں کے بعد پیدا ہوتی ہے اور جسم میں قبولیتِ حیات کی صلاحیت پیدا کر کے اس میں حس و حرکت پیدا کر دیتی ہے یہ گوشت و ہڈیوں میں اس طرح سرایت کیئے ہوئے ہے جس طرح آگ کوئلہ میں۔اسی کے سبب روحِ اصلی کو بدن سے علاقہ ہے اور اسی کے نکل جانے سے بدن مر جاتا ہے کیونکہ روحِ حیوانی ہی کے قلب سے بے تعلق ہو جانے کا نام موت ہے اس بے تعلقی سے انسان کی وہ کیفیت ہو جاتی ہے جو درخت کی جڑیں کاٹ دینے کے بعد ہو جاتی ہے یعنی وہ خشک ہو جاتا ہے اور مر جاتا ہے اس کا اصلی معدن و مرکز قلب و دماغ و جگر ہے بس اسی روح میں طب یا میڈیکل کی ساری تدبیریں چلتی ہیں۔ارواح کے دوسرے جو اجزاء ہیں نہ سائنس کی ان تک نظر پہنچتی ہے اور نہ ان پر کوئی بس چلتا ہے۔اس لیے اسے روحِ طبعی بھی کہتے ہیں۔(۲) روحِ جسمانی روحِ حیوانی پر ایک اضافی چیز ہے اللہ کا ایک نور ہے جس کا پرتو انسان میں روحِ جسمانی پڑ ڈالا جاتا ہے یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ حضرتِ علیم کی شعاعِ علم ہے جو نطفہ انسانی پر چمکتی ہے اور رحمِ مادر میں تخلیقِ انسانی کی تکمیل کا باعث ہوتی ہے اس لیے اسے روحِ انسانی بھی کہا جاتا ہے۔

اب طالب کا روح سے تمام پرت (لباس) اُتار کر عالمِ لاھوت میں روحِ قدسی کے وسیلہ سے دیدار کرنا ہی کامیابی ہے۔غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ نے اپنی کتاب سرالاسرار میں اس کو یوں بیان فرمایا ہے:

- اللہ تعالیٰ نے جب روحِ قدسی کو عالمِ لاہوت میں عمدہ اور حسین صورت میں تخلیق فرمایا تو ساتھ ہی انسان کا ارادہ بھی کر لیا کہ اسے سورۃ التین آیت 5 کے مطابق ''اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ'' کی طرف پھیرا جائے گا تاکہ غلبہ انسیت و محبت کے باعث اسے صدق کے اس مرتبہ عظیم تک پہنچایا جا سکے جو اللہ تعالیٰ کے قرب کا حاصل ہو، یہ مقامِ خاص انبیاء و اولیاء کرام کا ہے۔ہر روحِ قدسی کو پہلے تخمِ توحیدی (اسمِ اَللّٰہُ ذات) کے ساتھ عالمِ جبروت میں پہنچایا جاتا ہے پھر عالمِ ملکوت سے ناسوت (عالمِ خلق) کے لئے محفوظ رکھا جاتا ہے پھر اسے اس ملک کا جامہ (لباس) پہنایا جاتا ہے اور پھر اسے عالمِ ناسوت کی طرف بھیجا جاتا ہے اور اس کے لئے جامہ عنصری تیار کیا جاتا ہے اس لئے کہ روح عالمِ ناسوت یا عالمِ خلق میں جلنے نہ پائے۔
- اصل روح، روحِ قدسی ہے۔
- بلحاظ لباسِ جبروتی اس کا نام روحِ سلطانی ہے۔
- بلحاظ لباسِ ملکوتی اس کا نام روحِ سیرانی یا روحانی ہے۔

Marfat.com

❁ بلحاظ ملکی یا بشری اس کا نام روحِ جسمانی یا حیوانی ہے۔

انسانی کامیابی یہ ہے کہ وہ منازل ومقامات کو طے کرتا ہوا (وطنِ اصلی) عالمِ لاہوت میں پہنچ جائے۔ (سرالاسرار)

اس کو شیخِ اکبر محی الدین ابنِ عربی رحمتہ اللہ علیہ نے یوں بیان فرمایا ہے:

انسان کا ظاہر اس کی صورت اور جسد (جسم) ہے اور انسان کا باطن اس کی روح ہے۔ جسد اور ہے روح اور ہے۔ حالانکہ انسان متکلّم واحد ہے اسی طرح جملہ اضداد انسان میں جمع ہیں یہاں یہ اشارہ بھی ہے کہ اضداد میں جو ضد غالب آجائے اس کی ضدِ متقابلہ مغلوب ہو جاتی ہے۔ انسان کے جسد (جسم) کی پرورش کی جائے اور شجرہ روح کو پانی (ذکر وتصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات) نہ ملے تو روح کا پودا خشک ہو جائے گا اور جسم کا درخت تازہ اور فربہ ہو جائے گا صفاتِ حیوانیت غالب آجائیں گی اور صفاتِ روح مغلوب ہو جائیں گی اسی طرح جب روح کی پرورش (ذکر وتصور اسمِ اَللّٰہُ ذات سے) کی جاتی ہے تو صفاتِ روح صفاتِ بشریت پر غالب آجاتی ہیں۔ (شرح فصوص الحکم والایقان)

❁ دینِ قیّم دراصل روح کے جسم پر غالب آنے کا نام ہے۔ (ایضاً)

اور عالمِ لاہوت تک روح کی پرواز کا ایک ہی نسخہ ہے اور وہ ہے ذکر وتصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات بشرطیکہ مرشد کامل اکمل صاحبِ مسمّٰی سے حاصل ہوا ہو۔ اقبالؒ نے کہا ہے:

اے طائرِ لاہوتی ہے اس رزق سے موت اچھی — جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

امتحان اور بلا

امتحان دراصل اولیاء اللہ اور طالبانِ مولیٰ کے قلوب کا مختلف مصائب وشدید کیفیات میں مبتلا ہونا ہے جو من جانب اللہ ظہور میں آتی ہیں جیسا کہ خوف، غم، ہیبت اور قبض وغیرہ۔ یہ درجہ بڑا اعلیٰ ہے۔

چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے ترجمہ: ''وہ لوگ جن کے دِل تقویٰ کی وجہ سے آزمائش میں مبتلا ہیں بڑی بخشش اور اجر کے مستحق ہیں۔''

بلا سے مراد اولیاء اللہ کا اذیتوں، بیماریوں، غموں اور جسمانی تکلیفوں میں مبتلا ہونا ہے۔ قربِ الٰی اللہ بقدرِ شدّتِ مصائب حاصل ہوتا ہے۔ مصائب اولیاء اللہ کا لباس، طالبانِ مولیٰ کا گہوارہ اور انبیاء کی غذا ہیں۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے:

❁ جماعتِ انبیاء سب سے زیادہ مبتلائے بلا ہوتے ہیں۔

Marfat.com

✿ سب سے زیادہ مبتلائے بلا انبیاء ہوتے ہیں پھر اولیاء اور پھر جو تقویٰ والے ہوتے ہیں۔
بلا وہ آزمائش اور ابتلا ہے جو مومن کی روح اور جسم پر نازل ہوتی ہے جس کی اصل حقیقت نعمتِ حق ہے اور بظاہر ایک پوشیدہ راز۔ اس ابتلا کو برداشت کرنا حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی رضا پر سرِ تسلیم خم کر کے دیدارِ الٰہی تک پہنچنا ہے۔
کفار اور منافقین پر نازل ہونے والی مصیبتیں بلا نہیں ہوتیں وہ ان کی بدبختی ہوتی ہے۔
یاد رہے بلا کا مقام امتحان سے بلند تر ہے۔ امتحان کا اثر فقط دِل پر ہوتا ہے اور بلا کا جسم اور دِل دونوں پر۔

خوف و رجا

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد مبارک ہے: اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَآءِ۔ ترجمہ: مقامِ ایمان خوف اور امید کے درمیان ہے۔
مستقبل میں کسی ناپسندیدہ چیز کی توقع کی وجہ سے دل میں جو الم وحزن اور جلن پیدا ہوتی ہے اسے خوف کہتے ہیں یہ خوف کبھی تو گناہوں کے ارتکاب کی وجہ سے ہوتا ہے اور کبھی اللہ تعالیٰ کی ان صفات کی معرفت کی وجہ سے جو خوف کا باعث بنتی ہیں۔ خوف کی یہ قسم اکمل واتم ہے کیونکہ جس کو اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو جائے تو یقیناً اس میں خوف کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ محبّ کو جامِ محبت اسی وقت پلایا جاتا ہے جب اس کا دل خوف کی بھٹی سے گزر کر پختہ ہو جائے۔
شیخ احمد زروقؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان پر اعتماد کرنے سے دل میں جو سکون کی کیفیت پیدا ہوتی ہے اسے رجا کہتے ہیں لیکن رجا کے ساتھ عمل بھی ضروری ہے کیونکہ بغیر عمل رجاء خود فریبی ہے۔ رجا وہ مقام ہے جس میں سالک کے دل میں سکون واطمینان ہوتا ہے اور وہ چیخنے چلانے سے باز رہتا ہے اور امیدِ رحمت پر رہتا ہے۔ حضرت ابنِ عجیبہ رحمتہ اللہ علیہ نے رجا کے تین مراتب بیان فرمائے ہیں۔

1. عوام کی رجا: عوام کی رجا یہ ہے کہ وہ حصولِ ثواب کے ساتھ حسنِ خاتمہ کے امیدوار ہوتے ہیں یعنی ایسے سالک جن کی عبادات کا مقصود ثواب پانا اور حسنِ خاتمہ، عقبیٰ کی طلب اور اس کو پانا ہی مقصود ہو۔
2. خواص کی رجا: خواص کی رجا یہ ہے کہ وہ رضائے الٰہی اور اس کے قرب کے طالب ہوتے ہیں یعنی اللہ پاک کی رضا ہر کام میں قبول کرتے ہیں۔

Marfat.com

3. خاص الخواص کی رجا: خاص الخواص وہ لوگ ہیں جن کو نہ تو ثواب سے غرض ہے اور نہ عقبیٰ کے طلب گار۔ ان کا مقصود ذاتِ حق ہے اور مشاہدہ حق تعالیٰ اور اسرارِ خداوندی میں ترقی کے طلب گار ہوتے ہیں۔

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''اللہ کا ''خوف'' اس کے عدل سے ہے اور ''رجا'' اس کے فضل سے ہے اللہ تعالیٰ کے دربار میں عزیز ترین آدمی وہ ہے جس میں یہ دونوں چیزیں موجود ہوں''

قبض و بسط

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَاللّٰہُ یَقْبِضُ وَیَبْسُطُ ترجمہ: اللہ تعالیٰ ہی قبض کرتا ہے وہی بسط کرتا ہے۔

قبض و بسط کا معاملہ صاحبِ حال کے لیے ہے۔ قبض کا وجود صفاتِ نفس کے غلبہ کے باعث ہوتا ہے اور بسط صفاتِ قلب کے غلبہ سے ظہور میں آتا ہے۔ جب تک نفس لوامہ رہتا ہے اس کی یہ حالت ہوتی ہے کہ کبھی وہ مغلوب ہوتا ہے اور کبھی غالب اور اسی کشمکش کے نتیجہ میں قبض و بسط کی کیفیات پیدا ہوتی ہیں اور جو صاحبِ نفس ہے وہ اپنے نفس کی وجہ سے تاریک پردے (ظلماتی حجاب) کے تحت ہوتا ہے اور صاحبِ قلب اپنے قلب کی بدولت حجابِ نورانی کے تحت ہوتا ہے (اور اسی اعتبار سے قبض و بسط کا ورود ہوتا ہے) لیکن جب کوئی تمام حجابات سے نکل کر ترقی کرتا ہے تو پھر وہ حال کی قید میں نہیں رہتا اس جگہ پہنچ کر وہ قبض و بسط کی قید سے بھی نکل جاتا ہے اور جب تک قلب کے نورانی وجود سے آزاد رہ کر بارگاہِ قرب میں رہتا ہے تو حجابِ قلب اور حجابِ نفس سے بھی اس کی آزادی رہتی ہے۔ شیخ فارس رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قبض پہلے ہے اور بسط بعد میں۔ پھر ایسا حال آتا ہے کہ نہ قبض رہتا ہے نہ بسط۔ اس لیے قبض و بسط کا ظہور اس وقت ہوتا ہے جب وجود کی حالت پائی جائے اور فنا و بقا کی حالت میں نہ قبض ہوتا ہے نہ بسط۔ عوام جس نشاط کو بسط اور جس رنج و آلام کو قبض سمجھنے لگتے ہیں وہ نفسِ امارہ کی وجہ سے ہوتے ہیں۔

وجد اور غلبہ

وجد ایک ایسا روحانی جذبہ یا تجلّی ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے قلبِ انسانی پر وارد ہو۔ خواہ اس کا نتیجہ خوشی ہو یا غم' اس تجلّی کے وارد ہونے سے قلب کی حالت تبدیل ہو جاتی ہے اور اس کے اندر رجوع الی اللہ کا شوق پیدا ہو جاتا ہے۔ وجد ایک قسم کی فرحت ہے اور یہ اس شخص کو حاصل ہوتی ہے جس کی صفاتِ نفس مغلوب ہوں۔ اس سے تواجد ہے اور تواجد سے مراد ہے ذکر و فکر اور تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے وجد حاصل ہونا اور غلبہ یہ

Marfat.com

ہے کہ وجد کی حالت متواتر طاری رہے۔ وجد برق کی طرح نمودار ہو کر فنا ہو جاتا ہے لیکن غلبہ کی صورت میں برقِ تجلی متواتر نمودار ہوتی رہتی ہے۔ اس وقت طالب کی قوتِ تمیز باقی نہیں رہتی۔ وجد بہت جلد زائل ہو جاتا ہے۔ لیکن غلبہ باقی رہتا ہے اور وہ اسرار کے تحفظ کے لیے ایک مضبوط قلعہ بن جاتا ہے۔

سُکر و مستی اور صحو

روحانی حال یا تجلی خاص کے غلبہ کا نام ''سُکر و مستی'' ہے۔ ''سُکر'' قلب کا جوش وخروش اور ''مستی'' ہے جو ذکر اور تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات یا دیدارِ یار کے موقع پر پیدا ہوتا ہے۔ اس سے طالب بے خود اور بیگانہ ہو جاتا ہے اور حالتِ سُکر و مستی سے واپس آنے کا نام ''صحو'' ہے۔

شیخ واسطیؒ فرماتے ہیں وجد کے چار مقامات ہیں۔ 1. ذہول 2. حیرت 3. سکر و مستی 4. صحو

ان مراتب و مقامات کی مثال ایسے ہے جیسے کوئی شخص سمندر کا حال سنے پھر وہ سمندر کے قریب جائے پھر وہ سمندر میں داخل ہو جائے اس کے بعد وہ سمندر کی لہروں میں گھر جائے۔ اسی تمثیل کے مطابق جس کسی میں حال کا کچھ اثر باقی رہتا ہے اس پر سُکر کا اثر باقی رہتا ہے اور جس کی ہر چیز اپنے مقام پر لوٹ آئے تو اس کی حالت اس وقت حالتِ صحو کی ہوتی ہے۔ بس سُکر و مستی اربابِ قلوب کے لیے ہے اور صحو ان کو نصیب ہوتا ہے جن پر غیبی حقائق کا انکشاف دورانِ سکر و مستی ہوتا ہے۔

خنّاس

خناس کے لفظی معنی ہیں ''چھپ کر حملہ کرنے والا'' سورہ الناس میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے ترجمہ: (اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) فرما دیجئے کہ میں پناہ میں آتا ہوں انسانوں کے ربّ کی۔ تمام انسانوں کے بادشاہ کی۔ تمام انسانوں کے معبود کی اُس وسوسہ ڈالنے والے ''(چھپ کر حملہ کرنے والے) کے شر سے جو لوگوں کے سینوں میں وسوسے ڈالتا ہے۔ خواہ وہ ''جنات'' میں سے ہو یا ''انسانوں'' میں سے۔ (سورۃ الناس)

حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے کہ ''جن شیطان سے انسانی شیطان زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔''

وسوسہ کے معنی دِل میں آنے والے بُرے خیال، شبہ یا گمان کو کہتے ہیں اس کی جمع وساوس یا وسوسے ہیں۔ دِل میں دو دروازے ہیں ایک اوپر ایک نیچے، اوپر کا دروازہ جسم سے متصل ہے اور نیچے کا روح سے۔ خنّاس ان دو

Marfat.com

دروازوں کے اردگرد مکڑی کا جالا سا بُن کر رہتا ہے اور وساوس کو اژدھے کی صورت میں دِل میں پھونکتا رہتا ہے خنّاس کی صورت اژدھے کی مانند ہوتی ہے اس کی دُم پر زہریلے کانٹے ہوتے ہیں جس سے وہ دِل کو مسموم کرتا رہتا ہے اور دِل میں سیاہی پیدا کر دیا کرتا ہے۔ ذکر وتصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے خنّاس مضمحل ہو جاتا ہے اور اس طرح تصفیہ قلب ہو جاتا ہے لیکن ذکر وتصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے غفلت سے خنّاس فربہ ہو جاتا ہے اور اس کی ضرررسانی بڑھ جاتی ہے۔ وساوس کی کئی اقسام ہیں لیکن راہِ فقر میں خنّاس (جن، انسان) کا سب سے بڑا حملہ مرشدِ کامل سے بدگمانی پیدا کرنا ہوتا ہے اور دِل میں مرشد کے بارے میں طرح طرح کے وسوسے چھوڑتا ہے تاکہ طالب کو راہِ فقر سے بدظن کیا جاسکے۔

جیسا کہ اوپر سورہ اَلنَّاس اور حدیث شریف میں بیان کیا گیا ہے کہ خنّاس شیطان کی شکل میں بھی ہوسکتا ہے اور انسانی شکل میں بھی۔ دراصل جس نے آدم کو سجدہ سے انکار کیا اور راندہ درگاہ ہوا اس کا نام ابلیس ہے۔ ابلیس نفس کی جہتِ جلالی وگمراہی کا مظہر ہے اور اُسے انسان پر نفس ہی کے وسیلہ سے کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ شیاطین ابلیس کی اولاد ہیں۔ ابلیس نے نفسِ امارہ پر قابو پا کر عادتِ حیوانیہ کی دنیا میں دِل کی شہوانی آگ سے نکاح کیا تو شیاطینِ جن وانس پیدا ہوئے اور انسانی شیاطین جن شیاطین سے زیادہ قوی اور خطرناک ہوتے ہیں۔ ابلیس کے وجود میں ننانوے (99) مظہر ہیں ان مظاہر میں کئی رنگ ہیں جن کا شمار ناممکن ہے اور پورے طور پر اس کے تمام مظاہر کی تشریح بھی بڑی لمبی چوڑی ہے ہم صرف اس کے سات مظاہر' جو اس کے تمام مظاہر کی اصل ہیں، کا بیان کریں گے۔ ابلیس جب کسی ایک انسان یا انسانوں کے گروہ کو اپنے کسی مظہرِ شیطانی کا مظہر بنالیتا ہے تو وہ انسان یا گروہِ انسانی اس دنیا میں انسانوں کو گمراہ کرنے والے انسان بقلب شیطان ہوتے ہیں۔ انہی کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ ''انسانی شیطان جن شیطان سے زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔''

پہلا مظہر: اس مظہر میں وہ کفار اور مشرکین پر ظاہر ہوتا ہے اور وہ انہیں اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے معبودوں کی عبادت پر آمادہ کرتا ہے اور اس میں انہیں پختہ کر کے چھوڑ دیتا ہے۔

دوسرا مظہر: دنیا اور اس کی شہوات اور لذتیں ہیں جن میں وہ عام مسلمانوں پر ظاہر ہوتا ہے اولاً وہ انہیں امورِ شہوانی کی محبت اور لذّتِ حیوانی کی رغبت، جن کا طبیعت ظلماتی تقاضا کرتی ہے، میں مبتلا کر کے گمراہ کرتا ہے حتیٰ کہ اِن کو اندھا کر دیتا ہے اور وہ دنیا کی محبت میں غرق ہو جاتے ہیں اور ہمیشہ کے لیے اس کی طلب میں مگن ہو جاتے ہیں اور اس کے چیلے یا اس کے مظہر بن جاتے ہیں۔

Marfat.com

تیسرا مظہر: اس میں وہ صالحین کے اعمال میں ظاہر ہوتا ہے اِن کے اعمال و کردار کو ان کی نظر میں مزّین کرتا ہے جس سے اِن کے دِلوں میں عُجب (خود پسندی) پیدا ہوتا ہے۔ پھر جب اِن کو اپنے نفوس اور اعمال اچھے معلوم ہوتے ہیں تو وہ اپنی حالت پر مغرور ہو جاتے ہیں اور کسی نصیحت کو قبول نہیں کرتے۔ عُجب (خود پسندی) کے بارے میں تفصیلی بیان ''متفرق'' (حصہ اوّل) میں موجود ہے۔

چوتھا مظہر: اعمال کا دارومدار چونکہ نیت پر ہے اس مظہر میں وہ نیتوں پر ظاہر ہوتا ہے اور نیتوں کو بگاڑ دیتا ہے۔ جو عمل خالص اللہ تعالیٰ کے لیے کیا جارہا ہوتا ہے اس میں وہ دکھاوے کی حالت پیدا کرتا ہے اس میں وہ عابدوں، زاہدوں اور شہداء پر ظاہر ہوتا ہے اُن کے دِل میں یہ بات ڈالتا ہے کہ تیرے اعمال اچھے ہیں اسے لوگوں پر ظاہر کرتا کہ لوگوں میں بھی نیک عمل کی رغبت پیدا ہو اور تیرے معتقد بنیں اور تیری پیروی کر کے ہدایت پائیں رفتہ رفتہ ان کی نیت کو فاسد کر کے انہیں ہلاک کر دیتا ہے۔ ریاکاری کا مکمل بیان ریاکاری کے باب میں گزر چکا ہے۔

پانچواں مظہر: پانچواں مظہر شیطان کا علم ہے جو اس کی اصل ہے۔ علم چونکہ اس کی اصل ہے اس لیے اس وار سے بچنا بڑا مشکل ہے۔ اس میں وہ علماء پر ظاہر ہوتا ہے۔ علماء پر بمقابلہ اَن پڑھ کے اُسے بڑی جلدی کامیابی حاصل ہوتی ہے ابلیس قسم کھاتا ہے کہ ایک اَن پڑھ کے مقابلے میں ہزار قوی الایمان علماء کو بہکانا اس کے لیے آسان ہے۔ اس کی سب سے بڑی مثال فرقوں اور مسالک کی ہے کہ ہر فرقہ اور گروہ کی بنیاد کسی نہ کسی عالم نے ہی تو رکھی ہے۔

چھٹا مظہر: اس میں وہ صادق سالکین، طالبوں اور مریدوں پر ظاہر ہوتا ہے ان کی عادات کو آرام طلبی کی طرف مائل کر کے اِن کی ہمتوں کو پست کرتا ہے تا کہ وہ راہِ فقر میں پست ہمت ہو کر غفلت میں مبتلا ہو جائیں۔

ساتواں مظہر: اس میں وہ صدیقین واولیاء اللہ وعارفین پر ظاہر ہوتا ہے سوائے ان لوگوں کے جن کو خدا محفوظ رکھتا ہے۔ مقربین اس کی مکاریوں کو پہچان لیتے ہیں اور اس کے اثر سے بالکل محفوظ رہتے ہیں بلکہ جب یہ لوگ اس کا مکر پہچان لیتے ہیں تو یہ شناخت اُن کی مزید ترقی کا باعث ہوتی ہے۔

ابلیس ہر ادنیٰ و اعلیٰ پر موت کے وقت تک ظاہر ہوتا رہتا ہے اور اعتقادات و تجلّیات میں وسوسے ڈالتا رہتا ہے۔

خنّاس کے حسبِ ذیل ہتھیار ہیں:

۱۔ غفلت اس کی تلوار ہے۔ (اس کا مکمل بیان ''متفرق'' حصہ اوّل میں ہے) ۲۔ شہوت اس کا تیر ہے۔ (اس کا مکمل بیان ''متفرق''

Marfat.com

حصہ اول میں ہے) ۳۔ ریاست[1] اس کا قلعہ ہے۔ ۴۔ جہل اس کی سواری ہے۔ ۵۔ لہو ولعب، عیش وعشرت، شراب و شباب اور فضول قصے کہانیاں اس کے ہتھیار ہیں۔ ۶۔ عورتیں اس کا گروہ ہیں جس سے زیادہ زبردست ہتھیار اس کے پاس اور کوئی نہیں۔

ابلیس کے حملہ کرنے کے خاص خاص موسم اور اوقات ہیں جن میں اس کی مصروفیات بڑھ جاتی ہیں اور اُسے کامیابیاں زیادہ ہوتی ہیں اُن میں ایک رات ہے، غصہ کا وقت ہے، تہمت اور جھگڑے کا وقت ہے۔ گمراہ کرنے میں ابلیس کسی خاص روش کا پابند نہیں کسی خاص معصیت پر وہ مُصر نہیں ہوتا، کسی متعین ومخصوص گمراہی میں وہ کسی کو کھینچ کر لانے کی مسلسل کوشش نہیں کرتا۔ ایک گناہ میں پھانسنے کی کوشش میں اُسے ناکامی ہوتی ہے تو دوسرے، اور دوسرے میں ناکامی ہوتی ہے تو تیسرے میں پھانسنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہاں تک کہ زندگی بھر اس کوشش میں لگا رہتا ہے۔ اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ انسان گمراہ ہو خواہ کسی طریقہ سے بھی ہو اور معصیت میں مبتلا ہو خواہ کوئی بھی معصیت ہو۔

یاد رہے کہ نفس بھی چھپ کر حملہ آور ہوتا ہے اور نہایت ضدی اور ہٹی ہے جس لذت کی چاٹ اسے پڑ جاتی ہے یا جو خواہش اس میں پیدا ہو جاتی ہے اس پر اڑ جاتا ہے اور ہر طرف سے انسان کو گھیر کر اسی خواہش اور لذت کی طرف لانے کی کوشش کرتا ہے چونکہ نفس کی اصل خراب اور گمراہ نہیں ہے اس لیے ناکامیوں کی مسلسل ٹھوکریں اور ہدایت کے نور سے اس کی اصلاح کا مرحلہ شروع ہو جاتا ہے۔ جبکہ خنّاس (جن، انسان) کے نصیب میں یہ نہیں ہے۔ نفس کے بارے میں مکمل بیان ''نفس'' کے باب میں گزر چکا ہے۔

خرطوم

خرطوم کے لغوی معنی تیز نشے والی انگوری شراب کے ہیں لیکن اس سے مراد کوئی بھی خلافِ شریعت و طریقت وفقر ایسا خبط ہے جو ذہن پر اس طرح چھا جائے کہ ہر روحانی اور اخلاقی احساس کو ختم کر ڈالے۔ شریعت اور فقر کے اپنے اصول وضوابط اور قاعدے قوانین ہیں جن پر چل کر ہی انسان اپنی منزل تک پہنچتا ہے۔ اگر ان اصول وضوابط کے خلاف کوئی خبط ذہن پر سوار ہو کر پختہ ہو جائے تو اُسے خرطوم کہتے ہیں۔

خطرات

حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ خطرات سے بچنے کی بھی اپنی تصانیف میں تلقین فرماتے ہیں۔ ان

[1] حکمرانی، طاقت، سرداری

Marfat.com

خطرات کی تفصیل اس طرح سے ہے:

خطرۂ نفس: جس کا کام جائز و ناجائز خواہشات اور شہوات پر آمادہ کرنا ہے اس کا ''ذکر نفس'' میں گزر چکا ہے۔

خطرۂ شیطان: مختلف حیلوں بہانوں سے گمراہ کرتا ہے۔ اس کا ذکر ''خناس'' میں گزر چکا ہے۔

خطرۂ فرشتہ: اس کا مطلب ہے کہ بعض اوقات ابتدائے حال میں فرشتہ بد اعمال سے روکے اور اطاعتِ الٰہی اور نیک اعمال کی طرف راغب کرے لیکن طالب اس میں تمیز نہ کر سکے۔

خطرۂ عقل: عقل کے دو رُخ ہیں کبھی اس جانب انسان کو راغب کرتی ہے جو نفس اور شیطان چاہتے ہیں اور کبھی ان امور کی طرف راہنمائی کرتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا ہے ان میں تمیز کرنا طالب کا کام ہے۔

خطرۂ قلب: اس کا منشا نیکی اور قربِ الٰہی کی جانب متوجہ کرنا ہے یہ اسی وقت ممکن ہے جب قلب ہر لمحہ ذکرِ الٰہی میں محو ہو اس لیے اس کو مستحسن اور محمود کہا گیا ہے۔

خطرۂ یقین: یہ بہت بڑا سِر اور راز ہے اس کو روح الایمان کہا جاتا ہے' یہ خطرہ فقراء' صدیقین' اولیاء' اصفیاء' صالحین کو اُن کے درجہ کے مطابق حاصل ہوتا ہے اس کے بھی تین درجے ہیں۔ علم الیقین' عین الیقین اور حق الیقین۔ ان کا بیان پہلے ایک مضمون میں گزر چکا ہے۔

تقویٰ

تقویٰ کے لغوی معنی پرہیزگاری اور اللہ تعالیٰ سے ڈرنا کے ہیں لیکن تقویٰ اصل میں قلب (باطن) کا اللہ تعالیٰ کے قریب ہونے کا نام ہے۔ جس قدر کسی کا قلب (باطن) اللہ تعالیٰ کے قرب میں ہوتا ہے وہ اسی قدر متقی ہوتا ہے نبی اکرم ﷺ سے ایک بار تقویٰ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے انگلی سے دل کی طرف اشارہ کر کے فرمایا تقویٰ یہاں ہوتا ہے۔ حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ تقویٰ کے بارے میں فرماتے ہیں:

''متقی ہونا ظاہری ریاضت سے تعلق نہیں رکھتا کہ ظاہری ریاضت تو کافر اور منافق بھی بہت زیادہ کرتے ہیں۔ ہمیں اس کے خلاف چلنا ہے کہ مومن عارف رازِ الٰہی کی راہ پر چلتا ہے جو اسمِ اَللّٰہُ ذات سے کھلتی ہے اور تقویٰ اسمِ اَللّٰہُ ذات کی طے میں ہے۔ تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات و تصورِ اسمِ اعظم کے بغیر تقویٰ اور مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری ہرگز حاصل نہیں ہوتی خواہ سنگِ ریاضت سے سر ہی کیوں نہ پھوڑ لیا جائے۔

Marfat.com

باھُوؒ! بہراز خدا تقویٰ نما بے ریا تقویٰ بہ برد جانب خدا

ترجمہ: اے باھُوؒ رضائے الٰہی کی خاطر تقویٰ اختیار کر کہ بے ریا تقویٰ ہی بارگاہِ حق میں پہنچاتا ہے۔

جسے بھی تقویٰ نصیب ہوا اسمِ اَللّٰہُ ذات ہی سے ہوا۔ اسمِ اَللّٰہُ ذات سے چار اسم ظاہر ہوتے ہیں اول اسمِ اَللّٰہُ جس کا ذکر بہت ہی افضل ہے جب اسمِ اَللّٰہُ سے ''ا'' جدا کیا جائے تو یہ اسمِ لِلّٰہ بن جاتا ہے اسمِ لِلّٰہ کا ذکر فیضِ الٰہی ہے جب اسمِ لِلّٰہ کا پہلا ''ل'' جدا کیا جائے تو یہ اسمِ ''لَہٗ'' بن جاتا ہے اسمِ ''لَہٗ'' کا ذکر عطائے الٰہی ہے جب دوسرا ''ل'' بھی جدا کر دیا جائے تو یہ ''ھُو'' بن جاتا ہے اور اسمِ ''ھُو'' کا ذکر عنایتِ الٰہی ہے چنانچہ فرمانِ حق تعالیٰ ہے ''نہیں ہے کوئی معبود سوائے ھُو (ذاتِ حق تعالیٰ) کے۔'' (البقرہ 255) ''اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس'' (محک الفقر کلاں)

نبوت اور ولایت

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتب میں ایک حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوں رقم فرمائی ہے اَلْوِلَایَۃُ اَفْضَلُ مِنَ النَّبُوَّۃِ (ولایت نبوت سے افضل ہے) اس حدیث شریف کو ظاہر پڑھ کر یوں لگتا ہے کہ اولیاء کرام کو انبیاء سے افضل کر دیا گیا ہے لیکن یہ بات درست نہیں ہے اور یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ تمام بنی نوع انسان میں انبیاء کرام کا مرتبہ سب سے بلند ہے کسی امت کا کوئی ولی کسی نبی کے مرتبے کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔ حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ محک الفقر کلاں میں فرماتے ہیں ''مراتبِ نبوت پر انبیاء کے علاوہ کوئی نہیں پہنچ سکتا'' اس حدیثِ کریم کی شرح اس طرح سے ہے کہ انبیاء کرام کا انتخاب طالبانِ مولیٰ ولی اللہ سے کیا گیا ہے اگر کوئی نبی پہلے سے طالبِ مولیٰ ولی اللہ نہ ہوتا تو وہ نبی بھی نہ ہوتا اس حدیث کا مطلب کہ ولایت نبوت کی جڑ ہے۔ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''ہر ولی نبی یا رسول نہیں جبکہ ہر نبی و رسول ولی ضرور ہے۔'' شیخ اکبر فرماتے ہیں کہ ''جب یہ کہا جاتا ہے کہ ولی نبی سے افضل ہے تو اس سے یہ مراد نہیں کہ ایک ولی اللہ نبی سے افضل ہے بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ نبی و رسول باعتبارِ ولایت کامل تر ہے اس اعتبار سے کہ وہ نبی یا رسول ہے بالفاظِ دیگر نبی کی ولایت نبی کی نبوت سے افضل ہے کیونکہ نبوت کی اصل اور حقیقت ولایت ہے۔ (شرح فصوص الحکم والایقان)

تلوین و تمکین

تلوین مقامِ طلب ہے جس میں طالب پر جذب کی حالتیں آتی جاتی رہتی ہیں اور مغلوب الحالی کے

Marfat.com

دورے رہتے ہیں۔ تمکین مقامِ استقرار ہے اس مقام پر طالب صاحبِ مقام ہوتا ہے اور مغلوب الحال نہیں ہونے پاتا۔ اس کی سب سے بڑی مثال زنانِ مصر ہیں جنہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر مدہوشی میں اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے تھے یہ مقامِ تلوین میں تھیں۔ زلیخا بھی اس وقت موجود تھی حضرت یوسف علیہ السلام کے حُسن کی مبصر تھی اور ان تمام عورتوں سے زائداُن کی عاشق تھی مگر حضرت یوسف علیہ السلام کے مسلسل مشاہدہ نے اسے اس قسم کے مناظر کا متحمل بنا دیا تھا چنانچہ وہ نہ بے ہوش ہوئی اور نہ اس نے اپنے ہاتھ کاٹے اور نہ اس کی زبان سے بے ساختہ کوئی کلمہ نکلا۔ حالانکہ اس کا عشق روز افزوں ترقی پر تھا اور ترقی پر رہا۔ زلیخا مقامِ تمکین میں تھی۔ مقامِ تمکین میں سالک انبیاء علیہم السلام کے کمالاتِ معنوی سے فیض یاب ہوتا ہے لیکن مقامِ تلوین میں وہ ان کمالات سے محروم رہتا ہے۔

مرتبہ نعم البدل

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ اپنی تصانیف میں کئی مقامات پر فرماتے ہیں کہ ''مرشد طالب کو مرتبہ نعم البدل عطا کرتا ہے'' اس سے مراد یہ ہے کہ مرشد طالب کی فطرت کو تبدیل کرتا ہے حالانکہ مشہور ہے کہ فطرت کبھی بدلتی نہیں ہے لیکن فقر میں ایسا ممکن ہے۔ جیسا کہ آپ ''فقر'' کے باب میں پڑھ چکے ہیں کہ ''فقر'' میں تربیت کا آغاز باطن سے ہوتا ہے اور باطن ہی فطرت ہے مرشد طالب کے باطن کو اسمِ اَللّٰہُ ذات کے ذکر اور تصور کے ذریعے توجہ سے خصائلِ رذیلہ سے پاک کر کے خصائلِ حمیدہ سے منور کر دیتا ہے یہ نعم البدل کا پہلا مرتبہ ہے اور اس مرتبہ کی انتہا یہ ہے کہ طالب اور مرشد کی ذات یکتا ہو جاتی ہے۔ مرشد کامل کی اولاد تین طرح کی ہوتی ہے۔

۱۔ اولادِ صلبی: نسبی یا عصبی اولاد مراد ہے اور یہ نسبت ہر بیٹے کو اپنے باپ سے حاصل ہے۔

۲۔ اولادِ معنوی: یہ وہ طالب ہیں جو اپنے دِلوں کو اپنے مرشد کے دِل کے تابع کر کے مرشد کے دِل کی طرح بنالیں اور اپنی اپنی طلب کے مطابق نعمتِ فقر حاصل کر لیں۔ ایسے طالب اپنے مرشد کی معنوی اولاد ہوتے ہیں۔

۳۔ فرزندِ حقیقی: اس سے وہ دِل کا محرم طالبِ مولیٰ مراد ہے جو حُسنِ متابعتِ مرشد کی برکت سے کمال کو پہنچ جائے اور مرشد اور طالب کی ذات یکتا ہو جائے۔ یہی مرتبہ نعم البدل اصلی ہے جو مرشد طالب کو اپنے جیسا

Marfat.com

بنا کر عطا کرتا ہے۔ یہاں پر مرشد کی ذات طالب کی ذات بن جاتی ہے بقول بابا بلھے شاہ:

جیہڑا سانوں سیّد سدّے دوزخ ملن سزائیاں جو کوئی سانوں ارائیں آکھے بہشتی پینگاں پائیاں

(بابا بلھے شاہؒ صاحب کے مرشد ارائیں تھے اور آپ رحمتہ اللہ علیہ سیّد ہیں۔ جب آپؒ کو مرتبہ نعم البدل ملا تو آپؒ فرماتے ہیں جو ہمیں سیّد کہہ کر پکارے اُسے دوزخ کی سزا ملے اور جو ہمیں ارائیں کہے اللہ تعالیٰ اُسے بہشت عطا فرمائے)

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ اس کو یوں بیان فرماتے ہیں:

جے توں چاہیں وحدت ربّ دی، مَل مُرشد دِیاں تلیاں ھُو
مُرشد لطفوں کرے نظارہ، گل تھیون سبھ کلیاں ھُو
اِنہاں گُلاں وِچوں ہِک لالہ ہوسی، گل نازک گل پھلیاں ھُو

آپ رحمتہ اللہ علیہ تمام سالکین کو تاکید فرما رہے ہیں کہ اگر تُو وحدتِ حق تعالیٰ (وصالِ الٰہی) حاصل کرنا چاہتا ہے تو ظاہر و باطن سے مرشد کی اتباع کر۔ اگر مرشد کامل نے توجہ فرمائی تو تمام صادق طالب جو کلیوں کی مانند ہیں، پھول بن جائیں گے یعنی اپنے کمال کو پہنچ جائیں گے اور اُن میں توحید کی خوشبو ہوگی (وہ اولادِ معنوی ہوں گے) مگر اِن تمام پھولوں کا سرتاج ایک پھول ہوگا جسے لالہ کہتے ہیں اور لالہ ایک ایسا پھول دار پودا ہے جو سیدھا اوپر کو ہی جاتا ہے اور دیگر پھولدار پودوں کی طرح زمین کی طرف ہرگز نہیں جھکتا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے فرمانے کا مقصد یہ ہے کہ طالبانِ مولیٰ میں ایک طالب ایسا ہوتا ہے جو کہ بالکل مرشد ہی کی ذات ہوتا ہے یا مرشد ہی اس کے لباس میں مُلتبس ہوتا ہے اور دوسرے تمام طالبوں کے مقابلے میں علمِ توحید میں الگ، خاص اور نمایاں مقام رکھتا ہے یعنی وہ فرزندِ حقیقی اور مرشد کا روحانی وارث ہے۔ اس حدیثِ پاک مَنْ سَلَكَ عَلٰى طَرِيْقِىْ فَهُوَ اٰلِىْ (جو چلا میری راہ، وہی میری آل ہے) میں اسی طرف اشارہ ہے۔

امانت

امانت سے مراد امانتِ الٰہیہ، خلافتِ الٰہیہ، نیابتِ الٰہیہ یا خزانہ فقر ہے۔

وہ بارِ امانت جس کے متحمل ہونے کی صلاحیت آسمان و زمین نے اپنے میں نہ پائی اور جس کی تاب پہاڑ نہ لا سکے اور جو بوجھ نہ صرف آسمان بلکہ آسمان والوں سے بھی نہ اٹھ سکا اور حضرتِ انسان نے اس بوجھ کو

Marfat.com

اٹھالیا وہ ظہورِ وجود یعنی ''ظہورِ ذات مَعَ الاسماء وصفات'' ہے اس کو اسمِ اَللّٰهُ ذات بھی کہا گیا ہے کیونکہ اسمِ اَللّٰهُ ذات عین ذات پاک ہے اور بصورتِ بشریت وہ انسانِ کامل ہے۔

''اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَ حَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ط اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا'' (الاحزاب۔72)

ترجمہ: ''ہم نے بارِ امانت کو آسمانوں زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا۔سب نے اس کے اٹھانے سے عاجزی ظاہر کی لیکن انسان نے اسے اٹھالیا۔بے شک وہ اپنے نفس کے لیے ظالم اور نادان ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنی امانت کو آسمانوں زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا مگر انہوں نے اور اُن میں رہنے والوں نے اُسے قبول نہ کیا۔ہم ایک کثیف دیوار کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں اور اپنے چہرہ کو اس کے سامنے کرتے ہیں مگر وہ دیوار ہمارے چہرہ کے عکس کو قبول نہیں کرتی۔ہم اُسے ایک لطیف اور شفاف شیشہ کے سامنے کرتے ہیں لیکن وہ بھی پرتو کو قبول نہیں کرتا پھر ہم اپنے چہرے کو ایک ایسے آئینہ کے سامنے پیش کرتے ہیں جو ایک طرف سے تو نہایت اُجلا صاف اور چمکدار ہے اور دوسری طرف اس کے زنگار لگی ہوتی ہے تو وہ فوراً اسے قبول کر لیتا ہے اور ہمارے چہرے کا عکس اس میں نہایت صفائی اور سچائی کے ساتھ آجاتا ہے۔قبول کر لینے کے معنی یہ ہیں کہ آئینہ زنگاری میں عکس کو نمایاں کرنے کی صلاحیت ہے جس کا اظہار اس نے ہمارے چہرے کے سامنے آتے ہی کر دیا۔شفاف آئینہ (شیشہ) یا دیوار میں یہ صلاحیت نہ تھی اسی طرح اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کے پرتو کو نہ آسمان نے قبول کیا نہ آسمان والوں نے کیونکہ وہ مثل شفاف آئینوں (لطیف) کے تھے اور نہ زمین اور زمین والوں اور پہاڑ اور پہاڑ کی چیزوں نے اُسے قبول کیا کیونکہ مثل کثیف دیوار کے تھیں۔انسان نے اسے فوراً قبول کر لیا کیونکہ انسان مثل آئینہ زنگاری کے ہے اس کے ایک جانب لطافتِ نورانی اور دوسری جانب کثافتِ ظلماتی ہے۔یعنی انسان میں خیر و شر دونوں ہیں۔ظَلُوْمًا جَهُوْلًا سے یہی مراد ہے کہ انسان میں اس بارِ گراں کے تحمل کی استعداد تھی ظلوماً سے یہاں مراد ظلم نہیں بلکہ ظلمت ہے اور ظلمت ضد ہے نور کی۔تخلیقِ کائنات میں انسان سب سے آخری مخلوق ہے اور تنزلات کا یہ انتہائی مرتبہ ہے انسان کے بعد کوئی چیز پیدا نہیں ہوئی اس کے ایک جانب کثافت (ظلمت) ہے جو زنگار کا کام دیتا ہے دوسری طرف نورِ لطافت ہے جو آئینہ کا کام دیتا ہے اسی لیے انسان نے وجودِ حق کو قبول کر لیا۔

انسان جہول اس حیثیت سے بھی ہے کہ وہ غیر حق سے جاہل ہے بوجہ معرفتِ تامہ کے جو کہ نتیجہ ہے جامعیت کا، وہ ماسوئی سے روگرداں ہے اور ہر چیز کو حق کی جانب سے پہچانتا ہے اور حق ہی کی روشنی سے دیکھتا ہے اور

Marfat.com

مراتبِ ممکنات کو اعتباری جانتا ہے تو ظلوماً جھولاً گویا ذم کے پردہ میں انتہا کی مدح ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیفہ کے حق میں فرمائی ہے۔ اب جب یہ سمجھ لیا گیا کہ وہ امانت کیا ہے جس کا انسان حامل ہے تو یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ امانت ہمیشہ پرائی ہوا کرتی ہے اور امین کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ پرائی امانت میں اپنا کوئی ذاتی تصرف کرے۔ مالکِ امانت کی رضا کے مطابق اس امانت کا استعمال تو جائز ہوگا مگر مالک کی رضا کے خلاف اُسے استعمال میں لانا صریح خیانت ہوگی۔ پرائی چیز کو اپنی سمجھ لینا حماقت ہے پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ امانت کو اُس کی اس اصل حالت میں لوٹانا لازم ہے جس حالات میں وہ عطا کی گئی ہو۔ اب انسان کو امانت تو احسن تقویم میں عطا کی گئی اور اُسے امانت کو سنبھالنے کے لیے اسفل سٰفلین میں بھیج دیا گیا۔ یہاں امانت کو چھپانے کا اہتمام بھی قلب کے پردوں میں کیا گیا اور اس کو اس طرح چھپا دیا گیا کہ اس پر نفس کی تاریکی کا پردہ ہے اور اس امانت میں خیانت کروانے کے لیے شیطان اور دنیا مصروفِ کار ہیں۔ اب انسان جب امانت کو اسی حالت میں جس حالت میں اُسے ملی تھی' واپس لے جائے گا تو وہ کامیاب ہوگا ورنہ امانت کو ضائع کر بیٹھے گا اور روزِ قیامت خیانتِ امانت کا مجرم ہوگا۔ اس امانت کو کامیابی سے واپس لے جانے کا طریقہ کتاب میں ترتیب وار بیان ہو چکا ہے۔

نظامِ تکوین

حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں جو کچھ ہے یہ سب باطنی پرتو ہے۔ تصوف سے یہ بات ثابت ہے کہ باطنی طور پر بھی ایک نظامِ حکومت موجود ہے جسے اللہ تعالیٰ کے خاص بندے چلا رہے ہیں اور دنیا میں جو کچھ وقوع پذیر ہونا ہوتا ہے وہ اس نظامِ تکوین کے تحت باطن سے ظاہر میں منتقل کر دیا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت سخی سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کوئی تفصیل اپنی تصانیف میں بیان نہیں فرماتے۔ اس کی طرف اشارہ ضرور فرماتے ہیں:

1. حضرت خضر اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ جو سورہ الکھف میں بیان ہوا ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ حضرت خضر علیہ السلام کو نظامِ باطن یعنی نظامِ تکوین کا نمائندہ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ظاہر کا نمائندہ بتلاتے ہیں۔

2. پھر ایک حدیث مبارکہ جس میں چالیس ابدال کا ذکر ہے جس میں سے 20 شام اور 20 عراق میں ہوں گے کا ذکر آپ رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب عین الفقر اور دوسری کتب میں فرماتے ہیں۔

3. پھر ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی اس حدیث مبارک کا ذکر ہے جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ خدا کے تین سو بندے ایسے ہیں جن کے قلوب آدم علیہ السلام کی مانند ہیں اور چالیس ایسے ہیں جن کے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مانند ہیں سات ایسے ہیں جن کے قلوب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قلب پر ہیں پانچ ایسے ہیں جن کے

Marfat.com

قلوب حضرت جبرائیل علیہ السلام کے قلب پر ہیں۔ تین ایسے ہیں کہ جن کے قلوب حضرت میکائیل علیہ السلام کے قلب پر ہیں اور ایک بندہ ایسا ہے جس کا قلب حضرت اسرافیل علیہ السلام کے قلب پر ہے۔ یہ حدیث مبارکہ بھی آپ رحمتہ اللہ علیہ نے کچھ کتب میں درج فرمائی ہے۔ ان کی تعداد 356 بنتی ہے۔ نظامِ تکوین کے متعلق جامع تذکرہ آپؒ کی کتاب محک الفقر کلاں میں ملتا ہے۔ آپ رحمتہ اللہ فرماتے ہیں:

''منافع'' میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میری امت میں چالیس ابدال ہمیشہ موجود رہیں گے بائیس شام میں اور اٹھارہ عراق میں' اُن میں سے جب کوئی فوت ہوگا تو اُس کی جگہ خلق میں سے کسی کو ابدال بنا دیا جائے گا' یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔'' ابدالوں کی یہ تعداد چالیس سے ہرگز کم نہ ہوگی اور جب قیامت قائم ہونے کو آئے گی تو اُنہیں دنیا سے یکبارگی اُٹھا لیا جائے گا۔ اس کے علاوہ تین سو چھپن اسامی اولیاء اللہ بھی ہیں جو ہر زمانے میں موجود رہتے ہیں' زمانہ ان سے کبھی خالی نہیں رہتا۔ اُن میں سے تین سو ابطال ہیں' چالیس ابدال ہیں' سات سیاحین ہیں' پانچ اوتاد ہیں' تین قطب ہیں اور ایک غوث ہے۔ پس معلوم ہوا کہ اس مرتبے کے اولیاء کی تعداد کسی وقت بھی تین سو چھپن سے کم نہیں ہوتی البتہ آفات واحیان کے مواقع پر اس تعداد میں اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ ان میں سے پہلے نمبر پر تین سو اولیاء اللہ ہیں جنہیں اصطلاحِ سلوک میں ابطال کہتے ہیں، انہوں نے راہِ ہوا و ہوس کو باطل کر رکھا ہے۔ دوسرے نمبر پر چالیس اولیاء اللہ ہیں جنہیں ابدال کہتے ہیں۔ انہوں نے اپنے اخلاقِ ذمیمہ کو اخلاقِ حمیدہ میں تبدیل کر رکھا ہے۔ تیسرے نمبر پر اہلِ سیاحت ہیں۔ اُن کی تعداد سات ہے۔ اُن کا کام سیر وسفر اختیار کر کے اللہ تعالیٰ کی مرضی وارادہ کے مطابق خلقِ خدا کی کارسازی ہے' وہ اسی کام میں مشغول رہتے ہیں۔ ان مذکورہ بالا تین سو سنتالیس حضرات میں سے کوئی بھی مقامِ ارشاد پر فائز نہیں ہوتا۔ ان کے علاوہ نو اولیائے اللہ اور ہیں جو صاحبِ ارشاد ہیں۔ اُن کی حقیقت تجلیاتِ ذاتیہ واسمائے صفاتیہ کے بوجھ سے دب کر مضمحل و ناچیز ہو جاتی ہے اور حضرتِ واجب الوجود (ذاتِ حق) تکمیلِ ناقصاں کی خاطر بارہا ان کی تنزلی فرماتا ہے جس سے ان کے مراتب میں تفاوت پیدا ہوتا رہتا ہے۔ ان میں سے پہلے پانچ حضرات وہ ہیں کہ جنہیں اوتاد کہتے ہیں' پھر تین حضرات وہ ہیں کہ جنہیں اقطاب کہتے ہیں اور ایک قطب الاقطاب ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جانشین ہوتا ہے۔

ایک اہم اور ضروری بات

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی تصانیف میں اسمِ اَللّٰہُ ذات کا ذکراتنی

Marfat.com

کثرت سے اور بار بار کیا ہے کہ تکرار محسوس ہوتی ہے لیکن یہ اس لیے ہے کہ آپؒ اسے فقر کا معدن اور مخزن قرار دیتے ہیں اور پھر آپ اسمِ اَللّٰہُ ذات کی چاروں منازل اَللّٰہُ ، لِلّٰہ ، لَہٗ اور سلطان الاذکار ھُوْ کا بھی ذکر فرماتے ہیں لیکن آپ رحمتہ اللہ علیہ نے کسی کتاب میں کسی جگہ بھی نہ ہی ذکر کا، نہ ہی تصور کا اور نہ ہی مشقِ مرقومِ وجودیہ کے طریقہ کا ذکر کیا ہے۔ بات اصل میں یہ ہے کہ مرشدِ کامل اکمل صاحبِ مسمّٰی کی بیعت کے بغیر ذکر، تصور اور مشقِ مرقومِ وجودیہ اسمِ اَللّٰہُ ذات کے نتائج طالب کے لیے الٹ بھی نکل سکتے ہیں۔ میری ملاقات اس سلسلہ میں کثیر لوگوں سے ہو چکی ہے جو خود بخود کتب پڑھ کر اپنی عقل اور سمجھ کے مطابق ذکر، تصور اور مشقِ مرقومِ وجودیہ اسمِ اَللّٰہُ ذات کر کے پریشانی میں مبتلا ہوئے۔ یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ سلطان العارفین جتنا ذکر اپنی کتب میں اسمِ اَللّٰہُ ذات کی افادیت کا کرتے ہیں اس سے کہیں زیادہ مرشدِ کامل کی راہبری کی اہمیت بھی واضح کرتے ہیں۔ اس لیے پہلے مرشد کامل اکمل صاحبِ مسمّٰی ضروری ہے۔ اسی طرح آپ رحمتہ اللہ علیہ کی تصانیف میں تصور کے لیے اور جسم کے مختلف حصوں پر لکھنے کے لیے نقش ملتے ہیں جن میں قرآنی آیات بھی درج ہوتی ہیں ان کو سمجھنے کے لیے مرشد کامل اکمل صاحبِ مسمّٰی کی راہبری ضروری ہے کیونکہ ان کا تعلق تعلیمِ باطن سے ہے اور راہِ باطن میں جس کا مرشد نہ ہو اس کا مرشد شیطان ہوتا ہے۔ میں نے دو تین ایسے پیر بھی دیکھے ہیں جو سروری قادری ہونے کا دعویٰ رکھتے تھے لیکن انہی نقشوں کو تعویزات کی صورت میں لکھ کر لوگوں کو دیتے اور مال کماتے تھے۔ یہ بات یاد رکھیں کہ مرشد کے بغیر باطن کا کوئی مقام کھل جائے تو رَجعت اور شیشہ عقل کے ٹوٹ جانے کا خطرہ ہوتا ہے اور اگر برداشت کر لے تو ساری زندگی اسی مقام پر اٹکا رہتا ہے۔ میری ملاقات ایسے دو اشخاص سے ہوئی ہے جن میں سے ایک پر کشف القلوب (اور راہِ فقر میں یہ راہزن ہے) کا مقام کُھل گیا۔ کافی عرصہ تک وہ لوگوں کو پیر بن کر بیوقوف بناتا رہا اور آخر رجعت کا شکار ہوا۔ اور دوسرے پر کشف القبور کُھل گیا وہ قبر میں مُردوں کے برزخ کے حالات دیکھ کر روز جیتا اور روز مرتا تھا۔ ہڈیوں کا پنجر بن چکا تھا۔

اس راہ میں ایک مشاہدہ اور ہے اکثر خواتین و حضرات اور خاص کر خواتین کسی سے سن کر یا کتاب سے پڑھ کر بہت سے وظائف یا اسمِ اَللّٰہُ ذات کا ذکر اپنے طریقہ سے شروع کر دیتے ہیں لیکن یہ ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ روحانی وظائف سینہ بہ سینہ منتقل ہوتے ہیں اس لیے کتب میں درج اکثر وظائف صحیح نہیں ہوتے یا اُن کی عبارت صحیح نہیں ہوتی یا تحریر میں اور پڑھنے میں فرق آ جاتا ہے اس طرح کے جن لوگوں سے ملاقات ہوئی اُن کو اکثر غربت، فاقہ کشی یا کسی بیماری میں مبتلا پایا۔ اس میں بھی یہی نکتہ مضمر ہے۔ ایک تو وظائف کے جلالی اور

Marfat.com

جمالی کا پتہ نہیں ہوتا اور دوسرا مرشدِ کامل کے بغیر اس طرح کے وظائف کرنے سے تنگی حالات اور مشکلات کا شکار ہو جاتے ہیں کیونکہ وظائف کثرت سے کرنے سے دنیا گھر سے بھاگنے لگتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات قریب ہونے لگتی ہے کیونکہ خدا تعالیٰ اور دنیا ایک دِل میں اکٹھے نہیں رہ سکتے وظیفہ کرنے والے کو اس کا پتہ نہیں ہوتا اس لیے وہ پریشانیوں کا شکار ہو جاتا ہے۔اور جلالی وظائف کرنے سے حالت اور خراب ہو جاتی ہے حالانکہ وظائف وہ مشکلات کے خاتمہ اور حصولِ رزق کے لیے کر رہا ہوتا ہے۔اگر وظائف کرنے سے آدمی امیر ہوتا یا دولت ملتی تو مُلا اور عامل حضرات سب سے زیادہ امیر اور دولت مند ہوتے۔

ایک قسم عامل حضرات کی ہے جو روحانی مؤکلات کو قابو کر کے اُن سے کام لیتے ہیں اور لوگوں کے مسائل حل کرنے اور خاص کر لاٹری اور بانڈ کا نمبر بتانے کا کام کرتے ہیں ایک تو یہ کفر اور شرک ہے اور دوسرا ان عامل حضرات کا انجام بڑا بھیانک اور دردناک ہوتا ہے۔بڑھتی ہوئی عمر کے ساتھ چونکہ یہ وظائف پورے نہیں پڑھ سکتے جو مؤکلات کی خوراک ہوتی ہے اس لیے آخری عمر میں اِن کو دردناک بیماریوں اور مشکلات میں مبتلا پایا ہے۔

مرشدِ کامل اکمل کی راہبری میسر ہو تو وہ توازن کے ساتھ،طالب کی استطاعت کے مطابق طالب کو منزل کی طرف لے کر بڑھتا ہے تاکہ دین و دنیا دونوں ایک ساتھ چلتے رہیں مرشد کامل اکمل اس کے باطن کو خدا کی طرف لے کر چلتا ہے اور جسم کو دنیا میں مشغول رکھتا ہے اور یوں مرشد کی راہبری طالب کو تمام خطرات سے بے نیاز کر دیتی ہے۔

Marfat.com

استفادہ کتب

1۔قرآنِ مجید

2۔تفاسیر قرآنِ مجید (جن کا حوالہ کتاب میں موجود ہے۔)

3۔تفسیر روح البیان از شیخ محمد اسماعیل حقی رحمتہ اللہ علیہ ترجمہ و تفسیر مولانا فیض احمد اویسی مرحوم و مغفور

4۔کتب احادیث

5۔کتب احادیثِ قدسی

1. مرآۃ العارفین تصنیف لطیف سیّد الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

نمبر شمار	نام کتب	مترجم	سالِ اشاعت	ناشر/ادارہ
1.	مرآۃ العارفین بارِ دوم (ترجمہ و شرح)	عنبرین مغیث سروری قادری	2016ء	سلطان الفقر پبلیکیشنز 4-5/A ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن لاہور
2.	ترجمہ مراۃ العارفین	اللہ والے کی قومی دکان	درج نہیں قیمت آٹھ آنے درج ہے	اللہ والے کی قومی دکان لاہور۔
3.	کنز العارفین شرح مراۃ العارفین	فقیر میاں خادم حسین صوفی	1973ء	ناشرین پبلیشرز لاہور
4.	مرقاۃ السالکین شرح مرآۃ العارفین	محمد فیض احمد اویسی	2007ء	زاویہ پبلیشرز لاہور

2. تصانیف غوث الاعظم حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ

نمبر شمار	نام کتب	مترجم	سالِ اشاعت	ناشر/ادارہ
1.	غنیۃ الطالبین	1. مولانا محمد صدیق ہزاروی سعیدی	1988ء	فرید بک سٹال لاہور

Marfat.com

		2. مولانا محمد عبدالاحد قادری	فروری 2005ء	قادری رضوی کتب خانہ لاہور
2.	سرّ الاسرار	1. مولانا علامہ محمد منشا تابش قصوری	بارِ اوّل 12 ربیع الاول 1423ھ	قادری رضوی کتب خانہ لاہور
		2. احسن علی سروری قادری (مع عربی متن)	2014ء	سلطان الفقر پبلیکیشنز 4-5/A ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن لاہور
		3. سید امیر خان نیازی (مع عربی متن)	ستمبر 2003ء	مکتبہ العارفین 4/A ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن وحدت روڈ لاہور
		4. حافظ برکت علی قادریؒ	1401ھ	غوثیہ کتب خانہ بیرون شاہ عالم گیٹ لاہور
		5. ظفر اقبال کلیار	2012ء	زاویہ پبلیشرز لاہور
3.	(i) الرسالۃ الغوثیہ مع عربی متن	سلطان العصر حضرت غلام دستگیر القادری ناشادؒ	مارچ 1998ء	غلام دستگیر اکیڈمی دربار سلطان باھوؒ جھنگ
	(ii) تذکرہ قادریہ (مع رسالۃ الغوثیہ)	سیّد علاؤالدین گیلانی البغدادی	بارِ پنجم 2006ء	دربارِ غوثیہ شاہراہ الگیلانی کوئٹہ
4.	فتوح الغیب	1. سیّد فاروق قادری	اکتوبر 2002ء	قادری رضوی کتب خانہ لاہور
		2. سیّد محمد فاروق القادری ایم اے	1998ء	تصوف فاؤنڈیشن لاہور
		3. سکندر شاہ	1978ء	نوری بک ڈپو
		4. راجا رشید محمود ایم اے	درج نہیں	عالمین پرنٹرز لاہور
5.	الفتح الربانی	1. مولانا عبدالاحد قادری (فیوضِ غوثِ یزدانی)	2003ء	قادری رضوی کتب خانہ لاہور
		2. نفیس اکیڈمی کراچی (مع عربی متن)	درج نہیں	نفیس اکیڈمی کراچی
		3. مولانا عاشق الٰہی (مع عربی متن)	دسمبر 2008ء	العارفین پبلیکیشنز لاہور

Marfat.com

3. تصانیف شیخِ اکبر محی الدین ابنِ عربی رحمۃ اللہ علیہ

نمبر شمار	نام کتاب	مترجم	سال اشاعت	ناشر/ادارہ
1.	فصوص الحکم	1. شرح مولانا عبدالقدیر صدیقی	درج نہیں	نذیر سنز لاہور
		2. محمد ریاض قادری (شرح فصوص الحکم والایقان)	2006ء	علم و عرفان پبلشرز لاہور
2.	فتوحاتِ مکیہ (تین جلدیں)	صائم چشتی	1986ء	علی برادران تاجران کتب فیصل آباد
3.	شجرۃ الکون	علامہ صوفی محمد صدیق بیگ قادری	1985ء	علی برادران تاجران کتب فیصل آباد

4. تصانیف حجۃ الاسلام حضرت ابو حامد امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ

نمبر شمار	نام کتاب	مترجم	سال اشاعت	ناشر/ادارہ
1.	کیمیائے سعادت	محمد شریف نقشبندی	1993ء	شبیر برادرز لاہور
2.	احیاء العلوم (چار جلدیں)	مولانا محمد فیض احمد اویسی	درج نہیں	شبیر برادرز لاہور
3.	مکاشفۃ القلوب	حافظ محمد اسحاق ظفر	بار دوم 2005ء	ضیاء العلوم پبلیکیشنز راولپنڈی
4.	منہاج الزاہدین شرح منہاج العابدین	ابو ثوبان سید محمد اسد اللہ	جولائی 2004ء	شبیر برادرز لاہور
5.	حقیقت روحِ انسانی	مفتی شاہ دین	2003ء	سنگ میل پبلیکیشنز لاہور

Marfat.com

5. کتب سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ

نمبر شمار	نام کتب	مترجم	سال اشاعت	ناشر/ادارہ
1.	نورالہدیٰ کلاں	1۔سید امیر خان نیازی (مع فارسی متن)	2001ء	انجمن غوثیہ عزیزیہ حق باھو سلطان دربار عالیہ حضرت سخی سلطان باھُو جھنگ
		2۔کے۔بی۔نسیم (مع فارسی متن)	2000ء	حق باھُو منزل گلشن راوی لاہور
		3. فقیر میر محمد فارسی۔اردو	مئی2007ء	فقیر میر محمد اعوان بمقام سمندری شریف تلہ گنگ ضلع چکوال
		4. فقیر نور محمد کلاچوی	بارنہم2000ء	عرفان منزل کلاچی ڈیرہ اسماعیل خان
		5. محمد شکیل مصطفیٰ اعوان	2007ء	شبیر برادرز لاہور
		6. فقیر الطاف حسین	درج نہیں	شبیر برادرز لاہور
2.	نورالہدیٰ خورد	1. اللہ والے کی قومی دکان	درج نہیں	اللہ والے کی قومی دکان لاہور
		2. حافظ حماد الرحمٰن سروری قادری (اردو ترجمہ مع فارسی متن)	2016ء	سلطان الفقر پبلیکیشنز 4-5/A ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن لاہور
		3. کے۔بی۔نسیم (مع فارسی متن)		حق باھُو منزل گلشن راوی لاہور
3.	شمس العارفین	1. مخطوطہ (فارسی)		بقلم شہبازِ عارفاں پیر سید محمد بہادر علی شاہ کاظمی المشہدی رحمتہ اللہ علیہ
		2. حافظ حماد الرحمٰن سروری قادری (اردو ترجمہ مع فارسی متن)	2015ء	سلطان الفقر پبلیکیشنز 4-5/A ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن لاہور
		3. سید امیر خان نیازی (مع فارسی متن)	2002ء	انجمن غوثیہ عزیزیہ حق باھو سلطان دربار عالیہ حضرت سخی سلطان باھُو جھنگ
		4. محمد علی چراغ	1998ء	نذیر سنز پبلیشرز لاہور

Marfat.com

		5. حافظ محمد رمضان (مرحوم)	درج نہیں	حافظ محمد رمضان مرحوم خطیب دربار حضرت سلطان باھُوؒ جھنگ
		6. عبدالرشید شاہد القادری	درج نہیں	مکتبہ سلطانیہ گکھڑ منڈی ضلع گوجرانوالہ
		7. اللہ والے کی قومی دکان	درج نہیں	اللہ والے کی قومی دکان لاہور
4.	محکم الفقرا	1. کے۔بی۔نسیم (مع فارسی متن)	1997ء	حق باھُو منزل گلشن راوی لاہور
		2. فقیر میر محمد (اردو۔فارسی)	2006ء	فقیر میر محمد اعوان بمقام سمندری شریف تلہ گنگ ضلع چکوال
5.	مجالسۃ النبی	1. سید امیر خان نیازی (مع فارسی متن)	بارِاوّل 1996ء	انجمن غوثیہ عزیزیہ حق باھُو سلطان دربار عالیہ حضرت سخی سلطان باھُوؒ جھنگ
		2. فقیر میر محمد (فارسی۔اردو)		فقیر میر محمد اعوان بمقام سمندری شریف تلہ گنگ ضلع چکوال
6.	کلید التوحید خورد	1. بشیر احمد عارفی (مع فارسی متن)	بارِاوّل 1996ء	انجمن غوثیہ عزیزیہ حق باھُو سلطان دربار عالیہ حضرت سخی سلطان باھُوؒ جھنگ
		2. فقیر الطاف حسین	بارِاوّل 1989ء	شبیر برادرز لاہور
7.	محک الفقر کلاں	1. سید امیر خان نیازی (مع فارسی متن)	2006ء	العارفین پبلیکیشنز لاہور
		2. فقیر میر محمد (فارسی۔اردو)		فقیر میر محمد اعوان بمقام سمندری شریف تلہ گنگ ضلع چکوال
		3. کے۔بی۔نسیم (مع فارسی متن)	1996ء	حق باھُو منزل گلشن راوی لاہور
		4. اللہ والے کی قومی دکان	درج نہیں	اللہ والے کی قومی دکان لاہور
		5. محمد شکیل مصطفیٰ اعوان	2007ء	شبیر برادرز لاہور
8.	کلید التوحید کلاں	1. سید امیر خان نیازی (مع فارسی متن)	2002ء	انجمن غوثیہ عزیزیہ حق باھُو سلطان دربارِ عالیہ حضرت سخی سلطان باھُوؒ جھنگ

Marfat.com

		2. فقیر میر محمد (فارسی۔اردو)		فقیر میر محمد اعوان بمقام سمندری شریف تلہ گنگ ضلع چکوال
		3. اللہ والے کی قومی دکان	درج نہیں	اللہ والے کی قومی دکان لاہور
9.	محک الفقر خورد	کے۔بی۔نسیم (مع فارسی متن)	2000ء	حق باھو منزل گلشن راوی لاہور
10.	عین الفقر	1. حافظ حماد الرحمٰن سروری قادری (مع فارسی متن)	2016ء	سلطان الفقر پبلیکیشنز 4-5/A ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن لاہور
		2. فقیر الطاف حسین	1998ء	شبیر برادرز لاہور
		3. سید امیر خان نیازی (مع فارسی متن)	دسمبر 2004ء	العارفین پبلیکیشنز 4/A۔ ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن لاہور
		4. کے۔بی نسیم (مع فارسی متن)	2001ء	حق باھو منزل گلشن راوی لاہور
		5. اللہ والے کی قومی دکان	درج نہیں	اللہ والے کی قومی دکان لاہور
11.	سلطان الوھم	1. حافظ حماد الرحمٰن سروری قادری	اگست 2012	سلطان الفقر پبلیکیشنز 4/A ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن وحدت روڈ لاہور
		2. فقیر میر محمد (فارسی۔اردو)	1999ء	ڈھلی شریف تحصیل تلہ گنگ ضلع چکوال
12.	اسرارِ قادری	1. اللہ والے کی قومی دکان	1952ء	اللہ والے کی قومی دکان لاہور
		2. فقیر الطاف حسین	1996ء	شبیر برادرز لاہور
		3. محمد شریف عارف نوری	1994ء	پروگریسو بکس اردو بازار لاہور
		4. سید امیر خان نیازی (مع فارسی متن)	2010ء	العارفین پبلیکیشنز لاہور
13.	تیغِ برہنہ	1. محسن فقری	2004ء	شبیر برادرز لاہور
		2. کے بی نسیم (مع فارسی متن)	1998ء	حق باھو منزل گلشن راوی لاہور
14.	قربِ دیدار	محسن فقری	2005ء	شبیر برادرز لاہور

Marfat.com

15. کشف الاسرار	1. فقیر الطاف حسین (مع فارسی متن)	درج نہیں	شبیر برادرز لاہور
	2. حافظ حماد الرحمٰن سروری قادری (اردو ترجمہ مع فارسی متن)	2014ء	سلطان الفقر پبلیکیشنز 4-5/A ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن لاہور
16. دیدار بخش خورد	1. فقیر الطاف حسین (مع فارسی متن)	درج نہیں	شبیر برادرز اردو بازار لاہور
	2. کے۔بی۔نسیم (مع فارسی متن)	2000ء	حق باھُوؒ منزل گلشن راوی لاہور
	3. فقیر میر محمد (فارسی)	—	فقیر میر محمد اعوان بمقام سمندری شریف تلہ گنگ ضلع چکوال
17. امیر الکونین	1. اللہ والے کی قومی دکان	درج نہیں	اللہ والے کی قومی دکان لاہور
	2. سید امیر خان نیازی (مع فارسی متن)		العارفین پبلیکیشنز لاہور
	3. محمد عبد الرشید شاہد القادری	1425ھ	مکتبہ سلطانیہ گکھڑ منڈی ضلع گوجرانوالہ
	4. محمد شکیل مصطفیٰ اعوان	2007ء	شبیر برادرز لاہور
18. رسالہ اورنگ شاہی	1. فقیر الطاف حسین	جون 1995ء	شبیر برادرز لاہور
	2. کے۔بی۔نسیم (مع فارسی متن)	1998ء	حق باھُو منزل گلشن راوی لاہور
	3. اللہ والے کی قومی دکان	درج نہیں	اللہ والے کی قومی دکان لاہور
	4. ڈاکٹر سلطان الطاف علی (مع فارسی متن)		باھُو پبلیکیشنز کوئٹہ
19. فضل اللقاء	محمد شریف عارف نوری	یکم ستمبر 1994ء	پروگریسو بکس لاہور
20. عقلِ بیدار	1. شاہد القادری	نامعلوم	مکتبہ سلطانیہ گکھڑ منڈی ضلع گوجرانوالہ
	2. کے۔بی۔نسیم (مع فارسی متن)	2003ء	حق باھُو منزل گلشن راوی لاہور
	3. اللہ والے کی قومی دکان	درج نہیں	اللہ والے کی قومی دکان لاہور
21. کلیدِ جنت	کے۔بی۔نسیم (مع فارسی متن)	1996ء	سلطان باھُو اکیڈمی حق باھُو منزل گلشن راوی لاہور
22. مفتاح العارفین	محمد شریف عارف	1994ء	پروگریسو بکس لاہور

Marfat.com

23.	توفیق الہدایت	محمد شریف عارف	1993ء	پروگریسو بکس لاہور
24.	محبت الاسرار	1. محمد شریف عارف	1993ء	پروگریسو بکس لاہور
		2. کے۔بی۔نسیم (مع فارسی متن)	2001ء	حق باھو منزل گلشن راوی لاہور
25.	جامع الاسرار	کے۔بی۔نسیم (مع فارسی متن)	2003ء	حق باھو منزل گلشن راوی لاہور
26.	گنج الاسرار	1. فقیر الطاف حسین	درج نہیں	شبیر برادرز لاہور
		2. حافظ حماد الرحمٰن سروری قادری (اردو ترجمہ مع فارسی متن)	2015ء	سلطان الفقر پبلیکیشنز 4-5/A ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن لاہور
27.	طرفۃ العین	فقیر الطاف حسین	فروری 1996ء	شبیر برادرز لاہور
28.	رسالہ روحی شریف (مع فارسی متن)	1. شاہد القادری	درج نہیں	مکتبہ سلطانیہ گکھڑ منڈی ضلع گوجرانوالہ
		2. سید امیر خان نیازی	درج نہیں	انجمن غوثیہ عزیزیہ حق باھو سلطان دربار عالیہ حضرت سخی سلطان باھُوؒ جھنگ
		3. ڈاکٹر سلطان الطاف علی	درج نہیں	غلام دستگیر اکیڈمی دربار حضرت سخی سلطان باھُوؒ جھنگ
		4. پروفیسر احمد سعید ہمدانی	درج نہیں	غلام دستگیر اکیڈمی دربار حضرت سخی سلطان باھُوؒ جھنگ
		5. اللہ والے کی قومی دکان	درج نہیں	اللہ والے کی قومی دکان لاہور
29.	ابیاتِ باھو (ترجمہ و شرح)	ڈاکٹر سلطان الطاف علی	مارچ 1995ء	ناشاد پبلیشرز زریگل پلازہ کوئٹہ
30.	سی حرفی ابیاتِ باھُو (شرح و ترجمہ)	احمد سعید ہمدانی	12 اپریل 2001ء	العارفین پبلیکیشنز جوہر آباد ضلع خوشاب
31.	ھُو دے بیت	ممتاز بلوچ	2007ء	سانجھ پبلیکیشنز ٹمپل روڈ لاہور
32.	عکسِ باھُوؒ منظوم اردو ترجمہ	مسعود قریشی	1980ء	لوک ورثہ اسلام آباد

Marfat.com

33.	کلامِ سلطان باھوؒ	ڈاکٹر نذیر احمد	1981ء	پیکجز لاہور
34.	مکمل ابیات سلطان باھوؒ	محمد شریف صابر	1996ء	سید اجمل حسین میموریل سوسائٹی لاہور
35.	دیوانِ باھوؒ (فارسی)		مارچ 2004ء	ادارہ تعلیم القرآن اعوان ٹاؤن لاہور
36.	دیوانِ باھو	ڈاکٹر سلطان الطاف علی	2003ء	سلطان باھوؒ اکیڈمی لاہور
37.	نقشِ باھوؒ منظوم ترجمہ فارسی دیوان	مسعود قریشی	1996ء	لوک ورثہ اسلام آباد

6. کتب سلطان محمد نجیب الرحمٰن (مصنف تصنیف ہذا)

نمبر شمار	نام کتاب	سال اشاعت	ناشر/ادارہ
1.	رسالہ روحی شریف (مع فارسی متن)	اگست 2012ء	سلطان الفقر پبلیکیشنز 4/A ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن لاہور
2	شمس الفقرا (بارِاوّل)	دسمبر 2012ء	سلطان الفقر پبلیکیشنز 4/A ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن لاہور
3	مجتبیٰ آخر زمانی (بارِاوّل)	جنوری 2013ء	سلطان الفقر پبلیکیشنز 4/A ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن لاہور
4	کلام مشائخ سروری قادری	دسمبر 2014ء	سلطان الفقر پبلیکیشنز 4-5/A ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن لاہور
5	حقیقت اسمِ اللہ ذات (بارِاوّل)	جون 2016ء	سلطان الفقر پبلیکیشنز 4-5/A ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن لاہور
6	مرشد کامل اکمل (بارِاوّل)	جون 2016ء	سلطان الفقر پبلیکیشنز 4-5/A ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن لاہور
7	سلطان باھوؒ	مارچ 2016ء	سلطان الفقر پبلیکیشنز 4-5/A ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن لاہور
8	فقرِ اقبالؒ	مارچ 2014ء	سلطان الفقر پبلیکیشنز 4-5/A ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن لاہور

Marfat.com

9	فضائل اہلِ بیت وصحابہ کرامؓ (قرآن وحدیث کی روشنی میں)	جنوری 2013ء	سلطان الفقر پبلیکیشنز 4/A ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن لاہور
10	خلفائے راشدین	جنوری 2013ء	سلطان الفقر پبلیکیشنز 4/A ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن لاہور
11	حقیقت عید میلاد النبیؐ	دسمبر 2012ء	سلطان الفقر پبلیکیشنز 4/A ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن لاہور
12	سوانح حیات سیّد محمد عبد اللہ شاہ مدنی جیلانیؒ	اگست 2012ء	سلطان الفقر پبلیکیشنز 4/A ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن لاہور
13	سیّد الشہدا حضرت امام حسینؓ اور یزیدیت	نومبر 2013ء	سلطان الفقر پبلیکیشنز 4/A ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن لاہور
14	حقیقتِ محمدیہ	جنوری 2013ء	سلطان الفقر پبلیکیشنز 4/A ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن لاہور
15	حیات وتعلیمات سیّدنا غوث الاعظمؓ	جنوری 2013ء	سلطان الفقر پبلیکیشنز 4/A ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن لاہور
16	ابیاتِ باھُوؒ کامل	دسمبر 2015ء	سلطان الفقر پبلیکیشنز 4-5/A ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن لاہور
17	حقیقتِ نماز	نومبر 2013ء	سلطان الفقر پبلیکیشنز 4-5/A ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن لاہور
18	حقیقتِ روزہ	مئی 2015ء	سلطان الفقر پبلیکیشنز 4-5/A ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن لاہور
19	حقیقتِ حج	مئی 2015ء	سلطان الفقر پبلیکیشنز 4-5/A ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن لاہور
20	حقیقتِ زکوٰۃ	دسمبر 2015ء	سلطان الفقر پبلیکیشنز 4-5/A ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن لاہور
21	تزکیۂ نفس کا نبویؐ طریق	مئی 2015ء	سلطان الفقر پبلیکیشنز 4-5/A ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن لاہور
22	نفس کے ناسور	مئی 2015ء	سلطان الفقر پبلیکیشنز 4-5/A ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن لاہور

Marfat.com

7. دیگر کتب

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف/مترجم	سال اشاعت	ناشر/ادارہ
1.	کشف المحجوب	حضرت علی ہجویری داتا گنج بخشؒ/مترجم مولانا میاں رمضان علی	1970ء	فضل نور اکیڈمی چک سادہ شریف ضلع گجرات
2.	انفاس العارفین	حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ	2007ء	علم و عرفان پبلیشرز لاہور
3.	معالی الھمم	حضرت جنید بغدادیؒ	1998ء	نذیر سنز لاہور
4.	انسانِ کامل	سید عبدالکریم الجیلیؒ	طبع چہارم 1980ء	نفیس اکیڈمی کراچی
5.	طواسین	حضرت منصور حلاجؒ مترجم محمد اکرم الازہری	2008ء	تصوف فاؤنڈیشن لاہور
6.	تصوف کے روشن حقائق	حضرت شیخ عبدالقادر عیسیٰ شاذلیؒ مترجم شمس صدیقی	2003ء	مکتبہ زاویہ لاہور
7.	عوارف المعارف	حضرت شہاب الدین سہروردیؒ مترجم شمس صدیقی	جنوری 2001ء	فرید بک ڈپو دہلی (انڈیا)
8.	سِرّ الحبیب	شاہ حبیب اللہ قادریؒ، مترجم غلام رسول	درج نہیں	آستانہ عالیہ بغداد شریف تحصیل خانیوال ضلع ملتان
9.	اشرافِ عرب	سیّد محمد نجم الحسن فضلی	1999ء	مملوکہ مسعود جھنڈیر ریسرچ لائبریری میلسی
10.	تواریخ آئینہ تصوف	شاہ محمد حسن صابری چشتی رام پوری	بارِ سوم 1424ھ	مکتبہ صابریہ قصور
11.	تاریخ مشائخ قادریہ رزاقیہ (بحوالہ برصغیر پاک و ہند)	پروفیسر محمد حسین آزاد القادری	2008ء	ورسٹائل پرنٹرز لاہور
12.	تاریخ مشائخِ قادریہ (تین جلدیں)	ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم	2001ء	کتب خانہ امجدیہ دہلی (انڈیا)
13.	راہ نمائے مزاراتِ دہلی	محمد عاصم القادری سنبھلی	2007ء	محمدی بک ڈپو پرانی دہلی انڈیا
14.	مزاراتِ اولیاء دہلی	محمد عالم شاہ فریدی	1927ء	فرید بک ڈپو دہلی انڈیا

Marfat.com

		اضافہ وترمیم ڈاکٹر محمد حفیظ الرحمٰن صدیقی	2006ء	فرید بک ڈپو دہلی انڈیا
15.	واقعات دارالحکومت دہلی جلد دوم	بشیرالدین احمد	1337ھ طبع دہلی	مملوکہ پنجاب پبلک لائبریری لاہور
16.	دہلی زیارات وآثارات	سردار احمد علی	1337ھ طبع دہلی	مملوکہ پنجاب پبلک لائبریری لاہور
17.	مزارات اولیائے دہلی	مولوی محمد عالم شاہ	1330ھ طبع دہلی	مملوکہ پنجاب پبلک لائبریری لاہور
18.	اولیائے ملتان	اولاد علی گیلانی	طبع لاہور	مملوکہ پنجاب پبلک لائبریری لاہور
19.	اولیائے ملتان	بشیر حسین ناظم	طبع لاہور	مملوکہ پنجاب پبلک لائبریری لاہور
20.	تذکرہ اولیائے ملتان	امتیاز حسین شاہ	طبع لاہور	کتب خانہ حاجی نیاز احمد بوہر گیٹ ملتان
21.	راہنمائے مقاماتِ مقدس دارالحکومت دہلی	مرزا آفتاب بیگ عرف نواب مرزا بیگ دہلوی	طبع دہلی	مملوکہ قمیصیہ لائبریری درگاہ شریف ساڈھورا ہریانہ انڈیا
22.	آثارِ دہلی		طبع دہلی	مملوکہ قمیصیہ لائبریری درگاہ شریف ساڈھورا ہریانہ انڈیا
23.	باغِ سادات	سیّد تجمل حسین شاہ نقوی بخاری	طبع لاہور بار سوم 1947ء	مملوکہ نسخہ غلام محمد ولد منظور احمد اوچ شریف بہاولپور
24.	تاریخ بزرگانِ دہلی	کلیم مختار احمد سبزواری	1972ء دہلی	مملوکہ قمیصیہ لائبریری درگاہ شریف ساڈھورا ہریانہ انڈیا
25.	قلائد الجواہر فی مناقب شیخ عبدالقادرؒ	علامہ محمد یحییٰ تاذفیؒ مترجم عبدالستار قادری	2006ء	شبیر برادرز لاہور
26.	خلاصۃ المفاخر فی مناقبِ شیخ عبدالقادرؒ	امام محمد عبداللہ یافعیؒ ترجمہ سیّد محمد فاروق القادری	2008ء	تصوف فاؤنڈیشن لاہور
27.	نزہۃ الخاطر الفاتر فی مناقب شیخ عبدالقادرؒ	ملا علی قاریؒ ترجمہ علامہ اقبال احمد فاروقی	2007ء	قادری رضوی کتب خانہ لاہور

Marfat.com

28.	تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ سیّدنا عبدالقادرؒ	سیّد عبدالقادر اربلی ترجمہ مولانا محمد عبدالاذر قادری	2007ء	قادری رضوی کتب خانہ لاہور
29.	بہجتہ الاسرار	امام ابوالحسن الشطنوفی الشافعی	2008ء	شبیر برادرز لاہور
30.	پاکستان میں صوفیانہ تحریکیں	ڈاکٹر میمن عبدالمجید سندھی	2000ء	سنگِ میل پبلیکیشنز لاہور
31.	تذکرہ اولادِ غوث اعظمؓ	سیّد مظفر حسین گیلانی	2000ء	ادارہ گیلانیہ قادریہ گولڑا شریف آزاد کشمیر
32.	مثنوی مولانا روم	مولانا جلال الدین رومیؒ مترجم محمد عالم امیری	طبع پنجم نومبر 2005ء	خدیجہ پبلکیشنز لاہور
33.	کتاب الروح	علامہ حافظ ابن القیم مترجم مولانا راغب رحمانی	جون 1982ء	نفیس اکیڈمی کراچی
34.	تذکرۃ الاولیاء	حضرت فریدالدین عطارؒ	درج نہیں	جہانگیر بک ڈپو لاہور
35.	شرح اسماء الحسنٰی	قاضی محمد سلیمان منصور پوری	درج نہیں	ادارہ اسلامیات لاہور
36.	الفقر فخری	سید ابوالفیض قلندر سہروردیؒ	مارچ 2008ء	اورینٹیل پبلیکیشنز لاہور
37.	سکینتہ الاولیاء	شہزادہ داراشکوہ	مئی 2000ء	پروگریسو بکس لاہور
38.	سفینتہ الاولیاء	شہزادہ داراشکوہ	طبع ہفتم 1986ء	نفیس اکیڈمی کراچی
39.	تاریخ تصوف	پروفیسر یوسف سلیم چشتی	درج نہیں	دارالکتاب لاہور
40.	تذکرہ غوثیہ	ملفوظات غوث علی شاہ قلندر قادری پانی پتی	درج نہیں	مشتاق بک کارنر الفیصل مارکیٹ لاہور
41.	مشکل کُشا	صائم چشتی	بارسوم جولائی 1992ء	چشتی کتب خانہ فیصل آباد
42.	شہید ابنِ شہید	صائم چشتی	1993ء	چشتی کتب خانہ فیصل آباد
43.	خصائص نسائی	صائم چشتی	1985ء	چشتی کتب خانہ فیصل آباد

Marfat.com

44.	التبول	صائم چشتی	فروری 2004ء	شبیر برادرز لاہور
45.	المنہاج السوی	پروفیسر طاہر القادری	اشاعت ششم 2006ء	منہاج القرآن پبلیکیشنز لاہور
46.	عرفان السنہ	پروفیسر طاہر القادری	2006ء	منہاج القرآن پبلیکیشنز لاہور
47.	شیخِ اکبر محی الدین ابنِ عربی	محمد شفیع بلوچ	2006ء	مکتبہ جمال لاہور
48.	روحانیت اور اسلام	کپتان واحد بخش سیال	1995ء	الفیصل ناشران تاجران کتب لاہور
49.	سِرّ دلبراں	حضرت شاہ سید محمد ذوقی	1995ء	الفیصل ناشران تاجران کتب لاہور
50.	عرفان (جلد اول)	فقیر نور محمد کلاچوی	1999ء	عرفان منزل کلاچی ڈیرہ اسماعیل خان
51.	مخزن الاسرار	فقیر نور محمد کلاچوی	1999ء	عرفان منزل کلاچی ڈیرہ اسماعیل خان
52.	حیاتِ سروری	فقیر عبدالحمید	2000ء	عرفان منزل کلاچی ڈیرہ اسماعیل خان
53.	شمع جمال	پروفیسر احمد سعید ہمدانی	1995ء	غلام دستگیر اکیڈمی دربار سلطان باھُوؒ جھنگ
54.	حقیقتِ ابدال و رجالِ غیب	پروفیسر احمد سعید ہمدانی	1993ء	غلام دستگیر اکیڈمی دربار سلطان باھُوؒ جھنگ
55.	احوال و مقامات سلطان باھُوؒ	احمد سعید ہمدانی	بار چہارم 1995ء	حضرت غلام دستگیر اکیڈمی دربار حضرت سلطان باھُوؒ جھنگ
56.	سلطان العارفین حضرت سلطان باھُوؒ (حیات و تعلیمات)	احمد سعید ہمدانی	مارچ 1995ء	حضرت سلطان باھُوؒ اکیڈمی لاہور

Marfat.com

57.	مناقبِ سلطانی	1. سلطان حامد علیؒ مترجم ارشد القادری	درج نہیں	مکتبہ سلطانیہ گکھڑ منڈی گوجرانوالہ
		2. اللہ والے کی قومی دکان	درج نہیں	اللہ والے کی قومی دکان کشمیری بازار لاہور
58.	مرآتِ سلطانی (باھُو نامہ کامل)	ڈاکٹر سلطان الطاف علی	2006ء	باھو پبلیکیشنز کوئٹہ لاہور جھنگ
59.	اسلام میں وسیلے کا تصور	محمد معراج الاسلام	درج نہیں	ادارہ عرفان القرآن اعوان ٹاؤن لاہور
60.	دروس بسم اللہ	محمد معراج الاسلام	درج نہیں	ادارہ عرفان القرآن اعوان ٹاؤن لاہور
61.	سیرت غوث الاعظمؒ	علامہ عبدالرحیم	2006ء	قادری رضوی کتب خانہ لاہور
62.	تذکرہ اولیائے جھنگ	بلال زبیری	جنوری 2000ء	جھنگ ادبی اکیڈمی جھنگ صدر
63.	تاریخِ جھنگ	بلال زبیری	2002ء	جھنگ ادبی اکیڈمی جھنگ صدر
64.	وادی سون سکیسر (تاریخ، تہذیب، ثقافت)	محمد سرور خان اعوان	2002ء	الفیصل ناشران تاجران کتب لاہور
65.	سیرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ	امام ابن کثیرؒ مترجم عبدالاحد قادری	2006ء	نوری کتب خانہ لاہور
66.	حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ	ابوالعرفان حاجی فتح محمد نسیم	اگست 2003ء	مکتبہ جمال دربار مارکیٹ لاہور
67.	رابطہ شیخ	پیر عبداللطیف خان	دسمبر 1996ء	جنگ پبلیشرز لاہور
68.	بیعت اور اس کی تشکیل	پیر عبداللطیف خان	مئی 2000ء	جنگ پبلیشرز لاہور

Marfat.com

.69	حضور قلب	پیر عبداللطیف خان	درج نہیں	جنگ پبلیشرز لاہور
.70	(i) اسرارِ حقیقی	مکتوبات خواجہ غریب نواز حضرت معین الدین چشتیؒ بنام حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ	درج نہیں	اللہ والے کی قومی دکان لاہور
	(ii) اسرارِ حقیقی	ایضاً	ستمبر2004ء	اکبر بک سیلرز لاہور
.71	سیّد عبدالرحمٰن جیلانی دہلوی رحمتہ اللہ علیہ (مخطوطہ)	مرتب سیّد سلیم الزماں ہاشمی (انڈیا)	---	مملوکہ محمد اسد خان لاہور مجیب الرحمٰن انڈیا
.72	سوانح عمری حضرت خواجہ عبدالغفور شاہ رحمتہ اللہ علیہ	مرتب پیر محمد یوسفؒ	---	دربار پیر محمد عبدالغفور شاہؒ جھنگ
.73	ملفوظات پیر محمد عبدالغفور شاہ رحمتہ اللہ علیہ	مرتبہ پیر عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ	---	مملوکہ پیر محبوب الحق جھنگ
.74	سیارہ ڈائجسٹ خلفائے راشدین اور اولیاء کرام نمبر			
.75	کلیاتِ اقبالؒ (فارسی)			
.76	کلیاتِ اقبالؒ (اردو)			
.77	خطباتِ اقبالؒ			
.78	کلام حضرت خواجہ غلام فریدؒ			
.79	کلام حضرت بلھے شاہؒ			
.80	دیوانِ حافظ			
.81	مکتوباتِ مجددیہ			

اور بہت سی تفاسیر، کُتب احادیث، کتب اور رسائل جن کا حوالہ کتاب کے اندر موجود ہے، سے استفادہ کیا گیا ہے۔

Marfat.com

English Books

No.	Name of Books	Writer/Translator	Year	Publisher
1	Sultan Bahoo-The Life and Teachings	Sultan Mohammad Najib-ur-Rehman translated by Yasmin Khurshid Malik Sarwari Qadri, Mrs. Ambreen Moghees Sarwari Qadri and Neyn Tara Sarwari Qadri	2014	Sultan-ul-Faqr Publications 4-5/A Extension Education Town, Lahore, Pakistan
2	The Spiritual Guides of Sarwari Qadri Order	Sultan Mohammad Najib-ur-Rehman translated by Yasmin Khurshid Malik Sarwari Qadri, Mrs. Ambreen Moghees Sarwari Qadri and Neyn Tara Sarwari Qadri	2015	Sultan-ul-Faqr Publications 4-5/A Extension Education Town, Lahore, Pakistan
3	Kashf-ul-Asrar	Written by Sultan Bahoo and translated by Mrs. Ambreen Moghees Sarwari Qadri	2015	Sultan-ul-Faqr Publications 4-5/A Extension Education Town, Lahore, Pakistan
4	Ganj-ul-Asrar	Written by Sultan Bahoo and translated by Mrs. Ambreen Moghees Sarwari Qadri	2015	Sultan-ul-Faqr Publications 4-5/A Extension Education Town, Lahore, Pakistan
5	Shams-ul-Arifeen	Written by Sultan Bahoo and translated by Mrs. Ambreen Moghees Sarwari Qadri	2016	Sultan-ul-Faqr Publications 4-5/A Extension Education Town, Lahore, Pakistan
6	Hazrat Sultan Bahoo Life and Work	Syed Ahmad Saeed Hamdani	2001	Na'shad Publishers, Regal plaza, Quetta
7	Sultan-ul-Waham	Written by Sultan Bahoo and translated by Mrs. Ambreen Moghees Sarwari Qadri	2016	Sultan-ul-Faqr Publications 4-5/A Extension Education Town, Lahore, Pakistan

Marfat.com

No.	Name of Books	Writer/Translator	Year	Publisher
8	Ain-ul-Faqr	Written by Sultan Bahoo and translated by Mrs. Ambreen Moghees Sarwari Qadri	2016	Sultan-ul-Faqr Publications 4-5/A Extension Education Town, Lahore, Pakistan
9	Sultan-Bahoo	Sultan Mohammad Najib-ur-Rehman translated by Mrs. Ambreen Moghees Sarwari Qadri	2016	Sultan-ul-Faqr Publications 4-5/A Extension Education Town, Lahore, Pakistan
10	The Spiritual Reality of Prayer (Salat)	Sultan Mohammad Najib-ur-Rehman translated by Dr. Sahar Wariach Sarwari Qadri	2016	Sultan-ul-Faqr Publications 4-5/A Extension Education Town, Lahore, Pakistan
11	The Spiritual Reality of Zakat	Sultan Mohammad Najib-ur-Rehman translated by Neyn Tara Sarwari Qadri	2016	Sultan-ul-Faqr Publications 4-5/A Extension Education Town, Lahore, Pakistan
12	Imam Hussain and Yazid	Sultan Mohammad Najib-ur-Rehman translated by Yasmin Khurshid Malik Sarwari Qadri	2016	Sultan-ul-Faqr Publications 4-5/A Extension Education Town, Lahore, Pakistan
13	Risala Roohi Sharif	Written by Sultan Bahoo and translated and exegesis by Mrs. Ambreen Moghees Sarwari Qadri	2015	Sultan-ul-Faqr Publications 4-5/A Extension Education Town, Lahore, Pakistan

Marfat.com

شمس الفقرا

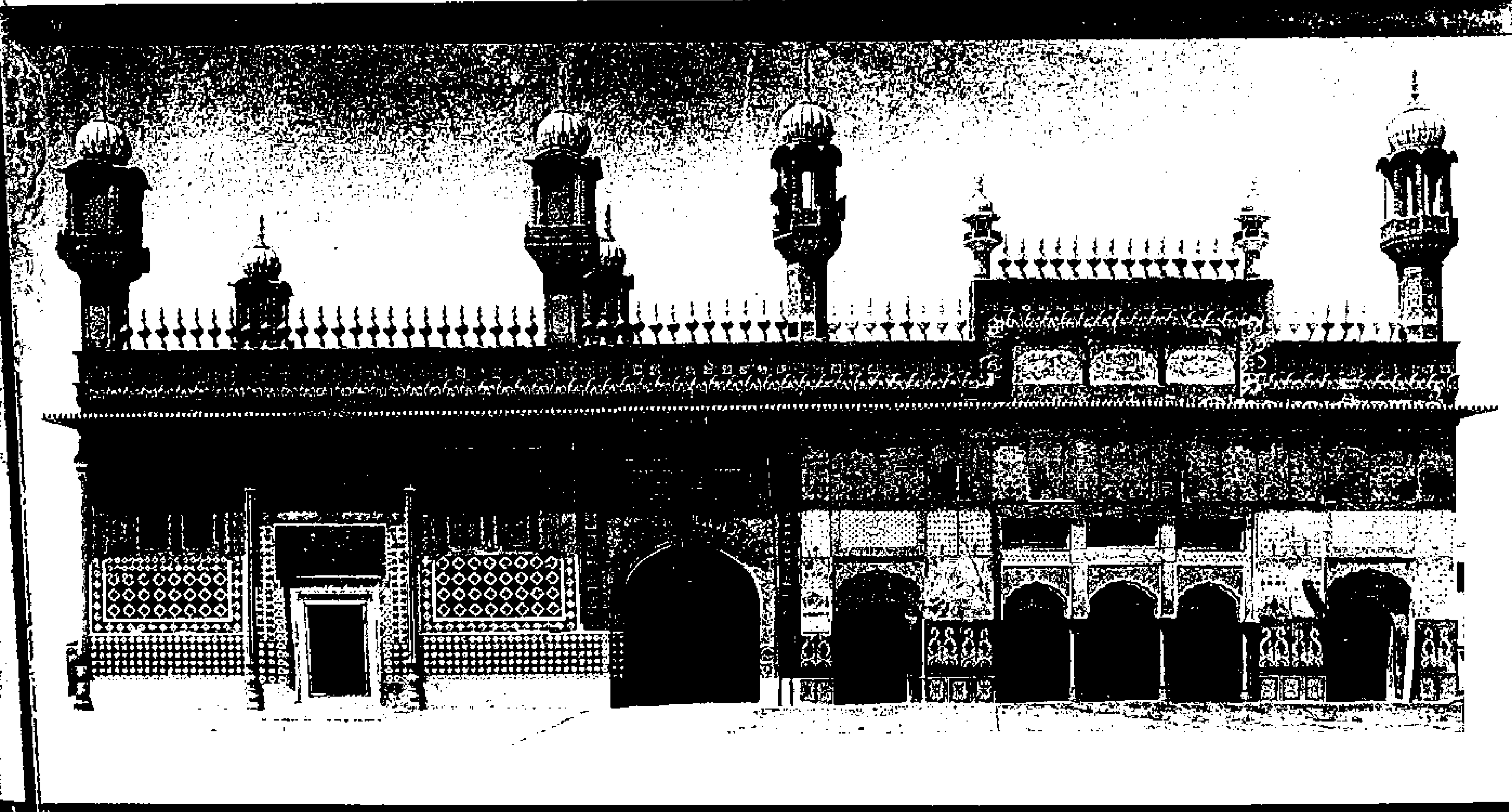

تصنیفِ لطیف

خادم سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس

Marfat.com